از تالیف لطیف عالم ربانی مقبول بارگاہ صمدانی یگانۂ زمان مولوی وحید الزمان صاحب کتاب مستطاب انوار اللغۃ

تیسیر الباری

ترجمہ اردو

صحیح البخاری

مع الشرحین

فتح الباری

و

ارشاد الساری

یعنے قسطلانی مع

نیل الاوطار

شرح

منتقی الاخبار

باہتمام شیخ محی الدین تاجر کتب در مطبع صدیقی لاہور در سنہ ۱۳۰۶ بزیور طبع مزین گردیدہ

فہرست کتاب مستطاب تسہیل القاری ترجمہ اردو صحیح بخاری پارہ اول

۱۳۲

پارهٔ اوّل

از تالیف لطیف عالم ربانی مقبول بارگاه صمدی یگانه زمان مولوی وحید الزمان صاحب کتب مستطاب کنز الحقائق و هدیة المهدی ...

تیسیر القاری

ترجمه اردو

صحیح البخاری

مع الشرحین

فتح الباری

و

ارشاد الساری

یعنی قسطلانی مع

نیل الاوطار

شرح

منتقی الاخبار

باهتمام شیخ محی الدین تاجر کتب در مطبع صدیقی واقع لاهور در سنه ۱۳۰۴ زیور طبع فرزین گردید

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي هدانا لخالص الايمان وارشدنا الى اتباع السنة والقرآن والصلوة والسلام على نبيه
الذي دينه خير اديان وعلى آله واصحابه براهين الايمان وهداة العميان وعلى من تبعهم او تبع من تبعهم بالاحسان سيما
على الامام الذي فاق الائمة والاقران وذاق من الدين حلاوة الايمان حافظ السنن والآثار بعد القرآن ومميز
الضعاف من الصحاح والحسان من قال في حقه سيد الانس والجان لو كان الدين عند الثريا لناله رجال
من ابناء فارس يعني ابن بردزبه رحمة الله عليه وعلى اتباعه مع صنوف التحية الوف الغفران اما بعد فقير حقير وحيد الزمان
کی طرف سے عاشقان حدیث نبوی و مشتاقان ملت مصطفوی کو بشارت دیتا ہوں کہ اواخر شعبان ۱۳۰۵ ہجری میں محض اللہ کے فضل
سے صحیح مسلم شریف کا ترجمہ ختم ہوا اور منجملہ صحاح ستہ کی پانچ کتابوں کے ترجمہ سے یعنی سنن ترمذی اور موطا امام مالک اور
سنن ابو داؤد اور سنن نسائی اور صحیح مسلم سے فراغت حاصل ہوئی اب صحاح ستہ میں سے صرف یہی ایک کتاب باقی
تھی جو ان کتابوں میں افضل اور اعلیٰ ہے اور جو بعد قرآن شریف کے دنیا کی تمام کتابوں سے صحیح اور قابل اعتماد ہے
اور جسکی نسبت شیخین صحیحین یعنی صحیح بخاری علیہ الرحمۃ والغفران اس کتاب عظیم الشان کے ترجمہ میں برخلاف دیگر
تراجم کے یہ کام کیا گیا کہ حدیث مع اسناد نقل کی گئی اسیطرح ترجمہ میں بھی متن حدیث اور اسناد دونوں کا ترجمہ کیا
گیا تاکہ جو لوگ عربی دان صحیح بخاری پڑھنا چاہیں وہ بھی اس ترجمہ سے حظ وافر اور حصہ کامل حاصل کریں اور جناب
فیض مآب حامی دین و ملت قامع شرک و بدعت وارث سید المرسلین خاتم العلماء والمجتہدین مولانا و مقتدانا نواب
سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر دام فیضہ کا بھی منشا اسی کا مقتضی ہوا اور سر ہو یہ کہ فتح الباری اور ارشاد الساری

ان دونو شرحون کے تمام مضامین باستثنا تحقیقات لفظی کے اس ترجمہ مین درج کیے گئے کیونکہ یہی دو شرحین معروف اور متداول ہین ان کے سوا بعض مطالب اور شرحون اور کتابون سے بھی لیے گئے ہین تیسرے یہ کہ تحقیقات مسائل فقہی نیل الاوطار شوکانی سے اکثر مطالب اور مضامین اسمین درج کیے گئے اور ظاہر ہے کہ نیل الاوطار سے بڑھکر تحقیق مسائل مین کوئی کتاب نہین ہے پس یہ ترجمہ جامع ہے قسطلانی اور فتح الباری اور نیل الاوطار کو چوتھا ایک عجیب کام کیا ہے وہ یہ کہ ترجمہ کے بعد دوسرے حاشیے مین بھی بطور اختصار لکھدی ہین جو اس کتاب سے متعلق صحاح وغیرہ وغیرہ کی باقی کتابون مین مروی ہین اور جنکو امام بخاری نے اپنی شرط پر نہ ہونیکی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے نہین نکالا اس سے یہ غرض ہے کہ جو کوئی اس کتاب کو حاصل کرے اوسکو کسی حدیث کو دیکھنے کے لیے صحاح ستہ وغیرہ اور کتابون کی ضرورت نہ رہے پس یہ ترجمہ جو جامع ہے تمام فوائد اور احادیث کا درحقیقت ایک شرح عظیم ہے صحیح بخاری کی جسکی مثل آجتک کوئی کتاب تالیف نہین ہوئی اور اسکا اتمام تخمیناً تیس جلدون مین نظر آتا ہے یعنی ہر ایک پارہ ایک جلد ضخیم ہوگا یا اللہ جیسے تو نے مجھ ضعیف ناتوان کو اپنی قدرت کاملہ اور اعانت و امداد شاملہ سے اتنی کتابون کے تمام کی توفیق بخشی اسیطرح اس کتاب عظیم الشان کا بھی ترجمہ میرے ہاتھ سے ختم کرا دے اور ان چھیون کتابون کو قیامت تک مقبول و متداول کر دے اور ہر ا کر ان کی وجہ سے تمام مسلمانونکو اور خاصکر بالتخصیص میرا اور اس اپنے بندے کا جس کی توجہ اور ارادہ سے دنیا مین علم حدیث کا نشر ہوا اور ہو رہا ہے بھلا کر اور برکت دے اسکی عمر اور دولت اور صحت اور اقبال مین اور بلند کر اوسکا درجہ دنیا اور آخرت مین اور بچا رکھہ اوسکو حاسدون اور دشمنون کے شر سے یا رب العلمین

امام بخاری نے اس کتاب کو کیون تالیف کیا اسکا بیان

حافظ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری شرح صحیح بخاری مین فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اور کبار تابعین کے عہد مین جمع اور ترتیب احادیث کی رسم نہ تھی دو وجہون سے ایک تو یہ کہ شروع زمانہ مین اس کی ممانعت ہوئی تھی جیسے صحیح مسلم مین ثابت ہے اس ڈر سے کہ کہین قرآن اور حدیث مل جاوین دوسرے یہ کہ ان لوگون کے حافظے وسیع تھے ذہن صاف تھے اسکے سوا انمین سے اکثر لوگ کتابت سے واقف نہ تھے پھر تابعین کے اخیر زمانہ مین احادیث کی ترتیب اور تبویب شروع ہوئی جب عالم لوگ مختلف شہرون مین پھیل گئے اور خوارج اور روافض اور منکران قدر کی بدعتین بہت ہوئین تو سب سے اول حدیث کو جمع کیا ربیع بن صبیح اور سعید بن ابی عروبہ اور اور لوگون نے اور وہ ہر ایک باب مین ایک جدا کتاب تصنیف کرتے تھے یہانتک کہ طبقہ ثالثہ کے بڑے لوگ اوٹھے اور انہون نے احکام کو جمع کیا تو امام مالک نے موطا تصنیف کی جسمین اہل حجاز کی قوی روایتین درج کین اور اقوال صحابہ اور فتاوی تابعین کو بھی شریک کیا اور ابو محمد عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج نے مکہ مین تالیف کی اور ابو عمرو عبد الرحمن بن عمرو اوزاعی نے شام مین اور ابو عبد اللہ

سفیان بن سعید ثوری نے کوفہ مین اور ابو سلمہ حماد بن سلمہ بن دینار نے بصرہ مین پہر اونکے بعد بہت سی لوگون نے اسی طرز پر
تالیفین کین یہانتک کہ بعض اماموں نے اون مین سے یہہ خیال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثین خاص طور سے جداگانہ جمع
کیجادین اور یہہ خیال دوسری صدی کی اخیر پر ہوا تو عبید اللہ بن موسے عبسی کوفی نے ایک مسند بنائی اور مسدد بن مسرہد
بصری نے ایک مسند اور اسد بن موسے اموی نے ایک مسند اور نعیم بن حماد خزاعی مصری نے ایک مسند پہر اونکے بعد اماموں
نے یہی طریقہ اختیار کیا یہانتک کہ ایسے امام بہت کم گذرے ہین جنہون نے کوئی مسند نہ بنائی ہو جیسے امام احمد بن حنبل اور امام اسحق
بن راہویہ اور عثمان بن ابی شیبہ وغیرہم نے اور بعضون نے ابواب و مسانید دونو طرح پر تالیف کی جیسے ابوبکر بن ابی شیبہ
نے پہر امام بخاری نے جب ان تصانیف کو دیکھا اور اونکو روایت کیا اور اونکا مزہ اوٹہایا تو اونہون نے دیکھا کہ ان کتابون
مین صحیح اور حسن اور ضعیف سب قسم کی حدیثین موجود ہین اور اونکا قصد ہوا کہ ایک کتاب ایسی جمع کیجاے جسمین سب
حدیثین صحیح ہون اور یہہ قصد اسوجہ سے مصمم ہوا کہ ایکبار امام بخاری اسحق بن راہویہ کے پاس بیٹہے تہے انہون نے لوگون سے کہا
تم ایک ایسی مختصر کتاب جمع کرو جسمین صرف صحیح صحیح حدیثین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہون امام بخاری نے کہا انکی
بات میرے دلمین کہب گئی اور مین نے اس جامع صحیح کی تالیف شروع کر دی محمد بن سلیمان ابن فارس نے کہا مین نے امام
بخاری سے سنا وہ کہتے تہے مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا جیسے مین آپکے سامنے کہڑا ہون اور میرے
ہاتہہ مین ایک پنکہا ہے جس سے مین اوڑا رہا ہون تو مینے اس خواب کی تعبیر بعض تعبیر دینے والون سے پوچہی انہون نے کہا
تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سے جہوٹ اوڑا دوگے (یعنے اون روایتون کو جو لوگ جہوٹی آپ سے روایت کرتے ہین)
اس خواب نے مجہے اس کتاب کی تالیف پر مستعد کیا محمد بن یوسف فربری نے کہا امام بخاری کہتے تہے مین نے
اس کتاب مین کوئی حدیث نہین لکہی جب تک غسل نہین کیا اور دو رکعتین نہین پڑہین اور ابو علی غسانی نے امام
بخاری سے نقل کیا وہ کہتے تہے مین نے اس کتاب کو چہ لاکہہ حدیثون سے چہانٹا ہے اور اسمعیلی نے امام بخاری
سے روایت کیا وہ کہتے تہے مین نے اس کتاب مین وہی حدیث لکہی جو صحیح ہے اور اکثر صحیح حدیث کو نہین چہوڑا اسمعیلی
نے کہا اگر امام بخاری ہر صحیح حدیث کو اس کتاب مین لکہتے البتہ ایک باب مین متعدد صحابہ کی روایتین لکہنا ہوتین اور
ہر ایک کا اسناد اس صورت مین کتاب بہت بڑی ہو جاتی ہے اور ابو احمد بن عدی نے کہا سنا مین نے حسن بن حسین بزاز سے
انہون نے کہا مین نے سنا ابراہیم بن معقل نسفی سے وہ کہتے تہے مین نے سنا امام بخاری سے وہ کہتے تہے مین نے اس
جامع مین وہی حدیث لکہی جو صحیح تہی اور بعض صحیح حدیثین چہوڑ دین طول کے ڈر سے اور فربری نے کہا مین نے
محمد بن ابی حاتم بخاری وراق سے سنا وہ کہتے تہے مین نے محمد بن اسمعیل بخاری کو خواب مین دیکہا کہ وہ جناب رسول خدا صلے

اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چل رہی ہین اور جہان آپ پاؤن رکہتے ہین اسی جگہہ بخاری بہی پاؤن رکہتے ہین حافظ ابو احمد بن عدی نے کہا مین نے کئی
سے سنا وہ کہتے تہے مین ابی نجم بن فضیل سے سنا اور وہ سمجھدار لوگون مین سے تہے اونہون نے بہی ایسا ہی خواب دیکھا ابو جعفر محمد بن عمرو
عقیلی نے کہا جب امام بخاری نے یہ کتاب تصنیف کی تو اوسکو پیش کیا امام احمد بن حنبل اور یحیی بن معین اور علی بن المدینی اور اور لوگون پر
سب نے اس کتاب کی تعریف کی اور گواہی دی کہ اس مین سب حدیثین صحیح ہین مگر چار حدیثون مین گفتگو کی عقیلی نے کہا وہ چار حدیثین بہی
صحیح ہین اور بخاری کا قول انکی صحت کے باب مین ٹہیک ہے تمام ہوا کلام ابن حجر کا اس باب مین قسطلانی نے مقدمہ ارشاد الساری
شرح صحیح بخاری مین لکھا ہی کہ سب سے پہلے جس نے حدیث کے جمع کرنیکا حکم دیا وہ عمر بن عبد العزیز خلیفہ عادل تہے جیسے موطا مین
امام محمد کی روایت سے منقول ہی کہ اونہون نے کہا ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثون کو دیکھ
اور آپ کی سنتون کو اور اُن کو لکھ لو اس لیے کہ مجہے ڈر ہے علم کے مٹ جانیکا علما کے گذر جانیکا اور ابو نعیم نے تاریخ اصفہان
مین عمر بن عبد العزیز سے روایت کیا ہے کہ انہون نے سب ملک والون کو لکہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثون کو دیکھو
اور اُن کو جمع کرو اور بخاری نے اسکو معلقا اپنے صحیح مین نقل کیا ہی کلام حافظ ابن حجر کا رحمہ اللہ تعالی مختصر کہنا ہی کہ کتابت
حدیث خود صحابہ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین جاری تہی چنانچہ صحاح مین ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ عبد اللہ بن عمرو
لکہتے تہے حدیثون کو اور مین نہین لکھتا تہا اور وہ جو ایک حدیث مین آیا ہی کہ نہ لکہو مجہسے سوا قرآن کے اسکا مطلب یہ ہی کہ قرآن
مین اور کچھ نہ لکھو یا یہ حکم ابتدائے اسلام مین تہا پہر منسوخ ہو گیا اور اسکی تفصیل خدا چاہے تو آگے مذکور ہو گی **امام
بخاری کا اس کتاب مین موضوع کیا ہے** یعنے کس چیز سے وہ بحث کرتے ہین یہ بات معلوم ہو گئی کہ امام
بخاری نے اس کتاب مین صحت کا التزام کیا ہے اور وہ نہین بیان کرتے اس کتاب مین مگر صحیح حدیث کو یہ اونکا اصل
موضوع ہی اور یہ بات اس کتاب کے نام سے بہی جو اونہون نے رکہا ہی نکلتی ہے کیونکہ اس کتاب کا نام **الجامع الصحیح المسند
من حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ وایامہ** ہے اور ان لفظون سے جو اوپر بیان ہوئین
یہ بات نکلتی ہے پہر امام بخاری نے یہ دیکہا کہ اس کتاب کا خالی رکہنا فوائد فقہی اور نکات حکمی سے مناسب نہین ہے تو اپنی سمجھ
کے رو سے متون حدیث سے بہت مطالب نکالے اور اونکو جدا جدا کیا کتاب کی بابون مین اور زیادہ توجہ کی اُن آیات سے جو احکام کے بیان
مین ہین اُن مین سے بہی نادر اشارات نکالے امام نووی نے کہا بخاری کی غرض فقط احادیث بیان کرنا نہین ہی بلکہ اونکا مقصد
استنباط ہی مسائل کا احادیث سے اور استدلال ہے ان بابون پر جو اونہون نے قایم کیے اور اسی وجہ سے بہت سے ابواب اسناد سے خالی
ہین اور ان مین صرف بیان ہے کہ فلان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی روایت کی اور کبہی متن بغیر اسناد کو اور کبہی
معلقا روایت کرتے ہین کیونکہ غرض انکی دلیل قایم کرنا ہے اس مسئلہ پر جو باب کا مقصود ہے اور بعض بابون مین بہت سی

حدیثین صحیح مین بعضون مین ایک ہی حدیث بعض مین آیت قرآن کی بعضون مین کچھہ نہین ہے اور لوگون نے کہا کہ امام
بخاری نے قصداً ایسا کیا ہے اور ان کی غرض یہ ہے کہ اس باب مین کوئی حدیث میری شرط پر نہین ہے اور یہی وجہ ہے
کہ بعض نسخون مین ایک باب ہی ہے جسمین کوئی حدیث نہین پہر اسکے بعد ایک حدیث ہے جسکے لیے کوئی باب نہین اور اسکا سمجھنا
لوگون کو مشکل ہوا ہے اسکا سبب امام ابو الولید باجی مالکی نے اپنی کتاب کی مقدمہ مین بیان کیا ہے جو اونہون نے بخاری کی اسماء
الرجال مین لکھی ہے وہ کہتے ہین مجھسے بیان کیا حافظ ابو ذر عبد بن احمد ہروی نے کہ حافظ ابو اسحاق ابراہیم بن احمد مستملی نے
کہا مین نے صحیح بخاری کو نقل کیا اصل کتاب سے جو امام بخاری کی ساتھی محمد بن یوسف فربری کے پاس تھی اسمین بعض
چیزین تمام نہ تھین بعض جگہون مین بیاض تھی بعض تراجم تھے جنکے بعد کچھہ نہ تہا بعض احادیث تھی جنکا ترجمہ
باب نہ تہا تو ہم نے ایک کو دوسرے کے ساتھہ ضم کیا ابو الولید باجی نے کہا اس قول کے صحت کی یہ دلیل ہے کہ ابو اسحاق
مستملی اور ابو محمد سرخسی اور ابی الہیثم کشمیہنی اور ابو زید مروزی یہ سب راوی ہین صحیح بخاری کے انکی روایتون مین اختلاف
تقدیم اور تاخیر کا ہے حالانکہ ان سبھون نے ایک ہی اصل سے نقل کیا ہے اور وجہ اسکی یہی ہے کہ ان پرچون اور ٹکڑون
مین جو لکھا تہا اوسکو ہر ایک نے اپنی سمجہہ کے موافق ایک جگہہ لگا لیا دوسرے نے دوسری جگہہ اور بعض دو ترجمہ مین یا زیادہ
ملے ہوئے اور انکے درمیان احادیث نہین ہین اس تقریر سے اس تکلیف کی حاجت نہ رہی جو اکثر لوگون کو ترجمہ باب
اور حدیث کی تطبیق مین واقع ہوتا ہے حافظ ابن حجر نے کہا یہ قاعدہ بہت خوب ہے اس مقام کے لیے جہان ترجمہ باب
اور حدیث مین تطبیق نہ ہو سکے اور ایسا بہت کم مقامون مین ہے امام بخاری کی شرط کا بیان کہ ان کی
کتاب حدیث کی کتابون سے زیادہ صحیح ہے امام ابن طاہر نے اپنی سند سے روایت کیا ابو بکر بن
ابی احمد سے کہ امام بخاری کی شرط یہ ہے کہ وہ حدیث بیان کرتے ہین جسکو ثقہ نے ثقہ سے روایت کیا ہو مشہور صحابی تک
اور معتبر ثقات اسکی حدیث مین اختلاف نہ کرتے ہون اور اسکا اسناد متصل ہو غیر منقطع اور اگر صحابی سے دو شخص راوی
ہون تو بہتر ورنہ ایک راوی معتبر بھی کافی ہے اور وہ جو ابو عبد اللہ حاکم نے کہا کہ بخاری اور مسلم کی شرط یہ ہے کہ صحابی
سے دو راوی یا زیادہ ہون پہر تابعی مشہور سے دو ثقہ راوی ہون اخیر تک اسپر اعتراض ہوتا ہے کہ بخاری اور مسلم دونون
نے ایسی کئی حدیثون کو روایت کیا ہے جنکا ایک ہی راوی ہے اور یہہ شرط جو حاکم نے بیان کی اگرچہ بعض صحابہ کی حدیثون
مین ٹوٹ جاتی ہے پر صحابہ کے بعد یہ شرط چل سکتی ہے کیونکہ اس کتاب مین ایسی کوئی حدیث نہین جسکا ایک ہی راوی ہو
حافظ ابو بکر حازمی نے کہا یہ جو حاکم نے کہا تو اونہون نے غور نہین کیا اس کتاب کی دقائق مین اور اگر وہ اچھی طرح
تلاش کرتے تو بہت سی حدیثین اونکو ایسی ملتین جنمین یہ شرط ٹوٹ جاتی ہے پہر کہا کہ صحیح حدیث کی شرط یہ ہے کہ اسکا

اسناد متصل ہو اور راوی اُسکا مسلمان سچا ہو جو تدلیس اور اختلاط سے بری ہو عدالت کی صفات سے موصوف ہو ضابط ا
حافظ والا سلیم الذہن قلیل الوہم سلیم الاعتقاد اور یہ طریقہ جب واضح ہوگا کہ اصل راوی سے روایت کرنیوالون کے طبقات
پہچانے اور اونکی ہم ایک مثال دیتے ہیں مثلاً زہری سے جو لوگ روایت کرنیوالے ہیں اونکے پانچ طبقے ہیں طبقہ اولی تو نہایت
صحیح ہے اور یہی مقصود ہے بخاری کا اور طبقہ ثانیہ اوسکی مثل ہے ثقہ ہونے میں مگر اس طبقہ کے لوگ زہری کی صحبت سفر
اور حضر اور سب حالون میں اتنی نہ رکھتے تھے جتنی طبقہ اولے کے لوگ رکھتے تھے تو یہ اتقان میں پہلے طبقہ سے کم ہوئے اور مسلم
کی شرط ان دونو طبقون کو شامل ہے پہر مثال دی انہون نے طبقہ اولی کی جیسے یونس بن یزید اور عقیل بن خالد ایلی
مالک بن انس اور سفیان بن عیینہ اور شعیب بن ابی حمزہ اور طبقہ ثانیہ کے جیسے اوزاعی اور لیث بن سعد اور عبد الرحمن
بن خالد بن مسافر اور ابن ابی ذئب اور طبقہ ثالثہ جیسے جعفر بن برقان اور سفیان بن حسین اور اسحاق بن یحیی کلبی اور
چوتہا طبقہ جیسے زمعہ بن صالح اور معاویہ بن یحیے صدفی اور مثنی بن الصباح اور پانچوان طبقہ جیسے عبد القدوس
بن حبیب اور حکم بن عبد اللہ ایلی اور محمد بن سعید مصلوب تو طبقہ اولے کے لوگون کی بخاری نے شرط کی ہے اور کبہی
طبقہ ثانیہ کی روایت بہی نکالتے ہیں مگر بالاستیعاب اونکی روایتین نہین لاتے اور مسلم دونو طبقون کی روایتین
بالاستیعاب لاتے ہیں اور کبہی کبہی طبقہ ثالثہ کے لوگون کی روایتین لاتے ہیں جسطرح بخاری طبقہ ثانیہ کی لاتے ہیں
اور طبقہ رابعہ اور خامسہ کی دونون میں سے کوئی نہیں لاتا حافظ ابن حجر نے کہا امام بخاری اکثر طبقہ ثانیہ کی حدیثین
معلقاً ذکر کرتے ہیں اور طبقہ ثالثہ کی بہت ہی کم معلقاً کبہی بیان کرتے ہیں اور جو مثال ہمنے بیان کی یہ اُن لوگون
کی ہے جنسے روایت حدیث کی بہت ہوئی ہے اور اسی پر قیاس کیے جاوینگے نافع اور اعمش اور قتادہ وغیرہم
کے اصحاب اور جن سے بہت روایت نہیں ہوئی اُنمین تو شیخین (بخاری اور مسلم) نے اعتماد کیا ہے ثقہ اور عادل کی
روایت پر جس سے خطا کم ہوتی ہے لیکن بعضے اُن راویون میں سے ایسے ہیں جنپر بڑا اعتماد ہے جیسے یحیی بن سعید
انصاری اُنکی وہ روایت بہی شیخین نے نکالی جو اکیلے اونہون نے روایت کی اور بعض ایسے ہیں جنپر زیادہ اعتماد نہیں
ہے اُنکی روایت نہ نکالی کہ اونکے ساتھ دوسرا اور کوئی شریک ہو اور یہی اکثر کیفیت ہے امام ابن الصلاح نے اپنی کتاب
علوم الحدیث میں کہا کہ سب سے پہلے جس نے صحیح کتاب بنائی وہ ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری ہیں پہر اونکی پیروی کی
ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری نے اور مسلم نے اگرچہ بخاری سے علم حاصل کیا ہے اور فائدہ اوٹہایا ہے لیکن وہ
بخاری کے شریک ہیں اونکے اکثر شیوخ میں اور ان دونون کی کتابیں تمام کتابون سے زیادہ صحیح ہیں بعد
اللہ کی کتاب کے اور وہ جو امام شافعی رح سے مروی ہے کہ زمین میں کوئی کتاب موطا سے زیادہ صحیح

نہین جانتا تو یہہ اسوقت کا قول ہی جب صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا وجود نتہا اور صحیح بخاری صحیح مسلم سے بہی زیادہ صحیح ہے
اور بہت فائدہ پر مشتمل ہے اور وہ جو حافظ ابو علی نیساپوری سے منقول ہے جو استاذ ہین حاکم ابو عبد اللہ حافظ کے
کہ آسمان کے نیچے کوئی کتاب صحیح مسلم سے زیادہ صحیح نہین ہے اسیطرح بعض علماء مغرب کا قول جنہون نے مسلم کی کتاب کو
بخاری کی کتاب پر ترجیح دی ہے اگر اس سے یہ مراد ہے کہ مسلم کی کتاب کو اسوجہ سے
ترجیح ہے کہ اوسمین سوا صحیح حدیثون کے اور کچھہ نہین ہے جیسے بخاری میں تراجم الابواب مین بعض روایتین
ایسی ہین جو صحیح کی شرط پر نہین ہین تو اسمین کچھہ قباحت نہین پر اس سے مسلم کی کتاب کی ترجیح نفس احادیث مین نہین نکلتی
اور جو یہہ مراد ہے کہ مسلم کی کتاب از روی صحت احادیث کی بخاری کی کتاب سے راجح ہے تو یہہ قول مردود ہے تمام ہوا کلام
ابن الصلاح کا اور اسمین کئی باتین ہین جو دلیل اور بیان کی محتاج ہین اور بعض اماموں نے موطا پر بخاری کی ترجیح مین اشکال
کیا ہی اور یہہ کہا ہی کہ بخاری مین زیادہ حدیثین ہونے سے اوسکی ترجیح لازم نہین آتی اور اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ محمول ہی اصل اشتراط
صحت پر تو امام مالک انقطاع اسناد کو قادح نہین سمجہتے اور اسی لیے مراسیل اور منقطعات اور بلاغات کو نکالتے ہین اور امام
بخاری انقطاع کو قادح سمجہتے ہین تو ایسی روایتون کو اصل کتاب مین نہین لاتے البتہ غیر موضوع کتاب مین مثلاً تراجم ابواب
یا تعلیقات مین لاتے ہین اور اسمین شک نہین کہ اگرچہ منقطع حدیث بعض لوگون کے نزدیک احتجاج کے لائق ہے مگر
متصل سب کے نزدیک زیادہ قوی ہے جب دونون کے راوی عدالت اور حفظ مین برابر ہون تو اس سے ظاہر ہو گئی فضیلت
صحیح بخاری کی اور امام شافعی نے جو موطا کو سب کتابون سے زیادہ صحیح کہا تو مراد اوس سے وہی کتابین ہین جو اونکی وقت
مین موجود تہین جیسے جامع سفیان ثوری اور مصنف حماد بن سلمہ وغیرہ اور ان کتابون پر موطا کی فضیلت بالاتفاق مسلم
ہے اور ابن الصلاح کی کلام سے یہہ نکلتا ہے کہ علما کا اتفاق ہی اس امر پر کہ صحیح بخاری صحت مین مسلم کی کتاب سے افضل
ہے مگر صرف ابو علی نیساپوری اور بعض علماء مغرب سے حکایت کیا کہ مسلم کی کتاب بخاری کی کتاب سے افضل ہے اور
صحت کا کچھہ ذکر نہین (شاید یہہ فضیلت کسی اور وجہ سے ہو) ہم کہتے ہین کہ ابو عبد الرحمن نسائی سے بسند صحیح منقول ہے
اور وہ شیخ ہین ابو علی نیساپوری کے اونہون نے کہا ان سب کتابون مین محمد بن اسمعیل کی کتاب سے زیادہ کوئی جید نہین
ہے اور مراد ان کی جودت سے جودت اسانید اور نسائی کا یہہ کہنا انتہا کی تعریف ہی کیونکہ وہ مشہور ہین احتیاط اور تثبت
اور معرفۃ رجال مین اور اونکے زمانے والون نے اونکو سب پر مقدم رکہا ہے یہانتک کہ بعض عالمون نے اونکو مسلم بن حجاج
پر بہی مقدم کیا ہی اور دارقطنی نے اونکو امام الائمہ ابو بکر بن خزیمہ پر ترجیح دی ہے اس باب مین اسمٰعیلی نے مدخل مین
لکھا ہی کہ بخاری کی تخریج کسی نے سختی نہیت کی راویون کی جانچ مین گو اور لوگون نے بہی انکی طرح صحیح کتابین بنائین حاکم

یعنی اس میں ضعف راوی پر ... صحیحین ... اور ...

ابو عبد اللہ نیساپوری نے کہا جو معاصر ہین ابو علی نیساپوری کے اور مقدم ہین اونپر معرفت رجال مین کہ محمد بن اسمعیل نے
اصول الاحکام کو تالیف کیا اور لوگون کے لیے بیان کیا اونکے بعد والون نے اونکی کتاب سے لیا ہے جیسے مسلم بن حجاج نے
اور دارقطنی کے سامنے جب صحیحین کا ذکر آیا تو انہون نے کہا اگر بخاری نہوتے تو نہ مسلم جاتے نہ آتے اور ایک مرتبہ یہہ کہا
مسلم نے کیا کیا صرف بخاری کی کتاب لیکر اوسی کے موافق ایک کتاب بنائی اور کچھہ حدیثین زیادہ کین اور جو جو اقوال
اماموں نے امام بخاری کی فضیلت مین کہے ہین وہ بہت ہین اور کافی ہے اتفاق علمار کا اس امر پر کہ امام بخاری
حدیث کا علم مسلم سے زیادہ جانتے تھے اور مسلم خود انکی امامت اور تقدم اور تفرد کا اقرار کرتے تھے یہانتک کہ اونکے لیے
اپنے استاذ محمد بن یحیے ذہلی کی ملاقات ترک کردی اور یہہ قصہ مشہور ہے جو انشاء اللہ تعالی آگے بیان ہوگا یہہ تو اجمالی بیان
ہے صحیح بخاری کی فضیلت کا صحیح مسلم پر اب تفصیل اوسکی یہہ ہے کہ مدار حدیث صحیح کا اتصال سند اور اتقان رجال
اور عدم علل پر ہے اور تامل کے بعد یہہ امر معلوم ہوتا ہے کہ بخاری کی کتاب کے رجال زیادہ ہین اتقان مین اور اونکی
روایتین زیادہ ہین اتصال مین اور اسکا ثبوت کئی وجہون سے ہے ایک تو یہہ کہ جن راویون سے بخاری نے روایت
کیا اور مسلم نے روایت نہین کیا وہ چار سو تیس پر کئی راوی ہین اور ان مین اسّی آدمی ایسے ہین جنمین کلام کیا گیا
ہے ساتھہ ضعف کے اور جن راویون سے مسلم نے روایت کیا اور بخاری نے نہین کیا وہ چھہ سو بیس راوی ہین اور انمین
سے ایک سو ساٹھہ راوی ایسے ہین جنمین کلام کیا گیا ہے ساتھہ ضعف کے اور اگرچہ یہہ کلام قادح نہین ہے اور
اسکا جواب دیا گیا ہے دونون کتابون کے راویون کی نسبت (اور صحیح یہی ہے کہ وہ ثقہ تھے) اسپر بھی ان راویون سے
روایت کرنا جنمین کلام نہین ہوا بہتر ہے انکی روایت سے جنمین کلام ہوا ہے دوسرے یہہ کہ بخاری نے تنہا جس راوی
سے روایت کی ہے اور اسمین کلام ہوا ہے اسکی بہت حدیثین نہین لائے نہ ایسے راویون مین سے کسیکا کوئی بڑا نسخہ تھا
جسکی کل یا اکثر کو بخاری نے نکالا ہو سوا عکرمہ عن ابن عباس کے برخلاف مسلم کے کہ انہون نے اکثر نسخون کو نکالا
ہے جیسے ابی الزبیر عن جابر اور سہیل عن ابیہ اور علاء بن عبد الرحمن عن ابیہ اور حماد بن سلمہ عن ثابت وغیرہ تیسرے
یہہ کہ بخاری کے جن رجال مین گفتگو ہوئی ہے وہ اکثر بخاری کے شیوخ مین سے ہین جنکا حال بخاری خوب جانتے تھے اور
انکی عمدہ روایتون کو خراب روایتون سے تمیز کرتے تھے برخلاف مسلم کے رجال کے وہ اکثر تابعین یا تبع تابعین مین ہین جنکا زمانہ
مسلم نے نہین پایا اور اسمین شک نہین کہ محدث اپنے شیوخ کی حدیث کو بہ نسبت سابقین کی حدیث کے زیادہ پہچان سکتا
ہے چوتھے یہہ کہ امام بخاری کبھی کبھی اتفاقاً طبقہ ثانیہ کی حدیثین نکالتے ہین اور امام مسلم اسکو ضرورتاً اور ہمیشہ
نکالتے ہین اور طبقہ ثالثہ کی کبھی کبھی اتفاقاً جیسے اوپر گذر چکا تو یہہ چارون وجہین تو اتصال اور رواۃ سے متعلق تھین

اب پانچوین وجہ اتصال سے متعلق ہے وہ یہ ہے کہ امام مسلم کے نزدیک حدیث معنعن اتصال پر محمول ہے جب معاصرت ثابت ہو جاوے اگرچہ ملاقات ثابت نہو بشرطیکہ معنعن مدلس نہو اور امام بخاری کے نزدیک اتصال کے لیے صرف معاصرت کافی نہین ہے بلکہ ملاقات کا ثبوت ضرور ہے اگرچہ ایک ہی بار ہوا اور بخاری نے تاریخ مین اپنا یہی مذہب لکھا ہے اور اپنی صحیح مین اسیپر عمل کیا ہے اور اس وجہ سے امام بخاری کی کتاب کی ترجیح مسلم کی کتاب پر نکلتی ہے کیونکہ بخاری کی شرط اتصال کے باب مین زیادہ سخت ہے چھٹی وجہ عدم علل سے متعلق ہے وہ یہہ ہے کہ شیخین کی کل حدیثین جنپر اعتراض ہوا ہے دو سو دس حدیثین ہین انمین سے امام بخاری کی حدیثین اسی سے بھی کم ہین اور باقی سب مسلم کی ہین اور ابو علی نیساپوری نے یہہ نہین کہا کہ مسلم کی کتاب بخاری سے زیادہ صحیح ہے اور شیخ محی الدین نے مختصر مین و مقدمہ شرح بخاری مین کہا کہ جمہور علما متفق ہین کہ صحیح بخاری صحت مین مسلم سے بڑہکر ہے اور مسلم سے اوسمین زیادہ فوائد ہین اور ابو علی کی کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے اسیطرح بعض علماء مغرب کے کہ صحیح مسلم زیادہ صحیح ہے انتہے حالانکہ ابو علی نے ایسا نہین کہا بلکہ انکے کلام کا مطلب یہہ ہے کہ صحیح مسلم سے زیادہ کوئی صحیح نہین ہے اور ممکن ہے کہ اونکے نزدیک صحیح بخاری اور صحیح مسلم مساوی ہون صحت مین اور میرے نزدیک ابو علی نے جو صحیح مسلم کو مقدم کیا اسکی وجہ یہہ ہے کہ مسلم نے الفاظ حدیث کا بہت خیال کیا ہے اور تمام طرق حدیث کے ایک جگہہ جمع کر دیے ہین اور موقوف حدیثین بہت کم لائے ہین برخلاف بخاری کے اونکا خیال استنباط احکام کیطرف زیادہ ہے اور بعض لوگون نے کہا ہے کہ شاید ابو علی نے صحیح بخاری کو نہ دیکھا ہو مگر یہ قیاس سے بعید ہے اور قریب القیاس وہی امر ہے جو ہمنے بیان کیا اور سوا ان فضیلتون کے جو اوپر ہمنے بیان کین صحیح بخاری کو ایک اور فضیلت ہے جو ابن ابی حمزہ نے بعض عارفین سے نقل کیا کہ صحیح بخاری کا ختم جب کسی مصیبت مین کیا جاوے تو وہ مصیبت دور ہو جاتی ہے اور جس کسی جہاز یا کشتی مین صحیح بخاری موجود ہو تو وہ غرق نہین ہوتا دوسری وجہ یہہ ہے کہ صحیح مسلم مین ابواب مین تراجم اور صحیح بخاری مین وہ تراجم ہین جنکے سمجھنے مین عقول اور افکار کو حیرت ہوتی ہے اور یہہ مرتبہ اس کتاب کو اسوجہ سے حاصل ہوا کہ امام بخاری نے اس کتاب کے تراجم کو صاف کیا قبر شریف اور منبر شریف کے بیچ مین اور ہر ایک ترجمہ کے لیے دو رکعتین پڑہین سبحان اللہ تمام ہوا کلام حافظ ابن حجر کا صحیح بخاری مین کل کتنی حدیثین ہین ابن الصلاح نے کہا کہ صحیح بخاری مین سات ہزار دو سو پچہتر حدیثین ہین اور اگر مکررات کو نکال ڈالو تو چار ہزار حدیثین ہین اور امام نووی نے بھی اسی قول کی پیروی کی ہے مگر انہون نے کہا احادیث مسندہ کا شمار ہے قسطلانی نے کہا حافظ ابن حجر نے کہا کہ تمام احادیث صحیح بخاری کی مع مکررات سوا معلقات اور متابعات کے سات ہزار تین سو ستانوے ہین تو ایک سو بائیس حدیثین زیادہ نکلین اور بلا تکرار دو ہزار چھ سو دو حدیثین ہین اور اگر معلقہ متون کو بھی ملا لو تو دو ہزار سات سو اٹھ حدیثین ہوتی ہین

اور کل معلقات بخاری میں ایک ہزار تین سو اکتالیس ہیں اور اکثر اونکا اخراج اسی کتاب میں ہوا ہے اور جنکا اخراج نہیں ہوا وہ
کل ایک سو ساٹھ ہیں اور متابعات تین سو چوالیس ہیں اگر سب چیزوں کو مع مکررات کے ملاؤ تو نو ہزار بیاسی چیزیں ہوتی ہیں
اور موقوف اور اقوال تابعین اسکے سوا ہیں انتہے

امام بخاری کا حال

اونکا نام ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل بن ابراہیم
بن مغیرہ بن بردزبہ جعفی ہے وہ جمعہ کے دن نماز کے بعد شوال کی تیرھوین تاریخ ۱۹۴ھ میں بخارا میں پیدا ہوئے
اور بردزبہ اونکے سکڑدادا پارسی تھے اور مغیرہ اونکے دادا اسلام لائے یمان جعفی کے ہاتھ پر اور اونکے والد اسمعیل
بن ابراہیم رواۃ حدیث اور ثقات میں سے ہیں انتقال کیا اونہون نے جب بخاری صغیر سن تھے پھر بخاری نے پرورش
پائی اپنی ماں کی گود میں اور حج کیا اپنی ماں اور بھائی احمد کے ساتھ پھر مکہ میں ہی علم حاصل کرنے کو اور اونکے بھائی احمد لوٹ
گئے بخارا کو اور وہیں مرے غنجار نے تاریخ بخارا میں اور لالکائی نے شرح السنہ میں باب کرامات الاولیا میں روایت
کیا ہے کہ محمد بن اسمعیل یعنے امام بخاری کی آنکھیں بچپن میں جاتی رہی تھین انکی والدہ ماجدہ نے خواب میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ
علیہ السلام کو دیکھا فرماتے ہیں اے نیک بخت تیرے لڑکے کی آنکھیں اللہ تعالے نے پھیر دین بوجہ تیری دعا کی صبح کو جب امام بخاری کی [illegible]
ہوئی تو آنکھیں پہلے سے اچھی خاصی تھین فربری نے کہا مین نے محمد بن ابی حاتم وراق سے سنا وہ کہتے تھے مین نے امام بخاری سے
سنا وہ کہتے تھے مجھے حدیث کا حافظہ اوسوقت دیا گیا ہے جب مین مکتب میں تھا مین نے پوچھا اسوقت تمہاری عمر کیا تھی انہون
نے کہا دس برس کی ہوگی یا کچھ کم پھر مین مدرسے سے نکلا اور داخلی اور اور عالمون کے پاس جانے لگا ایک روز وہ لوگون کو سنانے لگے
سفیان عن ابی الزبیر عن ابراہیم مین نے کہا ابو الزبیر نے ابراہیم سے نہیں روایت کیا اونہون نے مجھکو گھر کا مین نے کہا تم اپنی اصل
کتاب میں دیکھو وہ اندر گئے پھر باہر نکلے اور پوچھا اے لڑکے صحیح کیا ہے مین نے کہا صحیح یون ہے سفیان عن الزبیر عن ابراہیم
اور یہ زبیر عدی کے بیٹے ہین اونہون نے قلم لیا اور اپنی کتاب کو درست کیا اور کہنے لگے تم سچ کہتے ہو تب جب بخاری نے یہ
نقل بیان کی تو ایک شخص نے پوچھا بھلا جب تم نے داخلی کی یہ غلطی نکالی اوسوقت تمہاری عمر کتنی تھی امام بخاری نے
کہا گیارہ برس کی جب مین سولہوین سال مین لگا تو مجھکو ابن مبارک اور وکیع کی کتابین حفظ تھین اور مین نے اصحاب
الرائے کا بھی کلام سنا پھر مین اپنی ماں اور بھائی کے ساتھ حج کو لیکے نکلا حافظ ابن حجر نے کہا اس روایت کی موافق پہلا سفر
بخاری کا سنہ ۲۱۰ھ میں ہوا اور اگر بخاری طلب علم کے وقت سفر کرتے تو ان لوگون کو پاتے جنکو بخاری کے اقران نے پایا طبقہ عالیہ
مین سے اگرچہ اونکے قریب لوگون کو بخاری نے پایا ہے جیسے یزید بن ہارون اور ابو داؤد طیالسی اور امام بخاری
نے عبد الرزاق کو پایا اور چاہا کہ ان کی طرف سفر کرین پر اونکو خبر پہنچی کہ عبد الرزاق نے انتقال کیا سو اونہون نے
دیر کی یمن کیطرف جانے مین بعد اوسکے معلوم ہوا کہ عبد الرزاق اسوقت زندہ تھے آخر امام بخاری نے اونسے بواسطہ

روایت کی امام بخاری نے کہا جب مین اٹھارہ سال مین لگا تو مین نے کتاب قضایائے صحابہ اور تابعین تصنیف کی پہر
تاریخ تصنیف کی مدینہ منورہ مین قبر شریف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور مین چاندنی راتون مین
لکہا کرتا اور میری تاریخ مین کم ہی کوئی ایسا نام ہوگا جسکا قصہ مجہکو یاد نہ ہو مگر مین نے کتاب کو طول دینا برا سمجہا اور سہل
بن سیری نے کہا بخاری نے کہا مین نے سفر کیا شام اور مصر اور جزیرہ کا دو بار اور بصرہ کا چار بار اور حجاز مین چہہ سال تک
رہا اور مجہے یاد نہین کتنی بار کوفہ گیا اسیطرح بغداد محدثین کے ساتہہ - حاشد بن اسمعیل نے کہا بخاری ہمارے ساتہہ بصرہ
کے مشائخ کے پاس جاتے تہے اسوقت لڑکے تہے اور کچہہ نہ لکہتے تہے یہانتک کہ کئی دن گذرے پہر سولہ دن کے بعد ہم نے انکو
ملامت کی (کہ تم نے حدیثون کو جو سنی تہین لکہا نہین) اونسے کہا تم نے بہت باتین بنائین اب میرے سامنے لاؤ جو تم
نے لکہا ہے ہم نے نکالا تو پندرہ ہزار حدیثون سے زیادہ تہین جنکو امام بخاری نے یاد سے سنادیا یہانتک کہ
ہم اپنے لکہے کو درست کرنے لگے ابو بکر بن ابی عتاب نے کہا ہم نے بخاری سے حدیث لکہی اور انکی ڈاڑہی مونچہہ نہ تہی محمد
بن یوسف کی دروازے پر حافظ ابن حجر نے کہا محمد بن یوسف فریابی ۲۱۲ھ مین مرے اسوقت بخاری کا سن اٹہارہ
برس کا تہا محمد بن ازہر سجستانی نے کہا مین سلیمان بن حرب کی مجلس مین تہا اور بخاری ہمارے ساتہہ حدیثین سنتے تہے لکہتے
نہ تہے لوگون نے کہا ان کو کیا ہوا جو نہین لکہتے اونہون نے کہا وہ بخارا کو جاکر اپنی یاد سے لکہہ لین گے محمد بن ابی حاتم
نے بخاری سے نقل کیا مین فریابی کی مجلس مین تہا اونہون نے کہا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي عُرْوَةَ عَنْ أَبِي الْخَطَّابِ عَنْ
أَبِي حَمْزَةَ تو مجلس والون مین سے کسی نے نہ پہچانا اُن لوگون کو جو سفیان کے اوپر ہین پہر مین نے اونسے کہا ابو عروہ
تو معمر بن راشد ہین اور ابو الخطاب قتادہ بن دعامہ اور ابو حمزہ انس بن مالک ہین امام بخاری نے کہا سفیان
ثوری کا یہی حال تہا کہ وہ مشہور شخصون کی کنیت بیان کرتے (اور اکثر لوگون کو یہ کنیت معلوم نہ ہوتی) امام بخاری
کے مشائخ کا بیان امام بخاری کی مشائخ جن سے اونہون نے حدیث سنی بہت ہین ابن ابی حاتم نے ان سے
نقل کیا کہ مین نے ایک ہزار اسی شخصون سے حدیث لکہی جو کہتا تہا ایمان قول اور عمل دونو کا نام ہے (یعنے
اعمال کو ایمان سے خارج نہ جانتا تہا جیسا مرجیہ کا قول ہے) حافظ ابن حجر نے کہا بخاری کی شیوخ پانچ طبقون پر ہین ایک
تو وہ جو تابعین سے روایت کرتے ہین جیسے محمد بن عبد اللہ انصاری اور مکی بن ابراہیم اور ابو عاصم النبیل اور عبید اللہ
بن موسے اور ابو نعیم اور خلاد بن یحیے اور علی بن عیاش اور عصام بن خالد دوسرے وہ لوگ جو اونکے زمانے مین تہے پر
وہ ثقات تابعین سے نہین ملے جیسے آدم بن ابی ایاس ابو مسہر عبد الاعلے بن مسہر سعید بن ابی مریم ایوب بن
سلیمان وغیرہم تیسرے وہ جو تابعین سے نہین ملے لیکن کبار تبع تابعین سے روایت کرتے ہین جیسے سلیمان بن

حرب و قتیبہ بن سعید نعیم بن حماد علی بن المدینی یحیی بن معین احمد بن حنبل اسحق بن راہویہ ابوبکر بن ابی شیبہ عثمان بن ابی شیبہ ان لوگون سے بخاری نے روایت کی ہی چوتہا طبقہ بخاری کی رفیق اور اون سے ذرا بڑے جیسے محمد بن یحیی ذہلی ابو حاتم رازی عبد بن حمید احمد بن النضر وغیرہم پانچوان طبقہ وہ جو بخاری کی شاگردون کی طرح ہین سن و اسناد مین اون سی سنا فائدہ کے لیے جیسے عبد اللہ بن حماد عبد اللہ بن ابی العاص خوارزمی حسین محمد قبانی وغیرہم اس طبقہ سے بہت کم روایتین ہین اور ان سے روایت کرنے مین بخاری نے وکیع کے قول کی پیروی کی اونہون نے کہا ہی آدمی محدث نہین ہوتا جب تک حدیث روایت نہ کری اوس سے جو اپنے اوپر ہے اور جو اپنی برابر ہی اور جو اپنے سی کم ہے اور بخاری نے کہا ہی کہ محدث کامل نہین ہوتا جب تک نہ لکھی اوس سی جو اوس کے اوپر ہی اور جو اسکے برابر ہی اور جو اوس سے کم ہے

امام بخاری کی عادات اور خصائل اور زہد اور فضائل کا بیان

حافظ ابن حجر نے کہا وراق نے کہا مین نے محمد بن خراش سے سنا وہ کہتے تہے مین نے احمد بن حفص سے سنا وہ کہتے تہے مین اسمعیل پاس گیا جو والد تہے امام بخاری کے اون کی موت کیوقت انہون نے کہا میرے مال مین مین نہین سمجہتا کہ کوئی روپیہ حرام یا شبہ کا ہو اور وراق نے کہا کہ امام بخاری کو اپنے باپ کی ترکہ مین سے بہت مال ملا تہا اور وہ اسمین مضاربت کیا کرتے تہے ایک بار پچیس ہزار روپیہ اونکا ایک شخص پر قرض ہو گیا لوگون نے کہا نالش کرو لیکن امام بخاری نے نالش نہ کی اور اوس سی صلح کر لی اس امر پر کہ ہر مہینہ دس روپیہ دیا کرے اور سارا روپیہ ڈوب گیا امام بخاری نے کہا کہ مین نے ساری عمر کوئی چیز خود بیچی نہ کوئی چیز خود خریدی بلکہ کسی سے کہدیا جس نے خرید دی اسلیے کہ خرید اور فروخت مین لغو اور بیکار اور جھوٹ سچ باتین کرنا پڑتی ہین غنجار نے اپنی تاریخ مین لکھا ہی کہ امام بخاری پاس کچھ مال آیا تاجرون نے پانچ ہزار کے نفع سے اوسے مانگا پھر دوسرے دن اور تاجرون نے دس ہزار کے نفع سے مانگا اونہون نے کہا مین نے نیت کر لی تہی پہلی تاجرون کو دینے کی آخر اونہین کو دیا اور پانچ ہزار کا نفع چھوڑ دیا وراق بخاری نے کہا مین نے امام بخاری سے سنا وہ کہتے تہے مین آدم بن ابی ایاس کے پاس گیا اور میرے خرچ آنے مین دیر ہوئی یہانتک کہ مین گہانس کہانے لگا جب تیسرا دن ہوا تو ایک شخص آیا جسکو مین نہین پہچانتا تہا اوس نے ایک تہیلی مجہکو دی اشرفیون کی عبد اللہ بن محمد صیارفی نے کہا مین امام بخاری کی ساتہ اونکے مکان مین بیٹہا تہا اتنے مین انکی لونڈی آئی اور اندر جانے لگی اونکی سامنے ایک دوات رکہی تہی اوسکو دہکا لگا امام بخاری نے کہا تو کیسی چلتی ہے وہ بولی جب رستہ نہو تو کیونکر چلون یہ سنکر امام بخاری نے اپنے دونو ہاتہہ پہیلا دیے اور کہا جا مین نے تجہکو آزاد کر دیا لوگون نے کہا اے ابو عبد اللہ اس لونڈی نے تو تمکو غصہ دلایا انہون نے کہا مین نے اپنے نفس کو راضی کر لیا اوسکے کام سے ایک بار امام بخاری نے ابو معشر سے اپنے قصور کی معافی چاہی اونہون نے کہا کیا قصور ہے امام بخاری نے کہا ایک دن مین حدیث بیان کرتے تہے اور تم سر اور ہاتہون کو ہلاتے تہے یہ حال دیکہکر مین نے تبسم کیا تہا

ابو معشر نے کہا میں نے معاف کیا خدا تم پر رحم کرے وراق نے کہا امام بخاری کہتے تھے میں نے اپنے پروردگار سے دو بار
دعا کی فوراً قبول ہو گئی پھر میں نے دعا نہ کی اس ڈر سے کہ کہیں میری نیکیاں کم نہ ہو جاویں اور کہتے تھے کہ آخرت میں میرا
کوئی دشمن نہ ہوگا میں نے کہا بعضے لوگ تمہاری کتاب التاریخ سے غصے ہیں اور کہتے ہیں اس میں لوگوں کی غیبت ہے امام بخاری
نے کہا کہ التاریخ میں ہمنے روایتیں کہی ہیں اپنے دل سے کوئی بات نہیں کہی اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
شخص کو فرمایا تھا یہ برا آدمی ہے (تا کہ لوگ اوسکے ضرر سے محفوظ رہیں) امام بخاری کہتے تھے میں نے کسی کی غیبت نہیں
کی جب سے مجھکو معلوم ہوا کہ غیبت حرام ہے حافظ ابن حجر نے کہا امام بخاری کو فن رجال میں بھی بڑی احتیاط ہے اکثر یوں کہتے
ہیں سکتوا عنہ یا فیہ نظر ترکوہ اور کم کہتے ہیں کہ وہ وضاع ہے یا کذاب ہے بلکہ یوں کہتے ہیں کہ فلانے نے اسکو
کذاب کہا یا کذب کی نسبت کی اوسکی طرف بکر بن منیر نے کہا میں نے محمد بن اسمعیل بخاری سے سنا وہ کہتے تھے مجھکو امید ہے
اللہ سے ملوں گا اور غیبت کا محاسبہ مجھسے نہ ہوگا اور ایک بار امام بخاری نماز پڑھ رہے تھے تو زنبور نے اونکو سترہ بار
کاٹا جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا دیکھو یہ کیا چیز ہے جس نے نماز میں مجھکو ستایا لوگوں نے دیکھا تو سترہ جگہ زنبور کا ڈنک
لگا ہے اور سوج گیا ہے پر نماز اونہوں نے نہ توڑی وراق نے کہا ہم فربر میں تھے اور امام بخاری ایک رباط بنا رہے
تھے تو اپنے ہاتھوں سے اینٹیں ڈھوتے تھے ہم نے کہا یہ کام اور کوئی کر لیگا اونہوں نے کہا یہی کام کام آویگا - ایک بار ایک
گائے اونہوں نے کاٹی اور لوگوں کو کھانے کیلیے بلایا قریب سو آدمیوں کے تھے یا زیادہ اور تین درہم کی روٹی منگوائی
اوس وقت درہم کو دو سیر روٹی آتی تھی تو سب لوگوں کا پیٹ بھر گیا اور کچھ روٹیاں بچ رہیں وراق نے
کہا امام بخاری بہت کم خوراک تھے اور طالب علموں کے ساتھ بہت احسان کرتے تھے اور نہایت سخی تھے ایک بار
امام بخاری بیمار ہوئے اون کا قارورہ طبیبوں کو بتلایا اونہوں نے کہا یہ قارورہ تو ایسوں کا سا ہے
جو سالن نہیں کھاتے پھر امام بخاری نے انکی تصدیق کی اور کہا کہ چالیس برس سے میں نے سالن نہیں کھایا (یعنے روکھی
روٹی پر قناعت کی) طبیبوں نے کہا اب تمہاری بیماری کا علاج یہ ہے کہ سالن کھایا کرو اونہوں نے قبول نہ کیا
بڑے اصرار سے یہ قبول کیا کہ روٹی کے ساتھ کچھ کھجور کھایا کریں گے امام حاکم ابو عبد اللہ نے بسند روایت کیا مقسم
بن سعید سے کہ محمد بن اسمعیل بخاری جب رمضان کی پہلی رات ہوتی تو لوگ اونکے پاس جمع ہوتے وہ نماز پڑھاتے اور
ہر رکعت میں بیس آیتیں پڑھتے یہانتک کہ قرآن کو ختم کرتے پھر سحر کو نصف سے لیکر تہائی قرآن پڑھتے اور تین راتوں میں ختم کرتے
اور دن کو ایک ختم کرتے اور افطار کے وقت ختم ہوتا اور کہتے تھے کہ ہر ایک ختم کے وقت دعا قبول ہوتی ہے
اور سحر کے وقت تیرہ رکعت پڑھتے ایک رکعت وتر کی ہوتی امام بخاری کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ موئے

مبارک تھے اونہون نے اپنے لباس میں اونکو رکھا تھا ایک بار کہتے تھے کہ میں نے ایک شخص کی سو ہزار حدیثیں چھوڑ دیں جسکے
بابمیں مجھے کچھ شبہ تھا محمد بن منصور نے کہا ہم ابو عبد اللہ بخاری کی مجلس میں تھے ایک شخص نے اونکی داڑھی میں کچھ کچرا
نکالا اور زمین پر ڈالدیا امام بخاری نے لوگون کو جب غافل پایا تو اسکو اوٹھالیا اور اپنی جیب میں رکھ لیا جب مسجد
سے باہر نکلے تو اوسکو پھینک دیا (گویا مسجد کا اتنا ادب کیا) امام بخاری کی تعریف جو اور محدثین نے
کی ہے ایک بار سلیمان بن حرب نے جو امام بخاری کے شیخ تھے اُن کیطرف دیکھا اور کہا کہ اس شخص کا شہرہ ہوگا
اور ایسا ہی احمد بن حفص نے کہا امام بخاری نے کہا جب میں سلیمان بن حرب کے پاس جاتا تو وہ کہتے بیان کرو ہمسے غلطیاں
شعبہ کی محمد بن ابی حاتم نے کہا بخاری کہتے تھے اسمعیل بن ابی اویس کی کتاب میں سے جب میں حدیثونکا انتخاب کرتا تو وہ میرے
انتخاب کی نقل کر لیتے اور کہتے یہہ وہ حدیثیں ہیں جو محمد بن اسمعیل نے میری حدیثون سے چنی ہیں امام بخاری نے کہا ایک بار
اصحاب حدیث جمع ہوئے اور مجھ سے درخواست کی کہ اسمعیل بن ابی اویس سے کہون کہ وہ زیادہ قرأت کریں حدیث کی میں نے
اونسے کہا اونہون نے لونڈیکو بلایا اور حکم کیا اشرفیون کی ایک تھیلی نکال لینے کا اور مجھ سے کہا ای ابو عبد اللہ یہہ
اشرفیان بانٹ دو اونکو میں نے کہا وہ تو حدیث کے طالب ہیں اسمعیل نے کہا جو وہ چاہتے ہیں میں نے منظور کیا مگر
میں یہہ چاہتا ہون کہ اوسکے ساتھہ یہہ بھی اونکو دون بخاری نے کہا اسمعیل بن ابی اویس نے مجھ سے کہا تم میری کتابون
کو دیکھو اور میرے تمام ملک کو اور میں تمہارا شکر گذار رہون ہمیشہ جبتک زندہ رہون حاشد بن اسمعیل نے کہا مجھ کو
ابو مصعب احمد بن ابی بکر زہری نے کہا محمد بن اسمعیل ہمارے نزدیک زیادہ فقیہہ ہیں اور زیادہ جاننے والے ہیں حدیث
کے احمد بن حنبل سے ایک شخص بولا تم حد سے بڑہ گئے ابو مصعب نے کہا اگر میں امام مالک کو پاتا پھر اونکا منہہ دیکھتا اور
محمد بن اسمعیل کا تو یہی کہتا کہ وہ دونو ایک ہیں حدیث اور فقہ میں (تو احمد بن حنبل سے بڑہانے پر اونہون نے تعجب کیا
تھا ابو مصعب نے اونکو امام مالک کے برابر کردیا جو احمد بن حنبل کے استاد کے استاد ہیں) عبدان بن عثمان نے کہا میں نے
اپنی ان دونو آنکھون سے کوئی جوان اونسے زیادہ حدیث کا جاننے والا نہیں دیکھا اور اشارہ کیا محمد بن اسمعیل کیطرف
محمد بن قتیبہ بخاری نے کہا میں ابو عاصم نبیل کے پاس تھا وہان میں نے ایک لڑکا دیکھا میں نے پوچھا یہ کس
ملک کا رہنے والا ہے اونہون نے کہا بخارا کا میں نے کہا کسکا بیٹا ہے اونہون نے کہا اسمعیل کا میں نے کہا تم میرے
قرابت میں ہو ایک شخص اونکے سامنے بولا یہ لڑکا ہے جو مقابلہ کرتا ہے بوڑہون سے قتیبہ بن سعید نے کہا میں فقہا اور زہاد اور
عباد کے پاس بیٹھا اور جسوقت سے مجھکو عقل ہوئی آجتک میں نے کسیکو محمد بن اسمعیل کے مثل نہیں پایا اور وہ اپنے زمانہ میں
ایسے ہیں جیسے حضرت عمر رضی صحابہ میں تھے قتیبہ نے کہا اگر محمد بن اسمعیل صحابہ میں ہوتے تو ایک نشانی ہوتے خدا کی قدرت

کی محمد بن یوسف ہمدانی نے کہا ہم قتیبہ کے پاس بیٹھے تھے اتنے مین ایک شعرانی شخص آیا جسکو ابو یعقوب کہتے تھے اوس نے پوچھا
محمد بن اسمعیل کو قتیبہ نے کہا ای لوگو مین نے دیکھا حدیث والون کو اور رائے والون کو اور مین نے صحبت کی فقہا او
زہاد اور عباد سے اور جب سے مجھکو عقل آئی مین نے محمد بن اسمعیل کے مانند کسی شخص کو نہ پایا قتیبہ سے کسی نے پوچھا نشہ مین
طلاق دینے کا حکم اتنے مین محمد بن اسمعیل آئے تو قتیبہ نے اس شخص سے کہا یہ احمد بن حنبل ہین اور اسحق بن راہویہ اور
علی بن المدینی اللہ نے ان سب کو تیرے پاس بہیجدیا اور اشارہ کیا انہون نے بخاری کی طرف ابو عمرو کرمانی نے
کہا مینے عمیار سے بصرے مین قتیبہ کا قول بیان کیا کہ میرے پاس لوگ آئے مشرق اور مغرب کے لیکن کوئی محمد بن اسمعیل
کی مثل نہین آیا عمیار نے کہا قتیبہ سچ کہتے ہین مین نے قتیبہ اور یحیی بن معین کو بخاری پاس آتے جاتے دیکھا اور مینے
دیکھا کہ یحیی بن معین اون کی پیروی کرتے تھے معرفت حدیث اور رجال مین ابراہیم بن محمد بن سلام نے کہا بڑے بڑے صحابہ
حدیث جیسے سعید بن ابی مریم حجاج بن منہال اسمعیل بن ابی اویس حمیدی نعیم بن حماد محمد بن یحیی علی حسن بن
علی حلال محمد بن میمون خیاط ابراہیم بن المنذر ابو کریب محمد بن علاء ابو سعید عبد اللہ بن سعید شیخ ابراہیم بن موسی اور
انکی مثل کے لوگون نے فضیلت دی ہے محمد بن اسمعیل کو اپنے اوپر نظر اور معرفت مین احمد بن حنبل نے کہا خراسان نے
کوئی شخص محمد بن اسمعیل کیطرح نہین نکالا یعقوب بن ابراہیم دورقی اور نعیم بن حماد خزاعی نے کہا محمد بن اسمعیل بخاری
اس امت کے فقیہ ہین بندار بن بشار نے کہا وہ زیادہ فقیہ ہین تمام خلق اللہ سے ہمارے زمانہ مین حاشد بن اسمعیل نے کہا
مین بصرے مین تھا اتنے مین محمد بن اسمعیل کے آنے کی خبر سنی جب وہ آگئے تو محمد بن بشار نے کہا آج تمام فقہا کے سردار آئے
محمد بن ابراہیم نے کہا مین نے بندار سے سنا سنہ ۲۵ مین وہ کہتے تھے کوئی ہمارے پاس محمد بن اسمعیل کے مثل نہین آیا بندار نے کہا مین
کئی برس سے اونکی وجہ سے فخر کرتا ہون موسی بن قریش نے کہا عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے بخاری سے کہا ای ابو
عبد اللہ میری کتابون کو دیکھو اور جو کچھ اون مین نقص ہو بیان کرو بخاری نے کہا اچھا بخاری نے کہا مین
حمیدی کے پاس گیا اوسوقت میری عمر اٹھارہ برس کی تھی یعنے اول سال مین حج کے اون کے اور ایک شخص کے بیچ مین
اختلاف ہو رہا تھا کسی حدیث مین حمیدی نے جب مجھکو دیکھا تو کہا اب وہ شخص آیا جو ہماری اختلاف کا فیصلہ کردیگا
پہر دونون نے اپنا جھگڑا بیان کیا مین نے حمیدی کے موافق فیصلہ کیا اور وہ حق پر تھے بخاری نے کہا مجھسے محمد بن سلام
بیکندی نے کہا میری کتابون کو دیکھو اور اون مین جو غلطی ہو درست کرو بعض لوگون نے اون سے پوچھا یہ کون ہین
محمد بن سلام نے کہا یہ وہ شخص ہین جنکی مثل کوئی نہین ہے محمد بن سلام کہتے تھے جب محمد بن اسمعیل میرے پاس
آتے تو مین حیران ہوجاتا اور ڈرتا کہین انکے سامنے مجھسے غلطی نہ ہو سلیم بن مجاہد نے کہا مین محمد بن سلام کے پاس تھا

اونہون نے کہا کاش تو ذرا پہلے آتا تو ایک لڑکا دیکھتا جسکو ستر ہزار حدیث یاد ہے حاشد بن اسمٰعیل نے کہا مین نے
اسحاق بن راہویہ (مجتہد مشہور) کو دیکھا وہ منبر پر بیٹھے تھے اور محمد بن اسمٰعیل اونکے ساتھ بیٹھے تھے اور اسحاق حدیث
بیان کر رہے تھے اتنے مین ایک حدیث اونہون نے بیان کی محمد بن اسمٰعیل نے اوسکا انکار کیا اسحاق نے کہا اے
حدیث والو اس جوان کی طرف دیکھو اور اس سے لکھو کیونکہ اگر یہ امام حسن بصری کے زمانے مین ہوتا تو وہ اسکے محتاج ہوتے
حدیث اور فقہ مین بخاری نے کہا اسحق بن راہویہ نے میری کتاب التاریخ لی اور عبداللہ بن طاہر امیر کے پاس لے گئے اور کہا
اے امیر مین تجھکو ایک سحر دکھلاؤن ابو یاسر مینی نے کہا ہم ایکدن اسحق بن راہویہ کے پاس تھے اور محمد بن اسمٰعیل
وہان موجود تھے اسحق نے ایک حدیث بیان کی جس کے صحابی سے عطا کیخارانی راوی تھے اسحق نے کہا ابو عبداللہ
یہ کیخاران کیا ہے اونہون نے کہا ایک گاؤن ہے یمن مین اور معاویہ نے اس صحابی کو یمن کیطرف بھیجا تھا عطا نے
اون سے دو حدیثین سنی اسحق نے کہا اے ابو عبداللہ تم تو اس واقعہ کو اسطرح بیان کرتے ہو جیسے تم اوسوقت موجود تھے
بخاری نے کہا مین اسحق بن راہویہ کے پاس بیٹھا تھا اونسے کسی نے پوچھا بھولے سے کوئی طلاق دے تو کیا حکم ہے
وہ تھوڑی دیر تک سکوت مین رہے مین نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے معاف کر
دیا میری امت کو جو وہ اپنے دل مین خیال کرے جب تک عمل نہ کرے یا زبان سے نہ نکالے تو ہر بات مین تین چیزین
ضرور ہین عمل اور کلام اور قلب پھر جس نے بھولے سے طلاق دی اوس نے دل نہین لگایا اسحاق نے کہا تو نے میری رائے
کو زور دیا اللہ تجھکو زور دے اور یہی فتویٰ دیا فتح بن نوح نیشاپوری نے کہا مین علی بن المدینی کے پاس آیا تو مین نے
دیکھا محمد بن اسمٰعیل اونکے داہنی طرف بیٹھے ہین اور جب وہ بات کرتے ہین تو انکی طرف دیکھ کر کرتے ہین انکے ڈر
سے بخاری نے کہا مین نے اپنی تئین کہین چھوٹا نہ سمجھا مگر علی بن المدینی کے پاس حامد نے کہا مین نے یہ علی بن المدینی
سے بیان کیا اونہون نے کہا اونکی بات پر مت خیال کر اونہون نے اپنا مثل کسی کو نہین دیکھا بخاری نے کہا علی بن
المدینی مجھسے پوچھتے تھے شیوخ خراسان کو تو مین اون سے بیان کرتا محمد بن سلام کو وہ اونکو نہ پہچانتے آخر ایک
دن اونہون نے کہا اے ابو عبداللہ جسکے پاس تم گئے وہ ہمکو پسند ہے بخاری نے کہا عمرو بن علی فلاس کے یارون نے
مجھسے ایک حدیث کا ذکر کیا مین نے کہا یہ حدیث مجھے معلوم نہین وہ خوش ہوئے اور فلاس کے پاس گئے
اور اون سے کہا کہ ہم نے محمد بن اسمٰعیل سے ایک حدیث کا ذکر کیا اونہون نے نہ پہچانا فلاس نے کہا جس حدیث کو
محمد بن اسمٰعیل نہ پہچانین وہ حدیث ہی نہین ہے ابو عمرو کرمانی نے کہا مین نے عمرو بن علی فلاس سے سنا وہ کہتے تھے میرے دوست
ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری جنکا مثل خراسان مین نہین ہے رجاء بن مرجا نے کہا محمد بن اسمٰعیل کی فضیلت علماء پر

ایسی ہیں جیسے مردوں کی فضیلت عورتوں پر اور کہا کہ وہ نشانی ہیں خدا کی جو زمین پر چلتے ہیں حسین بن حریث نے کہا میں
تو نہیں جانتا کہ میں نے کسی شخص کو محمد بن اسمٰعیل کے مثل دیکھا ہو گویا وہ حدیث ہی کے لیے پیدا ہوئے تھے احمد بن الضوء
نے کہا میں نے ابوبکر بن ابی شیبہ اور محمد عبداللہ بن نمیر سے سنا وہ دونو کہتے تھے ہمنے محمد بن اسمٰعیل کے مثل کسی کو نہیں دیکھا
اور ابوبکر بن ابی شیبہ انکو بازل کہتے یعنے کامل کہتے ابو عیسیٰ ترمذی نے کہا محمد بن اسمٰعیل عبداللہ بن منیر کے پاس بیٹھے تھے
جب وہ اٹھے تو عبداللہ نے کہا اے ابو عبداللہ اللہ تعالیٰ نے تمکو اس امت کی زینت کیا ہے ابو عیسیٰ نے کہا اللہ تعالیٰ نے
اونکا یہ کہنا پورا کردیا ابو عبداللہ فربری نے کہا میں نے عبداللہ بن منیر کو دیکھا وہ بخاری سے لکھتے تھے اور کہتے تھے
میں اونکے شاگردوں میں سے ہوں حافظ ابن حجر نے کہا عبداللہ بن منیر شیوخ بخاری میں سے ہیں اور روایت
کیا اونسے بخاری نے جامع صحیح میں اور کہا میں نے اونکا مثل نہیں دیکھا انکی وفات اسی سال ہوئی جس سال احمد بن
حنبل کی ہوئی محمد بن ابو حاتم وراق نے کہا میں نے یحییٰ بن جعفر بیکندی سے سنا وہ کہتے تھے اگر مجھے قدرت ہوتی تو
میں اپنی عمر محمد بن اسمٰعیل کو دیدیتا اسلیے کہ میری موت ایک شخص کی موت ہے اور محمد بن اسمٰعیل کی موت علم کی موت اور کہتے تھے
امام بخاری سے اگر تم نہ ہوتے تو مجھکو بخارا میں کچھ عیش نہ ہوتا عبداللہ بن محمد مسندی نے کہا محمد بن اسمٰعیل امام ہیں اور جسنے
اونکو امام نہیں کیا میں اسکو تہمت لگاتا ہوں اور کہا کہ ہمارے زمانہ کے حافظ تین ہیں پہر شروع کیا بخاری سے علی
بن حجر نے کہا خراسان سے تین آدمی نکلے پہر شروع کیا بخاری سے اور کہا کہ وہ تینوں میں زیادہ جاننے والے ہیں
حدیث کے اور زیادہ فقیہ ہیں اور میں انکے مثل کسی کو نہیں جانتا احمد بن اسحق سرماری نے کہا جو شخص چاہتا ہے کہ سچے فقیہ کو
دیکھے وہ محمد بن اسمٰعیل کو دیکھے حاشد نے کہا میں نے عمر بن زرارہ اور محمد بن رافع کو محمد بن اسمٰعیل پاس پایا وہ دونوں انسے
حدیث کی علتوں کو پوچہتے تھے جب کھڑے ہوئے تو لوگوں سے کہا تمکو ابو عبداللہ کے باب میں دھوکا نہ ہو وہ ہم
سے زیادہ علم والے ہیں اور زیادہ سمجھ والے انہوں نے کہا میں ایکدن اسحاق بن راہویہ پاس تھا اور عمر بن زرارہ
ابو عبداللہ سے لکھ رہے تھے اور محدثین اونسے اور اسحاق کہہ رہے تھے وہ مجھسے زیادہ بصیرت دار ہیں اوسوقت ابو عبداللہ
جوان تھے ابن اشکاب غصہ ہو گئے ایک حافظ کے کلام پر جو انہوں نے محمد بن اسمٰعیل کے حق میں کہا اور مجلس سے اٹھ گئے
عبداللہ بن محمد بن سعید نے کہا جب احمد بن حرب نیشاپوری مرے تو اسحق بن راہویہ اور محمد بن اسمٰعیل انکی جنازے کے ساتھ چلے
اور میں اہل معرفت سے سنتا تہا وہ دیکھتے تھے اور کہتے تھے محمد بن اسمٰعیل اسحاق سے زیادہ فقیہ ہیں ابو حاتم رازی نے کہا خراسان
سے کوئی محمد بن اسمٰعیل سے زیادہ حافظ نہیں نکلا اور نہ خراسان سے عراق کو کوئی آیا زیادہ عالم ان سے محمد بن حریث نے
کہا میں نے ابو زرعہ سے پوچھا ابن لہیعہ کو انہوں نے کہا ترک کیا اسکو ابو عبداللہ یعنی بخاری نے حسین بن محمد عجلی نے کہا میں نے کوئی محمد بن

بن اسمعیل کے مثل نہین دیکھا اور مسلم بھی حدیث کے حافظ تھے لیکن وہ محمد بن اسمعیل کے درجہ کو نہین پہونچے عجلی نے کہا مینے ابو زرعہ
اور ابو حاتم کو دیکھا وہ دونو بخاری سے سنتے تھے اور بخاری پیشوا تھے اور دیندار تھے اور محمد بن یحیے ذہلی سے انتہی درجہ
زیادہ عالم تھے عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی نے کہا مین نے عالمون کو دیکھا حرمین اور حجاز اور شام اور عراق مین
پر کسی کو اتنا جامع نہین پایا جیسے محمد بن اسمعیل کو اور وہ ہم سب سے زیادہ ہین علم اور فقہ مین اور سب سے زیادہ ہین حدیث
کی طلب مین دارمی سے ایک حدیث کو پوچھا اور کہا کہ بخاری اس حدیث کو صحیح کہتے ہین انہون نے کہا کہ بخاری مجھ
سے زیادہ علم رکہنے ہین اور وہ تمام خلق اللہ مین انتہا مند ہین اور اللہ کے اوامر اور نواہی کو خوب جانتے ہین اور محمد بن اسمعیل
جب قرآن پڑھتے تو دل اور آنکھ اور کان اوسی مین لگا دیتے اور اوسکے امثال اور حرام اور حلال مین فکر کرتے۔ ابو الطیب
حاتم بن منصور نے کہا محمد بن اسمعیل اللہ کی نشانیون مین سے ایک نشانی تھے ابو سہل فقیہ نے کہا مین بصرہ اور شام
اور حجاز اور کوفہ مین گیا اور وہان کے علما کو دیکھا جب محمد بن اسمعیل کا ذکر آتا تو وہ سب انکو فضیلت دیتے اپنا اوپر
ابو سہل نے کہا مین نے مصر مین تیس سے زیادہ عالمون سے سنا وہ کہتے تھے ہماری خواہش دنیا مین یہ ہے کہ محمد بن اسمعیل کو دیکھ
لیوین صالح بن محمد نے کہا مین نے کوئی خراسان کا شخص محمد بن اسمعیل سے زیادہ سمجھ کا نہین دیکھا اور کہا کہ وہ ان سب
لوگون سے زیادہ حافظ حدیث کے اور مین ان سے لکھتا تھا بغداد مین تو حاضرین مجلس بیس ہزار سے زیادہ ہوگئے حافظ
ابو العباس سے پوچھا ابو زرعہ اور محمد بن اسمعیل دونو مین کون زیادہ حافظ ہے انہون نے کہا مین محمد بن اسمعیل سے ملا اور
مین نے بہت کوشش کی کہ کوئی حدیث ایسی بیان کرون جسکو وہ نہ جانتے ہون پر نہ ہو سکا ابو زرعہ کے ہاتھ مین ایسی
حدیثین انکے سر کے بالون کے شمار مین بیان کر سکتا ہون محمد بن عبد الرحمن دغولی نے کہا اہل بغداد نے محمد بن اسمعیل
کو ایک کتاب لکھی اوسمین یہ شعر تھا ؎ المسلمون بخیر ما بقیت لهم ۔ ولیس بعدك خیر حین تفتقد یعنی جب تک
تم ہو مسلمانون کی بہتری ہے اور جب تم نہ رہو تو اونکے بہتری بھی نہین ہے امام الائمہ محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے کہا
آسمان کے نیچے کوئی حدیث کا جاننے والا محمد بن اسمعیل سے زیادہ نہین ہے ابو عیسے ترمذی نے کہا مین نے علل اور اسانید
کا زیادہ جاننے والا محمد بن اسمعیل سے نہ دیکھا مسلم نے کہا مین گواہی دیتا ہون کہ دنیا مین کوئی تمہارے
مثل نہین ہے احمد بن سیار نے تاریخ مرو مین لکھا ہے کہ محمد بن اسمعیل بخاری نے علم کو طلب کیا اور لوگون کی صحبت مین
بیٹھے اور حدیث کے لیے سفر کیا اور اوسمین مہارت حاصل کی اور صاحب بصیرت ہوئے اور صاحب حفظ بڑے
حافظے والے تھے اور فقیہ تھے ابن عدی نے کہا یحیی بن ساعد جب بخاری کا ذکر کرتے تو کہتے وہ تو جنگ کرنے والے
مینڈھے ہین ابو عمرو خفاف نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی پرہیزگار پاک ایسے عالم نے جسکا مثل مین نے نہین دیکھا

محمد بن اسمعیل نے اور کہا کہ اونکو حدیث کا علم احمد اور اسحق سے بیس حصہ زیادہ تہا اور جس نے اون کے حق مین کچہہ برائی کی
اوسپر میری طرف سے ہزار لعنت ہو اور کہا کہ اگر بخاری اس دروازے سے آوین اور مین حدیث بیان کرتا ہون تو مین رعب
سے بہر جاؤن عبد اللہ بن حماد آملی نے کہا مجھے آرزو ہے کہ مین امام بخاری کے بدن کا ایک بال ہوتا سلیم بن مجاہد
نے کہا مین نے ساٹھ برس سے کسی کو ایسا فقیہ دیکھا نہ ایسا پرہیزگار جیسے محمد بن اسمعیل تھے موسی بن ہارون نے کہا اگر اہل اسلام
جمع ہوکر چاہین کہ کوئی دوسرے شخص کو بخاری کی طرح کہڑا کریں تو یہ ممکن نہین عبد اللہ بن محمد بن سعید بن جعفر نے کہا
مین نے بصرہ مین علماء سے سنا وہ کہتے تہے دنیا مین کوئی محمد ابن اسمعیل کی مثل معرفت اور صلاح مین نہین ہے پہر عبد اللہ
نے کہا مین بھی یہی کہتا ہون حافظ ابو العباس نے کہا اگر کوئی شخص تیس ہزار حدیث لکہے تو وہ بے پروا نہ ہوگا بخاری کی
تاریخ سے حاکم ابو احمد نے کہا وہ اماموں مین سے تہے معرفت حدیث مین اور جمع حدیث مین حافظ ابن حجر نے کہا کہ بخاری کے
مشائخ اور انکے اہل عصر کے اقوال ہین اور جو ان کے بعد والون کے ہین اقوال لکھون تو کاغذ تمام ہو جاویگا اور عمر ختم ہو جاوے گی
بیشمار لوگون نے اونکی تعریف کی ہے **امام بخاری کے وسعت حافظہ اور سرعت فہم اور**
وفور علم کا بیان ابن عدی نے کہا مین نے بغداد کے متعدد مشائخ سے سنا وہ کہتے تہے جب محمد بن اسمعیل بغداد
کو آئے تو اصحاب حدیث نے اونکا حال سنا اور سب جمع ہوئے اور انکا امتحان لینا چاہا تو سو حدیثون کی متنون اور سندون
کو الٹ پلٹ کر دس دس حدیثین دس آدمیون کو بانٹ دین اور یہ ٹہیرا کہ بخاری کی مجلس مین جا کر ہر ایک آدمی اونسے
باری باری یہ حدیثین پوچھے جب مجلس جم گئی اور بہت سے لوگ بغداد اور خراسان کے حاضر تہے تو ان دس آدمیون
مین سے ایک اوٹھا اور اس نے پوچھا ایک حدیث کو ان دس حدیثون مین سے بخاری نے کہا مین نہین پہچانتا اس حدیث کو
پہر اوسنے دوسری حدیث پوچھی بخاری نے یہی جواب دیا یہان تک کہ وہ فارغ ہو گیا اور بخاری یہی کہتے رہے مین
نہین پہچانتا اب جو علماء تہے وہ تو تاڑ گئے کہ یہ شخص سمجہدار ہے اور جو ناواقف تہے وہ بخاری کو کم علم سمجہے
جب دسون آدمی اپنی اپنی حدیثون سے فارغ ہو گئے اور بخاری یہی جواب دیتے رہے مین نہین پہچانتا اسوقت وہ متوجہ
ہوئے پہلے شخص کی طرف اور کہا تیری پہلی حدیث تو وہ اس طرح سے ٹہیک ہے اور دوسری اس طرح اور تیسری اس طرح
یہانتک کہ دسون کو بیان کر دیا اور ہر ایک کا متن اوسکے اسناد کے ساتھہ اور اسناد متن کے ساتھ لگا دیا پہر دوسرے
شخص کی طرف متوجہ ہوئے پہر تیسرے کی طرف اور دسون سے اسی طرح بیان کیا تب سب لوگون نے اونکے حفظ اور
فضیلت کا اقرار کیا حافظ ابن حجر نے کہا اس نقل سے امام بخاری کا حافظہ معلوم ہوتا ہے اول تو غلط حدیثون اور
اسنادونکا صحیح کرنا دوسرے بے ترتیب سو حدیثون کو بیان کرنا دونو سخت مشکل ہین حالانکہ امام بخاری نے

ان حدیثون کو ایک ہی بار سنا تہا اور ہم نے ابو بکر کلوذانی سے روایت کیا کہ امام بخاری ایک ہی بار مین کتاب کی کتاب
یاد کر لیتے تہے اور اوپر گذر چکا کہ وہ طالب علمی کے زمانے مین بہی سنتے تہے اور نہ لکھتے تہے ابو الازہر نے کہا سمرقند مین
چار سو محدث تہے سب کے سب جمع ہوئے اور محمد بن اسمعیل کو مغالطہ دینا چاہا اور شام کی اسناد عراق کی اسناد مین شریک
کر دی اور عراق کی حرم مین اور حرم کی یمن مین باوجود اسکے ایک غلطی بہی امام بخاری پر نہ کر سکے (سبحان اللہ یہ
حافظہ اور یہ ذہن خداداد تہا) غنجار نے اپنی تاریخ مین لکہا ہے مین نے سنا ابو القاسم منصور بن اسحاق بن ابرہیم
اسدی سے وہ کہتے تہے مینے سنا ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم سے وہ کہتے تہے مینے سنا یوسف بن موسی مروزی سے وہ
کہتے تہے مین بصرے مین تہا جامع مسجد مین تنے مین ایک منادی کی آواز سنی اے علم والو محمد بن اسمعیل بخاری آگئے
ہین یہ سنکر لوگ کہڑے ہوئے مین بہی اونکے ساتہہ تہا پہر ہم نے دیکہا ایک شخص کو جو جوان ہے اسکی داڑہی مین
سفیدی نہین ہے اونہون نے نماز پڑہی ستون کے پیچہے جب نماز سے فارغ ہوئے لوگون نے اونکو گہیر لیا اور انسے درخواست
کی ایک مجلس مین حدیث سنانے کی اونہون نے قبول کیا پہر منادی نے آواز دی اے علم والو محمد بن اسمعیل بخاری
آئے اور ہم نے اونسے درخواست کی ایک مجلس کرنے کی حدیث سنانے کے لیے تو اونہون نے منظور کی کل فلان مقام مین
مجلس ہوگی جب دوسرا دن ہوا تو محدثین اور حفاظ اور فقہا جمع ہوے قریب ایک ہزار آدمیون کے ابو عبد اللہ
حدیث سنانے کے لیے بیٹہے اونہون نے سنانے سے پہلے کہا اے بصرہ والو مین جوان ہون اور تم نے مجہسے چاہا کہ مین تم سے
حدیث بیان کرون اور مین تمسے حدیث بیان کرونگا تمہارے شہر والون کی جو تمہارے پاس نہین ہین یہ سنکر لوگون نے
تعجب کیا امام بخاری نے حدیث سنانا شروع کیا اور کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن عثمان بن جبلہ بن رواد عتکی
نے اوس نے کہا حدیث بیان کی مجہسے میرے باپ نے اوس نے شعبہ سے اونہون نے منصور وغیرہ سے اوس نے سالم بن ابی الجعد سے
اوسنے انس بن مالک سے کہ ایک گنوار آیا رسول اللہ صلعم کے پاس اور عرض کیا یا رسول اللہ ایک شخص محبت کرتا ہے
ایک قوم سے اخیر تک پہر امام بخاری نے کہا یہ حدیث تمہارے پاس منصور کی روایت سے نہین ہے بلکہ اور لوگون کی روایت سے
ہے سوا منصور کے یوسف بن موسی نے کہا پہر اسیطرح مجلس کو تمام کیا ہر ایک حدیث کو روایت کرتے اور کہتے یہ
تمہارے پاس فلان کی روایت سے نہین ہے جعفر بن محمد بن خطاب نے کہا جب بخاری اخیر بار عراق سے آئے اور لوگ انسے
ملے اور ہجوم کیا تو انہون نے کہا کاش تم اوسوقت دیکہتے جب ہم بصرے کو گئے تہے گویا انہون نے اشارہ کیا اسی قصہ
کیطرف امام بخاری نے کہا مین نیسابور مین خفیف بیمار رہا رمضان کے مہینہ مین تو اسحاق بن راہویہ مجہے پوچہنے
کو آئے اپنے چند یارون کے ساتہہ اونہون نے کہا اے ابو عبد اللہ کیا تم روزے سے نہین ہو مین نے کہا نہین انہون

نے کہا تم نے بخاری کی رخصت کو قبول کرنے میں ہم نے کہا مجھکو خبر دی عبدان نے اونہوں نے عبد اللہ بن مبارک
سے اونہوں نے ابن جریج سے اونہوں نے عطا سے کہا کون سی بیماری میں افطار کرنا چاہیے عطا نے کہا کوئی بھی بیماری ہو
جیسے اللہ تعالی نے فرمایا فمن کان منکم مریضا امام بخاری نے کہا یہ روایت اسحاق بن راہویہ کے پاس نہیں تھی سلیم بن
مجاہد نے کہا محمد بن اسمعیل کہتے تھے میں کوئی حدیث صحابہ اور تابعین سے روایت نہیں کرتا جنکی ولادت اور وفات
اور وطن کو میں نہ جانتا ہوں اور میں کوئی حدیث موقوف ایسی روایت نہیں کرتا جسکے اصل اللہ کی کتاب یا رسول کی سنت
سے مجھکو معلوم نہ ہو علی بن حسین بن عاصم بیکندی نے کہا محمد بن اسمعیل ہمارے پاس آئے ایک شخص ہمارے صحابہ میں
سے بولا میں نے اسحق راہویہ سے سنا وہ کہتے تھے گویا میں اپنی کتاب میں ستر ہزار حدیثوں کو دیکھ رہا ہوں محمد بن اسمعیل نے
کہا اس میں تعجب کیا ہے شاید اس زمانہ میں وہ شخص موجود ہو جو دو لاکھ حدیثوں کیطرف اپنی کتاب میں دیکھ رہا ہو اور مراد
لیا اس سے اپنی ذات محمد بن حمدویہ نے کہا میں نے بخاری سے سنا وہ کہتے تھے مجھے ایک لاکھ صحیح حدیثیں یاد ہیں اور دو لاکھ
غیر صحیح وراق نے کہا میں نے امام بخاری سے سنا وہ کہتے تھے میں رات کو نہیں سویا یہاں تک کہ میں نے شمار کیا کتنی حدیثیں
میں نے اپنی کتابوں میں شریک کی ہیں تو وہ دو لاکھ حدیثیں نکلیں اور ایک روایت میں ہے امام بخاری نے کہا میں دس ہزار
حدیثیں صرف نماز کے باب میں روایت کر سکتا ہوں وراق نے کہا میں نے ان سے پوچھا جتنی حدیثیں تمہاری کتابوں میں ہیں
وہ سب تمکو یاد ہیں اونہوں نے کہا بیشک ان میں سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے اور میں نے اپنی تمام کتابوں کو تین بار تصنیف
کیا ہے یعنے تین بار صاف کیا ہے اور ایک بار میں نے سنا کہ انہوں نے بھلاوان پیا ہے میں نے پوچھا ان سے تنہائی میں
حافظہ کی کوئی دوا بھی ہے اونہوں نے کہا میں نہیں جانتا پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ حافظہ کے لیے اس سے بہتر
کوئی چیز نہیں ہے کہ انسان اپنے یاد پر ہمیشہ نظر کرے اور ہمیشہ دیکھا کرے اور کہتے تھے کہ میں حج کے بعد مدینہ میں ایک سال
رہا پھر بصرہ میں پانچ برس اپنی کتابوں کے ساتھ تصنیف کرتا تھا اور حج کرتا تھا اور مکہ سے بصرہ کو لوٹ جاتا تھا
اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالی ان تصنیفات میں مسلمانوں کو برکت دیگا اور کہتے تھے کہ ایک بار میں نے انس رض کے یاروں
کا خیال کیا تو تین سو آدمی میرے ذہن میں آئے اور میں کسی شیخ پاس نہیں گیا مگر جتنا فائدہ میں نے اُس سے لیا تھا
اس سے زیادہ اُسنے مجھ سے لیا تھا وراق نے کہا امام بخاری نے ہم میں ایک کتاب بنائی جسمیں پانسو حدیثیں ہیں اور کہا
کہ وکیع کی کتابوں میں سے کہا یہ میں صرف دو یا تین حدیثیں مسند ہیں اور ابن المبارک کی کتاب میں پانچ ہونگی اور کہتے تھے
میں حدیث بیان کرنے کے لیے نہیں بیٹھا یہانتک کہ میں نے صحیح حدیث کو سقیم سے پہچانا اور یہانتک کہ میں نے
اہل رائے کی کتابیں دیکھیں اور بصرہ میں کوئی حدیث نہ چھوڑی جسکو میں نے نہ لکھا ہو اور کہتے تھے کہ کوئی

ایسی نہیں ہی جو کتاب اور سنت مین مروی ہو مین نے کہا اسکی معرفت ممکن ہے اونہون نے کہا ہان ممکن ہے احمد بن حمدون
حافظ نے کہا مین نے امام بخاری کو ایک جنازے مین دیکھا اور محمد بن یحییٰ ذہلی اونسے پوچھتے تھے اسما اور علل کو اور بخاری
تیر کیطرح اوسکے بیان کرنے مین رواں تہے گویا قل ہو اللہ پڑہتے ہین ابو حامد اعمش حافظ سے روایت ہے ہم محمد بن اسمعیل
بخاری کے پاس تہے نیشاپور مین اتنے مین مسلم بن حجاج (جنکی صحیح مسلم ہے) آئے اور اونسے یہ حدیث پوچھی عبید اللہ بن
عمر کی ابو الزبیر سے اونہون نے جابر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو ایک لشکر مین بہیجا اور ہمارے ساتھ ابو عبیدہ
تہے اخیر تک جو لمبی حدیث ہی بخاری نے کہا ہمسے حدیث بیان کی ابن ابی اویس نے اونہون نے کہا مجھسے حدیث بیان کی
میرے بہائی نے اونہون نے سلیمان بن بلال سے اونہون نے عبید اللہ سے پہر بیان کی پوری حدیث پہر ایک آدمی نے
اونکے سامنے یہ حدیث پڑھی حجاج بن محمد کی ابن جریج سے اُنہون نے موسی بن عقبہ سے اُنہون نے سہیل بن ابی صالح سے
اونہون نے اپنے باپ سے اُنہون نے ابو ہریرہ سے اونہون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا مجلس کا
کفارہ جب آدمی کہڑا ہو پہر کہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ
إِلَيْكَ مسلم نے کہا دنیا مین اس سے اچھی حدیث ہو گی ابن جریج عن موسی بن عقبہ عن سہیل بن ابی صالح اور اس اسناد
سے دنیا مین یہی حدیث ہی محمد بن اسمعیل نے کہا ہان مگر اوس مین علت ہی مسلم نے کہا لا الہ الا اللہ اور لرز گئے اور کہا
بیان کرو مجھ سے وہ علت کیا ہے بخاری نے کہا چہپاؤ اسکو جو اللہ نے چہپایا یہ حدیث بڑی ہے لوگون نے اسکو روایت کیا
حجاج بن محمد سے اونہون نے ابن جریج سے مسلم نے عاجزی کی اور امام بخاری کا سر چوما اور رونے کے قریب ہو گئے امام
بخاری نے کہا اچہا اگر ایسا ہی ضرور ہی تو لکھ لے حدیث بیان کی ہمسے موسی بن اسمعیل نے حدیث بیان کی
ہمسے وہیب نے حدیث بیان کی ہمسے موسی بن عقبہ نے اُنہون نے عون بن عبد اللہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے کفارہ مجلس کا اخیر تک مسلم نے کہا تمسے دہی دشمنی رکہے گا جو حاسد ہے اور مین گواہی دیتا ہون کہ دنیا
مین تمہاری مثل کوئی نہین ہے اور ایسا ہی روایت کیا حاکم نے اس قصے کو تاریخ نیشاپور مین ابو محمد مخلدی سے
اور روایت کیا اسکو بیہقی نے مدخل مین حاکم سے دوسری طرز پر اس مین یہ ہے کہ میں سنا ابو نصر احمد بن محمد وراق سے وہ
کہتے تہے مین نے سنا احمد بن حمدون قصار سے یعنی ابو حامد اعمش سے وہ کہتے تہے مین نے سنا مسلم بن حجاج سے اور وہ آئے
محمد بن اسمعیل بخاری پاس پہر بوسہ دیا اونکی دونو آنکھون کے بیچ مین اور کہا مجھے چہوڑو دو پاؤن اپنے اے استادون کے استاد اور
اے محدثون کے سردار اور اے طبیب حدیث کی علتون کے تم سے حدیث بیان کی محمد بن سلام نے اونہون نے کہا ہمسے حدیث
بیان کی مخلد بن یزید نے ہمکو خبر دی ابن جریج نے مجھسے حدیث بیان کی موسی بن عقبہ نے اُنہون نے سہیل بن ابی صالح

کفارۂ مجلس مین محمد بن ... سے اونہون نے اپنے باپ سے انہون نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
اسمٰعیل نے کہا اور ہم سے حدیث بیان کی محمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے ان دونون نے کہا ہم سے حدیث بیان
کی حجاج بن محمد نے اونہون نے سنا ابن جریج سے اونہون نے کہا ہم سے حدیث بیان کی موسیٰ بن عقبہ نے اونہون نے
سہیل سے انہون نے اپنے باپ سے اونہون نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجلس کا کفارہ یہ ہے
کہ مجلس سے اٹھے تو کہے سُبْحَانَکَ اللّٰہُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ محمد بن اسمٰعیل نے کہا یہ حدیث اچھی ہے اور مین نہین جانتا
اس اسناد سے دنیا مین مگر یہی حدیث اتنی بات ہے کہ یہ حدیث معلول ہے حدیث بیان کی ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے انہون
نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سہیل نے انہون نے عون بن عبداللہ سے اونکا قول نقل کیا محمد بن اسمٰعیل نے کہا یہ اولے ہے
اور موسیٰ بن عقبہ کی مسند سہیل سے کوئی روایت نہین کرتا اور روایت کیا اس حدیث کو حاکم نے علوم الحدیث مین اسی
اسناد سے اس سے مختصر اور اسکے اخیر مین یہ کہا جس سے وہم ہوتا ہے کہ امام بخاری نے کہا مین اس باب مین سوا اس
حدیث کے اور نہین جانتا حالانکہ بخاری نے یہ نہین کہا بلکہ بخاری کا کلام اوپر گذرا اور قیاس سے بعید ہے کہ
بخاری ایسا کہتے باوجود اسکے کہ اونکو معلوم ہین وہ حدیثین جو اس باب مین آئی ہین واللہ اعلم تمام ہوا کلام
حافظ ابن حجر کا اس باب مین

صحیح بخاری کے اور زیادہ فضائل کا بیان

الہٰہم الشہبنی نے
کہا مین نے فربری سے سنا وہ کہتے تھے مین نے محمد بن اسمٰعیل بخاری سے سنا کہتے تھے مینے اس جامع صحیح مین کوئی
حدیث داخل نہین کی جب تک غسل نہین کیا اور دو رکعتین نہین پڑہین اور کہتے تھے مین نے جامع کو چھ لاکھ حدیث
سے انتخاب کیا اور کہتے تھے مین نے یہ کتاب جامع مسجد حرام مین تصنیف کی اور کوئی حدیث اوسمین شریک نہین
کی جب تک خداوند کریم سے استخارہ نہین کیا اور دو رکعتین نہین پڑہین اور یقین نہ ہوا مجھکو اوس کی صحت پر حافظ ابن حجر
نے کہا اور روایتون مین جو مذکور ہے کہ وہ اس کو اور شہرون مین تصنیف کرتے تھے اون مین اور اس روایت مین تطبیق
اس طرح ہے کہ امام بخاری نے اسکی تصنیف شروع کی مسجد حرام مین پھر حدیثین نکالتے رہے اور شہرون مین بھی اور اسکی دلیل
یہ ہے کہ انہون نے اس کتاب کو سولہ برس مین تصنیف کیا اور ظاہر ہے کہ اتنی مدت تک وہ مکہ مین نہین رہے تھے اور ابن عدی
اور ایک جماعت نے روایت کیا کہ امام بخاری نے تراجم ابواب کو قبر شریف اور منبر شریف کی درمیان مرتب کیا اور ہر
ایک ترجمہ کے لیے دو رکعتین پڑہتے تھے اور یہ روایت بھی اگلی روایتون کے خلاف نہین ہے اسلیے کہ مرتب کرنے سے یہان
مراد صاف کرنا ہے تو مسودہ پہلے کیا ہوگا اور صاف یہان کیا ہوگا فربری نے کہا مین نے محمد بن ابی حاتم وراق سے سنا وہ کہتے
تھے مین نے امام بخاری کو خواب مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلتے دیکھا جہان سے آپ قدم اوٹھاتے بخاری اسی جگہ

قدم ہے کہتے خطیب نے نجم بن فضیل سے یہی خواب نقل کیا اور خطیب نے کہا مجھکو لکھا علی بن محمد جرجانی نے اصفہان سے کہ انہوں نے
سنا محمد بن مکی سے وہ کہتے تھے مین نے سنا فربری سے وہ کہتے تھے مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا آپ نے مجھ سے پوچھا تو کہان
جاتا ہے مینے کہا محمد بن اسمعیل کے پاس آپ نے فرمایا میری طرف سے اونکو سلام کہنا۔ ابو سہل محمد بن احمد مروزی سے بااسناد مذکور
ہے وہ کہتے تھے سنا ابو زید مروزی سے سنا وہ کہتے تھے مین رکن اور مقام کے بیچ مین سوتا تھا مین نے خواب مین رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم کو دیکھا آپ نے فرمایا ای ابو زید تو کب تک شافعی کی کتاب پڑہاویگا اور میری کتاب نہین پڑہاتا مینے عرض کیا یا
رسول اللہ آپ کی کتاب کون سی ہے آپ نے فرمایا جامع محمد بن اسمعیل بخاری کی۔ امام ابو عبد الرحمن نسائی نے پوچھا علماء اور
کو اور انہوں نے کہا ان دونو شہرون مین فلیم سے اور ان سب کتابون مین کوئی کتاب محمد بن اسمعیل کی کتاب سے زیادہ صحیح نہین ہے
ابو جعفر عقیلی نے کہا جب بخاری نے یہ کتاب تصنیف کی تو اوسکو پیش کیا علی بن المدینی اور احمد بن حنبل اور یحیی
بن معین وغیرہم کے سامنے انہوں نے اسکو اچھا کہا اور گواہی دی کہ یہ سب حدیثین صحیح ہین مگر چار حدیثین عقیلی نے
کہا وہ چار حدیثین بھی صحیح ہین اور انکی صحت مین بخاری کا قول ٹھیک ہے **امام بخاری اور ذہلی سے
جو جھگڑا ہوا اسکا بیان** حاکم ابو عبد اللہ نے اپنی تاریخ مین لکھا کہ بخاری نیشاپور مین سنہ ۲۵۰ ہجری مین آئے
اور ایک مدت تک وہان رہے حدیثین سناتے تھے ہمیشہ تو مین نے سنا محمد بن حامد بزار سے وہ کہتے تھے مینے سنا
حسن بن محمد بن جابر سے وہ کہتے تھے مین نے سنا محمد بن یحیی ذہلی سے وہ کہتے تھے اس نیک شخص کے پاس
جاؤ (یعنے بخاری کی) اور اس سے حدیثین سنو لوگ جانے لگے اور متوجہ ہوئے بخاری سے سننے پر یہان تک کہ ذہلی کی
مجلس مین خلل آنے لگا تب انہوں نے بخاری پر الزام لگایا۔ حاکم بن احمد بن محمد نے کہا مینے مسلم بن حجاج سے سنا وہ
کہتے تھے جب محمد بن اسمعیل نیشاپور مین آئے تو مینے کسی والی (حاکم) یا عالم کو نہین دیکھا کہ اسکی اتنی تعظیم ہوئی ہو لوگون
نے دو تین منزل تک انکا استقبال کیا۔ محمد بن یحیی ذہلی نے کہا جو شخص چاہے استقبال کرے محمد بن اسمعیل کا کل
مین تو انکا استقبال کرونگا پھر استقبال کیا انہوں نے اور اکثر علما نیشاپور نے پھر بخاری شہر مین داخل ہوئے
اور بخاریون کے گھر مین اوترے محمد بن یحیی نے ہم سے کہا بخاری سے کوئی کلام کا مسئلہ مت پوچھو اس لیے کہ اگر وہ
ہمارے خلاف جواب دینگے اور ہم مین انسے جھگڑا ہوگا تو ہر ایک رافضی اور ناصبی اور جہمی اور مرجی خراسان کا
خوش ہوگا پھر لوگون نے ہجوم کیا محمد بن اسمعیل پر یہان تک کہ گھر اور چھت بھر گیا جب دوسرا یا تیسرا دن ہوا تو ایک
شخص کھڑا ہوا اور انسے پوچھا ہم جو لفظ قرآن کے اپنی زبان سے نکالتے ہین یہ کیا ہین یعنے مخلوق یا غیر مخلوق
امام بخاری نے کہا کہ ہمارے افعال مخلوق ہین اور ہمارے لفظ بھی ہمارے فعل ہین تو وہ بھی مخلوق ہونگے یعنے وہ

وہ آوازین جو ہماری زبان سے نکلتی ہین باقی رہا قرآن شریف جسکے اور سکے الفاظ اور معانی جو اللہ تعالی بولا ہے یہ
اللہ کا کلام ہے وہ غیر مخلوق ہی اور جو قرآن کے الفاظ کو مخلوق کہتے ہین وہ گمراہ ہین امام احمد نے کہا لفظیہ جہمیہ
سے بھی بدتر ہین) پھر لوگون مین اختلاف ہوا کوئی کہنے لگا امام بخاری نے کہا قرآن کے ساتھہ میرا لفظ مخلوق
ہے اور بعضون نے کہا ایسا نہین کہا یہانتک کہ ایکدوسرے کو مارنے اوٹھے لیکن گھر والون نے سبکو باہر نکال دیا ابو
احمد بن عدی نے کہا ایک جماعت مشائخ نے مجھسے بیان کیا کہ محمد بن اسمعیل جب نیشاپور مین آئے اور لوگ انکے پاس
جمع ہوئے تو بعضے عالمون کو انسے حسد پیدا ہوا وہ اصحاب حدیث سے کہنے لگے کہ بخاری کہتے ہین میرا لفظ قرآن کے
ساتھہ مخلوق ہی پھر جب بخاری کی مجلس مین آئے ایک شخص اوٹھا اور کہنے لگا اے ابو عبد اللہ قرآن کے لفظ مین آپ کیا
کہتے ہین وہ مخلوق ہے یا غیر مخلوق بخاری نے اوسکی طرف التفات نہ کیا تین بار اوس نے یہی پوچھا آخر جب اوسنے
بہت اصرار کیا تو بخاری نے کہا قرآن اللہ کا کلام ہے اور وہ مخلوق نہین ہی اور بندون کے افعال مخلوق ہین
اور امتحان لینا بدعت ہے اس شخص نے غل مچادیا کہ بخاری کہتے ہین کہ لفظ بالقرآن مخلوق ہے حاکم نے کہا
حدیث بیان کی ہمسے ابو بکر بن ابی الہیثم نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے فربری نے انہون نے کہا سنا میں نے محمد
بن اسمعیل سے سنا وہ کہتے تھے بندون کے افعال مخلوق ہین کیونکہ ہمسے حدیث بیان کی علی بن عبد اللہ نے انہون
نے کہا ہم سے حدیث بیان کی مروان بن معاویہ نے انہون نے کہا ہمسے حدیث بیان کی ابو مالک نے انہون
نے ربعی سے انہون نے حذیفہ سے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک اللہ تعالے ہر صانع
کا پیدا کرنے والا اور اسکی صنعت کا بھی پیدا کرنے والا ہے بخاری نے کہا مین نے عبید اللہ بن سعید سے
سنا بیٹے ابو قدامہ سرخسی سے وہ کہتے تھے ہم ہمیشہ اپنے اصحاب سے سنا کرتے تھے وہ کہتے تھے بندون کے افعال مخلوق
ہین محمد بن اسمعیل نے کہا بندونکی حرکات اور انکی آوازین اور اونکے کام اور کتابت یہ سب مخلوق ہین لیکن قرآن
جو مصحف مین لکھا ہی دلون مین یاد ہے وہ اللہ کا کلام ہے مخلوق نہین ہے اللہ تعالی نے فرمایا وہ کھلی نشانیان
ہین عالمون کے سینون مین اور اسحق بن راہویہ نے کہا لیکن قرآن کا ظرف یعنے لوگون کے دل انکے مخلوق
ہونے مین کون شک کرتا ہی ابو حامد بن شرقی نے کہا مینے محمد بن یحیے ذہلی سے سنا وہ کہتے تھے قرآن اللہ کا
کلام ہے مخلوق نہین ہے اور جو یہہ کہے میرا لفظ ساتھہ قرآن کے مخلوق ہے وہ بدعتی ہے نہ اوسکی صحبت
مین بیٹھنا چاہیے نہ اس سے بات کرنا چاہیے اور جو شخص اب محمد بن اسمعیل کے پاس جاوے اوسکو سمجہو کہ وہ بھی
بدعتی ہے کیونکہ اونکی مجلس مین وہی حاضر ہوگا جو انکے مذہب پر ہے حاکم نے کہا جب بخاری اور ذہلی مین مسئلہ

لفظ پر تنازع ہوا تو لوگوں نے بخاری پاس جانا چھوڑ دیا مگر دو آدمیوں نے نہ چھوڑا ایک مسلم بن حجاج نے دوسرا احمد بن سلمہ نے تو ذہلی نے کہا جو شخص لفظ کا قائل ہوا اوسکو ہماری مجلس میں آنا حلال نہیں یہ سنکر مسلم نے اپنی چادر عمامہ پر اوڑھی اور لوگوں کے سامنے اوٹھے اور جتنی حدیثیں ذہلی سے سنی تھیں وہ سب ایک فرد اونٹ پر لاد کر ذہلی کے پاس واپس کر دیں حاکم نے کہا مسلم نے یہ انصاف کیا اور اپنی کتابوں میں نہ ذہلی سے روایت کی نہ بخاری سے حاکم ابو عبد اللہ نے کہا میں نے محمد بن صالح بن ہانی سے سنا وہ کہتے تھے میں نے محمد بن سلمہ نیساپوری سے سنا وہ کہتے تھے میں بخاری کے پاس گیا اور میں نے کہا اے ابو عبد اللہ ذہلی ایک مقبول شخص ہے خراسان میں خصوصًا اس شہر میں اور اسکو اس مسئلہ میں ایسا استغراق ہو گیا ہے کہ ہم میں سے کوئی اوس کو بات نہیں کر سکتا تو تمہاری کیا رائے ہے یہ سنکر بخاری نے اپنی ڈاڑھی مٹھی میں تھامی اور کہا اُفَوِّضُ اَمْرِی اِلَی اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ اے خدا تو جانتا ہے کہ میں نیساپور میں اترائی یا فخر یا حکومت طلب کرنے کو نہیں آیا صرف میرے دل نے وطن جانا چاہا کیونکہ وہاں مخالفین کا غلبہ ہے تو میں یہاں آ گیا اب یہ شخص حسد سے میرے ایذا کے درپے ہوا ہے اسکو حسد ہے اس علم پر جو خدا نے مجھکو دیا اور کسی کو نہ دیا پھر کہنے لگے اے احمد میں کل یہاں سے نکل جاؤنگا تاکہ لوگ اسکی حدیثیں سنیں حاکم نے کہا حافظ ابو عبد اللہ بن اخرم نے کہا جب مسلم بن حجاج اور احمد بن سلمہ محمد بن یحیی کی مجلس سے چلے گئے بوجہ بخاری کے تو ذہلی نے کہا یہ شخص (یعنی بخاری) اس شہر میں نہ رہے اس کی بخاری کو ڈر ہوا اور نیساپور سے نکلے غنجار نے تاریخ بخارا میں لکھا ہے احمد بن نصر نیساپوری نے کہا ہم ایک دن ابو اسحاق قرشی کے پاس تھے اور ہمارے ساتھ محمد بن نصر مروزی بھی تھے تو محمد بن اسمعیل کا ذکر آیا محمد بن نصر نے کہا میں نے انسے سنا وہ کہتے تھے جو شخص میرا یہ قول بیان کرتا ہے کہ میرا لفظ بالقرآن مخلوق ہے وہ جھوٹا ہے میں نے یہ نہیں کہا بلکہ میں نے صرف یہ کہا کہ بندوں کے افعال مخلوق ہیں محمد بن نعیم نے کہا میں نے محمد بن اسمعیل سے جب یہ جھگڑے ہوئے ایمان کو پوچھا اونہوں نے کہا ایمان قول ہے اور عمل ہے گھٹتا ہے اور بڑھتا ہے اور قرآن اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں میں سب سے ابو بکر افضل ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم اسی عقیدہ پر میں جیا اور اسی پر مرونگا اور اسی پر اٹھونگا اگر خدا چاہے

امام بخاری کے تصانیف اور رواۃ کا بیان

جامع صحیح کا ذکر اور فربری نے کہا کہ اس کتاب کو امام بخاری سے نوے ہزار آدمیوں نے سنا اور اب سوا میرے اور کوئی زندہ نہیں اور یا اونہوں نے اپنے علم کے رو سے کہا اون کے بعد نو برس تک ابو طلحہ منصور بن محمد نے روایت کی اور صحیح کہا اسکو ابو النصر بن کوتا نے اور روایت کیا اسکو ابراہیم بن معقل نسفی نے اور حماد بن شاکر نسوی نے اور مشہور روایت جو ہم تک پہنچی بخاری ہو وہ محمد بن یوسف بن مطر بن صالح بن بشر فربری کی ہے اور امام بخاری کی تصنیفات میں سے دوسری کتاب

ادب مفرد ہے روایت کیا اسکو امام بخاری سے احمد بن محمد بن الجلیل بزار نے اور ایک کتاب رفع الیدین ہے اور ایک کتاب
القراءۃ خلف الامام دونوں کو روایت کیا محمود بن اسحاق خزاعی نے اور وہ سب سے آخر روایت کرنے والے ہیں امام بخاری
سے بخارا میں اور ایک کتاب بر الوالدین ہے اسکو روایت کیا محمد بن دلویہ وراق نے اور ایک تاریخ کبیر ہے اسکو روایت کیا
ابو احمد محمد بن سلیمان بن فارس نے اور ابو الحسن محمد بن سہل نسوی نے اور ایک تاریخ اوسط ہے اسکو روایت کیا عبد اللہ بن
بن احمد بن عبد السلام خفاف نے اور زنجویہ بن محمد لباد نے اور ایک تاریخ صغیر ہے اسکو روایت کیا عبد اللہ بن محمد بن
عبد الرحمن اشقر نے اور ایک کتاب ہے خلق افعال العباد اسکو روایت کیا یوسف بن ریحان بن عبد الصمد نے اور فربری نے
اور ایک کتاب الضعفاء ہے اسکو روایت کیا ابو بشر محمد بن احمد بن حماد دولابی نے اور ابو جعفر مسیح بن سعید اور آدم بن
موسی حواری نے اور یہ تصانیف موجود ہیں اور ہمنے انکو روایت کیا ہے سماع اور اجازت سے اور ایک کتاب ہے جامع
کبیر ذکر کیا اسکا ابن طاہر نے اور ایک مسند کبیر ہے ایک تفسیر کبیر ذکر کیا اسکو فربری نے اور ایک کتاب الاشربہ ہے ذکر
کیا اسکو دارقطنی نے موتلف اور مختلف میں امام بخاری کی کتابوں میں اور ایک کتاب الہبہ ہے ذکر کیا اسکو وراق نے
جیسے گذرا اور ایک کتاب اسامی صحابہ ہے ذکر کیا اسکو ابو القاسم بن مندہ نے اور ایک کتاب الوحدان ہے یعنی ان صحابہ کا
بیان جن سے ایک ہی حدیث مروی ہے اور ایک کتاب المبسوط ہے اور ایک کتاب العلل ہے اور ایک کتاب
الکنی ہے اور ایک کتاب الفوائد ہے اور امام بخاری سے انکی مشائخ نے روایت کی ہے ان میں سے عبد اللہ بن محمد
مسندی اور عبد اللہ بن منیر اور اسحاق بن احمد سرماری اور محمد بن خلف بن قتیبہ وغیرہم اور ان کے معاصرین نے
ان میں سے ہیں ابو زرعہ اور ابو حاتم رازیان اور ابراہیم حربی اور ابو بکر بن ابی عاصم اور موسے بن ہارون حمال اور
محمد بن عبد اللہ مطین اور اسحاق بن احمد بن زیرک فارسی اور محمد بن قتیبہ بخاری اور ابو بکر اعین اور بڑے بڑے
حافظوں نے علم حدیث کی ان میں سے ہیں صالح بن محمد اور مسلم بن حجاج اور احمد بن سلمہ اور ابو بکر بن اسحاق بن خزیمہ
اور محمد بن نصر مروزی اور ابو عبد الرحمن نسائی اور ابو عیسے ترمذی جو ان کے شاگرد بھی ہوئے اور عمرو بن محمد
بحتری اور ابو بکر بن ابے الدنیا اور ابو بکر بزار اور حسین بن محمد قبانی اور یعقوب بن یوسف بن الاخرم اور عبد اللہ بن
محمد بن ناجیہ اور سہل بن شاذویہ بخاری اور عبد اللہ بن واصل اور قاسم بن زکریا مطرز اور ابو قریش محمد بن جمعہ
اور محمد بن محمد بن سلیمان باغندی اور ابراہیم بن موسی جوزی اور علی بن عباس مقانعی اور ابو حامد اعمش اور ابو بکر
احمد بن محمد صدقہ بغدادی اور اسحق بن داؤد صواف اور حاشد بن اسمعیل بخاری اور محمد بن عبد اللہ بن جنید اور محمد
ہارون
بن اسحاق نہر تیری اور جعفر بن محمد نیشاپوری اور ابی بکر بن ابی داؤد اور ابو القاسم بغوی اور ابو محمد بن صاعد اور محمد بن

حضرمی اور حسین بن اسمعیل محاملی اور وہ اخیر ہین جنہون نے روایت کی امام بخاری سے بغداد مین امام بخاری نے
کن کن شہرون مین کن لوگون سے سنا حاکم ابو عبد اللہ نے تاریخ نیشاپور مین لکھا کہ امام بخاری
نے مکہ مین ابو الولید احمد بن محمد ازرقی اور عبد اللہ بن یزید مقری اور اسمعیل بن سالم صائغ اور ابو بکر عبد اللہ بن الزبیر حمیدی
اور ان کے اقران سے سنا اور مدینہ مین ابراہیم بن منذر حزامی اور مطرف بن عبد اللہ اور ابراہیم بن حمزہ اور ابو ثابت
محمد بن عبید اللہ اور عبد العزیز بن عبد اللہ الاویسی اور ان کے اقران سے سنا اور شام مین محمد بن یوسف فریابی
اور ابو نصر اسحاق بن ابراہیم اور آدم بن ابی ایاس اور ابو الیمان حکم بن نافع اور حیوۃ بن شریح اور ان کے اقران سے سنا
اور بخارا مین محمد بن سلام بیکندی اور عبد اللہ بن محمد مسندی اور ہارون بن الاشعث اور انکے اقران سے سنا اور مرو
مین علی بن حسن بن شقیق اور عبدان اور محمد بن مقاتل اور انکے اقران سے سنا اور بلخ مین مکی بن ابراہیم اور یحییٰ بن بشر اور
محمد بن ابان اور حسن بن شجاع اور یحییٰ بن موسیٰ اور قتیبہ اور ان کے اقران سے سنا اور وہان بہت رہے اور ہرات مین احمد بن
ابی الولید حنفی سے سنا اور نیشاپور مین یحییٰ بن یحییٰ اور بشر بن الحکم اور اسحاق بن راہویہ اور محمد بن رافع اور محمد بن یحییٰ
ذہلی اور ان کے اقران سے سنا اور رے مین ابراہیم بن موسیٰ سے اور بغداد مین محمد بن عیسیٰ طباع اور محمد بن سابق
اور سریج بن النعمان اور احمد بن حنبل اور انکے اقران سے سنا اور واسط مین حسان بن حسان اور حسان بن عبد اللہ
اور سعید بن سلیمان اور انکے اقران سے سنا اور بصرہ مین ابو عاصم نبیل اور صفوان بن عیسیٰ اور بدل بن المحبر اور
حرمی بن عمارہ اور عفان بن مسلم اور محمد بن عرعرہ اور سلیمان بن حرب اور ابو الولید طیالسی اور عارم اور محمد بن سنان
اور انکے اقران سے سنا اور کوفہ مین عبید اللہ بن موسیٰ اور ابو نعیم اور احمد بن یعقوب اور اسمعیل بن ابان اور حسن بن ربیع
اور خالد بن مخلد اور سعد بن حفص اور طلق بن غنام اور عمر بن حفص اور فروہ اور قبیصہ بن عقبہ اور ابو غسان اور
انکے اقران سے سنا اور مصر مین عثمان بن صالح اور سعید بن ابی مریم اور عبد اللہ بن صالح اور احمد بن شعیب اور اصبغ بن الفرج اور سعید بن عیسیٰ اور سعید بن کثیر
بن عفیر اور یحییٰ بن عبد اللہ بن بکیر اور انکے اقران سے سنا اور جزیرہ مین احمد بن عبد الملک حرانی اور احمد بن یزید حرانی
اور عمرو بن خلف اور اسمعیل بن عبد اللہ رقی اور انکے اقران سے سنا حاکم ابو عبد اللہ نے کہا امام بخاری ان تمام شہرون
مین گئے علم حاصل کرنے کے لیے اور ہر ایک شہر مین وہان کے مشائخ کے پاس رہے اور روایت کیا ہے خطیب بغدادی نے کہ
انہون نے کہا سفر کیا امام بخاری نے شہرون کے محدثون کی طرف اور لکھا حدیث کو خراسان اور جبال اور عراق کے سب شہرون
مین اور حجاز اور شام اور مصر اور بغداد مین کئی بار آئے اور جعفر بن قطان سے جنہے کئی طریقون سے روایت کیا وہ
کہتے ہین مین نے سنا بخاری سے وہ کہتے تھے مین نے ہزار عالمون سے یا زیادہ سے حدیث لکھی اور میرے پاس کوئی ایسی حدیث

ہمین سبکا اسناد ہمکو یاد ہو صحیح بخاری کی شرحون کا بیان جناب سید علامہ مولنا ابو الطیب صدیق
بن حسن بن علی بخاری دام فیوضہ نے اپنی کتاب اتحاف النبلا مین لکھا ہے کہ صحیح بخاری کی شرح کرنے پر اگلے اور پچھلے
علما نے ہمت کی ہے ایک[1] شرح ہے امام ابو سلیمان احمد بن محمد بن ابراہیم خطابی کی اسکا نام ہے اعلام السنن دوسری[2] شرح ہے امام
محمد تیمی کی تیسری[3] شرح ہے ابو جعفر احمد بن سعید داؤدی کی چوتھی[4] مہلب بن ابی صفرہ کی قسطلانی نے کہا پانچوین[5]
ابو الزناد سراج کی چھٹی[6] امام ابو الحسن علی بن خلف مالکی کی ساتوین[7] شرح ابو حفص عمر بن الحسن بن عمر فوزنی کی آٹھوین[8] ابو
القاسم احمد بن محمد بن عمرو بن ورد تیمی کی نوین[9] امام عبد الواحد بن تین کی دسوین[10] امام ناصر الدین علی بن محمد بن منیر سکندرانی
کی اور وہ بڑی ہے دس جلدون مین گیارہوین[11] شرح ہے ابو الاصبع عیسی بن سہل بن عبد اللہ سدی کی بارہوین[12] شرح
ہے امام قطب الدین عبد الکریم بن عبد النور حنفی کی اور یہ آدھی کتاب کی دس جلدون مین ہے تیرہوین[13] شرح امام حافظ
علاء الدین مغلطائی کی اسکا نام تلویح ہے اس شرح کا مختصر جلال الدین رسولا بن احمد تبانی نے کیا ہے چودہوین[14] شرح
علامہ شمس الدین محمد بن یوسف بن علی کرمانی کی اور یہ شرح متوسط ہے اسکا نام کواکب دراری ہے پندرہوین[15] شرح ہے انکے
بیٹے یحیی بن محمد کرمانی کی اوسکا نام مجمع البحرین وجواہر البحرین ہے سولہوین[16] شرح ہے امام سراج الدین عمر بن علی بن
ملقن شافعی کی اوسکا نام ہے شواہد التوضیح سترہوین[17] شرح ہے علامہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد الدائم کی اسکا
نام اللامع الصبیح ہے اٹھارہوین[18] شرح شیخ برہان الدین ابراہیم بن محمد حلبی کی اسکا نام تلقیح الفہم قاری الصحیح ہے اسکا
مختصر محمد بن محمد شافعی نے کیا ہے اور ایک[19] شرح سب شرحون سے بڑی اور عمدہ اور جامع امام شیخ الاسلام حافظ
ابو الفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی کی جب یہ شرح تمام ہوئی تو مولف نے بڑی دعوت کی تھی اور اس ترجمہ مین اکثر
مقامات مین اسی شرح سے مدد لی گئی ہے امام شوکانی سے کسی نے کہا بخاری کی شرح لکھنے کے لیے تو انہون نے کہا
لا ہجرۃ بعد الفتح ہے اسکا مقدمہ خود ایک کتاب مستقل ہے اوسکا نام ہدی الساری ہے اسکا مختصر شیخ ابو الفتح محمد بن حسین مراغی
نے کیا ہے بیسوین[20] شرح علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی کی اسکا نام عمدۃ القاری ہے ۲۵ سال مین یہ
شرح تمام ہوئی لیکن اکثر مضامین اوسکے فتح الباری سے ماخوذ مین جسکے اجزا مولف ایک شخص کی معرفت منگا کر
دیکھ لیتے آخر حافظ ابن حجر کو خبر ہو گئی اور انہون نے اپنی اجزا کی حفاظت کا بندوبست کیا اسوجہ سے یہ شرح نصف
کے بعد سے ضعیف ہو گئی ہے اکیسوین[21] شرح ہے رکن الدین احمد بن محمد بن عبد المومن کی بائیسوین[22] شرح ہے بدر الدین
محمد بن بہادر بن عبد اللہ زرکشی کی یہ شرح مختصر ہے اسکا نام تنقیح ہے تئیسوین[23] شرح ہے علامہ بدر الدین محمد بن ابی بکر
دمامینی کی اسکا نام ہے مصابیح الجامع چوبیسوین[24] شرح ہے امام حافظ جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی کی اسکا

نام ہے توشیح علی الجامع الصحیح [٢٥] پچیسوین شرح ہے امام محی الدین یحییٰ بن شرف نووی کی [٢٦] چھبیسوین شرح ہے حافظ
عماد الدین اسمعیل بن عمر بن کثیر دمشقی کی [٢٧] ستائیسوین شرح ہے حافظ زین الدین عبدالرحمن بن احمد بن رجب حنبلی کی اسکا
نام فتح الباری ہے [٢٨] ستائیسوین شرح ہے علامہ سراج الدین عمر بن رسلان بلقینی کی اسکا نام ہے الفیض الجاری [٢٨] اٹھائیسوین
شرح ہے علامہ مجد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب فیروزآبادی شیرازی کی اسکا نام ہے منح الباری [٢٩] انتیسوین شرح ہے
ابوالفضل محمد کمال بن محمد بن احمد نویری کی [٣٠] تیسوین شرح ہے علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن مرزوق اسکا نام ہے المتجر الربیح
والمسعی الرجیح [٣١] اکتیسوین شرح ہے عبداللہ بن سعد بن ابی جمرہ اندلسی کی اور اسکا نام بہجۃ النفوس ہے یہ مختصر بخاری ہے
[٣٢] بتیسوین شرح ہے برہان الدین ابراہیم بن النعمانی کی [٣٣] تینتیسوین شرح ہے شیخ ابوالبقا محمد بن علی بن خلف احمدی
مصری شافعی کی [٣٤] چونتیسوین شرح ہے جلال الدین بکری فقیہ شافعی کی [٣٥] پینتیسوین شرح ہے شیخ شمس الدین
محمد بن محمد دلجی شافعی کی [٣٦] چھتیسوین شرح ہے علامہ زین الدین عبدالرحیم بن عبدالرحمن بن احمد عباسی شافعی کی
[٣٧] سینتیسوین شرح ہے شیخ شہاب الدین احمد بن محمد بن محمد خطیب قسطلانی مصری شافعی کی یہ دس جلدون مین ہے اسکا
نام ارشاد الساری ہے [٣٨] اڑتیسوین شرح ہے امام رضی الدین حسن بن محمد صغانی الحنفی کی [٣٩] انتالیسوین شرح ہے امام
عفیف الدین سعید بن مسعود گازرونی کی [٤٠] چالیسوین شرح ہے احمد بن اسمعیل بن محمد کورانی کی اسکا نام ہے الکوثر الجاری
علی ریاض البخاری [٤١] اکتالیسوین شرح ہے امام زین الدین ابو محمد عبدالرحمن بن ابی بکر بن عینی حنفی کی [٤٢] بیالیسوین
شرح ہے ابوذر احمد بن ابراہیم بن سبط حلبی کی اسکا نام توضیح ہے [٤٣] ترتالیسوین شرح ہے امام فخر الاسلام علی بن محمد بزدوی
حنفی کی [٤٤] چوالیسوین شرح ہے امام نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد نسفی کی اسکا نام ہے کتاب النجاح فی شرح اخبار الصحاح
[٤٥] پینتالیسوین شرح ہے شیخ جمال الدین محمد بن عبداللہ بن مالک نحوی کی اسکا نام ہے شواہد التوضیح [٤٦] چھیالیسوین شرح ہے
قاضی مجد الدین اسمعیل بن ابراہیم بلبیسی کی [٤٧] سینتالیسوین شرح ہے قاضی زین الدین عبدالرحیم بن رکن احمد کی
[٤٨] اڑتالیسوین شرح ہے غریب کی تالیف ابوالحسن محمد بن احمد جیانی کی [٤٩] انچاسوین شرح ہے قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ
ابن عربی مالکی کی [٥٠] پچاسوین شرح شیخ شہاب الدین احمد بن ارسلان مقدسی کی [٥١] اکاونوین شرح ہے امام عبدالرحمن اہدل یمنی
کی جسکا نام مصباح القاری ہے [٥٢] باونوین شرح ہے امام ابوالقاسم اسمعیل بن محمد اصفہانی کی [٥٣] ترپنوین شرح ہے ملا حسن صدیقی
پنجابی کی جنکو حافظ دراز کہتے ہین اس شرح کا نام منح الباری ہے [٥٤] چونوین شرح ہے سید علامہ غلام علی آزاد بلگرامی کی اسکا
نام ہے ضوء الدراری [٥٥] پچپنوین شرح شیخ نور الحق بن شیخ عبدالحق دہلوی کی اسکا نام ہے تیسیر القاری فارسی زبان
مین [٥٦] چھپنوین شرح ہے علامہ عبداللہ بن شیخ سالم البصری مکی کی اسکا نام ہے ضیاء الساری [٥٧] ستاونوین شرح ہے سید علامہ

محمد بن احمد بلبیسی کی اوسکا نام شمس القاری اٹھاون شرح ہے سید عبد الاول کی اوسکا نام فیض الباری - انسٹھ
شرح ہے شیخ نور الدین کی اسکا نام ہے نور القاری ساٹھین شرح ہے شیخ علی شامی حدیدی کی اور یہ شرح ہے
یار محمد ولی کی اکسٹھوین شرح ہے بندہ عاجز وحید الزمان غفر اللہ المنان کی مسمے بہ تسہیل القاری لترجمۃ البخاری اردو
زبان مین خدا اسکو تمام کرے اور سوا ان شرحون کے تعلیقات بھی بہت ہین ایک تعلیق ہے ترجمان التراجم تالیف
ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن رشید فہری کی دوسری انتقاض الاعتراض تالیف حافظ ابن حجر کی جسمین عینی کے جو اعتراضات
فتح الباری پر کیے ہین اوسکے جوابات مین لیکن اوسکے تمام ہونے سے پہلے حافظ صاحب دنیا سے گذر گئے تیسری تعلیق
ہے لطف اللہ بن حسن توقاتی کی چوتھی تعلیق ہے علامہ شمس الدین احمد بن سلیمان بن کمال پاشا کی پانچوین تعلیق ہے
مولی فضل بن علی جمالی کی چھٹی تعلیق ہے مصلح الدین مصطفے بن شعبان سروری کی ساتوین تعلیق ہے مولانا حسین کفوی کی
اسیطرح صحیح بخاری کے مختصرات بھی بہت ہین ایک مختصر ہے شیخ جمال الدین ابو العباس احمد بن عمر انصاری قرطبی کا اور
ایک مختصر ہے امام زین الدین ابو العباس احمد بن احمد عبد اللطیف شرجی زبیدی کا اسکا نام التجرید الصریح لاحادیث
الجامع الصحیح اس مختصر پر ایک شرح ہے وافی اور کافی علامہ ابو الطیب دام فیضہ کی اسکا نام ہے عون الباری لحل ادلۃ
البخاری اس ترجمہ مین اس شرح سے بہت سے فوائد جا بجا سے منقول ہوگئے ہین اور ایک مختصر ہے شیخ بدر الدین حسن بن عمر
بن حبیب حلبی کا اسکا نام ارشاد السامع والقاری المنتقی من صحیح البخاری اسیطرح بخاری پر اور بھی کتابین ہین جیسے کتاب
الافہام بما وقع فی البخاری من الابہام عبد الرحمن بن عمر بلقینی کا اور اسماء الرجال بخاری ابو نصر احمد بن محمد کا اور قاضی
ابو الولید کا اور منہل البخاری شیخ قطب الدین محمد بن محمد خیضری دمشقی کی اور تفسیر بخاری حافظ ابن حجر کی اور تشویق
الی وصل التعلیق اور ایک قصیدہ ہے شیخ علاء الدین ابو الحسن علی بن ایبک دمشقی کا بخاری کی مدح مین دیار مین
صحیح بخاری کے ختم کے بعد اسکو پڑھتے ہین مطلع اوسکا یہ ہے هٰذَا الْبُخَارِیُّ بِحَمْدِ اللهِ قَدْ خُتِمَا وَلَيْسَ فِيهِ حَدِيثٌ وَاحِدٌ كُتِمَا
صحیح بخاری کے بعض راویون مین جو طعن ہوا ہے اسکا بیان اس بحث مین گو امام حافظ شیخ الاسلام
ابن حجر عسقلانی نے مقدمہ فتح الباری مین تفصیل سے بیان کیا ہے اور سب راویون کے طعن کا جدا جدا جواب
دیا ہے جسکا جی چاہے کتاب مذکور مین دیکھے اور ہم نے اسکو بخوف طول چھوڑ دیا اور حاصل اوسکا یہ ہے کہ راوی
ثقہ ہین اور امام بخاری کا انسے روایت کرنا ہی دلیل ہے اونکے ثقہ ہونیکی اور سوا بخاری کے اور ائمہ نے بھی اونکو ثقہ
کہا ہے اور کبھی بعض شخصون مین بدعت ہوتی ہے یا فسق ہوتا ہے لیکن جھوٹ بولنے کی عادت نہین ہوتی اور
وہ سچے ہوتے ہین حدیث کی روایت مین پس اگر بعض راویون سے امام بخاری نے روایت کیا ہو جیسے مروان بن ابی الحکم

قاتل طلحہ رضہ کا وہ اگرچہ فاسق تہا پر عروہ بن الزبیر نے کہا کہ حدیث کی روایت مین سچا تہا اور روایت کیا اس سے امام مالک اور اصحاب حدیث نے سوا امام مسلم کی اسیطرح عمران بن خطاب سدوسی یہ بھی خارجی تہا پر امام بخاری نے اس سے متابعات مین روایت کیا اور ظاہر ہے کہ متابعت کے طور پر ایسے لوگون کی روایت لانے مین قباحت نہین جب اونکی تصحیح اور دون کی روایت سے ہو جاوے طالب حق کو دنیا مین دو کتابین کافی ہین ایک اللہ کی کتاب جو سب کے نزدیک مشہور اور متواتر ہے اور دوسرے رسول کی کتاب وہ یہی صحیح بخاری ہے اگرچہ رسول کی کتابین اور بہی ہین پر کوئی انمین سے صحیح بخاری کے ہم پلہ نہین اسواسطے علما نے صحیح بخاری کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا ہے طالب حق کو یہی دو کتابین کافی ہین اور تمام جہان کی کتابین لوگون کی ان دو کتابون پر پیش کرنا چاہیے جو انکے موافق ہو وہ صحیح ہین اور جو مخالف ہون وہ [...] انکی مصنفین کو مبارک ہین ہمکو اونکی تقلید کرنا ضرور نہین اسلیے کہ اکابر مجتہدین جیسے ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک وغیرہم انکی تقلید بھی ہمین تک جائز ہے جب تک اونکا قول حدیث صحیح کے خلاف ہو پہر اور علماء متاخرین کا کیا ذکر ہے علمائے حدیث نے تصریح کی ہے کہ اعلے درجات صحیح مین وہ حدیث ہے جسپر بخاری اور مسلم دونون نے اتفاق کیا پہر جسکو صرف بخاری نے نکالا پہر جسکو صرف مسلم نے نکالا پہر جس حدیث کو اور محدثین نے صحیح کہا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بخاری اور مسلم کی حدیثین اور مصنفات حدیث پر مقدم ہین اور نہین خلاف کیا اسمین مگر ابن الہمام حنفی نے اور اونکا قول برخلاف جمہور ہے اسواسطے لائق اعتماد نہین ہے

امام بخاری کی وفات کا بیان احمد بن منصور شیرازی نے کہا جب امام بخاری بخارا کو لوٹے تو شہر سے تین میل پر انکے لیے ڈیرے لگائی گئے اور لوگون نے انکا استقبال کیا یہانتک کہ کوئی مشہور آدمی ایسا نہ رہا جو اونکے استقبال کو نہ گیا ہو اور انپر روپیہ اور اشرفیان تصدق کیے گئے پہر چند روز کے بعد حاکم سے انکی ناچاقی ہوئی اسنے امام بخاری کو اخراج کا حکم دیا آخر وہ بیکند کیطرف چلے گئے غنجار نے اپنی تاریخ مین کہا مینے احمد بن محمد بن عمر سے سنا وہ کہتے تہے مینے بکر بن منیر سے سنا وہ کہتے تہے خالد بن احمد ذہلی امیر بخارا نے امام بخاری کو کہلا بھیجا کہ میرے پاس کتاب الجامع اور تاریخ لیکر آؤ تاکہ مین انکو تم سے سنون امام بخاری نے اوسکے ایلچی سے کہا تو امیر سے کہدینا کہ مین علم کو ذلیل نہین کرتا اور سلاطین کے دروازون پر نہین لیجاتا اگر اسکو علم کی حاجت ہو تو میری مسجد یا گہر مین آوے اگر تجہسے یہ نہ ہو سکے تو مجہکو منع کردے مجلس مین بیٹھنے سے تاکہ اللہ تعالے کے پاس میرا عذر ہو جاوے اور مین ان لوگون مین سے نہ ہون جو علم کو چہپاتے ہین اسوجہ سے امیر اور امام بخاری مین ناچاقی پیدا ہوئی حاکم نے کہا مینے محمد بن عباس سے سنا وہ کہتے تہے مینے ابو بکر بن ابی عمر سے سنا وہ کہتے تہے امام بخاری کا بخارا چہوڑنے کا یہ سبب ہوا کہ خالد بن احمد خلیفہ نے انکو بلا بہیجا کہ اپنے گہر مین اپنے بچون کو تاریخ اور جامع پڑہانے کیلیے اونہون نے نہ مانا اور کہا کہ یہ مجہسے نہین ہو سکتا علم کی بات مین

خاص لوگون کو سناؤن اور عام لوگون کو نہ سناؤن خالد بن حریث بن ابی ورقا وغیرہ کئی شخصون کو بہکایا اونہون نے
امام بخاری کے مذہب مین گفتگو کی آخر خالد نے اونکو نکالدیا شہر سے امام بخاری نے اونکے حق مین بد دعا کی اور فرمایا الہی
جو انہون نے میرے لیے چاہا وہ خود انکو اور انکی اولاد کو پیش آوے پہر ایسا ہی ہوا خالد تو ایک مہینہ کے اندر بحکم امیر طاہر
کے معزول کیا گیا اور گدہے پر سوار کر کے پہرایا گیا اور قید کیا گیا اور حریث بن ابی ورقا کو اپنے گہر والون مین وہ
مصیبت پیش آئی جسکا بیان مشکل ہے اور اور لوگ بہی بلاؤن اور آفتون مین پہنسے ابن عدی نے کہا مین نے عبد القدوس
بن عبد الجبار سے سنا وہ کہتے تہے امام بخاری خرتنگ کو گئے جو ایک گانو تہا سمرقند کا اور وہان اونکے اقربا تہے تو مین
اترے ایک رات مین نے انسے سنا وہ دعا کر رہے تہے یا اللہ تیری زمین کشادہ ہے مگر مجہپر تنگ ہوگئی اب تو مجہے اپنے پاس
بلا لے پہر ایک مہینہ بہی نہ گذرا کہ انہون نے انتقال فرمایا محمد بن ابی حاتم وراق نے کہا مین نے غالب بن جبرئیل سے سنا
اور امام بخاری خرتنگ مین انہین کے پاس اترے تہے وہ کہتے تہے کہ امام بخاری چند روز وہان رہے پہر بیمار ہوئے اسوقت
ایک ایلچی آیا سمرقند والون کا اور کہنے لگا کہ سمرقند کے لوگون نے آپکو بلایا ہے امام بخاری نے قبول کیا اور سوار
ہونے لگے موزے پہنے عمامہ باندہا بیس قدم گئے ہون گے جانور پر چڑہنے کے لیے مین اونکا بازو تہامے تہا کہ انہون
نے کہا مجہکو چہوڑ دو مجہے ضعف ہوگیا ہم نے چہوڑ دیا انہون نے کئی دعائین پڑہین پہر لیٹ رہے اونکے بدن
سے بہت پسینہ بہا اور انتقال ہوگیا وہ ہمیشہ کہا کرتے تہے مجہے کفن دینا تین کپڑون مین جنمین نہ قمیص ہو نہ عمامہ
(یہی سنت ہے اور قمیص اور عمامہ دونو بدعت ہین) ہم نے ایسا ہی کیا جب اونکو کفن مین لپیٹا اور نماز سے فارغ
ہوئے اور قبر مین رکہا تو اونکی قبر سے مشک کیطرح خوشبو پہوٹی اور بہت دنون تک یہ خوشبو باقی رہی یہانتک کہ
کتنے دنون تک لوگ انکی قبر کی مٹی لیجاتے تہے (سبحان اللہ یہ حدیث شریف کی خدمت کی برکت تہی) آخر ہم نے
انکی قبر کے گرد لکڑی کا جال بنا دیا) خطیب نے کہا مجہکو خبر دی علی بن حاتم نے اونکو خبر دی محمد بن محمد بن مکی نے
انہون نے کہا مین نے سنا عبد الواحد بن آدم طواویسی سے وہ کہتے تہے مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب
مین دیکہا آپ کے ساتہ ایک جماعت تہی صحابہ کرام کی آپ ایک جگہہ کہڑے ہوئے تہے مین نے سلام کیا آپکو آپ نے
جواب دیا پہر مینے عرض کیا یارسول اللہ آپ یہان کیون کہڑے ہین آپنے فرمایا محمد بن اسمعیل کا انتظار کر رہا ہون بعد چند روز
کے امام بخاری کی وفات کی خبر آئی اور مین نے غور کیا تو وہ اسی وقت مری تہی جب مین نے یہ خواب دیکہا تہا مہیب بن سلیم نے
کہا امام بخاری کی وفات ہفتہ کی رات کو عید الفطر کی شب مین ہوئی ۲۵۶؁ ہجری کی مین اور ایسا ہی کہا امام حسین بن حسین بزاز نے
اور کہا کہ اونکی عمر تیرہ دن کم باسٹہہ برس کی تہی اللہ جل جلالہ انپر رحم کرے اور انکے درجات عالیہ پر رحمت فرماوے تمام ہوا کلام

حافظ ابن حجر کا مقدمہ فتح الباری میں اور قسطلانی نے ارشاد الساری میں نقل کیا ابو علی حافظ سے انہوں نے کہا مجھکو خبر دی
ابو الفتح نصر بن الحسن سمرقندی نے جب وہ آئے ہمارے پاس سنہ ۴۶۴ھ میں کہ سمرقند میں ایک مرتبہ بارش کا قحط ہوا
لوگوں نے پانی کے لیے کئی بار دعا کی پر پانی نہ پڑا آخر ایک نیک شخص نے قاضی سمرقند کے پاس اور ان سے کہا میں تمکو ایک
اچھی صلاح دیا چاہتا ہوں اونہوں نے کہا بیان کر وہ شخص بولا تم سب لوگوں کو اپنے ساتھ لیکر امام بخاری
کی قبر پر جاؤ اور وہاں جا کر اس سے دعا کرو شاید اللہ جل جلالہ ہمکو پانی عطا فرما دے یہ سنکر قاضی نے کہا تمہاری
رائے بہت خوب ہے اور قاضی سب لوگوں کو ساتھ لیکر امام بخاری کی قبر پر گیا اور لوگ وہاں روئے اور صاحب قبر کے
وسیلہ سے پانی مانگا اللہ تعالے نے اسی وقت شدت کا پانی برسانا شروع کیا یہانتک کہ شدت بارش سے سات روز
تک لوگ خرتنگ سے نکل نہ سکے اور مناقب امام بخاری کے بہت ہیں اور مشہور ہیں لکھتے ابو یعلے خلیلی نے کہا کتاب
الارشاد میں کہ ولادت امام بخاری کی ۱۳ ویں شب میں شوال کے جمعہ کے دن عشا کی نماز کے بعد سنہ ۱۹۴ھ میں ہوئی اور وہ
ایک مرد تھے نحیف الجثہ میانہ قامت شیخ عبد الحق دہلوی نے اشعۃ اللمعات میں کہا کہ امام بخاری کو امیر المؤمنین فی الحدیث اور ناصر الاحادیث المصطفویہ
اور ناشر المواریث المحمدیہ کا لقب دیا ہے شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے اپنی بعض تالیفات میں لکھا ہے کہ ایک
دن ہم اس حدیث میں بحث کر رہے تھے لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ أَوْ رَجُلٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ یعنی اہل
فارس اور ایک روایت لَنَالَهُ رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ میں نے کہا امام بخاری ان لوگوں میں داخل ہیں کس لیے کہ خدا تعالے
نے حدیث کا علم انہیں کے ہاتھوں مشہور کیا ہے اور ہمارے زمانے تک حدیث باسناد صحیح متصل اسی مرد کی ہمت مردانہ سے
باقی رہی وہ شخص اہلحدیث سے ایک قسم کا بغض رکھتا تھا جیسے ہمارے زمانے کے اکثر فقیہوں کا حال ہے خدا انکو
ہدایت کرے اس شخص نے میری بات کو پسند نہ کیا اور (لانکہ شاہ صاحب نے امام بخاری کو ان لوگوں میں داخل کیا تھا اور اسکے انکار کرنیکی کوئی وجہ نہیں
فقیر کا تو اعتقاد رجل من ہؤلاء کی روایت کی نسبت یہی ہے کہ مراد اس سے بخاری رحمہ ہیں) اور کہا کہ امام بخاری حدیث
کے حافظ تھے عالم اور انکو ضعیف اور صحیح حدیث کی پہچان تھی لیکن فقہ اور فہم میں کامل نہ تھے (اے جاہل تو نے
امام بخاری کی تصنیفات پر غور نہیں کیا ورنہ ایسی بات انکے حق میں نہ نکالتا وہ تو فقہ اور فہم اور باریکی استنباط میں
طاق ہیں اور مجتہد مطلق ہیں اور اسکے ساتھ حافظ حدیث بھی تھے یہ فضیلت کسی مجتہد کو بہت کم نصیب ہوئی ہے)
شاہ صاحب نے فرمایا کہ میں نے اس شخص کی طرف سے مونہہ پھیر لیا (کیونکہ جواب جاہلان باشد خموشی) اور اپنے لوگوں کی طرف
متوجہ ہوا اور میں نے کہا کہ حافظ ابن حجر تقریب میں لکھتے ہیں محمد بن اسمٰعیل امام الدنیا فی فقہ الحدیث یعنی امام بخاری سب
دنیا کے امام ہیں فقہ حدیث میں اب میرا مراد اس شخص کے نزدیک جس نے فن حدیث کا تتبع کیا ہو یہی ہے بعد اسکے میں نے امام بخاری

چند تحقیقات علمیہ جو سوا انکے کسی نے نہیں کی ہیں بیان کین اور جو کچھ خدا نے چاہا وہ میری زبان سے نکلا خواجہ محمد امین نے
کہا جو کچھ شاہ صاحب نے فرمایا اسکی حفظ کی ہمکو گنجایش نہیں ہی مگر اسکا حاصل باختصار لکھتا ہوں جاننا چاہیے کہ علم حدیث
ہجرت کی سو سال تک جمع نہیں ہوا تھا اور سینہ بسینہ منتقل ہوتا تھا سو برس کے بعد جمع ہونا شروع ہوا اور دوسری صدی کے آخر
تک آہستہ آہستہ مضبوط ہوتا رہا اور تصانیف مرتب ہوتی رہیں بعد دوسو سال کے امام بخاری نے حدیث کا جمع کرنا شروع کیا
اور اس فن میں مرجع عالم ہوئے تو سب سے پہلے جس چیز کو بخاری نے انجام دیا وہ تمیز ہے حدیث کی اقسام میں بعد انکے صحیح تمیز
قدم بقدم چلے والفضل للمتقدم تفصیل اس کلمہ کی یہہ ہی کہ جب حدیثین جمع ہوگئین اور محدثین نے اون میں غور کیا انہون نے
دیکھا کہ بعض حدیثین مستفیض (مشہور) ہیں جنکو تین صحابیون نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہی اور ہر ایک صحابی
سے بہت لوگون نے سنا اور روز بروز وہ حدیث مشہور ہوتی گئی یہ اعلے مرتبہ حدیث کا ہے اسکے بعد حدیث مشہور ہے جسکو رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی یا دو نے روایت کیا ہو پھر عزیز کہ کبار تابعین یا صغار تابعین یا کبار تبع تابعین میں اسکے
کئی طریق ہوگئے جیسے حدیث انما الاعمال بالنیات کہ کتب صحیح میں سوا حضرت عمر کے دوسرا کوئی اسکا راوی نہین ہی اور
حضرت عمر سے بھی سوا علقمہ کے کوئی راوی نہین اور علقمہ سے سوائے محمد بن ابراہیم کے کوئی راوی نہین اور محمد بن ابراہیم
سے سوا یحیے بن سعید کے کوئی راوی نہین اور یحیے بن سعید صغار تابعین میں ہیں اون سے بیشمار لوگون نے اس حدیث
روایت کیا ہی انکے بعد وہ حدیث ہی جو طبقہ اولے میں درجہ شہرت کو نہیں پہونچی اور اسکے کئی قسمیں ہیں اسلیے کہ اگر اس حدیث
کے کئی طریق ہون اسکے نکلنے والے تک صحابی ہو یا تابعی یا تبع تابعی اور ہر ایک طریق دوسرے طریق کا گواہ ہو اور
ہر ایک کو دوسرے سے قوت ہو تو وہ غریب مطلق ہے پھر حسن حدیث کی اگر بعض طریقے اس قسم کے ہون کہ اسمین ثقات
ہون بغیر نکرت اور شذوذ کے اور راوی اسکے مشہور ہون ساتھ عدالت اور ضبط کے تو اوسکو صحیح کہتے ہین اور جو مرسل
ہو ثقات کی یا روایت ہو اہل علم کے حق تابعین ہون حد ضبط کو پہونچے ہوئی مگر اوسکے کئی طریقے ہون جو ایک دوسرے
کو قوت دیتے ہون تو وہ حسن ہے اور یہی ہے اصطلاح ترمذی کی اور انہون ہی نے سب سے پہلے حسن کا نام مشہور کیا اور جو
حدیث مشہور ہو لیکن اوسکا کوئی طریق صحت کی حد کو نہ پہونچا ہو وہ بھی حسن میں داخل ہے اور ایسی حدیثین کم ہین تو امام
بخاری نے اپنی کتاب کو خاص کیا ہی صحیح سے بعض انمین سے مستفیض ہین یا بعض مشہور ہین بعض صحیح مقبول اور اسکام میں سب سے
پہلے بخاری نے قدم جمایا اور اگر بالفرض امام بخاری میں سوا حدیث صحیح کے تمیز کرنے کی اور کوئی فضیلت نہ ہوتی جب بھی
وہ کمال رجال میں ہونے کا آرزو میں داخل ہوتے اسلیے کہ ایمان صرف فقہ کا نام نہیں ہے بلکہ تفسیر اور سیر اور تمام فنون
حدیث کی ایمان کے موقوف علیہ ہیں پھر وہ شخص جس میں یہ سب باتین جمع ہون کیونکر داخل نہ ہوگا اور امام بخاری کی

کے بعد ظاہر ہوئے ان سے پہلے کئی علماء نے علوم دینی میں کئی کتابیں لکھی تہین امام مالک اور سفیان ثوری نے فقہ مین اور ابن جریج نے تفسیر میں اور ابو عبید نے غریب القرآن میں اور محمد بن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ نے سیر میں اور عبد اللہ بن مبارک نے زہد اور مواعظ میں اور بعضون نے بدء الخلق اور قصص الانبیاء میں اور یحییٰ بن معین نے احوال صحابہ اور تابعین مین اور بعضون نے دعا اور ادب اور طب اور شمائل مین اور بعضون نے اصول حدیث اور اصول فقہ اور رد مین مبتدعین مانند جہمیہ وغیرہ کے امام بخاری نے ان سب علوم پر غور کیا اور اوسکے جزئیات و کلیات کو چھانٹا اس پیچھے ان علومون مین سے جو احادیث صحیحہ سے بخاری کی شرط پر نکلے ہین اپنی کتاب مین لائے تاکہ مسلمانون کے ہاتھ مین ان علوم کے اصول مین سے ایک حجت قاطعہ رہے جسمین شک کو دخل نہ ہو اور عقل صاف اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ جب تک کوئی شخص جزئیات اور کلیات علمی کو نہ جانے وہ احادیث صحیحہ سے جو ثابت ہو اوسکو چن نہین سکتا چنانچہ اگر کوئی کہے کہ فلان نے قانون قواعد طبیہ کو چنا ہے اور جو کچھ صحیح دلیلون سے ثابت ہوا ہے اسکو الگ کیا ہے تو بطریق بداہت معلوم ہو جاویگا کہ اس شخص نے جزئیات اور کلیات قانون کو مستحضر کیا ہے اور جو ترازو اللہ تعالیٰ نے اسکے سینہ مین رکہی ہے اسمین ہر ایک بات کو تولا ہے ایسا ہی اگر کوئی کہے کہ فلان شخص نے ابو الطیب متنبی کے دیوان کا انتخاب کیا ہے تو بالبداہت یہ امر معلوم ہوگا کہ عروض اور عربیت اور طریق انشاء و شعر کو وہ خوب جانتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری کو ان علوم مین مہارت تام تہی اور مسائل کے دلائل کا انہون نے امتحان کیا تہا اور جو مسائل کتاب اور حدیث صحیح سے ثابت ہین انکو انہون نے الگ کیا ہے اور کافی ہے یہ فضیلت ان کی اور فقہ ان کی اور اگر ہم انصاف کرین تو علماء متقدمین مین سے کسی کو ایسا نہین پاتے کہ اوسنے ان تمام فنون مین گفتگو کی ہو بلکہ اونکا کلام ایک یا دو فن سے خاص ہے اور متقدمین مین سے ہم کسی کو ایسا نہین پاتے کہ اشارات حدیث سے استدلال کرنے مین وہ امام بخاری سے بڑہ گیا ہو اور یہ بہی معلوم ہوگا کہ علوم کے اصول احادیث صحیحہ سے نکالنا اور انکا پرکہنا بہت بڑا کام ہے شریعت مین اور محتاج ہے بڑی ذہن اور حفظ کا یہانتک کہ امام احمد رح نے باوصف اس تبحر کے جو اونکو حاصل تہا یہ کہا ہے کہ ہم سیر اور تفسیر اور زہد کے استناد سے عاجز ہین کیونکہ ان فنون مین اکثر حدیثین مرسل اور ضعیف ہین اسکے ساتھ امام بخاری نے ہر ایک فن مین فوائد جلیلہ زیادہ کیے ہین موقوفات صحابہ اور تابعین سے اور انکو پہیلایا ہے اپنی کتاب کے تراجم مین اور طریقہ استحضار احادیث کا مسائل متعلقہ مین سکہلایا ہے اور طریقہ استدلال کا اشارہ نصوص سے تعلیم کیا ہے گویا اس امر کے مخترع امام بخاری ہی ہین البتہ بخاری کی استدلال مین بعضی تکلف ایسے ہین جنکو محققین فقہا قبول نہین کرتے جیسے استدلال کرنا دو احتمالون والے لفظ سے ایک مسئلہ پر وللناس فیما یعشقون مذاہب اور علماء مین سے کوئی ایسا نہین ہے جو بعض

مواضع مین اوسپر اعتراض نہ ہوا ہو اور عقد تراجم مین یہی بعض لوگ سوء ترتیب کو پیش کرتے ہین اسکا سبب یہ ہے کہ ان سے
پیشتر فن تبویب خوب جاری نہین ہوا تہا اور اہل علم کا خیال مطالب عالیہ پر رہتا ہے نہ تراجم اور ترتیب پر تمام ہوا کلام
شاہ صاحب کا مولانا ابو الطیب نے اتحاف النبلاء مین لکہا ہے کہ بخاری کا تفقہ اور باریکی استنباط اس وجہ سے ہے کہ کوئی
منصف عالم اسکا انکار نہین کرسکتا اور شراح حدیث نے قدیماً و حدیثاً کیسی محنتین اونکے تراجم ابواب کی تطبیق مین
کی ہین اور اب تک مؤلف کی اصل مطلب تک رسائی نہین ہوئی اسواسطے علماء نے اتفاق کیا ہے کہ امام بخاری فقہ
اور حدت ذہن اور فہم کتاب و سنت مین بے نظیر تہے انتہی غرض وفات امام بخاری کی عید الفطر کی رات کو ہوئی اور بروز
عید بعد نماز ظہر کے خرتنگ مین دفن ہوئے خرتنگ بفتح خاء معجمہ و سکون راء ایک قریہ ہے سمرقند کے قریون مین
سے اور بخارا ایک شہر ہے بڑا ماوراء النہر کے شہرون مین سے اوسکے اور سمرقند کے بیچ مین آٹھ روز کی راہ ہے ایک شخص نے
امام بخاری کی تاریخ ولادت صدق (۱۹۴) کے لفظ سے اور مدت عمر حمید (۶۲) سے اور تاریخ وفات نور (۲۵۶) کے لفظ سے نکالی ہے امام
بخاری رحمہ مستجاب الدعوات تہے اونہون نے اپنی کتاب کے قاری کے لیے بہی دعا کی ہے اور صدہا مشائخ نے اسکا تجربہ کیا کہ صحیح
بخاری کا ختم ہر ایک مطلب اور مقصد کے لیے مفید ہے سید جمال الدین محدث نے اپنے استاد سید اصیل الدین سے نقل کیا ہے
اونہون نے کہا مین نے صحیح بخاری کو قریب ایکسو بیس بار کی پڑہا واقعات اور مہمات مین اور ہمیشہ میرا مقصود حاصل ہوا ہے
سند مترجم کی امام بخاری تک مجکو اجازت دی اس کتاب کی میرے شیخ عالم علامہ شیخ احمد بن ابراہیم بن عیسی
شرقی حنبلی نے اونکو اجازت دی شیخ علامہ عبد الرحمن بن حسن نے اونکو اجازت دی شیخ عبد الرحمن جبرتی نے اونہون نے روایت کیا شیخ مرتضی
حسینی سے اونہون نے شیخ عمر بن احمد بن عقیل اور شیخ احمد جوہری سے ان دونون نے روایت کیا عبد اللہ بن سالم بصری سے
جو شارح ہین صحیح بخاری کے وہ روایت کرتے ہین ابی عبد اللہ محمد بن علاء الدین بابلی سے وہ روایت کرتے ہین
شیخ سالم سنہوری سے وہ نجم غیطی سے وہ شیخ الاسلام زکریا انصاری سے وہ حافظ شیخ الاسلام احمد بن
علی بن حجر عسقلانی سے وہ روایت کرتے ہین ابراہیم بن احمد تنوخی سے وہ احمد بن ابی طالب حجار سے وہ حسین بن
مبارک زبیدی حنبلی سے وہ ابو الوقت عبد الاول بن عیسی سجزی ہروی سے وہ ابو الحسن عبد الرحمن بن محمد
بن المظفر بن داود داودی سے وہ عبد اللہ محمد بن یوسف بن مطر فربری سے وہ امام بخاری سے اس سند مین مترجم
سے لیکر امام بخاری تک سترہ واسطے ہین اور ثلاثی روایت مین امام بخاری سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک
تین واسطے ہین تو مترجم سے رسول خدا صلی اللہ علیہ تک ثلاثی روایت مین بیس واسطے ہوئے دوسری سند مترجم
نے روایت کیا شیخ احمد بن ابراہیم بن عیسی سے اونہون نے شیخ عبد الرحمن بن حسن سے اونہون نے شیخ عبد اللہ

سے انہوں نے احمد بن عید جوہری سے انہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے عبداللہ بن سالم البصری سے جیسے اوپر گذرا
تیسری سند مترجم نے شیخ احمد بن ابراہیم سے اونہوں نے شیخ عبدالرحمن بن حسن سے اونہوں نے شیخ حسن
قویسی سے اونہوں نے شیخ عبداللہ شرقاوی سے اونہوں نے شیخ محمد بن سالم حفنی سے اونہوں نے شیخ عید
بن علی نمرسی سے اونہوں نے عبداللہ بن سالم البصری سے چوتھی سند مترجم نے شیخ احمد بن ابراہیم سے انہوں
نے شیخ عبدالرحمن بن حسن سے اونہوں نے حسن قویسی سے اونہوں نے شیخ داؤد قلعی سے اونہوں نے شیخ احمد بن جمعہ
بجیرمی سے انہوں نے شیخ مصطفے اسکندرانی معروف بابن الصباغ سے اونہوں نے شیخ عبداللہ بن سالم سے اسیطرح
جیسے اوپر گذرا پانچوین سند قویسی سے اونہوں نے شیخ سلیمان بجیرمی سے اونہوں نے شیخ محمد عشماوی
سے اونہوں نے شیخ ابو العز عجمی سے انہوں نے شیخ محمد شوبری سے اونہوں نے محمد رملی سے اونہوں نے شیخ الاسلام
زکریا انصاری سے اونہوں نے حافظ ابن حجر عسقلانی سے اونہوں نے شیخ تنوخی سے انہوں نے شیخ سلیمان
بن حمزہ سے اونہوں نے شیخ علی بن حسین بن مغیر سے انہوں نے ابو الفضل بن ناصر سے انہوں نے شیخ عبدالرحمن بن
مندہ سے اونہوں نے محمد بن عبداللہ بن ابی بکر جوزقی سے اونہوں نے مکی بن عبدان نیشاپوری سے اونہوں نے امام
مسلم سے جو صاحب صحیح ہین اونہوں نے امام بخاری رضی اللہ عنہ سے سب سے چھٹی سند مترجم نے شیخ احمد بن
ابراہیم سے اونہوں نے شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمن سے اونہوں نے مفتی محمد بن محمود جزائری سے اونہوں نے
اپنے والد محمود بن محمد جزائری سے اونہوں نے اپنے والد ابو عبداللہ محمد بن حسین عنابی سے اونہوں نے اپنے والد
حسین بن محمد سے انہوں نے اپنے اخیافی بہائی مصطفے بن رمضان عنابی سے اونہوں نے ابو عبداللہ محمد بن
مقری
شقرون سے اونہوں نے ابی الحسن علی الاجہوری المالکی سے انہوں نے عمر الحانی الحنفی سے انہوں نے شیخ زکریا انصاری سے انہوں
نے حافظ ابن حجر عسقلانی سے اوسیطرح جیسے اوپر گذرا ساتوین سند شیخ محمد بن محمود نے اپنے دادا محمد بن
حسین سے اجازۃً استادارا اوپر جو سند مذکور ہوئی وہ سماعًا اور قراءۃً تہی پہر وہی سند ہے جو اوپر گذری آٹھوین
سند شیخ عبداللطیف نے اجازۃً روایت کیا شیخ محمد بن محمود جزائری سے اونہوں نے اپنے شیخ ابو الحسن علی بن عبد
القادر بن الامین مالکی سے کچھہ سماعًا کچھہ اجازۃً انہوں نے اپنے شیخ احمد جوہری سے انہوں نے احمد بن محمد بن احمد بنانی سے
اونہوں نے ابو الحسن علی الاجہوری سے اونہوں نے عمر بن الحانی سے اونہوں نے زکریا انصاری سے اونہوں نے
حافظ ابن حجر سے نوین سند جو نہایت عالی ہے اور ویسی عالی سند لوگون کو کم ملی ہوگی مترجم نے شیخ احمد بن ابراہیم سے
اونہوں نے شیخ عبداللطیف سے اونہوں نے شیخ محمد بن محمود جزائری سے اونہوں نے شیخ ابی الحسن علی بن عبدالقادر بن

بن الامین سے اور انہون نے شیخ ابو الحسن علی بن مکرم اللہ صعدی صعیدی سے انہون نے اپنے شیخ ابو عبد اللہ محمد عقیلہ مالکی سے
اور انہون نے شیخ حسن بن علی عجیمی سے انہون نے شیخ احمد بن محمد عجیل یمنی سے انہون نے یحییٰ بن مکرم طبری سے انہون نے
ابراہیم بن محمد بن صدقہ دمشقی سے انہون نے عبد الرحمن بن عبد الاول فرغانی سے انہون نے محمد بن شاذ بخت فارسی
سے انہون نے یحییٰ بن عمار بن مقبل بن شاہان ختلانی سے انہون نے فربری سے انہون نے امام بخاری سے شیخ
عبد اللطیف نے کہا اس اسناد مین مجھسے لیکر امام بخاری تک ۱۲ واسطے ہین مترجم کہتا ہے کہ اس اسناد مین مجھسے امام بخاری
تک چودہ واسطے ہین تو ثلاثیات بخاری کے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تک اٹھارہ واسطے ہین پڑینگے اور یہ اسناد بہت
عالی ہے خیال کیجیئے عالی سند سے مین ایک حدیث امام بخاری کی تیمنًا اور تبرکًا لکھتا ہون حدثنا احمد بن ابراہیم
ابن عیسی الحنبلی انا عبد اللطیف بن عبد الرحمن عن محمد بن محمود الجزائری عن علی بن عبد القادر
ابن الامین عن ابی الحسن علی بن مکرم اللہ الصعدی الصعیدی عن ابی عبد اللہ محمد بن عقیلۃ
المالکی عن حسن بن علی العجیمی عن احمد بن محمد العجیل الیمنی عن یحیی بن مکرم الطبری عن
ابراہیم بن محمد بن صدقۃ الدمشقی عن عبد الرحمن بن عبد الاول الفرغانی عن محمد بن شاذ
بخت الفارسی عن یحیی بن عمار بن مقبل بن شاہان الختلانی عن الفربری عن الامام
محمد بن اسمٰعیل البخاری قال حدثنا مکی بن ابراہیم ثنا یزید بن ابی عبید عن سلمۃ بن الاکوع
قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من یقل علی ما لم اقل فلیتبوأ مقعدہ من النار
دوسری سند مترجم نے روایت کیا شیخ علامہ حسین بن محسن انصاری یمنی سے بلا واسطہ اور بواسطہ احمد بن ابراہیم
بن عیسی کو اور شیخ حسین بن محسن روایت کرتے ہین متعدد مشائخ سے جیسے شریف محدث محمد بن ناصر حازمی اور سید
علامہ حسن بن عبد الباری اہدل اور سید علامہ سلیمان بن محمد بن عبد الرحمن اہدل مفتی زبید اور اپنے بہائی محمد بن
محسن انصاری سے اور ان مین سے ہر ایک کی ایک ایک کتاب ہے اسناد کی جو معروف اور مشہور ہے جیسے شیخ محمد بن محسن
روایت کرتے ہین قاضی احمد بن محمد شوکانی سے اور وہ اپنے باپ شیخ الاسلام قاضی محمد بن علی شوکانی مجتہد یمن سے
اور انکی سندین کتاب اتحاف الاکابر باسناد الدفاتر مین موجود ہین اس اسناد مین مترجم کو امام شوکانی سے تین واسطے
ہین اور محمد بن ناصر حازمی خود امام شوکانی سے روایت کرتے ہین اس اسناد مین دو واسطے ہین اور شیخ محمد بن قاسم
سوا امام شوکانی کے روایت کرتے ہین سید عبد الرحمن بن سلیمان سے اور شیخ محمد عابد سندی مدنی سے اور اور مشائخ
معروفین سے اور مترجم نے اپنے مدرسین مین شیخ عبد الحق بن فضل اللہ سے تلمذ کیا ہے گو سند حدیث کی نہین لی اور

شیخ عبدالحق بلا واسطہ شاگرد تھے امام شوکانی کے رضی اللہ عنہم گیارہوین سند حسین مشائخ سندمین مترجم
روایت کرتا ہے قاضی حسین بن محسن انصاری خزرجی سعدی سے وہ روایت کرتے ہین محمد بن ناصر حازمی سے وہ
روایت کرتے ہین مشہور بین الآفاق مولانا محمد اسحق صاحب دہلوی سے وہ روایت کرتے ہین شاہ عبدالعزیز دہلوی سے
وہ شیخ ولی اللہ بن شیخ عبدالرحیم سے وہ ابوطاہر محمد بن ابراہیم کردی مدنی سے وہ شیخ ابراہیم کردی رح سے وہ احمد
قشاشی سے وہ احمد بن عبدالقدوس سے وہ شیخ شمس الدین محمد بن احمد بن محمد رملی سے وہ شیخ احمد زکریا بن محمد الو
یحیے انصاری سے وہ شیخ الاسلام حافظ ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی سے آگے وہی سند ہے جو پہلی
سندمین گذری **بارہوین سند** مترجم روایت کرتا ہے احمد بن ابراہیم بن عیسی سے وہ روایت کرتے ہین
شیخ عالم کامل محمد بن سلیمان حسب اللہ شافعی مکی سے (اور مترجم نے بلا واسطہ بھی شیخ حسب اللہ
سے سنا ہے اور اُن کو دیکھا ہے) وہ روایت کرتے ہین تمام ثبت کو علامہ شیخ عبداللہ
شبراوی کے اور علامہ شیخ محمد امیر کے اور یہ ثبت معروف اور مشہور ہین راضی
ہو اللہ جل جلالہ ان سب بزرگوارون سے اور اُن کے ساتھ ہمارا حشر
کرے اور عالم برزخ مین ہمارا اور اونکا ساتھ کرے یا اللہ بخشدے
ان بزرگون کی طفیل سے مجھ گنہگار روسیہ کو جس کے پاس
کوئی نیکی نہین ہے بجز اسکے کہ وہ اُن صالحین کو
دوست رکھتا ہے اُحِبُّ الصَّالِحِینَ وَلَسْتُ
مِنْہُم لَعَلَّ اللّٰہ یَرْزُقُنِی صَلَاحًا اور میرے
والد ماجد مولوی مسیح الزمان
صاحب مرحوم و مغفور
کو اور میرے بھائیون
اور سب
عزیزون
کو

تمام ہوا مقدمہ اب اللہ جل جلالہ کے فضل سے اصل کتاب شروع ہوتی ہے ولله الحمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع کرتا ہون مین اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف مؤلف نے خطبہ اور حمد بیان نہین کی اور صرف بسم اللہ پر اکتفا کی حالانکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شان والا کام اللہ کی تعریف سے شروع نہ کیا جاوے وہ ناتمام ہوگا اور فرمایا آپنے ہر خطبہ جسمین شہادت نہو وہ کٹے ہاتھ کیطرح ہے روایت کیا ان دونوکو ابوداؤد نے ابوہریرہ سے اور جواب اسکا یہ ہے کہ حدیثون سے یہ نہین نکلتا کہ کتاب مین حمد کا لکھنا ضرور ہے بلکہ زبان سے کہنا کافی ہے علاوہ اسکے حافظ ابن حجر نے کہا کہ یہ دونو حدیثین بخاری کی شرط پر نہین ہین اور ہر ایک مین گفتگو ہے قسطلانی نے کہا اسحدیث کے اسناد مین قرہ بن عبدالرحیم ہے اور اس مین لوگون نے کلام کیا ہے علاوہ اسکے بخاری نے پیروی کی قرآن مجید کی کہ پہلی سورہ اقرأ اتری اور اسکے شروع مین صرف بسم اللہ ہے اور پیروی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتابون کی جو بادشاہون کیطرف آپنے لکہائین ان مین صرف بسم اللہ لکہا ہی اور پیروی کی اگلے ائمہ حدیث کی جیسے مالک اور عبدالرزاق اور احمد بن حنبل کی انہون نے بہی اپنی کتابون کے شروع مین صرف بسم اللہ پر قناعت کی ہے حافظ ابن حجر نے کہا اگر شعرون کی کتاب ہو تو شعبی نے کہا شروع مین بسم اللہ لکھنا چاہیے اور زہری نے کہا یہ سنت جاری ہوئی کہ شعر مین بسم اللہ نہین لکھتے اور سعید بن جبیر سے اسکا جواز منقول ہے اور جمہور علما کا یہی قول ہے اور خطیب نے کہا یہی مختار ہے

باب ف یہ لفظ ابوالوقت اور ابن عساکر کی روایت مین ہے اور ابوذر اور اصیلی کی روایت مین باب کا لفظ نہین ہے **کَیْفَ کَانَ بَدْءُ الْوَحْیِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ** اس باب مین یہ بیان ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی اترنا کیونکر شروع ہوا ف بعضون نے بدا الوحی کو بدو الوحی نقل کیا ہے بدو کے معنے ظہور مگر حافظ ابن حجر نے کہا کہ ہمکو یہ روایت نہین پہونچی البتہ بعض روایتون مین یون ہے کیف کان ابتداء الوحی اور اسکے معنے وہی ہین جو ترجمہ مین لکھے گئے قسطلانی نے کہا وحی کے معنے شرع مین خبر دینا اللہ تعالے کا اپنے پیغمبرون کو کتاب سے یا رسالت سے یا خواب مین یا الہام سے عینی نے کہا سہیلی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سات طرح سے وحی آتی تہی ایک تو خواب مین دوسرے گھنٹے کی آواز کی طرح تیسرے دل مین کلام ہونا چوتہے فرشتہ کا آدمی کی صورت بنکر کہنا پانچوین حضرت جبرئیل کا کہنا اپنی خاص صورت مین چھٹے اللہ تعالے کا خود کلام کرنا پردے کی آڑ مین سے ساتوین وحی حضرت اسرافیل علیہ السلام کی انتہی مختصرا **وَقَوْلِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّا اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ کَمَا**

اَوْحَيْنَا اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ اور اس باب مین بیان ہے اس آیت کے سُنّے کا ہمنے وحی بہیجی تیری طرف جیسے وحی بہیجی نوح کیطرف اور اُن نبیون کی طرف جو نوح کے بعد ہوے ف یہ آیت سورہ نسا کے اخیر مین ہے اور شان نزول اسکا یہ ہے کہ جب اللہ تعالے نے اہل کتاب کے عیب اور گناہ بیان کیے تو وہ غصہ مین آگئے اور جو اللہ نے اوتارا تہا اوسکا انکار کرنے لگے اور کہنے لگے اللہ نے بشر پر کچہہ نہین اوتارا تب اللہ تعالے نے اونکو یہ آیت اوتار کر قائل کیا کہ وحی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر کچہہ نئی نہین آئی ہے ان سے پہلے سب پیغمبرون پر اوتری ہے اور خاص کیا حضرت نوح علیہ السلام کو کیونکہ وہ ابو البشر ہین مثل حضرت آدم علیہ السلام کے اور اس آیت کے بعد یہہ ہے وَاَوْحَيْنَا اِلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا قسطلانی نے کہا چونکہ اس کتاب مین وحی حدیث کا جمع منظور تہا اسواسطے اوسکو شروع کیا باب الوحی سے کیونکہ وحی چشمہ شریعت ہے اور چونکہ وحی احکام شرعیہ کے بیان کے لیے ہے تو اس باب کو شروع کیا حدیث اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ سے کیونکہ وہ مناسب ہے آیت سابقہ کے اسلیے کہ سب پیغمبرون کو وحی ہوئی ہے نیت خالص کرنے کی جیسے اللہ تعالے نے فرمایا وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ اور اخلاص نیت ہے حافظ ابن حجر نے کہا کہ اس آیت کی مناسبت ترجمہ باب سے ظاہر ہے کیونکہ ہمارے پیغمبر کی وحی اسیطرح ہے جیسے اگلے نبیون کی اس وجہ سے کہ اول وحی خوابہی مین ہوئی ہے سب پیغمبرون کو ابو نعیم نے دلائل مین باسناد حسن روایت کیا علقمہ بن قیس سے اونہون نے کہا اول وحی پیغمبرونکو خوابہی مین ہوتی ہے تاکہ انکے دل مضبوط ہوجاوین پہر بیداری مین وحی اترتی ہے عون الباری مین ہے کہ حدیث اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ کو امام بخاری اس باب مین اسلیے لائے کہ انکی حسن نیت اس تالیف مین ظاہر ہو اور خطابی اور اسمعیلی نے کہا کہ صرف برکت کے لیے لائے اور ابن منیر نے اسی کو شک کہا ہے حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيُّ اَنَّهٗ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوْ اِلَى امْرَاَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ ترجمہ امام بخاری نے کہا ہمسے حدیث بیان کی ابو بکر عبد اللہ بن الزبیر بن عیسے حمیدی نے اونہون نے کہا ہمسے حدیث بیان کی یحیے بن سعید انصاری نے اونہون نے کہا خبر دی مجہہ کو محمد بن ابراہیم تیمی نے اونہون نے سنا علقمہ بن وقاص لیثی سے وہ کہتے تہے مین نے سنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالے عنہ سے منبر پر وہ کہتے تہے مین نے سنا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے

تہے عملون کا مدار نیت پر ہی اور ہر ایک آدمی کو نیت کے موافق ملیگا پہر جسنے ہجرت کی دنیا کمانے کو یا کوئی عورت بیاہنے کو اسکی ہجرت انہین کامون کے لیے ہوئی **ف** اس حدیث کا قصہ سعید بن منصور نے روایت کیا عبد اللہ بن مسعود سے انہون نے کہا جو کوئی ہجرت کرے کسی غرض سے اسکو وہی ملے گی ایک شخص نے ہجرت کی اسلیے کہ نکاح کرے ایک عورت سے جسکا نام ام قیس تہا تو ہم لوگ اسکو مہاجر ام قیس کہا کرتے تہے اور روایت کیا طبرانی نے اعمش سے ہم مین ایک شخص تہا جسنے پیام دیا تہا ایک عورت کو اس عورت کا نام ام قیس تہا اوسنے انکار کیا نکاح سے جبتک وہ مرد ہجرت نہ کرے تو وہ مدینہ کو آخر اس نے ہجرت کی اور اس عورت سے نکاح کیا تو ہم لوگ اسکو مہاجر ام قیس کہا کرتے تہے اور یہ اسناد صحیح ہے شیخین کی شرط پر اور اسی وجہ سے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیاوی غرضون مین سے عورت کو نکاح کرنیکی تخصیص کی ورنہ اسکے سوا اور نیتین بہی ہوتی ہین بعض علما نے کہا امام بخاری اس حدیث کو یہان اسلیے لائے کہ قائم مقام خطبہ کتاب کے ہو جاوے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بہی یہ حدیث خطبہ مین فرمائی تہی اور حضرت عمر نے بھی منبر پر اوسکو بیان کیا اور آپ نے یہ حدیث ہجرت کے ساتھ ہی فرمائی اسلیے اسکو بدء الوحی مین لائے کیونکہ ہجرت کے قبل جو حالات گذرے وہ مثل مقدمہ ہجرت کے تہے حافظ ابن حجر نے کہا یہ وجہ اچھی ہے مگر مین نے کسی روایت مین نہین دیکھا کہ آپ نے ہجرت کرتے ہی سب سے پہلے خطبہ مین یہ حدیث فرمائی ابن بطال نے ابو عبد اللہ بن النجاری سے نقل کیا کہ مضمون باب آیت اور حدیث دونو سے متعلق ہے اسواسطے کہ اللہ تعالے نے وحی بہیجی انبیا کو پہر حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ مدار عملون کا نیت پر ہے اور فرمایا وَمَا اُمِرُوا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ اور یہ حدیث نہایت عظیم الشان ہے ابو عبد اللہ نے کہا حدیثون مین اس سے بڑہکر کوئی جامع حدیث نہین ہے نہ اتنے فائدے کسی اور حدیث سے نکلتے ہین اور عبد الرحمن بن مہدی اور شافعی اور احمد بن حنبل اور علی بن المدینی اور ابو داؤد اور ترمذی اور دارقطنی اور حمزہ کنانی نے کہا کہ یہ حدیث تہائی ہے اسلام کی اور بعضون نے چوتہائی کہا ابن مہدی نے کہا علم کے تیس بابون مین اسکا دخل ہے اور شافعی نے کہا ستر بابون مین اور اسکی صحت پر اتفاق ہے اور نکالا اسکو ائمہ ستہ نے سوا مالک کے اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوا حضرت عمر کے اور حضرت عمر سے سوا علقمہ کے اور علقمہ سے سوا محمد بن ابراہیم کے اور محمد بن ابراہیم سے سوا یحییے کے اور کسی نے اسکو روایت نہین کیا مگر اسکے ہم معنے اور مؤید بہت سی حدیثین وارد ہین اور غلطی کی اسنے جسنے اس حدیث کو متواتر کہا البتہ یحییے بن سعید سے متواتر ہے یا مراد تواتر معنوی ہو اور تفصیل کی اس مقام مین حافظ ابن حجر نے عون الباری مین ہے کہ انما الاعمال کے صحت یا کمال کا لفظ محذوف ہے یعنے عمل صحیح نہین ہوتے یا کامل نہین ہوتے بغیر نیت کے قسطلانی نے کہا بعض روایتون مین اَلْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ہے بغیر انما کے جیسے صحیح ابن حبان مین اور بعض مین اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ ہے اور یہ حدیث

سوا حضرت عمر کے بیرا و صحابہ نے روایت کی ہو ذکر کیا انکا ابن مندہ نے اور متابعت کی علقمہ کی عبد اللہ و جابر اور ابو حنیفہ اور عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ اور ذو الکلاع او عطا بن یاسر اور ناشرہ بن سمی اور واصل بن عمرو جزامی اور محمد بن منکدر نے اور متابعت کی تیمی کی سعید بن المسیب اور نافع نے اور متابعت کی یحیے کی محمد بن ابو الحسن لیثی اور ابو داؤد بن ابی الفرات اور محمد بن اسحق بن یسار اور حجاج بن ارطاۃ اور عبد ربہ بن قیس انصاری نے اور شاید ان رواۃ کی خبر نہین ہوئی ان لوگون کو جو قائل ہوئے تفرد عمر اور علقمہ وغیرہم کے ساتھ اس حدیث کی حافظ ابن حجر نے کہا مراد اُن لوگون کی یہ ہے کہ بطریق صحیح اور کسی طریقے سے مروی نہین ہوئی اور یہ شک ہے کسلیے کہ اور طرق معلول ہین انتہی من فتح الباری و عون الباری و ارشاد الساری ملتقطا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رض اَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ رض سَاَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ يَاْتِيكَ الْوَحْيُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْيَانًا يَاْتِينِي مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ اَشَدُّهُ عَلَيَّ فَيُفْصَمُ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُ مَا قَالَ وَاَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِي فَاَعِي مَا يَقُولُ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَلَقَدْ رَاَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيدِ الْبَرْدِ فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَاِنَّ جَبِينَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے عبد اللہ بن یوسف (تنیسی) نے انہون نے کہا خبر دی ہمکو مالک (بن انس امام مشہور) نے انہون نے روایت کی ہشام بن عروہ ابن زبیر بن عوام قرشی سے انہون نے اپنے باپ عروہ بن زبیر ابو عبد اللہ مدنی سے انہون نے روایت کی حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رض سے کہ حارث بن ہشام نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و سلم سے پوچھا تو عرض کیا آپ پر وحی کیونکر آتی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کبھی مجھپر وحی آتی ہے جیسے گھنٹے کی جھنکار (یعنے ایسی آواز وحی کے وقت سنائی دیتی ہے وہ آواز فرشتے کی ہوتی ہے یا اوسکے پرون کی اور غرض اس آواز سے یہ ہی کہ آپکو سوا اس وحی سننے کی دنیا کی اور کوئی چیز سنائی نہ دیوے) اور وہ مجھپر نہایت سخت گذرتی ہے پھر موقوف ہوجاتی ہے اور مین یاد کر لیتا ہون فرشتہ سے جو اوسنے کہا اور کبھی فرشتہ ایک مرد کی صورت بنکر میرے پاس آتا ہے اور مجھسے بات کرتا ہے اور جو وہ کہتا ہے اسکو مین یاد کر لیتا ہون حضرت عائشہ رض نے کہا مینے دیکھا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و سلم کو آپ پر وحی اُترتی تھی کڑکڑاتے جاڑے کے دن مین پھر موقوف ہوجاتی اور آپ کی پیشانی سے پسینا پھوٹ نکلتا ف حافظ ابن حجر نے کہا وحی کی اور صورتین بھی ہین لیکن یہ حدیث حصر کے لیے نہین ہے بلکہ اکثر ان دو طرح سے آتی اور پسینہ نکلنے کی یہ وجہ ہوتی کہ وحی سے آپکو کرب اور سختی ہوتی اوسکی سختی سے آپ عرق آلود ہوجاتے اور یہ آپکی وحی مین ہوتا

جسمین گھنٹہ کی سی آواز آتی اور دوسری قسم تو آسان تھی ابو عوانہ نے اپنی صحیح میں اتنا زیادہ کیا کہ آپ نے فرمایا دوسری قسم کی وحی ہیں کہ وہ سب سے زیادہ آسان ہے مہلب اس حدیث سے یہ نکالا کہ مزید یقین کے لیے کسی امر کی کیفیت ایسی جیسا درست ہے اور انبیا سے اس قسم کے سوال کر سکتے ہیں قسطلانی نے کہا کہ کیفیت وحی کی سمجھنا ہر شخص کے لیے دشوار تھا سوا آپ نے اوسکی مثال دی ایک متصل آواز سے جیسے گھنٹی کی آواز نکلتی ہے جسکو سنتے ہیں پر مطلب کچھ نہیں سمجھتے ایسی ہی عین حالت وحی میں جلال الہی ایسا طاری ہوتا ہے کہ کچھ بات سمجھ میں نہیں آتی پھر اس حالت کے بعد قدرت الہی سے وہ بات ذہن نشین ہو جاتی ہے اور یہ قسم وحی کی مشابہ ہے وحی ملائکہ سے جیسے ابو ہریرہ رض نے روایت کیا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالے آسمان میں کوئی حکم کرتا ہے تو فرشتے اپنے بازو ہلا دیتے ہیں عاجزی سے اوسکا کلام سنکر جیسے زنجیر پتھر پر چلے اور طبرانی اور ابن ابی حاتم نے نواس بن سمعان سے مرفوعا روایت کیا کہ جب اللہ تعالے کلام فرماتا ہے ساتھ وحی کے تو آسمان لرز جاتا ہے اوسکے خوف سے اور آسمان والے بیہوش ہو جاتے ہیں اور سجدے میں گر پڑتے ہیں سب سے پہلے جبرئیل سر اوٹھاتے ہیں اللہ تعالی انسے بات کرتا ہے جو چاہتا ہے پھر وہ جاتے ہیں اور فرشتوں کی پاس سے پوچھتے ہیں کیا فرمایا ہمارے پروردگار نے وہ کہتے ہیں حق فرمایا پھر وہ جاتے ہیں جہاں اللہ تعالی اونکو حکم کرتا ہے آسمان اور زمین میں اور ابن مردویہ نے ابن مسعود سے مرفوعا روایت کیا جب اللہ تعالے کلام کرتا ہے ساتھ وحی کے تو آسمان والے ایک جھنکار سنتے ہیں جیسے زنجیر کی آواز پتھر پر چلانے سے نکلتی ہے وہ گھبرا جاتے ہیں اور اس قسم کی وحی سخت ہوتی کیونکہ اسمین رد ہوتا ہے طبیعت بشری کا اور صفات ملکی کی طرف واللہ اعلم

حدثنا یحیی بن بکیر قال اخبرنا اللیث عن عقیل عن ابن شہاب عن عروۃ بن الزبیر عن عائشۃ ام المؤمنین رض انہا قالت اول ما بدئ به رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الوحی الرؤیا الصالحۃ فی النوم فکان لا یری رؤیا الا جاءت مثل فلق الصبح ثم حبب الیہ الخلاء وکان یخلو بغار حراء فیتحنث فیہ وهو التعبد اللیالی ذوات العدد قبل ان ینزع الی اهلہ ویتزود لذلک ثم یرجع الی خدیجۃ فیتزود لمثلہا حتی جاءه الحق وهو فی غار حراء فجاءه الملک فقال اقرأ قال فقلت ما انا بقارئ قال فاخذنی فغطنی حتی بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال اقرأ فقلت ما انا بقارئ فاخذنی فغطنی الثانیۃ حتی بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال اقرأ فقلت ما انا بقارئ قال فاخذنی فغطنی الثالثۃ ثم ارسلنی فقال اقرأ باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربک الاکرم فرجع بها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرجف فؤاده فدخل علی

خدیجة فقال زملونی زملونی فزملوه حتی ذهب عنه الروع فقال لخدیجة واخبرها الخبر
لقد خشیت علی نفسی فقالت خدیجة کلا واللہ ما یخزیک اللہ ابدا انک لتصل الرحم وتحمل
الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق فانطلقت به خدیجة حتی اتت
ورقة بن نوفل بن اسد بن عبد العزی ابن عم خدیجة وکان امرأ تنصر فی الجاهلیة وکان یکتب
الکتاب العبرانی فیکتب من الانجیل بالعبرانیة ما شاء اللہ ان یکتب وکان شیخا کبیرا قد عمی فقالت
له خدیجة یا ابن عم اسمع من ابن اخیک فقال له ورقة یا ابن اخی ماذا تری فاخبره رسول اللہ
صلی اللہ علیه وسلم خبر ما رای فقال له ورقة هذا الناموس الذی نزل اللہ علی موسی یا لیتنی
فیها جذعا یا لیتنی ان اکون حیا اذ یخرجک قومک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه او مخرجی هم
قال نعم لم یات رجل بمثل ما جئت به الا عودی وان یدرکنی یومک انصرک نصرا مؤزرا ثم
لم ینشب ورقة ان توفی وفتر الوحی قال ابن شهاب اخبرنی ابو سلمة بن عبد الرحمن ان جابر بن
عبد اللہ الانصاری قال وهو یحدث عن فترة الوحی فقال فی حدیثه بینا انا امشی اذ سمعت
صوتا من السماء فرفعت بصری فاذا الملک الذی جاءنی بحراء جالس علی کرسی بین السماء و
الارض فرعبت منه فرجعت فقلت زملونی زملونی فانزل اللہ تعالی یا ایها المدثر قم فانذر
وربک فکبر وثیابک فطهر والرجز فاهجر فحمی الوحی وتتابع تابعه عبد اللہ بن یوسف و
ابو صالح وتابعه هلال بن رداد عن الزهری وقال یونس ومعمر بوادره ترجمہ حدیث بیان
کی ہمسے یحیی بن بکیر (ابوزکریا قریشی مخزومی مصری) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے لیث نے (جو سعد کے
بیٹے ہیں عالم تھے اہل مصر کے) انہوں نے روایت کی عقیل (بن خالد بن عقیل ایلی قرشی) سے انہوں نے ابن شہاب
(محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب زہری مدنی) سے انہوں نے عروہ بن الزبیر سے اونہوں نے حضرت عائشہ
ام المومنین سے انہوں نے کہا سب سے پہلی جو وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوئی وہ اچھا خواب تھا جسکو آپ دیکھتے
سوتے میں **ف** قسطلانی نے کہا احتمال ہے کہ یہ حدیث مراسیل صحابہ میں سے ہو کسلیے کہ حضرت عائشہ اس زمانہ
میں پیدا ابھی نہیں ہوئی تہیں اور ظاہر یہ ہے کہ انہوں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ قصہ سنا ہو پس اس صورت
میں حدیث مرسل نہوگی اور خواب دیکھنے کی مدت چھ مہینے تک تھی جیسے نقل کیا بیہقی نے اور دلائل نبوت کی اس سے پہلے
آپ دیکھ چکے تھے جیسے پتھر کا سلام کرنا بحیرا راہب کا بشارت دینا **ف** تو آپکا یہ حال تھا کہ آپ جو بات خواب میں

دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح نمود ہوتی (یعنے ویسا ہی عالم بیداری مین ظہور ہوتا جسکو آپ پہلے سے خواب مین دیکھ
لیتے) پہر آپ کو تنہائی بہلی لگی ف یعنے عزلت اور خلوت کیونکہ اسمین فراغت قلب ہوتی ہے اور غیر اللہ سے
انقطاع حاصل ہوتا ہے اور قلب صاف ہوتا ہے اور حکمت کے چشمے اُس سے پہوٹتے ہین اور خلوت یہ ہے کہ غیر اللہ کا خیال
چھوڑ دیوے یہانتک کہ اپنے نفس کا بہی اُسوقت دل اس قابل ہوتا ہے کہ غیب کے علوم اُسمین سماوین اور رسولخدا صلے
اللہ علیہ وسلم کی خلوت بطریق تقرب تہی نہ اسلیے کہ نبوت کسبی ہے کیونکہ نبوت تو محض عنایات الٰہی ہے (تسہیل القاری)
ف اور آپ خلوت کرتے تہے غار حرا مین (حرا ایک پہاڑ ہے مکہ سے تین میل پر منا کو جاتے ہوئی بائین ہاتہ پر پڑتا
ہے اب اسکو جبل النور کہتے ہین) وہان آپ عبادت کرتے تہے (مطابق شریعت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے) چند معدود
راتون مین جب تک آپکو اشتیاق نہ ہوتا اپنے گہر والون کے پاس لوٹنے کا اور توشہ اپنے ساتہہ لیجاتے پہر لوٹ
کر آتے حضرت ام المومنین خدیجہ کبرے رض کے پاس اتنی ہی راتون کا توشہ اور بنا دیتین یہانتک کہ آپ پر وحی آئی
اور آپ اسی حرا کی غار مین تہے تو فرشتہ (حضرت جبرئیل علیہ السلام پیر کے روز سترہوین رمضان کو چالیس برس
کی عمر مین) آیا آپکے پاس اور کہنے لگا پڑہ آپنے فرمایا مین پڑہا ہوا نہین جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
پہر اُس فرشتے نے مجہکو پکڑا اور دبایا یہانتک کہ اسکا دباؤ حد کو پہونچ گیا (یعنے خوب دبایا) پہر چہوڑ دیا مجہکو
اور کہنے لگا پڑہ مین نے کہا مین پڑہا ہوا نہین پہر اُس نے مجہکو پکڑا اور دوبارہ دبوچا یہانتک کہ اسکا دبوچنا
حد کو پہونچ گیا پہر چھوڑ دیا مجہکو اور کہنے لگا پڑہ مین نے کہا پڑہا ہوا نہین پہر اُسنے مجہکو پکڑا اور دبوچا پہر چھوڑ
دیا مجہکو اور کہنے لگا پڑہ اپنے پروردگار کے نام سے جس نے پیدا کیا پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹکی سے پڑہ اور تیرا رب بڑا
عزت والا ہے یا بڑے کرم والا ہے (یعنے یہ آیتین آپ کو سکہلائین اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ
مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ) یہ آیتین سنکر آپ لوٹے (جبل حرا سے) اور آپکا دل کانپ رہا تہا اُم المومنین
حضرت خدیجہ بنت خویلد کے پاس گئے (جو سب سے پہلے آپکی بی بی تہین اور سب سے اشرف تہین رضی اللہ عنہا) آپنے
فرمایا مجہکو اوڑہا دو مجہکو اوڑہا دو لوگون نے آپکو اوڑہا دیا یہانتک کہ آپکا ڈر جاتا رہا تب آپنے یہ حال خدیجہ سے
بیان کیا اور سارا قصہ اُنسے کہا اور فرمایا مجہے اپنی جان کا ڈر ہے اونہون نے کہا ہرگز نہین قسم خدا کی اللہ تعا
تمکو کبہی تباہ نہ کریگا (سبحان اللہ ایسی عاقلہ اور صالحہ بی بی کہان پیدا ہوتی ہین) تم تو ناتا جوڑتے ہو اور
(ناتوانون کا) بوجہ اوٹہاتے ہو اور جو لوگون کے پاس نہین ہے وہ اُنکو کما دیتے ہو (یعنے مال اور دولت نا
دارونکو دیتے ہو) اور مہمان کی خاطرداری کرتے ہو اور حق معاملون کی مدد کرتے ہو (معلوم ہوا کہ یہ باتین ایسی

اہین جنسے اللہ تعالے راضی ہوتا ہے اور جن کی وجہ سے انسان تباہی سے بچا رہتا ہے) پہر حضرت ام المومنین
(محبوبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجۃ الکبرے رضی اللہ تعالے عنہا) آپ کو لیکر چلین یہانتک کہ ورقہ بن نوفل بن
اسد بن عبد العزے اپنے چچازاد بہائی کے پاس لائین اور ورقہ وہ آدمی تہے جو (بتون کی پرستش چہوڑکر) نصرانی
ہوگئی تہے جاہلیت کی زمانہ مین (اور ظاہر ہے کہ اُس زمانہ مین دین حق نصرانیت کا دین تہا جسکی تعلیم حضرت عیسے
علیہ السلام نے کی تہی) اور وہ عبرانی خط لکہتے تہے (اور ایک روایت مین ہے کہ عربی لکہتے تہے) تو انجیل بہی اسے عبرانی
زبان مین لکہا کرتے جو اللہ کو منظور ہوتا اور وہ بہت بوڑہے تہے یہانتک کہ اُن کی بصارت بہی جاتی رہی تہی اُنسے
حضرت خدیجہ نے کہا اے میرے چچا کے بیٹے اپنے بہتیجے کی بات سن (مراد بہتیجے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین کیس
لیے کہ ورقہ کے تیسرے باپ وہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے چوتہے باپ کے بہائی تہے یا بر سبیل احترام ایسا
کہا) ورقہ نے آپ سے پوچہا اے میرے بہتیجے تم کیا دیکہتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا اُنسے جو
حال دیکہا تہا ورقہ بولے یہ تو ناموس ہین (یعنے صاحب سر اور صاحب وحی حضرت جبرئیل علیہ السلام اہل
کتاب اُنکو ناموس اکبر کہا کرتے ہین) جنکو اللہ تعالے نے اوتارا تہا حضرت موسی علیہ السلام پر کاش جسوقت تمہاری
پیغمبری کا زمانہ ہو مین اسوقت جوان ہوتا کاش جسوقت تمکو تمہاری قوم نکالدیگی اوسوقت مین زندہ رہتا
جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میری قوم کے لوگ مجہے نکالدینگے ورقہ نے کہا ہان کبہی کوئی
شخص یہ بات لیکر نہین آیا جیسے تم لائی پر لوگ اوسکے دشمن ہوگئے اور جو مین اُسدن زندہ رہا تو اچہی طرح
تمہاری مدد کرونگا پہر تہوڑا ہی زمانہ گذرا تہا کہ ورقہ کا انتقال ہوگیا (نبوت کی چند ہی روز بعد مکہ مین اور واقدی
نے جو کہا کہ وہ شام کو گئے تہے وہان سے لوٹتے وقت بلاد لخم اور جذام مین مارے گئے غلط ہے) اور وحی بہی
موقوف رہی (تین برس یا اڑہائی برس تک اور آپکو بہت رنج ہوا) ابن شہاب نے کہا مجہے خبر دی ابو سلمہ
(عبد اللہ) بن عبد الرحمن نے کہ جابر بن عبد اللہ انصاری وحی موقوف ہونے کی حدیث بیان کرتے تہے تو کہا
انہون نے فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مین ایکبار جا رہا تہا مین نے آسمان سے ایک آواز سنی
اور اپنی آنکہ اوپر اوٹہائی دیکہا تو وہی فرشتہ جو حرا مین میرے پاس آیا تہا بیٹہا ہے ایک کرسی پر آسمان اور زمین
کے بیچ مین مین اُسکو دیکہکر ڈر گیا اور لوٹا اپنے گہر کو مینے کہا (اپنے گہر والون سے) مجہے ڈہانپو ڈہانپو
(یعنے کپڑے اوڑہادو) تب اللہ تعالی نے یہ آیتین اوتارین یَا اَیُّہَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ الی قولہ وَالرُّجْزَ فَاہْجُرْ یعنے
اے اوڑہنے والے اوٹہ اور ڈرسنا لوگون کو اور اپنے مالک کی بڑائی بیان کر اور اپنے کپڑے پاک کر اور بتون کی پلیدی

چھوڑ اسکے بعد پیر پے در پے وحی آنے لگی امام بخاری نے کہا یحیی بن بکیر کی متابعت کی ہے عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے اور
ان کی روایت تفسیر اور ادب میں موجود ہے) اسیطرح متابعت کی انکی ابو صالح نے (یعنے عبد اللہ اور ابو صالح دونوں نے
اوسکو روایت کیا لیث سے جیسے یحیی بن بکیر نے لیث سے روایت کیا ابو صالح کا نام عبد اللہ ہے کاتب اللیث یا عبد
الغفار بن داؤد بکری) اور متابعت کی عقیل کی (جو راوی ہیں ابن شہاب سے) ہلال بن رداد نے زہری سے اور یونس
اور معمر کی روایت میں بعوض یَرْجُفُ فُؤَادُهُ کے یَرْجُفُ بَوَادِرُهُ ہے **ف** بوادر جمع ہے بادرہ کی وہ گوشت جو مونڈھے
اور گردن کے بیچ میں ہے وہ ڈر کے وقت لرزنے لگتا ہے حافظ ابن حجر نے کہا کہ ورقہ نصرانی تھے مگر اونہوں نے
یوں نہ کہا کہ یہ وہ ناموس ہیں جو حضرت عیسی پر اوترے تھے کیونکہ حضرت موسی کی کتاب اکثر احکام پر مشتمل تھی
برخلاف حضرت عیسے کی کتاب کے اور ہماری پیغمبر کی کتاب بھی اکثر احکام پر مشتمل ہے یا اسلیے کہ حضرت موسے
فرعون پر عذاب کے لیے بھیجے گئے تھے اسی طرح حضرت کی امت کی فرعون پر عذاب لیکر آئے تھے یعنے ابو جہل لعین اور کفار پر
یا اس لیے کہ حضرت موسی کی رسالت پر اتفاق ہے اور حضرت عیسے کی نبوت میں یہودیوں کو اختلاف تھا اور سہیلی
نے کہا کہ ورقہ کا اعتقاد حضرت عیسے کی حق میں یہ تھا جیسے اس وقت کی نصاری اعتقاد رکھتے ہیں یہ محال ہے اور خود
ایک روایت میں زبیر بن بکار کے موجود ہے کہ ورقہ نے کہا آوہ ناموس ہے جو حضرت عیسے پر اوترا تھا مگر اسکی اسناد میں
عبد اللہ بن معاذ ضعیف ہے اور دلائل النبوت میں ابو نعیم نے باسناد حسن روایت کیا کہ پہلے خدیجہ اپنے چچازاد بھائی
ورقہ کے پاس آئیں اور انسے سارا حال بیان کیا اونہوں نے کہا اگر تم سچ کہتی ہو تو ان کے پاس حضرت عیسے کے
ناموس آتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ ورقہ نے حضرت خدیجہ سے ناموس عیسے کہا اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے
ناموس موسے کہا اور دونوں صحیح ہیں انتہے عون الباری میں ہے کہ ظاہر حدیث سے نہ نکلتا ہے کہ ورقہ نے آپکی
نبوت کا اقرار کیا لیکن وہ دعوت سے پہلے مر گئے تو انکا حال بحیرہ راہب کا سا ہوگا اور انکو صحابی کہتے میں اعتراض
ہے لیکن روایات مغازی میں ابن اسحق سے منقول ہے کہ ورقہ نے کہا تم خوش رہو تم خوش رہو میں گواہی دیتا ہوں تم
وہی شخص ہو جسکے آنے کی حضرت عیسے بن مریم نے خوشخبری دی اور تمہارے پاس وہی ناموس آتا ہے جو حضرت موسے
کے پاس آتا تھا اس روایت کے اخیر میں ہے کہ جب ورقہ مر گئے تو آپنے فرمایا میں نے اوسکو جنت میں دیکھا سفید ریشمی
کپڑے پہنے ہوئے کیونکہ وہ مجھپر ایمان لایا تھا اور مجھے سچا کہا تھا لیکن اس روایت کو بیہقی نے دلائل میں ذکر کیا اور کہا
یہ منقطع ہے بلقینی نے کہا اس صورت میں ورقہ سب مردوں سے پہلے مسلمان ٹھہرے اور عراقی نے بھی ایسا ہی کہا
اور ابن مندہ نے انکو صحابہ میں ذکر کیا ہے انتہے حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ قَالَ

حدثنا موسى بن أبي عائشة قال حدثنا سعيد بن جبير عن ابن عباس رضي الله عنهما في قوله تعالى
لا تحرك به لسانك لتعجل به قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعالج من التنزيل شدة وكان
مما يحرك شفتيه فقال ابن عباس رضي الله عنهما فأنا أحركهما لك كما كان رسول الله صلى الله
عليه وسلم يحركهما وقال سعيد أنا أحركهما كما رأيت ابن عباس رضي الله عنهما يحركهما
فحرك شفتيه فأنزل الله تعالى لا تحرك به لسانك لتعجل به إن علينا جمعه وقرآنه قال جمعه
لك صدرك وتقرأه فإذا قرأناه فاتبع قرآنه قال فاستمع له وأنصت ثم إن علينا بيانه ثم
إن علينا أن تقرأه فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد ذلك إذا أتاه جبريل عليه
السلام استمع فإذا انطلق جبريل عليه السلام قرأه النبي صلى الله عليه وسلم كما قرأه ترجمہ

حدیث بیان کی ہمسے موسیٰ بن اسمعیل نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو عوانہ (وضاح بن عبداللہ یشکری) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے (ابو الحسن کوفی ہمدانی) موسیٰ بن ابی عائشہ نے (ابو عائشہ کا نام معلوم نہیں ہوا) اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سعید بن جبیر (ابن ہشام کوفی اسدی) نے (جو تابعین میں سے ہیں اور انکو حجاج ظالم نے باندھ کر قتل کیا شعبان ۹۶ھ میں اونکے بعد پھر اسنے کسی کو قتل نہیں کیا اور چند ہی روز زندہ رہا) اونہوں نے روایت کی حضرت ابن عباس سے (عبداللہ بن عباس سے جو مفسر ہیں قرآن کے ابو الخلفا ہیں اکہتر برس کی عمر میں مرے طائف میں عبداللہ بن زبیر کی خلافت میں) اس آیت کی تفسیر میں لا تحرك به لسانك لتعجل به یعنے مت ہلاؤ اپنی زبان قرآن کے پڑھنے میں جلدی کیلیے۔ کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم پر قرآن شریف کے اترنے سے سختی ہوتی تھی اور آپ اکثر لبوں کو ہلاتے تھے (اس خیال سے کہ کہیں بھول نہ جاویں) ابن عباس نے کہا میں اپنی لبوں کو ہلا کر تجھکو بتاتا ہوں (اے سعید) جیسے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم لبوں کو ہلاتے تھے اور سعید نے کہا میں لبوں کو ہلاتا ہوں جیسے میں نے ابن عباس کو ہلاتے ہوئے دیکھا پھر اونہوں نے ہلایا اپنی دونوں لبوں کو (اور ابن عباس نے یہ نہیں کہا جیسے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہلاتے ہوئے دیکھا کیونکہ یہ آیت ابتداء نبوت کی ہے اوس وقت میں ابن عباس پیدا بھی نہیں ہوئے تھے اور احتمال ہے کہ کسی صحابی نے اونسے لبوں کا ہلانا بیان کیا ہو یا خود حضرت نے اور ابو داؤد طیالسی کی مسند میں ہے کہ ابن عباس نے کہا میں ہلاتا ہوں اپنے ہونٹ کو جیسے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہلاتے ہوئے دیکھا) تب اللہ تعالےٰ نے یہ آیت اتاری اے محمد مت ہلا اپنی زبان قرآن کی ساتھ جلدی کیلیو ہم پر ہے اسکا جمع کرنا اور پڑھانا یعنے تمہاری سینہ میں جمع کرنا اور جما دینا اور جب تم چاہو اسکو پڑھ سکنا

پہر جب ہم اسکو پڑہین (جبریل علیہ السلام کی زبانی) تو تم اسکو سنتے رہو اور چپ رہو پہر ہماری اوپر ہے اسکا بیان یعنی
یہ امر کہ تم اسکو پڑہو (مطلب یہ ہو کہ قرآن اترتے وقت پڑہنا ضرور نہین نہ جلدی کرنا اس خیال سے کہ دل سے نکل جاویگا یہ
دل مین جمانا اللہ کا کام ہے) ابن عباس نے کہا پہر اسکے بعد جب جبریل علیہ السلام آتے تو جناب رسولخدا صلے اللہ
علیہ وسلم اون کی قرات سنا کرتے جب جبریل چلے جاتے تو آپ پڑہ دیتے اسیطرح جیسے جبرائیل نے پڑہا تہا حَدَّثَنَا
عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا
عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ وَمَعْمَرٌ نَحْوَهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ اَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ
حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ وَكَانَ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْاٰنَ فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے عبدان نے (اونکا نام ہے عبد اللہ
بن عثمان بن جبلہ عتکی) اونہون نے کہا خبر دی ہمکو عبد اللہ نے (بن مبارک بن واضح حنظلی تمیمی امام مشہور اتباع تابعین سے)
اونہون نے کہا خبر دی ہمکو یونس (بن یزید بن مشکان ایلی) نے اونہون نے روایت کی زہری (محمد بن مسلم بن شہاب)
سے **ح** (یہ حرف اشارہ ہے تحویل کا یعنے ایک اسناد سے دوسری اسناد کیطرف جانا اور اختصار کی غرض سے جب
تحویل منظور ہوتی ہے تو ح لکہدیتے ہین) اور حدیث بیان کی ہمسے بشر بن محمد نے اونہون نے کہا خبر دی ہمکو
عبد اللہ بن مبارک نے اونہون نے کہا خبر دی ہمکو یونس اور معمر نے انہون نے روایت کی زہری سے مانند اسکے **ف**
حافظ ابن حجر نے کہا مطلب یہ ہے کہ عبد اللہ بن مبارک نے اس حدیث کو عبدان کے ساتہ صرف یونس سے نقل کیا
اور بشر بن محمد کے ساتہ یونس اور معمر دونون سے **ت** زہری نے کہا مجہکو خبر دی عبید اللہ بن عبد اللہ نے (جو مشہور
تابعی اور فقیہ ہین بن عتبہ بن مسعود) اونہون نے روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سب لوگون
سے زیادہ سخی تہے اور آپ کی زیادہ سخاوت رمضان مین ہوتی جب جبریل آپ سے ملتے اور وہ آپ سے ملاقات کرتے تہے
رمضان کی ہر رات مین اور دورہ کرتے تہے آپکے ساتہ قرآن کا تو بیشک جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم زیادہ سخی
تہے نیکی کرنے مین چلتی ہوا سے (جس سے سب نفع اوٹہاتے ہین یا جس ہوا کو خدا تعالی پانی برسانے کے لیے بہیجتا ہے)
ف فتح الباری مین ہے امام احمد کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ آپ سے جو چیز مانگتے آپ دیدیتے اور یہ زیادت دوسری
صحیح حدیث مین جابر رض کے موجود ہے کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے جب کوئی چیز مانگی جاتی آپ دیدیتے نووی
نے کہا اس حدیث سے کئی فائدے نکلے ایک تو یہ کہ سخاوت ہر وقت بہتر ہے دوسرے یہ کہ رمضان مین زیادہ تر سخاوت کرنا چاہیے

تیسرے زیارت صلحا اور اہل خیر کی اور بار بار کرنا اسکا چوتھے رمضان میں قرآن زیادہ پڑھنا پانچویں قرآن کی
تلاوت تمام اذکار سے افضل ہونا چھٹے رمضان کہنا درست ہے حافظ ابن حجر نے کہا اس میں اشارہ ہے کہ قرآن کا
نزول رمضان میں شروع ہوا کیونکہ سارا قرآن آسمان دنیا تک رمضان میں اترا جیسے ابن عباس کی حدیث میں
ثابت ہوا پھر جبرئیل اسکا دور کرتے آپ سے ہر سال جتنا اترتا ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک اور جس سال آپکی
وفات ہوئی اس سال دو بار دور کیا جیسا صحیح حدیث میں حضرت فاطمہؓ سے ثابت ہو چکا ہے اور اس سے معلوم ہو گئی مناسبت
باب کی اس حدیث سے کیونکہ یہ باب ہے بدء الوحی کا اور حدیث سے یہی مضمون نکلتا ہے کہ ابتدا وحی رمضان سے ہوئی قسطلانی نے کہا جب [illegible]
[illegible] اب کچھ اوصاف شروع کیے اس شخص کے جس پر وحی اترتی تھی اور یہی بیان ہے حدیث آئندہ میں حدثنا ابو الیمان
الحکم بن نافع قال اخبرنا شعیب عن الزهری قال اخبرنی عبید الله بن عبد الله بن عتبة بن
مسعود ان عبد الله بن عباس اخبره ان ابا سفیان بن حرب اخبره ان هرقل ارسل الیه
فی رکب من قریش وکانوا تجارا بالشام فی المدة التی کان رسول الله صلی الله علیه وسلم ماد فیها
ابا سفیان وکفار قریش فاتوه وهم بایلیاء فدعاهم فی مجلسه وحوله عظماء الروم ثم دعاهم
ودعا ترجمانه فقال ایکم اقرب نسبا بهذا الرجل الذی یزعم انه نبی قال ابو سفیان فقلت انا
اقربهم نسبا فقال ادنوه منی وقربوا اصحابه فاجعلوهم عند ظهره ثم قال لترجمانه قل لهم
انی سائل هذا عن هذا الرجل فان کذبنی فکذبوه فوالله لولا الحیاء من ان یأثروا علی کذبا
لکذبت عنه ثم کان اول ما سألنی عنه ان قال کیف نسبه فیکم قلت هو فینا ذو نسب قال فهل قال
هذا القول منکم احد قط قبله قلت لا قال فهل کان من آبائه من ملک قلت لا قال فاشراف
الناس یتبعونه ام ضعفاؤهم فقلت بل ضعفاؤهم قال ایزیدون ام ینقصون قلت بل یزیدون قال
فهل یرتد احد منهم سخطة لدینه بعد ان یدخل فیه قلت لا قال فهل کنتم تتهمونه
بالکذب قبل ان یقول ما قال قلت لا قال فهل یغدر قلت لا ونحن منه فی مدة لا ندری ما
هو فاعل فیها قال ولم تمکنی کلمة ادخل فیها شیئا غیر هذه الکلمة قال فهل قاتلتموه قلت
نعم قال فکیف کان قتالکم ایاه قلت الحرب بیننا وبینه سجال ینال منا وننال منه قال ماذا
یأمرکم قلت یقول اعبدوا الله وحده ولا تشرکوا به شیئا واترکوا ما یقول آباؤکم ویأمرنا
بالصلوة والصدق والعفاف والصلة فقال للترجمان قل له سألتک عن نسبه فذکرت انه

فيكم ذو نسب كذلك الرسل تبعث في نسب قومها وسألتك هل قال احد منكم هذا القول
فذكرت ان لا قلت لو كان احد قال هذا القول قبله لقلت رجل يأتسي بقول قيل قبله وسألتك
هل كان من آبائه من ملك فذكرت ان لا فقلت فلو كان من آبائه من ملك قلت رجل يطلب ملك ابيه وسألتك هل
كنتم تتهمونه بالكذب قبل ان يقول ما قال فذكرت ان لا فقد اعرف انه لم يكن ليذر الكذب على الناس
ويكذب على الله وسألتك اشراف الناس اتبعوه ام ضعفاؤهم فذكرت
ان ضعفاءهم اتبعوه وهم اتباع الرسل وسألتك أيزيدون ام ينقصون فذكرت انهم يزيدون
وكذلك امر الايمان حتى يتم وسألتك ايرتد احد سخطة لدينه بعد ان يدخل فيه فذكرت
ان لا وكذلك الايمان حين تخالط بشاشته القلوب وسألتك هل يغدر فذكرت ان لا
وكذلك الرسل لا تغدر وسألتك بما يأمركم فذكرت انه يأمركم ان تعبدوا الله ولا تشركوا
به شيئا وينهاكم عن عبادة الاوثان ويأمركم بالصلوة والصدق والعفاف فان كان ما تقول
حقا فسيملك موضع قدمي هاتين وقد كنت اعلم انه خارج ولم اكن اظن انه منكم فلو اني
اعلم اني اخلص اليه لتجشمت لقاءه ولو كنت عنده لغسلت عن قدميه ثم دعا بكتاب
رسول الله صلى الله عليه وسلم الذي بعث به دحية الكلبي الى عظيم بصرى فدفعه عظيم بصرى الى هرقل
فقرأه فاذا فيه بسم الله الرحمن الرحيم من محمد عبد الله ورسوله الى هرقل عظيم الروم
سلام على من اتبع الهدى اما بعد فاني ادعوك بدعاية الاسلام اسلم تسلم يؤتك الله
اجرك مرتين فان توليت فان عليك اثم الاريسيين ويا اهل الكتاب تعالوا الى كلمة سواء
بيننا وبينكم ان لا نعبد الا الله ولا نشرك به شيئا ولا يتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون
الله فان تولوا فقولوا اشهدوا بانا مسلمون قال ابو سفيان فلما قال ما قال وفرغ من قراءة
الكتاب كثر عنده الصخب فارتفعت الاصوات واخرجنا فقلت لاصحابي حين اخرجنا
لقد امر امر ابن ابي كبشة انه يخافه ملك بني الاصفر فما زلت موقنا انه سيظهر
حتى ادخل الله علي الاسلام وكان ابن الناطور صاحب ايلياء وهرقل سقفا على نصارى
الشام يحدث ان هرقل حين قدم ايلياء اصبح يوما خبيث النفس فقال بعض بطارقته قد
استنكرنا هيئتك قال ابن الناطور وكان هرقل حزاء ينظر في النجوم فقال لهم حين

سالوہ انی رایت اللیلة حین نظرت فی النجوم ملك الختان قد ظهر فمن یختتن من هذه الامة
قالوا لیس یختتن الا الیهود فلا یهمنك شانهم واکتب الی مداین ملكك فلیقتلوا من فیهم
من الیهود فبینا هم علی امرهم اتی هرقل برجل ارسل به ملك غسان یخبر عن خبر رسول
الله صلی الله علیه وسلم فلما استخبره هرقل قال اذهبوا فانظروا امختتن هو ام لا
فنظروا الیه فحدثوه انه مختتن وساله عن العرب فقال هم یختتنون فقال هرقل هذا
ملك هذه الامة قد ظهر ثم کتب هرقل الی صاحب له برومیة وکان نظیره فی العلم
وسار هرقل الی حمص فلم یرم حمص حتی اتاه کتاب من صاحبه یوافق رای هرقل علی خروج
النبی صلی الله علیه وسلم وانه نبی فاذن هرقل لعظماء الروم فی دسکرة له بحمص ثم
امر بابوابها فغلقت ثم اطلع فقال یا معشر الروم هل لکم فی الفلاح والرشد وان
یثبت ملککم فتبایعوا هذا النبی فحاصوا حیصة حمر الوحش الی الابواب فوجدوها
قد غلقت فلما رای هرقل نفرتهم وایس من الایمان قال ردوهم علی وقال انی قلت
مقالتی انفا اختبر بها شدتکم علی دینکم فقد رایت فسجدوا له ورضوا عنه فکان ذلك
اخر شان هرقل قال ابو عبدالله رواه صالح بن کیسان ویونس ومعمر عن الزهری

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے ابوالیمان حکم بن نافع نے اونہوں نے کہا خبر دی ہمکو شعیب بن ابی حمزہ قرشی اموی
نے اونہوں نے روایت کیا زہری (محمد بن مسلم) سے اونہوں نے کہا خبر دی مجکو عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے
اونکو خبر دی عبداللہ بن عباس نے اونکو خبر دی ابوسفیان بن حرب نے (جو والد تہے معاویہ کے وہ پیدا ہوئے عام
الفیل سے دس برس پہلی اور اسلام لائے اوس رات کو جسکی صبح مین مکہ فتح ہوا اور حاضر تہے جنگ طائف و حنین مین اور
ایک آنکھ ان کی پھوٹی جنگ طائف مین اور دوسری آنکھ یرموک کی لڑائی مین اور مرے مدینہ مین سنہ ۳۱ یا ۳۴
مین انکی عمر ۸۸ سال کی تہی اور نماز پڑہی اوپر حضرت عثمان نے) کہ ہرقل (بکسر ہا و فتح را بر وزن دمشق اور بعضوں
نے بسکون را اور کسر قاف بہی نقل کیا ہے اوسکا لقب قیصر تہا یہ بادشاہ تہا روم کا اسنے اول سکہ اشرفی
پر اور اس سال بادشاہت کی اور اسکی سلطنت مین وفات ہوئی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی) نے ابوسفیان
کو بلا بہیجا اور کئی سواروں کے ساتھ قریش کے جو سوداگر تہے شام مین اور یہ اوس زمانہ کا حال ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور ابوسفیان سے صلح کی ایک مدت قرار پا گئی تہی (یعنی صلح حدیبیہ جو دس برس کیلیے ہوئی تہی سنہ ۶ ہجری مین)

یہ لوگ ہرقل کے پاس گئے وہ اور اسکے لوگ ایلیا مین تہے (ایلیا بیت المقدس کو کہتے ہین) اسنے ان لوگون کو اپنی مجلس
مین بلایا اور ہرقل کے گرد روم کے رئیس جمع تہے پہر اونکو اپنے پاس بلایا اور اپنے ترجمان (وہ شخص جو دوسرے ملک والون کی زبان کا
ترجمہ کرکے بادشاہ کو سمجہاتا ہے) کو بہی بلایا ترجمان نے پوچہا (ابوسفیان اور اونکی ساتہیون سے) تم لوگون مین کون
زیادہ قریب ہے نسب کی راہ سے اس شخص سے (یعنے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے) جو دعوی کرتا ہے کہ مین پیغمبر
ہون ابوسفیان نے کہا مین زیادہ قریب ہون نسب مین اس شخص کے ساتہہ ان سب لوگون مین (کیونکہ ابوسفیان
اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا نسب چوتہی پشت یعنی عبد مناف مین ملجاتا ہے) ہرقل نے کہا اچہا اس شخص
کو میرے قریب کر دو اور اسکے ساتہیون کو اوسکے نزدیک رکہو اسکی پیٹہہ کے پیچہے تاکہ یہ شخص ان لوگون کی شرم سے
جہوٹ نہ کہے) پہر ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا ان لوگون سے کہہ مین اس شخص سے (یعنے ابوسفیان سے) اس
شخص کا حال پوچہونگا (جسنے پیغمبری کا دعوی کیا ہے) پہر اگر یہ جہوٹ بولے تو تم کہدینا کہ یہ جہوٹا ہے ابوسفیان
نے کہا قسم خدا کی اگر مجہے یہ شرم نہ ہوتی کہ یہ لوگ میرا جہوٹ بیان کرینگے تو مین جہوٹ باندہتا آپ پر (اسلیے
کہ اسوقت مین اپکا دشمن تہا) خیر اول ہرقل نے مجہسے یہ پوچہا کہ اس شخص کا (یعنے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ
وسلم کا) نسب کیسا ہے تم لوگون مین مین نے کہا نسب تو اونکا ہم لوگون مین بڑا ہے (یعنے بڑے شریف خاندان سے
ہین کیونکہ قریش تمام عربون مین اشرف تہے اور آپ قریش ہوکر بنی ہاشم پہر بنی عبد المطلب تہے اشرف الاشراف تہے)
پہر ہرقل نے کہا تم مین کسی اور نے بہی کبہی یہ دعوی کیا تہا (کہ مین پیغمبر ہون) اس شخص سے پہلے مین نے کہا نہین پہر
اسنے کہا اس شخص کے باپ دادون مین کوئی بادشاہ تہا مین نے کہا نہین پہر اسنے کہا اس شخص کی پیروی کون لوگ
کرتے ہین غریب لوگ یا بڑے بڑے لوگ مین نے کہا غریب لوگ (یہ ابوسفیان نے باعتبار اکثر کے کہا ورنہ بڑے
لوگون مین بہی کئی آدمی اسلام لاچکے تہے جیسے عمر بن الخطاب حمزہ بن عبد المطلب وغیرہ) پہر اسنے کہا اس شخص کے
تابعدار لوگ بڑہتے جاتی ہین یا گہٹتے جاتے ہین مین نے کہا بڑہتے جاتی ہین پہر اسنے کہا اسکی تابعدارون
مین سے کوئی اسکے دین کو برا جانکر پہر بہی جاتا ہے دین مین آنے کے بعد مین نے کہا نہین پہر اسنے کہا جب اس شخص
نے نبوت کا دعوی نہین کیا تہا تو تم نے کبہی اسے جہوٹ بولتے دیکہا تہا مین نے کہا نہین پہر اسنے کہا وہ عہد توڑتا ہے
مین نے کہا نہین اور اب ہمارا اسکا ایک عہد ہوا ہے ایک مدت کے لیے نہین معلوم اوسمین وہ کیا کریگا ابوسفیان
نے کہا بس اتنی ہی بات مجہے لگا دینے کا موقع ملا اور کوئی بات مین شریک نکرسکا پہر اوسنے کہا تم اس شخص سے
لڑے ہو مین نے کہا ہان ہرقل نے کہا پہر تمہاری اوسکی لڑائی کیونکر ہوتی ہے (یعنے کون فتحیاب ہوتا ہے تم

کہا ہماری اوسکی لڑائی ڈولون کیطرح ہوتی ہے (کبھی ڈول اودہر جاتا ہے کبھی ادہر آتا ہے جب سینچنے والون مین
ایک ڈول ہو یعنے کبھی ہمکو فتح ہوتی ہے کبھی اوسکو فتح ہوتی ہے وہ ہمارا نقصان کرتے ہین ہم اونکا نقصان کرتے
ہین) ہرقل نے کہا وہ شخص تمکو کن باتونکا حکم کرتا ہے مین نے کہا وہ کہتا ہے اکیلے اللہ کو پوجو اسکے ساتھ کسی کو
شریک مت کرو اور جو تمہارے باپ دادا کہتے ہین (بتون کے پوجنے کو اونکی بات نہ مانو) اور حکم کرتا ہے ہمکو نماز
پڑہنے کا سچ بولنے کا زنا اور حرامکاری سے بچنے کا ناتا جوڑنے کا تب ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا اس شخص
سے (یعنے ابوسفیان سے) مین نے تجہسے اوس شخص کا نسب پوچھا تو تو نے کہا وہ ہم مین بڑی نسب والا ہے اور
یہی حال ہے پیغمبرونکا وہ ہمیشہ اپنی قوم مین شریف ہوتی ہین اور مینے پوچھا تم مین سے کسی شخص نے اس بات کا دعویٰ کیا
تہا تو تو نے کہا نہین اس سے مین نے یہ بات خیال کی کہ اگر اس شخص سے پہلے کسی اور نے بہی یہ دعویٰ کیا ہوتا تو مین
کہتا اس شخص نے بہی اوسکی پیروی کی اور مین نے پوچھا اوسکے باپ دادون مین کوئی بادشاہ تہا تو تو نے کہا نہین
اس سے مین نے یہ بات خیال کی کہ اگر اوسکے باپ دادون مین کوئی بادشاہ ہوتا تو مین یہ کہتا کہ وہ اپنے باپ کی سلطنت
چاہتا ہے اور مین نے تجہسے پوچھا کہ اس بات کا دعوے کرنیسے پہلے تم نے کبہی اسکو جہوٹ بولتے دیکھا تو تو نے کہا نہین
مین یہ سمجہتا ہون جب وہ لوگونپر جہوٹ نہین باندہتا تو خدا پر کیون جہوٹ باندہے گا اور مین نے پوچھا اوسکے تابعدار
بڑے آدمی ہین یا غریب آدمی تو تو نے کہا غریب لوگون نے اوسکی پیروی کی ہے تو پیغمبرون کے تابعدار ایسے ہی لوگ اکثر
ہوتی ہین (کیونکہ غرور والے اپنے غرور مین مرے جاتی ہین اور حسد اور عداوت سے پیغمبر کی تابعداری کو ننگ اور
عار سمجہتے ہین) اور مینے تجہسے پوچھا یہ لوگ بڑہتے جاتے ہین یا کم ہوتے جاتی ہین تو تو نے کہا وہ بڑہ رہے ہین
اور ایمان کا یہی حال ہے پورا ہونے تک (کہ روز بروز اسکی ترقی ہوتی جاتی ہے جب اپنی حد کو پہونچ جاتا ہے
تو پہر تنزل بہی ہو سکتا ہے) اور مین نے تجہسے پوچھا کیا کوئی اسکے دین مین آنکر پہر اس دین کو برا جانکر پہر جاتا
ہے تو تو نے کہا نہین اور یہی حال ہے ایمان کا جب اوسکی خوشی دلون مین سما جاتی ہے (تو پہر نہین نکلتی اور کفر سے
نفرت ہو جاتی ہے) اور مین نے تجہسے پوچہا وہ عہد کر کے توڑتا ہے تو تو نے کہا نہین اور پیغمبرونکا یہی حال ہے وہ
عہد شکنی نہین کرتے اور مین نے تجہسے پوچھا وہ کن باتونکا حکم کرتا ہے تو تو نے کہا وہ حکم کرتا ہے کہ اللہ کو پوجو
اوسکے ساتھ کسی کو شریک مت کرو اور منع کرتا ہے تمکو بتون کی عبادت سے اور حکم کرتا ہے تمکو نماز اور سچائی
اور پاکی کا پہر اگر تو جو کہتا ہے (اس شخص کا حال) سچ ہے تو وہ تہوڑے ہی زمانہ مین اس زمین کا مالک ہو جاویگا
جو میرے ان دونو پاؤن کے تلے ہے (یعنے ملک شام کا) اور مین جانتا تہا کہ یہ پیغمبر پیدا ہونیوالا ہے لیکن مجہے گمان نہ تہا کہ وہ تم لوگون مین سے

ہوگا (یعنے قریش مین سے) پہر اگر مین یہ جانون کہ اُس شخص تک پہنچ جاؤنگا (اپنی قوم سے چہٹ کر) البتہ مین ضرور
اس سے ملنے کی کوشش کرون اور اگر مین اُسکے پاس ہوتا تو اُس کے پانون دہوتا اگر دوسی پہر ہرقل نے آپکا خط منگوایا جو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے پاس دحیہ کلبی کے ہاتہہ بہیجا تہا (سنہ ۶ ہجری مین بعد صلح حدیبیہ کے) بُصریٰ کے
رئیس کے ذریعہ سے اسکا نام حارث ابن ابی شمر غسانی تہا) اوسنے ہرقل کو دیدیا ہرقل نے اُس خط کو پڑہا اُسمین لکہا تہا
بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد کیطرف سے جو اللہ کا بندہ اور اسکا رسول ہے ہرقل کو معلوم ہو جو روم کا رئیس ہے سلام ہو اُس
شخص پر جو ہدایت کی راہ پر چلے بعد اسکے مین تجہکو بلاتا ہون اسلام کے کلمہ کیطرف (یعنے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کیطرف)
مسلمان ہوجا سلامت رہیگا اللہ تجہکو دوہرا ثواب دیگا (ایک اپنے پیغمبر پر ایمان لانے کا دوسرا محمد پر ایمان لانیکا یا
اپنے ایمان لانیکا اور اپنے لوگون کے ایمان کا) پہر اگر تو نہ مانے تو تیرے اوپر گناہ پڑیگا تیرے تابعدارونکا (یعنے رعیت
کا اور کاشتکارونکا کیونکہ وہ بہی تیرے ہی ایمان نہ لانے سے کافر رہ گئے اور بعضون نے کہا اُن لوگونکا گناہ ہوگا
جنہون نے اپنے پیغمبر کو مار ڈالا) اور اے کتاب والو مان لو بات کو جو یکسان ہے ہم مین اور تم مین (یعنے قرآن اور
توریت اور انجیل سب مین موجود ہے) کہ نہ پوجین ہم سوا اللہ کے کسی کو اور نہ شریک کرین اوسکے ساتہہ کسی کو اور نہ
بناوین ہم مین سے ایک دوسرے کو رب اپنا خدا کے سوا (یعنے یہ نہ کہین کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہین یا مسیح اللہ کے بیٹے ہین معاذ اللہ
قسطلانی نے کہا نہ اطاعت کرین ہم پیرون اور مولویون کی حلت اور حرمت مین کیونکہ پیر اور مولوی اور درویش
سب آدمی ہین ہماری طرح روایت ہے کہ جب یہ آیت اوتری اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ یعنے بنا لیا
اہل کتاب نے اپنے عالمون اور درویشون کو خدا اللہ کے سوا تو عدی ابن حاتم نے کہا یا رسول اللہ ہم تو عالمون اور درویشون
کی پرستش نہین کرتے تہے آپنے فرمایا کیا جب وہ کسی چیز کو حلال کر دیتے تہے یا حرام کر دیتے تہے تو تم اُن کی بات مانتے تہے عدی
نے کہا ہان آپنے فرمایا یہی مراد ہے اس آیت سے) **ف** اس حدیث سے صاف نکلا کہ اللہ اور اسکے رسول
کے حکم کے خلاف کسی پیر یا مجتہد کی بات ماننا اور اُسپر چلنا گویا اس پیر یا مجتہد کو رب بنانا ہے معاذ اللہ اس سے
تقلید ناجائز کی جڑ کٹ گئی تقلید وہین تک ہے کہ انسان کو خدا یا رسول کا حکم معلوم نہ ہو اور وہ کسی عالم یا مجتہد
سے اس حکم کو دریافت کر لے تو یہ جائز ہے پر اس عالم یا مجتہد کو یہ نہ سمجہے کہ اسکی بات دین کی اصل سند ہے اصل سند
اللہ ہی کا حکم ہے اور رسول کا حکم بہی اللہ کا حکم ہے اور کسی کو یہ منصب نہین ملا اور جب اللہ یا رسول کا حکم معلوم
ہوجاوے اب کسی عالم یا مجتہد کے قول کی حاجت نہین بقول شخصے آفتاب کی سامنے چراغ کی کیا حاجت ہے **ت**
پہر اگر وہ نہ مانین توحید کو تو تم کہو ہم خدا کے تابعدار ہین (یہ اللہ تعالیٰ نے خطاب کیا مومنون کو اس آیت مین اور

یہ خط لکہا اس آیت کے اوترنے سے پہلے کلت ہے تو اسی موافق کلام الہی اترا اور بعضون نے کہا یہ آیت شاید دو بار اوتری ہوگی ف قسطلانی نے کہا ہرقل نے اس خط کو سونے کی ڈبہ مین رکہا تعظیم کی راہ سے اور برابر ایک پادشاہ دوسرے پادشاہ کو وہ خط دیتا رہا فرنگ کے پادشاہ نے ملک منصور قلاون صالحی کے زمانہ مین سیف الدین فلیج کو ایک صندوقچہ دکہلایا سونے کا اوسمین سے ایک خط نکالا جس کے اکثر حروف مٹ گئی تہے اور کہا یہ تمہارے پیغمبر کا خط ہی ہمارے دادا قیصر کے نام کا اور ہمارے باپ دادا کی وصیت ہے کہ اس خط کو احتیاط سے رکہو اور جبتک یہ خط تمہارے پاس رہیگا تمہاری خاندان مین سلطنت قائم رہی گی تو ہم اس خط کی بہت حفاظت کرتے ہین مترجم کہتا ہے کہ اس ۱۲۶۵ھ سنہ مین ایک اخبار مین دیکہا گیا کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ خط جو آپ نے حاطب بن ابی بلتعہ کے ہاتہ مقوقس کو بہیجا تہا یعنے پادشاہ اسکندریہ کو وہ دستیاب ہوا اور اسکی عکسی نقلین اوتہا کر تمام دنیا مین روانہ کی گئین ف ابو سفیان نے کہا ہرقل نے جبتک باتین کین اور خط کی پڑہنے سے فارغ ہوا اوسوقت اوسکے پاس بڑا شور ہوا اور آوازین بلند ہوئین اور ہم لوگ باہر نکالدیے گئے مین نے اپنی یارون سے کہا جب ہم نکالے گئی بیشک ابو کبشہ کے بیٹے کا درجہ بڑہ گیا (یعنے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کا کیونکہ ابو کبشہ آپکے رضاعی باپ ہین) اوس سے ڈرتا ہے بنو اصفر کا پادشاہ (بنو اصفر روم کے لوگ کیونکہ اونکے دادا روم بن عیص بن اسحاق نے حبش کے پادشاہ کی بیٹی سے نکاح کیا اور زرد رنگ کا لڑکا پیدا ہوا اور بعضون نے کہا اصفر اسلیے وسکو کہا کہ اسکی دادی سارہ نے اوسکو سونا پہنایا واللہ اعلم) ابو سفیان نے کہا اوس روز سے مجہے یقین رہا کہ آپ کا غلبہ ہوگا یہانتک کہ اللہ تعالے نے مجہہ مسلمان کر دیا اور ابن ناطور جو امیر تہا ایلیا کا اور مصاحب تہا ہرقل کا وہ شام کے نصارے کا سردار تہا (یعنے سردار پادری) وہ بیان کرتا تہا کہ ہرقل جب ایلیا مین آیا تو ایکدن بدمزاج اوٹہا صبح کو اوسکے مصاحبون نے کہا آج تمہاری شکل ہمکو بُری نظر آتی ہی (یعنے ہر روز کے خلاف ہے) ابن ناطور نے کہا ہرقل کاہن ہی تہا نجوم مین نظر کرتا تہا (آیندہ کی بات دریافت کرنیکے لیے) (ہرقل نے بموجب قول منجمین کے معلوم کیا تہا آپ کی ولادت کو اسطرح کہ منجمین کہتے ہی جب علویین کا قران ہوگا برج عقرب مین تو آپ پیدا ہونگے اور یہہ قران ہر بیس سال مین ایکبار ہوتا ہے اور آپ کی ولادت کے پہلی بیس سال مین قران ہوا تہا جب دوسرا بیسا تمام ہوا تو جبرئیل علیہ السلام وحی لیکر آئی اور تیسرے بیسے کو تمام پر خیبر فتح ہوا اور مکہ فتح ہوا اور اسلام ظاہر ہوا) وہ بولا لوگون کی جواب مین مین نے رات کو نجوم مین جب نظر کی تو معلوم ہوا کہ ختنہ کرنے والون کا پادشاہ غالب ہوا (اور صحیح تہا کیونکہ انہین دنون مین آپنے کافرون سے صلح حدیبیہ کی تہی اور سورۂ فتح اوتری تہی اور مقدمہ تہا اونکے غلبہ کا) تو اس زمانہ والون مین کون لوگ ختنہ کرتے ہین اوسکے مصاحب بولے کوئی نہین کرتا سوا یہودیون کے اور اونسے کچہہ ڈر نہ چاہیے تم کو تم لکہدو اپنے علاقہ کے شہرون مین کہ جتنے یہودی ہون اونکو مار ڈالین پہر وہ انہی باتون مین

تھے کہ ہرقل کے پاس ایک شخص لایا گیا جسکو غسان کے بادشاہ (حارث بن ابی شمر) نے بھیجا تھا وہ بیان کرتا تھا رسولخدا
صلے اللہ علیہ وسلم کا حال (کہ ہمارے ملک مین ایک شخص پیدا ہوا ہے جو اپنے تئین نبی کہتا ہے بعضون نے اسکی نبوت کو
مان لیا اور بعضون نے نہ مانا اور دونو طرف والون مین کئی لڑائیان ہوئین) جب ہرقل اُس شخص سے حال پوچھ چکا تو اپنے
مصاحبون سے کہا دیکھو جاؤ اس شخص کا ختنہ کیا ہوا ہے یا نہین وہ گئے اور اُنہون نے دیکھا اسکو پہر کہا وہ ختنہ کیا ہوا ہے
ہرقل نے اس سے پوچھا عربون کا کیا حال وہ ختنہ کرتے ہین وہ بولا ہان ختنہ کرتے ہین ہرقل نے کہا یہی شخص بادشاہ ہے اس
است کا (یعنے عرب کا جو ظاہر ہوا ہے مراد رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین) بعد اسکے ہرقل نے اپنی ایک دوست کو اسکا
نام ضغاطر تھا) رومیہ مین لکھا اس مقدمہ مین اور وہ ہرقل کے مثل تھا علم مین اور ہرقل حمص (ایک شہر ہے شام مین)
کو گیا وہان پہنچا ہی نہ تھا کہ اوسکے دوست (ضغاطر) کے پاس سے ایک خط آیا جو موافق تھا ہرقل کے رائے کے نبی صلے
اللہ علیہ وسلم کے نکلنے اور غالب ہونے کے باب مین اور اسکی بہی رائے یہی ہوئی کہ آپ نبی ہین (تو ہرقل اور ضغاطر دونون نے
آپکی نبوت کی تصدیق کی پر ہرقل دنیا اور سلطنت کی خواہش سے مسلمان نہ ہوسکا اور ضغاطر مسلمان ہوگیا اور
روم کے لوگون کے پاس گیا اسلام کی دعوت دینے کو اونہون نے اوسکو قتل کیا) آخر ہرقل نے روم کے سردارونکو اپنے محل
مین جو حمص مین تہا بلایا پہر حکم دیا اور محل کے دروازے سب بند کیے گئے بعد اوسکے محل سے اوپر سے ان سردارون پر آکر
ہوا اس ڈر سے کہین سردار غصہ مین آکر اوسے مار نہ ڈالین) اور کہنے لگا ای روم والو کیا تم اپنا فائدہ اور بھلائی اچاہتے
ہو اور یہ بہی چاہتے ہو کہ تمہاری سلطنت قائم رہے اگر تم یہ چاہتے ہو تو اس نبی سے (جو عرب کے ملک مین پیدا ہوا
ہے) بیعت کرو یہ سنتے ہی سب سردار اسطرح بہاگے جیسے گورخر بہاگتے ہین (وحشت مین آکر) مگر دیکھین تو دروازے
بند ہین (اور جانے کی) جب ہرقل نے دیکھا کہ انکو اسلام سے ایسی نفرت ہے اور نا امید ہوگیا اونکے ایمان لانے سے تو
کہنے لگا پہر بلاؤ ان سردارونکو میرے سامنے جب وہ آئے تو بولا مینے جو تم سے ابہی کہا تھا وہ تمہاری مضبوطی آزمانے
کے لیے کہا تہا کہ تم اپنے دین مین کیسے مضبوط ہو وہ مینے دیکھ لی یہ سنکر سبھون نے سجدہ کیا ہرقل کو (حقیقت
سجدہ کیا یا زمین چومی وہ بہی سجدہ کی طرح ہے) اور خوش ہوگئے اس سے بس یہ اخیر حال ہے ہرقل کا (اوسکے بعد مسلمانون
سے لڑتا رہا اور مخالف رہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نصرانی رہا اوسکے دل مین ایمان ہو پر ظاہر مین اپنے جان کے
ڈر سے ایسا کرتا رہا امام احمد نے اپنے مسند مین روایت کیا کہ ہرقل نے تبوک سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو لکھا کہ مین
مسلمان ہون آپنے فرمایا نہین وہ نصرانی ہے) روایت کیا اسکو صالح بن کیسان اور یونس اور معمر نے زہری سے
یعنی اس حدیث کو جو اوپر گذری شعیب کی روایت سے) ف اور ان تینون کی روایتون کو امام بخاری نے نکالا جہان

اور استیذان اور تفسیر کے بیچ مین اور روایت کیا اس حدیث کو امام مسلم نے مغازی مین اور ابو داؤد نے ادب مین اور ترمذی نے
استیذان مین اور نسائی نے تفسیر مین اور ابن ماجہ نے اوسکو روایت نہین کیا اور اس باب مین یہ حدیث اسوجہ سے لائے کہ
اسمین اوصاف ہین اوس شخص کے جنپر وحی آتی تھی اور بیان ہے حالات نبی کا جو مناسب ہین بدء الوحی کے (قسطلانی) فتح
الباری مین ہے کہ امام بخاری نے ہرقل کے منجم ہونیکا ذکر اسلیے نہین کیا کہ نجوم کا اعتبار ثابت ہو بلکہ غرض یہ ہے کہ اونکی نبوت
کی تصدیق ہر قسم کے شخص نے کی یہانتک کہ کاہن اور منجم نے بھی انتہی قسطلانی نے کہا کہ جب امام بخاری وحی کے باب سے
فارغ ہوئے جو مثل مقدمہ کتاب کے ہے تو شروع کیا مقاصد دینی کے بیان کو اور چونکہ ایمان اصل ہے تمام دینی مقاصد
کی اور بغیر ایمان کے کوئی مقصد دین کا صحیح نہین ہوتا اسلیے پہلے ایمان کا بیان کیا **کتاب الایمان**
کتاب ایمان کے بیان مین **ف** ایمان کے معنے لغت مین یقین کرنا اور شرع مین تصدیق کرنا رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کی
ان سب باتون مین جنکو وہ اللہ کے پاس سے لائے انتہی یہ سب کا اتفاق ہے بعد اسکے اختلاف ہے کہ اس تصدیق کے ساتھ اقرار زبان اور اعمال
بھی شرط ہین یا نہین اسکا بیان آگے آویگا (فتح) **باب** قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ
باب ہے بیان مین کہ اسلام کی بنا پانچ چیزون پر ہے اسلام کے معنے لغت مین اطاعت اور انقیاد اور یہ نہین ہوتا مگر احکام کے
قبول کرنے سے اور دل سے یقین کہنے سے اور یہی حقیقت ہے تصدیق کی تو ایمان اسلام سے جدا نہین ہوتا حکما اور وہ دونو
متحد ہین تصدیق مین گو مختلف ہین مفہوم مین کیونکہ مفہوم ایمان کا تصدیق قلب ہے اور مفہوم اسلام کا اعمال جوارح
ہین حاصل یہ کہ شرع مین یہ نہین ہوسکتا کہ کسی کو مومن کہین مسلم نہ کہین یا مسلم کہین مومن نہ کہین اور وحدت اسی بات کی
یہی مراد ہے اور قرآن مین جو اعراب کی بابت مین ارشاد ہوا کہ تم ایمان نہین لائے لیکن یون کہو اسلام لائے اس سے یہ مراد ہے کہ وہ صرف
ظاہر مین مطیع ہوئے تھے نہ باطن مین تو انکی مثال ایسی تھی جیسے کوئی زبان سے کلمہ پڑہے لیکن دل سے یقین نہ کرے اسپر فقط
ظاہر کے احکام جاری ہون گے (قسطلانی) وَهُوَ قَوْلٌ وَّفِعْلٌ اور ایمان کہتے ہین قول کو یعنے زبان سے شہادتین کا
اقرار کرنے کو یعنے اسکا کہ اللہ جل جلالہ ایک ہے اوسکا کوئی شریک نہین سوا اوسکے کوئی سچا معبود نہین اور حضرت محمد صلی
اللہ علیہ وسلم اوسکے بندے ہین اور اوسکے بھیجے ہوئے ہین اور فعل کو خواہ فعل قلب ہو یا فعل جوارح فعل قلب تو دل سے
یقین کرنا ان دونو شہادتین کا اور فعل جوارح عبادات جیسے نماز روزہ زکوۃ حج وغیرہ تمام عبادات تو سلف
اہل سنت کا مذہب یہی ہے کہ ایمان کہتے ہین دل سے یقین کہنے کو زبان سے اقرار کرنے کو ہاتھ پاؤن سے اعمال بجا لانے
کو اور اس سے اونکا ارادہ یہ ہے کہ اعمال شرط ہین ایمان کے پوری ہونیکی اور اسیوجہ سے وہ قائل ہین کہ ایمان بڑہتا ہے اور گھٹتا ہے جیسے آگے آویگا اور مرجیہ
کہتے ہین کہ ایمان فقط یقین کرنا اور زبان سے اقرار کرنا ہے اور کرامیہ کہتے ہین فقط زبان سے اقرار کرنے کو اور معتزلہ کہتے ہین

کہ ایمان عمل اور نطق اور اعتقاد تینون کو کہتے ہین اور معتزلہ اور سلف اہلسنت کے مذہب مین یہ فرق ہی کہ معتزلہ کے نزدیک
اعمال شرط ہین صحت ایمان کی یعنی بغیر اعمال صالحہ کے ایمان صحیح نہین ہوتا اور سلف کے نزدیک اعمال شرط ہین کمال ایمان کی
یعنے بغیر اعمال صالحہ کے ایمان صحیح ہو جاتا ہی پر کامل نہین ہوتا یہ سب گفتگو فیما بینہ وبین اللہ مین ہی لیکن بندونکی نظر مین تو
ایمان صرف اقرار کا نام ہے پھر جو اصول ایمان کا اقرار کریگا اوسپر دنیا مین اسلام کے احکام جاری ہونگے اور اسپر کفر کا
حکم نہوگا مگر جسحال مین کہ اقرار کے ساتھ وہ کام کرے جو اوسکے کفر پر دلالت کرتا ہو مثلاً سجدہ کرے بت کو تو کفر کا حکم
کیا جاویگا اور جو ایسا کام نہ کرے مثلاً اور گناہ کرے جن سے فسق ہوتا ہے جیسے زنا چوری وغیرہ تو ایسے شخص پر بعضے ایمان
کا اطلاق کرتے ہین بنظر اقرار زبانی کے اور بعضے ایمان کی نفی کرتے ہین اس نظر سے کہ ایمان پورا نہین ہوا اور بعضے
کفر کا اطلاق کرتے ہین اسوجہ سے کہ وہ کافرونکا فعل کرتا ہے اور بعضے کفر کی نفی کرتے ہین اسوجہ سے کہ وہ حقیقۃً کافر نہین
ہے اور معتزلہ نے ایک واسطہ نکالا وہ کہتے ہین وہ نہ مومن ہی نہ کافر یہ تو ایک مسئلہ ہوا اور دوسرا مسئلہ یہ ہی کہ ایمان کم
زیادہ ہوتا ہے یا نہین سلف اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ ایمان کم اور زیادہ ہوتا ہی اور اکثر متکلمین نے اسکا انکار کیا
ہے وہ کہتے ہین ایمان جب کم ہوا تو شک ہو گیا ایمان نہ رہا شیخ محی الدین نے کہا مختار یہ ہے کہ تصدیق قلبی بھی
بڑھتی ہے کثرۃ نظر اور وضوح دلائل سے اور اسی سبب سے صدّیق کا ایمان غیر صدّیق کے ایمان سے زیادہ ہے کیونکہ
صدّیق کو شبہ نہین رہتا اور اسکی تائید یون ہوتی ہے کہ ہر شخص جانتا ہے کہ اوسکے دل مین جو ہی کبھی وہ بڑھ جاتا
ہے یہانتک کہ بعض وقتون مین اسکا یقین اور اخلاص زیادہ ہوتا ہے پس ایسی تصدیق اور معرفت بھی بقدر ظہور
براہین اور کثرۃ دلائل کے زیادہ ہوتی ہے اور ایمان کم زیادہ ہونے مین ایک مرفوع حدیث بھی نقل کیجاتی ہے روایت
اوسکو دارقطنی نے معاذ بن جبل سے اور کہا کہ اوسکے اسناد مین عمّار بن مطرّف منکر الحدیث ہی اور اسکی روایتین باطل
ہین اور ابن عدی نے ابوہریرہ سے روایت کیا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان قول اور عمل ہے اور زیادہ
اور کم ہوتا ہے اور جو اسکے خلاف کہے وہ بدبختی ہے اور یہ حدیث موضوع ہے بنایا اسکو احمد بن محمد بن حرب نے اور
روایت کیا ابن عدی نے واثلہ بن الاسقع سے اور ابن النجار نے عبد اللہ بن ابی اوفی سے اور جوزقانی نے ابوہریرہ
سے لیکن یہ سب روایتین ضعیف اور باطل ہین البتہ بیہقی نے شعب الایمان مین ابن عباس اور ابوہریرہ سے نقل کیا
ان دونون نے کہا کہ ایمان کم ہوتا ہے اور زیادہ ہوتا ہے اور ابن ماجہ نے ابو الدرداء سے اور ابوہریرہ سے اور عمیر
بن حبیب سے ایسا ہی نقل کیا اور اسکے خلاف مین جو حدیث بعضون نے روایت کی ہی کہ ایمان نہ گھٹتا ہے نہ بڑھتا جیسے حاکم نے
ابوہریرہ سے اور ابن عدی نے ابن عمر سے اور جوزقانی نے ابن عباس سے اور ابن حبان نے ابو سعید سے وہ بالاتفاق موضوع اور باطل ہی البتہ محمد بن نصر

مروزی نے اپنی کتاب تعظیم قدر الصلوۃ میں ایک جماعت سلف سے نقل کیا ہے کہ ایمان کم اور زیادہ ہوتا ہے اور عبد
الرزاق نے اپنی مصنف میں سفیان ثوری اور مالک بن انس اور اوزاعی اور ابن جریج اور معمر وغیرہم سے یہی روایت کیا اور یہ سب
فقہاء تھے اپنے زمانوں کے اور ابو القاسم لالکائی نے کتاب السنہ میں شافعی اور احمد بن حنبل اور اسحق بن راہویہ اور ابو عبید
وغیرہم سے ایسا ہی نقل کیا ہے اور امام بخاری سے بسند صحیح روایت کیا کہ میں ہزار سے زیادہ عالموں سے ملا مختلف شہروں
میں اور میں نے نہ دیکھا کسی کو جو اختلاف رکھتا ہو اس میں کہ ایمان قول ہے اور عمل اور کم اور زیادہ ہوتا ہے اور ابن ابی حاتم
اور لالکائی نے طول کیا ان روایات کے نقل کرنے میں جماعت کثیرہ صحابہ اور تابعین سے اور ابن ماجہ نے اپنی سنن میں
اس باب میں ایک مرفوع حدیث بیان کی ابو الصلت ہروی سے اس نے امام علی بن موسی رضا سے انہوں نے اپنے باپ
امام موسی کاظم سے اونہوں نے اپنے باپ امام جعفر صادق سے اونہوں نے اپنے
باپ امام محمد باقر سے اونہوں نے اپنے باپ امام زین العابدین علی بن حسین سے انہوں نے اپنے باپ امام حسین سے اونہوں
نے حضرت علی بن ابی طالب علیہم السلام سے کہ فرمایا حضرت صلعم نے ایمان دل سے پہچاننا ہے اور زبان سے کہنا ہے اور
پاؤں ہاتھ سے عمل کرنا ہے ابو الصلت نے کہا یہ اسناد ایسا ہے کہ اگر کسی دیوانے پر پڑھا جاوے تو وہ اچھا ہو جاوے یعنی اسکی
برکت سے کیونکہ اس اسناد میں تمام ائمہ علیہم السلام ہیں پر محدثین نے اس حدیث میں بہت کلام کیا ہے ابن جوزی نے کہا کہ
ابو الصلت پر تہمت ہے اور اس سے حجت لینا درست نہیں اور متابعت کی اسکی عبد اللہ بن احمد نے اور وہ اہل بیت سے ضعیف
حدیثیں نقل کرتا ہے سیوطی نے کہا روایت کیا اس حدیث کو طبرانی اور خطیب اور ذکر کیا بخاری نے اور روایت کیا اسکو
بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابو الصلت کو ثقہ کہا ابن معین نے اور کہا وہ جھوٹوں میں سے نہ تھا بلکہ زاہدوں میں سے
تھا اور میزان میں ہے کہ نیک بخت تھا لیکن شیعی تھا مزی نے کہا متابعت کی اس حدیث میں ابو الصلت کی حسن بن
علی تمیمی نے نکالا اسکو تمام نے اپنے فوائد میں اور محمد بن زیاد سہمی نے نکالا اسکو صابونی نے مائتین میں انتہی سیوطی
نے کہا اور متابعت کی اسکی محمد بن اسلم نے نکالا اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں اور روایت کیا ابو بکر السنی نے
کتاب الاخوۃ والاخوات میں مانند اس مضمون کے حضرت عائشہ سے اور نکالا اسکو دیلمی نے مسند الفردوس میں دو
طریقہ سے اور دارقطنی نے سعید بن ہبیرہ سے اوس نے حماد بن سلمہ سے اس نے ثابت بنانی سے اس نے انس سے مرفوعًا اور
اوسکی اسناد میں کئی مجاہیل ہیں اور سعید ضعیف ہے دارقطنی نے کہا نہیں روایت کیا اسکو مگر حبہ نے چورایا اسکو
ابو الصلت سے انتہی مختصرًا اور حاکم نے مناقب شافعی میں لکھا حدیث بیان کی ہم سے ابو العباس اصم نے انہوں نے
کہا خبر دی ہمکو ربیع نے اونہوں نے کہا میں نے سنا امام شافعی سے وہ کہتے تھے ایمان قول ہے اور عمل اور زیادہ ہوتا ہے

اور کم ہوتا ہی اور روایت کیا اسکو ابو نعیم نے ترجمہ شافعی مین اور سہین یہ ہی کہ زیادہ ہوتا ہی عبادت سی اور کم ہوتا ہی گناہ سی
قسطلانی نے کہا صحابہ مین سی حضرت عمر اور حضرت علی اور ابن مسعود اور معاذ بن جبل اور ابو الدرداء اور ابن عباس اور ابن عمر اور
عمار اور ابو ہریرہ اور حذیفہ اور عائشہ وغیرہم قائل ہین کہ ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہی اور امام بخاری نے اس مقصد کے ثبوت
کے لیے استدلال کیا آیات قرآنی سے تو کہا قال اللہ تعالی لیزدادوا ایمانا مع ایمانہم یعنے فرمایا اللہ تعالی نے (سورہ
فتح مین) تاکہ بڑہالین ایمان اپنے ایمان کے ساتہہ اور فرمایا سورہ کہف مین وزدنہم ہدی بڑہا دی ہم نے انکو ہدایت
(اور ہدایت اور ایمان ایک ہی چیز ہے) اور فرمایا سورہ مریم مین ویزید اللہ الذین اہتدوا ہدی یعنے بڑہاتا ہی
اللہ انکو جنہون نے راہ پائی ہدایت اور فرمایا سورہ قتال مین والذین اہتدوا زادہم ہدی وآتاہم تقواہم
یعنے جنہون نے راہ پائی انکو اللہ تعالی نے زیادہ ہدایت دی اور دی انکو پرہیزگاری اور فرمایا سورہ مدثر مین ویزداد
الذین آمنوا ایمانا تاکہ زیادہ ہو جاوے ایمان ایمان والونکا اور فرمایا سورہ براءۃ مین ایکم زادتہ ہذہ ایمانا فاما الذین
آمنوا فزادتہم ایمانا تم مین سی کسکا ایمان بڑہا دیا اس سورت نے تو جو لوگ ایمان لائے انکا ایمان بڑہا دیا اس سورت نے
اور فرمایا سورہ آل عمران مین فاخشوہم فزادہم ایمانا تو ڈرایا انکو لیکن انکا ایمان اور بڑہ گیا اور فرمایا سورہ
احزاب مین وما زادہم الا ایمانا وتسلیما نہین بڑہا انکو کچہہ مگر ایمان اور رضامندی یہ دونو بڑہ گئے اگر کوئی کہے
کہ ان آیتون سی تو ایمان کا بڑہنا ثابت ہوتا ہی پر کم ہونا ثابت نہین ہوتا اسکا جواب یہ ہے کہ جب ایمان بڑہنے کے لائق
ہوا تو گھٹنے کے قابل ہوگا اور یہ بہی ہے کہ والحب فی اللہ والبغض فی اللہ من الایمان اور اللہ کی راہ مین محبت رکہنا اور
اللہ کی راہ مین دشمنی رکہنا دونو ایمان مین داخل ہین ف جیسے ابو داود نے ابو امامہ سے روایت کیا اور ابو ذر
سے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام عملون مین افضل ہے اللہ کی راہ مین محبت رکہنا اور اللہ کی راہ مین دشمنی رکہنا
یہ ابو ذر کا لفظ ہی اور ابو امامہ کی روایت مین ہے کہ جسنی دوستی رکہی اللہ کے لیے اور دشمنی رکہی اللہ کے لیے اور دیا
اللہ کے لیے اور نہ دیا اللہ کے لیے اس نے اپنا ایمان پورا کیا اور ترمذی نے معاذ سے ایسا ہی روایت کیا اور احمد نے اتنا زیادہ
کیا کہ نصیحت کی اسکی لیے اور ایک روایت مین زیادہ کیا کہ اپنی زبان کو لگایا اللہ کی یاد مین اور امام احمد نی روایت کیا
عمرو بن الجموح سی کہ بندہ خالص ایمان نہین پاتا جب تک کہ اللہ کے لیے دوستی نہ رکہے اور اللہ کے لیے دشمنی نہ رکہے اور بزار نے
مرفوعا روایت کیا کہ سب سے زیادہ مضبوط رسی ایمان کی اللہ کی راہ مین محبت رکہنا اور اللہ کی راہ مین دشمنی رکہنا ہے اور غرض
امام بخاری کی اس قول سے یہ ہی کہ ان احادیث کی موجب اللہ کی راہ مین دوستی اور دشمنی ایمان مین داخل ہے اور ظاہر ہے کہ
دوستی اور دشمنی کم اور زیادہ ہوتی ہے تو ایمان بہی کم اور زیادہ ہوگا وکتب عمر بن عبد العزیز الی عدی بن عدی

أَنَّ لِلْإِيمَانِ فَرَائِضَ وَشَرَائِعَ وَحُدُودًا وَسُنَنًا فَمَنِ اسْتَكْمَلَهَا اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ وَمَنْ لَمْ يَسْتَكْمِلْهَا

لَمْ يَسْتَكْمِلِ الْإِيمَانَ فَإِنْ أَعِشْ فَسَأُبَيِّنُهَا لَكُمْ حَتَّى تَعْمَلُوا بِهَا وَإِنْ أَمُتْ فَمَا أَنَا عَلَى صُحْبَتِكُمْ بِحَرِيصٍ
اور حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ نے (جو خلیفہ عادل تھے بنی اُمیہ میں سے اور انتقال انہوں نے دیر سمعان میں جو حمص میں ہے جمعہ کے دن جب
پانچ روز باقی تھے رجب کے سنہ ۱۰۱ھ میں) لکھا عدی بن عدی کو (یہ تابعین میں سے ہیں) کہ ایمان کے فرائض ہیں اور عقائد
ہیں اور حدود ہیں یعنی محرمات اور ممنوعات اور سنت ہیں یعنی مندوبات اور مستحبات پھر جو کوئی انکو پورا کرے اسکا ایمان پورا کیا اور
جو انکو پورا نہ کرے اوسنے ایمان پورا نہ کیا (اس سے معلوم ہوا کہ ایمان گھٹتا اور بڑھتا ہے اور اسی امر کے اثبات کے لیے امام بخاری
اس قول کو بیان لائے ہیں) اور میں اگر جیونگا تو تم سے بیان کرونگا ان سب چیزوں کو (یعنے ایمان کے واجبات اور ممنوعات اور مستحبات
کو) تاکہ تم ان پر عمل کرو اور جو میں مرگیا تو مجھے تمہاری صحبت میں رہنے کی حرص نہیں ہے **ف** امام بخاری نے اس روایت کو معلق
ذکر کیا یعنے بلا اسناد اور نکالا اسکو احمد اور ابن ابی شیبہ نے کتاب الایمان میں عیسے بن عاصم سے انہوں نے عدی بن عدی سے اور اسناد
اسکا صحیح ہے وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا لیکن میرے دل کو اطمینان ہو
ف پوری آیت یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علےٰ نبینا و علیہ السلام نے پروردگار عالم سے عرض کیا اے پروردگار مجھکو دکھلا
تو مردوں کو کیونکر جلاتا ہے پروردگار نے فرمایا کیا تجھکو یقین نہیں ہے حضرت ابراہیم نے عرض کیا کیوں نہیں مجھکو یقین
تو ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ میرے دل کو اطمینان ہو جاوے (یعنے عین الیقین کا مرتبہ حاصل ہو جاوے جو علم الیقین سے
زیادہ ہے) اس فرمانے سے حضرت ابراہیم کے یہ نکلا کہ یقین جو عین ایمان ہے اُس میں زیادتی اور کمی ہوتی ہے ابن جریر نے باسناد
صحیح سعید بن جبیر سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کیا یعنے میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا یقین زیادہ ہو جاوے اور مجاہد
سے روایت کیا کہ میرا ایمان بڑھ جاوے (قسط) وَقَالَ مُعَاذٌ اجْلِسْ بِنَا نُؤْمِنْ سَاعَةً اور حضرت معاذ بن جبل رض
نے (اسود بن ہلال سے) فرمایا ہمارے پاس بیٹھ ایک ساعت ہم مومن ہوں یعنی ایمان بڑھاویں (یعنے احکام دین اور خدا اور
رسول کا ذکر خیر کریں جس سے ایمان بڑھتا ہے اس تعلیق کو احمد اور ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح اسود بن ہلال سے روایت کیا ہو ف
قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ الْيَقِينُ الْإِيمَانُ كُلُّهُ اور عبد اللہ بن مسعود نے کہا یقین تو پورا ایمان ہے یہ ایک ٹکڑا ہے اُس اثر کا
جسکو طبرانی نے بسند صحیح روایت کیا اسکا تتمہ یہ ہے اور صبر آدھا ایمان ہے اور روایت کیا ابو نعیم نے حلیہ میں اور بیہقی نے
زہد میں ابن مسعود سے مرفوعاً مگر اسکا رفع ثابت نہیں ہے اس اثر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایمان گھٹتا اور بڑھتا ہے کیونکہ
وہ تجزیہ کے قابل ہے اور امام احمد نے کتاب الایمان میں روایت کیا کہ عبد اللہ بن مسعود کہتے تھے یا اللہ زیادہ کر ہمکو ایمان
اور یقین اور سمجھ اور اسناد اسکا صحیح ہے اور یہ صریح ہے زیادتی ایمان کے باب میں) وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ

حَقِيْقَةَ التَّقْوٰى حَتّٰى يَدَعَ مَا حَاكَ فِي الصَّدْرِ اور عبداللہ بن عمرؓ نے کہا بندہ تقویٰ کی حقیقت پر نہیں پہونچتا جب تک چھوڑ نہ دے اُس بات کو جو دل میں چبھے (یعنی جس فعل کے باب میں تسلی نہ ہو اور اُس میں شبہہ ہو کہ شاید یہ خلاف شرع ہو اُسکو بھی چھوڑ دے) اس اثر سے یہ نکلا کہ بعض لوگ تقویٰ و ایمان کے کنہ کو پہونچے ہیں اور بعض نہیں پہونچے پر جو نہ پہونچے اُنکا ایمان ناقص ہے تو ایمان میں زیادتی اور کمی ثابت ہوئی حافظ ابن حجر نے کہا کہ یہ اثر موصولاً مجھکو نہیں ملا البتہ مسلم نے نواس سے اور احمد نے وابصہ سے اور ترمذی نے عطیہ سعدی سے مرفوعاً روایت کیا کہ آدمی پرہیزگاروں میں داخل نہیں ہوتا جب تک اُن کاموں کو چھوڑ نہ دے جنمیں کچھ قباحت نہیں ہے اس ڈر سے کہ اُن کاموں میں نہ پڑ جاوے جنمیں قباحت ہے اور ابن ابی الدنیا نے کتاب التقویٰ میں ابوالدرداء سے نکالا انہوں نے کہا کہ پورا تقویٰ یہ ہے کہ تو اللہ سے ڈر کر حلال کو چھوڑ دے اس خوف سے کہ کہیں حرام نہ ہو (یعنی شبہہ سے بھی بچا رہے) وَقَالَ مُجَاهِدٌ شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا اَوْصَيْنَاكَ يَا مُحَمَّدُ وَاِيَّاهُ دِيْنًا وَّاحِدًا اور مجاہد نے کہا (مجاہد بن جبر مخزومی تابعی ہیں بہت بڑے شاگرد تھے عبداللہ بن عباسؓ کے) اس آیت کی تفسیر میں بیان کیا تمہارے لیے وہی دین جس کی وصیت کی تھی حضرت نوح علیہ السلام کو یعنی وصیت کی ہم نے تمکو اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور نوح کو ایک ہی دین کی اس تعلیق کو عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں صحیح روایت کیا شبابہ سے انہوں نے ورقاء سے انہوں نے ابن ابی نجیح سے حافظ ابن حجر نے کہا اس مقام میں اصل نسخہ صحیح بخاری میں غلطی ہو گئی ہے اور صواب یہ عبارت ہے اَوْصَاكَ يَا مُحَمَّدُ وَاَنْبِيَاءَهُ دِيْنًا وَّاحِدًا اور ایسا ہی روایت کیا عبد بن حمید اور فریابی اور طبری اور ابن منذر نے اپنی تفاسیر میں اور اس صورت میں کلام صحیح ہوگا کیونکہ آیت میں ذکر ایک جماعت انبیا کا ہے اور اس عبارت میں ضمیر واحد ہے جو صرف حضرت نوح کی طرف پھر سکتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ عبارت صحیح ہو اور تخصیص نوح علیہ السلام کی اس وجہ سے ہو کہ حلال و حرام سب سے پہلے انہیں پر اتری دوسرے یہ کہ آیت میں نوح بالافراد مذکور ہیں اور انبیا عطف ہیں اور نیز اور مجاہد کی تفسیر میں وہ بھی داخل ہیں کیونکہ ایک کا ذکر کافی ہے اور دونکے لیے اس صورت میں تصحیف نہ ہوگی (فتح الباری و قسطلانی) وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا سَبِيْلًا وَّسُنَّةً اور ابن عباسؓ نے کہا اس آیت کی تفسیر میں لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا یعنی ہم نے تم میں سے ہر ایک کا ایک راستہ اور طریقہ بنایا ابن عباسؓ نے کہا شرعہ سبیل یعنی راہ اور منہاج سنت یعنی طریقہ اس تعلیق کو عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں بسند صحیح روایت کیا ہے حافظ ابن حجر نے کہا اگر کوئی اعتراض کرے کہ اس آیت سے ہر پیغمبر کا دین علیحدہ معلوم ہوتا ہے اور پہلی آیت سے سب کے دین ایک معلوم ہوتے ہیں تو اختلاف ہوا اسکا جواب یہ ہے کہ اتحاد باعتبار اصول دین کے ہے اور اختلاف باعتبار فروع کے پس دونوں آیتوں میں تناقض نہیں ہے اور سکوت کیا امام ابن حجر اور امام قسطلانی

دونون نے اس مقام مین مناسبت باب سے یعنے یہ بیان نہین کیا کہ ان دونو آیتون کو یہان کیون لائے کیونکہ باب تو زیادتی اور
کمی ایمان کا ہے شیخ نور الحق قدس سرہٗ نے تیسیر القاری مین لکھا ہے کہ پہلی آیت سے یہ نکلتا ہے کہ سب پیغمبرون کے دین ایک ہین
اور دوسری آیت سے یہ نکلتا ہے کہ وہ متعدد ہین اور ان دونون مین تطبیق دینے کے لیے یہ کہنا ضرور ہے کہ ایک اصل دین کے تو وہ
متحد ہے اور ایک کمال دین وہ مختلف ہے اور دین اسلام کمال مین سب دینون سے زیادہ ہے پس معلوم ہوا کہ دین مین کمی اور زیادتی
ہوتی ہے مترجم نے کہا یہ دونون آیتین مطلب کی دلیل ہین کیونکہ ایک سے تعدد ادیان نکلتا ہے اور ایک سے اتحاد اس صورت
مین ضرور ہوا کہ تعدد اور وجہ سے ہو اور اتحاد اور وجہ سے اور ایمان مین وجوہ متعددہ نکلی اور جب چیز مین متعدد وجوہ ہون
ظاہر ہے کہ اس مین ترکیب ہوگی اور جو مرکب ہے قابل ہے زیادت اور نقصان کے واللہ اعلم وَدُعَاؤُكُمْ اِيْمَانُكُمْ اور ابن عباس
نے کہا اس آیت مین قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ مین دعا سے ایمان مراد ہے روایت کیا اس اثر کو ابن جریر نے ابن عباس سے
اور ظاہر ہے کہ دعا مین کمی اور زیادتی ہو سکتی ہے تو اسیطرح ایمان مین بھی ہوگی اور بعض نسخون مین اس مقام مین لفظ باب واقع
ہوا ہے اور وہ غلط ہے حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ اَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ
عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا
اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ ترجمہ حدیث
بیان کی ہمسے عبید اللہ بن موسیٰ (بن باذام عبسی) نے انہون نے کہا خبر دی ہمکو حنظلہ بن ابی سفیان (بن عبد الرحمن
جمحی مکی) نے انہون نے سنا عکرمہ بن خالد (بن العاص مخزومی قرشی) سے انہون نے روایت کی ابن عمر (عبد اللہ بن
عمر بن خطاب رض وہ شریک تھے جنگ خندق اور بیعت الرضوان اور تمام مشاہد مین اسعد العلم متین الدین وافر الصلاح
تھے سنہ ۷۳ھ مین انتقال کیا) سے کہا کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی بنا پانچ چیزون پر ہے یعنی اسکے
پانچ ستون ہین اور مجموعہ کا نام اسلام ہے) ایک تو گواہی دینا اس بات کی کہ کوئی سچا معبود نہین ہے سوا خدا کے اور
حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہین دوسرے نماز پڑہنا تیسرے زکوۃ دینا اگر مال بقدر نصاب ہو چوتھے
حج کرنا اگر قدرت ہو (شرائط کے ساتھ) پانچوین رمضان کے روزے رکہنا ف اس روایت مین حج مقدم ہے روزے
پر لیکن مسلم کی روایت مین روزہ مقدم ہے حج پر اور احتمال ہے کہ امام بخاری کی روایت بالمعنی ہو اور جہاد کو بیان نہین
کیا اسلیے کہ جہاد فرض کفایہ ہے اور ہر وقت فرض نہین ہوتا عبد الرزاق کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ جہاد نیک
عمل ہے اور ابن بطال نے کہا کہ یہ حدیث ابتدای اسلام کی ہے جب جہاد فرض نہ تھا اور یہ غلط ہے کس لیے کہ جہاد جنگ
بدر سے پہلے فرض ہوا اور بدر کی لڑائی رمضان سنہ ۲ھ مین ہوئی اور اسی سال روزہ اور زکوۃ فرض ہوئی اور اسکے بعد حج فرض ہوا

(فتح مخصًا) **بَابُ** أُمُورِ الْإِيمَانِ وَقَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللهِ إِلَى قَوْلِهِ الْمُتَّقُونَ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الْآيَةَ ایمان کے کاموں کا بیان اور اللہ جل جلالہ کا قول نہیں ہے نیکی یہ کہ پھیر تم منہ اپنا پورب اور پچھم کیطرف بلکہ نیکی یہ ہے جو ایمان لاوے اللہ پر اور پچھلے دن پر اور فرشتوں پر اور کتاب پر اور نبیوں پر اور دیوے مال اسکی محبت سے ناتے والوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافر کو اور مانگنے والوں کو اور بردوں کے چھوڑانے میں اور قائم کرے نماز کو اور دیوے زکوٰۃ کو اور جو لوگ اپنا اقرار پورا کرتے ہیں جب اقرار کرتے ہیں اور جو صبر کرتے ہیں تکلیف اور مصیبت میں اور صبر کرتے ہیں دشمن کے مقابلہ میں وہی لوگ سچے ہیں اور وہی پرہیزگار ہیں اور فرمایا اللہ نے بیشک مراد کو پہونچے ایماندار لوگ جو اپنی نماز میں دل لگاتے ہیں اور بیکار اور لغو سے نفرت کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور شرمگاہوں کو روکے رہتے ہیں مگر اپنی بی بیوں یا لونڈیوں پر اونپر کچھ ملامت نہیں پھر جو کوئی ان کے سوا ڈھونڈے وہ حد سے بڑھنے والے ہیں اور اپنی امانت اور عہد کا خیال رکھتے ہیں اور اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں وہی لوگ فردوس کے وارث ہیں۔ تمام ہوا ترجمہ دونوں آیتوں کا

ف فتح الباری میں ہے کہ امام بخاری ان دونوں آیتوں کو بیان اسلیے لائے تاکہ معلوم ہو کہ قرآن سے بھی ایمان کے کاموں کی تفصیل نکلتی ہے اور عبدالرزاق نے مجاہد سے روایت کیا کہ ابوذر رضی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کو پوچھا آپ نے یہ آیت پڑھی لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ آخیر تک اور غرض اس سے یہ تھی کہ آیت میں ان امور کا بیان ہے کہ جو حقیقۃً تقوے ہیں اور جو حقیقۃً تقوے اختیار کریں وہی مومن ہیں تو گویا مومن کے سب کام اس آیت میں موجود ہیں اور دوسری آیت میں بھی متقیوں کا بیان ہے یعنی قد افلح المومنون میں اللہ اعلم حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ قَالَ ثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسِتُّونَ شُعْبَةً وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے عبداللہ بن محمد جعفی (مسندی) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو عامر عبدالملک بن عمرو بن قیس عقدی نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سلیمان بن بلال قرشی نے اونہوں نے کہا سنا عبداللہ بن دینار (قرشی عدوی مدنی) سے انہوں نے سنا ابو صالح (ذکوان سمان) سے انہوں نے سنا ابو ہریرہ سے راوی کا نام عبدالرحمن بن صخر دوسی ہے نووی نے کہا اونکے نام میں تیس قول ہیں ابن جوزی نے ۱۸ اور ابن حجر نے ۲۰ بیان کیے ہیں اور ایسا اختلاف کسی کے نام میں نہیں ہوا بقی بن مخلد نے کہا اونہوں نے پانچ ہزار تین سو چوہتر حدیث روایت کیں صحیح بخاری میں انکی چار سو چھیالیس حدیثیں مذکور ہیں) انہوں نے سنا جناب نبی خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آپنے فرمایا ایمان کی ساٹھ پر کئی شاخیں ہیں اور حیا (شرم) بھی ایک ایمان کی شاخ ہے

ف بعضی روایتوں میں ستر پر کئی شاخیں آئی ہیں ... اور عبدالجلیل نے ایمان کی شاخوں میں کتابیں

لکھین ہین ابوعوانہ کی روایت مین ستر پر چھہ یا ستر پر سات شاخون کا لفظ ہی اور ترمذی کی ایک روایت مین ساٹھہ پر چار شاخونکا ذکر ہے لیکن وہ روایت معلول ہے اور حیا اگرچہ خلقی صفت ہے لیکن اوسکا استعمال بطور شرعی کسب اور علم اور نیت کا محتاج ہی اور اسی وجہ سے ایمان مین داخل ہے اور وہ حیا مراد نہین ہی جو انسان کو حق کہنے یا نیک کام کرنے سے روکتی ہے وہ تو مذموم ہی بلکہ مراد وہ حیا ہے جو برائیون سے روکتی ہی امام ابن حجر نے فتح الباری مین ایمان کی شاخون کا یون بیان کیا ہے اس طرح سے کہ یہ شاخین یا اعمال قلب ہین یا اعمال لسان یا اعمال بدن اعمال قلب مین چوبیس خصلتین ہین ایمان باللہ اور اسمین داخل ہے ایمان بذات الٰہی وصفات و توحید وغیرہ ایمان بملائکہ و کتب و رسل و تقدیر خیر و شر ایمان بہ قیامت و قبر و بعث و نشور و حساب وغیرہ محبة اللہ البغض فی اللہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اعتقاد تعظیم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اسمین داخل ہے آپ پر درود پڑھنا آپ کی سنت کی پیروی کرنا اخلاص اسمین داخل ہے ترک ریا اور نفاق توبہ خوف رجا شکر وفا صبر رضا بالقضا توکل رحمت تواضع وغیرہ اسمین داخل ہے بڑائی بڑے کی اور شفقت چھوٹی پر اور ترک کبر اور عجب اور حسد اور غضب اسیطرح زبان کے اعمال سات خصلتون پر مشتمل ہین یا توحید کا کلمہ کہنا تلاوت قرآن کرنا علم کا سیکھنا سکھانا دعا و ذکر اور اسمین داخل ہے استغفار اور پرہیز لغو اور فضول کلام سے اسیطرح بدن کی اعمال مشتمل ہین اڑتیس خصلتون پر بعض ان مین سے خاص ہین ایمان سے اور وہ پندرہ خصلتین ہین پاکی نجاسات سے ستر عورت نماز فرض اور نفل زکوة بردہ نکا چھوڑانا سخاوت اسمین داخل ہے کہنا کہلانا مہمان کی ضیافت روزہ فرض اور نفل حج اور عمرہ اور طواف اور اعتکاف شب قدر کی تلاش دین کو بچا کر بھاگنا اسمین داخل ہے ہجرت دار الکفر سے نذر پورا کرنا قسم کی حفاظت کفارات کا ادا کرنا اور بعض انمین سے اتباع سے متعلق ہین یہ چھ خصلتین ہین نکاح کر کے زنا سے بچنا حقوق عیال ادا کرنا والدین سے سلوک کرنا والدین کی نافرمانی سے بچنا اولاد کی تربیت کرنا ناتا جوڑنا مالک کی اطاعت کرنا غلام لونڈی پر شفقت کرنا بعض عام خلق سے متعلق ہین وہ سترہ خصلتین ہین امارت کرنا عدل انصاف سے جماعت کے ساتھہ رہنا والی امر کی اطاعت کرنا لوگون مین اصلاح کرنا اسمین داخل ہے قتال خوارج اور بغات کا نیک کام مین مدد کرنا اسمین داخل ہے امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور اقامت حد اور جہاد اور چوکیداری اور اداے امانت اور اداے خمس اور قرض کا ادا کرنا ہمسایہ سے سلوک کرنا حسن معاملہ حلال مال کا جمع کرنا اپنے موقع مین مال کا خرچ کرنا اسراف اور فضول خرچی سے بچنا سلام کا جواب دینا چھینک کا جواب دینا لوگون کی ایذا سے باز رہنا لہو و لعب سے بچنا راہ مین سے ایذا دینے والی چیز کو نکالنا تو یہ سب انہتر خصلتین ہوئین اور ممکن ہے انکا شمار کرنا ۷۹ خصلتون تک انتہی

باب الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ

مسلمان وہ ہے جسکے ہاتھہ اور زبان سے مسلمان بچے رہین حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِی السَّفَرِ وَاِسْمٰعِیْلَ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ
اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ وَالْمُھَاجِرُ مَنْ ھَجَرَ مَا نَھَی اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ وَقَالَ
اَبُوْ مُعَاوِیَۃَ ثَنَا دَاوٗدُ ابْنُ اَبِیْ ھِنْدٍ عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَمْرٍو یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَبْدُ الْاَعْلٰی عَنْ دَاوٗدَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے آدم بن ابی ایاس نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ ابن حجاج بن ورد واسطی نے
اُنہوں نے روایت کی عبد اللہ بن ابی السفر سے اونہوں نے اسمٰعیل (بن ابی خالد احمسی) سے اُنہوں نے شعبی (عامر بن شرحبیل
کوفی) سے اُنہوں نے سنا عبد اللہ بن عمرو ابن عاص قرشی صحابی مشہور سے کتابیں اُنسے جہبیس حدیثیں مروی ہیں) اُنہوں
نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے مسلمان (کامل) وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں یعنی
کسیکو برا کہے نہ کسی کی غیبت کرے نہ ہاتھ پاؤں سے کسیکو ستاوے) اور مہاجر وہ ہے جس نے چھوڑ دیا اُن کاموں کو جن سے
منع کیا اللہ سبحانہ نے ف قسطلانی نے کہا مہاجرین کو خطاب کیا اس حدیث میں تاکہ وہ صرف ہجرت پر بھروسا نکر بیٹھیں
یا یہ اُسوقت فرمایا جب ہجرت کا زمانہ ختم ہو گیا تھا لوگوں کا دل خوش کرنیکے لیے ف ابو عبد اللہ بخاری نے کہا اور ابو
معاویہ نے کہا (محمد بن خازم ضریر کوفی نے) حدیث بیان کی ہمسے داؤد ابن ابی ہند نے اونہوں نے سنا عامر شعبی سے
اونہوں نے کہا میں نے سنا عبد اللہ بن عمرو سے اونہوں نے سنا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور کہا عبد الاعلی
(بن عبد الاعلی سامی) نے داؤد سے اُنہوں نے سنا عامر سے اُنہوں نے عبد اللہ (بن عمرو بن عاص) سے اُنہوں نے رسولخدا
صلے اللہ علیہ وسلم سے ف قسطلانی نے کہا اس تعلیق کو اسحق بن راہویہ نے اپنے مسند میں موصولاً بیان کیا اور عینی نے
عمدۃ القاری میں کہا کہ ان دونوں تعلیقوں کے لانے کی غرض یہ ہے کہ پہلی تعلیق سے عامر شعبی کا سماع عبد اللہ بن عمرو سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے اور
دوسری تعلیق میں عبد اللہ مبہم ہیں اور پہلی تعلیق اُس ابہام کو رفع کرتی ہے کیونکہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ عبد اللہ
عمرو بن عاص ہیں فتح الباری میں ہے کہ حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ جو مسلمان اس صفت سے موصوف ہو وہ کامل ہے اگرچہ
ارکان اسلام بجا نلاوے بلکہ مراد یہ ہے کہ اور ارکان اسلام کے ساتھ جو یہ صفت رکھتا ہو وہ مسلمان کامل ہے اور یہ حدیث بخاری
کے افراد میں سے ہے یعنی مسلم نے اسکو نہیں نکالا برخلاف اور حدیثوں کے کہ وہ سب صحیح مسلم میں بھی موجود ہیں **باب**
اَیُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ کونسا مسلمان افضل ہے حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ الْاُمَوِیُّ الْقُرَشِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا
اَبِیْ قَالَ ثَنَا اَبُوْ بُرْدَۃَ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ
الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے سعید بن یحیی بن سعید

اموی قرشی نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے میرے باپ (یحییٰ بن سعید) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو بردہ نے
جو عبداللہ بن ابی بردہ کے بیٹے ہین (انکا نام برید ہے) انہوں نے سنا ابو بردہ سے (انکا نام عامر ہے) انہوں نے سنا ابو موسیٰ
اشعری عبداللہ بن قیس بن سلیم سے انہوں نے کہا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کونسا مسلمان افضل ہے آپ نے فرمایا جسکی زبان
اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں **باب اطعام الطعام من الاسلام** کھانا کھلانا اسلام مین داخل ہے حدثنا عمرو
ابن خالد قال ثنا اللیث عن یزید عن ابی الخیر عن عبداللہ بن عمرو ان رجلا سأل رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ای الاسلام خیر قال تطعم الطعام وتقرأ السلام علی من عرفت ومن لم تعرف ترجمہ
حدیث بیان کی ہمسے عمرو بن خالد (ابن فروخ بصری) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے لیث (ابن سعد مصری امام مشہور)
نے انہوں نے روایت کیا یزید (ابو رجا ابن ابی حبیب مصری تابعی) سے انہوں نے ابو الخیر (مرثد بن عبداللہ یزنی) سے انہوں
نے عبداللہ بن عمرو (ابن عاص) سے ایک شخص نے پوچھا جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کونسی خصلت اسلام کی بہتر
ہے آپ نے فرمایا کہ تو کہانا کہلاوے (مسکین اور دوست اور مہمان اور مسافر کو) اور سلام کرے اوسکو جسکو تو پہچانتا ہو اور جسکو نہ پہچانتا ہو (یعنی کسی
مسلمان کو خاص نکرے سلام سے کیونکہ اسمین تکبر اور غرور نکلتا ہے بلکہ عام کرے سب مسلمانوں کو اسلیے کہ سب مسلمان تمہارے بھائی
ہین) **باب من الایمان ان یحب لاخیه ما یحب لنفسه** ایمان مین داخل ہے یہ بات کہ انسان اپنے بہائی کے
لیے وہی چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے حدثنا مسدد قال حدثنا یحیی عن شعبة عن قتادة عن انس عن
النبی صلی اللہ علیه وسلم قال لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیه ما یحب لنفسه ترجمہ حدیث بیان کی
ہمسے مسدد (ابن مسرہد بن مسربل بن ارندل بن سرندل بن غرندل بن ماسک بن مستورد) نے کہا حدیث بیان کی ہمسے یحییٰ بن
سعید بن فروخ نے انہوں نے سنا شعبہ (ابن حجاج واسطی بصری) سے انہوں نے سنا قتادہ (ابن دعامہ بن قتادہ سدوسی) سے
انہوں نے سنا انس بن مالک (ابن نضر خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اون سے اس کتاب مین دو سو اڑسٹھہ حدیثین مروی ہین)
انہوں نے سنا جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یحییٰ بن سعید نے اس حدیث کو روایت کیا حسین (ابن ذکوان معلم) سے
(جیسے روایت کیا شعبہ نے) انہوں نے سنا قتادہ سے انہوں نے سنا انس بن مالک رض سے انہوں نے سنا جناب رسولخدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے کوئی تم مین سے مومن کامل نہین ہوتا جب تک یہ نہ چاہے اپنے بہائی کے لیے جو چاہتا ہے اپنے لیے
یعنی جیسے اپنے لیے خیر اور بہلائی کا طلبگار ہے ویسی ہی اپنے بہائی دوسرے مسلمان کی بہی بہلائی کا خواہان ہو اور یہ مبالغہ
کے طور پر فرمایا ورنہ ایمان کامل ہونیکے لیے باقی ارکان ایمان کی بہی ضرورت ہے کرمانی نے کہا یہی ایمان مین داخل ہے کہ جو اپنے
لیے پسند نکرے وہ اپنے بہائی مسلمان کے لیے بہی پسند نکرے اور اسکو بیان نکیا کیونکہ چاہنا ایک شئ کا مستلزم ہے اسکی نقیض کے

وعن حسین المعلم قال حدثنا قتادة عن انس عن النبی

نہ چاہنے کو قسطلانی نے کہا ہے الی کا لفظ ذمی کو بھی شامل ہو سکتا ہے اس طرح کہ اسکے لیے اسلام کی خواہش کرے اور موید ہے اسکی حدیث ابو ہریرہ رض کی جسکو ترمذی نے نکالا ہے یہ ہے کہ چاہ لوگوں کے لیے جو تو چاہتا ہے اپنے لیے تو مسلمان ہوگا باب

حُبُّ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْإِيمَانِ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا ایمان میں داخل ہے

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ ثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ ثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے ابو الیمان (حکم بن نافع) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعیب نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو الزناد (عبد اللہ بن ذکوان مدنی) نے انہوں نے روایت کی اعرج (ابو داود عبد الرحمن بن ہرمز تابعی مشہور) سے اونہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس شخص کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی تم میں سے مومن کامل نہیں ہوتا جبتک میری محبت اسکو اپنے باپ اور بیٹے سے زیادہ ہو ولد بچہ عام ہے شامل ہے لڑکے اور لڑکی کو اور والد کو مقدم کیا اسلیے کہ ولد ہر ایک کو نہیں ہوتا پر والد سب کا ہوتا ہے یا بلحاظ تعظیم یا سبقت زمان کے اور نسائی کی روایت میں پہلے ولد ہے پھر والد اور تخصیص انکی اس وجہ سے ہے کہ تمام عزیزوں میں انسان کو یہ دونوں زیادہ عزیز ہوتے ہیں اور بعض لوگوں کو اپنی جان سے زیادہ عزیز ہوتے ہیں تو اولاد سے محبت شفقت ہے اور والد سے محبت اجلال اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت احسان کیونکہ آپ کا احسان سب مسلمانوں کی گردن پر ماں باپ کے احسان سے کہیں زیادہ ہے ماں باپ کی بدولت دنیا میں چند روز راحت رہتی ہے اور آپکی طفیل سے دنیا میں ساری عمر راحت اور آخرت میں ابد الآباد لذت اور نعمت اور خوشی رہیگی صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وصحابہ اجمعین

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا آدَمُ ابْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے یعقوب بن ابراہیم نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابن علیہ (اسمعیل بن ابراہیم بن سہم بصری) نے اونہوں نے روایت کی عبد العزیز بن صہیب سے اونہوں نے انس بن مالک رض سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تحویل اور حدیث بیان کی ہمسے آدم بن ابی ایاس نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ نے اونہوں نے روایت کی قتادہ سے انہوں نے انس رض سے کہا کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی تم میں سے مومن (کامل) نہیں ہوگا جبتک اوسکو میری محبت اپنے باپ اور ماں اور اولاد سب لوگوں سے زیادہ

فـ قسطلانی نے کہا مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے محبت ایمانیہ ہے وہ کیا ہے پیروی کرنا آپ کی اقوال اور افعال میں نہ محبت طبعی ورنہ محبت طبعی آپکے ساتھ ابو طالب کو بہت تھی اور باوجود اسکے ان کو ایمان کا حکم نہیں کیا گیا۔ حاصل یہ ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت یہی ہے کہ انکا اتباع کرے آپ کی حدیث کا ادب کرے آپ کا ارشاد کو سنکر فوراً تسلیم کرے اور اسکو مقدم کیے تمام جہان کی ہدایت اور ارشاد پر اور یہ محبت نہیں ہے کہ زبانی دعوی کرے اور اعمال اقوال سب حدیث کے خلاف ہوں معاذ اللہ ایسا شخص تو آپ کا دشمن ہے اسیطرح وہ بھی مومن نہیں ہے جو ابو حنیفہ اور شافعی یا اور کسی مجتہد یا پیر کا قول حدیث کے خلاف مان لیوے اور حدیث کو اونکے قول کی وجہ سے ترک کرے اسکو رسول کی محبت سے اوروں کی زیادہ محبت ہے اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّكَ وَحُبَّ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَحْيِنَا عَلٰى ذٰلِكَ وَاَمِتْنَا عَلٰى ذٰلِكَ وَاحْشُرْنَا عَلٰى ذٰلِكَ

بَابُ حَلَاوَةِ الْاِيْمَانِ باب ایمان کی حلاوت کے بیان میں

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ اَنْ يَّكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَاَنْ يُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ وَاَنْ يَّكْرَهَ اَنْ يَّعُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُّقْذَفَ فِي النَّارِ

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے محمد بن مثنی (بن عبید عنزی) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد الوہاب بن عبد المجید بن الصلت ثقفی نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو قلابہ (عبد اللہ بن زید بن عمرو بصری) نے انہوں نے روایت کی انس بن مالک رضی اللہ تعالے عنہ سے انہوں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے تین باتیں جسمیں ہونگی اسکو ایمان کی حلاوت (لذت شیرینی خوبی) ملے گی ایک یہ کہ وہ اللہ اور اوسکے رسول کو باقی سب چیزوں سے زیادہ دوست رکھے (یعنے دونوں سے محبت رکھے معلوم ہوا کہ ایک کی محبت کافی نہیں) دوسرے یہ کہ کسی آدمی سے محبت رکھے محض خدا کے لیے تیسرے یہ کہ پھر کفر اختیار کرنا اوسکے نزدیک ایسا برا ہو جیسے انگاروں میں ڈالا جانا

[illegible] **بَابُ عَلَامَةُ الْاِيْمَانِ حُبُّ الْاَنْصَارِ** ایمان کی نشانی ہے انصار سے محبت کرنا

حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَبْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰيَةُ الْاِيْمَانِ حُبُّ الْاَنْصَارِ وَاٰيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے ابو الولید (ہشام بن عبد الملک طیالسی) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ نے اونہوں نے کہا خبر دی مجھکو عبد اللہ بن عبد اللہ بن جبر نے انہوں نے کہا میں نے سنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سنا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا ایمان کی نشانی ہے انصار (وہ لوگ مدینہ کے جنہوں نے آپ کی رفاقت اور مدد کی اور انکے دو قبیلے ہیں اوس اور خزرج) کی محبت اور نفاق کی نشانی ہے

انصار سے دشمنی کی روایت کیا اس حدیث کو امام بخاری نے فضائل الانصار میں بھی اور مسلم اور نسائی نے اور انصار کو فضیلت اسوجہ
سے ملی کہ انہوں نے مدد کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسے وقت میں جب تمام دنیا میں کسی قوم نے آپکی مدد نہ کی پیر انہوں نے آپکے
ساتھ ہوکر لڑے اعدائے دین سے اور اختیار کیا اللہ اور رسول کو دنیا کے حظوظ اور فوائد پر) **باب (ف)** بیان باب ہے ساتھ عنوان
کے اور کوئی ترجمہ مذکور نہیں اور اس میں جو حدیث مذکور ہے اس سے انصار کی وجہ تسمیہ نکلتی ہے پہلے اس قوم کو بنی قیلہ کہتے تھے
جب انکے سرداروں نے لیلۃ العقبہ میں اسلام کی تائید کے لیے آپ سے بیعت کی تو انکا لقب انصار ہوا یعنی مددگار انصار
جمع ہے ناصر کی حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَنَا أَبُو إِدْرِيسَ عَائِذُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ
اللَّهِ أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا وَهُوَ أَحَدُ النُّقَبَاءِ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَحَوْلَهُ عِصَابَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ بَايِعُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا
وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ
وَلَا تَعْصُوا فِي مَعْرُوفٍ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ فِي
الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللَّهُ فَهُوَ إِلَى اللَّهِ إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَإِنْ
شَاءَ عَاقَبَهُ فَبَايَعْنَاهُ عَلَى ذَلِكَ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے ابو الیمان (حکم بن نافع) نے انہوں نے کہا حدیث
بیان کی ہمسے شعیب بن (ابی حمزہ حمصی) نے انہوں نے روایت کی زہری (محمد بن مسلم) سے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو ابو ادریس
عائذ اللہ بن عبد اللہ نے (اون کو خبر دی) عبادہ بن صامت (بن قیس انصاری) نے وہ بدر کی لڑائی میں موجود تھے
اور وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو نقیب بنائے گئے تھے لیلۃ العقبہ میں **ف** سیرۃ ابن ہشام میں اسکا قصہ یوں لکھا
ہے کہ پہلے سال انصار کے بارہ آدمیوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی عقبہ اولی کے پاس آپ نے ان لوگوں
کی تعلیم کے لیے مصعب بن عمیر کو بھیجا تھا پھر وہ لوٹ کر مکہ میں آئے اور انصار نے آپ سے ملنے کا وعدہ کیا ایام تشریق میں عقبہ
پاس جب تہائی رات گذری تو انصار کے لوگوں نے مشرکوں سے چھپ کر آپ سے ملاقات کی اور آپ کی تائید اور مدد کے لیے
بیعت کی یہ ۷۳ آدمی تھے آپ نے ان میں سے ۱۲ آدمیوں کو اپنی اپنی قوم کا نقیب یعنی جوابدار اور نگہبان مقرر کیا
ان نقیبوں میں عبادہ بن صامت بن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن
خزرج بھی تھے **ت** اونہوں نے کہا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ کے گرد ایک جماعت تھی اصحاب کی
بیعت کرو مجھسے اس اقرار پر کہ اللہ کے ساتھ کسیکو شریک نہ کروگے اور چوری نہ کروگے اور اپنی اولاد کو نہ مارو گے (جیسے مشرکین
مار ڈالتے تھے مفلسی کے ڈر سے) اور بہتان نہ باندھو گے جسکو اٹھاتے ہو اپنے دونوں ہاتھوں اور پاؤں کے بیچ سے (یعنی

یعنی ذات اور دل سے کیونکہ دل ہاتھ اور پاؤن کے بیچ مین ہے) اور اچھی بات مین نافرمانی نہ کروگے پھر جو کوئی تم مین سے اپنا اقرار پورا کرے اسکا ثواب اللہ کے اوپر ہے (وہ اپنے فضل سے ثواب دیگا) اور جو کوئی تم مین سے ان باتون مین سے کوئی بات کر بیٹھے پھر دنیا مین اسکو سزا مل جاوی (یعنے حد پڑ جاوے) تو آخرت کی گناہ کا یہی کفارہ ہو گیا اور جو کوئی ان باتون مین سے کچھ کر بیٹھے پھر اللہ تعالے چھپاوے اوسکے قصور کو (دنیا مین اسکی سزا نہ پاوی) تو وہ اللہ کے سپرد ہے اگر چاہے معاف کر دے اوسکو اور چاہے عذاب کرے اسکو عبادہ نے کہا پھر ہمنے بیعت کی آپ سے اسی اقرار پر ف قاضی عیاض نے کہا اکثر علما کا مذہب یہ ہے کہ حدود شرعیہ کفارہ ہین گناہ کے اور جس پر حد قائم ہو گئی اسکا گناہ معاف ہو گیا جیسا اس حدیث سے نکلتا ہے اور بعضون نے اس مسئلہ مین توقف کیا ہے کیونکہ ابوہریرہ کی حدیث مین ہے کہ آپ نے فرمایا مین نہین جانتا حدود کفارہ ہین اپنے لوگون کے لیے یا نہین لیکن حدیث عبادہ کی اس سے زیادہ صحیح ہے اور احتمال ہے کہ حدیث ابوہریرہ کی سابق ہو اور پہلے آپکو اس مسئلہ کا علم نہ ہو پھر اللہ تعالے نے بتلا دیا حافظ ابن حجر نے کہا کہ ابوہریرہ کی حدیث کو حاکم نے مستدرک مین اور بزار نے بروایت معمر عن ابن ابی ذئب عن سعید المقبری عن ابی ہریرۃ روایت کیا ہے اور صحیح ہے شیخین کی شرط پر اور روایت کیا اسکو احمد نے عبد الرزاق سے اونہون نے معمر سے دارقطنی نے کہا عبد الرزاق متفرد ہین اسکی وصل سے اور ہشام بن یوسف نے معمر سے مرسلاً روایت کیا ابن حجر نے کہا کہ آدم بن ابی ایاس نے اسکو وصل کیا ابن ابی ذئب سے پھر معمر کی روایت قوی ہو گئی اور جب حدیث صحیح ہوئی تو جمع کرنا ضرور ہے اور قاضی نے جو وجہ بیان کی وہ اچھی ہے پر عبادہ کی حدیث لیلۃ العقبہ کی ہے اور ابوہریرہ تو اوسکے سات برس بعد عام خیبر مین مسلمان ہوئے پھر انکی حدیث سابق کیونکر ہو گی اسکا جواب دیا ہے کہ شاید ابوہریرہ نے یہ حدیث خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نہ سنی ہو بلکہ اور کسی صحابی سے سنکر بیان کی ہو اور طول کیا اس مقام مین حافظ ابن حجر نے اور کہا حق یہ ہے کہ ابوہریرہ کی حدیث سابق ہے اور عبادہ کی حدیث مین وہ بیعت مراد نہین ہے جو لیلۃ العقبہ کو ہوئی تہی بلکہ اسکے بعد کئی بیعتین ہوئی ہین اور شاید یہ بیعت انہین سے کوئی بیعت ہو قسطلانی نے کہا یہ جو فرمایا وہ اللہ کے سپرد ہے اسکا مفہوم شامل ہے اسکو جسنے توبہ کی اور جسنے توبہ نہ کی کسی کا جہنم مین جانا یقینی نہین ہے بلکہ اللہ کی مشیت پر موقوف ہے انتہے مختصراً

باب مِنَ الدِّيْنِ الْفِرَارُ مِنَ الْفِتَنِ فتنون سے بہاگنا دین مین داخل ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ صَعْصَعَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ اَنْ يَّكُوْنَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمًا يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِيْنِهٖ مِنَ الْفِتَنِ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے عبد اللہ بن مسلمہ (قعنبی) نے

اونہون نے روایت کی مالک بن انس (امام دار الہجرۃ) سے اونہون نے عبد الرحمن بن عبد اللہ بن ابی صعصعہ سے
اونہون نے اپنے باپ عبد اللہ سے اونہون نے ابو سعید خدری (سعد بن مالک بن سنان خزرجی انصاری) سے (اکثر
کتابون مین انسے ۱۱۷۰ حدیثین مروی ہین) کہا کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے قریب ہے وہ زمانہ جب بہتر مال
مسلمانونکا بکریان ہونگی جنکے پیچھے وہ پہرتا ہوگا پہاڑون کی چوٹیون پر اور بارش کی جگہون مین بہاگے گا اپنا دین لیکر
فتنون سے ف تو یہ بہاگنا دین کی سلامتی کی غرض سے ہوگا نہ کسی دنیاوی غرض سے اس سے معلوم ہوا کہ فتنہ کے
وقت عزلت اور گوشہ گیری بہتر ہے مگر جو شخص اس فتنہ کو مٹانے کی قدرت رکہتا ہو اسکو لوگون مین رہنا اور فتنے دور کرنے
کی کوشش کرنا بہتر ہے اور یہ فرض عین ہے یا فرض کفایہ بحسب حال و امکان کے اور اختلاف ہے کہ جب فتنہ نہو تو اوس وقت
عزلت کا کیا حکم ہے امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ صحبت بہتر ہے کیونکہ اسمین تعلیم اور تعلم ہوتا ہے عبادت ادب حسن خلق
حلم و تحمل و تواضع ان سب صفات کی ضرورت پڑتی ہے جماعت مسلمین زیادہ ہوتی ہے عیادت مریض اتباع جنازہ حضور جمعہ
اور جماعات کا ثواب ملتا ہے اور باقی علما کا قول یہ ہے کہ عزلت بہتر ہے اسمین سلامتی ہے انس ہے ذکر الٰہی سے البتہ
عزلت واجب ہے اوس فقیہ کے لیے جسکا دین صحبت سے بگڑتا ہے اور صحبت واجب ہے اوسکے لیے جو حق کو پہچانے اور اوسکی پیروی
کرے اور باطل کو پہچانے اور اوس سے پرہیز کرے اسیطرح واجب ہے صحبت اوسکو جسکو علم نہو تحصیل علم کے لیے (قسطلانی)
امام غزالی رحمہ نے احیاء العلوم مین عزلت اور صحبت دونو کے فوائد اور ضرر خوب لکھے ہین جسکا جی چاہے مطالعہ کرے
اور چونکہ فتنے سے بہاگنا بقدر قوت دین کی ہوتا ہے اور قوت دین دلالت کرتی ہے قوت معرفت پر اسواسطے اوسکا بیان شروع
کیا **باب قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِاللّٰهِ** یہ باب بیان مین اسکے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا مین تم لوگون سے زیادہ اللہ کو جانتا ہون (اور جتنا آدمی کا دین قوی ہوگا اوسیقدر معرفت پرہیزگاری
کی زیادہ ہوگی اور اس سے صاف نکلتا ہے کہ ایمان زیادت اور نقصان کی قابل ہے) وَأَنَّ الْمَعْرِفَةَ فِعْلُ الْقَلْبِ
لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى وَلٰكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ اور بیان مین اسبات کے کہ معرفت دلکا فعل ہے
(تو فقط قول سے ایمان پورا نہوگا جب تک اعتقاد اوسکے ساتہ شریک ہو اور کرامیہ نے اسکا خلاف کیا ہے اور اعتقاد
فعل قلب ہے) کیونکہ اللہ تعالے نے فرمایا لیکن مواخذہ کریگا تم سے اسکا جو کمایا تمہارے دلون نے ف یعنی عزم کیا اسکا
اور آیت سے یہ نکلتا ہے کہ جو خیال دل مین جم جاوے اسپر مواخذہ ہوگا اور یہی قول ہے جمہور علماء کا اگر کوئی کہے کہ رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ نے معاف کردیا میری امت کو جو خیال دل مین آوے جب تک اسکو زبان سے نہ نکالے
یا اوسپر عمل نہ کرے اور یہ خلاف ہے اس آیت کے اسکا جواب یہ ہے کہ حدیث مین وہ خیال مراد ہے جو دل مین گذرے اور جمے نہین وہ معاف ہے

اور یہی کو وسوسہ کہتی ہین برخلاف اس خیال کے جو جم جاوے اور اعتقاد ہو جاوے اسپر مواخذہ ہوگا - بدلیل اس آیت کے (قسطلانی)
اور ہم نے اس مضمون کو بڑی تفصیل سے مسلم ترجمہ صحیح مسلم مین بیان کیا ہے فارجع الیہ حافظ ابن حجر نے کہا یہ آیت تو قسم کے باب
مین وارد ہوئی ہے اور اس سے استدلال کیا مولف نے ایمان پر کیونکہ دونو کا مدار عمل قلب پر ہے اور شاید مولف نے زید بن
اسلم کی تفسیر مین کہا ہے یہ مثل اسکے ہے جیسے کوئی کہے اگر مین یہ کام کرون تو کافر ہون تو اسپر مواخذہ نہ ہوگا جبتک دلسے
کفر کا اعتقاد نہ ہو اب مناسبت آیات اور حدیث کی معلوم ہوگئی اور یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ دونو ایمان کی بحث مین داخل ہو سکتے
ہین اور ان مین دلیل ہے قول کرامیہ کے بطلان پر کہ ایمان صرف قول کا نام ہے اور دلیل ہے زیادتی اور نقصان ایمان پر کیونکہ حضرت نے
کا فرمانا انا اعلمکم باللہ ظاہر ہے اسمین کہ علم کے بہت درجے ہین اور بعض لوگ دوسرون سے علم مین زیادہ ہین اور آپ ان سب لوگون مین
درجہ اعلیٰ رکھتے ہین اور علم باللہ شامل ہے اسکی صفات اور احکام کے علم کو اور متعلقات کو اور یہی ایمان ہے۔ حدثنا
مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَمَرَهُمْ
اَمَرَهُمْ مِنَ الْاَعْمَالِ بِمَا يُطِيْقُوْنَ قَالُوْا اِنَّا لَسْنَا كَهَيْئَتِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ غَفَرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ
ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ فَيَغْضَبُ حَتّٰى يُعْرَفَ الْغَضَبُ فِیْ وَجْهِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اِنَّ اَتْقَاكُمْ وَاَعْلَمَكُمْ بِاللّٰہِ اَنَا
ترجمہ حدیث کی ہمسے محمد بن سلام (بیکندی) نے بیان کیا انہون نے کہا خبر دی ہمکو عبدہ (عبد الرحمن بن سلیمان بن حاجب کلابی کوفی) نے
انہون نے روایت کی ہشام بن عروہ بن زبیر سے اونہون نے اپنے باپ (عروہ بن زبیر بن عوام) سے انہون نے حضرت ام
المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے انہون نے کہا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب لوگون کو حکم کرتے کسی کام
کا تو اسی کام کا حکم کرتے جسکے کرنیکی لوگون کو طاقت ہوتی (یعنے ہمیشہ اوسکو کر سکتے) صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم
آپکی طرح نہین ہین آپکو تو اللہ تعالیٰ نے اگلے اور پچھلے گناہ بخشدیے ہین (تو آپ بے فکر ہین اور ہمکو اپنے گناہون کی بڑی فکر ہے
تو عبادت بھی آپ سے زیادہ کرنا چاہیے) آپ یہ سنکر غصہ ہوتے (اور ایک روایت مین یون ہے غصہ ہوئے) یہانتک کہ آپکے
چہرے مبارک پر غصہ معلوم ہوتا پھر آپ فرماتے بیشک مین تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہون اور تم سب سے زیادہ اللہ کو
پہچانتا ہون ف فتح الباری مین ہے کہ اس حدیث سے کئی فائدے نکلے ایک تو یہ کہ اعمال صالحہ انسان کو بڑے مرتبہ پر
پہنچا دیتے ہین جہان گناہ معاف ہو جاتے ہین درجے بلند ہو جاتے ہین کیونکہ آپنے صحابہ کے استدلال پر انکار نہین کیا نہ
انکی دلیل پر اس جہت سے بلکہ اور جہت سے دوسرے یہ کہ بندہ جب غایت عبادت کو پہونچ جاتا ہے اور اسکے ثمرات حاصل کر لیتا
ہے تو اور زیادہ عبادات پر اہتمام کرتا ہے اس نعمت کو باقی رکھنے کے لیے اور اسکا شکر بجالانے کے لیے تیسرے یہ کہ شرع
کے حدود پر عزیمت ہو یا رخصت ٹھیر جانا اور سہل کام جو شرع کے موافق ہو اسکو بجالانا اور دشوار کام خلاف شرع کو چھوڑ دینا

لازم ہے چوتھی عبادت میں میانہ روی جو ہمیشہ نبھہ جاوے بہتر ہے مبالغہ سے جو نبھ نہ سکے اور چھوٹ جاوے جیسے
دوسری حدیث میں آیا ہے دوڑنے والا نہ تو منزل کو پہونچتا ہے نہ جانور کو سلامت چھوڑتا ہے پانچویں یہ کہ صحابہ
کو بڑی رغبت تھی عبادت میں اور بہت طلب کرتے تھے خیر و ثواب کو چھٹے یہ کہ ہر وقت مخالفت شرع کے غصہ کرنا جائز
ہے ساتویں انسان کو ضرورت کے وقت اپنی فضیلت بیان کرنا درست ہے نہ بطور فخر اور تکبر کے آٹھویں یہ کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کمال انسانی کا رتبہ حاصل تھا کیونکہ کمال منحصر ہے دو حکمتوں میں ایک عملی دوسری علمی اور
اَتْقَاکُمْ سے اشارہ ہے حکمت عملی کیطرف اور اَعْلَمُکُمْ سے علمی کیطرف اور ابونعیم کی روایت میں وَاَعْلَمُکُمْ بِاللّٰہِ لَاَنَا ہے یہ
زیادت لام تاکید اور اصیلی کی روایت میں وَاللّٰہِ اِنَّ اَبَرَّکُمْ وَاَتْقَاکُمْ اَنَا ہے انتہی **باب** مَنْ کَرِہَ اَنْ یَّعُوْدَ فِی الْکُفْرِ
کَمَا یَکْرَہُ اَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ مِنَ الْاِیْمَانِ جو شخص کفر میں جانا برا جانے جیسے انگار میں گرنا تو یہ صفت ایمان کی ہے
حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
قَالَ ثَلٰثٌ مَنْ کُنَّ فِیْہِ وَجَدَ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ مَنْ کَانَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا سِوَاھُمَا وَمَنْ اَحَبَّ
عَبْدًا لَّا یُحِبُّہٗ اِلَّا لِلّٰہِ وَمَنْ یَّکْرَہُ اَنْ یَّعُوْدَ فِی الْکُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْقَذَہُ اللّٰہُ کَمَا یَکْرَہُ اَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ ترجمہ
حدیث بیان کی ہمسے سلیمان بن حرب (ابن بجیل ازدی) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ (ابن حجاج) نے
اونہوں نے روایت کی قتادہ (ابن دعامہ) سے انہوں نے انس (ابن مالک) سے انہوں نے سنا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم سے فرمایا آپ نے تین خصلتیں ہیں جسمیں ہونگی وہ ایمان کی لذت اور حلاوت پاویگا ایک تو وہ شخص جسکو اللہ اور
اسکے رسول سے تمام جہان سے زیادہ محبت ہو (یعنے سوا خدا اور رسول کے جتنی چیزیں ہیں سب سے زیادہ محبت خدا اور رسول
کی ہو) دوسرے وہ جو کسی بندے سے محبت کرے اور صرف خدا کے لیے اُس سے محبت کرے تیسرے وہ جو کفر میں لوٹنا بعد اسکے
کہ خدا نے اسکو چھوڑایا کفر سے ایسا برا سمجھے جیسے انگار میں ڈالا جانا **ف** قسطلانی نے کہا اس محبت کی نشانی یہ ہے
کہ دین اسلام کی مدد کرے قول اور فعل سے اور شریعت مقدسہ کی حمایت کرے اور جو مخالفین شریعت پر اعتراض کریں
اونکا جواب دیوے اور اخلاق و عادات میں آپکی پیروی اختیار کرے مثلاً سخاوت اور ایثار اور حلم اور صبر اور تواضع
وغیرہ جو میں نے کتاب مواہب لدنیہ بالمنح المحمدیہ میں بیان کیا ہے پھر جو کوئی مجاہدہ نفس سے ایسا کریگا وہ ایمان کی
حلاوت پاویگا اور عبادات کی لذت اوٹھاویگا اور مشاق کا بوجھ اسپر آسان ہوگا بلکہ تکالیف میں بھی اسکو لذت
ہوگی اور اسمیں ایک تقریر طویل ہے جو مواہب میں موجود ہے والیہ المرشد [illegible] اب جب ایمان کی خصلتوں کے بیان سے
فارغ ہوئے اور لوگ ایمان میں متفاوت تھے اور اس تفاوت کی وجہ سے اعمال میں بھی تفاضل ہوتا ہے تو شروع کیا بیان تفاضل کا

اعمال کا اور کہا **باب** تَفَاضُلِ اَهْلِ الْاِيْمَانِ فِي الْاَعْمَالِ باب بیان میں زیادہ ہونے اہل ایمان کے اعمال میں ایک دوسرے سے (یعنے اعمال کے سبب جو ایک کو دوسرے پر فضیلت ہے اسکا بیان) **حَدَّثَنَا** اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَاَهْلُ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ اَخْرِجُوْا مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ فَيُخْرَجُوْنَ مِنْهَا قَدِ اسْوَدُّوْا فَيُلْقَوْنَ فِيْ نَهْرِ الْحَيَاءِ اَوِ الْحَيٰوةِ شَكَّ مَالِكٌ فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ جَانِبِ السَّيْلِ اَلَمْ تَرَ اَنَّهَا تَخْرُجُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً قَالَ وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرٌو الْحَيَاةِ وَقَالَ خَرْدَلٍ مِّنْ خَيْرٍ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے اسمعیل (بن ابی اویس بن عبد اللہ اصبحی) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے مالک (بن انس امام مشہور) نے انہوں نے روایت کی عمرو بن یحیے (بن عمارہ) مازنی سے انہوں نے اپنے باپ یحیی سے انہوں نے ابو سعید (سعد بن مالک خدری) سے انہوں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جنت والے جنت میں چلے جاوینگے اور دوزخ والے دوزخ میں پھر اللہ تعالی فرماویگا نکال لو دوزخ سے اسکو جسکے دل میں رائی کے دانے برابر ایمان ہو **ف** قسطلانی نے کہا اس سے غرض تمثیل ہے تو یہ عیار ہے معرفت کا نہ وزن ہے حقیقۃً اسواسطے کہ ایمان جسم نہیں ہے کہ وہ تل جاسکے لیکن وہ معقول ہے اور معقول کی تمثیل محسوس سے کرتے ہیں مشابہت دیکر اور تحقیق ہے کہ عمل کو جو عرض ہے ایک جسم میں کرینگے پھر تولا جاویگا یا عمل خود جواہر ہو جاوینگے اُسوقت وہ ترازو کے ایک پلے میں رکھے جاوینگے اور امام غزالی نے اس حدیث سے نجات نکالی ہے اُس شخص کی جسکو یقین ہوا ایمان کا اور مر جاوے اور زبان سے نہ کہہ سکے لیکن اگر قدرت ہو زبان سے کہنے کی اور نہ کہے اور مر جاوے تو احتمال ہے کہ ہمیشہ کو رہے جہنم میں نہ رہے اور یہہ بھی احتمال ہے کہ رہے اور ترجیح دی ہے اور علمانے احتمال ثانی کو اس صورت میں حدیث میں نطق کا لفظ محذوف کرنا پڑیگا اور منشا ان دونوں احتمالوں کا اختلاف ہے علما کا کہ نطق شرط ہے ایمان کا بغیر اسکے ایمان پورا نہ ہوگا اور یہی مذہب ہے جماعت علما کا اور اختیار کیا ہے اسکو شمس الدین اور فخر الاسلام نے یا شرط ہے احکام دنیوی جاری کرنیکے لیے اور یہی مذہب ہے جمہور محققین کا اور یہی اختیار ہے شیخ ابو منصور کا **ف** پھر ایسے لوگ دوزخ سے نکالے جاوینگے اور وہ جلکر کوئلہ کیطرح کالے ہو گئے ہونگے پھر ڈالے جاوینگے زندگی کی نہر میں یا بارش میں (یہ شک امام مالک کو ہوا جو راوی ہیں اس حدیث کے) اور اُوگ آوینگے جیسے دانہ اُوگ آتا ہے بہاو کے ایک کنارے میں کیا تو نہیں دیکھتا دانہ پہلے نکلتا ہے زرد لپٹا ہوا **ف** قسطلانی نے کہا امام بخاری نے اس حدیث کو جنت اور نار کی صفت میں بیان کیا ہے اور وہاں اسکے زیادہ شرح کیجاویگی اگر خدا چاہے اور مسلم نے اسکو روایت کیا کتاب الایمان میں اور بخاری کو یہ حدیث ایک درجہ مسلم سے عالی پہونچی ہے اور روایت کیا اسکو

نسائی نے اور یہ حدیث موطا میں نہیں ہے اور یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث کا جو آگے بیان ہو گی **ف** وہیب نے کہا حدثنا
عمرو اور مالک نے عن عمرو کہا ہے) اور عین الحیاۃ کہا ہو (بغیر شک کے اور بجاے ایمان کی جگہہ میں خیر کہا ہو (فتح الباری)
میں ہو کہ وہیب کی اس روایت کو خود مؤلف نے کتاب الرقاق میں روایت کیا ہو اور اسمیں من ایمان ہے اور اسمیں اعتراض
کا یہ جواب دیا ہے کہ ابن ابی شیبہ کے مصنف میں من خیر ہے وہیب کی روایت سے اور اس حدیث کی مطابقت ترجمہ سے ظاہر
ہے اور غرض اس سے رد ہے مرجیہ پر جو کہتے ہیں ایمان کے ساتھ گناہ ضرر نہیں کرتے اور معتزلہ پر جو کہتے ہیں گناہ سے ہمیشہ
ہمیشہ دوزخ میں رہیگا **حدثنا** محمد بن عبید الله قال حدثنا ابراهيم بن سعد عن صالح عن ابن
شهاب عن ابي امامة بن سهل بن حنيف انه سمع ابا سعيد الخدري يقول قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم بينا انا نائم رايت الناس يعرضون علي وعليهم قمص منها ما يبلغ الثدي
ومنها ما دون ذلك وعرض علي عمر بن الخطاب وعليه قميص يجره قالوا فما اولت ذلك يا
رسول الله قال الدين ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے محمد بن عبید اللہ (ابن محمد زید قرشی) نے انہوں نے کہا حدیث
بیان کی ہم سے ابراہیم بن سعد (ابن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف بن عبد الحارث بن زہرہ) نے انہوں نے روایت کی صالح (ابن
محمد بن کیسان غفاری) سے اونہوں نے ابن شہاب زہری سے انہوں نے ابو امامہ (اسعد) بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے انہوں
نے سنا ابو سعید خدری (سعد بن مالک) سے وہ کہتے تھے فرمایا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار میں
سوتا تھا میں نے دیکھا لوگ میرے سامنے پیش کیے جاتے ہیں اور وہ کرتے پہنے تھے تو کسیکا کرتہ چھاتیوں تک ہے (مثل چولی کے)
اور کسیکا اس سے نیچا ہے اور عمر بن خطاب میرے سامنے لائے گئے اونکا کرتہ (اتنا نیچا تھا کہ وہ اسکو) کھینچ رہے تھے صحابہ
نے عرض کیا اسکی تاویل کیا ہے (تعبیر) یا رسول اللہ آپ نے فرمایا دین (یعنے کرتہ سے مراد دین ہے اور جسکا کرتہ زیادہ
لمبا تھا اوسکا دین زیادہ تھا حضرت عمر کا دین اور ایمان بہت زیادہ تھا کہ انکا کرتہ نہایت نیچا تھا) **ف** قسطلانی
نے کہا اس حدیث سے عمر فاروق رض کی فضیلت حضرت ابو بکر صدیق رض پر نہیں نکلتی کیونکہ ابو بکر کا بیان حضرت
نے نہیں کیا شاید اونکا کرتہ اس سے بھی دراز ہو اور دوسری احادیث صحیحہ متواترہ ابو بکر کی فضیلت میں موجود ہیں انکو معارض
خبر واحد کیونکر ہو سکتی ہے اور اس حدیث میں دین کو تشبیہ دی قمیص سے کیونکہ قمیص عورت کو چھپاتا ہے اسیطرح دین جہنم
سے روکتا ہو اور یہ بھی نکلا کہ ایمان میں تفاضل ہے اور مؤلف نے اس حدیث کو کتاب التعبیر اور فضائل عمر میں بھی
نکالا ہے اور مسلم نے اسکو فضائل میں اور ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے لغتے **باب الحیاء من
الایمان** حیا ایمان میں داخل ہے (حیا سے مراد یہاں وہ صفت ہے جو انسان کو بری باتوں سے روکتی ہے یہ حیا محمود ہے

اور ایک حیا نمونہ ہے جو خیر سے مثلاً علم کی بات پوچھنے سے حق بات بیان کرنے سے) حدثنا عبد اللہ بن یوسف
قال اخبرنا مالک بن انس عن ابن شہاب عن سالم بن عبد اللہ عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم مر علی رجل من الانصار وھو یعظ اخاہ فی الحیاء فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعہ
فان الحیاء من الایمان ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے عبد اللہ بن یوسف تنیسی) نے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو امام مالک
بن انس نے اونہوں نے روایت کی ابن شہاب (محمد بن مسلم زہری) سے انہوں نے سالم بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب قرشی عدوی
مشہور تابعی فقیہ) سے انہوں نے اپنے باپ عبد اللہ بن عمر رضہ سے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک انصاری پر گذرے اور وہ اپنے
بھائی کو نصیحت کر رہا تھا حیا کے باب میں (یعنی منع کر رہا تھا حیا سے) جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جانے
دو اوسکو (یعنی حیا سے منع مت کر) اسلیے کہ حیا ایمان میں داخل ہے (کیونکہ وہ روکتی ہے گناہوں سے جیسے ایمان روکتا ہے) اس
حدیث کو مولف نے کتاب الادب میں اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے باب قال
فان تابوا واقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ فخلوا سبیلھم یہ باب تفسیر میں ہے اس آیت کی کہ اگر وہ لوگ یعنی کافر توبہ کریں
اور نماز پڑھیں اور زکوۃ دیں تو چھوڑ دو اونکو ف بیضاوی نے کہا اس آیت میں دلیل ہے کہ تارک الصلوۃ اور مانع زکوۃ کو
نہ چھوڑنا چاہیے اور غرض مولف کی اس باب سے رد ہے مرجیہ پر جو کہتے ہیں کہ ایمان اعمال کا محتاج نہیں ہے اور یہ مرجیہ
خارج ہیں اہلسنت سے اور بعض محدثین نے مرجیہ کا اطلاق ابو حنیفہ اور اونکے اصحاب پر بھی کیا ہے اسوجہ سے کہ وہ اعمال کو
جز ایمان نہیں کہتے تھے حدثنا عبد اللہ بن محمد المسندی قال حدثنا ابو روح الحرمی بن عمارۃ قال حدثنا
شعبۃ عن واقد بن محمد قال سمعت ابی یحدث عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال امرت
ان اقاتل الناس حتی یشھدوا ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ ویقیموا الصلوۃ ویؤتوا الزکوۃ فاذا
فعلوا ذلک عصموا منی دماءھم واموالھم الا بحق الاسلام وحسابھم علی اللہ ترجمہ حدیث بیان کی
ہمسے عبد اللہ بن محمد مسندی نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو روح حرمی بن عمارہ (بن ابی حفصہ) نے اونہوں نے
کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ بن حجاج نے اونہوں نے روایت کی واقد بن محمد (بن زید بن عبد اللہ بن عمر) سے انہوں نے
کہا میں نے سنا اپنے باپ (محمد بن زید بن عبد اللہ) سے وہ حدیث بیان کرتے تھے عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضہ (صحابی مشہور)
سے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھکو حکم ہوا لوگوں سے لڑنیکا یہانتک کہ وہ گواہی دیں اس امر کی کہ کوئی
سچا معبود نہیں سوا خدا کے اور بیشک حضرت محمد رسول ہیں اللہ کے اور نماز پڑھیں اور زکوۃ دیویں پھر جب ایسا کریں گے
تو بچا لینگے مجھسے اپنی جانوں اور مالوں کو مگر اسلام کے حق سے نہ بچا سکیں گے (جیسے زنا کریں تو رجم کیے جاوینگے یا خون

کرین تو قصاص ان پر جاری ہو جاوینگے) اور اونکا حساب بندے پر ہوگا دیکھنے والون کا بیان نہ کیا جاتا ہے ہم ان کا موت کی وجہ
سے اونکو مسلمان کہین گے اور اسلام کے احکام اونپر جاری کرینگے اور آخرت مین جنت و نار اور ثواب و عقاب خدا کے سپرد ہین
ف حافظ ابن حجر نے کہا یہ روایت بیٹون کی ہے اپنے باپون سے اور ایسی ایسی حدیثین بہت ہین لیکن یہ روایت ایک شخص کی اپنے
باپ سے اور اُس نے دادا سے کم ہے اور واقد نے بیان روایت کیا اپنے باپ سے اور اونہون نے اپنے دادا سے اور یہ حدیث غریب الاسناد
ہے متفرد ہوا اسکے ساتھ شعبہ واقد سے ایسا ہی کہا ابن حبان نے اور وہ شعبہ سے عزیز ہے کیونکہ اُس سے حرمی اور عبد الملک
بن صباح راوی ہین اور حرمی سے بھی عزیز ہے اون سے مسندی اور ابراہیم بن محمد بن عرعرہ راوی ہین اور ابراہیم کی روایت
ابو عوانہ اور ابن حبان اور اسمعیل وغیرہم نے نکالی ہے اور عبد الملک سے یہ حدیث غریب ہے اُس سے متفرد ہوا اُس سے ابو غسان
مالک بن عبد الواحد شیخ مسلم نے تو اتفاق کیا شیخین نے اوسکی صحت پر باوجود غرابت کی اور یہ حدیث مسند احمد مین نہین ہے
باوجود وسعت اُس کتاب کے اور بعض لوگون نے اس حدیث کی صحت مین شبہہ کیا ہے کہ عبد اللہ بن عمر نے اسکو بیان کیا
جب اونکے باپ اور حضرت ابوبکر مین اختلاف ہوا مانعین زکوۃ کے قتال مین اور اسکا جواب یہ ہے کہ شاید عبد اللہ بن عمر کو اُس
وقت اس حدیث کا خیال نہ رہا ہو یا عبد اللہ اُس مقام مین حاضر نہ ہون اور اس حدیث کو سوا ابن عمر کے ابو ہریرہ نے بھی روایت
کیا ہے اور اسمین دلیل ہے اس امر کی کہ کبھی حدیث مخفی ہو جاتی تھی اکابر صحابہ پر اور عوام صحابہ کو معلوم ہوتی اور اسیلئے رائے
اور قیاس کیطرف التفات نہ کرنا چاہیے جب حدیث اسکے خلاف موجود ہو اور یون نہ کہنا چاہیے کہ اگر یہ حدیث صحیح
ہوتی تو فلان امام یا عالم پر کیسے پوشیدہ رہتی مترجم کہتا ہے حافظ ابن حجر رح کے اس قول سے رد ہو گیا اُن مقلدین کا جو
اپنے امام کے خلاف احادیث صحیحہ کو قبول نہین کرتے اور یہ عذر انکا پیش کرتے ہین کہ اگر یہ حدیث صحیح ہوگی تو ہمارے امام کو
ضرور پہونچی ہوگی اُنہون نے اسپر عمل نہین کیا اور یہ عذر اونکا لغو ہے کس لیے کہ جب اکابر صحابہ کو بعض حدیثین نہین پہونچین
باوجود قرب زمان کی تو اور مجتہدین کس شمار مین ہین اور قیاس بھی اسی کو مقتضی ہے کہ ائمہ اربعہ کے وقت مین حدیث
کی ایسی تدوین نہین ہوئی تھی جو بعد کے زمانہ مین ہوئی بلکہ ابو حنیفہ رح کے زمانہ مین تو کوئی کتاب حدیث کی نہ تھی اور انکو
صرف وہی حدیثین پہونچین جو عبد اللہ بن مسعود یا حضرت علی سے منقول تہین کیونکہ یہ دونو صاحب کوفہ مین ہی تہے اور
امام ابو حنیفہ کا وہی وطن تہا اور یہی وجہ ہے کہ امام مالک کی موطا باوجود اہتمام کے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے ربع بھی احادیث
مرفوعہ نہین ہین اور یہی سبب تہا کہ ان سب ائمہ دین نے حکم کر دیا حدیث پر عمل کرنیکا اور اپنی رای اور قیاس چھوڑ دینیکا
جب حدیث پہونچ جاوے بلکہ امام ابو حنیفہ نے تو تمام ائمہ سے بڑھکر متابعت حدیث کی تاکید کی ہے اور اونکے نزدیک حدیث
مرسل اور ضعیف اور خبر واحد یہان تک کہ قول صحابی بھی قیاس اور رای پر مقدم ہے اس صورت مین امام ابو حنیفہ رح پر کوئی

الزام نہین ہے اور انکا مذہب یہی ہو جو حدیث صحیح سے ثابت ہو اور حنفی بہی یہی ہے جو ہر امام کے ارشاد کو مطابق چلے اور
حدیث پر عمل کرے نہ وہ جو امام کے برخلاف حدیث کو ترک کرے اور قیاس اور رائے پر چلا رہے هذا ما الهمنی ربی عز وجل
قسطلانی نے کہا کہ جب امام بخاری اس بیان سے فارغ ہوئے کہ اعمال ایمان مین داخل ہین تو اب شروع کیا مرجیہ کا رد جو کہتے ہین کہ ایمان
صرف قول کا نام ہو اور عمل اسمین داخل نہین ہو **باب** من قال ان الایمان هو العمل لقول الله تعالى وتلك الجنة التي
اورثتموها بما كنتم تعملون باب بیان مین اس امر کے کہ ایمان عمل کا نام ہے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا اور یہ جنت ہو جسکے تم
وارث ہوئے اپنے اعمال کی وجہ سے **ف** ابن حجر نے کہا آیت عام ہے اعمال مین اور ایک جماعت مفسرین سے منقول ہو کہ تعملون
کے معنے یہان تؤمنون ہو تو خاص ہوگی قسطلانی نے کہا وہ جو حدیث آئی ہے کہ کوئی جنت مین اپنے عمل سے نہ جاویگا اسکے خلاف
نہین ہے کیونکہ آیت مین عمل سے عمل مقبول مراد ہے اور حدیث مین مجرد عمل کی نفی ہے اور ظاہر ہے کہ قبول اللہ تعالی کی رحمت
ہے وقال عدة من اهل العلم في قوله تعالى فوربك لنسئلنهم اجمعين عما كانوا يعملون عن قول لا اله
الا الله اور کئی اہل علم نے کہا ہو اللہ تعالی کے اس قول کی تفسیر مین قسم تیرے رب کی البتہ ہم پوچھینگے سب سے جو وہ عمل کرتے
تہے یعنے لا اله الا الله کے کہنے سے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اہل علم مین انس بن مالک بہی داخل ہین ترمذی نے انس
سے مرفوعًا روایت کیا اور اسکی اسناد مین ضعف ہو اور ابن عمر سے بہی ایسا ہی منقول ہو اونکا قول طبری کی تفسیر اور طبرانی
میں دعا کے باب مین مروی ہو اور اخراج کیا اسکو عبد الرزاق نے تفسیر مین نووی نے کہا یہان سوال کل اعمال سے مراد ہو جن
سے تکلیف متعلق ہے اور تخصیص اسکی توحید سے دعوی بے دلیل ہے مین کہتا ہون تخصیص کی ایک وجہ ہے وہ یہ
ہے کہ جمیعین مین کفار اور مومنین سب داخل ہین اور جو کہتے ہین کہ کفار سوا توحید کے اور اعمال سے مخاطب نہین ہین
انکے نزدیک تخصیص ضروری ہو اور جو کہتے ہین سب اعمال سے مخاطب ہین اونکے نزدیک کل اعمال سے جسمین توحید
بہی داخل ہے سوال ہوگا بہر حال توحید متفق علیہ ہے انتہی عمدة القاری مین کہ دعوی تخصیص توحید کا بلا دلیل مقبول
نہین ہم اسلیے کہ کلام عام ہے سوال عن التوحید وغیرہ مین تو دعوے تخصیص توحید کا محتاج ہے دلیل خارجی کا اور
ترمذی کی حدیث ضعیف ہی استدلال کے لائق نہین اور جمیعین مین تعمیم متعین ہے تاکہ مسلمان اور کافر دونو داخل
ہون واللہ اعلم وقال لمثل هذا فليعمل العاملون اور فرمایا اللہ تعالی نے ایسا عمل کرین عمل کرنے والے اور یہ دلالت
کرتا ہو کہ ایمان ہی عمل ہے جیسا مصنف کا قول ہے لیکن لفظ عام ہے اور دعوے تخصیص کا بغیر برہان مقبول نہین
البتہ اطلاق عمل کا ایمان پر صحیح ہے اس حیثیت سے کہ ایمان عمل قلب ہے لیکن اس سے یہ لازم نہین آتا کہ عمل نفس ایمان ہو جاوے
اور غرض بخاری کی اس باب سے یہ ہی کہ عمل جزو ایمان ہو اور رد منظور ہو اسکا جو کہتا ہو کہ عمل کا ہیئت ایمان مین کوئی دخل

نہین تو اس صورت مین مقصود اونکا پورا نہوگا اور اگر مراد یہ ہے کہ عمل کا اطلاق ایمان پر جایز ہے تو اسمین کوئی نزاع
نہین اسلیے کہ ایمان عمل قلب ہے اور وہی تصدیق ہو اور اوپر اسکے بحث گذر چکی ہو (قسطلانی) فتح الباری مین ہو کہ
شاید مولف کے نزدیک فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ کے معنے فَلْيُؤْمِنِ الْمُؤْمِنُونَ ہین یا عمل محمول ہے اپنے عموم پر اسواسطے کہ جو
ایمان لاویگا ضرور قبول ہوگا اور جسکا ایمان قبول ہوا وہ عمل ضرور کریگا اور جو عمل کریگا وہ ضرور مراد کو پہونچے گا اور جو
پہونچا اوسی کے لیے ہے لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُوْنَ **حَدَّثَنَا** اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ وَمُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَا حَدَّثَنَا
اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَيُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ فَقَالَ اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے احمد بن یونس اور موسی بن اسمعیل ان دونونے کہا حدیث
بیان کی ہمسے ابراہیم بن سعد نے اونھون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابن شہاب (زہری) نے اونہون نے روایت کی سعید
بن المسیب بن حزن امام التابعین اور فقیہ مشہور) سے اونھون نے ابو ہریرہ رض (عبد الرحمن بن صخر صحابی مشہور) سے
کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کونسا عمل افضل ہے (یعنے زیادہ ثواب کہتا ہی) آپنے فرمایا ایمان لانا اللہ
اور اوسکے رسول پر پوچھا پہر کونسا آپ نے فرمایا جہاد (کافرون سے لڑنا دین کے لیے) پوچھا پھر کونسا عمل آپنے
فرمایا حج مبرور (یعنے مقبول جسمین نہ گناہ ہو نہ ریا ہو اور علامت قبول کی یہ ہے کہ حج کے بعد حاجی کا حال پہلے سے اچھا
ہوجاوے) **ف** قسطلانی نے کہا اس روایت مین ایمان کے بعد جہاد مذکور ہی اور ابوذر کی روایت مین حج کا ذکر نہین ہے
آزادی کا ذکر ہے اور ابن مسعود کی روایت مین پہلے نماز ہے پہر نیکی پہر جہاد اور اگلی حدیث مین سلامتی ہے ہاتھ
اور زبان سے اور یہ سب مضمون صحیح حدیثون مین وارد ہین اور اختلاف جو ہے بوجہ اختلاف احوال و اشخاص کے ہین
اور اسی وجہ سے اس باب کی حدیث مین نماز اور زکوۃ اور روزے کو بیان نہین کیا اور کہتے ہین فلان عمل بہتر ہے سب
مین مگر اوس سے یہ غرض نہین ہوتی کہ من جمیع الوجوہ جمیع احوال و اشخاص مین بہتر ہے بلکہ ایک حال مین بہتر ہے
ایک حال مین دوسرا عمل اوس سے بہتر ہے انتہے فتح الباری مین ہو اگر کوئی کہے جہاد کو کیون مقدم کیا حج پر حالانکہ
حج رکن ہے اور جہاد رکن نہین ہے اسکا جواب یہ ہے کہ حج کا نفع صرف حاجی کو ہے اور جہاد کا تمام مسلمانون کو

بَابٌ اِذَا لَمْ يَكُنِ الْاِسْلَامُ عَلَى الْحَقِيْقَةِ وَكَانَ عَلَى الْاِسْتِسْلَامِ اَوِ الْخَوْفِ مِنَ الْقَتْلِ لِقَوْلِهٖ
تَعَالٰى قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْا اَسْلَمْنَا فَاِذَا كَانَ عَلَى الْحَقِيْقَةِ فَهُوَ عَلٰى قَوْلِهٖ
جَلَّ ذِكْرُهٗ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ الْاٰيَةَ باب بیان مین اس بات کے کہ جب اسلام حقیقۃً نہو یعنے دل سے

خلوص کے ساتھ) بلکہ ظاہر میں تابعداری ہو یا جان کے ڈر سے ہو (تو وہ آخرت میں کچھ فائدہ نہ دیگا) ف فتح الباری
میں ہے کہ غرض امام بخاری کی اس باب سے یہ ہے کہ اسلام کے دو معنے آتے ہیں ایک حقیقت شرعیہ تو ایمان کی مرادف ہے یعنے
ہم معنے ہیں اس معنے کے رو سے اسلام اور ایمان ایک ہیں اور یہی مراد ہے اس آیت میں اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ اور
فَمَا وَجَدْنَا فِیْهَا غَیْرَ بَیْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ میں دوسرے حقیقت لغویہ اسکے معنے تابعدار ہونا اطاعت کرنا اور مناسبت حدیث
کی ترجمہ باب سے ظاہر ہے اسواسطے کہ مسلمان کا اطلاق ہوا اسپر جو اسلام ظاہر کرے اگرچہ اسکا باطن معلوم ہو وہ
مومن ہوگا اسواسطے کہ حقیقت شرعیہ اسپر صادق نہیں آتی گو حقیقت لغویہ حاصل ہے انتہے ت اسلیے کہ اللہ
تعالیٰ فرمایا گنواروں نے کہا ہم ایمان لائے تو کہہ تم ایمان نہیں لائے لیکن یوں کہو اسلام لائے (یعنے مسلمانوں کے تابعدار
ہو گئے اور بظاہر اسلام قبول کیا) پھر جب اسلام اپنے حقیقی طور پر ہوگا تو وہی مراد ہے اس آیت میں اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ
اخیر تک ق قسطلانی نے کہا یہ آیت قَالَتِ الْاَعْرَابُ بنی اسد کے کچھ لوگوں میں اتری وہ قحط سالی میں مدینہ آئے اور شہادتین
کا اقرار کیا اور لگے کہنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ہم آپ پاس سامان عیال لیکر آئے اور آپ سے لڑے نہیں جیسے فلان قوم کے لوگ لڑے
اور اپنا احسان رکھنے لگے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری تو کہہ تم ایمان نہیں لائے یعنے دل سے باطمینان قلب
مسلمان نہیں ہوئے البتہ یوں کہو ہم اسلام لائے اور اطاعت کی مسلمانوں کی کیونکہ جب زبان سے اقرار ہوا اور دل سے تصدیق
نہ ہو تو وہ اسلام ہے اور جسمیں دل اور زبان دونو موافق ہوں وہ ایمان ہے اور امام ابوبکر بن طیب نے کہا کہ یہ آیت حجت ہے
کرامیہ پر اور انکے موافقین پر جو مرجیہ میں سے جو کہتے ہیں کہ ایمان صرف زبان سے اقرار کرنے کا نام ہے اور اس مضمون کی تائید اس آیت
سے بھی ہوتی ہے اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ کیونکہ اسمیں دلوں میں ایمان کا ہونا بیان کیا نہ زبانوں پر اور بڑی
موٹی دلیل انکے رد کی یہ ہے کہ اجماع ہے منافقین کے کفر پر حالانکہ وہ زبان سے شہادتین کا اقرار کرتے تھے انتہے
قسطلانی مطبوعہ مصر میں یہ آیت زیادہ ہے وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ یعنے جو کوئی سوا اسلام کے
اور کوئی دین ڈھونڈے تو قبول نہ کیا جاویگا اس آیت سے بھی یہ نکلتا ہے کہ ایمان اور اسلام مرادف ہیں کس لیے کہ اگر ایمان اسلام
کے مغائر ہوتا تو مقبول نہ ہوتا اس سے معلوم ہوا کہ ایمان عین دین ہے اور دین وہی اسلام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ ایمان وہی اسلام ہے اور کشمیہنی اور حموی کے نسخوں میں یہ آیت نہیں
ہے اور نسخہ مطبوعہ دہلی میں بھی یہ آیت نہیں ہے) حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ
قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَنْ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعْطٰی رَهْطًا
وَسَعْدٌ جَالِسٌ فَتَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا هُوَ اَعْجَبُهُمْ اِلَیَّ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا لَكَ

عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ أَوْ مُسْلِمًا فَسَكَتُّ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ مِنْهُ فَعُدْتُ لِمَقَالَتِي
فَقُلْتُ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ أَوْ مُسْلِمًا فَسَكَتُّ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ مِنْهُ فَعُدْتُ
لِمَقَالَتِي وَعَادَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ يَا سَعْدُ إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ
مِنْهُ خَشْيَةَ أَنْ يَكُبَّهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ وَرَوَاهُ يُونُسُ وَصَالِحٌ وَمَعْمَرٌ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے ابوالیمان (حکم بن نافع حمصی) نے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو شعیب بن ابی حمزہ اموی) نے انہون نے روایت کی زہری (ابن شہاب محمد بن مسلم) سے اونہوں نے کہا خبر دی مجھکو عامر بن سعد بن ابی وقاص نے اونہون اپنے باپ سعد بن ابی وقاص سے (جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں وہ ان دسوں کو اخیر میں مرے اپنے مکان عقیق میں جو دس میل پر ہے مدینہ سے ۵۵ ہجری میں لائے گئے لوگونکی گردنوں پر مدینہ میں اور دفن ہوئے بقیع میں صحیح بخاری میں انسے بیس حدیثیں مروی ہیں انکے باپ ابو وقاص کا نام مالک قرشی ہے) کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ مردوں کو جنکی تعداد دس تک زیادہ نہ تھی کچھ مال دیا (اونکا دل ملانے کے لیے اس لیے کہ اونکا ایمان ضعیف تہا) اور سعد بیٹھے ہوئے تہے ایک شخص کو آپنے چھوڑ دیا (حالانکہ اس نے بھی آپ سے مانگا تہا اسکا نام جعیل بن سراقہ ضمری مہاجری تہا) سعد نے کہا اور وہ شخص ان سب لوگون میں جنکو آپنے دیا تہا مجھکو زیادہ پسند تہا میں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا وجہ ہے کہ آپنے فلان شخص کو چھوڑ دیا قسم خدا کی میں اسکو مومن سمجھتا ہوں آپنے فرمایا یا مسلمان (اس سے اسکے ایمان کی نفی منظور نہیں بلکہ یہ غرض ہے کہ مسلم کہنا بہتر ہے کیونکہ اسلام ظاہر حال سے معلوم ہو سکتا ہے اور ایمان دل سے متعلق ہے دل کی خبر خدا کو ہے) پھر میں تہوڑی دیر چپ رہا بعد اسکے جو حال اسکا مجھے معلوم تہا اسنے زور کیا اور میں نے پھر وہی بات کی اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا سبب ہے آپنے فلان شخص کو چھوڑ دیا میں تو قسم خدا کی اسکو مومن سمجھتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا مسلمان پھر میں تہوڑی دیر تک چپ رہا بعد اسکے جو حال اسکا مجھے معلوم تہا اسنے زور کیا اور میں نے پھر وہی بات نکالی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ایسا ہی جواب دیا پھر آپنے فرمایا اے سعد میں ایک شخص کو دیتا ہوں حالانکہ دوسرا شخص (جسکو نہیں دیتا) اس سے زیادہ مجھکو عزیز ہے اس ڈر سے کہ کہیں اللہ تعالی اوسکو اوندھا نہ گرا دے جہنم میں (یعنے وہ ضعیف الایمان ہے مجھکو ڈر ہوتا ہے کہ اگر دنیا کا مال دیکر اسکو نہ ملاؤن تو ایسا نہ ہو وہ کافر ہو جاوے تو ایک شخص کو نہ دینے سے یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ مجھکو اس سے محبت نہیں بلکہ مجھکو اسی سے زیادہ محبت ہے پر چونکہ اسکا اعتبار ہے کہ اگر میں اسکو کچھ بھی نہ دونگا جب بھی وہ دین نہ چھوڑیگا اسلیے اسکو نہیں دیتا اور جو ضعیف الایمان ہے اسکو پہلے دیتا ہوں) روایت کیا اس حدیث کو یونس اور صالح اور معمر اور زہری کے بھتیجے (محمد بن عبد اللہ بن مسلم) نے زہری سے (جیسے روایت اسکو شعیب نے

قسطلانی نے کہا اس حدیث سے کئی فائدے نکلے ایک تو گمان غالب پر قسم کہا نیکا جواز دوسرے سفارش کا جواز تیسرے سفارش
قبول نہ کرنا جب وہ خلاف مصلحت ہو چوتھی امام کا اختیار مال میں کہ مصالح مسلمین میں صرف کرے پانچویں جنت کا یقینی
نہ ہونا کسی کے لیے سوا عشرہ مبشرہ کے چھٹی صرف زبانی اقرار کافی نہ ہونا جب تک دل سے اعتقاد نہ ہووے اور اسپر اجماع ہے
اور حدیث کا مضمون یہی ہے **باب** السَّلَامُ مِنَ الْاِسْلَامِ باب اس بات میں کہ سلام کرنا اسلام میں داخل ہے (اور
ایک روایت میں افشا کا لفظ زیادہ ہے یعنی ظاہر کرنا سلام کا اسلام میں داخل ہے) وَقَالَ عَمَّارٌ ثَلٰثٌ مَنْ جَمَعَهُنَّ فَقَدْ
جَمَعَ الْاِيْمَانَ اَلْاِنْصَافُ مِنْ نَفْسِكَ وَبَذْلُ السَّلَامِ لِلْعَالَمِ وَالْاِنْفَاقُ مِنَ الْاِقْتَارِ عمار ابن یاسر صحابی مشہور
جو صفین میں حضرت علی رضہ کے ساتھ ہو کر شہید ہوئے ۳۷ھ میں) نے کہا تین چیزیں ہیں جو کوئی انکو جمع کرلے اسنے
(پورا) ایمان کو جمع کر لیا ایک تو انصاف کرنا ہے اپنے نفس سے (یعنی اپنے مولیٰ کے حقوق ادا کرنا اور اسکی مناہی سے باز رہنا)
دوسرے ہر ایک کو سلام کرنا (خواہ اس سے پہچان ہو یا نہ ہو بشرطیکہ مومن ہو) تیسرے باوجود احتیاج کے خرچ کرنا (یہ انتہا کی
سخاوت اور کرم ہے کہ اپنے احتیاج پر برادرشدگان خدا کی حاجت کو مقدم رکھا) **ف** قسطلانی نے کہا اس اثر کو امام احمد نے
کتاب الایمان میں اور بزار نے مسند میں اور عبدالرزاق نے مصنف میں اور طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا فتح الباری میں ہے
کہ روایت کیا اسکو احمد بن حنبل نے کتاب الایمان میں سفیان ثوری کی طریق سے اور روایت کیا اسکو یعقوب بن شیبہ نے اپنی
مسند میں شعبہ اور زہیر بن معاویہ وغیرہ سے انہوں نے ابو اسحاق سبیعی سے انہوں نے صلہ بن زفر سے انہوں نے عمار سے اور شعبہ
کا لفظ یہ ہے تین باتیں جس میں ہونگی وہ اپنا ایمان پورا کرلیا اور ایسا ہی روایت کیا ہم نے اسکو جامع معمر میں ابو اسحاق سے
اور روایت کیا اسکو عبدالرزاق نے مصنف میں معمر سے اور اخیر میں عبدالرزاق نے یہ کہا کہ پھر مرفوع کیا اسکو عمار نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اور ایسا ہی روایت کیا اسکو بزار نے اپنی مسند میں اور ابن ابی حاتم نے علل میں دونوں نے حسن
بن عبداللہ کوفی سے اور ایسا ہی روایت کیا اسکو بغوی نے شرح السنہ میں احمد بن کعب واسطی کے طریق سے اور ایسا ہی
روایت کیا اسکو ابن اعرابی نے اپنے معجم میں محمد بن صباح صنعانی سے تینوں نے عبدالرزاق سے مرفوعًا اور بزار نے اسکو
غریب کہا اور ابو زرعہ نے کہا وہ خطا ہے ابن حجر نے کہا یہ حدیث معلول ہے از روی اسناد کے کیونکہ عبدالرزاق کا حفظ
اخیر میں بگڑ گیا تھا اور ان لوگوں نے اسی حال میں اسنے سنا مگر ایسا مضمون رائے سے نہیں کہہ سکتے اسلیے وہ مرفوع کے حکم
میں ہے اور ہم نے اسکو مرفوعًا روایت کیا دوسرے طریق سے نکالا اسکو طبرانی نے کبیر میں اور اسکی اسناد میں ضعف
ہے پر اسکے شواہد اور ہیں جنکو میں نے تعلیق التعلیق میں ذکر کیا ہے انتہی حافظ ابن حجر نے کہا تنگی میں خرچ کرنا
غایت کرم ہے اسلیے کہ جب احتیاج کی حالت میں خرچ کیا تو تونگری کی حالت میں بہت خرچ کریگا اور نفقہ عام ہے کہ

واجب ہو جیسے عیال کا یا مندوب ہو یا مہمان یا ملاقاتی کے لیے اور تنگی کی حالت مین خرچ کرنا مستلزم ہے وثوق باللہ اور زہد
فی الدنیا اور قصر امل کو اور سوا انکے اور جہات آخرت کو اور یہ تقریر قوی ہے حدیث کی رفع کو کہ لیے کہ شایان ہے اوسکی کلام کے
جو جوامع الکلم دیا گیا تہا نہتے **حدثنا** قتیبۃ قال حدثنا اللیث عن یزید بن ابی حبیب عن ابی الخیر
عن عبد اللہ بن عمرو ان رجلا سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الاسلام خیر قال تطعم
الطعام وتقرأ السلام علی من عرفت ومن لم تعرف **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے قتیبہ (ابن سعید ابو رجاء
نے انکا نام علی بن سعید بن جمیل ثقفانی ہی) انہون کہا حدیث بیان کی ہمسے لیث بن سعد نے اونہون نے روایت کی
یزید بن حبیب سے (جو مصری ہین) انہون نے ابو الخیر (مرثد) سے اونہون نے عبد اللہ بن عمرو (ابن عاص صحابی مشہور)
سے کہا کہ پوچھا ایک شخص نے جناب رسول مقبول سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے کون سی خصلتین اسلام کی بہتر ہین
(یعنے نسبت اور خصلتون کے) آپنے فرمایا کہانا کہلانا اور سلام کرنا ہر ایک کو جس سے پہچان ہو اور جس سے نہ ہو
(یہ حدیث اوپر گذر چکی مگر مؤلف نے اوپر عمرو بن خالد کی روایت سے بیان کی اور یہان قتیبہ کی کیونکہ انکی عادت
ہے کہ ایک حدیث کو مکرر مختلف اسنادون سے لاتے ہین اور اوپر گذرا کہ مؤلف نے اس حدیث کو تین مقامون مین
روایت کیا اپنی کتاب مین اور روایت کیا اسکو مسلم اور نسائی نے (قسطلانی) باب کفران العشیر خاوند کی ناشکری کا
بیان **ف** عینی نے کہا اس باب کو ابواب سابقہ سے یہ تعلق ہے کہ ان مین امور ایمان مذکور تہے اور کفر ایمان کی ضد
ہے تو ایمان کے بعد اوسکا بیان کرنا مناسب ہے قسطلانی نے کہا کفران کفر بالفتح سے ہی جسکے معنی چہپانیکے
ہین اور وہ ضد ہے ایمان کی کیونکہ حق یعنے توحید کا چہپانا ہے اور ناشکری کو بہی کہتے ہین لیکن اکثر ایمان کے مقابل
کفر اور ناشکری کے لیے کفران بولتے ہین اور جیسے طاعات کو ایمان بولتے ہین اسیطرح گناہون کو کفر کہتے ہین لیکن یہ کفر
اس کفر سے کم ہے جو اسلام سے باہر کر دیتا ہے حافظ ابن حجر نے کہا تمام گناہون مین سے خاصکر خاوند کی ناشکری کو
بیان کیا ایک نکتہ کے لیے وہ یہ ہے کہ آپنے فرمایا کہ اگر مین سوا خدا کے اور کسی کو سجدہ کرنیکے لیے حکم دیتا تو بی بی کو حکم دیتا
وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے پس خاوند کے حق کو اللہ کے حق سے نزدیک کیا ہے جب عورت نے اپنے خاوند کی ناشکری کی
تو گویا وہ اس درجہ کو پہونچ گئی کہ اللہ کے حق کو بہی نہ مانے گی اور اسپر کفر کا اطلاق ہوا پر یہ کفر اسلام سے باہر نہین نکالتا وکفر
دون کفر اور اس باب مین یہ بیان ہے کہ ایک کفر دوسرے کفر سے کم ہے **ف** اسمین اشارہ ہے ایک اثر کیطرف جسکو
امام احمد نے کتاب الایمان مین عطا بن ابی رباح کے طریقہ سے بیان کیا (فتح) قسطلانی نے کہا لوگون کا مال ناحق کہانا
ناحق خون سے کم ہے اور مطلب مؤلف کا یہ ہے کہ کفر دو ہین ایک تو وہ جو گناہ ہے لیکن اسکی وجہ سے آدمی اسلام سے باہر نہین ہوتا اور

میں بھی کمی درجہ ہیں کیونکہ ایک گناہ دوسرے سے بڑھ کر ہے دوسرے وہ گناہ جو اسلام سے باہر کردیتا ہے یہ کفر حقیقی ہے جیسے
شریک کرنا خدا کے ساتھ کسی کو پیغمبر کا انکار کرنا علی ہذا فیہ عن ابی سعید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اس باب
میں روایت ہے ابو سعید خدری سے انہوں نے سنا جناب سرور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فتح الباری میں ہے یعنی داخل ہے اس
باب میں وہ حدیث جسکو ابو سعید نے روایت کیا اور اس کہنے سے یہ غرض ہے کہ اس حدیث کا ایک طریقہ اور بھی ہے سوا اس طریق
کے جسکو مؤلف نے یہاں بیان کیا اور ابو سعید کی اس حدیث کو مؤلف نے کتاب الحیض میں نکالا عیاض بن عبد اللہ کے
طریق سے انہوں نے ابو سعید سے اور اس میں یہ ہے کہ آپ نے عورتوں سے فرمایا صدقہ دو کیونکہ میں نے دیکھا تم کو جہنم میں
زیادہ ہو اور انہوں نے عرض کیا کیوں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا اس لیے کہ تم لعنت بہت کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی
ہو اور احتمال ہے کہ ابو سعید کی حدیث سے یہ روایت مراد ہو لا یشکر اللہ من لا یشکر الناس یہ قاضی ابوبکر نے کہا اور
پہلا قول زیادہ ظاہر ہے اور مؤلف کی عادت کے موافق ہے اور مؤید ہے اسکی یہ کہ وہ روایت ابن عباس کو اس نے ذکر کیا
لائے ہیں ویکفرن العشیر اور عشیر سے مراد خاوند ہے اور اسکو عشیر کہا بمعنے معاشر کے جیسے اکیل بمعنے مواکل کے اور یہ
روایت ابن عباس کی جز ہے ایک حدیث طویل کا جسکو مؤلف نے کتاب الکسوف میں لائے ہیں اسی اسناد سے اور وہاں
پر اسکی شرح مذکور ہوگی اور یہاں ہم دو فائدے بیان کرتے ہیں ایک یہ کہ بخاری حدیث کی تقطیع یعنے ٹکڑے ٹکڑے
کر ڈالنا جائز رکھتے ہیں بشرطیکہ ہر ٹکڑے کا معنے جدا ہو جسکو ما قبل اور ما بعد سے تعلق نہ ہو اور نہ فساد معنے لازم آوے اور جو
شخص نے اس کتاب کی حدیثوں کو شمار کرنا چاہا وہ سمجھا ہے ایک حدیث کو دو حدیثیں یا زیادہ بوجہ اختلاف ابتدا کے
اور یہی غلطی ہوئی اس شخص سے جسنے کہا اس کتاب میں بغیر تکرار چار ہزار حدیثیں ہیں جیسے ابن الصلاح اور شیخ محی الدین
سے منقول ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ بغیر تکرار کے اسمیں دو ہزار پانسو تیرہ حدیثیں ہیں جیسے میں نے مقدمہ میں اسکا
تفصیل سے بیان کیا ہے دوسرے یہ کہ امام بخاری جب حدیث کو دوبارہ لاتے ہیں تو بیفائدہ نہیں لاتے کبھی متن میں تغیر
ہوتا ہے کبھی اسناد میں اگر بہت طرق ہوتے ہیں تو ہر باب میں ایک طریق لاتے ہیں اور کبھی حدیث کو ایک جگہہ
مختصر کر دیتے ہیں دوسری جگہہ پوری بیان کرتے ہیں غرض یہ کہ ساری کتاب میں ایک ہی صورت سے ایک
حدیث دوبار نہیں لائے لیکن مختصر **حدثنا** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ
عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرِيْتُ النَّارَ فَاِذَا اَكْثَرُ اَهْلِهَا النِّسَاءُ
يَكْفُرْنَ قِيْلَ اَيَكْفُرْنَ بِاللّٰہِ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَيَكْفُرْنَ الْاِحْسَانَ لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰى اِحْدٰهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ
رَاَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ ۔ ترجمہ خبر دی ہمکو عبد اللہ بن مسلمہ قعنبی نے انہوں نے روایت

کی مالک بن انس امام مشہور نے اونہون نے زید بن اسلم سے (جو مولی تھے حضرت عمر کے انکی کنیت ابو اسامہ) انہون نے عطاء بن
یسار سے اونہون نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اونہون نے کہا جناب رسول مقبول سرور عالم سید بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا مجھے دوزخ دکھلائی گئی مینے دیکھا تو وہان عورتین زیادہ تھین اسوجہ سے کہ وہ کفر کرتی ہین لوگون نے عرض کیا کیا
اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہین (یعنے خدا کی منکر ہین) آپنے فرمایا خاوند کے ساتھ کفر (ناشکری) کرتی ہین اور احسان نہین
مانتین اگر تو ان مین کسیکے ساتھ ایک زمانے تک احسان کرے (یعنے اپنی عمر بھر یا ایک مدت تک) پھر وہ تجھسے کوئی بات دیکھے
(جو اسکی مرضی کے خلاف ہو) وہ کہنے لگے گی مینے تجھسے کبھی بھلائی نہین پائی (اور اگلے سب احسان عمر بھر کے بھول جاویگی)
ف قسطلانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا کہ حاکم اپنی رعیت کو نصیحت کرسکتا ہے اور عبادات پر رغبت دلا سکتا ہے اور متعلم کو
عالم کیطرف رجوع کرنا چاہیے اور تابع کو متبوع کیطرف اور یہ بھی نکلا کہ کفر ناشکری کو بھی کہتے ہین اور حق کا انکار کرنے کو اور
گناہون سے ایمان گھٹ جاتا ہے مگر ایسا کفر نہین ہوتا جسکی جزا ہمیشہ کی دوزخ ملتی ہے اور یہ بھی نکلا کہ عورتون کا ایمان
خاوند کا شکر کرنے سے زیادہ ہوتا ہے اور اس حدیث کو سنا ہے عطاء نے ابن عباس سے وہ بھی مدینہ مین رہتے تھے انتہی مختصراً

باب تنوین کے ساتھ اور بعض نسخون مین اضافت کے ساتھ اور مضاف الیہ آگے ہے اَلْمَعَاصِیْ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ
وَلَا يُكَفَّرُ صَاحِبُهَا بِارْتِكَابِهَا اِلَّا بِالشِّرْكِ بیان مین اس بات کے کہ گناہ (خواہ صغائر ہون یا کبائر) جاہلیت (وہ
زمانہ جو اسلام سے پہلے تھا) کے کامون مین سے ہین اور گناہ کا کرنیوالا (یعنے ان گناہون کا جو کفر نہین ہین) کافر نہین ہوتا
البتہ شرک کرنے سے کافر ہو جاتا ہے ف فتح الباری مین ہے یعنے ہر ایک گناہ خواہ ترک واجب ہو یا ارتکاب حرام جاہلیت
کے اخلاق اور عادات مین سے تھا اور شرک سب گناہون مین بڑا گناہ ہے اور اسیواسطے اوسکا استثنا کیا اور حاصل
ترجمہ باب کا یہ ہے کہ گناہون پر کفر کا اطلاق جو اگلے باب سے معلوم ہوا وہ مجاز ہے یعنے ناشکری کا نہ کفر حقیقی کیونکہ
گناہون سے ایسا کفر نہین ہوتا کہ آدمی ملت اسلام سے نکل جاوے اور خوارج نے اسکا خلاف کیا ہے وہ کہتے ہین گناہون
سے آدمی کافر ہو جاتا ہے اور نص قرآنی اونکا رد کرتا ہے اللہ تعالی فرماتا ہے سوا شرک کے اور گناہ جسکے چاہے بخشدیگا
تو شرک سے جو گناہ کم ہین انکی مغفرت ممکن ہے اور مراد شرک سے اس آیت مین کفر ہے اسلئے کہ جو کوئی جناب سرور عالم کی نبوت
کا مثلاً انکار کریگا وہ کافر ہے اگرچہ خدا کے سوا دوسرے کسی کو معبود نہ بناوے اور وہ بالاتفاق بخشا نہ جاویگا اور کبھی
شرک کفر سے خاص ہوتا ہے جیسے اس آیت مین مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِيْنَ ابن بطال نے کہا امام بخاری رح کی غرض رد ہے
اون لوگون کا جو گناہ کرنیوالے کو کافر کہتے ہین جیسے خوارج خَذَلَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی اور کہتے ہین کہ جو گناہ کرتا ہوا مر جاویگا وہ
ہمیشہ جہنم مین رہیگا اور آیت رد کرتی ہے انکا اسواسطے کہ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۤءُ سے وہی لوگ مراد ہین جو سوا

شرک کے اور گناہ ہونیہ مرین بقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم انک امرؤ فیک جاہلیۃ کیونکہ فرمایا جناب
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے (ابوذر غفاری رض سے) تو ایسا آدمی ہے جسمین جاہلیت ہے **ف** یہ حدیث امام بخاری
نے باسناد لگے روایت کی ہے ابوذر نے ایک شخص کو ماں کی گالی دی تھی تب آپ نے یہ حدیث فرمائی اس سے یہ ثابت ہوا کہ گالی دینا
جاہلیت کے کاموں مین سے ہی اور ظاہر ہے کہ گالی گناہ ہے پس گناہ جاہلیت کے کام ہوئے کرمانی نے اعتراض کیا کہ اس حدیث
سے جو امام بخاری نے استدلال کیا وہ صحیح نہین کسلیے کہ گالی دینا گناہ صغیرہ ہے اور خوارج صغائر سے تکفیر نہین کرتے
حافظ ابن حجر نے کہا امام بخاری نے آیت ان اللہ لا یغفر الآیہ سے استدلال کیا اور وہ ظاہر ہے اسیطرح ابن بطال نے بھی اسی پر اقتصار
کیا اور ابوذر کا قصہ اسلیے لائے کہ جسمین جاہلیت کی کوئی بات باقی ہو شرک کے سوا وہ کافر نہین ہوتا صغیرہ ہو یا کبیرہ
اور یہ استدلال اس قصہ سے ظاہر ہے اسلیے کہ ابوذر صحابی تھے اور بالاتفاق مسلمانوں کے پیشوا تھے وَقَوْلِ اللّٰہِ تَعَالیٰ
إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نہ
نہین بخشیگا شرک کو اور بخشے گا شرک سے کم گناہ کو جسکو چاہیگا تو شرک سے کم گناہ کی مغفرت جائز ہوئی پھر جو کوئی توحید پر
مریگا وہ دوزخ مین ہمیشہ نہ رہیگا اگرچہ اور کبائر کا ارتکاب کیا ہو سوا شرک کے وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا
فَأَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَسَمَّاهُمُ الْمُؤْمِنِيْنَ اور فرمایا اللہ جل جلالہ نے اگر دو گروہ مومنوں کے آپس مین لڑین تو انمین صلح کرا دو
تو دونوں گروہوں کو اللہ تعالیٰ نے مومن فرمایا یہ بھی امام بخاری کی دلیل ہے کیونکہ مسلمانوں سے لڑنا گناہ ہے باوجود اس
گناہ کے حق تعالیٰ نے لڑنے والوں کو مومن فرمایا اس سے رد ہو گیا خوارج کا جو گناہ کرنے والے کو کافر کہتے ہین اسکے بعد
یہ فرمایا إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوْا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ یعنے مومن بھائی ہین تو صلح رکھو بھائیون مین اور قسطلانی
مطبوعہ مصر مین یہ آیت مذکور نہین ہے اصیلی کی روایت مین ایک حدیث ابوبکرہ کی اس مقام مین اندر ہے اور وہ یہ ہے إِذَا الْتَقَى
الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا یعنے جب دو مسلمان اپنی اپنی تلوارین لیکر بھڑین تو دونوں کو مسلمان کہا اور یہ بھی دلیل ہے امام
بخاری کی اور رد ہے خوارج پر حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ
حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ وَيُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ ذَهَبْتُ لِأَنْصُرَ هٰذَا الرَّجُلَ فَلَقِيَنِيْ
أَبُوْ بَكْرَةَ فَقَالَ أَيْنَ تُرِيْدُ قُلْتُ أَنْصُرُ هٰذَا الرَّجُلَ قَالَ ارْجِعْ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِي النَّارِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا
الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ قَالَ إِنَّهٗ كَانَ حَرِيْصًا عَلٰى قَتْلِ صَاحِبِهٖ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے عبدالرحمن
بن مبارک نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے حماد بن زید (ابو اسمعیل ازرق) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے

ایوب (سختیانی) اور یونس (ابن عبید بن دینار بصری) نے انہوں نے روایت کی حسن (ابو سعید بن ابی الحسن انصاری) سے
انہوں نے احنف بن قیس (ابو بحر ضحاک) سے انہوں نے کہا میں نکلا اس شخص کی مدد کرنے کو (یعنے حضرت امیر المومنین علی
بن ابیطالب رض کی جیسے مسلم کی روایت میں تصریح ہے) پھر مجھے ملے ابو بکرہ (نفیع بن حارث بن کلدہ صحابی مشہور) انہوں
نے پوچھا تم کہاں جاتے ہو میں نے کہا اس شخص کی مدد کرنیکو انہوں نے کہا لوٹ جا کیونکہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے آپ فرماتے تھے جب دو مسلمان اپنی اپنی تلواریں لیکر بھڑیں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ
قاتل تو خیر (دوزخی ہوگا کیونکہ اسنے مسلمان کو قتل کیا) اور مقتول کیوں دوزخی ہوگا آپ نے فرمایا وہ حرص کرتا تھا اپنے
صاحب کے قتل پر (یعنے گو وہ مار نہ سکا پر اسکا بھی ارادہ یہی تھا کہ اپنے بھائی کو جسطرح بنے مار ڈالے اسوجہ سے وہ جہنمی ہوا) ف
فتح الباری میں ہے کہ احنف بن قیس رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں تھے اور آپکو دیکھا اسلام سے پہلے ایسے لوگوں کو
محدثین کی اصطلاح میں مخضرم کہتے ہیں اور احنف بنی تمیم کے رئیس تھے اسلام کے زمانہ میں اور انکی مثل لائی جاتی ہے حلم میں اور وہ
نکلے تھے اپنی قوم سمیت حضرت علی رض کی مدد کے لیے جنگ جمل میں پھر ابو بکرہ نے انکو منع کیا وہ لوٹ آئے اور ابو بکرہ نے اس حدیث
کو محمول کیا عموم پر یعنے ہر ایک مسلمانوں پر جو آپس میں لڑیں لیکن حق یہ ہے کہ وہ محمول ہے اس قتال پر جو بلا حکم شرعی ہو اور خود
قرآن سے ثابت ہے کہ اہل بغی سے لڑو یہانتک کہ وہ راہ پر آویں اور احنف ابو بکرہ کی رائے سے پھر گئے اور حضرت علی رض کی ساتھ
رہے باقی لڑائیوں میں اور اس حدیث کی بحث کتاب الفتن میں آویگی اگر خدا چاہے اسکے راوی سب بصری ہیں اور اس اسناد میں تین
تابعی ہیں جو ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں اور وہ ایوب اور حسن اور احنف ہیں انتہے مع زیادۃ قسطلانی نے کہا مراد اس حدیث
سے وہ قتال ہے جو بغیر تاویل جائز کے ہو لیکن جب دونوں طرف صحابی ہوں تو ظاہر ہے کہ وہ قتال اجتہاد سے ہوگا اور صلاح
دین کے گمان کر اسے قتال میں جو صواب پر ہو اسکو دو اجر ہیں اور جو خطا پر ہو اسکو ایک اجر ہے اور اس حدیث سے یہ نکلا کہ جو معصیت
کا حیلہ ٹھان لیوے اور اپنا دل اسپر جما دیوے وہ گنہگار ہوگا اس اعتقاد اور عزم کی وجہ سے اور یہ اس حدیث کے منافی نہیں ہے
کہ جب کوئی بندہ گناہ کا ارادہ کرے لیکن گناہ نہ کرے تو اسکا مؤاخذت نہ ہو کیونکہ اس حدیث میں ارادے سے صرف قصد
اور وسوسہ مراد ہے جو دل میں گذری اور جمی نہیں اور مؤلف نے اس حدیث کو فتن میں اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی نے بھی روایت
کیا ہے عینی نے کہا یہ جو حدیث میں ہے کہ قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہونگے یہ اس صورت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ انکو اس فعل
کا بدلہ دیوے اور عذاب کرنا چاہے جیسے اہلسنت کا مذہب ہے اور بعضوں نے کہا اسکا معنے یہ ہے کہ وہ دونوں دوزخ کے مستحق ہونگے
اب انکا امر خدا کی مشیت پر موقوف ہے اور حدیث محمول ہے اس قتال پر جو بغیر تاویل شرعی کے ہو اور مذہب حق جسپر اہلسنت
ہیں یہ ہے کہ صحابہ کی مشاجرات اور محاربات سے سکوت کرنا چاہیے اور یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ مجتہد تھے تاویل پر لڑتے تھے اور

ان میں سے کسی کی غرض دنیا جوڑنا نہ تھا بلکہ بعض ان میں سے صواب پر تھے بعض خطا پر اور الله تعالےٰ نے مجتہد مخطی پر
حرج نہیں کی اور مجتہد مصیب کو دوہرا ثواب ہے انتہیٰ مترجم نے کہا یہ حدیث نسخہ مطبوعہ مصر میں جو قسطلانی کے
متن پر اس باب میں نہیں ہے بلکہ اس باب میں صرف ابوذر کی حدیث ہے جو آگے آتی ہے اور اس باب کے بعد ایک باب زیادہ
ہے جس میں آیت وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا اور یہ حدیث مذکور ہے اور نسخہ مطبوعہ دہلی میں یہ
دونوں حدیثیں ایک ہی باب میں مذکور ہیں اور اس ترجمہ میں نسخہ مطبوعہ دہلی کا اتباع کیا گیا ہے حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ
ابْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ الْاَحْدَبِ عَنِ الْمَعْرُوْرِ قَالَ لَقِيْتُ اَبَا ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ
وَعَلٰى غُلَامِهٖ حُلَّةٌ فَسَاَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنِّيْ سَابَبْتُ رَجُلًا فَعَيَّرْتُهٗ بِاُمِّهٖ فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَا اَبَا ذَرٍّ اَعَيَّرْتَهٗ بِاُمِّهٖ اِنَّكَ امْرُؤٌ فِيْكَ جَاهِلِيَّةٌ اِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَيْدِيْكُمْ فَمَنْ كَانَ اَخُوْهُ تَحْتَ يَدِهٖ
فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَاْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَاِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ فَاَعِيْنُوْهُمْ ترجمہ
حدیث بیان کی ہمسے سلیمان بن حرب ازدی بصری نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ (بن حجاج) نے
انہوں نے روایت کی واصل (ابن حیان) سے انہوں نے معرور (ابن سوید) سے انہوں نے کہا میں ابوذر سے ملا ربذہ میں
(ربذہ ایک مقام ہے مدینہ سے تین منزل پر اور ابوذر کا نام جندب بن جنادہ غفاری ہے اور وہ مشہور صحابی ہیں جو زاہد
اور دنیا سے نفور تھے) وہ ایک جوڑا پہنے تھے (یعنے ایک چادر اور ایک تہبند دو کپڑوں کو جوڑا کہتے ہیں) اونکا غلام بھی
ایک جوڑا پہنے تھا میں نے اسکا سبب پوچھا (یعنے دونوں کے جوڑے یکساں ہونیکا کیونکہ عادت زمانہ کی یہی ہے
غلام کے کپڑے مالک کے کپڑوں سے کم قیمت کے ہوتے ہیں) ابوذر رضہ نے کہا میں نے گالی گلوچ کی ایک شخص سے تو میں نے
اسکو ماں کی گالی دی (یعنی اسکا عیب ماں کی طرف منسوب کیا کہ اسکی ماں عجمی تھی میں نے اسکو برا کہا اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے
اسکو کہا اے سودا (یعنے کالی) کے بیٹے یہ سنکر جناب سرور عالم رسول مقبول صلے الله علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا اے
ابوذر تونے اسکو ماں کی گالی دی تو ایسا آدمی ہے جس میں جاہلیت ہے ف شاید یہ فعل ابوذر نے اس وقت کیا جب
انکو اسکی حرمت معلوم نہ تھی اور مطلب یہ ہے کہ تجھ میں جاہلیت کی ایک خصلت باقی رہ گئی ہے ورنہ ابوذر ایمان کے اعلےٰ
درجہ میں تھے اور آپنے اون کو تنبیہ کی یہ کلمہ فرماکر تاکہ پھر ایسی حرکت نہ کریں اور ولید بن مسلم نے روایت کیا کہ یہ شخص
جن سے ابوذر نے گالی گلوچ کی بلال تھے جو مؤذن تھے رسول الله صلے الله علیہ وسلم کے اور باوردی نے روایت کیا کہ
جب بلال نے ابوذر کی شکایت کی سرور کائنات صلے الله علیہ وسلم سے تو آپ نے ابوذر سے فرمایا کیا تو نے بلال کو
گالی دی اور اونکی ماں کو گالی کہا ابوذر نے کہا بیشک آپ نے فرمایا تجھ میں جاہلیت کے کبر کا کچھ اثر باقی ہے یہ سنکر ابوذر

اپنا رخسارہ زمین پر رکھدیا اور کہا کہ میں اپنا گال زمین پر سے نہ اٹھاؤنگا جبتک بلال اسکو اپنے قدم سے نہ روندیگا ابن ملقن نے کہا
کہ پھر بلال نے پاؤں سے انکے گال کو روندا سبحان اللہ ابوذر غفاری عاشق رسول تھے جب معشوق نے یہ فرمایا کہ تجھ میں کبر اور غرور کا
اثر ہے تو عاشق نے اس بری صفت کو خاک میں ملایا اپنا منہہ غلام کے پاؤں سے روندوایا حضرت بلال گو اصل میں غلام تھے
جنکو حضرت ابوبکر صدیق رض نے خرید کر آزاد کر دیا تھا پر رسول مقبول سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا شرف انکو
ایسا حاصل ہوا کہ ساری نیک شریفوں سے گوے سبقت لے گئے رضی اللہ جل جلالہ ان سب بزرگوں سے اور حشر میں ہمکو
انکا ساتھ نصیب کرے آمین یا رب العالمین (قسطلانی سے زیادہ) ف تمہارے تابعدار (یعنے خدمتگار اور غلام لونڈی)
تمہارے بھائی ہیں (بوجہ اسلام کے یا اسوجہ سے کہ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں) اللہ تعالی نے (اپنے فضل سے) انکو تمہارے ہاتھ
کے تلے کیا (اور تمکو انکا مالک اور سردار اور حاکم بنایا) پھر جسکا بھائی اسکے ہاتھ کے تلے ہو (یعنے غلام لونڈی نوکر چاکر
خدمتگار میں سے کوئی) تو کھلاوے اسکو جو آپ کھاوے اور پہناوے اوسکو جو آپ پہنے اور مت تکلیف دو انکو اتنے کام کی کہ وہ
عاجز ہو جاویں (یہ نہی تحریمی ہے) اگر ایسی تکلیف دو (یعنے کسی موقع پر ایسا کام پڑ جاوے) تو انکی مدد کرو (خود بھی اُس
کام میں شریک ہو جاؤ) ف قسطلانی نے کہا جب کوئی غلام لونڈی کو اپنے قوت میں سے کھلاوے تو اس نے اپنے کھانے
میں سے کھلایا اور یہ ضرور نہیں کہ جو چیز آپ کھاوے میوہ ہو یا سالن وغیرہ اسمیں سے اوسکو بھی کھلاوے لیکن ایسا کرنا مستحب ہے
اور غلام لونڈی کی مثل ہیں نوکر اور چاکر اور خدمتگار اور مہمان اور جانور اور اس حدیث سے ممانعت نکلی غلام لونڈیوں کو گالی دینے
کی اور ترغیب ہے انکے ساتھ احسان اور عمدہ سلوک کرنے کی اور انکے ساتھ نرمی کرنے کی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مسلمانوں میں
ایک کو دوسرے پر فضیلت صرف تقوی کی وجہ سے ہے تو شریف النسب کو شرافت نسب کچھ کام نہ آویگی جب وہ متقی نہ ہو اور
کمینہ اگر متقی ہو تو اوسکا تقوی کام آویگا فرمایا اللہ تعالے نے اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت اسکی ہے جو تم میں زیادہ
پرہیزگار ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ غلام کو بھائی کہہ سکتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اچھی بات کا حکم کرنا چاہیے اور بری بات سے منع
کرنا چاہیے اور اس حدیث کو مولف نے کتاب العتق اور کتاب الادب میں نکالا اور مسلم نے کتاب الایمان اور نذور میں اور ابوداؤد اور ترمذی
نے باختلاف الفاظ انتہی کرمانی نے کہا نووی نے کہا یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ ابوذر نے جس سے گالی گلوج کی وہ غلام تھا
حافظ ابن حجر نے کہا مولف نے اس حدیث کو ادب مفرد میں روایت کیا اسمیں یہ ہے کہ میں نے ابوذر پر ایک چادر دیکھی اور انکے غلام
پر ایک چادر (اسی قسم کی) دیکھی میں نے کہا اگر تم اس چادر کو اپنے غلام سے لیکر پہنو تو تمہارے پاس پورا جوڑا ہو جاویگا
اور مسلم کی روایت میں ہے ہم نے کہا اے ابوذر اگر تم یہ دونوں کپڑے لیلو تو ایک جوڑا ہو جاوے اور ابوداؤد کی روایت میں
ہے لوگوں نے کہا اے ابوذر اگر تم وہ کپڑا جو تمہارے غلام پر ہے لیلو اور اپنے کپڑے کے ساتھ ملالو تو ایک جوڑا ہو جاوے اور اس

یہ موافق ہی اہل لغت کی قول کی جو کہتے ہین دو کپڑے ونکو ملاؤ تو جوڑا ہو جاتا ہی اور اس روایت کی موافق جو اصل کتاب مین ہے
جمع کرنیسے دو جوڑے ہو جاتی ہین اور دونو روایتون مین جمع ممکن ہی اسطرح سے کہ ابوذر پر ایک چادر نئی ہو گی اور ایک پرانی اسی
قسم کی اور ویسا ہی انکے غلام کے پاس تو لوگون نے یہ کہا اگر تم نئی چادر غلام سے لیلو اور اپنی نئی چادر کے ساتھ ملالو اور اپنی
پرانی چادر غلام کو دیدو تو ایک نیا جوڑا پورا آجاویگا اس تاویل سے دونو روایتین ایک ہو گئین اور پوری جوڑی ہونیسے
جو اعمش کی روایت مین ہی ادب مفرد مین یہی مراد ہے یعنی ایک نیا جوڑا پورا ہو جاویگا اور بعض اہل لغت نے یہ کہا ہی کہ حلہ
یعنے جوڑا نئے دو کپڑے کا ہوتا ہے جب انکو تہ سے کہولین تو حلہ کہتی ہین تحلیل سے اور ابوذر رض کے اس غلام کا نام معلوم
ہوا اور احتمال ہے کہ وہ ابو مراوح ہو جو مولی تہا ابوذر کا اور صحیحین مین اسی سے روایت ہی اور مسلم نے کنی مین کہا کہ اس
غلام کا نام سعد تہا اور مسلم کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ ابوذر نے کہا جو شخص مردونکو گالی دیگا تو وہ اسکے ماں اور
باپ کو گالی دین گے تب آپنے یہ حدیث فرمائی اور یہی نزدیک یہ ہی کہ ابوذر نے یہ فعل اسوقت کیا جب انکو اسکی حرمت معلوم
نہ تہی تو گویا جاہلیت کی یہ خصلت ان مین باقی رہگئی تہی اسیواسطے ابوذر نے کہا کیا اسوقت تک یعنے اتنا بوڑہا ہو گیا
ابہی تک مجہ مین جاہلیت ہی آپ نے فرمایا ہان یہ روایت ادب مفرد مین ہی گویا ابوذر نے تعجب کیا کہ باوجود کبرسن کے یہ امر مجہپر
پوشیدہ رہا آپ نے بیان فرمایا کہ یہ جاہلیت کی خصلت ہی اور شرعا مذموم ہے بعد اسکے ابوذر اپنے غلام کو اپنے برابر رکہنے لگی
لباس وغیرہ مین اور عمل کیا احتیاط پر اگرچہ لفظ حدیث سے غلام لونڈی کی دلجوئی اور خاطرداری نکلتی ہے نہ مساوات اور برابری
اور ہم باقی تفصیل اسکی کتاب العتق مین خدا چاہے تو بیان کرینگے اور ابوذر کے اس فعل کا سبب دوسری ایک مرفوع روایت
مین مذکور ہے اس سے زیادہ تصریح سے جسکو روایت کیا طبرانی نے ابو غالب سے انہون نے ابو امامہ سے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے ابوذر کو ایک غلام دیا اور فرمایا کہلاؤ اسکو جو تو کہاوے اور پہناؤ اسکو جو تو پہنے ابوذر کے پاس اسوقت ایک
کپڑا تہا انہون نے اسکے دو ٹکڑے کیے اور غلام کو آدہا کپڑا دیدیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکہا اور ابوذر سے اسکا
سبب پوچہا انہون نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تہا تم کہاؤ انکو کہلاؤ اور جو تم پہنو انکو پہناؤ آپ نے فرمایا ہان
مترجم کہتا ہے تو ابوذر رض نے یہ حدیث بیان کر کے معرور کی بات کا جواب دیا کہ مین اسوجہ سے جوڑے کو پورا نہین کر
سکتا اور جو مین پہنتا ہون وہی غلام کو پہناتا ہون سبحان اللہ غلام لونڈی کیا ایسے لوگون کو روا ہے کہ جو ان سے
ایسا برتاؤ کرین نہ ان لوگون کو جو انکو ذلیل سمجہین انسے گالی گلوچ کرین کہانے پینے کی تکلیف دین انکی طاقت سے
زیادہ انسے کام لین یہ سب فعل حرام اور مکروہ ہین اور حاکم کو انپر مواخذہ اور زجر پہونچتا ہے

باب ظلم دون ظلم

ایک ظلم (گناہ) دوسرے ظلم (گناہ) سے کم ہے ف حافظ ابن حجر نے کہا دون کے معنے یہان اقرب کے ہین یعنی ظلم کی

قسم الگ الگ ہیں یاد رکھو ہیں یعنے بعضے ظلم دوسرے سے کم ہیں یا زیادہ ظاہر ہے مصنف کے مقصود ہیں اور یہ
جو ایک حدیث کا لفظ ہے جسکو روایت کیا امام احمد نے کتاب الایمان میں عطاء سے اور روایت کیا اسکو طاؤس کے
طریق سے ابن عباس سے اسی معنی میں اور یہی مطلب ہے اس آیت کا وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللهُ الآية تو مؤلف نے
اسکو ترجمہ باب کر دیا اور اسپر استدلال کیا حدیث مرفوع سے عینی نے کہا ابن بطال نے کہا باب کا مقصود یہ ہے کہ ایمان تمام
ہوتا ہے عمل سے اور گناہوں سے ایمان گھٹتا ہے لیکن انکی وجہ سے آدمی کافر نہیں ہوتا اور لوگ اُن میں مختلف ہیں
بقدر صغر وکبر معاصی انتہے حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح قَالَ وَحَدَّثَنِي بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا
مُحَمَّدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ الَّذِينَ آمَنُوا
وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ قَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ فَأَنْزَلَ اللهُ
عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے ابو الولید (ہشام بن عبد الملک طیالسی باہلی بصری)
نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ (بن حجاج) نے ح کہا امام بخاری نے اور حدیث بیان کی مجھسے
بشر (بن خالد ابو محمد عسکری) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد (بن جعفر ہذلی بصری معروف بہ غندر) نے
انہوں نے روایت کی شعبہ (بن حجاج) سے (تو امام بخاری کو یہ حدیث شعبہ سے دو طریق سے پہنچی پہلے طریق میں انکے
اور شعبہ کے درمیان ایک ہی واسطہ ہے ابو الولید کا اور دوسرے طریق میں دو واسطے ہیں لیکن چونکہ دوسرے طریق میں
شعبہ سے غندر راوی ہیں اور وہ سب لوگوں سے زیادہ شعبہ کی روایتوں کو محفوظ رکھنے والے ہیں اسلیے اس طریق کو بھی نکالا اگرچہ
وہ عالی نہیں ہے) انہوں نے سلیمان (بن مہران اعمش اسدی کاہلی کوفی) سے انہوں نے ابراہیم (بن یزید بن قیس نخعی
ابو عمران کوفی فقیہ مشہور) سے انہوں نے علقمہ (بن قیس بن عبد اللہ) سے انہوں نے عبد اللہ بن مسعود رض (صاحب
النعل والوسادہ صحابی مشہور) سے اونہوں نے کہا جب یہ آیت اتری جو لوگ ایمان لائے اور نہیں ملایا اپنے ایمان کو ظلم
(گناہ) سے انہی کو امن ہے اور وہی راہ پانے والے ہیں تو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کہا ہم میں سے
کون ایسا ہے جس نے ظلم نہیں کیا اپنے نفس پر (یعنے گناہ نہیں کیے) تب اللہ پاک عز شانہ نے یہ آیت اتاری کہ شرک بڑا
ظلم (گناہ) ہے ف تو صحابہ نے پہلی آیت کو عموم پر محمول کیا اور انکو فکر پیدا ہوئی کہ گناہ تو ہر شخص سے ہوا
ہے پھر امن پانے والا اور راہ پانے والا کوئی نہ ہوا اللہ پاک نے دوسری آیت سے یہ بیان فرمایا کہ ظلم سے اس آیت میں
ظلم عظیم مراد ہے وہ کیا ہے شرک تو مطلب یہ ہوا کہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے پھر شرک نہیں کی انکو امن ہے گو
اور قسم کے ظلموں یعنے گناہوں میں جو شرک سے کم ہیں آلودہ ہو گئے ہوں قسطلانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا

نہ گناہون کو شرک نہین کہتے اور جو کوئی ایمان لاوے پہر شرک کرے اسکو امن ہے اور اسنے راہ پالی اب اگر کوئی اعتراض کرے کہ اور گناہون کی وجہ سے بہی مومن کو عذاب ہو سکتا ہے تو امن کہان ہوا اسکا جواب یہ ہے کہ امن سے مراد یہان ہمیشہ کی دوزخ سے امن ہے اور شرک کے سوا اور گناہون سے ہمیشہ کی دوزخ نہین ملیگی تو امن ہوا ہمیشہ دوزخ مین رہنے سے اور یہ بہی معلوم ہوا کہ ظلم کے درجے ہین اور عام سے کبہی خاص معنے مراد ہوتا ہے اور اس اسناد مین تین تابعی ایک دوسرے سے روایت کرتے ہین اور وہ اعمش اور ابراہیم اور علقمہ ہین اور تینون فقہاء کوفہ مین سے ہین اور یہ حدیث کو مؤلف نے باب احادیث الانبیاء اور کتاب التفسیر مین نکالا ہے اور مسلم نے ایمان مین اور ترمذی نے اسے مختصراً فتح الباری مین ہے ابو نعیم نے اپنے مستخرج مین اتنا زیادہ کیا کہ صحابہ نے کہا جب آیت اوتری اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ تو ہم خوش ہو گئے اور اس سے معلوم ہوا کہ دوسری آیت کی اوترنے کا جو سورہ لقمان مین ہے یہی سبب ہوا اور بعضی روایتون مین ہے کہ جب صحابہ نے یہ سوال کیا تو آپ نے فرمایا کیا تم نے لقمانؑ کا قول نہین سنا اور ایک روایت مین ہے کہ ایسا نہین ہے جیسا تم سمجہتے ہو اور عیسی بن یونس کی روایت مین ہے کہ آپ نے فرمایا ظلم سے مراد اس آیت مین شرک ہے کیا تم نے لقمانؑ کا قول نہین سنا ان روایتون سے یہ نکلتا ہے کہ صحابہ کو حضرت لقمان کا قول معلوم تہا اور آپ نے انکو جتلا دیا اور احتمال ہے کہ اسی وقت یہ آیت اوتری ہو اور آپ نے اوسکو پڑہا ہو اور صحابہ کو جتلایا ہو تو دونون روایتون مین اختلاف نہ ہوگا خطابی نے کہا صحابہ کے نزدیک شرک ظلم سے بڑہکر تہی اسواسطے اونہون نے ظلم سے اور دوسرے گناہ سمجہے اور یہ سوال کیا تب یہ آیت اتری اور میرے نزدیک یہ ہے کہ صحابہ نے ظلم کو عام سمجہا جو شامل ہے شرک اور غیر شرک کو اور آیت مین گو اسکی تصریح نہین ہے کہ جو ظلم کریگا اسکے لیے امن اور ہدایت نہین ہے پر یہ مفہوم آیت سے نکلتا ہے یا تقدیم لہم سے امن پر کیونکہ یہ تقدیم اختصاص کے لیے ہے جیسے اِيَّاكَ نَعْبُدُ مین لیتے ہین مختصراً مترجم کہتا ہے شرک بڑا ظلم ٹہیرا اسلیے کہ اپنے مالک حقیقی کو جس نے پیدا کیا عقل دی اور وہی روزی دیتا ہے اور وہی تندرستی اور تمام نعمتین اسکی چہوڑکر دوسرے کو مالک بنانا یا مالک حقیقی کیطرح اسکی تعظیم بجالانا ظلم نہین تو کیا ہے معاذ اللہ یہ ایسا گناہ ہے جسکو کبہی خدا نہین بخشیگا اور سب گناہون کے بخشے جانیکی توقع ہے ۔

باب عَلَامَةِ الْمُنَافِقِ منافق کی نشانی کا بیان اور ایک نسخہ مین علامات ہے صیغہ جمع سے یعنی نشانیون کا

ف فتح الباری مین ہے کہ جب امام بخاری یہ بیان کر چکے کہ کفر اسیطرح ظلم کے کئی درجے ہین تو اوسکے بعد یہ باب لائے کہ نفاق کے بہی کئی درجے ہین شیخ محی الدین نے کہا مراد بخاری کی اس ترجمہ سے یہ ہے کہ گناہون سے ایمان گہٹ جاتا ہے جیسے عبادت سے بڑہ جاتا ہے اور کرمانی نے کہا اس باب کی مناسبت کتاب الایمان سے یہ ہے کہ نفاق نشانی ہے ایمان نہ ہونیکی یا اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض

نفاق کفر ہے اور بعض کفر نہیں ہے اور نفاق کے معنے لغت میں باطن کا خلاف ہونا ظاہر کے پھر اگر یہ عقائد میں ہو تو
وہ نفاق کفر ہے ورنہ نفاق عمل ہے اور اسمیں فعل اور ترک دونوں داخل ہیں اور اسکے درجات متفاوت ہیں انتہے مترجم
کہتا ہے کہ جب امام بخاری نے اوپر بیان کیا کہ کفر کے کئی درجے ہیں ایک تو وہ جس سے ملت سے نکل جاتا ہے اور ایک وہ
جس سے ملت سے نہیں نکلتا لیکن گنہگار ہوتا ہے تو اب بیان کرنا چاہا کہ نفاق کا بھی یہی حال ہے اسکے بھی کئی درجے
ہیں اور نفاق بھی ایک قسم ہے کفر کی کیونکہ نفاق کفر خفی ہے جیسے کفر اکثر کفر جلی کو کہتے ہیں اس صورت میں مناسبت باب ابواب
سابقہ سے ظاہر ہے **حدثنا** سليمان ابو الربيع قال حدثنا اسمعيل بن جعفر قال حدثنا نافع
ابن مالك بن ابي عامر ابو سهيل عن ابيه عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اية
المنافق ثلاث اذا حدث كذب واذا وعد اخلف واذا اؤتمن خان ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے سلیمان
ابو الربیع بن داؤد زہرانی عتکی نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے اسمعیل بن جعفر بن ابی کثیر انصاری نے جو
قاری مشہور ہیں انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے نافع بن مالک بن ابی عامر ابو سہیل (اصبحی تیمی مدنی) نے انہوں نے
روایت کی اپنے باپ مالک بن ابی عامر سے (جو دادا ہیں امام مالک کے) انہوں نے ابو ہریرہ رض سے انہوں نے
جناب سید انبیا محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے فرمایا منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے تو جھوٹ
بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب اسکے پاس امانت رکھی جاوے اسمیں خیانت کرے ف فتح الباری میں ہے
ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ منافق کی نشانیاں محصور ہیں ان تین میں پھر دوسری روایت میں چار نشانیوں کا کیونکر
بیان ہے قرطبی نے اسکا یہ جواب دیا ہے کہ شاید بعد آپکو منافقوں کی اور کوئی خصلت بھی معلوم ہوئی ہو جو پہلے معلوم
نہ تھی اور میں کہتا ہوں کہ دونوں روایتوں میں تعارض نہیں ہے کسلیے کہ نفاق کی ایک خصلت بیان کرنے سے یہ لازم
نہیں آتا کہ وہ نفاق کی نشانی بھی ہو بلکہ ہو سکتا ہے کہ یہی تینوں خصلتیں علامات ہوں نفاق کی اور خصلت
زائدہ سے تکمیل نفاق ہو علاوہ اسکے مسلم کی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مقصود حصر نہیں ہے ان تین علامتوں
میں کیونکہ اونکا لفظ یہ ہے من علامة المنافق ثلاث اور ایسا ہی روایت کیا طبرانی نے اوسط میں ابو سعید
خدری سے اور جب یہ لفظ اسپر محمول ہوگا تو کوئی اعتراض نہ ہوگا کیونکہ آپنے ایک وقت میں بعضی نشانیوں کو بیان
کیا اور ایک وقت میں دوسری نشانیوں کو اور قرطبی اور نووی نے کہا کہ دونوں روایتوں کے ملانے سے نفاق کی
پانچ خصلتیں نکلتی ہیں دو تو دونوں میں مذکور ہیں جھوٹ بولنا امانت میں خیانت کرنا اور ایک پہلی روایت
میں وعدہ خلافی کرنا اور دو دوسری روایت میں اقرار کے بعد دغا کرنا تکرار میں فجور کرنا اور مسلم کی روایت میں دغا

کے عوض وعدہ خلافی مذکور ہے اور شاید یہ تصرف ہو بعض راویونکا لفظ مین کیونکہ مقصود ان دونو کا ایک ہے اس صورت
مین صرف ایک خصلت زائد ہوئی یعنے تکرار مین فجور کرنا اور فجور کہتے ہین حق کو چھوڑ دینا اور حق کے رد کرنیکے لیے حیلے
نکالنا اور یہ خصلت پہلی خصلت یعنے دروغگوئی مین بھی شریک ہوسکتی ہے اور وجہ انحصار کی ان تین خصلتون پر یہ ہے کہ
یہ تینون تنبیہ کرتی ہین اپنے سوا اور خصلتون پر اسواسطے کہ اصل دینداری منحصر ہے تین چیزون مین قول اور فعل اور نیت
مین تو کذب سے فساد قول ہے اور خیانت سے فساد فعل ہے اور وعدہ خلافی سے فساد نیت ہے کیونکہ وعدہ خلافی وہی
مذموم ہے کہ وعدے کے وقت ہی نیت ہو اوسکے خلاف کرنے کی اور جو نیت ہو وعدہ پورا کرنے کی لیکن کسی عذر یا
مانع کی وجہ سے اسکو پورا نہ کرسکے تو وہ نفاق نہین ہے یہ امام غزالی نے احیاء العلوم مین لکھا ہے اور طبرانی نے ایک حدیث
طویل نقل کی ہے جو اس مطلب کی شاہد ہے انہون نے روایت کیا سلمان سے اور اسمین یہ ہے کہ جب وعدہ کرے اور دل مین
یہ ہو کہ مین اسکے خلاف کرونگا اور اسکا اسناد برا نہین ہے اسمین کوئی شخص ایسا نہین ہے جسکے ترک پر اجماع ہو اور یہ حدیث
سنن ابوداؤد اور ترمذی مین بھی موجود ہے زید بن ارقم کی روایت سے اسمین یہ ہے کہ جب وعدہ کرے آدمی اپنے بھائی سے
اور اسکی نیت یہ ہو کہ پورا کریگا پھر پورا نہ کرے تو اسپر گناہ نہین ہے اور وعدے سے مراد حدیث مین وہ وعدہ ہے جو نیکی کے
لیے ہو نہ وہ جو برائی کے لیے ہو اوسکے تو خلاف کرنا مستحب ہے اور جھوٹ سے مراد یہ ہے کہ واقعہ کو خلاف بیان کرے
جھوٹ بولنے کی قصد سے نہ یہ کہ مبالغہ کرے کسی عیش کے ذکر مین جو وہ اوٹھا چکا ہو ابن التین نے امام مالک سے نقل کیا ہے
کہ اس قسم کا مبالغہ اس جھوٹ مین داخل نہین ہے اور نہ ضرر کرتا ہے بلکہ مضر وہی کذب ہے جو نقل کرے اشیاء کو برخلاف
واقعہ بقصد کذب اور امام نووی نے کہا کہ اس حدیث کو ایک جماعت علماء نے مشکل خیال کیا ہے اسوجہ سے کہ کبھی یہ خصلتین
مسلمان مین بھی پائی جاتی ہین جو بالاجماع کافر نہین ہے پھر یہ کہا کہ اسمین اشکال نہین ہے بلکہ حدیث کا مطلب
صحیح اور صاف ہے اور محققین نے یہ کہا ہے کہ مطلب حدیث کا یہ ہے کہ یہ خصلتین نفاق کی ہین اور جسمین یہ خصلتین
ہون وہ مشابہ ہے منافقون کے اور متخلق ہے انکے اخلاق سے حافظ ابن حجر نے کہا حاصل اس جواب کا یہ ہے کہ اطلاق
منافق کا ایسے شخص پر مجاز ہے بطریق تشبیہ کے یعنے وہ منافق کے مثل ہے اور یہ اس پر مبنی ہے کہ نفاق سے
نفاق کفر مراد ہو اور بعضون نے یہ جواب دیا ہے کہ نفاق سے مراد یہان نفاق عمل ہے جو کفر نہین ہے جیسے اوپر ہم نے
بیان کیا اور قرطبی نے اسی جواب کو پسند کیا ہے اور استدلال کیا ہے حضرت عمر کے قول کا کہ انہون نے حذیفہ سے
کہا تھا تم مجھ مین کچھ نفاق پاتے ہو کیونکہ مراد اون کی نفاق کفر نہ تھی بلکہ نفاق عمل اور اسکے مؤید ہے وہ جو دوسری
روایت مین ہے کہ جسمین یہ چارون خصلتین ہونگی وہ خالص منافق ہے اور بعضون نے کہا نفاق کا اطلاق یہان

انذار اور تخویف کیلیے ہی ایسی خصلتوں کے ارتکاب سے اور ظاہر معنے مراد نہیں اور بعضوں نے کہا مراد وہ شخص ہے جو ان
خصلتوں کی عادت کرے اور بعضوں نے کہا منافق سے مراد یہاں ایک شخص خاص ہے منافقین سے جسکی خصلتیں آپنے
بیان فرمائیں اور یہ عمدہ جواب ہی ہے جسکو قرطبی نے پسند کیا ہے انتہی قسطلانی نے کہا اس حدیث کے سب رجال کوفی ہیں سوا ابو
الرجیم کی اور ایک تابعی نے دوسرے تابعی سے روایت کی ہے اور اس حدیث کو مؤلف نے وصایا اور شہادات اور ادب میں بھی
بیان کیا ہے اور امام مسلم نے کتاب الایمان میں اور ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے انتہے حَدَّثَنَا
قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ
فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ
وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ تَابَعَهُ شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے قبیصہ (بفتح قاف
وکسر باے موحدہ) بن عقبہ (بن محمد ابو عامر سوائی کوفی) نے ف قسطلانی نے کہا انکی توثیق میں اختلاف ہے اسوجہ سے
کہ انہوں نے سفیان ثوری سے سنا حالت صغر میں اور ضبط نہیں رہا تو انکی روایتیں حجت ہیں مگر جو انہوں نے سفیان سے
کیں اور امام بخاری کا حجت لانا انکی حدیث سے کافی ہے انکی توثیق کے لیے امام احمد نے کہا وہ ثقہ ہے لا باس بہ لیکن
کثیر الغلط ہی اور معارض ہے اسکے ابو حاتم کا قول کہ انہوں نے کہا میں نے حدیث بیان کرنیوالوں میں سے کسیکو نہیں
دیکھا جو حدیث کے الفاظ کو خوب یاد رکھے اور انہیں بالکل تغیر نہ کرے سوا قبیصہ اور ابو نعیم کے وفات پائی انہوں نے
محرم سنہ ۲۱۳ ہجری میں اور نووی نے کہا سنہ ۲۱۵ میں انتہے ف انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان
(بن سعید بن مسروق ابو عبد اللہ ثوری امام فقیہ مجتہد مشہور) نے انہوں نے روایت کی اعمش (سلیمان بن مہران کوفی)
سے انہوں نے عبد اللہ بن مرہ (تابعی) سے اونہوں نے مسروق (بن اجدع بن مالک ہمدانی کوفی حضرمی تابعی مشہور)
سے انہوں نے عبد اللہ بن عمرو (بن عاص رض) سے انہوں نے کہا فرمایا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
چار خصلتیں ہیں جسمیں وہ چاروں ہوں گی تو وہ نرا منافق ہوگا یعنے منافق عملی نہ اعتقادی اگر اعتقاد اسکا درست
ہو) اور جسمیں ایک ہوگی ان چاروں میں سے تو اس میں ایک خصلت ہوگی نفاق کی جب تک وہ اسکو چھوڑ نہ دیوے
جب اسکے پاس امانت رکھی جاوے تو وہ خیانت کرے (خواہ امانت مال کی ہو یا کسی راز کی اسکو افشا کرے یا کسی عہدہ اور
خدمت کے اسکا حق بجا نہ لاوے اور ظلم کرے یا رشوت کہاوے) اور جب نقل کرے تو جھوٹ نقل کرے اور جب عہد کرے تو دغا
کرے اور جب تکرار کرے تو حق سے پھر جاوے۔ امام بخاری نے کہا متابعت کی سفیان ثوری کی شعبہ نے اعمش سے ف

اور یہ متابعت مولف نے کتاب المظالم میں نکالی ہے اور بشر دہیں تین یعنی ہیں جو ایک سے سو روایت کرتی ہیں اور
اور مولف نے اسحدیث کو باب الجزیہ میں اور مسلم نے ایمان میں اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہو فتح الباری میں ہے کہ
قبیصہ کی روایت سفیان سے یحیی بن معین نے ضعیف کی ہے اور شیخ محی الدین نے کہا ہے کہ امام بخاری نے اس ابت
کو متابعۃ ذکر کیا نہ اصالۃ اور کرمانی نے اسپر اعتراض کیا کہ یہ روایت پہلی روایت کی مخالف ہے لفظ اور معنے میں تو متابع
کیونکر ہوگی حافظ ابن حجر نے کہا مراد شیخ کی متابعت سے یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح مسلم وغیرہ میں ثوری سے دوسرے طریقوں سے
مروی ہے اور خود مولف کے پاس بھی دوسرے طریقے سے شعبہ کی روایت سے موجود ہے اور یہی وجہ ہے کہ مولف نے استشہاداً
متابعت شعبہ کا ذکر کیا اور شاید کرمانی یہ سمجھے کہ متابعت سے ابو ہریرہ کی حدیث متابعت مراد ہے جو اس سے پہلے کی
باب میں بیان ہوئی حالانکہ شیخ کا یہ مطلب نہیں ہے ورنہ شاید کہتے اسپر بھی کرمانی کہ یہ کہنا کہ دونوں میں مخالفت معنوی
ہے مسلم نہیں ہے غایت مافی الباب یہ ہے کہ ایک میں زیادت ہو اور زیادت ثقہ متقن کی مقبول ہے صاحب تیسیر نے
کہا کہ تابعہ میں ضمیر مفعول قبیصہ کیطرف ہے یعنے قبیصہ کی متابعت کی شعبہ نے یعنے شعبہ نے بھی اسحدیث کو سفیان
سے روایت کیا حالانکہ یہ بالکل غلط ہے شعبہ نے اعمش سے روایت کیا نہ سفیان سے اور باب المظالم میں جو مولف نے
سند بیان کی ہے اسمیں یون ہے حدثنا بشر انا محمد عن شعبۃ عن سلیمان اور اگر بخاری کی یہ مراد ہوتی تو یون کہتے تابعہ شعبۃ
عن سفیان بہر حال یہ اعتراض کہ امام بخاری نے قبیصہ عن سفیان کی روایت کو نکالا حالانکہ وہ ضعیف ہے یحیی بن معین
وغیرہ کے قول سے ساقط ہے بچند وجوہ اول یہ کہ ضعف مختلف فیہ ہے بہت لوگوں نے انکی توثیق بھی کی ہے دوسرے
یہ کہ ذکر اس روایت کا متابعۃ ہے کیونکہ خود مولف کے پاس یہ روایت بروایت بشر عن محمد عن شعبۃ موجود ہے تیسرے
یہ کہ اسکی شاہد ابو ہریرہ کی روایت موجود ہے واللہ اعلم **باب** قِیَامُ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ مِنَ الْاِیْمَانِ باب بیان
میں اسکے کہ شب قدر کو عبادت کرنا ایمان میں داخل ہے **ف** قسطلانی نے کہا جب امام بخاری نے کتاب الایمان کو ذکر
کیا اور بالخیر باب اسکی مناسبت سے بیان کرکے نفاق کی نشانیاں بھی بیان کین تو پھر ایمان کی نشانیوں کا ذکر شروع
کیا **حَدَّثَنَا** اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ یَّقُمْ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ
ذَنْبِهٖ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے ابو الیمان (حکم بن نافع بہرانی حمصی) نے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو شعیب بن
ابی حمزہ نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو الزناد (عبد اللہ بن ذکوان قرشی) نے انہوں نے روایت کی اعرج
(عبد الرحمن بن ہرمز مدنی) سے انہوں نے سنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (عبد الرحمن بن صخر صحابی مشہور) سے کہا کہ

جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کھڑا ہو (عبادت کیلیے) شب قدر میں ایمان یعنے یقین کہکر کہ وہ حق ہے اور ثواب کے
سے) حاصل خدا کے واسطے (نہ ریا کے لیے) تو اوسکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے **ف** قسطلانی نے کہا یعنے سوا حقوق العباد کے
اور گناہ کیونکہ اجماع ہے اسپر کہ حقوق العباد معاف نہیں ہوتے جبتک اصحاب حقوق راضی نہ ہوں اسحدیث میں یہ نکلا کہ اعمال
ایمان میں داخل ہیں کیونکہ قیام شب قدر کو ایمان کہا اور اصح اسانید ابو ہریرہ یہ ہے عن ابی الزناد عن الاعرج عن
ابی ہریرۃ اور مولف نے اسحدیث کو باب الصیام میں مطولا نکالا اور روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور
مالک نے موطا میں انتہے مختصرا فتح الباری میں ہے کہ جب مولف نے نفاق کی نشانیاں اور انکی قباحت بیان کی تو
پھر ایمان کی نشانیوں کا اور انکی خوبی کا بیان شروع کیا کہ مقصود بالاصالۃ ایمان کے متعلقات کا بیان ہے اور آگے
باتیں تبعا بیان کی گئیں تو بیان کیا کہ قیام شب قدر کا اور قیام رمضان اور صیام رمضان تینوں ایمان میں داخل
اور تینوں کو بروایت ابو ہریرہ بیان کیا انتہے **باب الجہاد من الایمان** یعنی اس بات کے کہ جہاد ایمان میں
داخل ہے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا کہ مولف نے اس باب کو قیام شب قدر اور قیام رمضان کے بیچ میں ذکر کیا اور مناسبت
اس باب کی ذکر کی تو ظاہر ہے کہ ایمان جہاد کی خصلتوں میں سے ہے لیکن ان دونوں بابوں کے بیچ میں لانیکا کیا سبب ہے
اس سبب کو کسی نے بیان نہیں کیا بلکہ کرمانی نے کہا کہ اس فعل سے ظاہر ہے کہ امام بخاری کی نظر اور کسی مناسبت پر نہیں ہے سوا اسکے
کہ خصائل ایمان کا ذکر منظور ہے اور میں کہتا ہوں کہ قیام شب قدر کی مناسبت قیام رمضان سے تو ظاہر ہے پر ان دونوں کے
بیچ میں جہاد کو لانے میں ایک نکتہ ہے وہ یہ ہے کہ شب قدر کا تلاش کرنا بڑی محافظت اور کوشش چاہتا ہے اور پھر بھی
احتمال ہے کہ ملے یا نہ ملے اسیطرح مجاہد شہادت کی تلاش کرتا ہے اور اعلاء کلمۃ اللہ کا قصد کرتا ہے اور کبھی اسکو شہادت
ملجاتی ہے تو دونوں میں مناسبت ظاہر ہے کہ دونوں میں کوشش کرنا پڑتی ہے اور دونوں میں کبھی مقصود حاصل ہو جاتا
ہے تو جو شخص شب قدر کو ڈھونڈھنے کیلیے قیام اور عبادت کرے اسکو اجر ہے اور جو شب قدر ملجاوے تو بہت بڑا اجر
ہے اسیطرح مجاہد کو بھی التماس شہادت کا اجر ہے پھر اگر شہادت ملجاوے تو بڑا اجر ہے اور اشارہ کرتا ہے اسکی طرف
یہ کہ آپ نے آرزو کی اللہ کی راہ میں شہادت کی تو مولف نے فضل جہاد کو استطرادا ذکر کیا پھر عود کیا قیام رمضان کی
طرف اور وہ نسبت قیام شب قدر کے عام ہے تو گویا ذکر کیا عام کا بعد خاص کے پھر اسکے بعد صیام کا ذکر کیا کیونکہ صیام
ترک ہے اور قیام فعل ہے اور ترک فعل کا مرتبہ بعد فعل کے ہے یا اسوجہ سے کہ رات دن سے مقدم ہے انتہے بلفظ مترجم
کہتا ہے کہ مقصود امام بخاری کا اسباب کو بیان لانیسے یہ ہوگا کہ ماہ رمضان میں دو تو معمولی کام ہیں یعنے دنکو روزہ رکھنا
رات کو تراویح پڑھنا ان دونوں کو تو بعد بیان کیا اور دو غیر معمولی کام ہیں اور وہ دونو سخت ہیں اور ان دونوں میں جہاد

کہ مقصود حاصل ہو یا نہ ہو مگر ثواب ہر طرح سے ہو ایک تو شب قدر کی پانا دوسرے جہاد سے شہادت حاصل کرنا اور اس
اِشارہ سے کہ اگر جہاد ماہ رمضان میں ہو تو وہ زیادہ ثواب کیتا ہے بہ نسبت اور مہینوں کے اسیطرح شہادت ماہ رمضان میں
واللہ اعلم **حدثنا** حرمی بن حفص قال حدثنا عبد الواحد قال حدثنا عمارۃ قال حدثنا
ابو زرعۃ بن عمرو بن جریر قال سمعت ابا ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انتدب
اللہ عز وجل لمن خرج فی سبیلہ لا یخرجہ الا ایمان بی او تصدیق برسلی ان ارجعہ بما نال
من اجر او غنیمۃ او ادخلہ الجنۃ ولو لا ان اشق علی امتی ما قعدت خلف سریۃ ولوددت
انی اقتل فی سبیل اللہ ثم احیی ثم اقتل ثم احیی ثم اقتل **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے حرمی بن حفص
(بن عمر عتکی) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد الواحد (ابن زیاد عبدی) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی
ہمسے عمارہ (بن قعقاع بن شبرمہ کوفی) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو زرعہ (ہرم یا عبد الرحمن یا عمرو یا عبد اللہ)
بن عمرو بن جریر نے اونہوں نے کہا میں نے سنا ابو ہریرہ سے انہوں نے سنا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپنے
فرمایا اللہ ضامن ہوا اس شخص کے لیے جو نکلے اسکی راہ میں اور نہ نکالی اسکو مگر ایمان میری اوپر اور تصدیق میرے پیغمبرون
کی (یہ مقولہ ہے اللہ جل شانہ کا) اور بعض نسخوں میں وتصدیق کے بدلے او تصدیق ہے یعنے یا تصدیق میرے پیغمبرون
کی اور ہر ایک دوسرے کو مستلزم ہے یعنے ایمان مستلزم ہے تصدیق رسل کو اور تصدیق رسل مستلزم ہے ایمان کو تو او
کہنے میں کوئی اعتراض نہ ہوگا اور مطلب حدیث کا یہ ہے کہ وہ نکلے اپنے گہر سے خالص ایمان کیوجہ سے میرے پیغمبرون
کو سچا جاننے کی وجہ سے نہ لوٹ اور ناموری حاصل کرنیکے لیے کس بات کا میں ضامن ہوں ان اسباب کا کہ میں اسکو لوٹا دونگا
اسکے گہر میں ثواب اور غنیمت کے لوٹ کا مال لیکر یا جنت میں اسکو داخل کرونگا (اگر وہ شہید ہو جاوے) اور جو میری امت
پر شاق نہ ہوتا (یہ حضرت کا مقولہ ہے) تو میں کسی لشکر کا ساتھ نہ چھوڑتا **ف** بلکہ ہر لشکر کے ساتھ نکلتا اور آپ
اسوجہ سے ہر لشکر کے ساتھ نہ جا سکتے تھے کہ آپکے نکلنے کی وجہ سے سب لوگ نکلتے اور یہ ہر شاق ہوتا کس لیے
کہ ہر ایک کے پاس سواری اور خرچ نہ ہوتا اور بعضوں کو دنیا کے کام اور ضرورتیں لاحق ہوتیں تو آپ اپنی امت پہ
شفقت فرماتے اور ہر ایک لشکر کے ساتھ نہ نکلتے **ف** اور میں تو یہ چاہتا ہوں کہ مارا جاؤں اللہ کی راہ میں
پھر جلایا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر جلایا جاؤں پھر مارا جاؤں **ف** شہادت کا ثواب اور درجہ بار بار حاصل کرنیکے
لیے اس حدیث سے یہ نکلا کہ شہادت کا ثواب بہت بڑا ہے اسیطرح جہاد کی فضیلت اور مؤلف نے اس حدیث کو باب الجہاد میں
روایت کیا اور مسلم اور نسائی نے (قسطلانی) اور مطلب باب کا اس فقرہ میں ہے لا یخرجہ الا ایمان بی وتصدیق برسلی

کیونکہ یہ سب متعلقات ہیں متعلق جہاد ایمان کے اور جہاد ایمان کا ایک رکن ہے جب تو مومن ایمان کی وجہ سے جہاد کرے یہ بھی متعلقات ہیں۔ حافظ ابن حجر نے کہا صحیحین میں وتصدیق برسلی ہے واو سے اور کسی روایت میں او کا لفظ ثابت نہیں اس صورت میں کرمانی نے جو اشکال بیان کیا اور جو اسکا جواب نقل کیا سب لغو ہے انتہی مختصرا

باب تطوع قیام رمضان من الایمان رمضان کی راتوں میں نفل عبادت کرنا ایمان میں داخل ہے

حدثنا اسمٰعیل قال حدثنی مالک عن ابن شہاب عن حمید بن عبد الرحمن عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ

ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے اسمٰعیل (بن ابی اویس مدنی اصبحی) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے مالک (بن انس امام مجتہد مشہور) نے انہوں نے روایت کی ابن شہاب (محمد بن مسلم زہری) سے انہوں نے حمید بن عبد الرحمن (بن عوف زہری ابو ابراہیم قرشی مدنی) سے انہوں نے ابوہریرہ رضہ سے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص کھڑا ہو عبادت کے لیے (تراویح یا اور نوافل کے لیے) رمضان میں (یعنے رمضان کی راتوں میں) ایمان کے ساتھ خالص خدا کے واسطے اوسکے اگلے بخشدیے جاوینگے

ف یعنے صغائر اور اللہ کے فضل اور رحمت سے امید ہے کہ کبائر بھی بخشدیے جاویں اور یہی ظاہر ہے سیاق حدیث سے لیکن علماء نے بالاجماع یہاں صغائر کی تخصیص کی ہے جیسے اور حدیثوں میں جن میں گناہوں کی مغفرت کا ذکر ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ بعض حدیثوں میں یہ قید مذکور ہے کہ جب کبائر سے بچتا ہو کیونکہ کبائر بغیر توبہ یا حد کے ساقط نہیں ہوتے اور اس مقام میں یہ اشکال ہے کہ متعدد امور سے مغفرت گناہوں کی منقول ہوئی جیسے قیام رمضان اور صیام رمضان اور عبادت شب قدر اور صوم عرفہ اور صوم عاشورہ وغیرہ سے اور جب ایک عبادت کی وجہ سے گناہ معاف ہو گئے تو دوسرے عبادت سے کیا معاف ہونگے اسکا جواب یہ ہے کہ اگر گناہ باقی ہونگے تو وہ معاف ہونگے یا درجے بلند ہونگی اور نیکیاں لکھی جاوینگی یا بعض کبائر میں تخفیف ہوگی اور اللہ کا فضل واسع ہے اور اس حدیث کی روایت کرنیوالے سب ائمہ ہیں مدینہ کے اور نکالا اسکو مولف نے صیام میں اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور مالک نے موطا میں (قسطلانی)

باب صوم رمضان احتسابا من الایمان رمضان کے روزے خالص نیت سے ایمان میں داخل ہیں

حدثنا ابن سلام قال انا محمد بن فضیل قال ثنا یحیی بن سعید عن ابی سلمۃ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ

ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے محمد بن سلام (بیکندی) نے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو محمد بن فضیل (بن غزوان ضبی) نے

اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے یحیی بن سعید (انصاری قاضی مدینہ) نے اونہون نے روایت کی ابو سلمہ (عبداللہ بن عبدالرحمن بن عوف) سے انہون نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا جناب سید عالم رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص رمضان کے روزے رکہے (یعنے ساری رمضان کے یا بعض کے اگر کل نہ رکہہ سکے بوجہ مرض یا سفر کے) ایمان کے ساتہہ ثواب کی نیت سے (نہ ریا اور نمائش کے لیے) تو اسکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے (قسطلانی نے کہا جب امام بخاری نے قیام اور صیام اور جہاد وغیرہ کے فضائل بیان کیے تو اب بیان کرنا چاہا کہ عمل کرنے والوکو ایسی کوشش نہ کرنا چاہیے کہ تہک کر عاجز ہوجاوی بلکہ میانہ روی اور تدریج اور آہستگی ضرور ہے تاکہ ہمیشہ عمل ہوتے رہین اور انکا سلسلہ منقطع نہو اسلیے آگے کا باب لائے) **باب** تنوین کے ساتہہ الدِّيْنُ يُسْرٌ دین آسان ہے وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الدِّيْنِ إِلَى اللهِ الْحَنِيْفِيَّةُ السَّمْحَةُ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے سب سے زیادہ پسند خدا کو وہ دین ہے جو حق کیطرف مائل (اور باطل سے دور) اور سہل ہو **ف** یعنے آسان ہو جیسے ملت ابراہیمی یعنے دین اسلام جو اہل کتاب کی دین کیطرح مشکل نہین ہے نہ اسمین وہ سختیاں ہین جو یہود اور نصاریٰ کے علمانے قائم کین تہین حافظ ابن حجر نے کہا مؤلف نے اسحدیث کو اس کتاب مین باسناد روایت نہین کیا کیونکہ وہ انکی شرط پر نہین ہے البتہ ادب مفرد مین اسکو باسناد روایت کیا ہے اور ایسا ہی روایت کیا اسکو امام احمد بن حنبل وغیرہ نے محمد بن اسحق سے اونہون نے داؤد بن الحصین سے انہون نے عکرمہ سے انہون نے ابن عباس سے اور اسناد اسکا حسن ہے قسطلانی نے کہا روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے جیسا زرکشی نے کہا ہے اور مقصود مؤلف کا اسحدیث کے لانے سے یہ ہے کہ دین کا اطلاق اعمال پر ہوتا ہے کیونکہ آسان اور دشوار اعمال ہی ہوتے ہین نہ تصدیق حافظ ابن حجر نے کہا دلالت کرتا ہے اس حدیث پر وہ جو روایت کیا امام احمد نے بسند صحیح ایک اعرابی سے جسکا نام نہین لیا کہ سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے بہتر دین تمہارا وہ ہے جو زیادہ آسان ہو اور حنیفیہ ملت ابراہیمی ہے اور حنیف لغت مین اسکو کہتے ہین جو ملت ابراہیم پر ہو کیونکہ وہ مڑا ہے باطل سے حق کی طرف اور حنف کہتی ہین مڑنے اور جہکنے کو اور سمحہ سے مراد سہل ہے فرمایا اللہ تعالے نے ما جعل علیکم فے الدین من حرج ملۃ ابیکم ابراہیم انتہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ مُطَهَّرٍ قَالَ نَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ مَعْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْغِفَارِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ وَلَنْ يُّشَادَّ الدِّيْنَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهُ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَأَبْشِرُوْا وَاسْتَعِيْنُوْا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِنَ الدُّلْجَةِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے عبدالسلام بن مطہر (بن حسام ازدی بصری) نے

انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عمر بن علی (بن عطار بصری) نے انہوں نے روایت کی معن بن محمد غفاری سے انہوں نے سعید بن ابی سعید (کیسان) مقبری سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے سنا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپنے فرمایا بیشک دین آسان ہے اور جو کوئی دین میں سختی کریگا تو دین اسپر غالب آجاویگا (دین میں سختی یہ ہے کہ بہت غور اور خوض کرنا اور مبالغہ ہر بات میں وہم کرنا اور تشدد کرنا اور دین کے غالب آنے سے یہ مراد ہے کہ وہ شخص تھک کر عاجز ہوجاویگا اور اسکا عمل منقطع ہوجاویگا) اسلیے میانہ روی کرو اور بہت زیادہ کر نہ سکو تو اسکے قریب ہو اور خوش رہو (لوگوں کو ثواب کی امید دیکر) اور مدد چاہو صبح کی چہل قدمی اور شام کی چہل قدمی اور تہوڑی رات کی چال سے **ف** استعارہ اور تشبیہ کے طور پر فرمایا یعنے اوقات نشاط اور فراغت قلب میں تہوڑی عبادت اور بندگی کرنا بہتر ہے تاکہ ہمیشہ نبہہ جاوے اور چند روز میں چھوٹ نہ جاوے جیسے مسافر کہ اگر رات دن چلے تو دو تین روز سے زیادہ نہیں چل سکتا نہ ایسی چال سے منزل مقصود پر پہونچ سکتا ہے برخلاف اسکے اگر صبح کچھ چلا کرے شام کچھ چلا کرے رات کو کچھ چل لیوے تو مدتوں اسطرح سفر کرسکتا ہے اپنی منزل پر پہونچ سکتا ہے اور اس استعارہ میں حسن یہ ہے کہ دنیا فی الحقیقت دار السفر ہے اور منزل مقصود آخرت ہے اور ان اوقات میں بدن چست اور ہلکا ہوتا ہے عبادت اور محنت اچھی طرح ادا ہوسکتی ہے اس حدیث کو مؤلف نے رقاق میں اور نسائی نے روایت کیا اور چونکہ پانچوں نمازوں کے اوقات انہی تین وقتوں میں ہیں کیونکہ فجر کی نماز صبح کو ہے اور ظہر اور عصر شام کو اس لیے کہ روحہ کا ترجمہ شام ہے اور روحہ کہتے ہیں زوال آفتاب سے رات تک جو وقت ہوتا ہے اسکو اور مغرب اور عشا رات کو ہیں اسلیے اس باب کی بعد نماز کو بیان کیا کہ وہ ایمان میں داخل ہے (قسطلانی) [illegible] توین

کے ساتھ **الصَّلوٰۃُ مِنَ الْاِیْمَانِ** نماز ایمان میں داخل ہے **وَقَوْلُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَکُمْ یَعْنِیْ صَلٰوتَکُمْ عِنْدَ الْبَیْتِ** اور بیان ہے اللہ تعالی کی اس قول کا اللہ تمہارے ایمان کو ضائع کرنیوالا نہیں یعنے تمہاری نماز کو جو تم نے بیت اللہ کے پاس پڑہی (بیت المقدس کیطرف) **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس تفسیر پر تنصیص ہوگئی اس طریقہ سے جسکو مؤلف نے نکالا اور روایت کیا طیالسی اور نسائی نے شریک وغیرہ سے انہوں نے ابواسحق سے انہوں نے براء سے اسی حدیث میں کہ پہر اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَکُمْ یعنے صَلٰوتَکُمْ اِلٰی بَیْتِ الْمَقْدِسِ اس صورت میں مؤلف نے جو عند البیت کہا اسمیں اشکال ہے حالانکہ عند البیت کا لفظ ثابت ہے انکے تمام روایات میں اور کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی اس اختصاص کی اور بعضوں نے کہا اس عبارت میں غلطی ہوئی ہے اور صواب یہ ہے صلوتکم لغیر البیت اور میرے نزدیک اسمیں غلطی نہیں ہوئی اور عبارت ٹھیک ہے اور مقصود امام بخاری کا دقیق ہے اسکا بیان یہ ہے کہ علمانے

اختلاف کیا ہے اس حدیث مین جسطرف آپ نماز پڑہا کرتے تہے کہ مین ابن عباس نے کہا آپ بیت المقدس کیطرف نماز پڑہا کرتے
تہے مگر کعبہ کیطرف پیٹھ نہین کرتے تہے بلکہ کعبہ کو اپنے اور بیت المقدس کے بیچ مین کر لیتے اور بعضون نے کہا کہ آپ بیت المقدس
کیطرف نماز پڑہتے تہے اور بعضون نے کہا آپ کعبہ کی طرف نماز پڑہتے تہے پہر جب مدینہ مین تشریف لائے تو بیت المقدس کیطرف
پڑہنے لگے اور یہ ضعیف ہے کس لیے کہ اس صورت مین دو بار نسخ قبلہ لازم آتا ہے اور پہلا قول صحیح ہے اس کی تصحیح
دونو قولون مین اور صحیح کہا اسکو حاکم نے بروایت ابن عباس اور امام بخاری نے ارادہ کیا کہ اشارہ کرین اسی قول کیطرف کہ بیت اللہ کے
پاس جو نماز تہی وہ بیت المقدس کیطرف تہی اور اقتصار کیا اسپر باکتفا اولی کیونکہ جب بیت اللہ کے پاس کی نماز اور طرف کو ضائع
نہوئی تو وہ نماز بطریق اولی ضائع نہوگی جو بیت اللہ سے دور اور طرف پڑہی گئی تو تقدیر کلام کی یون ہے یعنی وہ نماز
تمہاری جو تم نے بیت اللہ کے پاس بیت المقدس کیطرف پڑہی انتہی بلفظہ **حدثنا** عمرو بن خالد قال نا زهير
قال انا ابو اسحق عن البراء ان النبي صلى الله عليه وسلم كان اول ما قدم المدينة نزل على اجداده
او قال اخواله من الانصار وانه صلى قبل بيت المقدس ستة عشر شهرا او سبعة عشر شهرا وكان
يعجبه ان تكون قبلته قبل البيت وانه صلى اول صلوة صلاها صلوة العصر وصلى معه قوم
فخرج رجل ممن صلى معه فمر على اهل مسجد وهم راكعون فقال اشهد بالله لقد صليت مع
رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل مكة فداروا كما هم قبل البيت وكانت اليهود قد اعجبهم
اذ كان يصلي قبل بيت المقدس واهل الكتاب فلما ولى وجهه قبل البيت انكروا ذلك قال زهير
حدثنا ابو اسحق عن البراء في حديثه انه مات على القبلة قبل ان تحول رجال وقتلوا فلم ندر ما
نقول فيهم فانزل الله تعالى وما كان الله ليضيع ايمانكم **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے عمرو بن خالد بن فروخ
حنظلی حرانی نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے زہیر بن معاویہ بن حدیج جعفی کوفی نے اونہون نے کہا حدیث بیان
کی ہمسے ابو اسحق عمرو بن عبداللہ سبیعی کوفی نے انہون نے روایت کی براء بن عازب بن حارث انصاری اوسی سے کہ جناب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ مین تشریف لائے تو پہلے اپنے ننہیال یا ماموون مین اوترے جو انصار مین سے تہے (دونون صحیح ہین مجازاً
کیونکہ انکا رشتہ انصار سے مادری تہا اسلیے کہ عبدالمطلب آپ کے جد امجد کی ماں انصار مین سے تہین) اور آپ نماز پڑہا کیے
بیت المقدس کیطرف سولہ یا سترہ مہینے تک **ف** زہیر کی روایت مین اسیطرح بطریق شک مذکور ہے بیان ابی رجا بتصحیح
مین ابو نعیم نے انسے ایسا ہی روایت کیا اور ثوری اور اسرائیل کی روایت مین بہی یہ شک موجود ہے جسکو مسلم نے نکالا اور
ترمذی اور ابو عوانہ نے اپنی صحیح مین روایت کیا عمار بن رجاء وغیرہ سے انہون نے ابو نعیم سے سولہ مہینے بغیر شک کے اور ایسا ہی امام

مسلم نے ابوالاحوص کی روایت سے نکالا اور نسائی نے زکریا بن ابی زائدہ اور شریک سے اور ابوعوانہ نے عمار بن زریق سے
سب نے ابو اسحق سے سنا اور ایسا ہی روایت کیا امام احمد نے بسند صحیح ابن عباس سے اور بزار اور طبرانی نے عمرو بن عوف سے سترہ
مہینے نقل کیے اور ایسا ہی طبرانی نے ابن عباس سے نقل کیا اور جمع دونوں روایتوں میں سہل ہے اس طرح سے کہ جسنے سولہ مہینے کہے
اُس نے ایک مہینہ آنے کا اور قبلہ پلٹنے کے دنوں کا لیا اور باقی ایام کو چھوڑ دیا اور جس نے سترہ کہے اُس نے دونوں مہینوں کو
شمار میں کیا (یعنے آنیکا مہینہ اور قبلہ پلٹنے کا مہینہ) اور جس نے شک کیا اُسکو اس میں تردد ہوا اور اسکی وجہ یہ تھی کہ آپ بلا
اختلاف ماہ ربیع الاول میں مدینہ تشریف لائے اور تحویل قبلہ نصف رجب ہجرت کی دوسرے سال میں ہوئی یہی صحیح قول ہے اور
اسی پر یقین کیا ہے جمہور علماء نے اور روایت کیا اسکو حاکم نے بسند صحیح ابن عباس سے اور ابن حبان نے کہا کہ آپ نے سترہ
مہینے اور تین دن تک بیت المقدس کیطرف نماز پڑھی اور یہ مبنی ہے اسپر کہ آپ مدینہ میں بارہویں ربیع الاول تشریف لائے اسکے سوا
اور اقوال شاذ ہیں سنن ابن ماجہ میں ہے ابوبکر بن عیاش سے انہوں نے ابی اسحاق سے کہ اٹھارہ مہینے تک آپ نے بیت المقدس
کی طرف نماز پڑھی اور ابوبکر بد حافظہ ہے اور اسکی روایت میں اضطراب ہے ابن جریر نے اسی کی روایت سے سترہ مہینے اور
سولہ مہینے نقل کیے اور بعضوں نے کہا ابن ماجہ کی روایت محمد بن حبیب کے اس قول پر مبنی ہے کہ تحویل قبلہ نصف شعبان
میں ہوئی اور نووی نے روضہ میں بھی ذکر کیا ہے حالانکہ نووی نے شرح صحیح مسلم میں سولہ مہینے کی روایت کو ترجیح دیا ہے
کیونکہ جزم کیا اسپر امام مسلم نے اور یہ مستقیم نہیں ہوتا کہ تحویل قبلہ شعبان میں ہوا الا اس صورت میں کہ قدوم اور تحویل کے مہینے
لغو کردیے جاویں اور موسی بن عقبہ نے جزم کیا کہ تحویل جمادی الآخری میں ہوئی اور ایک قول شاذ یہ بھی ہے کہ تیرہ مہینے
نماز پڑھی اور ایک قول یہ ہے کہ انیس مہینے اور ایک یہ ہے کہ دس مہینے اور ایک روایت میں دو مہینے ہیں اور ایک روایت میں
دو برس ہیں اور اس اخیر قول کا حمل ممکن ہو صواب پر اور سب اقوال کی اسانید ضعیف ہیں اور اعتماد قول اول پر ہے تو سب جمع
قول ہوئے انتہی ما فی فتح الباری **ف** اور آپکو پسند تہا یہ امر کہ آپکا قبلہ بیت الحرام (خانہ کعبہ) کیطرف ہووے اور آپنے اول نماز جو کعبہ کیطرف پڑھی وہ عصر
کی تہی آپکے ساتھ لوگوں نے بھی نماز پڑھی پہر اُن لوگوں میں سے جنہوں نے آپکے ساتھ نماز پڑھی تھی (عصر کی بیت اللہ
کیطرف) ایک شخص نکلا اور ایک مسجد والوں پر گذرا (یعنے مسجد بنی حارثہ کے لوگوں پر جسکو اب مسجد قبلتین کہتے ہیں)
اور وہ لوگ رکوع میں تھے وہ شخص بولا میں گواہی دیتا ہوں اللہ کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز
پڑھی مکہ کیطرف یہ سنکر وہ لوگ اُسی حال میں (یعنے نماز کے اندر ہی) بیت اللہ کیطرف پھر گئے (اور نماز کو توڑا بلکہ
اسکو پورا کیا کعبہ کیطرف اور ایک نماز کو دو جہت کیطرف پڑھا دو دلیل شرعی سے) اور یہود کو بھلا معلوم ہوتا تھا جب
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کیطرف نماز پڑھا کرتے تھے (کیونکہ یہود بھی اُسی طرف نماز پڑھتے ہیں)

اہل کتاب بہی اس سے خوش تہے پہر جب آپ نے اپنا روے شریف کعبہ کیطرف کیا تو ان لوگون کو برا معلوم ہوا (تب آیت اتری
سَیَقُولُ السُّفَهَاءُ آخر تک) زہیر نے کہا ہمسے حدیث بیان کی ابو اسحق نے انہون نے سنا براء سے اسی حدیث مین انہون نے
کہا قبلہ بدلنے سے پیشتر کچہہ لوگ مر گئے (وہ دس آدمی تہے انہین مین تہے عبد اللہ بن شہاب زہری اور براء ابن معرور) اور کچہہ مارے
گئے پہر ہمنے نہ سمجہا ان کے حق مین کیا کہین (یعنے انکی نماز کام آئی یا بیکار ہوئی) تب اللہ نے یہ آیت اتاری وَمَا كَانَ اللّٰهُ
لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ یعنے اللہ نہین کرنیکا کہ تمہارا ایمان یعنے تمہاری نماز ضائع کر دیوے (بوجہ قبلہ منسوخ ہو جانے کی بلکہ جو نماز قبلہ بدلنے
سے پہلے پڑہی وہ صحیح ہوئی اور اسکا ثواب ملیگا) **ف** قسطلانی نے کہا کرمانی نے کہا زہیر کا یہ قول مؤلف نے معلقاً
ذکر کیا حافظ ابن حجر نے کہا مؤلف نے اسکو کتاب التفسیر مین موصولاً بیان کیا حدیث کی ساتہہ عینی نے کہا اس سے کرمانی
کا قول رد نہین ہوتا اور یہ قول بصورت تعلیق ہے گو مؤلف نے اسکو موصولاً تفسیر مین بیان کیا ہو حدیث کی ساتہہ اور
اختلاف کیا ہے لوگون نے آپ کی نماز مین بیت المقدس کیطرف جب آپ مکہ مین تہے بعض لوگون نے کہا آپ ہمیشہ مکہ
مین کعبہ کیطرف منہ کرتے رہے جب مدینہ مین آئے تو بیت المقدس کیطرف منہ کیا پہر یہ منسوخ ہوگیا بیضاوی نے اس
آیت کی تفسیر مین وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا مین یہ کہا ہے کہ مراد اس قبلہ سے کعبہ ہے آپ مکہ مین کعبہ کیطرف منہ
کرکے نماز پڑہتے تہے جب آپ نے ہجرت کی تو حکم ہوا صخرہ بیت المقدس کیطرف منہ کرنیکا یہود کا دل ملانے کیلیے اور بعض
لوگون نے کہا کہ آپ مکہ مین بیت المقدس کیطرف نماز پڑہتے تہے ابن ماجہ نے روایت کیا کہ ہم نے نماز پڑہی رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ بیت المقدس کی طرف اٹہارہ مہینون تک اور کعبہ کیطرف منہ پہیرنے کا حکم ہوا مدینہ مین
آنیکے دو مہینے بعد اور اسکا ظاہر یہ ہے کہ آپ مکہ مین بیت المقدس کیطرف منہ کرتے تہے بیضاوی نے کہا اول صورت مین خدا تعالے
نے جعل ناسخ کی خبر دی اور دوسری صورت مین جعل منسوخ کی اور معنے یہ ہو کہ اصل تو یہ تہا کہ تم کعبہ کیطرف منہ کرو
ولیکن ہمنے بیت المقدس کیطرف منہہ کرنیکا اسلیے حکم دیا تا ہم جانین کون پیروی کرتا ہے رسول کی اور کون پہر جاتا
ہے الٹے پاؤن اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ احکام کا نسخ جائز ہے اور یہود نے اسکا خلاف کیا ہے اور یہ بہی نکلتا
ہے کہ خبر واحد سے نسخ ثابت ہو جاتا ہے اسیطرف مائل ہوئے ہین قاضی ابوبکر وغیرہ محققین علما اور اجتہاد قبلہ مین جائز
ہے اور بیان ہے اشرف ور مرتبہ جناب رسالتمآب کا کیونکہ اللہ تعالے نے جو آپ کو پسند تہا وہی حکم دیا اور رد ہے مرجیہ کا
جو اعمال دین کو ایمان نہین کہتے اور مؤلف نے اس حدیث کو کتاب الصلوة مین اور کتاب التفسیر مین اور نسائی اور ترمذی
اور ابن ماجہ نے نکالا ہے انتہے حافظ ابن حجر نے کہا ابن سعد نے روایت کیا کہ تحویل قبلہ ظہر یا عصر کی نماز مین ہوئی بطون
سلمہ کی اور عمارہ بن اوس سے روایت کیا کہ ہم نے عشا کی دو نمازون مین سے ایک نماز پڑہی اور تحقیق یہ ہے کہ پہلی نماز جو آپنے

بنی سلمہ کی مسجد مین پڑہی جب بشر بن براء بن معرور مرے ہین وہ ظہر کی نماز تہی اور مسجد نبوی مین جو نماز پہلے آپنے پڑہی وہ عصر کی نماز تہی اور صبح کی نماز ابن عمر کی روایت کے موافق اہل قبا کے ساتہہ تہی اور یہ امر جمادی الآخر مین ہوا یا رجب یا شعبان مین یہ تین کئی قول ہین اور یہ جو شخص آپکے ساتہہ نماز پڑہ کر نکلا اسکا نام عباد بن بشر بن قیظی تہا جیسے ابن مندہ نے روایت کیا طویلہ بنت اسلم سے اور بعضون نے کہا اسکا نام عباد بن نہیک تہا اور جن مسجد والون پر گذرا وہ بنی سلمہ کے لوگ تہے اور بعضون نے کہا یہ شخص عباد بن بشر تہا اسی نے قبا والون کو فجر کی نماز مین خبر دی جیسے اسکا بیان ابن عمر کی حدیث مین آویگا جسکو مولف نے کتاب الصلوۃ مین ذکر کیا ہے اور ہم اسی مقام مین جمع بین المحدثین کی توجیہ اور دوسرے فوائد بیان کرینگے اور اہل کتاب سے مراد حدیث مین یہود ہین تو یہ عطف ہے عام کا خاص پر اور بعضون کہا مراد نصاریٰ ہین کیونکہ وہ بہی اہل کتاب ہین اور اس مین یہ اعتراض ہوتا ہے کہ نصاری بیت المقدس کیطرف نماز نہین پڑہتے تو وہ کیونکر خوش ہوتے ہے اسطرف نماز پڑہنے سے کرمانی نے کہا انکی خوشی بتابعت یہود تہی حافظ ابن حجر نے کہا یہ توجیہ نہایت بعید ہے قیاس سے اسلیے کہ نصاری تو یہود کے بڑی دشمن ہین اور احتمال ہے کہ واو بمعنے مع کے ہو اور اہل کتاب منصوب ہو تو ترجمہ یہ ہوگا کہ آپ نماز پڑہتے تہے اہل کتاب کی ساتہہ بیت المقدس کی طرف اور اختلاف کیا ہے لوگون نے آپکی نماز مین بیت المقدس کیطرف مکہ مین تو ابن ماجہ نے روایت کیا ابوبکر بن عیاش کے طریق سے کہ ہم نے نماز پڑہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ بیت المقدس کیطرف اٹہارہ مہینون تک پہر قبلہ کعبہ کیطرف پہر گیا مدینہ مین آنے کی دو مہینے بعد اور ظاہر اسکا یہ ہے کہ آپنے مکہ مین بیت المقدس کیطرف نماز پڑہی اور زہری نے اسمین خلاف نقل کیا ہے کہ آپ کعبہ کی طرف منہہ کرتے یا کعبے کو اپنے اور بیت المقدس کے بیچ مین کرتے ہین کہتا ہون اول صورت مین آپ میزاب رحمت کیطرف پشت کرتے ہونگے اور دوسری صورت مین دونون رکن یمانی کے بیچ مین نماز پڑہتے ہونگے اور بعض لوگون نے یہ گمان کیا ہے کہ آپ مکہ مین ہمیشہ کعبہ کیطرف نماز پڑہتے رہے جب مدینہ مین تشریف لائے تو بیت المقدس کیطرف منہہ کیا پہر یہ حکم منسوخ ہوگیا اور ابن عبدالبر نے اسکو قول ثانی پر محمول کیا ہے اور مؤید ہے اسکی حمل کو ظاہر ہے جبریل علیہ السلام کی امامت کیونکہ اسکی بعض طریقون مین یہہ ہے کہ یہ امامت باب کعبہ کے پاس تہی اور یہہ جو اس روایت مین ہے کہ کچہہ لوگ اُن مین سے مارے گئے تو یہ مینے صرف زہیر کی روایت مین پایا اور باقی روایات مین صرف موت کا ذکر ہے اور ایسا ہی روایت کیا ابوداؤد اور ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے ابن عباس سے کہ جو لوگ بعد نماز فرض ہونیکے قبل تحویل قبلہ کے مرگئے وہ دس آدمی تہے اُن مین سے عبداللہ بن شہاب اور مطلب بن ازہر اور سکران بن عامر مکہ مین مرے اور حطاب حارث جمحی اور عمرو بن امیہ اسدی اور عبداللہ بن حارث سہمی اور عروہ بن عبدالعزی اور عدی بن نضلہ حبش کے ملک مین

مرے اور براء بن معرور اور سعد بن زرارہ مدینہ میں مرے انصار میں سے تو ان تین آدمیوں پر تو اتفاق ہے اور اسی مدت کے
اندر ایاس بن معاذ اشہلی مرا لیکن اسکے اسلام میں اختلاف ہے اور میں نے تو کسی حدیث میں نہیں دیکھا کہ کوئی مسلمان
تحویل قبلہ سے پہلے مارا گیا ہو لیکن نہ دیکھنے سے اور یاد نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ایسا واقع ہی نہوا ہو پھر اگر یہ لفظ یعنی
وَقُتِلُوا محفوظ ہو تو محمول ہوگا اسپر کہ بعض مسلمان اس زمانہ میں مارے گئے ہونگے جو مشہور نہیں ہوئے سوا جہاد کے اور
طرح سے اور ان کا نام یاد نہیں رکھا گیا اسلیے کہ اسوقت علم تاریخ کا ایسا اہتمام نہ تھا بعد اوسکے میں نے مغازی میں
دیکھا تو ایک شخص کا ذکر ملا جسکے اسلام میں اختلاف ہے اسکا نام سوید بن صامت تھا ابن اسحاق نے کہا وہ رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم سے ملا انصار کے ملنے سے پیشتر عقبہ میں آپ نے اوسپر اسلام پیش کیا وہ کہنے لگا یہ اچھا کلام ہے اور مدینہ
کو لوٹا وہاں مارا گیا واقعہ بعاث میں جو ہجرت سے پہلے ہوا اسکی قوم کے لوگ کہا کرتے تھے وہ مسلمان ہوکر مارا گیا احتمال
ہے کہ یہی شخص مراد ہو اور بعض فضلا نے مجھسے بیان کیا کہ مراد وہ لوگ ہیں جو مکہ میں مارے گئے ضعیف لوگوں میں سے جیسے
عمار کے والدین مگر میں کہتا ہوں اسکا ثبوت کیا ہے کہ یہ بعد معراج کے مارے گئے اور اس حدیث میں تنبیہ ہے کئی تو ایک یہ
ایک رد ہے مرجیہ کا جو اعمال دین کو ایمان نہیں کہتے دوسرے یہ کہ تغییر حکم کی تمنا جائز ہے جب اوسمیں کوئی مصلحت ہو
تیسرے شرف اور بزرگی ہے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی چوتھے بیان ہے صحابہ کی حرص دین اور شفقت کا
اپنے بھائیوں پر اور ایسا ہی خیال انکو اسوقت ہوا جب شراب کی حرمت اتری تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ آمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ تک اور اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا اور اسی مناسبت سے
مؤلف نے اسکے بعد یہ باب کہا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان جب نیک کام کریگا تو اوسکو ثواب حاصل ہوگا انتہی

باب حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ اسلام کی خوبی کا بیان قَالَ مَالِكٌ اَخْبَرَنِيْ زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ اَنَّ عَطَاءَ
بْنَ يَسَارٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ
اِذَا اَسْلَمَ الْعَبْدُ فَحَسُنَ اِسْلَامُهُ يُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنْهُ كُلَّ سَيِّئَةٍ كَانَ زَلَفَهَا وَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْقِصَاصُ
اَلْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ وَالسَّيِّئَةُ بِمِثْلِهَا اِلَّا اَنْ يَّتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهَا ترجمہ
امام مالک نے کہا خبر دی مجکو زید بن اسلم (ابو اسامہ قرشی مکی) نے اونکو خبر دی عطاء بن یسار (ابو محمد مدنی) نے اونکو خبر دی
ابو سعید خدری نے انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جب بندہ مسلمان ہو جاوے (یا عورت)
پھر اسکا اسلام اچھا ہو (یعنی یقین کے ساتھ ہو شک وغیرہ نہ ہو خلوص سے کیا ہو) تو اللہ تعالی اسکی ہر ایک برائی جو اسنے اس
سے پہلے کی ہو وہ معاف کر دیگا اسکے بعد پھر قصاص ہوگا ایک نیکی کے بدلے دس نیکیاں لکھی جاوینگی سات سو نیکیوں تک

تک (بعضون نے کہا اس سے زیادہ تضعیف ہوگی اور جواب دیا ہے اور ون نے کہ ابن عباس کی حدیث مین ہے جسکو مؤلف نے کتاب الرقاق مین بیان کیا کہ اللہ تعالے اسکے لیے دس نیکیان لکھیگا سات سو نیکیون تک بلکہ زیادہ تک اور یہ رد کرتا ہے اُن کی قول کو) اور ایک برائی کے بدلے ایک ہی برائی لکھی جاویگی یہ بھی جب ہے کہ اللہ تعالے معاف نہ کردے اُسکو اور جو معاف کردے تو وہ ایک بھی نہ لکھی جاویگی **ف** قسطلانی نے کہا اسمین دلیل ہے اہلسنت کی کہ بندہ اللہ کی مشیت مین ہے اگر چاہے تو اُسکے گناہ معاف کردیوے اور اگر چاہے تو اُس سے مواخذہ کرے اور رد ہے اُسکا جو اہل کبائر کے لیے دوزخ کو قطعی جانتا ہے جیسے معتزلہ کہتے ہین حافظ ابن حجر نے کہا اول حدیث سے رد ہوتا ہے اُسکا جسنے ایمان کی زیادتی اور کمی کا انکار کیا اسلیے کہ حسن کے درجون مین تفاوت ضرور ہے اور عینی نے اسپر اعتراض کیا کہ حسن اوصاف ایمان مین سے ہے اور وصف اگر زیادتی اور نقصان کا قابل ہو تو اس سے ذات کی قابلیت زیادتی اور نقصان کے لیے ثابت نہین ہوتی اور اسکی تحقیق کتاب الایمان کے شروع مین گذر چکی مترجم کہتا ہے کہ عینی کا اعتراض ساقط ہے اور حافظ ابن حجر کا استدلال صحیح ہے کیونکہ ایمان ایسی ذات نہین ہے جسکا بقا یا قیام بالذات ہوسکے بلکہ وہ خود ایک صفت ہے اس صورت مین حسن اوصاف ایمان مین سے نہین ہے ورنہ قیام العرض بالعرض لازم آویگا بلکہ حسن ایمان عبارت ہے اوسکے کمال سے اور نقص ایمان جو مقابل ہے حسن کے عبارت ہے اوسکے عدم تکمیل سے اور یہ بعینہ زیادت اور نقصان ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا آخر حدیث سے رد ہوتا ہے خوارج وغیرہ کا جو گناہ کرنیوالی کو کافر جانتے ہین اور ہمیشہ کے لیے دوزخ کا مستحق خیال کرتے ہین اور امام بخاری نے مالک سے اس روایت کو معلقاً ذکر کیا اور کتاب کے کسی مقام مین اسکا وصل نہین کیا اور ابو ذر ہروی نے اسکا وصل کیا اپنی روایت مین صحیح بخاری کی انہون نے کہا خبر دی ہمکو نضروی یعنی عباس بن فضل نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے حسن بن ادریس نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ہشام بن خالد نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ولید بن مسلم نے انہون نے سنا امام مالک سے اس حدیث کو اور ایسا ہی وصل کیا اسکو نسائی نے ولید بن مسلم کی روایت سے اور اس سے زیادہ پورا نقل کیا اور ایسا ہی وصل کیا اسکو حسن بن سفیان نے عبد اللہ بن نافع کے طریق سے اور بزار نے اسحق غزوی کے طریق سے اور اسمعیل نے عبد اللہ بن وہب کے طریق سے اور بیہقی نے شعب الایمان مین اسمعیل بن ابی ادریس کے طریق سے سب نے روایت کیا مالک سے اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور طریقون سے مالک سے اور ذکر کیا کہ معن بن عیسی نے اسکو روایت کیا مالک سے اور ابو سعید کے بدلے ابو ہریرہ کہا اور یہ روایت شاذ ہے اور روایت کیا اسکو سفیان بن عیینہ نے زید بن اسلم سے انہون نے عطا سے مرسلاً اور یحیی نے اسکو روایت کیا خلعیات مین اور امام مالک نے اسکو وصل کیا اور وہ خوب مضبوطی سے بیان

کرنیوالے تھے المدینہ کی حدیث کو خطیب نے کہا یہ حدیث ثابت ہے اور بزار نے کہا کہ امام مالک متفرد ہوئے اسکے وصل سے اور
روایت کیا اسکو دارقطنی نے طلحہ بن یحیی کے طریق سے اسکا ترجمہ یہ ہے کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جو مسلمان ہو پھر اسکا
اسلام اچھا ہو مگر اللہ تعالے اسکی ہر نیکی جو اُس نے کی تھی اسلام سے پہلے لکھ لیگا اور اُسکی ہر برائی جو اُسنے کی تھی اسلام سے
پہلے محو کر دیگا غرض تمام روایات میں نیکیوں کا لکھا جانا ثابت ہے جو اُس نے اسلام سے پہلے کی ہونگی اور امام بخاری
کی روایت میں یہ اسقاط ہے بعضوں نے کہا مؤلف نے اسکو عمداً اسقاط کر دیا کس لیے کہ وہ مشکل ہے قواعد مقررہ کے
اور مازری نے کہا کافر کی نیکی صحیح نہیں ہے نہ اُسکو ثواب ملیگا نیکی پر اور قاضی عیاض نے اس میں اتفاق کیا اور نووی نے
اس قول کو ضعیف کیا اور کہا کہ صواب یہ ہے جیسے محققین علما ہیں کہ کافر کا نیک عمل جیسے صدقہ صلہ رحم وغیرہ در حالت
اسلام لانے کے اور پھر اسلام پر مرنے کے اُسکا ثواب اُسکو ملیگا اور یہ دعوے کہ یہ مذہب قواعد مقررہ کے خلاف ہے مسلم
نہیں ہے اسلیے کہ کافر کے بعض افعال دنیا میں قابل اعتبار ہیں جیسے کافر کفر کی حالت میں کفارہ دیکر ظہار کا تو
اسلام لانیکے بعد دوبارہ کفارہ دینا ضرور نہیں حافظ ابن حجر نے کہا حق یہ ہے کہ مسلمان کو حالت اسلام میں ایسے
عملوں کے ثواب ملنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ کفر کے وقت کا عمل مقبول ہو اور حدیث سے صرف ثواب ہونا نکلتا ہے
نہ یہ کہ وہ عمل مقبول ہو اور احتمال ہے کہ قبول معلق ہو اسلام پر پھر اگر اسلام لایا تو وہ عمل قبول اور ثواب ہوا ورنہ نہیں اور
نووی کے قول پر جزم کیا ابراہیم حربی اور ابن بطال وغیرہما نے قدما میں سے اور قرطبی اور ابن منیر نے متاخرین سے
ابن منیر نے کہا قواعد کے خلاف یہ ہے کہ خداوند تعالی حالت کفر ہی میں اُسکا عمل قبول کرے لیکن اسلام میں اگر اسکا
ثواب دیکر جو اُس نے کفر کی حالت میں کیا تو یہ عنایت خداوندی ہے اس میں کوئی امر مانع نہیں ہے جیسے ابتدا بغیر
عمل کے اپنے فضل سے یا جیسے عاجز کو ثواب دیتا ہے اُن اعمال کا جو حالت قدرت میں وہ کرتا تھا پھر جب بغیر عمل کے
وہ ثواب دے سکتا ہے تو اس عمل پر جو شرط کے ساتھ نہ ہو ثواب دینے سے کونسا امر مانع ہے ابن بطال نے کہا اللہ کو
اختیار ہے جس طرح سے چاہے تفضل کر سکتا ہے اور کسی کو اُس پر اعتراض نہیں پہونچتا اور دوسروں نے استدلال کیا ہے اُس
حدیث سے کہ اہل کتاب جب ایمان لاویں تو انکو دوہرا ثواب ملیگا اور یہ مضمون قرآن سے بھی مستفاد ہے اس سے یہ نکلا
ہے کہ اگر پہلے دین پر مر جاویں تو کوئی عمل صالح انکو فائدہ نہ دیگا بلکہ سب اعمال صالحہ لغو ہو جاوینگے تو معلوم ہوا
کہ پہلے اعمال کا ثواب مضاف ہوگا اعمال ثانیہ پر اور استدلال کیا ہے اس حدیث سے کہ حضرت عائشہ نے جناب رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ابن جدعان کا حال کہ اُسکی نیکیاں اُسکے کام آوینگی آپ نے فرمایا اُس نے ایک دن بھی یوں
نہ کہا اے مالک میرے بخش دے میرے گناہ قیامت کے دن اس سے معلوم ہوا کہ اگر وہ اسلام لاتا تو کفر کی نیکیاں اسکے کام آتیں انتہی ملخصاً

حدثنا اسحٰق بن منصور قال حدثنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن همام عن ابی هریرة
قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا احسن احدکم اسلامه فکل حسنة یعملها تکتب
له بعشر امثالها الی سبع مائة ضعف وکل سیئة یعملها تکتب له بمثلها ترجمہ حدیث بیان کیا
ہمسے اسحٰق بن منصور نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبدالرزاق (بن ہمام بن نافع یمانی صنعانی) نے اونہوں نے
کہا خبر دی ہمکو معمر (بن راشد ابو عروہ بصری) نے اونہوں نے سنا ہمام (بن منبہ بن کامل ابو عقبہ یمانی) سے انہوں نے
سنا ابو ہریرہ رض سے کہا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں سے کوئی اپنا اسلام اچھا کرے (اعتقاد
صحیح اور خلاص کے ساتھ) تو جو نیکی وہ کریگا اوسکی دس نیکیاں لکھی جاوینگی سات سو نیکیوں تک اور جو برائی وہ
کریگا تو ایک ہی برائی لکھی جاویگی **ف** اسلئے اتنا زیادہ کیا یہانتک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ملے حافظ ابن حجر
نے کہا روایت کیا اسحدیث کو اسحاق بن راہویہ نے اپنے مسند میں اور اسمیں اذا احسن اسلام احدکم ہے اور اسمیں نے اور
خطاب انہیں ہے اگرچہ حاضرین کو ہے پر حکم عام ہے سب کیلیے **باب** احب الدین الی الله ادومه
اس باب میں یہ بیان ہے کہ بہت پسند خدا کو وہ دین (عمل) ہے جو ہمیشہ کیا جاوے (اگرچہ تھوڑا ہو) **ف** فتح
الباری میں ہے کہ غرض امام بخاری کی اس باب سے استدلال ہے اس امر پر کہ ایمان کا اطلاق اعمال پر ہوتا ہے کیونکہ مراد
یہاں دین سے عمل ہے اور دین حقیقی وہی اسلام ہے اور اسلام حقیقی مرادف ہے ایمان کے اور اس سے مناسبت اس باب کی
ظاہر ہوگی اس باب کے ماقبل سے کیونکہ جب انہوں نے یہ بیان کیا کہ اسلام اچھا ہوتا ہے اعمال صالحہ سے تو ارادہ کیا
تنبیہ کرنیکا اس پر کہ بہت کوشش کرنا جو حد مبالغہ کو پہونچ جاوے مطلوب نہیں ہے انتہے حدثنا محمد بن
المثنی قال حدثنا یحیی عن هشام قال اخبرنی ابی عن عائشة ان النبی صلی الله علیه وسلم
دخل علیها وعندها امرأة قال من هذه قالت فلانة تذکر من صلاتها قال مه علیکم بما
تطیقون فوالله لا یمل الله حتی تملوا وکان احب الدین الیه ما داوم علیه صاحبه ترجمہ
حدیث بیان کی ہمسے محمد بن مثنی (ابو موسیٰ بصری) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے یحییٰ (بن سعید قطان امام حدیث
مشہور) نے انہوں نے روایت کی ہشام (بن عروہ) سے انہوں نے کہا خبر دی مجھکو میرے باپ (عروہ بن زبیر
عوام) نے انہوں نے روایت کی حضرت عائشہ رض سے کہا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے پاس
تشریف لائے اور اُن کے پاس ایک عورت موجود تھی آپ نے پوچھا یہ کون عورت ہے حضرت عائشہ نے کہا یہ فلاں
عورت ہے (عبدالرزاق کی روایت میں معمر سے انہوں نے ہشام سے اتنا زیادہ ہے کہ وہ عورت اچھی شکل کی تھی) اور

اور ذکر کرنے لگین اُس کی نماز کا حال ف کہ بہت نماز پڑھتی ہے امام احمد نے یحییٰ قطان سے روایت کیا اُسمین ہے کہ وہ سوتی نہین ہے نماز پڑھا کرتی ہے اور مؤلف کی روایت مین کتاب صلوٰۃ اللیل مین اور موطا کی روایت مین یہ ہے کہ رات کو نہین سوتی یہ عورت مالک کی روایت مین ہے کہ بنی اسد مین سے تہی اور مسلم کی روایت مین ہے کہ یہ عورت حولاء بنت تویت بن حبیب بن اسد بن عبد العزیٰ سے تہی حضرت ام المومنین خدیجہ رضہ کے کنبے کی اور مسلم کی روایت مین یہ ہے کہ لوگون نے کہا وہ رات کو نہین سوتی اور دوسری روایت مین زہری سے یہ ہی کہ یہ عورت آپکے سامنے گذری تو قصہ ایک ہی ہے اور وہ گذرنے والی یہی حولاء بنت تویت تہی جیسے محمد بن اسحٰق کی روایت مین ہے اور مطلب یہ ہے کہ پہلے وہ حضرت عائشہ کے پاس بیٹہی ہوگی جب آپ وہان تشریف لائے تو وہ کہڑی ہوگئی اور آپکے سامنے سے گذر گئی تہی انتہیٰ فی فتح الباری حافظ ابن حجر نے کہا ابن التین سے کہا کہ حضرت عائشہ کو فتنہ کا ڈر نہ تہا جب تو انہون نے اسکی تعریف اسکے منہ پر کی مین کہتا ہون کہ حماد بن سلمہ کی روایت مین یہ ہے کہ جب وہ عورت نکل گئی اُسوقت حضرت عائشہ نے اسکی صفت بیان کی اور نکالا اسکو حسن بن سفیان نے اپنے مسند مین اُسمین یہ ہے کہ میرے پاس ایک عورت تہی جب وہ کہڑی ہوئی تو آپ نے پوچہا یہ کون عورت تہی اے عائشہ مین نے عرض کی یہ فلانی عورت تہی اور یہ سب اہل مدینہ سے زیادہ عبادت کرنے والی ہے انتہیٰ ف آپ نے فرمایا چپ رہ (زجر سے آپنے جہڑکا عورت کی تعریف کرنے سے اُسکے منہ پر یا اتنا عمل کرنے سے جو نبہ نہ سکے) تم اُتنا ہی عمل کرو جتنے کی تمکو طاقت ہے (یعنے بلا ناغہ ہمیشہ آسانی سے کرسکو اس سے معلوم ہوا کہ طاقت سے زیادہ تکلیف اوٹہانا منع ہی اور یہ نص اگرچہ نماز مین ہے لیکن لفظ عام ہے شامل ہے تمام اعمال کو) تو قسم خدا کی اللہ تعالیٰ نہین بیزار ہوگا ثواب دینے سے لیکن تم بیزار ہوجاؤگے عمل کرتے کرتے (یعنے خدا کے پاس ثواب کی کمی نہین لیکن تمہارا خیال ہے) اور سب سے زیادہ پسند آپکو وہ دین (عمل) تہا جو کرنے والا ہمیشہ اُسکو کرے ف اگرچہ قلیل ہو کیونکہ قلیل پر مداومت کرنے سے عبادت ہمیشہ ہوتی رہتی ہے برخلاف کثیر کے جو شاق ہو اور چند روز کے بعد چہوٹ جاوے اور کبہی قلیل بوجہ مداومت کے کثیر سے زیادہ ہوجاتا ہے جسپر مداومت نہو اور یہ آپکی کمال شفقت ہے اپنی امت پر کہ جو اُنکے حق مین بہتر تہا وہ بتایا اور ظاہر ہے کہ یہان مراد دین سے عمل ہے کیونکہ اعتقاد کا ترک تو کفر ہے اس حدیث سے یہ نکلا کہ قسم بغیر قسم کہلائے کہانا درست ہے اور مکروہ نہین اگر اُسمین کوئی مصلحت ہو اور فضیلت ہے ہمیشہ عمل کرنیکی اور عمل کو دین کہتے ہین اور مؤلف نے اسکو کتاب الصلوٰۃ مین اور مسلم اور مالک نے موطا مین روایت کیا ہے فتح الباری مین ہے کہ ملال کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر محال ہے بالاتفاق اور یہان اطلاق بطور مقابلہ کے ہے مجازاً جیسے کہا وجزاء سیئة سیئة مثلها قرطبی نے کہا وجہ مجاز کی یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ثواب موقوف کردیا بوجہ موقوف ہوجانے

عمل کے تو تعبیر کی اس سے ساتھ ملال کے گویا تسمیہ ہے شے کا باسم سبب اور ہروی نے کہا معنے لا یمل اللّٰہ کا یہ ہے کہ وہ اپنا
فضل تم سے موقوف نہ کریگا یہانتک کہ تم تنگ ہو جاؤ گے سوال کرنے سے تو نفرت کرنے لگو گے اسکی طرف رغبت کرنے سے اور لوگوں
نے کہا اسکا معنے یہ ہے کہ حق طاعت ختم نہ ہوگا یہانتک کہ تم تنگ ہو جاؤ گے مازری نے کہا حتی یہاں معنی واو کے ہے یعنے اللہ نہیں تھکیگا اور
تم تنگ ہو جاؤ گے اور اول توجیہ زیادہ لائق ہے کہ یہ بطریق مقابلہ کے کہا مجازا اور تائید کرتا ہے اسکی وہ جو واقع ہوا اس
حدیث کی بعضے طریقوں میں کہ اتنا ہی عمل کی تکلیف اوٹھاؤ جتنی کی تم طاقت رکہتے ہو کیونکہ اللہ تعالے ثواب دینے
سے نہیں تھکیگا یہانتک کہ تم تھک جاؤ گے عمل کرتے کرتے لیکن اسکی اسناد میں موسے بن عبیدہ ہے اور وہ ضعیف ہے اور
مستملی کی روایت میں یہ ہے وَكَانَ اَحَبُّ الدِّيْنِ اِلَى اللّٰهِ مَا دَامَ عَلَيْهِ صَاحِبُهٗ اور ایسا ہی عبدہ کی روایت میں ہشام سے
اسحق بن راہویہ کی مسند میں اور ایسا ہی مولف اور مسلم کی روایت میں ابو سلمہ کے طریق سے اور مسلم کی روایت میں قاسم سے
انہوں نے حضرت عائشہ سے اور یہ موافق ہے ترجمہ باب کے اور باقی راویوں نے ہشام سے یوں روایت کیا وَكَانَ اَحَبُّ
الدِّيْنِ اِلَيْهِ اَىْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلے اللہ علیہ وسلم اور دونوں روایتوں میں خلاف نہیں ہے کسلیے کہ جو اللہ کو زیادہ پسند
ہے وہی اسکے رسول کو بھی زیادہ پسند ہے نووی نے کہا قلیل عبادت پر مداومت کرنے سے ہمیشہ ذکر اور مراقبہ اور اقبال
علے اللہ باقی رہتا ہے برخلاف کثیر شاق کے یہانتک کہ قلیل دائم زیادہ ہو جاتا ہے کثیر منقطع سے مرات ابن جوزی
نے کہا دائم کو پسند کیا دو وجہوں سے ایک تو یہ کہ چھوڑ دینے والا ایسا ہے جیسے بعد وصل کے اعراض کرنیوالا یہ مذموم
ہے اور اسی لیے وعید آئی اس شخص کے لیے جو ایک آیت یاد کرکے پہر اسکو بھول جاوے دوسرے یہ کہ مداومت کرنیوالا ہمیشہ
خدمت میں حاضر ہے اور جو شخص ہمیشہ در دولت پر حاضر رہے گو تہوڑی دیر بھی اسکے برابر وہ نہیں ہو
سکتا جو ایک دن بہر حاضر رہے پہر کبہی نہ آوے اور مولف اور مسلم نے ابو سلمہ کے طریق میں حضرت عائشہ سے زیادہ
کیا ہے کہ سب سے زیادہ پسندیدہ اعمال میں خدا کو جنپر ہمیشگی کیجاوے اگرچہ قلیل ہوں انتہے باختصار

باب

زِيَادَةِ الْاِيْمَانِ وَنُقْصَانِهٖ باب بیان میں اس بات کی کہ ایمان میں زیادتی اور کمی ہوتی ہے **ف** حافظ ابن حجر
نے کہا اس باب سے دو باب پہلے مولف نے ایک باب بیان کیا ہے جسمیں اہل ایمان کے تفاضل اعمال کا ذکر ہے اور
اس باب میں ابو سعید خدری کی حدیث لائے ہیں جو انس کی حدیث کے ہم معنی ہے جسکو اس باب میں بیان کیا اب لوگوں
نے امام بخاری پر اعتراض کیا ہے کہ یہ تکرار ہے اور اسکا جواب یوں دیا ہے کہ حدیث میں دو احتمال تھے ایک یہ کہ زیادہ اور نقصان
ہو تو ہر ایک احتمال کے لیے جداگانہ باب مقرر کیا اور ابو سعید کی حدیث کو اعمال کے تفاضل میں بیان کیا کیونکہ اسمیں ما المؤزن یا تفاوت
ذکر نہیں ہے برخلاف حدیث انس کے اس میں صاف تفاوت مذکور ہے ایمان میں جو قلب میں ہوتا ہے کہ جو برابر ہو یا گیہوں برابر یا جیونٹی

[illegible] زیادت اور نقصان

ابن بطال نے کہا کہ تصدیق مین تفاوت بقدر علم اور جہل کے ہوتا ہے تو جسکو علم کم ہے اسکی تصدیق چیونٹی کے برابر ہے اور جس
کا علم اس سے زیادہ ہے اسکی تصدیق گیہون یا جو کے برابر ہے مگر اصل تصدیق جو دل مین ہوتی ہے اسمین نقصان نہین ہو
سکتا اور زیادتی ہوسکتی ہے بزیادتی علم اور مشاہدہ انتہے اور اوپر گذرا کلام نووی کا اس مابین انتہے وقول اللہ تعالی و

زِدْنَاهُمْ هُدًى وَيَزْدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا یہ دونون آیتین اوپر مذکور ہوچکین پہلی آیت کا ترجمہ یہ ہے زیادہ کی ہمنے اونکو
ہدایت اور ہدایت سے مراد ایمان ہے اور دوسری آیت کا ترجمہ یہ ہے اور زیادہ ہووے ایمان والونکو اونکا ایمان ف حافظ
ابن حجر نے کہا اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ دونون آیتین تو اوپر مذکور ہوچکین پھر اونکو دوبارہ کیون لائے اسکا جواب یہ ہے کہ ان آیتون
کو دوبارہ لائے تیسری آیت کا مطلب واضح کرنیکے لیے کیونکہ ان دونون آیتون سے صاف زیادتی ایمان نکلتی ہے اور زیادتی ایمان
مستلزم ہے نقص کو برخلاف تیسری آیت کی اوسمین کمال ایمان کا ذکر ہے اور کمال نص نہین ہے زیادتی مین بلکہ وہ مستلزم ہے نقص
کو اور نقص مستلزم ہے زیادت کو اور اسیواسطے مؤلف نے تیسری آیت کے بعد یہ کہا جب کمال مین کچھ رہجاوے تو وہ ناقص ہے اور اسکا
عنوان بیان بھی بدل دیا اوسمین قال کا لفظ کہا وقال اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ فَإِذَا تَرَكَ شَيْئًا مِنَ الْكَمَالِ فَهُوَ

نَاقِصٌ اور فرمایا اللہ تعالی نے آج کے دن پورا کیا دین تمہارا تو کمال مین جب کچھ رہجاوے تو وہ ناقص ہے ف فتح الباری
مین ہے کہ اس مقام پر بعضون نے اعتراض کیا کہ امام بخاری کی حجت اس آیت سے پوری نہین ہوتی کیونکہ دین کے پورا ہونے سے اگر یہ مراد
ہے کہ منکرین پر حجت کہل گئی یا دین اسلام غالب ہوگیا اہل شرک پر تو امام بخاری کا مطلب اس سے ثابت نہین ہوتا اور جو یہ
مراد ہو کہ آج اسلام کے فرائض اور ارکان پورے ہوئے تو لازم آتا ہے کہ اس سے پہلے دین ناقص ہو اور جو صحابہ اس آیت کے اترنے
سے پہلے مر گئے انکا ایمان ناقص ہو حالانکہ ایسا نہین ہے کیونکہ ایمان ہمیشہ کامل رہا ہے اور قاضی ابوبکر بن عربی نے اسکا جواب
یہ دیا ہے کہ نقص ایک امر اضافی ہے لیکن بعضا نقص مذموم ہے اور بعضا نقص مذموم نہین ہے مذموم وہ نقص ہے جو
باختیار ہو جیسے کوئی دین کے وظائف اور ارکان کو جانتا ہو لیکن عمدا انکو بجا نہ لاوے اور غیر مذموم وہ نقص ہے جو
اختیاری نہ ہو جیسے کسی کو علم نہ ہو یا غیر مکلف ہو یہ نقص مذموم نہین ہے بلکہ محمود ہے اس جہت سے کہ اوسکے دل کو ایمان پر اطمینان
تہا اور اگر زیادہ احکام اسکو معلوم ہوتے تو بیشک عمل کرتا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا جو قبل نزول فرائض کے مر گئے یہی حال
تہا اور اونکا نقص بہ نسبت ان صحابہ کی جو نزول فرائض تک زندہ رہے نسبی اور اضافی تہا اور یہ کمال ہے من حیث المعنی
اور اسکی نظیر یہ ہے جیسے کوئی کہے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت حضرت موسی اور حضرت عیسی علیہما السلام
کی شریعت سے زیادہ کامل ہے اسوجہ سے کہ وہ اون احکام پر مشتمل ہے جنپر پہلی شریعتین مشتمل نہ تہین باوجود اسکے کہ حضرت
موسے اور حضرت عیسی کی شریعت بہی اپنے اپنے زمانون مین کامل تہی تو اکملیت ایک امر نسبی اور اضافی ہے واللہ اعلم

حدثنا مسلم بن ابراہیم قال حدثنا ہشام قال حدثنا قتادة عن انس عن النبی صلے اللہ
قال یخرج من النار من قال لا الٰہ الا اللہ وفی قلبہ وزن شعیرة من خیر ویخرج من النار من قال
لا الٰہ الا اللہ وفی قلبہ وزن برة من خیر ویخرج من النار من قال لا الٰہ الا اللہ وفی قلبہ وزن ذرة
قال ابو عبد اللہ قال ابان حدثنا قتادة حدثنا انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ایمان مکان
خیر ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے مسلم بن ابراہیم (ابو عمر بصری ازدی فراہیدی) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے
ہشام (بن ابی عبد اللہ دستوائی) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے قتادہ (بن دعامہ) نے انہون نے روایت کی
انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نکلیگا (یا نکالا جاویگا) دوزخ سے وہ شخص جسنے کہا
لا الٰہ الا اللہ ف اسمین دلیل ہے کہ زبان سے کلمہ توحید کہنا شرط ہے یا کہنے سے مراد دلمین کہنا ہے تو معنے یہ ہے
جسنے اقرار کیا توحید کا اور تصدیق کی بہرحال اقرار ضرور ہے اور اسی واسطے ہر بار اوسکا اعادہ کیا اور تصدیق
قلبی مین تفاوت ہے اگر کوئی کہے کہ محمد رسول اللہ کیون نہین فرمایا اسکا جواب یہ ہے کہ مراد پورا کلمہ ہے اور جزو اول گویا نام
ہو گیا ہے اس کلمہ کا جیسے کوئی کہے مین نے قل ہو اللہ پڑھا یعنے ساری سورت پڑھی (فتح الباری) ف اور اسکے دل مین
ایک جو برابر نیکی ہو ف یعنے ایمان جیسے دوسری روایت مین تصریح ہے اور مراد اس سے یہ ہے کہ یقین رکھتا ہو اوپر
سب باتون پر جنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیکر آئے اگر کوئی کہے کہ وزن تو جسام کا ہوتا ہے نہ معانی کا اور ایمان
معانی مین سے ہے اسکا جواب یہ ہے کہ ایمان کو تشابہت دی جسم سے پھر اوسکے واسطے لوازم جسمیت کو ثابت
کیا اور وہ وزن ہے (قسطلانی) ف اور نکلیگا دوزخ سے وہ شخص جسنے لا الٰہ الا اللہ کہا اور اسکے دل مین گیہون برابر
نیکی (ایمان) ہو ف حافظ ابن حجر نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ گیہون کا وزن جو سے کم ہے اور ایسا ہی ہے
بعضے شہرون مین اور اگرچہ اس روایت مین واو ہے جو ترتیب کو مقتضی نہین پر مسلم کی روایت مین ثم ہے جو ترتیب کے لئے
ہے ف اور نکلیگا دوزخ سے وہ شخص جسنے لا الٰہ الا اللہ کہا اور اسکے دلمین ایک ذرہ برابر ایمان ہو ف حافظ
ابن حجر نے کہا ذرہ بفتح ذال معجمہ اور تشدید را صحیح ہے اور شعبہ نے اسمین غلطی کی اور ذرہ بضم را روایت کیا اور وجہ غلطی
کی یہ ہے کہ ذرہ بضم را جوار کو کہتے ہین اور وہ مناسب نہین جو اور گیہون کے جو اس مقام مین مذکور ہین اور ذرہ بالفتح جو سے کم وزن
ہے بعضون نے کہا ذرہ وہ ہے جو آفتاب کے شعاع مین سوئی کی نوک کی طرح نظر آتا ہے اور بعضون نے کہا وہ چیونٹی ہے اور ابن
عباس سے منقول ہے کہ انہون نے کہا جب تم اپنا ہاتھ مٹی پر رکھو پھر اسکو جھاڑ دو جو گرے وہ ذرہ ہے اور بعضون نے کہا چار ذرہ
رائی کے دانے برابر ہوتے ہین اور مصنف نے آخر توحید مین انس سے مرفوعاً روایت کیا جنت مین جاویگا وہ شخص جسکو دل مین

رائی کے دانے برابر یا اس سے کم ہو اور یہی معنے ہیں ذرہ کے انتہے قسطلانی نے کہا تو ذرے کا وزن وہ ہے جس سے کم
تصدیق جائز نہیں اور گیہوں یا جو میں جو زیادتی ہے وہ اعمال صالحہ کی زیادتی ہے جن سے تصدیق پوری ہوتی ہے
اور نفس تصدیق میں کمی نہیں ہے یہ مہلب نے کہا اور کواکب میں کہا ان اجزا کو جو ذرے پر زائد تھے قلب کیطرف نسبت
دی اس لیے کہ ایمان کامل قول اور عمل ہے اور عمل نہیں صحیح ہوتا مگر نیت اور اخلاص قلب سے تو عمل کا نسبت دینا قلب کیطرف جائز
ہوا کیونکہ اوسکا تمام ہونا تصدیق قلبی سے ہے اگر تو کہے کہ تصدیق قلبی کافی ہے دوزخ سے نکلنے کے لیے کیونکہ مومن ہمیشہ
دوزخ میں نہیں رہیگا اور لا الہ الا اللہ کہنا تو احکام دنیوی کے جاری کرنے کے لیے ہے پھر دونوں کو جمع کیسے کیا اسکا جواب
یہ ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے ایک جماعت کا قول یہ ہے کہ صرف تصدیق قلبی کافی نہیں ہے بلکہ قول اور عمل دونوں ضروری ہیں
اور بخاری کا مذہب یہی ہے یا نکلنے سے مراد یہ ہے کہ ہم اسکے نکلنے کا حکم دینگے جسکے دل میں تصدیق ہو اور زبان سے
اقرار کرے کیونکہ کلمہ شعار ایمان ہے دنیا میں اور اسی پر مدار ہے احکام کا تو ضرور ہیں دونوں باتیں تاکہ دوزخ سے نکلنے کا
حکم صحیح ہو اور اس حدیث میں دلالت ہے زیادتی اور نقصان ایمان پر اور یہ بھی نکلتا ہے کہ گنہگار اہل توحید جہنم میں جاوینگے
اور گناہ کبیرہ کرنیوالا کافر نہیں اور وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیگا اور اسکے راوی سب کے سب بصری ہیں اور بخاری
نے اس حدیث کو توحید میں اور مسلم نے ایمان میں اور ترمذی نے صفت جہنم میں روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح
ہے انتہے قال ابو عبد اللہ قال ابان حدثنا قتادة حدثنا انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من
ایمان مکان خیر ترجمہ امام ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل بخاری رح نے کہا ابان ابن یزید عطار بصری نے کہا حدیث
بیان کی ہمسے قتادہ نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے انس نے انہوں نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی
حدیث کو اس روایت میں ایمان ہے من خیر کے بدلے یعنے نیکی کے بدلے ایمان کا لفظ ہے ف حافظ ابن حجر نے
کہا اس تعلیق کو حاکم نے وصل کیا کتاب الاربعین میں ابو سلمہ کے طریق سے اور مؤلف نے اس تعلیق کو دو فائدوں کیلیے
بیان کیا ایک تو یہ کہ قتادہ کا سماع انس سے اس اسناد میں بتصریح مذکور ہے اور پہلی اسناد میں معنعن کے طور پر ہے اور چونکہ
قتادہ مشہور ہیں ساتھ تدلیس (اپنا شیخ چھپانا) کے تو انکا عنعنہ حجت نہیں جب تک سماع ثابت نہو جاوے اور وہ
ثابت ہوتا ہے اس اسناد سے دوسرے یہ کہ تفسیر ہو جاوے من خیر کی جو پہلی روایت میں ہے کہ خیر سے مراد ایمان ہے انتہے
مع زیادة من القسطلانی حافظ ابن حجر نے کہا اگر کوئی اعتراض کرے کہ مؤلف نے ابان کے طریق کیوں اختیار کی جو
سالم تھا تدلیس سے اور اسکو وصل کیوں نہ کیا تو اسکا جواب یہ ہے کہ ابان اگرچہ مقبول ہے مگر ہشام دستوائی اس سے زیادہ
اتقان اور ضبط میں تو مؤلف نے اسکو بیان کیا اور دوسری روایت کو ذکر کر دیا شبہہ تدلیس کو رفع کرنے کیلیے انتہے

حدثنا الحسن بن الصباح سمع جعفر بن عون حدثنا ابو العميس اخبرنا قيس بن مسلم عن
طارق بن شهاب عن عمر بن الخطاب ان رجلا من اليهود قال له يا امير المومنين اية في كتابكم
تقرؤنها لو علينا معشر اليهود نزلت لاتخذنا ذلك اليوم عيدا قال اي اية قال اليوم اكملت
لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام دينا قال عمر قد عرفنا ذلك اليوم
والمكان الذي نزلت فيه على النبي صلى الله عليه وسلم وهو قائم بعرفة يوم جمعة **ترجمہ حدیث**

بیان کی ہمسے حسن بن صباح نے اُنہوں نے سنا جعفر بن عون (ابن ابی جعفر مخزومی) سے اُنہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے
ابو العمیس ہذلی کوفی عتبہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے اُنہوں نے کہا خبر دی ہمکو قیس بن مسلم (کوفی عابد) نے اُنسے
نے روایت کی طارق بن شہاب (ابن عبد شمس صحابی) سے اُنہوں نے حضرت عمر بن الخطاب سے ایک یہودی نے (اُنسے
کہا امر کعب الاحبار تھا پہلے اسلام لانے سے پہلے بیان کیا اسکو مسدد نے اپنے مسند میں اور طبری نے تفسیر میں اور طبرانی نے
اوسط میں رجا بن ابی سلمہ سے اُنہوں نے عبادہ بن نسی سے اُنہوں نے اسحٰق بن خرشہ سے اُنہوں نے قبیصہ بن ذویب سے
اُنہوں نے کعب سے اور مصنف نے مغازی میں ثوری سے روایت کیا اُنہوں نے قیس ابن مسلم سے اسی حدیث کو اسمین یہ ہے
کہ چند لوگوں نے یہود کے کہا اور تفسیر میں یہ ہو کہ یہود نے کہا یہ محمول ہے کہ اُس وقت یہود کی ایک جماعت حاضر ہو گی
اور کعب نے ان سب کیطرف سے کہا ہوگا (فتح) ای امیر المومنین ایک آیت ہے تمہاری کتاب میں جسکو تم پڑھتے ہو اگر وہ آیت
ہم یہود کے لوگوں پر اُترتی تو جسدن وہ اُتری اُسدن کو ہم عید کا دن کر لیتے (یعنے اُس دن کو بڑا دن کرتے اور سال
اُس میں خوشی کرتے حضرت عمرؓ نے کہا وہ کون سی آیت ہے اُس یہودی (یعنے کعب) نے کہا یہ آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ
یعنے آج میں نے تمہارا دین پورا کیا (بیضاوی نے کہا مراد دین سے اور غلبہ دینا ہے اور دینو پر یا بیان کرنا قواعد عقائد اور
اصول شرائع امر قوانین اجتہاد کا) وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ اور پورا کیا میں نے تمپر اپنی نعمت کو (وہ کیا ہے ہدایت دین
حق کی اور توفیق خیر یا اکمال دین یا فتح مکہ اور ہدم علامات جاہلیت کا) وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا اور پسند کیا میں نے
واسطے تمہارے دین اسلام کو (پسند کیا میں نے اور یہی دین ہے اللہ کے نزدیک) حضرت عمرؓ نے کہا ہم جانتے ہیں اُس دن
کو اور اُس جگہہ کو جب اور جہاں یہ آیت اُتری ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کہڑے تھے عرفات میں جمعہ کے دن **ف**
فتح الباری میں ہے مسلم نے زیادہ کیا عبد بن حمید کی روایت سے جس نے جعفر بن عون سے اسی حدیث میں کہ میں جانتا
ہوں اُس دن کو جسدن یہ آیت اُتری اور اُس جگہہ کو جہاں اُتری اور اُس ساعت کو جس میں اُتری رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر اگر
کوئی اعتراض کرے کہ جواب سوال کے مطابق نہیں ہے کیونکہ یہودی نے یہ کہا تھا کہ ہم اُسدن کو عید کر لیتے اور حضرت عمرؓ نے

میں اس وقت اور مکان کو پہچانتا ہوں جب اور جہاں یہ آیت اتری حالانکہ یہ کہنا تھا کہ ہم نے بھی اس دن کو عید کیا ہے اسکا
جواب یہ ہے کہ آیت عرفہ کے اخیر دن میں اتری اور یوم العید تو شروع دن سے ہوتا ہے اور فقہا نے کہا ہے کہ عید زوال کے اگر
چاند کی رویت ہو تو عید دوسرے دن ہوگی یہ قول ہے بعض متشارحین کا اور میرے نزدیک یہ ہے کہ اس روایت میں حضرت عمر نے
اشارہ پر اکتفا کی اور اسحاق نے جو قبیصہ سے روایت کی اوسمیں صاف بیان ہے اس روایت میں یہ ذکر ہے کہ یہ آیت اتری جمعہ
کے دن عرفہ کے دن اور وہ دونو الحمد کے فضل سے ہماری عیدیں ہیں اور طبری اور طبرانی کی روایت میں ہے وہ دونوں عید
ہیں ہمارے لیے اور ترمذی نے ابن عباس سے روایت کیا کہ ایک یہودی نے حضرت عمر سے یہ پوچھا انہوں نے کہا یہ آیت
تو دو عیدوں کے دن اتری جمعہ اور عرفہ کے دن تو ظاہر ہوا کہ جواب شامل ہے اس مطلب کو جس دن یہ آیت اتری وہ عید کا دن
ہوا اور یوم عرفہ اسلیے عید ہے کہ وہ شب عید ہے جیسے ایک حدیث میں آیا ہے کہ عید کے دو مہینے دونو ناقص نہیں
ہوتے رمضان اور ذی حجہ تو رمضان کو عید کہا حالانکہ عید رمضان کے بعد ہے اگر کوئی کہے کہ اس قصہ سے ترجمہ باب
کیونکر ثابت ہوگا اوسکا جواب یہ ہے کہ قصہ سے معلوم ہوا کہ یہ آیت عرفہ کے دن اتری اور یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے اور وہ زمانہ
ہے آخری بعثت کا جب شریعت پوری ہوئی اور ارکان شریعت تمام ہوئے اور سدی نے کہا کہ اس آیت کے بعد کوئی
حلال یا حرام نہیں اترا انتہی قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مؤلف نے مغازی میں اور تفسیر میں اور اعتصام میں روایت کیا
اور مسلم اور ترمذی اور نسائی نے اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے انتہی **باب** تنوین کے ساتھ الزکوۃ
من الاسلام اس باب میں یہ بیان ہے کہ زکوۃ اسلام میں داخل ہے یعنی اسلام کا ایک رکن ہے وقولہ تعالی وما
امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین حنفاء ویقیموا الصلوۃ ویؤتوا الزکوۃ وذلک دین
القیمۃ اور فرمایا اللہ تعالی نے نہیں حکم ہوا تھا کتاب والوں کو (یہود اور نصاری کو) مگر یہی کہ پوجیں اللہ تعالی کو خالص
اوسکے لیے دین رکھیں (یعنی شرک نہ کریں یا اخلاص کریں عبادت میں ریا نہ کریں) اور برے اعتقاد سے پھر رہیں یعنی
کفر اور گمراہی سے اور کھڑا کریں نماز کو اور دیویں زکوۃ کو اور یہی سیدھا دین ہے (تو آیت سے یہ نکلا کہ زکوۃ دین میں
داخل ہے اور دین اور اسلام ایک ہے تو زکوۃ اسلام میں داخل ہوئی اور یہی ترجمہ باب ہے **حدثنا** اسمعیل
قال حدثنی مالک بن انس عن عمہ ابی سہیل بن مالک عن ابیہ انہ سمع طلحۃ بن عبید اللہ
یقول جاء رجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اہل نجد ثائر الراس نسمع دوی صوتہ
ولا نفقہ ما یقول حتی دنا فاذا ہو یسال عن الاسلام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
خمس صلوات فی الیوم واللیلۃ فقال ہل علی غیرہا قال لا الا ان تطوع قال وذکر لہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصیام رمضان قال ہل علی غیرہ قال لا الا ان تطوع قال

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الزکوٰۃ قال ھل علی غیرہا قال لا الا ان تطوع قال فادبر الرجل وھو یقول و
اللہ لا ازید علی ھذا ولا انقص قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افلح ان صدق **ترجمہ** حدیث
بیان کی ہے سے اسمعیل بن ابی اویس اصبحی نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے (امام مالک بن انس نقبیہ مشہور
امام المدینہ) نے انہوں نے روایت کی اپنے چچا ابوسہیل بن مالک (نافع مدنی) سے انہوں نے اپنے باپ (مالک بن ابی
عامر) سے انہوں نے سنا طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان قرشی) سے جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور مارے گئے یوم الجمل
دسوین جمادی الاولی ۳۶ھ میں اور دفن ہوئے بصرے میں اور ہر کتابوں میں انکی چار حدیثیں مروی ہیں) وہ کہتے تھے ایک
شخص آیا (ضمام بن ثعلبہ یا کوئی اور) نجد والوں میں سے (نجد وہ بلند ملک جو تہامہ سے شروع ہوا ہے عراق تک) سر
پریشان (یعنے بال بکھرے ہوئے جیسے گنوار ہوتے ہیں) ہم اسکی آواز کی گونج سنتے تھے (یعنے بھنبھناہٹ) اور سمجھتے نہ تھے جو
کہتا تھا یہانتک کہ وہ قریب آیا تب معلوم ہوا کہ اسلام کو پوچھتا ہے (یعنے اوسکے ارکان و شرایع کو توحید اور تصدیق
کے بعد یا حقیقت اسلام کو اور یہ تاویل ثانی بعید ہے کسلیے کہ جواب سوال کے مطابق نہ ہوگا) جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اسلام پانچ نمازیں ہیں اتنا اور دن میں تو معلوم ہوا کہ سوال ارکان و شرائع سے تھا اور جواب اسکے مطابق ہے
اور موید ہے اسکو وہ جو اسمعیل بن جعفر کی روایت میں ہے مؤلف کی نزدیک صیام میں خبر دو مجھکو اللہ نے کونسی نمازیں مجھپر
فرض کی ہیں اور اسلام عین نماز نہیں ہے تو یہاں اقامت کا لفظ محذوف ہے یعنے پانچ نمازونکا قائم کرنا) وہ شخص بولا
اسکے سوا بھی کوئی نماز مجھپر واجب ہے آپ نے فرمایا نہیں لیکن اگر تو نفل پڑھنا چاہے **ف** قسطلانی نے کہا یہ حدیث
حجت ہے حنفیہ پر جو وتر کو واجب کہتے ہیں اور اصطخری پر شافعیہ میں سے جو عیدین کی نماز کو فرض کفایہ کہتے ہیں اور
اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ نفل شروع کرنے سے واجب نہیں ہو جاتا بلکہ اتمام اوسکا مستحب ہے جیسے اسکا شروع کرنا اور
نسائی وغیرہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم روزے کی نیت کرتے پھر افطار کر ڈالتے اور بخاری میں ہے
کہ آپنے جویریہ بنت حارث کو حکم دیا جمعہ کے دن کا روزہ کھول ڈالنے کے لیے اور وہ شروع کر چکی تھیں اسکو اس سے معلوم
ہوا کہ نفل کو شروع کرنے سے وہ واجب نہیں ہو جاتا اور یہ نص روزے میں ہے باقی عبادات کو اوسپر قیاس کیا اور حج
میں اسکے خلاف حکم ہے اسلیے کہ اگر حج فاسد ہو جاوے تو بھی اوسکے ارکان کو پورا کرنا چاہیے پھر صحیح کا پورا
کرنا بطریق اولے لازم ہوگا۔ یہ اس صورت میں ہے جب الا ان تطوع کا استثنا منقطع ہو تو یہ مطلب ہوگا کہ نفل شروع
کرنے سے واجب ہو جاتا ہے اور قرطبی نے مالکیہ میں سے کہا ہے کہ مطلب حدیث کا نفی ہے اور کسی چیز کے وجوب کے سوا
تطوع کے اور نفی سے استثنا اثبات ہوتا ہے اور کوئی قائل نہیں ہے وجوب تطوع کا اس صورت میں مطلب یہ ہوگا

مگر جب تو شروع کرے نفل کو تو تجھپر لازم ہے پورا کرنا اُسکا اور مسند احمد میں ہے حضرت عائشہ کی روایت سے کہ میں نے اور ام المومنین حفصہ رضہ نے صبح کی روزہ کی نیت سے پھر ایک بکری ہدیہ آئی ہمارے پاس ہمنے اوسکا گوشت کھایا بعد اسکے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہمنے آپ سے بیان کیا آپنے فرمایا اوسکے بدل ایک روزہ رکھو اور امر وجوب کے لیے ہے اس سے بھی معلوم ہوا کہ شروع کر دینے سے نفل کا اتمام لازم ہو جاتا ہے انتہی **ت** پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور روزے ہیں رمضان کے وہ شخص بولا مجھپر اور کوئی روزہ بھی واجب ہے سوا رمضان کے آپنے فرمایا نہیں لیکن اگر تو نفل روزہ رکھنا چاہے **ف** تو جب تو نفل روزہ رکھے اُسکا پورا کرنا واجب نہیں ہے (یہ شافعیہ کا قول ہے) یا مطلب یہ ہے کہ جب تو نفل روزہ شروع کر دے تو اوسکا تمام کرنا تجھپر لازم ہے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا مت باطل کرو اپنے اعمال کو (یہ حنفیہ کا قول ہے) حافظ ابن حجر نے کہا حنفیہ نے جو اس حدیث سے استدلال کیا ہے اوس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ تمہارے نزدیک روزہ نفل کا اتمام فرض نہیں ہے بلکہ واجب ہے اور استثنا واجب کا فرض سے منقطع ہے کیونکہ دونو متباین ہیں اور دوسرا اعتراض یہ ہے کہ تمہارے نزدیک نفی سے استثنا کرنا اثبات کے لیے نہیں ہے بلکہ وہ مسکوت عنہ ہوتا ہے تو نفل روزیکا کوئی حکم اس حدیث سے نہ نکلا اور طیبی نے کہا حدیث کا یہ مطلب صحیح تھا جو حنفیہ نے سمجھا ہے مغالطہ ہے اسلئے کہ بیان استثنا غیر جنس سے ہے کیونکہ تطوع کو لازم نہیں کہہ سکتے تو مطلب یہ ہوا کہ سوا اسکے اور کوئی روزہ یا نماز تجھپر فرض نہیں ہے البتہ اگر تو نفل پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے یا نفل روزہ رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے اور یہ معلوم ہے کہ تطوع واجب نہیں ہے تو سوا فرض کے اور کچھ واجب نہ ہوا۔ حافظ ابن حجر نے کہا کہ ظاہر حدیث سے رد ہو گیا اُن لوگوں کا جو وتر کو یا سنت فجر کو یا صلوۃ الضحی کو یا عید کی نماز کو یا مغرب کی سنتوں کو واجب کہتے ہیں انتہی تغیر **ت** طلحہ نے کہا اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے زکوۃ کو بیان کیا وہ بولا اسکے سوا اور کچھ مجھپر ہے (یعنی اور کوئی صدقہ واجب ہے) آپ نے فرمایا نہیں مگر جب تو نفل صدقہ دینا چاہے راوی نے کہا پھر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا اور وہ کہتا تھا قسم خدا کی میں اس سے زیادہ کرونگا نہ اس سے کم (بلکہ جو آپنے ارشاد فرمایا اوتنا ہی بجا لاونگا وہ اپنی قوم کا پیغام لانے والا تھا اور دین اسلام کو سیکھنے کے لیے آیا تھا اور اسمعیل بن جعفر کی روایت میں ہے وہ بولا میں نفل نہیں کرونگا اور جو اللہ تعالے نے مجھپر فرض کیا ہے اس میں کمی بھی نہیں کرونگا یا مراد یہ ہے کہ فرض کی صفت میں کوئی تغیر نہیں کرونگا مثلاً ظہر کو تین اور مغرب کو چار رکعت پڑھ لوں (قسط) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھٹکارا پایا اور مراد کو پہونچا یہ شخص اگر سچا ہے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا مسلم کی روایت میں ہے کہ آپنے فرمایا مراد کو پہونچا یہ اگر سچا ہے قسم اسکے باپ کی یا وہ جنت میں جاویگا قسم اسکے باپ کی اگر سچا ہے اور ابوداؤد نے بھی ایسا ہی روایت کیا اگر کوئی کہے کہ دوسری حدیث میں آپ نے ممانعت کی ہے ماں باپ کی قسم کھانے سے پھر خود اسکے

خلاف کیا اوسکا جواب یہ ہے کہ شاید یہ مبالغت سہو سے ہی کی ہے یا یہ کلمہ عادۃً کہا نہ بہ نیت قسم جیسے عرب عادۃً عورت
پر خفا ہوتے ہیں تو عقری یا حلقی یا اسکے مثل کلمات کہتے ہیں یا رب کا لفظ محذوف ہے یعنی قسم ہے اسکے باپ کے پروردگار کی
اور بعضوں نے کہا نہی قیاس ہے اور اسکی دلیل چاہیے اور سہیلی نے انہی بعض مشایخ سے نقل کیا کہ یہ تصحیف ہے اصل میں واللہ کا لفظ
تہا تو دونوں لاموں کو چہوٹا لکہا پڑہنے والوں نے غلطی سے وابیہ پڑہا اور قرطبی نے اسکا انکار کیا اونہوں نے کہا یہ لفظ روایت
صحیح میں موجود ہے اور اسپر اعتماد ضرور ہے اور قرافی نے غفلت کی اور دعوی کیا کہ وابیہ کی روایت صحیح نہیں ہے کیونکہ موطا
میں نہیں ہے اور شاید انہوں نے ان جوابات کو پسند نہ کیا تو حدیث کو رد کیا حالانکہ حدیث صحیح ہے بغیر شک کے اور قوی جواب
پہلے کے دو جواب ہیں اور ابن بطال نے کہا کہ یہ جو آپ نے فرمایا مراد کو پہونچا وہ اگر اس نے سچ کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ اگر وہ سچا نہ ہو
اور ان کاموں کو بجا نہ لاوے تو مراد کو نہ پہونچیگا اور نجات نہ پاویگا اور یہ خلاف ہے مرجیہ کے قول کے اگر کوئی اعتراض کرے
کہ صرف ان کاموں کے کرنے سے کیونکر فرمایا کہ اسکو نجات ہوگی حالانکہ منہیات کا ذکر نہیں کیا ابن بطال نے کہا شاید یہ حدیث
اسوقت کی ہو جب منہیات نہیں اترے تہے اور یہ عجیب ہے کیسے کہ ابن بطال نے جزم کیا ہے کہ پوچہنے والا ضمام تہا اور
زیادہ تر قدیم مدت اسکے آنیکی سنہ ۵ ہجری ہے اور بعضوں نے اوسکے بعد کہا ہے اس سنہ سے پہلے منہیات اتر چکے تہے اور صحیح یہ
ہے کہ آپ نے اوسکو خبر دی اسلام کے شرائع سے جیسے اسمعیل بن جعفر کی روایت میں خود مؤلف کے نزدیک باب الصیام
میں زیادہ ہے کہ پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو اسلام کی شرائع بتلائیں اگر کوئی کہے کہ نجات کا ہونا اس سے کم نہ کرنے
میں تو ظاہر ہے لیکن زیادہ کرنے سے کیا مطلب ہے نووی نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جب وہ ان کاموں کو بجا لاوے
تو اسکو نجات ہوگی اور یہ نہیں نکلتا کہ اگر وہ اس سے زیادہ کرے تو نجات نہ ہوگی تو جب اسکی نجات صرف ادائے فرائض سے
ہوسکتی ہے تو فرائض اور مندوبات دونوں بجا لانے سے بطریق اولی نجات ہوگی اگر کوئی کہے کہ آپ نے اسکی قسم پر انکار
نہ کیا حالانکہ آپ نے انکار کیا ہے اس قسم پر جو کہائی جاوے نیک کام نہ کرنے پر اسکا جواب یہ ہے کہ یہ مختلف ہے باختلاف
اشخاص و احوال اور یہ جاری ہے اصل قاعدہ پر کہ فرائض کا بجا لانے والا ناجی ہے اور سنن کے ترک کرنیوالے پر گناہ نہیں
ہے اور طیبی نے کہا کہ احتمال ہے کہ اس شخص نے یہ کلام مبالغہ کے طور پر کیا کمال التصدیق اور کمال قبول سے یعنی میں نے آپ کا
فرمانا قبول کیا نہ اسمیں کمی کرونگا نہ بیشی ابن منیر نے کہا احتمال ہے کہ کمی اور بیشی پیام رسانی سے متعلق ہو کیونکہ وہ اپنی قوم
کا قاصد تہا حافظ ابن حجر نے کہا یہ دونوں احتمال مردود ہیں اسمعیل بن جعفر کی روایت سے کیونکہ اسمیں صاف موجود ہے کہ میں
نفل ادا نہ کرونگا اور نہ فرض میں کچہ کمی کرونگا انتہی ملخصاً قسطلانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا کہ سفر کرنا طلب علم کیلیے
مشروع ہے اور بغیر قسم کہلائے قسم کہانا اور [illegible] بغیر ضرورت کے اور اس حدیث کے سب راوی مدنی ہیں اور اسنا اسکا

مسلسل ہے قارب ہے کیونکہ اسمعیل اسکو روایت کرتے ہیں اپنے ماموں سے (امام مالک سے) وہ روایت کرتے ہیں اپنے چچا سے
اپنے باپ سے مولف نے اسکو روایت کیا باب الصوم میں اور باب ترک الحیل میں اور نکالا ہے اسکو مسلم نے کتاب الایمان میں اور
ابوداود نے صلوۃ میں اور نسائی نے صلوۃ اور صوم میں **بَابٌ** تنوین کے ساتھ اِتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ مِنَ الْاِیْمَانِ
جنازے کے ساتھ جانا ایمان میں داخل ہے **ف** کہا قسطلانی نے ابن حجر نے کہا مولف نے منتظم تراجم کو جو شعب ایمان میں بیان
ہیں تجہیز پر ختم کیا کیونکہ یہ دنیا کا آخر ہے اور اسکے بعد اداء خمس کو ذکر کیا ایک اور وجہ سے جسکو ہم بیان کرینگے قسطلانی
نے کہا جنائز جمع ہے جنازہ بفتح جیم اور بکسر جیم کے بالفتح تو میت کو کہتے ہیں اور بالکسر نعش کو یا بالعکس **حَدَّثَنَا**
اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَلِیٍّ الْمَنْجُوْفِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَۃَ مُسْلِمٍ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا وَّکَانَ مَعَہٗ حَتّٰی یُصَلّٰی عَلَیْہَا
وَیَفْرُغَ مِنْ دَفْنِہَا فَاِنَّہٗ یَرْجِعُ مِنَ الْاَجْرِ بِقِیْرَاطَیْنِ کُلُّ قِیْرَاطٍ مِثْلُ اُحُدٍ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیْہَا ثُمَّ رَجَعَ
قَبْلَ اَنْ تُدْفَنَ فَاِنَّہٗ یَرْجِعُ مِنَ الْاَجْرِ بِقِیْرَاطٍ تَابَعَہٗ عُثْمَانُ الْمُؤَذِّنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْ
هُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحْوَہٗ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے احمد بن عبد اللہ بن علی منجوفی نے
(منجوف انکے پردادا ہیں) انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے روح (ابن عبادہ بن علاء البصری) نے انہوں نے کہا حدیث
بیان کی ہم سے عوف (ابن ابی جمیلہ عبدی ہجری البصری) نے انہوں نے روایت کی حسن (البصری) اور محمد ابن سیرین ابو بکر انصاری
بصری) سے (دونو تابعی مشہور ہیں) انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ فرمایا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص
ساتھ جائے کسی مسلمان کے جنازے کے ایمان رکھکر خالص خدا کے واسطے (نہ دنیا کے واسطے رہ کر وہ ثواب) پھر اسکے ساتھ رہے (یعنی
جنازے کے) یہانتک کہ نماز پڑھے اور پھر فارغ ہو اسکے دفن سے تو وہ دو قیراط ثواب لیکر لوٹیگا ہر ایک قیراط احد پہاڑ کے
برابر ہوگا (تو دو قیراط اسوقت ملینگے جب نماز بھی پڑھے اور دفن کے تمام ہونے تک شریک رہے) اور جو شخص نماز
(جنازے کی) اسپر پڑھکر لوٹ آوے دفن سے پہلے اسکو ایک قیراط ثواب ملیگا (پھر اگر نماز پڑھے اور قبر تک اکیلا گیا
جنازے کے ساتھ نگیا وہاں دفن میں شریک ہوگیا تو دوسرا قیراط نہ ملیگا نووی نے ایسا ہی کہا ہے) **ف** قسطلانی
نے کہا یہ مطلب حدیث کی مفہوم سے نکلتا ہے اب اگر کوئی دوسرا فضل وارد ہو جیسے کہ صرف دفن میں حاضر ہونے سے ایک قیراط
ملتا ہے تو وہ مقدم ہوگا اس مفہوم پر اور جمع کیا جاویگا دونوں میں تفاوت قیراط سے اور اگر صرف نماز پڑھ سکے اور
جنازے کے ساتھ نگیا تو بھی ایک قیراط ملیگا پر یہ قیراط اسکے قیراط سے چھوٹا ہوگا جس نے نماز پڑھی اور جنازے کے ساتھ
بھی گیا اور مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ ان دو قیراطوں میں سے چھوٹا احد پہاڑ کے برابر ہوگا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قیراط

تشنادت مین اور مسلم کی روایت مین یہ بھی ہے کہ جو شخص نماز پڑھے کسی جنازے پر اور اسکے ساتھ نہ جاوے تو اسکو ایک
قیراط ملیگا لیکن احتمال ہے کہ ساتھ جانے سے مراد یہان نماز کے بعد ساتھ جانا ہو اور اگر ساتھ گیا لیکن نماز مین نہین دفن مین شریک
ہوا تو اسکو کچھ نہ ملیگا بلکہ اشہب سے اسکی کراہت منقول ہے اور اسکا زیادہ بیان خدا چاہے تو کتاب الجنائز مین آویگا
اور اس حدیث سے ترغیب نکلی نماز جنازے کی اور جنازے کے ساتھ جانے کی اور دفن مین حاضر رہنے کی اور اسکی راوی سب
بصری ہین سوا ابوہریرہ کے اور روایت کیا اسکو نسائی نے ایمان اور جنائز مین انتہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا ابن سیرین
کا تو سماع ابوہریرہ سے صحیح ہے لیکن حسن کے سماع مین ابوہریرہ سے اختلاف ہے اور اکثر یہ کہتے ہین کہ انہون نے ابوہریرہ
سے نہین سنا اور جس نے کہا کہ سنا ہے اسنے وہم کیا باوجود اسکے حسن کثیر الارسال ہین اور انکا عنعنہ سماع پر محمول نہین
ہوسکتا اور مصنف نے اس حدیث کو جیسا سنا تھا ویسا بیان کیا اور قصہ موسی اور بدء الخلق مین بھی ایسی ہی روایت ذکر
کی ہے لیکن ان سب روایتون مین اعتماد مؤلف کا ابن سیرین کی روایت پر ہے کیونکہ وہ یقیناً متصل ہے اور یہ جو فرمایا
جنازے کے ساتھ جاوے اس سے دلیل کی ہے اس شخص نے جو جنازے کے پیچھے چلنا اچھا جانتا ہے حالانکہ یہ استدلال صحیح نہین
کیونکہ ساتھ چلنے سے پیچھے چلنا لازم نہین بلکہ آگے اور پیچھے دونو کو کہہ سکتے ہین جب ساتھ ہو اور یہ مقصد ابن حبان
نے جس حدیث کو صحیح کہا اوسمین موجود ہے ابن عمر کی روایت سے اوسمین آگے چلنا ثابت ہے اور اس روایت سے یہ ثابت
ہوا کہ نماز اور دفن دونو سے دو قیراط ملتے ہین اور صرف نماز سے ایک قیراط ملتا ہے اور یہی صحیح ہے اور بعضون نے یہ کہا ہے
کہ دونو کا سوا سے تین قیراط ملتے ہین اور یہ خلاف ہے اور اسکی پوری بحث اگر خدا چاہے تو ہم کتاب الجنائز مین کرینگے
(فتح الباری) **ت** متابعت کی روح کی عوف سے روایت کرنے مین عثمان (ابن ہیثم بن جہم بصری) نے جو موذن
تھے (جامع مسجد بصرہ کے) انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عوف (اعرابی) نے انہون نے کہا سنا محمد بن سیرین سے اور حسن
سے روایت نہین کیا) انہون نے کہا سنا ابوہریرہ رضہ سے انہون نے سنا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مثل اسی حدیث کے
(یعنے اسکے معنی مین نہ لفظ مین اس متابعت کو ابونعیم نے وصل کیا مستخرج مین) **ف** حافظ ابن حجر نے کہا عثمان
موذن امام بخاری کی شیوخ مین سے ہین پھر اگر امام بخاری نے یہ حدیث اون سے سنی ہو تو بہ نسبت پہلی اسناد کے ایک درجہ
سند عالی ہوئی مگر امام بخاری نے روح کی روایت نقل کی اسلیے کہ روح اتقان مین عثمان سے زیادہ تھے اور اس متابعت
کے ذکر کرنے سے تنبیہ کی اس بات پر کہ اعتماد اس سند مین محمد بن سیرین پر ہے کیونکہ عثمان نے حسن کا ذکر نہین کیا تو شاید
عوف نے کبھی حسن کا ذکر کیا اور کبھی نہ کیا منجوفی شیخ بخاری نے بھی باسقاط حسن روایت کی ہے ذکر کیا اسکو ابونعیم نے مستخرج
اور اس متابعت کو ابونعیم نے وصل کیا مستخرج مین عثمان کی روایت کا یہی مضمون ہے مگر اوسمین [illegible]

اور وہ تقرع من فیہا کے بدلے وتدفن ہے اور فانہ یرجع بقیراط کے بدلے فلہ قیراط ہے اور باقی یہی الفاظ ہیں

باب خوف المؤمن من ان یحبط عملہ وھو لا یشعر باب اس بیان میں کو مومن کو ڈرنا چاہیے اپنے اعمال مٹ جانے سے بے خبری میں

ف حافظ ابن حجر نے کہا کہ یہ باب مرجیہ کے رد کے لیے لائے اگرچہ اگلے ابواب سے بھی اونکا رد ہوا ہے لیکن اور اہل بدعات کا بھی ہوا ہے انکے ساتھ اور یہ باب خاص مرجیہ کے رد کے لیے ہی اور مرجیہ ارجاء سے ہے ارجاء کے معنی تاخیر اُن کو مرجیہ اسلیے کہتے ہیں کہ انہوں نے اعمال کو ایمان سے موخر کیا وہ کہتے ہیں ایمان صرف تصدیق قلبی کا نام ہے اور اکثر مرجیہ نطق بالشہادتین کو بھی شرط نہیں کرتے اور گنہگاروں کو کامل مومن جانتے ہیں اور کہتے ہیں ایمان کے ساتھ کوئی گناہ نقصان نہ کریگا اور انکے مقالات کتب اصول میں مذکور ہیں اور اس باب کی مناسبت باب سابق سے یہ ہے کہ باب سابق میں جنازے کے ساتھ جانیکا ثواب مذکور ہے تو اس باب میں بیان کیا کہ اگرچہ یہ ثواب اسکو حاصل ہوگا جو خالص خدا کے لیے جنازے کے ساتھ جاوے اسپر بھی مومن کو ہشیار رہنا چاہیے کہ اپنے اعمال پر غرہ نہ ہو اور ڈرتا رہے کہیں اسکا عمل حبط (لغو) نہ ہو جاوے یعنے ثواب نہ ملے اور بعض لوگوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ امام بخاری نے احباطیہ کے مذہب کو قوی کیا جو کہتے ہیں برائیاں نیکیوں کو باطل کر دیتی ہیں قاضی ابوبکر بن عربی نے انکا رد کیا اور یہ کہا کہ احباط دو طرح ہے ایک تو ابطال محض جیسے احباط کفر ایمان کو اور احباط ایمان کفر سے دوسرے احباط موازنہ یعنے برائیوں کا پلہ بھاری کر دینا یہ بھی ابطال کے قریب ہے مگر حقیقۃً احباط نہیں ہے کیونکہ جب دوزخ سے نکلیگا تو اسکی نیکیوں کا ثواب اسکو ملیگا اور احباطیہ نے ان دونوں احباطوں میں تمیز نہیں کیا اور حکم کیا کہ گنہگار کافر ہیں اور اکثر قدریہ کا یہی اعتقاد ہے انتہی مختصراً نووی نے کہا مراد مؤلف کی حبط سے نقصان ایمان ہے اور ابطال بعض عبادات کا نہ کفر مترجم نے کہا ایک فرقہ یہ کہتا ہے کہ ایمان صرف تصدیق قلبی کا نام ہے اور ایمان نہ گھٹتا ہے نہ بڑھتا ہے پر یہ فرقہ اس امر کا اقرار کرتا ہے کہ گناہوں سے ضرر ہوگا اور گناہ ہو نیر عذاب ہو سکتا ہے اس فرقہ کو بھی محدثین نے مرجیہ کہا ہے اور یہ وہ مرجیہ نہیں ہیں جو اہل سنت سے بالکل خارج ہیں امام ابوحنیفہ اور انکے اصحاب کیطرف اسی ارجا کی نسبت ہے نہ اُس ارجاء کی جو پہلے مذکور ہوا اس امر کو یاد رکھنا چاہیے وقال ابراھیم التیمی ما عرضت قولی علی عملی الا خشیت ان اکون مکذبا ابراہیم (زید بن شریک) تیمی نے کہا میں نے جب اپنے قول کا مقابلہ کیا عمل سے تو مجھے ڈر ہوا کہیں لوگ مجھکو جھوٹا نہ کہیں

ف یہ ابراہیم تیمی فقہاء تابعین اور عابدین میں سے ہیں مطلب انکے قول کا یہ ہے کہ جو شخص میرے عمل کو دیکھے کہ میرے قول کے مخالف ہے تو میں ڈرتا ہوں وہ میری تکذیب کریگا اور کہیگا اگر تو سچا ہوتا تو تیرا فعل تیرے قول کے خلاف نہ ہوتا اور یہ انہوں نے اسلیے کہا کہ وہ واعظ تھے اور غرض اس قول کے لانیسے یہ ہے کہ باوجود اسکے کہ ابراہیم تیمی عابد اور واعظ میں سمجھتے تھے اسپر بھی وہ عمل کی غایت کو نہیں پہونچے اور اللہ تعالیٰ نے مذمت کی ہے اسکی جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے

لیکن جو عمل سے قاصر ہے فرمایا کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون تو وہ ڈرے کہیں لوگ انکی تکذیب کریں یعنی
مشابہ ہو جاویں کاذبین کے اس تعلیق کو مؤلف نے وصل کیا اپنی تاریخ میں ابو نعیم سے اور احمد بن حنبل نے زہد میں ابن مہدی سے
دونوں نے سنا سفیان سے انہوں نے ابو حیان تیمی سے انہوں نے ابراہیم تیمی سے (فتح الباری) قسطلانی نے کہا بعضوں
نے کہا یہ آیت اتامرون الناس بالبر مصیبت ہے اس شخص کے لیے جو دوسرے کو نصیحت کرتا ہے اور خود عمل نہیں کرتا
وہ جاہل ہے یا احمق ہے عقل سے خالی ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ واعظ کو بہ نسبت دوسروں کے زیادہ تزکیہ نفس
اور تقویٰ کرنا چاہیے نہ یہ کہ فاسق کو وعظ کرنے سے منع کیا ہے اسلیے کہ اگر ایسا ہو تو دوسرے امر میں خلل ہو الناصر و تیسیر انتہی وقال ابن ابی ملیکۃ

ادرکت ثلاثین من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کلہم یخاف النفاق علی نفسہ ما منہم

احد یقول انہ علی ایمان جبریل ومیکائیل (عبد اللہ) ابن ابی ملیکہ نے کہا میں نے تیس صحابیوں سے ملاقات کی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ ڈرتے تھے نفاق سے اپنے اوپر یعنی خوف تھا کہ اخلاص میں خلل آجاوے اور یہ طریق مبالغہ اور تقویٰ
کے تھا ایسا نہیں ہے (واقع نہیں ہوا) کوئی ان میں سے نہیں کہتا تھا کہ میرا ایمان جبرئیل علیہ السلام یا میکائیل علیہ السلام کا
سا ہو (ف) کیونکہ ان میں سے کسی کو یقین نہ تھا کہ ہم اخلاص ہی پر قائم رہیں گے اور کوئی امر ایسا لاحق نہ ہوگا جس سے
اخلاص میں خلل آوے جیسے جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام کا ایمان ہر ایسا ہونا مشکل ہے کیونکہ وہ دونوں معصوم ہیں اور
لوازم اور اعراض بشریت سے پاک ہیں اس اثر کے معنی کو طبرانی نے اوسط میں مرفوعاً حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے اسکا
اسناد ضعیف ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ وہ سب زیادتی اور نقصان ایمان کے قائل تھے حافظ ابن حجر نے کہا کہ اس تعلیق
کو ابن ابی خیثمہ نے اپنی تاریخ میں وصل کیا ہے لیکن عدد کا بیان نہیں کیا اور ایسا ہی روایت کیا اسکو محمد بن نصر مروزی نے
مطولاً کتاب الایمان میں اور ابو زرعہ دمشقی نے اپنی تاریخ میں اور ابن ابی ملیکہ نے جن صحابہ کو پایا ان میں بزرگ تر
حضرت عائشہ ہیں اور انکی بہن اسما اور ام سلمہ اور عبادلہ اربعہ اور ابو ہریرہ اور عقبہ بن حارث اور مسور بن مخرمہ ان
لوگوں سے ابن ابی ملیکہ نے سنا ہے اور بہت سے صحابہ کو پایا ہے زمانہ حضرت علی و سعد بن ابی وقاص کا اور انہوں نے یہ کہا
کہ سب صحابہ نفاق فی الاعمال سے ڈرتے تھے اور کسی سے اسکا خلاف منقول نہیں ہوا تو گویا اجماع ہو گیا اس پر ابن بطال نے کہا
ان کی عمر زیادہ ہوئی اور انہوں نے وہ تغیر دیکھا زمانہ کا جس سے مانوس نہ تھے اور نہ قادر ہوئے اسکے انکار پر تو وہ ڈرے کہیں
سکوت کی وجہ سے ہمارا ایمان میں مداہنت نہ ہو جاوے (فتح) مترجم نے کہا اس سے رد ہو گیا متاخرین متکلمین کا جو اپنے
عقائد کی کتابوں میں اس بات کا کہنا درست جانتے ہیں کہ میرا ایمان جبرئیل یا میکائیل کا سا ایمان ہے اور یہ بڑی جرأت
اور جسارت ہے دین میں اور ایسا ہی کہنے والا مخالف ہے سلف صالحین اور صحابہ اور تابعین کے طریقہ کے ویذکر عن الحسن ما

خَائِفَهُ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا اَمِنَهُ اِلَّا مُنَافِقٌ اور حسن بصری سے نقل کیا جاتا ہے انہون نے کہا نفاق سے نہین ڈرتا مگر جو مومن ہے
اور نفاق سے بیڈر نہین ہوتا مگر جو منافق ہے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس تعلیق کو جعفر فریابی نے وصل کیا اپنی کتاب
صفۃ المنافق مین طرق متعددہ سے بالفاظ مختلفہ اور امام بخاری نے جو صیغہ یذکر کا مجہول بیان کیا تو اسوجہ سے نہین کہ یہ اثر ضعیف
ہے بلکہ انکی عادت ہے کہ جب کسی اثر کا اختصار یا نقل بالمعنے کرتے ہین تو ایسا ہی لفظ کہتے ہین ورنہ اثر صحیح ہے اور اس اختصار
کی وجہ سے بعضون کو اس اثر کے معنی سمجھنے مین غلطی ہوئی چنانچہ امام نودی نے کہا خافہ اور امنہ کے ضمیر اللہ کیطرف پھرتی ہے
اور ترجمہ یہ ہے نہین ڈرتا اللہ سے کوئی مگر مومن اور نہین بیڈر ہوتا اللہ سے کوئی مگر منافق اور ایسا ہی شارح کی انکی ابن تین
اور ایک جماعت متاخرین نے اور کرمانی نے بھی یون ہی تفسیر کی اور یہ مطلب گو فی نفسہٖ صحیح ہے مگر امام بخاری کے مقصد کے
خلاف ہے اور یہ غلطی ان لوگون سے اختصار کی وجہ سے ہوئی ورنہ اثر کی اصل عبارت صاف ناطق ہے کہ مراد ڈر نفاق سے
ہے اسیطرح بیڈر ہونا نفاق سے جعفر فریابی نے کہا حدیث بیان کی ہمسے قتیبہ نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے
جعفر بن سلیمان نے انہون نے سنا معلے بن زیاد سے انہون نے کہا مین نے سنا امام حسن بصری رح سے وہ حلف کرتے تھے اس مسجد
مین خدا کی جسکے سوا کوئی عبادت کے لائق نہین ہے نہین گذرا کوئی مومن اور نہ باقی ہے مگر وہ نفاق سے ڈرتا ہے اور نہین
گذرا کوئی منافق اور نہ باقی رہا مگر وہ نفاق سے بیڈر ہے اور کہتے تھے جو نفاق سے نہ ڈرے وہ منافق ہے اور امام احمد بن
حنبل نے کتاب الایمان مین کہا حدیث بیان کی ہمسے روح بن عبادہ نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ہشام
نے انہون نے کہا مین نے حسن سے سنا وہ کہتے تھے قسم خدا کی مومن نہین گذرا اور نہ باقی ہے ایسا جو نفاق سے ڈرتا ہو اور
نہین بیڈر ہوا نفاق سے مگر منافق اور یہ موافق ہے ابن ابی ملیکہ کے اثر کے جو اوپر گذرا اور مقصود یہ ہے کہ مومن ڈرتے تھے
نفاق سے یہ اور یہ ڈر اگرچہ مطلوب ہے اور محمود ہے لیکن یہ باب دوسرے مطلب کے لیے لایا گیا ہے واللہ اعلم
(فتح الباری) وَمَا یُحَذَّرُ مِنَ الْاِصْرَارِ عَلَی التَّقَاتُلِ وَالْعِصْیَانِ مِنْ غَیْرِ تَوْبَةٍ اور اس باب مین بیان ہے اسکا
جس سے ڈرایا جاتا ہے اور وہ کیا ہے اصرار کرنا آپس کے جنگ اور گناہون پر **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہ عطف ہے
خوف پر اور خوف پہلا ترجمہ باب ہے اور یہ دوسرا ترجمہ ہے اور اس باب مین دو حدیثین ہین پہلی حدیث دوسرے ترجمہ سے
متعلق ہے اور دوسری حدیث پہلے ترجمہ سے تو یہان لف و نشر غیر مرتب ہے جیسے اس آیت مین یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْهٌ
وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ الآیہ اور مراد مؤلف کی اس سے بہی رد ہے مرجیہ کا جو کہتے ہین گناہون
سے ڈرنا کچھ ضرور نہین جیسا بیان سابق ہے اور مفہوم اس آیت کا لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ
کیونکہ فرمایا اللہ تعالے نے اور نہین اصرار کیا انہون نے اپنے گناہ پر تو جو کیا جاتا ہے رد کرتا ہے مرجیہ کا اسواسطے کہ اللہ تعالی نے

تعریف کی ان لوگوں کی جو اپنے گناہ سے استغفار کرتے ہیں اور اُس پر اصرار نہیں کرتے اس سے یہ نکلا کہ جو لوگ اصرار کرتے ہیں گناہ
پر وہ بری ہیں اور اس آیت سے زیادہ صاف دوسری آیت ہے جسکو مولف نے بیان نہیں کیا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا
تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ یعنے مت بلند کرو اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اور مت پکار کر بات
کرو نبی سے جیسے ایک دوسرے سے پکار کر کرتے ہو ایسا نہ ہو تمہارے اعمال لغو (حبط) ہو جاویں اور تمکو خبر نہ ہو تو جو کوئی نفاق
عمل یعنے گناہ پر اصرار کرے اوسپر خوف ہے نفاق کفر کا اور گویا مصنف نے اشارہ کیا عبد اللہ بن عمرو کی حدیث کیطرف
جسکو امام احمد نے مرفوعًا روایت کیا خرابی ہے اصرار کرنے والوں کی جو اصرار (ہٹ) کرتے ہیں اپنی کاموں پر اور جانتے ہیں یعنے
جانتے ہیں کہ جو کوئی توبہ کرے اللہ اسکو معاف کر دیتا ہے پر توبہ نہیں کرتے یہ تفسیر ہے مجاہد وغیرہ کی اور روایت کیا ترمذی
نے ابو بکر صدیق رض سے مرفوعًا جسنے توبہ کی اوسنے اصرار نہیں کیا اگرچہ ایک دن میں ستر بار وہی گناہ کرے اور دو موحد یعنی
حسن ہیں (فتح) **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا وَائِلٍ عَنِ الْمُرْجِئَةِ
فَقَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهٗ كُفْرٌ **ترجمہ**
حدیث بیان کی ہمسے محمد بن عرعرہ (بن یزید بصری) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ (بن حجاج) نے انہوں نے
روایت کی زبید (بن حارث بن عبد الکریم یامی) سے (انکی کنیت ابو عبد الرحمن ہے اور یہ حدیث شعبہ نے منصور بن معتمر سے
بھی سنی ہے اور اعمش سے) انہوں نے کہا میں نے پوچھا ابو وائل (شقیق بن سلمہ اسدی کوفی تابعی مشہور سے) مرجئہ کو
انکا مذہب کہ گناہ کا کرنیوالا فاسق نہیں ہے صحیح ہے یا غلط) انہوں نے کہا (یعنے ابو وائل نے زبید سے) حدیث
بیان کی مجھسے عبد اللہ (بن مسعود رض) نے کہ فرمایا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمان کو گالی دینا
فسق ہے اور اُس سے لڑنا کفر ہے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا ابو داؤد طیالسی نے شعبہ سے روایت کیا انہوں نے سنا
زبید سے کہ جب مرجئہ پیدا ہوئے تو میں ابو وائل پاس آیا اور اُن سے بیان کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زبید نے ابو وائل
سے مرجئہ کا اعتقاد پوچھا اور یہ سوال اُسوقت ہوا جب مرجئہ ظاہر ہو چکے تھے اور ابو وائل کی وفات سنہ ۹۹ یا سنہ ۸۲ میں ہوئی
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ارجاء کی بدعت قدیم ہے اور ابو وائل کی متابعت کی ہے حدیث میں عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود نے
اسکو ترمذی نے نکالا اور کہا صحیح ہے لفظ اسکا یہ ہے قِتَالُ الْمُسْلِمِ اَخَاهُ كُفْرٌ وَسِبَابُهٗ فُسُوْقٌ یعنے مسلمان کا قتال اپنے بھائی سے
کفر ہے اور سبّا فسق ہے اور روایت کیا اسکو ایک جماعت نے عبد اللہ بن مسعود سے موقوفًا اور مرفوعًا اور روایت کیا اسکو نسائی
نے سعد بن ابی وقاص سے مرفوعًا تو غلط ہو گیا دعویٰ اُس شخص کا جسنے کہا کہ ابو وائل متفرد ہیں اسکی حدیث کی اور سباب بکسر سین یعنے
ہیں ایک شخص کی وہ بات بیان کرنا جو اسمیں نہیں ہے عیب کی نیت سے اور بعضوں نے کہا سباب کے معنے یہاں اسمیں گالی

گلوچ کرنا اور فسوق کہتے ہیں اللہ و رسول کی اطاعت سے نکل جانے کو اور وہ عرف شرع میں عصیان سے زیادہ ہی فرمایا
اللہ تعالے نے وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان تو حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مسلمان کی تعظیم کرنا چاہیے اور خواہ مخواہ مسلمان
کو گالی دی وہ فاسق ہے اور رد ہے مرجئہ پر اور اس سے ظاہر ہو جاتی ہے ابو وائل کے جواب کی مطابقت سوال سے گویا انہون
نے کہا مرجئہ کا مذہب کیونکر صحیح ہو سکتا ہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ایسا فرمایا قسطلانی نے کہا مطلب ابو وائل
کا یہ ہی کہ مرجئہ کا یہ قول کہ کبیرہ کا مرتکب فاسق نہیں ہی کیونکر صحیح ہو سکتا ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ مسلمان کو گالی دینے والا فاسق ہے اور لڑنے والا مسلمان سے کافر ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہی کہ مرجئہ کا قول غلط ہی
اور مطابقت ہو جاتی ہی زبید کے سوال اور ابو وائل کے جواب میں اور کفر سے مراد یہاں وہ کفر نہیں ہے جو ملت اسلام سے
باہر کر دیتا ہے بلکہ اطلاق کفر بطور مبالغہ کے ہی تحذیر اور تخویف کے لیے کیونکہ قواعد مقررہ سے یہ امر ثابت ہوتا ہی کہ ایسی
کاموں سے کفر نہیں ہوتا یا اطلاق کفر بطور مشابہت کے ہے یعنی مسلمان سے لڑنا کافر کا فعل ہے یا کفر لغوی مراد ہے جسکے
معنے چھپانے کے ہیں گویا اوسنے لڑکر مسلمان کا حق چھپایا یا وہ کیا تھا اوسکی مدد کرنا اعانت کرنا اوسکے ایذا سے باز رہنا فتح
الباری میں ہی اگر کوئی کہی اس حدیث سے مرجئہ کا رد ہوتا ہے لیکن ظاہر اسکا قوت دیتا ہے خوارج کے مذہب کو جو گناہ کرنے
والوں کو کافر کہتے ہیں اسکا جواب یہ ہے کہ مدعی پر مبالغہ رد کرنے سے یہ بات نکلتی ہے اور خوارج کی دلیل نہیں ہو سکتی کیونکہ
ظاہر حدیث مقصود نہیں بلکہ قتال چونکہ سباب سے زیادہ تھا کیونکہ قتال سے جان جاتی ہے تو اوسکے لیے فسق سے زیادہ ایک
لفظ کا استعمال کیا وہ کیا ہے کفر اور حقیقت کفر مراد نہیں ہے یہ بیان کیا وہی جسکا خلاصہ قسطلانی سے مذکور ہوا اور
زیادہ کیا یہ کہ بعضوں نے کہا کفر سے یہاں یہ غرض ہے کہ قتال اس فعل کا کبھی کفر ہوتا ہے اور قاتل مومن شومی فسق
سے کفر کے درجے تک پہنچ جاتا ہے اور یہ بعید ہے اور اس سے زیادہ بعید وہ تاویل ہے کہ مراد وہ قاتل ہے جو قتل مومن
کو حلال سمجھے کس لیے کہ سباب مومن کو بھی حلال سمجھنے والا کافر ہے اور انکا بیان خدا چاہی تو کتاب المحاربین میں آویگا اور یہی
کے مثل وہ حدیث ہی لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض یعنے میرے بعد کافر مت ہو جانا ایک دوسرے کی گردنیں
مارکر لیتے مختصرا قسطلانی نے کہا اس حدیث کو بخاری نے ادب میں اور مسلم نے ایمان میں اور ترمذی نے جامع میں ایمان
کیا ہی اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور نسائی نے محاربین میں روایت کیا **حدثنا** قتیبۃ بن سعید حدثنا
اسمعیل بن جعفر عن حمید عن انس قال اخبرنی عبادۃ بن الصامت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم خرج یخبر بلیلۃ القدر فتلاحی رجلان من المسلمین فقال انی خرجت لاخبرکم بلیلۃ
القدر وانہ تلاحی فلان وفلان فرفعت وعسی ان یکون خیرا لکم التمسوھا فی السبع والتسع والخمس

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے قتیبہ بن سعید نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے اسمعیل بن جعفر (انصاری مدنی) نے انہون نے روایت کی حمید (بن ابی حمید خزاعی بصری) سے انہون نے انس بن مالک (صحابی مشہور) سے (اور عیلی اور ابن عساکر کی روایت مین حدثنا انس ہے تو شبہہ تدلیس جو حمید پر ہے جاتا رہا) انہون نے سنا عبادہ بن صامت (صحابی) سے تو یہ حدیث صحابی نے صحابی سے روایت کی اسنے کہا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نکلے شب قدر کی خبر دینے کو اتنے مین دو شخص مسلمانون مین سے لڑنے لگے (وہ عبد اللہ بن ابی حدرد اور کعب بن مالک تھے کعب کا عبد اللہ پر قرض آتا تھا دونون مین تکرار ہوئی اور آواز بلند ہوئی مسجد مین) آپنے فرمایا مین اسلیے نکلا تھا کہ تم کو شب قدر بتلاؤن لیکن فلان اور فلان لڑے تو میرے دل سے اسکا خیال جاتا رہا (یعنے مین بھول گیا شب قدر کون سی تاریخ ہے مسلم کی روایت مین صاف یہ ہے کہ مین بھول گیا) اور شاید یہ بھول جانا) تمہارے لیے بہتر ہو (تاکہ تم زیادہ کوشش کرو اسکے طلب مین اور زیادہ عبادت کرو اگرچہ شب قدر کے معلوم ہو جانے مین اس سے زیادہ بہتری تھی) اب ڈھونڈو تم اسکو ستائیسوین اور انتیسوین اور پچیسوین (رات) مین (رمضان کی) **ف** اس حدیث کو باب سے کیا مناسبت ہے اسمین حیران ہوئے ہین بہت علما رحافظ ابن حجر نے کہا یہ جھگڑا مسجد مین ہوا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے آوازین بلند ہوئین اور آپکے سامنے آوازین بلند کرنا ممنوع ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ سے تا کہ فرمایا أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ یعنے تمہارے اعمال حبط ہو جاوین اور تمکو خبر نہ ہو اور یہی پہلا ترجمہ ہے باب کا کہ مومن کو حبط اعمال سے خوف کرنا چاہیے تو یہ حدیث اس آیت کی باب کے مناسب ہے اور اس آیت کیطرف اشارہ خفیہ حدیث مین موجود ہے کیونکہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی منازعت سبب ہوئی ارتفاع شب قدر کی اور حرمان کی اس نعمت عظمی سے اور حدیث سے یہ بھی نکلا کہ جسجگہ شیطان آتا ہے وہان سے برکت اور خیر اٹھ جاتی ہے اور مخاصمت طلب حق کیلیے گو مذموم نہین ہے مگر مسجد مین ممنوع ہے وہ تو ذکر الٰہی کے لیے بنی ہے خصوصاً رمضان کے مہینہ مین تو برائی مخاصمت کی اسوجہ سے ہوئی نہ فی ذاتہ علاوہ اسکے یہ مخاصمت رفع صوت کو موجب ہوئی بحضور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ بنص قرآنی سے ممنوع اور باعث احباط اعمال ہے اور آیت کا یہ مضمون نہین ہے کہ اس امر پر مواخذہ ہوگا جو بلا قصد سرزد ہو بلکہ مطلب یہ ہے کہ تم نہین جانتے احباط کو کیونکہ تم اس گناہ کو چھوٹا سمجھتے ہو اور کبھی آدمی یہ جانتا ہے کہ یہ فعل گناہ ہے پر یہ نہین جانتا کہ وہ کبیرہ ہے جیسے دوسری احادیث مین ہے کہ ان دو قبر والون کو عذاب ہو رہا ہے اور کچھ بڑے گناہ مین عذاب نہین ہو رہا ہے انتہی مختصراً مترجم کہتا ہے کہ اس حدیث کی مناسبت یون بھی ہو سکتی ہے کہ پہلی حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور دوسری احادیث مین یہ کہ مسلمانون مین سے دو آدمی لڑے اور لڑائی مین سباب ضرور ہوا ہوگا تو باوجود سباب کے دونون کو مسلمان کہا اور اس سے رد ہوا قدریہ کا

جو کہتے ہیں گناہ سے آدمی کافر ہو جاتا ہے مگر اس مناسبت کو شاید اس باب کے ترجمہ سے کوئی تعلق نہیں ہے اور صحیح وہی ہے جو حافظ
ابن حجر نے کہا اور ایسا سبب بھی ہو سکتی ہے کہ گناہ کی وجہ سے حرمان نعمت کی سزا ہے اور حرمان نعمت مثل عذاب کے ہے تو
گناہ پر عذاب ہوا اور معلوم ہوا کہ مسلمان کو گناہ سے ڈرنا ضرور ہے اور یہ خلاف ہے مرجیہ کے جو کہتے ہیں کہ ایمان ہوتے ہوئے
معصیت سے کچھ ڈر نہیں ہے اس صورت میں یہ حدیث بھی دوسرے ترجمہ سے متعلق ہو گی اور پہلے ترجمہ سے متعلق کوئی حدیث
نہ ہو گی واللہ اعلم **باب** سُؤَالِ جِبْرَائِيلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْإِيْمَانِ وَالْإِسْلَامِ وَالْإِحْسَانِ
وَعِلْمِ السَّاعَةِ باب بیان میں اسکے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ایمان اور اسلام اور احسان اور
قیامت کو پوچھا (یعنی قیامت کے وقت کو وہ کب آویگی) وَبَيَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ اور جناب رسول خدا صلے
اللہ علیہ وسلم کا ان سب چیزوں کو بیان فرمایا (یعنے اکثر چیزوں کو کیونکہ قیامت کا وقت آپ نے نہیں بتلایا) فتح الباری میں ہے
اوپر گذرا کہ مؤلف کے نزدیک ایمان اور اسلام دونوں ایک ہیں اور حضرت جبرئیل کے سوال اور آپ کے جواب سے ظاہر یہ نکلتا ہے
کہ یہ دونوں متغایر ہیں تو اسکو رد کیا اور کہا ثُمَّ قَالَ جَاءَ جِبْرِيْلُ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ فَجَعَلَ ذٰلِكَ كُلَّهُ دِيْنًا پھر حدیث
میں (جو آگے مذکور ہو گی) آپ نے فرمایا جبرئیل آئے تھے تمکو تمہارا دین سکھانیکو تو آپ نے ان سب باتوں کو (ایمان اور اسلام
اور احسان اور قیامت کے اعتقاد کو) دین فرمایا وَمَا بَيَّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِوَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ مِنَ الْإِيْمَانِ
اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد القیس کے پیام لانے والوں کو ایمان بتلایا یعنے اس حدیث میں جو آگے مذکور ہو گی آپ نے
ایمان کی وہ تعریف کی جو حدیث جبرئیل میں اسلام کی کی ہے اس سے یہ نکلا کہ ایمان اور اسلام ایک ہے وَقَوْلِهِ تَعَالَى وَمَنْ
يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ اور فرمایا اللہ تعالے نے جو کوئی اسلام کے سوا دوسرا کوئی دین اختیار کرے
تو وہ ہرگز قبول نہ ہوگا اسکی طرف سے (اس سے یہ نکلا کہ اسلام اور دین ایک ہے) **ف** یہاں مؤلف نے تین دلیلیں بیان
کیں پہلی دلیل سے یہ نکلا کہ ایمان اور اسلام اور احسان اور قیامت کا اعتقاد یہ سب دین ہیں یعنے دین میں داخل ہیں دوسری
دلیل سے یہ نکلا کہ ایمان اور اسلام ایک ہے تیسری دلیل سے یہ نکلا کہ اسلام اور دین ایک ہے حاصل ان سب کا یہ ہوا کہ ایمان
اور اسلام اور دین سب ایک ہیں اور یہی مقصود ہے مؤلف کا حافظ ابن حجر نے کہا ابو عوانہ اسفراینی نے اپنے صحیح میں مزنی سے
نقل کیا جو شاگرد ہیں امام شافعی کے کہ ایمان اور اسلام ایک ہیں اور دونوں کا معنے ایک ہی ہے اور یہی سنا ہے انہوں نے امام
شافعی سے اور امام احمد رح سے مروی ہے کہ ایمان اور اسلام متغایر ہیں اور ہر ایک قول کی دلیلیں ہیں جو معارض ہیں ایک دوسرے کے
خطابی نے کہا اس مسئلہ میں دو بڑے اماموں نے تالیف کی اور ہر ایک نے بہت دلیلیں بیان کیں اور حق یہ ہے کہ اسلام عام
ہے اور ایمان خاص ہے تو ہر مومن مسلم ہے اور ہر مسلم مومن نہیں ہے تمام ہوا کلام خطابی کا اور مقتضی اسکا یہ ہے کہ اسلام کا اطلاق

اعتقاد اور عمل دونوں پر نہیں ہوتا برخلاف ایمان کے اسمیں اعتقاد اور عمل دونوں ضرور ہیں اور اعتراض ہوتا ہے اسپر کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ورضیت لکم الاسلام دینا کیونکہ اسلام یہاں شامل ہے عمل اور اعتقاد دونوں کو اسواسطے کہ جو کوئی عمل کرے بغیر اعتقاد کے اسکا دین خدا کو پسند نہیں ہو سکتا اور اسی سے استدلال کیا ہے مزنی اور بغوی نے اور انہوں نے حدیث جبرئیل میں کہا کہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں اسلام اعمال ظاہرہ کو فرمایا اور ایمان اعتقاد قلبی کو اور یہ اسوجہ سے نہیں ہے کہ اعمال ایمان میں داخل نہیں ہیں نہ اسوجہ سے کہ اعتقاد قلبی اسلام میں ضرور نہیں ہے بلکہ یہ تفصیل ہے ایک مجموعہ کی جو ایک شئے ہے اور اس سب کو دین کہتے ہیں اور اسواسطے آپنے فرمایا وہ آئے تھے تمہارا دین تمکو سکھلانے کو اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ورضیت لکم الاسلام دینا اور فرمایا ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ اور ظاہر ہے کہ دین خدا کو اسی وقت پسند اور مقبول ہوگا جب تصدیق قلبی بھی اسکے ساتھ ہو اور ان سب دلائل سے یہ نکلتا ہے کہ ہر ایک لفظ کی ایک حقیقت شرعیہ ہے جیسے ہر ایک کی ایک حقیقت لغویہ بھی اور ہر ایک دوسرے کو مستلزم ہے بمعنے تکمیل کے تو جیسے عمل کرنیوالا کامل مسلمان نہیں ہو سکتا بغیر تصدیق کی اسیطرح اعتقاد رکھنے والا کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک عمل نہ کرے اور جہاں ایمان بولتے ہیں اور اسلام مراد لیتے ہیں یا بالعکس تو یہ مجاز ہے بلحاظ قرائن کے اور اسمٰعیلی نے اہلسنت و جماعت سے یہی نقل کیا ہے انہوں نے کہا دونوں کی دلالت جب دونوں کا ایک ہی جگہ استعمال ہو مختلف ہے لیکن جہاں ایک ہی کا استعمال ہو تو دوسرا بھی اسمیں داخل ہے اور اسی پر محمول ہے وہ جو محمد بن نصر نے نقل کیا اور انکی متابعت کی ابن عبد البر نے اکثر علماء سے کہ انہوں نے اسلام اور ایمان کو مساوی کہا جیسے حدیث عبد القیس سے نکلتا ہے اور وہ جو لالکائی اور ابن سمعانی نے اہلسنت سے نقل کیا کہ انہوں نے ایمان اور اسلام میں فرق کیا جیسے حدیث جبرئیل میں ہے تمام ہوا کلام حافظ ابن حجر کا مترجم کہتا ہے اللہ جزائے خیر دیوے حافظ ابن حجر کو جو بڑے محقق ہیں علم حدیث اور شریعت کے کیا خوب فیصلہ کیا ہے اس امر اختلافی میں جس میں بڑے بڑے علماء کی عقلیں حیران ہیں قرآن شریف میں ان الدین عند اللہ الاسلام اور الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا اور فما وجدنا فیہا غیر بیت من المسلمین ان آیات سے اتحاد ایمان و اسلام نکلتا ہے اور قالت الاعراب آمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا سے تغایر نکلتا ہے اسیطرح احادیث میں حدیث جبرئیل سے تغایر نکلتا ہے اور حدیث وفد عبد القیس سے اتحاد پس حافظ صاحب نے یہ فیصلہ کیا کہ جہاں ایمان و اسلام دونوں کا استعمال ہے وہاں تو تغایر ہے اور جہاں صرف ایک لفظ کا استعمال ہے جیسے صرف ایمان کا یا صرف اسلام کا تو وہاں اتحاد ہے اس فیصلہ پر صرف ایک یہی اعتراض ہوتا ہے کہ سورۂ ذاریات میں ان آیتوں میں فاخرجنا من کان فیہا من المؤمنین فما وجدنا فیہا غیر بیت من المسلمین دونوں لفظوں کا استعمال ہے اور ا

مراد ایمان اور اسلام سے یہان ایک ہے اور حافظ صاحب کے قاعدہ بموجب یہان تغایر لازم تہا اور شاید یہی وجہ ہے سو اسطے
حافظ صاحب نے اسکا خیال کیا واللہ اعلم حدثنا مسدد قال حدثنا اسمٰعیل بن ابراہیم اخبرنا ابو حیان
التیمی عن ابی زرعۃ عن ابی ہریرۃ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بارزا یوما للناس فاتاہ
رجل فقال ما الایمان قال الایمان ان تؤمن باللہ وملائکتہ وبلقائہ ورسلہ وتؤمن بالبعث
قال ما الاسلام قال الاسلام ان تعبد اللہ ولا تشرک بہ وتقیم الصلوۃ وتؤدی الزکوۃ المفروضۃ
وتصوم رمضان قال ما الاحسان قال ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک قال
متی الساعۃ قال ما المسئول عنہا باعلم من السائل وساخبرک عن اشراطہا اذا ولدت الامۃ ربہا
واذا تطاول رعاۃ الابل البہم فی البنیان فی خمس لا یعلمہن الا اللہ ثم تلا النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ان اللہ عندہ علم الساعۃ الایۃ ثم ادبر فقال ردوہ فلم یروا شیئا فقال ہذا جبریل
جاء یعلم الناس دینہم قال ابو عبد اللہ جعل ذلک کلہ من الایمان ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے مسدد
(مسرہد) نے انہون کہا حدیث بیان کی ہمسے اسمٰعیل بن ابراہیم (ابن سہم) نے انہون کہا خبر دی ہمکو ابو حیان (یحیی
بن سعید بن حیان) تیمی نے اونہون نے روایت کی ابو زرعہ (ہرم بن عمرو بن جریر بجلی) سے انہون نے ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے انہون نے کہا ایک دن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم لوگون مین برآمد تہے اسوقت ایک شخص آیا (یعنی
ایک فرشتہ جو آدمی کی صورت مین تہا اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت جبرئیل آئے) ف فتح الباری مین ہے یعنی
ایک فرشتہ آیا آدمی کی صورت مین اور مصنف نے تفسیر مین روایت کیا کہ ایک شخص آیا پاؤن سے چلتا ہوا اور
ابو فروہ کی روایت مین ہے ہم آپکے پاس بیٹہے تہے اتنے مین ایک شخص آیا جو سب لوگون سے زیادہ خوبرو تہا اور سب لوگونسے زیادہ
خوشبودار تہا گویا اوسکے کپڑون مین میل بالکل نہ لگا تہا اور مسلم نے روایت کیا طریق کہمس سے حضرت عمر رض سے کہ ایک دن
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹہے تہے اتنے مین ایک شخص پھر نمودار ہوا جسکے کپڑے بہت سفید تہے اور
بال کالے تہے اور ابن حبان کی روایت مین ہے ڈاڑہی بہت کالی تہی اور سفر کا نشان معلوم ہوتا تہا نہ کوئی ہم سے اسکو
پہچانتا تہا یہانتک کہ بیٹہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور اپنے گہٹنے آپکے گہٹنون سے ملا دیئے اور اپنی ہتہیلیان اپنے
زانون پر رکہین یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زانون پر رکہین اور سلیمان تیمی کی روایت مین ہے کہ اسکی شکل مسافر کیسی نہ تہی نہ وہ
شہر کا رہنے والا تہا پہر اوسنے لوگون کی گردنین پہاندین یہانتک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹہا جیسے کوئی ہم
سے نماز مین بیٹہتا ہے پہر اپنا ہاتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گہٹنون پر رکہا اور ایسا ہی مروی ہے ابن عباس اور ابو عامر

اشعری کی حدیث مین ہے کہ اُسنے اپنا ہاتھ آپ کی گھٹنو پر رکھا ان حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ فخذیہ کی ضمیر رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم کے طرف پھرتی ہو اور اسی پر یقین کیا بغوی اور اسمٰعیل تیمی نے اور ترجیح دی اسکو طیبی نے اور نووی اور
تورپشتی نے کہا کہ فخذیہ کی ضمیر اس شخص کیطرف پھرتی ہے یعنی اُسنے اپنے ہاتھ اپنے دونو رانو پر رکھے جیسے شاگرد استاد کے
سامنے بیٹھتا ہے اور یہ اگرچہ ظاہر ہے سیاق حدیث سے مگر اسکا ہاتھ رکھنا آپ کے رانو پر ایک ایسا فعل ہے جس سے توجہ
اور دلکا تعلق آپکا کلام سننے کے لیے معلوم ہوتا ہے اور اسمین اشارہ ہو کہ مسئول کو تواضع اور صبر سائل کی گستاخی اور زیادتی
پر لازم ہے اور ظاہر ہے کہ اُس شخص نے مبالغہ کیا اپنا حال چھپانے مین کہ لوگونکو یہ گمان قوی ہو کہ وہ شخص گنوار دیہات
مین سے ہے عرب کے اور اسیواسطے اُسنے لوگونکو پھاندا اور آپکے قریب گیا اور صحابہ نے اسکا فعل عجیب سمجھا اور دوسری
وجہ یہ بھی تھی کہ وہ شہر والون مین سے تھا اور پیدل آیا تھا اور سفر کا نشان معلوم نہ ہوتا تھا اگر کوئی یہ اعتراض کرے
کہ حضرت عمر نے کیونکر جانا کہ اس شخص کو کسی نے نہ پہچانا اسکا جواب یہ ہے کہ انہون نے ایسا گمان کیا یا لوگون سے پوچھ لیا
ہوگا اور انہون نے کہا ہوگا کہ ہم اسکو نہین پہچانتے مین کہتا ہون کہ دوسرا جواب بہتر ہے اور عثمان بن غیاث کی روایت
مین ایسا ہی ہے اوسمین یہ ہے کہ لوگ ایکدوسرے کو دیکھنے لگے اور انہون نے کہا ہم اس شخص کو نہین پہچانتے اور امام مسلم نے عمارہ
بن قعقاع کی روایت مین اس حدیث کا سبب ورود بیان کیا ہے اوسکے شروع مین یہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا
مجھسے پوچھو وہ ڈرے پوچھنے مین تب ایک شخص آیا اور ابن مندہ کی روایت مین ہے یزید بن زریع کے طریق سے انہون نے
کہمس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے اتنے مین ایک شخص آیا تو شاید آپنے خطبہ ہی مین صحابہ کو پوچھنے
کا حکم دیا ہوگا اور ظاہر حدیث یہ ہو کہ وہ خطبہ کے وقت مین آیا اور شاید خطبہ اُسوقت ختم ہوگیا ہوگا یا آپ بیٹھے ہونگے
اور راوی نے اسکو تعبیر کیا خطبہ سے قالہ الحافظ رح **ف** اور کہنے لگا اسلام کے بعد جیسے مسلم کی روایت مین ہو یا محمد
ایمان کس کو کہتے ہین **ف** مصنف نے تفسیر مین زیادہ کیا اوسنے کہا یا رسول اللہ ایمان کسکو کہتے ہین اگر کوئی کہے کہ
اُسنے سلام سے پہلے کیونکر سوال کیا اسکا جواب یہ ہے کہ سلام نہ کرنا مبالغہ ہے اپنے چھپانے مین تاکہ لوگ اسکو گنوار سمجھین یا اسلیے
کہ سلام واجب نہین ہے (یعنے ابتدا سلام کرنا اور جواب دینا واجب ہے) یا اُسنے سلام کیا ہوگا لیکن راوی نے نقل نہین
کیا مین کہتا ہون تیسرا قول معتمد ہے کیونکہ ابو فروہ کی روایت مین ثابت ہوا اسمین یہ ہے کہ اوسکے کپڑے ایسے تھے گویا
انمین میل لگا ہی نہین یہانتک کہ اسنے سلام کیا بچھونے کے کنارے سے اور کہا السلام علیک یا محمد آپنے جواب دیا پھر وہ بولا
اے محمد مین نزدیک آؤن آپنے فرمایا نزدیک آ وہ برابر یہی کہتا جاتا تھا مین نزدیک آؤن کئی بار اور آپ فرماتے جاتے
تھے نزدیک آ اور ایسا ہی عطار کی روایت مین ابن عمر سے اسمین یہ ہو کہ اوسنے کہا السلام علیک یا رسول اللہ اور مطر وراق

کی روایت مین ہے اسنے کہا یا رسول اللہ مین آپ سے نزدیک آؤن آپنے فرمایا نزدیک آ اور سلام کا ذکر نہین کیا غرض
روایتین مختلف ہو مین کسی مین ہی یا محمد کہتی ہین ہے یا رسول اللہ کسی مین پہلے سلام کیا کسی مین سلام کا ذکر نہین ہے اور ذکر کرنے والا مقدم
ہے سکوت کرنیوالی پر اور قرطبی نے کہا بر بنا اس روایت کی جسمین سلام کا ذکر نہین ہے اور یا محمد کا ذکر ہے غرض اسکی
تھی کہ اپنے تئین چھپا دے اور اسی لیے گنوارون کا سا کام کیا مین کہتا ہون دونو روایتون مین جمع ہو سکتا ہے اسطرح
سے کہ پہلے اوسنے آپکا نام لیا ہو اسی غرض سے (یعنے چھپانے کی غرض سے) پہر آپسے خطاب کیا ہو یا رسول اللہ کیساتھہ قرطبی
کی روایت مین ہے اوسنے کہا السلام علیکم یا محمد اس سے یہ نکلا کہ جب کوئی مجلس مین آوے تو عام سلام کرے (یعنے صیغہ جمع
سے) پہر جسکو چاہے خاص کر لے اور مین جن روایتون پر واقف ہوا ان مین تو صیغہ افراد کا مذکور ہے یعنے السلام علیک
یا محمد اور پہلے ایمان سے سوال کیا کیونکہ وہ اصل ہے اور سلام کو اسکے بعد کہا کیونکہ اسلام سے ایمان کے دعوی کی تصدیق
ظاہر ہوتی ہے اور اسکے بعد احسان کو ذکر کیا کیونکہ احسان دونو سے متعلق ہے اور عمارہ بن قعقاع کی روایت مین ہے کہ
پہلے اسلام کو پوچھا کیونکہ ظاہر اسلام ہی ہے اور ایمان کو اسکے بعد کہا کیونکہ وہ امر باطنی اور قلبی ہے اور طیبی نے اسی روایت
کو ترجیح دی ہے اسلیے کہ اسمین ترقی ہے ادنے سے طرف اعلے کی اور اسمین کچھ شک نہین کہ قصہ ایک ہے اور اختلاف کیا راویون
نے اسکے بیان اور سیاق مین کوئی ترتیب نہین ہے اور دلالت کرتی ہے اسپر مطر وراق کی روایت اسمین پہلے اسلام کا ذکر ہے
پہر احسان کا پہر ایمان کا اور حق یہی ہے کہ واقعہ ایک ہے اور تقدیم اور تاخیر رواۃ کیطرف سے ہے (فتح الباری) قسطلانی نے کہا
یہ سوال ہے ایمان کے متعلقات سے نہ نفس ایمان کی ماہیت سے گویا اسنے یہ سوال کیا کن چیزون پر ایمان (یقین) کہنا چاہیے
ف آپنے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر یقین رکھے ف یعنے اللہ تعالے کے وجود کی تصدیق کرے اور اسکے صفات
ضروریہ کو مانے اور ظاہر یہ ہے کہ آپکو معلوم ہو گیا ہو گا کہ وہ شخص متعلقات ایمان کو پوچھتا ہے نہ حقیقت ایمان کو ورنہ
آپ یون جواب دیتے کہ ایمان تصدیق کو کہتے ہین تو سوال ایمان شرعی سے ہے اور تعریف مین جو تؤمن کا لفظ آیا ہے اس سے
مراد یقین یعنی ایمان لغوی ہے اب یہ اعتراض نہ ہو گا کہ یہ تعریف الشی بنفسہ ہے اور تصدیق حضرت جبریل کی مبنی ہے اس امر پر
کہ یہ مثل ایک دعوے کے ہے کہ ایمان کا مصداق یہ ہے نہ تصدیق نفس تحدید کی کیونکہ وہ تصور ہے اور اس کی تصدیق متعلق
نہین ہو سکتی (قسطلانی) حافظ ابن حجر نے کہا اللہ پر ایمان لانا یہ ہے کہ اسکے وجود کا یقین کرین اور اس بات کا کہ وہ موصوف
ہے صفات کمال سے اور پاک ہے نقص کی صفات سے مترجم کہتا ہے صفات کمال وہ ہین جو عمدہ اور بہتر صفات ہین جیسے حیوۃ قدرت علم ارادہ مشیت
کلام وغیرہ ان صفات سے اللہ تعالے کو موصوف جانے اور نقص کے صفات جیسے محتاج ہونا حادث ہونا کسی سے جنا جانا یا
کسی کو جننا بھوکا ہونا پیاسا ہونا سونا غافل ہونا اونگھنا وغیرہ وغیرہ ایسے صفات سے اللہ جل جلالہ پاک اور منزہ ہے

اب ہی وہ صفات جنمین کوئی نقص اور عیب نہین ہے اور شرع مین وہ صفات خدا کی لیے وارد ہین انپر بھی ایمان لانا واجب ہے
جیسے نزول اور استوا اور مجی اور اتیان اور ضحک اور تعجب وغیرہ وغیرہ اور صفات الہیہ کا بیان انپر اپنے مقام پر خدا چاہے تو
تفصیل سے کیا جائیگا۔ اللہ جل جلالہ کے وجود کی تصدیق عقل سے ہی اور وہ انسان کی فطرت مین داخل ہے **ت**
اور اسکے فرشتونپر **ف** کہ وہ اللہ تعالی کے پاک بندے ہین اللہ تعالی نے انکو عزت دی وہ اسکے حکم کے مطابق چلتے ہین
اور فرشتونکو مقدم کیا کتابون اور پیغمبرونپر اسلیے کہ اللہ تعالی نے فرشتونکو کتاب دیکر پیغمبرونکے پاس بھیجا اور اس سے
یہ نہین نکلتا کہ فرشتہ پیغمبر سے افضل ہے (فتح) قسطلانی نے کہا فرشتے نور کے اجسام ہین اور جس شکل پر چاہین وہ بن
سکتے ہین **ت** اور اسکے ملنے پر **ف** اصیلی کی روایت مین بلقائہ سے پہلے وکتبہ ہی اور باب التفسیر مین باتفاق
رواۃ یہ لفظ مذکور ہی یعنے ایمان لاوے اسکی کتابونپر کہ وہ اسکا کلام ہین اور جو مضمون ان مین ہے وہ حق ہی مشہور کتابین
اللہ جل جلالہ کی چار ہین توریت جو حضرت موسی علیہ السلام پر اوتری اور انجیل جو حضرت عیسی علیہ السلام پر اوتری اور زبور
جو حضرت داود علیہ السلام پر اتری اور قرآن جو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اوترا اور سوا اسکے تمام صحیفے اور کتابین جنکو
اللہ تعالی نے اور پیغمبرونپر اوتارا وہ سب حق ہین اور اللہ کا کلام ہین گو انپر عمل کرنیکا حکم اب نہین ہا اور جو مضمون انمین قرآن
کے خلاف ہون وہ سب منسوخ ہو گئے ۱۱ اسکے ملنے پر ایمان یہ ہی کہ قبرون سے اوٹھنے کے بعد اوس سے ملاقاۃ ہوگی اور اسپر
سے وہم ہوگیا یہ اعتراض کہ یہ لفظ مکرر ہے کیونکہ بعث اسمین داخل ہے اسلیے کہ بعث سے مراد قبرونسے اوٹھنا ہے اور لقاء
سے وہ باتین مراد ہین جو اسکے بعد ہونگی اور بعضون نے کہا لقاء دنیا سے جانیکے بعد ہو جاتی ہے اور بعث اوسکے بعد
ہوگا اور دلالت کرتی اسپر مطر وراق کی روایت اسمین یہ ہے وَبِالْمَوْتِ وَبِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ اور ایسا ہی ہے انس اور
ابن عباس کی روایتون مین اور بعضون نے کہا لقاء سے مراد دیدار الہی ہے نووی نے اسپر اعتراض کیا یہ کہ کوئی یقین نہین
کر سکتا کہ اوسکو دیدار الہی ضرور ہوگا اسکا جواب یہ ہے کہ مراد حدیث سے یہ نہین ہے کہ اپنے لیے دیدار کے حاصل ہونے پر
یقین کرے بلکہ یقین کرے اللہ کا دیدار حق ہے اور وہ نیک بندونکو حاصل ہوگا آخرت مین جیسے اہل سنت کا مذہب ہے
(فتح الباری) **ت** اور اسکے پیغمبرونپر **ف** پیغمبرونپر ایمان لانا یہ ہے کہ ان کو سچا جانے ان باتون مین جو انہون
نے اللہ تعالی کیطرف سے بیان کین اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ ایمان اجمالی اللہ کی کتابون اور فرشتون اور پیغمبرونپر کافی
ہے گو انکی تفصیل معلوم نہ ہو مگر جن پیغمبرونکا یا کتابونکا نام معلوم ہو جاوے تو انپر بالتعیین ایمان لانا واجب ہے اور اس ترتیب
کی مناسبت یہ ہے کہ خیر اور رحمت اللہ کیطرف سے ہے اور بڑی رحمت اسکی یہ ہے کہ اوسنے اپنی کتابونکو اپنے بندونپر اتارا
اور اتارنے والے فرشتے ہین اور جنپر کتابین اترین وہ پیغمبر ہین تو پہلے ملائکہ کو ذکر کیا پھر کتابونکو پھر پیغمبرونکو (فتح)

ف اور ایمان لاوے تو جی اُٹھنے پر ف یعنے مرنیکے بعد قبرون سے اُٹھنے پر یقین کرے یعنے حشر اور نشر پر
کتاب التفسیر مین یہ ہے اخیر کے جی اُٹھنے پر تو پہلا جی اُٹھنا مائی کے پیٹ مین زندہ ہونا ہے اور دوسرا جی اٹھنا قبرون سے
ہوگا اور مسلم کی روایت مین وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ہے یعنے ایمان لاوے پچھلے دن پر یعنے قیامت کے دن پر اسکو پچھلا دن کہا کیونکہ وہ دنیا کا
آخری دن ہے یا ایک زمانہ محدود کا اخیر دن ہے اور مراد اوس پر ایمان لانے سے یہ ہے کہ یقین کرے اُن واقعات پر جو اُسدن ہونگی
جیسے حساب کتاب اعمال کا تولا جانا جنت دوزخ وغیرہ اور اسمعیلی نے اپنی مستخرج مین اتنا زیادہ کیا وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ یعنے
ایمان لاوے تو تقدیر پر اور یہ ابو فروہ اور مسلم کی روایت مین بھی موجود ہے اور کہمس اور سلیمان تیمی کی روایت مین ہے ایمان لاوے
تو تقدیر پر اور اُسکے بہلے اور برے پر اور ایسا ہی ابن عباس کی حدیث مین اور عطار نے عمر سے روایت کیا اوسمین یہ ہے کہ
شیرین اور تلخ سب اللہ کیطرف سے ہے اور مراد تقدیر سے یہ ہے کہ اللہ تعالے کو اشیا کے ایجاد کرنے سے پہلے اونکے مقادیر اور
زمانون کا علم تھا پھر جیسا اوسکے علم مین تھا ویسا ہی اُسنے ایجاد کیا تو ہر ایک شے صادر ہے اوسکے علم اور قدرت اور ارادے
سے اور یہ ثابت ہے شرع مین براہین قطعیہ سے اور سلف صحابہ اور تابعین سب کا اسپر اتفاق تھا یہانتک کہ قدر کی بدعت اخیر
زمانہ صحابہ مین نکلی اور نکالنے والا اسکا معبد جہنی تھا بصری جیسے مسلم کی روایت مین ہے اور بعض طوائف قدریہ کا
یہ قول تھا کہ اللہ تعالے کو بندون کے اعمال کا اونکے وقوع سے پہلے علم نہین ہے بلکہ بعد وقوع کے علم ہوتا ہے قرطبی
نے کہا یہ مذہب والے گذر گئے اب کوئی اس مذہب والا نہین ہے اور اس زمانہ کے قدریہ متفق ہین کہ اللہ تعالے عالم ہے افعال عباد کا
اونکے وقوع سے پہلے اور وہ مخالف ہین سلف اہلسنت کے اس بات مین کہ وہ کہتے ہین بندے اپنے افعال پر آپ قادر مستقل
ہین اور اپنے افعال کا خالق ہے (فتح الباری ملخصًا) ف پھر وہ شخص بولا اسلام کسکو کہتے ہین آپ نے فرمایا کہ
اسلام یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کرے (اُسکو پوجے) اور اُسکے ساتھ شرک نہ کرے ف یعنے خدا کے ساتھ شرک کی
بہت قسمین ہین جو عقائد کی کتابون مین مذکور ہین اور یہان مراد وہ شرک ہے جس سے آدمی ملت اسلام سے باہر ہو جاتا ہے
جیسے خدا کی ذات اور صفات مین کسیکو شریک کرنا خدا کے سوا اور کسی کی عبادت کرنا جیسے نذر کرنا غیر اللہ کی یا غیر کے
یا طواف کرنا کسی اور کے گہر کا بہ نیت عبادت وغیرہ وغیرہ حافظ ابن حجر نے کہا اگر کوئی اعتراض کرے کہ آپنے حج کا ذکر کیون
نہین کیا اسکا جواب بعضون نے دیا ہے کہ شاید اُسوقت حج فرض نہ ہوگا اور یہ جواب غلط ہے کیونکہ ابن مندہ نے کتاب الایمان
مین بشرط مسلم روایت کیا سلیمان تیمی کے طریق سے حضرت عمر سے اوسکے شروع مین یہ ہے کہ ایک شخص آیا رسولخدا
صلے اللہ علیہ وسلم کی اخیر عمر مین آپکے پاس پھر بیان کیا حدیث کو اخیر تک اور اخیر عمر سے مراد شاید حجۃ الوداع کے بعد ہو کیونکہ
وہ آپکا اخیر سفر ہے اسکے بعد تین مہینے کے اندر ہی آپکی وفات ہوئی صحیح جواب ہے کہ حج کا ذکر آپنے کیا لیکن بعض

راوی اسکو نقل کرنا بھول گئے اور اسکی دلیل ہے کہ راویوں نے اختلاف کیا ہے اعمال کے ذکر میں کہمس کی روایت میں ہے اور حج
کرے تو خانہ کعبہ کا اگر تجھکو وہاں تک راہ ملے اور ایسا ہی ہے انس کی حدیث میں اور عطار خراسانی نے روزے کا ذکر نہیں کیا
اور ابو عامر کی حدیث میں نماز اور زکوٰۃ کا ذکر ہے فقط اور ابن عباس کی حدیث میں شہادتین سے زیادہ کچھ نہیں ہے اور
سلیمان تیمی نے اپنی روایت میں سب اعمال کو ذکر کیا ہے اور اسمیں یہ ہے کہ حج کرے تو اور عمرہ کرے تو اور غسل کرے تو
جنابت سے اور وضو کو پورا کرے اور مطر وراق کی روایت میں ہے قائم کرے تو نماز کو اور دیوے زکوٰۃ کو راوی نے کہا
آپ نے اسلام کی رسیوں کا ذکر کیا تو اس سے جو ہم نے بیان کیا ثابت معلوم ہوئی کہ بعض راویوں نے یاد رکھا جسکو بعض بھول گئے
(فتح) **ف** اور قائم کرے تو نماز کو **ف** مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے فرض نماز کو **ف** اور ادا کرے تو
زکوٰۃ کو جو فرض ہے اور روزے رکھے تو رمضان کے اس سے معلوم ہوا کہ صرف رمضان کہنا درست ہے اور اسکا بیان
کتاب الصوم میں خدا چاہے تو آویگا) پھر وہ شخص بولا احسان کس کو کہتے ہیں آپ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تو اللہ کو پوجے
گویا اُسکو دیکھ رہا ہے اگر تو اُسکو نہیں دیکھتا تو وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے **ف** فتح الباری میں ہے حاصل یہ ہے کہ عبادت میں
اخلاص کرے خشوع کرے دل لگا دے اور معبود کا دھیان رکھے یہ دھیان (جسکو مراقبہ کہتے ہیں) دو درجہ پر ہے ایک اعلیٰ
وہ یہ کہ غلبہ مشاہدہ میں یہ حال ہو جاوے گویا آنکھ سے خدا کو دیکھ رہا ہے دوسرا ادنےٰ وہ یہ کہ اتنا خیال رکھے کہ اللہ تعالیٰ
اسکے حال پر مطلع ہے اور اوسکی ہر ایک عمل کو دیکھ رہا ہے اور ان دونوں درجوں میں اللہ کی معرفت پیدا ہوتی ہے اسکا
خوف غالب ہوتا ہے چنانچہ عمارہ بن قعقاع کی روایت میں یہی لفظ ہے کہ تو اللہ سے ڈرے گویا تو اوسکو دیکھ رہا ہے اور انس
کی حدیث میں بھی ایسا ہی ہے قسطلانی نے کہا یہ حدیث جوامع کلم میں سے ہے اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ عبادت کے تین درجے
ہیں پہلا درجہ تو عوام کے شرائط ظاہری کے ساتھ جس سے تکلیف ساقط ہو دوسرا درجہ استغراق کا مکاشفہ میں
گویا خدا کو دیکھ رہا ہے یہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی عبادت ہے اسیواسطے آپ نے فرمایا جعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ
تیسرا درجہ مراقبہ کا یہ خواص کا مقام ہے یعنی سمجھ کر کہ خدا اونکو دیکھ رہا ہے تو فان لم تکن تراہ نزول ہے مقام مکاشفہ
سے طرف مقام مراقبہ کے یعنے اگر یوں عبادت نہ ہو سکے کہ تو خدا کو دیکھ رہا ہے تو خیر اسیطرح عبادت کر کہ خدا تجھکو دیکھ
رہا ہے اور احسان کو ایمان اور اسلام کے بعد بیان کیا اسلیے کہ احسان صفت یا شرط ہے فعل کی اور صفت اور شرط موصوف
اور مشروط کے بعد ہوتی ہے انتہے مختصراً حافظ ابن حجر نے کہا سیاق حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اللہ کی رویت آنکھ سے
دنیا میں نہ ہوگی اور رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کی رویت دوسری دلیل سے ثابت ہے اور مسلم نے ابو امامہ سے روایت کیا کہ
رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جان رکھو کہ دنیا میں تم اپنے مالک کو ہرگز نہیں دیکھو گے یہانتک کہ مرجاؤگے اور بعض

غلاۃ صوفیہ نے اس حدیث کی تاویل بغیر علم کے کی ہے وہ کہتے ہیں کہ اس میں اشارہ ہے محو اور فنا کے مقام کی طرف اور فان
لم تکن تراہ کے یہ معنے کرتے ہیں کہ اگر تو نہ ہو یعنے اپنی ہستی کا خیال چھوڑ دے اور اپنے تئیں فنا کر دیوے تو تو اسکو دیکھیگا اور
یہ تاویل کرنے والے عربیت سے جاہل ہیں اسواسطے کہ اگر یہ مطلب ہوتا تو تره ہوتا نہ تراہ الف سے اور کسی طریقہ میں حدیث کے تره
بغیر الف کے نہیں ہے علاوہ اسکے اس صورت میں فانہ یراک بیکار ہو جاتا ہے اور ربط اس تاویل کو غلط کرتی ہے کہمس
کی روایت اسمیں یہ ہے فانک ان لا تراہ فانہ یراک اور ایسا ہی ہے سلیمان تیمی کی روایت میں تو نفی متعلق ہے روئیت
سے نہ کون سے انتہی مختصراً مسلم نے زیادہ کیا عمارہ بن قعقاع کی روایت سے کہ سائل نے ہر جواب کے بعد کہا صدقت
یعنے سچ کہا آپنے اور ابو فروہ نے زیادہ کیا جب ہمنے اس شخص کو صدقت کہتے سنا تو ہمنے انکار کیا اور کہمس کی روایت
میں ہے کہ ہم نے تعجب کیا پوچھتا ہے پھر خود ہی تصدیق کرتا ہے اور مطر کی روایت میں ہے دیکھو اسکو کیونکر پوچھتا ہے
آپ سے اور دیکھو کیونکر تصدیق کرتا ہے آپ کی اور انس کی روایت میں ہے دیکھو وہ سوال کرتا ہے آپ سے اور تصدیق کرتا ہے آپکی گویا آپ
سے زیادہ جانتا ہے اور سلیمان بن بریدہ کی روایت میں ہے لوگوں نے کہا ہمنے کوئی آدمی اسکا سا نہیں دیکھا گویا
وہ سکھاتا ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو کہتا ہے سچ کہا آپنے سچ کہا آپنے قرطبی نے کہا صحابہ کو تعجب ہوا اسوجہ سے کہ جو
باتیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لیکر آئے ہیں وہ آپ ہی سے معلوم ہو سکتے ہیں اور یہ سائل اس قسم کا نہ تہا جسکی ملاقات
آپ سے پہلے ہوئی ہوتی باوجود اسکے وہ ایسا سوال کرتا تہا جیسا جاننے والا شخص کرتا ہے کیونکہ وہ کہتا تہا آپنے
سچ کہا اس سبب سے اونکو تعجب ہوا (فتح الباری) **ف** پہر وہ شخص بولا قیامت کب ہوگی آپنے فرمایا جس سے
پوچھتا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا **ف** ابو فروہ کی روایت میں ہے کہ جب اسنے قیامت کو پوچھا تو
آپنے سر جھکا لیا اور تین بار اسنے سوال کیا لیکن آپنے جواب نہ دیا پھر اسکے سر اوٹھایا اور فرمایا جس سے پوچھتا ہے وہ
پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا یعنے قیامت کا وقت جاننے میں ہم دونوں برابر ہیں اور ابن عباس کی روایت
میں ہے آپنے فرمایا سبحان اللہ پانچ چیزیں غیب کی ہیں جنکو کوئی نہیں جانتا سوا اللہ کے پہر آپنے یہ آیت پڑہی ان
اللہ عندہ علم الساعۃ اخیر تک نووی نے کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ عالم سے جب کوئی ایسی بات پوچھی جاوے جسکو وہ نہ جانتا
ہو تو اسکو صاف کہدینا چاہیے کہ میں نہیں جانتا اور اس سے اسکے مرتبہ میں نقصان نہ ہوگا بلکہ یہ دلیل ہے اسکے ورع
اور کمال تقوی کی اور قرطبی نے کہا مقصود اس سوال سے یہ تہا کہ لوگ قیامت کے وقت پوچھنے سے باز رہیں کیونکہ وہ لوگ
اسکو بہت پوچھا کرتے تہے اور اس جواب سے ان سب کو یاس ہو گئی قیامت کا وقت معلوم ہونے سے اور یہ سوال اور جواب
حضرت عیسی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام میں بہی واقع ہو چکا ہے لیکن حضرت عیسے سائل تہے اور حضرت جبرئیل سے

سوال ہوا کہا حمیدی نے نوادر مین کہا حدیث بیان کی ہمسے سفیان نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے مالک بن مغول نے
انہون نے سنا اسمعیل بن رجا سے انہون نے سنا شعبی سے انہون نے کہا حضرت عیسے نے حضرت جبرئیل سے قیامت کا وقت پوچھا انہون نے
اپنے بازو جھاڑے اور کہا جس سے سوال کرتے ہو قیامت کا وہ جو سائل سے زیادہ نہین جانتا (فتح الباری) ف اور مین
تجسے بیان کرتا ہون اُسکی نشانیان ف قرطبی نے کہا قیامت کی نشانیان دو طرح کی ہین ایک تو وہ جو عادت کے
موافق ہین اور دوسری وہ جو عادت کے خلاف ہین جیسے آفتاب کا نکلنا پچھم سے درمیان معصوم پہلی طرح کی نشانیان بیان کرتا ہے
کیونکہ دوسری قسم کی نشانیان تو قیامت کے متصل ہونگی (فتح) ف جب جنیگی لونڈی اپنے میان کو ف تفسیر مین
ربتہا ہے بدلے ربہا کے یعنی جنیگی لونڈی اپنی بی بی کو حافظ ابن حجر نے کہا اس جملہ کے مطلب مین اگلے اور پچھلے علما نے اختلاف کیا ہے ابن تین
نے کہا اسمین سات قول ہین اور ہین نے ان کا خلاصہ کیا تو چار قول نکلے پہلا یہ ہے کہ اسلام پھیلیگا اور مسلمانون کو بہت کثیر
کی عورتین ملین گی ...... جو لونڈیان ہو جاوین گی اُنسے اولاد ہوگی اور وہ اولاد گویا مالک ہوگی اپنی مان
کی کیسلیے کہ وہ مالک کی اولاد ہے نووی نے کہا اکثر علما کا یہی قول ہے دوسرا یہ ہے کہ لوگ اپنی ام ولد لونڈیون کو بیچین گے
اور بکتے بکتے کبھی انکا بیٹا اُنکو خرید لیگا اور اسکو خبر نہ ہوگی یہ میری مان ہے تیسرا یہ ہے کہ لونڈی کا لڑکا جو غیر سید سے ہو
وہ اپنی مان کو غفلت مین خرید کریگا اور اسکو یہ معلوم نہ ہوگا کہ میری مان ہے چوتھا یہ ہے کہ مان باپ کی نافرمانی اولاد مین پھیلیے
گی اور اولاد اپنی مان سے لونڈی کیطرح معاملہ کریگی اور اس حدیث مین ہولی رب کا اطلاق بطور مبالغہ کے ہی یا رب سے مراد مربی ہے
یا یہ حدیث پہلی کی ہے اس کی بعد ممانعت ہوئی یا اس نہی سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مستثنے ہین (فتح ملخصًا) قسطلانی
نے کہا ربہا تا تانیث سے معنے جان کے ہی جو شامل ہے مرد اور عورت کو اور بعضون نے کہا تا تانیث اسلیے لائی کہ رب کا اطلاق
اوسپر مکروہ سمجھا ہے بعضون لے کہا ربتہا تا تانیث کی ساتھہ کہنے سے یہ فائدہ ہے کہ جب لڑکی اپنی مان کو لونڈی کیطرح سمجھے
گی تو لڑکے بطریق اولے مان کو لونڈی سے بدتر جانین گے یہ ایک نشانی ہوئی دوسری نشانی یہ ہے ف اور جب
کالی اونٹ چرانیوالی بڑی بڑی عمارتین ٹھونکین گے ف کالی اونٹ عرب مین ذلیل ہین بہ نسبت سرخ اونٹون کے یا کالی
چرانیوالون کی صفت ہے کہ وہ ذلیل اور مجہول النسب ہونگی حافظ ابن حجر نے کہا یہان صرف دو نشانیان بیان کین اور اشراط
صیغہ جمع ہے جس مین کم سے کم تین چاہیین اسکا جواب یہ ہے کبھی جمع کا اطلاق دو پر بھی ہوتا ہے دوسرے یہ ہے کہ حدیث مین
تین نشانیان مذکور ہین لیکن بعض راویون نے دو ہی بیان کین وہ تیسری نشانی یہ ہے کہ غریب اور برہنہ لوگ رئیس
بنین گے یہ تیسری نشانی مولف نے باب التفسیر مین بیان کی ہے محمد بن بشر کی روایت مین جسکو مسلم نے نکالا اور ابن خزیمہ نے
تینون نشانیان موجود ہین اور ایسا ہی روایت کیا اسمعیل نے مستخرج مین ابن علیہ کے طریق سے اور ایسا ہی ذکر کیا اسکو عمارہ

بن قعقاع اور ایسا ہی واقع ہوا حضرت عمر کیحدیث مین کیونکہ کہمس کی روایت مین صرف دو نشانیان کا ذکر ہے اور موافق ہوا
اوسکے عثمان بن غیاث اور سلیمان تیمی کی روایت مین تین نشانیونکا ذکر ہے اور موافق ہوا اسکے عطاء خراسانی اور ایسا ہی کور
ہے ابن عباس اور ابو عامر کیحدیث مین (فتح الباری) حافظ ابن حجر نے کہا تفسیر مین اتنا زیادہ ہے کہ جب تو ننگے پاؤن
ننگے بدن والونکو دیکھیگا وہ لوگون کے حاکم بنے ہونگے اسمعیل نے زیادہ کیا اونکی صفت مین بہرے گونگے یہ مبالغہ ہی اونکی
جہل مین یعنے اپنے کانون اور آنکہون کو دین کے کامون مین صرف نہ کرینگے گو اونکے حواس سلیم ہونگے اور اسمعیل کی روایت
مین تصریح ہے کہ وہ پادشاہ ہونگے زمین کے اور ابو فروہ کی روایت مین بہی ایسا ہی ہے اور مراد ان لوگون سے گنوار
دیہاتی لوگ ہین جیسے سلیمان تیمی کی روایت مین مصرح ہے اور طبرانی نے ابو حمزہ کے طریق سے ابن عباس سے مرفوعاً
روایت کیا کہ دین کا انقلاب ہے کہ گنوار لوگ فصیح ہو جاوینگے اور وہ شہرون مین بڑے بڑے محل بناوینگے قرطبی نے
کہا مقصود اخبار ہی تبدل حال سے کہ جنگلی لوگ حکومت حاصل کرینگے اور شہرون کے مالک ہو جاوینگے قہر سے تو انکے
اموال بہت ہونگے اور انکی ہمتین مصروف ہون گی عمارتین بنانے مین اور انپر فخر کرتے ہین اور ہم نے یہ مشاہدہ کیا ہے
اس زمانہ مین اور اسی کے متعلق دوسری حدیث ہی کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہانتک کہ سب لوگون مین کامیاب وہ شخص ہوگا
جو کمینہ ہے کمینے کا بیٹا اور ایک حدیث یہ ہے کہ جب حکومت نااہل کو دیجاویگی تو قیامت کا انتظار کرو اور دونو حدیثین
صحیح ہین **ت** قیامت ان پانچ چیزون مین ہے جنکو کوئی نہین جانتا سوا اللہ کے **ف** عطاء خراسانی کی روایت
مین ہے کہ قیامت کب ہوگی آپ نے فرمایا قیامت اون پانچ باتون مین ہی غیب کے جنکو کوئی نہین جانتا سوا اللہ کے قرطبی نے
کہا پانچ باتون کے جاننے کی کسیکو طمع نہ کرنا چاہیے اسی حدیث کی وجہ سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی
تفسیر وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ کی ان پانچ باتون سے کی ہی اور یہ صحیح حدیث مین ہی پہر جو کوئی دعوے کرے ان باتون
مین سے کسی بات کے جاننے کا وہ جہوٹا ہے لیکن گمان غیب کی باتون مین تو وہ منجم کرتا ہے کسی امر عادی جیسے پر اسپر یقین نہین
ہو سکتا اور ابن عبد البر نے اجماع نقل کیا ہے اسپر کہ نجومی کی اجرت حرام ہے اور اسکا دینا اور لینا دونو حرام ہین اور ابن مسعود
رضہ سے منقول ہی کہ تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو سب چیزونکا علم دیا گیا تہا سوا ان پانچ چیزونکے اور ابن عمر سے مرفوعاً ایسا
ہی مروی ہی نکالا ان دونون روایتون کو احمد نے اور حمید بن زنجویہ نے صحابہ سے نقل کیا کہ انہون نے کہا غیب یہی پانچ چیزین ہین
اور انکے سوا جو غیب کی باتین ہین اونکو بعض آدمی جانتے ہین اور بعض نہین جانتے مترجم نے کہا غرض یہ ہے کہ غیب
حقیقی یعنے جو سب لوگون کے علم سے باہر ہو وہ یہی پانچ چیزین ہین اونکا علم خاص خداوند کریم کو ہے وہ پانچ چیزین یہ
ہین قیامت کا علم اور مینہ کا برسنا یا نہ برسنا پیٹ مین لڑکا یا لڑکی ہے اسکا جاننا کل کیا ہوگا موت کہان آویگی

اسکے سوا جو باتین ہین وہ غیب حقیقی نہین ہین یعنے اونکا علم بعض بندونکو ہے بعض کو نہین بعض باتین فرشتون کو معلوم
ہین آدمیونکو نہین معلوم حضرت عائشہ سے بسند صحیح مروی ہے انہون نے کہا جو شخص تجہسے دعوے کرے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم کو یہ پانچ باتین معلوم تہین اسنے بڑا بہتان کیا اور قرآن مین متعدد آیتون سے ثابت ہے کہ غیب کسی کو نہین ہے
سوا اللہ کے البتہ اللہ جو چاہتا ہے تو کبہی غیب کی بات اپنے رسول کو بتلا دیتا ہے ف پہر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے آیت
پڑہی اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ اخیر تک ف اور بعضی روایتون مین یہ لفظ نہین ہے اخیر تک پر مسلم کی روایت سے
یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپنے اخیر تک یعنے خبیر تک آیت پڑہی پوری آیت یہ ہے اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ
وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ یعنے
اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم یعنے اسکے وقت کا اور اتارتا ہے وہ پانی کو (وہی جانتا ہے اسکے وقت اور مقام کو) اور جانتا ہے
جو بچہ دانون مین ہے (مرد یا عورت پورا یا ادہورا) اور کوئی نہین جانتا وہ کل کیا کریگا (برا یا بہلا) اور کوئی نہین جانتا وہ
کس ملک مین مریگا (جیسے یہ نہین جانتا کب مریگا) ف پہر وہ شخص پیٹہ موڑ کر چلا آپنے فرمایا اسکو پہر بلا لاؤ لوگ
بلانیکو گئے (یہ جملہ تفسیر مین زیادہ ہے) انہون نے کسیکو نہ دیکہا ف فتح الباری مین ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
فرشتہ آدمی کی شکل بنکر سوا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اور لوگون کے بہی سامنے آسکتا ہے اور دوسرے لوگ بہی اسکی بات
سن سکتے ہین عمران بن حصین سے ثابت ہوا کہ وہ فرشتہ کا کلام سنتے تہے قسطلانی نے کہا آپنے صحابہ کو حکم کیا اوسکے بلانے کا
تاکہ ان لوگون کو معلوم ہو جاوے کہ یہ پوچہنے والا آدمی نہ تہا فرشتہ تہا ف تب آپنے فرمایا یہ شخص جبرئیل علیہ
السلام تہے جو آئے تہے لوگون کو دین سکہلانے کو ف اسمٰعیلی کی روایت مین ہے انہون نے چاہا کہ تم سیکہو جب
تم نے نہین پوچہا اور ایسا ہی روایت کیا عمارہ نے اور ابو فروہ کی روایت مین ہے قسم اسکی جسنے محمد کو سچا پیغمبر کر کے بہیجا
مین نہین پہچانتا تہا اس شخص کو تم سے زیادہ یہ جبرئیل تہے اور ابو عامر کی حدیث مین ہے جب وہ پیٹہ موڑ کر چلے تو ہم نے
رستہ مین اونکا نشان نہ پایا آپنے فرمایا سبحان اللہ یہ جبرئیل تہے لوگون کو دین سکہانیکے لیے آئے تہے قسم اسکی جسکے
ہاتہ مین محمد کی جان ہے وہ کبہی نہین آئے تہے اسطرح سے کہ مین نے اونکو نہ پہچانا ہو سوا اس بار کے اور سلیمان تیمی کی روایت
مین ہے پہر وہ شخص اوٹہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کو میرے پاس بلا لاؤ ہم نے اسکو ڈہونڈہا جہان
جہان ڈہونڈہنا تہا لیکن انکا پتہ نہ پایا تب آپنے فرمایا تم جانتے ہو یہ کون شخص تہے۔ یہ جبرئیل علیہ السلام تہے جو تمہارا
دین تمکو سکہلانے کے لیے آئے تہے ان سے سیکہو قسم اسکی جسکے ہاتہ مین میری جان ہے کبہی ایسا نہین ہوا کہ مین نے
اونکو نہ پہچانا ہو سوا اس بار کے اور اس بار بہی مینے اونکو نہین پہچانا یہانتک کہ انہون نے پیٹہ موڑی ابن حبان نے

کہا یہ کلمہ سیکہہ لیا انسے صرف سلیمان تیمی نے کہا حافظ ابن حجر نے کہا سلیمان تیمی ثقات اثبات مین سے ہین اور یعلم الناس منہم
مین اس زیادت کیطرف اشارہ ہو تو وہ متفرد ہوئی ساتھ تصریح اس چیز کے جسکا اشارہ دوسری روایتون مین بہی موجود ہے
اور اسناد تعلیم کا حضرت جبرئیل کیطرف مجازاً ہے اسلیے کہ وہ سبب ہوئے آپکے جواب کے اور اسیواسطے حکم کیا انسے سیکہہ لینے کا اور
متفق ہوئین روایتین اس امر پر کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو ڈہونڈہنے کے بعد بتلایا کہ وہ جبرئیل تہے اور صحیح مسلم
مین جو وارد ہوا کہ حضرت عمر نے کہا پہر وہ شخص چلا اور مین ایک زمانہ تک ٹہیرا رہا بعد اوسکے آپنے فرمایا اے عمر تو جانتا ہے
یہ پوچہنے والا کون تہا مین نے کہا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا وہ جبرئیل تہے اسکی تطبیق بعض شراح نے
یون کی ہے کہ آپنے صحابہ کو تہوڑی دیر کے بعد بتلایا مگر اسی مجلس مین بتلایا لیکن خلاف ہوتی ہے اسکے نسائی اور ترمذی
کی روایت مین تین رات تک ٹہیرا رہا اور بعضون نے کہا اس روایت مین غلطی کی ہے راویون نے اور ملیا کو ثلثا کردیا اور یہ
قول غلط ہے کیونکہ ابو عوانہ کی روایت مین صاف موجود ہے فلبثنا لیالی ہم کئی راتین ٹہیرے رہے فلقینی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بعد ثلاث پہر آپ مجہسے ملے تین راتون کے بعد اور ابن حبان کی روایت مین ہے بعد ثالثة اور ابن مندہ کی روایت
مین ہے بعد ثلاثة ایام اور نووی نے یون جمع کیا ہے کہ شاید حضرت عمر اس مجلس سے اوٹہہ گئے ہون اس سے پیشتر کہ
آپنے فرمایا یہ جبرئیل تہے تو آپنے حاضرین مجلس کو اسی وقت خبر کردیا اور حضرت عمر کو تین دن کے بعد خبر دی اور یہ جمع اچہا ہے
ان روایات سے یہہ معلوم ہوا کہ آنحضرت نے جبرئیل کو پہچانا اخیر وقت مین جب وہ چلے اور یہ نکلا کہ وہ ایک خوبصورت مرد
کی شکل مین آئے جسکو صحابہ نہین پہچانتے تہے اور نسائی کی روایت مین جو وارد ہے کہ یہ جبرئیل تہے دحیہ کلبی کیصورت پر
آئے تہے یہ وہم ہے کیونکہ دحیہ کو صحابہ پہچانتے تہے اور اس روایت مین حضرت عمر کی کہا کہ اس شخص کو ہم مین سے کوئی نہین پہچانتا
تہا اور محمد بن نصر مروزی نے کتاب الایمان مین اسی سند سے نکالا اس حدیث کو جس اسناد سے نسائی نے نکالا اوسکے اخیر مین یون ہے
یہ جبرئیل تہے تمکو تمہارا دین سکھلانے کیلیے آئے تہے اور یہ روایت محفوظ ہے اور موافق ہے باقی روایتون کے ابن منیر نے کہا
یعلمکم دینکم مین دلالت ہے کہ اچہا سوال بہی علم اور تعلیم ہے کیونکہ حضرت جبرئیل نے سوا سوال کے اور کچہہ نہین کیا اور باوجود
اسکے آپنے انکو معلم کہا اور یہ قول مشہور ہے کہ حسن السؤال نصف العلم ہے قرطبی نے کہا اس حدیث کو ام السنة یعنی سنت کی جڑ کہنا چاہیے کیونکہ
شامل ہے تمام علوم سنت پر اور اسی وجہ سے مصابیح مین اور شرح السنة مین یہ حدیث پہلے رکہی گئی جیسے سورہ فاتحہ
تمام قرآن مین سے پہلے رکہی گئی کیونکہ وہ مشتمل ہے تمام علوم قرآنیہ پر اجمالاً قاضی عیاض نے کہا یہ حدیث شامل ہے وظائف
عبادات ظاہرہ اور باطنہ پر اور اعمال جوارح اور اخلاص سرائر اور آفات اعمال سے بچنے پر یہانتک کہ تمام شریعت کے علوم اسی
سے نکلتے ہین اور اسیکی طرف رجوع کرتے ہین اور اسیواسطے مین نے اس حدیث کی شرح اچہی طرح سے بیان کی اور دو شرح

اگرچہ بہت ہیں لیکن جو علوم اور مسائل اس حدیث سے نکلتے ہیں اونکی نسبت یہ شرح قلیل ہے تو مین نے اختصار کا طریقہ نہیں چھوڑا (فتح الباری)
ف امام ابو عبد اللہ بخاری نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سب باتوں کو ایمان میں داخل کیا یعنے ایمان کامل میں
ف اسلیئے کہ ان سب باتوں کو دین فرمایا اور دین اور ایمان ایک ہیں تو معلوم ہوا کہ اعمال داخل ایمان ہیں اور ایمان زیادہ و
کم ہوتا ہے قسطلانی نے کہا اس حدیث میں اخلاص اور مراقبہ کی عظمت بیان ہوئی اور یہ بات بھی نکلی کہ عالم کو جب کوئی بات معلوم
نہو تو یہ کہنا چاہیئے میں نہیں جانتا اور عالم سے سوال کرنا چاہیئے تاکہ سامعین علم حاصل کریں اور احتمال ہے کہ حضرت جبرئیل نے
بحضور صحابہ سوال کیا تاکہ اونکو یہ معلوم ہو کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم علم سے بہرہ ہوئے ہیں اور انکا علم ماخوذ ہے وحی سے تو اونکی
رغبت اور نشاط زائد ہو اور یہی مراد ہے اس جملہ سے جاء یعلم الناس دینہم اور یہ بھی معلوم ہوا کہ فرشتے جو صورت چاہیں بن
سکتے ہیں جیسے آدمی کی جا بجا اور مؤلف نے اس حدیث کو تفسیر اور زکوۃ میں نکالا اور مسلم نے ایمان میں اور ابن ماجہ نے سنن اور فتن میں
اور ابو داؤد نے سنت میں اور نسائی نے ایمان میں اور ترمذی اور احمد اور بزار اور ابو عوانہ نے اور نکالا اوسکو مسلم نے حضرت عمر
سے اور نہیں نکالا انکی روایت کو بخاری نے کیونکہ اسمیں اختلاف ہے بعض رواۃ پر بنتے ہے **باب** تنوین کے ساتھ ف
کرمانی اور ابو الوقت کی روایت میں باب کا لفظ موجود ہے اور ابو ذر اور اصیلی کی روایت میں نہیں ہے اور نووی نے ترجیح دی پہلے نسخہ کو کیونکہ اس حدیث کو جو یہاں مذکور ہے
پہلے ترجمہ سے کوئی تعلق نہیں حافظ ابن حجر نے کہا اگر باب کا لفظ مذکور بھی ہو جب بھی چونکہ کوئی ترجمہ مذکور نہیں تو یہ باب
پہلے باب کے فصل کی طرح ہوگا اور تعلق ضرور ہے اور وہ تعلق یہ ہے کہ پہلے باب کی ترجمہ میں امام بخاری نے یہ کہا کہ آپ نے
ان سب باتوں کو دین فرمایا اور اخیر میں یہ کہا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سب باتوں کو ایمان میں شریک کیا حالانکہ یہ
حدیث سے ثابت نہیں ہو سکتا جب تک دین اور ایمان کا اتحاد نہ نکلے تو اس اتحاد کو ثابت کرنے کے لیئے ہرقل کی حدیث لائے جو
اس باب میں مذکور ہے اب انکی مراد پوری ہو گئی کہ دین وہی ایمان ہے اگر کوئی اعتراض کرے کہ ہرقل کافر تھا بادشاہ تھا اوسکا
قول کیا حجت ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ ہرقل نے یہ اپنی رائے سے نہیں کہا بلکہ انبیاء سابقہ کے کتب سے بیان کیا دوسرے یہ کہ
ابو سفیان نے یہ قول ہرقل کا عبد اللہ بن عباس سے بیان کیا جو اس امت کے عالم ہیں اور انہوں نے اوسکو روایت کیا اور اسکا انکار
نہ کیا قسطلانی نے کہا دونو حدیثوں میں تعلق یہ ہے کہ ان دونوں سے ایمان کا دین ہونا نکلتا ہے لیکن اشکال یہ ہے کہ ہرقل مومن
نہ تھا اسکا قول کیونکر حجت ہوگا اور جواب یہ ہے کہ ہرقل نے یہ اپنی رائے سے نہیں کہا بلکہ کتب سابقہ سے روایت کیا اور انکی شرع
میں ایسا ہی تھا اور اگلی شریعتیں حجت میں جب تک اونکا نسخ ہماری شریعت میں نہ ہو دوسرے یہ کہ صحابہ نے ہرقل کے اس قول
کو نقل کیا اور سکوت کیا انتہے **حدثنا** إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ
ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ أَنَّ هِرَقْلَ قَالَ لَهُ

سَأَلْتُكَ هَلْ يَزِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ فَزَعَمْتَ أَنَّهُمْ يَزِيدُونَ وَكَذَلِكَ الْإِيمَانُ حَتَّى يَتِمَّ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ
أَحَدٌ سَخْطَةً لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ فَزَعَمْتَ أَنْ لَا وَكَذَلِكَ الْإِيمَانُ حِينَ تُخَالِطُ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوبَ
لَا يَسْخَطُهُ أَحَدٌ ۔ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے ابراہیم بن حمزہ (بن محمد بن مصعب بن عبد اللہ بن زبیر بن عوام قرشی مدنی) نے
انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابراہیم بن سعد (بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف قرشی مدنی) نے انہون نے روایت کی صالح
(ابن کیسان غفاری) سے ۔

انہون نے ابن شہاب (محمد بن مسلم زہری) سے انہون نے عبید اللہ بن
عبد اللہ (ابن عتبہ فقیہ مشہور) سے انکو خبر دی عبد اللہ بن عباس نے انہون نے کہا مجکو خبر دی ابوسفیان نے کہ ہرقل (بادشاہ روم)
انسے کہا مین نے تجہسے پوچہا وہ لوگ (یعنے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے تابعدار) بڑہ رہے ہین یا کم ہو رہے ہین تو نے
کہا وہ بڑہ رہے ہین اور یہی حال ہے ایمان کا یہانتک کہ پورا ہو اور مین نے تجہسے پوچہا کیا کوئی انمین سے اس دین مین
آکر پہر اسکو برا سمجہکر پہر جاتا ہے تو نے کہا نہین اور یہی حال ہے ایمان کا جب اسکی خوشی دلون مین سما جاتی ہے پہر کوئی
اس سے ناراض نہین ہوتا ۔ ف تو معلوم ہوا کہ دین اور ایمان ایک ہی چیز ہے اور یہی مقصود تہا امام بخاری کا ۔ بَابُ
فَضْلِ مَنِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ اس باب مین بیان ہے اسکی فضیلت کا جو بچے گناہ سے اپنا دین درست رکہنے کو ۔ ف
قسطلانی نے کہا یعنے طلب کرے برأت کو ذم شرعی یا گناہ سے اپنے دین کے واسطے اور ظاہر ہے کہ دین درست رکہنے کے
لیے گناہ سے بری رہنا اور بچنا ایمان مین داخل ہے (یہی تعلق ہے اس باب کو اس کتاب سے) حافظ ابن حجر نے کہا مولف نے یہ چاہا
کہ بیان کرین اس بات کو کہ پرہیزگاری سے ایمان کامل ہوتا ہے اسلیے یہ حدیث ایمان کی کتاب مین لائے مترجم کہتا ہے کہ حدیث
باب سے یہ نکلتا ہے کہ دین کی سلامتی اور درستی حرام اور مشتبہ سے بچنے مین ہے اور ظاہر ہے کہ دین اور ایمان ایک ہین جیسے
اوپر گذر چکا تو معلوم ہوا کہ حرام کامون سے اور گناہون سے بچنا ایمان مین داخل ہے اور ایمان کو ان کامون کی وجہ سے
نقصان پہونچتا ہے پس وجہ تعلق ظاہر ہے دوسرے یہ کہ اوپر مولف نے جو حدیثین بیان کین انمین افعال ایمان کا ذکر ہے
یعنے جن کامون کو مومن کو کرنا ضرور ہے اب جب انسے فراغت ہوئی تو یہ بیان کرنا چاہا کہ ایمان مین بعضے افعال کا ترک بہی ضرور ہے اسلیے
یہ حدیث لائے واللہ اعلم ۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُتَشَبِّهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا
كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ
الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى أَلَا إِنَّ حِمَى اللَّهِ فِي أَرْضِهِ مَحَارِمُهُ أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ

مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ ترجمہ حدیث بیان
کی ہمسے ابو نعیم (فضل بن دکین عمرو بن حماد قرشی تیمی طلحی) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کین ہم سے زکریا بن ابی زائدہ
(خالد بن میمون ہمدانی وادعی کوفی) نے انہون نے روایت کی عامر (شعبی) سے ف حافظ ابن حجر نے کہا کہ شعبی مشہور ہین تدلیس
مین اور مین نے صحیحین وغیرہ مین انکی روایت شعبی سے معنعن ہی پائی بعد اوسکے مین نے ابن ابی ہیثم کے فواید مین پایا یزید
بن ہارون سے انہون نے زکریا سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبی نے اب تدلیس کا خوف جاتا رہا یعنے معلوم ہوا کہ
روایت متصل ہے) ف انہون نے کہا مین نے سنا نعمان بن بشیر (بن سعد انصاری خزرجی صحابی مشہور) سے وہ
کہتے تھے مین نے سنا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے) ف حافظ ابن حجر نے کہا نعمان کوفہ مین گئے تھے اور وہان کے
حاکم ہو گئے تھے اور شعبی فقہاء کوفہ مین سے ہین اور اس حدیث کے رجال کوفی ہین ابو عوانہ نے اپنی صحیح مین ابو حریز کے طریق سے
روایت کیا اونہون نے سنا شعبی سے کہ نعمان بن بشیر نے کوفہ مین خطبہ مین یہ حدیث بیان کی اور مسلم کی ایک روایت مین ہے
کہ انہون نے حمص مین خطبہ پڑہا اور یہ حدیث بیان کی اور ان دونون مین جمع ہو سکتا ہے اسطرح سے کہ شعبی نے دو بار یہ حدیث
سنی ہو کیونکہ وہ دونون شہرون کے حاکم ہوئے تھے ایک کے بعد دوسرے کے اور مسلم اور اسمعیلی نے اس حدیث مین یہ زیادہ کیا کہ نعمان نے
اپنی انگلیان کو دونون کانون کیطرف جھکایا اور کہا سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے اور اس سے
رد ہو گیا واقدی اور انکے تابعین کا قول کہ نعمان کا سماع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین ہے اس سے یہ بھی نکلا کہ جو لڑکا
تمیز رکہتا ہو اوسکا تحمل اور سماع قابل اعتماد ہے کیونکہ جب آپ کی وفات ہوئی اوسوقت نعمان کی عمر آٹھ سال کی تھی اور ابو
عمرو دانی نے کہا اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوا نعمان کے اور کسی نے روایت نہین کیا اگر اونکی یہ مراد ہے کہ باسناد
صحیح اور کسی سے مروی نہین ہوئی تو صحیح ہے ورنہ غلط ہے کیونکہ یہ حدیث معجم اوسط مین طبرانی کی ابن عمر اور عمار سے مروی
ہے اور معجم کبیر مین ابن عباس سے اور اصبہانی کی ترغیب مین واثلہ کی روایت سے موجود ہے البتہ انکی اسناد مین گفتگو ہے اور انہون نے
یہ بھی دعوے کیا کہ اس حدیث کو نعمان سے سوا شعبی کے اور کسی نے روایت نہین کیا یہ تو بالکل غلط ہے روایت کیا اسکو نعمان سے
خیثمہ بن عبد الرحمن نے امام احمد کی مسند مین اور عبد الملک بن عمیر نے ابو عوانہ کے صحیح مین اور سماک بن حرب نے طبرانی
مین البتہ شعبی کی روایت مشہور ہے اور شعبی سے ایک جماعت اہل کوفہ نے روایت کی ہے اور اہل مصر مین سے
عبد اللہ بن عون نے روایت کی ہے انتہی من فتح الباری قسطلانی نے کہا ابو الحسن قابسی اور یحیی بن معین کا یہ قول کہ نعمان
کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع نہین ہے اس روایت سے رد ہوتا ہے کیونکہ اسمین تصریح ہے سماع کی ف آپ فرماتے تھے
حلال کہلا ہوا ہے اور حرام کہلا ہوا ہے (یعنے جن چیزون کی حلت یا حرمت کی قرآن اور حدیث مین صاف دلیل موجود ہے

انکی حلت اور حرمت تو کھلی ہوئی ہے اور ان دونکے بیچ میں کچھ ایسے کام ہیں جو دونوں سے ملتے ہیں یا ان میں شبہ ہے ف
پہلا ترجمہ مشبہات کا ہے اور دوسرا مشتبہات کا اور دارمی کی روایت میں متشابہات ہے ف اور اونکو یعنے اونکے حکم
کو اکثر لوگ نہیں جانتے ف ترمذی کی روایت میں صاف ہے کہ اکثر لوگ نہیں جانتے وہ کام یا وہ چیزیں حلال میں ہیں یا
حرام میں اور اس سے نکلتا ہے کہ اونکا حکم پہچاننا ممکن ہے لیکن تھوڑے آدمیوں کے لیے اور وہ مجتہدین ہیں تو صورت میں
وہ مشتبہات ہوئے غیر مجتہدین کے حق میں اور بعض کام مجتہدین کے حق میں بھی مشتبہات ہو جاتے ہیں جب دلائل متعارض
ہوں اور ترجیح کی وجہ معلوم نہ ہو (فتح الباری) قسطلانی نے کہا مراد وہ کام ہیں جنکو اکثر لوگ نہیں جانتے بلکہ معدودے چند
علما اونکو جانتے ہیں نص یا قیاس یا استصحاب وغیرہ سے پھر جب کسی شی کی حلت یا حرمت میں تردد ہو اور وہاں نص
یا اجماع نہ ہو تو مجتہد کو اوس میں اجتہاد کرنا چاہیے اور کسی دلیل شرعی سے اسکا حکم نکالنا چاہیے لیکن ایسے مشتبہ امر میں حلت
یا حرمت یا توقف کا حکم کیا جاویگا اسمیں اختلاف ہے جیسے اختلاف ہے اشیا میں قبل ورود شرع کے اور صحیح یہ ہے کہ کوئی حکم
نہ کیا جاویگا کیونکہ اہل حق کے نزدیک تکلیف شرع سے ہوتی ہے فقط اور کبھی دلیل احتمال سے خالی نہیں ہوتی تو تقوی
اسکا ترک کرنا ہے خاص کر اس قول پر کہ مصیب ایک ہی ہے اور یہی مشہور مذہب ہے امام مالک کا انتہی مختصرا ف پھر جو کوئی
ایسے مشتبہ کاموں سے بچا رہے وہ بچا اپنے دین اور عزت کے بچانے کیلیے ف تاکہ دین میں اوسکے نقص نہ آوے اور اوسکی
عزت پر لوگ طعنہ نہ کریں اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص شبہ سے پرہیز نہ کرے اپنے کسب اور معاش میں اوسنے اپنے تئیں پیش کر دیا طعنہ
کے لیے اور اسمیں اشارہ ہے دین کے امور پر محافظت کرنیکے لیے اور لوگوں کا لحاظ رکھنے کے لیے ف اور جو کوئی شبہ میں پڑا
اوسکی مثال ایسی ہے ف فتح الباری میں ہے کہ شبہات کی تفسیر علما نے چار چیزوں سے کی ہے ایک تو وہ جسمیں
دلیلوں کا تعارض ہو (یعنے حرمت اور حلت دونوں کی دلیلیں ہوں) دوسرے جسمیں علما کا اختلاف ہو تیسرے جو مکروہ
ہو چوتھے مباح پر وہ مباح مراد نہیں جسکے دونو طرف مساوی ہوں بلکہ جسکا فعل یا ترک راجح ہو باعتبار کسی امر خارج
کے گو مساوی ہوں باعتبار ذات کی ابن منیر نے اپنے شیخ کے مناقب میں نقل کیا وہ کہتے تھے مکروہ ایک گھاٹی ہے حلال اور
حرام کے بیچ میں تو جو شخص مکروہ کا بہت کریگا وہ حرام میں پڑ جاویگا اسیطرح مباح ایک گھاٹی ہے درمیان مکروہ اور حرام
کے تو جو مباح بہت کریگا وہ مکروہ میں پڑ جاویگا موید ہے اسکے ابن حبان کی روایت اسمیں یہ ہے کہ اپنے اور حرام کے بیچ میں ایک
آڑ کرو حلال کی جو ایسا کرے اسنے بچا لیا اپنی عزت اور دین کو اور جسنے اوسمیں چرایا وہ ایسا ہے جو باڑ کے متصل چراتا ہے
تو احتمال ہے کہ باڑ کے اندر چلا جاوے اور مطلب یہ ہے کہ جس حلال کے استعمال سے مکروہ یا حرام میں پڑنیکا خوف ہو اوس سے پرہیز
کرنا چاہیے جیسے عیش کا بہت سامان حاصل کرنا یہ مقتضی ہوتا ہے بہت کمائی کو اور بہت کمانے سے کبھی ناجائز کسب یا ناجائز

حق مین گرفتار ہوجاتا ہے یا نفس مین غرور پیدا ہوتا ہے اور ادنی یہ ہے کہ بندگی کے حقوق ادا کرنے مین واقع ہوتا ہے اور یہ بات
سے معلوم ہے بلکہ انکھون سے دیکھا گیا ہے اور میرے نزدیک وجہ اول راجح ہے اور ہوسکتا ہے کہ سب وجہین مراد ہون اور یہ
مختلف ہے باختلاف رجال جو عالم عقلمند ہے کوئی حکم پوشیدہ نہ رہیگا اور وہ اُس آفت مین نہین پڑیگا مگر جب مباح اور مکروہ
بہت کریگا اور جو شخص مکروہ بہت کرے اوسمین جرأت پیدا ہوجاتی ہے حرام کرنیکی یا عادت اُسکی برانگیختہ کرتی ہے حرام کام کرنے
کے لیے اور مصنف نے موضع مین زیادہ کیا پھر جو کوئی شبہ کا کام ترک کریگا تو جسکی ممانعت معلوم ہوجاویگی اوسکو ضرور ترک کریگا اور
جو کوئی شبہہ کے گناہ پر جرأت کریگا وہ قریب ہے کہ اس گناہ مین پڑجاوے جسکا گناہ ہونا یقینی ہے ابن منیر نے اس حدیث سے استدلال
کیا ہے کہ مجمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد رہ سکتا ہے اور اگر اس سے یہ مراد ہو کہ وہ مجمل جو بعضون کے حق مین مجمل ہو بعضون کے حق مین
نہ ہو یا مثال مین قیاس مرد منظور ہے تو استدلال صحیح ہے نہ اسمین اعتراض ہے انتہے ف جیسے اس چرواہے کی جو سرکاری
رمنہ کے آس پاس اپنے جانورونکو چراتا ہے وہ قریب ہے کہ رمنہ کے اندر چلا جاوے ف سرکاری رمنہ حمی کا ترجمہ ہے حمی وہ مقام
ہے جسکو عرب کے بادشاہ اپنے جانورون کے چرانے کے لیے خاص کر لیتے تھے اور انکی حدین محفوظ کردیتے تھے اور انکی حدود کے اندر جو کوئی
چراتا اسکو سخت سزا ہوتی بعضون نے کہا یہ مثال شعبی کا قول ہے اور حدیث مین داخل کیا گیا ہے اور یہ صحیح نہین ہے بلکہ ابن
عباس اور عمار بن یاسر کی روایت مین یہ مثال مرفوعًا مروی ہے اور اسکے راوی اس حدیث مین حفاظ ہین اور یہ شبہہ اس وجہ سے پیدا ہوا
کہ ابن جارود اور اسمٰعیلی کی روایت مین ابن عون سے انہون نے شعبی سے یہ ہے کہ ابن عون نے کہا اخیر حدیث مین مین نہین جانتا
مثال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے یا شعبی کا قول ہے اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ یہ جملہ مدرج ہو (فتح الباری) قسطلانی نے
کہا جو کوئی منہیات کا ارتکاب کرے اُسکا دل سیاہ ہوجاویگا بوجہ گم ہوجانے نور تقوے کے اور اعلے ورع یہ ہے کہ حلال کو
حرام کے ڈر سے ترک کرے جیسے ابراہیم بن ادہم نے اپنی مزدوری کو شک کیوجہ سے ترک کیا اور گرسنگی پر صبر کیا اور رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے کھجور کو چھوڑ دیا اس ڈر سے کہ کہین صدقہ کی نہ ہو اور جو شخص زیادہ پرہیزگار ہوگا وہ پلصراط سے
جلدی پار ہوجاویگا بشر حافی کی بہن نے امام احمد سے کہا ہم اپنے مکانون کی چھتون پر چرخہ کاتتے ہین پھر ظاہریہ کی
مشعلین راہ مین سے نکلتی ہین اور ہم پر اونکی روشنی پڑتی ہے کیا ہمکو اونکی روشنی مین کاتنا جائز ہے انہون نے کہا
تو کون ہے خدا تجھکو تندرست رکھے وہ بولین مین بشر حافی کی بہن ہون یہ سنکر امام احمد روئے اور کہا تمہارے گھر سے سچا
تقویٰ نکلتا ہے مت کاتو انکی روشنی مین مالک بن دینار بصرہ مین چالیس برس رہے اور وہان کا میوہ نہ کھایا یہانتک کہ
مر گئے۔ سیدہ بدیعہ ایک عورت تھین ہمارے زمانہ مین وہ مکہ مین تیس برس سے زیادہ رہین اور انہون نے وہان کے گوشت اور
میوے نہ کھائے کیونکہ وہ بجیلہ سے آتی تھی اور بجیلہ کے لوگ بیٹیون کو ترکہ نہین دلاتے تھے (میمن صہ) اگر ہمارے زمانہ کے بھی

بجیا والون کیطرح لڑکیون کو ترکہ نہین دیتے انکی دعوت بہی کہانا تقوی کے خلاف ہے) اس عورت کے باپ نورالدین نے بینہ
کے سیود کہاتہ سے انکار کیا کیونکہ معلوم ہوا کہ وہ زکوۃ نہین دیتے تہے ف خبردار رہو ہر ایک بادشاہ کا ایک محفوظ رمنہ
ہوتا ہے اور اللہ جل جلالہ کا محفوظ رمنہ زمین مین حرام چیزین ہین ف یعنے وہ گناہ جنکو اسنے حرام کیا جیسے زنا چوری
وغیرہ تو یہ تمثیل ہے مکلف کو چرواہے کے ساتھ اور نفس کو جانورونکے ساتھ اور شبہات کو رمنہ کے گرداگرد کے ساتھ اور
محارم کو رمنہ کے ساتھ اور شبہات مین گرنے کو حمی کے گرداگرد چرانے کے ساتھ اور وجہ تشبیہ عذاب ہے جیسے چرانے والا اگر رمنہ
کے اندر چرانے لگے تو سزا کے قابل ہوگا ایسے ہی جو شبہات بہت کرے وہ حرام مین پڑکر عذاب کے لائق ہوگا قسطلانی) ف
خبردار ہو بدن مین ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ اچھا ہوتا ہے تو سارا بدن اچھا ہوتا ہے (یعنے صحیح سالم چاق وچست)
اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے خبردار ہو وہ ٹکڑا دل ہے (جو معدن ہے روح حیوانی کا اور ساری بدن مین
خون اسی مین سے پہیلتا ہے) ف فتح الباری مین ہے اس سے قلب کی عظمت نکلی اور ترغیب اسکے اصلاح کی اور اشارہ
ہوا کہ اچھی کمائی کو اصلاح مین دخل ہے اور اس حدیث سے دلیل لائے ہین اسپر کہ عقل دل مین ہے اور اسی کو ہے اللہ تعالی کا قول
فتکون لہم قلوب یعقلون بہا اور ان فی ذلک لذکری لمن کان لہ قلب اور یہ زیادت صرف روایت شعبی مین ہے
اور شعبی سے بہی اکثر روایات مین منقول نہین البتہ صحیحین مین زکریا کی روایت سے منقول ہے اور متابعت کی اسکی مجاہد نے
امام احمد کے پاس اور مغیرہ نے طبرانی کے پاس اور اس فقرہ کی مناسبت ماقبل سے یہ ہے کہ تقوے اور ورع دونو قلب سے اصل
ہین کیونکہ وہ ستون ہے بدن کا اور علماء نے اس حدیث کی بہت عظمت بیان کی ہے اور کہا ہے کہ وہ ان چار حدیثون مین سے ہے
جنپر مدار ہے احکام کا جیسے ابو داؤد سے منقول ہے اور ابن عربی نے کہا کہ اکیلے اس حدیث سے تمام احکام نکل سکتے ہین قرطبی نے
کہا وجہ اسکی یہ ہے کہ یہ حدیث مشتمل ہے تفصیل حلال اور غیر حلال پر اور اس مین یہ بیان ہے کہ تمام اعمال کا تعلق قلب
سے ہو تو ممکن ہے رد تمام احکام کا اسکی طرف انتہے مختصرا قسطلانی نے کہا ہمارے نزدیک دل جگہ ہے عقل کی اور حنفیہ
نے اسکا اختلاف کیا ہے اور ہماری دلیل کے لیے یہ آیت کافی ہے فتکون لہم قلوب یعقلون بہا اور جمہور متکلمین کا یہی قول ہے
موافق ہے اور ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ عقل دماغ مین ہے اور اول قول فلاسفہ سے منقول ہے اور دوسرا اطبا سے اور اطبا
کی حجت یہ ہے کہ جب دماغ فاسد ہوتا ہے تو عقل بہی فاسد ہو جاتی ہے اور اسکا رد یون کیا ہے کہ دماغ آلہ ہے اونکے نزدیک
اور آلہ کے فساد سے عقل کا فساد لازم نہین آتا اور مؤلف نے اس حدیث کو بیوع مین اور ایسا ہی ابو داؤد اور مسلم اور ترمذی
اور نسائی نے بیوع مین نکالا اور ابن ماجہ نے فتن مین مترجم کہتا ہے کہ حکماء متاخرین نے دلائل متعددہ اور تجربہ اور مشاہدہ
سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ عقل بلکہ تمام قوی اور ادراک دماغ مین ہین اور دل معدن ہے خون کے گردش کا اسیطرح روح یعنے جان بہی

دماغ کی تیسری کوٹھری مین ہی ہوا اور پہلی دو کوٹھریون سے چھوٹی ہے اور قرآن شریف مین جو آیت ہے فَتَکُوْنَ لَہُمْ قُلُوْبٌ یَّعْقِلُوْنَ بِہَا اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ قلب عقل کا ظرف ہے بلکہ احتمال ہے کہ با سببیت کی ہو اور ظاہر ہے کہ قلب سے روح حیوانی کی بقا ہے اور روح حیوانی سبب ہے عقل کا اور دوسری آیت جو ہے اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ یہان قلب سے عقل مراد ہے تو اس وجہ سے کہ قلب محل عقل ہے بلکہ قلب سبب ہے بقاء قوت عاقلہ کا اس صورت مین امام ابو حنیفہ رح کا قول حکماء متاخرین کی تحقیق کے رو سے صحیح نکلا واللہ اعلم

بَابٌ اَدَاءُ الْخُمُسِ مِنَ الْاِیْمَانِ

پانچوان حصہ لوٹ کے مال سے ادا کرنا (یعنی امام کو پہنچا دینا) ایمان مین داخل ہے ف فتح الباری مین ہے کہ بعضون نے خمس کے لفظ کو بفتح خا پڑھا ہے یعنی پانچ چیزون کا نماز روزہ زکوۃ حج شہادتین ادا کرنا ایمان مین داخل ہے اور یہ معنی قیاس سے بعید ہے کیونکہ حج کا اس حدیث مین ذکر نہین ہے دوسرے یہ قواعد اوپر مذکور ہو چکے انکی تکرار بے ضرورت ہے تو صحیح یہی ہے کہ غنیمت کا پانچوان حصہ مراد ہے اور خمس ضمہ خا سے ہے انتہی حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ جَمْرَةَ قَالَ کُنْتُ اَقْعُدُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ یُجْلِسُنِیْ عَلٰی سَرِیْرِہٖ فَقَالَ اَقِمْ عِنْدِیْ حَتّٰی اَجْعَلَ لَکَ سَہْمًا مِّنْ مَّالِیْ فَاَقَمْتُ مَعَہٗ شَہْرَیْنِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَیْسِ لَمَّا اَتَوُا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ الْقَوْمُ اَوْ مَنِ الْوَفْدُ قَالُوْا رَبِیْعَةُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ اَوْ بِالْوَفْدِ غَیْرَ خَزَایَا وَلَا نَدَامٰی فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا لَا نَسْتَطِیْعُ اَنْ نَّاْتِیَکَ اِلَّا فِی الشَّہْرِ الْحَرَامِ وَبَیْنَنَا وَبَیْنَکَ ہٰذَا الْحَیُّ مِنْ کُفَّارِ مُضَرَ فَمُرْنَا بِاَمْرٍ فَصْلٍ نُّخْبِرْ بِہٖ مَنْ وَّرَاءَنَا وَنَدْخُلْ بِہِ الْجَنَّةَ وَسَاَلُوْہُ عَنِ الْاَشْرِبَةِ فَاَمَرَہُمْ بِاَرْبَعٍ وَّنَہَاہُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اَمَرَہُمْ بِالْاِیْمَانِ بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْاِیْمَانُ بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ قَالُوا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ شَہَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَاءُ الزَّکٰوةِ وَصِیَامُ رَمَضَانَ وَاَنْ تُعْطُوْا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسَ وَنَہَاہُمْ عَنْ اَرْبَعٍ عَنِ الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَالنَّقِیْرِ وَالْمُزَفَّتِ وَرُبَّمَا قَالَ الْمُقَیَّرِ وَقَالَ احْفَظُوْہُنَّ وَاَخْبِرُوْا بِہِنَّ مَنْ وَّرَاءَکُمْ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے علی بن جعد ابن عبید ہاشمی جوہری بغدادی نے اونہون نے کہا خبر دی ہمکو شعبہ نے (جو حجاج کے بیٹے ہین) انہون نے روایت کی ابو جمرہ سے ف انکا نام نصر بن عمران بن نوح بن مخلد ضبعی ہے وہ بنی ضبیعہ مین سے تھے اور وہ ایک شاخ ہے قبیلہ عبد القیس کی جیسے رشاطی نے کہا یا بکر بن وائل کی شاخ ہے لیکن ابو جمرہ عبد القیس کی شاخ مین سے ہین اور جسنے اونکو دوسری شاخ مین سے کہا بخاری کی شارحون مین سے اسنے وہم کیا کیونکہ طبرانی اور ابن مندہ نے نوح بن مخلد کے حال مین روایت کیا جو دادا ہین ابو جمرہ کی کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ نے پوچھا تم کون سے قبیلہ سے ہو اونہون نے کہا ضبیعہ مین سے جو ربیعہ کی شاخ ہے

آپ نے فرمایا ربیعہ میں سے عبد القیس کا قبیلہ ہے پھر وہ قبیلہ جس میں سے تو ہے (فتح الباری) ت انہوں نے کہا میں عبداللہ بن عباس کے ساتھ بیٹھتا تھا تو وہ مجھکو اپنے تخت پر بیٹھاتے تھے ف اس عزت کا سبب مؤلف نے علم میں بیان کیا کہ ابو جمرہ مترجم تھے ابن عباس کے یعنے اونکا کلام لوگوں کو سنا دیتے یا سمجھا دیتے اور بعضوں نے کہا ابو جمرہ فارسی جانتے تھے وہ عبداللہ بن عباس کا کلام فارسی میں ترجمہ کرتے اور پہلی صورت میں ترجمہ سے مراد عام ہے جو شامل ہے تفسیر اور تفصیل کو اور دوسری صورت میں ترجمہ بمعنے مشہور ہے یعنے ایک زبان سے دوسری زبان میں نقل کرنا قرطبی نے کہا اسمیں دلیل ہے کہ ابن عباس ترجمہ کے لیے ایک شخص پر اکتفا کرتے اور بخاری نے اسکے لیے ایک باب منعقد کیا ہے کتاب الاحکام کے آخر میں اور ابن تین نے اس سے یہ نکالا ہے کہ تعلیم پر اُجرت لینا جائز ہے کیونکہ ابن عباس نے اس روایت میں کہا میں تیرے لیے ایک حصہ کروں اپنے مال میں اسپر اعتراض ہوتا ہے کہ شاید مال دینے کا کوئی اور سبب ہو جیسے حج میں مؤلف نے بیان کیا کہ یہ ایک خواب کی وجہ سے تھا (فتح ملخصاً) ت پھر انہوں نے کہا میرے ساتھ رہو تاکہ میں تجھکو ایک حصہ دوں اپنے مال میں سے ابو جمرہ نے کہا پھر میں انکے پاس ٹھیرا رہا دو مہینے تک (مکہ میں) بعد اسکے انہوں نے کہا جب عبد القیس کے لوگ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ف حافظ ابن حجر نے کہا امام مسلم نے اپنی روایت میں اس حدیث کے ذکر کرنیکا سبب بیان کیا انکی روایت میں یوں ہے کہ پھر ایک عورت ابن عباس کے پاس آئی اور انسے پوچھنے لگی ٹھلیا کے نبیذ کو انہوں نے منع کیا جس سے میں نے کہا اے ابن عباس میں تو سبز ٹھلیا میں میٹھا نبیذ بناتا ہوں اور اسکو پیتا ہوں وہ میرے پیٹ میں قراقر کرتا ہے انہوں نے کہا مت پی اوسکو اگرچہ وہ شہد سے زیادہ میٹھا ہو اور مؤلف نے مغازی میں روایت کیا کہ ابو جمرہ نے کہا ابن عباس سے میرے پاس ایک گھڑا ہے جسمیں نبیذ بناتا ہوں اور میٹھا میٹھا اوسکو پیتا ہوں جسمیں بہت پیتا ہوں اگر لوگوں میں دیر تک بیٹھتا ہوں تو ڈرتا ہوں فضیحت سے (کہیں یہ لوگوں کے سامنے صادر نہ ہو) ابن عباس نے کہا عبد القیس کے لوگ آئے اخیر تک تو چونکہ ابو جمرہ خود عبد القیس کے لوگوں میں سے تھے اور انکی حدیث سے ممانعت نکلی تھی نبیذ بنانے کی ٹھلیوں میں اسلیے ابن عباس نے اس حدیث کا بیان کرنا ابو جمرہ سے مناسب سمجھا اور اسمیں دلیل ہے کہ ابن عباس کو اسکا نسخ نہیں پہنچا تھا اور وہ ثابت ہے بریدہ بن حصیب کی روایت سے صحیح مسلم وغیرہ میں (احادیث سے یہ نکلتا ہے کہ یہ ممانعت آپ نے منسوخ کر دی اور ہر برتن میں نبیذ بنانے کی اجازت دی) قرطبی نے کہا اسمیں دلیل ہے کہ مفتی کو فتوی کی دلیل صرف بیان کر دینا کافی ہے جب مستفتی سمجھ رکھتا ہو (فتح الباری) قسطلانی نے کہا کہ عبد القیس بن افصی بن دعمی ایک قبیلہ کا باپ ہے اور یہ لوگ اسمیں کے جو آپکے پاس آئے تھے چودہ تھے اشج سمیت اور بعضوں نے کہا چالیس تھے تو شاید دو بار آئے ہوں گے یا چودہ اچھے شریف لوگ ہوں گے اور باقی انکے خدمتگار وغیرہ تھے ت آپ نے

فرمایا کون لوگ ہین یا کون وفد ہین **ف** یہ شک ابوجمرہ کو ہوئی یا شعبہ کو اور کرمانی نے عجیب بات کہی کہ یہ شک
ابن عباس کو ہوئی اور مین سمجھتا ہون کہ یہ شعبہ کی شک ہے اسلیے کہ قرہ وغیرہ نے اوسکو ابوجمرہ سے بغیر شک کے روایت کیا
نووی نے کہا وفد کہتے ہین اوس جماعت کو جو کسی بڑے شخص سے ملنے کی لیے آگی جاتی ہے اوسکا واحد وافد ہے اور وفد عبد
القیس چودہ سوار تہے سب مین بڑا اون مین اشج تہا اوسکا نام منذر بن عائذ تہا اور اون مین سے تہے منقذ بن حبان
اور مزیدہ بن مالک اور عمرو بن مرحوم اور حارث بن شعیب اور عبیدہ بن ہمام اور حارث بن جندب اور صحار بن العباس
صاحب تجرید نے کہا باقی لوگون کا نام معلوم نہین ہوا مین کہتا ہون ابن سعد نے اون مین سے ذکر کیا عقبہ بن جروہ کو
اور ابوداود نے سنن مین قیس بن نعمان عبدی کو اور ذکر کیا اسکو خطیب نے مبہمات مین اور مسند بزار اور تاریخ ابن ابی خیثمہ مین
جہم بن قثم مذکور ہے اور صحیح مسلم مین بہی اسکا ذکر ہے لیکن نام نہین لیا اور مسند احمد اور ابن ابی شیبہ مین رستم عبدی مذکور ہے
اور ابونعیم کی معرفت مین جویریہ عبدی اور بخاری کے ادب مین زارع بن عامر عبدی تو یہ چھ لوگ ہین باقی کے اور چودہ نفر
ہونیکی صاحب تجرید نے کوئی دلیل بیان نہین کی لیکن ابن مندہ کی معرفت مین ہود عصری سے ایک روایت ہی جس سے
تیرہ نفر ثابت ہوتے ہین اور دولابی نے چالیس نفر روایت کیے ہین ابن ابی جمرہ نے کہا جناب آپ نے پوچھا کون لوگ ہین اس
مین دلیل ہے کہ جو مہمان وارد ہو اوسکا حال پوچھنا چاہیے اگر معلوم ہو تا کہ مرتبہ کے موافق اوسکی خاطر کیجاوے انتہی
مختصراً من فتح الباری **ت** اونہون نے کہا ربیعہ کے لوگ ہین **ف** ربیعہ بن نزار بن معد بن عدنان کے اور
عبدالقیس ربیعہ کی اولاد مین سے تہا اونہون نے جد اعلی کا بیان کیا جسمین اپنا قبیلہ آگیا قسطلانی نے کہا یہ لوگ اوس سال
آئے جس سال مکہ فتح ہوا اور سبب انکے آنے کا یہ تہا کہ اون مین سے منقذ بن حبان مسلمان ہو گئے تہے اونہون نے سورہ فاتحہ
سیکہی اور اقرأ اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عبدالقیس کے لوگون کو ایک خط بہیجا اون کے ہاتہ جب وہ اپنی قوم مین پہنچے
ایک مدت تک اسلام کو چھپائے رہے اور نماز پڑہتے رہے اونکی بی بی نے اپنے باپ منذر بن عائذ سے بیان کیا جسکو اشج کہتے
تہے کہ میرے خاوند کا مین ایک نیا کام دیکہتی ہون جب سے وہ یثرب سے آئے ہین وہ اپنے ہاتہ پاؤن دہوتے ہین پہر ایک طرف منہ
کرکے کبہی جہکتے ہین کبہی گر پڑتے ہین (رکوع اور سجدے کو کہا) پہر داماد اور خسر سے ملاقات ہوئی اور دونون کی
باتین ہوئین اشج کے دل مین اسلام گہر کر گیا جب منقذ نے رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کی کتاب پڑہی اور عبدالقیس کے لوگ
مسلمان ہو گئے اور انہون نے قصد کیا رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جانیکا اور روانہ ہوئے **ت** آپ نے فرمایا مرحبا اون
لوگون کو یا اون وفد کو **ف** مرحبا کے معنی تم اچھی کشادہ جگہ مین آئے اور یہ عربون کا محاورہ ہے جب کوئی ملاقات کو آتا
ہے تو مرحبا کہتے ہین یا مرحبا اہلا یا مرحبا اہلا وسہلا عسکری نے کہا سب سے پہلے مرحبا سیف بن ذی یزن نے کہا و

اور اسمین دلیل ہے کہ آنیوالے کی دلجوئی اور خاطرداری مستحب ہے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بارہا لوگون کے لیے مرحبا فرمایا ہی
اُمّ ہانی کو کہا مرحبا بام ہانی اور عکرمہ بن ابی جہل کے لیے فرمایا مرحبا بالراکب المہاجر اور حضرت فاطمہ کے لیے فرمایا مرحبا بابنتی یہ سب
حدیثین صحیح ہین اور نسائی نے عاصم بن بشیر حارثی سے روایت کیا انہون نے اپنے باپ سے وہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس
آئے تو آپ نے فرمایا مرحبا وعلیک السلام (فتح الباری) ف نہ رسوا ہوئی نہ شرمندہ ہوئی ف کیونکہ خوشی
سے مسلمان ہو گئے اگر جنگ کے بعد ہوتے تو ذلیل ہوتے لونڈی غلام بنتے شرمندہ ہوتے کہ خوشی سے مسلمان کیون نہ ہوئے تا اون آفتون
سے بچے رہتے اور اسمین دلیل ہے کہ سامنے تعریف کرنا جائز ہے اگر فتنہ کا ڈر نہ ہو (فتح) ف اُن لوگون نے عرض کیا یا
رسول اللہ ہم آپ پاس نہین آسکتے مگر حرام مہینے مین ف یعنے ذی قعدہ اور ذی الحجہ اور محرم اور رجب ان مہینون
مین سے کسی مہینہ مین کیونکہ یہ چارون حرام مہینے ہین عرب لوگ جاہلیت کے زمانہ مین ان مہینون مین قتال نہ کرتے تو ان
مین امن رہتا ایک ملک سے مسافر دوسرے ملک مین جا سکتے قرہ کی روایت مین ہے الا فی الاشہر الحرم اور حماد بن زید کی روایت
مین ہے الا فی کل شہر حرام اور بعضون نے کہا کہ یہان حرام مہینے سے مراد صرف رجب کا مہینہ ہے کیونکہ مضر کی قوم رجب کے
مہینے کی بہت تعظیم کرتی تھی اسیواسطے ایک حدیث مین رجب کو اضافت دی ہے مضر کی طرف اور ظاہر ہے کہ وہ رجب کی زیادہ
تعظیم کرتے تھے اور حرام مہینون سے مگر قتال چارون حرام مہینے مین حرام سمجھتے اور اس حدیث مین دلیل ہے کہ عبد القیس کی
قوم مضر کی قوم سے پہلے مسلمان ہوئی اور مضر کی قوم اُن مین اور مسلمانون مین حائل تھی عبد القیس کی سکونت بحرین
اور اُسکے اطراف مین تھی عراق کے متصل شقیہ کی روایت مین ہے انہون نے کہا ہم آپ پاس آتے ہین ایک دور دراز قطعہ سے
اور ایک دوسری حدیث سے بھی اُنکی سبقت اسلام معلوم ہوتی ہے وہ جو مؤلف نے جمعہ مین روایت کیا ابو جمرہ سے انہون نے
ابن عباس سے کہ اول جمعہ جو پڑھا گیا مسجد نبوی کے جمعہ کے بعد وہ عبد القیس کی مسجد مین تھا جواثی مین جو بحرین کے ملک مین ہے
اور جواثی ایک گانون ہے عبد القیس کا مشہور اور انہون نے جمعہ پڑھا اس وقت کہ مراجعت کے بعد تو معلوم ہوا کہ انکا ملک سب
ملک والون سے پہلے مسلمان ہوا (فتح الباری) ف اور حال یہ ہے کہ ہم مین اور آپ مین قبیلہ ہے مضر کے کافرونکا جو
اور مہینون مین ہمکو آپ تک آنے نہین دیتا) اس لیے ہمکو ایک خلاصہ بات بتلا دیجیے جس کی خبر کر دین ہم اُن لوگون کو جو ہمارے
پیچھے ہین (یعنے ہمارے ملک مین جو یہان نہ آسکے) اور جس کی وجہ سے ہم جنت مین جاوین (اس سے معلوم ہوا کہ اعمال
صالحہ جب قبول ہون تو موجب ہین دخول جنت کی) اور پوچھا انہون نے آپ سے شرابون کو (یعنے شراب کے برتنون کا
حکم) پھر آپ نے اونکو حکم کیا چار باتونکا اور منع کیا چار باتون سے ف یہان ایک اشکال ہے وہ یہ کہ جن باتونکا حکم کیا وہ چار نہین
بلکہ پانچ ہین اور پانچون اس حدیث مین مذکور ہین ایک شہادتین دوسری نماز تیسرے زکوٰۃ چوتھے رمضان کے روزے پانچوین

لوٹ مین سے پانچوان حصہ دینا پہر یہ کیسے کہا کہ چار باتون کا حکم کیا اسکا جواب علماء نے کئی طرح سے دیا ہے قرطبی نے
کہا چار باتون مین پہلی بات نماز ہے اور شہادتین کا ذکر تبرکاً ہے اور طیبی نے بھی اسیطرف میل کیا ہے وہ کہتے ہین یہ لوگ
مومن تھے اور شہادتین کا اقرار کرتے تھے اس صورت مین شہادتین ان باتون مین سے نہین ہو سکتین جنکو اُن کے بتلانے
کی ضرورت تھی قاضی عیاض نے کہا اداے خمس ان چار کے سوا ہے اور اسکا ذکر اسلئے ہے کیونکہ یہ لوگ اہل جہاد تھے اور کافرون
کے قریب رہتے تھے پس اسکا حکم بتلا دیا ابن عربی نے کہا نماز اور زکوۃ دونون ملکر ایک ہین اور باقی تین باتین ہین بیضاوی
نے کہا پانچون باتین ایمان کی تفسیر ہین اور ایمان چار باتون مین سے ایک بات ہے اور باقی تین باتون کو راوی بہول گیا
یا اوس نے ذکر نہ کیا اور یہ قول قاضی بیضاوی کا صریح خلاف ہے اوس روایت کے جسمین شہادتین کے ذکر کے بعد ایک کا شمار
مذکور ہے اور حج کو ذکر نہین کیا کیونکہ وہ اسوقت تک فرض نہین ہوا تھا نہ اسوجہ سے کہ حج فوراً واجب نہین ہے کیونکہ فوراً
واجب نہ ہونے سے اسکی فرضیت نہین جاتی اور نہ اسوجہ سے کہ حج اونکے نزدیک مشہور تھا کیونکہ یہ مشہور تو اور لوگون کے
نزدیک بھی تھا حالانکہ آپ نے بیان کیا انسکلوون کے سامنے اور نہ اس وجہ سے کہ اونکو استطاعت نہ تھی بوجہ کافرون کے
راہ کی کیونکہ عدم استطاعت سے ترک اخبار لازم نہین آتا بلکہ اگر حج فرض ہوتا تو اخبار ضرور تھا تاکہ قدرت کے وقت اُسپر عمل کرین اور
منا ہی اگرچہ بہت تھی پر انکو وہی بتلائی جنکی انکو ضرورت تھی کیونکہ نبیذ کی برتنون کا اُن مین بہت رواج تھا اور سنن کبری
بیہقی مین اس حدیث مین حج کا بھی ذکر ہے لیکن وہ روایت شاذ ہے اسیطرح مسند احمد مین بھی ایک روایت مین حج کا ذکر موجود ہے
اس لیت کی موافق چار باتون سے یہ باتین مراد ہین جو شہادتین اور خمس کے سوا ہین (فتح الباری ملخصاً) ف

حکم کیا اونکو اکیلے اللہ پر ایمان لانیکا آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو اکیلے اللہ پر ایمان لانا کیا ہے وہ بولے اللہ اور اسکا رسول
خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا (ایمان یہ ہے) گواہی دینا اس بات کی اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہین ہے اور محمد اللہ کے
بھیجے ہوئے ہین اور نماز پڑہنا اور زکوۃ دینا اور رمضان کے روزے رکہنا اور لوٹ کے مال مین سے پانچوان حصہ ادا کرنا
اور منع کیا اونکو چار چیزون سے ایک تو سبز گہڑے مین نبیذ بنانے سے (جسکو حنتم کہتے ہین عربی زبان مین بعضون نے کہا وہ لال گہڑا ہے
جسکی گردن ایک جانب ہوتی ہے اور بعضون نے کہا وہ مٹی اور بال اور خون سے بنتا ہے اور بعضون نے کہا لاکہی مرتبان ہے) دوسرے تونبے مین (کدو) تیسرے کہجور کی
لکڑی کی برتن مین (جسکو نقیر کہتے ہین کہجور کی لکڑی کو کہود کر بناتے ہین) چوتہے لاکہی برتن مین (جسکو مزفت یا مقیر کہتے
ہین) اور راوی نے کبہی مزفت کہا اور کبہی مقیر (اور دونون کے معنے ایک ہین قسطلانی نے کہا زفت تو مشہور ہے جو برتنون
پر ملتے ہین اسی سے ہے مزفت اور مقیر وہ برتن ہے جو قار سے طلا کیا جاوے اور قار اور قیر ایک گہانس ہے جسکو جلا کر کشتیون
وغیرہ پر ملتے ہین آپ نے فرمایا ان باتون کو یاد رکہو اور انکی خبر کرو ان لوگون کو جو تمہارے پیچہے ہین (یعنے تمہارے ملک مین ہین)

جو بیان نہین آئے **ف** فتح الباری مین ہے ابو داؤد طیالسی نے اپنی مسند مین ابو بکرہ سے روایت کیا کہ دُبا وہ ہے جو
طائف کے لوگ کدو کو لیتے اور انگور کیطرح اوسکو کاٹ کر دفن کر دیتے یہانتک کہ خشک ہو جاتا اور نقیر یہ ہے کہ وہ لوگ نیچے
کہجور کی جڑہ کو لیکر اوسکو کہودتے پہر رطب یا بسر کا نبیذ اوسمین بناتے پہر اسکو چہوڑ دیتے یہانتک کہ وہ خشک ہو جاتا اور
حنتم ٹہلیان ہین جنمین شراب آتا اور مزفت بہی برتن ہے جسپر زفت (رال) لگی ہوتی اور اسناد اسکا حسن ہے اور یہ تفسیر ہے
صحابی کی جسپر اعتماد کرنا بہتر ہے اور وجہ نہی کی یہ ہے کہ ان برتنون مین جو نبیذ بنایا جاتا ہے اسمین نشہ جلدی پیدا ہو جاتا ہے
تو احتمال ہے کہ کوئی بیخبری کی حالت مین ایسا نبیذ پی لے جسمین نشہ ہو گیا ہو بعد اسکے پہر آپنے اجازت دی ہر برتن مین
نبیذ بنانے کی بشرطیکہ اسمین نشہ ہو سکے پینے کی اجازت دی جیسے کتاب الاشربہ مین خدا چاہے تو مذکور ہو گا انتہے قسطلانی
نے کہا صحیح مسلم مین ہے کہ فرمایا آپنے مین نے تمکو منع کیا تہا نبیذ بنانے سے اور برتنون مین سو جسمین چاہو نبیذ بناؤ پہر
برتن مین اور نہ پیو ایسی شراب کو جسمین نشہ ہو اور اس حدیث سے نکلتا ہے کہ عالم کو مدد لینا چاہیے حاضرین کو سمجہانے کے لیے یا انکی
بات سمجہنے کے لیے کسی اور شخص سے اگر خود عالم اس بات پر قادر نہ ہو اور مرحبا کہنا مستحب ہے اسکے لیے جو ملاقات کو آوے اور فضیلت
والے شخص کی عزت کرنا چاہیے اور اس حدیث کو مؤلف نے دس جگہہ نکالا اپنی کتاب مین ایک اس جگہہ دوسرے خبر واحد مین تیسرے
کتاب العلم مین چوتہے کتاب الصلوۃ مین پانچوین زکوۃ مین چہٹے خمس مین ساتوین مناقب قریش مین آٹہوین مغازی مین نوین
ادب مین دسوین توحید مین اور نکالا اسکو مسلم نے کتاب الایمان اور کتاب الاشربہ مین اور ابو داؤد اور ترمذی نے
اور کہا حسن ہے صحیح ہے اور نسائی نے علم اور ایمان اور صلوۃ مین انتہے **بَاب** مَا جَاءَ اَنَّ الْاَعْمَالَ بِالنِّيَّةِ وَ
وَالْحِسْبَةِ وَلِكُلِّ امْرِءٍ مَّا نَوٰى باب بیان مین اس بات کی کہ اعمال کا ثواب باعتبار شرع مین نیت اور خلوص سے ہوتا ہے
ف یعنے خالص خدا کے واسطے ثواب کے لیے عمل کرنے سے نہ دکہلاوے یا اور کسی غرض کے لیے فتح الباری مین ہے کہ
مؤلف کوئی حدیث ایسی نہین لائے جسمین یہ مذکور ہو کہ اعمال نیت اور حسبہ (اخلاص) سے صحیح ہوتے ہین بلکہ انہون نے
استدلال کیا حضرت عمر کی حدیث سے نیت کے شرط ہونے پر اور ابی مسعود کی حدیث سے حسبہ کے شرط ہونے پر انتہے **ف** اور
ہر ایک آدمی کے لیے وہی ہے جو نیت کرے (یہ تین باتین ہوئین اور تینون اس باب کی احادیث سے ثابت ہوتی ہین) فَدَخَلَ
فِيْهِ الْاِيْمَانُ یہ مؤلف کا مقولہ ہے جیسے ابن عساکر نے تصریح کی کہ کہا امام ابو عبد اللہ بخاری نے پہر داخل ہوا اس
کلام مین جو اوپر گذرا ایمان **ف** یعنے ایمان بہی بغیر نیت کی صحیح نہ ہوگا کیونکہ وہ بہی ایک عمل ہے امام بخاری کے نزدیک
اور جو لوگ ایمان کے معنے تصدیق قلبی کے کہتے ہین انکے نزدیک اسمین نیت کی احتیاج نہین ہے جیسے اور اعمال قلوب مین
مانند خوف اور محبت الہی کیونکہ نیت عمل کے تمیز کرنے کے لیے ہے کہ خالص اللہ کے واسطے وہ عمل کیا یا کسی اور غرض سے دوسرے مراتب

اعمال کی تمیز کے لیے مثلاً فرض اور واجب اور سنت وغیرہ کے لیے تیسرے عبادت کو عادت سے تمیز کرنے کے لیے جیسے روزہ کو فاقہ سے (فتح) وَالْوُضُوْءُ اور وضو **ف** وہ بھی بغیر نیت کے صحیح نہ ہوگا امام شافعی اور جمہور علماء کا یہی قول ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک وضو میں نیت **شرط** نہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ وضو کوئی مستقل عبادت نہیں بلکہ وسیلہ ہے دوسری عبادت یعنی نماز کا اور اونپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ تیمم بھی وسیلہ ہے حالانکہ وہ اسمین نیت کو فرض جانتے ہیں اور جمہور کی دلیل یہ ہے کہ احادیث متعددہ سے وضو پر ثواب ہونا نکلتا ہے تو ضرور ہے اوسمین نیت تاکہ تمیز کرے اسکو غیر سے اور ثواب حاصل ہو (فتح) وَالصَّلٰوۃُ اور نماز **ف** نماز میں سب کے نزدیک نیت ضرور ہے البتہ امام ابن قیم نے کہا زبان سے نیت کہنا نماز میں مستحب نہیں ہے کیونکہ کسی روایت سے ثابت نہیں ہوتا کہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز کی نیت زبان سے کی نہ کسی صحابی سے یہ امر ثابت ہوا ہے اور اسکا جواب یوں دیا ہے کہ زبان سے نیت کرنے سے قلبی نیت مدد ہوتی ہے اور وہ عبادت ہے زبان کی اور قیاس کیا ہے اسکو بعضوں نے حج کے لبیک وہ جو حدیث صحیح میں انس سے ثابت ہے کہ آپ لبیک کہتے تھے حج اور عمرہ دونوں کی اور اسمین تصریح ہے لفظ نیت کی اور حکم جیسے لفظ سے ثابت ہوتا ہے ویسے ہی قیاس سے (قسطلانی) **مترجم** کہتا ہے کہ قسطلانی کی یہ تقریر صحیح نہیں ہے کسلیے کہ نماز کے ارکان و اداب سماعی ہیں اوسمین قیاس کو گنجایش نہیں ہے پہر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے کسی روایت میں نماز کی نیت زبان سے کہنا منقول نہیں ہوئی تو وہ بدعت ہوگی اور نیت نام ہے ایک فعل قلبی کا نہ زبان سے کہنے کا اور شرط تمام اعمال کی وہی فعل قلبی ہے پس وہی کافی ہے نماز میں اور حج پر جو قیاس کیا وہ صحیح نہیں ہے کس لیے کہ حج میں عمرہ اور حج دونوں کے ذکر کرنے سے اعلام منظور تہا اور صحابہ کا کہ وہ بھی دونوں کی نیت کر سکتے ہیں اور مفصل بیان اسکا اپنے موقع پر آویگا۔ قسطلانی نے کہا نیت تکبیر تحریمہ کے ساتہ کرنا چاہیے یعنی تکبیر سے پہلے کیونکہ تکبیر تحریمہ اول ارکان ہے وَالزَّکٰوۃُ اور زکوۃ (فتح الباری میں ہے کہ اگر سلطان زکوۃ لے لیوے تو وہ ساقط ہو جاویگی اگرچہ صاحب مال نیت نہ کرے کسلیے کہ سلطان اوسکے قائم مقام ہے وَالْحَجُّ اور حج وَالصَّوْمُ اور روزہ۔ اسمین عطاء اور مجاہد اور زفر کا اختلاف ہے وہ کہتے ہیں جو شخص رمضان میں صحیح اور مقیم ہو اوسکو نیت کی احتیاج نہیں ہے کیونکہ رمضان میں نفل روزہ صحیح نہیں ہے اور ائمہ اربعہ کے نزدیک نیت ضرور ہے البتہ حنفیہ کے نزدیک فرض روزہ میں مطلق نیت کافی ہے اور رمضان کی تخصیص ضرور نہیں ہے (قسطلانی) وَالْاَحْکَامُ اور تمام معاملات نکاح اور بیوع اور جراحات وغیرہ کیونکہ ہر ایک میں قصد شرط ہے پہر اگر بے اختیار اور بے نیت زبان سے بِعْتُ یا وَہَبْتُ یا نَکَحْتُ یا طَلَّقْتُ نکل جاوے تو وہ لغو ہے پر اسکی تصدیق قرینہ سے ہوگی مثلاً ایک شخص کی عورت حیض سے پاک ہوئی اور اس نے صحبت کے لیے اوسکو بلایا اور چاہا یہ کہنا انت طاہر لیکن

زبان سے یہ نکل گیا انت طالق (قسطلانی) حافظ ابن حجر نے کہا جس صورت میں نیت شرط نہیں وہ کسی دلیل خاص کی وجہ
سے ہوگا اور ابن منیر نے اسکا ایک قاعدہ بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ جس عمل کا فائدہ بالفعل حاصل نہیں ہوتا بلکہ مقصود اس سے طلب
ثواب ہے اوسمین نیت شرط ہے اور جسکا فائدہ نقد ہے اور طبیعت نے اسکا رواج شریعت سے پہلے کیا تھا اوسمین نیت شرط نہیں ہے
مگر جب اوسمین بھی کسی وجہ سے ثواب مقصود ہو اور جو امور صرف معانی ہیں جیسے خوف اور رجا وغیرہ ان میں نیت شرط نہیں ہے
اور اقوال میں تین موقعوں پر نیت شرط ہے ایک تو ریا سے بچنے اور تقرب الٰہی حاصل کرنیکے لیے دوسرے معنے محتمل غیر مقصود
سے تمیز کرنے کے لیے تیسرے قصد انشاء تاکہ زبان سے بے اختیار نکل جانا خارج ہو جاوے انتہی وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ
عَلٰى شَاكِلَتِهٖ عَلٰى نِيَّتِهٖ اور فرمایا اللہ تعالے نے کہدو اے محمد ہر ایک شخص عمل کرتا ہے اپنی شاکلہ پر یعنے اپنی نیت پر اور یہ تفسیر
حسن بصری اور معاویہ بن قرہ مزنی اور قتادہ سے ثابت ہے روایت کیا اسکو عبد بن حمید اور طبری نے اونسے اور مجاہد نے کہا
کہ شاکلہ کے معنے طریقہ اور ناحیہ اور یہ اکثر کا قول ہے اور بعضوں نے کہا دین اور مذہب اور مطلب یکا قریب ہے نَفَقَةُ
الرَّجُلِ عَلٰى اَهْلِهٖ يَحْتَسِبُهَا صَدَقَةٌ یہاں لفظ محذوف ہے یعنے اور خرچ کرنا آدمی کا اپنے گھر والوں پر خالص خدا کے
واسطے صدقہ ہے یعنے اوسمین بھی ویسا ہی ثواب ہے جیسے صدقہ مین ثواب ہے اور یہ مضمون ہے ایک حدیث کا جو آگے
مذکور ہوگی وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ اور فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (مکہ
کے فتح ہو جانیکے بعد ہجرت نہیں رہی) لیکن جہاد اور نیت باقی ہے اس حدیث کو مولف نے ابن عباس سے جہاد مین موصولا
روایت کیا ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ عَنْ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاَعْمَالُ
بِالنِّيَّةِ وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ
هِجْرَتُهٗ لِدُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوِ امْرَاَةٍ يَّتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے
عبد اللہ بن مسلمہ نے اونہوں نے کہا خبر دی ہمکو (امام) مالک نے انہوں نے سنا یحیی بن سعید (انصاری) سے انہوں نے
محمد بن ابراہیم (بن حارث تیمی) سے اونہوں نے علقمہ بن وقاص سے اونہوں نے حضرت عمر رض سے کہ فرمایا جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعمال کی (صحت یا اعمال کا ثواب) نیت سے ہوتا ہے (اس روایت مین انما کا لفظ نہیں ہے اور
مسلم کی روایت مین اِنَّمَا الْاَعْمَالُ ہے) اور ہر ایک آدمی کے لیے وہی ہے جو نیت کرے پھر جسکی ہجرت اللہ اور رسول کی
طرف ہوگی اوسکی ہجرت اللہ اور رسول کیطرف ہوگی اور جسکی ہجرت دنیا کمانے کے لیے یا کسی عورت کو بیاہنے کے لیے ہوگی اوسکی
ہجرت انہی کاموں کیطرف ہوگی **ف** یہ حدیث مشہور ہے اور ترجمہ کے اوپر مذکور ہو چکی قسطلانی نے کہا مولف کی غرض اس

حدیث کو بیان کیا یہ ہے کہ مرجیہ کا رد ہو جو ایمان صرف زبانی قول کہتے ہیں کیونکہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان میں نیت اور اعتقاد قلبی ضرور ہے **حدثنا** حجاج بن منهال قال حدثنا شعبة قال اخبرني عدي بن ثابت قال سمعت عبد الله بن يزيد عن ابي مسعود عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا انفق الرجل على اهله يحتسبها فهي له صدقة **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے حجاج بن منہال (ابو محمد انماطی) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ (بن حجاج) نے انہوں نے کہا خبر دی مجھکو عدی بن ثابت (انصاری کوفی) نے اور انہوں نے کہا سنا عبد اللہ بن یزید (بن حصین انصاری خطمی سے اور وہ صحابی ہیں روایت کرتے ہیں صحابی سے) انہوں نے روایت کی ابو مسعود انصاری (عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ انصاری خزرجی بدری) سے (انسے اس کتاب میں گیارہ حدیثیں مروی ہیں) انہوں نے کہا کہ فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی شخص خرچ کرے اپنے گہر والوں پر (یعنے بی بی اور اولاد پر) خدا کی رضامندی کے لیے تو وہ صدقہ ہے اوسکے لیے **ف** یعنے مثل صدقہ کے ہے ثواب میں حقیقۃً صدقہ ہے ورنہ ہاشمی پر حرام ہوتا اور معنی حقیقی بالاجماع مراد نہیں ہے اور صدقہ کا اطلاق نفقہ پر مجازاً ہے قرطبی نے کہا مقصود یہ ہے کہ انفاق میں نیت قربت سے اجر ملتا ہے خواہ انفاق واجب ہو یا مباح اور جو نیت نہ کرے وسکو اجر نہ ملیگا اگرچہ نفقہ ذمہ سے ادا ہو جاویگا اور اس حدیث سے رد ہوا مرجیہ کا جو ایمان صرف اقرار باللسان کو کہتے ہیں اور مؤلف نے اسکو مغازی میں اور نفقات میں روایت کیا اور مسلم نے زکوۃ میں اور ترمذی نے بر میں اور کہا حسن صحیح ہے اور نسائی نے زکوۃ میں (قسطلانی) **حدثنا** الحكم بن نافع قال اخبرنا شعيب عن الزهري قال حدثني عامر بن سعد عن سعد بن ابي وقاص انه اخبره ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال انك لن تنفق نفقة تبتغي بها وجه الله الا اجرت عليها حتى ما تجعل في في امرأتك

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے حکم بن نافع (ابو الیمان نے) انہوں نے کہا خبر دی ہمکو شعیب (بن ابی حمزہ قرشی) نے انہوں نے روایت کی زہری (ابی بکر بن شہاب) سے انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے عامر بن سعد نے اونہوں نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کی (جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں) کہ فرمایا رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تو کچھ خرچ کریگا (تھوڑا یا بہت) اللہ جل جلالہ کی رضامندی کے لیے (اور ثواب کے لیے) تجھکو ثواب ہوگا یہانتک کہ دستر سے ثواب ہوگا جو تو اپنی جورو کے منہ میں ڈالے **ف** نووی نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ حظ النفس میں بھی جب حق کے موافق ہو تو ثواب ہوگا کیونکہ بی بی کے منہ میں لقمہ دینا غالباً حالت ملاعبت اور شہوت میں ہوتا ہے باوجود اسکے بھی جب نیت خالص ہو تو اللہ کے فضل سے ثواب پاویگا حافظ ابن حجر نے کہا اس سے زیادہ تصریح ہے ابو ذر کی روایت میں امام مسلم کے پاس اوسمیں ہے صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ہم سے کوئی اپنی شہوت پوری کرتا ہے اسکو ثواب ملیگا آپنے فرمایا البتہ اگر وہ اپنی شہوت کو حرام میں صرف کرتا اخیر حدیث تک

پہر جب اپنی بی بی کو ایک لقمہ کہلانے مین ثواب ہے تو مسکین اور محتاج کو پیٹ بہر کر کہلانے مین کیا ثواب ہوگا اس سے معلوم ہو سکتا ہے قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مؤلف نے جنائز اور مغازی اور دعوات اور ہجرت اور طب اور فرائض مین روایت کیا اور مسلم نے وصایا مین اور ابوداؤد اور ترمذی نے بھی اسمین اور کہا کہ حسن صحیح ہے اور نسائی نے وصایا اور عشرۃ النساء اور یوم و اللیلہ مین اور ابن ماجہ نے وصایا مین انتہے

باب قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ باب بیان مین اس بات کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین کیا ہے نصیحت اللہ کے لیے اور اسکے رسول کے لیے اور مسلمانون کے حاکمون کے لیے اور عام مسلمانون کے لیے

ف حافظ ابن حجر نے کہا کہ مؤلف نے اس حدیث کو ترجمہ باب مین بیان کیا اور باسناد اسکو روایت نہین کیا کیونکہ وہ انکی شرط پر نہ تہی اور مسلم نے اس حدیث کو باسناد روایت کیا ہے تمیم داری سے اور روایت کیا اسکو ابن خزیمہ نے ابوہریرہ سے امام بخاری نے اپنی تاریخ مین کہا کہ یہ حدیث نہین صحیح ہے مگر تمیم داری سے اور روایت کیا اسکو ابویعلی نے ابن عباس سے اور بزار نے ابن عمر رض سے اور یہ جو فرمایا دین نصیحت ہے یعنی بڑا جز دین نصیحت ہے یا حدیث محمول ہے ظاہر پر مطلب یہ ہے کہ جسکے عمل مین نصیحت یعنے اخلاص نہین ہے وہ حقیقت مین دین ہی نہین رکہتا امام مازری نے کہا نصیحت مشتق ہے نَصَحْتُ الْعَسَلَ سے یعنی صاف کیا مینے شہد کو اور عرب کہتے ہین نَصَحَ الشَّیْءُ جب وہ شے خالص اور بے لوث ہو خطابی نے کہا نصیحت ایک کلمہ جامع ہے جو شامل ہے بہت سے معانی کو اور یہ حدیث ان حدیثون مین سے ہے جنکو دین کی جو تہائی قرار دی ہے یا امام محمد بن اسلم طوسی نے کہا ہے اور نووی نے کہا بلکہ یہ حدیث کل دین ہے اور اللہ کے لیے نصیحت یہ ہے کہ انکی وہ صفت بیان کرے جو اوسکے لائق ہے اور ظاہر اور باطنا اسکے سامنے عاجزی اور تضرع کرے اور رغبت کرے ان کامون مین جو اسکو پسند ہین اور ڈرتا رہے ان کامون سے جو اوسکو ناپسند ہین اور جو لوگ اللہ کے نافرمان ہین انکو اللہ کا فرمانبردار بنانے مین کوشش کرے اور روایت کیا ثوری نے ابوثمامہ سے کہ حوارین نے حضرت عیسے علیہ السلام سے عرض کیا اللہ کے لیے نصیحت کرنیوالا کون ہے انہون نے فرمایا جو اللہ کے حق کو لوگون کی خاطر پر مقدم رکہے اور اللہ کی کتاب کے لیے نصیحت یہ ہے کہ اوسکو سیکہے سکہاوے تلاوت اچہی طرح سے کرے یا دار حروف اور مخارج اوسکے معانی سمجہے (اگر عربی جانتا ہو تو عربی تفاسیر سے اور جو نہ جانتا ہو تو اردو ترجمہ دیکہے غرض قرآن کا مطلب سمجہے) اوسکی حدود کی حفاظت کرے اسمین جو حکم ہین اونپر عمل کرے گمراہ لوگ جو اسمین تحریف کرین اسکو دفع کرے (یعنے قرآن مین گمراہ لوگ جو نئے معانی نکالین اپنی تاویلین اونکا رد کرے) اور اللہ کے رسول کے لیے نصیحت یہ ہے کہ اونکی تعظیم کرے زندگی اور موت دونون مین انکی مدد کرے اونکی سنت کو زندہ کرے تعلم اور تعلیم سے انکی پیروی کرے اقوال و افعال مین انسے اور انکی تابعدارون سے محبت رکہے

اور مسلمانون کے حاکمون کے لیے نصیحت یہ ہے کہ اونکی مدد کرے غفلت کے وقت اونکو ہشیار کرے خطا کے وقت اونکو
بتلادے لوگونکو اونپر متفق کرے جو لوگ انسے نفرت رکہتے ہون انکی نفرت دور کرے اور بڑی نصیحت اونکی یہ ہے کہ اونکو
اچھی تدبیر سے ظلم سے روکے اور منجملہ مسلمانون کے اماموں کے مجتہدین ہین اونکے لیے نصیحت یہ ہے کہ انکے علوم پہیلاوے انکے
مناقب نشر کرے انکے ساتھہ نیک گمان رکہے اور عام مسلمانون کے لیے نصیحت یہ ہے کہ اونپر شفقت کرے انکی نفع رسانی
مین کوشش کرے اونکو وہ علوم سکہلاوے جو انکے حق مین مفید ہون انکی ایذا سے باز رہے اونکے لیے برا سمجھے جو اپنے لیے
برا سمجھتا ہے اور اس حدیث سے اور بہی کئی فائدے نکلے ایک تو دین کا اطلاق عمل پر ہونا کیونکہ نصیحت کو دین کہا
دوسرے تاخیر بیان کا جائز ہونا وقت خطاب سے رغبت سلف کی علو اسناد مین اور یہ نکلتا ہے سفیان کی روایت
سے جو اونہون نے سہیل سے کی اور وہ صحیح مسلم مین موجود ہے (فتح الباری) قسطلانی نے کہا مولف نے اس حدیث
کو مسندا بیان نہین کیا کیونکہ وہ انکی شرط پر نہ تہی اسلیے کہ راوی اوسکے تمیم ہین اور مشہور طریقہ اوسکا سہیل بن
ابی صالح کا طریقہ ہے (انہون نے روایت کیا عطا بن یزید سے اونہون نے تمیم داری سے) ابن عیینہ نے کہا سہیل
اکثر روایتین اپنی بہول گئے اپنے بہائی کی موت کے رنج سے ابن معین نے کہا انکی روایت سے حجت نہین ہو سکتی اور بعضون
نے اونکو نسبت دی سوء حفظ کیطرف اور یہی وجہ ہے بخاری نے انسے روایت نہین کی اور اور اماموں نے روایت کی
انسے جیسے مسلم اور ابوداود ترمذی نسائی وغیرہم نے اور روایت کی انسے امام مالک اور یحیی بن سعید انصاری اور ثوری
اور ابن عیینہ نے اور ابو حاتم نے کہا انکی حدیث لکہی جاویگی اور ابن عدی نے کہا وہ ثبت ہین اور انمین کوئی برائی نہین
اور انکی روایتین مقبول ہین انتہی وَقَوْلُهُ تَعَالَى إِذَا نَصَحُوا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ اور بیان ہے اللہ تعالے کے فرمانیکا جب
وہ نصیحت کرین اللہ تعالے اور اوسکے رسول کے لیے **ف** یعنے ایمان لاوین اللہ اور اوسکے رسول پر اور طاعت کرین دونون کی
ظاہرا اور باطنا یا جہانتک اونسے ہو سکے قولا اور فعلا اور قولا اسلام اور مسلمانون کی بہلائی کرین (قسطلانی) **حَدَّثَنَا**
مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَيْسُ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ
قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى إِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ
ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے مسدد ابن مسرہد نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے یحیی (ابن سعید قطان) نے
انہون نے سنا اسمعیل (ابن ابی خالد بجلی) سے انہون نے کہا حدیث بیان کی مجہسے قیس بن ابی حازم (بجلی) نے انہون نے سنا
جریر بن عبد اللہ (ابن جابر بجلی) سے انہون نے کہا بیعت کی مین نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے نماز پڑہنے پر اور زکوۃ
دینے پر اور ہر ایک مسلمان کے لیے نصیحت کرنے پر (یعنے انکی بہلائی چاہنے پر) **ف** قسطلانی نے کہا مسلمان مرد ہو

یا عورت اور نصیحت کرنا ہر ایک مسلمان کے لیے فرض کفایہ ہے بقدر طاقت جب یہ معلوم ہو کہ وہ اس کی نصیحت قبول کریگا اور
نصیحت کرنیوالے کو ضرر کا ڈر نہو اگر ضرر کا ڈر ہو تو اسکو اختیار ہے نصیحت کرے یا نہ کرے پھر جس شخص کو ایک بکتی ہوئی
چیز میں عیب معلوم ہو تو واجب ہے اوسکا بیان کر دینا بائع ہو یا اجنبی ہو اور سب سے زیادہ ضرور ہے اپنے نفس کی نصیحت کرنا
احکام کی بجا آوری اور مناہی سے باز رہکر اور مؤلف نے اس حدیث کو صلوۃ اور زکوۃ اور بیوع اور شروط میں اور مسلم نے ایمان
میں اور ترمذی نے بیعت میں نکالا انتہے فتح الباری میں ہے صرف نماز اور زکوۃ کو بیان کیا کیونکہ یہ دونو مشہور ہیں
اور روزہ کو نہیں بیان کیا اسلیے کہ وہ سننے اور اطاعت کرنے میں داخل ہیں اور یہ زیادہ مؤلف کی پاس بیوع میں موجود
ہے طریق سفیان سے اونہوں نے اسمعیل سے اور مؤلف نے احکام میں اور مسلم نے شعبی سے روایت کیا اونہوں نے جریر
سے کہا کہ بیعت کی مینے رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سننے اور اطاعت کرنے پر پھر آپنے مجھے سکھلا دیا یہ بھی کہنا جہانتک
مجھسے ہو سکیگا اور نصیحت کرنے پر ہر مسلمان کے لیے اور روایت کیا اسکو ابن حبان نے ابو زرعہ کے طریق سے انہوں
نے اپنے دادا جریر سے اسمیں اتنا زیادہ ہے کہ جب جریر کوئی چیز خریدتے یا بیچتے تو کہدیتے (طرف ثانی سے) تو سمجھ کہ
ہمنے جو چیز تجھسے لی ہے وہ ہمکو زیادہ پسند ہے اوس چیز سے کہ ہم نے تجھکو دی ہے پھر تو اختیار کر (جو مناسب ہو) اور روایت
کیا طبرانی نے جریر کے ترجمہ میں کہ اونکے غلام نے ایک گھوڑا خریدا تین سو روپیہ کو جب جریر نے دیکھا تو گھوڑے
والے پاس گئے اور اونہوں نے کہا یہ گھوڑا تین سو روپیہ سے بہتر ہے پھر زیادہ کرتے رہے اوسکی قیمت کو یہانتک کہ آٹھ سو روپیہ
اوسکو دیے قرطبی نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے بیعت لیتے جیسے موقع ہوتا تجدید عہد یا تو کید امر کا اور
اسیواسطے صحابہ کا اختلاف منقول ہے الفاظ بیعت میں **حدثنا** ابو النعمان قال حدثنا ابو عوانۃ عن زیاد بن
علاقۃ قال سمعت جریر بن عبد اللہ یوم مات المغیرۃ بن شعبۃ قام فحمد اللہ واثنی علیہ وقال علیکم
باتقاء اللہ وحدہ لا شریک لہ والوقار والسکینۃ حتی یاتیکم امیر فانما یاتیکم الان ثم قال
استعفوا لامیرکم فانہ کان یحب العفو ثم قال اما بعد فانی اتیت النبی صلے اللہ علیہ وسلم قلت
ابایعک علی الاسلام فشرط علی والنصح لکل مسلم فبایعتہ علی ھذا ورب ھذا المسجد انی لناصح لکم
ثم استغفر ونزل **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے ابو نعمان (محمد بن فضل سدوسی) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی
ہمسے ابو عوانہ (وضاح یشکری) نے اونہوں نے روایت کی زیاد بن علاقہ (بن مالک ثعلبی) سے انہوں نے کہا مین نے سنا
جریر بن عبد اللہ بجلی صحابی مشہور سے (اس کتاب میں انسے دس حدیثیں مروی ہیں) وہ کہتے تھے جسدن مغیرہ بن شعبہ
مرے (مغیرہ کوفہ کے حاکم تھے معاویہ کی خلافت میں جب وہ مرے تو جریر اون کے نائب تھے) تو پہلے اللہ تعالی کی تعریف کی اور ستایش کی

ثنا بیان کی اور کہا تمکو چاہیے اسلیے اللہ سے ڈرنا اوسکا کوئی ساجھی نہین اور لازم ہے تمکو وقار (یعنے تحمل اور صبر اور
ثبات) اور سکینہ (جو ضد ہے اضطراب کی) یہانتک کہ دوسرا حاکم تمہارا آجاوے وہ اب آتا ہے (کیونکہ معاویہ کو جب مغیرہ
کی موت کی خبر پہنچی تو اونہون نے بصرہ کے نائب زیاد کو لکھا کہ کوفہ پر جاوین اور وہان کی حکومت حاصل کرین) پہر جریر نے لوگون
سے کہا تم اپنے (مرے ہوئے) امیر کے لیے معافی مانگو (یعنے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اوسکے گناہ معاف فرماوے) اسلیے کہ وہ بھی
معافی چاہتا تہا (یعنے لوگون کی خطا اون سے درگذر اور معافی کرتا تہا) بعد اوسکے جریر نے کہا اما بعد (یعنے بعد حمد و صلوٰۃ
کے خطبہ مین یہ لفظ کہنا مسنون ہے اسکے بعد مطلب کا بیان ہوتا ہے) مین جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور مین نے
عرض کیا کہ مین آپسے بیعت کرتا ہون اسلام پر آپنے اسلام کی شرط مجہہ سے لی اور نصیحت کی ہر مسلمان کے لیے (یعنے آپنے یہ شرط بھی
ٹہرائی کہ ہر مسلمان کی بہلائی کا خواہان اور اوسکے فائدہ کا جویان رہونگا) مین نے اسپر بیعت کی آپسے قسم ہے اس مسجد کے مالک
کی مین تمہارا خیر خواہ ہون پہر استغفار کیا اور (منبر پر سے) اوترے **ف** قسطلانی نے کہا جریر نے مغیرہ کی وفات کے
بعد اسلیے خطبہ پڑہا کہ مغیرہ اپنے مرتے وقت جریر کو حاکم کر گئے تہے اور علت اس خطبہ کی یہ تہی کہ لوگ فساد نہ مچاوین اور شر اور فتنہ
نہ پہیلاوین خاصکر اہل کوفہ سے یہ ڈر زیادہ تہا کیونکہ اونکی طبیعت مین شر اور فساد بہت تہا اسلیے جریر نے نصیحت کی
کہ وہ دوسرا حاکم آنے تک صبر اور سکون سے رہین اور کسی قسم کا فساد نہ پہیلاوین اور اسحدیث کو مولف نے شروط مین اور مسلم
نے ایمان مین اور نسائی نے بیعت اور سیر اور شروط مین روایت کیا ہے حافظ ابن حجر نے کہا حدیث مین جو مسلمان کی قید لگی
ہے تو وہ باعتبار اغلب کے ہے ورنہ کافر کے واسطے بہی نصیحت لازم ہے اسطرح کہ اسکو بلاوے اسلام کیطرف اور مشورہ مین نیک راے
دیوے اور اختلاف کیا ہے علمار نے اوسکی بیع پر بیع کرنے مین کہ یہ جائز ہے یا ممنوع ہے مسلمان کیطرح امام احمد نے کہا بیع
کا دوسرے کی بیع پر منع ہونا مسلمان سے خاص ہے اور امام بخاری نے کتاب الایمان کو ختم کیا نصیحت کے باب پر اسمین اشارہ ہے
کہ مین نے بہی اسحدیث پر عمل کیا اور مسلمانون کے حق مین جو بہتر تہا یعنے صحیح حدیثون کا ضعیف حدیثون سے علحدہ کر دینا
اسکے موافق اس کتاب مین عمل کیا پہر جریر کے خطبہ پر ختم کیا اسمین یہ اشارہ ہے کہ شرائع سے تمسک کرنا واجب ہے یہان تک کہ
وہ شخص آوے جو شرائع کو قائم کرے کیونکہ ہمیشہ ایک طائفہ آپکی امت مین منصور رہیگا اور وہ فقہاے اصحاب الحدیث ہین اور اس قول
مین کہ معافی چاہو اپنے امیر کے لیے اشارہ ہے مومنین کو اپنے حق مین دعا کرنیکے لیے **خاتمہ** حافظ ابن حجر نے کہا
کتاب الایمان اور اسکے مقدمہ بدء الوحی مین اکاسی حدیثین مرفوع ہین بدء الوحی مین پندرہ حدیثین ہین اور ایمان مین
چہیاسٹہہ حدیثین اور مکرر ان مین سے ۳۳ ہین اور متابعات اور معلقات ۲۲ ہین بدء الوحی مین آٹہہ ہین اور ایمان مین
چودہ موصول مکرر آٹہہ ہین اور معلق غیر موصول تین ہین اور باقی اڑتالیس حدیثین موصول ہین غیر مکرر اور مسلم نے

ان سب حدیثوں کو نکالا سوا سات حدیثوں کے اور وہ حدیث شعبی کی ہے عبد اللہ بن عمرو سے مسلم اور مہاجر میں اور حدیث
اعرج کی ابو ہریرہ سے محبت رسول صلے اللہ علیہ وسلم میں اور ابن ابی صعصعہ کی ابو سعید سے فرار من الفتن میں اور انس کی عبادہ سے
لیلۃ القدر میں اور سعید کی ابو ہریرہ سے دین کی آسانی میں اور حنیف کی ابی بکرہ سے قاتل اور مقتول میں اور ہشام کی
اپنے باپ سے اونہوں نے عائشہ سے انا اعلمکم باللہ اور موقوفات صحابہ اور تابعین تیرہ ہیں سوا ان کا طور کے اصل کی
وہ موصول ہے اور اسیطرح خطبہ جریر کا جسپر کتاب الایمان ختم کی انتہے **ایمان کے باب میں اور حدیثیں جنکو**
امام بخاری نے نہیں نکالا ترمذی نے روایت کیا مالک بن سنان خدری سے مرفوعاً نکلیگا وہ شخص جہنم سے
جسکے دل میں رائی برابر ایمان ہو ابو سعید نے کہا جو شک کرے وہ یہ آیت پڑھے ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ ابو داؤد نے ابو سعید سے
روایت کیا جو شخص کہے میں راضی ہوا اللہ کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور محمد صلعم کے رسول ہونے سے اوسکے لیے جنت
واجب ہو گئی اور معاذ بن جبل سے روایت کیا جسکا اخیر کلام لا الہ الا اللہ ہوگا وہ جنت میں جاویگا اور مسلم نے جابر
سے روایت کیا دو باتیں سبب ہیں ایک شخص بولا سبب کیا ہیں آپنے فرمایا جو مر جاوے شرک کرتا ہو وہ جہنم میں
جاویگا اور جو مر جاوے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نکرتا ہو وہ جنت میں جاویگا اور مسلم نے صہیب بن سنان سے روایت کیا
کیا مومن پر تعجب آتا ہے اوسکا ہر ایک کام بہتر ہے اور یہ بات سوا مومن کے کسی کو نصیب نہیں اگر اسکو خوشی ہوتی ہے وہ شکر کرتا ہے
یہ اوسکے حق میں بہتر ہوتا ہے اور جو رنج ہوتا ہے تو صبر کرتا ہے یہ بھی اوسکے حق میں بہتر ہوتا ہے اور مسلم نے ابو ہریرہ سے
روایت کیا قسم اوسکی جسکے ہاتھ میں محمد صلعم کی جان ہے کوئی اس امت میں سے میرا حال سنکر یہودی یا نصرانی پھر مر جاوے اور جو میں
دیکر بھیجا گیا اوس پر ایمان نہ لاوے تو وہ دوزخیوں میں سے ہوگا اور ترمذی نے روایت کیا حضرت علی سے کوئی بندہ مومن
نہیں ہوتا جبتک چار باتوں پر ایمان نہ لاوے گواہی دیوے اس بات کی کہ سوا خدا کے کوئی برحق معبود نہیں ہے اور میں یعنے محمد صلعم
اللہ کے رسول ہیں اور ایمان لاوے موت پر اور ایمان لاوے موت کی بعد جی اوٹھنے پر اور ایمان لاوے تقدیر پر اور ابو داؤد اور
نسائی نے روایت کیا شرید بن سوید سے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میری ماں نے وصیت کی تھی ایک مومن بردہ آزاد کرنیکی
اور میرے پاس ایک کالی لونڈی ہے نوبی کی کیا میں اسکو آزاد کر دوں آپنے فرمایا اسکو بلا میں اسکو بلا لایا آپنے پوچھا تیرا
رب کون ہے وہ بولی اللہ آپنے فرمایا میں کون ہوں وہ بولی آپ اللہ کے رسول ہیں آپنے فرمایا اسکو آزاد کردے یہ مومن ہے
اور مسلم اور مالک اور ابو داؤد اور نسائی نے روایت کی معاویہ بن حکم سے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے
عرض کیا میرے پاس ایک لونڈی ہے جو میری بکریاں چراتی تھی اوسنے ایک بکری کھو دی میں نے پوچھا وہ بکری کہاں گئی وہ بولی اسکو بھیڑیے
نے کھا لیا مجھکو رنج معلوم ہوا آخر میں آدمی ہوں میں نے اوسکے منہ پر ایک طمانچہ مارا اور میرے اوپر ایک بردہ واجب ہے کیا میں اس لونڈی

کو آزاد کر دوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لونڈی سے پوچھا اللہ کہاں ہے وہ بولی آسمان پر ہے آپ نے فرمایا میں کون ہوں
وہ بولی آپ اللہ کے رسول ہیں تب آپ نے فرمایا اسکو آزاد کر دے یہ مومن ہے اور [۱۰] روایت کیا مسلم اور ترمذی نے عباس بن عبد المطلب
سے جو شخص راضی ہوا اللہ کے رب ہونے سے اور اسلام کے دین ہونے سے اور محمد کے رسول ہونے سے اوسنے ایمان کا مزہ چکھا اور
[۱۱] روایت کیا ابو داؤد نے عبد اللہ بن معاویہ سے تین باتوں کو جو کریگا اوسنے ایمان کا مزہ چکھا جو اللہ کو اکیلے پوجیگا اور جانیگا کہ سوا
اللہ کے کوئی سچا معبود [۱۲] نہیں ہے اور اپنے مال کی زکوۃ خوشی سے دیگا دل چاہ کر ہر سال اور بوڑھا اور بیمار اور خراب جانور زکوۃ
میں نہ دیگا لیکن اوسط مال دیوے کیونکہ اللہ تعالے تمہارا بہتر مال نہیں چاہتا اور نہ حکم کرتا ہے بری مال کے دینے کا اور نسائی
نے بہز بن حکیم سے روایت کیا اور انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا سے کہا اے نبی اللہ کے میں تمہارے پاس نہیں آیا
یہانتک کہ میں نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے زیادہ قسمیں کھائیں تھیں کہ آپ پاس نہ آؤنگا نہ آپکا دین قبول کرونگا اور
میں بے عقل آدمی تھا کچھ نہیں جانتا تھا مگر جو اللہ اور اسکے رسول نے مجھکو سکھلایا اور میں آپ سے پوچھتا ہوں اللہ کے واسطے
کہ اللہ تعالے نے آپکو کیا دیکر ہمارے پاس بھیجا ہے آپ نے فرمایا اسلام دیکر میں نے کہا اسلام کی کیا نشانیاں ہیں آپ نے فرمایا
اسلام کی نشانیاں یہ ہیں کہ تو کہے میں نے اپنا منہ رکھدیا اللہ کے لیے زمین پر اور بیزار ہو گیا میں اللہ کے سوا اور معبودوں سے
اور قائم کرے تو نماز کو اور دیوے زکوۃ کو ہر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے دونوں ایک دوسرے کے مددگار ہیں کسی مشرک
کا اسلام لانیکے بعد کوئی عمل قبول نہوگا جب تک وہ مشرکوں کا ساتھ چھوڑ کر مسلمانوں میں نہ ملجاوے [۱۴] اور مسلم نے روایت کیا سفیان
بن عبد اللہ ثقفی سے میں نے کہا یا رسول اللہ مجھے اسلام میں ایک ایسی بات بتلا دو کہ پھر آپ کے بعد کسیکو اوسنے نہ پوچھوں آپ نے
فرمایا کہہ میں ایمان لایا اللہ پر پھر اسپر جما رہ اعتقاد پر اور [۱۵] نسائی نے روایت کیا انس رض سے جو کوئی نماز پڑھے ہماری نماز
کیطرح اور ہماری قبلہ کیطرف منہ کرے (نماز میں) اور ہمارا کاٹا ہوا جانور کھاوے وہ مسلمان ہے اور [۱۶] ابو داؤد نے ابو امامہ سے
روایت کیا جو شخص محبت رکھے اللہ کے لیے اور بغض رکھے اللہ کے لیے اور دے اللہ کے لیے اور نہ دے اللہ کے لیے اوسنے اپنا ایمان پورا
کرلیا اور ترمذی اور نسائی نے ابو ہریرہ رض سے روایت کیا مسلمان وہ ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے مسلمان بچے رہیں اور مومن
وہ ہے جس سے لوگ امن میں رہیں اپنی جانوں اور مالوں میں اور [۱۷] ترمذی نے روایت کیا ابو سعید خدری سے جب تم دیکھو
کسی شخص کو مسجد میں جانیکی عادت رکھتا ہے (جماعت کے لیے) تو گواہ رہو اوسکے ایمان پر اسلیے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے آباد رکھتا
ہے اللہ کی مسجد کو وہی جو ایمان لاتا ہے اللہ پر اور پچھلے دن پر [۱۸] اور ابو داؤد نے انس رض سے روایت کیا تین باتیں ایمان کی
جڑ ہیں جو لا الہ الا اللہ کہتا ہو اسکو نہ ستانا نہ کافر کہنا کسی گناہ کی وجہ سے نہ کسی عمل کے سبب سے اسکو اسلام سے باہر کرنا اور جہاد
جس روز سے اللہ تعالے نے مجھکو بھیجا قائم رہیگا یہانتک کہ آخر لوگ اس امت کے دجال سے لڑینگے نہ باطل کریگا جہاد کو کسی ظالم

کا ظلم اور نہ کسی عادل کا عدل اور ایمان ہے کہنا تقدیر وغیرہ اور مسلم اور ابوداؤد نے روایت کیا ابوہریرہ سے کچھ لوگون نے
صحابہ مین سے آپ سے پوچھا ہم اپنے دلون مین وہ خیال پاتے ہین جنکو زبان سے نکالنا بڑا گناہ سمجھتے ہین آپنے فرمایا ایسے
خیال تمکو آتے ہین انہون نے کہا ہان آپنے فرمایا یہ تو عین ایمان ہے اور مسلم نے روایت کیا ابن مسعود سے لوگون نے کہا یا رسول اللہ
ہم مین کوئی اپنے دل مین ایسا خیال پاتا ہے کہ انگارہ ہین جلکر کوئلہ ہو جانا یا آسمان سے زمین پر گر پڑنا اوسکے بیان کرنے
سے بہتر معلوم ہوتا ہے آپنے فرمایا یہ تو محض ایمان ہے ابوداؤد کی روایت مین ہے شکر ہے خدا کا جسنے شیطان کے مکر کو وسوسہ
کر دیا اور روایت کیا مالک نے عبید اللہ بن عدی سے ایک بار آپ بیٹھے تھے اتنے مین ایک شخص آیا اور چپکے سے آپ سے کچھ
عرض کیا ہم نہ سمجھے کیا کہا آپسے یہانتک کہ آپنے پکار کر فرمایا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک منافق کے قتل کی اجازت چاہتا تھا آپ
نے فرمایا کیا وہ گواہی نہین دیتا لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی وہ بولا دیتا ہے مگر یقین سے نہین دیتا آپنے فرمایا وہ نماز
نہین پڑہتا وہ بولا پڑہتا ہے لیکن اوسکی نماز درست ہی نہین آپنے فرمایا یہ وہ لوگ ہین جنکے قتل سے اللہ تعالی نے مجھکو
منع کیا اور مسلم نے روایت کیا طارق اشجعی سے جو شخص لا الہ الا اللہ کہے اور اللہ کے سوا جتنی چیزین پوجی جاتی ہین اون مین
سے کسی کو نہ مانے اللہ نے اوسکا مال اور اوسکا خون حرام کیا اب اوسکا حساب اللہ پر ہے اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی
نے عوف بن مالک اشجعی سے روایت کیا ہم نو یا آٹھ یا سات آدمی آپ کے پاس بیٹھے تھے آپنے فرمایا تم مجھسے بیعت نہین کرتے
ہمنے اپنے ہاتھ پہیلائے اور عرض کیا کس بات پر بیعت کرین آپنے فرمایا اس بات پر کہ اللہ کو پوجو گے اور اوسکے ساتھ کسیکو شریک
نہ کرو گے اور پانچون نمازین پڑھو گے اور سنو گے اور اطاعت کرو گے اور ایک بات چپکی سے فرمائی وہ یہ تھی کہ لوگون سے کچھ
سوال نہ کرنا تو مین نے دیکھا اون مین سے بعض آدمیون کا کوڑا گر پڑتا اور وہ دوسرے سے نہ کہتا کہ میرا کوڑا اوٹھا دو اور مالک
اور ترمذی اور نسائی نے امیمہ بنت رقیقہ سے روایت کیا مین چند انصاری عورتون کے ساتھ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے
پاس آئی اور عرض کیا ہم آپ سے بیعت کرتی ہین اس بات پر کہ اللہ کے ساتھ کچھ شریک نہ کرینگی نہ چوری کرینگی نہ زنا کرینگی
نہ اپنی اولاد کو قتل کرینگی نہ بہتان جوڑین گی اپنے ہاتھون اور پاؤن کے درمیان سے نہ اچھی بات مین آپ کی نافرمانی
کرین گی آپنے فرمایا یون کہو جہانتک ہمکو طاقت اور قدرت ہے ہم نے کہا اللہ اور اوسکا رسول ہماری جانون سے زیادہ ہم پر مہربان
ہے آئیے ہم آپ سے بیعت کرین آپنے فرمایا مین عورتون سے مصافحہ نہین کرتا میری بات سو عورتون سے ایسی ہے جیسی ایک
عورت سے اور روایت کیا ترمذی نے عمرو بن ابی الاحوص سے مین حج وداع مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا
آپنے اللہ کا شکر کیا اوسکی تعریف کی وعظ کہی نصیحت کی پھر فرمایا تین بار کونسا دن زیادہ عظمت رکھتا ہے لوگون نے کہا
حج اکبر کا دن آپنے فرمایا تو تمہارے خون اور مال اور عزتین تمپر حرام ہین جیسے یہ دن تمہارے اس شہر اس مہینہ مین کہ قصور

بدلہ لیگا اسکا مواخذہ اسکی ذات سے ہوگا کسی کے قصور کا مواخذہ اسکے باپ یا بیٹے سے نہ ہوگا البتہ مسلمان دوسرے مسلمان
کا بھائی ہے تو اوسکا مال حلال نہیں مگر جو حلال کردیوے اور آگاہ رہو کہ جاہلیت کے زمانے کا سود لغو ہوگیا اب تمکو اصل مال
ملینگے نہ ظلم کرو نہ تمپر ظلم ہوگا اور عباس کا سود تو بالکل معاف ہے اور جاہلیت کا ہر ایک خون معاف ہوا اور سب سے پہلے وہ خون معاف
کرتا ہون جو ہذیل نے حارث بن عبد المطلب کا کیا تھا وہ بنی لیث مین دودھ پیتے تھے آگاہ رہو عورتون سے بھلائی کرو وہ تمہارے
پاس قید ہین تمکو اونپر کچھ اختیار نہین سوا اسکے کہ اگر وہ کھلی بدزبانی کرین تو انکو ساتھ سلانا چھوڑ دو اور مارو ایسی مار
جو سخت نہو پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کرنے لگین تو اب زیادتی نہ کرو آگاہ رہو تمہارا حق عورتونپر اور انکا حق تمپر ہے تمہارا
حق اونپر یہ ہے کہ تمہارے بچھونے پر نہ آنے دین جس سے تم ناراض ہو اور تمہارے گھرون مین اوسکو اجازت نہ دین جس سے تم ناراض
ہو اور اونکا حق تمپر یہ ہے کہ تم بھلائی کرو انکے ساتھ پہنانے اور کھلانے مین آگاہ رہو شیطان ناامید ہوگیا ہے اس ملک مین
پوجے جانے سے ہمیشہ کے لیے لیکن تم اوسکا کہنا مان لوگے چھوٹے کامون مین جنکو تم چھوٹا سمجھتے ہو وہ اسی سے راضی ہو
جاویگا مسلم[26] نے عمرو بن عاص سے روایت کیا مین حضرت صلعم پاس آیا مین نے کہا اپنا ہاتھ پھیلایئے تا کہ مین آپ سے بیعت
کرون آپ نے ہاتھ پھیلایا مین نے ہاتھ سمیٹ لیا آپنے فرمایا تجھے کیا ہوا اے عمرو مین نے کہا مین شرط کرنا چاہتا ہون آپنے
فرمایا کیا شرط کرتا ہے مین نے کہا گناہون کی بخشش کی آپنے فرمایا تجھکو معلوم نہین کہ اسلام میٹ دیتا ہے اگلے گناہون
کو جو کفر کے زمانے مین ہوئی ہون اور ہجرت میٹا دیتی ہے اگلے گناہونکو اور حج میٹاتا ہے اگلے گناہونکو احمد[27] اور ترمذی اور ابن ماجہ نے معاذ سے روایت
کی مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھکو ایسا عمل بتلایے جو مجھکو جنت مین لیجاوے اور دوزخ سے دور کرے آپنے فرمایا تو نے
بڑی بات پوچھی یہ آسان ہے جسپر اللہ آسان کردے تو اللہ کو پوج اور اوسکے ساتھ کسیکو شریک مت کر نماز پڑھ زکوۃ دے رمضان
کے روزے رکھ خانہ کعبہ کا حج کر پھر آپنے فرمایا مین نہ بتلاؤن تجھکو خیر کے دروازے روزہ ڈھال ہے صدقہ گناہ مٹاتا ہے جیسا
پانی انگارے کو اور رات کی نماز آدھی (یعنے تہجد) پھر آیت پڑھی اُن کی کروٹین جدا رہتی ہین بچھونون سے یہانتک کہ یعملون
تک پھر فرمایا مین تجھکو نہ بتلاؤن سر کام کا اور ستون اور بلندی کوہان کی اوسکی مین نے کہا ضرور بتلایئے یا رسول اللہ
آپنے فرمایا سر کام کا اسلام ہے اور چوٹی جہاد ہے پھر فرمایا مین ان سب کی جڑ نہ بتلاؤن مین نے کہا کیون نہین بتلایئے اے نبی اللہ
کے آپنے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا اسکو روکے رہ مین نے عرض کیا اے اللہ کے نبی کیا ہم پکڑے جاوینگے اون باتون پر جو زبان
سے نکالتے ہین آپنے فرمایا تیری ماں تجھپر روئے اے معاذ آدمی دوزخ مین اوندھے منھہ گرائے جاوینگے اپنی زبانون کی
وجہ سے یعنے زبان سے جو باتین نکالتے ہین انکی وجہ سے ابو داؤد[28] نے ابو امامہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص محبت
رکھے اللہ کیلیے دشمنی رکھے اللہ کیلیے دیوے اللہ کیلیے نہ دیوے اللہ کیلیے اوسنے اپنا ایمان پورا کرلیا ابو داؤد[29] نے ابوذر سے

سب عملون سے افضل اللہ کے واسطے دوستی اور اللہ کے واسطے دشمنی کرنا ہے بیہقی نے شعب الایمان مین انس سے جس مین امانت
نہین اوسمین ایمان نہین اور جو عہد کا پابند نہین اسکا دین نہین مسلم نے عبادہ بن صامت سے جو گواہی دیوے اللہ کے سوا کوئی
سچا معبود نہین اور محمد اللہ کے رسول ہین تو اللہ تعالی اوسپر دوزخ کو حرام کردیگا مسلم نے عثمان سے جو مرجاوے اور یقین رکھتا
ہو کہ اللہ کے سوا کوئی برحق معبود نہین وہ جنت مین جاویگا مسلم نے جابر سے دو چیزین واجب کرنیوالی ہین ایک شخص
نے پوچھا کیا واجب کرنیوالی ہین آپنے فرمایا جو مرے اور شرک کرتا ہو وہ دوزخ مین جاویگا اور جو مرا اور اللہ کے ساتھ کسی چیز کو
شریک نکرتا ہو وہ جنت مین جاویگا مسلم نے ابوہریرہ سے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد بیٹھے تھے ہماری ساتھ ابوبکر
اور عمر اور کئی شخص تھے اتنے مین آپ ہمارے بیچ مین سے اٹھے اور دیر لگائی ہم ڈرے کہین کسی نے آپکو ایذا نہ پہونچائی ہو گھبرا کر ہم اٹھے
سب سے پہلے مین گھبرایا اور آپکو ڈھونڈھنے نکلا یہانتک کہ بنی نجار کے باغ پر آیا اور باغ کے گرد پھرا دروازہ دیکھتا ہوا لیکن
نہ پایا ایک نالی ملی جو باغ کے اندر جاتی تہی مین اسی کی راہ سمٹ کر اندر گیا اور آپکے پاس پہونچا آپنے فرمایا ابوہریرہ مینے کہا ہان یا رسول اللہ آپ
نے فرمایا کیا حال ہے تیرا مینے عرض کیا آپ ہم مین بیٹھے تہے پہر آپ تشریف لے گئے اور دیر لگائی ہم ڈرے کہین آپ پر حملہ نہ ہوا
ہم ہون تو گھبرائے اور مین سب سے پہلے گھبرایا اور اس باغ پر آیا اور لومڑی کی طرح اندر گیا اب لوگ میرے پیچھے ہین آپنے
فرمایا اے ابوہریرہ اور اپنی جوتیان مجھکو دین اور فرمایا میری یہ دونو جوتیان لے جا اور جو تجھے اس باغ کے پرے ملے اور وہ
گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہین اوسکو جنت کی خوشخبری دے مین سب سے پہلے عمر رض سے ملا انہون نے پوچھا
یہ جوتیان کیسی ہین اے ابوہریرہ مینے کہا حضرت کی ہین آپنے مجھے ان کو دیکر بھیجا ہے کہ مین جس سے ملون اور وہ گواہی دیتا
ہو کہ سوا خدا کے کوئی سچا معبود نہین تو اسکو جنت کی خوشخبری دون یہ سنتے ہی حضرت عمر نے ایک بار میری دو چھاتیون کی بیچ
مین لگائی مین سرین کے بل گرا انہون نے کہا لوٹ جا اے ابوہریرہ مین حضرت کے پاس لوٹا اور پکار کر رودیا عمر میرے اوپر
سوار ہو گئے (یعنے غالب ہوئی) وہ میرے پیچھے ہی تہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہوا تجھکو اے ابوہریرہ مین
نے عرض کیا مین عمر سے ملا اور جو پیام آپنے میرے ہاتھ بھیجا تہا وہ اونکو سنایا اونہون نے ایک بار میری دونو چھاتیون
کے بیچ مین جمائی کہ مین سرین کے بل گرا پہر کہا لوٹ جا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر سے پوچھا یہ کام تمنے کیون کیا انہون
نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر سے صدقے کیا آپنے ابوہریرہ کو اپنی جوتیان دیکر بھیجا کہ جو کوئی ملے گواہی دیتا
ہو اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہین اس پر دل سے یقین رکھتا ہو اسکو جنت کی خوشخبری دے آپنے فرمایا ہان
حضرت عمر نے کہا تو ایسا مت کیجیے مین ڈرتا ہون لوگ اسی پر بھروسا کر لین گے اونکو عمل کرنے دیجیے حضرت نے فرمایا اچھا
اونکو عمل کرنے دو (تو حضرت عمر کی رائے کو آپنے پسند کیا) احمد نے معاذ سے جنت کی کنجیان گواہی دینا ہے اس بات کی

سوا خدا کے کوئی سچا معبود نہیں احمدؒ نے عثمانؓ سے جب حضرت صلعم کی وفات ہوگئی تو صحابہ نے آپ پر رنج کیا بعضوں کی
حالت وسوسہ کے قریب ہو پہنچی عثمانؓ نے کہا میں انہی لوگوں میں تھا ایک باغ میں بیٹھا تھا کہ عمرؓ میرے سامنے سے گذرے اور سلام کیا
مجھے خبر نہ ہوئی انہوں نے ابوبکرؓ سے شکایت کی پھر دونوں آئے اور دونوں نے سلام کیا ابوبکرؓ نے کہا تم نے اپنے بھائی کے سلام کا
جواب کیوں نہ دیا میں نے کہا میں نے ایسا نہیں کیا عمرؓ نے کہا قسم خدا کی تم نے ایسا کیا میں نے کہا قسم خدا کی مجھکو خبر نہ ہوئی کہ
تم آئے اور تم نے سلام کیا ابوبکرؓ نے کہا عثمانؓ نے سچ کہا تم کو باز رکہا اس نے کسی کام نے میں نے کہا ہاں ابوبکرؓ نے کہا وہ کونسا
کام ہے میں نے کہا اللہ تعالے نے اپنے نبی کو اٹھا لیا اس سے پہلے کہ ہم اس کام کی نجات آپ سے پوچھتے ابوبکرؓ نے کہا میں نے
آپ سے پوچھی نجات اس کام کی میں اٹھا اور کہا میرے ماں باپ تمپر فدا ہوں تم زیادہ لائق تھے اس پوچھنے کے ابوبکرؓ نے
کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کام کی نجات کیونکر ہوگی آپ نے فرمایا جو شخص وہ کلمہ قبول کرے جو میں نے اپنے چچا ابوطالب
سے بیان کیا تھا اور انہوں نے قبول نہ کیا تو اسکے لیے نجات ہے (یعنے کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) احمدؒ [۳۷] نے مقداد سے
زمین پر کوئی گھر مٹی یا بال کا نہ رہیگا جسمیں اللہ اسلام کا کلمہ داخل نہ کرے عزت والے کو عزت دیکر ذلت والے کو ذلت دیکر جنکو
عزت دیگا وہ اس کلمہ کو قبول کرینگے اور جنکو ذلت دیگا وہ اطاعت کرینگے اس کلمہ کی میں نے کہا تو سارا دین اللہ کیلیے ہو
جاویگا احمدؒ [۳۸] نے ابوامامہ سے ایک شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ایمان کیا ہے آپنے فرمایا جب تیری نیکی تجھے بھلی لگے
اور بدی بری لگے اسوقت تو مومن ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ گناہ کیا ہے آپنے فرمایا جو تیرے دل میں کھٹکے اوسکو
چھوڑ دے احمدؒ [۳۹] نے عمرو بن عبسہ سے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا شروع میں آپکے ساتھ اسلام پر
کون تھا آپنے فرمایا ایک آزاد تھا ایک غلام (یعنے ابوبکرؓ اور بلالؓ) میں نے کہا اسلام کیا ہے آپنے فرمایا خوش کلامی اور کھانا
کھلانا میں نے کہا ایمان کیا ہے آپنے فرمایا صبر اور سخاوت میں نے کہا کونسا اسلام افضل ہے آپنے فرمایا جس مسلمان کی زبان
اور ہاتھ سے اور مسلمان بچے رہیں میں نے کہا کونسا ایمان افضل ہے آپنے فرمایا خوش خلقی میں نے کہا کونسی نماز افضل ہے آپنے
فرمایا جسمیں دیر تک قیام ہو میں نے کہا کونسی ہجرت افضل ہے آپنے فرمایا جو اللہ کو ناپسند ہے وہ چھوڑ دینا میں نے کہا کونسا
جہاد افضل ہے آپنے فرمایا جسکا گھوڑا کاٹا جاوے اور اسکا خون بہایا جاوے میں نے کہا کونسا وقت افضل ہے آپنے
فرمایا اخیر کا حصہ رات کا (یعنے ربع اخیر یا خمس اخیر) احمدؒ [۴۰] نے معاذ سے جو شخص اللہ سے ملے شرک نہ کرتا ہو پانچوں نماز پڑھتا
ہو رمضان کے روزے رکھتا ہو وہ بخشا جاویگا میں نے کہا میں لوگوں کو خوش کردوں یہ سنا کر آپنے فرمایا اونکو عمل کرنے دے احمدؒ [۴۱] نے
معاذ سے اونہوں نے حضرت سے پوچھا افضل ایمان کو آپنے فرمایا اللہ کیلیے دوستی رکھنا اللہ کیلیے دشمنی رکھنا اللہ کی یاد میں
زبان لگانا میں نے کہا پھر کیا چیز یا رسول اللہ آپنے فرمایا لوگوں کے لیے چاہنا جو اپنے لیے چاہتا ہے اور اونکے لیے برا لگنا جو اپنے

پیسے پر جاتا ہے مسلم نے ابن عمر سے منافق کی مثال اوس بکری کی ہے جو نر کو چاہتی ہے کبھی اس ریوڑ مین
جاتی ہے کبھی اوس ریوڑ مین ترمذی اور ابوداؤد و نسائی نے صفوان بن عسال سے ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا اوس
نبی پاس چلو وہ بولا نبی مت کہو اگر وہ سن لیگا تو اوسکی چار آنکھین ہو جاوینگی (یعنے خوش ہو جاویگا کہ یہودی بھی مجھکو نبی
جانتے ہین) پھر وہ دونو حضرتؐ کی پاس آئے اور نو کھلی باتین پوچھین آپنے فرمایا اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک
مت کرو چوری مت کرو زنا مت کرو مت مارو اوس جان کو جسکا مارنا اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق سے بیگناہ پر تہمت
لگا کر حاکم پاس مت لیجاؤ کہ وہ اوسکو قتل کرے جادو مت کرو سود مت کھاؤ پاکدامن عورت پر تہمت مت کرو مقابلے کے
دن بھاگنے کے لیے پیٹھ مت موڑو اور تم یہود پر خاص ایک اور حکم ہے وہ یہ کہ ہفتہ کے دن زیادتی نہ کرو (یعنے شکار
نہ کرو) پس اون دونو نے آپکے دونو ہاتھ اور پاؤن چومے اور کہا ہم گواہی دیتے ہین کہ تم نبی ہو آپنے فرمایا تو پھر میری
تابعداری کیون نہین کرتے انہون نے کہا داؤد علیہ السلام نے دعا کی اپنے مالک سے کہ ہمیشہ انکی اولاد مین نبی رہے اور
ہم ڈرتے ہین اگر آپکی تابعداری کرین تو یہودی ہمکو مار ڈالینگے ابوداؤد نے انس سے تین باتین جڑ ہین ایمان کی
ایک تو جو لا الہ الا اللہ کہے اوسکو کسی گناہ سے کافر کہنا اور کسی کام کیوجہ سے اسلام سے باہر کرنا (بشرطیکہ وہ کام کفر کا
نہو) اور جہاد جاری رہیگا جسدن سے اللہ نے مجھے بھیجا ہے یہانتک کہ آخری اس امت کی دجال سے لڑیگی اور جہاد کو
موقوف نہ کریگا کسی ظالم کا ظلم نہ کسی عادل کا عدل (یعنے بادشاہ ظالم اور فاسق کے ساتھ بھی ہو کر کافرون سے
جہاد کرنا درست ہے) اور یقین کرنا تقدیر پر ترمذی اور ابوداؤد نے ابوہریرہ سے جب بندہ زنا کرتا ہے تو اوس سے
ایمان نکل جاتا ہے اور اسکے سر پر سائبان کیطرح ہو جاتا ہے پھر جب اوس کام سے فارغ ہوتا ہے تو ایمان اوسکے پاس
لوٹ آتا ہے احمد نے معاذ سے حضرتؐ نے مجھکو دس وصیتین کین اللہ کے ساتھ کسیکو شریک مت کر اگرچہ تو قتل کیا جاوے
اور جلایا جاوے والدین کی نافرمانی مت کر اگرچہ وہ تجھکو حکم دیوین اپنی بی بی اور مال چھوڑ دینے کا فرض نماز قصداً مت
چھوڑ کیونکہ جو کوئی فرض نماز قصداً چھوڑے اوس سے اللہ کا ذمہ اٹھ گیا شراب مت پی کیونکہ وہ اصل ہے ہر ایک برائی کی
بچ تو گناہ سے کیونکہ گناہ سے اللہ کا غصہ اوترتا ہے کافرون کے مقابلہ سے مت بھاگ اگرچہ لوگ مر جاوین اور جب لوگ مرنے
لگین (کسی بیماری سے جیسے وبا وغیرہ) اور تو اونمین ہو تو ٹھہرا رہ (یعنے وہان سے بھاگ مت) اور اپنی بال بچون پر
اپنے مقدور کے موافق خرچ کر اور مت اوٹھا اونسے لاٹھی اپنی ادب سکھلانے کیلیے اور ڈرا اونکو اللہ سے مسلم
نے ابوہریرہ سے کچھ اصحاب حضرتؐ کے پاس آئے اور پوچھا کہ ہمارے دلون مین وہ خیال آتے ہین کہ زبان سے
اونکا نکالنا بڑا گناہ سمجھتے ہین آپنے فرمایا تمکو ایسے خیال آتے ہین اونہون نے کہا ہان آپنے فرمایا یہ تو عین ایمان ہے

مسلم نے ابن مسعود سے کہ تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جسکا ہمزاد شیطان اور فرشتہ اوسپر مقرر نہ ہوا ہو لوگون نے عرض کیا آپ
پر بہی یا رسول اللہ آپ نے فرمایا مجہپر بہی لیکن اللہ نے میری مدد کی وہ سپر میرے اب وہ مجھے نہیں حکم کرتا مگر بہلائی کا مسلم نے جابر رضہ سے
حضرت صلعم نے فرمایا شیطان اپنا تخت پانی پر رکہتا ہے پہر اپنے لشکر بہیجتا ہے لوگون کے بہکانے کو پہر جسکا فساد بڑا
ہوتا ہے وہی شیطان سے زیادہ تقرب رکہتا ہے ایک آتا ہے وہ کہتا ہے مین نے ایسا کیا شیطان کہتا ہے تو نے کچہ نہ
کیا پہر ایک آتا ہے وہ کہتا ہے مین نے فلانے کو نہین چہوڑا یہانتک کہ جدا کر دیا مین اسکو اسکی عورت سے یہ سنکر شیطان
اسکو اپنے نزدیک کر لیتا ہے اور کہتا ہے تو اچہا ہے اسکو چمٹا لیتا ہے مسلم نے جابر سے شیطان نا امید ہو گیا کہ نماز
اوسکو پوجین عرب کے جزیرے مین لیکن وہ اسمین ہے اونکو لڑا دیگا ابوداود نے ابن عباس سے ایک شخص حضرت صلعم
پاس آیا اور کہنے لگا میرے دل مین ایک بات آتی ہے مین اگر کوئلہ ہو جاؤن تو بہتر ہے اوسکے بیان کرنے سے آپ نے فرمایا
شکر ہے اوس خدا کا جسنے شیطان کا مکر وسوسہ پر روک دیا ترمذی نے ابن مسعود سے شیطان کا تصرف ہے اور فرشتے
کا بہی آدمی پر شیطان کا یہ ہے برائی کا وعدہ کرنا حق کا جہٹلانا فرشتے کا یہ ہے بہلائی کا وعدہ دینا حق کی تصدیق
کرنا پہر جو یہ خیال پاوے تو سمجہے کہ اللہ کیطرف سے ہے شکر کرے اسکا اور جو پہلا خیال پاوے تو پناہ مانگے اللہ کی شیطان
سے پہر آپ نے آیت پڑہی شیطان تم سے وعدہ کرتا ہے مفلسی کا اور حکم کرتا ہے تمکو بری بات کا ابوداود نے ابو ہریرہ
سے ہمیشہ لوگ پوچھتے رہین گے یہانتک کہ کہا جاویگا اللہ نے تو خلق کو پیدا کیا اللہ کو کسنے پیدا کیا جب لوگ ایسا کہین تو
تم کہو اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ جنا کسیکو نہ جنا گیا اسکی جوڑ کا کوئی نہین پہر بائین طرف تین بار تہوکے اور شیطان مردود
سے خدا کی پناہ مانگو مسلم نے عثمان بن ابی العاص سے مینے کہا یا رسول اللہ شیطان میرے اور نماز کے بیچ مین حائل ہو گیا
اور قرآن پڑہنے مین وہ بہلا دیتا ہے آپ نے فرمایا یہ ایک شیطان کا کام ہے جسکو خنزب کہتے ہین جب تم کو ایسا ہو تو
اللہ کی پناہ مانگو اس سے اور بائین طرف تین بار تہوکو مینے ایسا ہی کیا اللہ تعالے نے اوسکو دور کر دیا مجہسے مالک نے
قاسم بن محمد سے ایک شخص نے انسے پوچہا مجہے نماز مین وہم ہوتا ہے یہ مجہکو گران گذرتا ہے قاسم نے کہا اپنی نماز پڑہے
جا یہ بات تجہسے نجاویگی یہانتک کہ تو پہر جاوے نماز پڑہکر اور یہ کہے مین نے اپنی نماز نہین پوری کی ترمذی اور
احمد اور دارمی نے انس اور ابوذر سے اللہ تعالے نے فرمایا اے آدم کے بیٹے تو نے مجہکو نہین پکارا اور مجہسے امید نہ رکہی مین
نے تجہکو بخشدیا جیسا تیرا عمل ہوا اور مجہے پروا نہین اے آدم کے بیٹے اگر تیری گناہ آسمان تک پہونچین پہر تو مجہسے بخشش
چاہے تو مین بخشدونگا اور مین پروا نہین رکہتا اے آدم کے بیٹے اگر تو زمین بہر کر گناہ لاوے پہر تو مجہسے ملے مگر میرے
ساتہہ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو مین زمین بہر کر تیرے پاس بخشش لاؤنگا احمد اور ترمذی نے ابن عباس سے مین حضرت

کے پیچھے تھا ایک دن آپ نے فرمایا اے لڑکے تو اللہ کا خیال رکھ اللہ تیری حفاظت کریگا تو اللہ کا خیال رکھ اسکو اپنے سامنے
پاویگا جب تو مانگے تو اللہ سے مانگ اور جب مدد چاہے تو اللہ سے مدد مانگ اور جان تو کہ اگر ساری امت تجھے فائدہ پہونچانا
چاہیں تو کسی چیز سے فائدہ پہونچاوینگے جو اللہ نے تیری تقدیر میں لکھدیا اور اگر ساری امت تجھے نقصان پہونچانا
چاہیں تو وہی نقصان پہونچاوینگے جو اللہ نے تیری تقدیر میں لکھدیا قلم اوٹھہ گئی اور کتابیں خشک ہوگئیں
ترمذی نے انس سے ہر ایک تم میں کی اپنی سب حاجتیں خدا سے مانگے یہانتک کہ جوتی کا تسمہ بھی جب ٹوٹ جاوے اور ایک روایت
میں ہی کہ نمک بھی خدا سے مانگے ابوداود اور ترمذی نے ثوبان سے قیامت نہیں قائم ہوگی یہانتک کہ بعض قبیلے مشرکوں سے
ملجاوینگے اور یہانتک کہ بعض قبیلے میری امت کے بتوں کو پوجنے لگیں گے احمد اور ابوداود نے حذیفہ سے یوں نہ کہو جو اللہ چاہے
اور فلانا چاہیگا بلکہ یوں کہو جو اللہ اکیلا چاہیگا پھر جو فلانا چاہیگا مسلم نے ابوہریرہ سے حضرت نے فرمایا یوں نہ کہو بندہ میرا
اور بندی میری سب اللہ کے بندے ہیں اور بندیاں ہیں بلکہ یوں کہو میرا غلام میری لونڈی اور غلام بھی یوں نہ کہے میرا مالک
بلکہ آقا اور سید کہے اور ابوداود نے مطرف بن عبد اللہ سے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے ہم نے کہا آپ ہمارے
سید ہیں آپ نے فرمایا سید اللہ ہے ہم نے کہا ہم سے افضل ہیں اور بزرگ ہیں آپ نے فرمایا ایسا ہی کچھہ کہو اور ایسا نہو
شیطان تمکو اپنا کھلونا بنالیوے (یعنے جو شیطان چاہے تم منہ سے نکالنے لگو) امام احمد نے مسند میں روایت کیا ابوموسی
سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایکدن ہمکو خطبہ سنایا تو فرمایا اے لوگو شرک سے بچو وہ چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ
ہے صحابہ نے عرض کیا پھر ہم اس سے کیونکر بچیں گے آپ نے فرمایا یوں کہو یا اللہ ہم پناہ مانگتے ہیں تیری تیرے ساتھہ کسی
چیز کو شریک کرنے سے جسکو ہم جانتے ہوں اور بخشش چاہتے ہیں اوسکے لیے جسکو نہیں جانتے اور ابوبکر موصلی ابوبکر صدیق
سے ایسا ہی روایت کیا اور بغوی ابن ابی حاتم ابن عباس سے روایت کیا اس آیت کی تفسیر میں مت کرو اللہ کے لیے ساجھی اور تم جانتے ہو کہ ساجھی کا پہچاننا
زیادہ پوشیدہ ہے چیونٹی کی چال سے جو کالے پتھر پر چلے اندھیری رات میں اور وہ یہ ہے کہ انسان قسم کہاوے یوں کہ قسم ہے تیری زندگی کی اے فلانے یا قسم ہے میری
زندگی کی اور یا یوں کہے یہ بات نہوتی تو یہ کام ہوجاتا یا یوں کہے اپنے ساتھی سے جو اللہ چاہے اور تو چاہے یوں کہے اگر اللہ
اور فلانا شخص نہوتا یہ سب باتیں شرک ہیں امام احمد نے مسند میں عقبہ بن عامر سے حضرت نے فرمایا تعویذ لٹکانا شرک
ہے احمد اور ابوداود نے ابن مسعود سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا آپ فرماتے تھے منتر اور تعویذ اور حب کا عمل
شرک ہے ترمذی نے ابوواقد لیثی سے بعض صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے لیے بھی ایک درخت مقرر کر دیجیے
لٹکانے کا جیسے مشرکین کا ایک درخت ہے آپ نے فرمایا اللہ اکبر قسم اسکی جسکے ہاتھہ میں میری جان ہے تم نے ایسا ہی کہا
جیسے بنی اسرائیل نے کہا تھا ہمارے لیے بھی ایک خدا بنا دو جیسے اون کے لیے خدا ہیں ترمذی اور حاکم نے حضرت عمر سے

کہ حضرت صلعم نے فرمایا جسنے قسم کہائی اللہ کے سوا اور کسی کی اوسنے شرک کیا مالک نے موطا میں کہ حضرت صلعم نے فرمایا الٰہی
تو میری قبر کو بت نہ بناویجیو کہ لوگ اسکو پوجین بڑا غصہ ہوا اللہ کا ان لوگون پر جنہون نے اپنے پیغمبرونکی قبرونکو مسجد بنایا روایت کیا
یہ مضمون امام بخاری نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعنت کرے اللہ یہود اور نصاری پر انہون نے اپنے پیغمبرونکی
قبرونکو مسجد بنالیا ایک روایت مین ہے کہ آپنے حبش کے ایک گرجا کا حال سنا جسمین تصویرین تہین آپنے فرمایا ان لوگونکا یہ
حال تہا کہ جب اونمین کوئی نیک شخص مرجاتا تو اوسکی قبر پر مسجد بنالیتے وہ بدترین خلق ہین اللہ کے نزدیک امام احمد نے
قبیصہ سے اونہون نے اپنے باپ سے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تہے چڑیون کی آواز سے فال لینا اور نجوم کا عمل کرنا اور برا
شگون لینا شرک مین داخل ہین امام نسائی نے ابو ہریرہ سے جسنے گرہ باندہی پہر اوسمین پہونکا اوسنے جادو کیا اور جسنے
جادو کیا اوسنے شرک کیا حاکم نے اور اہل سنن نے ابو ہریرہ سے جو شخص نجومی پاس گیا یا پہچاننے والی پاس (جو چیوروغیرہ کو بتلاتا
ہے) پہر اوسکو سچا جانا تو اوسنے انکار کیا اوسکا جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اوترا مسلم نے ابو ہریرہ سے اللہ تعالے فرماتا ہے مین
سب ساجہی والون سے بے پرواہ ہون جو شخص کسی عمل مین میرے ساتہہ شریک کرے تو مین اوسکو اور اوسکے ساجہی کو چہوڑ دونگا
احمد نے ابو سعید سے مین تمکو نہ بتلاؤن دجال سے زیادہ ڈر کی بات لوگون نے عرض کیا کیون نہین آپنے فرمایا چہپی شرک
آدمی کہڑا ہوتا ہے نماز کے لیے پہر اوسکو عمدہ طرح سے پڑہتا ہے کیونکہ دیکہتا ہے دوسرے شخص کو نسائی نے ابن عباس سے
ایک شخص نے کہا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جو اللہ چاہے اور آپ چاہین آپنے فرمایا کیا تو نے مجہکو اللہ کا شریک بنایا یون
کہو جو اللہ چاہے اکیلا احمد نے عبد اللہ بن عمر سے جو کوئی برے شگون کے خیال سے کسی کام سے رکجاوے اوسنے شرک
کیا لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ اسکا کفارہ کیا ہے آپنے فرمایا یون کہو یا اللہ بہتری نہین ہے مگر تیری بہتر اور برائی شگون
کی نہین ہے مگر جو برائی تو چاہے اور کوئی مالک نہین ہے سوا تیرے امام احمد نے مسند مین ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آیا اور اوسنے گناہ کیا تہا جب آپ کے سامنے کہڑا ہوا تو کہنے لگا یا اللہ مین توبہ کرتا ہون تیری طرف اور نہین توبہ کرتا محمد
کیطرف آپنے فرمایا اسنے حق والی کا حق پہچانا ترمذی اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن مسعود سے حضرت صلعم نے فرمایا بد شگونی لینا
شرک ہے بد شگونی لینا شرک ہے احمد اور مسلم نے معاویہ بن الحکم سے مین نے کہا یا رسول اللہ میرا
زمانہ تازہ ہے جاہلیت کا اور اللہ تعالی اسلام کو لایا ہم مین سے بعض لوگ نجومیون کے پاس جاتے ہین آپنے فرمایا تو مت
جا انکے پاس پہر انہون نے کہا ہم مین سے بعض لوگ بد شگونی کرتے ہین آپنے فرمایا یہ وہ بات ہے جسکو وہ لوگ اپنے
دلون مین پاتے ہین اور تمکو یہ خیال نہ روکے اخیر حدیث تک ابو داؤد نے عروہ بن عامر سے بد شگونی کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے سامنے ہوا آپنے فرمایا فال بہت اچہا ہے اگر تم مین سے کوئی بری بات دیکہے تو یون کہے یا اللہ نیکیان نہین لاتا مگر

تو اور برائیان نہین دور کرتا مگر تو کسی مین برائی سے بچنے کی طاقت اور قوت نہین بغیر تیری مدد کے ابوداؤد اور نسائی نے
بریدہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بات سے برا شگون نہین لیتے تھے اور جب کسی لڑکے کو بھیجتے کام کو تو اسکا نام پوچھتے پھر اگر اُس
کا نام اچھا لگتا تو خوش ہوتے اور خوشی آپکے چہرے پر ظاہر ہو جاتی اور اگر اسکا نام برا لگتا تو یہ برائی آپکے چہرے پر معلوم
ہو جاتی ابوداؤد نے سعد سے بیماری لگنا اور الو کی نحوست اور بدشگونی کچھ نہین ہے ترمذی[۸۳] نے ضحاک سے ایک بوڑھا گنوار
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ مین بوڑھا ہون گناہون مین ڈوبا ہوا مگر مینے اللہ کے ساتھ کسی
کو شریک نہین کیا ہے جب سے مین نے اللہ کو پہچانا اور اوسپر ایمان لایا اور مینے اللہ کے سوا کسیکو اپنا ولی نہین بنایا اور مین نے
گناہ اللہ پر جرات کرکے نہین کیے اور مین شرمندہ ہون اور توبہ کرتا ہون اور استغفار کرتا ہون تو میرا کیا حال ہوگا اللہ کے
پاس تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری اللہ شرک کو نہین بخشے گا اور اُس سے ورے جسکے چاہے گناہ بخشدیگا ترمذی[۸۴] نے حضرت
علی سے انہون نے کہا قرآن مین کوئی آیت اس سے زیادہ مجھکو پسند نہین ہے احمد[۸۵] اور ترمذی اور ابویعلی اور ابن جریر اور ابن
ابی حاتم اور رویانی اور ابو الشیخ اور حاکم اور ابن مردویہ نے سمرہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جب حوا علیہا السلام جنین تو ابلیس
اونکے گرد پھرا اور انکا کوئی بچہ نہین جیتا تھا ابلیس نے کہا اس بچہ کا نام عبد الحارث رکھو وہ جیے گا اونہون نے عبد الحارث رکھا
وہ جیا تو یہ شیطان کا اغوا تھا۔ نسائی[۸۶] نے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا کسی کو نہین چاہیے کہ سجدہ کرے کسی کے لیے سوا
خدا کے اور بزار اور حاکم نے ابو ہریرہ سے ایسا ہی روایت کیا اوسمین قصہ ہے ایک عورت کا پھر یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے
اگر کسی آدمی کو چاہیے ہوتا کہ سجدہ کرے کسی آدمی کو تو مین حکم کرتا عورت کو کہ وہ سجدہ کرے اپنے خاوند کو حاکم نے کہا اسناد
اسکا صحیح ہے حافظ سلیمان نے کہا اسناد اسکا ضعیف ہے اور روایت کیا امام احمد نے باسناد صحیح جسکے کل راوی ثقہ ہین انس
بن مالک سے کہ ایک اونٹ بھڑک گیا اور صحابہ اُس سے ڈرے جب اُس اونٹ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو آپ کی طرف آیا اور
سجدہ مین گر پڑا آپکے سامنے آپنے اوسکی پیشانی تھامی اور وہ ایسا غریب ہو گیا جیسے پہلے تھا پھر آپنے اوسکو کام مین لگا
دیا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ جانور ہے عقل نہین رکھتا اور آپ کو سجدہ کرتا ہے اور ہم تو عقل رکھتے ہین ہمپر زیادہ حق
ہے آپ کو سجدہ کرنے کا آپنے فرمایا کسی آدمی کو درست نہین سجدہ کرنا کسی آدمی کے لیے اور اگر آدمی کو سجدہ درست ہوتا
آدمی کے لیے تو مین عورت کو حکم کرتا وہ سجدہ کرتی اپنے خاوند کو کیونکہ خاوند کا بڑا حق ہے اوسپر اور اگر خاوند کے سر سے لیکر پاؤن
تلک ایک زخم ہو جسمین سے خون اور پیپ رستا ہے پھر اُسکی عورت سامنے آوے اور اُسکو چاٹ لیوے تب بھی اسکا حق ادا نہ کرسکے
گی حافظ منذری کہا بزار نے بھی اسکے مانند روایت کیا اور نسائی نے اسکو اختصار کے ساتھ روایت کیا اور ابن حبان
نے اپنی صحیح مین ابو ہریرہ سے انتہی ابن حبان نے سعد بن عبیدہ سے مین ابن عمر پاس تھا ایک شخص نے کعبہ کی قسم کھائی انہون نے

کہا انسب با ہو تیری ایسا بات کرنے سے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے جسنے قسم کہائی اللہ کے سوا کسی
کی اوسنے شرک کیا [88] امام احمد نے حضرت عائشہ سے اللہ کے پاس تین طرح کے دفتر پیش ہونگے ایک وہ دفتر جسکا اللہ خیال
نکریگا ایک وہ جسمین سے کچھ نہ چھوڑیگا ایک وہ جسکو نہ بخشے گا تو جسکو نہ بخشیگا شرک کا دفتر ہے اور جسکے طرف خیال
نکریگا وہ وہ گناہ جو بندہ اپنے نفس پر کرتا ہے جیسے نماز یا روزہ ترک کیا تو اللہ اوسکو بخشدیگا اور جسکو نہ چھوڑیگا وہ
بندونکے حق ہین بزار نے انس سے [89] وہ ظلم جسکو اللہ نہین بخشیگا شرک ہے اور جسکو بخشدیگا وہ ظلم ہے اپنی جان پر اور جسکو
نہ چھوڑیگا وہ ظلم ہے بندونکا دوسرے بندونپر [90] احمد نے معاویہ سے ہر گناہ کو اللہ امید ہے کہ بخشدے مگر جو شخص کفر پر مرے
یا کسی مسلمان کو عمدا مار ڈالے [91] احمد نے معاذ سے حضرت نے فرمایا مجہسے مت شریک کر تو اللہ کے ساتہ کسیکو اگرچہ قتل
کیا جاوے اور جلایا جاوے [92] ترمذی نے ابن عباس سے جب تو مانگے تو اللہ سے مانگ [93] طبرانی نے معجم کبیر مین حضرت کے زمانے مین
ایک منافق تہا جو مسلمانونکو تکلیف دیتا ابوبکر رض نے کہا ہمارے ساتہ کہڑے ہو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
فریاد کرین اس منافق کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فریاد مجہسے نہین کیجاتی بلکہ اللہ تعالے سے فریاد کیجاتی ہے
شرح السنہ مین امام بغوی نے روایت کیا [94] حضرت نے فرمایا یون مت کہو جو اللہ چاہے اور محمد چاہے صلی اللہ علیہ وسلم
اور کہو جو اللہ چاہے اکیلا [95] نسائی نے قتیلہ سے ایک یہودی حضرت کے پاس آیا اور کہنے لگا تم شرک کرتے ہو یون کہتے ہو جو
اللہ چاہے اور محمد چاہے اور کہتے ہو قسم کعبہ کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم کیا جب قسم کہاوین یون کہین قسم
ہے کعبہ کے رب کی اور یون کہین جو اللہ چاہے پہر آپ چاہین نسائی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے [96] ابن ماجہ نے ابو الطفیل سے
مین سے ملنے خواب مین دیکہا کئی یہودیون کو مین نے کہا تم اچہے لوگ تہے اگر یہ نہ کہتے عزیر اللہ کا بیٹا ہے انہون
نے کہا تم بہی اچہے تہے اگر یون نہ کہتے جو اللہ چاہے اور محمد چاہے پہر مین نے کئی نصاری کو دیکہا مین نے کہا تم اچہے
لوگ تہے اگر یہ نہ کہتے مسیح اللہ کا بیٹا ہے انہون نے کہا تم بہی اچہے تہے اگر یون نہ کہتے جو اللہ چاہے اور محمد چاہے جب
صبح ہوئی تو مین نے یہ خواب بیان کیا جس سے بیان کیا پہر حضرت کے پاس آیا آپ سے بیان کیا آپنے فرمایا تو نے یہ خواب
کسی سے بیان کیا مین نے کہا ہان آپنے اللہ کی تعریف کی اور ثنا پہر فرمایا بعد اسکے طفیل نے ایک خواب دیکہا اور
بیان کیا جس سے بیان کیا اور تم ایک بات کہتے تہے مجہے فلان فلان امر نے اوس سے منع کرنے سے باز رکہا اب مت کہو
جو اللہ چاہے اور محمد چاہے لیکن یون کہو جو اللہ اکیلا چاہے [97] ابوداؤد اور نسائی نے ابوہریرہ سے مت قسم کہاؤ اپنے
مان باپ کی اور نہ خدا کے ساتہ جو ساجہی بنائے جاتے ہین اونکی اور مت قسم کہاؤ اللہ کی مگر سچ [98] ابوداؤد نے
ثابت بن ضحاک سے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین نذر کی بوانہ مین اونٹ نحر کرنے کی پہر اسنے

آپ سے اسکو بیان کیا آپ نے فرمایا کیا جاہلیت کے زمانے میں وہاں کوئی بت تھا جو پوجا جاتا تھا لوگوں نے کہا نہیں آپ نے
فرمایا وہاں کوئی عید بھی جاہلیت کی لوگوں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا تو پورا کر اپنی نذر کو اور نہیں پورا کرنا ہے اُس نذر کو
جو اللہ کے گناہ کی ہو اور نہ اوسکو جو آدمی کے اختیار میں نہیں ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابن ابی اوفی سے جب معاذ
بن جبل شام سے آئے تو اونہوں نے سجدہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے فرمایا یہ کیا ہے معاذ نے کہا یا رسول اللہ میں
شام کے ملک میں گیا وہاں میں نے لوگوں کو دیکھا وہ سجدہ کرتے ہیں اپنے سرداروں اور پادریوں کو تو میں نے چاہا کہ میں
آپ کے لیے یہ کام کروں آپ نے فرمایا تو مت کر کیونکہ میں اگر حکم کرتا کسی کو کہ وہ سجدہ کرے کسی کے لیے تو عورت کو حکم کرتا کہ وہ
سجدہ کرے اپنے خاوند کے لیے اخیر تک ابن ماجہ کی روایت میں یوں ہے اگر میں حکم کرتا کسی کو سجدہ کرنیکا سوا خدا کے اور کسی کے لیے
تو عورت کو حکم کرتا کہ وہ سجدہ کرے اپنے خاوند کو اور روایت کیا اسکو حاکم نے اختصار کے ساتھ انجاح الحاجۃ میں ہے کہ سجدہ
تحیت یعنے سلام کا سجدہ کرنا سوا خدا کے اور کسی کے لیے کفر نہیں ہے جیسے بعض فقہار نے خیال کیا اور اگر کفر ہوتا تو کسی شریعت
میں درست نہ ہوتا کیونکہ کفر اور شرک کسی دین میں درست نہیں ہوا البتہ حرام ہے اکثر علمار کے نزدیک کیونکہ حضرتؐ
نے اس سے منع کیا انتہے مع زیادۃ امام احمدؒ نے ام المومنین عائشہ سے حضرت مہاجرین اور انصار میں تھے اتنے میں ایک
اونٹ آیا اور سنے اسکو سجدہ کیا اصحاب نے کہا یا رسول اللہ جانور اور درخت آپکو سجدہ کرتے ہیں ہم تو زیادہ لائق ہیں کہ آپکو سجدہ
کریں آپ نے فرمایا پوجو اپنے رب کو اور عزت کرو اپنے بھائی کی اور اگر میں حکم کرتا کہ کوئی سجدہ کرے کسیکو تو بی بی کو حکم کرتا کہ وہ سجدہ کرے
اپنے خاوند کو امام احمدؒ نے قیس بن سعد سے انہوں نے کہا میں حیرہ کو آیا میں نے وہاں کے لوگوں کو دیکھا وہ سجدہ کرتے تھے
اپنے سردار کو میں نے اپنے دل میں کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو زیادہ لائق ہیں سجدہ کرنے کو پھر میں آپ کے پاس آیا اور میں نے
عرض کیا یا رسول اللہ میں حیرہ کو گیا تھا میں نے وہاں کے لوگوں کو دیکھا وہ سجدہ کرتے ہیں اپنے سردار کو تو آپ زیادہ لائق
ہیں سجدہ کرنیکے آپ نے فرمایا اگر تو میری قبر پر گذرے گا تو اسکو سجدہ کریگا میں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا تو مت کرو یعنے
زندگی میں بھی سجدہ مت کرو اگر میں حکم کرتا کسی کو کہ سجدہ کرے کسیکو تو عورتوں کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں
کیونکہ اللہ تعالے نے مردوں کا حق عورتوں پر رکھا ہے (دین خالص میں ہے ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سوا خدا کے اور
کسی کو سجدہ کرنا شرک ہے عبادت میں اور بادشاہوں کو شرک ہے عادت میں اور جن فقہانے سجدہ تحیت بادشاہوں کے
لیے جائز رکھا ہے انکا قول مردود ہے کیونکہ احادیث صریحہ کے برخلاف ہے انتہے مختصرًا) ابوداؤد نے زینب سے جو بی بی
ہیں عبداللہ بن مسعود کی کہ عبداللہ نے میری گردن میں ایک تاگہ دیکھا تو پوچھا یہ کیا ہے میں نے کہا منتر کا دھاگہ ہے انہوں
نے اوسکو کاٹ ڈالا اور کہا تم عبداللہ کی آل ہو اور بے پرواہ ہو شرک سے احمد نے ابوالطفیل سے اور مسلم نے علی رض سے

ط ابوداؤد و دارمی

حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعنت ہے اللہ کی اوسپر جو ذبح کرے سوا خدا کے اور کسی کے لیے امام احمد نے شداد بن اوس سے حضرت صلعم نے
فرمایا جو شخص نماز پڑھے دکھانیکو اوسنے شرک کیا اور جو شخص روزہ رکہے دکھانیکو اوسنے بھی شرک کیا اور جو شخص صدقہ دے دکھانیکو اوسنے
بھی شرک کیا احمد اور بیہقی نے شعب الایمان میں انہیں سے حضرت صلعم فرماتے تھے مجھے ڈر ہے اپنی امت پر شرک کا اور چھپی خواہش کا
میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپکے بعد آپکی امت شرک کریگی آپنے فرمایا ہاں لیکن وہ سورج کو نہ پوجینگے نہ چاند کو نہ پتھر کو
نہ بت کو بلکہ ریا کرینگے اپنے عملوں میں اور چھپی خواہش یہ ہے کہ صبح کو آدمی روزہ رکہے پھر کوئی شہوت پیدا ہو اور روزہ چھوڑ دے
١٠٦ امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت علی رض سے آپنے فرمایا وہ زمانہ قریب ہے جب اسلام میں کچھ باقی نہ رہیگا مگر نام اسکا رہجاویگا اور قرآن میں کچھ نہ
رہیگا مگر اسکی رسم رہجاویگی مسجدیں انکی آباد ہوں گی لیکن ویران ہونگی ہدایت سے اونکے عالم تمام جہان سے بدتر ہونگے ان میں سے فساد
نکلیگا اور انہیں میں لوٹ جاویگا امام بیہقی نے مدخل میں حضرت عائشہ سے حضرت صلعم نے فرمایا چھ آدمی ہیں جن پر میں نے لعنت کی اور لعنت کی
انپر اللہ نے اور ہر نبی نے جسکی دعا قبول ہوتی ہے ایک تو وہ جو اللہ تعالے کی کتاب میں بڑھاوے دوسرے جو تقدیر کو جھٹلاوے تیسرے وہ جو
حق زبردستی سے حکومت کرے تاکہ جسکو اللہ تعالے نے عزت دی اسکو ذلیل کرے اور جسکو ذلت دی اسکو عزت دیوے اور جو اللہ تعالے کے
حرم کو حلال کرے اور جو میری عترت (اہلبیت) کو حلال کرے (یعنے اونکے ایذا کو) جسکو اللہ نے حرام کیا اور جو میری سنت کو چھوڑ دیوے
١٠٥ ترمذی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا اخیر زمانے میں ایسے لوگ نکلینگے جو دنیا کو کماوینگے دین کا فریب دیکر اور
لوگوں کے دکہانیکو بھیڑ کی کھال پہنینگے اونکی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں ہونگی اور دل انکے بھیڑیے کیطرح ہونگے اللہ تعالے
فرماویگا کیا مجھکو دھوکا دیتے ہیں یا مجھپر دلیری کرتے ہیں میں اپنی قسم کھاتا ہوں میں ان پر انہیں میں سے ایک فتنہ بھیجونگا کہ اون میں
١٠٧ کے بردبار کو حیران کردیگا ابن جریر نے اپنی سند سے روایت کیا ابوہریرہ سے اسمیں یہ ہے کہ اللہ تعالے جل شانہ جب قیامت کا دن ہوگا
تو قیامت والوں کے پاس اوترے گا اونکا فیصلہ کرنیکے لیے اور سب گروہ گھٹنوں کے بل ہونگے تو پہلے وہ شخص بلایا جاویگا
جسنے قرآن یاد کیا اور وہ شخص جو اللہ کے راہ میں شہید ہوا اور وہ شخص جو بہت مالدار ہوگا تو اللہ تعالے قرآن والے سے کہیگا
کیا میں نے تجھے نہیں سکھلایا جو تیرے رسول پر اوتارا وہ کہیگا بیشک اے رب فرماویگا پھر تو نے کیا عمل کیا وہ کہیگا میں رات دن نمازمیں
قرآن پڑھتا تھا اللہ تعالے فرماویگا تو جھوٹا ہے اور فرشتے بھی کہیں گے تو جھوٹا ہے اور اللہ تعالے فرماویگا تو نے اسلیے یہ کیا تھا
کہ لوگ تجھے قاری کہیں تو ایسا ہو گیا پھر مالدار کا بھی یہی حال ذکر کیا اس سے کہا جاویگا تو نے اسلیے دیا کہ لوگ تجھے سخی کہیں سو
جہاد والے سے کہا جاویگا تو لڑا اسلیے کہ لوگ تجھے بہادر کہیں پھر یہ لوگ سب سے پہلے ہونگے جن سے جہنم کی آگ سلگائی جاویگی
١١١ روایت کیا اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں ابن خزیمہ نے محمود بن لبید سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان نکلے اور فرمایا اے لوگو
بچے رہو چھپے شرک سے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ چھپا شرک کیا ہے آپنے فرمایا یہ کہ آدمی کھڑا ہو اور اپنی نماز کو آراستہ کرے لوگوں کو دکھانے

کہلی ہی جیسی چیونٹی شرک ہے اور اِبن خزیمہ کی روایت مین ہے کہ شرک خفی یہ ہے کہ آدمی کہڑا ہو نماز مین پہر زیادہ کرے اپنی نماز کو کیونکہ دیکھتا ہو کہ دوسرا دیکھتا ہے ترمذی نے روایت کیا نواس بن سمعان سے اللہ تعالٰے نے سیدہی راہ کی ایک مثال بیان کی جیسے اوسکی دونون بازون پر دو گہر ہین اور ایک روایت مین دو دیوارین ہین ہر ایک مین دروازے ہین کہلی ہوئی دروازون پر پردے پڑے ہین اور ایک پکارنے والا پکارتا ہے راہ کی چوٹی سے اور ایک اوپر سے اور اللہ جل جلالہ بلاتا ہے جنت کیطرف اور جسکو چاہے ہدایت کرتا ہے سیدہی راہ کیطرف تو وہ دروازے جو راہ کے دونو بازون پر ہین اللہ کی حدین ہین اُن حدون مین کوئی نہ جاوے تاکہ پردہ اٹھے اور جو اوپر سے پکارتا ہے وہ ربّ کا واعظ ہے (یعنے عقل جو دل مین خدا نے دی ہے) رزین کی روایت مین اسکی تفسیر یون ہے ابن مسعود رضہ سے کہ راہ اسلام ہے اور دروازے محارم ہین اللہ کے اور پردے حدود ہین اللہ کے اور راہ کی چوٹی پر پکارنے والا قرآن ہے اور اوپر پکارنے والا واعظ ہے اللہ کا جو ہر مومن کے دل مین ہے اور مسلم نے روایت کیا ابو ہریرہ سے کہ اسلام غربت سے شروع ہوا ہے اور پہر ویسا غریب ہو جاویگا جیسے شروع مین تہا تو خوشی ہے غریبون کے لیے کہ اول بہی اسلام اُنہی سے شروع ہوا تہا اور ختم بہی اُنہی پر ہوگا طبرانی نے روایت کیا کہ حضرت صلعم نے فرمایا نہین قبول ہوتا ایمان بغیر عمل کے اور نہ عمل بغیر ایمان کے سیوطی نے جامع صغیر مین کہا کہ یہ حدیث حسن ہے یا اللہ ہمارا خاتمہ کر ایمان پر اور بچا ہمکو کفر اور ضلالت اور شرک سے آمین یا رب العالمین

کتاب العلم

کتاب علم کے بیان مین

باب فضل العلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم شروع کرتا ہون مین اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا

باب علم کی فضیلت مین **ف** فتح الباری مین ہے کہ اصیلی اور کریمہ کی روایت مین ایسا ہی ہے اور ابو ذر کی روایت مین بسم اللہ کتاب پر مقدم ہے اور ہم نے اسکی توجیہ کتاب الایمان مین بیان کی ہے اور مستملی کی روایت مین باب کا لفظ نہین ہے اور نہ انکے رفیق کی روایت مین کتاب العلم کا لفظ ہے اور مولف نے علم کی فضیلت شروع کی اور علم کی تعریف بیان نہین کی اسوجہ سے کہ وہ بدیہی ہے اور واضح ہے یا اسوجہ سے کہ تعریف بیان کرنا کتاب کا مقصود نہین ہے اور غزالی اور اُنکے شیخ کا یہ قول ہے کہ علم کی تعریف نہین ہو سکتی کیونکہ وہ واضح ہے یا مشکل ہے قسطلانی نے کہا علم کو مقدم کیا طہارت اور صلوۃ پر کیونکہ علم پر مدار ہے ہر چیز کا مترجم کہتا ہے کہ امام بخاری نے ایمان کے بعد علم کو رکھا اسوجہ سے کہ پہلے انسان کو ایمان لانیکا حکم ہے جب وہ ایمان لایا تو دوسرا علم سیکہنا یعنے شریعت کے احکام جاننا فرض ہوا پس علم مقدم ہے باقی احکام پر اسلیے کہ بغیر علم کے احکام کو کیونکر بجا لاویگا اور ایمان پر علم کو مقدم نہین کیا کیونکہ ایمان مبدا ہے ہر ایک خیر کا علم ہو یا عمل اور

رحی کو ایمان پر مقدم کیا کیونکہ ایمان کی معرفت اور تمام متعلقات دین کی وحی سے ہوئی ہے واللہ اعلم وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى اور بیان
ہے اللہ تعالیٰ کے فرمانیکا قسطلانی نے کہا قول کا عطف فضل العلم پر ہے یا علم پر جو کتاب العلم میں جس روایت میں باب مذکور نہیں ہے
اور دونو صورتوں میں قول کا لفظ مجرور ہوگا حافظ ابن حجر نے کہا ہم نے قول کو مرفوع دیکھا ہے اصول میں عطف ہے کتاب پر
یا جملہ مستانفہ ہے اور عینی نے اعتراض کیا کہ جملہ مستانفہ نہیں ہو سکتا اسلیے کہ وہ جواب ہے کسی سوال کا اور نہ کوئی خبر بیان کی گئی
ہے انتہی اور یہ اعتراض ساقط ہے کیونکہ حافظ صاحب نے رفع کی دو وجہیں بیان کیں اور وجہ اول ظاہر ہے اور دوسری وجہ اس
طرح سے ہو سکتی ہے کہ يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ مقولہ ہو قول کا اور قول بمعنے قال کے ہو تو تقدیر کلام یہ ہے وقال اللہ عز وجل يَرْفَعِ اللّٰهُ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ اخیر تک (ترجمہ) يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
خَبِيْرٌ بلند کریگا اللہ تعالیٰ تم میں سے ایمان والوں کے اور علم والوں کے درجے اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو **ف** حافظ ابن حجر نے کہا آیت کی
تفسیر یوں کی گئی ہے کہ مومن عالم کے درجے مومن غیر عالم سے بلند ہونگے اور درجے بلند ہونا دلالت کرتا ہے فضیلت پر کیونکہ
فضیلت کثرت ثواب اور علو درجات کا نام ہے یہ درجے دنیا میں بلند ہونگے ناموری اور نیکنامی اور شہرت سے اور آخرت
میں جنت کے عالی درجے ملیں گے تو ثابت ہو گئی آیت سے علم کی فضیلت اور صحیح مسلم میں نافع بن عبد الحارث خزاعی سے منقول ہے کہ
وہ عامل تھے حضرت عمر کے مکہ میں انسے ملے عسفان میں حضرت عمر نے پوچھا تو نے کسکو حاکم کیا وہ بولا ابن ابزی کو جو ہمارا
غلام آزاد تھا انہوں نے کہا تو نے غلام کو حاکم کیا نافع نے کہا وہ اللہ کی کتاب کو پڑھتا ہے اور فرائض کو جانتا ہے حضرت
عمر نے کہا تمہارے نبی نے فرمایا اللہ تعالیٰ بلند کریگا اس کتاب سے چند لوگوں کو اور اتار دیگا اس کتاب سے کچھ لوگوں کو اور
زید بن اسلم سے مروی ہے انہوں نے کہا نرفع درجات من نشاء میں کہ مراد علم سے درجے بلند کرنا ہے انتہی قسطلانی نے کہا
آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ تم میں سے علم دیے گئے اونکے درجے اللہ تعالیٰ بلند کریگا خاصۃً کیونکہ وہ جامع ہیں علم اور عمل کے
ابن عباس نے کہا علماء کے درجے عوام مومنین سے سات سو بلند ہونگے اور ہر ایک درجہ سے دوسرے درجہ تک پانسو برس کی راہ ہوگی
بعض شراح نے کہا ہے کہ امام بخاری نے اس باب میں صرف دو آیتوں پر اکتفا کی کیونکہ آیت حجت قاطعہ ہے اور کرمانی نے بعض علماء شام
سے نقل کیا کہ بخاری نے پہلے باب بنا لیے تھے پھر حدیثیں تدریجاً ان میں لگاتے جاتے تھے اور اس باب میں کوئی حدیث لگانیکا اتفاق
نہوا یا تو اسوجہ سے کہ کوئی حدیث اس باب میں انکو اپنی شرط کے موافق نہ ملی یا کسی اور وجہ سے اور بعض علماء عراق سے نقل کیا کہ امام
بخاری نے یہ ترجمہ باب قائم کیا اور یہیں کوئی حدیث ذکر نہیں کی تاکہ یہ معلوم ہو کہ اس باب میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی انتہے وَقَوْلِهٖ
رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سے کہو اے مالک میرے مجھکو زیادہ علم دے **ف** اور اس سے علم کی فضیلت نکلی
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو تعلیم فرمائی کہ علم کے زیادہ ہونے کے لیے دعا کریں اور مراد علم سے علم شرعی ہے جس سے پہچان ہو ان چیزوں کی

جو واجب ہین ہر مکلف پر عبادات اور معاملات مین اور علم اللہ تعالے کا اور اوسکے صفات کا اور تنزیہ اوسکی نقائص اور عیوب سے اور مدار اس علم
کا تفسیر اور حدیث اور فقہ پر ہے اور یہ کتاب یعنے صحیح بخاری ان تینون پر شامل ہے رضی اللہ تعالے اوسکے مؤلف سے اور ہمارے مددگار
اسکی شرح کرنے مین اپنے فضل اور کرم سے اور علم کی فضیلت مین بہت احادیث وارد ہین لیکن صحیح مسلم مین ابوہریرہ کی حدیث لائے
ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص راہ ڈھونڈہے علم حاصل کرنیکے لیے اللہ تعالے جنت کی راہ اوسکے لیے آسان کردیگا اور امام بخاری
اس حدیث کو نہین لائے کیونکہ اسمین اختلاف ہے اعمش پر اور راجح یہ ہے کہ اعمش اور ابو صالح مین اس حدیث مین ایک واسطہ ہے قسطلانی
نے کہا اگر علم کی فضیلت مین صرف یہ آیت ہوتی شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ جسمین اللہ تعالے نے پہلے
اپنا نام لیا پہر ملائکہ کا پہر علم والونکا تو کافی تہا اور علماء وارث ہین انبیاء کے اور جب نبوت سے زیادہ کوئی رتبہ نہین تو وراثت
نبوت سے بھی بڑہکر کوئی شرف نہ ہوگا البتہ علم کی غایت عمل ہے کیونکہ وہ ثمرہ ہے علم کا اور فائدہ ہے عمر کا اور توشہ ہے آخرت کا اور
جس شخص نے اوسکو حاصل کیا وہ کامیاب ہوا اور جسنے نہ حاصل کیا وہ ٹوٹے مین پڑا تو علم افضل ہے عمل سے کیونکہ بغیر علم کے عمل کو
عمل نہین کہتے ہین اور وہ رد اور باطل ہے اور علم کی کئی قسمین ہین ایک تو علم ظاہر یعنے علم شرع وہ تفسیر اور فقہ اور حدیث ہے اور
شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے علم نحو اور اصول فقہ کو ان بدعتون مین سے قرار دیا ہے جو واجب ہین اور ایک علم باطن ہے اور
وہ دو قسم ہے پہلی علم معاملہ اور وہ فرض عین ہے علماء آخرت کے فتوی سے اور اس سے غافل رہنے والا ہلاک ہوگا آخرت مین
مالک الملوک کے قہر سے جیسے اعمال ظاہرہ مین جو کوتاہی کرے وہ ہلاک ہوتا ہے سلاطین دنیا کی تلوار سے فقہاء دنیا کے حکم پر
اور حقیقت اس علم کی غور کرنا ہے تصفیہ قلب مین اور تہذیب نفس کی اخلاق ذمیمہ سے بچنے کی ساتہہ جنکی شرع مین
مذمت وارد ہے جیسے ریا عجب مذمت اور محبت جاہ اور افتخار اور طمع اور موصوف ہونا اخلاق حمیدہ سے جیسے اخلاص اور شکر اور
صبر اور زہد اور تقوے اور قناعت ہے علم بلا عمل وسیلہ ہے بغیر غایت کے اور عمل بلا علم جنایت اور قصور ہے اور علم وعمل دونو بغیر
ورع کے کلفت ہی بلا اجرت تو سب کا ہونا ہین مقدم زہد اور استقامت ہی تاکہ علم اور عمل دونو سے فائدہ اٹہادی اور دوسری
قسم علم مکاشفہ وہ ایک نور ہے جو قلب مین ظاہر ہوتا ہے تزکیہ کے بعد اور اوسکے وجہ سے مجمل امور مفصل ہوجاتے ہین اور اللہ کی
معرفت اور اسماء اور صفات اور کتب اور رسل کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور اسرار خفیہ سے پردے اوٹہہ جاتے ہین تو سمجھ لے اور
تسلیم کرنا کہ سلامت ہے تو ادرست ہو منکرون مین سے تاکہ ہلاک ہو ہلاک ہونیوالون کے ساتہہ بعضے عارفین نے کہا ہے جسکو اس علم
سے کچہہ حاصل نہ ہوا اوسکے سوء خاتمہ کا ڈر ہے اور ادنے حصہ یہ ہے کہ اس علم کی تصدیق کرے اور اسکو تسلیم کرے واللہ اعلم تمام

ہوا کلام قسطلانی کا **بَابُ** مَنْ سُئِلَ عِلْمًا وَهُوَ مُشْتَغِلٌ فِيْ حَدِيْثِهٖ فَاَتَمَّ الْحَدِيْثَ ثُمَّ اَجَابَ السَّائِلَ
باب بیان مین اس بات کی کہ جب کسی سے کوئی علم کی بات پوچھی جاوے اور وہ دوسری بات مین مصروف ہو پہر اپنی بات تمام کرکے سائل کو

کو جواب دیے حدثنا محمد بن سنان قال حدثنا فليح ح قال وحدثني ابراهيم بن المنذر قال حدثنا
محمد بن فليح قال حدثني ابي قال حدثني هلال بن علي عن عطاء بن يسار عن ابي هريرة قال بينما النبي صلى
الله عليه وسلم في مجلس يحدث القوم جاءه اعرابي فقال متى الساعة فمضى رسول الله صلى الله عليه وسلم يحدث
فقال بعض القوم سمع ما قال فكره ما قال وقال بعضهم بل لم يسمع حتى اذا قضى حديثه قال اين اراه السائل
عن الساعة قال ها انا يا رسول الله قال فاذا ضيعت الامانة فانتظر الساعة فقال كيف اضاعتها قال
اذا وسد الامر الى غير اهله فانتظر الساعة ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے محمد بن سنان ابو بکر بصری نے انہون نے کہا حدیث
بیان کی ہم سے فلیح نے (اونکا نام عبد الملک ہے اور کنیت انکی ابو یحیی ہے اور فلیح لقب ہے) ح امام بخاری نے کہا اور حدیث بیان
کی مجھ سے ابراہیم بن منذر ادنی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن فلیح نے انہون نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے میرے باپ فلیح نے ف
تو پہلی سند مین امام بخاری اور فلیح کے درمیان ایک واسطہ ہے اور دوسری سند مین دو واسطے ہین ت انہون نے کہا حدیث بیان
کی مجھ سے ہلال بن علی نے (اونکو ہلال بن ابی میمونہ اور ہلال بن ابی ہلال اور ہلال بن اسامہ بھی کہتے ہین اور اسامہ اونکے دادا
کا نام ہے اور بعضون نے یہ چار شخص سمجھے ہین حالانکہ یہ چارون نام ایک ہی شخص کے ہین) اونہون نے روایت کی عطاء بن یسار
(میمونہ بنت حارث کے مولی) سے انہون نے ابو ہریرہ (عبد الرحمن بن صخر) سے اونہون نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک مجلس مین
بیٹھے ہوے لوگون سے باتین کر رہے تھے اتنے مین ایک گنوار آپکے پاس آیا (اوسکا نام معلوم نہین ہوا لیکن بردی نے ابو العالیہ سے نقل کیا کہ اس
کا نام رفیع تھا) اور کہنے لگا قیامت کب ہے آپ باتین کرتے رہے (لوگون سے جیسے کرتے تھے اور گنوار کی بات کا جواب نہ دیا) بعض لوگون نے
کہا آپ نے گنوار کی بات سنی لیکن آپکو اوسکا کہنا برا معلوم ہوا اور بعضون نے کہا نہین سنی جب آپ اپنی باتین کر چکے تو مین سمجھتا ہون
آپ نے فرمایا کہان ہے قیامت کو پوچھنے والا ف آپ نے اوسی وقت گنوار کو جواب نہ دیا شاید آپ نے وحی کا انتظار کیا یا آپ دوسرے
سائل کے جواب مین مشغول ہونگے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم کو جواب دینے مین ترتیب کی رعایت بہتر ہے (قسطلانی) مترجم
کہتا ہے شاید فورا جواب نہ دینے کی یہ وجہ ہوگی کہ آپ دوسرے ضروری ملکی باتون مین مصروف ہونگے اور انکے بیان کرنے مین اس سوال
کے جواب دینے سے زیادہ فائدہ ہوگا کیونکہ گنوار کا سوال کوئی ضروری نہ تھا قیامت کے وقت سے کوئی مذہبی غرض متعلق نہین ہے
اور نہ ٹھیک وقت قیامت کا کسی کو معلوم ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ آپ نے جواب مین دیر کی ہو اس وجہ سے کہ لوگ پہچان لین کہ یہ سوال
بے موقع اور فضول ہے بعد اسکے آپ نے جواب دیا تاکہ گنوار کو رنج نہ ہو اور ایسا ہو گویا بالکل جواب نہ دینے سے وہ کچھ اور سمجھے اور اسکے ایمان مین
خلل واقع ہو ت وہ گنوار بولا مین ہون یا رسول اللہ آپ نے فرمایا جب امانت ضائع ہو جاوے تو قیامت کا منتظر رہ یعنی
ایسے وقت سے قیامت قریب ہے اوس گنوار نے عرض کیا امانت کیونکر ضائع ہوگی آپ نے فرمایا جب حکومت نالائق کو دی جاوے

ف یعنی قضات اور امارت اور قضا اور افتا کی خدمات نالائقون کو ملین اور جو لوگ انکے مستحق ہون یعنی صاحب علم اور فضیلت
اور صاحب عقل اور رائے وہ محروم رہین یا امانت کا ضائع ہونا ہے کیونکہ دنیا کی حکومت اور سرداری خدا کی امانت ہے اُسکے بندونکے پاس
پس جب بندے کو خدا نے یہ امانت دی ہو اُسکا کام ہے کہ خدا کے حکم کے موجب اس امانت مین عمل کرے اور اُسکے حکم کے خلاف امانت مین
خیانت کرے اور نالائقون کو منصب دینا اور لائقون کو محروم رکھنا گویا امانت مین خیانت کرنا ہے یہ امر اگرچہ دنیا کی اکثر
سلطنتون مین جاری ہے پر کافرون کی حکومتین مین اتنی خیانت نہین ہے جتنی اہل اسلام کی حکومتون مین ہے اول تو اس
زمانہ مین اسلام کی حکومت بہت کم رہ گئی ہے اور جو ہے بھی اس آفت کی وجہ سے روز بروز زوال و تباہ ہوتی جاتی ہے مین نے بچشم خود اسلامی
سلطنت مین دیکھا کہ قضا کی خدمات پر وہ لوگ مقرر ہین جو عربی زبان کی صرف و نحو بھی اچھی طرح سے نہین جانتے اور عدالت شرعی
اور تقوی اور پرہیزگاری کی ایک خصلت بھی اُن مین نہین ہے بلکہ عامہ خلائق سے بھی زیادہ فاسق اور فاجر اور بدکار ہین خیر
تو ملکی خدمات ہین اب یہی محض دینی خدمات جیسے محتسب اور خطیب اور امام وغیرہ یہ بھی وہ لوگ ہین جو علم شرع سے بالکل بے بہرہ
اور الف کے نام با لا نہین جانتے اور بے علمی کے سوا ڈاڑھی منڈے فاسق اور فاجر بھی ہین اکثر مسجدون مین مین نے بچشم
خود دیکھا کہ بڑے بڑے عالم اور مولوی موجود ہین لیکن اُن کے ہوتے ہوئے ایک اُمی جاہل اَن پڑھ کو امام بناتے ہین جو قرآن بھی غلط
پڑھتا ہے اور خطبہ بھی غلط پڑھتا ہے لاحول ولاقوۃ معلوم نہین مسلمانون کی عقل کہان تشریف لے گئی ہے اللہ رحم کرے (مترجم)
ت تو قیامت کا منتظر رہ ف قسطلانی نے کہا ابن بطال نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ حاکم اللہ تعالے کے امین ہین
اُسکے بندون پر اور انکو اخلاص اور ایمانداری لازم ہے اور جب وہ حکومت نالائقون کو دین یعنی ہبہ دین کو تو انہون نے خدا کی امانتون
کو ضائع کیا اور اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہانتک کہ خائن (چھوٹے) امین نہین گنے گئے اور یہ اُس وقت ہوگا
جب جہال کا غلبہ ہوگا اور اہل حق ضعیف ہون گے حق کی مدد کرنے سے اور اس سے یہ بھی نکلا کہ سائل کی تعظیم کرنا واجب ہے جب تو آپ
نے پوچھا سائل کہان ہے اور یہ بھی نکلا کہ اگر شاگرد کی سمجھ مین کوئی بات نہ آوے تو اسکو دوبارہ استاد سے پوچھ سکتا ہے
جیسے اُس گنوار نے پوچھا امانت کیونکر ضائع ہوگی اور مصنف نے اس حدیث کو رقاق مین مختصراً نکالا اور یہ حدیث اُن
حدیثون مین سے ہے جنکو سوا امام بخاری کے اور صحاح ستہ والون مین سے کسی نے نہین نکالا فتح الباری مین ہے کہ حاصل
اس باب کا بیان کرنا ہے عالم اور متعلم کے ادب کا عالم کا ادب یہ ہے کہ متعلم پر خفا نہ ہو بلکہ اپنا کام جو کر رہا ہو وہ کرتا جاوے جب
اُس سے فراغت ہو تو اسکو جواب دیوے جیسے آپ نے کیا اور گنوار پر نرمی کی اور خفا نہین ہوئے بے موقع سوال کرنے پر اور متعلم کا
ادب یہ ہے کہ جب عالم دوسرے کسی کام مین مشغول ہو تو اُس وقت سوال نہ کرے کیونکہ یہ ہے جتنی سوال کیا وہ پہلے جواب پانیکا استحقاق
رکھتا ہے اور اسی سے سبق لینے کا حکم سمجھا جاوے گا یعنی جو شاگرد پہلے آوے اُسکو پہلے سبق دیا جاوے اور یہی حکم ہے فتاوی اور حکام کا

حدیث مین اشارہ ہے کہ علم اول سوال اور جواب ہے اور ابن مسعود کی کہا گیا ہے کہ حسن سوال نصف علم ہے اور اس قصہ کے ظاہر سے دلیل لی ہے
مالک اور احمد وغیرہم نے کہ خطبہ کسی سائل کے سوال سے قطع نکرنا چاہیے بلکہ جب خطبہ سے فارغ ہو اوسوقت جواب دیوے اور جمہور نے اسمین
تفصیل کی ہے کہ اگر سوال اثنائے واجبات خطبہ مین ہو تو جواب مین دیر کرے اور اگر غیر واجبات مین ہو تو پہلے جواب دیوے اور اوسنے
تفصیل یہ کی ہے کہ اگر سوال دین کے ضروریات سے ہو تو جواب دینا پہلے مستحب ہے پہر خطبہ پورا کرے اسیطرح خطبہ اور نماز کے بیچ مین
اور جو ضروریات مین سے نہو تو جواب مین تاخیر کرے اسیطرح اثنائے واجبات مین بھی بعضے وقت پہلے جواب دینے کی ضرورت ہوتی
ہے تو اگر جواب دیوے تو خطبہ پہر سے شروع کرے یہی صحیح ہے اور یہ سب احادیث مختلفہ سے ماخوذ ہے جو اس باب مین وارد ہوئین اگر سوال
اس قسم کا ہو کہ اوسکا جواب جاننا ضرور نہو تو تاخیر کرے جیسے اس حدیث مین خاصکر اوس صورت مین جبتک سوال اوسنے ہو اور اسکی
نظیر دوسری حدیث مین موجود ہے کہ ایک شخص نے قیامت کو پوچھا اور نماز کی تکبیر ہو چکی تہی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے
تو فرمایا کہان ہے پوچھنے والا پہر جواب دیا اوسکو اور اگر سائل کو فی الفور جواب حاصل کرنیکی ضرورت ہو تو پہلے جواب دیوے جیسے ابو
رفاعہ کی حدیث مین ہے امام مسلم کے پاس کہ آپ خطبہ پڑہتے تہے ایک شخص مسافر آیا جسکو دین معلوم نہ تہا وہ دین کو پوچھنے لگا آپ
نے خطبہ چہوڑ دیا اور ایک کرسی لائی گئی آپ اوسپر بیٹہے پہر اوسکو دین سکھلانے لگے بعد اوسکے خطبہ کیجگہ پر آئے اور اوسکو پورا
کیا اور سمرہ کی حدیث مین ہے امام احمد کے پاس ایک گنوار نے آپ سے گہر پہوڑ (گوہ) کو پوچھا اور صحیحین مین ہے سالم کے قصہ
مین جب وہ مسجد مین آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑہ رہے تہے آپ نے فرمایا کیا تو نے دو رکعتین پڑہین اخیر حدیث تک اور اسکا
بیان قریب جمعہ کے باب مین آویگا اور حدیث انس مین ہے کہ نماز کی تکبیر ہو جاتی تہی پہر ایک شخص آتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
باتین کرتا یہانتک کہ بعض وقت بعض لوگ اونگہنے لگتے پہر آپ نماز شروع کرتے اور بعض روایتون مین یہ امر خطبہ اور نماز کے درمیان
منقول ہے ۔ اور فلیح بالتصغیر جو اس حدیث کے اسناد مین ہے وہ سلیمان کا بیٹا ہے کنیت اوسکی ابو یحییٰ ہے مدینہ کا رہنے والا امام
مالک کے طبقہ کا ہے اور وہ سچا ہے اوسمین کلام کیا ہے بعض اماموں نے اوسکی حافظے مین اور بخاری نے اسکی حدیث احکام
مین نہین نکالی مگر بتابعت کے طور پر اور مواعظ اور آداب مین اوسکی روایت نکالی ہے منفردًا اور یہ اسی قسم مین سے ہے اور پہلے
امام بخاری نے اس حدیث کو بسند عالی فلیح سے روایت کیا بواسطہ محمد بن سنان کے پہر بسند نازل بیان کیا محمد بن فلیح اور ابراہیم
بن منذر دو واسطون سے کیونکہ انہون نے کتاب الرقاق مین اس حدیث کو صرف محمد بن سنان کے واسطے سے بیان کیا ہے تو یہان
دوسرا طریق بہی بیان کیا اور لوگون کو تردد اسلیے ہوا کہ آپ نے اوسکی سوال کیطرف توجہ نکی دوسرے یہ کہ آپ اس سوال کو مکروہ
بہی جانتے تہے اور معلوم ہو گیا کہ جواب نہ دینے کی یہی دو سبب نہین ہین بلکہ احتمال ہے جواب مین تاخیر کی اس بات کو پورا کرنے کیلیے
جسمین مصروف تہے پہلے آپ نے وحی کا انتظار کیا اور یہ جو کہا مین سمجہتا ہون آپ نے فرمایا یہ شک ہے محمد بن فلیح کا اور حسن بن سفیان نے

اوسکو عثمان بن ابی شیبہ سے روایت کیا اونسے یونس بن محمد سے اونسے فلیح سے اوسمین صاف یہ لفظ ہے کہان ہے سائل اونسکا
نہین ہے اور مناسبت اس حدیث کی کتاب العلم سے یہ ہے کہ نالائقون کو کام ملنا اوسی وقت ہوگا جب جہل کا غلبہ ہوگا علم اوٹھ جاویگا اور
یہہ قیامت کی نشانیون مین سے ہے اسکا مقتضی یہ ہے کہ جب تک علم قائم رہیگا اسوقت تک قیامت نہین آویگی اور گویا موءلف
نے اشارہ کیا کہ علم اکابر علما سے حاصل کرنا چاہیے اور اشارہ کیا ابو امیہ جمحی کی حدیث کیطرف کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
قیامت کی نشانیون مین یہ ہے کہ علم چھوٹے اور ادنے درجہ کے لوگون سے لیا جاویگا اور باقی کلام اس حدیث پر اگر خدا چاہے
تو کتاب الرقاق مین آویگا (فتح الباری) **باب** مَنْ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْعِلْمِ جو شخص علم کی بات پکار کر کہے اسکا بیان

حَدَّثَنَا ابو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا ابُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ
تَخَلَّفَ عَنَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفْرَةٍ سَافَرْنَاهَا فَاَدْرَكَنَا وَقَدْ اَرْهَقَتْنَا الصَّلٰوةُ وَنَحْنُ نَتَوَضَّأُ
فَجَعَلْنَا نَمْسَحُ عَلٰى اَرْجُلِنَا فَنَادٰى بِاَعْلٰى صَوْتِهٖ وَيْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا **ترجمہ** حدیث بیان
کی ہمسے ابو النعمان (عارم بن فضل) نے (عارم انکا لقب ہے اور محمد سدوسی انکا نام ہے اور بعض روایتون مین عارم بن
فضل اصل کتاب مین مذکور ہے لیکن ابن عساکر اور اصیلی اور ابو ذر کی روایت مین مذکور نہین ہے) انہون نے کہا حدیث بیان
کی ہمسے ابو عوانہ (وضاح یشکری) نے انہون نے روایت کی ابو بشر سے (اونکا نام جعفر بن ایاس یشکری ہے اور عرف ابن
وحشیہ واسطی ہے) اونہون نے یوسف بن ماہک سے (ماہک تصغیر ہے فارسی ماہ کی ماہ کہتے ہین چاند کو اور دارقطنی نے کہا ماہک
اونکی مان کا نام ہے اور اکثر علما کہتے ہین کہ اونکی ماں کا نام مسیکہ تہا وہ بیٹی تہین بہز کی) اونہون نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص
سے اونہون نے کہا ایک سفر مین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پیچھے رہگئے (وہ سفر مکہ سے مدینہ کو تہا جیسے مسلم کی روایت
مین ہے) پہر آپ ہمسے ملگئے اوسوقت نماز کا وقت آگیا تہا ہم وضو کرتے تہے تو ہمنے اپنے پاؤن پر مسح شروع کیا یعنی
مسح کیطرح ہلکا دہونے لگے کہ سوکہی داغ رہگئے) آپنے پکار کر اپنی بلند آواز سے فرمایا خرابی ہے ایڑیون کی انگار سے
دو بار فرمایا یا تین بار فرمایا یعنی خرابی ہے ایڑیون والون کی جو دہونے مین کوتاہی کرتے ہین اس حدیث سے رد ہوتا
ہے شیعہ کا جو وضو مین مسح کو کافی سمجھتے ہین پاؤن کے اور دہونا پاؤن کا واجب نہین کہتے فتح الباری مین ہے مصنف
نے ترجمہ باب پر استدلال کیا آپ کے پکار کر فرمانے سے خرابی ہے ایڑیون کی اور جہان حاجت ہو پکارنے کی بسبب بعید کے یا کثرت
جماعت کے وہین یہ استدلال پورا ہوتا ہے اور وعظ مین بہی پکارنا اسکی مثل ہے جابر کی حدیث مین ہے جب آپ خطبہ پڑہتے
اور قیامت کا ذکر کرتے تو آپکا غصہ سخت ہوتا آواز بلند ہوتی روایت کیا اسکو مسلم نے اور احمد کی روایت مین زیادہ ہے نعمان
کی حدیث سے کہ اگر کوئی آدمی بازار مین ہوتا وہ بہی سن لیتا اور اس سے استدلال کیا ہے کہ دو بار یا تین بار ایک بات کو کہنا درست ہے

حاضرین کے سمجھانے کے لیے اور احادیث کے مباحث کتاب الوضوء مین مذکور ہونگے انشاء اللہ تعالیٰ۔ ابن منیر نے کہا اس باب
مین اشارہ ہے مولف کی طرف سے کہ انہون نے اس کتاب کے جمع کرنے مین انتہا کی کوشش کی ہے اور ایسا ہی کیا ہے انہون نے
اللہ تعالیٰ اونپر رحم کرے (فتح الباری) **باب** قَوْلِ الْمُحَدِّثِ حَدَّثَنَا وَاَخْبَرَنَا وَاَنْبَانَا باب بیان مین محدث کے
کہنے کے حدیث بیان کی ہمسے خبر دی ہمکو یا خبر دی ہمکو **ف** قسطلانی نے کہا اصیلی کی روایت مین انبانا ہے بجائے اخبرنا کے اور کریمہ کی روایت
مین انبانا نہین ہے اور اصیلی کی روایت مین اخبرنا نہین ہے اور ابوذر کی روایت مین تینون لفظ موجود ہین انبانا اور اخبرنا
کے معنے ایک ہین یعنی خبر دی ہمکو اسلیے ترجمہ مین اسکو مکرر لکھا ہے فتح الباری مین ہے ابن رشید نے کہا اس ترجمہ باب سے یہ غرض
ہے کہ اوسکی کتاب مین سب حدیثین مسندات ہین مرویات ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مین کہتا ہون مراد انکی یہ ہے
کہ آیا ان الفاظ کے معنے ایک ہین یا جدا جدا ہین اور ابن عیینہ کا قول لانے سے یہ نکلتا ہے کہ اونکا مختار یہی ہے
کہ ان لفظون کے معانی ایک ہین وَقَالَ لَنَا الْحُمَيْدِيُّ كَانَ عِنْدَ ابْنِ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا وَاَخْبَرَنَا وَاَنْبَانَا وَسَمِعْتُ
وَاحِدًا اور کہا ہمسے ابوبکر بن عبداللہ بن زبیر مکی حمیدی نے (سفیان) بن عیینہ کے نزدیک حدثنا اور اخبرنا اور انبانا
اور سمعت ایک ہی تھے **ف** یعنی سب لفظون کا معنے و مطلب ایک ہے یہ اصیلی اور کریمہ کی روایت ہے یعنے قال لنا تو یہ روایت
حمیدی سے متصل ہے ایسا ہی فرق کیا اوسکو ابونعیم نے مستخرج مین قسطلانی نے کہا جعفر بن حمدان نیسابوری نے کہا جب
بخاری قال لی فلان کہتے ہین تو مراد عرض و مناولہ ہے غرض مولف کا مذہب یہ ہے کہ ان چارون لفظون مین کوئی
فرق نہین اور یہی مختار ہے ان کے نزدیک کیونکہ اونہون نے اپنے استاد حمیدی سے ایسا ہی نقل کیا اور اسکے خلاف
کوئی قول بیان نہین کیا اور یہی مروی ہے مالک اور حسن بصری اور یحییٰ بن سعید قطان اور اکثر اہل کوفہ اور اہل حجاز
سے اور اسمعیل بن ابی اویس نے امام مالک سے روایت کیا انسے پوچھا گیا ایک حدیث کو یہ سماع ہے انہون نے کہا حدیث
بعضی سماع سے نقل کیجاتی ہے بعضی عرض سے اور ہمارے نزدیک عرض سماع سے کم نہین ہے قاضی عیاض نے کہا اس مین
اختلاف نہین ہے کہ جو شخص شیخ کا لفظ سنے وہ کہے حدثنا یا اخبرنا یا انبانا یا سمعتہ یقول قال لنا فلان یا ذکر لنا فلان اور اسطرف
مائل ہوئے طحاوی اور صحیح کہا اس مذہب کو ابن حاجب نے اور نقل کیا انہون نے اور علماء نے کہ یہی مذہب ہے ائمہ اربعہ کا اور بعضون نے
کہا یہ لفظ مطلقاً اوسوقت کہنا چاہیئن جب شیخ نے حدیث کو پڑھا ہو اور جو کسی نے شیخ کے سامنے پڑھا ہو تو انکی
تقیید ضروری ہے اور یہ مذہب ہے اسحق بن راہویہ اور نسائی اور ابن حبان اور ابن منده وغیرہم کا اور باقی علماء فرق
کرتے ہین وہ کہتے ہین اگر شیخ کی زبان سے حدیث سنی تو حدثنا یا سمعت کہنا چاہیے اور جو شیخ کو سنائی تو اخبرنا کہنا چاہیے
اور احتیاط اسمین ہے کہ صورت واقعہ کو صاف بیان کردے اگر خود پڑھکر سنائی ہو تو یون کہے قرأت علی فلان یا اخبرنا بقرأتی

علیہ اور جو دوسرے نے پڑھکر شیخ کو سنائی ہو اور اُسنے سنی ہو تو یون کہے قُرِئَ عَلٰى فُلَانٍ وَاَنَا اَسْمَعُ یا اَخْبَرَنَا فُلَانٌ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا
اَسْمَعُ اور اَنْبَانَا اور اسیطرح ثنا یا نا بالتسند اُس اجازت کے لیے کہتے ہین جو شیخ اپنے سنا کسی کو دیتا ہے اور یہ مذہب ہے ابن
جریج اور اوزاعی اور ابن وہب اور اکثر اہل مشرق کا پہر اونکے اتباع نے اور تفصیل کی ہے وہ کہتے ہین جسنے اکیلے شیخ سے حدیث
سنی ہو وہ حدثنی کہے اور جسنے جماعت مین سنی ہو وہ حدثنا کہے اور جسنے اکیلے شیخ کو پڑھکر سنائی ہو وہ اخبرنی کہے
اور جسنے ایک جماعت مین غیر کی قراءت سنی ہو وہ اخبرنا کہے اور قال لنا یا قال لی یا ذکر لنا یا ذکر لی ان باتون کے لیے کہے
جو مذاکرہ کے وقت سنے اور ابن مندہ نے جزم کیا کہ یہ لفظ اجازت کے لیے ہین اور ایسا ہی ابو یعقوب حافظ نے اور ابو جعفر بن
احمد نے کہا یہ عرض و مناولہ ہے فتح المغیث مین ہے بر تقدیر تسلیم اسکا بہی حکم اتصال کا ہے جمہور کی رائے کی موافق
لیکن رد ہوتا ہے اس امر سے کہ امام بخاری نے اپنی صحیح کے کتاب الصوم مین ابو ہریرہ کی یہ حدیث اذا نسی احدکم فاکل
او شرب عبدان ہی سے روایت کی بہ لفظ حدثنا عبدان اور اسی حدیث کو تاریخ مین یون روایت کی قال لی عبدان
اور ایک حدیث کو تفسیر مین ابراہیم بن موسے سے بلفظ حدثنا روایت کیا پہر ایمان و نذور مین قال لی ابراہیم بن موسی
کہا اور ہمارے شیخ نے یون تحقیق کی ہے کہ لفظ یہ صیغہ یعنے قال لی امام بخاری وہان کہتے ہین جہان متن یا سند انکی
شرط پر نہو اور اسکو متابعات اور شواہد مین لاتے ہین اور ضرور ہے اس اصطلاح کا یاد رکہنا تاکہ سماع اجازت سے ملتبس
نہو جاوے اسفراینی نے کہا جو اور کوئی پڑہے اور یہ سنے تو اسکو حدثنا کہنا درست نہین اور جو شیخ سے سنے تو اخبرنا کہنا جائز
نہین کیونکہ دونون مین فرق ہے اور جو شخص اسکا خیال نہ رکہے وہ اہل تدلیس مین سے ہے انتہی حافظ ابن حجر نے کہا یہ فرق
مستحسن ہے واجب نہین ہے اونکی غرض تمیز ہے احوال تحمل مین اور بعضون نے گمان کیا ہے کہ یہ فرق واجب ہے تو اسپر
لا طائل حجتین قائم کی ہین البتہ متاخرین کو اس اصطلاح کی رعایت کی احتیاج ہے تاکہ سماع اور اجازت مین فرق رہے
پس متقدمین کے تمام الفاظ محمول ہین سماع پر اور متاخرین مین فرق ہے انتہی وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ عبد اللہ بن مسعود نے کہا حدیث بیان کی ہمسے رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور وہ سچے ہین سچ فرماتے ہین اللہ کی نسبت لوگون کی نسبت **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہ تعلیق
ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جسکو مولف نے وصل کیا کتاب القدر مین اور وہین شرح کیجاویگی انشاء اللہ تعالے وَقَالَ شَقِيْقٌ
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَةً كذا شقیق نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کیا یعنے ابو وائل
نے مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک بات سنی **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہ تعلیق بہی موصولا کتاب الجنائز
مین مولف نے بیان کی وَقَالَ حُذَيْفَةُ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَيْنِ اور حذیفہ بن یمان

(صحابی مشہور) نے کہا حدیث بیان کی ہمسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو حدیثین **ف** فتح الباری مین ہے کہ یہ تعلیق
بھی موصولاً کتاب الرقاق مین آویگی اور مراد امام بخاری کی ان تینون تعلیقون کے لانیسے یہ ہے کہ صحابی نے کبھی حدثنا کہا کبھی
سمعت کہا تو معلوم ہوا کہ صحابہ کے نزدیک حدثنا اور سمعت مین کوئی فرق نہ تہا وَقَالَ اَبُو الْعَالِیَۃِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا یَرْوِیْ عَنْ رَبِّہٖ وَقَالَ اَنَسٌ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرْوِیْہِ عَنْ رَبِّہٖ وَقَالَ

اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرْوِیْہِ عَنْ رَبِّکُمْ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی ابو العالیہ نے عن ابن عباس عن
النبی صلے اللہ علیہ وسلم عن ربہ روایت کیا اور انس نے عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم عن ربہ اور ابو ہریرہ نے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
عن ربکم تبارک وتعالی **ف** ان تینون روایتون کو مؤلف نے کتاب التوحید مین وصل کیا اور یہان انکے ذکر سے غرض
ہے کہ حدیث معنعن یعنے جسمین عن عن کے ساتھہ روایت ہو سماع پر محمول ہے جب لاقات ثابت ہو جاوے اگرچہ ایک ہی بار
ہوا صرف ہمعصر ہونا کافی نہین ہے جیسے امام مسلم کا قول ہے (فتح الباری) قسطلانی مین ہے ابو العالیہ کا نام رفیع
بن مہران ہے وہ حضرت کی وفات کے دو برس بعد مسلمان ہوگئے اور ۹۰ھ مین انہون نے انتقال کیا اور عینی نے کہا وہ
براء ہین نام اونکا زیاد بن فیروز قرشی ہے حافظ ابن حجر نے کہا یہ عینی کی غلطی ہے کسلیے کہ یہ حدیث معروف ہے ریاحی کی
روایت سے اور وہ رفیع بن مہران ہی ہے نہ اور کسی کی روایت سے اور عینی نے کہا کہ دونو ابن عباس سے روایت کرتے ہین پہر
یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ ابو العالیہ ریاحی ہین اور براء نہین ہین حافظ ابن حجر نے انتقاض الاعتراض مین عینی کا جواب دیا کہ
مؤلف نے خود اس روایت کو توحید مین وصل کیا ہے اور اگر عینی اس مقام کو دیکھتے تو اسپر دلیل نہ مانگتے اس سے عینی کے اعتراض
کا حال حافظ ابن حجر پر جو علم حدیث و معرفت رجال مین بے نظیر تھے معلوم ہوا اور اسیطرح جتنے اعتراضات عینی نے اپنی
شرح مین حافظ ابن حجر پر کیے ہین اکثر اونمین کے خود مخدوش اور مجروح ہین اور حافظ ابن حجر نے اونکا جواب انتقاض
الاعتراض مین بخوبی دیا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ عینی حنفی مذہب کے فقیہ ہین لیکن علم حدیث اور رجال مین حافظ ابن حجر کے
ہم پلہ نہین ہین اسیطرح عربیت اور ادب مین بھی عینی کو حافظ صاحب سے کچھہ نسبت نہ تھی چنانچہ جب حافظ صاحب نے چند
اشعار عربی عینی کی توصیف مین لکھکر اونکے پاس بہیجدیے تو عینی اوسکا جواب لکھنے سے عاجز ہوگئے اور کچھہ روپیہ ایک
شاعر کو دیکر حافظ صاحب کی ہجو لکھوائی اور ہم انشاء اللہ تعالی اس ترجمہ مین عینی کی تحقیقات کا مختصر طور سے ذکر کرینگے
اور اپنے زعم مین جو انہون نے امام بخاری اور اہلحدیث کے مذہب کی تضعیف اور حنفیہ کے مذہب کو قوت دی ہے
اوسکا حال لکھینگے مین نے اپنے استاد مولانا بشیر الدین صاحب قنوجی قدس اللہ روحہ ونور ضریحہ سے سنا فرماتے تھے
کہ عینی مین اتنا مادہ نہ تہا کہ صحیح بخاری کی ایسی شرح لکہتے مگر جب حافظ ابن حجر نے فتح الباری شروع کی تو عینی کو بہی خیال

پیدا ہوا وہ کیا کرتے کہ اپنی بی بی کی معرفت یا کسی اور کے ذریعہ سے جو اجزا فتح الباری کو حافظ صاحب روز لکھا کرتے چرا منگواتے
اور انکو دیکھ کر اپنی شرح میں وہ تمام مطالب معہ شے زائد درج کرتے اور حافظ صاحب کا اعتراضات بھی جڑتے مگر چند روز
میں یہ حال کھل گیا اور حافظ صاحب نے اپنی اجزا کی حفاظت کا انتظام کیا اوس روز سے عینی کو بہت دشواری ہوئی چنانچہ
اوسکے بعد جو شرح عینی نے لکھی وہ اسقدر زور اور قوت کی نہیں ہی جیسے اول کی تہا باقی واللہ اعلم **حدثنا** قتیبة
قال حدثنا اسمٰعیل بن جعفر عن عبد اللہ بن دینار عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
من الشجر شجرة لا یسقط ورقها وانها مثل المسلم فحدثونی ما هی فوقع الناس فی شجر البوادی قال
عبد اللہ ووقع فی نفسی انها النخلة فاستحییت ثم قالوا حدثنا ما هی یا رسول اللہ قال هی النخلة **ترجمہ**
حدیث بیان کی ہمسے قتیبہ ابن سعید نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے اسمٰعیل بن جعفر نے انہوں نے روایت
کی عبد اللہ بن دینار سے انہوں نے عبد اللہ بن عمر بن خطاب رض سے کہا کہ فرمایا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے درختوں
میں ایک درخت ایسا ہی جسکے پتے نہیں گرتے اور مسلمان کی مثال اس درخت کی سی ہے تو مجہہ سے بیان کرو وہ کونسا
درخت ہی یہ سنکر لوگ جنگلوں کے درختوں میں پڑ گئے یعنے ان میں فکر کرنے لگے کہ ایسا درخت جنگل کے درختوں میں سے
کونسا ہی اور کہجور کے درخت کا جو مشہور تہا بالکل خیال نہ کیا عبد اللہ نے کہا میرے دل میں آیا کہ وہ کہجور کا درخت ہی
لیکن میں نے شرم کی رکہنے میں کیونکہ ابو بکر اور عمر بڑے بڑے صحابہ موجود تہے اور عبد اللہ سب میں کم سن تہے آخر صحابہ نے
عرض کیا یا رسول اللہ بتلائیے وہ کونسا درخت ہی آپنے فرمایا وہ کہجور کا درخت ہی **ف** یہ حدیث مؤلف نے تفسیر
میں نکالی نافع سے انہوں نے ابن عمر سے اس میں یہ ہے لا یتحات ورقها ولا ولا ولا تین بار خالی ولا کا لفظ ہے علما نے
اسکے معنی یہ کیے ہیں نہیں گرتے پتے اسکے اور نہ موقوف ہوتا ہے سایہ اسکا اور نہ فائدہ اسکا اور نہ میوہ اسکا (قسطلانی) حافظ ابن
حجر نے کہا مجاہد کی روایت میں ہی مؤلف کے پاس باب الفہم فی العلم میں کہ میں ابن عمر کے ساتھ رہا مدینہ تک انہوں کہا ہم رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تہے اتنے میں آپ پاس جمار (کہجور کے درخت کا گابہ جو سفید سفید اندر سے نکلتا ہے
عربی میں اسکو شحم النخل کہتے ہیں) لایا گیا آپنے فرمایا درختوں میں ایک درخت ہی اخیر تک اور بیوع میں ہے میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تہا آپ جمار کہا رہے تہے۔ اور مسلمان اور کہجور کے درخت میں یہ مشابہت ہے کہ کہجور کے
پتے نہیں گرتے اسیطرح مسلمان کی کوئی دعا بیکار نہیں جاتی حارث بن ابی اسامہ نے ابن عمر سے روایت کیا ہم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دن بیٹہے تہے آپنے فرمایا مومن کی مثال اس درخت کی سی ہے جسکی پتیاں نہیں گرتیں
تم جانتے ہو وہ کونسا درخت ہی لوگوں نے کہا نہیں آپنے فرمایا وہ کہجور کا درخت ہی اوسکی پتیاں نہیں گرتیں اور مسلمان

کی کوئی دعا نہین کرتی (یعنے بیکار نہین جاتی یا تو دنیا مین قبول ہوتی ہے یا آخرت کے لیے اوٹہا رکہی جاتی ہے) اور مصنف
نے باب الاطعمۃ مین طریق اعمش سے روایت کیا اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہسے مجاہد نے انہون نے سنا ابن عمر سے انہون نے
کہا ہم ایک بار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹہے تہے اتنے مین جمار لایا گیا آپ نے فرمایا درختون مین ایک درخت ہے اگر
جسکی برکت مسلمان کی سی برکت ہے الخ یہ پہلی حدیث سے زیادہ عام ہے اور کہجور کے درخت کی برکت یہ ہے کہ اسکا کوئی
جز بیکار نہین سب کام کسی نہ کسی زمانے مین اوگنے سے لیکر خشک ہونے تک اسکی ہر جز کو طرح طرح سے کہاتے ہین پہر گٹہلیان
تک بہی کام آتی ہین جانورون کے چارے مین اور پوست تک بہی رسیون مین یعنے چہال کی رسیان بٹتی ہین (اور اسکا
کوڑا انگیٹہیون مین بہرتے ہین) ایسی ہی مسلمان کی برکت ہمیشہ رہتی ہے اسکا نفع خود اسکے لیے بلکہ غیرون کے لیے
مرنے کے بعد قائم ہے اور ابو عوانہ نے اپنی صحیح مین روایت کیا مجاہد سے انہون نے ابن عمر سے کہ مین اسلیے سمجہ گیا کہ یہ
کہجور کا درخت ہے کہ آپکے سامنے جمار لایا گیا اوسوقت آپ نے یہ حدیث فرمائی اور ہمین اشارہ ہے کہ عقلمند آدمی کو جس سے
کوئی چیستان پوچہی جاوے بہت سے باتون قرائن سے سمجہ لینا چاہیئین جو سوال کے وقت ہون اور جو شخص چیستان بیان کرے
اسکو چاہیے کہ بالکل چہپانے مین مبالغہ نہ کرے اسطرح کہ بوجہنے والے کو کوئی راہ بوجہنے کے لیے نہ رہے اور مولف نے
مجاہد سے زیادہ کیا باب الفہم فی العلم مین کہ ابن عمر نے کہا مین نے چاہا کہ کہون یہ درخت کہجور کا ہے پہر جو دیکہتا ہون
تو مین سب لوگون مین کم سن تہا اور اطعمہ مین ہے مین جو دیکہون تو دس آدمیون مین دسوان ہون سب مین چہوٹا
اور نافع کی روایت مین ہے اور مین نے دیکہا ابو بکر اور عمر کو وہ بات نہین کرتے مجہے بہی بولنا برا معلوم ہوا جب ہم اوٹہے
تو مین نے عمر سے کہا ای باوا اور مالک کی روایت مین عبد اللہ بن دینار سے مولف کی پاس باب الحیاء فی العلم مین ہے عبد اللہ
نے کہا مین نے اپنے باپ سے بیان کیا جو میرے دل مین آیا تہا اونہون نے کہا اگر تو اسوقت کہدیتا تو مجہے زیادہ پسند ہوتا
ایسی ایسی چیزون کے ملنے سے ابن حبان نے اپنی صحیح مین زیادہ کیا مین سمجہتا ہون انہون نے کہا لال اونٹون کے ملنے سے
اور اسحدیث مین سوا اوسکے جو گذرے اور فائدے ہین ایک امتحان لینا عالم کا شاگردون کے ذہن اور ذکاوت کا پہر بیان
کر دینا اگر وہ نہ سمجہ سکین ابو داود نے روایت کیا معاویہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مشکل باتون کے پوچہنے
سے منع کیا محمول ہے اوس حالت پر جب سوال مین کوئی فائدہ نہ ہو یا کسی شخص کو ذلت دینے کے لیے پوچہا جاوے دوسرے حرص دلانا
فہم فی العلم کی اور مولف نے خود اسحدیث کو باب الفہم فی العلم مین بیان کیا ہے تیسرے مستحب ہونا حیا کا جب تک حیا کی وجہ سے
خلل نہ پیدا ہو اور کوئی مصلحت فوت ہوتی ہو اور اسیوجہ سے حضرت عمر نے آرزو کی کاش انکا بیٹا بولدیتا اور مولف نے
اوسکو باب العلم والادب مین بیان کیا چوتہی دلیل ہے کہجور کے درخت کی برکت کے لیے اور اسکے میوہ کی برکت پہر مولف نے اس امر کے لیے ایک باب

کیا ہے یا یہ حدیث دلیل ہے جمار کی بیع جائز ہونی پر کیونکہ جسکا کہانا جائز ہے اوسکا بیچنا بھی جائز ہے اور اسیواسطی مولف نے باب
البیوع مین ذکر کیا اور ابن بطال نے اسپر اعتراض کیا کہ جب بیع جمار کی اجماعی ہے تو اسکے لیے باب لانا کیا ضرور تھا اسکا جواب یہ ہے
کہ اجماعی ہونا اس سے مانع نہین کہ اسکا بیان کیا جاوی کیونکہ مولف نے اس حدیث کو وہان بیان کیا جہان پہلون کی بیع صلاحیت کی
سے پہلے ممانعت مذکور ہے تو کوئی خیال کر سکتا ہے کہ شاید جمار کی بھی بیع منع ہو جبھی دلیل ہے کہجور کے درخت سے جمار نکالنا جائز
ہونیکی اور یہہ بھی مولف نے باب کیا الاطعمہ مین تا کہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ جمار نکالنا ضائع کرنا ہے مال کو اسیطرح اس حدیث
کو اس آیت کی تفسیر مین لائے ہین ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ یہ اشارہ کرنیکو کہ مراد درخت سے اس آیت
مین کہجور کا درخت ہے اور بزار نے موسی بن عقبہ سے روایت کیا اونہون نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے کہا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت پڑہی اور لوگون سے پوچھا تم جانتے ہو یہ کونسا درخت ہے ابن عمر نے کہا مجھے معلوم ہو گیا کہ
کہجور کا درخت ہے لیکن عمر کی وجہ سے مینے بات نہ کی (یعنے کم عمری کیوجہ سے) پہر آپ نے فرمایا کہجور کا درخت ہے اور اس روایت
کو اگلی روایت کی ساتہہ یون تطبیق دی ہے کہ آپکے پاس جمار لایا گیا آپنے اوسکو کہانا شروع کیا پہر یہ آیت پڑہی اور لوگون
سے فرمایا درختون مین ایک درخت ہے اخیر تک اور ابن حبان کی روایت مین ہے عبد العزیز بن مسلم سے انہون نے سنا عبد اللہ
بن دینار سے اونہون نے سنا ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون شخص بتلاتا ہے مجہکو اس درخت کو جس
کی مثال مومن کیسی ہے اوسکی جڑ مضبوط ہے اور اسکی ڈالیان آسمان تک پہنچی ہین پہر بیان کیا حدیث کو اور وہ موید ہے
بزار کی روایت کی قرطبی نے کہا وجہ تشبیہ یہ ہے کہ مسلمان کے دین کی جڑ مضبوط ہے اور جو علوم اور خیر اس سے نکلتے ہین
وہ غذا ہین روح کی اور مومن ہمیشہ اپنے دین مین چھپا ہوا ہے اور اسکی ہر فعل سے نفع ہے حیات اور موت مین اور بعضون نے
کہا مراد مومن کی شاخین آسمان مین ہونے سے یہ ہے کہ اسکا عمل بلند ہوتا ہے اور قبول ہوتا ہے اور بزار نے روایت کیا سفیان
بن حسین کے طریق سے اونہون نے ابی بشر سے اونہون نے مجاہد سے اونہون نے ابن عمر سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے مومن کی مثال کہجور کے درخت سی ہے جو اس مین سے تجہے ملے اسمین فائدہ ہے ایسا ہی روایت کیا اسکو مختصر طور پر اور
اسناد اسکا صحیح ہے اور اختصار کے سبب اس مین مطلب کی صراحت ہے اور بعضون نے یہ گمان کیا ہے کہ وجہ تشبیہ یہ ہے جب کہجور
کا سر کاٹ ڈالو تو درخت مر جاتا ہے یا وہ بغیر پیوند کے بار نہین لاتا یا ڈوبنی سے مر جاتا ہے یا اسکے گابہہ مین آدمی کی منی کی بو
ہے یا وہ عاشق ہوتا ہے یا وہ اوپر سے پانی پیتا ہے اور یہ سب وجہین ضعیف ہین کیونکہ ان وجہون مین مطلق آدمی سے مشابہت ہے
مومن ہونیکا اور مومن کی خصوصیت نہین نکلتی اس سے بہی زیادہ ضعیف وہ وجہ ہے جو کہتا ہے کہ کہجور آدم کی بچی ہوئی
مٹی سے پیدا ہوئی کیونکہ یہ بات کسی حدیث سے ثابت نہین اس حدیث سے یہ بہی نکلتا ہے کہ امثال اور اشباہ کا بیان کرنا خوب سمجہانیکے

یہ درست ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ تشبیہ مین مشبہ کو سب باتون مین مشبہ بہ کے مثل ہونا ضرور نہین ہے کیونکہ مومن کی مثل جمادات مین سے
کوئی چیز نہین ہو سکتی اور یہ بھی نکلتا ہے کہ بڑے کی توقیر چھوٹے کو کرنا لازم ہے اور بڑہ کر بات بولنا بڑے کے سامنے خلاف ادب ہے
اگرچہ ثواب ہو اور یہ بھی نکلا کہ کبھی بڑے عالم پر ایک بات مخفی رہتی ہے اور چھوٹے کو معلوم ہو جاتی ہے کیونکہ علم اللہ کی نعمت ہے واللہ
یؤتی فضلہ من یشاء اور امام مالک نے اس سے یہ استدلال کیا کہ دل مین جو خطرہ گذرے ثنا اور تعریف کی محبت کا وہ منع نہین جب
بعد خالص لیے ہو کیونکہ حضرت عمر نے آرزو کی کہ اونکے بیٹے بول دیتے اور انکی تعریف ہوتی اس سے یہ بھی غرض تھی کہ اونکے بیٹے کو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قرب حاصل ہوتا یا آپ اونکے لیے دعا کرتے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ حضرت عمر کی نظر مین دنیا حقیر
تھی کیونکہ ایک مسئلہ کا جواب اونکے نزدیک لال اونٹون سے جو بہت قیمت کے ہیں مین بہتر تھا اور بزار نے اپنی مسند مین کہا کہ
اس حدیث کو اس مضمون سے کسی نے روایت نہین کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوا ابن عمر کے اور ترمذی نے اس حدیث کی روایت
کرکے یہ کہا ہے وفی الباب عن ابی ہریرۃ اور ابو ہریرہ کی حدیث مختصرا عبد بن حمید نے اپنی تفسیر مین نکالی اس مین یہ ہے کہ مثال
مومن کی مثال کھجور کی ہے اور ترمذی اور نسائی اور ابن حبان نے انس رض سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ
آیت پڑھی وَمَثَلُ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ پھر فرمایا کہ مراد اس شجر سے کھجور کا درخت ہے مقرر ہوا اور اسکے رفع سے
حماد بن سلمہ اور مجاہد کی روایت سے اوپر گذرا کہ ابن عمر نے کہا مین دسوان آدمی تھا تو ان سب روایتون سے معلوم ہوا کہ ان لوگون
مین جو اسوقت آپکے پاس حاضر تھے ابوبکر اور عمر اور ابن عمر اور ابو ہریرہ اور انس بن مالک تھے اگر ان دونون نے جو روایت کیا وہ اسی
مجلس مین سنا ہو واللہ اعلم انتہی عن فتح الباری بلفظہ مترجم نے کہا اس حدیث کی مناسبت باب سے ظاہر ہے کیونکہ اسمین حدثنا قولی
اور حدثنا کا لفظ ہے اور یہ باب انہی لفظون کی تحقیق کے لیے لایا گیا ہے **بَابُ** طَرْحِ الْإِمَامِ الْمَسْأَلَةَ عَلَى
أَصْحَابِهِ لِيَخْتَبِرَ مَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ باب بیان مین اسکے کہ امام اپنے لوگون سے سوال کرسکتا ہے اونکا علم
آزمانے کو **ف** حافظ ابن حجر نے کہا مؤلف نے اس باب مین بھی حدیث ابن عمر کی بیان کی جو ابھی گذری لیکن
دوسری اسناد سے تاکہ تکرار بلا فائدہ نہ ہو اور کرمانی نے جو کہا کہ بخاری نے یہان تقلید کی اپنے مشائخ کی یہ قابل قبول
کے نہین کیونکہ بخاری کی وسعت علم اور قوت تصرف سے جو واقف ہے ایسے کسی شخص نے نقل نہین کیا کہ وہ تراجم ابواب مین
کسی کے مقلد تھے اور اگر ایسا ہو تو ان کو اورون پر فضیلت کیا ہوتی اور بہت سے اماموں سے منقول ہے کہ بخاری کی کتاب جو اور
کتابون سے ممتاز ہے وہ اسوجہ سے بھی ہے کہ انکی نظر بہت باریک تھی تراجم ابواب مین اور کرمانی کے کلام سے یہ فضیلت
بالکل مٹ جاتی ہے کیونکہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ انہون نے تراجم ابواب مین اپنے مشائخ کی تقلید کی اسکے سوا قتیبہ اور خالد بن مخلد
دونون کی کوئی کتاب ابواب مین نہین ہے تو تدقیق ابواب مین کیا ہوگی اور کرمانی نے اس کلام کو اپنی شرح مین کئی بار بیان کیا

اور مین نے کرمانی سے پہلے جو عالم گذرے ہین اُن مین سے کسی کا کلام ایسا نہین پایا جس سے کرمانی کے قول کی تائید نکلی انتہی مترجم
کہتا ہے کہ امام بخاری کی دقت نظر اور باریکی فہم اور حسن استنباط کے ثبوت کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ احادیث کو اپنی کتاب
مین آٹھ بابون مین لائے ہین اور کس خوبی اور باریکی سے اُس سے مختلف مسائل نکالے ہین اب وہ جاہل جو کہتا ہے
کہ امام بخاری صرف حدیث کے حافظ تھے اور فقہ مین کامل نہ تھے کس منہ سے ایسی بات نکالتا ہے خدا اُسکو ہدایت کرے اور
اسکا بیان مقدمہ کتاب مین گذرا حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ
ابْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَاِنَّهَا
مَثَلُ الْمُسْلِمِ حَدِّثُوْنِيْ مَا هِيَ قَالَ فَوَقَعَ النَّاسُ فِيْ شَجَرِ الْبَوَادِيْ قَالَ عَبْدُ اللهِ فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ اَنَّهَا
النَّخْلَةُ فَاسْتَحْيَيْتُ ثُمَّ قَالُوْا حَدِّثْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا هِيَ قَالَ هِيَ النَّخْلَةُ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے خالد
بن مخلد (ابوالہیثم قطوانی بجلی کوفی) نے (اس راوی مین لوگون نے کلام کیا ہے لیکن ابن عدی نے کہا اسمین کچھ برائی
نہین اور بخاری کا اُس سے روایت کرنا اُسکی توثیق کے لیے کافی ہے) اُنہون نے کہا ہمسے حدیث بیان کی سلیمان بن بلال
ابو محمد تیمی قرشی مولی فقیہ مشہور نے (وہ بربری تھے خوبصورت اور مرے سنہ ۱۷۲ھ مین ہارون رشید کی خلافت مین) اُنہون
نے روایت کی عبد اللہ بن دینار سے اُنہون نے عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم نے درختون مین ایک درخت ہے جسکے پتے نہین گرتے اور وہی مثال ہے مسلمان کی تو بیان کرو مجھ سے وہ
کونسا درخت ہے یہ سنکر لوگ جنگل کے درختون مین پڑے عبد اللہ نے کہا میرے ذہن مین آیا وہ کھجور کا درخت ہے لیکن مین نے
شرم سے نہین کہا پھر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ بیان کیجیے وہ کونسا درخت ہے آپ نے فرمایا وہ کھجور کا درخت
ہے **ف** قسطلانی نے کہا حدیث کو دوبارہ لانے سے یہ غرض ہے کہ اختلاف سند معلوم ہو جس سے تعداد مشائخ
اور وسعت روایت معلوم ہوتی ہے اور وہ حکم بھی نکلتا ہے جسکے لیے باب بنایا گیا اور اس سے دقت نظر تراجم ابواب
کے تصرف مین پیدا ہوتی ہے انتہی **باب** مَا جَاءَ فِي الْعِلْمِ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا باب بیان
علم کے فرمایا اللہ تعالے نے اپنے پیغمبر کو (کہ اے مالک میرے زیادہ کر علم میرا) **ف** یہہ باب مع اس عبارت کے متن قسطلانی
مطبوعہ مصر مین موجود ہے اور نسخہ مطبوعہ دہلی مین نہین ہے قسطلانی نے کہا ابن عساکر اور اصیلی اور ابوذر اور ابوالوقت
کی روایت مین یہہ باب ساقط ہے اور اصیلی اور ابوذر اور ابن عساکر کی روایت مین اسکے بعد کا باب ساقط ہے **باب**
الْقِرَاءَةُ وَالْعَرْضُ عَلَى الْمُحَدِّثِ باب محدث کے سامنے پڑھنے کے اور اسپر عرض کرنیکے بیان مین **ف** حدیث کی
روایت جیسے یون ہوتی ہے کہ محدث یعنی استاد اور شیخ اپنے شاگرد کو حدیث سناوے اسیطرح یون بھی ہوتی ہے کہ شاگرد

استاد کو اسکی کتاب پڑھکر سنادی اسکی کتاب سے یا یاد سے اور چونکہ بعض سلف دوسری قسم کو قابل اعتنا نہیں سمجھتے تھے
اسواسطے امام بخاری یہ باب لائے اور اس سے یہ غرض ہے کہ استاد کو پڑھکر سنانا بھی مثل استاد سے سننے کے ہے اور اسطرح بھی حدیث کی روایت
جائز اور قابل اعتماد ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا مولف نے عرض کا عطف کیا قرارت پر کیونکہ قرارت عام ہے اور عرض خاص
ہے مثلاً طالب جب پڑھے تو وہ قرارت ہے خواہ عرض کرے یا نکرے اور عرض بغیر قرارت کے نہیں ہوسکتا خواہ خود شیخ کے
ساتھ عرض ہو یا دوسرے کے ساتھ شیخ کی حضور میں غرض عرض قرارت سے خاص ہے اور بعضوں نے عرض میں یہ صورت لی ہے کہ
اسطرح سے کہ شاگرد اصل کتاب شیخ کے سامنے پیش کرے وہ اسکو دیکھ لے اور اسکو صحیح سمجھ لے اور اجازت دے شاگرد کو اسکے
روایت کرنے کی اور نہ خود اسکو پڑھ سنادے نہ شاگرد سے سنے اور حق یہ ہے کہ اسکو عرض مطلقاً نہیں بولتے بلکہ عرض مناولہ
بولتے ہیں اور مطلقاً جب عرض بولتے ہیں تو وہی مراد ہے جسمیں قرارت ہوتی ہے امام بخاری نے اس مطلب کو ثابت کرنیکے
لیے حسن بصری اور سفیان ثوری اور امام مالک کا قول بیان کیا معلقاً پھر آگے اوسکو وصل کیا اسناد سے تو کہا وَرَاٰی
الحَسَنُ وَالثَّوْرِيُّ وَمَالِكٌ القِرَاءَةَ جَائِزَةً اور حسن بصری اور سفیان ثوری اور امام مالک نے قرارت کو جائز کہا
ف یعنی شاگرد کے پڑھنے کو استاد کے سامنے اور علما جائز کہتے ہیں یہ ہے کہ اسی روایت کی نقل استاد سے صحیح اور قابل
اعتماد ہے مگر ابو عاصم نبیل اور عبد الرحمن بن سلام جمحی اور وکیع نے اسکو جائز نہیں کہا اور صحیح پہلا قول ہے بلکہ قاضی عیاض
نے کہا اسکے جواز میں اختلاف نہیں ہے اور امام مالک اس میں اختلاف کرتے تھے اوسپر سخت انکار کرتے اور کہتے حدیث میں
کیونکر جائز نہوگا قرآن میں جائز ہے حالانکہ قرآن کی عظمت حدیث سے زیادہ ہے اور امام مالک کے بعض اصحاب نے
کہا میں انکی صحبت میں سترہ برس تک رہا میں نے کسیکو نہیں دیکھا کہ امام مالک نے انکو موطا پڑھائی ہو بلکہ لوگ انکو سناتے
تھے (قسطلانی) ایک نسخہ میں اس عبارت کے بعد اتنی عبارت زیادہ ہے قَالَ اَبُو عَبْدِ اللّٰہِ سَمِعْتُ اَبَا عَاصِمٍ يَذْكُرُ
عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكٍ اَنَّهُمَا يَرَيَانِ القِرَاءَةَ وَالسَّمَاعَ جَائِزًا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰہِ بْنُ مُوسٰى عَنْ سُفْيَانَ
قَالَ اِذَا قُرِئَ عَلَى المُحَدِّثِ فَلَا بَاْسَ اَنْ يَقُوْلَ حَدَّثَنِيْ وَسَمِعْتُ امام ابو عبد اللہ بخاری نے کہا میں نے ابو عاصم
سے سنا وہ کہتے تھے سفیان ثوری اور امام مالک دونوں قرارت اور سماع دونوں کو جائز کہتے تھے حدیث بیان کی ہمسے عبید اللہ بن
موسیٰ نے سفیان سے انہوں نے کہا جب محدث کے سامنے پڑھا جاوے (یعنے شاگرد اسکے سامنے پڑھے) تو کچھ قباحت نہیں اگر شاگرد
یوں کہے حدثنی بیان کی مجھسے یا سمعت یعنے میں نے سنا اوس سے اور نسخہ مطبوعہ دہلی میں یہ عبارت یہاں نہیں ہے وَاحْتَجَّ بَعْضُهُمْ
فِي القِرَاءَةِ عَلَى العَالِمِ بِحَدِيْثِ ضِمَامِ بْنِ ثَعْلَبَةَ اَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آللّٰہُ اَمَرَكَ اَنْ تُصَلِّيَ
الصَّلٰوةَ قَالَ نَعَمْ فَهٰذِهِ قِرَاءَةٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَ ضِمَامٌ قَوْمَهُ بِذٰلِكَ فَاَجَازُوْهُ بعضے لوگ

عالم کے سامنے پڑہنے پر دلیل لائے ہیں ضمام بن ثعلبہ کی حدیث سے اونہنے عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا اللہ تعالیٰ نے آپکو حکم کیا ہے کہ ہم نمازیں پڑہیں آپنے فرمایا ہاں بس یہ قرارت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ضمام نے اس بات کی خبر دی اپنی قوم کو اور انہوں نے جائز رکھا اوسکو **ف** یہ حدیث آگے سند کے ساتھ مذکور ہوگی اور اسمین شناسیت صاف دلیل ہوتی ہے قرارت کے جواز پر کیونکہ جیسے ضمام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک حکم شرعی بیان کیا اور آپنے تصدیق کی ایسا ہی قرارت میں ہوتا ہے کہ شاگرد اپنے استاد کے سامنے پڑہتا ہے اور وہ اسکی تصدیق اور تصحیح کرتا ہے حافظ ابن حجر نے کہا ان بعض لوگوں سے مراد حمیدی ہیں جو بخاری کے شیخ ہیں انہوں نے اپنی کتاب النوادر میں لکھا ہے ایسا ہی کہا بعض علما نے جسکو میں نے پایا اور انکی پیروی کی ہے ابن بطال نے مقدمہ میں اپنی شرح کے پھر جب ظاہر ہوا اسکے خلاف اور معلوم ہوا کہ اسکے کہنے والے ابو سعید حداد ہیں بیہقی نے المدخل میں روایت کیا معرفت یحییٰ بن خزیمہ کے طریق سے انہوں نے کہا میں نے سنا محمد بن اسمعیل بخاری سے سنا وہ کہتے تہے میں نے ابو سعید حداد سے سنا وہ کہتے تہے میرے پاس ایک حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالم پر پڑہنے کے باب میں انسے پوچہا گیا اس حدیث کو انہوں نے کہا وہ قصہ ہے ضمام بن ثعلبہ کا اسنے کہا کیا اللہ نے آپکو یہ باتوں کا کا حکم دیا آپنے فرمایا ہاں اور ضمام کی وہ حدیث جسکو امام بخاری نے آگے روایت کیا اوسمیں یہ نہیں ہے کہ ضمام نے اپنی قوم کو خبر دی ان باتوں کی اور انہوں نے جائز رکہا اسکو بلکہ یہ مضمون اس حدیث کے دوسرے طریقوں میں ہے جسکو امام احمد وغیرہ نے ابن اسحٰق سے نقل کیا اور انہوں نے حدیث بیان کی محمد بن ولید بن نویفع سے انہوں نے سنا کریب سے انہوں نے ابن عباس سے کہ بنی سعد بن بکر نے ضمام بن ثعلبہ کو بہیجا پہر بیان کیا حدیث کو طول کیساتھ اوسکے اخیر میں یہ ہے کہ ضمام جب اپنی قوم کے پاس لوٹکر آئے تو بولے کہ بیشک اللہ جل جلالہ نے ایک پیغمبر بہیجا ہے اور اوسپر ایک کتاب اتاری ہے اور میں تمہارے پاس لایا ہوں اوس پیغام پہنچانیوالے کے پاس سے ان باتوں کو جنکا تمکو حکم ہوا اور جس سے تمکو منع کیا تو امام بخاری نے یہ جو کہا کہ انکی قوم نے جائز رکہا یعنے انکی بات کو قبول کیا اور وہ اجازت مراد نہیں ہے جو اہل حدیث کی اصطلاحی ہے (فتح الباری) **و** احتج مالک بالصک یقرأ علی القوم فیقولون اشهدنا فلان اور امام مالک نے دلیل لائی ہے قرارت کے جواز پر تمسک سے جو پڑہا جاتا ہے لوگوں پر یعنے قرضداروں کو پڑہکر سنایا جاتا ہے وہ اسکو صحیح کہتے ہیں) پہر گواہ کہتے ہیں ہمکو فلان شخص نے گواہ کیا **ف** یعنے قرضدار نے جب تمسک سنکر قبول کیا تہا تو صرف اسکے سننے سے اور ہاں کہدینے سے اسپر گواہی دینا جائز ہوئی اور خیار تو گواہی سے کم ہے تو وہ بطریق اولیٰ بسبب قرارت ہے جائز ہوگی ابن بطال نے کہا یہ دلیل بہت پکی ہے کیونکہ شہادت خبر کے تمام حالات میں زیادہ قوی ہے (قسطلانی) فتح الباری میں ہے صک کی جمع صکاک اور صکوک ہے اور مراد صک سے وہ دستاویز ہے جسمیں مقر کا اقرار لکھا جاتا ہے پہر وہ دستاویز جب پڑہکر مقر کو سنائی

جا دی اور وہ ہان کہدیوے تو اوسپر گواہی دینا درست ہے اگرچہ وہ دستاویز کی عبارت کو زبان سے نہ پڑھے اسیطرح جب عالم کو کتاب
پڑھکر سنائی جاوی اور وہ اسکا اقرار کرلے تو اس سے روایت کرنا صحیح ہوگا انتہی وَیَقرَأ اَحَدُکم المُقرِیُ فیقول القاری اَقرَأَ
فلان دوسرے دلیل امام مالک یہ لائے ہیں کہ پڑھنے والا استاد کو قرآن سناتا ہے پہر کہتا ہے مجھکو قرآن فلان شخص نے پڑھایا
خطیب نے کفایہ میں ابن وہب کے طریق سے روایت کیا میں نے سنا امام مالک سے انسے پوچھا ان کتابوں کو جو سنائی جاتی ہیں
..... کیا سنانیوالا یہ کہہ سکتا ہے کہ حدیث بیان کی مجھسے فلان نے یعنے جس نے سنی ہیں اونہون نے
کہا ہان ایسا ہی قرآنکا حال ہے ایک شخص دوسرے کے سامنے قرآن پڑھتا ہے پہر کہتا ہے مجھکو اُس نے پڑھایا اور حاکم نے
علوم الحدیث میں مطرف کے طریق سے روایت کیا میں امام مالک کی صحبت میں سترہ برس تک رہا انکو نہ دیکھا کسیکو
موطا سناتے ہوئے بلکہ لوگ انکو سناتے تھے اور میں نے انسے سنا وہ بہت انکار کرتے تہے اُس شخص پر جو جائز نہ رکہتا تھا سوا شیخ
کے لفظ سننے کے اور کہتے تہے یہ حدیثوں میں کیونکر جائز نہ ہوگا قرآن میں تو جائز ہے حالانکہ قرآن حدیث سے بڑا ہے حافظ ابن حجر
نے کہا اب تک اختلاف تھا کہ شیخ کو سنانا جائز ہے یا نہیں جاتا رہا اور یہ جائز نہ ہونا اہل عراق کے بعض متشددین کا قول تھا خطیب نے
ابراہیم بن سعد سے روایت کیا اے عراق والو تم اپنا تشدد نہیں چھوڑتے حالانکہ سنانا بھی سننے کی مثل ہے اور بعض اہل مدینہ
نے انکی مخالفت میں مبالغہ کیا اونہوں نے یہ کہا کہ سنانا سننے سے زیادہ ہے اور نقل کیا اسکو دارقطنی نے غرائب مالک میں امام مالک
سے اور نقل کیا اسکو خطیب نے باسانید صحیحہ شعبہ سے اور ابن ابی ذئب سے اور یحیی بن سعید قطان سے اور اسکی وجہ یہہ بیان کی
کہ سننے میں اگر شیخ سے غلطی ہو جاوے تو شاگرد اسکا رد نہیں کر سکتا اور بخلاف اسکے سنانے میں اگر شاگرد سے غلطی ہو تو شیخ اسکو
درست کر سکتا ہے اور ابو عبید سے روایت کیا اونہوں نے کہا جب کوئی دوسرا میرے سامنے پڑہے تو وہ زیادہ مضبوط اور خوب
سمجھائی دیتا ہے مجھکو بنسبت اسکے کہ میں خود پڑھوں اور یہ قول امام مالک سے مشہور ہے جیسے مؤلف نے اسکو نقل کیا اور سفیان
ثوری سے منقول ہے کہ وہ دونو برابر ہیں اور جمہور کے نزدیک یہ قول مشہور ہے کہ شیخ کی زبان سے سننا سنانے سے بہتر ہے جب تک
کوئی ایسی صورت نہ پیدا ہو جسکی وجہ سے سنانا بہتر ہو جاوے کہا فتح الباری) **حدثنا** محمد بن سلام قال
ثنا محمد بن الحسن الواسطی عن عوف عن الحسن قال لا بأس بالقراءۃ علی العالم **ترجمہ** حدیث بیان کی
ہمسے محمد بن سلام (بیکندی) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد بن حسن واسطی (بن عمران قاضی واسط) نے انہوں
نے روایت کی عوف (بن ابی جمیلہ اعرابی) سے اونہوں نے حسن بصری سے اونہوں نے کہا عالم کو پڑھکر سنانے میں کوئی حرج
نہیں **ف** یعنے پڑہکر سنانے سے صحت روایت میں کوئی خلل نہیں ہوتا جیسے عالم سے سننے میں فتح الباری میں ہے کہ
خطیب نے اس اثر کو اس سے پورا روایت کیا اونہوں نے احمد بن حنبل سے روایت کیا اونہوں نے محمد بن الحسن واسطی سے اونہوں نے عوف

اعرابی سے کہ ایک شخص نے حسن بصری کو کہا کہ اے ابو سعید میرا مکان دور ہے اور اختلاف سے بہت گھبراتا ہوں
پس اگر درس کے پڑھنے میں آپکے نزدیک کوئی قباحت ہو تو میں آپ کو پڑھکر سناؤں انہوں نے کہا پروا نہیں میں تجھکو
پڑھکر سناؤں یا تو مجھکو پڑھ کر سنا دے وہ شخص بولا میں یہہ کہوں حدیث بیان کی مجھسے حسن نے اونہوں نے کہا ہاں ابو
الفضل سلیمانی نے کتاب الحث علی طلب الحدیث میں سہل بن متوکل سے روایت کیا اونہوں نے کہا حدیث بیان کی
مجھسے محمد بن سلام نے وہ میں یہہ ہے کہ ہم نے حسن سے کہا یہ کتابیں جو تمکو پڑھکر سنائی جاتی ہیں ان میں ہم کیا کہیں انہوں نے
کہا حدیث بیان کی ہمسے حسن نے **وحدثنا** عبيد الله بن موسى عن سفيان قال اذا قرئ على المحدث
فلا بأس ان يقول حدثني وسمعت ابا عاصم يقول عن مالك وسفيان القراءة على العالم وقراءته سواء
ترجمہ اور حدیث بیان کی ہمسے عبید اللہ بن موسیٰ (بن باذام عبسی) نے اونہوں نے روایت کی سفیان (ثوری) سے وہ کہتے ہیں
جب حدیث پڑھی جاوے محدث کے سامنے تو کچھ قباحت نہیں اگر پڑھنے والا یوں کہے حدثنی (یعنی خبر دی) کہنا صحیح ہے امام
بخاری نے کہا میں نے ابو عاصم (ضحاک بن مخلد شیبانی بصری) سے سنا وہ کہتے تھے امام مالک اور سفیان ثوری دونوں نے
کہا عالم کو پڑھکر سنانا اور عالم کا پڑھ کر سنانا دونوں برابر ہیں **ف** صحت نقل اور جواز روایت میں مگر امام مالک کے نزدیک استاد
کو پڑھ کر سنانا مستحب ہے اور دارقطنی نے ونسے نقل کیا کہ زیادہ مضبوط ہے عالم کے پڑھنے سے اور جمہور کا یہ قول ہے کہ
شیخ کی قرأت طالب کی قرأت پر ترجیح رکھتی ہے اور بعضوں کے نزدیک دونوں برابر ہیں (قسطلانی) **حدثنا** عبد الله
ابن يوسف قال حدثنا الليث عن سعيد هو المقبري عن شريك بن عبد الله بن ابي نمر انه سمع انس بن
مالك يقول بينما نحن جلوس مع النبي صلى الله عليه وسلم في المسجد اذ دخل رجل على جمل فاناخه
في المسجد ثم عقله ثم قال لهم ايكم محمد والنبي صلى الله عليه وسلم متكئ بين ظهرانيهم فقلنا
هذا الرجل الابيض المتكئ فقال له الرجل يا ابن عبد المطلب فقال له النبي صلى الله عليه وسلم قد اجبتك
فقال الرجل اني سائلك فمشدد عليك في المسألة فلا تجد علي في نفسك فقال سل عما بدا لك
فقال اسألك بربك ورب من قبلك آلله ارسلك الى الناس كلهم فقال اللهم نعم فقال انشدك
بالله آلله امرك ان نصلي الصلوات الخمس في اليوم والليلة قال اللهم نعم قال انشدك بالله آلله
امرك ان نصوم هذا الشهر من السنة قال اللهم نعم قال انشدك بالله آلله امرك ان تأخذ هذه
الصدقة من اغنيائنا فتقسمها على فقرائنا فقال النبي صلى الله عليه وسلم اللهم نعم فقال الرجل
آمنت بما جئت به وانا رسول من ورائي من قومي وانا ضمام بن ثعلبة اخو بني سعد بن بكر رواه

موسیٰ وعلی بن عبد الحمید عن سلیمان عن ثابت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بھذا ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے
عبداللہ بن یوسف (تنیسی) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے لیث ابن سعد عالم مصر نے انہوں نے روایت
کی سعید بن ابی سعید مقبری سے انہوں نے شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر (بفتح نون وکسرہ میم قرشی مدنی) سے انہوں نے سنا انس
بن مالک رض (صحابی مشہور خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اسمعیلی نے اس حدیث کو
یونس بن محمد سے روایت کیا انہوں نے لیث سے انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے سعید نے اور ابن مندہ نے بھی ایسا ہی
روایت کیا اس سے معلوم ہوا کہ امام نسائی کی روایت میں جو لیث اور سعید کے بیچ میں محمد بن عجلان وغیرہ کا واسطہ ہے وہ
وہم ہے یا محمول ہے اس پر کہ لیث نے پہلے اس حدیث کو سعید سے بواسطہ سنا ہو پھر بلا واسطہ اور اس حدیث کی اسناد میں ایک اور اختلاف
ہے وہ یہ ہے کہ نسائی اور بغوی نے اسکو حارث بن عمیر سے اور ابن مندہ نے ضحاک بن عثمان دونوں نے روایت کیا سعید
سے انہوں نے ابو ہریرہ سے اور امام بخاری نے اس اختلاف کو قادح نہ سمجھا کیونکہ لیث سعید کے شاگردوں میں سب سے زیادہ
ہیں تو انہی کی روایت معتبر ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ سعید نے اس حدیث کو دونوں صحابیوں سے سنا ہو اور لیث کی روایت کو
ترجیح ہے اس وجہ سے کہ سعید کی روایت ابو ہریرہ سے ایک طریقہ معروف ہے اور اس سے عدول وہی کریگا جو ضابط اور
متقن ہو اور ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ ضحاک کی روایت وہم ہے اور دارقطنی نے علل میں کہا کہ اس حدیث کو
عبید اللہ بن عمر اور انکے بھائی عبد اللہ اور ضحاک بن عثمان نے سعید سے روایت کیا عن ابی ہریرۃ اور یہ انکا وہم ہے اور
صحیح لیث کی روایت ہے اور امام مسلم نے اسی وجہ سے یہ اسناد نہیں نکالا بلکہ روایت کیا اس حدیث کو سلیمان بن مغیرہ کے طریق
سے انہوں نے ثابت سے انہوں نے انس سے اور مؤلف نے آگے اس طریقہ کو بھی بیان کیا اور امام مسلم نے جس وجہ سے لیث کی اسناد
کو نہیں نکالا وہ دوسرے اسنادوں میں بھی موجود ہے کیونکہ حماد بن سلمہ ثابت کے شاگردوں میں زیادہ ثابت ہیں اور انہوں نے
اس حدیث کو ثابت سے مرسلاً روایت کیا اور دارقطنی نے حماد کی روایت کو ترجیح دی انتہی مترجم کہتا ہے یہاں سے یہ
معلوم ہوا کہ امام بخاری کو امام مسلم پر فضیلت تھی معرفت حدیث اور ضبط اور اتقان میں کیونکہ امام بخاری نے پہلی
اسناد کو بیان کیا جو انکے نزدیک ثابت و متصل تھا اس خیال سے کہ بعض محدثین نے اس میں اختلاف کیا ہے اسکو تائید دی دوسرے
اسناد سے اگرچہ اس میں بھی اختلاف تھا پر وہ تائید اور متابعت کے لیے کافی ہے اور دونو طریقے ملکر اعلےٰ طریقہ کے درجہ کو پہنچ گئے
اور امام مسلم نے اس پر خیال نہ کیا اور صرف دوسرے طریقے پر اکتفا کی رحمہ اللہ تعالیٰ **ت** وہ کہتے تھے ہم ایک بار جناب رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے مسجد میں (یعنے مسجد نبوی میں) اتنے میں ایک شخص اونٹ پر سوار مسجد کے
اندر آیا پھر اونٹ کو بٹھلایا اور اسکو باندھ دیا مسجد میں بعد اسکے کہنے لگا تم میں محمد کس کا نام ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم تکیہ لگائے ہوے تھے صحابہ کے بیچ مین بیٹھے تھے ف فتح الباری مین ہے اس حدیث سے یہ نکلا کہ امام کو لیے رعایا کے درمیان
تمیز نکلکر بیٹھنا درست ہے اور باندھ دینے سے یہ مراد ہے کہ اونٹ کو مسجد مین بیٹھا کر اوسکے پانون دوہرے کر کے باندھ دیا
رسی سے اور ابن بطال نے اس سے یہ نکالا کہ اونٹ کا پیشاب اور لید پاک ہے کیونکہ جبتک وہ مسجد مین رہیگا اوسکا پیشاب
اور لید سے امن نہین ہو سکتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسپر انکار نہ کیا حالانکہ یہ دلالت صاف نہین نرا احتمال ہے اور
ابو نعیم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اونٹ مسجد مین نہین لیگیا تھا اور احمد وحاکم نے تصریح ابن عباس سے روایت کی
اوسمین یہ ہے کہ اوسنے اپنا اونٹ مسجد کے دروازے پر بٹھایا پھر اوسکو باندھا پھر مسجد مین گیا انتہے ت ہم نے کہا محمد ہین
سفید رنگ مرد تکیہ لگائے ہوے (یعنی سفید رنگ سرخی ملا ہوا کیونکہ آپ نرے سفید رنگ نہ تھے) وہ شخص بولا اے عبد المطلب
کے بیٹے (دادا کیطرف نسبت دی کیونکہ آپکے دادا آپکے والد سے زیادہ مشہور تھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
مین سنتا ہون (کہا) ف اور آپنے ہان نہ فرمایا اسلیے کہ اوس شخص نے جیسا آپکی شان کے لائق تھا اسطرح
خطاب نہ کیا اور اللہ تعالی فرماتا ہے رسول کو اسطرح نہ پکارو جیسے تم آپس مین ایک دوسرے کو پکارتے ہو اور ضمام کیطرف
اگر وہ مسلمان ہو کر آیا تھا عذر یہ ہے کہ وہ اس نہی سے واقف نہ ہوگا اور گنوارونکی عادت اسمین باقی تھی اور وہ آگے کے
بیان سے معلوم ہوتی ہے کہ اوسنے کہا مین تمپر سختی کرونگا سوال مین اور یہی وجہ تھی کہ صحابہ کو پسند تھا کہ کوئی باہر والا
شخص آوے اور آپسے دین کی باتین پوچھے کیونکہ صحابہ کو بلا ضرورت سوال منع تھا دوسری وہ جرأت سے سوال
نہ کر سکتے تھے ثابت کی روایت مین ہے انس سے ہمکو ممانعت ہوئی تھی قرآن مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال
کرنیکی تو ہمکو پسند تھا کہ جنگل کا کوئی عقلمند آدمی آوے اور آپسے سوال کرے اور ہم سنین ابو عوانہ نے اپنی صحیح مین
زیادہ کیا وہ لوگ ہمسے زیادہ جری ہوتے تھے کیونکہ صحابہ واقف تھے نہی سے اور گنوار لوگ معذور تھے بوجہ جہل
کے اور عقلمند کی خواہش اسلیے تھی کہ سوال عمدگی سے کرے اور ضمام کی عقلمندی ظاہر ہوئی اوسکے عذر کرنے سے
سوال سے پہلے اور ثابت کی روایت مین ہے کہ ضمام نے پہلے سوال کیا کہ آسمان کسنے بلند کیا اور زمین کسنے بچھایا
قسم دی انکو اوسکی کہ آپ سچ بیان کرین اوسکے سوال کے جواب مین اور ہر سوال مین بار بار قسم دی تاکید کے لیے پھر
اقرار کیا تصدیق کا اور یہ دلیل ہے ضمام کی دانائی اور عقلمندی کی اور اسیواسطے حضرت عمر نے کہا ابو ہریرہ کی
روایت مین مینے کوئی عمدہ سوال کرنیوالا اور مختصر سوال کرنیوالا ضمام سے زیادہ نہین دیکھا (فتح الباری) ت
وہ شخص بولا مین آپسے کچھ سوال کرنیوالا ہون اور مین سوال مین سختی کرونگا (اپنے اطمینان کے لیے) تو آپ غصے نہ ہوجیے گا
آپنے فرمایا پوچھ جو تو پوچھنا چاہے وہ بولا مین پوچھتا ہون آپسے آپکو قسم دیکر آپکے رب کی اور آپسے پہلے جو لوگ

گذرے ہیں انکو رب کی کیا اللہ تعالیٰ نے آپکو بھیجا ہے سب لوگوں کیطرف اپنا پیام سنانے کو آپ نے فرمایا یا اللہ ہاں
ف امر فرمان فرمانا کافی تہا مگر آپنے اللہ جل جلالہ کا نام لیا تبرک کیلیے گویا اللہ تعالیٰ کو گواہ کیا اپنے دعوی پر اور
موسی کی روایت میں یوں ہے پہر وہ شخص بولا آپ نے سچ فرمایا پہر اوسنے کہا آسمان کو کس نے بنایا آپ نے فرمایا اللہ نے وہ بولا
زمین اور پہاڑوں کو کسنے پیدا کیا آپ نے فرمایا اللہ نے وہ بولا پہاڑوں میں فائدے کسنے بنائے آپ نے فرمایا اللہ نے
وہ بولا تو قسم اسکی جسنے آسمان کو پیدا کیا اور زمین کو اور بلند کیا پہاڑوں کو اور ان میں فائدے بنائے کیا اللہ نے آپکو بھیجا ہے
آپ نے فرمایا ہاں اور ایسا ہی ہے مسلم کی روایت میں (فتح) ف پہر وہ بولا آپکو قسم دیتا ہوں اللہ کی کیا اللہ نے
آپکو حکم کیا رات دن میں پانچ نمازیں پڑہنے کا آپ نے فرمایا یا اللہ ہاں ف اصیلی کی روایت میں ان نصلی ہے صیغہ
متکلم سے یعنے آپکو حکم دیا کہ ہم لوگ ہر رات دن میں پانچ نمازیں پڑہیں قاضی عیاض نے کہا یہ روایت ٹہیک ہے اور مؤید
ہے اسکی ثابت کی روایت میں یوں ہے اِنَّ عَلَیْنَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِیْ یَوْمِنَا وَلَیْلَتِنَا اور جس صورت میں تصلی تا سے
ہو تو مطلب میں کچہ خلل نہ ہوگا کیونکہ جو حکم آپ پر واجب ہے وہ امت پر بہی واجب ہے جبتک آپکے ساتہ خصوصیت کی کوئی دلیل
قائم نہ ہو اور کشمیہنی اور سرخسی کی روایت میں الصَّلٰوۃُ الخمس صیغہ مفرد مذکور ہے (فتح) ف وہ بولا میں آپکو
قسم دیتا ہوں اللہ کی کیا اللہ نے آپکو حکم کیا اس مہینے میں (یعنے رمضان میں) ہر سال روزہ رکہنے کا آپ نے فرمایا
یا اللہ ہاں وہ بولا میں آپ کو قسم دیتا ہوں کیا اللہ تعالیٰ نے آپکو حکم کیا کہ یہ صدقہ ہمارے مالداروں سے لیکر فقیروں کو ہمارے
بانٹیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ ہاں تب وہ شخص بولا میں ایمان لایا اوس پر جو آپ لائے اور میں ایلچی ہوں اپنی
قوم کا جو میرے پیچہے ہیں اور میرا نام ضمام ہے ثعلبہ کا بیٹا بنی سعد بن بکر کی قوم میں سے ف حافظ ابن حجر نے کہا
یہ جو ضمام نے کہا میں ایمان لایا یہ اخبار ہے اور یہی اختیار ہے بخاری کا اور ترجیح دی اوسکو قاضی عیاض نے کیونکہ
ضمام مسلمان ہونیکے بعد آیا تہا اور آپکے ایلچی کی زبانی اسکو دین کے احکام معلوم ہو گئے تہے مسلم کی روایت میں ہے کہ آپکے
ایلچی نے کہا اور طبرانی کی روایت میں ہے ابن عباس سے ہمارے پاس آپکی کتابیں آئیں اور آپ کے مخبر آئے اور حاکم نے
اسی حدیث سے یہ نکالا کہ علو اسناد طلب کرنا بہتر ہے کیونکہ ضمام کو دین کی باتیں آپکے ایلچی کے واسطہ سے معلوم ہوگئی تہیں پہر
انہوں نے بلا واسطہ آپ سے سننا چاہا اور احتمال ہے کہ یہ سننا قبل ایمان ہو اور قرطبی نے اوسکو ترجیح دی کیونکہ حدیث میں
زعم کا لفظ وارد ہے اور زعم اوس قول کو کہتے ہیں جسپر اعتبار نہ ہو میں کہتا ہوں زعم کا اطلاق یقینی بات پر بہی ہوتا ہے
اور اس روایت میں حج کا ذکر نہیں کیا اور مسلم کی روایت میں حج کا ذکر موجود ہے ابن تین نے کہا حج اسوقت تک
فرض نہ ہوا تہا اور یہ غلط ہے کیونکہ ضمام اسوقت آئے جب سوال منع ہو چکا تہا اور یہ ممانعت سورہ مائدہ میں ہے جو اخیر

مین ذکر ہی ہر صورت مین اقتدی اور محمد بن حبیب نے جو کہا کہ یہ تمام قصہ ہجری مین آئے تو صحیح نہیں ہے بلکہ صحیح یہ ہے
کہ وہ سنہ ۹ ہجری مین آئے تھے ابن اسحاق اور ابو عبیدہ نے اسکا یقین کیا اور بدر زرکشی نے کہا کہ حج کو ذکر نہ کیا کیونکہ حج اونکو
معلوم تھا حضرت ابراہیم کی شریعت سے اور انہون نے شاید یہ مسلم بھی نہین کہی اور کتاب ہو گیا اور کہا اس حدیث سے یہ بھی نکلا
کہ خبر واحد پر عمل جائز ہے آورد او ایک طرف منسوب کیا درست ہے اور آمر تکمینی پر قسم دینا درست ہے انتہی مختصراً از فتح الباری

ف روایت کیا اس حدیث کو موسے اور علی بن عبد الحمید نے سلیمان سے انہون نے ثابت سے انہون نے انس سے
اور موسی کی روایت موصولاً ابو عوانہ کی صحیح مین اور ابن مندہ کی ایمان مین موجود ہے اور امام بخاری نے اسکو بیان نہین
کیا کیونکہ انہون نے سلیمان بن مغیرہ کی روایت کو حجت نہین سمجھا اور اسکے وصل مین بھی اختلاف ہے حماد بن سلمہ نے
اوسکو ثابت سے مرسلاً روایت کیا اور دارقطنی نے اوسکو ترجیح دی اور علی بن عبد الحمید کی روایت کو ترمذی نے موصولاً
روایت کیا امام بخاری سے اور دارمی نے۔ حافظ ابن حجر نے کہا نسخہ بغدادیہ مین جسکو صغانی نے صحیح کیا اور متعدد نسخون
سے مقابلہ کیا اس عبارت کے بعد یہ حدیث موجود ہے حدثنا موسی بن اسمعیل اخیر تک صغانی نے حاشیہ مین لکھا کہ یہ حدیث
کسی نسخہ مین نہین ہے مگر اُس نسخہ مین جو فربری پر پڑھا گیا حافظ ابن حجر نے کہا مین نے نہین یہ حدیث کسی نسخہ مین نہین دیکھی

مترجم کہتا ہے نسخہ مطبوعہ مصر مین یہ حدیث نہین ہے بلکہ اسکے بعد باب ما یذکر فی المناولۃ ہے اور نسخہ مطبوعہ دہلی مین
یہ حدیث موجود ہے **حدثنا** مُوسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ قَالَ ثَنَا ثَابِتٌ عَنْ
اَنَسٍ قَالَ نُهِيْنَا فِي الْقُرْاٰنِ اَنْ نَسْاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يُعْجِبُنَا اَنْ يَجِيْئَ الرَّجُلُ مِنْ
اَهْلِ الْبَادِيَةِ الْعَاقِلُ فَيَسْاَلُهٗ وَنَحْنُ نَسْمَعُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ فَقَالَ اَتَانَا رَسُوْلُكَ فَاَخْبَرَنَا
اَنَّكَ تَزْعُمُ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اَرْسَلَكَ قَالَ صَدَقَ فَقَالَ فَمَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ فَمَنْ
خَلَقَ الْاَرْضَ وَالْجِبَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ فَمَنْ جَعَلَ فِيْهَا الْمَنَافِعَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ فَبِالَّذِيْ
خَلَقَ السَّمَاءَ وَخَلَقَ الْاَرْضَ وَنَصَبَ الْجِبَالَ وَجَعَلَ فِيْهَا الْمَنَافِعَ آللّٰهُ اَرْسَلَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ زَعَمَ
رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ وَزَكٰوةً فِيْ اَمْوَالِنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ فَبِالَّذِيْ اَرْسَلَكَ آللّٰهُ اَمَرَكَ
بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا صَوْمَ شَهْرٍ فِيْ سَنَتِنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ فَبِالَّذِيْ اَرْسَلَكَ
آللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا حَجَّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ صَدَقَ
قَالَ فَبِالَّذِيْ اَرْسَلَكَ آللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَوَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَزِيْدُ عَلَيْهِنَّ شَيْئًا وَلَا
اَنْقُصُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ صَدَقَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے موسی بن اسمعیل

(ترمذی) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سلیمان بن مغیرہ (ابو سعید بصری) نے انہوں نے کہا حدیث
بیان کی ہمسے ثابت نے اونہوں نے روایت کی انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا ہمکو منع ہوا تھا قرآن میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے (بلا ضرورت شدید کے) سوال کریں اور ہمکو اچھا معلوم ہوتا اگر کوئی جنگل کا آدمی عقلمند آوے اور آپسے (دین کی
باتیں) پوچھے اور ہم سنیں (کیونکہ جنگل کے آدمی کو ممانعت کی خبر نہ ہوتی وہ بلا تکلف سوال کرتا) پھر ایک شخص
جنگل والوں میں سے آیا اور اُسنے کہا آپکا پیام پہونچانے والا ہمارے پاس آیا اور ہم سے بیان کیا آپ فرماتے ہیں
(اس سے معلوم ہوا کہ زعم کا اطلاق قول اور یقین پر بھی ہوتا ہے) کہ بیشک اللہ عزوجل نے آپ کو بھیجا ہے آپنے فرمایا
اوس نے سچ کہا پھر اوس نے کہا تو آسمان کس نے پیدا کیا ہے آپنے فرمایا اللہ عزت اور بزرگی والے نے اوس نے کہا زمین اور
پہاڑ کس نے پیدا کیے ہیں آپنے فرمایا اللہ عزت اور بزرگی والے نے اوس نے کہا تو پہاڑوں میں فائدے کی چیزیں (جیسے سونے
جانور طرح طرح کے میوے طرح طرح کے درخت) کس نے پیدا کیں آپنے فرمایا اللہ عزت اور بزرگی والے نے پھر اُس نے کہا قسم اُسکی
جسنے پیدا کیا آسمان کو اور پیدا کیا زمین کو اور کھڑا کیا پہاڑوں کو اور اُن میں فائدے کی چیزیں بنائیں کیا اللہ نے آپکو
بھیجا ہے آپنے فرمایا ہاں وہ بولا آپکے ایلچی نے ہمسے کہا کہ ہم پر پانچ نمازیں ہیں اور زکوٰۃ اپنے مالوں کی آپنے فرمایا اُسنے
سچ کہا وہ بولا قسم اُسکی جسنے آپکو بھیجا کیا اللہ نے آپکو اسکا حکم کیا آپنے فرمایا ہاں وہ بولا آپکے ایلچی نے کہا کہ ہم پر ایک
مہینے کے روزے ہیں سال بھر میں آپنے فرمایا اوسنے سچ کہا وہ بولا قسم اُسکی جسنے آپکو بھیجا ہے کیا اللہ نے آپکو اسکا حکم کیا آپ
نے فرمایا ہاں وہ بولا آپکے ایلچی نے کہا کہ ہم پر حج ہے خانہ کعبہ کا جو راہ پاوے آپنے فرمایا سچ کہا وہ بولا قسم ہے اُسکی جسنے
آپکو بھیجا کیا اللہ نے آپکو اسکا حکم کیا آپنے فرمایا ہاں وہ بولا قسم اُسکی جسنے آپکو حق کے ساتھ بھیجا میں ان باتوں سے
زیادہ کرونگا نہ کم آپنے فرمایا اگر یہ سچا ہے تو جنت میں جاویگا **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہ حدیث صرف نسخہ بغدادیہ
میں ہے جسکو صحیح کیا علامہ ابو محمد صغانی لغوی نے ابو الوقت کے اصحاب سے سنکر اور متعدد نسخوں سے مقابلہ کرکے اور صغانی
نے حاشیہ میں کہا کہ یہ حدیث تمام نسخوں میں ساقط ہے مگر اس نسخہ میں موجود ہے جو فربری پر پڑھا گیا ابن حجر نے کہا میں نے
بھی کسی نسخہ میں اس حدیث کو نہیں دیکھا مترجم کہتا ہے یہ حدیث نسخہ مطبوعہ دہلی میں موجود ہے اور یہی جو نسخے مترجمہ میں
ذکر کیا ورنہ فتح الباری مطبوعہ مصر اور ارشاد الساری میں اس حدیث کا ذکر نہیں ہے لیکن روایت کیا اسکو امام مسلم نے
اپنی صحیح میں امام نووی نے کہا صحابہ آرزو کرتے تھے کہ جنگل والوں میں سے کوئی عاقل شخص آوے کیونکہ اکثر جنگل والے
عاقل نہیں ہوتے اور اسی لیے ایک حدیث میں ہے مَن بَدَا جَفَا یعنی جو جنگل میں رہا وہ اکھڑ ہو گیا اور یہ وجہ ہے کہ جو عاقل ہوگا
وہ آداب سوال کو پہچانیگا نہ دوبارہ مشکل بات کو پوچھے گا اور یہ پوچھنے والا بہت عاقل تھا کیونکہ اُس نے ترتیب کی سوال میں

پہلے صانع عالم کو پوچھا پھر نبوت کو پھر نماز کو پھر زکوۃ کو پھر روزہ کو پھر حج کو۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ عوام مقلدین کا ایمان صحیح ہے جب انکو ایمان حاصل ہو کالیقین ہو گو وہ اسکے دلائل کو نہ جانتے ہوں اسلیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سائل کا ایمان صحیح کہا اور اسکو دلائل پہچاننے کی ضرورت نہیں بتلائی اور معتزلہ کے نزدیک مقلد کا ایمان صحیح نہیں ہے انتہی مختصراً

باب مَا يُذْكَرُ فِي الْمُنَاوَلَةِ وَكِتَابِ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْعِلْمِ إِلَى الْبُلْدَانِ باب بیان میں مناولہ کے اور عالموں کے لکھنے کے علم کی بات کو اور شہروں کیطرف **ف** حافظ ابن حجر نے کہا جب مؤلف سماع اور عرض کے بیان سے فارغ ہوئے تو حدیث روایت کرنیکے باقی طریقوں کو بھی بیان کرنا چاہا ان طریقوں میں سے ایک مناولہ بھی ہے اسکی صورت یہ ہے کہ استاد اپنی کتاب شاگرد کو دیکر کہے یہ کتاب میں نے فلان شخص سے سنی ہے یا یہ میری تصنیف ہے تو اسکو روایت کر مجھ سے اور عرض مناولہ کی صورت ہم اوپر بیان کر چکے ہیں وہ یہ ہے کہ شاگرد ویسی کتاب کو استاد کے سامنے لاوے اور جمہور علماء نے مناولہ سے روایت جائز رکھی ہے اور جسنے قرات کو استاد کے سامنے کافی نہیں سمجھا اوسنے مناولہ کو بھی جائز نہیں رکھا انتہی قسطلانی نے کہا یحیی بن سعید انصاری اور مالک اور زہری نے مناولہ کو مثل سماع کے قرار دیا ہے اور یہیں حدثنا اور اخبرنا کہنا جائز رکھا ہے لیکن مناولہ کا رتبہ سماع سے کم ہے اکثر علماء کے نزدیک اور یہ مناولہ ہے عرض مناولہ اسکے سوا ہے جسکا بیان اوپر گذرا کہ شاگرد استاد کے سامنے کتاب لاوے اور مناولہ میں اجازت ضرور ہے اور اس سے وہ مناولہ نکل گیا جسمیں اجازت نہ ہو مثلاً استاد شاگرد کو اپنی کتاب دیدیوے پر یہ نہ کہے کہ تو اسکو مجھ سے روایت کر ایسے مناولہ سے روایت کرنا درست نہیں ہے انتہی **دوسری** صورت مکاتبہ ہے وہ یہ ہے کہ استاد اپنے ہاتھ سے خط لکھے یا کسی اعتباری شخص سے لکھواوے اور وہ خط شاگرد کے پاس بھیجے اوسمیں یہ لکھے کہ اس حدیث کو تو مجھ سے روایت کر اور مصنف نے اسکو مناولہ کے مثل قرار دیا اور بعضوں نے مناولہ کو ترجیح دی ہے اسوجہ سے کہ مناولہ میں بالمشافہ اجازت ہوتی ہے مکاتبہ میں اور اگلے علماء کی ایک جماعت نے ان دونوں میں اخبرنا کہنا جائز کہا ہے اور یہ وہی جو محققین کا مذہب ہے کہ مناولہ اور مکاتبہ کا بیان کردینا ضرور ہے تمام ہوا کلام حافظ ابن حجر کا قسطلانی نے کہا مکاتبہ کی صورت یہ ہے کہ محدث کسی غائب شخص کو ایک خط لکھے اپنے ہاتھ سے یا کسی ثقہ سے لکھوا دے ضرورت سے ہو یا بے ضرورت درخواست سے ہو یا بے درخواست اسمیں بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد یوں لکھے فلان بن فلان کیطرف سے پھر کوئی حدیث اپنی مرویات سے لکھے ایک یا زیادہ یا تصنیف یا نظم اور مکتوب الیہ کو اجازت دے اوسکی روایت کرنیکی مثلاً یوں لکھے میں نے تجھکو اجازت دی اسکی جو میں نے لکھا تیرے لیے یا تیری طرف بھیجا پھر اس خط کو طالب کے پاس کسی ثقہ کے ہاتھ بھیجا جو امین ہو اور اسکو بند کرکے اپنی مہر سے سربمہر کردے تاکہ دغابازی کا ڈر نہ ہو اور اس قسم کا مکاتبہ قوت اور صحت میں مناولہ کے مثل ہے اور مؤلف کا یہی مذہب ہے اور بعضوں نے مناولہ کو ترجیح

دی ہے اور مکاتبہ میں لیث بن سعد اور منصور بن معتمر نے اخبرنا اور حدثنا کا اطلاق جائز کہا ہے اور جمہور کے نزدیک حدثنا
اور اخبرنا کے بعد قید کا لگانا ضرور ہے مکاتبۃً یا کتابۃً اور جو کتابت اجازت سے خالی ہو تو مشہور قول یہی ہے کہ روایت درست
ہے انتہی وَقَالَ اَنَسٌ نَسَخَ عُثْمَانُ الْمَصَاحِفَ فَبَعَثَ بِهَا اِلَى الْاٰفَاقِ اور حضرت انس رض نے کہا حضرت عثمان رض نے
مصحف لکھوا لیے پھر وہ مصحف ملکوں کو بھجوا دیے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہ اثر ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے
جسکو مولف نے فضائل القرآن میں بیان کیا اور اس اثر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مکاتبہ سے روایت جائز ہے کس لیے کہ حضرت
عثمان نے ان ملکوں والوں کو حکم دیا اس لکھے ہوئے مصحف پر اعتماد کرنیکا اور اسکے خلاف مصحف کو چھوڑ دینے کا
اور اس روایت سے یہ غرض ہے کہ مصحف مکتوب کا اسناد حضرت عثمان تک ثابت ہو نہ اصل قرآن کا ثبوت کیونکہ اصل قرآن
متواتر تھا صحابہ میں انتہی قسطلانی نے کہا حضرت عثمان نے ایک مصحف مکہ میں بھیجا اور ایک شام میں اور ایک یمن میں
اور ایک بحرین میں اور ایک بصرے میں اور ایک کوفہ میں اور ایک مدینہ میں رہنے دیا اور مشہور یہ ہے کہ پانچ مصحف لکھوائے
تھے اور دانی نے کہا اکثر روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ چار مصحف لکھوائے تھے اور میں نے جو کتاب فنون قراءات میں لکھی ہے
اوس میں اسکا زیادہ بیان ہے تو اوسکو دیکھنا چاہیے انتہی وَرَاٰى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَمَالِكٌ ذٰلِكَ
جَائِزًا اور عبداللہ بن عمر اور یحیی بن سعید اور امام مالک نے مناولہ کو جائز کہا ہے **ف** فتح الباری میں ہے کہ تمام نسخوں
میں عمر بضم عین ہے اور میں اوسکو عمری ہی سمجھتا تھا اور تعلیق التعلیق میں یہ اثر انہی سے نکالا اور ایسا ہی یقین کیا اور کرمانی
نے پھر مجھے معلوم ہوا اس قرینہ سے کہ اونکو مقدم کیا یحیی بن سعید پر کہ وہ عمری نہیں ہیں کیونکہ یحیی عمری سے زیادہ
ہیں سن اور مرتبہ میں لیکن بعد اسکے میں نے تلاش کیا تو یہ اثر عبداللہ بن عمر بن خطاب سے صراحۃً نہیں ملا لیکن میں نے ابو القاسم
بن مندہ کی کتاب الوصیۃ میں بخاری کے طریق سے بسند صحیح ابو عبدالرحمن حبلی سے یہ روایت پائی کہ وہ عبداللہ رض
پاس ایک کتاب لیکر آئے جسمیں حدیثیں تھیں اور کہا اسکو دیکھیے اور جو حدیثیں اس میں کہ آپ پہچانتے ہوں اونکو رہنے دیجئے
اور جو نہ پہچانتے ہوں انکو نکال ڈالیں تو ذکر کیا اونہوں نے خبر کو اور یہ اصل ہے عرض مناولہ میں اور احتمال ہے کہ یہ عبداللہ
عمر بن خطاب کے بیٹے ہوں کیونکہ حبلی نے اونسے سنا ہے اور احتمال ہے کہ عمرو بن عاص کے بیٹے ہوں کیونکہ حبلی کی روایت
اونسے مشہور ہے انتہی اور عینی نے اسپر اعتراض کیا کہ تقدیم تعیین کو مستلزم نہیں ہے اور جو کوئی اس کا دعوی کرے اسکو ملازمت ثابت
کرنا چاہیے اور حبلی نے جو صرف عبداللہ کہا تو باعتبار اصطلاح اہل حدیث کے عبداللہ بن مسعود مراد ہونا چاہیں نہ عمرو بن عاص
کے بیٹے اوس وقت مراد ہو سکتے تھے جب اصل کتاب میں عمرو ہوتا حالانکہ واو صحیح بخاری کے کسی نسخہ میں نہیں ہے حافظ ابن حجر نے
انتقاض الاعتراض میں اسکا یہ جواب دیا کہ ملازمت ثابت نہ ہونے سے اسکی نفی بھی ضروری نہیں اور جہاں قرینہ موجود ہو وہاں ثبوت

ملازمت ظاہر ہے اور وہ قرینہ تقدیم ہے کیونکہ تقدیم سے اہتمام نکلتا ہے اور اہتمام اوسکا زیادہ ہے جو سن اور
توثیق مین زیادہ ہو اور عبد اللہ کا حصر عبد اللہ بن مسعود مین غلط ہے ائمہ نے اسکے خلاف تصریح کی ہے خطیب نے
نقل کیا ہے کہ جب مصر کے لوگ عبد اللہ کہین تو مراد عبد اللہ بن عمرو بن عاص ہین اور جب کوفی عبد اللہ کہین تو مراد عبد اللہ
بن مسعود ہین اور حنبلی تو مصری ہین معترض کہتا ہے کہ علامہ عینی نے بہت غلطی کی اور اسکا سبب یہ ہے کہ وہ علم رجال مین
حافظ ابن حجر سے کچھ نسبت نہ رکھتے تھے اونہون نے یہ غور نہین کیا کہ حنبلی کس ملک کے ہین اور عبد اللہ بن مسعود رضہ کوفہ مین
رہے ہین تو اسواسطے اہل کوفہ کی اصطلاح مین عبد اللہ جب مطلق بولین تو عبد اللہ بن مسعود مراد ہوتے ہین اور مصر مین عبد اللہ بن عمرو بن
عاص بہت رہے ہین انکی اصطلاح مین عبد اللہ سے مراد وہی ہوتے ہین اور شاید اہل مدینہ کی اصطلاح مین مطلق عبد اللہ سے مراد
عبد اللہ بن عمر رضہ ہوتے ہون کیونکہ عبد اللہ بن عمر اکثر مدینہ منورہ مین رہے ہین اب رہا عینی کا یہ اعتراض کہ اگر یہ عبد اللہ بن
عمرو بن عاص ہوتے تو صحیح بخاری کی کسی نسخہ مین عمرو واو سے ہوتا حالانکہ تمام نسخون مین یہ لفظ بغیر واو کے ہے اسکا جواب
یہ ہے کہ حافظ صاحب نے اسی خیال سے پہلے یہ احتمال بیان کیا کہ یہ عمر بن خطاب کے بیٹے ہون اور تقدیم اس احتمال کی قرینہ ہے
اوسکے قوی ہونے پر اوسکے بعد احتمال بیان کیا کہ عمرو بن عاص کے بیٹے ہون اور ظاہر ہے کہ احتمال سے کوئی امر مانع نہین ہے
عینی کا اعتراض اسوقت صحیح ہوتا جب حافظ صاحب یقیناً یہ کہتے کہ یہ عمرو بن عاص کے بیٹے ہین اور جائز ہے کہ لکھنے والے
سے سہواً واو چھوٹ گئی ہو پھر سب نسخون مین اسیکا اتباع کیا گیا ہو قسطلانی نے کہا کہ یہ عبد اللہ بن عمر بن عاصم بن عمر
بن خطاب ہین ابو عبد الرحمن قرشی مدنی عدوی جنکا انتقال ۱۷۱ھ مین ہوا یا عمرو بن عاص کے بیٹے ہین اور اول کا یقین نہ
کیا کرمانی وغیرہ نے اور یہی موافق ہے صحیح بخاری کے تمام نسخون کے کیونکہ سب نسخون مین عمر بضم عین بسقوط واو مذکور ہے
انتہے حافظ ابن حجر نے کہا یحییٰ بن سعید اور مالک کے آثار کو حاکم نے علوم الحدیث مین روایت کیا اسمعیل بن ابی اویس کے
طریق سے کہا مین یہ ہے کہ مینے سنا اپنے ماموں امام مالک بن انس سے وہ کہتے تھے مجھسے یحییٰ بن سعید انصاری نے کہا جب وہ
عراق کو جانے لگے میرے لیے ابن شہاب کی سو حدیثون کو چنو تاکہ مین اونکو روایت کرون تمسے امام مالک نے کہا مین نے
ان حدیثون کو لکھا اور یحییٰ بن سعید کے پاس بھیجدیا اور راہ مزی نے ابن ابی اویس ہی کے طریقہ سے روایت کیا امام مالک
سے کہ حدیث کی روایت کرنیکے طریقون مین یہ ہے کہ تو عالم کے سامنے پڑھے پھر یہ ہے کہ عالم تیرے سامنے پڑھے اور تو
سنتا ہو پھر یہ ہے کہ وہ اپنی کتاب تجھکو دیدے اور کہے اس کو روایت کر مجھسے انتہی وَاحْتَجَّ بَعْضُ أَهْلِ الْحِجَازِ فِي الْمُنَاوَلَةِ
بِحَدِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ كَتَبَ لِأَمِيرِ السَّرِيَّةِ كِتَابًا وَقَالَ لَا تَقْرَأْهُ حَتَّى تَبْلُغَ مَكَانَ
كَذَا وَكَذَا فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ الْمَكَانَ قَرَأَهُ عَلَى النَّاسِ وَأَخْبَرَهُمْ بِأَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور بعض حجاز

حجاز ملک عرب کا حصہ جسمین مکہ اور مدینہ اور طائف ہے) والون نے دلیل لائی ہے مناولہ پر اس حدیث سے جسمین یہ ہے کہ جناب
رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لشکر کے سردار کے لیے (یا لشکر کے سردار کو) ایک خط لکھا اور فرمایا مت پڑھنا اسکو یہان
تک کہ تو فلان مکان مین پہونچے پھر جب وہ اس مقام مین پہونچا تو اس خط کو پڑھا لوگون کے سامنے اور جو آپ کا حکم تھا وہ لوگون
کو بتلا دیا اور فتح الباری مین ہے کہ یہ حجاز والے حمیدی تھے (جو شیخ ہین امام بخاری کے) انہون نے یہ نوادر مین بیان کیا
اور امام بخاری نے اس حدیث کو اپنی کتاب مین موصولاً نہین ذکر کیا پر یہ حدیث صحیح ہے اور مین نے اسکو دو طریقون سے
پایا ایک طریقہ تو مرسل ہے اسکو ابن اسحاق نے مغازی مین بیان کیا یزید بن رومان سے اور ابو الیمان نے اپنے نسخہ
مین شعیب سے اونہون نے زہری سے پھر زہری اور یزید دونون نے روایت کیا عروہ بن الزبیر سے اور دوسرا طریقہ موصول
ہے اوسکو طبرانی نے روایت کیا جندب بجلی سے اور اسناد اسکا حسن ہے پھر اسکا ایک شاہد مینے پایا ابن عباس کی روایت
سے طبری کی تفسیر مین اور یہ سب طریقے ملکر صحیح کر دیتے ہین حدیث کو اور اس سریہ (لشکر کے ٹکڑے) کے سردار عبد اللہ بن جحش
اسدی تھے جو حضرت ام المومنین زینب رض کے بھائی تھے اور یہ سنہ ٢ ہجری مین سردار بنائے گئے تھے بدر کی لڑائی سے پہلے اور
لشکر مین بارہ مہاجرین تھے اور جندب کی روایت مین یون ہی ہے گول گول تھا تاکہ فلان مقام پر پہونچ جاو
عروہ کی روایت مین یون ہے جب تو دو دن کا سفر کر چکے تو خط کو کھول اونہون نے وہین کھولا اوسمین یہ لکھا تھا کہ
تو چلا جا یہانتک کہ نخلہ کو پہونچ جاوے (وہ ایک مقام ہے مکہ اور طائف کے بیچمین) پھر لا ہمارے پاس قریش کی خبر
کو اور کسی پر جبر مت کر جندب کی روایت مین ہے تو دو آدمی لوٹ آئے اور باقی لوگ چلے گئے وہ عمرو بن حضرمی سے ملے
اوسکے ساتھ ایک قافلہ تھا تجارتی قریش کا ان لوگون نے اوسکو مار ڈالا تو عمرو بن حضرمی پہلا کافر ہے جو اسلام کے ہاتہ سے
مین مارا گیا اور پھر رجب کی پہلی تاریخ مین ہوا اوسکے ساتھ جسقدر مال اسباب تھا وہ لوٹ لائے یہ پہلی لوٹ تھی جو مسلمانون
کو ملی اور مشرکین نے مسلمانون پر عیب کیا تب اللہ تعالے نے یہ آیت اتاری یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ اخیر تک اس حدیث
سے مناولہ کا ثبوت ظاہر ہے اسلیے کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتاب انکو حوالے کی اور حکم کیا کہ وہ کتاب اپنے ساتہ
والون کو سنا دینا تاکہ جو اسمین لکھا ہے اوسپر عمل کرین اسمین مناولہ بھی ہے اور مکاتبہ بھی ہے اور بعضون نے اس استدلال
پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس کتاب مین تغیر اور تبدل کا اندیشہ نہ تھا وجہ سے کہ صحابہ سب عادل اور امین تھے اور بعد والون مین
ایسا بھروسا نہین ہو سکتا تو قیاس اس کتاب پر کیونکر جائز ہوگا مین اسکا جواب یہ دیتا ہون کہ کتاب کا اعتبار اسی صورت
مین ہوتا ہے جب وہ سر بمہر ہو اور اسکا لانے والا معتبر اور امین ہو اور مکتوب الیہ اپنے استاد کا خط پہچانتا ہو اسیطرح اور
شرطون کے ساتھ جنکی وجہ سے تغیر و تبدل کا اندیشہ نہ رہے اور ایسی کتاب کا قیاس اس کتاب پر ہو سکتا ہے انتہے

الحافظ حدثنا اسمٰعیل بن عبد اللّٰہ قال حدثنی ابراھیم بن سعد عن صالح عن ابن شہاب عن
عبید اللّٰہ بن عبد اللّٰہ بن عتبۃ بن مسعود ان عبد اللّٰہ بن عباس اخبرہ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ
وسلم بعث بکتابہ رجلا وامرہ ان یدفعہ الی عظیم البحرین فدفعہ عظیم البحرین الی کسریٰ فلما قرأہ
مزقہ فحسبت ان ابن المسیب قال فدعا علیہم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان یمزقوا کل ممزق

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے اسمٰعیل بن عبد اللہ نے جو ابو اویس کے بیٹے ہین انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابراہیم
سعد (سبط عبد الرحمن بن عوف) نے انہون نے روایت کی صالح (بن کیسان غفاری مدنی) سے انہون نے ابن شہاب
(محمد بن مسلم زہری) سے اونہون نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے انہون نے عبد اللہ بن عباس سے انہون نے
کہا کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے بہیجا اپنا خط ایک شخص کے ہاتہ (وہ عبد اللہ بن حذافہ سہمی تہے جیسے
مغازی مین بیان کیا) اور حکم کیا اسکو وہ خط بحرین کے رئیس کو دینے کا (بحرین ایک شہر ہے بصرہ اور عمان کے بیچ مین
وہان کے رئیس کا نام منذر بن ساوی تہا) بحرین کے رئیس نے وہ خط کسریٰ کو دیا (کسریٰ کہتے ہین ایران کے بادشاہ کو اوسوقت
کسریٰ اپرویز بن ہرمز بن نوشیروان تہا اور جسنے کہا کہ نوشیروان تہا اسنے غلطی کی) کسریٰ نے جب اوس خط کو پڑہا تو
اوسکو چاک کر ڈالا (اوس مردود نے اس خط کی حقارت کی) ابن شہاب نے کہا مین سمجہتا ہون سعید بن مسیب نے
کہا (جب) جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہونچی کہ اوسنے آپکا خط چاک کر ڈالا تو آپ غصے ہوئے) پہر جناب رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا کی کسریٰ والون پر خدا کرے وہ چاک کیے جاوین بالکل چاک **ف** اللغوی
تعالےٰ ونکو پہاڑ دیوے بالکل جیسے اونہون نے میرا خط پہاڑ ڈالا تاریخ کی کتابون مین ہے کہ پرویز خسرو
جو اوسوقت ایران کا بادشاہ تہا غرور اور نخوت کی راہ سے آپکے خط کو پہاڑ ڈالا اور یہ کہا کہ عرب کی یہ طاقت
ہے کہ اتنے بڑے بادشاہ کو خط لکہے حقتعالیٰ نے آپکی بددعا سے ایران کی سلطنت کو بالکل نیست و نابود کر دیا خود
پرویز کا یہ حال ہوا کہ اوسکے بیٹے شیرویہ نے اپنے باپ کا پیٹ پہاڑ ڈالا اسکے بعد چند برس
مین ایران کی سلطنت تمام دنیا سے اوٹہ گئی اور آخر حضرت عمر رضی کی خلافت
مین خاک مین ملگئی اور ایران کی بادشاہزادیان عربون کی لونڈیان بنین اور آجتک پارسیون کو بالکل حکومت اور
سلطنت نہین ملی ہر جگہ دوسرے بادشاہ کے تابعدار اور رعیت بنکر رہتے ہین یہ سزا ہے حق تعالیٰ کی پیغمبر
سے بے ادبی اور گستاخی کرنے کی برخلاف اوسکے نصاریٰ کے بادشاہ نے آپکے خط کی عظمت کی اور آپکے لیے تحفے اور ہدیے
بہیجے گو قوم کے ڈرسے مسلمان نہ ہوسکا خدا تعالیٰ نے نصاریٰ کی سلطنت کو تباہ نہین کیا اور آجکے زمانہ مین تو نصاریٰ کا

غلبہ تقریباً دنیا کے تمام حصون مین ہو گیا ہے اور معلوم نہین کہ آئندہ سو برس مین کیا حالت ہوتی ہے اور مسلمانون کی
حکومت جو بالکل ضعیف و کمی ہے کیا اسکا نام و نشان بھی باقی رہتا ہے یا نہین گو اسلام قیامت تک باقی رہیگا اور
کہین نہ کہین مسلمانون کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہیگی ۔ حافظ ابن حجر نے کہا کہ کتاب کا قصہ تو ابن شہاب نے
موصولاً بیان کیا اور دعا کا قصہ مرسلاً بیان کیا اور اس حدیث سے مکاتبہ کا ثبوت تو ظاہر ہے اور مناولہ بھی نکل سکتا
ہے اسطرح سے کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کتاب اپنے ایلچی کے حوالے کی اور اسکو حکم دیا کہ بحرین کے رئیس کے
حوالے کرے اور کہے کہ یہ کتاب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اگرچہ اس ایلچی نے اس کتاب کو نہین سنا اور جو اسمین لکھا تھا
نہین پڑھا قسطلانی نے کہا اس حدیث کے سب راوی اہل مدینہ ہین اور اسمین ایک تابعی دوسرے تابعی سے روایت کرتا ہے اور مؤلف
نے اس حدیث کو مغازی اور خبر واحد اور جہاد مین نکالا اور یہ حدیث امام بخاری کے افراد مین سے ہے یعنے امام مسلم نے اسکو نہین
نکالا اور نسائی نے سیر مین اسکو نکالا ہے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ
عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَتَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابًا أَوْ أَرَادَ أَنْ يَكْتُبَ فَقِيلَ لَهُ إِنَّهُمْ لَا يَقْرَؤُونَ
كِتَابًا إِلَّا مَخْتُومًا فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ نَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِي يَدِهِ فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ
مَنْ قَالَ نَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ قَالَ أَنَسٌ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے محمد بن مقاتل (ابو الحسن مروزی) نے انہون نے کہا خبر
دی ہمکو عبد اللہ بن مبارک نے (اور جب صحابہ کے بعد کے لوگون مین مطلق عبد اللہ بولتے ہین تو مراد وہی ہوتے ہین) انہون نے کہا
خبر دی ہمکو شعبہ (بن حجاج) نے اونہون نے روایت کی قتادہ (بن دعامہ سدوسی) سے انہون نے انس بن مالک رض سے انہون
نے کہا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک خط لکھا عجم کے بادشاہ کو یا روم کے بادشاہ کو) یا لکھنا چاہا (اور یہ شک ہے
راوی کو یعنے انس بن مالک رض کو) لوگون نے آپسے عرض کیا وہ لوگ (عجم کے یا روم کے) وہی خط پڑھتے ہین جسپر مہر لگی ہو
تب آپ نے ایک انگوٹھی بنوائی چاندی کی اسپر کندہ تھا محمد رسول اللہ گویا مین آپکے ہاتھ مین اوسکی سفیدی دیکھ رہا ہون
شعبہ نے کہا مین نے قتادہ سے پوچھا یہ کس نے کہا اوسپر کندہ تھا محمد رسول اللہ اونہون نے کہا انس نے **ف** اس بیان سے معلوم
ہوا کہ قتادہ نے یہ حدیث انس سے سنی ہے اور چونکہ قتادہ تدلیس کیا کرتے ہین اسلیے انکی معنعن روایت اتصال پر محمول
نہین جبتک سماع کی تصریح نہ ہو جاوے امام بخاری نے اپنی کتاب مین جہان کسی مدلس راوی سے روایت کی ہے تو
وہان سماعت ثابت کی ہے یہ احتیاط سوا انکے اور کسی نے کم کی ہے حافظ ابن حجر رح نے فرمایا اس حدیث کے لانے سے
جو فائدہ ہے اس فقرہ سے نکلتا ہے کہ وہ لوگ وہی خط پڑھتے ہین جسپر مہر ہو کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مکاتبہ پر
عمل کرنیکی یہ شرط ہے کہ کتاب پر مہر لگی ہو تاکہ تغیر کا وہم نہ رہے لیکن اگر لانیوالا امین اور ثقہ ہو تو مہر سے بند نے

کی ضرورت نہین اور حدیث کا بیان جہاد اور لباس مین اگر خدا چاہے تو اوسیگا قسطلانی نے کہا روم یا عجم کے لوگ
اوسی کتاب کو پڑہتے تہے جسپر مہر لگی ہو اس سے یہ غرض تہی کہ اونکے راز کی باتین کہلنے نپاوین فتح الباری مین کہا ہے کہ
امام بخاری نے روایت حدیث کے طریقون مین صرف اجازت کا ذکر نہین کیا جو خالی ہو مناولت اور مکاتبت سے اور
شاید امام بخاری اسکو کافی نہین سمجہتے اور ابن مندہ نے یہ دعوے کیا کہ امام بخاری جہان قال لی کہتے ہین تو وہ اجازت
ہے اور یہ غلط ہے مین نے ایسے کئی مقامون کو دیکہا جہان اس صحیح مین قال لی کہا ہے اور اور کتابون کو حدثنا کے ساتہہ
بیان کیا ہے اور امام بخاری صرف اجازت مین حدثنا کہنا جائز نہین سمجہتے تو معلوم ہوا کہ قال لی جہان کہا ہے
وہ روایت بہی مسموع ہے مگر اس لفظ کہنے سے شاید یہ غرض ہو کہ فرق ہو جاوے ان روایتون مین جو ان کی شرط کے
موافق ہین اور جو اس درجہ کو نہین پہونچین واللہ اعلم انتہے **باب** مَنْ قَعَدَ حَيْثُ يَنْتَهِي بِهِ الْمَجْلِسُ
وَمَنْ رَأَى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيهَا باب بیان مین دو شخصون کے جو جہان جگہہ پاوسے وہان بیٹہہ جاوے
اور جو حلقہ مین کچہہ خالی جگہہ پاکر بیٹہہ جاوے **ف** فتح الباری مین ہے اس باب کی مناسبت کتاب العلم سے یہی کہ
مجلس اور حلقہ سے مراد حدیث مین علم کا حلقہ اور مجلس ہے تو طالب العلم کا ادب اس باب مین مذکور ہے اور اوسکے پاس عالم
کے صفات سے متعلق تہے انتہے **حدثنا** إِسْمَعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي
طَلْحَةَ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلَى عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهُ إِذْ أَقْبَلَ ثَلٰثَةُ نَفَرٍ فَأَقْبَلَ اثْنَانِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَ وَاحِدٌ قَالَ فَوَقَفَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّا أَحَدُهُمَا
فَرَأَى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيهَا وَأَمَّا الْآخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ وَأَمَّا الثَّالِثُ فَأَدْبَرَ ذَاهِبًا فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلٰثَةِ أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوَى إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى فَآوَاهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ
وَأَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحْيَى فَاسْتَحْيَى اللّٰهُ مِنْهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ **ترجمہ** حدیث بیان
کی ہمسے اسمعیل بن ابی اویس نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہ سے امام مالک نے اونہون نے روایت کی اسحق بن
عبداللہ بن ابی طلحہ (انصاری بخاری سے جو انس کے اخیافی بہائی کے بیٹے تہے) انہون نے کہا کہ ابو مرہ (یزید) نے جو
مولے تہے عقیل بن ابیطالب کے اونکو خبردی ابو واقد لیثی (حارث بن مالک صحابی) سے سنکر (یہ بدری ہین بعضون کے نزدیک
اور انسے اس کتاب مین ایک ہی حدیث مروی ہی) انہون نے کہا جناب رسالتمآب سرور عالم حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم ایک مرتبہ مسجد مین تشریف رکہتے تہے اور لوگ آپکے پاس بیٹہے تہے (آپ انکو دین کی باتین سکہلا رہے تہے) اتنے مین تین

آدمی آئے تو دو شخص اندر آگئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چلے آئے اور ایک شخص چلدیا ارشاد یہ تینون شخص ادہر سے
آئے اور مسجد مین سے ہوکر گذرے جیسے انس کی روایت مین ہے کہ تین آدمی گذرنے لگے جب انہون نے آپکی مجلس دیکھی تو دو
ان مین سے آپ کی پاس چلے آئے اور تیسرا چلدیا) پہر وہ دو شخص آپکی مجلس پر کہڑے ہوئے **ف** فتح الباری مین ہے کہ
اس حدیث کے راوی ابو واقد لیثی ہین اور نسائی کی روایت مین ابو مرہ کی سماع کی ابو واقد سے تصریح ہے اور ابو واقد کا نام
حارث بن مالک یا حارث بن عوف ہے اور بعضون نے کہا عوف بن حارث اور اس حدیث کے راوی سب مدنی ہین اور یہ موطا مین
موجود ہے اور ابو واقد سے اوسکو روایت نہین کیا مگر ابو مرہ نے اور ابو مرہ سے صرف اسحق نے اور ابو مرہ نے انسے دو
تابعیون نے روایت کیا اور اس حدیث کا ایک شاہد ہے انس کی روایت سے اوسکو بزار اور حاکم نے روایت کیا اور اس روایت
مین اتنا ہی ہے کہ وہ دو شخص آپ پر کہڑے ہوئے یعنے آپکی مجلس پر اور موطا کے اکثر راویون نے یہ زیادہ کیا ہے کہ جب وہ
دو شخص کہڑے ہوئے تو اونہون نے سلام کیا اور ایسا ہی ہے ترمذی اور نسائی کی روایت مین اور مولف نے اسجگہ نہ
نماز کے باب مین سلام کا ذکر کیا اور ایسا ہی امام مسلم کی روایت مین بہی سلام کا ذکر نہین ہے اور اس سے یہ نکلتا ہے
کہ جو باہر سے آوے اوسکو سلام کرنا چاہیے اور جو شخص کہڑا ہو وہ بیٹہے ہوئے شخص کو پہلے سلام کرے اور سلام کے جواب کا ذکر نہیں کیا
کیونکہ وہ مشہور ہے یا اس سے یہ نکلتا ہے کہ جو شخص عبادت مین غرق ہو اوسکو سلام کا جواب دینا معاف ہے اور اسکی بحث
کتاب الاستیذان مین آئیگی اور اس روایت مین یہ نہین ہے کہ دونون شخصون نے تحیۃ المسجد پڑہا تو اس وقت تک تحیۃ المسجد
مشروع نہوا ہوگا یا وہ بے وضو ہونگے یا پڑہا ہوگا لیکن راوی نے نقل نکیا یا اسوقت اس نماز کا وقت نہ ہوگا یہ قاضی
عیاض نے اپنے مذہب پر کہا کیونکہ اونکے نزدیک اوقات مکروہہ مین تحیۃ المسجد نہ پڑہنا چاہیے اور یہ جو اس حدیث مین آیا ہے
کہ وہ دونو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر کہڑے ہوئے تو مراد یہ ہے کہ آپ کی مجلس پر کہڑے ہوئے یا علیٰ عند کے معنون
مین ہے یعنے آپکے نزدیک کہڑے ہوئے انتہی علامہ عینی نے عمدۃ القاری مین حافظ صاحب پر یہ اعتراض کیا کہ علیٰ عند
کے معنون مین نہین آیا اور مین جسوقت اس حدیث کا ترجمہ لکہتا تہا اسوقت اتفاق سے موضع فرخ نگر مین تہا جو شہر حیدر
آباد سے سولہ کوس پر واقع ہے اور اسوقت شب کا وقت تہا کوئی کتاب لغت یا عربیت کی میرے پاس نہ تہی مین عینی کے اس
اعتراض کے جواب دینے مین متردد ہوا اور حافظ ابن حجر رح کے روح مقدس سے یہ کہا کہ اس اعتراض کا جواب آپ دیجیے
وہ مین اس ترجمہ مین لکہدون کیونکہ میرے پاس اس وقت کوئی کتاب نہین ہے اوسیوقت میرے ذہن مین آیا کہ کتاب سیبویہ
مین موجود ہے کہ علیٰ شاذ و نادر عند کے معنی مین آتا ہے اور امرء القیس شاعر مشہور عرب کا شعر اسکی تائید کے لیے موجود ہے
امرء القیس نے اپنے اس قصیدہ مین جو سبعہ معلقہ مین داخل ہے کہتا ہے وقوفا بہا صحبی علی مطیہم + یقولون لا تہلک اسی

دیجمل تہان علی بالبداہت یعنے عندکے ہین اور صرف امراء القیس کا قول اس کے ثبوت کے لیے کافی تہا اور سیبویہ کا قول جو امام ہے عربیت کا ایک کافی سند ہے اور تعجب ہے کہ علامہ عینی نے اس مشہور قصیدے پر بہی التفات نہ فرمایا ورنہ یہہ اعتراض انکا ہیکو کرتے اور دوسرا شعر ابو الحسن عنابی کا موجود ہے وہ کہتا ہے وکنت یا لبیدء اذا جاءنی رسول علی املاک جرہم املاک جرہم ایک موضع ہے دریان بہی علی بمعنے عند کے ہے کیونکہ شاعر بیدار مین تہا تو رسول خود املاک جرہم پر کیونکر ہو سکتا ہے بلکہ اوسکے نزدیک ہو سکتا ہے واللہ اعلم **ت** پہر ان دونون مین سے ایک نے حلقہ مین خالی جگہہ پائی وہ بیٹہہ گیا اس سے یہ نکلا کہ مجالس ذکر کے لیے حلقہ کرنا مستحب ہے اور یہی نکلا کہ جسنے پہلے کوئی جگہہ حاصل کرلی وہ اوسکا زیادہ حقدار ہے) اور دوسرا شخص لوگون کے پیچہے بیٹہا اور تیسرا پیٹہہ موڑ کر چلدیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (وعظ سے) فارغ ہوئے تو آپنے فرمایا کیا مین تمکو ان تینون آدمیون کا حال نہ بتلاؤن ان مین سے ایک نے تو پناہ لی (یعنے جگہہ پکڑی) اللہ تعالی کے پاس اللہ تعالے نے اوسکو جگہہ دی اپنے پاس اور دوسرے نے شرم کی (اندر گہسنے مین) اللہ تعالی نے بہی اس سے شرم کی **ف** فتح الباری مین ہے جگہہ پکڑی یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مین شریک ہوگیا اور اللہ نے اوسکو جگہہ دی یعنے اسکے فعل کی جزا اوسیطرح دی یعنے اپنی رحمت اور رضامندی مین شریک کرلیا اس حدیث سے یہ نکلا کہ مجالس علم مین ادب کرنا مستحب ہے اور حلقہ مین جو جگہہ خالی ہو اوسکو بہر دینا بہتر ہے جیسے نماز کی صف مین جو جگہہ خالی ہو اور ایسے خالی جگہہ کے بہرنیکے لیے گردنین پہاندنا درست ہے اگر کسیکو ایذا نہ ہو ورنہ جہان جگہہ ملے وہین بیٹہہ جانا بہتر ہے اور یہہ بہی معلوم ہوا کہ جو طلب خیر مین رحمت اٹہا وے وہ تعریف کے لائق ہے اور یہہ جو فرمایا کہ اللہ تعالے سے اسنے شرم کی یعنے اندر گہسنے مین شرم کی ورنہ جیسے اسکے رفیق نے کیا اسنے حیا کی اللہ کے رسول اور صحابہ سے یہ قاضی عیاض نے کہا اور انس نے اپنی روایت مین شرم کا سبب بیان کیا حاکم کی روایت مین ہے کہ دوسرا شخص تہوڑا چلا پہر آنکر بیٹہہ گیا مطلب ہے کہ اسنے شرم کی مجلس کے چہوڑ کر چلے جانے سے جیسے اوسکے تیسرے رفیق نے کیا اور یہ جو فرمایا اللہ تعالے نے بہی اس سے شرم کی اسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالے نے اوسپر رحم کیا اوسکو عذاب نہین دیا انتہے قسطلانی کہتا ہے بطریق مشاکلت کے فرمایا کیونکہ حیا تغیر اور انکسار ہے جو انسان کو مذمت کے ڈر سے پیدا ہوتا ہے اور یہ اللہ تعالے کے حق مین محال ہے تو اسکے مجازی معنے مراد ہونگے یعنے ترک عقاب گویا ملزوم کو ذکر کیا اور لازم کو مراد لیا انتہے مترجم کہتا ہے قسطلانی اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہما اللہ تعالے دونون نے یہان خلف کا مذہب اختیار کیا اور حیا کی جو ایک صفت الہی ہے تاویل کی اور سلف رحمہم اللہ تعالی جل شانہ کی صفات مین یہ قول ہے کہ انکو اپنے ظاہری معنو پر رکہینگے اور انکی کیفیت کا علم اللہ تعالی کو سونپ دینگے اور پاکی کرینگے اوسکے ہر ایک نقص اور عیب کی صفت سے اور مخلوقات اور محدثات کی مشابہت

ہے پس جیسے سمع اور بصر اور نزول اور استوا وغیرہ یہ سب اللہ تعالیٰ جل شانہ کی صفات ہین اسیطرح حیا بھی اسکی ایک صفت ہے اور اسکی کیفیت وہ خوب جانتا ہے یہی طریقہ اسلم ہے اور یہی پر علما حدیث قدیماً اور حدیثاً چلتے آتے ہین **ف** اور تیسرے شخص نے منہ موڑا اللہ تعالیٰ نے بھی اسکی طرف توجہ نکی **ف** یعنے اسکی طرف سے منہہ پھیر لیا اعراض کے لیے یہی معنے ہین اور تاویل کی کوئی ضرورت نہین حافظ ابن حجر عسقلانی اور علامہ قسطلانی نے یہان بھی تاویل کی ہے وہ کہتے ہین اعراض سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ اوسپر غصے ہوا اور کہتے ہین کہ یہ بھی مشاکلت کے طور پر ہے کیونکہ اعراض کے معنے دوسری طرف دیکھنا اور یہ خداوند کریم کے لائق نہین ہے تو ضرور ہے کہ مجازی معنے مراد ہون یعنے سخط اور غضب حالانکہ سخط اور غضب کی تاویل کچہہ فائدہ نہین دیتی کیونکہ سخط اور غضب کے معنے بھی یہ ہین کہ وہ جوش خون کا جو انسان کو ایک ناگوار چیز کے دیکھنے یا سننے یا خیال کرنے سے پیدا ہوتا ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کے لائق نہین پہر اسکی بھی تاویل کرنا پڑیگی اور شاید علامہ قسطلانی اور حافظ صاحب نے اس تاویل پر غور نہین کیا کیونکہ تاویل مین بھی وہی فساد موجود ہے جو اصلی معنون مین تہا پس عمدہ وہی سلف کا مذہب ہے کہ پہلے ہی سے تاویل کی جڑ کاٹ دین اور ہر ایک لفظ کو اپنے معنے پر رہنے دیتا اور مراد اللہ تعالیٰ کے سپرد کرین وہ خوب جانتا ہے حافظ ابن حجر نے فرمایا یہ حدیث محمول ہے اُس شخص پر جو بے عذر ایسی مجلس سے پیٹہہ موڑ کر چلا جاوے یہ جب ہے کہ وہ شخص مسلمان ہو اور شاید وہ منافق ہو اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اُسکا حال معلوم ہو اور انس کی روایت مین ہے کہ اوسنے بے پرواہی کی اللہ تعالیٰ نے بھی اُسکی پرواہ نکی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل معاصی کا حال زجر کے لیے بیان کرنا درست ہے اور یہ غیبت مین داخل نہین اور یہ بھی نکلا کہ علم کی مجلس مین شریک ہونا بہت افضل ہے اور عالم یا ذاکر کو علم یا ذکر کے لیے مسجد مین بیٹھنا بہتر ہے اور تعریف ہے حیا کرنے والے کی اور بیان ہے بیٹہہ جانے کا جہان جگہہ ملے اور ان تین شخصوں کا نام اس حدیث کی کسی طریقہ مین مجھکو نہین ملا نہ ان مین سے کسی کا نام معلوم ہوا انتہے **باب** قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ باب بیان مین اسکے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کبہی وہ شخص جسکو میرا کلام پہونچے زیادہ یاد رکہنے والا ہوتا ہے اُس شخص سے جسنے مجہہ سے سنا **ف** یعنے جو لوگ میرا کلام سنتے ہین اونکو چاہیے کہ وہ کلام اور لوگون کو پہنچا دین جنہون نے مجہسے نہین سنا شاید وہ اُن سے زیادہ ہون حافظے مین حافظ ابن حجر نے کہا مؤلف نے اس باب مین جو حدیث بیان کی وہ اس ترجمہ کے مضمون مین ہے اور ترجمہ بعینہ اسی لفظ سے مؤلف نے روایت کیا کتاب الحج مین اور قطب حلبی اور دوسرے شراح سے غفلت ہوئی انہون نے کہا اس ترجمہ کو ترمذی نے ابن مسعود رض سے روایت کیا حالانکہ ترجمہ خود اسی کتاب مین دوسری جگہہ موصولاً مروی ہے انتہے۔ اس سے

معلوم ہوتا ہے کہ حافظ ابن حجر کو حدیث کی کتابیں اور عالموں سے زیادہ یاد تھیں خدا اُنکے درجے بلند کرے آمین ٭

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ ذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَعَدَ عَلَى بَعِيرِهِ وَأَمْسَكَ إِنْسَانٌ بِخِطَامِهِ أَوْ بِزِمَامِهِ ثُمَّ قَالَ أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا فَسَكَتْنَا حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ سِوَى اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَأَيُّ شَهْرٍ هٰذَا فَسَكَتْنَا حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ فَقَالَ أَلَيْسَ بِذِي الْحِجَّةِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَإِنَّ الشَّاهِدَ عَسٰى أَنْ يُبَلِّغَ مَنْ هُوَ أَوْعٰى لَهُ مِنْهُ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے مسدد (ابن مسرہد) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے بشر (بن مفضل بن لاحق رقاشی بصری) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابن عون (عبداللہ بن ارطبان بصری) نے اونہوں نے روایت کی (محمد) بن سیرین سے انہوں عبدالرحمن بن ابی بکرہ (بن حارث ثقفی بصری) سے (یہ سب سے پہلے اسلام کے زمانے میں بصرے میں پیدا ہوے) انہوں نے اپنے باپ (ابوبکرہ نفیع) سے انہوں نے ذکر کیا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ بیٹھے تھے اپنے اونٹ پر (منا میں یوم النحر کو حجۃ الوداع میں قسطلانی نے کہا آپ اونٹ پر بیٹھے لوگوں کو اپنا کلام سنانے کے لیے اور اونٹ کی پیٹھ کو منبر بنانا منع ہے جب ضرورت نہو) اور ایک آدمی اونٹ کی نکیل تھامے تہا **ف** حافظ ابن حجر نے کہا بعض شارحوں نے اس آدمی کو بلال کہا ہے اور دلیل ہے نسائی کی روایت سے ام حصین سے کہا کہ حج کیا میں نے تو بلال کو دیکھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ کی نکیل کھینچتے تھے اور سنن ابن عمرو بن خارجہ کے طریق سے مروی ہے کہ میں آپکے اونٹنی کی نکیل تھامے تھا پھر بیان کیا انہوں نے تھوڑا خطبہ آپ کا تو عمرو بن خارجہ کا نام لینا بلال سے اولے تہا اور شہایت ہے کہ یہاں آدمی سے مراد ابوبکرہ ہیں اور یہ اسمعیلی کی روایت سے ثابت ہے جو انہوں نے ابن مبارک کے طریق سے ابن عون سے کی خود ابوبکرہ سے انہیں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑہا اپنی اونٹنی پر یوم النحر کو اور میں اسکی نکیل تھامے تہا اور نکیل تھامنے سے یہ غرض تھی کہ اونٹ ہلے نہیں یا بہاگے نہیں اور آپ اطمینان سے خطبہ سناویں انتہے **ت** یا بگ تھامی (یہ شک ہے راوی کا اور معنے ایک ہے قسطلانی نے کہا خطام اور زمام وہ رسی ہے جسمیں جھلا بندہتا ہے اس چیلے کو برہ کہتے ہیں فتح الباری میں ہے کہ یہ شک ابوبکرہ کے بعد کے راویوں سے ہوا) پھر آپ نے فرمایا یہ کون دن ہے ہم خاموش رہے یہانتک کہ ہم سمجھے آپ اس دن کا اور کوئی نام رکہیں گے اسکے نام کے سوا (ہم آپ نحر خود ہی) فرمایا کیا یہ یوم النحر نہیں ہے ہم نے عرض کیا کیوں نہیں یہ یوم النحر ہے آپ نے فرمایا یہ کونسا مہینہ ہے

یہانتک کہ ہم سمجھے آپ اس مہینے کا کچھ اور نام کہینگے اسکے نام کے سوا پہر آپنے فرمایا کیا یہ ذی حجہ کا مہینہ نہین ہے ہمنے عرض کیا کیون نہین یہ ذیحجہ کا مہینہ ہے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا مستملی اور حموی اور اصیلی کی روایت مین مہینے کا سوال نہین ہے اور نہ عبارت ہے یوم النحر قلنا بلی تو انکی عبارت یون ہے کہ یہ کونسا دن ہے ہم خاموش رہے یہانتک کہ ہم سمجھے آپ اس دن کا اور کچھ نام رکھینگے اوسکے نام کے سوا آپنے فرمایا کیا یہ ذی حجہ نہین ہے اخیر تک اور اسکی توجیہ ظاہر ہے گویا کل کا اطلاق کیا جزء پر مجازاً کیونکہ یوم النحر ایک جزء ہے ذی الحجہ کا اور دوسری توجیہ یہ ہے امام مسلم کی اور اور محدثین کے وہی ہے جو کشمیہنی اور کریمہ کی روایت مین ہے (جو متن مین اوپر مذکور ہوئی) بلکہ مسلم وغیرہ کی روایت مین یہ بھی سوال ہے کہ یہ کونسا شہر ہے اور یہ سب ابن عون کی روایت مین موجود ہے اور مولف نے جو کتاب الاضاحی مین روایت کی اوسمین تینون باتون کا سوال موجود ہے ایوب کی روایت سے اور حج مین قرہ کی روایت سے وہ دونو ابن سیرین سے روایت کرتے ہین قرطبی نے کہا آپنے یہ تین سوال کیے اور ہر ایک سوال کے بعد خاموش رہے اس سے یہ مطلب تہا کہ لوگ متوجہ ہو کر دل لگا کر سنین اور سمجھہ لین کہ یہ نصیحت بہت بڑی نصیحت ہے اور سیوطی اسکے بعد یہ فرمایا تمہارے خون اور مال اخیر تک اور یہ مبالغہ ہے ان اشیا کی حرمت کا اور وجہ تشبیہ کحرمۃ یومکم مین ظاہر ہے سامعین کے نزدیک کیونکہ شہر اور مہینہ اور دن کی حرمت اونکے دلون مین جمی تہی اور جان و مال کی حرمت اونکے دلون مین ایسی نہ تہی وہ جاہلیت کے زمانہ مین انکو حلال جانتے تہے تو شرع محمدی نے یہ ثابت کیا کہ مسلمان کی جان و مال اور عزت کی حرمت اس شہر مہینہ اور دن کی حرمت سے بہی زیادہ ہے اور مشبہ بہ کی حرمت کی کمی کا اعتراض وارد نہ ہوگا اسلیے کہ خطاب مخاطبین کی عادت اور اصطلاح کے موافق ہے انکی عادت مین مکہ اور ذیحجہ اور یوم النحر کی حرمت جان و مال اور عزت سے زیادہ تہی اور بعض روایتون مین یہ ہے کہ صحابہ نے ان سب سوالون کا یون جواب دیا کہ اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے اور یہ اچہا حسن ادب ہے کیونکہ وہ جانتے تہے کہ آپ جن چیزونکا سوال کرتے ہین ہم کو بہی بخوبی معلوم ہین اور آپکا مطلب اس سوال سے اور ہے اور سیوطی نے کہا انہون نے یہ کہا ہم سمجھے کہ آپ اسکا نام اور کچہ رکہینگے سوا اسکے نام کے تو اسمین اشارہ ہے کہ امور کلیہ کو شارع کے سپرد کر دینا چاہیے اور جو شخص حقائق شرعیہ کو ثابت کرتا ہے اسکی دلیل ہے انتہی **ف** آپنے فرمایا تو تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری عزتین آپس مین ایکدوسرے پر حرام ہین جیسے اس دن کی حرمت اس مہینہ مین اس شہر مین **ف** حافظ ابن حجر نے کہا مراد یہ ہے کہ خون کا بہانا مال کا لینا عزت بگاڑنا ایکدوسرے کی حرام ہے قسطلانی نے کہا زرکشی اور برماوی اور عینی نے بہی یون ہی معنے کیے ہین حالانکہ اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ افعال ناحق ناجائز ہین اور حق سے جائز ہین تو انتہا کا لفظ مقدر کرنا بہتر ہے جسکے معنے ناحق لینے کی ہین مترجم کہتا ہے کہ قسطلانی کا اعتراض ساقط ہے اسوجہ سے کہ ناحق کی قید بداہتاً عقل سے

ہر ایک عاقل کو معلوم ہو جاتی ہے اور جو کام حق سے کیا جاوے اسکی حرمت کی کوئی وجہ نہین اور یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے
سور کا کھانا حرام ہے اور دوسرا اعتراض کرے کہ اسمین قید لگانا چاہیے بشرطیکہ اضطرار کی حالت نہو کیونکہ اس قسم
کے قیود ظاہر ہین انکے لگانے کی حاجت نہین ورنہ ہر جگہہ قیدین لگانی ہونگی اور کلام مین تطویل لاطائل لازم آویگی ف
جو شخص اس جگہہ حاضر ہے وہ یہ خبر غائب کو پہنچا دے (یعنے انکو بھی میرا یہ حکم سنادے یا تمام احکام سنادے) شاید جو حاضر ہے وہ
ایسے شخص کو سنا دے جو اس سے زیادہ یاد رکھنے والا ہے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس روایت مین یہ ہے کہ جب آپ نے سوال
کیا تو ہم خاموش رہے اور مصنف نے حج مین جو روایت کی ابن عباس سے اسمین یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ سنایا
لوگون کو نحر کے دن پھر فرمایا یہ کونسا دن ہے لوگون نے عرض کیا حرام دن ہے تو ظاہراً دونون روایتون مین تعارض ہوتا
ہے اور جمع اس طور سے ہوگا کہ جس گروہ مین ابن عباس تھے انہون نے جواب دیا اور جس گروہ مین ابو بکرہ تھے انہون نے جواب نہین
دیا یا ابن عباس کی روایت بالمعنے ہے کیونکہ ابو بکرہ کی روایت مین جو مولف نے باب الحج والفتن مین نکالی یہ ہے کہ
آپنے فرمایا کیا یہ یوم النحر نہین ہے صحابہ نے عرض کیا کیون نہین اور اسکا مطلب یہی ہے کہ یہ یوم حرام ہے اور غایۃ الامر یہ ہے
کہ ابو بکرہ کی روایت مفصل ہے اور ابن عباس کی مختصر ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ابو بکرہ ابن عباس کی نسبت آپ سے زیادہ
قریب تھے کیونکہ ابو بکرہ آپکے اونٹ کی نکیل تھامے ہوئے تھے اور بعضون نے یہ کہا ہے کہ شاید دو خطبے آپنے پڑھے ہون لیکن اگر یہ
غرض ہے کہ یوم النحر کے دو خطبے پڑھے تو اسکی دلیل بیان کرنا ضرور ہے کیونکہ ابن عمر کی روایت مین جو مصنف نے کتاب الحج مین نکالی
یہ ہے کہ خطبہ یوم النحر کو تنہا جمرات کے بیچ مین حج مین پڑھا اور اس حدیث مین سوا ان فائدون کے جو اوپر مذکور ہوئے اور فائدے ہین -
ایک تو ترغیب علم کے پہنچانے کی دوسرے جواز تحمل اہلیت سے پہلے تیسرے فہم کا شرط نہ ہونا ادا مین چوتھے متاخر کا فہم مین مقدم
سے زیادہ ہونا اگرچہ ایسا کم ہوتا ہے اور ابن منیر نے اس سے یہ نکالا کہ راوی کی تفسیر اورون کی تفسیر سے راجح ہے پانچوین جانور
کی پیٹھ پر بیٹھنے کا جواز اور جو نہی اسمین وارد ہوئی ہے وہ محمول ہے بے ضرورت ایسا کرنے پر چھٹے یہ کہ خطبہ بلند جگہہ پر کرنا
چاہیے تاکہ سب سامعین اور خطیب کو دیکھین انتہے قسطلانی نے کہا اس حدیث کے سب راوی بصری ہین اور مولف نے اسکو حج اور تفسیر اور
فتن اور بدء الخلق مین نکالا اور مسلم نے دیات مین اور نسائی نے حج اور علم مین انتہے **باب** تنوین کے ساتھ اور یہ ساقط ہے
اصیلی کی روایت مین اَلْعِلْمُ قَبْلَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ علم مقدم ہے قول اور عمل پر **ف** فتح الباری مین ہے ابن منیر نے
کہا مولف کی غرض یہ ہے کہ علم شرط ہے صحت قول اور عمل کی تو قول اور عمل دونون کا اعتبار علم سے ہے اور علم مقدم ہے ان دونو
پر کیونکہ علم سے نیت صحیح ہوتی ہے اور نیت سے عمل صحیح ہوتا ہے تو مولف نے اسپر تنبیہ کی تاکہ کوئی اس قول سے کہ علم بغیر عمل کے نفع
نہین دیتا یہ نہ سمجھے کہ علم ذلیل ہے یا علم حاصل کرنے مین سستی کرے بقول اللہ تعالی فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَبَدَاَ

بالتعلم کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے حبیب سرتاج انبیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے) پس جان تو کوئی عبادت
کے لائق نہیں یا کوئی سچا معبود نہیں سوا خدا کے تو شروع کیا اللہ تعالیٰ نے علم سے **ف** کیونکہ پہلے فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا
پھر فرمایا وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ اور یہ خطاب اگرچہ خاص رسول اکرم سے ہے مگر شامل ہے آپ کی امت کو اور سفیان بن عیینہ نے اس آیت
سے علم کی فضیلت پر استدلال کیا ہے جیسے ابو نعیم نے حلیہ میں اونسے روایت کیا ربیع بن نافع کے طریق سے اونہوں نے کہا
کہ سفیان نے اس آیت کو پڑھا پھر کہا تو نہیں سنتا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے علم سے شروع کیا فرمایا اِعْلَمْ پھر حکم کیا آپ کو عمل کا اور اس
سے متکلمین کے قول کی بھی دلیل نکلتی ہے کہ معرفت واجب ہے لیکن نزاع جیسا اور ہم نے بیان کیا وجوب تعلیم ادلہ میں ہے
بطور قوانین علم کلام کے اور اسکا کچھ بیان کتاب الایمان میں گزرا (فتح) وَاِنَّ الْعُلَمَاءَ هُمْ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ وَرَّثُوا
الْعِلْمَ مَنْ اَخَذَهٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ اور عالم پیغمبروں کے وارث ہیں پیغمبروں نے ترکہ چھوڑا علم کا یا عالم وارث ہوئے
علم کے (اگر وَرَّثُوا تشدید سے پڑھو تو پہلا ترجمہ ہے اور جو وَرِثُوا تخفیف سے پڑھو تو دوسرا ترجمہ ہے فتح الباری میں ہے کہ ترمذی
کی روایت وَرَّثُوا بالتشدید کو تائید کرتی ہے) پھر جسنے علم حاصل کیا اوسنے پورا حصہ حاصل کیا **ف** حافظ ابن حجر نے
کہا یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جسکو ابوداؤد اور ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے صحیح روایت کیا ابو الدرداء سے اور اس
حمزہ کنانی نے اسکو حسن کہا اور بعضوں نے اسکو ضعیف کیا بوجہ اضطراب کے اوسکی سند میں لیکن اسکے کئی شاہد ہیں
جنکی وجہ سے حدیث کو قوت ہو جاتی ہے اور مؤلف نے تو یہ نہیں کہا کہ وہ حدیث ہے اسی لیے اوسکو تعالیق میں شمار نہیں
کیجاتی لیکن ترجمہ باب میں اوسکا لانا دلیل ہے اس امر کی کہ اسکی اصل ہے اور اسکا شاہد قرآن میں موجود ہے اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا اور اسکی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ وارث مورث کی قائم مقام
ہے تو وارث کا حکم بھی مورث کا ہے جس باب میں وہ اوسکے قائم مقام ہے انتہی سندی کہتا ہے کہ امام بخاری کا مقصود اس
باب سے بیان ہے علم کے شان کا اور علم کی فضیلت کا اور اس قول سے علم کی فضیلت ظاہر ہے کیونکہ وہ میراث ہے انبیا کی اور
عالم وارث ہے نبی کا اور جیسے کوئی فضیلت نبوت سے زیادہ نہیں ہے اسیطرح کوئی شرف وراثت نبوت سے زیادہ نہیں ہے
پس نفس علم کی فضیلت ہے اگر اسکے ساتھ عمل بھی ہو تو سبحان اللہ اور اس سے رد ہو گیا اون جاہلوں کا خیال جو عمل ہی کو اصل جانتے
ہیں اور علم کو بے حقیقت اور علما کو حقیر سمجھتے ہیں ان جاہلوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ عمل کی اصل علم ہے اور بغیر علم کے کوئی
عمل صحیح نہیں ہے وَمَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَطْلُبُ بِهٖ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ اور جو شخص
ایسے رستہ پر چلے جس سے علم کو تلاش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اوسکے لیے جنت کا رستہ آسان کر دیگا **ف** حافظ ابن حجر نے
کہا یہ بھی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے اور اس ٹکڑے کو امام مسلم نے اعمش سے اونے ابو صالح سے اونسے ابوہریرہ سے روایت کیا

اور روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا حسن ہے اور صحیح نہیں کہا کیونکہ اعمش نے اوس مین تدلیس کی ہے اونہون نے کہا جیسے
حدیث بیان کی گئی ابو صالح کی مین کہتا ہون امام مسلم نے ابو اسامہ سے روایت کیا اونہون نے اعمش سے انہون نے کہا حدیث بیان
کی ہمسے ابو صالح نے تو تدلیس کی تہمت جاتی رہی اور علم کا رستہ عام ہے شامل ہے تمام رستون کو علوم دین کی تحصیل کے
لیے اور اسمین قلیل اور کثیر سب داخل ہے اور جنت کا رستہ آسان ہوگا اوسکے لیے آخرت مین یا دنیا مین اسطرح سے کہ اوسکو توفیق
ہوگی اعمال صالحہ کی جو جنت کو پہنچاتے ہین اور اسمین خوشخبری ہے طالب العلم کے لیے کہ اوسکے لیے جنت کا رستہ آسان ہوتا
ہے انتہی مترجم کہتا ہے جو شخص طالبین علم کی مدد کرے علم حاصل کرنیکے لیے جیسے انکی لیے مدرسہ بناوے استاد رکھے اونکی خوراک اور
پوشاک کی تدبیر کرے اونکے لیے علم کی کتابین خرید دیوے وہ بھی اسی فضیلت مین داخل ہے اسیطرح جو دین کی کتابین
آسان کرے پڑہنے والون کے لیے مثلاً اونپر شرح یا حاشیہ لکہے یا دوسری زبان مین اونکا ترجمہ یا تفسیر کرے یا دین کی
کتابون کو چھپوا کر نشر کرے یا دین کی کتابین خرید کرکے بلاقیمت دیوے اُن محتاجون کو جو علم کے شائق ہین وہ بھی اس
فضیلت مین داخل ہے اور ہمارے زمانے مین جناب سید علامہ نواب مستطاب نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر نے اس
فضیلت کو ایسا حاصل کیا ہے کہ شاید اونسے پیشتر کسی نے کم حاصل کیا ہوگا صدہا کتابین علوم دین مین خود تالیف فرمائین
اور صدہا کتابین بڑی بڑی حدیث و تفسیر کی اپنی زر ذاتی سے چھپوا کر پہیلائین اور صدہا کتابین اردو زبان مین ترجمہ
کرنیکا اور ترجمہ کرا کر محتاجون کو بلاقیمت تقسیم کین اور ہر سال یہ سلسلہ برابر جاری ہے حق تعالی اونکی عمر اور علم مین برکت دیوے اور
اونکے لیے جنت الفردوس کا رستہ آسان کرے صحاح ستہ کا ترجمہ بھی انہی کی امداد و اعانت سے دنیا مین پہیلا حق تعالی اسکو
بھی قبول فرماوے اور اپنے حبیب اکرم رسول معظم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طفیل سے ہمارا خاتمہ بخیر کرے اور ہمکو جنت مین
آپکی غلامی اور کفش برداری نصیب کرے آمین یا رب العالمین قسطلانی نے کہا مسند الفردوس مین سعید بن جبیر سے مروی
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحم کرو طالب علم پر کیونکہ اوسکے بدن پر تعب ہوتا ہے اور جو وہ غرور نہ کرتا تو
علانیہ فرشتے اوس سے مصافحہ کرتے لیکن وہ غرور کرتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ اوسپر غالب آوے جو اس سے زیادہ جانتا
ہے انتہی وَقَالَ اللّٰهُ جَلَّ ذِکْرُهٗ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ اور فرمایا اللہ تعالی جل شانہ نے اللہ سے
اوسکے بندون مین وہی ڈرتے ہین جو عالم ہین یعنے اسکی قدرت اور سلطنت کو جانتے ہین پہر جو شخص جتنا علم زیادہ رکہتا
ہوگا اوتنا ہی اللہ تعالی سے زیادہ ڈریگا فرمایا نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے مین تم سب سے زیادہ ڈرتا ہون اللہ سے
اور تم سب سے زیادہ تقوی کرتا ہون اوسکے لیے (قسطلانی) یہ تفسیر عبد اللہ بن عباس رضی کی ہے (فتح) وَقَالَ وَمَا یَعْقِلُهَا
اِلَّا الْعَالِمُوْنَ اور فرمایا اللہ تعالی نے نہین سمجھتے ہین ان مثالون کو یعنے اونکی خوبی اور فائدون کو مگر عالم جنکو خدا نے عقل دی

ہے او علم عطا فرمایا ہے وہ فکر کرتے ہیں اور ہر بات کی تہ کو پہونچتے ہیں) وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ
السَّعِيرِ اور کہا جہنم والوں نے اگر ہم سنتے (رسول کی کلام کو اس طرح کہ اسکو سمجھتے اور قبول کرتے) یا عقل رکھتے (تمیز) تو ہم نہ
ہوتے دوزخ والوں میں۔ حافظ ابن حجر نے کہا عقل اور تمیز اور سننا اور قبول کرنا حق بات کا یہ اوصاف ہیں اہل علم کے تو مطلب
یہ ہے کہ اگر ہم ہوتے علم والے تو ہم جانتے جو واجب تھا ہم پر اور اسپر عمل کرتے اور جہنم سے نجات پاتے **ف** اس آیت میں اللہ
جل شانہ نے کفار کی زبانی بیان کی جب وہ دوزخ میں پڑے ہونگے مطابقت یہ ہے کہ ہم نے نہ خود حق کو تحقیق کیا اپنی عقل اور فکر
سے اور نہ دوسرے عقل والوں کی بات مانی یعنی نہ مقلد ہوئے نہ محقق بلکہ سر سے حق سے منھ موڑا اور باطل اور طوفان جوڑا اس
لیے جہنمی ہوئے وقال هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہہ (اے محمد)
کیا برابر ہیں علم والے اور جو بے علم ہیں ہرگز نہیں علم والوں کا درجہ بہت بڑا ہے اور بے علم اونکے پاسنگ کو نہیں پہونچ سکتے

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ اور بعض نسخوں میں بجائے يُفَقِّهْهُ
يُفَهِّمْهُ ہے اور ترجمہ ایک ہے یعنی فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسکے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کرنا چاہتا
ہے اسکو دین میں سمجھ دیتا ہے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہ حدیث خود مؤلف نے دو باب کے بعد نکالا اور اس میں
يفقهه ہے اور يفهمه کی روایت کی ابن ابی عاصم نے کتاب العلم میں ابن عمر کے طریق سے انہوں نے عمر سے مرفوعاً روایت
کیا ہے اور اسناد اسکا حسن ہے اور فقہ اور فہم ایک ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا یعنی کوئی بات نہیں
سمجھتے اور مراد فہم سے احکام شرعیہ ہیں انتہی وَإِنَّمَا الْعِلْمُ بِالتَّعَلُّمِ اور علم وہی ہے جو سیکھنے سے حاصل ہوا **ف** یعنی
علم حاصل کرنے کے لیے محنت سیکھنے کی اوٹھانا ضرور ہے کیونکہ بغیر سیکھنے اور محنت کے علم حاصل نہیں ہوتا یہانتک کہ پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی محنت اٹھائی اور اللہ تعالیٰ نے انکی تعلیم کی فرمایا وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ حافظ ابن حجر نے کہا یہ ایک
حدیث ہے مرفوع جسکو روایت کیا ابن ابی عاصم اور طبرانی نے معاویہ سے اتنا ہے کہ اے لوگو علم سیکھو کیونکہ علم سیکھنے ہی سے
حاصل ہوتا ہے اور فقہ فقہ سیکھنے سے اور جسکے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی چاہتا ہے اسکو دین میں فقہ یعنی سمجھ دیتا ہے اسناد
اسکا حسن ہے کیونکہ اوسمیں ایک مبہم ہے اور اسکو تائید ہوتی ہے دوسرے طریقے سے اور روایت کیا بزار نے مانند اسکے
ابن مسعود کی حدیث سے موقوفاً اور روایت کیا اسکو ابو نعیم اصبہانی نے مرفوعاً اور اس باب میں ابو الدرداء وغیرہ سے بھی
روایت ہے تو دہوکا نہ کھانا چاہیے اس شخص کے قول سے جسنے اسکو امام بخاری کا کلام قرار دیا اور مطلب یہ ہے کہ علم وہی معتبر ہے
جو پیغمبروں اور پیغمبروں کے وارثوں سے حاصل کیا گیا سیکھ کر انتہی وَقَالَ أَبُو ذَرٍّ لَوْ وَضَعْتُمُ الصَّمْصَامَةَ عَلَى هٰذِهِ
وَأَشَارَ إِلَى قَفَاهُ ثُمَّ ظَنَنْتُ أَنِّي أُنْفِذُ كَلِمَةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ تُجِيزُوا

ص قلت رواه الطبراني في الكبير عن معاوية ولفظه سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يا ايها الناس انما العلم بالتعلم والفقه بالتفقه ومن يرد الله به خيرا يفقهه في الدين وانما يخشى الله من عباده العلماء وفي اسناده راو لم يسم ١٢ ترغيب منذری

عمل کا نقد نہ تھا) اور ابوذر غفاری رضہ جو ایک بڑے صحابی مشہور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اگر تم تلوار رکھو اسپر اور اشارہ کیا اپنی
گردن کیطرف تب بھی میں سمجھوں کہ میں ایک بات جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے پہونچا سکونگا گردن کٹنے سے پہلے تو البتہ میں پہونچا دونگا کیونکہ فیہ
اگر جان بھی جاتی ہو اور میں سمجھوں کہ ایک حدیث بیان کرنیکی فرصت ہو تو اوسکو بیان کر دونگا اور یہ کمال حرص تھی ابوذر
کی تعلیم علم پر اور مقصود اس سے طلب ثواب ہے کیونکہ جسقدر تعلیم علم میں مشقت زیادہ ہو اوسیقدر ثواب زیادہ ہے حافظ
ابن حجر نے کہا اس تعلیق کو ہم نے روایت کیا موصولاً مسند دارمی میں اوزاعی کے طریق سے اونہوں نے کہا حدیث بیان
کی ہمسے ابو کثیر نے یعنے مالک بن مرثد نے انہوں نے سنا اپنے باپ سے اونہوں نے کہا میں ابوذر رض کے پاس آیا اور وہ
جمرہ وسطیٰ کے پاس بیٹھے تھے اور لوگ اونکے پاس جمع تھے اور مسئلے پوچھ رہے تھے ایک شخص آیا اور اونکے پاس کھڑا ہوا
اور کہنے لگا کیا تمکو ممانعت نہیں ہوئی فتوے دینے کی یہ سنکر ابوذر نے سر اوٹھایا اور کہا کیا تو میرا نگہبان ہے اگر تم تلوار رکھو
اخیر تک اور ابو نعیم نے حلیہ میں ایسی ہی روایت کی اوسمیں یہ ہے کہ جس شخص نے اونسے یہ گفتگو کی قریش کا ایک شخص تھا اور
جسنے اونکو منع کیا تھا فتوے دینے سے وہ حضرت عثمان رض تھے اور اسکی وجہ یہ تھی کہ ابوذر شام کے ملک میں تھے
اور معاویہ سے بحث ہوئی اس آیت کی تفسیر میں وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ یعنے جو لوگ گاڑ رکھتے ہیں سونے اور
چاندی کو اور اوسکو خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں اونکو خوشخبری دے دکھ کی ایکدن جسدن وہ گرم کیا جاویگا جہنم کی آگ میں پھر
داغا جاویگا انکی پیشانی اور پسلیوں کو اور پیٹھوں کو اوس سے اور انسے کہا جاویگا یہ وہ ہے جو گاڑ رکھا تھا تمنے اپنے لیے
اب چکھو اپنے گاڑے ہوئے خزانے کا مزا تو معاویہ نے کہا یہ آیت خاص اہل کتاب (یعنے یہود اور نصاریٰ) کے حق میں اتری ہے
اور ابوذر نے کہا یہ آیت انکو اور ہمکو دونوں کو شامل ہے (اور صواب ابوذر کا قول ہے جو لوگ زکوۃ نہیں دیتے اور مال جوڑ کر
رکھتے ہیں مسلمان ہوں یا اہل کتاب سب اس وعید میں داخل ہیں اور جس مال کی زکوۃ دیجاوے وہ اگر گاڑا جاوے تب
بھی کنز نہیں ہے اور جس مال کی زکوۃ نہ دیجاوے وہ گڑا نہ ہو تب بھی کنز ہے) پھر معاویہ نے حضرت عثمان کو اس بارے میں
لکھا اونہوں نے ابوذر کو بلا بھیجا اور ان میں اور ابوذر میں جھگڑا ہوا جسکی وجہ سے ابوذر مدینہ چھوڑ کر ربذے میں چلے
گئے (ربذہ ایک مقام ہے) پھر وہیں رہے یہانتک کہ وفات ہوئی انکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کیا اسکو نسائی نے
اور اسمیں دلیل ہے کہ ابوذر رض کے نزدیک امام کی اطاعت فتوے نہ دینے میں لازم نہیں ہے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ فتوے
دینا واجب ہے اسلیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیثیں پہونچانے کا حکم دیا اور شاید انہوں نے وہ وعید سنی ہو
جو علم چھپانے والے کے باب میں آئی ہے اور ایسا ہی ایک واقعہ حضرت علی کو حضرت عثمان کے ساتھ پیش آیا اوسکا ذکر آگے
آویگا اور مراد ابوذر رض کی اس کلام سے یہ ہے کہ مجھکو دین کی باتیں بتانے میں اور دین کے مسائل بتلانے میں کسی کا ڈر نہیں ہے

بلکہ اگر تلوار بھی میری گردن پر ہو اور میں مرنے کے قریب ہوں اسوقت بھی اگر کچھ مہلت ملے تو دین کی بات پہونچادونگا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنا دونگا۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ تعلیم علم پر حرص کرنا چاہیے اور تعلیم علم میں جو تکلیف پیش آوے اوسپر صبر کرنا چاہیے کیونکہ اوسمیں بڑا ثواب ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حق بات کے کہنے میں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حدیث کو بیان کرنے میں کسی بادشاہ یا امام کے حکم کا خیال کرنا ضرور نہیں بلکہ جو حکم بادشاہ یا امام کا خلاف شرع ہو وہ لغو ہے اسکا ماننا ضرور نہیں وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُونُوا رَبَّانِيِّينَ حُلَمَاءَ فُقَهَاءَ عُلَمَاءَ وَيُقَالُ الرَّبَّانِيُّ الَّذِي يُرَبِّي النَّاسَ بِصِغَارِ الْعِلْمِ قَبْلَ كِبَارِهِ اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا ہو جاؤ ربانیین (جیسے قرآن میں وارد ہے) یعنے بردبار (غصہ پینے والے) مجتہد اور عالم (یہ تفسیر ابن عباس کی اور بیضاوی نے کہا ربانی یعنے کامل علم اور عمل میں اور امام بخاری نے نقل کیا بعض لوگوں سے) اور کہا جاتا ہے ربانی وہ جو تربیت کرتا ہے لوگونکی علم کی چہوٹی چھوٹی باتیں پہلے بتلا کر یعنے بڑی باتیں بتلانے سے پہلے ف یعنے پہلے جزئیات مسائل اور عقائد کی چھوٹی چھوٹی باتیں تعلیم کرتا ہے پھر قواعد کلیہ اور قوانین کی تعلیم کرتا ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا ابن عباس کی اس تعلیق کو ابن ابی عاصم نے روایت کیا باسناد حسن اور خطیب نے دوسری اسناد سے وہ بھی حسن ہے اور ابن عباس نے ربانی کی یہ تفسیر کی کہ حکیم اور فقیہ اور ابن مسعود بھی انکے موافق ہے روایت کیا اسکو ابراہیم حربی نے غریب میں باسناد صحیح اور اصمعی اور اسمٰعیلی نے کہا کہ ربانی نسبت ہے رب کیطرف یعنے جو شخص رب کے حکم کا خیال رکھے علم اور عمل میں اور اردو میں ربانی کے معنے اللہ والے) اور ثعلب نے کہا علما کو ربانی کہتے ہیں وہ تربیت کرتے ہیں علم کی یعنے اہتمام کرتے ہیں اوسکا اور حاصل یہ ہے کہ اختلاف ہے ربانی کی نسبت میں بعض اسکو رب کیطرف نسبت کرتے ہیں اور بعض تربیت کیطرف اور چھوٹی باتوں سے مراد علم کی کہلی مسائل ہیں اور بڑی باتوں سے مراد باریک اور مشکل مسائل ہیں اور بعضوں نے کہا چہوٹی باتوں سے جزئیات مراد ہیں یا فروع یا مقدمات اور بڑی باتوں سے کلیات یا اصول یا مقاصد ابن اعرابی نے کہا عالم کو ربانی نہیں کہتے جبتک وہ عالم اور معلم (یعنے تعلیم دینے والا) اور عامل (یعنے عمل کرنیوالا) نہو اور مؤلف نے اس باب میں صرف تعلیقات پر اکتفا کی اور کوئی حدیث موصول بیان نہیں کی یا تو عمدًا ایسا کیا یا اونکی نیت کسی حدیث کے لکھنے کی ہوگی پر اتفاق نہوا واللہ اعلم

باب مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُهُمْ بِالْمَوْعِظَةِ وَالْعِلْمِ كَيْلَا يَنْفِرُوا اس باب میں یہ بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی رعایت کرتے تھے وعظ کہنے اور علم سکھلانے میں اسطرح پر کہ وہ نفرت نہ کریں (یعنے ان کی فرصت اور خوشی کے اوقات دیکھکر اسوقت تعلیم کرتے تھے اور اسوقت بھی اتنی دیر تک جبتک خوشی سے اوسکا جی لگتا) **حدثنا**

مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الْأَيَّامِ كَرَاهَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے محمد بن یوسف (بن واقد فریابی ضبی) نے اونہوں نے کہا خبر دی ہم کو سفیان (ثوری) نے انہوں نے سنا اعمش (سلیمان بن مہران کوفی) سے انہوں نے ابو وائل (شقیق بن سلمہ کوفی) سے انہوں نے (عبداللہ بن مسعود رض) سے انہوں نے کہا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے نصیحت کرنیکے وقت ڈھونڈھتے تھے دنوں میں یعنے ہر روز نصیحت نہیں کرتے تھے (کیونکہ آپ برا جانتے تھے ہماری ناخوشی کو) **ف** حافظ ابن حجر نے کہا حدیث میں یتخولنا ہے خاء معجمہ اور تشدید واو سے یا یتخوننا ہے یا یتحولنا پہلی صورت میں معنے یہ ہیں کہ آپ اوقات کی رعایت کرتے تھے ہمارے نصیحت کرنے میں اور ہر روز نہیں کرتے تھے اور دوسری صورت میں یہ ہے کہ آپ رعایت کرتے تھے حفاظت کرتے تھے وقت کی اور تیسری صورت میں یہ ہے کہ آپ ہماری خوشی اور نشاط کے وقت ڈھونڈھتے تھے اور صواب بن حیث الروایۃ پہلا لفظ ہے اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ عمل صالح میں مداومت کوشش کے ساتھ ترک کرنا مستحب ہے ایسا نہو نفرت ہو جاوے اور اگرچہ ہمیشگی مطلوب ہے مگر وہ دو قسم پر ہے ایک تو ہر روز جب تکلیف نہو دوسرے ایک دن آڑ تاکہ ایک دن راحت ہو یا ہفتہ میں ایک بار مثلاً جمعہ کے دن اور مختلف ہے باختلاف احوال و اشخاص اور قاعدہ یہ ہے کہ حاجت کے وقت ہو نشاط اور خوشی کی رعایت کے ساتھ اور بعض علماء نے اس حدیث سے یہ نکالا ہے کہ اوراد نوافل کو سنن رواتب کیطرح روزانہ نہ پڑھنا چاہیے ہمیشہ وقت معین میں اور ایسا کرنا مکروہ ہے اور امام مالک سے بھی اسکے مثل منقول ہے انتہے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا وَبَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے محمد بن بشار (بن عثمان بندار) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے یحییٰ (بن سعید قطان امام حدیث) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے ابو التیاح (یزید بن حمید ضبعی) نے اونہوں نے روایت کیا انس سے اونہوں نے سنا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے فرمایا آسانی کرو (لوگوں پر) اور مت سختی کرو اور خوش رکھو (لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رحمت بیان کر کے) اور مت نفرت دلاؤ اونکو (صرف عذاب الیم اور جہنم کا حال بیان کر کے) **ف** حافظ ابن حجر نے کہا مراد یہ ہے کہ جو نو مسلم ہو اوسکا دل بہلاؤ اور سخت سخت احکام ایک ہی بار اوس پر مت ڈالو اسیطرح گناہوں سے منع کرنا بھی نرمی سے لازم ہے تاکہ گنہگار مانل ہو اور اسیطرح علم کی تعلیم بھی بتدریج ضرور ہے تاکہ دل لگے اور جب دل لگ جاویگا تو بخوبی علم حاصل ہوگا ورنہ ابتدا ہی میں نفرت ہو کر چھٹ جاویگا

بَاب مَنْ جَعَلَ لِأَهْلِ الْعِلْمِ أَيَّامًا

مَعْلُومَةً جو شخص طالبین علم کی تعلیم کے لیے کچھ دن مقرر کرے ف یہ کریمہ کی روایت ہے اور کشمیہنی کی روایت مین
ایامًا معلومات ہے اور باقی روایتون مین ایامًا معلومًا ہے یعنی ایک دن مقرر کرے حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ
حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ يُذَكِّرُ النَّاسَ فِي كُلِّ خَمِيسٍ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا
أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ لَوَدِدْتُ أَنَّكَ ذَكَّرْتَنَا كُلَّ يَوْمٍ قَالَ أَمَا إِنَّهُ يَمْنَعُنِي مِنْ ذَلِكَ أَنِّي أَكْرَهُ أَنْ أُمِلَّكُمْ وَإِنِّي
أَتَخَوَّلُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ كَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُنَا بِهَا مَخَافَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا ترجمہ حدیث بیان
کی ہمسے عثمان (ابن محمد بن ابراہیم بن ابی شیبہ ابن عثمان بن خواستی عبسی کوفی) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے
جریر (ابن عبد الحمید بن قرط عبسی کوفی) نے اونہون نے روایت کیا منصور (ابن معتمر بن عبد اللہ) سے انہون نے
ابو وائل (شقیق بن سلمہ) سے انہون نے کہا عبد اللہ بن مسعود (رض) وعظ سناتے تھے لوگون کو ہر جمعرات کو دن ایک
شخص نے اونسے کہا (شاید وہ یزید بن معاویہ نخعی ہون (فتح)) اے ابو عبد الرحمن (یہ کنیت ہے عبد اللہ بن مسعود (رض) کی) قسم خدا
کی مین چاہتا ہون تم ہمکو وعظ سنایا کرو ہر روز (کیونکہ آپ کی وعظ مین ہمکو حلاوت ملتی ہے اور نور حاصل ہوتا ہے دل
مین) عبد اللہ نے کہا آگاہ رہو بیشک مین جو روز روز وعظ نہین کہتا تو صرف اس خیال سے کہ تم تنگ نہ ہو جاؤ اور مین تمہاری
فرصت اور خوشی کا وقت ڈھونڈتا ہون وعظ کے لیے جیسے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری خوشی اور فرصت کا وقت
ڈھونڈہتے تھے ہمکو وعظ سنانے کیلیے اس ڈر سے کہین ہمکو نفرت نہ ہو جاوے ف حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث کو سب
راوی کوفی ہین جیسے پہلی حدیث کے سب راوی بصری ہین انتہے باب مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ یا
بیان مین اسکے کہ اللہ جل جلالہ جسکے ساتھ بہلائی چاہتا ہے تو اوسکو سمجھ دیتا ہے ف دین کی سمجھ اور دنیا کی
سمجھ دونو کو شامل ہے دین کی سمجھ یہ ہے کہ وہ سچے دین کو اختیار کرتا ہے جھوٹے دینون سے بیزار ہو جاتا ہے گو اسکو
ماں اور باپ اور عزیز واقربا اور دوست جھوٹے دین پر ہون سچا دین اسلام ہے مگر اس سچے دین مین بھی جھوٹون
نے بہت کچھہ جھوٹ ملا دیا ہے اور اسلام پر اس جھوٹ کا لباس چڑہا کر ایک نیا اسلام قرار دیا ہے یہ جھوٹ کا لباس
اسوقت اترتا ہے جب قرآن شریف اور صحیح بخاری سمجھکر پڑہے اور ان دونون کتابون کو تمام جہان کی کتابون پر
مقدم رکھے اور جو کچھہ ان مین لکھا ہے اوسپر دل سے یقین کرے اور ہاتھہ اور پاؤن سے عمل کرے اور اونکے خلاف
جو اقوال یا رسوم ہون اونکو خاک مین ڈالے ہرگز نہ مانے اگرچہ ساری زمانے کی بزرگ اور پیر اور مرشد اسطرف کہینچین اور دنیا
کی سمجھہ یہ ہے کہ عقلمندی سے حلال طور سے اپنی معیشت کی فکر کرے ایسی آفتون مین قدم نہ ڈالے جسکا انجام برا ہو حَدَّثَنَا
سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ

خطیبا یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین وانما انا قاسم واللہ یعطی ولن تزال ہذہ الامۃ قائمۃ علی امر اللہ لا یضرہم من خالفہم حتی یاتی امر اللہ

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے سعید (ابن کثیر) بن عفیر (مصری) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابن وہب (عبد اللہ بن مسلم قرشی مصری فہری) نے (انکے سوا کسی کو امام مالک نے فقیہ نہین لکہا) انہون نے روایت کیا یونس بن یزید ایلی) سے انہون نے ابن شہاب (زہری) سے انہون نے کہا حمید بن عبد الرحمن (بن عوف) نے کہا مین نے سنا معاویہ (بن ابی سفیان صخر بن حرب) سے کہ کاتب الوحی تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انہون نے وفات پائی رجب ۶۰ ہجری مین اٹہتر برس کی عمر مین اور اس کتاب مین انسے آٹہ حدیثین مروی ہین) وہ خطبہ پڑہ رہے تہے کہتے تہے مینے سنا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تہے جسکے ساتہ اللہ جل جلالہ بہلائی کرنا چاہتا ہے اسکو سمجہہ دیتا ہے دین مین (شامل ہے ہر سمجہہ کو جو علوم دینی مین ہو اور علم فقہ کی تخصیص سے یہ اولے ہی) اور مین تو بانٹنے والا ہون اور اللہ دیتا ہے (تو سب کو برابر علم کی باتین سناتا ہون لیکن اپنی اپنی سمجہہ کے موافق جو اللہ نے ہر ایک کو دی ہے ہر شخص فائدہ اٹہاتا ہے) اور یہ امت ہمیشہ اللہ کے دین پر (اسلام پر) قائم رہے گی جو کوئی انکا خلاف کریگا وہ کچہہ نقصان انکو نہ پہنچا سکے گا یہانتک کہ اللہ کا حکم (قیامت) آن پہنچے گا

ف حافظ ابن حجر نے کہا یہ حدیث تین حکمون پر شامل ہے ایک تو دین مین سمجہہ رکہنے کی فضیلت پر دوسرے یہ کہ دینے والا فی الحقیقت اللہ ہی ہے تیسرے یہ کہ اس امت مین کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہیگا ان مین سے پہلا حکم باب العلم کے مناسب ہے اور دوسرا صدقات کی تقسیم کے اور اسی واسطے امام مسلم اس حدیث کو زکوۃ مین اور مؤلف خمس مین لائے ہین اور تیسرا حکم قیامت کی نشانیون کے متعلق ہے اور مؤلف نے اس حدیث کو اعتصام مین بیان کیا ہے اور غرض انکی اشارہ ہے اس طرف کہ کوئی زمانہ مجتہد سے خالی نہین رہتا یعنے ہر ایک زمانہ مین کوئی نہ کوئی مجتہد شرع کا رہتا ہے اس سے باطل ہوگیا وہ خیال کہ اجتہاد ائمہ اربعہ پر ختم ہوگیا یا اس زمانہ مین کوئی مجتہد نہین ہو سکتا اور اسکی تفصیل اسی باب مین آویگی اور یہ جو فرمایا اللہ کے امر پر رہے گی یہانتک کہ اللہ کا حکم آوے تو حکم سے مراد وہ ہوا ہے جو قیامت کے قریب چلیگی اور ہر ایک مسلمان کی روح قبض کریگی جسکے دل مین ذرا بہی ایمان ہوگا اور سب برے لوگ رہجاوینگے پہر انہی پر قیامت آویگی اور یہ تینون حکم علم کے باب بلکہ خاص اس ترجمۂ باب سے بہی متعلق ہو سکتے ہین اس طرح سے کہ جو کوئی اللہ کے دین مین سمجہہ حاصل کرے اوسکے لیے بہلائی ہے اور یہ سمجہہ حاصل کرنا کسبی نہین ہے بلکہ عطاے الہی ہے اور یہ عطاے الہی قیامت تک قائم رہیگی اور امام بخاری نے یقین کیا ہے کہ مراد اس گروہ سے جنکا ذکر اس حدیث مین ہے کہ وہ قیامت تک اللہ کے حکم پر قائم رہیگا) اہلحدیث ہین یعنے حدیث کے عالم اور امام احمد بن حنبل نے کہا اگر اس گروہ سے اہلحدیث مراد نہون

تو مین نہین جانتا کہ وہ کون لوگ ہین اور قاضی عیاض نے کہا امام احمد کی مراد یہ ہے کہ اس گروہ سے اہلسنت یعنی اہل حدیث اور جو اہلحدیث کا مذہب رکھتے ہین مراد ہین اور نووی نے کہا احتمال ہے کہ یہ گروہ مومنین سے ایک فرقہ ہو جو حکم الہی کو قائم کرتے ہین اور جہاد پر یعنی جہاد کرنے والے اور فقیہ اور محدث اور زاہد اور آمر بالمعروف سب اسی گروہ مین داخل ہون اور یہ ضرور نہین کہ یہ سارا گروہ ایک مقام مین جمع ہو بلکہ ہوسکتا ہے کہ جدا جدا ملکون مین ہون اور اسکی تفصیل خدا چاہے تو کتاب الاعتصام مین آوے گی اور مفہوم اس حدیث کا یہ ہے کہ جو شخص دین مین سمجھ حاصل نہ کرے یعنی علوم اسلام نہ سیکھے اور فروع اور متعلقات کو وہ خیر سے محروم رہا اور ابو یعلی نے اس حدیث کو دوسرے طریقے سے روایت کیا ہے اور وہ طریقہ ضعیف ہے اوسکے آخر مین اتنا زیادہ ہے کہ جو شخص دین مین سمجھ حاصل نہ کرے اللہ تعالی اسکی پروا نہ کریگا اور معنے صحیح ہے اسلئے کہ جو کوئی اپنے دین کے کامون کو نہ پہچانے وہ فقیہ نہ ہوگا اور نہ طالب فقہ تو کہہ سکتے ہین کہ اسکے لیے بہلائی نہین چاہی گئی اور اس مین بیان ہے فضیلت علما کا سائر ناس پر اور بیان ہے دین مین سمجھ حاصل کرنے کی فضیلت کا اور باقی بیان اسکا کتاب الخمس والاعتصام مین آویگا اگر خدا چاہے انتہی قسطلانی نے کہا مین بانٹتا ہون یعنے تقسیم کرتا ہون تم مین وحی کو بغیر تخصیص کے اور اللہ دیتا ہے تم مین سے ہر ایک کو جسقدر سمجھ وہ چاہتا ہے تو فرق تمہاری سمجھون مین ہے اور بعض صحابہ حدیث سنتے تھے اور اسکا صرف کھلا کھلا مطلب سمجھ لیتے تھے اور بعض صحابہ یا انکے بعد کے لوگ اوس حدیث مین سے بہت باریک مسائل نکال لیتے تھے اور یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسکو چاہتا ہے دیتا ہے اور طیبی نے کہا واو انما انا قاسم مین واو حالیہ ہے اور حال ہے یفقہہ کے فاعل کا یا اوسکے مفعول کا دوسری صورت مین معنے یہ ہوگا کہ اللہ تعالی ہر ایک کو جسکو سمجھدار کرنا چاہتا ہے سمجھ عطا فرماتا ہے اپنے ارادہ کے موافق پھر جسکو الہام کرتا ہے اوسکی استعداد کے لائق علم کی باتین اسکو دیتا ہون اور پہلی صورت مین معنے یہ ہوگا کہ مین جو حکم کہ مجھے معلوم ہوا ہے سب کو برابر پہنچا دیتا ہون اور کسی کو ترجیح نہین دیتا اسلئے ہین لیکن اللہ تعالی اون مین ہر ایک کو جتنی چاہے عطا عنایت فرماتا ہے اور بعضون نے کہا یہان عطا سے عطاء مالی مراد ہے اور تقسیم سے بھی تقسیم اموال مراد ہے اور اس حدیث کا مورد بھی مال کی تقسیم کے وقت ہوا تو مطلب یہ ہوگا کہ جسکو اللہ تعالی نے سمجھ دی ہے وہ جانتا ہے کہ دینے والا اللہ ہے تو میرے کم دینے سے ناراض نہین ہوتا کیونکہ مین تو بانٹنے والا ہون اور کمی اور زیادتی بحکم الہی ہے انتہی مختصرا

بَابُ الْفَهْمِ فِي الْعِلْمِ

یعنی معلومات کے دریافت کرنے مین سمجھ کا بیان ف تو علم سے مراد یہان معلوم ہے کیونکہ فہم اور علم دونو ایک ہین جیسے جوہری نے کہا اور ایسا ہی کہا حافظ ابن حجر اور برماوی نے متابعت کرمانی اور عینی نے اعتراض کیا ہے کہ علم عبارت ہے ادراک جلی سے اور فہم کہتے ہین جودت ذہن کو اور

اور تیزی ذہن کو (قسطلانی) **حدثنا** علی قال حدثنا سفیان قال قال لی ابن ابی نجیح عن مجاهد قال صحبت ابن عمر الی المدینة فلم اسمعه یحدث عن رسول الله صلی الله علیه وسلم الا حدیثا واحدا قال کنا عند النبی صلی الله علیه وسلم فاتی بجمار فقال ان من الشجر شجرة مثلها کمثل المسلم فاردت ان اقول هی النخلة فاذا انا اصغر القوم فسکت قال النبی صلی الله علیه وسلم هی النخلة **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے علی (ابن عبد اللہ مدینی امام حافظ مشہور) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سفیان (ابن عیینہ) نے اونہون نے کہا مجھسے (عبد اللہ بن ابی نجیح) نے کہا اونہون نے روایت کی مجاہد (ابن جبیر تابعی مشہور) سے اونہون نے کہا مین ساتھ رہا عبد اللہ بن عمر کے مدینہ تک تو مین نے انسے کوئی حدیث نہین سنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مگر ایک حدیث (یہ احتیاط تہی بعض صحابہ کی حدیث بیان کرنے مین بغیر ضرورت کی بیان نہ کرتے اس ڈر سے کہ کہین اوسمین کمی بیشی نہ ہو جاوے اور عبد اللہ بن عمر اور انکے والد ماجد حضرت عمر اور ایک جماعت صحابہ کا یہی دستور رہتا باوجود اسکے عبد اللہ بن عمر سے بہت حدیثین مروی ہین کیونکہ اونسے پوچہنے والے اور سوال کرنے والے بہت تہے (فتح) اونہون نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹہے ہوئے تہے اتنے مین کہجور کا گابہہ لایا گیا آپ نے فرمایا ایک درخت ایسا ہی وہ مثال ہے مسلمان کی مین نے چاہا کہ کہدون وہ کہجور کا درخت ہے پہر جو مین دیکہتا ہون تو مین سب لوگون مین (جو وہان حاضر تہے) چہوٹا ہون (کمسن) اسلیے خاموش رہا (اس سے معلوم ہوا کہ بزرگون کے سامنے بڑہکر بات کرنا بے ادبی ہے) پہر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (خود ہی) فرمایا وہ کہجور کا درخت ہے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہ حدیث اول کتاب العلم مین گذر چکی اور بیان اسکی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ ابن عمر نے اس قرینہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کہجور کا گابہہ لاتے ہی یہ حدیث فرمائی تاڑ لیا کہ وہ کہجور کا درخت ہے اور فہم و فراست اسی کا نام ہے کہ انسان قرائن سے مطلب نکال لے اور امام احمد نے ابو سعید سے روایت کیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا (دنیا مین رہنے کا یا آخرت کا سفر کرنیکا) یہ سنکر ابو بکر روئے اور کہنے لگے ہمارے ماں باپ آپ پر قربان لوگون نے تعجب کیا ابو بکر سمجھ گئے کہ اس بندے سے آپ نے اپنے تئین مراد لیا ابو سعید نے کہا ابو بکر رض ہم سب مین زیادہ علم رکہتے تہے (یعنی فہم) انتہے

باب الاغتباط فی العلم والحکمة علم اور حکمت مین رشک کرنیکا بیان **ف** قسطلانی نے کہا رشک یہ ہے کہ جیسا دوسرے کو حاصل ہے ویسی ہی اپنے لیے بہی آرزو کرے پر دوسرے کی زوال نہ چاہے اور حسد یہ ہے کہ دوسرے کی نعمت زوال چاہے اپنے لیے انتہے اور علم اور حکمت اور اعمال خیر وغیرہ مین رشک درست ہے اور حسد مطلقاً حرام ہے وقال عمر رض تفقهوا قبل ان تسودوا حضرت عمر رض نے فرمایا فقیہ ہو جاو (یعنی دین کا علم حاصل کر لو) اسکے پہلے کہ تم سردار ہو **ف** کشمیہنی کی روایت مین اتنا زیادہ ہے ابو عبد اللہ بخاری نے کہا اور اس کے بعد کہ تم سردار ہو (یعنی ہر حال مین علم حاصل کرنے مین شرم نہ کرو کہ سردار یا بادشاہ

رئیس ہو کر یعنی تکبر میں) اور اس اثر کو ابن ابی شیبہ وغیرہ نے محمد بن سیرین کے طریق سے روایت کیا اونہوں نے احنف بن قیس سے اور اسناد اوسکا صحیح ہے اور امام بخاری نے اسکے بعد یہ بڑہایا اور اسکے بعد کہ تم سردار ہو تاکہ معلوم ہو کہ حضرت عمر رض کی یہ غرض نہیں ہے کہ سرداری کے بعد فقیہ ہونا بیکار ہے بلکہ مطلب حضرت عمر رض کا یہ ہے کہ بعض اوقات میں سرداری اور ریاست علم کی مانع ہوتی ہے تو اس سے پہلے ہی علم حاصل کر لینا بہتر ہے اور ابو عبید نے غریب الحدیث میں اس قول کی یہ تفسیر کی ہے تم فقیہ ہو جاؤ کم سنی میں سردار بننے سے پہلے ورنہ سرداری کا غرور تمکو مانع ہوگا علم حاصل کرنے سے اس شخص سے جو تم میں کم عمر ہے پھر تم جاہل رہ جاؤگے اور شمر لغوی نے کہا سردار بننے سے یہ مراد ہے کہ نکاح کر لو کیونکہ جب آدمی نے شادی کی وہ اپنے گھر والوں کا سردار بنا خاص کر جب اولاد بھی ہو جاوے اور بعضوں نے کہا غرض حضرت عمر کی یہ ہے کہ ریاست کو مت طلب کرو کیونکہ جو فقیہ ہو جاویگا ریاست حاصل کرنے سے پہلے وہ ریاست کی خرابیاں اور فتنیں معلوم کر لیگا تو اس سے پرہیز کریگا اور یہ دلیل بعید ہی کسلیے کہ سرداری عام ہے شادی سے تو سوا شادی کے اور بہی چیزیں علم کے شغل سے مانع ہو سکتی ہیں اور کرمانی نے کہا کہ یہاں پہ تَسَوَّدُوا اسود سے ہو یعنی داڑہی کے سیاہ ہونے سے پہلے علم پڑہلو تو جوانوں کو حکم ہے کہ سیاہی سے پہلے پڑہ لیں اور بوڑہوں کو حکم ہے کہ سفیدی سے پہلے پڑہ لیں اور اسمیں تکلف ہی خیر یہ تو اس قول کے معنوں میں گفتگو تھی اب اس قول کی مطابقت ترجمہ باب سے کیا ہے ابن منیر نے کہا مطابقت اس طرح سے ہے کہ حضرت عمر نے سرداری کو علم کا ثمرہ قرار دیا اور طالب کو حکم کیا سرداری سے پہلے علم حاصل کرنے کا اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ علم رشک کے قابل ہے کیونکہ وہ سبب ہے سرداری کا۔ حافظ ابن حجر نے کہا میرے نزدیک مراد امام بخاری کی یہ ہے کہ ریاست اور سرداری اون چیزوں میں سے ہے جنپر اکثر لوگ رشک اور حسد کرتے ہیں یعنی عادت ایسی ہی لیکن حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رشک اور حسد صرف دو امر پر ہوتا ہے علم یا سخاوت پر اور سخاوت جب ہی عمدہ ہے جب علم کے ساتھ ہو (ورنہ وہ مال کو ضائع کریگا) تو گویا وہ یہ کہتے ہیں تم علم حاصل کرو ریاست حاصل ہونے سے پہلے تاکہ تم پر لوگ رشک کریں اور یہی کہتے ہیں اگر تم ریاست حاصل کرنے میں جلدی کرو جسکی تاثیر یہ ہے کہ علم سے روکتی ہے تو اس تاثیر کو دور کرو اور علم حاصل کرو تاکہ تم پر رشک واجبی ہو انتہے عینی نے عمدۃ القاری میں کہا جو شخص سرداری سے پہلے علم حاصل کریگا تو ضرور لوگ اوسپر رشک کرینگے یعنی اسکی فقہ اور علم پر تو وہ داخل ہو جاویگا باب الاغتباط فی العلم میں قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَبَعْدَ أَنْ تُسَوَّدُوا امام ابو عبد اللہ یعنی محمد بن اسمعیل بخاری رحمہ اللہ نے کہا اور فقیہ ہو سردار ہونیکے بعد بہی (اگر سرداری سے پہلے نہ ہو سکو یہ عبارت نسخہ مطبوعہ دہلی میں موجود ہے اور نسخہ مطبوعہ مصر میں نہیں ہے) وَقَدْ تَعَلَّمَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كِبَرِ سِنِّهِمْ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے بڑاپے میں علم حاصل کیا ہے قسطلانی نے کہا یہ تاکید ہے سابق کی۔ حَدَّثَنَا

الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَلَى غَيْرِ مَا حَدَّثَنَاهُ الزُّهْرِيُّ قَالَ سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٍ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسُلِّطَ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ وَرَجُلٍ آتَاهُ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے ابو بکر عبد اللہ بن زبیر بن عیسی نے (یعنی) حمیدی نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا حدیث بیان کی مجھسے اسمعیل بن ابی خالد نے اور عبارت سے سوا اسکے جو زہری نے ہم سے حدیث بیان کی **ف** یعنے زہری نے سفیان سے یہ حدیث اور الفاظ سے روایت کی اور اسمعیل نے اور الفاظ سے اور زہری کی روایت کو مولف نے توحید میں نکالا (فتح) **ف** کہا میں نے سنا قیس بن ابی حازم سے کہا میں نے سنا عبد اللہ بن مسعود رض سے کہا فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حسد نہیں جائز ہے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا حسد کہتے ہیں نعمت کا زوال چاہنے کو کسی شخص سے اب چاہے وہ نعمت اپنے لیے چاہے چاہے نہ چاہے اور بعضوں نے اوسکو خاص کیا ہے اسطرح کہ وہ نعمت اپنے لیے چاہے اور حق یہ ہے کہ حسد عام ہے اور سبب حسد کا یہ ہے کہ طبائع انسانی میں علو اور ترفع کی محبت رکھی گئی ہے تو جب آدمی کسی کے پاس وہ چیز دیکھتا ہے جو اپنے پاس نہیں ہے تو یہ چاہتا ہے کہ اسکی پاس سے وہ چیز دور ہو جاوے تا کہ میں اس سے بڑھ جاؤں یا اوسکے برابر ہو جاؤں اور حسد کرنیوالا مذموم ہے جب ایسی خواہش پر عمل کرے قول یا فعل سے اور حسد کے خیال کو برا جاننا چاہیے اور اوسکو دل سے دور کرنا چاہیے اور مستثنی کیا ہے اس میں سے جب نعمت کسی کافر یا فاسق کے پاس ہو جو اس نعمت کو اللہ کے معاصی میں صرف کرتا ایسے شخص کی زوال النعمت چاہنا درست ہے یہ تو حکم ہے حسد حقیقی کا مگر اس حدیث میں حسد سے یہ معنے مراد نہیں ہے بلکہ حسد سے رشک مراد ہے (غبطہ) اور اسکو مجازا حسد کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ انسان تمنا کرے اپنے لیے بھی وہی چیز یا صفت ہو نیکی جو اور کسی کو حاصل ہے پر یہ خواہش نہ کرے کہ دوسرے سے زائل ہو جاوے اسکی حرص کو منافسہ کہتے ہیں اگر یہ عبادت اور طاعت میں ہو تو محمود ہے اور اسی باب میں وارد ہوا فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ اور جو معصیت میں ہو تو مذموم ہے اور اسی باب میں وارد ہوا لَا تَنَافَسُوْا اور اگر مباح میں ہو تو مباح ہے تو حدیث کا مطلب یہ ہے کہ رشک کسی سے اعظم یا افضل نہیں مگر دو چیزوں سے اور وجہ حصر یہ ہے کہ عبادت یا بدنی ہے یا مالی یا بدنی اور مالی دونوں تو بدنی عبادات علم اور حکمت میں آگئی اسلیے کہ حدیث میں حکمت اور قضا بالحکمت اور تعظیم حکمت کا ذکر ہے اور ابن عمر کی روایت میں یہ ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالے نے قرآن سکھایا ہو وہ راتوں کو اور دن کو اوسکو پڑھے ہے اور احمد نے روایت کیا یزید بن اخنس سلمی سے وہ شخص جسکو اللہ نے قرآن دیا وہ اسکو پڑھے رات کے وقتوں اور دن کے وقتوں میں اور جو قرآن میں حکم ہے اوسپر چلے اور جائز ہے کہ حسد اپنے معنے حقیقی پر رہے اور استثنا منقطع ہو اور مطلب یہ ہو کہ حسد جائز ہی نہیں لیکن بید و

خصلتین عمدہ ہین اسمین بھی حسد نہین تو حسد کہین جائز نہ ہوا انتہی **ف** اگر دو باتون مین ایک تو اُس بات مین کہ اللہ
تعالی نے ایک شخص کو مال دیا پھر اوسکو طاقت دی اُسکے خرچ کرنے کی حق مین (یعنے عمدہ اور خیر باتون مین نہ بطور اسراف اور
اضاعت کے) دوسرے اس بات مین کہ اللہ تعالے نے ایک شخص کو حکمت دی (یعنے قرآن یا ہر ایک علم شریعت یا اخلاق جو بُری باتون
سے روکے اور اچھی بات کا حکم کرے) وہ اُسکے موافق حکم کرتا ہے (لوگون کے فیصلے کرتا ہے) اور اُسکو سکھلاتا ہے (اور لوگون
کو) **ف** حافظ ابن حجر نے کہا ابو ہریرہ نے اس حدیث مین زیادہ کیا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حسد سے مراد یہان رشک
ہے تو اسمین یہ ہے کہ ایک شخص بولا کاش مجھکو بھی ویسا ہی مال ملتا جیسے فلان کو ملا اور مین بھی ویسے ہی کام کرتا جیسے وہ کرتا
ہے مصنف نے اس روایت کو فضائل القرآن مین ذکر کیا ہے اور ترمذی کی روایت مین ابو کبشہ انماری سے یہ مذکور ہے کہ جو شخص
مال کو حق مین صرف کرے اور جو ایسے مال کی تمنا کرے ان دونونکا ثواب برابر ہے اور اسمین یہ ہے کہ ایک شخص کو اللہ نے علم دیا اور مال نہین
دیا اُسکی نیت سچی ہے وہ کہتا ہے اگر میرے پاس مال ہوتا تو مین بھی فلانے کیطرح عمل کرتا ان دونونکا ثواب برابر ہے اور اُسکی چند
مین دونونکا عذاب برابر ہے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس حدیث کے ظاہر سے یہ نکلتا ہے خطابی کا انہون نے
کہا مالدار جب مال کے حق ادا کرے تو وہ فقیر سے افضل ہے البتہ خطابی کا قول جب صحیح ہے کہ فقیر ایسی آرزو نہ کرے اور اس
مطلب کے متعلق کچھ بیان کتاب الاطعمہ مین آویگا انشاء اللہ تعالے انتہی مختصراً قسطلانی نے کہا ممکن ہے کہ حسد سے معنے حقیقی
مراد ہو اور یہ دو صورتین حسد کی مستثنے ہون اور مباح ہون جیسے بعضا جھوٹ مباح ہے اس صورت مین استثنا متصل
ہوگا ایسا ہی کہا ہے زرکشی اور برماوی اور کرمانی اور عینی نے اور بدر دمامینی نے اسپر یہ اعتراض کیا ہے کہ حسد کے معنے حقیقی
مین زوال نعمت کی خواہش ضرور ہے اور کسی طرح مباح نہین ہو سکتا خصوصاً مسلمانون سے جو اللہ کے حکم پر قائم ہین
ایسا حسد کرنا کیونکر جائز ہوگا انتہی **مترجم** کہتا ہے کہ جب ان دو خصلتون مین سے ایک خصلت پر بھی رشک ہو سکتا ہے
تو جس شخص کو اللہ تعالے اپنے فضل سے یہ دونو نعمتین عطا فرمائی ہون یعنے مال بھی دیا ہو اور علم دین بھی دیا ہو اور وہ مال
کو اپنے موقعون مین صرف کرتا ہو اور علم کی تبلیغ اور تشہیر کر رہا ہو اوسپر جتنا رشک کیا جاوے وہ تھوڑا ہے اور ایسے بندے
بہت کم گذرے ہین جنکو یہ دونو نعمتین عطا ہوئی ہون اور جب کوئی بندہ ایسا پیدا ہوا ہے تو اسپر لوگون نے رشک کیا
ہے بلکہ رشک تو مومنین صالحین نے کیا ہے اور فساق اور فجار اور کفار اور شرار نے تو آتش حسد مشتعل کی ہے اور وہ درپے
ایذا رسانی اور تخریب ایسے شخص کی ہوئے ہین ہمارے زمانے مین حق تعالے نے اپنے فضل سے جناب سید علامہ مولانا نواب
ابو الطیب سید محمد صدیق حسن خان بہادر کو یہ دونو نعمتین کامل طور سے عطا فرمائین اور نواب صاحب ممدوح
بشکرانہ نعمت الہی مال اور علم دونون کے حقوق بخوبی ادا فرما رہے ہین لیکن حاسدین منطوق حدیث نبوی حسد سے جلے جاتے

ہین اور ایذادہی اور عداوت سے باز نہین آتے اللہ تعالے اونکے علم اور مال دونون مین برکت دیوے اور اونکو حاسدون کے حسد سے
محفوظ رکہے آمین یا رب العالمین **باب** ماذکر فی ذہاب موسٰی فی البحر الی الخضر علیہ السلام وقولہ تعالے ہل
اتبعک علے ان تعلمن الآیۃ باب بیان مین حضرت موسی علیہ السلام کے جانے کے دریا مین حضرت خضر علیہ السلام کی
طرف اور بیان اس آیت کا ہل اتبعک علے ان تعلمن خیر تک **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس باب سے مطلب ہے کہ علم حاصل
کرنیکے لیے مشقت اوٹہانا ضرور ہے کیونکہ علم ایسی نعمت ہی جسپر رشک جائز ہے اور ایسی نعمت کے لیے تکلیف اوٹہانا ضرور ہے دوسرے
اس باب سے یہی نکلتا ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام باوجودیکہ مرتبہ عالی رکہتے تہے مگر اونہون نے طلب علم مین سمندر کی اور دریا اور
خشکی کا سفر کیا علم حاصل کرنیکے لیے تو اس باب کی مناسبت ماقبل سے ظاہر ہوگئی اور باب کی عبارت سے یہ نکلتا ہے کہ حضرت موسی
علیہ السلام دریا مین گئے حضرت خضر کے پاس حالانکہ یہ ثابت ہے مولف وغیرہ کے نزدیک کہ وہ خشکی مین گئے تہے اور حدیث
مین آگے آویگا کہ وہ دونو نکلے پاؤن سے چلتے ہوئے (یعنے موسی علیہ السلام اور انکے ساتہی) اور احمد کی روایت مین اتنا زیادہ ہے
یہانتک کہ وہ آئے صخرہ کے پاس اور دریا مین تو حضرت موسی حضرت خضر کے ساتہہ چڑہے ہے اس صورت مین باب کی عبارت مین
ایک لفظ محذوف ہے یعنے الی مقصد الخضر کیونکہ دریا مین اپنے کام کے لیے نہین چڑہے تہے بلکہ حضرت خضر کے ساتہہ گئے
تہے اور احتمال ہے کہ فی البحر مین ساحل کا لفظ مقدر ہو یعنے دریا کے کنارے کنارے اور ممکن ہے کہ فی البحر کہنا مجازا ہو کیونکہ
ایک جز ذہاب کا بحر مین بہی تہا تو گویا کہ اطلاق کیا جز کا کل پر اور ابن منیر نے کہا الی مع کے معنون مین ہے اور ابن رشید نے
کہا کہ احتمال ہے کہ بخاری کے نزدیک یہ امر ثابت ہو کہ حضرت موسی علیہ السلام نے دریا مین سفر کیا جب حضرت خضر کے ملنے کو گئے تو
فکان یتبع اثر الحوت فی البحر مین ظرف حضرت موسی سے متعلق ہے اور عبد بن حمید نے ابو العالیہ سے روایت کیا کہ حضرت
موسی علیہ السلام خضر ع سے ملے ایک جزیرے مین سمندر کے جزیرون مین سے اور جزیرے مین جانا بے دریا کے سفر کے نہین ہو
سکتا اور روایت کیا اونہون نے ربیع بن انس سے کہ جہان مچہلی چلی تہی وہان سے پانی ہٹ گیا تہا اور مثل ایک کہلی در کی
ہوگیا تہا اور موسے علیہ السلام اوسی مین گئے مچہلی کے نشان پر یہانتک کہ پہونچ گئے حضرت خضر ع کے پاس ان دو
اثرون سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دریا مین سوار ہوئے حضرت خضر سے ملنے کو اور ان دونون موقوف اثرون کے راوی ثقہ
ہین انتہے ما فی فتح الباری اور قسطلانی نے کہا کہ جیلی کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ موسے علیہ السلام کے جانے کے دریا
مین جنکی عمر ایک سو ساٹہہ برس کی ہوئی اور وفات پائی اونہون نے تیہ مین ساتوین آذار کو جب طوفان نوح علیہ السلام پر
ایک ہزار چہ سو برس گذر چکے تہے اور خضر بفتح خا و کسر ضاد معجمہ اور کبہی ضاد کو ساکن کرتے ہین اور خا کو کسرہ دیتے ہین
یا فتحہ اونکی کنیت ابو العباس ہے اور انکے نام مین اختلاف ہے جیسے انکے باپ کے نام مین اور اس مین بہی اختلاف ہے کہ وہ نبی تہے یا رسول

یا فرشتے اور وہ زندہ ہین یا مر چکے ابن قتیبہ نے کہا اونکا نام بلیا ہے بن ملکان اور بعضون نے کہا ابن فرعون جو بادشاہ
تہا حضرت موسی کے وقت مین اور یہ قول غریب ہے اور بعضون نے کہا ابن مالک اور وہ بہائی ہین حضرت الیاس کے اور بعضون
نے کہا حضرت آدم ع کے بیٹے ہین روایت کیا اسکو ابن عساکر نے اپنی اسناد سے دارقطنی تک اور صحیح یہ ہے کہ حضرت خضر ع
ایک نبی ہین بڑی عمر والے اور پوشیدہ ہین لوگون کی نظر سے اور وہ زندہ رہین گے قیامت تک کیونکہ اونہون نے آب حیوۃ پیا
ہے اور یہی جمہور کا قول ہے اور اسی پر اتفاق ہے صوفیہ کرام کا اور اجماع ہے اکثر صالحین کا اور ایک جماعت علما نے
انکی زندگی کا انکار کیا ہے اون مین سے ہین امام بخاری اور ابن المبارک اور حربی اور ابن جوزی اور اسکے متعلق اور بحثین آگے
آوین گی اگر خدا چاہے انتہی مترجم نے کہا کہ جب صحیح یہ قول نکلا کہ حضرت خضر علیہ السلام پیغمبر ہین اور حضرت موسی علیہ
السلام سے بھی جلیل القدر پیغمبر اونکے پاس علم سیکھنے کو گئے اور اللہ تعالے نے قرآن شریف مین اونکے شان مین فرمایا آتیناہ
من لدنا علما تو اب یہ قصہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ حضرت خضر ع نے امام ابو حنیفہ کی فقہ تیس برس مین انسے سیکھی پہر
سال مین ابو القاسم قشیری کو تعلیم کی اور انہون نے حنفی مذہب مین ہزار کتابین تصنیف کین اور صندوق مین بند کر کے
نہر جیحون مین امانت رکھین جب عیسی علیہ السلام قیامت کے قریب اترین گے تو اون کتابون کو نکالکر اونکے موافق عمل
کرین گے اسیطرح یہ قصہ کہ امام مہدی علیہ وعلی آبائہ السلام امام ابو حنیفہ کے مقلد ہونگے یہ دونون قصے محض بے اصل اور
دروغ بے فروغ ہین بلکہ ایسے قصون کا بنانے والا جاہل اور احمق ہے کیونکہ اسمین ہتک شان انبیا اور ائمہ علیہم السلام
کی لازم آتی ہے ملا علی قاری حنفی نے اپنی کتاب المشرب الوردی فی مذہب المہدی مین اسکو خوب رد کیا ہے اور امام
مہدیکو مجتہد مطلق کہا ہے اور صاحب فتوحات مکیہ لکہتے ہین کہ شان امام مہدی علیہ السلام کی یہی ہے کہ علم الہی سے اونکو احکام
شریعت کے خدا کیطرف سے تعلیم ہونگے اور امام ابو حنیفہ رح ایک مجتہد تہے اور مجتہدون کیطرح انسے خطا بہی ہوتی ہے پس ایسے
مجتہد کے نبی معصوم اور امام معصوم کیونکر تقلید کر سکتے ہین اور خدا چاہے تو مومنین حضرت عیسے علیہ السلام اور امام مہدی
علیہ السلام کو عنقریب دیکہین گے اور یہ بہی دیکہ لین گے کہ یہ دونو صاحب قرآن اور حدیث کے پیرو ہونگے اور حدیث کی
کتابون کو اور انکے ترجمون کو رونق دین گے اور جاہل اور متعصب مقلدون کو اچہی طرح سمجہا وینگے جو کوئی مومن اسوقت
تک زندہ رہے وہ اس گنہگار مترجم کا سلام دونو حضرات کی خدمت مین پہونچا دیوے واللہ الموفق حدثنا محمد
ابن غریر الزہری قال حدثنا یعقوب بن ابراہیم قال حدثنی ابی عن صالح عن ابن شہاب حدثہ ان
عبید اللہ بن عبد اللہ اخبرہ عن ابن عباس انہ تماری ہو والحر بن قیس بن حصن الفزاری فی صاحب
موسی فقال ابن عباس ہو خضر فمر بہما ابی بن کعب فدعاہ ابن عباس فقال انی تماریت انا وصاحبی

فِی صَاحِبِ مُوسَی الَّذِی سَأَلَ مُوسَی السَّبِیلَ اِلٰی لُقِیِّهِ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَذْکُرُ شَأْنَهُ قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُولُ بَیْنَمَا مُوسٰی فِی مَلَإٍ مِنْ بَنِی اِسْرَائِیلَ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ هَلْ تَعْلَمُ اَحَدًا اَعْلَمَ مِنْكَ قَالَ مُوسٰی لَا فَاَوْحَی اللّٰهُ اِلٰی مُوسٰی بَلٰی عَبْدُنَا خَضِرٌ فَسَأَلَ مُوسَی السَّبِیلَ اِلَیْهِ فَجَعَلَ اللّٰهُ لَهُ الْحُوتَ اٰیَةً وَقِیلَ لَهُ اِذَا فَقَدْتَ الْحُوتَ فَارْجِعْ فَاِنَّكَ سَتَلْقَاهُ فَکَانَ یَتَّبِعُ اَثَرَ الْحُوتِ فِی الْبَحْرِ فَقَالَ لِمُوسٰی فَتَاهُ اَرَاَیْتَ اِذْ اَوَیْنَا اِلَی الصَّخْرَةِ فَاِنِّی نَسِیتُ الْحُوتَ وَمَا اَنْسَانِیهُ اِلَّا الشَّیْطَانُ اَنْ اَذْکُرَهُ قَالَ ذٰلِكَ مَا کُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰی اٰثَارِهِمَا قَصَصًا فَوَجَدَا خَضِرًا وَکَانَ مِنْ شَأْنِهِمَا مَا قَصَّ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی کِتَابِهِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے (اور اصیلی کی روایت میں حدثنی ہے اسیطرح ابن عساکر کی روایت میں) محمد بن غریر (بغین معجمہ اور دو راے مہملہ بن ولید قرشی زہری) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے یعقوب بن ابراہیم ابن سعد قرشی مدنی زہری نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے (اصیلی اور ابن عساکر کی روایت میں حدثنا ہے) میرے باپ (ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف) نے انہوں نے روایت کی صالح (ابن کیسان مدنی تابعی مشہور) سے انہوں نے ابن شہاب (زہری) سے انہوں نے حدیث بیان کی عبیداللہ بن عبداللہ ابن عتبہ فقیہ مشہور نے خبر دی انکو انہوں نے روایت کی (عبیداللہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے انہوں نے جھگڑا کیا حر بن قیس بن حصن فزاری سے حضرت موسی علیہ السلام کے ساتھی میں (یعنے قرآن میں جنکا ذکر ہے کہ حضرت موسی انکے پاس گئے وہ کون صاحب تھے) ابن عباس نے کہا وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے ف حافظ ابن حجر نے کہا میں نے اس حدیث کی کسی طریق میں نہ پایا کہ حر بن قیس کیا کہتے تھے اور یہ جھگڑا اس جھگڑے کے سوا ہے جو سعید بن جبیر اور نوف بکالی میں ہوا تو وہ یہ تھا کہ یہ موسے کون سے ہیں آیا موسے بن عمران (مشہور پیغمبر) یا موسے ابن میشا اور یہ ایسا تھا کہ حضرت موسے کس کے پاس گئے تھے آیا حضرت خضر علیہ السلام کے پاس یا اور کسی کے پاس ت پھر ان دونوں کے سامنے ابی بن کعب (ابن منذر انصاری) گذرے تو انکو بلایا ابن عباس نے (بلانے سے یہ غرض ہے کہ انکو آواز دی اور کہا ٹھیرو ابن تین نے کہا یہاں اتنی عبارت محذوف ہے کہ ابن عباس کھڑے ہوئے اور ابی رضہ سے پوچھا کیونکہ ابی بن کعب کو بلانا اپنے پاس جھگڑا فیصلہ کرنیکے لیے ادب سے بعید ہے) اور کہا میں نے جھگڑا کیا اپنے اس ساتھی (یعنے حر بن قیس) کے ساتھ حضرت موسی کے صاحب میں جنکی ملاقات کی راہ انہوں نے چاہی تھی کیا تمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا کچھہ ذکر سنا ہے انہوں نے کہا ہاں میں نے سنا ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے ایکبار حضرت موسے علیہ السلام بنی اسرائیل کی جماعت میں بیٹھے تھے انکے پاس ایک شخص آیا (حافظ ابن حجر نے کہا

اس شخص کا نام معلوم نہین ہوا اور سارے بنی اسرائیل انہی کی اولاد مین ہین) اور کہنے لگا کیا تم جانتے ہو کسی شخص کو جو
تم سے زیادہ علم رکھتا ہو حضرت موسیٰ ع نے کہا نہین (اور تفسیر مین ہے کہ ان سے پوچھا گیا لوگون مین سب سے زیادہ علم
کس کو ہے انہون نے کہا مجھکو تب اللہ کا عتاب ہوا اور نیز تنبیہ اور تادیب کے لیے تا کہ اور لوگ انکی اقتدا کرین اور ایسی بات منہ
سے نہ نکالین جسمین خود ستائی ہو) پہر اللہ تعالیٰ نے وحی بہیجی حضرت موسیٰ ع پر کہ میرا بندہ خضر تم سے زیادہ علم رکھتا ہے (جو
غیب سے متعلق ہے اور حوادث قدرت سے اگرچہ حضرت موسیٰ ع ظاہر شریعت اور طریقہ سیاست مین حضرت خضر سے
زیادہ علم رکھتے تہے) تب حضرت موسیٰ نے اللہ جل جلالہ سے سوال کیا کہ حضرت خضر سے ملنے کی راہ مجھکو بتلا دے اللہ
جل شانہ نے ایک مچھلی کو انکے لیے نشانی مقرر کی اور انسے کہا گیا جب تجھے اس مچھلی کو گم کر دے تو لوٹ جا تو حضرت خضر
علیہ السلام سے ملیگا (قسطلانی نے کہا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے فرمایا تو خضر کو ڈہونڈہ دریا کے کنارے صخرہ کے
پاس انہون نے عرض کیا وہان تک کیونکر پہونچون ارشاد ہوا کہ ایک مچھلی زنبیل مین رکھ لو جہان وہ مچھلی گم ہو جاوے وہین خضر
ملین گے تو انہون نے نمک لگی ہوئی ایک مچھلی لے لی اور اپنے ساتھی سے کہا جب مچھلی گم ہو تو مجھکو خبر کرنا) تو حضرت
موسیٰ علیہ السلام پیروی کرتے تہے یعنے چلے جاتے تہے مچھلی کے نشان پر سمندر مین (اسکا بیان آگے آویگا) آخر حضرت
موسیٰ سے انکے جوان (ساتھی یوشع بن نون) نے کہا تمنے دیکھا جب ہم ٹہیرے تہے صخرہ کے پاس (یعنے پتھر کا گول) تو
مین کہنا بھول گیا یا مین مچھلی بھول گیا (یعنے مچھلی کو گم گیا) ف قسطلانی نے کہا صخرہ سے مراد وہ صخرہ ہے
جہان حضرت موسیٰ نے آرام فرمایا تہا یا وہ صخرہ جو نہر زیت کے پاس ہے اور جب حضرت موسیٰ سو گئے تو وہ بھنی ہوئی مچھلی تڑپنے
لگی اور سمندر مین جا پڑی یہ معجزہ تہا حضرت موسیٰ ع کے لیے یا حضرت خضر کے لیے اور بعضون نے کہا یوشع نے روٹی اور مچھلی
ایک زنبیل مین رکھ لی تہی اور رات کو عین الحیوۃ کے کنارے اترے جب مچھلی پر اس پانی کی ہوا لگی تو وہ زندہ ہو گئی اور
بعضون نے کہا حضرت یوشع نے آب حیات کے چشمہ مین وضو کیا وہ پانی مچھلی پر پڑا وہ زندہ ہو کر پانی مین جا پڑی
ت اور مجھکو شیطان ہی نے بھلایا جو مینے تم سے اسکا ذکر نہین کیا (حالانکہ یہ عجیب حال تہا بھولنے کے لائق نہ تہا مگر توہم
ایسے بہت معجزے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صحبت مین دیکھ چکے ہونگے اسلیے انکو زیادہ تعجب نہ ہوا اور بعضون نے کہا
استغراق یاد الٰہی مین مانع ہوا اسکے ذکر کرنے سے اور شیطان کی طرف نسبت دی کسر نفس سے) حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے کہا یہی تو ہم چاہتے تہے (یعنے یہی تو مقصود تہا کیونکہ مچھلی گم ہونا ہی نشان تہا خضر کے ملنے کا) آخر دونو لوٹے
اپنے پاؤن کے نشانون پر باتین کرتے ہوئے پہر پا لیا دونون نے حضرت خضر علیہ السلام کو اور وہ معاملہ پیش آیا جسکو اللہ تعالیٰ
نے بیان کیا اپنی کتاب مین ف اور آگے اسکا بیان آویگا حافظ ابن حجر نے کہا علم مین بحث کرنا درست ہے اگر

حدیث سے نکلا جب اظہار حق کے لیے ہو نہ تعصب اور عداوت اور تنازع کی نیت سے اہل علم کی تعظیم کرنا اور خبر واحد صادق پر عمل
کرنا اور علم حاصل کرنے کے لیے سمندر میں سوار ہونا اور توشہ سفر میں ساتھ رکھنا اور تواضع ہر حال میں لازم ہونا یہ سب باتیں حدیث
سے نکلتی ہیں **باب** قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ یہ باب بیان میں ہے اس کے کہ رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا اللہ اوسکو کتاب (قرآن) سکھلا دے **ف** یہ حضرت نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے لیے فرمایا
تھا اور بیان اسکے لانے سے یہ غرض ہے کہ علم دین میں سب سے پہلے قرآن کا سیکھنا یعنی سمجھ کر پڑھنا لازم ہے یا اشارہ
ہے اس طرف کہ ابن عباس کو جو حر بن قیس پر غلبہ ہوا وہ اس دعا کے طفیل سے تھا (رقم) **حدثنا** ابو معمر قال
حدثنا عبد الوارث قال حدثنا خالد عن عكرمة عن ابن عباس قال ضمني رسول الله صلى الله
عليه وسلم وقال اللهم علمه الكتاب **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے ابو معمر (عبد اللہ بن عمرو بن ابی حجاج
بصری) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے خالد (بن مہران حذاء) نے اونہوں نے روایت کی عکرمہ (ابو عبد اللہ
مدنی ان میں بعضوں نے کلام کیا ہے اس وجہ سے کہ عقیدہ خارجیوں کا رکھتے تھے اور امام بخاری نے اونکو ثقہ سمجھا ہے) سے
اونہوں نے ابن عباس رض سے کہا کہ چپٹایا مجھکو جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے (اپنے سینہ سے یا اپنے بدن سے)
اور فرمایا یا اللہ سکھلا دے اسکو کتاب **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس وقت ابن عباس تمیز دار لڑکے تھے تو حدیث
سے یہ نکلتا ہے کہ ایسے لڑکے کو بہ نیت شفقت گود میں لینا درست ہے اور دوسری روایت میں مولف کے اس کا سبب
مذکور ہے کہ ابن عباس نے آپکے طہارت کے لیے پانی رکھا تھا اور شاید یہ اس رات کو ہوا جب ابن عباس ام المومنین
میمونہ رض کے گھر میں رہے تھے آپکی نماز شب دیکھنے کے لیے احمد اور ابن حبان نے روایت کیا کہ ابن عباس کو آپکی میمونہ نے خبر
نے دی اور یہ واقعہ انکے گھر میں رات کو ہوا امام احمد نے روایت کیا کہ ابن عباس رات کی نماز میں آپکے پیچھے کھڑے ہوگئے
آپ نے فرمایا تجھے کیا ہوا میں تجھکو اپنے برابر کھڑا کرتا ہوں تو پیچھے ہٹ جاتا ہے اونہوں نے عرض کیا آپ اللہ کے رسول
ہیں آپکے برابر کون نماز پڑھ سکتا ہے اوس وقت آپ نے انکے لیے دعا کی یا اللہ اسکا فہم اور علم زیادہ کر اور کتاب سے مراد قرآن
ہے اور سکھلانا اسکا شامل ہے اوسکے حفظ کرنے کو اور اسکا مطلب سمجھنے کو اور مسدد کی روایت میں کتاب کے بدل حکمت
ہے اور اسمعیلی نے کہا یہی ثابت ہے تمام روایتوں میں حالانکہ مولف نے وہیب کی روایت سے بھی کتاب کا لفظ نقل کیا
ہے تو حکمت سے بھی مراد قرآن ہے اور دوسروں کی روایت بالمعنے ہے اور نسائی اور ترمذی کی روایت میں یہ ہے
کہ آپ نے دوبار میرے لیے دعا فرمائی حکمت سکھانے کی تو شاید یہ واقعہ متعدد ہوا یا کتاب سے مراد قرآن اور حکمت سے مراد
حدیث ہو اور موید ہے اسکے عبید اللہ بن ابی یزید کی روایت میں ہے کہ یا اللہ سمجھ دے اوسکو دین میں اور مسلم کی

روایت میں دین کا لفظ نہیں ہے حمیدی نے کہا ابو مسعود نے اطراف میں اس حدیث کو یوں نقل کیا یا اللہ اسکو سمجھ دے
دین میں اور سکھلا دے اسکو تاویل حالانکہ یہ زیادت صحیحین میں نہیں ہے میں کہتا ہوں حمیدی نے شک کیا البتہ یہ زیادت
سعید بن جبیر کی روایت میں ہے جسکو احمد اور ابن حبان اور طبرانی نے نکالا اور ابن سعد نے اسکو روایت کیا عکرمہ سے
مرسلاً اور طریق سے اور بغوی نے معجم صحابہ میں یزید بن اسلم سے روایت کیا کہ حضرت عمر ابن عباس کو اپنے نزدیک بٹھاتے
اور کہتے میں نے دیکھا ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمکو بلایا اور تمہارے سر پر ہاتھ پھیرا پھر فرمایا یا اللہ اسکو
سمجھ دے دین میں اور اسکو تاویل سکھلا دے اور ابن ماجہ کے بعض نسخوں میں یہ روایت یوں ہے یا اللہ اسکو حکمت سکھلا
دے اور کتاب کی تاویل اور ابن سعد نے طاوس سے روایت کیا اونہوں نے ابن عباس سے کہ بلایا مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اور میری پیشانی پر ہاتھ پھیرا پھر فرمایا یا اللہ اسکو حکمت سکھلا دے اور کتاب کی تاویل اور امام احمد نے روایت کیا
اوس میں یہ ہے کہ میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور یہ دعا آپ کی قبول ہوئی ابن عباس کے حق میں وہ عالم تھے اس امت کے
تفسیر اور فقہ میں راضی ہو اللہ اونسے اور اختلاف کیا ہے شارحوں نے کہ حکمت سے کیا مراد ہے بعضوں نے کہا
قرآن بعضوں نے کہا عمل بالقرآن بعضوں نے کہا حدیث بعضوں نے کہا ٹھیک بات کہنا بعضوں نے کہا خوف الٰہی بعضوں
نے کہا فہم عن اللہ بعضوں نے کہا عقل بعضوں نے کہا وہ جسکی صحت پر عقل شاہد ہے بعضوں نے کہا نور جس سے فرق ہو
الہام اور وسوسہ میں بعضوں نے کہا سرعت جواب صحت کے ساتھ اور یہ سب اقوال مفسرین نے وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ
الْحِكْمَةَ میں ذکر کیے ہیں اور مناسب یہ ہے کہ حکمت سے فہم القرآن مراد ہو اور اسکا زیادہ بیان خدا چاہے تو کتاب
المناقب میں آویگا انتہے قسطلانی نے کہا آپ کی دعا ابن عباس کے حق میں قبول ہو گئی وہ دریا تھے علم کے اور عالم
اس امت کے اور رئیس تھے مفسرین کے اور ترجمان تھے قرآن کے انتہے **باب** مَتَى يَصِحُّ سَمَاعُ الصَّغِيرِ یعنی بچہ کا حدیث
سننا کب صحیح ہے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس باب سے غرض یہ ہے کہ یہ ثابت ہو جاوے کہ حدیث کی تحمل یعنی حاصل
کرنے میں سننے سے ہو یا دیکھنے سے بالغ (جوان) ہونا شرط نہیں ہے اور مؤلف نے اشارہ کیا اس باب سے اس اختلاف
کی طرف جو امام احمد بن حنبل اور یحیی بن معین میں ہوا جسکو خطیب نے روایت کیا کفایہ میں عبد اللہ بن احمد وغیرہ سے کہ
یحیی نے کہا کم سے کم تحمل حدیث کے لیے پندرہ برس کی عمر ہونا ضرور ہے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے عبد اللہ بن عمر کو احد کے دن پھیر دیا یعنی مجاہدین میں شریک نہ کیا کیونکہ وہ پندرہ برس کے نہیں
ہوئے تھے یہ خبر امام احمد بن حنبل رضا کو پہونچی اونہوں نے کہا جب بچہ کو اتنی عقل ہو جاوے کہ وہ سنی ہوئی بات کو سمجھے
تو اسکا تحمل صحیح ہے اور ابن عمر کی حدیث لڑائی کے باب میں ہے پھر خطیب نے کئی روایتیں صحابہ وغیرہم سے اسکی نقل کیں

حکلوا اونہون نے بچپنے میں سنا تہا اور بڑے ہو کر بیان کیا اور وہ روایتیں قبول کی گئیں اور یہی صحیح ہے اور ابن عبد البر نے
اسپر اتفاق نقل کیا ہے اور ابن معین کی یہ دلیل کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن براء وغیرہ کو واپس کر دیا جنکا سن
پندرہ برس سے کم تہا مردود ہے اسوجہ سے کہ قتال میں قوت اور تجربہ کی حاجت ہے اور غالبا وہ جوانی میں حاصل ہوتا
ہے اور سماع میں صرف فہم کی ضرورت ہے اوسکے لیے تمیز کافی ہے اور امام اوزاعی نے اسپر دلیل قائم کی ہے اس حدیث
سے جسمیں ہے کہ حکم کرو لڑکوں کو نماز کا جب وہ سات برس کے ہو جاویں انتہی مختصرا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ
قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ
اَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلٰى حِمَارٍ اَتَانٍ وَاَنَا یَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
یُصَلِّیْ بِمِنًى اِلٰى غَیْرِ جِدَارٍ فَمَرَرْتُ بَیْنَ یَدَیْ بَعْضِ الصَّفِّ وَاَرْسَلْتُ الْاَتَانَ تَرْتَعُ فَدَخَلْتُ
فِی الصَّفِّ فَلَمْ یُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَیَّ اَحَدٌ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے اسمعیل بن ابی اویس نے اونہون نے کہا حدیث
بیان کی مجہسے مالک بن انس (امام مشہور) نے اونہون نے روایت کی ابن شہاب (زہری) سے اونہون نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن
عتبہ سے اونہون نے عبد اللہ بن عباس رض سے اونہون نے کہا میں ایک گدہی (مادہ خر) پر سوار ہو کر آیا ان دنون
کے قریب تہا (یعنی جوان ہونے کو تہا یعنے نابالغ تہا) اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم منا میں نماز پڑہ رہے تہے اور
آگے سامنے دیوار (یعنے آڑ) نہ تہی میں بعض صفون کے سامنے سے گذرا اور گدہی کو میں نے چہوڑ دیا وہ چرنے لگی اور
میں صف میں شریک ہو گیا پہر کسی نے مجہپر اس بات سے اعتراض نہ کیا ف یعنے نمازیون کے سامنے سے گذر
جانے پر اور گدہی کو سامنے سے لیجانے پر ابن عباس نے مادہ خر کی تصریح کی ابن اثیر نے اس سے یہ دلیل نکالی کہ جب
گدہے کی دہان سامنے جانے سے نماز نہیں ٹوٹتی تو آدمی کی مادہ یعنے عورت کے سامنے جانے سے کیونکر ٹوٹیگی کیونکہ
عورت گدہی سے اشرف ہے اور یہ قیاس از روے عقل صحیح ہے مگر ایسے قیاس سے حدیث صحیح کی مخالفت نہیں ہو
سکتی اور اسکا بیان کتاب الصلوۃ میں آویگا اور دیوار سے مراد حدیث میں آڑ ہے امام شافعی نے کہا ہے اور سیاق
کلام اسپر دلالت کرتا ہے کیونکہ ابن عباس نے یہ حدیث بیان کی اس امر پر دلیل لانیکے لیے کہ نماز کے سامنے نکل جانے سے نماز
نہیں ٹوٹتی اور موید اسکے بزار کی روایت ہے جسمیں ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرض نماز پڑہ رہے تہے اور آپکے
سامنے کسی چیز کی آڑ نہ تہی بعضون نے کہا ابن عباس پر اعتراض نہ کرنے میں ایک مصلحت تہی وہ یہ ہے کہ خفیف مفسدہ
پر بڑی مصلحت کو ترجیح ہے کیونکہ نمازی کے سامنے سے نکل جانا ایک خفیف مفسدہ ہے اور نماز میں شریک ہونا بڑی
مصلحت ہے اور ابن عباس کے اعتراض نہ کرنے سے جواز نکالا اور اعتراض نہ کرنے کی یہ وجہ نہیں ہو سکتی کہ لوگ نماز میں

تھے کیونکہ نماز کے بعد اعتراض کر سکتے تھے اسیطرح نماز کے اندر بھی اشارے سے اعتراض کر سکتے تھے اور اس حدیث سے ثبوت نے ترجمہ باب پر استدلال کیا کہ تحمل میں بلوغ ضرور نہیں ہے اور نابالغ کے حکم میں ہیں غلام اور فاسق اور کافر اگر کوئی اعتراض کرے کہ ترجمہ باب میں بچے کا لفظ ہے اور ابن عباس اسوقت بچے نہ تھے بلکہ جوانی کے قریب تھے اسکا جواب یہ ہے کہ بچے سے مراد نابالغ ہے یہ جواب کرمانی نے دیا ہے انتہی ما قال الحافظ ابن حجر ملتقطا حدثنی محمد بن یوسف قال حدثنا ابو مسهر قال حدثني محمد بن حرب قال حدثني الزبيدي عن الزهري عن محمود بن الربيع قال عقلت من النبي صلى الله عليه وسلم مجة مجها في وجهي وانا ابن خمس سنين من دلو ترجمہ حدیث بیان کی مجھسے محمد بن یوسف (بیکندی) نے (اور بعضوں نے کہا یہ فریابی ہیں اور یہ غلط ہے کیونکہ فریابی نے ابو مسہر سے روایت نہیں کی بلکہ ابو مسہر شیخ ہیں شامیوں کے اور امام بخاری نے ابو مسہر سے بلا واسطہ بھی سنا ہے ابن مرابط نے کہا کہ ابو مسہر منفرد ہیں اس روایت سے اور یہ غلط ہے نسائی نے سنن کبریٰ میں اسکو محمد بن مصفی سے اونہوں نے محمد بن حرب سے روایت کیا ہے اور بیہقی نے مدخل میں محمد بن جوصا سے روایت کیا ہے اونہوں نے سلمہ بن خلیل اور ابو التقی سے ان دونوں نے محمد بن حرب سے تو ابو مسہر کے سوا تین راوی ہو گئے یہ کلام ہے حافظ ابن حجر کا) اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو مسہر (عبد الاعلی بن مسہر غسانی دمشقی) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے محمد بن حرب (خولانی حمصی) نے اونہوں نے روایت کی زہری (محمد بن مسلم بن شہاب) سے اونہوں نے محمود بن ربیع (بن سراقہ انصاری خزرجی) سے اونہوں نے کہا مجھے یاد ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک کلی ماری میرے منہ پر (کھیل یا برکت کے طور پر جیسے آپ صحابہ کی اولاد سے کیا کرتے) ایک ڈول کے پانی سے اوسوقت میں پانچ برس کا تھا ف حافظ ابن حجر نے کہا میں کی قید میں نے اس حدیث کے کسی طریقہ میں نہیں پائی نہ صحیحین میں اور جوامع اور مسانید میں سوا زبیدی کے طریق کے اور زبیدی بڑے حافظوں میں ہیں حدیث کی جو زہری سے روایت کرتے ہیں یہانتک کہ ولید بن مسلم نے کہا امام اوزاعی زہری کے تمام شاگردوں میں زبیدی کو ترجیح دیتے تھے ابو داؤد نے کہا انکی روایتوں میں کوئی خطا نہیں ہے اور متابعت کی انکی عبد الرحمن بن نمر نے زہری سے اور انکی روایت میں جو طبرانی اور خطیب نے کفایہ میں نکالی عبد الرحمن بن نمر سے یہ ہے حدیث بیان کی مجھسے محمود بن الربیع نے اور جسوقت جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اوسوقت محمود کی عمر پانچ برس کی تھی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ محمود نے جو واقعہ بیان کیا وہ آپکی زندگی کے اخیر سال میں ہوا اور ابن حبان وغیرہ نے ذکر کیا کہ محمود سنہ ۹۹ ہجری میں مرے اور انکی عمر ۹۳ سال کی تھی اور یہ مطابق ہے اس روایت کے اور قاضی عیاض نے الماع میں کہا کہ بعض روایتوں میں ہے کہ محمود اس وقت چار برس کے تھے

مین یہ مضمون کسی روایت مین صراحتہً نہین پایا اگرچہ بہت تلاش کی البتہ صاحب استیعاب نے کہا کہ محمود نے کلی کو یاد
رکہا اور انکی عمر چار پانچ برس کی تہی اور اُنکے تردد کی وجہ واقدی کا قول ہے کہ محمود مرتے وقت ۹۳ سال کے تہے اور پہلا
قول صحیح ہے اسناد اوسکا اور وہی اعتماد کے لائق ہے اور واقدی کا قول صحیح ہو تو محمول ہوگا اسپر کہ اونہون نے
کسر کو چہوڑ دیا جب یہ معلوم ہوا تو اب مہلب نے امام بخاری پر یہ اعتراض کیا کہ اونہون نے عبد اللہ بن زبیر کی روایت
بیان نہ کی جسمین اُنہون نے اپنے باپ کو دیکہا اور انکا آنا جانا بیان کیا ہے اوسمین صاف تصریح ہے سماع کی اور اُس
وقت انکا سن تین یا چار برس کا تہا تو وہ محمود سے بہی چہوٹے تہے اور محمود کی قول مین کچہہ سماع مذکور نہین تو ابن الزبیر
کی روایت بیان کرنا اولے تہا ابن منیر نے اسکا جواب دیا ہے کہ امام بخاری کا مقصود سنت نبوی کا نقل کرنا ہے نہ جو احوال
گذرے ہین انکا بیان کرنا اور محمود نے ایک سنت انکی بیان کی ہے منہہ پر کلی مارنا بلکہ انکی مجرد روایت مین ایک فائدہ
شرعی ہے یعنے ثبوت انکی صحابیت اور ابن الزبیر کی روایت مین کوئی سنت نبوی مذکور نہین تاکہ وہ اس باب مین داخل ہو
پہر اونہون نے یہ شعر لکہی جسکا مضمون یہ ہے کہ گہر والا خوب جانتا ہے جو اُسکے گہر مین ہے اور یہ جواب عمدہ ہے کیونکہ
مقصود سماع سے سننا ہے یا نقل کرنا کسی فعل یا تقریر کا اور بدر زرکشی نے غفلت کی اونہون نے یہ جواب دیا کہ مہلب کی
یہ ثابت کرنا چاہیے کہ ابن زبیر کا قصہ صحیح ہے بخاری کی شرط پر حالانکہ امام بخاری نے خود اس قصہ کو روایت کیا
مناقب زبیر مین اس صورت مین مہلب کا اعتراض صحیح ہے اور اسکا جواب بہی مذکور ہو چکا اور تعجب ہے اُس شخص سے جو
ایک کتاب پر گفتگو کرے پہر اُس کتاب کے مقامات سے غافل رہے اور جوبات اوسمین موجود ہے اسکی نفی کرے۔ نسائی
کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ وہ ڈول لٹکا ہوا تہا اور ایسا ہی ہے ابن حبان کی روایت مین اور مصنف نے
رقاق مین روایت کیا کہ اُس ڈول سے جو اونکے گہر مین تہا اور طہارت اور صلوٰۃ مین ڈول کے بدلے کنوان ہے
اور اسحدیث سے ان فائدون کے جو اوپر گذرے اور بہی فائدے ہین ایک تو بچون کا لانا مجلسون مین دوسرے امام کا جانا
اپنے یارون کی ملاقات کے لیے تیسرے انکے بچون سے ہنسی کرنا اور بعضون نے اسحدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ
پانچ برس کے بچہ کا سماع صحیح ہے اور اس سے کم کا صحیح نہین اور حدیث مین اور بخاری کی تبویب مین اسطرف کوئی اشارہ
نہین بلکہ معتبر فہم ہے تو جو کوئی خطاب کو سمجہے اوسکا سماع صحیح ہے اگرچہ پانچ برس سے کم ہو ورنہ صحیح نہین
اور فقہا کا قول اوسکے قریب ہے اونہون نے سن تمیز چہہ یا سات سال قرار دیا ہے اور بڑی عمدہ دلیل فہم معتبر
ہونے کی وہ ہے جو خطیب نے روایت کی ابو عاصم کے طریق سے اُنہون نے کہا مین اپنے بیٹے کو لیگیا وہ تین برس کا
تہا ابن جریج پاس اُنہون نے اُس سے حدیث بیان کی ابو عاصم نے کہا بچہ کو حدیث یا قرآن سکہلانے مین کوئی

کوئی قباحت نہیں اگر وہ تین برس کا ہو مطلب یہی ہے کہ سمجھ رکھتا ہو اور ابوبکر بن مقری حافظ کا قصہ مشہور
ہے اونہون نے چار برس کے بچے کو حدیث سنائی جب اسکا امتحان لیا قرآن کی کئی سورتین اسکو حفظ تہین آ
تا فی فتح الباری **بَابُ الْخُرُوجِ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ** علم حاصل کرنے کے لیے سفر کرنا تحت حافظ ابن حجر نے کہا
مولف نے اس باب مین کوئی مرفوع حدیث بیان نہین کی اور مسلم نے ابوہریرہ کی حدیث نکالی کہ جناب رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایسی راہ پر چلے جس مین علم ڈہونڈہتا ہے تو اللہ تعالے اوسکے لیے جنت کا رستہ آسان کریگا
اور مولف نے اس حدیث کو بوجہ اختلاف نہین نکالا انتہی وَرَحَلَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ
بْنِ أُنَيْسٍ فِي حَدِيثٍ وَاحِدٍ اور جابر بن عبد اللہ انصاری صحابی مشہور) ایک مہینے کی راہ پر گئے عبد اللہ بن انیس
جہنی صحابی) پاس ایک حدیث کے واسطے یعنی ایک حدیث اونسے سننے کے لیے اس حدیث کو مولف نے ادب مفرد مین
اور احمد اور ابو یعلے نے اپنی مسندون مین عبد اللہ بن محمد بن عقیل کے طریق سے روایت کیا اونہون نے جابر بن عبد اللہ
سے سنا وہ کہتے تہے مجہے خبر پہونچی کہ ایک شخص نے ایک حدیث جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے تو مین
نے ایک اونٹ خریدا اور اوسپر کجاوا باندہا اور ایک مہینہ تک چلا یہانتک کہ شام کے ملک مین آیا دیکہا تو عبد اللہ بن
انیس کا گہر ہے مین نے دربان سے کہا عبد اللہ سے کہہ جابر تمہارے دروازے پر کہڑے ہین اونہون نے پوچہا عبد اللہ کے
بیٹے مین نے کہا ہان پہر وہ باہر نکلے اور مجہسے معانقہ کیا مین نے کہا ایک حدیث مجہکو تم سے پہونچی جسکو تم نے
جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے مجہکو ڈر ہوا کہین اسکے سننے سے پہلے مین مر جاؤن (اس لیے مین تمہارے
پاس آیا اتنی دور کا سفر کر کے) اونہون نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے اللہ تعالے
قیامت کے دن لوگون کو حشر کریگا ننگے بدن پہر بیان کیا اخیر حدیث تک اور اس حدیث کا ایک اور طریقہ ہے جسکو
طبرانی نے روایت کیا شامیون کے مسندون مین اور تمام نے اپنے فوائد مین حجاج بن دینار کے طریق سے اونہون نے
محمد بن منکدر سے اونہون نے جابر سے اونہون نے کہا مجہکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث پہونچی تہی
قصاص کے باب مین اور اس حدیث کا راوی مصر والون مین تہا آخر مین نے ایک اونٹ خریدا اور چلا یہانتک کہ
مصر مین پہونچا مین اوس شخص کے دروازے پر گیا پہر بیان کیا اوسیطرح اور اسناد اوسکا اچہا ہے اور اس حدیث
کا ایک تیسرا طریق ہے جسکو خطیب نے رحلت مین نکالا ابو الجارود عنسی کے طریق سے اونہون نے روایت کی جابر
سے کہا مجہکو ایک حدیث پہونچی قصاص مین پہر بیان کیا اسیطرح اور اسکی اسناد مین ضعف ہے تمام ہوا کلام حافظ
ابن حجر کا مترجم کہتا ہے سبحان اللہ حافظ ابن حجر کا حافظہ اور تبحر بیان سے معلوم کرنا چاہیے اونکی نظر حدیث کی

غیر مشہور ہو سکتا ہو پھر ایسی کتابین جیسے اور علماء کی نظر صحیح بخاری یا صحیح مسلم پر ہوتی ہے تو صحیح بخاری تو اونکو گویا حفظ تھی اور عینی اور پیر زرکشی وغیرہ علماء کا یہ حال تھا کہ ان سے بخاری کے مقامات مین بھی غلطی ہو جاتی اللہ تعالی حافظ صاحب کا درجے اعلے علیین مین کرے اور انکے طفیل سے ہماری مغفرت کرے آمین حافظ ابن حجر نے کہا بعض متاخرین علماء نے دعوے کیا کہ اوس سے وہ قاعدہ ٹوٹ گیا جو مشہور ہے کہ بخاری جب جزم کے ساتھ تعلیق کو بیان کرتے ہین تو وہ تعلیق صحیح ہوتی ہے اور جہان صیغہ تمریض بیان کرتے ہین (جیسے کہا جاتا ہے یا روایت کیا جاتا ہے) تو اسمین کوئی علت ہوتی ہے کیونکہ اس تعلیق کو بخاری رحمہ نے بصیغہ جزم روایت کیا اسکے ایک ٹکڑے کو کتاب التوحید مین صیغہ تمریض ذکر کیا وہان یون کہا جابر سے ذکر کیا جاتا ہے انہون نے عبد اللہ بن انیس سے کہا کہ مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے اللہ حشر کریگا بندونکو پھر پکاریگا اونکو آواز سے اخیر حدیث تک حالانکہ یہ دعوے مردود ہے اور اللہ تعالی کے فضل سے وہ قاعدہ نہین ٹوٹتا اور امام بخاری کی نظر اس سے زیادہ باریک ہے کہ انپر ایسا اعتراض کیا جاوے کیونکہ انہون نے جابر رضہ کا سفر کرنا بصیغہ جزم بیان کیا اسلیے کہ اسکا اسناد حسن ہے اور اسکی تائید بھی ہوئی دوسری اسناد سے اور کتاب التوحید مین جو ٹکڑا بیان کیا اوسپر امام بخاری نے جزم نہین کیا اسلیے کہ صوت کی لفظ کی نسبت پروردگار کیطرف توقف کے لائق ہے اور تاویل کے محتاج ہے اور اسکے لیے وہ حدیث جسکے طریق مین اختلاف ہو گو اسکی تائید دوسرے طریق سے ہو جاوے کافی نہین ہے اور اس سے امام بخاری کی صفائی علم اور باریکی نظر اور حسن تصرف واضح ہے اللہ تعالے اونپر رحم کرے مترجم کہتا ہے کہ اہلحدیث کا مذہب اور اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تعالے کے کلام مین صوت ہے اور اسکی دلیل یہی حدیث ہے عبد اللہ بن انیس کی روایت کیا اسکو احمد اور ایک جماعت علماء نے اور امام بخاری نے باب الرد علی الجہمیہ مین اسکو معلقاً ذکر کیا اور ایک اثر ابن مسعود کا جب اللہ تعالی کلام کرتا ہے وحی کے ساتھ تو آسمان والے فرشتے سنتے ہین پھر جب انکے دلون سے ڈر جاتا رہتا ہے اور آواز تھم جاتی ہے۔ اس اثر کو امام بخاری نے معلقاً ذکر کیا لیکن امام احمد بن حنبل نے اسکو باسناد صحیح روایت کیا امام ذہبی نے کہا اس حدیث کا اسناد صحیح ہے بشرط شیخین اور امام بخاری نے اسکو بصیغہ جزم کہا اس سے بھی صحت نکلتی ہے پھر امام بخاری نے باسناد متصل ابو سعید خدری سے روایت کی اس مین یہ ہے کہ پھر پکارتا ہے اللہ تعالی آواز سے اور ایسا ہی ضبط کیا ہے اکثر علماء نے امام ذہبی نے کہا اثبات صوت مین پروردگار کے لیے دس پر کئی حدیثین مرفوع وارد ہین اور بعض نے ان سب حدیثون کو ایک علیحدہ جزء مین جمع کیا ہے اور بخاری و مسلم نے باسناد صحیح ابوہریرہ سے روایت کیا جب اللہ تعالے کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو ندا کرتا ہے جبرئیل علیہ السلام کو اخیر تک اور ندا اور صوت ایک ہے اور قرآن شریف مین ہے و اذ نادی ربک موسی و نادیناہ ان یا ابراہیم

جب اتنی صحیح حدیثین اور آیتین اثبات صوت مین آ چکین تو ثبوت صوت مین کیا شک ہے اور تاویل کرنا جیسے پیچھلے متکلمین کا
طریقہ ہے سلف امت کا اور اللہ تعالے مغفرت کرے حافظ ابن حجر کی اونہون نے اس مقام مین پیچھلے متکلمین کا طریقہ اختیار
کیا اور میرا اعتقاد یہ ہے کہ عبد اللہ بن انیس کی حدیث صحیح ہے اور اسی لیے امام بخاری نے اسکو اس باب مین بصیغہ جزم
بیان کیا اور کتاب التوحید مین جو ذکر کا لفظ کہا یہ شاذ ہے یا الطریق سہو ہے تو قاعدہ ٹوٹنے کی کوئی وجہ نہین کیونکہ
اکثر مقامات مین یہ قاعدہ نافذ ہے اور ایک یا دو مقام مین خلاف ہونا ضرر نہین کرتا اور باقی بیان صوت کا خدا
چاہے تو کتاب الرد علی الجہمیہ مین آویگا۔ حافظ ابن حجر نے کہا ابن بطال نے وہم کیا اونہون نے کہا کہ جس حدیث مین جابر
بن عبد اللہ کے سفر کا ذکر ہے وہ ستر علی المسلم کی حدیث ہے حالانکہ یہ ایک حدیث ہے اسکو چھوڑ کر دوسری حدیث کیطرف جانا
ہے ستر علی المسلم کی حدیث مین ابو ایوب انصاری نے سفر کیا عقبہ بن عامر جہنی کے پاس روایت کیا اسکو امام احمد نے بسند
منقطع اور روایت کیا اسکو طبرانی نے مسلمہ بن مخلد کی روایت سے کہا جابر میرے پاس آئے اور کہنے لگے ایک حدیث
تمسے مجھے پہونچی ہے ستر مین پھر انہون نے بیان کیا اس حدیث کو اور ایسا اتفاق اور شخصون کو بھی ہوا ہے روایت
کیا ابو داؤد نے عبد اللہ بن بریدہ کے طریق سے کہ ایک صحابی نے سفر کیا فضالہ بن عبید کیطرف وہ مصر مین تھے
ایک حدیث کے لیے اور روایت کیا خطیب نے عبید اللہ بن عدی سے کہا کہ مجھے حضرت علی کی ایک حدیث پہونچی مین ڈرا
ایسا نہو حضرت علی کی وفات ہو جاوے اور پھر وہ حدیث اور کسی کے پاس نہ پاؤن تو مین نے سفر کیا یہانتک کہ عراق
مین اون کے پاس آیا اور ایسا بہت روایتون مین ملیگا اگر تلاش کیا جاوے اور شعبی کا قول آگے آتا ہے کہ اس
مسئلے کے لیے آدمی مدینہ تک کا سفر کرتا اور روایت کیا مالک نے یحیی بن سعید سے اونہون نے سعید بن المسیب سے
کہا کہ مین کئی دن اور رات کا سفر کرتا ایک حدیث کی طلب کے لیے اور قریب ہے کہ ایسی روایت اور شخص سے بھی مذکور ہو اور
جابر کی روایت مین دلیل ہے اس بات کی کہ علو اسناد طلب کرنا چاہیے کیونکہ جابر کو عبد اللہ بن انیس کی روایت اوپر
سے پہونچ چکی تھی لیکن انہون نے اوس پر قناعت نہ کی اور بلا واسطہ اونسے جا کر سنا اور کتاب فضائل القرآن مین عبد اللہ
بن مسعود کی یہ روایت مذکور ہوگی اونہون نے کہا اگر مین کسی کو اپنے سے زیادہ اللہ کی کتاب جاننے والا جانتا البتہ مین
اسکی طرف سفر کرتا اور خطیب نے ابو العالیہ سے روایت کی کہا ہم سنتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی روایت اور
بصرہ مین تو خوش نہ ہوتے تھے یہانتک کہ خود مدینہ مین اونکے پاس جاتے اور اونسے سنتے اور امام احمد سے کہا گیا کہ ایک شخص جو علم طلب کرتا ہے وہ ایک
شخص کے پاس رہے جسکو بہت علم ہے یا سفر کرے اونہون نے کہا سفر کرے اور مختلف شہرون کے عالمون سے لکھے اور
اس سے معلوم ہوتا ہے جو صحابہ کو حرص تھی احادیث حاصل کرنے کی اور یہ بھی نکلتا ہے کہ جو سفر کرے آدمی اوس سے معانقہ کرنا

جائز ہے جہاں کچھ شبہ ہو (یعنے اقرب نہ ہو) لسیتے حدثنا ابو القاسم خالد بن خلي قال حدثنا محمد
ابن حرب قال الاوزاعي اخبرنا الزهري عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة بن مسعود عن ابن عباس
انه تمارى هو والحر بن قيس بن حصن الفزاري في صاحب موسى فمر بهما ابي بن كعب فدعاه ابن
عباس فقال اني تماريت انا وصاحبي هذا في صاحب موسى الذي سأل السبيل الى لقيه هل
سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يذكر شانه فقال ابي نعم سمعت النبي صلى الله عليه
وسلم يذكر شانه يقول بينما موسى في ملإ من بني اسرائيل اذ جاءه رجل فقال اتعلم احدا
اعلم منك قال موسى لا فاوحى الله تعالى الى موسى بلى عبدنا خضر فسأل السبيل الى لقيه فجعل
الله له الحوت اية وقيل له اذا فقدت الحوت فارجع فانك ستلقاه فكان موسى يتبع اثر الحوت
في البحر فقال فتى موسى لموسى ارأيت اذ اوينا الى الصخرة فاني نسيت الحوت وما انسانيه الا الشيطان
ان اذكره قال موسى ذلك ما كنا نبغ فارتدا على اثارهما قصصا فوجدا خضرا فكان من شانهما ما
قص الله في كتابه **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے ابو القاسم خالد بن خلی نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد
بن حرب (خولانی حمصی) نے کہا اوزاعی نے (اور اصیلی کی روایت مین ہے حدیث بیان کی ہمسے اوزاعی نے اور اوزاع
ایک گاؤن ہے دمشق کے قریب یا قبیلہ ہے ابو عمرو عبد الرحمن بن عمرو بن یحمد امام اور فقیہ مشہور اوسی طرف منسوب ہین)
خبر دی ہمکو زہری (محمد بن مسلم) نے اونہون نے روایت کی عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے اونہون
نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ جھگڑا کیا انہون نے (یعنے ابن عباس نے) اور حر بن قیس بن حصن فزاری نے حضرت
موسے کے ساتھی مین (وہ خضر تھے یا اور کوئی) پھر اُن دونون کے سامنے سے ابی بن کعب گذری ابن عباس نے انکو
بلایا اور کہا مین اور یہ میرا ساتھی دونون نے جھگڑا کیا حضرت موسی کے ساتھی مین جنسے ملنے کی موسے نے راہ چاہی کیا
تمنے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس باب مین کچھ ذکر سنا اونہون نے کہا ہان مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
اسکا ذکر سنا ہے آپ فرماتے تھے ایکبار حضرت موسی بنی اسرائیل کی جماعت مین بیٹھے تھے اتنے مین ایک شخص آیا اور
کہنے لگا تم جانتے ہو کسی ایسے شخص کو جو تم سے زیادہ علم رکھتا ہو حضرت موسی نے کہا نہین (ہر چند حضرت موسی نے
غلط نہین کہا کیونکہ اونہون نے یہ کہا کہ مین اپنے سے زیادہ کسی عالم کو نہین جانتا اور یہ نہین کہا کہ مجھے زیادہ کوئی
عالم دنیا مین نہین ہے پر پیغمبرون کی شان بڑی ہے اور جو بات عوام حقمین جائز ہے وہ کبھی پیغمبرونکے حق مین خطا اور
گناہ سمجھے جاتے ہے بقول شخصے مقربان را بیش بود حیرانی پروردگار عالم جل جلالہ کو حضرت موسے کا یہ کہنا پسند آیا

تب پروردگار عالم نے اونکو وحی بھیجی تم سے زیادہ ایک بندہ ہمارا علم رکھتا ہے وہ خضر ہے حضرت موسیٰ نے اللہ تعالےٰ
سے اُنسے ملنے کی راہ چاہی اللہ تعالےٰ نے ایک مچھلی اونکے لیے نشانی مقرر کر دی اور کہدیا گیا کہ جب مچھلی تم گم کرو تو لوٹ
جاؤ تم اُس سے ملوگے پھر موسےٰ ع مچھلی کی نشانی پر چلے جاتے تھے دریا میں آخر موسےٰ ع کے جوان نے (یوشع ع نے)
کہا موسےٰ سے تم نے دیکھا جب ہم اوترے تھے صخرہ کے پاس تو مین مچھلی کو بھول گیا اور نہین بھلایا مجھکو اوسکا ذکر
مگر شیطان نے حضرت موسےٰ نے کہا ہم تو یہی چاہتے تھے پھر دونون لوٹے اپنے پاؤن کے نشانو نپر باتین کرتے تو وہان
اون دونون نے حضرت خضر ع کو پایا پھر جو قصہ اون دونون کا گذرا وہ اللہ جل جلالہ نے اپنی کتاب مین بیان کیا

ف حافظ ابن حجر نے کہا اسحدیث کی شرح ابھی تھوڑی اوپر گذر چکی اور دونون روایتون مین فرق تھوڑا ہے
اور اسحدیث سے علم زیادہ کرنیکی فضیلت نکلتی ہے اگرچہ اوسمین تکلیف ہو اور یہ بھی نکلتا ہے کہ علم حاصل کرنیکے
لیے بڑے کو چھوٹے کے سامنے جھکنا **باب** فَضْلِ مَنْ عَلِمَ وَعَلَّمَ باب فضیلت مین اُسکے جس نے علم حاصل کیا
اور دوسرون کو سکھلایا **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ
اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْهُدٰى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ الْغَيْثِ
الْكَثِيْرِ اَصَابَ اَرْضًا فَكَانَ مِنْهَا نَقِيَّةٌ قَبِلَتِ الْمَاءَ فَاَنْبَتَتِ الْكَلَاَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيْرَ وَكَانَتْ مِنْهَا
اَجَادِبُ اَمْسَكَتِ الْمَاءَ فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا وَسَقَوْا وَزَرَعُوْا وَاَصَابَ مِنْهَا طَائِفَةً
اُخْرٰى اِنَّمَا هِيَ قِيْعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَاءً وَلَا تُنْبِتُ كَلَاً فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ وَنَفَعَهٗ مَا
بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَاْسًا وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللّٰهِ الَّذِيْ اُرْسِلْتُ
بِهٖ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اِسْحٰقُ وَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ قَيَّلَتِ الْمَاءَ قَاعٌ يَعْلُوْهُ الْمَاءُ وَالصَّفْصَفُ
الْمُسْتَوِيْ مِنَ الْاَرْضِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے محمد بن علاء (ابو کریب) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی
ہمسے حماد بن اسامہ (بن زید ہاشمی قرشی کوفی ابو اسامہ) نے اونہون نے روایت کی برید بن عبد اللہ سے اونہون نے
ابو بردہ (بن ابی موسےٰ اشعری رض) سے اونہون نے (اپنے باپ) ابو موسےٰ اشعری عبد اللہ بن قیس رض سے اونہون نے
جناب رسالتمآب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ نے اللہ تعالےٰ نے جو ہدایت اور علم (ہدایت سے مراد دلالت ہے
اور علم مدلول ہے اور مراد علم سے ادلہ شرعیہ ہین) مجھکو دیکر بھیجا ہے اوسکی مثال ایسی ہے جیسے زور کا مینہ (بارش)
جو زمین پر برسا اب بعضی زمین عمدہ تھی **ف** یہ ترجمہ ہے نقیۃ کا جو حدیث مین ہے نون مفتوحہ اور قاف مکسورہ سے
اور بعض نسخون مین ثغبۃ ہے ثائے مفتوحہ اور غین مکسورہ سے ثغبہ وہ زمین جہان پانی جمع ہوتا ہے پہاڑون اور پتھرون

مین قاضی عیاض نے کہا یہ غلط ہے حافظ ابن حجر نے کہا کتاب کے تمام نسخون مین نقیہ ہے اور مسلم کی روایت مین طیبہ
ہے اور ایک روایت مین ثغبہ ہے بمعنے قطعہ کے لیکن یہ لفظ صحیحین مین نہین ہے ابن حجر نے کہا ایک روایت مین بقیہ ہے
بائے موحدہ سے بعوض نون کی اور مراد بقیہ سے طیبہ او رعمدہ ہے **ت** اوسنے پانی پی لیا اور سوکھی اور ہری گہاس
اوگائی اور بعضے قطعے اس مین کے سخت تھے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا ابو ذر کی روایت مین اخاذات ہے جمع اخاذہ
کی اور اخاذہ وہ زمین جو پانی کو روک رکہتی ہے (لیکن سختی کی وجہ سے پیتی نہین) اور اور روایتون مین اور صحیح مسلم
مین اجادب ہی جمع جدب کی یعنے زمین سخت جسمین پانی جذب نہو اور مازری نے اجاذب ذال معجمہ سے لکھا ہے اور
قاضی نے کہا یہ وہم ہے اور اسمعیلی کی روایت مین احارب ہی حا اور را مہملتین سے اسمعیلی نے ابو یعلی نے اسکو ضبط نہین
کیا خطابی نے کہا یہ روایت کچھ نہین اور بعضون نے اجارد نقل کیا ہے اور یہ جمع ہے جرداء کی یعنے وہ زمین جسمین
کچھ نہین اگتا خطابی نے کہا یہ صحیح المعنے ہے اور صاحب مطالع نے ان سب لفظون کو صحیحین کی روایت کہا حالانکہ صحیحین
مین صرف دو لفظ منقول ہین اور ایسا ہی جزم کیا قاضی نے (فتح) **ت** اونہون نے پانی کو روک رکہا اور پہنچایا
پہر اللہ تعالی جل شانہ نے اون سے فائدہ دیا لوگون کو لوگون نے اوس سے پانی پیا اور پلایا اپنے جانورون کو) اور کہیتی
کی **ف** اونکے پانی سے حافظ ابن حجر نے کہا صحیح بخاری مین وزرعوا ہے یعنے کہیتی کی اور ابو یعلی اور یعقوب بن
اخرم وغیرہ نے بھی ابو کریب سے ایسا ہی نقل کیا اور مسلم اور نسائی نے ابو کریب سے ورعوا نقل کیا ہے اوسکا ترجمہ یہ ہی
اور چرایا نووی نے کہا دونو صحیح ہین اور قاضی نے بلا وجہ مسلم کی روایت کو ترجیح دی ہے (فتح) **ت** اور بعضے
قطعون پر اوسی زمین کے پانی پڑا وہ صاف چٹیل میدان تہی (چٹیل جنپر پانی نہ تہمتا ہے نہ سختی کی وجہ سے اُن مین جذب
ہوتا ہے) تو وہ پانی کو روکتی ہین نہ گہاس اگاتی ہین پہر یہ (تینون قسمین) (جو اوپر مذکور ہوئین) مثال ہین اُس شخص
کی جسنے سمجہ حاصل کی اللہ کے دین مین اور فائدہ دیا اُسکو اُس چیز نے جسکو اللہ تعالی جل شانہ نے مجہے دیکر بہیجا اوسنے
علم حاصل کیا اور دوسرون کو تعلیم کیا اور مثال اُس شخص کی جسنے ادہر سر اوٹہایا (تکبر اور غرور سے مثلا دین مین داخل
ہوا لیکن علم دین نہ سنا یا سنا لیکن نہ خود عمل کیا نہ اورون کو سکہلایا) اور قبول کیا اُس ہدایت کو اللہ تعالی جل شانہ
کے جو مین دیکر بہیجا گیا (یہ وہ ہے جسنے دین ہی قبول نہ کیا) **ف** حافظ ابن حجر نے کہا قرطبی نے کہا جناب
سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے دین کی مثال دی ایک زوردار مینہ سے جو احتیاج کے وقت برسے اور ایسا ہی
حال تہا لوگون کا آپکی نبوت سے پہلے تو جیسے مینہ مری ہوئی ملک کو زندہ کرتا ہے ایسے ہی دین کے علم مرے ہوئے
دل کو زندہ کرتے ہین پہر دین کے سننے والون کی تشبیہ دی زمین کے مختلف قطعون سے جنپر پانی برستا ہے

بعض لوگ تو ان مین ایسے نکلے جنہون نے دین کا علم حاصل کیا اوسپر عمل کیا اور رونکو تعلیم کیا اونکی مثال عمدہ زرخیز زمین کی
سی ہے جسنے پانی کو چوس لیا خود بھی فائدہ اوٹھایا اور اپنی پیداوار سے دوسرون کو بھی فائدہ دیا اور بعض لوگ اون مین
ایسے نکلے جنہون نے علم حاصل کیا اور خود عمل نہ کر سکے پر وہ علم اورون کو پہونچا دیا اونکی مثال اس زمین کی سی ہے جسنے
پانی کو روک رکھا اور بہنے نہ دیا اس سے لوگون کو فائدہ ہوا گو خود اسکو فائدہ نہ ہوا کیونکہ وہ سختی کی وجہ سے پانی پی نہ
سکی اور بعض لوگ اون مین ایسے نکلے جنہون نے علم سنا پر یاد نہ رکھا نہ خود عمل کیا نہ دوسرون کو پہونچایا اونکی مثال شور
یا چکنی زمین کی سی ہے جو نہ پانی پیتی ہے نہ اوسکو روکتی ہے آیا اور بہہ گیا پھر سوکھی کی سوکھی اور پہلے اور دوسری
قسم کے لوگون کو مثال مین ایک ہی جگہ جمع کیا کیونکہ اون دونون سے فائدہ پہونچا لوگون کو اور تیسری
قسم کے لوگون کو جو برے تھے علاحدہ بیان کیا جن سے کچھ فائدہ نہ ہوا پھر مجھے معلوم ہوا کہ ہر مثال مین دو دو طائفے ہین
اول کے دو عمدہ طائفے تو معلوم ہوئے اور دوسری کے دو برے طائفے یہ ہین ایک وہ جو دین مین داخل ہوئے لیکن دین
کا علم بالکل نہ سنا یا سنا پر عمل نہ کیا نہ سکھلایا انکی مثال شور زمین کی سی ہے اور یہ طائفہ مراد ہے آپکے اس قول سے
جسنے اوپر سر نہ اوٹھایا یعنی اعراض کیا علم سے نہ خود فائدہ اوٹھایا نہ اورون کو فائدہ پہونچایا اور دوسرے وہ جو
دین ہی مین داخل نہ ہوئے بلکہ اونہون نے کفر اختیار کیا اونکی مثال چکنی صاف زمین کی ہے کہ پانی اوسپر بہا اور چلا گیا
اوسکو کچھ اثر نہ ہوا اور یہی مراد ہے آپکے اس قول سے کہ اوس نے قبول نہین کیا اس ہدایت کو اخیر تک طیبی نے کہا
دو قسمین لوگون کی رہ گئین ایک تو وہ جسنے علم سے خود فائدہ اوٹھایا لیکن اورون کو نہین سکھلایا دوسرے وہ
جسنے خود فائدہ نہ اوٹھایا لیکن اورون کو سکھلایا مین کہتا ہون کہ پہلی قسم اول مین داخل ہے اسلیے کہ فی الجملہ نفع
حاصل ہوا اگرچہ کم و بیش ہوا اور یہی حال زمین کا ہے کسی کی پیداوار سے فائدہ ہوتا ہے کسی کی پیداوار سے سوکھ
جاتی ہے اور دوسری قسم کا شخص اگر اوسنے فرائض پر عمل کیا اور نوافل کو چھوڑ دیا تو وہ قسم ثانی مین داخل ہے
جیسے اوپر ہم نے بیان کیا اور جو فرائض پر بھی عمل نہ کیا تو وہ فاسق ہے ایسے شخص سے علم حاصل کرنا درست نہین
یا وہ تیسری قسم مین داخل ہے جسنے اوپر سر نہ اوٹھایا تمام ہوا کلام حافظ ابن حجر کا قسطلانی نے کہا حدیث
مین تشبیہ دی اسکی جسنے علم سے خود فائدہ اوٹھایا اور اورونکو بھی فائدہ پہونچایا اس زمین سے جسنے پانی چوس لیا
پھر گھاس اوگائی اور تشبیہ دی اسکی جسنے علم سے خود فائدہ اوٹھایا پر اورونکو فائدہ نہ پہونچایا اس زمین سے جسنے
پانی کو روک رکھا اور کچھ نہ اوگایا اور جسنے علم سے خود بھی فائدہ نہ اوٹھایا اور اورونکو فائدہ پہونچایا اسکی تشبیہ دی اس زمین سے جسپر بالکل پانی
نہین تھمتا نہ اوسمین کچھ اوگتا ہے اور یہ تینون قسمین شامل ہین تمام قسم کے آدمیون کو مترجم کہتا ہے چوتھی قسم

ره گئی وه یه کہ فائده نہ اوٹھایا پر اورونکو فائده پہونچایا اور شاید جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کو بیان
نہ فرمایا کیونکہ یہ نادر ہے یا ایسا شخص درحقیقت تیسرے قسم مین داخل ہے کیونکہ جب اُسنے خود فائده نہ اوٹھایا تو وه کافر
رہا اور کافر کے اعمال غیر مقبول ہین تو گویا اُسنے نہ خود فائده اوٹھایا نہ اورونکو فائده دیا قسطلانی نے کہا اگر کوئی اعتراض
کرے کہ حدیث مین دوسری قسم کا ذکر نہین ہے اوسکا جواب یہ ہے کہ آپنے قسم اعلے اور ادنے بیان کی اور بیچ کی قسم
خود زمین کی قسم سے معلوم ہوتی ہے اسلیے اسکو چھوڑ دیا **مترجم** کہتا ہے سب قسمین لوگون کی چار ہین ایک
وه جسنے خود فائده اوٹھایا اور دوسرون کو بھی فائده پہونچایا اسکی مثال وه زمین ہے جسنے پانی چوسا اور اوگایا
دوسرے وه جسنے نہ خود فائده اوٹھایا نہ دوسرونکو فائده پہونچایا اسکی مثال چکنی پتھر زمین ہے جسپر پانی برسا
اور بہ گیا تیسرے وه جسنے خود فائده نہ اوٹھایا پر اورونکو فائده پہونچایا چوتھے وه جسنے خود فائده اوٹھایا پر
اورونکو فائده نہ پہنچایا اور ان دونو قسمون کی مثال اُس زمین کی ہے جسنے پانی روک لیا لیکن کچھ نہ اگایا تیسرے
کی اسوجہ سے کہ اُس زمین نے پانی سے خود کوئی فائده نہ لیا مگر اورونکو فائده دیا کیونکہ اورون نے اُس سے
پانی پیا اور جانورون کو پلایا اور چوتھے کی اسوجہ سے کہ اُس زمین نے خود فائده اوٹھایا یعنے تر رہی اور شاداب رہی مگر
اورون کو فائده نہ دیا کیونکہ کچھ اوگا یا نہین تو یہ قسم شامل ہے دو قسمون کو اس صورت مین نہ یہ اعتراض ہوتا ہے
کہ ایک قسم رہ گئی اور نہ یہ اعتراض ہوگا کہ حدیث کی عبارت مین صرف دو قسمین مذکور ہین کیونکہ ہر ایک قسم مین
دو دو قسمین آپنے بیان کین تو پہلی اور چوتھی قسمین اس عبارت مین مراد ہین فَذٰلِکَ مَثَلُ مَنْ فَقُہَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ
وَنَفَعَہٗ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰہُ بِہٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ اور تقدیر عبارت کی یون ہے فَذٰلِکَ مَثَلُ مَنْ فَقُہَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ وَلٰکِنْ لَمْ یُعَلِّمْ
اَحَدًا وَمَثَلُ مَنْ نَفَعَہٗ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰہُ بِہٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ اور دوسری اور تیسری قسمین اس عبارت مین مراد ہین وَمَثَلُ
مَنْ لَمْ یَرْفَعْ بِذٰلِکَ رَاْسًا وَلَمْ یَقْبَلْ ہُدَی اللّٰہِ الَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِہٖ اور تقدیر عبارت کی یون ہے وَمَثَلُ مَنْ
لَمْ یَقْبَلْ ہُدَی اللّٰہِ مَنْ لَمْ یَنْتَفِعْ وَلَا نَفَعَ غَیْرَہٗ قسطلانی نے کہا اس حدیث کے سب راوی کوفی ہین اور مسلم نے
اسحدیث کو فضائل جناب رسالتمآب مین اور نسائی نے علم مین نکالا **مترجم** کہتا ہے اسحدیث سے ایک امر بخوبی معلوم
ہوئی وه یہ کہ جس شخص نے علم دین حاصل کیا اور صرف فرائض پر اکتفا کی اور نوافل اور عبادات غیر ضروری ادا نہ کر
سکا مگر علم کی تعلیم اورونکو کی ایسے شخص کی فضیلت مین کچھ شک نہین اور جاہلون کیطرح یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ وه
عالم بے عمل ہے کیونکہ جناب سرور عالم نے خود اسکی فضیلت بیان فرمائی اُس زمین کی مثال سے جسنے پانی روک رکھا
خود فائده نہ اوٹھایا پر اورونکو فائده دیا اور دوسری حدیث مین صاف موجود ہے کہ اللہ جل جلالہ تازه اور خوش کرے

دوس شخص کو جسنے میرا کلام سنا پہر اسکو ادا کر دیا جیسے سنا غرض اس حدیث سے علم دین کی بیشمار فضیلت نکلتی ہے بہر
حال علم حاصل کرنیوالا اور علم سکھانیوالا صاحب فضیلت اور صاحب عظمت ہے اگر اسکے ساتھ عمل بھی ہو تو سبحان اللہ
نور علی نور ہے اور جو عمل کامل نہو پر علم اور تعلیم ہو تب بھی غنیمت ہی اور جو صرف عمل ہو اور علم نہو وہ محض لغو ہے
ت امام ابو عبداللہ بخاری نے کہا اسحاق نے کہا وکان منہا طائفۃ قیلت الماء **ف** یعنے اسحق بن راہویہ
کی روایت میں بعوض قبلت الماء کے قیلت الماء ہے یائے تحتانیہ مشددہ سے اصیلی نے کہا یہ غلطی ہے اسحاق
کی اور اوروں نے کہا وہ صحیح ہے اور ترجمہ قیّلت کا یہی ہے پی لیا کیونکہ قیل کہتے ہیں دوپہر کے پینے کو اور عرب
کہتے ہیں قیلت الابل یعنے پیا اونٹوں نے دوپہر اور قرطبی نے اسپر اعتراض کیا کہ دوپہر کی تخصیص کی کوئی
وجہ نہیں اور جواب دیا گیا کہ قیلت کے معنی مجازاً مطلق پینے کے مراد ہیں ابن درید نے کہا قیل الماء کے معنے
جمع ہوا پانی اور قرطبی نے اسپر اعتراض کیا کہ اس صورت میں تمثیل بگڑ جاویگی کیونکہ یہ مثال دوسرے طائفہ کی ہے پہلے
طائفہ میں تو وہی زمین چاہیے جسنے پانی پی لیا اور اوگا یا پہر کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ یہ غلطی ہے **ت** قاع اس زمین کو
کہتے ہیں جسکے اوپر پانی چڑھ جاوے لیکن ٹہیرے نہیں (حدیث میں قیعان کا لفظ ہے جو جمع ہے قاع کی تو امام بخاری نے قاع کے معنے
بیان کر دیے) اور صفصف کہتے ہیں برابر زمین کو (ہر چند حدیث میں صفصف کا لفظ نہیں مگر قرآن میں قاع
کے ساتھ صفصف کا لفظ بھی موجود ہے اور امام بخاری کی عادت ہے کہ حدیث کی تفسیر کے ساتھ قرآن میں جو الفاظ وارد
ہوئے ہیں انکی تفسیر بھی کرتے جاتے ہیں اور بعض نسخوں میں بعوض صفصف کے مصطف ہے اور کریمہ کی روایت میں
بجائے اسحق کے ابن اسحق ہے) کذا فی فتح الباری **باب** رَفْعِ الْعِلْمِ وَظُهُوْرِ الْجَهْلِ باب علم کے اوٹھ جانے
اور جہالت کے پہیلنے کے بیان میں **ف** قسطلانی نے کہا علم کا اوٹھ جانا مستلزم ہے جہل کے پہیلنے کو دوسرا لفظ
توضیح کیلیے کہا حافظ ابن حجر نے کہا مقصود اس باب سے ترغیب ہے علم حاصل کرنیکی کیونکہ علم جب ہی اوٹھتا ہے جب عالم مر جاتے
ہیں اور جب تک عالم زندہ ہیں علم نہیں اوٹھ سکتا اور اس باب کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ علم کا اوٹھ جانا قیامت
کی نشانی ہے **مترجم** کہتا ہے علم کے اوٹھنے سے جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی مراد دین کے علموں کا اوٹھ جانا ہے
یعنے قرآن اور حدیث کا علم کیونکہ اس آخری زمانے میں جب ہجرت کو تیرہ سو چھ برس (١٣٠٦) ہیں دین کے علماء بالکل کم ہوگئے
ہیں اور دین کے علم کا شوق بالکل جاتا رہا ہے اس زمانے میں صرف دنیاداری کے مفید علوم پڑھتے ہیں جیسے منطق حساب
جغرافیہ اقلیدس وغیرہ اور زبان بھی وہی سیکھتے ہیں جو دین کے کار آمد نہیں جیسے انگریزی فارسی تلنگی بہاکا وغیرہ
بہت کم ایسے لوگ نکلے ہیں جو اپنے بچوں کو قرآن اور حدیث اور شریعت کی تعلیم کراتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ مسلمانی ریاستوں

مین جہان کے حاکم اور عہدہ دار رہتے تھے مسلمان کہلاتے ہین وہ بھی دینی تعلیم کیطرف بالکل توجہ نہین کرتے بلکہ روز بروز دینی تعلیم کو موقوف کرکے اُسکی جگہ مین انگریزی تعلیم قائم کرتے ہین ان انگریزی مدارس کے بچون کو دیکھیے تو دین کے اصول اعتقاد اور فرائض تک سے غافل ہین حالانکہ دنیاوی علوم خوب پڑھ چکے ہین اونکا وبال اُنکے والدین اور بزرگون پر ہوگا الیسے قیامت کی نشانی نہین تو کیا ہے کہ خود مسلمانون کو اسلام اور اسلام کے علوم کا خیال نہین رہا ان بیوقوفون سے کوئی اتنا پوچھے کہ مسلمان کے کیا معنے ہین اور مسلمانون کی ترقی کس کو کہتے ہین اگر ہم مسلمان ہی نرہے اور دنیا کے سارے سامان حاصل کر لیے تو کیا فائدہ مسلمانون کی ترقی نہوئی بلکہ کافرون کی اور جاہلون کی اسلیے ضرور ہے کہ اسلام کو سنبھال کر اسلام کے عقائد اور علوم حاصل کر کر دنیا کیطرف متوجہ ہون ورنہ تغیر کا تو اعتقاد یہ ہے کہ جبتک مسلمان اپنے صحیح دین پر قائم نہونگے اور قرآن اور حدیث کی پیروی نہ کرینگے اُسوقت تک خاص ترقی نہوگی اور ہمیشہ غلامی اور ذلت اور نکبت انکی بڑھتی جاویگی وَقَالَ رَبِيعَةُ لَا يَنْبَغِي لِاَحَدٍ عِنْدَهُ شَيْءٌ مِّنَ الْعِلْمِ اَنْ يُّضَيِّعَ نَفْسَهُ ربیعہ ابن ابی عبد الرحمن مدنی تابعی مشہور امام مالک کے استاذ اور فقیہ نے کہا جسکے پاس تھوڑا سا بھی علم ہو (قرآن یا حدیث کا) اوسکو نہ چاہیے ضائع کرنا اپنے تئین **ف** حافظ ابن حجر نے کہا ربیعہ کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص میں سمجھ اور علم کی قابلیت ہو اُسکو نہین چاہیے کہ اپنے تئین بیکار رکھے اور علم میں مشغول نہو وہ تو لائق لوگون کو سکھاوے ورنہ جب وہ مرجاویگا تو علم اوٹھ جاویگا یا یہ مطلب ہے کہ عالم کو اپنے تئین مشہور کرنا چاہیے اور تعلیم کے لیے مستعد ہونا چاہیے تاکہ اُسکا علم ضائع نہو یا مطلب عالم کی تعظیم اور توقیر ہے تو غرض یہ ہے کہ علم کو ذلیل نکرے اسطرح کہ علم کے بدلے دنیا طلب کرے اور یہ اچھا معنے ہے لیکن پہلا مطلب باب کے مناسب ہے اور اسی اثر کو خطیب نے جامع میں اور بیہقی نے مدخل میں موصولا روایت کیا ہے عبد العزیز اویسی کے طریق سے اونہون نے مالک سے اونہون نے ربیعہ سے **حَدَّثَنَا** عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يُّرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَثْبُتَ الْجَهْلُ وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ وَيَظْهَرَ الزِّنَا **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے عمران بن میسرہ (منقری بصری) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد الوارث (بن سعید بن ذکوان تمیمی بصری) نے اونہون نے روایت کی ابو التیاح (یزید بن حمید ضبعی) سے اونہون نے انس (بن مالک رضی) سے کہا کہ فرمایا جناب سرور عالم رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی نشانیون مین سے ہے علم کا اوٹھ جانا (یعنے اُن نشانیون مین سے جو عادت کے موافق ہین کیونکہ قیامت کی نشانیان دو طرح کی ہین ایک تو موافق عادت اور دوسرے خلاف عادت) اور جہل کا جم جانا **ف**

باب علم کا اٹھ جانا اور جہل کا ظاہر ہونا

یہ ترجمہ بث الجبل کا ہے جیسے بخاری کی روایت مین ہے اور مسلم کی روایت مین بریث ہے یعنے سیل جانا جبل کا کرمانی نے غلطی سے یہ بخاری کی روایت قرار دی کرمانی نے کہا ایک روایت مین نبث ہے یعنی پیدا ہونا اور اوگنا جہل کا اور ابن حجر نے بعضون سے ینبت نقل کیا ہے نث سے یعنے پہیلنا مگر یہ لفظ صحیحین مین نہین ہے (فتح الباری) ت اور شراب کا پیا جانا (یعنے کثرت سے) اور زنا کا فاش ہونا ف مقصود حضرت کا یہ ہے کہ زنا اور شراب خواری قیامت کی قریب کثرت سے ہوگی اور یہ بات اس زمانہ مین ہے زنا کا تو یہ حال ہے کہ علانیہ فاحشہ اور بدکار عورتین بازارین بیٹھتی ہین اور شادی اور بیاہ مین علانیہ یہ بدکار عورتین بلائی جاتی ہین بلکہ اون بدکارون کی وہان جانا اور انسے افعال شنیعہ کرنا عیب نہین اور اکثر امرا اور سلاطین انہی کی اولاد مین ہین اور شراب کا یہ حال ہے کہ ہر کس و ناکس استعمال کرنے لگا اور شراب کی دوکانین علانیہ لگی ہوئی ہین اور سب سے زیادہ اہل استطاعت و امرا اس بلا مین مبتلا ہین بلکہ حیدرآباد مین امرا اس آفت مین گرفتار ہین لاحول ولا قوۃ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا لَا يُحَدِّثُكُمْ أَحَدٌ بَعْدِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَقِلَّ الْعِلْمُ وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ وَيَظْهَرَ الزِّنَا وَتَكْثُرَ النِّسَاءُ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ حَتَّى يَكُونَ لِخَمْسِينَ امْرَأَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے مسدد (ابن مسرہد) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے یحیی (ابن سعید قطان) نے اونہون نے روایت کی شعبہ (ابن حجاج) سے اونہون نے قتادہ (ابن دعامہ) سے انہون نے انس ابن مالک رضی نے اونہون نے کہا (قسم خدا کی) مین تمسے ایک حدیث بیان کرونگا تمسے میرے بعد کوئی بیان نہ کریگا ف اور مسلم کی روایت مین ہے میرے بعد کوئی بیان نہ کریگا اور ابن ماجہ کی روایت مین ہے جسکو میرے بعد کوئی تمسے بیان نہ کریگا اور ابو عوانہ کی روایت مین ہشام سے یہ ہے کہ کوئی تمسے وہ حدیث سوا میرے بیان نہ کریگا اور ابو عوانہ کی روایت مین ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو کوئی شخص میرے بعد تمسے بیان نہ کریگا اور انس نے پہچان لیا کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے والا سوا انکے کوئی نہ رہا کیونکہ وہ سب صحابہ کے بعد مرے بصری ہین اور شاید یہ خطاب بصری ہی والون سے ہو یا خطاب عام ہے اور یہ حدیث انہون نے اخیر عمر مین بیان کی ہو جب صحابہ مین سے کوئی باقی نہ رہا تہا جنکا سماع حضرت سے ثابت ہو مگر شاذونادر جنکو یہ حدیث معلوم نتہی ابن بطال نے کہا احتمال ہے کہ انس رضی نے زمانہ کا حال علم کا زوال دیکھکر کہا کہ اب آیندہ کوئی ایسی حق بات بیان نہ کریگا حافظ ابن حجر نے کہا اول مطلب اولی ہے (فتح الباری) ت مین نے سنا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے قیامت کی نشانیون مین سے ہے (دین کے) علم کا گہٹ جانا اور بخاری کی روایت مین حدود اور نکاح مین اسیطرح مسلم کی روایت مین اوٹھہ جانا ہے تو گہٹ جانا پہلے ہوگا پہر اوٹھ جا

یا گھٹ جانے سے بھی مراد اوٹھ جانا ہے) اور جہالت کا ظاہر ہو جانا اور زنا کا کھل جانا (یعنے علانیہ زنا ہونا) اور
عورتوں کا بہت ہو جانا یہانتک کہ پچاس عورتوں کا خبر گیران ایک مرد ہوگا **ف** فتح الباری میں ہے بعضوں نے
کہا اسکا سبب یہ ہوگا کہ فتنے بہت ہونگے اور مرد مارے جاوینگے لڑائیوں میں اور عورتیں رہجاوینگی ابو عبد الملک
نے کہا مراد یہ ہے کہ مسلمانوں کی فتحیں بہت ہونگی اور عورتیں بہت قید ہو کر آوینگی تو ہر ایک مسلمان بہت سی عورتیں
رکھیگا حافظ ابن حجر نے کہا اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ابو موسےٰ کی حدیث میں جو زکوٰۃ میں آویگی سبب کی تصریح
ہے اوسمیں یہ ہے کہ مرد کم ہونگے اور عورتیں بہت ہونگی اور ظاہر یہ ہے کہ یہ محض نشانی ہے قیامت کی کسی سبب سے ایسا
نہ ہوگا بلکہ اخیر زمانے میں اللہ تعالیٰ ایسا کریگا کہ مرد کم پیدا ہونگے اور عورتیں بہت پیدا ہونگی اور عورتوں کا بہت ہونا
مناسب ہے ظہور جہل اور ارتفاع علم کے اور پچاس سے حقیقۃً یہ عدد مراد ہے یا مجازاً کثرت مراد ہے اور موید ہے اسکے وہ
جو ابو موسےٰ کی روایت میں ہے کہ ایک مرد کی چالیس عورتیں تابع ہونگی اور ان پانچوں امروں کی تخصیص کی یہ وجہ ہے
کہ یہ امور خبر دیتے ہیں ان چیزوں کے بگڑ جانے کی جنپر مدار ہے صلاح معاش اور معاد کا وہ چیزیں یہ ہیں دین اور علم کا اٹھ
جانا دین میں خلل ڈالے گا اور عقل شراب کا پینا اوسمیں خلل ڈالیگا اور نسب زنا اوس میں خلل ڈالے گی اور نفس اور مال
کثرت فتن ان میں خلل ڈالینگے کرمانی نے کہا ان امور میں خلل ہو جانا دلیل ہوئی دنیا کے خراب ہونے کی کیسلیے کہ خلق
بیکار نہ چھوڑے جاوینگے اور ہمارے نبی کے بعد دوسرا کوئی نبی آنے والا نہیں پھر خواہ مخواہ دنیا تمام کیجاویگی اور قرطبی
نے مفہم میں کہا یہ حدیث نبوت کی دلیلوں میں سے ایک دلیل ہے کیسلیے کہ آپنے خبر دی ان کاموں کے ہونیکی اور
ویسا ہی ہوا ہمارے زمانے میں قرطبی نے تذکرہ میں کہا خبر گیران سے مراد وہ ہی جو ان عورتوں کی خبر لیوے گو انسے وطی کرتا
ہو یا نہ کرتا ہو اور احتمال ہے کہ یہ اس زمانے کا ذکر ہو جب زمین میں کوئی اللہ اللہ کہنے والا باقی نہ رہیگا ایسے زمانے میں
ہر ایک تعدد ازواج کا خیال نہ کرینگے اور پچاس پچاس عورتیں کر لینگے شریعت سے ناواقف ہونیکی وجہ سے حافظ ابن حجر
نے کہا ترکمان کے بعض رئیس اس زمانے میں ایسا ہی کرتے ہیں باوجود دعوے اسلام کے اور اللہ مددگار ہے انتہے
مترجم کہتا ہے ترکمان کی کیا بات ہندوستان کے رئیس بھی صدہا ہزارہا عورتیں رکھتے ہیں اگر ترکمان کے رئیس تو نکاح کر کے
رکھتے ہونگے اب بے نکاح رئیسوں اور بادشاہوں کی بیگمات سو سو اور دو سو بلکہ چار سو پانسو تک ہوتی ہیں یہ امیر
نے بچشم خود اودھ اور حیدر آباد اور دیگر ریاستہائے ہند میں دیکھا ہے اللہ انکو ہدایت کرے اسپر اسلام کا دعوے
کرتے ہیں مگر نہ نماز نہ روزہ نہ حج نہ زکوٰۃ صرف اسی کو اسلام سمجھتے ہیں کہ حضرت پیران پیر کی گیارھویں ربیع الثانی
میں اور ربیع الاول میں مجلس میلاد کر لیتے ہیں ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

باب فضل العلم

علم کی فضیلت کا بیان ف فضل کا ترجمہ فضیلت سے کیا ابن منیر نے ایسا ہی کہا ہے اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے
کہ علم کی فضیلت کتاب العلم کے شروع میں گذر چکی پھر یہ تکرار ہے حافظ ابن حجر نے کہا فضل سے مراد زیادت بچا ہوا
یعنی فضلہ ہے اور کتاب العلم کے شروع میں معنے فضیلت ہے تو تکرار نہ ہوگی **حدثنا** سعيد بن عفير قال
حدثني الليث قال حدثني عقيل عن ابن شهاب عن حمزة بن عبد الله بن عمر ان ابن عمر قال سمعت
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال بينا انا نائم اتيت بقدح لبن فشربت حتى اني لارى الري
يخرج في اظفاري ثم اعطيت فضلي عمر بن الخطاب قالوا فما اولته يا رسول الله قال العلم
ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے سعید بن عفیر نے کہا حدیث بیان کی ہمسے لیث بن سعد امام مشہور نے کہا حدیث بیان
کی ہمسے ابن شہاب یعنی محمد بن مسلم نے اونہوں نے روایت کی حمزہ بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب ابو عمارہ قرشی عدوی
مدنی سے کہ عبد اللہ بن عمر رض نے کہا میں نے سنا جناب سید عالم رسول مجتبی محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم سے آپنے فرمایا
ایک بار میں سو رہا تھا میرے سامنے دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا میں نے پیا یہانتک کہ میں دیکھتا تھا تازگی میرے ناخونوں
میں نکل رہی ہے پھر میں نے اپنا جو بچا ہوا دودھ عمر بن خطاب رض کو دیا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اسکی تعبیر آپنے
کیا فرمائی آپنے فرمایا علم کی تعبیر کی **ف** یعنے وہ دودھ سے مراد علم ہے اور مطلب یہ ہے کہ علم نبوت کے بعد جو بچا وہ حضرت
عمر رض کو ملا علم کی مشابہت دودھ سے یہ ہے کہ دودھ مربی بدن ہے اور علم مربی روح ہے یا دونو کثیر النفع ہیں۔ ابن منیر
نے کہا تحقیق علم کی فضیلت یون نکلی کہ علم حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو تھا اسکا بچا ہوا حصہ ہے اوسکا جو اللہ تعالے نے آپکو
دیا اور کافی ہے شرف علم کے لیے حافظ ابن حجر نے کہا یہ مبنی ہے اسپر کہ فضل سے ترجمہ باب میں اونہوں نے فضیلت مراد
لی اور غافل ہوئے اس نکتہ سے جو اوپر ہمنے بیان کیا اور اس حدیث کا بیان کتاب التعبیر میں آویگا انشاء اللہ **باب**
الفتيا وهو واقف على الدابة وغيرها باب اس بیان میں کہ جانور وغیرہ پر سوار رہ کر فتوے دینا درست ہے
حدثنا اسمعيل قال حدثني مالك عن ابن شهاب عن عيسى بن طلحة بن عبيد الله عن عبد الله
ابن عمرو بن العاص ان رسول الله صلى الله عليه وسلم وقف في حجة الوداع بمنى للناس يسألونه فجاءه رجل
فقال لم اشعر فحلقت قبل ان اذبح فقال اذبح ولا حرج فجاء آخر فقال لم اشعر فنحرت قبل
ان ارمي قال ارم ولا حرج فما سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن شيء قدم ولا اخر الا قال
افعل ولا حرج **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے اسمعیل بن ابی اویس امام مالک کے بھانجے نے اونہوں نے کہا حدیث
بیان کی ہمسے مالک بن انس امام نے اونہوں نے روایت کی ابن شہاب (زہری) سے اونہوں نے عیسے بن طلحہ بن

عبداللہ سے انہون نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے کہا کہ جناب سرور عالم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع مین ٹھیرے منا مین لوگون کے بیچ و آپ سے سوال کرتے تھے (یعنے مسئلے پوچھتے تھے) ایک شخص آپکے پاس آیا اور کہنے لگا مجھے خیال نہین رہا مین نے قربانی کاٹنے سے پہلے سر منڈا لیا آپ نے فرمایا قربانی کاٹ اور کچھ حرج نہین پھر دوسرا شخص آیا اور بولا مجھے خیال نہین رہا مین نے کنکر مارنے سے پہلے قربانی کرلی آپ نے فرمایا کنکر مارلے اور کچھ حرج نہین پھر آپ سے جس چیز کا سوال ہوا جو کسی نے آگے کرلی تھی یا پیچھے آپ نے یہی فرمایا کہ کرلے اور کچھ حرج نہین ف یہان یہ اعتراض ہوتا ہے کہ حدیث کے مضمون سے باب کا مطلب ثابت نہین ہوتا اسلیے کہ حدیث مین یہ مذکور نہین کہ آپ اس کا جواب دیتے وقت سواری پر تھے حافظ ابن حجر نے اسکا جواب یہ دیا ہے کہ امام بخاری نے یہان اشارہ کیا اس حدیث کے دوسرے طریق کیطرف جو کتاب الحج مین مذکور ہے اسمین یہ ہے کہ آپ اپنی اونٹنی پر سوار تھے روایت کیا اسکو صالح بن کیسان نے ابن شہاب سے امام بخاری نے متابعت کی انکی معمر نے اور معمر کی روایت کو احمد اور مسلم اور نسائی نے موصولا نکالا اسمین یہ ہے کہ مینے جناب رسالتمآب کو منا مین اونٹنی پر سوار دیکھا پھر کہا حافظ ابن حجر نے کہ ترجمہ باب مین جانور سے مطلق جانور مراد ہے جسپر سواری کیجاوے اور دابہ کے عرفی معنے یہی ہین اور لغت مین دابہ ہر جاندار کو کہتے ہین جو زمین پر حرکت کرے اور بعضون نے یہان دابہ کو خاص کیا ہے گدہے سے اور ان پوچھنے والے شخصون کا نام معلوم نہین ہوا اور ظاہر یہ ہے کہ عبداللہ بن عمرو نے کسی کا نام نہ لیا کیونکہ پوچھنے والے اسوقت بہت ہونگے اور یہ جو فرمایا کچھ حرج نہین اس سے غرض یہ ہے کہ تجھپر کچھ نہین نہ گناہ نہ ترتیب نہ فدیہ اور یہی ظاہر ہے اور بعضون نے کہا صرف گناہ کی نفی منظور ہے اسپر اعتراض ہوتا ہے کہ دوسری صحیح روایتون مین موجود ہے کہ آپ نے کفارے کا حکم نہین دیا اور اسکی بحث اگر خدا چاہے تو کتاب الحج مین آویگی اور اس حدیث کے سب راوی مدینہ والے ہین انتہی قسطلانی نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ تجھپر کچھ نہین نہ گناہ نہ ترتیب نہ فدیہ اور یہی مذہب ہے ہمارے امام شافعی اور احمد اور عطا اور طاوس اور مجاہد کا اور مالک اور ابو حنیفہ نے کہا کہ ترتیب واجب ہے اور ترتیب کی ترک سے دم لازم آویگا کیونکہ ابن عباس نے کہا کہ جو شخص حج مین تقدیم یا تاخیر کرے تو وہ دم دیوے اور حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ تجھپر گناہ نہین کیونکہ تو نے بھولے سے ایسا کیا اور مؤید ہے اسکی جو حدیث علی کی روایت مین ہے طحاوی کے پاس باسناد صحیح کہ مین نے رمی کی اور حلق کیا اور نحر کرنا بھول گیا اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ عالم سے سوال ہر حال مین درست ہے خواہ وہ سوار ہو یا پیادہ جا رہا ہو اور اسکے معارض نہین ہے وہ جو امام مالک سے منقول ہے کہ راہ مین حدیث کا پوچھنا مکروہ ہے کیونکہ منا راہ نہین بلکہ ٹھیرنے کا اور عبادت کا مقام ہے یا مراد امام مالک کی یہ ہے کہ بے ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے اور جب ضرورت ہو تو بلاشبہ درست ہے انتہی

باب

مَنْ اَجَابَ الْفُتْيَا بِاِشَارَةِ الْيَدِ وَالرَّاْسِ جو شخص کہ ہاتھ یا سر کے اشارے سے سوال کا جواب دیوے اسکا بیان

حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ فِيْ حَجَّتِهٖ فَقَالَ ذَبَحْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ فَاَوْمَى بِيَدِهٖ قَالَ لَا حَرَجَ وَقَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَذْبَحَ فَاَوْمَى بِيَدِهٖ وَلَا حَرَجَ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے موسیٰ ابن اسمعیل تبوذکی بصری نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم وہیب ابن خالد باہلی بصری حافظ بصرہ نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ایوب (سختیانی) نے اونہوں نے روایت کی عکرمہ سے اونہوں نے ابن عباس سے (اس اسناد کے سب راوی بصرے والے ہیں) اونہوں نے کہا کہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال ہوا حج میں کسی نے کہا میں نے ذبح کیا رمی سے پہلے آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا فرمایا کچھ حرج نہیں کسی نے کہا میں نے سر منڈایا ذبح سے پہلے آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کچھ حرج نہیں **ف** حافظ ابن حجر نے کہا احتمال ہے کہ دونوں سوال ایک ہی شخص سے کیے ہوں یا دوسرا سائل اور ہو قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مولف نے حج میں دو طریقوں سے روایت کیا اور مسلم اور نسائی نے بھی حج میں اسے

حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ عَنْ سَالِمٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُقْبَضُ الْعِلْمُ وَيَظْهَرُ الْجَهْلُ وَالْفِتَنُ وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْهَرْجُ فَقَالَ هٰكَذَا بِيَدِهٖ فَحَرَّفَهَا كَاَنَّهٗ يُرِيْدُ الْقَتْلَ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے مکی بن ابراہیم (بن بشیر بلخی) نے (مکی اونکا نام ہے اور یہ بخاری کے بڑے شیوخ میں سے ہیں اور ثلاثیات امام بخاری کی اکثر انہی کے ذریعہ سے ہیں) اونہوں نے کہا خبر دی ہمکو حنظلہ (بن ابی سفیان) نے اونہوں نے روایت کی سالم ابن عبد اللہ بن عمر بن خطاب سے انہوں نے کہا میں نے سنا ابو ہریرہ (عبد الرحمن بن صخر) سے انہوں نے سنا جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے فرمایا علم اٹھا لیا جاویگا اور جہل کھل جاویگا اور فتنے اور ہرج بہت ہوگا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہرج کیا ہے آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا اسطرح اوسکو خم کرکے اپ کا مطلب شاید قتل تھا **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اسمٰعیلی نے اس حدیث کو روایت کیا عباس بن سلیمان کے طریق سے اونہوں نے حنظلہ سے کہا میں نے سنا سالم سے اسمیں اتنا زیادہ ہے کہ میں نہیں جانتا لیکن ابو ہریرہ کو بار ریت کہتے دیکھا وہ کہتے تھے علم اوٹھا لیا جاویگا پھر بیان کیا اسکو موقوفا لیکن اسکے آخر سے ظاہر ہوا کہ مرفوع ہے اور ہرج بفتحہا اور سکون را اسکے بعد جیم ہے اور یہ جو حدیث کے آخر میں ہے کہ آپکا مطلب شاید قتل تھا یہ شبہہ ہے راوی کی طرف سے ہاتھ خم دینے اور ہلانے سے جیسے کوئی مارتے وقت کرتا ہے یہ سمجھا اور یہ جو میں نے اس حدیث کو اکثر روایتوں میں نہیں پایا اور شاید یہ راوی کی تفسیر ہو حنظلہ سے کیونکہ ابو عوانہ نے اسکو

روایت کیا عباس دوری سے انہون نے ابو عاصم سے انہون نے حنظلہ سے اسکے آخر مین یہ ہے ہمکو ابو عاصم نے ایسا بتلایا جیسے کوئی آدمی کی گردن مارتا ہے اور کرمانی نے کہا ہرج سے مراد فتنہ ہے اور قتل مجازاً مراد ہے کیونکہ وہ لازم ہے ہرج کو مگر حیث لغت کے روسے ثابت ہو کہ ہرج قتل کے معنے مین آیا ہے حافظ ابن حجر نے کہا یہ کرمانی کی غفلت ہے اس عبارت سے جو صحیح بخاری کے کتاب الفتن مین ہے کہ حبش کی زبان مین قتل کو ہرج کہتے ہین اور باقی بحث اس حدیث کی وہین آویگی انشاء اللہ تعالے انتہے **حدثنا** مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَیْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ اَسْمَاءَ قَالَتْ اَتَیْتُ عَائِشَةَ وَهِیَ تُصَلِّیْ فَقُلْتُ مَا شَاْنُ النَّاسِ فَاَشَارَتْ اِلَی السَّمَاءِ فَاِذَا النَّاسُ قِیَامٌ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ قُلْتُ اٰیَةٌ فَاَشَارَتْ بِرَاْسِهَا اَیْ نَعَمْ فَقُمْتُ حَتّٰی عَلَانِی الْغَشْیُ فَجَعَلْتُ اَصُبُّ عَلٰی رَاْسِی الْمَاءَ فَحَمِدَ اللّٰهَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَیْءٍ لَمْ اَکُنْ اُرِیْتُهٗ اِلَّا رَاَیْتُهٗ فِیْ مَقَامِیْ حَتَّی الْجَنَّةَ وَالنَّارَ فَاُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّکُمْ تُفْتَنُوْنَ فِیْ قُبُوْرِکُمْ مِثْلَ اَوْ قَرِیْبًا لَا اَدْرِیْ اَیَّ ذٰلِکَ قَالَتْ اَسْمَاءُ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ یُقَالُ مَا عِلْمُکَ بِهٰذَا الرَّجُلِ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ اَوِ الْمُوْقِنُ لَا اَدْرِیْ بِاَیِّهِمَا قَالَتْ اَسْمَاءُ فَیَقُوْلُ هُوَ مُحَمَّدٌ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ جَاءَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَالْهُدٰی فَاَجَبْنَا وَاتَّبَعْنَا هُوَ مُحَمَّدٌ ثَلَاثًا فَیُقَالُ نَمْ صَالِحًا قَدْ عَلِمْنَا اِنْ کُنْتَ لَمُوْقِنًا بِهٖ وَاَمَّا الْمُنَافِقُ اَوِ الْمُرْتَابُ لَا اَدْرِیْ اَیَّ ذٰلِکَ قَالَتْ اَسْمَاءُ فَیَقُوْلُ لَا اَدْرِیْ سَمِعْتُ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ شَیْئًا فَقُلْتُهٗ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے موسی بن اسمٰعیل (تبوذکی) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے وہیب (ابن خالد) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ہشام (بن عروہ بن زبیر) نے اونہون نے روایت کی فاطمہ بنت منذر بن زبیر (بن عوام) سے (جو بی بی تھین ہشام کی اور چچازاد بہن تھین انکی) اونہون نے اسما بنت ابوبکر صدیق سے (یہ بی بی تھین زبیر کی اور ماں تھین عبداللہ بن زبیر کی مکہ مین ۷۳ھ مین مرین اور سو برس کی عمر انکی ہوگئی تھی نہ انکا کوئی دانت گرا تھا نہ عقل مین فتور آیا تھا) اونہون نے کہا مین جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رض پاس آئی وہ نماز پڑھ رہی تھین مین نے پوچھا کیا حال ہے لوگونکا (جو پریشان کھڑے ہین گھبرائے ہوئے) انہون نے آسمان کیطرف اشارہ کیا (یعنے سورج کو گہن لگا ہے) دیکھا تو لوگ کھڑے ہوئے ہین (شاید اسمار نے حضرت عائشہ کے حجرے سے مسجد کیطرف دیکھا تو لوگون کو نماز مین کھڑے ہوئے پایا) حضرت عائشہ نے کہا سبحان اللہ مین نے کہا کوئی نشانی ہے (قیامت کی یا عذاب کی) اونہون نے سر سے اشارہ کیا ہان اسما نے کہا تب تو مین بھی کھڑی ہوئی (نماز کے لیے) یہانتک کہ مجھکو غش آنے لگا (یعنے میری حالت غشی کے قریب ہوگئی) مین اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی پھر جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے

اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی تعریف کی اور اسکی صفت بیان کی بعد اسکے فرمایا کوئی چیز ایسی نہیں رہی جو مجھکو دکھلائی نہ گئی تھی مگر میں نے اسکو دیکھ لیا اسجگہ یہانتک کہ بہشت اور دوزخ کو بھی دیکھا پھر مجھپر وحی آئی کہ تم قبروں میں آزمائے جاؤ گے جیسے یا قریب میں نہیں جانتی اسماء نے کونسا لفظ کہا (یہ فاطمہ کا قول ہے اونکو شک ہے کہ مثل کا لفظ کہا یا قریب کا) دجال سحر کی آزمایش کے (یعنے قبر کا فتنہ بھی کچھ دجال کے فتنے سے کم نہ ہوگا معاذ اللہ خدا سے امید ہے کہ وہ آسان کرے) کہا جاویگا (قبر والے سے) تو اس شخص کی نسبت کیا اعتقاد رکھتا تھا (شاید آپ کی صورت اسوقت نمود ہو جاویگی یا وہ فرشتہ انکا نام لیکر پوچھے گا کہ انکی نسبت کیا اعتقاد رکھتا ہے) تو مومن یا موقن میں نہیں جانتی اسماء نے کونسا لفظ کہا (دونوں کے معنے ایک ہیں یعنے ایماندار یا یقین کرنے والا) کہیگا محمد ہیں وہ اللہ کے رسول ہیں (بھیجے ہوئے) ہمارے پاس دلیلیں (معجزے) اور ہدایت لیکر آئے تو ہم نے قبول کیا اور مان لیا وہ محمد ہیں تین بار ایسا ہی کہیگا پھر اس سے کہا جاویگا تو سو رہ اچھی طرح ہم جانتے تھے کہ تو انپر یقین رکھتا ہے اور منافق یا مرتاب میں نہیں جانتی اسماء نے کونسا لفظ کہا (منافق تو وہ جو دل سے یقین نہیں رکھتا پر ظاہر میں ڈر یا مصلحت کیوجہ سے زبان سے اقرار کرتا ہے اور مرتاب وہ جسکو شک ہے یقین نہیں) وہ کہیگا میں نے لوگوں کو کچھ کہتے سنا وہی میں نے کہا

ف حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث کی بحث کتاب الجنائز میں انشاء اللہ تعالیٰ آویگی اور صغانی کے نسخہ میں اس حدیث کے بعد اتنا زیادہ ہے کہ ابن عباس نے کہا مرقد کے معنے مخرج اور حدیث میں جو مرقد کا ذکر نہیں البتہ سورہ یس میں مرقد کا لفظ ہے اور مولف نے اپنے مقام میں اسکی تفسیر کی ہے انتہے اس حدیث کو امام بخاری ترجمہ باب سے مناسبت کرنے کیلیے لائے یہ ثابت ہے کہ حضرت عائشہ نے اسماء کے سوال کا جواب سر کے اشارے سے دیا قسطلانی نے کہا حدیث سے عذاب قبر اور سوال ملکین کا ثبوت ہوتا ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ جس شخص کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی میں یا آپکی رسالت میں شبہ ہو وہ کافر ہے اور یہ بھی نکلا کہ غشی سے وضو نہیں جاتا جب تک عقل باقی رہے انتہے مترجم کہتا ہے حدیث سے تقلید کی مذمت نکلی کیونکہ وہ منافق یا مرتاب یہ کہے گا کہ میں لوگوں کو کہتے سنا وہی کہا مطلب یہ ہے کہ میں نے خود غور نہ کیا نہ تحقیق کی جیسا لوگ کہتے تھے میں بھی کہنے لگا لا حول ولا قوۃ

باب تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفد عبد القیس علی ان یحفظوا الایمان والعلم ویخبروا من ورائہم

اس بیان میں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد القیس کے لوگوں کو ایمان اور علم کی باتیں یاد رکھنے کا اور جو لوگ انکے پیچھے اپنے ملک میں رہ گئے تھے انکو خبر کرنے کا حکم دیا وقال مالک بن الحویرث قال لنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ارجعوا الی اہلیکم فعلموہم مالک بن حویرث (بن حشیش صحابی مشہور) نے کہا (اس کتاب میں انسے چار حدیثیں مروی ہیں) جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جاؤ

اور انکا دین کا علم سکہلا اور حافظ ابن حجر نے کہا یہ تعلیق ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جسکو مولف نے کتاب الصلوۃ مین موصولًا روایت کیا) حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا غندر قال حدثنا شعبة عن ابی جمرة قال کنت اترجم بین ابن عباس وبین الناس فقال ان وفد عبد القیس اتوا النبی صلی الله علیه وسلم فقال من الوفد او من القوم قالوا ربیعة فقال مرحبا بالقوم او بالوفد غیر خزایا ولا ندامی قالوا انا نأتیک من شقة بعیدة وبیننا وبینک هذا الحی من کفار مضر ولا نستطیع ان نأتیک الا فی شهر حرام فمرنا بامر نخبر به من وراءنا ندخل به الجنة فامرهم باربع ونهاهم عن اربع امرهم بالایمان بالله عز وجل وحده قال هل تدرون ما الایمان بالله وحده قالوا الله ورسوله اعلم قال شهادة ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله واقام الصلوة وایتاء الزکوة وصوم رمضان وتعطوا الخمس من المغنم ونهاهم عن الدباء والحنتم والمزفت قال شعبة ربما قال النقیر وربما قال المقیر قال احفظوه واخبروه من وراءکم ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے محمد بن بشار (بن عثمان بصری) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے غندر (محمد بن جعفر ہذلی بصری) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ (بن الحجاج) نے اونہون نے روایت کی ابو جمرہ (نصر بن عمران بصری) سے انہون نے کہا مین ترجمہ کرتا تہا ابن عباس اور لوگون کے بیچ مین (یعنی ترجمان تہا تو ابن عباس کی بات لوگون کو دوسری زبان مین ترجمہ کرکے اور لوگون کی بات عربی مین ترجمہ کرکے ابن عباس کو سمجہاتا) تو کہا ابن عباس نے عبد القیس (بن افصی ایک قبیلہ ہے) کے لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے آپ نے فرمایا کون لوگ ہین یا کون قوم ہین (یہ شک ہے شعبہ کی یا انکے شیخ کی) وہ بولے ہم ربیعہ کے لوگ ہین (کیونکہ عبد القیس ربیعہ کی ایک شاخ ہے) آپ نے فرمایا مرحبا تم لوگون کو یا مرحبا اس قوم کو نہ رسوا ہوئے نہ شرمندہ ہوئے (بلکہ خوشی سے اسلام لائے ورنہ قتل ہوتے اور رسوا اور خوار ہوتے) اونہون نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپکے پاس آتے ہین دور دراز ملک سے اور ہمارے اور آپکے بیچ مین مضر (ایک قبیلہ ہی) کے کافر ہین (یعنی اونکا ملک ہے) اور ہم آپ پاس نہین آسکتے مگر حرام مہینے مین (کیونکہ حرام مہینے مین قتل اور لوٹ نہین کرتے تہا) تو حکم کیجئے ہمکو ایسے کام کا جسکی خبر کر دین ہم ان لوگون کو جو ہمارے پیچہے ہین (یعنی ہمارے ملک مین رہ گئے ہین) اور جسکی وجہ سے ہم جنت مین جاوین آپنے اونکو حکم کیا چار باتون کا (اور ایک بات بڑہا دی) اور منع کیا انکو چار باتون سے حکم کیا اونکو اکیلے اللہ پر ایمان لانیکا پہر پوچہا اونسے تم جانتے ہو اکیلے اللہ پر ایمان لانا کیا ہے انہون نے عرض کیا اللہ (جل جلالہ) اور اسکا رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) خوب جانتا ہے آپنے فرمایا (ایمان یہ ہے) گواہی دینا اس

اس بات کی کہ کوئی عبادت کے لائق نہیں سوا اللہ کے اور بیشک محمد اللہ کے رسول ہیں اور قائم کرنا نماز کو اور زکوۃ دینا اور رمضان کے
روزے رکھنا یہ چار باتیں ہوئیں پانچویں بات جو بڑھا دی وہ یہ ہے) لوٹ کے مال میں سے پانچواں حصہ دینا اور منع کیا انکو چار
چیزوں سے کدو کے تو نبے اور سبز گھڑے اور لاکھی برتن اور چوتھی چیز کو شعبہ نے کہا ابو جمرہ نے کبھی نقیر کہا کبھی مقیر (نقیر تو لکڑی کا
برتن کھدا ہوا اور مقیر وہ برتن جسپر قار چڑھی ہو) اور فرمایا آپ نے ان باتوں کو یاد رکھو اور جو لوگ تمہارے پیچھے ہیں انکو خبر دو ف
حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث کی بحث کتاب الایمان کے اخیر میں گذر چکی اور مؤلف نے وہاں اس حدیث کو بسند عالی علی بن
جعد سے اونہوں نے شعبہ سے روایت کیا ہے اور اس روایت میں مزفت اور مقیر میں شک ہے اور نقیر کو بالجزم بیان کیا ہے
یہاں ایک اعتراض ہوتا ہے وہ یہ کہ مقیر اور مزفت تو ایک ہے یعنے لاکھی برتن تو تکرار لازم آویگی اور چار چیزیں نہ ہونگی بلکہ
تین ہی ہونگی حافظ ابن حجر رحمہ نے اسکا جواب یہ دیا ہے کہ شعبہ نے جو کہا کہ ابو جمرہ نے کبھی نقیر کہا کبھی مقیر اس سے یہ غرض
نہیں کہ نقیر اور مقیر دونوں میں تردد کیا یعنے ان میں سے ایک کو قائم کیا بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ اونہوں نے دبا اور حنتم اور
مزفت تین چیزوں کو تو بالجزم کہا اور چوتھی چیز میں انکو شک تھا تو کبھی اسکا بیان کبھی بیان نہ کیا اسیطرح انکو شک تھا کہ نقیر
چیز کیا فرمائی تو کبھی مزفت کہا کبھی مقیر اور یہی توجیہ صحیح ہے اور کتاب الایمان میں جو روایت گذری وہ اسکی تائید کرتی
ہے انتہی **بَابُ الرِّحْلَةِ فِي الْمَسْأَلَةِ النَّازِلَةِ** جب کوئی مسئلہ آن پڑے تو اسکی دریافت کرنیکے لیے سفر کرنا
ف قسطلانی نے اس عبارت کے بعد اتنی عبارت زیادہ کی وتعلیم اہلہ اور سکھانا اپنے گھر کے لوگوں کا یہ کہا صواب
حذف ہے اس عبارت کا کیونکہ یہ دوسرا باب میں مذکور ہے **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ
قَالَ اَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ
اَنَّهُ تَزَوَّجَ ابْنَةً لِاَبِيْ اِهَابِ بْنِ عَزِيْزٍ فَاَتَتْهُ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ اِنِّيْ قَدْ اَرْضَعْتُ عُقْبَةَ وَالَّتِيْ تَزَوَّجَ بِهَا
فَقَالَ لَهَا عُقْبَةُ مَا اَعْلَمُ اَنَّكِ اَرْضَعْتِنِيْ وَلَا اَخْبَرْتِنِيْ فَرَكِبَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِـ
الْمَدِيْنَةِ فَسَاَلَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ وَقَدْ قِيْلَ فَفَارَقَهَا عُقْبَةُ وَنَكَحَتْ
زَوْجًا غَيْرَهُ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے محمد بن مقاتل (مروزی) نے اونہوں نے کہا خبر دی ہمکو عبد اللہ بن مبارک مروزی
نے اونہوں نے کہا خبر دی ہمکو عمر بن سعید بن ابی حسین (نوفلی مکی) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے عبد اللہ بن ابی
ملیکہ (یہ عبد اللہ بن عبید اللہ بن ابی ملیکہ ہیں اور ابو ملیکہ اونکے دادا ہیں) نے اونہوں نے سنا عقبہ بن حارث ابن
عامر قرشی مکی ابو سروعہ سے (جو اسلام لائے فتح مکہ کے دن) **ف** قسطلانی نے کہا عبد اللہ بن ابی ملیکہ کے سماع کا عقبہ
سے بعضوں نے انکار کیا ہے اور مؤلف نے کتاب النکاح میں جو روایت کی اس میں یہ ہے کہ ابن ابی ملیکہ نے کہا حدیث

بیان کی ہمسے عبید بن ابی مریم نے عقبہ بن حارث سے اور مین نے خود اسکو سنا ہے عقبہ سے لیکن عبید کی حدیث
مجھے خوب یاد ہے اور اسمین تصریح ہے ابن ابی ملیکہ کے سماع کی عقبہ سے تو ابو عمران کا قول غلط ہو گیا کہ ابن ابی ملیکہ نے عقبہ
سے نہین سنا اور بیچ مین ایک واسطہ ہے عبید بن ابی مریم کا اور یہ اسناد منقطع ہے انتہیٰ **ت** اونہون نے نکاح کیا
ابو اہاب بن عزیز کے بیٹی سے (ابو اہاب کا نام معلوم نہین ہوا لیکن ونکا ذکر صحابہ مین ہے اور انکے بیٹی کا نام غنیۃ تہا)
پہر انکے پاس (یعنے عقبہ کے پاس) ایک عورت آئی (اسکا نام معلوم نہین ہوا) اور بولی مین نے دودہ پلایا ہے عقبہ بن حارث کو
اور اس لڑکی کو جس سے عقبہ نے نکاح کیا ہے (یعنے غنیہ کو) عقبہ نے اوس سے کہا کہ مین نہین جانتا کہ تو نے مجھکو دودہ
پلایا اور نہ تو نے مجسے کبہی اسکا ذکر کیا (گویا عقبہ نے اسکو جہوٹا سمجہا) یہ سنکر عقبہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف سوار
ہوئے مدینہ کو (مکہ سے کیونکہ عقبہ کا گہر وہین تہا اور ترجمہ باب اسی فقرہ سے نکلتا ہے کہ مسئلہ دریافت کرنے کیلئے سفر
کرنا) اور آپ سے پوچہا آپ نے فرمایا کیسے (تو اس عورت سے صحبت کریگا) اور کہا گیا (کہ تو اسکا رضاعی (دودہ) بہائی
ہے (یعنے گو شہادت کافی نہین پر ورع اور تقوے کے خلاف ہے ایسی عورت سے جس پر شبہ ہو حرمت کا صحبت کرنا)
آخر عقبہ نے اس عورت کو چہوڑ دیا اور اسنے دوسرا خاوند کیا **ف** اوس دوسرے خاوند کا نام ظریب تہا حافظ ابن حجر نے
کہا اس حدیث کی بحث خدا چاہے تو کتاب الشہادات مین آویگی قسطلانی نے کہا عقبہ نے اس عورت کو صورۃً چہوڑ دیا
یا طلاق دیا احتیاطاً اور ورعاً نہ حکماً کیونکہ رضاع ثابت نہین ہوا اور ایک عورت کے قول سے نکاح فاسد نہین ہو سکتا
نہ ایک عورت کی شہادت پر کوئی حکم ہو سکتا ہے کسی اصل پر البتہ حدیث کے ظاہر پر امام احمد نے عمل کیا ہے اونہون
نے کہا ہے کہ رضاع صرف مرضعہ کی شہادت سے ثابت ہو جاتا ہے اگرچہ قسم کہا کر بیان کرے انتہیٰ **باب**
التَّنَاوُبِ فِي الْعِلْمِ سیکہنے کے لیے باری باری جانا اسطرح کہ دو شخص یا تین شخص ہون وہ ہر ایک باری کو مقرر کر جانے کی تحقیق
نہو تو ایک شخص روز باری باری استاد پاس جایا کرے اور علم حاصل کرے وہ ساتہی کو سنا دیوے **حَدَّثَنَا** اَبُو الْيَمَانِ
قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح قَالَ اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ
عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ ثَوْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ اَنَا وَجَارٌ لِّيْ مِنَ
الْاَنْصَارِ فِيْ بَنِيْ اُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ وَهِيَ مِنْ عَوَالِي الْمَدِيْنَةِ وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُوْلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ يَوْمًا وَاَنْزِلُ يَوْمًا فَاِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهٗ بِخَبَرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْوَحْيِ وَغَيْرِهٖ وَاِذَا نَزَلَ فَعَلَ
مِثْلَ ذٰلِكَ فَنَزَلَ صَاحِبِي الْاَنْصَارِيُّ يَوْمَ نَوْبَتِهٖ فَضَرَبَ بَابِيْ ضَرْبًا شَدِيْدًا فَقَالَ اَثَمَّ هُوَ
فَفَزِعْتُ فَخَرَجْتُ اِلَيْهِ فَقَالَ قَدْ حَدَثَ اَمْرٌ عَظِيْمٌ فَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَاِذَا هِيَ تَبْكِيْ فَقُلْتُ

أَطَلَّقَكُنَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَا أَدْرِي ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ أَطَلَّقْتَ نِسَاءَكَ قَالَ لَا فَقُلْتُ اللّٰهُ أَكْبَرُ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے ابوالیمان (حکم بن نافع) نے اونہوں نے کہا خبر دی ہمکو شعیب بن ابی حمزہ نے اونہوں نے روایت کی زہری (محمد بن مسلم بن شہاب) سے **تحویل** امام ابو عبداللہ (محمد بن اسمعیل بخاری) نے کہا (عبداللہ بن وہب نے کہا **ف** اس تعلیق کو ابن حبان نے وصل کیا اپنے صحیح مین ابن قتیبہ سے اونہوں نے حرملہ سے اونہوں نے ابن وہب سے اپنی سند سے اونکی روایت مین حضرت عمر کا یہ قول نہین ہے کہ مین اور میرا ہمسایہ انصاری دو نو باری باری اترتے تھے (یعنے مدینہ مین) اور وہی مقصود ہے اس باب کا اور یہ صرف شعیب کی روایت مین ہے زہری سے تصریح کی اسکی ذہلی اور دارقطنی اور حاکم وغیرہم نے اور مؤلف نے اس حدیث کو کتاب النکاح مین صرف ابوالیمان سے روایت کیا ہے اور وہ روایت اس سے زیادہ کامل ہے اور یہان یونس بن یزید کی روایت کو ذکر کیا تاکہ یہ معلوم ہو جاوے کہ شعیب متفرد نہین ہین اس روایت مین (فتح الباری) **ت** خبر دی ہمکو یونس (ابن یزید ایلی) نے اونہوں نے روایت کی ابن شہاب (زہری) سے اونہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن ابی ثور (قرشی نوفلی تابعی) سے اونہوں نے عبداللہ بن عباس سے اونہوں نے حضرت عمر (ابن خطاب) سے اونہوں نے کہا مین اور میرا ایک ہمسایہ انصاری دونون بنی امیہ بن زید مین رہتے تھے (بنی امیہ بن زید ایک قبیلہ ہے لیکن مجازاً اس گاؤن کا نام ہو گیا جہان یہ لوگ رہتے تھے اور بنی امیہ بن زید ایک گاؤن ہے اون گاؤن مین سے جو مدینہ کے عوالی کہلاتے ہین مدینہ کے مشرق کیطرف سب سے قریب مدینہ سے ان مین سے جو گاؤن ہے وہ تین یا چار میل ہے اور دور کا دور آٹھ میل ہے) اور ہم دونو باری باری جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پاس اوترا کرتے تھے (یعنے آیا کرتے تھے) ایک دن وہ اترتا تھا جب مین اُترتا تھا تو اس دن کی جو خبر ہوتی وحی وغیرہ وہ مین ہمکو سنا دیتا اور جب وہ اُترتا تو وہ بھی ایسا ہی کرتا (یعنے اوس دن جو واقعہ ہوتا جو حکم اُترتا اوسکی خبر کر دیتا) ایک دن میرے انصاری ساتھی کی باری تھی وہ اُترا (پھر لوٹ کر آیا) اور میرا دروازہ زور سے ٹھونکا اور بولا کیا یہان عمر ہین مین گھبرا گیا (کیونکہ خلاف عادت اوسنے زور سے دروازہ کھٹکھٹایا دوسری روایت مین ہے کہ حضرت عمر نے کہا اون دنون ہمکو غسان کے بادشاہ کا ڈر لگا تھا لوگ کہتے تھے وہ ہمپر حملہ کرنیوالا ہے ہمارے دلون مین یہ خیال بھر گیا تھا مین سمجھا وہ آن پہونچا اسوجہ سے ڈر گیا) خیر مین باہر نکلا اوسکے پاس وہ بولا ایک بڑا حادثہ ہوا (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بی بیون کو طلاق دیدیا) پھر مین حفصہ کے پاس گیا **ف** حافظ ابن حجر نے کہا ظاہر عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ انصاری کا قول ہے اور حالانکہ ام المومنین حضرت حفصہ رض پاس حضرت عمر گئے تھے اور کشمیہنی کی روایت مین یہ ہے پھر مین گیا حضرت حفصہ رض پاس یعنے حضرت عمر رض نے کہا مین

حفصہ کے گھر میں گئی اور یہ روایت مختصر ہے اصل حدیث میں اس فقرہ کے بعد بڑا حادثہ ہوا یہ ہے کہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیبیوں کو طلاق دیدی میں نے کہا میں ایسا سمجھتا تھا کہ ہونیوالا ہے (ان جھگڑوں کی وجہ سے جو ہو رہے تھے) پھر میں نے صبح کی نماز پڑھی اور کپڑے اپنے مضبوط باندھے (مدینہ چلنے کے لیے) پھر میں اترا اور حفصہ پاس گیا یعنے ام المومنین کے (جو میری) صاحبزادی ہیں وہ رو رہی تھیں میں نے کہا کیا تمکو طلاق دیدیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہوں نے کہا میں نہیں جانتی پھر میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا میں نے کہا کھڑے کھڑے کیا آپ نے طلاق دیا اپنی عورتوں کو آپ نے فرمایا نہیں میں نے کہا اللہ اکبر (تعجب سے کیونکہ انصاری نے بیان کیا تھا کہ آپ نے اپنی عورتوں کو طلاق دیدیا)

ف حافظ ابن حجر نے کہا کہ اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ خبر واحد پر اعتماد درست ہے اور صحابہ کے مراسیل پر عمل درست ہے اور طالب علم کو اپنی معاش کی بھی فکر ضرور ہے مگر جب ان غائب ہو اوسے اونکا علم اور وقت سے جو حاضر ہوں حاصل کرے قسطلانی نے کہا مولف نے اسکو نکاح میں نکالا اور مظالم میں اور مسلم نے طلاق میں اور ترمذی نے تفسیر میں اور نسائی نے صوم اور عشرۃ النساء میں

باب الغضب فی الموعظۃ والتعلیم اذا رای ما یکرہ وعظ اور تعلیم میں غصہ کرنا جب بری بات دیکھے۔

حدثنا محمد بن کثیر قال اخبرنا سفیان عن ابن ابی خالد عن قیس بن ابی حازم عن ابی مسعود الانصاری قال قال رجل یا رسول اللہ لا اکاد ادرک الصلوۃ مما یطول بنا فلان فما رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی موعظۃ اشد غضبا من یومئذ فقال یا ایھا الناس انکم منفرون فمن صلی بالناس فلیخفف فان فیھم المریض والضعیف وذا الحاجۃ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے محمد بن کثیر (بصری) نے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو سفیان (ثوری) نے انہوں نے سنا اسمعیل بن ابی خالد (کوفی احمسی تابعی طحان) المسمی بالمیزان اور سے انہوں نے قیس بن ابی حازم (احمسی کوفی بجلی) سے انہوں نے ابی مسعود (عقبہ بن عمرو انصاری) سے انہوں نے کہا ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ (اس شخص کا نام حزم بن ابی کعب تھا یہ حافظ ابن حجر نے کہا مقدمہ میں اور کتاب العلم میں کہا کہ بعضوں نے کہا اسکا نام حزم بن ابی کعب تھا پھر کتاب الصلوۃ میں کہا جسکا نام معلوم نہیں ہوا اور جس نے کہا وہ حزم بن ابی کعب ہے تو یہ وہم کیا اسواسطے کہ انکا قصہ معاذ سے ہوا نہ ابی بن کعب سے) میں نماز پا نہیں سکتا اس وجہ سے کہ فلاں شخص نماز کو لنبا کرتا ہے

ف قسطلانی نے کہا فلاں شخص سے مراد معاذ بن جبل ہیں قاضی عیاض نے کہا حدیث کا یہ لفظ لا اکاد ادرک الصلوۃ ظاہراً مشکل ہے کیونکہ جب نماز لنبی ہوگی تو لوگ اسکو پالینگے نہ پانا کیا شاید لا کے بعد الف زیادہ ہو گیا ہے اور ادرک کے بدلے اترک تھا تو عبارت یوں تھی لا اکاد اترک الصلوۃ یعنے میں قریب ہو گیا ہوں کہ نماز چھوڑ دوں پھر الف لا کے بعد زیادہ کر دیا اور ت رسے جدا ہو کر دال ہو گئی حافظ ابن حجر نے کہا یہ توجیہ اچھی ہے مگر روایت اسکے موافق نہیں ہے

ابو الزناد بن سراج نے کہا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو ضعف تھا تو جب امام نماز کو لمبا کرتا وہ رکوع تک بھی نہ پہنچ سکتا بوجہ
شدت ضعف کے اور نماز کو امام کے ساتھ پورا نہ کر سکتا اسیطرح لمبی نماز میں نماز نہیں پا سکتا یعنی طول کیوجہ سے امام
کے ساتھ پوری نماز نہیں پڑھ سکتا۔ حافظ ابن حجر نے کہا یہ مطلب خوب ہے لیکن مولف نے فریابی سے روایت کیا ہے انہوں
نے سفیان سے اسی اسناد سے اس میں یہ ہے کہ میں نماز سے ہٹ جاتا ہوں (یعنی جماعت میں شریک نہیں ہوتا) اس
صورت میں لا اکاد ادرک الصلوۃ کا مطلب یہ ہوگا کہ میں جماعت سے علاحدہ رہتا ہوں بوجہ تطویل صلوۃ کے
اور اسکا بیان کتاب الصلوۃ میں آویگا اور اس اختلاف کا بھی ذکر ہوگا جو شاکی اور مشکو کی نام میں ہے انتہے۔ بدر الدین
نے کہا قاضی عیاض کی توجیہ پر ان صحیح کتابوں کی روایت میں غلطی کا مان لینا لازم آتا ہے جس کی ضرورت نہیں ہے
ت پھر میں نے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی وعظ میں اتنا غصے ہوتے نہیں دیکھا جتنا اوس دن
دیکھا **ف** کیونکہ آپ پیشتر اس سے منع کر چکے تھے (فتح) قسطلانی نے کہا شدت غضب کا سبب یہ ہے کہ لوگوں نے
آپکی نصیحت کا خلاف کیا اس وجہ سے کہ آپ پہلے اس سے منع کر چکے ہوں گے یا اس سبب سے کہ انہوں نے کوتاہی کی اپنے سیکھنے
میں جسکا سیکھنا ضرور تھا اس وجہ سے کہ جب آپ زیادہ غصے ہونگے تو لوگوں کو ہمیشہ یہ واقعہ یاد رہیگا اور وہ آپ
کی اس نصیحت کا بخوبی خیال کرینگے انتہے **مترجم** کہتا ہے آپ اس واقعہ سے اسواسطے زیادہ غصہ ہوئے کہ ایسے کاموں سے ڈر ہے
کہیں لوگوں کو دین سے نفرت نہ ہو جاوے اور آئندہ سے ہدایت کا باب بند ہو جاوے یا جبکہ ہدایت ہوئی ہے وہ پھر گمراہ نہ
ہو جاوین ت پھر آپ نے فرمایا اے لوگو تم نفرت دلاتے ہو (جماعت سے جو دین کا ایک اہم کام ہے اور خاص اس شخص
کا نام نہ لیا جسنے نماز کو لمبا کیا تھا تاکہ وہ شرمندہ نہ ہو اور یہ کمال لطف و شفقت ہے آپ کی صلوات اللہ علیہ وسلامہ
پھر جو کوئی نماز پڑھا دے لوگوں کے ساتھ (یعنی جماعت سے پڑھے اگر اکیلے پڑھے تو جتنا چاہے لمبا کرے) اسکو
ہلکی نماز پڑھنا چاہیے (جو مقتدیوں پر گران نہ گذرے) اسلئے کہ لوگوں میں (یعنی مقتدیوں میں) کوئی بیمار ہوتا ہے
کوئی ناتوان (کمزور) ہوتا ہے کسی کو کچھ کام ہوتا ہے **حدثنا** عبد اللہ بن محمد قال حدثنا ابو عامر
قال حدثنا سليمان بن بلال المديني عن ربيعة بن ابي عبد الرحمن عن يزيد مولى المنبعث
عن زيد بن خالد الجهني ان النبي صلى الله عليه وسلم سأله رجل عن اللقطة فقال اعرف
وكاءها او قال وعاءها وعفاصها ثم عرفها سنة ثم استمتع بها فان جاء ربها فادها اليه قال فضالة
الابل فغضب حتى احمرت وجنتاه او قال احمر وجهه فقال وما لك ولها معها سقاؤها وحذاؤها
ترد الماء وترعى الشجر فذرها حتى يلقاها ربها قال فضالة الغنم قال لك او لاخيك او للذئب

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے عبداللہ بن محمد (ابوجعفر مسندی) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو عامر (عقدی) نے عبد
الملک بن عمرو) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سلیمان بن بلال مدنی نے اونہون نے روایت کی ربیعہ بن ابی
عبد الرحمن (فقیہ مشہور امام مالک کے شیخ) سے اونہون نے روایت کی یزید سے جو مولی تھے منبعث کے اونہون نے
زید بن خالد جہنی (صحابی مشہور) سے (اس کتاب مین انسے پانچ حدیثین مروی ہین) کہ جناب سرور کائنات نبی کریم علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے ایک شخص نے (اسکا نام عمیر تھا جو مالک کے باپ ہین بعضون نے کہا بلال موذن بعضون نے کہا جارود عبدی بعضون نے
کہا خود زید بن خالد نے پوچھا تھا) پوچھا لقطہ کو (لقطہ وہ شے جو مالک سے جدا ہو جاوے اور پڑی ہوئی ملے) آپنے فرمایا
پہچان رکھ اوسکا بندھن یا اسکا برتن اور اسکی تھیلی یعنی دل مین اسکی نشانی جما لے تا اوسکے پہچاننے والے کا سچ اور جھوٹ
معلوم ہو سکے یا اپنے مال مین نہ مل جاوے) پہر ایک برس تک اسکو پہچنوا (یہ حکم وجوبی ہے قسطلانی نے کہا ہر روز دو دفعہ
وقت تک کو پہچنوا دے پہر ہر دن مین ایک بار پہر ہر ہفتہ مین ایک بار پہر ہر مہینے مین ایک بار پہر فائدہ اوٹھا اسسے
اگر ایک برس تک کوئی اسکا مالک نہ ملے) پہر اگر اسکا مالک آوے تو ادا کر وہ مال اسکے مالک کو ایک شخص بولا یا رسول
اللہ اگر گما ہوا اونٹ کسی کا ملے یہ سنکر آپ غصے ہوئے یہانتک کہ آپکے دونوں (مبارک) رخسارے سرخ ہو گئے (قربان آپکے
حسن و جمال کے یا اللہ آپکا جمال مبارک ہمکو دکھا دے آمین) یا راوی نے یون کہا آپکا (مبارک) منہ (ردی غضب)
سرخ ہو گیا ف اسی فقرے سے ترجمہ باب نکلتا ہے حافظ ابن حجر نے کہا غصہ ہونیکی وجہ یہ تھی کہ آپنے گما ہوا اونٹ
پکڑنے سے ممانعت کر دی ہوگی یا سائل کی کم فہمی پر غصہ آیا کہ اوسنے اونٹ اتنے بڑے جانور کو جو اپنی حفاظت آپ کر سکتا
ہے ان چیزون پر قیاس کیا جنکو اگر نہ اٹھاوین تو وہ تلف ہو جاوین گی انتہی ت پہر آپنے فرمایا تجھے اونٹ
سے کیا واسطہ (یعنی اونٹ کو کیون پکڑتا ہے) اسکی ساتھ اسکی مشک ہے (یعنی اسکا پیٹ کیونکہ وہ کئی دن کا پانی اپنے
پیٹ مین کہہ لیتا ہے پہر کہانا کہاتا رہتا ہے اور پانی کی احتیاج نہین ہوتی) اور اسکے ساتھ اسکا موزہ ہے (یعنی پاؤن
اسکا ایسا ہے کہ اسکو جوتی کی احتیاج نہین نعل باندھنے کی ضرورت نہین) وہ خود پانی پر جاتا ہے اور درخت چر لیتا ہے
(یعنی درختون کے پتے کہاتا ہے) پہر چھوڑ دے اسکو (اسی حال مین یعنی چرنے دے) یہانتک کہ اسکا مالک اس سے مل
جاوے ف وہ آپ اپنے اونٹ کو لیگا اور اونٹ کے لیے یہی ڈر نہین کہ بھیڑیا وغیرہ اسے کہا لیوے گا اور نہ پانی کہانے
کی ضرورت نہین وہ پانچ چار روز کا پانی ایک ہی بار پی لیتا ہے چارہ اسکا جنگل مین ہر جگہ موجود ہے ت
وہ بولا یا رسول اللہ گمی ہوئی بکری آپنے فرمایا وہ تیری ہے (اگر تو اسکو اوٹھا لے) یا تیرے بہائی کی (یعنی اور کسی مسلمان
کی جو اسکو اوٹھا لے) یا بھیڑیے کی ف بھیڑیا گرگ کو کہتے ہین دکن کی زبان مین اسکو لانڈگا کہتے ہین مطلب یہ

لے اگر بکری کو تو نہ اوٹھا دیگا نہ اور کوئی مسلمان تو اخیر بھیڑیا لیجا ئیگا اس لیے بکری اوٹھانا جائز ہے اور اونٹ میں یہ ڈر نہیں البتہ اگر اونٹ گاؤن یا شہر میں ملے تو اوٹھا لینا چاہیے کیونکہ ڈر ہے اسکے تلف ہو جانے کا اور شاید کوئی ظالم اوسے پکڑ کر کاٹ ڈالے یا بیچ ڈالے بہرحال مسلمان کا مال ضائع ہو (قسطلانی) حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث کی بحث خلد چاہیے تو کتاب البیوع میں آویگی **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَشْيَاءَ كَرِهَهَا فَلَمَّا أُكْثِرَ عَلَيْهِ غَضِبَ ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ سَلُونِي عَمَّا شِئْتُمْ قَالَ رَجُلٌ مَنْ أَبِي قَالَ أَبُوكَ حُذَافَةُ فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ أَبُوكَ سَالِمٌ مَوْلَى شَيْبَةَ فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ مَا فِي وَجْهِهِ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا نَتُوبُ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے محمد بن علاء (ابو کریب کوفی) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو اسامہ (حماد بن اسامہ کوفی) نے اونہوں نے بُرید سے اُنہوں نے ابو بردہ (عامر بن ابی موسی اشعری) سے اونہوں نے ابو موسے اشعری سے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کئی چیزوں کو (ان میں قیامت بھی تہی اور اسکے مشابہ سوالات جیسے سورہ مائدہ کی تفسیر میں ابن عباس کی حدیث میں آویگا) آپنے اونکو ناپسند کیا کیونکہ بے ضرورت سوال کرنا حرکت لغو ہے اور کبھی سوال کی شامت سے حلال چیز حرام ہو جاتی) جب لوگوں نے بہت سوال کیے تو آپ غصے ہو گئے بعد اسکے فرمایا لوگوں سے پوچھو مجہ سے جو تم چاہو (قسطلانی نے کہا شاید اللہ تعالے نے اسوقت حضرت جبرئیل کے ذریعہ سے آپکو وحی کی ہو ورنہ آپ غیب کی باتیں نہیں جانتے تہے بغیر اللہ تعالے جل جلالہ کے بتلائے ہوئے اور یہ امر ثابت ہو چکا ہے) ایک شخص (عبد اللہ بن حذافہ قرشی سہمی بولا) یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے آپنے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے پہر اور شخص کہڑا ہوا اور بولا یا رسول اللہ (یہ سعد بن سالم تہا مولی شیبہ بن ربیعہ کا جیسے ابن عبد البر نے تمہید میں اسکا نام لیا سہیل بن ابی صالح کے ترجمہ میں اور استیعاب میں نام نہیں لیا اور یہ نام کسی شارح کو نہیں ملا نہ مبہمات کے کسی مصنف کو نہ اسما صحابہ کے اور یہ شخص بلا شبہ صحابی تہا کیونکہ اوسنے یا رسول اللہ کہا۔ اور مقاتل کی تفسیر میں ایسا ہی قصہ ہے اسمین یہ ہے کہ بنی عبد الدار کے ایک شخص نے کہا میرا باپ کون ہے آپنے فرمایا سعد اسکا نسبت غیر باپ کے سوا اور کیطرف ہو بر خلاف ابن حذافہ کے اور اسکا زیادہ بیان سورہ مائدہ کی تفسیر میں آویگا (فتح الباری) میرا باپ کون ہے آپنے فرمایا تیرا باپ سالم ہے مولی شیبہ کا جب حضرت عمر نے آپکے چہرے کا حال دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ ہم توبہ کرتے ہیں اللہ جل جلالہ کے سامنے (اُن باتوں سے جن سے آپکو غصہ آوے) **ف** انس کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر دو زانو بیٹھے اور کہا راضی ہوئے ہم اللہ (جل جلالہ) کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد

(صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نبی ہونے پر اور دونوں روایتوں میں مخالفت نہیں ہے کیونکہ احتمال ہے کہ دونوں باتیں کہی ہوں پھر ہر ایک صحابی نے وہ نقل کیا جو اوسکو یاد رہا اور چونکہ قصہ عبداللہ بن حذافہ کا دونوں میں موجود ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی مجلس کا ذکر ہے اور مؤلف نے موعظہ اور تعلیم میں غصے کا بیان کیا اور حاکم و فیصلے میں غصہ کا ذکر نہ کیا اسواسطے کہ حاکم کو حکم ہے کہ جب غصہ ہو اسوقت حکم نہ کرے اور فرق دونوں میں یہ ہے کہ واعظ کی شان یہ ہے کہ غصے کی صورت میں ہو کیونکہ وہ ڈرانے والا ہے اسیطرح معلم جب تک غصہ نہ کریگا طالب علم یاد کرنے میں اور سمجھنے میں کوشش نہ کریگا اور یہ ضرور نہیں کہ ہر طالب علم پر غصہ کرے بلکہ ہر ایک طالب علم کی حالت جدا ہے اور حاکم کا حال اسکے خلاف ہے اسکے حق میں غصہ نہایت مضر ہے اگر کوئی کہے کہ حضرت نے غصے میں کیوں فیصلہ کیا فرمایا تیرا باپ فلان ہے اسکا جواب یہ ہے کہ یہ مسلم نہیں ہے یا آپ کو خاص جائز تھا کیونکہ آپ غصے میں بھی بجز حق کے منہ سے نہ نکالتے اور آپ معصوم تھے دوسرا کوئی ایسا نہیں ہے اور آپ جس چیز سے غصہ ہوں وہ مکروہ یا حرام ہوتی ہے برخلاف اوروں کے (فتح)

باب مَنْ بَرَكَ عَلَىٰ رُكْبَتَيْهِ عِنْدَ الْإِمَامِ أَوِ الْمُحَدِّثِ جو امام یا محدث کے سامنے دوزانو بیٹھے (یاد رہے اور مستحب ہے)

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ فَقَالَ مَنْ أَبِي فَقَالَ أَبُوكَ حُذَافَةُ ثُمَّ أَكْثَرَ أَنْ يَقُولَ سَلُونِي فَبَرَكَ عُمَرُ عَلَىٰ رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ رَضِينَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا فَسَكَتَ

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے ابو الیمان (حکم بن نافع) نے کہا خبر دی ہمکو شعیب بن ابی حمزہ نے اونہوں نے روایت کی زہری (محمد بن مسلم بن شہاب) سے اونہوں نے کہا خبر دی مجکو انس بن مالک نے کہ جناب رسول مقبول صلوات اللہ علیہ وسلامہ برآمد ہوئے پھر عبداللہ بن حذافہ کھڑا ہوا اور پوچھا میرا باپ کون ہے آپنے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے **ف** قسطلانی نے کہا صحیح مسلم میں ہے کہ لوگ عبداللہ کو اور کسی کا بیٹا کہتے جب انکی ماں نے یہ سوال سنا تو کہا میں نے تیرا سا کوئی نافرمان بیٹا نہیں سنا کیا تو نے یہ سمجھا کہ تیری ماں نے ویسا کام کیا ہے جیسے جاہلیت کے زمانہ میں عورتیں کیا کرتی تھیں پھر تو اپنی ماں کو ذلیل کرتا ہے لوگوں کے سامنے اونہوں نے کہا قسم خدا کی اگر تو میرا نسب ایک کالے غلام سے ملا دیتی تو میں اوسی سے جا ملتا **ت** پھر آپ بہت فرمانے لگے پوچھو مجھ سے پھر حضرت عمر دوزانو بیٹھے (اس فقرے سے ترجمہ باب نکلتا ہے) اور کہا راضی ہوئے ہم اللہ جل جلالہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے پر یہ سنکر آپ خاموش ہو رہے (آپکا غصہ جاتا رہا دیکھنا اللہ کا آپکے غصے سے (قربان حضرت عمر رض کی کیسے جانثار اور ہوا خواہ تھے رسول کریم کے)

باب مَنْ أَعَادَ الْحَدِيثَ

ثلاثاً لیفهم عنه ایک بات کو تین بار کہنے کا بیان تا کہ لوگ خوب سمجھ لیویں فقال الا وقول الزور فما زال
یکررها تو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگاہ رہو اور جھوٹ بولنا پھر کہی بار اوسکو فرماتے رہے ف
یہ ایک ٹکڑا ہے ابو بکرہ کی حدیث کا جسکو مولف نے شہادت اور دیات میں نکالا اوسکا شروع یہ ہے کیا میں تمسے
کہتا ہوں بڑا گناہ بیان کروں تین بار یہ فرمایا۔ اس سے بہی ترجمہ باب نکل سکتا ہے (فتح) وقال ابن عمر قال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھل بلغت ثلاثاً اور ابن عمر نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں نے
تمکو پہونچا دیا اللہ کا پیام تین بار یہ فرمایا (حافظ ابن حجر نے کہا یہ بہی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے جسکو مولف نے کتاب
الحدود میں نکالا شروع اسکا یہ ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا یہ کونسا مہینہ ہے پھر بیان
کیا حدیث کو اخیر تک) حدثنا عبدۃ قال حدثنا عبد الصمد قال حدثنا عبد اللہ بن المثنی قال
حدثنا ثمامۃ عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه کان اذا سلم سلم ثلاثاً واذا تکلم بکلمۃ اعادھا ثلثا
ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے عبدہ (بن عبد اللہ خزاعی بصری کوفی) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد الصمد
(بن عبد الوارث بن سعید عنبری تمیمی بصری حافظ) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد اللہ بن مثنی (بن عبد اللہ
بن انس بن مالک انصاری) نے (ترمذی اور عجلی نے اُن کو ثقہ کہا) انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ثمامہ (بن عبد اللہ
بن انس بن مالک) نے (یہ چچا ہیں عبد اللہ بن مثنے کی) انہوں نے روایت کی (اپنے دادا) انس بن مالک رض سے انہوں نے
جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ جب سلام کرتے لوگوں کو تو تین بار سلام کرتے ف حافظ ابن حجر نے کہا یعنی
حضرت صلعم کی عادت ایسی ہی تہی اور مراد یہ ہے کہ انس نے آپکا یہ حال دیکھکر بیان کیا نہ یہ کہ حضرت صلعم نے انس کو خبر دی اور
موید ہے اسکی وہ جو مولف نے کتاب الاستیذان میں روایت کیا اسحق بن منصور سے انہوں نے عبد الصمد سے اسی اسناد
سے اسطرح اوسمیں یہ ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب سلام کرتے تو تین بار سلام کرتے قسطلانی نے کہا شاید
اجازت لیتے وقت (اندر آنے کی) آپ ایسا کرتے ہوں کیونکہ دوسری حدیث میں وارد ہے کہ جب تم میں سے کوئی
تین بار اجازت لیوے پھر اجازت نہ ملے تو لوٹ جاوے اور اسپر یہ اعتراض ہوا ہے کہ اگر پہلے سلام میں اجازت ملجاوے تو دوسری
یا تیسری بار سلام کرنا ضرور نہیں اسیطرح جب دوسرے سلام میں اجازت ملجاوے تو تیسرا سلام کرنا ضرور نہیں البتہ احتمال ہے
اسکا مطلب یہ ہو کہ حضرت علیہ الصلوۃ والسلام جب کسی قوم کے پاس تشریف لیجاتے تو استیذان کا سلام ایک کرتے
پہر جب اندر داخل ہوتے تو دوسرا سلام تحیت کا کرتے پہر جب لوٹتے تو تیسرا سلام رخصت کا کرتے اور یہ سب سنت ہیں نہ تہہر
سنت اور آپ جب کوئی بات کرتے تو تین بار اسکو لوٹاتے ف کرمانی نے کہا اس سے تو استمرار نکلتا ہے یعنی ہمیشہ آپ ایسا

کرتے دوسری روایت مین اسکی تفسیر ہے تاکہ سمجھہ مین آجاوے اور ترمذی اور حاکم کے مستدرک مین حتی تفہم عنہ ہے
اور حاکم نے مستدرک مین وہم کیا اور کہا کہ امام بخاری نے اس حدیث کو نہین نکالا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے
غریب ہے ہم نہین پہچانتے اسکو مگر عبد اللہ بن مثنی کی روایت سے اور عبد اللہ بن مثنے اون لوگون مین ہین جنسے امام
بخاری نے صرف روایت کیا اور امام مسلم نے نہین کیا اونکو ثقہ کہا عجلی اور ترمذی نے اور ابو زرعہ اور ابو حاتم نے کہا
وہ صالح ہین اور ابن ابی خیثمہ نے ابن معین سے نقل کیا کہ وہ کچہہ نہین اور نسائی نے کہا وہ قوی نہین ہین مین کہتا ہون
مراد نسائی کی یہ ہے کہ بعض روایات مین اونکا اعتبار نہین اور یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ امام بخاری بعض ایسے
راویون سے روایت کرتے ہین جن مین گفتگو ہوئی ہے مگر اُس روایت کو نہین نکالتے جو منکر ہے اور ابن معین نے جو کہا
کہ وہ کچہہ نہین مراد اُس سے کسی معین حدیث مین ہے جو اُنسے پوچھی گئی ورنہ ابن معین نے خود اونکو قوی کہا اسحق بن منصور
کی روایت مین اور حاصل یہ ہے کہ جب کسی شخص کی عدالت ثابت ہو جاوے اب اسکا جرح قبول نہ کیا جاویگا جبتک جرح
مفسر نہو یعنے صاف کوئی امر قادح بیان نہ کیا جاوے اور جرح مبہم یعنے لیس بشئ یا ضعیف یا لیس بثقہ منظور نہ ہوگا
اور یہی کوئی قدح کی وجہ عبد اللہ بن مثنے مین بیان نہین کی گئی ابن حبان نے اونکو ثقات مین ذکر کیا اور یہ کہا کہ وہ
کبہی غلطی کرتے ہین اور اونکی روایت جو منکر ہے وہ وہی ہے جو سوا ثمامہ اونکے چچا کے اور دوسرے سے ہو اور بخاری نے تو یہ حدیث اونکے
چچا سے روایت کی اور اسمین شک نہین کہ آدمی اپنے گہر والون کی حدیث کو دوسرون سے زیادہ یاد رکہتا ہے ابن منیر نے کہا امام
بخاری نے اس ترجمہ باب سے یہ ثابت کیا کہ جسنے حدیث کا دوبارہ بیان کرنا مکروہ رکہا ہے اوسکا قول غلط ہے اسیطرح جسنے
طالب علم کی درخواست کو دوبارہ بیان کرنیکے لیے مکروہ سمجہا اور اسکو کند ذہنی خیال کیا اور حق یہ ہے کہ یہ مختلف ہے
باختلاف طبائع اور لوگ ہان جس طالب علم کو ایک بار سننے سے یاد نہ رہے وہ دوبارہ سننے کی درخواست کرے تو عیب نہین
اور عالم کو دوبارہ بیان کرنیکے لیے کوئی عذر نہین بلکہ دوبارہ بیان کرنا اول بار بیان کرنے سے زیادہ ضرور ہے ابن تین نے
کہا تین بار انتہا ہے بیان کی تمام ہوا کلام حافظ ابن حجر کا فتح الباری مین قسطلانی نے کہا بدر دمامینی نے کہا ظاہر حدیث
سے کہ تین بار دہراتے یہ نکلتا ہے کہ آپ اسکو چار بار فرماتے حالانکہ ایسا نہین ہے تو مطابقت یہ ہے کہ اعادہا بمعنے قال کے ہے یا
اعادہا کے بعد قالہا محذوف ہے انتہی حدثنا عبدۃ بن عبد اللہ قال حدثنا عبد الصمد قال حدثنا
عبد اللہ بن المثنی قال حدثنا ثمامۃ بن عبد اللہ عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ
کان اذا تکلم بکلمۃ اعادہا ثلثا حتی تفہم واذا اتی علی قوم فسلم علیہم سلم علیہم ثلثا ترجمہ
حدیث بیان کی ہمسے عبدہ بن عبد اللہ نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد الصمد بن عبد الوارث نے انہون

نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبدالصمد بن مثنیٰ (انصاری) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ثمامہ بن عبداللہ نے اونہون نے روایت کی انس رضی اللہ عنہ سے اونہون نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ جب کوئی بات فرماتے تو تین بار اوسکو لوٹاتے (یعنے تین بار فرماتے) تاکہ سمجھ مین آوے (سننے والونکی جن مین بعضے ہوشیار ہوتے ہین ایک بار مین سمجھ جاتے ہین اور بعضے بغیر دو تین بار کہے نہین سمجھتے) اور آپ جب کسی قوم کے پاس تشریف لاتے اور سلام کرتے تو تین بار سلام کرتے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اسمعیلی نے کہا اس سلام سے مراد شاید استیذان کا سلام ہے جیسے ابوموسی نے روایت کیا اور اگر راہ مین کوئی مسلمان ملے تو اسکو تین بار سلام کرنا ضرور نہین ہے مین کہتا ہون مصنف نے بھی یہی مطلب سمجھا ہے اور کتاب الاستیذان مین ابوموسی کی حدیث کی ساتھ یہ حدیث کو لائے ہین اور یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت نے تین بار سلام شاید کیا ہو جب آپ کو یہ خیال ہوا ہو کہ جنکو سلام کیا اونہون نے نہین سنا اور کرمانی کا یہ دعوے کہ اس عبارت سے استمرار نکلتا ہے مسلم نہین ہے اور جو کہتا ہے کہ اس عبارت مین حرف اذا کا لفظ ہے اور قضیہ شرطیہ ہے اور ضرور نہین کہ ہر ایک قضیہ شرطیہ کلیہ ہو اور اگر کلیہ ہو تب بھی تو توجیہ ہو سکتی ہے اذا اتی علے قوم فاستاذن علیہم فسلم علیہم اور یہی صحیح ہے ورنہ اگر حضرت کا ہمیشہ یہ قاعدہ ہوتا کہ آپ ہر ایک کو تین بار سلام کیا کرتے تو یہی رائج ہو جاتا اور مسلمانون مین ہمیشہ یہی عمل رہتا **حدثنا** مسدد قال حدثنا ابوعوانۃ عن ابی بشر عن یوسف بن ماھک عن عبداللہ بن عمرو قال تخلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر سافرناہ فادرکنا وقد ارھقنا الصلوۃ صلوۃ العصر ونحن نتوضأ فجعلنا نمسح علی ارجلنا فنادی باعلی صوتہ ویل للاعقاب من النار مرتین او ثلثا **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے مسدد (ابن مسرہد) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابوعوانہ (یشکری) نے اونہون نے روایت کی ابوبشر (جعفر بن ایاس) سے اُنہون نے یوسف بن ماہک سے اونہون نے عبداللہ بن عمرو (بن عاص) رض سے اُنہون نے کہا ہمارا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک سفر مین جو ہم نے کیا پیچھے رہ گئے پہر آپ نے ہمکو پالیا اور نماز کا وقت آگیا تھا یعنے عصر کی نماز کا ہم وضو کر رہے تھے تو ہمنے مسح شروع کیا اپنے پانون پر (یعنے ایسا خفیف دہونا جو مثل مسح کے تھا) آپ نے پکارا بلند آواز سے خرابی ہے ایڑیون کی دوزخ کی آگ سے دو بار فرمایا یا تین بار **ف** یہ راوی کی شک ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تین بار بات کا کہنا ضرور نہین بلکہ مقصود سمجھانا ہے اگر ایکبار مین لوگ سمجھ جاوین تو وہی کافی ہے اور اس حدیث کی بحث کتاب الطہارت مین اگر خدا چاہے تو آویگی (فتح الباری) قسطلانی نے کہا یہ حدیث باب من رفع صوتہ بالعلم مین گذر چکی اور یہان اعادہ کیا دوسرے مطلب کیلیے اور وہان اسکو نعمان سے روایت کیا اونہون نے ابوعوانہ سے یہان مسدد سے اُنہون نے ابوعوانہ سے اور یہان عصر کی نماز کی تصریح کی باقی سیاق حدیث

باب تَعْلِيْمِ الرَّجُلِ اَمَتَهُ وَاَهْلَهُ انسان کا اپنی لونڈی اور گھر والونکو تعلیم کرنے کا بیان (قسطلانی نے کہا گھر والون مین لونڈی بھی داخل تھی تو یہ عطف ہے عام کا خاص پر) حَدَّثَنَا یہ ابوذر اور ابوالوقت کی روایت ہے باقی روایتون مین اَخْبَرَنَا ہے مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ قَالَ عَامِرٌ الشَّعْبِيُّ حَدَّثَنِي اَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَهُمْ اَجْرَانِ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اٰمَنَ بِنَبِيِّهٖ وَاٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوْكُ اِذَا اَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ تَعَالٰى وَحَقَّ مَوَالِيْهِ وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهٗ اَمَةٌ فَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَاْدِيْبَهَا وَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ ثُمَّ قَالَ عَامِرٌ اَعْطَيْنَاكَهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ قَدْ كَانَ يُرْكَبُ فِيْمَا دُوْنَهَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے محمد بن سلام نے (ابوذر کے طریق مین ایسا ہی ہے اور کریمہ کی روایت مین یون ہے حدثنا محمد فقط اور مزی نے اطراف مین اسی پر اعتماد کیا تو کہا روایت کیا اسکو بخاری نے محمد سے کہا گیا کہ وہ سلام کے بیٹے ہین قسطلانی نے کہا سلام بتخفیف لام ہے) اونھون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے (ابو الوقت اور ابن عساکر کی روایت مین اخبرنا ہے) محاربی (عبدالرحمن بن محمد بن زیاد) نے (ان سے ہر کتاب مین یہی ایک حدیث مروی ہے اور ایک عیدین مین ابوعلی جیانی نے کہا بعضون نے محاربی کو بخاری پڑہا اور یہ صریح غلطی ہے) انھون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے صالح بن حیان (صالح بن صالح بن مسلم بن حیان) نے (یہ ثقہ ہین مشہور اور صالح بن حیان قرشی دوسرے شخص ہین انکے طبقے مین وہ ضعیف ہین) **ف** حافظ ابن حجر نے کہا حیان انکے پردادا ہین تو نسبت دی انکو انکی طرف اور انکا لقب حی ہے اور یہ لقب نام سے زیادہ مشہور ہے اور جسنے یہ گمان کیا کہ امام بخاری نے صالح بن حیان قرشی سے روایت کیا اور وہ ضعیف ہے تو اسنے غلطی کی اور یہ حدیث معروف ہے انھی کی روایت شعبی سے نہ قرشی کی روایت سے گو وہ بھی انہی کے طبقے مین ہین اور امام بخاری نے جہاد مین اسکو ابن عیینہ کے طریق سے نکالا انہون نے صالح بن حی سے ابوحسین سے اونھون نے کہا مین نے شعبی سے سنا اور اس سے زیادہ تصریح اوپر مذکور ہین ہے کیونکہ اسمین یہ حدیث اسی اسناد سے مروی ہے اور صالح بن حی کا نام ہے **ت** انہون نے کہا (یعنے صالح نے) عامر (بن شراحیل) شعبی نے کہا حدیث بیان کی مجھسے ابوبردہ نے اونھون نے روایت کی اپنے باپ (ابوموسے اشعری) سے اونھون نے کہا جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تین آدمیون کے لیے دوہرا ثواب ہے ایک تو وہ مرد (یا عورت) اہل کتاب مین سے (یہود یا نصاری مین سے) جو ایمان لایا اپنے پیغمبر پر (حضرت موسی یا حضرت عیسی علیہما السلام پر) اور ایمان لایا حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر **ف** جنکی صفت تورات اور

انجیل مین مذکور ہو اور اونپر لاویگی یہہ تمام پیغمبرون اور امتون سے اقرار لیا گیا تہا اور آپ پر ایمان لانا یہ ہے کہ یقین کرے کہ آپ
ہی پیغمبر برحق ہین جنکی بشارت تہی توراۃ اور انجیل مین اور اسحدیث کی بحث خاص چاہیے تو کتاب الجہاد مین آویگی قسطلانی
فتح الباری مین ہی کہ کتاب کا لفظ عام ہے اور معنی خاص ہین یعنے وہ کتاب جو اللہ کیطرف سے اوتری اور مراد اس سے
توراۃ اور انجیل ہے جیسے کتاب و سنت کے نصوص دلالت کرتے ہین جہان اہل کتاب کا اطلاق ہوا ہے اور بعضون نے کہا بیان کتاب
سے مراد انجیل مقدس مراد ہے اگر ہم یہہ کہین کہ نصرانیت یہودیت کی ناسخ ہے ایسا ہی کہا ایک جماعت نے اور نسخ کی
شرط کرنے کی کوئی حاجت نہین کیونکہ حضرت عیسے ع بنی اسرائیل کیطرف بہیجے گئے تہے بلا خلاف پہر جسنے اونکو مانا وہ
انکی طرف منسوب ہوا اور جسنے نہ مانا اور یہودیت پر قائم رہا وہ مومن نہ ہوگا اوسکو یہ حدیث شامل نہوگی کیونکہ اسمین
شرط ہے کہ اپنے نبی پر ایمان لایا ہو یان بنی اسرائیل کے سوا جو یہودی ہو یا حضرت عیسے علیہ السلام کے ساتہ نہ تہا اور
انکی دعوت اسکو نہ پہونچی تو اسکو یہودی مومن کہہ سکتے ہین کیونکہ وہ ایمان لایا اپنے نبی حضرت موسے علیہ السلام پر
اور بعد اونکے کسی نبی کو اوسنے نہین جہٹلایا پہر جسنے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ان لوگون مین سے اور
آپ پر یعنے جواب پر ایمان لایا وہ حضرت موسی ع اور حضرت عیسے ع سب نبیون پر ایمان لایا جب ایمان لایا تو ملا اسکا
وہ اسحدیث مین داخل ہوگا اور اسی قبیل سے ہین وہ عرب جو یمن وغیرہ مین تہے اور یہودی تہے اونکو حضرت عیسے کی
دعوت نہین پہونچی تہی کیونکہ وہ خاص بنی اسرائیل کیطرف بہیجے گئے تہے البتہ ان یہودیون مین اشکال ہے جو رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین تہے اور یہ ثابت ہوا کہ آیت اسحدیث کے موافق ہے اور وہ آیت یہہ ہے وہ لوگ
دیے جاوینگے اپنا اجر دوبار یہ آیت ایک گروہ کے حق مین اتری ان مین سے جیسے عبد اللہ بن سلام وغیرہ مین
طبرانی نے رفاعہ قرظی سے روایت کیا آیت سجہ مین اور جو لوگ میرے ساتہ ایمان لائے اون مین اتری اور طبرانی
نے باسناد صحیح علی بن رفاعہ قرظی سے روایت کیا اونہون نے کہا اہل کتاب مین سے دس آدمی نکلی اون مین سے ابو
رفاعہ بہی تہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف پہر ایمان لائے آپ پر اور اونکو ایذا دی لوگون نے تو یہ آیت اتری
اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ یُؤْمِنُوْنَ اخیر تک یہ لوگ بنی اسرائیل کے تہے اور حضرت عیسے پر ایمان نہین لائے
تہے بلکہ یہودیت پر قائم تہے یہانتک کہ ایمان لائے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ثابت ہوا کہ اونکو دوہرا
اجر ملیگا طیبی نے کہا احتمال ہے کہ حدیث اپنی عموم پر رہے اور حضرت محمد پر ایمان لانا باعث ہو اونکے دین سابق کی قبول
ہو جانیکا اگرچہ وہ دین منسوخ ہو گیا ہو انتہی اور مین اسکی تحقیق آیندہ ذکر کرونگا اور ممکن ہے کہ ان لوگونکی حق مین جو اسوقت مدینہ مین تہے
یہ کہا جاوے کہ اونکو حضرت عیسے علیہ السلام کی دعوت نہین پہنچی کیونکہ دین عیسوی کی دعوت اس وقت اکثر شہرون مین نہین پہنچی تہی

اور وہ لوگ یہودیت پر قائم تھے تو وہ مومن تھے اپنے پیغمبر حضرت عیسے علیہ السلام کے ساتھ یہانتک کہ اسلام کا زمانہ آیا
اور وہ ایمان لائے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر (اور جب حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تو حضرت عیسے علیہ
السلام پر بھی ایمان لائے) اور اس سے اشکال اوٹھ جاویگا فائدہ دوسرا بیان اول یہ ہے کہ ان تین کی شرح میں ہے کہ
آیت کعب احبار اور عبد اللہ بن سلام کے حق میں اتری حالانکہ کعب صحابی نہیں ہیں اور وہ مسلمان ہوئے حضرت عمر رض
کے زمانے میں اور تفسیر طبری وغیرہ میں قتادہ سے منقول ہے کہ آیت عبد اللہ بن سلام اور سلمان فارسی کے باب میں اتری
اور یہ صحیح ہے کیسلیے کہ عبد اللہ یہودی تھے پھر مسلمان ہوگئے جیسے ہجرت کے ابھی آویگا اور سلمان نصرانی تھے پھر مسلمان ہو
جیسے عنقریب ہی آویگا اور یہ دونوں مشہور صحابی ہیں دوسرا یہ ہے کہ قرطبی نے کہا اہل کتاب میں وہ شخص جسکو دوہرا اجر
ملیگا وہ ہے جو اپنی شریعت میں حق پر قائم تہا اعتقاداً اور فعلاً یہانتک کہ ایمان لایا ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم
پر تو اسکو ایک ثواب اول حق کی اتباع پر ملیگا اور دوسرا دوسرے حق کی اتباع پر تیسرا یہ اشکال ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
ہرقل کو لکھا تہا تو مسلمان ہوجا اللہ تعالیٰ تجھکو دوہرا ثواب دیگا حالانکہ ہرقل ان نصاریٰ میں تہا جو اپنا دین
بدل چکے تھے اور میں نے شیخ الاسلام کی بحث اس بارے میں ابو سفیان کی حدیث بدء الوحی میں اوپر بیان کی ہے تیسیر
یہ ہے ابو عبد الملک بونی وغیرہ نے کہا حدیث یہودیوں کو شامل نہیں ہے اور یہ صحیح نہیں ہے جیسے اوپر گذرا اور دوسرے
کہا احتمال ہے کہ حدیث تمام مومنوں کو شامل ہو ان کا مومن میں جو وہ خیر کرچکے جیسے حکیم بن حزام کی حدیث میں ہے
جو کچھ تو آگے کر چکا ہے اسی میں مسلمان ہوا یعنی خیر جو پہلے کرچکا اور یہ بھی اعتراض ہوتا ہے کہ حدیث میں اہل کتاب کی قید ہے
تو اوروں کو کیونکر شامل ہوگی البتہ اگر خیر کو ایمان پر قیاس کریں تو شامل ہوسکتی ہے اور اس تنبیہ میں ایک نکتہ ہے
یعنے اشارہ ہے علیت کی طرف یعنی سبب دوہرے اجر کا ایمان ہے دو پیغمبروں پر اور کافروں کا ایسا حال نہیں ہے
اور ممکن ہے کہ فرق کیا جاوے اہل کتاب اور کفار میں اسطرح کہ اہل کتاب حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے تھے جیسے اللہ تعالیٰ
نے فرمایا وہ پاتے ہیں انکو لکھا ہوا توراۃ اور انجیل میں پھر جو ایمان لایا آپ پر اور آپکی پیروی کی ان میں سے اسکو فضیلت
ہوئی اور دوہرا اجر اسیطرح جسنے ان میں سے آپکی تکذیب کی اسکا عذاب بہی اوروں سے زیادہ سخت ہوگا اور ایسا ہی ازواج
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں کے حق میں کیونکہ انکے گہر میں وحی اترتی تہی اگر کوئی اعتراض کرے کہ حدیث
میں بی بیوں کا ذکر کیوں نہ کیا تاکہ چار کا عدد پورا ہوجاتا ہمارے شیخ شیخ الاسلام نے جواب دیا کہ بی بیوں کا قضیہ انکے
خاص ہے اور یہ تین شخص قیامت تک باقی رہینگے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے شیخ کا مذہب یہ ہے کہ مومن اہل کتاب کا قضیہ ہمیشہ
باقی رہیگا اور کرمانی نے دعویٰ کیا کہ یہ خاص ہے اس سے کہ ایمان لایا آنحضرت کے زمانے میں کیونکہ بعد زمانہ بعثت کے تو اون کے

ف ایت ہی ہین یعنے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اسوجہ سے کہ آپکی بعثت عام ہے اور اسکا مقتضے یہ ہے کہ یہ تمام نہ
ہوگا اس شخص کے لیے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین تہا اگر خاص کرین اسکو اس شخص سے جسکو دعوت نہین پہونچی تو
کچھہ فرق نہین نکلتا ایسے شخص مین آپکے زمانہ مین یا آپکے بعد اس صورت مین جو ہمارے شیخ نے کہا وہی ظاہر ہے
بات جو سمجھا ہے کہ کتابی عورت کا حکم مرد کا سا ہے جیسے تمام احکام مین جاری ہے اور عورتین مردون کے تابع
ہین ان مین مگر جہان دلیل ہو کہ حکم خاص ہے مردون سے تمام ہوا کلام حافظ ابن حجر کا **ف** دوسرے وہ غلام یا لونڈی
جو اللہ تعالے کا حق ادا کرے (مثلاً نماز روزہ وغیرہ) اور اپنے مالکون کا بہی حق ادا کرے (یعنے انکی خدمت پوری طرح بجا
لاوے) تیسرے وہ شخص جسکے پاس ایک لونڈی ہو (ایک روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ وہ اس سے صحبت کرتا ہو) وہ اسکو
اچھی طرح ادب سکھاوے (اخلاق حمیدہ) اور اسکی تعلیم کرے (یعنے دین کے احکام سکھلاوے) اچھی طرح سے پہر اسکو آزاد
کرکے اس سے نکاح کرلیوے اسکو بہی دو اجر ہین **ف** قسطلانی نے کہا یہان تصریح کی کہ اسکو بہی دو اجر ہین
حالانکہ اوپر کی کلام سے یہ بات نکل آتی ہے اس خیال سے کہ کوئی اسکے لیے زیادہ اجرون کا احتمال نہ کرے کیونکہ اسنے دو کر
زیادہ کام کیے تادیب اور تعلیم اور عتق اور تزوج اور وجہ اسکی یہ ہے کہ تادیب اور تعلیم کے اجر تو علاحدہ ہین خواہ اپنی
لونڈی کو ہو یا اجنبی کو سوا اسکے دو کام عتق اور تزوج ان دونون کے دو اجر ملینگے اور وطی کچھہ شرط نہین ہے بلکہ قدرت علے
الوطی کافی ہے اور باقی مباحث اسحدیث کے کتاب الجہاد مین آوینگے انتہے مختصراً **ف** عامر شعبی نے کہا (صالح سے)
ہمنے تجہکو یہ حدیث مفت مین دی **ف** حافظ ابن حجر نے کہا ظاہر یہ ہے کہ عامر نے خطاب کیا صالح سے اور اسیطرح
کرمانی نے جزم کیا کہ یہ خطاب صالح کیطرف ہے حالانکہ ایسا نہین ہے بلکہ شعبی نے یہ خطاب خراسان کے ایک شخص سے کیا
جسنے ان سے پوچہا تہا کوئی شخص لونڈی کو آزاد کرے پہر اس سے نکاح کرے تو کیسا ہے اور ہم اسکو بیان
کرینگے اس کتاب مین حضرت عیسے کے حال مین قسطلانی نے کہا عینی نے بہی حافظ ابن حجر سے اتفاق کیا اور یہی صحیح ہے اور مفت
دینے سے یہ غرض ہے کہ کچھہ اجرت نہین لی ورنہ تعلیم اور تبلیغ کا تو ثواب ملا **ف** اور ایک زمانہ وہ تہا کہ اس سے تہوڑی
حدیث کے لیے لوگ مدینہ تک کا سفر کرتے **ف** یعنے کوفے سے مدینہ منورہ کو ایک چہوٹی سی حدیث سننے کے
لیے جاتے حافظ ابن حجر نے کہا یہ بات جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاء راشدین کے زمانے مین تہی پہر حضرت
کے صحابہ مختلف شہرون مین پہیل گئے جب ملک فتح ہوئے اور وہان سکونت اختیار کی اب ہر شہر والون نے اپنے علماء پر
اکتفا کیا مگر جس شخص کو وسعت علم کی خواہش ہوئی اسنے مختلف شہرون کا سفر کیا اور ہر شہر مین جاکر وہان کے عالمون
کی حدیثین لین **مترجم** کہتا ہے یہی وجہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رح کو بہت سی حدیثین جو بخاری اور مسلم نے روایت

لیکن نہیں ملین اور انہوں نے ان مسائل میں قیاس کیا کیونکہ امام ابوحنیفہؒ نے علم حدیث حاصل کرنے کے لیے مختلف ملکوں
کا سفر نہیں کیا جیسے بخاری اور مسلم اور ائمہ حدیث نے مصر اور شام اور یمن اور عراق اور خراسان وغیرہ کا سفر کیا
اور ہر ملک کے صحابہ کی حدیثیں جمع کیں پس امام ابوحنیفہ کو وہی حدیثیں پہنچیں ہونگی جو کوفہ کے علماء کو معلوم تھیں اور
کوفے میں عبداللہ بن مسعودؓ رہتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہما امام ابوحنیفہ کے اکثر روایات انہی دو صحابیوں سے
ہیں یہ بات علم تاریخ سے ثابت ہے اور ہمیں کسی طرح کی شک نہیں پھر کیا ضرور ہے کہ جس مسئلہ میں ہمکو حدیث صحیح ملجاوے
ہم اسکا خلاف کریں اور امام ابوحنیفہ کے قیاس پر جمے رہیں میں سمجھتا ہوں کوئی سمجھدار حق پرست منصف مومن
اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے قول یا فعل پر کسی کے قول یا فعل کو مقدم نہیں کریگا اور اگر پیغمبر سے زیادہ اسکو کسی
سے الفت ہے تو وہ مومن نہیں ہمکو جو کچھ عشق اور محبت ہے وہ پیغمبر سے ہے اور ہم جانتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ بھی پیغمبر کے
تابعداروں اور کفش برداروں میں سے ایک شخص تھے اور وہ وصیت کر گئے ہیں کہ ہمارے قیاس اور عقل کو پیغمبر کی
حدیث کے سامنے دیوار پر پھینکدینا ہمکو ہر طرح حدیث کی پیروی لازم اور ضرور ہے حافظ ابن حجرؒ نے کہا دارمی نے بسند
صحیح بسر بن عبیداللہ سے روایت کیا کہ میں ایک حدیث کے لیے ایک شہر کا سفر کرتا اور ابوالعالیہ سے روایت کیا
ہم صحابہ سے حدیث سنتے پھر خوش نہ ہوتے جبتک سفر نہ کرتے اور خود انسے جاکر نہ سنتے قسطلانی نے کہا اس حدیث
کے سب راوی کوفی ہیں سوا ابن سلام کے اور اسمیں ایک تابعی نے دوسرے تابعی سے روایت کی ہے اور مؤلف نے
اسکو عتق اور جہاد میں نکالا اور احادیث انبیاء اور نکاح میں اور مسلم نے ایمان میں اور ترمذی نے نکاح میں اور
نسائی نے اور ابن ماجہ نے انتہی **باب** عِظَةِ الإِمَامِ النِّسَاءَ وَتَعْلِيمِهِنَّ امام کا وعظ کہنا عورتوں کو
سکھلانیکے لیے اور انکو دین کی باتیں سکھلانا **حَدَّثَنَا** سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَيُّوبَ
قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ أَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ عَطَاءٌ
أَشْهَدُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَظَنَّ أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعِ
النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي الْقُرْطَ وَالْخَاتَمَ وَبِلَالٌ يَأْخُذُ فِي
طَرَفِ ثَوْبِهِ وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَطَاءٍ وَقَالَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے سلیمان بن حرب (ازدی بصری) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی
ہمسے شعبہ بن حجاج نے اونہوں نے روایت کیا ایوب (سختیانی) سے کہا سنا میں نے عطا بن ابی رباح سلیمان کو (قرشی
حبشی اسود اعور افطس اشل اعرج اعمی الاخر) سے (یہ تابعی ہیں مشہور جلیل اور ثقہ) اونہوں نے کہا میں نے سنا ابن

عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا گواہی دیتا ہوں میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر یا عطا نے کہا گواہی دیتا ہوں میں ابن
عباس پر ف یعنے راوی کو تردد ہے کہ اشہد کا لفظ ابن عباس نے کہا یا عطا نے کہا اور روایت کیا اسکو اسی
طرح شک کے ساتھ حماد بن زید نے ایوب سے نکالا اسکو ابو نعیم نے مستخرج میں اور روایت کیا اسکو احمد بن حنبل نے غندر سے
انہوں نے شعبہ سے بالجزم اوس میں یہ ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں دونوں پر اور اس لفظ کے کہنے سے غرض یہ ہے کہ یہ حدیث
یقینی ہے اور یہ واقعہ سچا ہے اور امام بخاری کا مطلب اس باب کے لانے سے یہ ہے کہ پہلے جو گھر والوں کو وعظ کرنیکا استحباب بیان ہوا
وہ عام لوگوں کے لیے ہے اور امام اعظم کو اور اسکے نائب کو یہ مستحب ہے کہ علی العموم سب عورتوں کو وعظ سناوے
اور حدیث میں وعظ کی تصریح ہے اور تعلیم اس لفظ سے نکلتی ہے وَاَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ گویا انکو تعلیم کیا کہ صدقہ سے گناہ
معاف ہوتے ہیں ف کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نکلے (مردوں کی صف سے عورتوں کی صف کیطرف) اور آپ
کے ساتھ بلال تھے (ابو رباح کے بیٹے حبشی انکی ماں کا نام حمامہ تھا اور آپکے موذن تھے) آپ کو گمان ہوا کہ میری وعظ
(جو آپنے مردوں کو سنائی تھی) عورتوں نے نہیں سنی پس آپنے عورتوں کو وعظ کی (یعنے نصیحت کی آپنے فرمایا
یعنے تمکو دوزخ میں زیادہ دیکھا تم لعنت بہت کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو) ف قسطلانی نے کہا
یہ حدیث اصل ہے اس بات کی کہ عورتوں کو وعظ کی مجلس میں اسیطرح اور مجالس خیر میں آنا درست ہے بشرطیکہ فتنے کا ڈر
نہو ف اور حکم کیا انکو صدقہ دینے کا یعنے صدقہ نفل کا کیونکہ صدقہ گناہوں کو مٹنے والا ہے یا اوس وقت ایسا ہی محتاجوں کو
صدقہ کی ضرورت تھی تو اسی عبارت کا حکم دیا) بعضی عورت بالی ڈالنے لگی بعضی انگوٹھی اور بلال نے اپنی کپڑے میں
لینا شروع کیا (امام ابو عبد اللہ بخاری نے کہا) اسمعیل بن علیہ نے کہا ایوب سے روایت کر کے انہوں نے عطا سے
انہوں نے ابن عباس سے کہا میں گواہی دیتا ہوں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ف قسطلانی نے
کہا یہ جو امام بخاری نے اسمعیل کا قول نقل کیا تعلیق ہے کسلیے کہ امام بخاری نے اسمعیل بن علیہ سے ملاقات نہیں
کی اسمعیل اسی سال مرے جس سال امام بخاری پیدا ہوئے اور مؤلف نے اس تعلیق کو وصل کیا کتاب الزکوة میں حافظ
ابن حجر نے کہا اس تعلیق کے لانے سے یہ غرض ہے کہ اسمعیل کی روایت سے جزم ہوتا ہے اس بات کا کہ اشہد ابن
عباس کا کلام ہے اور ایسا ہی جزم کیا ابو داؤد طیالسی نے اپنی مسند میں شعبہ سے اور ایسا ہی نقل کیا وہب نے
ایوب سے ذکر کیا اسمعیلی نے اور کرمانی نے ایک نادر بات کہی انہوں نے کہا وَقَالَ اِسْمٰعِيْلُ احتمال ہے کہ معطوف ہو حدثنا
شعبہ پر تو مراد یہ ہوگی کہ حدثنا سلیمان بن حرب عن اسمعیل اس صورت میں تعلیق نہ ہوگی حالانکہ یہ قول کرمانی کا
مردود ہے کیونکہ سلیمان بن حرب نے اسمعیل سے مطلقاً روایت نہیں کی نہ یہ حدیث نہ اور کوئی حدیث اور مؤلف

نے اوسکو کتاب الزکوٰۃ مین وصل کیا موسیٰ بن ہشام سے انہون نے اسمٰعیل سے جیسے آگے آویگا اور ہم کئی بار کہہ چکے ہین کہ احتمالات عقلیہ کو نقلی امور مین کوئی دخل نہین ہے اگر ایسا ہی ہو تو کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ احتمال ہے کہ یہ اسمٰعیل علیہ کے بیٹے نہ ہون یا یہ ایوب سختیانی نہ ہون اور کوئی ہون اور ایسا ہی تمام رُواۃ مین احتمال ہو سکتا ہے پہر ان احتمالون کی وجہ سے وہ ایسی بات کا قائل ہوگا جو بالکل ناپسند ہی مترجم کہتا ہے کہ حدیث کا علم ہنسی ٹھٹھا اور مذاق نہین ہے نہ وہ ایسا آسان ہے کہ دو چار کتابین معقولات کی پڑھ لین اور لگے حدیث کی کتابون پر شرح یا حاشیے لکھنے حدیث کا علم عقلی نہین کہ ادھر گھر بیٹھے خیالی پلاؤ پکا دین یا باریک باریک موشگافی کرین حدیث مین لیاقت اور تبحر بہت مشکل ہے اور محدث یا حافظ ہونے کے لیے وسیع حافظہ درکار ہے اسکے سوا علم تاریخ اور اسماء الرجال اور لغت کی بہت ضرورت ہی جو لوگ صرف معقولات پڑھے ہوتے ہین جیسے ہمارے زمانے کے مُلّا انکی کیا بساط ہی کہ حدیث کی تحقیق کا دم بھرین یا محدثین سے گفتگو پر آمادہ ہون دیکھیے کرمانی اور عینی اور بدر دمامینی اور قسطلانی یہ سب فاضل تھے پر انمین سے ایک کو بھی حافظ ابن حجر سے کچھ نسبت نہ تھی اُن مین سے ایک کو بھی نہ احادیث ایسی منضبط تھین جیسے حافظ صاحب کو تھین نہ حدیث کی اتنی کتابون پر نظر تھی جتنی کتابون پر حافظ صاحب کی نظر تھی نہ اسماء الرجال مین حافظ صاحب کی طرح مہارت تھی اور یہی وجہ ہی کہ قسطلانی تو تحقیق رجال وغیرہ مین بالکل حافظ صاحب کے خوشہ چین ہین اور کرمانی حافظ صاحب سے اسبق ہین اور انکی شرح مختصر اور نہایت خوب ہے پر انسے اسی قسم کی غلطیان ہوگئی ہین جو فن رجال اور روایت سے متعلق ہین اور عینی نے اپنی بضاعت سے بہت کم لکھا ہے جو کچھ لکھا ہی وہ حافظ صاحب کی تحریر محقق دیکھکر اور جہان حافظ صاحب کا خلاف کیا ہے یا حافظ صاحب پر اعتراض کیا ہے یا اپنے ذاتی بضاعت سے لکھا ہے وہان کہین غلطی کی ہے اللہ تعالیٰ حافظ ابن حجر کا درجہ بلند کرے البتہ وہ حدیث کے بڑے حافظ اور امام تھے اور ان کی شرح سب شرحون پر فضل ہے حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ عورت کو اپنے مال مین سے بغیر خاوند کے اجازت صدقہ دینا درست ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ صدقہ اُن بہت سے گناہون کو میٹ دیتا ہے جنکی وجہ سے آدمی جہنم مین جاویگا انتہے

باب الحرص علی الحدیث حدیث حاصل کرنے کیلیے حرص کا بیان (حدیث سے مراد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہی) **حدثنا** عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ سُلَیْمَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِیْ عَمْرٍو عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّہٗ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِکَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقَدْ ظَنَنْتُ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ اَنْ لَّا یَسْئَلَنِیْ عَنْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ اَحَدٌ اَوَّلُ مِنْکَ لِمَا رَاَیْتُ

مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيثِ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِنْ
قَلْبِهٖ اَوْ نَفْسِهٖ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے عبدالعزیز بن عبداللہ بن یحییٰ اویسی نے کہ ابوالقاسم ہیں انہون نے
کہا حدیث بیان کی مجھسے سلیمان بن بلال ابو محمد تیمی قرشی نے اونہون نے روایت کی عمرو بن ابی عمرو مطلب بن
عبداللہ بن حنطب کے مولی ہین اونہون نے سعید بن ابی سعید مقبری سے انہون نے ابوہریرہ سے عبدالرحمن بن صخر سے
اونہون نے کہا یا رسول اللہ ف یہی اکثر لوگون کی روایت ہے اور ابوذر اور کریمہ کی روایت مین قیل کا لفظ
زیادہ ہے اثنا قال کے بعد اور یہ غلط ہے اور صحیح اسقاط قیل کا ہے اور شاید وہ ثلت تہا غلطی سے قیل ہو گیا اور
نے رقاق مین جو روایت کی اس مین ثلث ہے اور اسمعیلی کی روایت مین انہ سال ہے اور ابونعیم کی روایت مین یون
ہے ان ابا ہریرۃ قال یا رسول اللہ (ترجمہ) ف کون شخص سعادتمند ہوگا آپ کی شفاعت سے قیامت کے
روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ مین جان چکا تہا ای ابوہریرہ کہ مجھسے اس بات کو تجھ سے پہلے
کوئی نہ پوچھیگا اسواسطے کہ مین دیکھ چکا تیری حرص کو حدیث سننے کے لیے سعادتمند لوگون مین میری شفاعت سے
قیامت کے دن وہ شخص ہوگا جسنے لا الہ الا اللہ کو اپنے دل سے خلوص کے ساتھ کہا آدمی کو شک ہے کہ قلبہ کا لفظ فرمایا یا نفسہ کا
(راوی کو شک ہے) ف حافظ ابن حجر نے کہا لا الہ الا اللہ دل سے کہنا اس مین یہ مطلب ہے کہ شرک سے بچا ہو اور مراد
کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ساتھ کہے اور حرف جزء اول کو بیان کیا کیونکہ وہ علامت ہو مجموعہ کا جیسے بیان
مین گذرا اور یہ جو فرمایا دل سے کہے اس سے احتراز ہوا منافق سے اور اسعد کا کلمہ یعنی سعید کے ہے وہ فعل التفضیل نہین ہے
اور احتمال ہے کہ فعل التفضیل ہو یعنے زیادہ سعادتمند مومن مخلص ہوگا اگرچہ ہر کسی کو آپ کی شفاعت سے کچھ نہ کچھ
فائدہ حاصل ہوگا کیونکہ آپ شفاعت فرماوینگے کل خلق کو آرام دینے کے لیے قیامت کے دن کی شدت اور تکلیف سے اور
شفاعت کرینگے بعضے کافرون کی تخفیف عذاب کے لیے جیسے ابوطالب کے حق مین حدیث صحیح مین آیا ہے اور شفاعت
کرینگے بعضی مومنون کی جہنم سے نکالنے کے لیے اور بعضون کی جہنم مین نہ جانے کے لیے اور بعضون کے لیے جنت
مین بے حساب جانے کی اور بعضون کے درجہ بلند ہونے کی تو ظاہر ہوا کہ شفاعت کی سعادت سے مشرف ہونگے او زیادہ
سعادتمند وہ ہوگا جو مومن مخلص ہے اور مولف نے جو رقاق مین روایت کی اوسمین خالصًا من قبل نفسہ ہے یعنے اپنے
دل سے خالص ہو کر کہے اور یہ حدیث دلیل ہے کہ کلمہ شہادت زبان سے کہنا چاہیے انتہے

باب

كَيْفَ يُقْبَضُ الْعِلْمُ علم کیونکر اٹھیگا اسکا بیان وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ اِلٰى اَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ اُنْظُرْ مَا
كَانَ مِنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاكْتُبْهُ فَاِنِّي خِفْتُ دُرُوسَ الْعِلْمِ وَذَهَابَ الْعُلَمَاءِ

وَلَا يُقْبَلُ اِلَّا حَدِيْثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلْيُفْشُوا الْعِلْمَ وَلْيَجْلِسُوْا حَتّٰى يُعَلَّمَ مَنْ لَا يَعْلَمُ فَاِنَّ الْعِلْمَ
لَا يَهْلِكُ حَتّٰى يَكُوْنَ سِرًّا اور عمر بن عبد العزیز (خلیفہ عادل متبع سنت) نے ابوبکر بن حزم کو لکھا (یہ محمد بن عمرو
بن حزم انصاری کے بیٹے ہیں انکی نسبت کی ہے پردادا کی طرف اور اونکے دادا عمرو صحابی ہیں اونکے باپ محمد نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا اور ابوبکر تابعی تھے فقیہ اونکو عمر بن عبد العزیز نے مدینے کا امیر اور قاضی کیا تھا
اور اسیواسطے اونکو یہ خط لکھا اور اونکا نام سوا ابوبکر کے اور کچھ معلوم نہیں ہوا بعضوں نے کہا انکی کنیت ابو عبد الملک
تھی اور اونکا نام ابوبکر تھا اور بعضوں نے کہا اونکی کنیت بھی ابوبکر تھی) دیکھ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کو
یعنے اونکو اکٹھا کر اور کشمیہنی نے عندک روایت کیا ہے یعنی جو تیرے شہر میں ہوں) تو لکھ لے اونکو ف حافظ ابن
حجر نے کہا اس سے حدیث نبوی کے جمع کی ابتدا نکلتی ہے اور اس سے پہلے لوگوں کا بھروسا حفظ پر تھا جب عمر بن عبد
العزیز خلیفہ کو پہلی صدی کے اخیر میں علم اٹھ جانیکا ڈر ہوا علما کے مر جانے سے تو انہوں نے یہ خیال کیا کہ علم تدوین یعنی
جمع کرنے اور لکھنے سے منضبط (محفوظ) اور باقی رہیگا اور ابونعیم نے تاریخ اصفہان میں یہ قصہ اس عبارت سے روایت کیا
عمر بن عبد العزیز نے سب ملکوں میں لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کو جمع کرو (فتح) ف کیونکہ
میں ڈرتا ہوں کہیں علم مٹ نہ جاوے اور عالم مر جاویں اور نہیں قبول کیجاویگی مگر حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی ف اسلیے کہ حجت اور دلیل دو ہی چیزیں ہیں قرآن یا حدیث رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس سے
معلوم ہوا کہ سوا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور فعل کے اور کسی کا قول یا فعل صحابہ اور تابعین کے
نزدیک حجت نہ تھا کیونکہ عمر بن عبد العزیز تابعی تھے اور اونکے زمانے میں چند صحابہ بھی زندہ تھے اور یہ بھی معلوم ہوا
کہ علم دین عبارت ہے قرآن اور حدیث سے اور جو علم ان دونوں سے نکلے وہ بھی علم دین میں داخل ہے جیسے علم فقہ وہ کوئی
علاحدہ علم نہیں ہے بلکہ ملخص ہے ان احکام کا جو قرآن اور حدیث سے نکلتے ہیں پھر جو شخص قرآن اور حدیث حاصل کرے
وہی فقیہ ہے اور قرآن اور حدیث یہی دو چیزیں اسلام کا مدار ہے اگر حدیث نہ ہو تو قرآن پر عمل نہیں ہو سکتا نہ قرآن کا
مطلب سمجھ میں آسکتا ہے اور خود قرآن میں حکم ہے حدیث پر چلنے کا اور ہمکو تو قرآن اور حدیث دونوں حضرت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے پہنچی ہیں پس جیسے قرآن واجب العمل ہے ویسی ہی حدیث شریف بھی واجب العمل
ہے اور یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص قرآن پر چلنے کا دعوی کرے اور حدیث کو چھوڑ دے یا حدیث پر چلتا ہو اور قرآن
کو چھوڑ دے حدیث اور قرآن دونوں ایک ہیں اور دونوں ایک ہی شخص کی زبان سے ہمکو پہنچی ہیں گو قرآن اللہ عز و جل
کا کلام ہے اور حدیث اوسکے پیغمبر کا پر حدیث بھی اللہ عز و جل کا حکم ہے فرمایا اللہ تعالی نے مَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ

عنہ فانتہوا اور فرمایا من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اور فرمایا ما ینطق عن الہوی۔ اس زمانے میں چند محد پیدا
خدا اونکو تباہ کرے اور انکی شر سے ہر مسلمان کو بچا دے ایسے پیدا ہوئے ہیں جو حدیث کو اعتبار کے قابل نہیں جانتے
اور یہ کہتے ہیں کہ صرف قرآن سند کے لایق ہے اور حدیث سند نہیں کیونکہ بہت حدیثیں جھوٹی اور کچی سند کی ہیں
انکا جواب یہ ہے کہ کچی سند کی حدیثیں اور جھوٹی حدیثیں حدیث کے عالموں نے بڑی بڑی محنتیں کر کے جدا کر دی ہیں
اور صحیح اور حسن حدیثیں جدا کر دی ہیں اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی تو کل حدیثیں باجماع علما صحیح ہیں اور باقی چھ کتابیں
حدیث کی ہیں اون میں اکثر حدیثیں صحیح اور حسن ہیں اور کچھ ضعیف بھی ہیں پر موضوع (یعنے جھوٹی حدیثیں) اُن کتابوں
نہیں ہیں اس صورت میں یہ کتابیں اعتبار کے لائق ہیں اور صحیح بخاری تو قرآن کے بعد سب کتابوں سے زیادہ
صحیح ہے اور تیرہ سو برس تک جتنے مسلمان گذرے انکا اعتماد اس کتاب پر رہا ہے پھر اگر تمکو حدیث کی دوسری
کتابوں میں شبہ ہو تو صرف قرآن اور صحیح بخاری پر عمل کرو اور جب حدیث صحیح ہو جاوے اور کوئی شخص اسکو اعتبار کے
لائق نہ سمجھے تو وہ اسلام سے باہر ہو جاویگا گویا اُسنے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے قول یا فعل کو اعتبار کے لا
نہ سمجھا معاذ اللہ وہ مسلمان کہاں ہے اور اس شخص کو قرآن پر عمل کرنیکی کونسی ضرورت ہے اکثر حدیثیں سے یہی معلوم ہوا عمر
بن عبد العزیز جو خلیفہ وقت تھے اور علمانے اُن کو خلفاء راشدین مہدیین میں لکھا ہے انہوں نے کسی کے
قول یا فعل کو قابل قبول کے نہ سمجھا گر وہ صحابی ہو یا تابعی کیونکہ اُنکے زمانہ میں جتنے مسلمان تھے وہ یا صحابہ تھے یا
تابعین پھر مقلدین ذرا غور کریں تو اونکو معلوم ہو جاویگا کہ ائمہ مجتہدین کے اقوال یا افعال کیونکر مقبول ہو سکتے
ہیں علے الخصوص ایسی صورت میں جب وہ حدیث صحیح کے خلاف ہوں حدیث اور قرآن کے خلاف کسی کا قول
مقبول نہیں امام ہو یا مجتہد غوث ہو یا قطب ولی ہو یا شہید ملا ہو یا درویش یہ سب ایسی در کے گدا اور اسی خوان
کے زلہ ربا ہیں یا اللہ تو ہمکو سیر کر دے قرآن اور حدیث کا اور جب تک ہمکو زندہ رکھے قائم رکھ قرآن اور حدیث
پہ اور چلا قرآن اور حدیث پر یا اللہ ہمکو عشق دے قرآن اور حدیث کا اور ہمکو شغل دے قرآن اور حدیث کا اور ہماری
زبان اور جان اور دل سب کو فنا کر دے قرآن اور حدیث کی محبت میں آمین یارب العلمین ف اور لوگوں کو
چاہیے کہ علم کو فاش کریں (یعنے اسکو ظاہر کریں لوگوں کو سکھلاویں جو کوئی پوچھے اسکو بتاویں چھپا دیں نہیں)
اور بیٹھیں علم پڑھانے کے لیے کیونکہ علم تباہ نہیں ہوتا (یعنے ضایع نہیں ہوتا) جب تک وہ چھپایا نہیں جاتا
ف یعنے ہیبت نہیں ہوتا ہے جیسطرح بند مکان یا بند حجرے میں رکھا جاتا ہے ایسی حالت میں علم ضائع
ہو جاتا ہے یعنی لوگوں سے چھپ جاتا ہے برخلاف اسکے جب علم کی تعلیم مساجد اور جوامع مدارس میں ہوتی ہے ۔

تو وہ ضائع نہیں ہوتا حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ
دِيْنَارٍ بِذٰلِكَ يَعْنِيْ حَدِيْثَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اِلٰى قَوْلِهٖ ذَهَابُ الْعُلَمَاءِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے
علا بن عبد الجبار ابو الحسن بصری عطار نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد العزیز بن مسلم نے اونہوں نے
روایت کی عبد اللہ بن دینار سے یہی حدیث عمر بن عبد العزیز کی جو اوپر گذری ذہاب العلماء تک **ف** یہ حدیث نسخہ
مطبوعہ دہلی میں موجود ہے اور نسخہ مطبوعہ مصر اور متن قسطلانی میں نہیں ہے حافظ ابن حجر نے کہا یہ وصل اوس تعلیق
کا کشمیہنی اور کریمہ اور ابن عساکر کی روایت میں نہیں ہے قسطلانی نے کہا اور دونوں میں یہ سند موجود ہے اور
اصیلی کی روایت میں بجائے حدثنا کے قال ابو عبد اللہ ہے اور اس عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ ذہاب العلماء کے بعد سے
جو عبارت ہے وہ امام بخاری کا کلام ہے یا عمر بن عبد العزیز کا کلام ہے لیکن اس سند میں مذکور نہیں اور اول احتمال زیادہ
ظاہر ہے اور ابو نعیم نے مستخرج میں اسکی تصریح کی اور بیہقی اس روایت کو اکثر مقاموں میں نہیں لایا (یعنے ذہاب
العلماء تک اس صورت میں باقی مصنف کا کلام ہے اونہوں نے اسکو بیان کیا عمر بن عبد العزیز کے کلام کے بعد اور
وصل سے یہ ظاہر کر دیا کہ عمر بن عبد العزیز کا کلام ذہاب العلماء پر ختم ہو گیا ہے انتہی حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِيْ
اُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهٗ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ
رُءُوْسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا قَالَ الْفِرَبْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ قَالَ حَدَّثَنَا
قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ هِشَامٍ نَحْوَهٗ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے اسمعیل بن ابی اویس نے اونہوں نے کہا
حدیث بیان کی مجھسے مالک (بن انس) نے اونہوں نے روایت کی ہشام بن عروہ سے اونہوں نے اپنے باپ سے (بن زبیر) اونہوں نے عبد اللہ بن
عمرو بن عاص سے اونہوں نے کہا میں نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے (حجۃ الوداع میں جیسے
احمد اور طبرانی نے ابو امامہ سے روایت کیا اونہوں نے کہا جب حجۃ الوداع ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
لو علم کو اوٹھ جانے سے پہلے ایک گنوار بولا علم کیونکر اوٹھ جائیگا آپ نے فرمایا آگاہ رہو علم کا اوٹھنا عالموں کا اوٹھنا ہے
تین بار یہ فرمایا) بیشک اللہ تعالیٰ نہیں اوٹھا دیگا علم کو چھین کر اسطرح سے کہ چھین لے اوسکو بندوں سے (یعنے دلوں سے
نکال لیوے یا آسمان کو اوٹھا لیوے ابن منیر نے کہا دلوں سے علم کا مٹ جانا ممکن ہے اور قدرت کے رو سے جائز ہے لیکن
اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہوگا) لیکن اوٹھا دیگا علم کو عالموں کو اوٹھا کر (یعنے انکی جانیں قبض کرکے)
یہانتک کہ جب کسی عالم کو اللہ تعالیٰ باقی نہ رکھیگا اوس وقت لوگ جاہلوں کو اپنا سردار (رئیس) بنا لینگے اونسے مسئلے

پوچھینگے وہ بے علم جواب دینگے پھر خود بھی گمراہ ہونگے اوروں کو بھی گمراہ کرینگے (ایک روایت میں ہے کہ اپنی رائے اور عقل
سے جواب دینگے) فربری (ابو عبداللہ محمد بن یوسف بن مطر جو شاگرد ہیں امام بخاری کے اور راوی ہیں اس کتاب کے
امام بخاری رحمہ سے) نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عباس نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے قتیبہ بن سعید نے
اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے جریر (بن عبد الحمید ضبی) نے اونہوں نے روایت کی ہشام (بن عروہ) سے ہشام بن عروہ
سے اسی سند سے روایت کی ف یعنے امام مالک کی روایت کی حافظ ابن حجر نے کہا یہ راوی کی زیادتی ہے اور یہ اس
کتاب میں کم ہوا ہے اور قتیبہ کی اس روایت کو مسلم نے نکالا دارقطنی نے کہا کہ یہ حدیث موطا میں کسی نے روایت
نہیں کی سوا معن بن عیسیٰ کے لیکن روایت کیا ہے اسکو مالک کے اصحاب نے جیسے ابن وہب وغیرہ نے موطا سے الگ اور ابن
عبد البر نے کہا سلیمان بن یزید نے بھی اسکو موطا میں روایت کیا ہے اور یہ حدیث ہشام بن عروہ کی روایتوں سے مشہور ہوئی
تو ستر آدمیوں سے زیادہ نے حرمین اور عراقین اور شام اور خراسان اور مصر وغیرہ کے لوگوں میں سے اُنسے یہ حدیث روایت کی
اور موافقت کی انکی اس روایت پر ابوالاسود نے اور انکی روایت صحیحین میں ہے اور زہری نے اور انکی روایت نسائی میں ہے
اور یحییٰ بن ابی کثیر نے اور انکی روایت صحیح ابی عوانہ میں ہے ان سبھون نے عروہ سے روایت کیا اور عروہ کی متابعت
کی عمر بن الحکم بن ثوبان نے عبد اللہ بن عمرو سے انکی روایت صحیح مسلم میں ہے اور یہ حدیث ترغیب نکالتی ہے علم کے یاد
کرنیکی اور یہ بھی نکلتا ہے کہ جاہلوں کو رئیس بنانے سے پرہیز کرنا چاہیے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ فتویٰ دینا حقیقی ریاست ہے اور
جو بغیر علم کے فتویٰ دیوے اسکی مذمت نکلتی ہے اور جمہور علماء نے دلیل لی ہے اس حدیث سے کہ زمانہ مجتہد سے خالی ہو سکتا
اور ہم اسکو کتاب الاعتصام میں بیان کرینگے باب هَلْ يُجْعَلُ لِلنِّسَاءِ يَوْمٌ عَلَى حِدَةٍ
فِي الْعِلْمِ کیا امام عورتوں کی تعلیم کے لیے کوئی دن جداگانہ مقرر کرے حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ
قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْأَصْبَهَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ النِّسَاءُ
لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَلَبَنَا عَلَيْكَ الرِّجَالُ فَاجْعَلْ لَنَا يَوْمًا مِنْ نَفْسِكَ فَوَعَدَهُنَّ يَوْمًا لَقِيَهُنَّ
فِيهِ فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ فَكَانَ فِيمَا قَالَ لَهُنَّ مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ ثَلَاثَةً مِنْ وَلَدِهَا إِلَّا كَانَ
لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَاثْنَيْنِ فَقَالَ وَاثْنَيْنِ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے آدم بن ابی ایاس نے
اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ (بن حجاج) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابن اصبہانی (عبد الرحمن
بن عبد اللہ کوفی) نے اونہوں نے کہا میں نے سنا ابو صالح ذکوان سے وہ حدیث روایت کرتے تھے ابو سعید خدری (سعد بن
مالک) سے اونہوں نے کہا عورتوں نے عرض کیا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غالب ہوئے ہم پر مرد آپکے پاس

آتے ہین (اور آپ کا کلام سننے مین کیونکہ وہ قوی ہین (اور ہم کمزور) تو آپ ہمارے لیے ایک دن مقرر کر دیجیے اپنی طرف
سے آپ نے اُنسے وعدہ کیا اور ایک دن اُنسے جا کر ملے پھر اُنکو نصیحت کی اور حکم کیا دین کے کامونکا) آپنے جو باتین
اُنسے فرمائین اُن مین یہ بات بھی تھی کوئی عورت تم مین سے ایسی نہین جو اپنے تین لڑکے آگے بھیجے (یعنی اوسکے تین بچے
اُسکے سامنے مر جاوین) مگر اُسکے لیے جہنم سے ایک روک ہو جاویگی ایک عورت نے عرض کیا اگر دو بچے بھیجے آپنے فرمایا اور دو
ف یعنی دو کا بھی یہی حکم ہے جس عورت کے دو بچے مر جاوین اور وہ صبر کرے اُسکے لیے بھی جہنم سے آڑ ہو جاویگی -
اس عورت کے نام مین اختلاف ہے جس نے عرض کیا تھا اگر دو بچے بھیجے قسطلانی نے کہا وہ عورت ام سلیم تھین جیسے
احمد اور طبرانی نے روایت کیا یا ام ایمن تھین جیسے طبرانی نے معجم اوسط مین روایت کیا یا ام مبشر تھین جیسے مولف نے
نے بیان کیا حافظ ابن حجر نے کہا اسکا ذکر خدا چاہے تو کتاب الجنائز مین آویگا قسطلانی نے کہا مرد کا حکم مثل عورت
کے ہے اس باب مین حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا غندر قال حدثنا شعبة عن عبد الرحمن
بن الاصبهانی عن ذكوان عن ابی سعید عن النبی صلی الله علیه وسلم بهذا وعن عبد الرحمن بن الاصبهانی
قال سمعت ابا حازم عن ابی هریرة قال ثلاثة لم یبلغوا الحنث ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے محمد بن
بشار نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے غندر (محمد بن جعفر بصری) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے
شعبہ بن حجاج) نے اونہون نے روایت کی عبد الرحمن بن اصبہانی سے اونہون نے روایت کی ذکوان سے اونہون نے
ابو سعید خدری سے اونہون نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہی روایت جو اوپر گذری) ف حافظ
ابن حجر نے کہا امام بخاری نے اس اسناد کو ذکر کیا دو فائدون کے لیے ایک تو اسواسطے کہ ابن اصبہانی کا نام اسناد مین موجود ہے
جو مبہم ہے پہلی روایت مین دوسرے ابو ہریرہ کا طریق زیادہ کرنیکے لیے جو آگے آتا ہے ت اور روایت کی عبد
الرحمن بن اصبہانی سے اونہون نے کہا مین نے سنا ابو حازم (سلمان اشجعی کوفی) سے اُنہون نے روایت کی ابو ہریرہ رض سے
(یہی حدیث) اسمین اتنا ہے کہ وہ تینون بچے جوان نہ ہوئے ہون ف یعنی بالغ ہونے سے پہلے مر جاوین اور اسکی
علت یہ ہے کہ ایسے بچون پر بہت رحم ہوتا ہے اور جوان ہوئے بعد اکثر بچے ماں باپ کے نافرمان ہو جاتے ہین اور ماں
باپ اُنسے خوش نہین رہتے اور چونکہ ایسے چھوٹے بچون کا رنج ماں کو زیادہ ہوتا ہے اسواسطے ماں کی تخصیص کی
اور حدیث سے یہ نکلا کہ صحابہ کی عورتون کو وعظ سننے کا اور دین کی باتین سیکھنے کا بڑا شوق تھا اور وعدے کا جواز
اور یہ کہ مسلمانونکے بچے جنتی ہین اور ابو ہریرہ کی حدیث مرفوع ہے اور عبد الرحمن کی روایت موصول ہے اور معلق
ہے اشعبہ نے اسکو عبد الرحمن سے روایت کیا دو اسناد دوسرے تو عن عبد الرحمن معطوف ہے پہلے عن عبد الرحمن پر اور جسنے یہ گمان کیا

باب من سمع شیئا فراجع حتی یعرفہ

کہ عبدالرحمن کی روایت معلق ہے انسے وہم کیا (فتح الباری) **باب** من سمع شیئا فراجع حتی یعرفہ باب
بیان میں اسکے کہ کوئی شخص دوسرے سے کوئی بات سنے پھر سمجھنے کے لیے دوبارہ اُس سے پوچھے (اصیلی کی روایت میں
فراجع فیہ ہے اور ایک روایت میں فراجعہ ہے اور ابوذر کی روایت میں سمع شیئا کے بعد فلم یفہمہ زیادہ ہے یعنی
پھر پوچھے اسکو (قسطلانی) **حدثنا** سعید بن ابی مریم قال اخبرنا نافع بن عمر قال حدثنی ابن ابی ملیکۃ
ان عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانت لا تسمع شیئا لا تعرفہ الا راجعت فیہ حتی تعرفہ
وان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من حوسب عذب قالت عائشۃ فقلت او لیس یقول اللہ تعالی
فسوف یحاسب حسابا یسیرا قالت فقال انما ذلک العرض ولکن من نوقش الحساب یہلک
ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے سعید بن ابی مریم نے (ابو مریم انکے پردادا ہیں انکے باپ حکم بن محمد بن ابی مریم ہیں) انہوں نے
کہا خبر دی ہمکو نافع بن عمر جمحی قرشی مکی نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے ابن ابی ملیکہ (عبداللہ بن عبیداللہ) نے
انہوں نے کہا ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رض کا یہ حال تہا وہ کوئی بات ایسی نہ سنتیں جو انکو معلوم نہ ہوتی یعنی انکی
سمجھ میں نہ آتی مگر وہ اسکو دوبارہ پوچھتیں یہانتک کہ اسکو سمجھ لیتیں (یہ انکی کمال دانائی اور دانشمندی تہی) **ف**
دوبارہ پوچھتیں یعنے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حافظ ابن حجر نے کہا یہ روایت بظاہر منقطع معلوم ہوتی ہے
کیونکہ ابن ابی ملیکہ تابعی ہیں انہوں نے اس زمانہ کو نہیں پایا جب حضرت عائشہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دوبارہ پوچھتیں
لیکن آئندہ کی عبارت سے اسکا وصل معلوم ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے حضرت عائشہ کا قول نقل کیا تو معلوم ہوا کہ انسے
یہ بات سنی ہے **ت** اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص سے حساب ہوگا اسکو عذاب ہوگا یہ سنکر
حضرت عائشہ نے عرض کیا اللہ تعالے کیا نہیں فرماتا یہ قریب ہے کہ وہ حساب کیا جاویگا آسانی سے آپنے فرمایا اس آیت
میں جس حساب کا ذکر ہے اُس سے ترازو کے سامنے لایا جانا مراد ہے لیکن جس سے حساب میں جھگڑا ہوگا وہ تباہ ہوگا **ف**
حافظ ابن حجر نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ حضرت عائشہ کو احادیث کا مطلب سمجھنے میں بڑی حرص تہی اور یہ بھی نکلا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علم کی بات دوبارہ پوچھنے سے رنجیدہ نہیں ہوتے تہے اور یہ بھی نکلا کہ علم دین میں بحث و مناظرہ
کرنا درست ہے اور یہ بھی نکلا کہ حدیث کا معارضہ قرآن سے کرسکتے ہیں اور یہ بھی نکلا کہ حساب میں تفاوت ہوگا اور
یہ بھی نکلا کہ اس قسم کا سوال ہر سوال میں داخل نہیں جس سے صحابہ منع کیے گئے تہے اور ایسا ہی اتفاق حضرت عائشہ کے سوا
اوروں کو بھی ہوا ام المومنین جناب حفصہ کی حدیث میں ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا جو بدر یا حدیبیہ میں شریک
تہا وہ دوزخ میں نہ جاویگا تو انہوں نے کہا اللہ تعالے تو فرماتا ہے تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو دوزخ پر وارد نہ ہو

تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اور جب یہ آیت اتری اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ تو صحابہ نے کہا ہم میں سے کون ایسا ہو جسنے ظلم نہیں کیا (گناہ) اپنی جان پر آپ نے فرمایا ظلم سے مراد شرک ہے لیکن صحابہ نے ایسا بہت کم کیا ہے اسلیے کہ وہ عربی زبان کو خوب پہچانتے تھے اس صورت میں جو مذمت مشکل سوال کرنیوالوں کی آئی ہے اس سے مراد وہ ہے جو الزام دینے کیلیے بے ضرورت سوال کرے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جنکے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہ کا کھوج کرتے ہیں فساد کرنے کے لیے اور حضرت عائشہؓ کی یہی شان ہے جب تم ایسے سوال کرنیوالوں کو دیکھو تو وہ وہی لوگ ہیں جنسے اللہ نے ڈرایا اور اسیلیے حضرت عمرؓ نے صبیغ پر انکار کیا جب اُسنے ایسے سوال بہت کیے اور اُسکو سزا دی اور اِسکا مفصل بیان جو چاہیے تو کتاب الاعتصام اور کتاب الرقاق میں آویگا (فتح الباری) **بَابٌ** لِيُبَلِّغِ الْعِلْمَ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ قَالَہُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ باب بیان میں اسکے کہ جو حاضر ہو وہ غائب کو علم کی بات پہنچا دیوے یہ ابن عباسؓ نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے **ف** قسطلانی نے کہا اس تعلیق کو خود مؤلف نے روایت کیا موصولاً کتاب الحج میں باب الخطبۃ ایام منیٰ میں فتح الباری میں ہے کہ ابن عباسؓ کی روایت میں کسی طریق سے یہ عبارت نہیں ہے بلکہ انکی روایت میں اور سوا انکے اوروں کی روایت میں علم کا لفظ نہیں ہے اور مؤلف نے مراد اسکا مطلب رکھا کیونکہ پہونچا دینے کا حکم علم ہی کے واسطے ہے انتہی **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيْدٌ عَنْ اَبِي شُرَيْحٍ اَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوْثَ اِلٰى مَكَّةَ ائْذَنْ لِيْ اَيُّهَا الْاَمِيْرُ اُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ سَمِعَتْهُ اُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِيْ وَاَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِيْنَ تَكَلَّمَ بِهٖ حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ فَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يَّسْفِكَ بِهَا دَمًا وَّلَا يَعْضُدَ بِهَا شَجَرَةً فَاِنْ اَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا فَقُوْلُوْا اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذِنَ لِرَسُوْلِهٖ وَلَمْ يَاْذَنْ لَكُمْ وَاِنَّمَا اَذِنَ لِيْ فِيْهَا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ثُمَّ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْاَمْسِ وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَقِيْلَ لِاَبِيْ شُرَيْحٍ مَا قَالَ عَمْرٌو قَالَ اَنَا اَعْلَمُ مِنْكَ يَا اَبَا شُرَيْحٍ اِنَّ مَكَّةَ لَا تُعِيْذُ عَاصِيًا وَّلَا فَارًّا بِدَمٍ وَّلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے عبداللہ بن یوسف (تنیسی) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے لیث (ابن سعد مصری) نے (اصیلی اور ابن عساکر کی روایت میں حدثنا اللیث ہے) انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے سعید (ابن ابی سعید مقبری) نے (اصیلی اور ابن عساکر اور ابوالوقت کی روایت میں سعید بن ابی سعید ہے اور کریمہ کی روایت میں ہو ابن ابی سعید ہے) انہوں نے روایت کی ابو شریح (خویلد بن عمرو بن صخر خزاعی کعبی صحابی مشہور) سے (اس کتاب میں انسے تین حدیثیں مروی ہیں) انہوں نے

کہا عمرو بن سعید ابن عاص بن امیہ قرشی اموی سے (اسکا لقب اشدق تہا اور وہ صحابی ہے نہ اسکا شمار نیک تابعین
مین سے ہے ف عینی نے کہا اسکے باپ کے بہی صحابی ہونے مین اختلاف ہے اور علامہ ابن حجر نے اس عمرو بن سعید کی
نسبت کہا کہ وہ تابعین باحسان مین سے بہی نہین ہے حالانکہ اسکا تابعی ہونا ظاہر ہے کیونکہ لقا صحابہ سے اسکی وجہ یہ ہے
کہ عمرو بن سعید علیہ ما یستحقہ عامل تہا مدینہ منورہ کا ؟ فوجین تیار کرکے مکہ معظمہ کو عبد اللہ بن زبیر رض سے لڑنے کے لیے روانہ
کین کیونکہ عبد اللہ بن زبیر رض نے یزید پلید کی بیعت سے انکار کیا تہا اور مکہ معظمہ اور حرم محترم کی پناہ لی تہی اور یہ قصہ
مشہور ہے اور خلاصہ اسکا یہ ہے کہ معاویہ رض نے مرتے وقت یزید کی خلافت کی وصیت کی تہی تو سب لوگون نے اس سے
بیعت کر لی مگر امام حسین بن علی علیہ وعلے آبائہ السلام اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس مردود سے بیعت نہ کی (کیونکہ وہ
فاسق اور فاجر اور امارت کے لائق نہ تہا لیکن محمد بن ابی بکر وہ معاویہ کے مرنے سے پہلے مر چکے تہے اور عبد اللہ بن عمر نے
جب معاویہ مری تو یزید سے بیعت کر لی اور امام حسین علیہ السلام کوفہ کو تشریف فرما ہوئے اس وجہ سے کہ کوفہ والون نے آپکو بلا بہیجا
تہا آپسے بیعت کرنیکے لیے اور یہی سبب ہے آپکے قتل ہونے (میدان کربلا مین بڑے ظلم سے) اور عبد اللہ بن زبیر مکہ مین رہتے تہے
اور انکو کعبہ کا پناہ لینے والا کہتے ہین اور مکہ کے وہی حاکم رہے یہانتک کہ یزید نے اپنے امیرون کو جو مدینہ مین تہے حکم کیا مکہ
پر فوج کشی کرنے کا اور اسکا انجام یہ ہوا کہ اہل مدینہ نے اتفاق کیا یزید کو خلافت سے موقوف کرنے پر (فتح الباری) ف
اور وہ لشکر روانہ کر رہا تہا مکہ معظمہ کو (یہ واقعہ سنہ ٦١ ہجری کا ہے) ای امیر مجہے اجازت دے ایک حدیث مین تجہسے بیان
کرتا ہون جسکو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ کی فتح کے دوسرے روز ارشاد فرمایا (یعنے بیسوین رمضان سنہ ٨ ہجری
مین) اس حدیث کو میرے دونو کانون نے سنا اور میرے دل نے اسکو یاد رکہا اور میری دونون آنکہون نے دیکہا جب آپنے حدیث فرمائی (یعنے
مین نے دوسرے کی آڑ سے نہین سنی بلکہ آنکہون کے سامنے آپسے سنی اور مقصود ابو شریح کا اسسے یہ ہے کہ یہ حدیث مجہکو بخوبی یاد ہے)
آپنے اللہ جل جلالہ کی تعریف کی اور اسکی ستائش بیان کی پہر فرمایا کہ مکے کو اللہ تعالے نے حرام کر دیا (جسدن آسمان اور زمین پیدا کیا)
اور لوگون نے اسکو حرام نہین کیا ف یعنے مکہ کی حرمت اللہ کی طرف سے ہے اور اسکے حکم سے ہے نہ یہ کہ لوگون نے اپنی طرف سے
اسکو حرام ٹہرالیا ہو تو حرمت اسکی قدیمی ہے بحکم الٰہی اور جس روایت مین آیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسکو حرام کیا وہ اسکے
خلاف نہین کیونکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نے اسکی حرمت دوبارہ ظاہر کی بعد اسکے کہ خانہ کعبہ طوفان کے
وقت اٹہہ گیا تہا اور اسکی بنا مٹ گئی تہی (قسطلانی) ف تو حلال نہین ہے کسی شخص کے لیے جو ایمان رکہتا ہو اللہ تعالے
پر اور پچہلے دن پر (قیامت پر) کہ وہ مکہ مین خون بہاوے اور وہان کا درخت کاٹنا بہی حلال نہین ہے پہر اگر کوئی شخص لڑائی
جائز ہونے کی یون دلیل نکالے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے وہان لڑائی کی ہے تو اسکا جواب یون کہو کہ اللہ تعالے

نے اپنے رسول کو اجازت دی تھی (اسکی اور یہ خاص آپکے لیے اجازت تھی) اور تمکو اجازت نہین دی اور مجھکو بھی جو اللہ تعالے
نے اجازت دی مکہ مین لڑنے کی تو ایک گھڑی دن کے لیے دی بعد اسکے اسکی حرمت آجکے دن ویسی ہی ہو گئی جیسے کل تھی
اور چاہیے کہ جو شخص حاضر ہو وہ غائب کو پہونچا دیوے (یعنی یہ بات سنا دے) امام احمد نے روایت کیا کہ یہ اجازت طلوع آفتاب
سے عصر تک تھی صرف قتال کی نہ درخت کاٹنے کی) لوگون نے ابو شریح سے کہا عمرو (ابن سعید) نے یہ سنکر کیا جواب دیا انہون
نے کہا عمرو نے یہ کہا کہ مین تم سے زیادہ علم رکھتا ہون اے ابو شریح بیشک مکہ نہین پناہ دیتا ہے گنہگار کو (جسپر حد شرعی لازم
ہو) اور نہ اسکو جو خون کرکے بہاگ جاوے اور نہ اسکو جو چوری کرکے بہاگ جاوے **ف** حدیث مین خربہ کا لفظ ہے
بفتح خا اور سکون را اوسکا ترجمہ چوری ہے مستملی کی روایت مین یہ تفسیر ثابت ہے ابن بطال نے کہا خربہ بضم خا فساد اور
بفتح خا چوری قسطلانی نے کہا اصیلی کی روایت مین جیسے قاضی عیاض نے کہا بضم خا منقول ہے جسکے معنے فساد کے
ہین اور بدر دمامینی نے بکسر را یعنی نقل کیا ہے اور عمرو بن سعید نے جو اسمین تصرف کیا اور ایسا کلام کیا جسکا ظاہر حق
ہے لیکن اسکا مطلب غلط ہے کیونکہ ابو شریح نے اوسپر اعتراض کیا تہا کہ مکہ پر فوجین بہیجنا اور وہان لڑائی کرنا حدیث کی
رو سے منع ہے اوسنے یہ جواب دیا کہ مکہ مین بہاگ جانے سے قصاص نہین رکتا اور یہ صحیح ہے مگر عبد اللہ بن زبیر نے کوئی ایسا
کام نہین کیا تہا جسکی وجہ سے اونپر حد یا قصاص لازم ہوتا اور مکہ اونکو پناہ دیتا اور ہم اس حدیث کی مباحث کتاب الحج
مین بیان کرینگے اور وہان یہ بھی ذکر کرینگے کہ علماء نے اختلاف کیا ہے حرم محترم مین قتال کرنے مین (فتح الباری)
قسطلانی نے کہا کہ عبد اللہ بن زبیر زیادہ مستحق تہے خلافت کے یزید سے کیونکہ عبد اللہ بن زبیر سے پہلے بیعت ہو چکی تھی
اور یزید سے اوسکے بعد بیعت ہوئی علاوہ اسکے عبد اللہ بن زبیر رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی تہے انکے سوا
اسکے یزید فاسق اور فاجر تہا اور عبد اللہ بن زبیر علاوہ صحابی ہونے کی زبیر کے بیٹے تہے جو حضرت صلعم کے پہوپہی زاد
بہائی تہے اور عبد اللہ بن زبیر کی مان اسماء تہین جو ابوبکر صدیق کی بیٹی اور حضرت عائشہ کی بہن اور رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سالی تہین یزید مین یہ کوئی بات نہ تھی نہ اسکے باپ مین وجہ کہ تہے ندان اس ترتیبہ کی تہیز
خیر جاری ہین ہے کہ ابو شریح نے عمرو سے کہا مین حاضر تہا اور تو غائب تہا اور ہمکو حضرت صلعم نے حکم دیا غائب کو پہنچا
دینے کا اسلیے ہم نے آپکا حکم تجھے پہنچا دیا اب تجھکو اختیار ہے قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مؤلف نے حج اور مغازی
مین روایت کیا اور مسلم نے حج مین اور ترمذی نے حج مین اور دیات مین اور نسائی نے حج اور علم مین حافظ ابن حجر
نے کہا اس حدیث سے اتنی باتین نکلتی ہین شرف مکہ کا تقدیم حمد و ثنا مطلب پر آثبات خاصہ رسول اللہ صلعم اور مسلمین آپ کے
ساتہ تمام احکام مین مگر جہان تخصیص ثابت ہو جاوے وقوع نسخ فضل ابو شریح بوجہ اتباع پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

انہے حدثنا عبداللہ بن عبد الوہاب حدثنا حماد عن ایوب عن محمد عن ابن ابی بکرۃ عن ابی بکرۃ ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فان دماءکم واموالکم قال محمد واحسبہ قال واعراضکم علیکم حرام کحرمۃ یومکم ھذا فی شہرکم ھذا الا لیبلغ الشاھد الغائب وکان محمد یقول صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان ذلک الا ھل بلغت مرتین ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے حماد بن زید بصری نے انہوں نے روایت کی ایوب (سختیانی) سے انہوں نے محمد ابن سیرین سے انہوں نے ابن ابی بکرہ (عبدالرحمان) سے انہوں نے (اپنے باپ) ابو بکرہ (نفیع) سے (اور ابوذر کے نسخہ میں عن محمد عن ابی بکرۃ ہے باسقاط ابن ابی بکرۃ اور صحیح اول ہے) انہوں نے ذکر کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمایا آپ نے تمہارے خون اور تمہارے مال (محمد نے کہا میں سمجھتا ہوں یہ بھی کہا تمہاری عزتیں) تم پر حرام ہیں (یعنے ایک پر دوسرے کا خون بہانا مال لوٹنا عزت بگاڑنا حرام ہے) جیسے اس دن کی حرمت ہے اس مہینے میں آگاہ رہو البتہ پہونچادیگا جو حاضر ہے غائب کو یعنی جو لوگ اسوقت موجود ہیں وہ ان لوگوں کو جو اسوقت حاضر نہیں ہیں یہ حدیث پہونچادیں گے) محمد بن سیرین کہتے تہے سچ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یعنے جیسا آپ نے فرمایا تہا ویسا ہی ہوا کہ حاضرین نے یہ حدیث غائبین کو پہونچادی) آگاہ رہو میں نے کیا پہونچادیا (اللہ کے حکم کو) دوبار یہ فرمایا **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے یعنے الا ھل بلغت اور وکان محمد یقول صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ جملہ معترضہ ہے اور یہی ٹہیک ہے اسکے سوا جو کہا گیا اوسکی طرف التفات کرنا چاہیے اور یہ حدیث دوسری اسناد سے اوائل کتاب العلم میں گذر چکی اور اس سے

یہ عبارت جو خطوط وحدانی میں ہے مترجم کی طرف سے نہیں بلکہ حدیث کا ترجمہ ہے ۱۲

تفسیر سورۂ براۃ میں آویگی وہاں ہم بیان کرینگے جو بیان کرنا ہے **باب** اثم من کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم باب بیان میں اسکے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر جہوٹ باندہنا کتنا بڑا گناہ ہے (خدا ہمکو اس گناہ سے اور تمام گناہوں سے بچاوے) **حدثنا** علی بن الجعد قال اخبرنا شعبۃ قال اخبرنی منصور قال سمعت ربعی بن حراش یقول سمعت علیا یقول قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تکذبوا علی فانہ من کذب علی فلیلج النار ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے علی بن الجعد (جوہری بغدادی) نے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو شعبہ بن حجاج نے انہوں نے کہا خبر دی مجھکو منصور (بن المعتمر) نے اونہوں نے کہا میں نے سنا ربعی بن حراش (حائے مہملہ کے کسرہ سے بن جحش غطفانی عبسی کوفی اعور) سے (بعضوں نے کہا انہوں نے کبہی جہوٹ نہیں بولا اور انہوں نے قسم کہائی تہی کہ میں کبہی نہیں ہنسوں گا جبتک مجہکو معلوم نہ ہوجاوے کہ میرا ٹہکانا کہاں ہے جنت یا دوزخ میں) پہر نہیں ہنسے مگر مرتے وقت وفات پائی انہوں نے عمر بن عبدالعزیز

کی خلافت سنا یا سنا ہمین) انہون نے کہا مین نے سنا (جناب امیر المومنین اسد اللہ الغالب) علی ابن ابیطالب سے
ف قسطلانی نے کہا ان لوگون مین سے ہین جو پہلے اسلام لائے اور عشرہ مبشرہ مین ہین اور خلفاء راشدین
مین اور علماء ربانیین مین اور سپاہداران مشہورین مین انہون نے پانچ برس تک خلافت کی اور وفات پائی کوفہ
مین اتوار کی رات ۱۹ رمضان سنہ ۴۰ ہجری مین اور انکی عمر ۶۳ برس کی تھی رضی اللہ جل جلالہ عنہ اور اونکو مارا
عبدالرحمان بن ملجم نے زہر آلود تلوار سے اور اس کتاب مین انسے انتیس حدیثین مروی ہین انتہے مترجم کہتا ہے
کہ مجھکو صغر سن سے جناب علی مرتضی رض سے ایک خاص طرح کی محبت اور خلوص قلبی ہے کہ ویسی محبت کسی صحابی سے نہین
ہے اور مین نے جناب موصوف کو اوسی حلیہ کے ساتھہ جو کتابون مین مرقوم ہے خواب مین دیکھا ہے اور جناب موصوف
نے میری مدد فرمائی ہے ایک مشکل مین جسکو مین نے انسے خواب ہی مین عرض کیا تھا اللہ تعالے ہمکو حشر کرے انکے
ساتھہ اور ہمارے انکی محبت پر اور جلاوے اونکی محبت پر آمین یا رب العلمین ف وہ کہتے ہین فرمایا جناب سرور عالم رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مت جھوٹ باندھو مجھپر کیونکہ جو کوئی جھوٹ باندھے مجھپر وہ جہنم مین جاوے گا ف
حافظ ابن حجر نے کہا یہ حدیث عام ہے شامل ہے ہر قسم کو جھوٹ کو جو باندھا جاوے آپ پر اور بعضے جاہلون کو دھوکا ہوا
اونہون نے ترغیب اور ترہیب کے لیے جھوٹی حدیثین بنالین اور کہنے لگے ہمنے آپ پر جھوٹ نہین باندھا بلکہ ہم نے آپکی
شریعت کی تائید کی اور وہ یہ نہ سمجھے کہ جو آپ نے نہین فرمایا اوسکا نسبت دینا آپکی طرف اللہ تعالی پر جھوٹ باندھنا
ہے اور فرمایا اللہ تعالی نے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اور بعضے کرامیہ کا اعتبار نہین انہون نے ترغیب اور ترہیب
کے لیے جھوٹی حدیثین بنانا جائز رکھا ہے اور یہ اونکا جہل ہے اور ان مین سے بعضون نے دلیل کی ہے اوس زیادتی
سے جو اس حدیث کی بعض طریقون مین آئی ہے اور وہ ثابت نہین ہے وہ زیادت بزار نے ابن مسعود سے روایت کی ہے اور
یہ ہے مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ لِيُضِلَّ بِهِ النَّاسَ یعنے جو کوئی مجھپر جھوٹ جوڑے لوگون کو گمراہ کرنیکے لیے۔ اس حدیث کی وصل اور
ارسال مین اختلاف ہے اور دارقطنی اور حاکم نے اوسکے ارسال کو ترجیح دی ہے اور دارمی نے اسکو یعلے بن مرہ سے بسند
ضعیف روایت کیا ہے اگر یہ حدیث ثابت بھی ہو تب بھی انکی دلیل نہین نکلتی کیونکہ لام اسمین علت کے لیے نہین ہے
بلکہ صیرورت کے لیے اور اسکی نظیر قرآن مجید مین موجود ہے فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِيُضِلَّ النَّاسَ اور مطلب
اسکا یہ ہے کہ جو کوئی مجھپر جھوٹ باندھیگا اوسکا انجام اور مآل یہ ہے کہ وہ لوگون کو گمراہ کریگا یا تخصیص ہے جھوٹ
کی بعض افراد کی اور اسکا مفہوم مخالف مراد نہین ہے جیسے لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ
اِمْلَاقٍ انتہے مختصرا مترجم کہتا ہے کہ اس تاویل کی ضرورت نہین حدیث اپنے عموم پر ہے اور ظاہر جب بھی انکی دلیل

نہین ہوسکتی کیونکہ جب جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کسی قسم کا جھوٹ باندہا تو لوگونکو گمراہ کر چکا اسلیے کہ وے لوگ جو خدا اور رسول کا حکم یا فرمودہ نہ تہا اسکو انکا فرمودہ سمجہے اور یہ گمراہی ہے خدا اس سے بچاوے قسطلانی نے کہا یہ جو فرمایا وہ جہنم مین جاوے یعنے وہ جہنم مین داخل ہوگا کیونکہ یہ اسکی جزا ہے اور ممکن ہے کہ اللہ تعالے معاف کر دے اسکو جیسے اور کبائر کو اسلیے اسکے لیے جہنم کا داخل ہونا قطعی نہین ہے اور یہ امر کا صیغہ ہے لیکن مراد اس سے خبر ہے اور مسلم کی روایت مین یون ہے جو میرے اوپر جھوٹ بولے گا وہ دوزخ مین جاویگا اور ابن ماجہ کی روایت مین ہے کیونکہ میرے اوپر جھوٹ بولنا جہنم مین لیجاتا ہے اور بعضون نے کہا یہ بددعا ہے جھوٹ باندہنے والے کے لیے یعنے خدا کرے وہ جہنم مین جاوے انتہے **حدثنا** ابو الولید قال حدثنا شعبة عن جامع بن شداد عن عامر بن عبد اللہ بن الزبیر عن ابیه قال قلت للزبیر انی لا اسمعک تحدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کما یحدث فلان و فلان قال اما انی لم افارقه ولکن سمعته یقول من کذب علی فلیتبوأ مقعده من النار **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے ابو الولید (ہشام بن عبد الملک طیالسی بصری) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ بن حجاج نے انہون نے روایت کی جامع بن شداد (محاربی کوفی) سے وہنہون نے عامر بن عبد اللہ بن زبیر (بن عوام اسدی قرشی) سے انہون نے اپنے باپ (عبد اللہ بن زبیر صحابی) سے (وہ سب سے پہلے پیدا ہوے اسلام مین مدینہ مین اور انکی داڑہی نہ تہی وفات پائی سنہ ۷۳ مین) انہون نے کہا مین نے زبیر بن عوام صحابی مشہور عشرہ مبشرہ مین سے مارے گئے وادی السباع مین جنگ جمل سے لوٹتے وقت سنہ ۳۶ مین) اس کتاب مین انسے نو حدیثین مروی ہین) کہا مین تم سے نہین سنتا حدیثون کو جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کی جیسے فلان اور فلان بیان کرتے ہین (ابن ماجہ کی روایت مین ایک کا نام عبد اللہ بن مسعود مذکور ہے) زبیر نے کہا خبردار رہ مین جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدا نہین ہوا **ف** اسمعیلی کی روایت مین اتنا زیادہ ہے منذ اسلمت یعنے جب سے مسلمان ہوا اور مراد یہ ہے کہ اکثر آپ سے جدا نہین ہوا ورنہ زبیر نے تو حبش کیطرف ہجرت کی تہی اور جب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کو ہجرت کی اسوقت بہی زبیر آپکے ساتھ نہ تہے اور غرض انکی یہ ہے کہ بہت حدیث نہ بیان کرنا اس وجہ سے نہین کہ مین آپکی صحبت مین نہین رہا بلکہ اور وجہ سے ہے جو آگے مذکور ہوگی اور زبیر بن بکار نے اسکو کتاب النسب مین اور طریق سے روایت کیا ہشام بن عروہ سے انہون نے اپنے باپ سے انہون نے عبد اللہ بن زبیر سے انہون نے کہا مجہے شرم ہوا زبیر کے کم روایت کرنے سے تو مین نے انسے اسکا سبب پوچہا انہون نے کہا اے بیٹے میرے مجہکو آپ سے قرابت اور رشتہ داری تہی جیسے تمکو معلوم ہے اور آپکی پہوپہی میری ماں تہین اور آپکی بی بی خدیجہ میری پہوپہی تہین اور آپکی والدہ کی جدہ آمنہ بنت وہب ہین اور میری جدہ ہالہ بنت

تمہیں اور میرے باپ دادا سب قوم عبد مناف بن قصی کے بیٹے تھے اور میرے نکاح میں تمہاری ماں تھیں اور آپکے نکاح میں عائشہ تمہاری ماں کی بہن تھیں لیکن مین نے آپ سے سنا آپ فرماتے تھے (فتح) قسطلانی نے کہا زبیر جو حبش کو ہجرت کر گئے تہے اوسکا جواب یون دیا ہے کہ یہ ہجرت شوکت اسلام سے پہلے تہی اور مراد زبیر کی یہ ہے کہ جب سے اسلام کی شوکت ظاہر ہوئی اسوقت سے مین آپ سے جدا نہین ہوا خیر جاری ہین ہے کہ مراد زبیر کی یہ ہے کہ مین آپ سے سفر اور حضر مین جدا نہین ہوا اکثر لیکن حدیث نہ بیان کرنیکا سبب یہ نہین کہ مین آپکے پاس سے غائب رہا یا مجھے حدیثین معلوم نہین بلکہ مین نے آپ سے سنا اخیر تک تو مین ڈرتا ہون کہین مجہسے ایسی بات نہ نکل جاوے جو مین نے آپ سے نہین سنی اور مین سمجھون کہ سن چکا ہون ف لیکن مین نے آپ سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص جھوٹ باندہے (طوفان جوڑے) مجہپر وہ اپنا ٹھکانا جہنم مین بنا لیوے ف حافظ ابن حجر نے کہا امام بخاری کی روایت ایسی ہی ہے اوسمین متعمدًا کا لفظ نہین ہے یعنے قصدًا جھوٹ باندہے اور ایسا ہی روایت کیا اسکو اسمعیلی نے غندر کے طریق سے اونہون نے شعبہ سے اور ایسا ہی ہے زبیر بن بکار کی روایت مین جو اوپر بیان ہوئی اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے انکی کے طریق سے اوسمین متعمدًا کا لفظ زیادہ ہے اور ایسا ہی اسمعیلی کی روایت مین معاذ کے طریق سے اُنہون نے شعبہ سے اور اس حدیث مین اختلاف ہے راویون کا شعبہ پر اور روایت کیا اسکو دارمی نے دوسرے طریق سے عبداللہ بن زبیر سے اوسمین یہ ہے مَنْ حَدَّثَ عَنِّي كَذِبًا اور متعمدًا کا لفظ نہین ہے اور زبیر نے جو اس حدیث سے تمسک کیا حدیث کم بیان کرنے کے لیے وہ دلیل ہے صحیح مذہب کی کہ کذب کہتے ہین خلاف واقع بیان کرنیکو خواہ عمدًا ہو یا سہوًا اور جو سہوًا ایسا کرے اوسپر اگرچہ بالاجماع گناہ نہین ہے تو بھی زبیر ڈرے کہ اگر بہت حدیثین روایت کرین تو کہین خطا نہ ہو جاوے اور انکو خبر نہ ہو اگرچہ اس خطا سے گنہگار نہ ہون تو زبیر اور جن صحابہ کو بہت حدیثین بیان کرنیسے خطا مین پڑنے کا ڈر تہا اُنہون نے بہت روایتین نہین کی اور جنکو اپنی یاد اور حافظہ پر وثوق تہا اونہون نے روایتین کین یا اونکی عمرین دراز ہوئین اور لوگون نے اُنسے پوچھا اور وہ دین کی بات کو چھپا نہ سکے اور امام احمد کی روایت مین باسناد صحیح ابن عمر سے یہ ہی ہے کہ بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي النَّارِ یعنے اُسکے لیے دوزخ مین ایک گھر بنایا جاویگا اور اس اسناد مین دو لطیفے ہین ایک تو یہ کہ ایک تابعی دوسرے تابعی سے روایت کرتا ہے یعنے جامع بن شداد عامر سے اور ایک صحابی دوسرے صحابی سے یعنے عبداللہ بن زبیر اپنے باپ سے دوسرے یہ کہ بیٹے باپ سے روایت کرتے ہین اور مین نے ایسی روایتون کو ایک رسالہ مین جمع کیا ہے (فتح الباری ملخصًا) عینی نے کہا یہ حدیث مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ نہایت صحیح ہے اور بہت قوی ہے بلکہ ایک جماعت علما نے اسکو متواتر کہا ہے حدثنا

ابو معمر قال ثنا عبد الوارث عن عبد العزیز قال انس انہ لیمنعنی ان احدثکم حدیثا کثیرا ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من تعمد علی کذبا فلیتبوأ مقعدہ من النار ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے
ابو معمر (عبد اللہ بن عمرو منقری مصری) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد الوارث (بن سعید تمیمی بصری) نے
انہوں نے روایت کی عبد العزیز (بن صہیب بصری) سے انہوں نے کہا انس (بن مالک) نے کہا مجھے روکتا ہے تمسے
بہت حدیثیں بیان کرنے سے یہ کہ فرمایا جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص قصداً میرے اوپر جھوٹ باندہے
وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالیوے ف حافظ ابن حجر نے کہا انس بن مالک رض کو بھی وہی ڈر ہوا جو زبیر کو ہوا
تھا اور اسی لیے انہوں نے تصریح کی کہ بہت حدیثیں بیان کرنے سے مجھے یہ حدیث روکتی ہے اور جو شخص کسی حالت کے
گرد بہت پھریگا تو ڈر ہے کہیں اوسکے اندر نہ گھس جاوے تو اسی ڈر سے صحابہ نے کم حدیثیں بیان کیں اور باوجود اسکے
انس رض ان صحابہ میں سے ہیں جنسے بہت حدیثیں مروی ہیں اور اسکی وجہ یہ ہے کہ انس کی وفات بہت مدت کے بعد ہوئی
تو انکو احتیاج ہوئی حدیثیں بیان کرنے کی اور چھپانا ممکن نہ ہوا جیسے اوپر ہم نے ذکر کیا اور جمع اس طور سے ہے کہ اگر
وہ سب حدیثیں بیان کرتے جو انکو معلوم تھیں تو جسقدر انہوں نے بیان کیں اس سے دو چند سہ چند ہو جاتیں اور
عتاب کی روایت میں ہے جو مولی تھا ہرمز کا میں نے سنا انس سے وہ کہتے تھے اگر مجھے ڈر نہ ہوتا خطا ہو جانیکا تو میں تجھسے
کتنی حدیثیں بیان کرتا جنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے روایت کیا اوسکو امام احمد نے تو غرض انس کی
یہ ہے کہ میں انہی حدیث کو بیان کرتا ہوں جو تحقیق مجھکو یاد ہے اور جسمیں شک ہے اسکو بیان نہیں کرتا اور بعضوں
نے کہا وہ حدیث کے الفاظ کو بعینہ نقل کرتے تھے اور الفاظ کی محافظت کرتے تھے اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ
انس سے روایت بالمعنی کا جواز منقول ہے جیسے خطیب نے انسے صراحتہً روایت کیا اور انکی روایات سے بھی یہ
معلوم ہوتا ہے جیسے بسملہ اور تکثیر ماء عند الوضوء اور تکثیر طعام کے قصہ میں انتہی قسطلانی کہا انس رض نے یہ تبلایا کہ
بہت حدیثیں بیان کرنے سے بچتے ہیں اور اسکی وجہ یہ نہیں کہ حدیث بیان کرنا منع ہے کیونکہ حدیث کی تو پہونچانے
کا حکم ہے بلکہ اسکی وجہ یہ ہے کہ بہت بیان کرنے سے غلطی ہو پڑجاوے اور جوینی نے کہا جو شخص قصداً جناب
رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ باندہے وہ کافر ہے اور انکے صاحبزادے امام الحرمین نے اسکا رد کیا اور کہا
کہ یہ میرے والد کی واہیات باتوں میں سے ایک بات ہے اور متابعت کی امام الحرمین کی بعد والوں نے اور ضعیف کیا
جوینی کے قول کو اور ابن منیر نے جوینی کی مدد کی اور کہا کہ اس حدیث میں جو وعید خاص کی ہے اس سے کفر نکلتا ہے
کیونکہ مطلق جہنم میں جانا تو ہر جھوٹ کی سزا ہے آپ پر ہو یا کسی اور پر تو ضرور ہے کہ ٹھکانا بنانے سے ہمیشہ جہنم میں

رہنا مراد ہو اور ہمیشہ جہنم مین یہی رہیگا جو کافر ہے دوسرے یہ کہ آپ پر جہوٹا باندہنا مثلاً حرام کو حلال کرنیکے لیے ہوگا
اور حرام کو حلال کرنا کفر ہے اور اسکا جواب یہ ہے کہ ٹہکانا بنالینے سے ہمیشہ رہنا لازم نہین آتا اور بفرض تسلیم ہمیشگی کفر کو
مستلزم نہین ہے جیسے قاتل مومن کے لیے اور جہوٹ باندہنا تحلیل حرام کو مستلزم نہین بلکہ کبہی کوئی جہوٹ باندہتا ہے
حالانکہ جہوٹ باندہنے کو حرام سمجہتا ہے جیسے مومنین ارتکاب کبائر کرتے ہین **مترجم** کہتا ہے جوینی کا کلام دو
طرح صحیح ہو سکتا ہے ایک تو یہ کہ مراد جوینی کی یہ ہے کہ بعض صورتون مین رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم پر جہوٹ قصداً باندہنا
کفر ہو جاتا ہے اور وہ یہی صورت ہے کہ بہ نیت تحلیل حرام یا تحریم حلال کے ہو یا جہوٹ باندہنے کو حلال و جائز سمجہے اور انکی
مراد یہ نہین ہے کہ یہ حکم کلی ہے دوسرے یہ کہ کفر سے مراد صورۃً اور مجازاً کفر ہو یعنے کافرون کی مشابہت یا کفر سے ناشکری
اور ناسپاسی مراد ہو جیسے حدیث مین ہے مَن ترکَ الصلوۃ متعمداً فقد کفر اور اسکے نظائر احادیث مین بہت ہین اس صورت
مین امام الحرمین کا اعتراض ساقط ہو جاویگا واللہ اعلم **حدثنا** المکی بن ابراہیم قال حدثنا یزید بن ابی عبید
عن سلمۃ بن الاکوع قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من یقل علی ما لم اقل فلیتبوأ
مقعدہ من النار **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے مکی بن ابراہیم بلخی نے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا مکی نام ہے اور
نسبت نہین ہے اور یہ امام بخاری کے بڑے شیوخ مین سے ہین اونہون نے سترہ تابعین سے سنا ہے ایک ان مین سے یزید بن
ابی عبید ہین جنسے یہ روایت مروی ہے اور یہ حدیث امام بخاری کے ثلاثیات مین سے پہلی حدیث ہے اور اس کتاب مین
ثلاثی سے اعلیٰ نہین ہے اور بعضون نے ان ثلاثیات کو الگ کیا تو بیس حدیثون سے زیادہ ہوئین لہتے **ت** انہون نے
کہا حدیث بیان کی ہمسے یزید بن ابی عبید نے (جو مولے ہین سلمہ بن الاکوع کے) انہون نے روایت کی سلمہ بن اکوع رض سے انہون
نے کہا مین نے سنا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے جو شخص مجہ پر وہ بات کہے جو مین نے نہین کہی تو
وہ اپنا ٹہکانا جہنم مین بنالیوے **ف** قسطلانی نے کہا اکوع کا نام سنان بن عبد اللہ سلمی تہا اور سلمہ انکے بیٹے صحابی
ہین مشہور انکی عمر اسی برس کی تہی اور اس کتاب مین انسے بیس حدیثین مروی ہین **حدثنا** موسیٰ قال حدثنا ابو
عوانۃ عن ابی حصین عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال تسموا باسمی
ولا تکتنوا بکنیتی ومن رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لا یتمثل فی صورتی ومن کذب
علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے موسیٰ بن اسمعیل منقری تبوذکی بصری نے
انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو عوانہ (وضاح یشکری) نے اونہون نے روایت کی ابو حصین (عثمان بن عاصم کوفی)
سے انہون نے ابو صالح (ذکوان سمان مدنی) سے اونہون نے ابو ہریرہ (دوسی) رض سے انہون نے جناب رسولخدا صلی

اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ نے میرے نام پر نام رکھو یعنے محمد اور احمد نام رکھو اور میری کنیت مت رکھو یعنے ابوالقاسم اور
جس نے مجھکو خواب میں دیکھا اوسنے مجھکو بیشک دیکھا اسلیے کہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا اور جس نے مجھپر قصداً
جھوٹ باندہا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالیوے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا مولف نے اس حدیث کو پورے طور سے
کتاب الادب میں روایت کیا ہے اور وہاں ہمیں جو گفتگو ہے وہ مذکور ہوگی اگر خدا چاہے اور مسلم نے اس حدیث کی آخیر
جملہ پر اکتفا کی ہے کیونکہ اس باب سے وہی جملہ متعلق ہے اور مولف نے اسکا اختصار نہیں کیا جیسے انکی عادت ہے تاکہ ظاہر
ہو اس بات کیطرف کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندہنا حالت بیداری اور خواب دونوں میں یکساں ہے
اور اللہ سبحانہ خوب جانتا ہے اگر کوئی اعتراض کرے کہ جھوٹ بولنا گناہ ہے مگر چند حالتوں میں جیسے اصلاح وغیرہ کی نیت
سے اور گناہ پر دوزخ کا وعدہ ہے تو فرق کیا ہوا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندہنے والے میں اور اور کسی پر
جھوٹ باندہنے والے میں اسکا جواب دو طرح سے ہے ایک تو یہ کہ آپ پر قصداً جھوٹ باندہنے والا بعض علماء کے نزدیک
کافر ہے جیسے شیخ ابو محمد جوینی نے کہا اگرچہ جمہور علماء کے نزدیک وہ کافر نہیں جب تک اسکو حلال نہ سمجھے دوسرے یہ کہ آپ
پر جھوٹ باندہنا کبیرہ ہے اور دوسروں پر صغیرہ ہے اور دوزخ کا وعدہ دونوں میں ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ دونو
دوزخ میں ایک ہی جگہ ہوں یا دونوں ایک ہی مدت تک ہیں تو جائز ہے کہ آپ پر جھوٹ باندہنے والا زیادہ عذاب
کے مقام میں یا زیادہ مدت تک جہنم میں ہے اور ٹھکانا بنانے میں اشارہ ہے کہ وہ بہت مدت تک دوزخ میں
رہیگا بلکہ ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ وہ دوزخ سے کبھی نہ نکلیگا مگر قطعی دلائل اسپر قائم ہیں کہ ہمیشہ جہنم میں
وہی رہیگا جو کافر ہے اور خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں قسم کے جھوٹ میں فرق کیا ہے مغیرہ
کی حدیث میں جو کتاب الجنائز میں آویگی کہ میرے اوپر جھوٹ بولنا ایسا نہیں جیسے دوسرے کسی پر جھوٹ بولنا اور
ہم اس حدیث کی بحث وہیں ذکر کرینگے اگر خدا چاہے اور یہ بھی بیان کرینگے کہ آپ پر قصداً جھوٹ باندہنے والے کی
توبہ قبول ہے یا نہیں اسمیں علماء کا اختلاف ہے اور مولف نے اس باب میں جو ترتیب رکھی حدیثوں میں وہ نہایت
خوب ہے کیونکہ پہلے حضرت علی کی حدیث کو بیان کیا اور اسمیں باب کا مقصد ہے پھر زبیر کی حدیث بیان کی جس سے
یہ معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ آپ پر جھوٹ باندہنے سے بہت پرہیز کرتے تھے پھر انس کی حدیث بیان کی جس سے یہ نکلتا ہے
کہ صحابہ بہت حدیثیں بیان کرنے سے پرہیز کرتے تھے اس خیال سے کہ کہیں غلطی میں نہ پڑجاویں یہ نہ تھا کہ وہ حدیثیں
بیان کرنے سے پرہیز کرتے تھے کیونکہ انکو تو حکم تھا حدیث پہنچا دینے اور سنا دینے کا اور ختم کیا باب کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی
حدیث پر جس سے یہ نکلتا ہے کہ آپ پر جھوٹ باندہنا ہر طرح حرام ہے خواہ بیداری میں آپ سے سننے کا دعوی کرے یا خواب میں

اور اس حدیث کو بخاری نے مغیرہ سے بھی روایت کیا وہ کتاب الجنائز میں ہی اور عبداللہ بن عمرو بن عاص سے وہ اخبار بنی
اسرائیل میں ہی اور واثلہ بن اسقع سے وہ مناقب قریش میں ہے لیکن اوسمیں صراحتاً دوزخ میں جانیکا ذکر نہیں ہے
اور امام مسلم نے اتفاق کیا امام بخاری کے ساتھ علی اور انس اور ابوہریرہ اور مغیرہ کی روایات نکالنے میں اور امام
مسلم نے اسکو ابوسعید سے بھی روایت کیا اور سوا صحیحین کے یہ حدیث بسند صحیح اور کتابوں میں عثمان بن عفان اور
ابن مسعود اور ابن عمر اور ابوقتادہ اور جابر اور زید بن ارقم سے مروی ہے اور بسند حسن طلحہ بن عبیداللہ اور سعید بن
زید اور ابوعبیدہ بن جراح اور سعد بن ابی وقاص اور معاذ بن جبل اور عقبہ بن عامر اور عمران بن حصین اور ابن عباس
اور سلمان فارسی اور معاویہ بن ابی سفیان اور رافع بن خدیج اور طارق اشجعی اور سائب بن یزید اور خالد بن عرفطہ
اور ابوامامہ اور ابوقرصافہ اور ابوموسی غافقی اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہی تو یہ سب تیس صحابہ ہوئے اور بسند
ضعیف پچاس اور صحابہ سے مروی ہی اور بے سند ساقط بیس اور صحابہ سے غرض کل راوی اس حدیث کے سو صحابی ہیں اور ایک
جماعت علما نے اس حدیث کے طریقوں کو جمع کیا ہے اور اول جس شخص کا کلام میں نے اسبات میں دیکھا وہ علی بن المدینی ہیں
انکی متابعت کی یعقوب بن شیبہ نے انھوں نے کہا یہ حدیث بیس طریقوں سے روایت کی گئی صحابہ سے حجاز والوں سے اور اوروں سے
پھر ابراہیم حربی اور ابوبکر بزار نے ان دونوں نے کہا یہ حدیث چالیس صحابہ سے مروی ہوئی اور اسی زمانے میں جمع کیا اس حدیث کے
طریقوں کو ابو محمد یحیی بن محمد بن صاعد نے اور کچھ تھوڑے طریق زیادہ کیے ابوبکر صیرفی نے کہا جو شارح ہیں رسالہ شافعی کی کہا
حدیث کو ساٹھ صحابہ نے روایت کیا ہے اور جمع کیا اسکے طریقوں کو طبرانی نے اور کچھ زیادہ کیا ابوالقاسم بن مندہ نے
کہا اس حدیث کو اسی آدمیوں سے زیادہ نے روایت کیا اخراج کیا اسکو بعض نیشاپور کے علما نے تو کچھ زیادہ کیا اور ابن الجوزی
نے مقدمہ کتاب موضوعات میں اسکے طریقوں کو جمع کیا وہ نوے سے بڑھ گئے اور اسی پر یقین کیا ابن دحیہ نے اور ابوموسی
مدینی نے کہا اس حدیث کو سو صحابہ کے قریب روایت کرتے ہیں انکے بعد اس حدیث کے طریقوں کو حافظ یوسف بن خلیل
اور حافظ ابوعلی بکری نے جمع کیا اور یہ دونوں معاصر تھے تو ہر ایک نے بعض ایسے طریقے بیان کیے جو دوسرے کو نہیں
ملے اور ان دونوں کے طریقے جمع کرنے سے صحابہ کی روایتیں پوری ہوتی ہیں اس تفصیل سے جو میں نے اوپر ذکر کیا کہ اتنی
صحیح ہیں اتنی حسن اتنی ضعیف اتنی ساقط اور بعض روایتوں میں صرف آپ پر جھوٹ باندھنے والے کی مذمت ہے اور یہ
خاص وعید منقول نہیں اور امام نووی نے نقل کیا کہ یہ حدیث دو سو صحابہ سے مروی ہے اور بوجہ اسکے کثرت طرق
کے وہ متواتر ہے اور ہمارے بعض مشائخ نے اسپر اعتراض کیا کہ متواتر حدیث میں ہر ایک سند میں یعنے اول اور آخر اور اوسط
برابر رہنا چاہیے کثرت میں اور یہ کثرت اسکے کسی طریق میں نہیں اور اسکا جواب یہ ہے کہ متواتر ہونے سے مراد یہ ہے کہ مجموع

کی روایت مجموع سے ابتدا سے لیکر انتہا تک ہر زمانے مین متواتر ہے اور یہ کافی ہے یقین حاصل ہونے کے لیے اور اس کی مثال یہ
کو بہت لوگون نے اُنسے روایت کیا ہے اور متواتر ہے اُنسے البتہ علی کی حدیث کو اُنسے جبکہ مشہور اور ثقہ تابعیون نے روایت
کیا ہے اسیطرح ابن مسعود اور ابوہریرہ اور عبداللہ بن عمرو کی حدیثون کو پھر اگر ہر ایک روایت کو بھی کہا جاوے کہ وہ انسے صحابی
سے متواتر ہے تو صحیح ہوگا کیونکہ تواتر مین کوئی معین عدد شرط نہین ہے بلکہ اتنا کافی ہے جس سے یقین حاصل ہو جاوے
اور مین نے شرح نخبۃ الفکر اور نکت علوم الحدیث مین بیان کیا ہے کہ راویون کی عمدہ صفات عدد کے قائم مقام ہو جاتے
ہین اور رد کیا ہے اُس شخص پر جو کہتا ہے متواتر حدیث کی مثال نہین ملتی سوا اس حدیث کے اور مین نے بیان کیا ہے کہ اسکی
مثالین بہت ہین جیسے حدیث مَن بنى لله مسجداً اور حدیث موزون پر مسح کرنے کی اور حدیث رفع یدین کی اور شفاعت
کی اور حوض کی اور دیدار الٰہی کی اور الائمۃ من قریش اور سوا انکے اور وہ جو بیہقی نے حاکم سے نقل کیا کہ یہ حدیث عشرہ مبشرہ
سے مروی ہو اور دنیا مین کوئی ایسی حدیث نہین جسکو سوا عشرہ مبشرہ کے روایت کیا ہو تو اوسپر بہتون نے اعتراض کیا ہے
لیکن عشرہ مبشرہ کے طریقے موجود ہین اُن طریقون مین جنکو ابن جوزی اور انکے بعد والون نے جمع کیا ہے صحیح اون مین حضرت
علی اور زبیر کی روایت ہے اور طلحہ اور سعد اور سعید اور ابو عبیدہ کی حسن ہے اور عثمان کا طریقہ ضعیف ہے اور باقی ضعیف
اور ساقط ہین انتہی ما فی فتح الباری مترجم کہتا ہے اس مقام مین جو حافظ ابن حجر نے شرح کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکا علم
کیسا وسیع تہا اور انکی نظر حدیث اور تاریخ کی کتابون پر کیسی تہی اور اگر حافظ ابن حجر کی کوئی کتاب تصنیف نہ ہوتی سوا
اس ورق کے تو یہی کافی تہا اونکے ثبوت علم اور فضیلت کے لیے بہر حال وہ دریا بے پایان تہے علم حدیث کے اور حافظ اور امام
تہے اہل اسلام کے اور اگرچہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بہی نظر بہت وسیع ہے پر وہ تنقید اور تحقیق مین حافظ ابن حجر
کی برابری نہین کر سکتے تنقیح رجال اور رواۃ حدیث مین یہ سب فضیلتین اللہ تعالیٰ نے حافظ ابن حجر کو عطا فرمائی تہین رضی
ہو اللہ تعالیٰ انسے اور بلند کرے درجے انکے اور سب علماء حدیث کے اور حشر کرے ہمکو انکے ساتھ آمین یا رب العالمین

باب كِتَابَةِ الْعِلْمِ علم کو لکھنے کا بیان **ف** حافظ ابن حجر نے کہا امام بخاری کی عادت ہے کہ مسائل اختلافی مین باب
کا ترجمہ گول گول بیان کرتے ہین اور یہ ترجمہ اسی قسم مین سے ہے کیونکہ سلف کا اختلاف تہا علم کو لکھنے مین بعض لکھتے تہے
بعض نہین لکھتے تہے اگرچہ بعد اسکے اجماع ہو گیا اسکے جواز پر بلکہ لکہنا مستحب ہے اور جس شخص کو بہول جانے کا ڈر ہو اسکو
لیے اگر واجب ہو تو بہی بعید نہین ہے انتہی **حَدَّثَنَا** ابْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُطَرِّفٍ
عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَلِيٍّ هَلْ عِنْدَكُمْ كِتَابٌ قَالَ لَا إِلَّا كِتَابُ اللَّهِ أَوْ فَهْمٌ أُعْطِيَهُ رَجُلٌ
مُسْلِمٌ أَوْ مَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ قَالَ قُلْتُ وَمَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ قَالَ الْعَقْلُ وَفَكَاكُ الْأَسِيرِ وَلَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ

بکافر ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے (محمد) بن سلام نے (جو بیکندی ہین) اونہون نے کہا خبر دی ہمکو وکیع (بن جراح
بن ملیح کوفی عابد اور زاہد اور فقیہ مشہور نے (انتقال کیا انہون نے عاشوریکے دن ۱۹۶ھ مین) انہون نے روایت
کی سفیان (ثوری) سے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا مراد سفیان سے سفیان ثوری ہین کیونکہ وکیع اکثر انسے روایت
کرتے ہین اور ابو مسعود دمشقی نے اطراف مین کہا کہ لوگ کہتے ہین یہ سفیان بن عیینہ ہین مین کہتا ہون اگر ابن عیینہ ہوتے
تو امام بخاری انکا نسب بیان کر دیتے کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جب نسب وغیرہ بیان نہ کیا جاوے تو دو شخص ایک نام والون مین سے
وہی مراد ہوتا ہے جس سے ایک طرح کی خصوصیت ہو اور یہ خصوصیت کثرت روایت کی وکیع کو سفیان ثوری سے ہے نہ
سفیان بن عیینہ سے قسطلانی نے کہا عینی نے حافظ صاحب پر اعتراض کیا کہ ابو مسعود دمشقی نے اطراف مین کہا کہ یہ سفیان
بن عیینہ ہین مترجم کہتا ہے کہ عینی کا اعتراض حافظ صاحب پر محض لغو ہے کیونکہ حافظ صاحب نے خود ابو مسعود دمشقی کا
کا قول بیان کر کے اوس پر اعتراض کیا ہے اور ابو مسعود دمشقی نے یقال بصیغہ شک کہا نہ بطور جزم کے کہ وہ سفیان
بن عیینہ ہین **ف** اونہون نے مطرف بن طریف حارثی سے انہون نے (عامر) شعبی سے انہون نے ابو جحیفہ (وہب
بن عبد اللہ سوائی سے (حافظ ابن حجر نے کہا اس اسناد کے سب راوی کوفی ہین مگر امام بخاری کے شیخ (یعنی
ابن سلام) وہ کوفہ گئے تھے اور یہ روایت صحابی کی صحابی سے ہے قسطلانی نے کہا ابو جحیفہ صغار صحابہ مین سے ہین) انہون
نے کہا مین نے حضرت علی سے پوچھا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے **ف** یعنی کوئی کاغذ لکھا ہوا جسکے مضمون کو تمنے
جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا ہو اور دلالت کرتی ہے اسپر مؤلف کی روایت جہاد مین کیا تمہارے
پاس کچھ وحی ہے رسول اللہ کی کتاب کے اور دیات مین ہے کہ تمہارے پاس کوئی ایسی بات ہے جو قرآن مین نہین اور اسحق بن
راہویہ کے مسند مین جریر سے منقول ہے اونہون نے روایت کی مطرف سے کیا تم کچھہ وحی جانتے ہو اور ابو جحیفہ نے
یہ سوال اسواسطے کیا کہ بعض شیعہ گمان کرتے تھے کہ اہلبیت علیہم السلام کے پاس خاصکر جناب امیر کے پاس کچھ ایسی باتین ہین
وحی کی جن سے خاص کیا انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اور شخصون کو وہ باتین نہین بتلائین اور یہی سوال حضرت
علی سے قیس بن عبادہ نے بھی کیا اور اشتر نخعی نے اور انکی روایت مسند نسائی مین ہے (فتح الباری) قسطلانی نے کہا
شیعہ گمان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو وحی کے اسرار بتلائے ہین ابن ماجہ کی روایت مین ہے
مینے حضرت علی سے کہا تمہارے پاس کچھ علم ہے ایسا جو لوگون کے پاس نہین انہون نے کہا نہین قسم خدا کی ہمارے پاس وہی
ہے جو لوگون کے پاس ہے اخیر تک **ف** اونہون نے کہا نہین مگر اللہ کی کتاب (یہی قرآن جو آجتک جاری اور قائم ہے)
یا سمجھہ جو مسلمان آدمی کو عطا ہوتی ہے **ف** ابن منیر نے کہا اسمین دلیل ہے کہ حضرت علی رضہ کے پاس کچھہ لکھی ہوئی تھین

ہتین فقہ کے مسائل مین سے جنکو اونہون نے اللہ کی کتاب سے نکالا تہا اور یہی مراد ہے اس عبارت سے (یا سمجہہ جو دی
گئی مسلمان آدمی کو) اور ظاہر ہے کہ انکی غرض یہ ہے کہ قرآن شریف مین غور کر کے انسان اُن مسائل کے جواب
نکال سکتا ہے جو قرآن مین صراحۃً مذکور نہین ہین اور مصنف نے جو دیات مین روایت کی اوسمین یہ ہے کہ ہمارے پاس کچہ
نہین ہے مگر جو قرآن مین ہے الا وہ سمجہہ جو مرد کو دی جاتی ہے کتاب مین مطلب یہ ہے کہ جسکو سمجہہ ہو وہ اور باتین قرآن
سے نکال سکتا ہے اور امام احمد نے باسناد حسن طارق بن شہاب سے روایت کیا کہ مین نے حضرت علی رض کو منبر پر دیکہا وہ فرماتے تہے قسم اللہ
کی ہمارے پاس کوئی کتاب نہین جو ہم تمکو سناوین سوا اللہ کی کتاب کے اور اس صحیفہ کے اور یہ روایت تائید کرتی
ہے اس توجیہ کی (فتح) **ف** یا جو کچہہ اس صحیفہ (ورق) مین ہے (نسائی کی روایت مین یہ ہے پہر اونہون نے
ایک کتاب نکالی اپنی تلوار کے نیام مین سے) مین نے پوچہا اس صحیفہ مین کیا ہے اُنہون نے کہا دیت کا بیان (یعنے
دیت کے احکام اور مقادیر اور اقسام کا بیان) اور قیدی چہوڑانے کا بیان (کافر کے ہاتہہ سے) اور یہ حکم ہے کہ مسلمان
کافر کے بدلے قتل نہ کیا جاوے **ف** یعنے قصاص مین اور اسکی بحث کتاب القصاص والدیات مین آویگی انشاء اللہ تعالے
اور مؤلف نے اور امام مسلم نے یزید تیمی کے طریق سے روایت کیا انہون نے حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ سے انہون نے کہا
ہمارے پاس کوئی چیز نہین جسکو ہم پڑہتے ہین سوا اللہ کی کتاب کے اور اس صحیفہ کے۔ اس صحیفہ مین یہ تہا کہ مدینہ
حرم ہے اخیر تک اور مسلم نے ابو الطفیل سے روایت کیا اونہون نے حضرت علی رض سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ہمکو (یعنے اہل بیت علیہم السلام کو) خاص نہین کیا کسی چیز سے جو عموماً لوگون کو نہ بتلائی ہو مگر اس چیز سے جو میری تلوار
کے نیام مین ہے اور ایک لکہا ہوا صحیفہ نکالا اوسمین یہ تہا کہ لعنت کرے اللہ تعالے اوسپر جو سوا خدا کے اور کسی
کے لیے ذبح کرے اخیر حدیث تک اور نسائی نے اشتر وغیرہ کے طریق سے نکالا حضرت علی سے کہ اوس صحیفہ مین یہ تہا کہ
مسلمانون کے خون برابر ہین اور ذمہ کر سکتا ہے اُن مین ہر ادنے شخص اخیر حدیث تک اور امام احمد نے طارق بن
شہاب کے طریقہ سے روایت کیا کہ اوس مین صدقہ کے فرائض تہے اور ان روایتون مین جمع اس طور سے ہوگا
کہ صحیفہ ایک تہا اور اس مین یہ سب باتین لکہی ہونگی پہر جس راوی کو جو یاد رہا وہ اُس نے بیان کیا اور قتادہ نے
جو روایت ابو حسان سے کی اُنہون نے حضرت علی سے اوسمین یہ بیان کیا اور بعضے چیزین بہی بیان کین نکالا اسکو امام
احمد اور بیہقی نے دلائل مین ابو حسان کے طریق سے اسمین یہ ہے کہ حضرت علی رض ایک امر کا حکم کرتے پہر لوگ کہتے ہمنے کیا
اسکو وہ کہتے سچ فرمایا اللہ اور اسکے رسول نے اشتر نے کہا یہ جو آپ کہتے ہین کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
خاص آپکو بتلائی ہے اور عام لوگون کو نہین بتلائی اخیر تک ذکر کیا حدیث کو طول کے ساتہہ (فتح الباری قسطلانی)

نے کہا ہمارے امام شافعی اور مالک اور احمد اور اوزاعی اور لیث وغیرہ علما کا قول اس حدیث کے موافق ہے کہ مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہ کرینگے اور حنفیہ نے اس کا خلاف کیا ہے اور دلیل حنفیہ کی وہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کو ایک ذمی کے بدلے قتل کیا اور فرمایا میں اُن سب میں زیادہ غیرت رکھتا ہوں جس نے پورا کیا اپنے ذمہ کو روایت کیا اسکو دارقطنی نے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے استدلال کے قابل نہیں اور پوری بحث اسکی اپنے مقام میں آویگی انشاء اللہ تعالیٰ حَدَّثَنَا ابو نُعَیْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُکَیْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَیْبَانُ عَنْ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ خُزَاعَۃَ قَتَلُوْا رَجُلًا مِّنْ بَنِیْ لَیْثٍ عَامَ فَتْحِ مَکَّۃَ بِقَتِیْلٍ مِّنْھُمْ قَتَلُوْہُ فَاُخْبِرَ بِذٰلِکَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرَکِبَ رَاحِلَتَہٗ فَخَطَبَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ حَبَسَ عَنْ مَّکَّۃَ الْقَتْلَ اَوِ الْفِیْلَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ کَذَا قَالَ اَبُوْ نُعَیْمٍ وَسُلِّطَ عَلَیْھِمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اَلَا وَاِنَّھَا لَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِیْ وَلَا تَحِلُّ لِاَحَدٍ بَعْدِیْ اَلَا وَاِنَّھَا اُحِلَّتْ لِیْ سَاعَۃً مِّنْ نَّھَارٍ اَلَا وَاِنَّھَا سَاعَتِیْ ھٰذِہٖ حَرَامٌ لَا یُخْتَلٰی شَوْکُھَا وَلَا یُعْضَدُ شَجَرُھَا وَلَا تُلْتَقَطُ سَاقِطَتُھَا اِلَّا لِمُنْشِدٍ فَمَنْ قُتِلَ فَھُوَ بِخَیْرِ النَّظَرَیْنِ اِمَّا اَنْ یُّعْقَلَ وَاِمَّا اَنْ یُّقَادَ اَھْلُ الْقَتِیْلِ فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ الْیَمَنِ فَقَالَ اکْتُبْ لِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ اکْتُبُوْا لِاَبِیْ فُلَانٍ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ قُرَیْشٍ اِلَّا الْاِذْخِرَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاِنَّا نَجْعَلُہٗ فِیْ بُیُوْتِنَا وَقُبُوْرِنَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا الْاِذْخِرَ اِلَّا الْاِذْخِرَ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے ابو نعیم فضل بن دکین نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شیبان (بن عبد الرحمان نحوی ادیب ابو معاویہ بصری) نے انہوں نے روایت کی یحیے (بن ابی کثیر صالح بن متوکل طائی عطار) سے انہوں نے ابو سلمہ (عبد اللہ بن عبد الرحمن بن عوف) سے انہوں نے ابو ہریرہ رض سے کہ خزاعہ (ایک شاخ ہے قبیلہ ازد کی) نے (یعنے خزاعہ کے ایک شخص نے) بنی لیث کے ایک شخص کو مار ڈالا جس سال مکہ فتح ہوا اُس مقتول کے بدلے جسکو بنی لیث نے مار ڈالا تھا **ف** خزاعہ میں سے جاہلیت کے زمانے میں حافظ ابن حجر نے کہا جسنے اسلام کی حالت میں قتل کیا خزاعہ میں سے اسکا نام خراش بن امیہ خزاعی تھا اور جو شخص جاہلیت کے زمانے میں خزاعہ میں سے مارا گیا تھا اسکا نام احمر تھا اور اسلام کے زمانے میں بنی لیث میں سے جو مارا گیا اسکا نام معلوم نہیں ہوا قسطلانی نے کہا سیر میں ہے کہ اسکا نام جندب بن اقرع ہذلی تھا **مترجم** کہتا ہے جس شخص کا نام معلوم نہیں ہوا جسنے احمر کو مار ڈالا تھا **ت** یہ خبر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دی گئی آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور خطبہ پڑھا پھر فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے روک دیا مکہ سے قتل کو یا فیل کو امام ابو عبد اللہ بخاری نے کہا ایسا ہی کہا ابو نعیم نے **ف** یعنے شک کے ساتھ قتل یا فیل نسخہ مطبوعہ دہلی میں اس مقام پر یہ عبارت ہے اِنَّ اللّٰہَ حَبَسَ عَنْ مَّکَّۃَ الْقَتْلَ اَوِ الْفِیْلَ

قَالَ مُحَمَّدٌ وَاجْعَلُوهُ عَلَى الشَّكِّ كَذَا قَالَ أَبُو نُعَيْمٍ الْقَتْلَ أَوِ الْفِيلَ وَغَيْرُهُ يَقُولُ الْفِيلَ یعنے کہا محمد بن اسمعیل بخاری نے اس لفظ کو شک کے ساتھہ رکھو ایسا ہی کہا ابونعیم نے قتل یا فیل اور ابونعیم کے سوا اور لوگ (جیسے عبید اللہ بن موسے وہ روایت کرتے ہیں شیبان سے اور رفیق ہیں ابونعیم کے اور حرب بن شداد وہ روایت کرتے ہیں یحیے اور رفیق ہیں شیبان کے جیسے باب الدیات میں آویگا) فیل کہتے ہیں کہ حرف فا سے جسکے معنے ہاتھی کے ہیں اور متن قسطلانی مطبوعہ مصر میں یوں ہے إِنَّ اللهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْقَتْلَ وَالْفِيلَ شَكَّ أَبُو عَبْدِ اللهِ یعنے اللہ نے روکا مکہ سے قتل یا فیل کو شک کیا امام ابوعبداللہ بخاری نے اور متن فتح الباری میں یوں ہے إِنَّ اللهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْقَتْلَ أَوِ الْفِيلَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ كَذَا قَالَ أَبُو نُعَيْمٍ اور اسکا ترجمہ اوپر گذرا قسطلانی نے کہا شَكَّ أَبُو عَبْدِ اللهِ ابوذر اور ابن عساکر اور جاروں کی روایت میں نہیں ہے جاروں کی روایت میں یوں ہے قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ كَذَا قَالَ أَبُو نُعَيْمٍ هُوَ الْفَضْلُ ابْنُ دُكَيْنٍ اور اس سے غرض ہے کہ یہ شک امام بخاری کے شیخ سے ہوئی یعنے ابونعیم سے اور وَاجْعَلُوا صیغہ امر ہے اور اصیلی کی روایت میں وَاجْعَلُوهُ ہے اور بعض نسخوں میں وَجَعَلُوهُ ہے اور بعض نسخوں میں بجاے قتل کے قتال ہے یعنے خون کرنا اور شاید تصحیف ہوا انتہے مختصرًا مترجم کہتا ہے مولوی عبدالحق صاحب نے فیض الباری میں اس مقام پر یہ ترجمہ کیا ہے کہ قتیل یا قتل حالانکہ یہ بالکل غلط ہے اختلاف قتل اور فیل میں ہے نہ قتیل اور قتل میں اور شاید یہ طبع کی غلطی ہے اور فیض الباری میں جو ترجمہ وغیرہ یقول کا یہ کیا ہے اور باقی لوگ سواے شک کے فیل کا لفظ بولتے ہیں یہ بھی غلط ہے کیونکہ غیرہ کی ضمیر ابونعیم کیطرف پھرتی ہے یعنے ابونعیم کے سوا اور لوگ فیل کہتے ہیں نہ شک کیطرف اور تعجب ہے کہ فیض الباری کے مؤلف نے اسپر غور نہیں کیا اب جس صورت میں قتل کا لفظ ہو تو مطلب ہوگا کہ اللہ تعالے نے مکہ سے قتل کو روک دیا یعنے مکہ میں قتال اور لڑائی کو حرام کر دیا روک دینے سے مراد منع کر دینا ہے اور جس صورت میں فیل کا لفظ ہو حرف فا سے تو مطلب ہوگا کہ اللہ تعالے نے مکہ سے ہاتھیوں کو روک دیا حافظ ابن حجر نے کہا یہ اشارہ ہوگا اس قصے کیطرف جو مشہور ہے کہ حبش کے لوگ مکہ پر لڑنے کو آئے تھے اونکے ساتھہ ہاتی تھے اللہ تعالے نے اونکو روک دیا اور ابابیل پرندوں کو اونپر مسلط کیا وہ سب ہلاک ہو گئے اوسوقت اہل مکہ کافر تھے تو جب مسلمان ہوں اوس وقت تو مکہ والوں کی حرمت اور زیادہ چاہیے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جو مکہ پر جہاد کیا یہ آپ سے خاص تھا اور کسی کو ایسا جائز نہیں اور اس مسئلے کا مفصل بیان کتاب الحج میں آویگا انتہے مترجم نے کہا کہ متن ترجمہ فارسی صحیح بخاری میں یعنے تیسیر القاری میں یہ عبارت یوں ہے إِنَّ اللهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْقَتْلَ أَوِ الْفِيلَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ قَالَ أَبُو نُعَيْمٍ يَحْيَى يَشُكُّ الْقَتْلَ أَوِ الْفِيلَ یعنے ابوعبداللہ نے کہا ابونعیم نے کہا یحیے شک کرتے ہیں قتل ہے یا فیل ہے حالانکہ یہ عبارت صحیح اوسطرح ہے

اور کسی نسخہ میں نہیں ملی اور نہ کسی شارح کی تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت میں شک ہے کہ عبارت یہ ہے اور شیخ
الاسلام نے اپنی شرح فارسی میں اسی نسخہ کی پیروی کی اور علامہ عینی نے بھی کرمانی کی پیروی کی اور شک کا لفظ ساقط قرار دیا تھا کہ حرم بنا شدہ
حرم میں جیسے ویرگ کذا شیخ الاسلام نے کہا بعض نسخوں میں یہ عبارت ہے قال ابو عبد اللہ قال ابو نعیم فاجعلوہ علی الشک
الفیل او القتل قسطلانی نے کہا مؤلف نے تصریح کی کہ جمہور فیل روایت کرتے ہیں حرف فا سے والمطلع ف
اور مسلط (قابض اور حاکم) کیے گئے مکہ والوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین آگاہ رہو وہ (یعنی مکہ) حلال نہیں ہوا
کسی کے لیے مجھ سے پہلے اور نہ (آئندہ) حلال ہوگا کسی کے لیے میرے بعد آگاہ رہو کہ میرے لیے حلال ہوا تھا صرف ایک گھڑی
دن کے لیے آگاہ رہو وہ اس گھڑی میں (جسمیں میں بات کر رہا ہوں) حرام ہے نہ کاٹا جاوے کانٹا اسکا مگر جس سے
تکلیف ہو یا خشک ہو اوسکا کاٹنا درست ہے جیسے موذی جانور کا مارنا) اور نہ کاٹا جاوے درخت اسکا اور نہ اٹھایا جاوے
لقطہ اسکا یعنی جو چیز وہان پڑی ہوئی ملی مگر وہ شخص اٹھا لیوے جو اوسکو پہنچوا وے پہر جس کا کوئی مارا جاوے اسکو اختیار ہے
دو باتون میں سے جو بہلی لگے وہ کرے یا تو دیت لیوے یا قصاص لیوے اتنے میں ایک شخص آیا یمن والون میں سے وہ بولا میرے
لیے لکھ دیجیے (اس خطبے کو جو میں نے آپ سے سنا ہے) آپ نے فرمایا لکھ دو ابو فلان کو (اسکا نام ابو شاہ تھا جیسے اوپر
لقطہ میں بیان کیا) (اسی فقرہ سے ترجمہ باب ثابت ہوتا ہے کہ علم کا لکھنا جائز ہے) پہر ایک شخص نے کہا قریش کے مگر اذخر
(جو ایک گھاس ہے خوشبودار مکہ میں پیدا ہوتی ہے) یا رسول اللہ (یعنی اسکے کاٹنے کی اجازت دیجیے) کیونکہ ہم اسکو اپنے
گھرون میں لگاتے ہیں (چھت کے لیے لکڑیوں پر یا مٹی میں ملاتے ہیں تاکہ رخنہ نہ ہونیکو) اور قبرون میں (اس کی سوراخ بند کرنے کو
میں) یہ سنکر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر اذخر مگر اذخر ف دوبارہ تاکید کے لیے یعنی اذخر کا کاٹنا
درست ہے یہ اصیلی کی روایت ہے اور روایتون میں ایک ہی بار ہے حافظ ابن حجر نے کہا یہ شخص قریش کے عباس بن عبد المطلب
تھے جیسے باب اللقطہ میں آویگا اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ قریش کے ایک شخص نے کہا جسکو شاہ کہتے تھے اور یہ غلط ہے
من تیسیر القاری میں ہے فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا الاذخر ثلثا یعنے آپ نے فرمایا مگر اذخر تین بار اور یہ میں نے اور کسی نسخہ
میں نہیں پایا قسطلانی نے کہا بعض نسخون میں یہان ایک عبارت زیادہ ہے امام ابو عبد اللہ نے کہا یقاد بالقاف پہر
عبد اللہ سے کہا گیا کہ آپ نے کیا چیز اسکے لیے لکھدی انہوں نے کہا یہی خطبہ لکھدیا اور یہ عبارت ابوذر اور اصیلی اور ابو الوقت
اور ابن عساکر کی روایتون میں نہیں ہے حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ
أَخْبَرَنِي وَهْبُ بْنُ مُنَبِّهٍ عَنْ أَخِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ مَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَحَدٌ أَكْثَرَ حَدِيثًا عَنْهُ مِنِّي إِلَّا مَا كَانَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَإِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ وَلَا أَكْتُبُ تَابَعَهُ

مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے علی بن عبداللہ (مدینی امام مشہور نقاد حدیث) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سفیان (بن عیینہ) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عمرو (بن دینار مکی جمحی امام مجتہد) نے انہوں نے کہا خبر دی مجھکو وہب بن منبہ (بن کامل بن سیج صنعانی ابناری ذماری) نے انہوں نے روایت کی اپنے بھائی (ہمام بن منبہ) سے انہوں نے کہا میں نے سنا ابوہریرہ رض سے وہ کہتے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں کوئی مجھسے زیادہ آپ سے حدیثیں روایت نہیں کرتا مگر عبداللہ بن عمرو بن عاص وہ جو کام کرتے تھے مجھسے سوا وہ لکھتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا **ف** اسی فقرے سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ عبداللہ بن عمرو حدیثوں کو لکھتے تھے حافظ ابن حجر نے کہا ہمام بن منبہ وہب سے بڑے تھے لیکن وہب اُنکے بعد مرے اور اس اسناد میں تین تابعی قریب قریب طبقہ کے ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں اور وہ عمرو اور وہب اور ہمام ہیں اور ابوہریرہ نے وجہ بیان کی عبداللہ بن عمرو کی روایتیں اپنی روایتوں سے زیادہ ہونے کی اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ ابوہریرہ کو یقین تھا کہ صحابہ میں مجھسے زیادہ کوئی حدیثیں روایت نہیں کرتا مگر عبداللہ بن عمرو حالانکہ عبداللہ بن عمرو کی روایتیں جو موجود ہیں ابوہریرہ کی روایتیں اُنسے دوچند اور سہ چند زیادہ ہیں علماء نے اسکے کئی سبب بیان کیے ہیں ایک تو یہ کہ عبداللہ عبادت میں زیادہ مشغول رہتے تھے بہ نسبت تعلیم کے اور اس وجہ سے اونسے روایتیں کم ہوئیں دوسرے یہ کہ بعد ملک فتح ہونے کے وہ مصر یا طائف میں رہے اور وہاں طالب علم اتنے نہ جاتے تھے جتنے مدینہ جاتے تھے اور ابوہریرہ فتوے اور تحدیث پر مستعد رہے مرتے دم تک اور یہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوہریرہ سے بہت لوگوں نے حدیث سنی امام بخاری نے کہا آٹھ سو تابعین نے اُنسے روایت کی اور ایسا کسی صحابی سے منقول نہیں تیسرے یہ کہ ابوہریرہ رض کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا تھی وہ اس دعا کی برکت سے جو سنتے تھے اسکو بھولتے نہ تھے جیسے ہم آگے بیان کرینگے چوتھے یہ کہ عبداللہ کو شام کے ملک میں ایک اونٹ بھر کتابیں اہل کتاب کی ہاتھ لگی تھے وہ ان کتابوں کو دیکھتے تھے اور اُن میں سے روایت کرتے تھے اس وجہ سے اکثر تابعین نے انکی روایت سے پرہیز کیا اور یہ جو ابوہریرہ نے کہا میں لکھتا نہ تھا اسکے معارض نہیں جو ابن وہب نے روایت کیا حسن بن عمرو بن امیہ کے طریق سے کہ ابوہریرہ میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے اور حدیث کی کتابیں دکھلائیں اور کہا یہ لکھی ہوئی ہیں میرے پاس ابن عبدالبر نے کہا ہمام کی روایت زیادہ صحیح ہے اور دونوں میں جمع ہو سکتا ہے اس طور سے کہ ابوہریرہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں نہ لکھتے ہونگے اور اسکے بعد لکھا ہوگا میں کہتا ہوں اس میں شبہ ایک وجہ سے ہے وہ یہ کہ حدیث اُنکے پاس لکھی ہوئی ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ انہوں نے خود لکھی ہو شاید کسی اور نے لکھی ہو اور یہی قرین قیاس ہے اسلیے کہ اُنسے یہ ثابت ہوا کہ میں نہیں لکھتا تھا انتہے ما فی فتح الباری قسطلانی نے کہا ابوہریرہ سے پانچ ہزار تین سو حدیثیں مروی ہیں اور عبداللہ سے سات سو حدیثیں **ت**

متابعت کی وہب بن منبہ کی (اس حدیث کو روایت کرنے میں ہمام سے) معمر بن راشد نے اونہوں نے روایت کی ہمام سے
اونہوں نے ابو ہریرہؓ سے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس متابعت کو عبد الرزاق نے روایت کیا معمر سے اور نکالا
اسکو ابو بکر بن علی مروزی نے کتاب العلم میں حجاج بن شاعر سے اونہوں نے معمر سے اور روایت کیا احمد نے اور
بیہقی نے مدخل میں عمرو بن شعیب کے طریق سے اونہوں نے مجاہد اور مغیرہ بن حکیم سے ان دونوں نے کہا ہمنے سنا ابو ہریرہؓ
سے وہ کہتے تھے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا مجھسے زیادہ کوئی جاننے والا نہ تھا مگر جو عبد اللہ بن عمرو سے
ہوا وہ لکھتے تھے اپنے ہاتھ سے اور یاد رکھتے تھے دل سے اور میں یاد رکھتا تھا اور لکھتا نہ تھا انہوں نے اجازت مانگی رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے لکھنے کی آپنے اجازت دی انکو اور اسکا اسناد حسن ہے اور اسکا ایک اور طریق ہے اسکو نکالا عقیلی نے
عبد الرحمان بن سلمان کے حال میں انہوں نے روایت کی عقیل سے اونہوں نے مغیرہ بن حکیم سے اونہوں نے سنا ابو ہریرہؓ
سے انہوں نے کہا کوئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو مجھسے زیادہ جاننے والا نہ تھا مگر عبد اللہ بن عمرو وہ لکھتے
تھے انہوں نے اجازت لی تھی آپسے اپنے ہاتھ سے لکھنے کی جو آپسے سنیں آپنے اونکو اجازت دی تھی اخیر حدیث تک اور روایت
کیا احمد اور ابو داود نے یوسف بن ماہک کے طریق سے انہوں نے عبد اللہ بن عمرو سے کہ میں لکھتا تھا جو بات رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنتا تھا پھر مجھکو منع کیا قریش نے اخیر حدیث تک اوسمیں یہ ہے میں لکھتا ہوں اور قسم اسکی جسکے
ہاتھ میں میری جان ہے آپ کی زبان سے کچھ نہیں نکلتا مگر حق اور اس حدیث کے اور بھی طریق ہیں اور ایک سے دوسرے کو قوت ہوتی
ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یاد رکھنے میں عبد اللہ بن عمرو اور ابو ہریرہ برابر ہوں کیونکہ ابو ہریرہ کو دعا تھی نہ بھولنے کی اور
ہم کہ ابو ہریرہ نے جو عبد اللہ بن عمرو کو اپنے سے زیادہ کہا اوسکا مطلب یہ ہوگا کہ دعا سے پہلے وہ مجھسے زیادہ تھے کیونکہ پھر
سہو لاحق ہوا اور وہ لکھتے بھی تھے سو جو نہ بھولتے یاد رکھتے اور آگے ابو ہریرہ سے جسقدر حدیثیں پھیلیں وہ عبد اللہ بن عمرو کی
حدیثوں سے دو چند سہ چند بلکہ زیادہ ہیں اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ابو ہریرہ اس کام کے لیے مستعد رہے اور مدینہ میں انہوں
نے اقامت کی برخلاف عبد اللہ بن عمرو کے اور اس حدیث سے اور اگلی حدیث سے اور ابو شاہ کے قصے سے یہ معلوم ہوتا ہے
کہ آپنے حدیث لکھنے کی اجازت دی اور یہ معارض ہے ابو سعید خدری کی روایت کے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
مت لکھو مجھسے قرآن کے سوا اخراج کیا اسکو مسلم نے اور جمع اس طور پر ہے کہ ممانعت خاص تھی قرآن اترنے کے وقت اسواسطے کہ
قرآن اور حدیث مل نہ جاویں اور اجازت اور وقتوں میں ہے یا ممانعت اسلیے ہے کہ قرآن کے ساتھ ملا کر ایک جگہ حدیث
نہ لکھو اور الگ الگ لکھنا جائز ہے یا یہ ممانعت پہلی تھی پھر اجازت کی حدیثیں اسکی ناسخ ہیں اور اجازت اسی وقت تھی
جب قرآن میں التباس نہ ہو اور بعضوں نے کہا ممانعت اسکے لیے ہے جو صرف کتابت پر بھروسا کرے اور یاد نہ رکھے اور بعضوں نے

نے کہا ابو سعید کی حدیث معلول ہے اور صواب یہ ہے کہ وہ موقوف ہے ابو سعید پر (یعنی ابو سعید کا قول ہے) یہ امام
بخاری نے کہا ہے اور علماء نے اور ایک جماعت صحابہ اور تابعین نے حدیث کا لکھنا مکروہ جانا ہے اور انہوں نے مستحب کہا ہے حدیث
کو حفظ کرنا جیسے اگلے لوگ حفظ کرتے تھے لیکن جب ہمتیں پست ہو گئیں اور علما کو ڈر ہوا علم کے ضائع ہو جانے کا
تو انہوں نے اسکو جمع کیا اور سب سے پہلے جس نے حدیث کو جمع کیا وہ ابن شہاب زہری تھے پہلی صدی کے اخیر میں انہوں نے جمع کیا عمر بن عبد العزیز کے حکم سے پھر بہت کتابیں تالیف
ہو گئیں اور اسکی وجہ سے بڑا فائدہ ہوا شکر ہے اللہ تعالیٰ کا مترجم کہتا ہے بعض ملحد بیدین یہ حجت کرتے ہیں کہ حدیث
کا اعتبار نہیں اسلیے کہ شارع یعنی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اگر حدیث کا قائم رکھنا منظور ہوتا تو حکم دیتے اسکے
لکھنے کا قرآن کی طرح حالانکہ آپ نے منع کیا اسکے لکھنے سے اور اس کا جواب حافظ ابن حجر کی تقریر سے معلوم ہو گیا اور انکا جواب
دندان شکن یہ ہے کہ لکھنے کا حکم نہ دینے سے حدیث کی بے اعتباری نہیں ہوتی کیونکہ جب حدیث صحیح ہوئی تو یقین ہو گیا
کہ وہ آپ کا فرمودہ ہے اور قرآن میں صاف حکم ہے کہ جو رسول حکم دیں اوسپر عمل کرو **حدثنا** یحیی بن سلیمان
ابن یحیی قال حدثنی ابن وهب قال اخبرنی یونس عن ابن شهاب عن عبید الله بن عبد الله عن ابن عباس قال لما
اشتد بالنبی صلی الله علیه وسلم وجعه قال ائتونی بکتاب اکتب لکم کتابا لا تضلوا بعده
قال عمر ان النبی صلی الله علیه وسلم غلبه الوجع وعندنا کتاب الله حسبنا فاختلفوا وکثر اللغط قال قوموا
عنی ولا ینبغی عندی التنازع فخرج ابن عباس یقول ان الرزیة کل الرزیة ما حال بین رسول الله صلی
الله علیه وسلم وبین کتابه ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے یحیی بن سلیمان بن یحیی (جعفی مکی) نے انہوں نے کہا حدیث
بیان کی مجھ سے (عبد اللہ) ابن وہب نے انہوں نے کہا خبر دی مجھکو یونس (ابن یزید ایلی) نے انہوں نے روایت کی ابن شہاب
(محمد بن مسلم) زہری سے انہوں نے روایت کی عبید اللہ بن عبد اللہ (بن عتبہ فقیہ مشہور) سے انہوں نے روایت کی ابن
عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا جب آپکی بیماری سخت ہو گئی یعنی مرض موت میں جیسے آگے آویگا اور مصنف
نے مغازی میں اور اسمعیلی نے روایت کیا کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات آن پہونچی اور مصنف نے سعید بن
جبیر کی روایت میں نکالا کہ یہ واقعہ جمعرات کے روز ہوا اور وفات اسکے چار دن بعد ہوئی (فتح الباری) **ف** آپنے
فرمایا میرے پاس کتاب لاؤ (یعنی کتاب لکھنے کا سامان مسلم کی روایت میں اسکی تصریح ہے کہ ہڈی لاؤ اور دوات یعنی مونڈھے کی
ہڈی کیونکہ عرب لوگ اسپر لکھتے تھے (فتح) میں تمکو ایک کتاب لکھدوں (یعنی لکھوا دوں یا خود آپ لکھدیں معجزے کے طور
پر اور اسکی بحث کتاب الصلح میں آویگی انشاء اللہ تعالیٰ اور مسند احمد میں ہے کہ آپنے یہ حکم حضرت علی کو دیا تھا انہوں نے کہا مجھ
کو حکم دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہڈی مونڈھے کی لانیکا تاکہ آپ وہ باتیں لکھدیں جنکی وجہ سے آپکی امت

آپ کے بعد گمراہ نہ ہو) تم اسکے بعد گمراہ نہ ہو حضرت عمرؓ نے کہا بیشک جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر بیماری کا غلبہ ہے
اور ہمارے پاس اللہ کی کتاب ہے وہ ہمکو کافی ہے پھر لوگوں نے اختلاف کیا یعنے صحابہؓ نے کسی نے کہا کتاب لکھوانا چاہیے کسی نے
کہا مت کتاب لکھواؤ آپ کو اور تکلیف دینا ہے) اور غل شور بہت ہوا ف فتح الباری میں ہے حضرت عمرؓ نے یہ سمجھا کہ یہ کتاب
لمبی ہوگی اور اسکے لکھنے میں حضرت ؐ کو تکلیف ہوگی قرطبی وغیرہ نے کہا ائتونی یعنے لاؤ امر تہا اور امر کا مقتضی یہہ
تہا کہ فورًا اسکی تعمیل کیجاتی لیکن حضرت عمرؓ اور ایک گروہ صحابہ کا یہ سمجھا کہ یہ امر وجوب کے لیے نہیں ہے بلکہ ارشاد ہے اس
کام کی طرف جو زیادہ بہتر ہے اسلیے انہوں نے برا جانا کہ آپکو ایسے کام کی تکلیف دیویں جو آپ پر شاق گذرے ایسی بیماری
کی حالت میں اور اسی لیے حضرت عمرؓ نے فرمایا کافی ہے ہمکو اللہ کی کتاب اور ایک گروہ صحابہ کا یہ سمجھا کہ کتاب کا لکھا جانا
بہتر ہے کیونکہ اسمیں بجا آوری تہی آپکے حکم کی اور زیادہ ایضاح تہا مطلب کا اور آپ نے جو حکم دیا صحابہ کو اسپر جانیکا
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکا امر وجوب کے لیے نہ تہا بلکہ اختیار کے طور پر تہا اور یہی سبب تہا کہ آپ اسکے بعد کئی دن تک
زندہ رہے اور دوبارہ کتاب لکھوانیکا حکم نہ دیا اور اگر کتاب لکھنا واجب ہوتا تو آپ اوسکو ترک نہ کرتے صحابہ کے اختلاف
کی وجہ سے کیونکہ آپ نے اللہ کا حکم پہونچانا ترک نہ کیا کسی مخالف کی مخالفت سے اور بعض امورات میں صحابہ آپکو جواب دیتے
تہے جب تک یقین نہ ہوتا کہ یہ حکم وجوبی ہے اور جب وجوب معلوم ہوجاتا تو فورًا اطاعت کرتے اور اسکی تفصیل انشاء اللہ تعالے
کتاب الاعتصام میں آویگی اور یہ واقعہ بہی ان واقعوں میں سے گنا جاتا ہے جن میں حضرت عمرؓ کی رائے حکم الٰہی کے موافق
ہوئی ہے اور اختلاف ہے کہ اس کتاب میں آپ کیا لکھوانا چاہتے تہے بعضوں نے کہا آپ یہ چاہتے تہے کہ احکام شرعیہ کو
صاف صاف لکھوادیں تاکہ آئندہ اختلاف نہ ہو اور بعضوں نے کہا آپ یہ چاہتے تہے کہ خلفاء کے نام لکھوادیں جو آپکے
بعد مقرر ہونگے تاکہ خلافت میں اختلاف نہ ہو یہ سفیان بن عیینہ نے کہا ہے اور تائید کرتی ہے اسکی وہ روایت کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شروع بیماری میں جب آپ حضرت عائشہ کے پاس تہے یہ فرمایا کہ اپنے باپ اور بہائی کو بلا تا
کہ میں ایک کتاب لکھ دوں کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہیں کوئی آرزو کرنیوالا (خلافت کی) آرزو نہ کرے اور کوئی کہنے والا
کچھ نہ کہے حالانکہ اللہ تعالی انکار کرتا ہے اور مومنین بہی انکار کرتے ہیں ابوبکر کے سوا دوسرے شخص کی خلافت سے نکالا
اسکو مسلم نے اور اول قول زیادہ ظاہر ہے اگرچہ شامل ہے دوسری بات کو بہی خطابی نے کہا حضرت عمرؓ نے یہ سمجھا کہ اگر
آپ مسائل اختلافی میں نص کر دینگے تو علماء کی فضیلت باطل ہوجاویگی اور اجتہاد کو کوئی گنجایش نہ رہیگی اور ابن جوزی
نے اسپر یہ اعتراض کیا کہ اگر آپ ایک حکم یا چند احکام پر نص کر دیتے تو اس سے اجتہاد باطل نہ ہوتا کس لیے کہ حوادث
اور واقعات کا حصر ممکن نہیں تو بہرحال اجتہاد کو بڑی گنجایش رہتی ابن جوزی نے کہا حضرت عمرؓ نے یہ خیال

کیا کہ اگر آپ غلبہ بیماری مین یہ کتاب لکہوا دینگے تو منافقون کو اسلام پر طعن کرنیکا ایک موقعہ ملجاویگا اور مغازی مین
اسکی تائید مین کچھہ بیان آویگا انتہے مترجم کہتا ہے خطابی اور ابن جوزی اور حافظ ابن حجر کے اس بیان سے صاف
معلوم ہوتا ہے کہ اجتہاد اور رائے پر وہین عمل کرنا ہوسکتا ہے جہان نص نہ ہو اور جب کسی مسئلہ مین قرآن یا حدیث کے
نص ہو تو وہان اجتہاد لغو ہے اور جو اجتہاد نص کے خلاف ہو وہ باطل ہے اور ایسے اجتہاد پر چلنا اور نص کو چھوڑ دینا
باجماع علما ناجائز ہے قسطلانی نے کہا جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کی رائے پر اعتراض نہ کیا تو یہ دلیل ہے
اسکی کہ آپنے انکی رائے کو پسند کیا اور توقف حضرت عمر کا اس باب مین صواب تہا خاصکر کیونکہ قرآن مین ہر چیز کا بیان
موجود ہے اور یہی وجہ ہے جو انہون نے کہا کافی ہے ہمکو اللہ کی کتاب انتہے مترجم کہتا ہے شیعہ کا اعتراض اس باب
مین حضرت عمر پر محض لغو ہے کیونکہ حضرت عمر کی شان اور انکا ایمان اور اتہامات اور خیالات فاسدہ کو صاف
رد کرتا ہے جو شیعہ انکی نسبت کرتے ہین اور اگر بالفرض ایسا ہی تہا تو حضرت نے کتاب کے سامان لانے کا حکم حضرت
علی کو دیا تہا انہون نے یہ سامان لا دیا ہوتا اور کتاب لکھوا دی ہوتی اور آپ خود اسکے بعد کئی روز تک زندہ رہے
اور ابوبکر صدیق سے امامت کرائی اگر آپ کو خلافت کے باب مین کوئی حکم الٰہی آیا ہوتا تو آپ اسکو ضرور لکھوا دیتے
اور شان پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی یہی تھی کہ آپنے اللہ جل جلالہ کا حکم اسوقت پہونچایا جب سوا خدا کے نہ کوئی
یار تہا نہ مددگار ہر طرف مجمع کفار اور اشرار تہا اور آپنے کسی کی مخالفت اور ایذا رسانی کا خوف نہ کیا پہر ایسی حالت
مین جبکہ کوئی آپ کا مخالف نہ تہا بلکہ چار طرف جان نثار دوست اور ہوا خواہون کا مجمع تہا آپ اللہ تعالے کے حکم کو کیون
چہپاتے اور جو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے معاذ اللہ ایسا گمان رکھتے ہین خدا انکا منہ کالا کرے **ف** آپنے
فرمایا اٹھہ جاؤ میرے پاس سے اور میرے سامنے جھگڑا کرنا مناسب نہین **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس سے یہ نکلتا ہے
کہ آپنے جو حکم فرمایا تہا اسکی اطاعت کرنا فوراً بہتر تہی اگرچہ جو حضرت عمر نے اختیار کیا وہ صواب تہا کیونکہ بعد کو آپنے
اوسکا تدارک کیا اور قرطبی نے کہا احکام مین جو صحابہ نے اختلاف کیا وہ ایسا ہی اختلاف ہے جیسے آپنے فرمایا تہا
کوئی تم مین سے عصر کی نماز نہ پڑہے مگر بنی قریظہ کے محلہ مین پہر بعض صحابہ ڈرے کہ عصر کی نماز قضا ہو جاویگی انہون
نے راہ مین پڑھ لی اور بعضون نے ظاہر حکم سے تمسک کیا انہون نے نماز نہین پڑہی جب تک بنی قریظہ کے محلہ مین نہ
پہونچ لیے اور آپنے کسی فریق کو ملامت نہ کی کیونکہ دونون نے اجتہاد کیا اور ہر ایک کی نیت بخیر تھی انتہے **ف**
پہر ابن عباس نکلے کہتے تہے مصیبت ہے بڑی مصیبت جسنے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کتاب لکھوانے سے روکا
ف حافظ ابن حجر نے کہا ظاہر عبارت سے یہ نکلتا ہے کہ ابن عباس اُن صحابہ کے ساتھ تہے جو کتاب لکھوانے کے

حکم کے وقت موجود تھے اور وہ اسی وقت نکلے یہ کہتے ہوئے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ ابن عباس نے یہ قول اسوقت کہا جب انہوں نے یہ حدیث روایت کی اور مؤلف کی روایت جو باب الاعتصام میں ہے اور احمد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے اور ابن تیمیہ رح نے رد روافض میں اسپر جزم کیا ہے اور ہر ایک حدیث کی تفصیل اپنے مقام پر آویگی اور معمر کی روایت میں اتنا زیادہ ہے لاختلافهم ولغطهم یعنے انکا اختلاف سبب ہوا اس کتاب کے نہ لکھی جانیکا اور اس حدیث میں دلیل ہے کہ علم کی کتابت جائز ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ اختلاف کبھی سبب ہو جاتا خیر سے محروم ہونیکا جیسے دو آدمیونکا جھگڑا باعث ہوا شب قدر بہول جانیکا اور یہ بھی نکلا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اجتہاد جائز تھا ان مسائل میں جنمیں کوئی حکم آپ پر نہ اترا تھا اور ہم اسکی باقی بحث سیرۃ نبوی کے اخیر میں کتاب المغازی میں انشاء اللہ تعالی بیان کرینگے انتہے مختصرًا

باب العِلمِ وَالعِظَةِ بِاللَّيلِ رات کو تعلیم اور وعظ کا بیان

ف اسباب کے لانے سے امام بخاری کی یہ غرض ہے کہ عشاء کے بعد جو باتیں کرنیکی ممانعت دوسری حدیث میں آئی ہے وہ خاص ہے دنیا کی باتوں سے یا بیکار باتوں سے اور دین کی تعلیم اور نصیحت رات کو ہر وقت درست ہے (فتح)

حدثنا صَدَقَةُ قَالَ اَخبَرَنَا ابنُ عُيَينَةَ عَن مَعمَرٍ عَنِ الزُّهرِيِّ عَن هِندٍ عَن اُمِّ سَلَمَةَ وَعَمرٍو وَيَحيَى بنِ سَعِيدٍ عَنِ الزُّهرِيِّ عَن هِندٍ عَن اُمِّ سَلَمَةَ قَالَت اِستَيقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيلَةٍ فَقَالَ سُبحَانَ اللّٰهِ مَاذَا اُنزِلَ اللَّيلَةَ مِنَ الفِتَنِ وَمَاذَا فُتِحَ مِنَ الخَزَائِنِ اَيقِظُوا صَوَاحِبَ الحُجَرِ فَرُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنيَا عَارِيَةٍ فِي الآخِرَةِ

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے صدقہ (ابن فضل مروزی) نے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو (سفیان) ابن عیینہ نے انہوں نے روایت کی معمر (بن راشد) سے انہوں نے زہری (محمد بن مسلم) سے انہوں نے ہند (بنت حارث فراسیہ) سے انہوں نے ام المؤمنین جناب ام سلمہ رض (انکا نام ہند ہے یا رملہ بیٹی ہیں سہل بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم کی اور انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت علم حاصل کیا اس کتاب میں انسے چار حدیثیں مروی ہیں) سے اور روایت کیا سفیان بن عیینہ نے اس حدیث کو عمرو (بن دینار) اور یحیے بن سعید (انصاری) سے انہوں نے زہری سے انہوں نے ہند سے انہوں نے حضرت بی بی ام سلمہ رض سے انہوں نے کہا ایک رات جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاگ اٹھے (نیند سے) پھر فرمایا سبحان اللہ (یہ تعجب کے لیے ہے) اس رات کو کتنے فتنے اترے (یعنے عذاب) اور کتنے خزانے کھل گئے جگاؤ حجرے والیوں کو (یعنے امہات مومنین کو) کیونکہ بہت عورتیں ایسی ہیں جو دنیا میں پہنے اوڑھے ہیں (ایسے کپڑے جو باریک ہیں جنمیں سے بدن دکھلائی دیتا ہے) وہ ننگی ہونگی آخرت میں **ف** حافظ ابن حجر نے کہا وعمرو معطوف ہے معمر پر اس صورت میں بالکسر ہوگا اور ممکن ہے کہ شروع جملہ ہو تو مرفوع ہوگا اور دونو طرح مروی

ہے اور مطلب یہ ہے کہ ابن عیینہ نے اس حدیث کو تین آدمیوں سے سنا معمر اور عمرو اور یحییٰ بن سعید اور حمیدی نے اپنی مسند میں
حدثنا معمر عن الزهري اور حدثنا عمرو و يحيى بن سعيد ابن عیینہ سے نقل کیا ہے تو اوسمیں تصریح ہے کہ ابن عیینہ نے
ان تینوں سے یہ حدیث سنی اور یحییٰ بن سعید اس اسناد میں انصاری ہیں نہ یحییٰ بن سعید قطان اور جسنے قطان
سمجھا اوسنے غلطی کی کیونکہ قطان نے زہری سے نہیں سنا نہ ان سے ملاقات کی اور ایک روایت میں ہند کا نام ہے
بلکہ عن امراۃ ابہام کے طور پر ہے اور شاید زہری نے کبھی اس عورت کا نام لیا اور کبھی نام نہ لیا اور امام مالک نے
اوسکو موطا میں روایت کیا یحییٰ بن سعید انصاری سے انہوں نے زہری سے اسمیں ہند کا ذکر ہے نہ ام سلمہ کا
اور خزانوں سے یہاں رحمت مراد ہے اور فتنوں سے عذاب کرمانی نے کہا اور آپکو یہ علم فرشتوں کے بتلانے سے معلوم ہوا یا آپکو
خواب میں وحی آئی کہ آپکے بعد دنیا میں یہ فتنے ہونگے اور بعضوں نے خزانے کھلنے سے فارس اور روم کا فتح ہونا مراد لیا
ہے اور یہ جو آپنے فرمایا کہ بہت سی عورتیں دنیا میں پہنی ہیں لیکن آخرت میں ننگی ہونگی یہ سبب ہے انکے جگانیکا تا
کہ وہ عبادت میں غفلت نکریں اور صرف بھروسا نکریں کہ وہ رسول کی بی بی ہیں اور اس حدیث سے یہ نکلا کہ تعجب کے مقام
سبحان اللہ کہنا درست ہے اور جاگتے وقت اللہ کا نام لینا مستحب ہے اور اپنے گھروالوں کو رات کی نماز کیلئے جگانا مسنون
ہے خاصکر جب کوئی نشانی پروردگار کی نمود ہو اور باقی بحث اس حدیث کی کتاب الفتن میں آویگی اور اس اسناد میں تین
تابعی ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ ہند صحابیہ ہے اگر یہ قول صحیح ہو تو ایک صحابیہ دوسری صحابیہ سے روایت
کرتی ہیں اور ایک تابعی دوسرے تابعی سے اور اس حدیث سے یہ بھی نکلا ہے جب آفت کا ڈر ہو تو نماز پڑھنا چاہیے جیسے اللہ تعالیٰ
نے فرمایا واستعينوا بالصبر والصلوٰة اور آپ کو جب کچھ رنج ہوتا تو آپ نماز شروع کر دیتے اور جو شخص خواب میں بری بات
دیکھے وہ بھی نماز پڑھے اور اسکا بیان اپنے مقام پر آویگا اور جب ہول کی بات دیکھے تو تسبیح کہے اور عالم اپنے شاگرد کو
ڈر کی بات بتلا دے اور جو اسکی تدبیر ہو وہ سمجھا دیوے انتہی مختصرًا قسطلانی نے کہا آخرت میں ننگے ہونے سے حقیقۃً ننگے ہونا
مراد ہے یا یہ مطلب ہے کہ نیکیوں سے ننگی ہونگی اور یہ حدیث کتاب الفتن میں آویگی انشاء اللہ تعالیٰ انتہی۔ حدیث سے یہ نکلا
کہ رات کو دین کی تعلیم اور نصیحت درست ہے اور یہی مطلب نکالنے کے لیے امام بخاری اس حدیث کو اس باب میں لائے

باب السمر في العلم سونے سے پہلے رات کو علم کی باتیں کرنا **ف** اس سے پہلے باب میں رات کو علم کی باتیں کرنیکا بیان تھا
تو یہ باب خاص ہے اور پہلا باب عام ہے **حدثنا** سعيد بن عفير قال حدثني الليث قال حدثني عبد
الرحمن بن خالد عن ابن شهاب عن سالم و ابي بكر بن سليمان بن ابي حثمة ان عبد الله بن عمر قال صلى
بنا النبي صلى الله عليه وسلم العشاء في آخر حياته فلما سلم قام فقال ارأيتكم ليلتكم هذه

قَالَ النَّاسِ بِأَنَّهُ سَنَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے سعید بن عفیر
نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے لیث بن سعد (مصر کے عالم) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے عبدالرحمان
بن خالد (بن مسافر فہمی) نے انہون روایت کی ابن شہاب زہری سے انہون نے سالم (بن عبداللہ بن عمر) سے اور ابوبکر
بن سلیمان بن ابی حثمہ سے انہ نے امام بخاری نے صرف یہی حدیث روایت کی وہ بھی سالم کے ساتھ) انہون نے کہا کہ عبداللہ بن
عمر بن خطاب رض) نے کہا نماز پڑھی ہمارے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کی اپنی اخیر عمر مین (وفات سے ایک
مہینہ پہلے) جب سلام پھیر اتو کہڑے ہوگئے پھر فرمایا بہلا تم بتلاؤ تو اپنے اس رات کے حال کو سو البتہ حال تو یون ہے کہ اس رات
سے سو برس کے سر تک (یعنی سو برس کے اخیر تک) جو آدمی زمین پر ہو کوئی باقی نہ رہیگا **ف** اصیلی کی روایت مین
فَإِنَّ عَلَى رَأْسِ ہے یعنے سو برس کے ختم تک مطلب یہ ہے کہ اسوقت جو لوگ زمین پر موجود ہین ان مین سے سو برس پورے ہونے
تک کوئی زندہ نہ رہیگا ابن بطال نے کہا آپ کا مطلب یہ ہے کہ سو برس کی مدت مین اسوقت جو لوگ موجود ہین وہ
سب مر جاوینگے تو ڈرایا انکو کہ عمر تہوڑی ہے اور ایسے عمرین نہین جیسے اگلی امتون کی تہین تاکہ وہ کوشش کرین
عبادت مین اور نووی نے کہا مراد یہ ہے کہ اس رات کو جو زمین پر موجود ہے وہ سو برس سے زیادہ نہ جیے گا اور یہ غرض
نہین ہے کہ جو کوئی اس رات کے بعد پیدا ہوگا وہ سو برس تک نہ جیے گا (فتح الباری) قسطلانی نے کہا بعضون نے اس حدیث
سے استدلال کیا کہ حضرت خضر مر گئے اور یہ استدلال تمام نہین کیونکہ جائز ہے کہ زمین سے مراد خاص زمین ہو عرب کی
اور خضر اسوقت وہان نہ ہون تیسیر القاری مین ہے کہ شاید خضر اس رات کو زمین ہی پر نہ ہون اور یہ بھی احتمال ہے
کہ مراد وہ لوگ ہون جنکو تم دیکھتے ہو اور پہچانتے ہو اس صورت مین یہ نص نہ ہوگا حضرت خضر ع کی موت پر انتہے
حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث کی بحث کتاب الصلوۃ مین آوےگی۔ تحفۃ الاخیار مین ہے مطلب حدیث کا یہ ہے کہ جب
عمر ایسی کم ٹہری تو دنیا کا لالچ کرنا بے فائدہ ہے اور دوسرا فائدہ اس بیان کا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جانا تہا کہ میرے بعد بعضے جہوٹے لوگ میری صحبت کا دعوے کرینگے جیسے کہ ہندوستان مین کئی سو برس کے بعد بابا
رتن حضرت کی صحبت کا دعوی کرتا تہا سو اس حدیث سے اسکا دعوے غلط ہوگیا اسواسطے کہ حضرت کی قرن کے لوگ
سو برس کے اندر گذر گئے مترجم کہتا ہے جیسے حضرت م نے اس حدیث مین ارشاد فرمایا تہا ویسا ہی ہوا سب سے
اخیر جو صحابی دنیا سے گذرے وہ عامر بن واثلہ بن عبداللہ بن عمر بن جحش لیثی تہے انکی کنیت ابو الطفیل تہی
جس سال احد کی لڑائی ہوئی وہ اس سال پیدا ہوگئے تہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تہا اور ابوبکر سے
روایت کی اور سنہ ایک سو دس ہجری مین انکا انتقال ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون **حدثنا** آدم قال

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ فِيْ بَيْتِ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فِيْ لَيْلَتِهَا فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ثُمَّ جَاءَ اِلٰى مَنْزِلِهٖ فَصَلّٰى اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ ثُمَّ قَالَ نَامَ الْغُلَيِّمُ اَوْ كَلِمَةً تُشْبِهُهَا ثُمَّ قَامَ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهٖ فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ فَصَلّٰى خَمْسَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ نَامَ حَتّٰى سَمِعْتُ غَطِيْطَهٗ اَوْ خَطِيْطَهٗ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ **ترجمہ**

حدیث بیان کی ہمسے آدم (بن ابی ایاس) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے حکم (بن عتیبہ بن نہاس فقیہ کوفی) نے انہوں نے کہا مین نے سنا سعید بن جبیر سے انہوں نے روایت کی ابن عباس سے انہوں نے کہا مین ایک رات اپنی خالہ ام المومنین میمونہ بنت حارث کے گھر مین جو بی بی تہین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور اس رات کو آپ اونہی کے پاس تہے کیونکہ وہ رات آپکی باری کی تھی پہر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عشا کی نماز پڑہی (مسجد مین) بعد اوسکے (مسجد سے) اپنے ٹہکانے مین آئے (یعنے حضرت میمونہ رضہ کے حجرے مین) پہر چار رکعتین پڑہین پہر سو رہے پہر کہڑے ہوئے (یعنے بیدار ہوئے) پہر فرمایا چھوٹا لڑکا سو گیا (یہ ابن عباس کو فرمایا پیار سے) یا اور کوئی کلمہ اسی کے مشابہ فرمایا (یہ شک ہے راوی کی) پہر آپ کہڑے ہوئے (نماز کے لیے) مین آپکے بائین طرف کہڑا ہوا آپنے مجھے اپنے داہنے طرف کر لیا پہر آپنے پانچ رکعتین پڑہین گویا رات کی نماز کی کل آٹھ رکعتین ہوئین اور ایک رکعت وتر کی) پہر آپنے دو رکعتین پڑہین (فجر کی سنتین) پہر سو رہے یہانتک کہ مینے آپکے خراٹے کی آواز سنی (پہر آپ جاگے) پہر آپ نکلے نماز کے لیے **ف** یعنی فجر کی نماز کے لیے حافظ ابن حجر نے کہا کرمانی یہ سمجہے کہ اخیر کی دو رکعتین بہی رات کی نماز مین داخل تہین اور ابن عباس نے اونکو جدا بیان کیا اسلیے کہ ابن عباس نے اونسین اقتدا نہ کی یا پانچ ایک سلام سے پڑہین اور دو ایک سلام سے اور یہ احتمال ہو سکتا ہے لیکن ان دو رکعتون کو فجر کی سنتین کہنا بہتر ہے تاکہ ختم وتر پہ ہو اور اس مسئلہ کی تفصیل کتاب الصلوۃ باب الوتر مین انشاء اللہ تعالی آویگی اور ابن عمر کی حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے ظاہر ہے کیونکہ آپنے عشا کی نماز کے بعد یہ بات فرمائی کہ اب جو لوگ موجود ہین اُن مین سے دنیا مین سو برس تک کوئی نہ رہیگا تو گویا رات کو دین کی بات کی اور یہی ترجمہ باب تہا اور ابن عباس کی حدیث کی مناسبت مین علماء کا اختلاف ہے ابن منیر نے کہا یہ جو آپنے فرمایا چھوٹا لڑکا سو رہا یہی رات کی بات ہے اور احتمال ہے کہ ابن عباس نے جو فعل آپکے رات کو دیکہے یہی رات کی باتین ہون کیونکہ تعلیم عام ہے قول ہو یا فعل تو گویا ابن عباس نے رات کو علم حاصل کیا کرمانی نے کہا یہ جو آپنے ابن عباس کو بائین طرف سے داہنے طرف کر لیا یہ ترجمہ باب ہے گویا آپنے فرمایا میرے داہنے

حضرت کھڑا ہو اور ابن عباس نے کہا مین کھڑا ہوا اور ان سب توجیہون پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ایک کلمہ کہنے کو سمر نہین
کہتے اسیطرح ابن عباس نے جو فعال دیکھے اونکو سمر کہتے ہین نہ سمر کیونکہ سمر خاص ہے زبان سی علاوہ اسکے یہ ایک کلمہ
بھی آپنے سونیکے بعد فرمایا اور سونیکے بعد جو بات کرین وہ سمر نہین ہے کرمانی نے کہا احتمال ہے کہ امام بخاری کا مقصد
اس حدیث کے لانے سی یہ ہو کہ جب کئی عزیز یا تین والے اکٹھا ہوتے ہین تو آپس مین دل لگی کے لیے ضرور کچھ نہ کچھ باتین ہوتی ہین
حالانکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی کل حدیثین علم ہین اور فائدہ رکھتی ہین۔ مین کہتا ہون ان توجیہون سے بہتر یہ توجیہ
ہے کہ مناسبت باب اس حدیث کی دوسرے طریق سے نکلتی ہے اور مؤلف نے ایسا بہت کیا ہے اور اس سی غرض یہ ہے
کہ حدیث کے طالب کو اوسکے تمام طریقے مستحضر کرنا چاہیے اور ہر ایک راوی کے الفاظ پر وہ بیان کرنا چاہیے اور حدیث
کی تفسیر حدیث سی بہتر ہے اس سے کہ گمان پر خوض کیا جاوے اور وہ طریق خود مؤلف نے کتاب التفسیر مین نکالا کریب
سے اونہون نے ابن عباس سے اوسمین یہ ہے کہ مین ایک رات میمونہ کے گھر مین رہا تو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک گھڑی
تک اپنی بی بی سے باتین کین پھر سو رہے آخیر تک اس صورت مین ترجمہ باب کی مناسبت صحیح ہوگئی اور ان تکلفات
کی حاجت نہ رہی شکر اللہ تعالی کا اب اگر کوئی کہے کہ اس صورت مین سمر دنیا کی باتون مین ثابت ہوا نہ علم مین اسکا جواب
یہی ہے کہ جب سمر دنیا کی بابت مین جائز ہوا تو علم کی باتون مین بطریق اولی جائز ہوگا اور ہم اس حدیث کو مباحث کتاب
الوتر مین بیان کرینگے اور اسی باب مین داخل ہے انس کی حدیث کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عشا کے
بعد صحابہ کو خطبہ سنایا اور مصنف نے اوسکو کتاب الصلوۃ مین بیان کیا اور انس کی ایک اور حدیث ہی اسید بن حضیر
کے قصے مین مصنف نے اسکو مناقب مین بیان کیا اور ایک حدیث حضرت عمر کی ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم ابوبکر کے ساتھ سمر کرتے تھے مسلمانون کے کسی کام مین نکالا اوسکو ترمذی اور نسائی نے اور اسکے راوی ثقہ
ہین اور وہ صحیح ہے اس طریق مین البتہ اسکی اسناد مین اختلاف ہے علقمہ پر اور اسیواسطے امام بخاری نے اسکو نہین
نکالا کیونکہ وہ انکی شرط کے موافق نہ ہوگی اور ایک حدیث ہے عبد اللہ بن عمرو کی کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم ہمسے بنی اسرائیل کے حال بیان کرتے فجر تک اور نہ اٹھتے مگر بڑی نماز کے لیے روایت کیا اسکو ابوداؤد نے
اور صحیح کیا اسکو ابن خزیمہ نے اور یہ روایت ابوحسان کی ہے عبداللہ بن عمرو سے اور بخاری کی شرط پر نہین ہے اور
یہ حدیث کہ سمر نہین ہے مگر مصلی یا مسافر کے لیے اسکو امام احمد نے روایت کیا اور اسکے سند مین ایک راوی مجہول
ہے اور بر تقدیر ثبوت کے علم کا سمر نفل صلوۃ کے سمر کیطرح ہے اور حضرت عمر نے سمر کیا ابو موسے کے ساتھ فقہ کی بحث
پھر ابو موسے نے کہا نماز حضرت عمر نے کہا مین نماز ہی مین ہون تمام ہوا کلام حافظ ابن حجر کا۔ عینی نے حافظ

صاحب پر یہ اعتراض کیا کہ جب مولف نے کتاب التفسیر میں یہ حدیث دوسری سند اور دوسرے الفاظ سے بیان کی
تو کیونکر ہو سکتا ہے کہ باب کی مناسبت اس حدیث سے نکلے جو دوسرے باب میں مروی ہے، اور تعجب ہے کہ حافظ ابن حجر نے کہا کہ حدیث
کی تفسیر حدیث سے بہتر ہے گمان پر خوض کرنے سے کیونکہ اُن لوگوں نے حدیث کی تفسیر گمان سے نہیں کی بلکہ ترجمہ
باب کی مطابقت گمان سے بیان کی انتہے مترجم کہتا ہے خدا حافظ ابن حجر کا درجہ بلند کرے یہ انکا کمال تبحر تھا کہ
انہوں نے اس باب کی مناسبت خود مؤلف کے دوسرے طریق میں سے نکالدی اور دوسرے شراح کو یہ امر نہ سوجھا کیونکہ انکو
حافظ صاحب کیطرح صحیح بخاری محفوظ نہ تھی پس یہ امر تعریف اور شکرگذاری کے لائق تھا نہ اعتراض اور جرح کے
قابل اور یہ امر کہ بخاری ایک ترجمہ باب کی مناسبت دوسرے باب کی حدیث سے نکال لیتے ہیں یہ ظاہر ہے امام بخاری کی
عادت ہے اور اوپر بھی ایسی صورت ایک ترجمہ باب میں گذر چکی ہے اور ساری کتاب میں تو ایسا بہت مقامات میں
ہوا ہے اور اسمیں جو فائدہ تھا وہ خود حافظ صاحب نے بیان کر دیا ہے یہ اعتراض حافظ صاحب پر نہوا بلکہ امام بخاری
پر اور عینی کی یہ شان نہیں کہ امام بخاری کے اغراض خفیہ اور مطالب دقیقہ کو جو اسرار علوم حدیث میں سمجھ سکیں
اب رہا حافظ صاحب کا یہ کہنا کہ حدیث کی تفسیر حدیث سے بہتر ہے گمان پر خوض کرنے سے اسکا یہ مفہوم نہیں کہ ان لوگوں
نے اس مقام میں حدیث کی تفسیر گمان سے کی ہو بلکہ غرض حافظ ابن حجر کی یہ ہے کہ کرمانی وغیرہ علماء کا یہ حال ہے
کہ اکثر تفاسیر اور توجیہات ظنی اور عقلی کیا کرتے ہیں حالانکہ علم حدیث میں اس قسم کی توجیہات اکثر غلط نکلتی ہیں
پس جہانتک ہو سکے حدیث کی تفسیر حدیث ہی سے بہتر ہے یا مطلب حافظ صاحب کا یہ ہو کہ ثمرۃ العلم جو ترجمہ
باب ہے وہ درحقیقت ایک حدیث ہی کیونکہ امام بخاری کا ترجمہ باب درحقیقت مضمون حدیث ہی خواہ صراحتاً ہو یا
استنباطاً پس حدیث کی تفسیر جب خود حدیث سے ہو جاوے تو اٹکل پچو باتوں سے بہتر ہے واللہ اعلم قسطلانی نے کہا
آپ سو گئے پھر نماز کو نکلے اور وضو نہ کیا یہ آپکے خصائص میں سے ہے یعنی اُن باتوں میں سے جو آپ سے خاص ہیں
کیونکہ آپکی آنکھیں سوتی تھیں اور دل نہیں سوتا تھا اور اسکی پوری بحث آگے تہجد کے باب میں آویگی انتہے مختصراً ۱۲

باب حفظ العلم علم کو یاد رکھنے کا بیان **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس باب میں امام بخاری نے سوا
ابوہریرہ کے اور کسی سے روایت نہیں کی اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ابوہریرہ تمام صحابہ میں حدیث کو زیادہ حافظ تھے
امام شافعی نے کہا ابوہریرہ زیادہ حافظ ہیں اپنے زمانہ کے حدیث روایت کرنیوالوں میں اور ابن عمر رضہ نے انکی جنازہ
پر رقت کی اور کہنے لگے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو یاد رکھتے تھے مسلمانوں کے لیے روایت کیا اسکو ابن سعد
نے اور اس باب میں جو تیسری روایت آئے ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنی سب محفوظ حدیثوں کو بیان نہیں کیا

باوجود اسکے انکی حدیثیں سب سے زیادہ ہین اور عبد اللہ بن عمر کو جو انہون نے اپنے پر مقدم کیا وہ اسکے معارض نہین کیونکہ ادپر ہم اسکا جواب بیان کر چکے اور دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوہریرہ نے جو بات سُنی اسکو کبھی نہ بھولے اور یہ فضیلت اور کسی کے لیے حاصل نہین ہوئی انتہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ اَكْثَرَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَلَوْلَا اٰيَتَانِ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مَا حَدَّثْتُ حَدِيْثًا ثُمَّ يَتْلُوْا اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى اِلٰى قَوْلِهٖ الرَّحِيْمُ اِنَّ اِخْوَانَنَا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ وَاِنَّ اِخْوَانَنَا مِنَ الْاَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الْعَمَلُ فِيْ اَمْوَالِهِمْ وَاِنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَلْزَمُ رَسُوْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِشِبَعِ بَطْنِهٖ وَيَحْضُرُ مَا لَا يَحْضُرُوْنَ وَيَحْفَظُ مَا لَا يَحْفَظُوْنَ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے عبد العزیز بن عبد اللہ (اویسی مدنی) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی مجھسے مالک (بن انس امام الائمہ) نے انہون نے روایت کی ابن شہاب (زہری) سے انہون نے اعرج (عبد الرحمن بن ہرمز) سے انہون نے ابوہریرہ رض سے انہون نے کہا لوگ کہتے ہین کہ ابوہریرہ نے بہت حدیثین بیان کین (اور انصار اور مہاجرین نے انکے برابر حدیثین بیان نہ کین یہ مولف نے باب المزارعۃ مین زیادہ کیا) اور اگر دو آیتین اللہ کی کتاب مین نہ ہوتین تو مین کوئی حدیث بیان نہ کرتا پہر ابوہریرہ نے یہ آیت پڑہی جو لوگ چہپاتے ہین جو ہم نے اوتار نشانیون مین سے اور راہ کی سوجہہ رحیم تک ہمارے بہائی مہاجرین مین سے وہ تو بازار کی خرید فروخت مین مشغول رہتے اور ہمارے بہائی انصار مین سے وہ اپنے کہیتون مین کام کرتے رہتے اور ابوہریرہ پیٹ بہر کر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ رہتا اور دیکہتا وہ باتین جو وہ نہ دیکہتے اور یاد رکہتا جو وے یاد نہ رکہتے **ف** مطلب ابوہریرہ کا یہ ہے کہ اگر قرآن مین علم چہپانے والون کی برائی نہ ہوتی تو مین حدیث کی بیان کرنے مین اتنی کوشش نہ کرتا پہر بیان کیا اپنے زیادہ حدیثین ہونے کی وجہ کو مسلم کی روایت مین ہے کہ انصار اپنی زمین کے کامون مین مشغول رہتے اور ابن سعد کی روایت مین ہے کہ اونکو مشغول رکہتا اپنی زمینون کا بندوبست اور مصنف نے بیوع مین اتنا زیادہ کیا مین ایک مسکین آدمی تہا صفہ کے مساکین مین سے (صفہ مسجد کا سائبان جسمین حضرت کے وقت فقرا رہا کرتے) اور امام بخاری نے تاریخ مین اور حاکم نے مستدرک مین طلحہ بن عبید اللہ سے اس حدیث کا ایک شاہد روایت کیا ہے اس مین یہ ہے کہ بیشک ابوہریرہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے وہ سنا ہے جو ہم نہ سنتے تہے اور اسکی وجہ یہ تہی کہ ابوہریرہ مسکین تہے اونکے پاس کچہہ نہ تہا وہ مہمان رہتے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اور امام بخاری نے تاریخ مین اور بیہقی نے مدخل مین محمد بن عمارہ بن حزم سے روایت کیا کہ وہ ایک مجلس مین بیٹھے جس مین دس سے زیادہ بوڑہے صحابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ

سلم کے جب تھے ابوہریرہ نے حدیثین بیان کرنا شروع کین اون سے اور ان مین سے بعض شخص اُن حدیثون کو نہین پہچانتے تھے وہ دوبارہ پوچھتے تھے سمجھنے کے لیے پھر ابوہریرہ حدیثین بیان کرنے لگتے تھے یہان تک کہ کئی مرتبہ اُنہون نے ایسا کیا اوس مین مین سمجھا کہ ابوہریرہ صحابہ سے زیادہ حافظ ہین (حدیث کے) اور احمد اور ترمذی نے ابن عمر سے روایت کیا انہون نے ابوہریرہ سے کہا تم ہم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے اور ہم سب سے زیادہ تم آپ کی حدیث کو پہچانتے ہو ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور اس حدیث کی اسناد مین اختلاف ہے زہری پر امام مالک نے اوسکو اسی طرح روایت کیا اور موافقت کی انکی ابراہیم بن سعد اور سفیان بن عیینہ نے اور روایت کیا اسکو شعیب نے زہری سے اونہون نے سعید بن المسیب سے اور ابوسلمہ بن عبدالرحمان سے اُن دونون نے روایت کیا ابوہریرہ سے اور متابعت کی شعیب کی یونس بن یزید نے اور دونو اسناد محفوظ ہین صحیح کہا اونکو شیخین نے اور اُنہون نے زہری سے کچھ زیادہ نقل کیا جسکو ہم دوسری حدیث مین بیان کرینگے (فتح الباری) **حدثنا** احمد بن ابی بکر ابو مصعب قال حدثنا محمد بن ابراهيم بن دينار عن ابن ابي ذئب عن سعيد المقبري عن ابي هريرة قال قلت يا رسول الله اني اسمع منك حديثا كثيرا انساه قال ابسط رداءك فبسطته قال فغرف بيديه ثم قال ضمه فضممته فما نسيت شيئا بعد **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے احمد بن ابی بکر ابو مصعب (قاضی اور عالم مدینہ شاگرد امام مالک کے) نے اُنہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن ابراہیم بن دینار نے (یہ مفتی تھے مدینہ کے امام مالک کے ساتھ) اُنہون نے روایت کیا ابن ابی ذئب (محمد بن عبدالرحمان بن مغیرہ بن حارث بن ابی ذئب قرشی مدنی عامری نے (امام احمد نے کہا ابن ابی ذئب امام مالک سے افضل تھے مگر امام مالک حدیث کے راویون کو زیادہ جانچتے تھے) اونہون نے روایت کیا سعید ابن ابی سعید مقبری سے اُنہون نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اونہون نے کہا مینے عرض کیا یا رسول اللہ مین آپ سے بہت حدیثین سنتا ہون اور بھول جاتا ہون آپنے فرمایا تو اپنی چادر پھیلا ابوہریرہ نے کہا مینے چادر پھیلائی اور آپ نے اپنے دونو ہاتھون سے ایک لپ لیا (اللہ تعالے کے فیض کا) اور وہ میری چادر مین ڈال دیا پھر فرمایا آپنے اب چادر لپیٹ لے مینے اُسکو لپیٹ لیا اسکے بعد پھر مین کوئی بات نہ بھولا **ف** حافظ ابن حجر نے کہا ابن عیینہ کی روایت مین زہری سے یہ ہے کہ پھر قسم اُسکی جسنے آپکو سچائی کے ساتھ بھیجا مین کوئی بات نہ بھولا جو آپ سے سنی تھی اور مسلم نے یونس سے روایت کیا اور اسمین یہ ہے کہ اس روز سے مین کوئی حدیث نہین بھولا جو آپنے مجھ سے بیان کی ان روایتون سے بھولنے کی خصوصیت حدیث ہی کی نکلتی ہے اور شعیب کی روایت مین یہ ہے کہ مین آپ کی اس بات مین سے کچھہ نہ بھولا اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ نہ بھولنا خاص ہے اسی بات

سے حالانکہ سیاق کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یونس کی روایت کو ترجیح ہے اور جس نے یونس کی موافقت کی کیونکہ ابوہریرہؓ نے یہ حدیث نقل کر کے یہ ثابت کیا کہ مجھے بہت حدیثیں یاد ہیں تو صرف ایک بات کے یاد رہنے سے مطلب صحیح نہیں ہوتا اور احتمال ہے کہ یہ دو واقع ہوں تو زہری کی روایت خاص ہے ایک بات سے اور سعید مقبری کی روایت عام ہو اور وہ جو ابن وہب نے روایت کیا حسن بن عمرو بن امیہ کے طریق سے انہوں نے کہا ابوہریرہ کے سامنے ایک حدیث بیان کی گئی انہوں نے اسکو نہ پہچانا میں نے کہا یہ حدیث تو میں نے تم سے سنی ہے انہوں نے کہا اگر تو نے مجھ سے سنی ہے تو میرے پاس لکھی ہوگی اس سے بعض لوگ دلیل لاتے ہیں کہ نہ بھولنا صرف اسی بات سے خاص ہے لیکن اسکی سند ضعیف ہے اور بفرض ثبوت یہ واقعہ نادر ہے اور اسی قبیل سے ہے جو ابوسلمہ کی حدیث ابوہریرہ سے کہ عدوی (یعنے بیماری کا لگ جانا) کچھ نہیں ابوسلمہ نے کہا ابوہریرہؓ اس حدیث کا انکار کیا اور میں نے نہ دیکھا ان کو کوئی بات بھولتے ہوئے سوا اس حدیث کے مقبری کہتا ہے ایک یا دو بار ابوہریرہؓ کے نسیان سے کچھ قباحت لازم نہیں آتی کیونکہ حضرت صلعم کی دعا کی برکت سے انکو ہزارہا حدیثیں یاد رہیں جو اور دن کو یاد نہ رہیں اور ایک یا دو حدیثوں کا بھولنا لازمہ بشری ہے وہ جدا نہیں ہو سکتا حافظ ابن حجر نے کہا وہ بات جسکا ذکر زہری کی روایت میں ہے مبہم ہے تمام طرق میں اور میں نے اسکی تصریح جامع ترمذی اور ابونعیم کے حلیہ میں پائی ایک اور طریق سے ابوہریرہ سے کہا کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص ایسا نہیں جو ایک کلمہ یا دو کلمے یا تین یا چار یا پانچ اللہ کے فرضوں میں سے سنے پھر انکو سیکھے یا سکھاوے مگر وہ جنت میں جاویگا پھر بیان کیا حدیث کو اخیر تک اور ان دونوں حدیثوں سے ابوہریرہ رضؓ کی کھلی فضیلت نکلتی ہے اور ایک کھلا معجزہ نبوت کی نشانیوں میں سے کیونکہ نسیان لوازم انسانی میں سے ہے اور ابوہریرہ نے اقرار کیا کہ یہ مرض ان میں بہت تھا پھر جاتا رہا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے حاکم کے مستدرک میں زید بن ثابت سے مروی ہے کہ میں اور ابوہریرہؓ اور ایک شخص اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں آپ نے فرمایا دعا کرو میں نے اور میرے ساتھی نے دعا کی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آمین پھر ابوہریرہ نے دعا کی انہوں نے کہا یا اللہ میں تجھ سے وہی سوال کرتا ہوں جو میرے دونوں ساتھی سوال کرتے ہیں اور میں تجھ سے وہ علم مانگتا ہوں جو نہ بھولے پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آمین ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم بھی یہ سوال کرتے ہیں یعنے علم کا جو نہ بھولے آپ نے فرمایا تم دونوں سے پہلے دوس (ایک قبیلہ ہے) کا لڑکا (یعنے ابوہریرہ) یہ سوال کر چکا اور اس حدیث میں ترغیب ہے علم کے یاد رکھنے کی اور یہ بھی نکلتا ہے کہ دنیا کا کم ہونا موجب ہوتا ہے علم کے یاد رہنے کا اور یہ بھی نکلتا ہے کہ عیالدار کو کمائی کرنا افضل ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ اپنی واجبی فضیلت بیان کرنا درست ہے جب لاچاری سے ہو اور غرور اور عجب کی راہ سے نہ ہو لیکن ما قال

الحافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ قسطلانی نے کہا نسیان کہتے ہیں جو بات جان چکے ہوں اسکے بہول جانیکو اسطرح
کہ نہ وہ بات حافظہ میں ہے نہ ذہن میں اور سہو کہتے ہیں صرف حافظہ سے نکل جانے کو اور سہو اور خطا میں یہ فرق ہے
کہ سہو الا ادنی انتباہ سے واقف ہو جاتا ہے اور خطا اسکے برخلاف ہے اور مصنف کے بعض طریقوں میں یہ مذکور ہے کہ نہ
سمجہا وے کوئی تم سے کپڑا اپنا یہانتک کہ میں اپنی یہ بات تمام کروں پہر لگا لے اسکو اپنے سینہ سو اخیر تک لیتے ۱۸

حدثنا ابراهيم بن المنذر قال اخبرنا ابن ابي فديك بهذا او قال غرف بيده فيه ترجمہ حدیث
بیان کی ہمسے ابراہیم بن منذر نے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو (ابو اسمعیل محمد بن اسمعیل) بن ابی فدیک (دینار مدنی
لیثی) نے پہر بیان کیا اسی حدیث کو یا کہا (کشمیہنی کی روایت میں ہے اور کہا) اپنے ہاتہ سے ایک لپ ڈالا اوسمیں
(یعنے چادر میں) **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہانپر بعض شارحوں کو ایک اشکال ہوا ہے وہ یہ کہ ابن ابی فدیک
کا تو ذکر اگلے اسناد میں بالکل نہیں ہوا پہر امام بخاری نے صرف ان تک یہ سند کیوں ختم کردی اور اخیر تک پوری
سند ذکر نہ کی بعضوں نے یہ گمان کیا کہ ابن ابی فدیک وہ محمد بن ابراہیم بن دینار ہیں جو اگلی سند میں مذکور ہیں اور یہ غلط ہے کیونکہ
ابن ابی فدیک کا نام محمد بن اسمعیل بن مسلم ہے اور وہ لیثی ہیں انکی کنیت ابو اسمعیل ہے اور ابن دینار جہنی ہیں انکی کنیت
ابو عبد اللہ ہے البتہ اتنا ٹہیک ہے کہ دونوں ابن ابی ذئب سے روایت کرتے ہیں اسحدیث کو بہی اور اور حدیثوں کو بہی
اور دونوں مدنی ہیں (یعنے مدینہ کے رہنے والے ہیں) اور لوگوں نے غفلت کی اس روایت سے جو خود مؤلف نے علامات نبوۃ
میں بیان کی وہاں یہ حدیث ابن ابی فدیک سے اخیر سند تک مروی ہے اور مستملی کی روایت میں غرف کے بدلے یحذف ہے
(یعنے پہینکتے تہے) اور یہ تصحیف ہے کیونکہ علامات نبوت کی باب میں صاف فغرف موجود ہے اور ابن سعد نے طبقات میں
ابن ابی فدیک سے اسحدیث کو روایت کیا اوسمیں بہی فغرف ہے انتہے مختصرا عینی نے حافظ صاحب پر یہ اعتراض کیا
کہ تصحیف کی دلیل صحیح نہیں اور اگر ایسا ہوتا تو صاحب مطالع اسکو بیان کرتے **مترجم** کہتا ہے کہ عینی نے شاید آنکہہ
بند کر کے یہ اعتراض حافظ صاحب پر کیا ہے حافظ صاحب کی یاد اور حافظہ اور معلومات کو دیکہیے کہ اور شراح سے
جو غفلت ہوئی تہی اسکو بیان کر دیا اور مؤلف ہی کی اسناد سے جو روایت علامات نبوت میں بیان کی تہی اور جس سے اور شراح غافل تہے اسکو ذکر
کر دیا اور جب علامات نبوت میں یہ روایت ابن ابی فدیک کی سند سے موجود ہے اور اس میں فغرف ہی ہے تو ظاہر ہے
کہ یحذف تصحیف (غلط) ہوگا اور ابن سعد کی طبقات کی روایت اس امر پر پوری دلیل ہے اور یہ کیا ضرور ہے
کہ صاحب مطالع ہر ایک تصحیف کو ضرور بیان کریں کیا صاحب مطالع آدمی نہ تہے اور کیا اون سے سہو نہ ہوتا تہا قسطلانی
نے کہا صاحب مطالع کے بیان نہ کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ تصحیف نہ ہو لیکن نفس تصحیف کے لیے کوئی دلیل چاہیے

انتہے میں کہتا ہون یہ دلیل خود مؤلف کی روایت ہے اور ابن سعد کی روایت اسی اسناد سے **حدثنا** اسمٰعیل
قَالَ حَدَّثَنِی اَخِی عَنِ ابْنِ اَبِی ذِئْبٍ عَنْ سَعِیْدِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ حَفِظْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وِعَائَیْنِ فَاَمَّا اَحَدُھُمَا فَبَثَثْتُہٗ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُہٗ قُطِعَ ھٰذَا الْبُلْعُوْمُ **ترجمہ**
حدیث بیان کی ہمسے اسمٰعیل (بن ابی اویس) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے میرے بھائی (عبد الحمید ابو بکر
بن ابی اویس) نے اونہوں نے روایت کی ابن ابی ذئب (محمد بن عبد الرحمان) سے انہوں نے سعید مقبری سے انہوں
نے ابو ہریرہ رض سے اونہوں نے کہا مینے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے دو برتن یاد کیے ایک برتن کو تو مین نے پھیلا یا
(لوگون مین یعنے سکھا دیا اور بتلا دیا اونکو) اور دوسرے برتن کو اگر مین پھیلاؤن تو یہ نرخرا کاٹ ڈالا جاوے
ف حافظ ابن حجر نے کہا برتن سے یہان علم مراد ہے مجازاً یعنے دو طرح کے علم آپسے سیکھے اور اس صورت مین
وہ اعتراض رفع ہو جاویگا کہ یہ معارض ہے اوس روایت کے جو اوپر گذری کہ مین حدیث کو لکھتا نہ تھا کیونکہ ابو ہریرہ کی مراد
یہ ہے کہ مجھے اتنی حدیثین یاد ہین کہ اگر وہ لکھی جاوین تو اون کاغذون سے دو برتن یا دو تھیلے بھر جاوین اور احتمال
ہے کہ ابو ہریرہ نے کسی کو یہ حدیثین سنائی ہون اور اوسنے لکھکر ابو ہریرہ کے پاس رکھا دی ہون اور اول تفسیر اولے
ہے سند مین ہے ابو ہریرہ سے کہ مین نے تین تھیلیان علم کی آپسے حاصل کین دو کو پھیلا یا اور یہ اُس روایت کے خلاف نہین
کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ایک برتن دوسرے سے بڑا ہو اور اگر برابر کے برتنون مین کہا جاوے تو بڑے برتن مین جو آوے وہ دو
برتنون مین سما وے اور رامہرمزی نے منقطع طریق سے روایت کیا ابو ہریرہ سے جسمین پانچ تھیلیان مذکور
ہین اور یہ روایت اگر ثابت ہو تو وہی معنے ہوگا جو اوپر ہم نے بیان کیا اور اس سے یہ نکلا کہ ابو ہریرہ نے حدیث کو
دوسرے صحابہ سے زیادہ پھیلا یا اور نرخرا بلعوم کا ترجمہ ہے مؤلف نے کہا بلعوم وہ نلا ہے جس مین سے کہانا اندر جاتا ہے
اور اسکے کاٹنے سے مقصود قتل ہے اور اسمٰعیلی کی روایت مین لقطع ھذا ہے یعنے کاٹا جاوے سر علما نے کہا کہ جو علم ابو
ہریرہ نے نہین پھیلا یا وہ عبارت ہے ان حدیثون سے جن مین آپنے بُری حاکمون کے نام اور انکے احوال اور زمانے بیان
کیے تھے اور ابو ہریرہ کبھی کبھی کنایۃً اوسمین سے کچھہ بیان کرتے تھے لیکن اوسکو کہولکر بیان نہین کرتے تھے اپنی جان کے
ڈر سے جیسے انہون نے کہا مین پناہ مانگتا ہون سنہ ٦٠ ہجری کے خاتمہ سے اور پناہ مانگتا ہون بچون کی حکومت سے یہ اشارہ
تہا یزید بن معاویہ کی حکومت کا کیونکہ وہ سنہ ٦٠ ہجری مین ہوئی اور اللہ تعالے نے ابو ہریرہ کی دعا قبول کی وہ سنہ ٥٩ ہجری
ایک سال پہلے مر گئے اور کچھہ بیان اسکا کتاب الفتن مین خدا چاہے تو آویگا ابن منیر نے کہا باطنیہ نے اس حدیث کو اپنے
باطل مذہب کے صحیح کرنیکا ایک ذریعہ بنایا ہے اونکا اعتقاد یہ ہے کہ شریعت کا ایک باطن ہے ایک ظاہر اور اس باطل مذہب کا

خلاصیت کر دین سے باہر ہوجانا (اور شریعت کے احکام سے بے قید ہوجانا) اور مطلب ابوہریرہ کا نرخرا کاٹے جانے
سے یہ ہو کہ ظالم حاکم جب یہ حدیثیں سنیں گے تو انکے عیب کھل جاوینگے اور انکی گمراہی معلوم ہو جاویگی پھر وہ انکی جان
لینے کی فکر کرینگے اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ یہ حدیثیں احکام شرعی کی نہ تھیں ورنہ ان کا چھپانا کیونکر ہوسکتا کیونکہ خود
انہوں نے اگلی حدیثوں میں وہ آیت بیان کی ہے جس سے علم چھپانے والے کی مذمت نکلتی ہے اور بعضوں نے کہا کہ مراد اس علم سے
قیامت کی نشانیاں اور تغیر احوال اور واقعات عظیمہ ہیں اخیر زمانہ کے تو جن باتوں کا علم نہیں وہ انکا انکار کرینگے
بلکہ طرح طرح کے اعتراض بے شعور لوگ کرینگے انتہے قسطلانی نے کہا ابن عساکر اور اصیلی اور ابوالوقت اور ابو ذر اور
مستملی کی روایت میں اس حدیث کے بعد اتنی عبارت زیادہ ہے قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اَيِ الْبُخَارِيُّ اَلْبُلْعُوْمُ مَجْرَى الطَّعَامِ
یعنے امام بخاری نے کہا بلعوم وہ رگ ہے جس میں سے کھانا اترتا ہے اور اسکو عربی زبان میں مری کہتے ہیں یہ قاضی
اور جوہری اور ابن اثیر نے کہا ہے اور فقہا کے نزدیک بلعوم وہ نلی ہے جس میں سانس جاتی اور آتی ہے اور مری وہ نلی
جس میں سے کھانا اور پانی اترتا ہے اور وہ حلقوم کے نیچے ہے اور بلعوم حلقوم کے نیچے ہے اور مراد اس تن سے جسکو
چھپایا فتنوں کی خبریں اور قیامت کی نشانیاں ہیں اور وہ آفتیں دین کی تباہی قریش کے چند بے وقوف لڑکوں کے
ہاتھ سے بیان کی تھی اور ابوہریرہ کہتے تھے اگر میں چاہوں تو انکے نام بیان کر دوں یا امرائے ظالم کے اسماء مراد ہیں
اور انکا احوال یا مراد علم اسرار ہے جو عام لوگوں سے بچایا گیا ہے اور خاص ہے اُن علماء سے جو اہل عرفان اور مشاہدہ میں
اور وہ نتیجہ ہے شریعت اور عمل کا اور اس علم کو وہی پاتا ہے جو بحر مجاہدہ میں غوطہ لگا دے لیکن اس علم کی مراد ہونے پر
یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اسکا چھپانا کیسے جائز ہوگا پھر جن لوگوں نے اس حدیث سے اس علم پر استدلال کیا ہے اور یہی
اعتراض ہوتا ہے حالانکہ انکو حاجت نہیں اس سے استدلال کرنے کی کیونکہ ساری شریعت انکے دلائل کی ناطق ہے
اور جو شخص احادیث اور آثار کا تتبع کرے غور کے ساتھ اسکو میری اس بات کا یقین حاصل ہوگا انتہے مختصراً مترجم
کہتا ہے ہمیں اس کی بحث نہیں کہ وہ دوسرا علم کیا تھا لیکن یہ ضرور ہے کہ وہ اس علم کے خلاف نہ تھا ورنہ رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم کے کلام میں معاذ اللہ تناقض اور تخالف لازم آویگا اور چونکہ ابوہریرہ نے اس علم کو بیان نہیں کیا پس باطنیہ کا یہ
خیال کہ مراد اس سے علم باطن ہے محض بے دلیل ہے طریقت اور سلوک اور تصوف جو کچھ ہے وہ سب یہی شریعت ہے
اور شریعت کے برخلاف جو چلا وہ کبھی راہ کو نہ پہونچیگا ؎ خلاف پیمبر کسے راہ گزید * کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید *
اور یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ انسان کسی مرتبہ اور کسی درجہ پر پہونچ جاوے پر وہ شریعت کے احکام اور فرائض اور واجبات
سے سبکدوش نہیں ہوسکتا اور بعضے جاہل فقیر جو خیال کرتے ہیں کہ جب انسان فنا فی اللہ ہوجاتا ہے تو اسکو نماز اور روزہ

اور تمام عبادات معاف ہو جاتی ہین یہ بڑی گمراہی اور بیدینی ہے خدا کا تقرب کسیکو پیغمبرون سے زیادہ میسر ہو سکتا
حالانکہ پیغمبر تمام عمر عبادات بجالاتے رہے بلکہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم جنکی نقش برداری اور غلامی تمام اولیا کو
فخر ہے سب سے زیادہ نماز اور روزے اور عبادت کرتے تھے اور فرماتے تھے کوئی اپنے اعمال کی وجہ سے جنت مین جا نہین
سکتا یہانتک کہ مین بھی مگر یہ کہ اللہ تعالے اپنی رحمت سے مجھکو ڈھانپ لیوے اس صورت مین فقیری اور درویشی اور سلوک
شریعت کے سوا کوئی طریقہ نہین ہے یہی اتباع شرع انسان کو ہر ایک مرتبہ پر پہونچا دیتا ہے اور چونکہ اس اخیر زمانہ مین
طرح طرح کے فساد پھیلے ہین اور علمار نے ہزارون اختلافات نکالے ہین بلکہ سیکڑون علمار ضلالت اور گمراہی کی
طرف بلاتے ہین اس وجہ سے عوام کو بڑی پریشانی لاحق ہوتی ہے پر اللہ تعالے کا فضل ہر وقت مین اپنے بندون پر شامل
حال رہتا ہے اوسکے فضل سے اس زمانہ مین قرآن شریف اور صحیح بخاری کا اردو ترجمہ شایع ہو رہا ہے پس یہ دونو کتابین
ہر ایک آدمی کو سمجھکر پڑھنا اور انپر عمل کرنا نجات کے لیے کافی ہین اور جو مولوی یا ملا یا درویش ان دو کتابون کے خلاف
کہین یا کسی پیر یا ولی کی کتاب مین انکے خلاف کوئی مضمون ہو وہ انہی کو مبارک رہے ہمکو اس سے کچھ غرض نہین ہمکو
جو کچھ سروکار ہے وہ خدا اور رسول خدا سے ہے اور شکر خدا کا کہ خدا کی اور رسول کی دونو کی کتابین ہمکو مل گئین اور یہی کتابین
ہماری دستور العمل ہین **بَابُ الْاِنْصَاتِ لِلْعُلَمَاءِ** عالمون کی بات خاموش ہو کر سننے کا بیان **حَدَّثَنَا**
حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَلِيُّ بْنُ مُدْرِكٍ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ جَرِيْرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ فَقَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ
رِقَابَ بَعْضٍ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے حجاج (بن منہال) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ (بن حجاج)
نے انہون نے کہا خبر دی مجکو علی بن مدرک نخعی کوفی نے انہون نے روایت کی ابو زرعہ (بن عمرو) سے انہون نے جریر
(بن عبد اللہ بجلی) سے وہ دادا تھے ابو زرعہ کے اور خوبصورت بلند قامت تھے انکا قد اونٹ کی کوہان تک پہنچتا تھا
اور انکا جوتا ایک ہاتھ کا ہوتا) کہ جناب سرور کائنات رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے اونسے فرمایا حجۃ الوداع
مین (اخیر حج مین جسکے دوسرے سال آپنے وفات پائی) (قسطلانی نے کہا آپنے جمرہ عقبہ کے پاس جہان لوگ کنکر
مارنے کو جمع ہوتے ہین یہ حدیث فرمائی) خاموش کر لوگون کو (اسی فقرے سے ترجمہ باب نکلتا ہے عالم کی بات خاموش ہو کر
سننا چاہیے) پھر آپنے فرمایا میرے بعد (یعنے میری وفات کے بعد یا اس موقف کے بعد) کافر مت بن جانا ایکدوسرے
کی گردنین مار کر **ف** حافظ ابن حجر نے کہا بعضون نے کہا (انسے) حجۃ الوداع کا لفظ حدیث مین زیادہ ہو گیا ہے کیونکہ
جریر حجۃ الوداع کے دو مہینے بعد اسلام لائے اور ابن عبد البر نے کہا کہ وہ آپ کی وفات سے چالیس دن پہلے مسلمان ہوئے

لیکن بغوی اور ابن حبان کا قول اسکے معارض ہے اونہون نے کہا کہ جریر رمضان سنہ ۱۰ ہجری مین مسلمان ہوئے اور
منذری نے اس حدیث کو حجۃ الوداع مین روایت کیا او سمین صاف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جریر سے فرمایا اس
مین تاویل بہی نہین ہو سکتی اس صورت مین بغوی کا قول قوی ہوتا ہے اور منذری نے اس مین توقف کیا کیونکہ
جریر کا اسلام بعد حجۃ الوداع کے طرق صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے اور یہ جو فرمایا تم کافر مت بن جانا ایکدوسرے کی گردن
مارکر یعنے مسلمانون کو قتل نکرنا ورنہ کافر ہو جاوگے اسکا مطلب یہ ہے کہ کافرونکا سا فعل نکرنا اور باقی بحث اسکی
کتاب الفتن مین آویگی اگر خدا چاہے ابن بطال نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ عالم کو شاگردونکا خاموش کرانا
ضرور ہے کیونکہ عالم وارث ہے پیغمبر کا اور مطلب ان کا یہ ہے کہ ترجمہ باب حدیث کے موافق ہوجاوے کیونکہ یہ حدیث
آپنے عقبہ کے پاس فرمائی حجۃ الوداع مین اسوقت مجمع بہت تہا اور لوگ رمی جمار وغیرہ کے لیے جمع تہے اور آپنے
فرمایا مجہسے اپنے حج کے اعمال سیکہ لو جیسے صحیح مسلم مین ثابت ہے پہر جب آپنے لوگون کو خطبہ سنانا چاہا اونکی تعلیم کیلیے
تو مناسب ہوا اونکو خاموشی کا حکم دینا اور سننے اور خاموش رہنے مین فرق معلوم ہوتا ہے اس آیت سے وَاِذَا قُرِئَ
الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا یعنے جب قرآن پڑہا جاوے تو سنو اوسکو اور خاموش رہو اور وہ فرق یہ ہے
کہ کبہی آدمی خاموش ہوتا ہے لیکن سنتا نہین مثلاً کسی اور فکر مین مشغول ہو اسیطرح سننا کبہی خاموشی کے ساتہ
ہوتا ہے کبہی باتون کے ساتہہ اور سفیان ثوری نے کہا کہ ابتدا علم کی سننے سے ہے پہر خاموشی سے پہر یاد رہنے سے پہر
عمل سے پہر نشر یعنے پہیلانے سے اور اصمعی سے خاموش کی تقدیم سننے پر مذکور ہے اور علی بن المدینی نے ابن عیینہ سے
کہا مجہے خبر دی معتمر بن سلیمان نے اونہون نے روایت کی ہم سے انہون نے مطرف سے کہ خاموشی آنکہون سے ہوتی ہے
ابن عیینہ نے کہا ہم نہین جانتے یہ کیونکر ہے انہون نے کہا جب تو ایک شخص سے حدیث بیان کرے اور وہ تیری طرف
نہ دیکہے تو وہ خاموش نہین رکیونکہ وہ تیری طرف متوجہ نہین تو غرض خاموشی سے توجہ اور دل لگانا ہے) اور

یہ محمول ہے الخ یہ رفتح الباری) **بَابُ** مَا يُسْتَحَبُّ لِلْعَالِمِ اِذَا سُئِلَ اَيُّ النَّاسِ اَعْلَمُ فَيَكِلُ الْعِلْمَ اِلَى
اللّٰهِ عالم سے جب یہ پوچہا جاوے کہ سب لوگون مین کون زیادہ علم رکہتا ہے تو مستحب ہے یہ کہنا کہ خدا کو معلوم ہے کہ کون زیادہ
علم رکہتا ہے یعنے اللہ اعلم کہنا چاہیے) **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو
قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ نَوْفًا الْبَكَالِيَّ يَزْعُمُ اَنَّ مُوْسٰى لَيْسَ بِمُوْسٰى بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ
اِنَّمَا هُوَ مُوْسٰى اٰخَرُ فَقَالَ كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَامَ مُوْسٰى
خَطِيْبًا فِيْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فَسُئِلَ اَيُّ النَّاسِ اَعْلَمُ فَقَالَ اَنَا اَعْلَمُ فَعَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ اِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ اِلَيْهِ فَاَوْحٰى

اللہ الیہ ان عبدا من عبادی بمجمع البحرین ہو اعلم منک قال رب وکیف لی بہ فقیل لہ احمل حوتا فی مکتل
فاذا فقدتہ فہو ثم فانطلق وانطلق معہ بفتاہ یوشع بن نون وحملا حوتا فی مکتل حتی کانا عند الصخرۃ
وضعا رؤسہما وناما فانسل الحوت من المکتل فاتخذ سبیلہ فی البحر سربا وکان لموسیٰ وفتاہ
عجبا فانطلقا بقیۃ لیلتہما ویومہما فلما اصبح قال موسیٰ لفتاہ اتنا غداءنا لقد لقینا من سفرنا
ہذا نصبا ولم یجد موسیٰ مسا من النصب حتی جاوز المکان الذی امر بہ فقال لہ فتاہ ارایت
اذ اوینا الی الصخرۃ فانی نسیت الحوت قال موسیٰ ذلک ما کنا نبغ فارتدا علی اثارہما قصصا
فلما اتیا الی الصخرۃ اذا رجل مسجی بثوب او قال تسجی بثوبہ فسلم موسیٰ فقال الخضر وانی بارضک
السلام فقال انا موسیٰ فقال موسیٰ بنی اسرائیل قال نعم قال ہل اتبعک علی ان تعلمنی مما علمت
رشدا قال انک لن تستطیع معی صبرا یا موسیٰ انی علی علم من علم اللہ علمنیہ لا تعلمہ انت وانت علی
علم علمکہ اللہ لا اعلمہ قال ستجدنی ان شاء اللہ صابرا ولا اعصی لک امرا فانطلقا یمشیان علی
ساحل البحر لیس لہما سفینۃ فمرت بہما سفینۃ فکلموہم ان یحملوہما فعرف الخضر فحملوہما
بغیر نول فجاء عصفور فوقع علی حرف السفینۃ فنقر نقرۃ او نقرتین فی البحر فقال الخضر یا موسیٰ
ما نقص علمی وعلمک من علم اللہ الا کنقرۃ ہذا العصفور فی البحر فعمد الخضر الی لوح من الواح
السفینۃ فنزعہ فقال موسیٰ قوم حملونا بغیر نول عمدت الی سفینتہم فخرقتہا لتغرق اہلہا
قال الم اقل انک لن تستطیع معی صبرا قال لا تؤاخذنی بما نسیت فکانت الاولی من موسیٰ
نسیانا فانطلقا فاذا غلام یلعب مع الغلمان فاخذ الخضر براسہ من اعلاہ فاقتلع راسہ بیدہ
فقال موسیٰ اقتلت نفسا زکیۃ بغیر نفس قال الم اقل لک انک لن تستطیع معی صبرا قال ابن
عیینۃ وہذا اوکد فانطلقا حتی اتیا اہل قریۃ استطعما اہلہا فابوا ان یضیفوہما فوجدا
فیہا جدارا یرید ان ینقض قال الخضر بیدہ فاقامہ قال موسیٰ لو شئت لاتخذت علیہ
اجرا قال ہذا فراق بینی وبینک قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یرحم اللہ موسیٰ لوددنا لو صبر
حتی یقص علینا من امرہما ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن محمد جعفی مسندی نے انہوں نے کہا
حدیث بیان کی ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عمرو بن دینار نے انہوں نے
کہا خبر دی مجھکو سعید بن جبیر نے انہوں نے کہا میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ نوف بکالی

(رجال) ایک شاخ ہے حمیر قبیلہ کی اور نوف منسوب ہے اسکی طرف تابعی ہے دمشق کا رہنے والا فاضل اور عالم تھا
اسرائیلیات کا جاننے والا اور کعب احبار کی بی بی کا بیٹا تھا قسطلانی نے کہا اسکے باپ کا نام فضالہ تھا اور کرد قصہ
خوان تھا م کہتا ہے کہ جو موسے حضرت خضر کے ساتھ گئے تھے وہ بنی اسرائیل کے موسے نہ تھے علی نبینا وعلیہ السلام
(بلکہ وہ موسے بن میشا تھے) ابن عباس نے کہا جھوٹا ہے اللہ کا دشمن **ف** یعنے نوف ابن تین نے کہا ابن عباس
کی یہ غرض نہ تھی کہ نوف کو اللہ کی ولایت (یعنے اسلام) سے خارج کریں لیکن عالموں کے دل ناحق بات سننے سے نفرت
کرتے ہیں تو اس قسم کے الفاظ بطور زجر اور تحذیر کے نکالتے ہیں اور انکی مراد حقیقی معنی نہیں ہوتے میں کہتا ہوں
ہو سکتا ہے کہ ابن عباس نے نوف کے اسلام میں شبہ کیا ہو کیونکہ حر بن قیس کے حق میں انہوں نے یہ کلمہ نہیں کہا
حالانکہ حر نے بھی اسی قسم کا اختلاف کیا تھا (انکی روایت اوپر گذر چکی) اور یہ جو ابن عباس نے اسکو جھوٹا کہا اس سے
یہ نکلتا ہے کہ عالم جب کسی شخص کی جسے علم ہو ایسی بات سنے جو غلط ہو تو اسکو جھٹلا دے اور اسکی نظیر جناب رسالتماب
کا قول ہے آپنے فرمایا جھوٹ کہا ابو السنابل نے یعنی بیان کی وہ بات جو واقع کے خلاف ہے (فتح الباری) **ت**
حدیث بیان کی ہمسے ابی بن کعبؓ (صحابی مشہور عالم اہل کتاب) نے **ف** اس سے یہ نکلتا ہو کہ ابن عباس کے نزدیک
خبر واحد حجت تھی جب اسکا راوی ثقہ متقن ہو کیونکہ انہوں نے اسکے خلاف کہنے والے کو جھوٹا اللہ کا دشمن قرار دیا اور
اس اسناد میں ایک تابعی دوسرے تابعی سے روایت کرتا ہے یعنی عمرو سعید سے اور ایک صحابی دوسرے صحابی سے یعنی ابن عباس
ابی سے (فتح) مترجم کہتا ہے اس زمانہ میں بھی جو کوئی حدیث صحیح کی خلاف کہے اگرچہ وہ خبر واحد ہو اسکو جھوٹا اللہ
کا دشمن کہہ سکتے ہیں اور جو کوئی خبر متواتر یا مشہور کا خلاف کرے وہ تو اس سے بھی زیادہ مردود اور مطرود ہے البتہ اگر ایک
حدیث صحیح سے استدلال کرکے دوسری حدیث صحیح کا خلاف کرے تو اسپر اعتراض نہیں ہو سکتا پر اگر ایک حدیث صحیح
کا خلاف کسی صحابی یا تابعی یا مجتہد یا امام یا پیر یا غوث یا قطب یا ولی یا مولوی یا ملا یا درویش کے قول کی وجہ سے
کرے یا کسی حدیث ضعیف یا منکر یا مرسل یا منقطع کی وجہ سے تو وہ بھی جھوٹا اللہ کا دشمن ہے جو اللہ کا دوست ہے وہ اسکے رسول
کا دوست ہے اور جو اسکے رسول کا دوست ہے وہ اللہ کا دوست ہے اور اس دوستی کی نشانی یہی ہے کہ جب حدیث صحیح ملجاوے
تو ساری جہان کے افعال اور اقوال کو طاق پر رکھے اور سارے عالم کے مولویوں اور ملاؤں اور درویشوں اور مجتہدوں کو سلام
کرے اور حدیث پر عمل کرے اور اسکے خلاف کسی کی بات نہ سنے **ف** جناب رسالتماب سرور عالم حضرت رسول مقبول
صلے اللہ علیہ وسلم سے **ف** خدا آپکی غلامی اور آپ کی پیروی ہمکو نصیب کرے اور آپکی کفش برداری ساری دنیا
کی سلطنت اور حکومت سے ہزاروں لاکھوں درجے بہتر ہے یا رب صل وسلم دائما ابدا علی نبیک خیر الخلق کلهم

ف آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام بنی اسرائیل مین کہڑے ہو کر خطبہ سنا رہے تہے اونسے
پوچہا گیا کہ سب لوگون مین زیادہ عالم کون ہے اونہون نے کہا مین زیادہ عالم ہون ف یہ کلمہ آپ کے خلاف نہین
جسمین یہ ہے کہ مین اپنے سے زیادہ عالم کسی کو نہین جانتا کیونکہ مراد حضرت موسیٰ کی اس لفظ سے بہی یہی ہے کہ مین اپنے
علم کے موافق سب سے زیادہ عالم ہون ہر چند یہ کلمہ حضرت موسیٰ کا صحیح تہا مگر جناب احدیت کو ناگوار گذرا ایسے عالیشان
بندے جیسے حضرت موسیٰ تہے اونکو یہ کہنا تہا کہ پروردگار خوب جانتا ہے کہ کون زیادہ عالم ہے نسائی نے عبد اللہ بن عتبہ
سے روایت کیا انہون نے سعید بن جبیر سے اسی اسناد سے کہ حضرت موسیٰ خطبہ مین کہڑے ہوئے اونکے دل مین یہ خیال آیا کہ میرے
برابر کسی کو علم نہین ملا اور اللہ جل جلالہ کو یہ خیال معلوم ہو گیا اسنے فرمایا اے موسیٰ بعض بندے میرے ایسے ہین جنکو مین نے
وہ علم دیا ہے جو تجہکو نہین ملا ہے اور عبد الرزاق نے معمر سے روایت کیا اونہون نے ابی اسحق سے انہون نے سعید بن
جبیر رضی سے کہ حضرت موسیٰ نے کہا مین اللہ کا جاننے والا اور اسکے حکمون کا پہچاننے والا اپنے سے زیادہ کسی کو نہین جانتا
اور مسلم نے دوسرے طریق سے ابو اسحق سے روایت کیا مین نہین جانتا زمین پر کسی شخص کو جو مجہسے بہتر یا مجہسے زیادہ عالم ہو
ابن منیر نے کہا ابن بطال نے گمان کیا کہ اگر حضرت موسیٰ اس سوال کا جواب نہ دیتے تو بہتر ہوتا میرے نزدیک یہ ہے کہ حضرت موسیٰ کو
اللہ تعالیٰ کیطرف اسکا علم سونپنا اور یہی بہتر تہا ہر حال مین جواب دیتے یا نہ دیتے اگر وہ یون کہتے کہ مین ہون اور اللہ خوب
جانتا ہے تو بہی پروردگار کا عتاب نہ ہوتا اور عتاب کی وجہ یہی ہے کہ انہون نے اتنا کہا کہ مین سب سے زیادہ عالم ہون
(فتح الباری) ف تو اللہ تعالیٰ (جل شانہ) نے اونپر عتاب کیا اس وجہ سے کہ انہون نے اسکا علم خدا کو نہ سونپا ف
حافظ ابن حجر نے کہا عتاب کے معنے یہان وہی مراد ہین جو اللہ تعالیٰ کے شان کے لائق ہین نہ معنے مشہور عرف مین جو آدمیون
مین ہوتا ہے یعنے غصہ قسطلانی نے کہا عتاب تغیر نفس ہے اور وہ محال ہے اللہ تعالیٰ کے حق مین تو مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ راضی نہوا
اونکی اس بات سے مترجم کہتا ہے قسطلانی کا قول میرے نزدیک خلاف تحقیق ہے عتاب اور غضب مثل اور صفات کے
دونون صفت الٰہی ہین اور وہ اپنے معنے ظاہر پر محمول ہین لیکن ہر حال مین یہ معنے ایسا ہی جیسے اللہ جل شانہ کے شان
کے لائق ہے کیونکہ وہ پاک ہے مخلوقات کی مشابہت سے قسطلانی نے صفات اللہ کے باب مین اکثر مقامات مین متاخرین
متکلمین کی پیروی کی ہے اور سلف کا طریقہ یہ نہین ہے جیسے ہم اور کئی مقامات مین بیان کر چکے اور آئندہ اسکی
تفصیل خدا چاہے تو مذکور ہوگی ف پہر اللہ تعالیٰ نے اونکو وحی بہیجی کہ میرا ایک بندہ ہے جہان پر دو دریا ملے ہین وہ
تجہسے زیادہ علم رکہتا ہے ف حافظ ابن حجر نے کہا اس سے صاف یہ نکلتا ہے کہ حضرت خضر نبی ہین بلکہ نبی مرسل ہون اسلیے
کہ اگر حضرت خضر نبی نہ ہوتے تو عالی کی فضیلت اعلیٰ پر لازم آتی ہے اور یہ باطل ہے اور زمخشری نے اسی وجہ سے ایک سوال

لکہا ہے کہ یہ موسی کو تعلیم کی حاجت پڑی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ موسے بن میشا تہے جیسے بعضون کا قول ہے کیونکہ نبی
کو سب سے زیادہ عالم ہونا ضرور ہے اپنے زمانے مین پہر اُسکا جواب یہ دیا ہے کہ نبی کو نبی سے علم حاصل کرنے مین کوئی
قباحت نہین اس صورت مین ہوسکتا ہے کہ صاحب خضر حضرت موسی علیہ السلام ہون مین کہتا ہون اس جواب
مین یہ اعتراض ہوتا ہے کہ جب نبی کو اپنے زمانے مین سب سے زیادہ عالم ہونا ضرور ہے تو اگر وہ دوسرے نبی سے علم
حاصل کرے تو اپنے زمانے کے سب لوگون سے زیادہ عالم نہ ہوا (اس اعتراض کا یہ جواب ہوسکتا ہے کہ شاید زمخشری
کی مراد سب لوگون سے یہ ہو کہ جو نبی نہون) اور حق یہ ہے کہ حدیث مین جو وارد ہوا کہ ایک بندہ تجہسے زیادہ علم رکہتا ہے
اُس سے مراد یہ ہے کہ ایک طرح کا خاص علم کیونکہ اسی حدیث مین ہے بعد کو کہ حضرت خضر نے کہا مجہے ایک علم ملا ہے اللہ
کی طرف سے جو اُسنے مجہکو سکہلایا تم اُسکو نہین جانتے اور تمکو ایک علم ملا ہے جسکو اللہ تعالے نے نہین سکہلایا مین اُسکو
نہین جانتا اور نبی کو جو اپنے زمانے والون مین سب سے زیادہ علم رکہنا ضرور ہے اُسکا مطلب یہ ہے کہ جن لوگون کیطرف
وہ نبی بہیجا جاوے اُن لوگون مین اُس سے زیادہ کوئی عالم نہ ہو اور حضرت موسی حضرت خضر کیطرف نہین بہیجے گئے تہے
تاکہ اُنسے زیادہ عالم ہوتے اس صورت مین کوئی قباحت نہ ہوگی اگر حضرت خضر کو حضرت موسی سے زیادہ علم ہو اگر ہم
یون کہین کہ حضرت خضر نبی مرسل تہے یا ایک خاص علم مین وہ حضرت موسی سے زیادہ تہے اگر ہم یہ کہین کہ وہ نبی یا
ولی تہے اور اس تقریر سے بہت سے اشکال رفع ہوجاوینگے اور بڑی دلیل حضرت خضر کی نبوت کی یہی ہے کہ اُنہون نے
کہا ما فعلتہ عن امری یعنے یہ کام مینے اپنی رائے سے نہین کیے اور ضرور ہے کہ حضرت خضر کے نبی ہونے کا اعتقاد
رکہین تاکہ اہل باطل کو دلیل نہ ملے وہ اہل باطل یہ کہتے ہین کہ ولی نبی سے افضل ہے ہرگز ایسا نہین
ہے بلکہ نبی ولی سے افضل ہے (پہر جن صوفیہ نے کہا ہے کہ ولایت کا مرتبہ نبوت سے زیادہ ہے اونکا قول باطل ہے)
ابن منیر نے ابن بطال پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اُنہون نے اس مقام مین بہت سے اقوال سلف کے لکہے ہین جن
سے علم کا دعوی کرنیکی ممانعت نکلتی ہے اور یہ نکلتا ہے کہ عالم کو لا ادری کہنے مین نہین جانتا کہنا بہتر ہے حالانکہ
یہ اقوال اس مقام کے مناسب نہین ہین کیونکہ حضرت موسی سے پیغمبر جلیل الشان کا قول عوام کے اقوال کیطرح نہین ہے
اور نہ انہون نے یہ قول اُس نیت سے کہا جس نیت سے عوام کہتے ہین یعنے غرور اور عجب کی راہ سے اسی طرح ابن بطال
نے جو اس سے استدلال کیا ہے کہ عقل سے اعتراض شرع پر نہین ہوسکتا یہ بہی غلطی ہے کیونکہ حضرت موسی نے اعتراض ظاہر
شرع سے کیا نہ عقل سے بلکہ یہیں یہ دلیل ہے کہ جو فعل ظاہر شرع کے خلاف ہو اُسپر اعتراض کرنا چاہیے اگرچہ باطن مین وہ درست
ہو اور یہی نبوت کا طریقہ ہے (فتح الباری) **ف** حضرت موسی نے (جناب حضرت سے) عرض کیا مین کیونکر اُس سے ملونگا

پہر مجہوں حکم ہوا ایک مچہلی زنبیل میں رکہ لے (یہ مکتل کا ترجمہ ہے اور مکتل کہتے ہیں اس زنبیل کو جسمیں پندرہ صاع سما
ئیں) پہر جب تو کہو دے اس مچہلی کو تو وہ بندہ (جو تجہسے زیادہ علم رکہتا ہے) وہین ملیگا **ف** قسطلانی نے
کہا حضرت موسیٰ کو حکم ملا جہانپر دو دریا ملے ہیں وہان جائیگا اور ان دو دریاؤں سے مراد بحر فارس اور روم کے دریا ہیں
مشرق کیطرف یا افریقیہ میں یا طنجہ میں آدریہ جو فرمایا کہ وہ بندہ تجہسے زیادہ علم رکہتا ہے یعنی ایک شئے خاص کا جیسے
آگے حضرت خضر کا قول اسپر دلالت کرتا ہے اور ہمیں شک نہیں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خضر سے افضل تہے
باعتبار خصوصیات رسالت اور کلام الٰہی اور نزول توراۃ وغیرہ کے اور اس لحاظ سے بہی کہ بنی اسرائیل کے تمام علم
انکی شریعت میں داخل تہے اور انکے احکام کے پابند تہے یہانتک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہی اور خضر کا انتہا مرتبہ
یہ ہوگا کہ وہ بنی اسرائیل کے ایک پیغمبر کے برابر ہونگے اور حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کے تمام پیغمبروں میں افضل ہیں اور اگر
ہم یہ کہیں کہ خضر نبی نہ تہے بلکہ ولی تہے تو نبی افضل ہے ولی سے اور حکم یقینی ہے اور اسکے خلاف جو کہے کہ ولی افضل
ہے نبی سے وہ کافر ہے کیونکہ یہ مسئلہ شرع سے ثابت ہو چکا ہے اور حضرت موسیٰ کا قصہ حضرت خضر کے ساتھ صرف
حضرت موسیٰ کے امتحان کے لیے تہا تاکہ پہر ویسے بات منہہ سے نہ نکالیں انتہے **تغییرت** پہر حضرت موسیٰ چلے
اپنے جوان حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کو ساتھ لیکر اور مچہلی کو ایک زنبیل میں رکہہ لیا یہانتک کہ صخرہ (بڑے پتہر) کے
پاس پہنچے (جو مجمع البحرین کے کنارے پر تہا اور جہان حضرت خضر کے ملنے کا وعدہ تہا) وہان ان دونوں نے اپنا سر رکہا اور
سو گئے پہر مچہلی زنبیل سے باہر نکلی اور دریا میں اسنے اپنا رستہ پکڑا **ف** قسطلانی نے کہا اس مچہلی میں نمک لگا ہوا
تہا اور یہ مردہ ہتی سوکہی ہوئی لیکن اسپر آب حیات گرا صخرہ کی جڑ میں سے اور وہ زندہ ہو گئی اور اللہ تعالیٰ
نے مچہلی پر سے پانی کا بہاؤ روک لیا اور طاق کیطرح وہ پانی تہم کر کہڑا ہو گیا اور پانی کے اندر اسکے لیے رستہ بن گیا
ف اور یہ (یعنی مچہلی کا زندہ ہونا اور پانی کا بہاؤ اسپر سے رک جانا) حضرت موسیٰ اور انکے جوان کے لیے ایک
تعجب تہا خیر پہر وہ دونوں چلے جسقدر رات باقی رہی تہی اور پہر سارا دن بہی **ف** امام مسلم کی روایت میں اور خود
مؤلف کی روایت میں باب التفسیر میں یوں ہے کہ وہ دونوں چلے باقی دن میں اور رات میں اور یہی صحیح ہے تو پہر
روایت میں قلب ہو گیا ہے یعنی لیلتہما کو یومہما کی جگہہ رکہہ دیا ہے اور یومہما کو لیلتہما کی جگہہ اور اسکی دلیل یہ ہے کہ
آگے یہ مذکور ہے جب صبح ہوئی حالانکہ صبح رات ہی کی بعد ہوتی ہے نہ دن کی بعد حافظ ابن حجر نے کہا احتمال ہے
کہ قلب ہوا ہو اور صبح ہونے سے غرض ہو کہ اوس رات کے بعد جو رات ہوئی اسکی صبح کو یعنے جب دن سارے دن چلے تہے **ت** جب
صبح ہوئی تو حضرت موسیٰ نے اپنے جوان سے کہا ہمارا صبح کا کہانا سامنے لا ہم تو اس سفر سے تہک گئے اور حضرت

موسیٰ اور ابھی نہین تھکے تھے مگر اسوقت سے جب اس جگہہ سے آگے بڑھ گئے تھے جہان تک جانے کا حکم تھا (یہ بھی ایک
قدرت الٰہی تھی) اونکے جوان نے کہا تم بتلاؤ جب ہم صخرہ کے پاس ٹھہرے تھے تو مینے مچھلی کو گم کر دیا مین اسکا ذکر
کرنا بھول گیا (ابن عساکر کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ شیطان نے اسکا ذکر مجھکو بھلا دیا اور یہ عاجزی تھی حضرت یوشع
کی کہ بھولنے کی نسبت شیطان کی طرف کی) حضرت موسیٰ نے کہا ہم تو یہی چاہتے تھے (یعنی اسی تلاش مین تھے کہ دیکھین
مچھلی کہان گم ہوتی ہی وہین ہمارا مقصد ہی) پھر دونون لوٹے اپنے پانون کے نشانون پر جب صخرہ کے پاس آئے تو دیکھا
ایک شخص کہ وہ ایک کپڑا اوڑھے ہوئے ہین (یعنی سورہے ہین) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سلام کیا خضر ع نے کہا تمہارے
ملک مین سلام کہان سے آیا **ف** مولف نے کتاب التفسیر مین روایت کیا ہے ملک مین سلام بھی ہے مطلب حضرت
خضر کا یہ تھا کہ اس ملک مین سلام کا رواج نہین شاید وہ ملک دار الکفر ہوگا یا اس ملک مین سلام علیک کے بدلے اور
کوئی لفظ کہتے ہونگے اس سے یہ نکلا کہ پیغمبرون کو بھی غیب کا علم نہین ہے یعنی غیب کی کوئی بات نہین جانتے مگر جو اللہ تعالیٰ
انکو بتلا دیتا ہے اسکو جان لیتے ہین کیونکہ اگر خضر کو بھی غیب کی ہر ایک بات معلوم ہوتی تو وہ حضرت موسیٰ کو پہلی ہی سے
پہچان لیتے (فتح الباری) **ت** حضرت موسیٰ نے کہا مین موسیٰ ہون حضرت خضر نے کہا بنی اسرائیل کے موسیٰ
انہون نے کہا ہان پھر حضرت موسیٰ نے کہا مین تمہارے ساتھ رہ سکتا ہون اسلیے کہ تم مجھکو سکھلاؤ اون ہدایت کی باتون
مین سے جو اللہ نے تمکو سکھلائین **ف** قسطلانی نے کہا اگرچہ حضرت موسیٰ نبی اور صاحب شریعت تھے مگر جو امر انکی
شریعت سے متعلق نہ تھا اوسکے سیکھنے سے کوئی قباحت لازم نہین آئی کیونکہ رسول اصول دین مین مرسل الیہم سے زیادہ عالم ہونا
ضروری ہے اور حضرت موسیٰ نے یہان بڑا تواضع اور ادب برتا کیونکہ انہون نے اپنے تئین بے علم قرار دیا یہ کلام [illegible]
ہے اور اسکے ظاہر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ حضرت خضر کیطرف نبی ہو کر بھیجے گئے تھے یعنی حضرت خضر بھی انکی امت
مین تھے حالانکہ ایسا نہین ہے پھر اگر حضرت خضر علم مین حضرت موسیٰ سے زیادہ بھی ہون تب بھی کوئی اشکال نہین **ت**
حضرت خضر نے کہا تم میرے ساتھ صبر کر سکوگے (کیونکہ میرے کام ظاہر مین خلاف شرع ہوتے ہین پر باطن مین شرع کے
موافق اور بحکم الٰہی ہوتے ہین) ای موسیٰ اللہ تعالیٰ نے مجھکو ایک علم سکھلایا ہے جسکو تم نہین جانتے (یعنی اوتنا نہین
جانتے جتنا مین جانتا ہون) اور تمکو ایک علم دیا ہے جسکو مین نہین جانتا (یعنی اوتنا نہین جانتا جتنا تم جانتے ہو
کیونکہ شرع کی ضروری باتین اور احکام تو حضرت خضر کو بھی معلوم ہونگے اسیطرح حضرت موسیٰ بھی بقدر ضرورت علم
باطن سے مطلع تھے پر حضرت خضر کیطرح اوس فن کے ماہر نہ تھے) حضرت موسیٰ نے کہا اگر خدا چاہے تو تم مجھکو صبر کرنیوالا
پاؤگے (یعنی مین تم پر اعتراض نہ کرونگا) اور مین تمہاری نافرمانی کسی کام مین نہ کرونگا **ف** یہ ادب ہے شاگرد کا

استاد کے ساتھ اور مرید کا پیر کے ساتھ کہ اسکے سامنے خاموش اور فوراً اعتراض نہ کرے اور جو وہ حکم دیوے اسکی اطاعت کرے مگر شرط یہ ہے کہ پیر اور استاد کا حکم شرع کے خلاف نہ ہو اگر شرع کے خلاف ہو تو ہرگز نہ ماننا چاہیے ف خیر پھر دونوں یعنے حضرت موسی اور خضر علیہما السلام چلے (اور حضرت یوشع بھی اونکے ساتھ تھے پر اونکا ذکر نہ کیا کیونکہ وہ تابعین میں تھے) پاؤں پاؤں چل رہے تھے سمندر کے کنارے اور کوئی کشتی اونکے پاس نہ تھی اتنے میں ایک کشتی اونکے سامنے سے نکلی (حضرت موسی اور حضرت خضر اور یوشع علیہم السلام) ان لوگوں نے کشتی والوں سے گفتگو کی کشتی والوں نے حضرت موسی اور حضرت خضر کو بے کرایہ سوار کر لیا (یہاں یوشع کا ذکر نہیں کیا کیونکہ وہ تابع تھے اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ سوار نہ ہوئے ہوں) پھر ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے بیٹھ کر اوسنے ایک چونچ یا دو چونچیں پانی سمندر میں (پانی پیا) حضرت خضر نے کہا اے موسے میرا اور تمہارا علم ان دونوں علموں نے اللہ کے علم میں سے اتنا کم کیا ہے جتنا اس چڑیا کی ٹھونگ نے سمندر میں ف حافظ ابن حجر نے کہا اس عبارت کا ظاہر مطلب مراد نہیں ہے کیونکہ اللہ جل شانہ کا علم کم نہیں ہو سکتا تو مطلب اسکا یہ ہے کہ میرا اور تمہارا علم دونوں نے اللہ کے علم میں سے اتنا لیا ہے جیسے اس چڑیا نے سمندر میں سے اور اس سے بہتر یہ تاویل ہے کہ علم سے مراد معلوم ہو یعنے تمہارے اور میرے علم نے اللہ کے معلومات میں سے اتنے لیے ہیں جتنا پانی اس چڑیا نے سمندر سے لیا اور اسمعیلی نے کہا مراد یہ ہے کہ اس چڑیا کے پانی پینے سے سمندر بالکل نہیں گھٹا اسیطرح میرا اور تمہارا علم سے اللہ تعالے کا علم کم نہیں ہوا اور ابن جریج کی روایت میں وہ عبارت ہے جسمیں کچھہ اشکال نہیں اوسمیں یہ ہے کہ میرا اور تمہارا علم ایسا ہے جیسے وہ پانی جو چڑیا کے منہ میں گیا سمندر کے سامنے اور یہی مطلب ہے اس عبارت کا بھی جو اس روایت میں ہے اور اس قصہ میں کئی فائدے ہیں وہ یہ ہیں کہ اللہ تعالے اپنے ملک میں جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اور یہی مخلوقات میں جیسا چاہتا ہے نفع یا نقصان کا حکم کرتا ہے عقل کو اسکے کاموں میں کچھہ دخل نہیں اور اسکے حکم کو کوئی ٹالنے والا نہیں بلکہ مخلوقات پر رضا اور تسلیم واجب ہے کیونکہ عقلیں عاجز ہیں اوسکے اسرار ربوبیت دریافت کرنے سے پس اسکے حکم میں نہ چون ہو سکتا ہے نہ چرا جیسے اسکے وجود میں کہاں اور کیسے یہ نہیں ہو سکتا مترجم کہتا ہے یہ اخیر کا فقرہ غلط ہے حدیث شریف سے ثابت ہے کہ صحابہ نے پوچھا ہمارا پروردگار کہاں ہے اور جناب سرور عالم نے خود لونڈی سے پوچھا اللہ کہاں ہے پس یہ سہو ہے حافظ ابن حجر سے رحمہ اللہ تعالے) حافظ ابن حجر نے کہا یہ بھی نکلا کہ عقل سے حسن اور قبح معلوم نہیں ہو سکتا اور حسن اور قبح دونوں شرع سے معلوم ہوتے ہیں تو جس چیز کی شرع نے تعریف کی وہ حسن ہے اور جس چیز کی برائی کی وہ قبیح ہے اللہ تعالے جو کام کرتا ہے کوئی کام اوس کا حکمت اور فائدے سے

سے خالی نہین پہر سب کام اوسکی مرضی پر موقوف ہین کوئی اوسپر جبر کرنیوالا یا زور ڈالنے والا نہین ہے نہ کوئی کام
اوسپر واجب یا لازم ہے بلکہ جیسا اوسکی علم مین آچکا ہے اوس موافق وہ کرتا ہے اوسکا حکم نافذ ہے اسمین حکمت یا
بہید کو بعض آدمی بعض کامون مین سمجہہ سکتے ہین اور بہت سے کامون مین عقل حیران ہوتی ہے اسلیے آدمی کو لازم ہے کہ
اعتراض سے بچے کیونکہ اعتراض کا انجام خرابی اور بربادی ہے اور یہان ہم دو غلطیان لوگون کی بیان کرتے ہین
پہلی غلطی یہ ہے کہ بعض جاہل یہ سمجہے ہین کہ حضرت خضر ع موسی سے افضل تہے اونکی دلیل یہی قصہ ہے اور یہ اوس
جاہل کی قصور نظر ہے اوسنے حضرت موسی کے مراتب اور شان نہین پہچانی خصوصیت رسالت اور سماع کلام اللہ
اور عطا توراة وغیرہ وغیرہ حضرت موسی کے بیشمار فضائل ہین اسکے سوا ایک فضیلت بڑی یہ ہے کہ تمام بنی اسرائیل کے
پیغمبر اونکی شریعت مین داخل ہین اور انکے دین کے احکام کے پابند ہین یہانتک کہ حضرت عیسی بہی اور اسکی دلیلین قرآن
مین بہت ہین اور یہ آیت کافی ہے یَا مُوسٰی اِنِّیْ اصْطَفَیْتُکَ عَلَی النَّاسِ بِرِسَالَاتِیْ وَبِکَلَامِیْ اونکی فضیلت کے
لیے اور احادیث انبیا مین حضرت موسی کے وہ فضائل مذکور ہونگے جو کافی ہین اور خضر اگر نبی بہی ہون تو وہ بالاتفاق
رسول نہین ہین اور رسول افضل ہے اوس نبی سے جو رسول نہو اور اگر ہم یہ بہی کہین کہ حضرت خضر رسول تہے تب بہی حضرت
موسی کی رسالت اونسے بڑہی ہوئی ہے پس یہی افضل ہونگے اور حضرت خضر ع کی انتہا یہ ہے کہ وہ بنی اسرائیل کے ایک
پیغمبر کے برابر ہونگے تب بہی موسی افضل ہونگے کیونکہ وہ بنی اسرائیل کے تمام پیغمبرون سے افضل ہین اور جو ہم یہ کہین کہ
خضر نبی نہین ہین بلکہ ولی ہین تو نبی ولی سے افضل ہے اور یہ یقینی امر ہے عقلاً اور نقلاً اور اسکے خلاف جو کہے
وہ کافر ہے دوسری غلطی وہ ہے جو بعض ملحد بیدینون نے کی انہون نے ایک راہ ایسی نکالی جس سے شریعت کے احکام بالکل جاتے
ہو جاتے ہین انہون نے کہا حضرت خضر اور موسی کے قصے سے یہ نکلتا ہے کہ شریعت کے احکام عوام اور غبیا احمقون کے
لیے ہین اور جو لوگ اولیا ہین یا خاصان حق ہین اونکو ان نصوص شرعیہ کی احتیاج نہین اونکے دل صاف ہین وہ اسرار
کائنات اور احکام جزئیہ سے واقف ہو جاتے ہین علم ربانی اور حقائق الہی کی وجہ سے پس وہ بے پرواہ ہین احکام
شرائع سے جو کلی ہین جیسے خضر کا حال تہا وہ ان علمون سے بیپرواہ تہے جو موسی کو ملے تہے اور تائید کرتی ہے اسکی یہ حدیث
پوچہہ اپنے دل سے اگرچہ لوگ تجہے فتوے دیوین قرطبی نے کہا یہ قول بیدینی اور کفر ہے کیونکہ یہ انکار ہے شریعت کا اور اللہ
تعالی کی سنت یہ ہے کہ اوسکے پیام اور اوسکے پیغمبرون کے ذریعہ سے معلوم ہوتی ہین اور اللہ نے حکم کیا اپنے بندون کو پیغمبرون
کی اطاعت کرنیکا اور اسپر تمام امت کا اجماع ہو چکا ہے پہر جو کوئی اس بات کا دعوی کرے کہ ان احکام پہچاننے کا ایک اور
رستہ ہے سوا پیغمبرونکے رستہ کے وہ کافر ہے قتل کیا جاویگا اور اس سے توبہ بہی نہ لی جاویگی کیونکہ ایسے شخص نے گویا نبوت

کا دعوی کیا اور ہم نے اس مذہب کے بعض لوگون کا حال سنا وہ کہتے ہین ہم کوئی بات مردون سے نہین لیتے بلکہ اس سے لیتے ہین جو زندہ ہے کبھی نہین مریگا (یعنے خدا سے بلا واسطہ) اور یہ کفر ہے باتفاق علما اور جس شخص نے حضرت خضر کے قصے سے یہ دلیل لی کہ ولی کو خلاف شرع کرنا درست ہے وہ بھی گمراہ ہوا اور اسکے دلیل صحیح نہین کیونکہ حضرت خضر نے شرع کے خلاف کوئی کام نہین کیا کشتی کا تختہ توڑنا ایک ظالم کے ظلم سے غریبون کو بچانے کے لیے پہر اسکا جوڑ دینا نہ خلاف شرع ہے نہ خلاف عقل اور یہ مسلم کی روایت سے نکلتا ہے کہ جب وہ کشتی بیگار پکڑنے والون سے چہوٹ گئی تو حضرت خضر نے وہ تختہ پہر جوڑ دیا اور بچے کا قتل وہ شاید اس شریعت مین اس مصلحت سے جائز ہوگا کہ والدین تباہ اور کافر ہو جاوین اور دیوار کا اٹہا دینا تو عین احسان ہے برائی کے بدلے اور حضرت موسی کا اعتراض صرف ظاہر کے رو سے تہا بطور صلاح اور رائے کے (فتح الباری مختصرا) **ف** پہر حضرت خضر نے کشتی کا ایک تختہ نکال ڈالا اسکی تختون مین حضرت موسی نے کہا ان لوگون نے تو ہمکو بے کرایہ سوار کیا اور تم نے انکی کشتی پہاڑ ڈالی تاکہ کشتی والون کو ڈبو دو حضرت خضر نے کہا مین نے نہین کہا تہا کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکوگے حضرت موسی نے کہا مت پکڑو مجہکو بہول پر تو یہ پہلا اعتراض حضرت موسی کا بہول کر تہا پہر دونو چلے (کشتی سے اترنے کے بعد) ایک لڑکا لڑکون کے ساتہ کہیل رہا تہا حضرت خضر نے اسکا سر اوپر سے پکڑا اور اپنے ہاتہ سے اسکا سر اکہاڑ ڈالا (اور ایک روایت مین ہے کہ اسکا سر کاٹ ڈالا) حضرت موسی نے کہا تم نے ایک بے قصور جان کو بغیر جان کے بدلے مار ڈالا حضرت خضر نے کہا مینے تم سے نہین کہا تہا کہ تم میرے ساتہ صبر نہ کر سکوگے ابن عیینہ نے کہا اس کلام مین زیادہ تاکید ہے پہلے سے (کیونکہ اسمین لک زیادہ ہے) پہر دونو چلے یہانتک کہ ایک گانون والون کے پاس آئے اونسے کہانا مانگا گانون والون نے کہانا کہلانے سے انکار کیا (حالانکہ اس گانون مین کہین ٹہیرنے اور سونے کی جگہ نہ تھی اور سردی بھی تھی رات کا وقت تہا) پہر دونون نے دیکہا ایک دیوار اسی گانون مین جو گرنے کے قریب تہی حضرت خضر نے اپنے ہاتہ سے اشارہ کیا اور اسکو سیدہا کر دیا حضرت موسی نے کہا اگر تم چاہتے تو اس کام کی مزدوری لیتے (گانون والون سے) حضرت خضر نے کہا یہ جدائی ہے مجہہ مین اور تم مین (یعنے یہ اعتراض سبب ہے جدائی کا یا یہ وقت جدائی کا وقت ہے یعنے اب میرا تمہارا ساتہ ہو چکا تم اعتراض سے باز نہین رہتے) حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالی رحم کرے موسی پر ہمکو آرزو ہے کاش موسی صبر کرتے (اور اعتراض نہ کرتے) تاکہ اور قصے اون دونون کے ہمسے بیان کیے جاتے **ف** قسطلانی نے کہا طبری نے حکایت کی کہ جب موسی نے بچے کے مارنے پر اعتراض کیا تو حضرت خضر نے اس بچے کا بایان کاندہا کی ہڈی کو گوشت سے جدا کیا اوسپر لکہا تہا کہ یہ کافر ہے اللہ پر کبہی ایمان نہ لاویگا اور اس حدیث کو امام بخاری نے دس مقام سے زیادہ مین

نکالا ہے انہے **باب** من سأل وهو قائم عالما جالسا ایک شخص کہڑے کہڑے ایک عالم سے مسئلہ
پوچہے اور وہ بیٹہا ہو **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس باب کے لانے سے یہ غرض ہو کہ عالم اگر بیٹہا ہو اور اسکے سامنے
کوئی شخص کہڑا ہو کر اس سے مسئلہ پوچہے تو اسمین قباحت نہین بشرطیکہ عالم غرور کے راہ سے ایسا نہ کرے اور یہہ
صورت اس حدیث مین داخل نہین ہے جس مین یہ ہے کہ جس شخص کو لوگون کا سامنے کہڑا ہونا پسند ہو وہ اپنا ٹہکانا جہنم
مین بنا لیوے **حدثنا** عثمان قال اخبرنی جریر عن منصور عن ابی وائل عن ابی موسی قال
جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ما القتال فی سبیل اللہ فان احدنا
یقاتل غضبا ویقاتل حمیة فرفع الیہ راسہ قال وما رفع الیہ راسہ الا انہ کان قائما فقال من
قاتل لتکون کلمة اللہ ہی العلیا فہو فی سبیل اللہ عز وجل **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے عثمان بن
ابی شیبہ نے اونہون نے کہا خبر دی مجہکو جریر بن عبد الحمید نے انہون نے روایت کی منصور بن معتمر سے اونہون نے ابو وا
ئل شقیق بن سلمہ سے اونہون نے ابو موسی (عبد اللہ بن قیس اشعری رض) سے اونہون نے کہا ایک شخص جناب سرور کائنات اشرف
مخلوقات حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ (قربان آپکے) اللہ کی راہ مین لڑنا کیا
ہے کیونکہ کوئی ہم مین سے لڑتا ہے غصے سے اور کوئی غیرت سے (اور کوئی قوم کی بہلائی کے لیے اور کوئی ملک کی بہلائی کے لیے)
یہ سنکر حضرت نے اپنا سر اوٹہایا اوسکی طرف ابو موسی نے کہا (یا کسی راوی نے) آپنے سر اسواسطے اوٹہایا کہ پوچہنے وال
کہڑا تہا اور آپ بیٹہے تہے (اسی فقرہ سے ترجمہ باب کا ثابت ہوتا ہے) پہر آپنے فرمایا جو کوئی لڑے اسلیے کہ اللہ کا کلمہ (یعنے
دین اسلام یا کلمہ اخلاص) بلند ہو (اور کفر کا کلمہ پست ہو یعنے دین کے لیے لڑے کفر مٹانے کو) وہ اللہ کی راہ مین ہے
ف حافظ ابن حجر نے کہا یہ جوامع الکلم مین سے ہے آپنے ایسا جواب دیا کہ سوال سے زیادہ مطالب کو شامل ہے اس
حدیث سے انما الاعمال بالنیات کی حدیث کی تائید ہوتی ہے اور یہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ حاجت مند اگر سامنے کہڑا رہے
تو برا نہین بشرطیکہ جسکے سامنے کہڑا ہو اسکے دل مین غرور کا خیال نہو اور یہ بہی معلوم ہوا کہ مجاہد وہی ہے
جو اللہ کا دین بلند کرنیکے لیے لڑے اور باقی بحث اس حدیث کی کتاب الجہاد مین آویگی اگر خدا چاہے (فتح)
قسطلانی نے کہا جو شخص ثواب کے واسطے اللہ کی رضامندی کے لیے لڑے وہ بہی اس مین داخل ہے کیونکہ وہ
بہی بلند کرتا ہے اللہ کے کلمہ کا اور اس جواب نے سوال کا سب جمع کر لیا کیونکہ غضب (غصہ) اور غیرت کبہی اللہ کے
لیے ہوتے ہین کبہی دنیا کے لیے تو آپنے مختصر جواب دیا اسلیے کہ اگر غصے کی تقسیم کرتے تو طول ہوتا اور شاید وہ نہ
سمجہتا اب اگر کوئی کہے کہ سوال تو لڑائی سے تہا اور جواب مین لڑنے والے کا ذکر ہے اسکا جواب یہ ہے کہ جواب سے لڑائی اور لڑنے وا

دونوں کا حال معلوم ہوتا ہے یا سوال قتال بمعنے مقاتل کے ہوا انتہے

باب السؤال والفتیا عند رمی الجمار

کنکریاں مارتے وقت مسئلہ پوچھنا اور جواب دینا **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس باب سے امام بخاری کی مراد یہ ہے
کہ عالم اگر عبادت میں مشغول ہو تو یہ سوال کا مانع نہیں بشرطیکہ اوسمیں غرق نہ ہوا اور رمی جمار وغیرہ مناسک حج میں
کلام جائز ہے اور یہ حدیث باب الفتیا علی الدابۃ میں گذر چکی **حدثنا** ابو نعیم قال حدثنا عبد العزیز بن ابی سلمۃ
عن الزهری عن عیسی بن طلحۃ عن عبد اللہ بن عمرو قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند
الجمرۃ وهو یسئل فقال رجل یا رسول اللہ نحرت قبل ان ارمی قال ارم ولا حرج قال اٰخر
یا رسول اللہ حلقت قبل ان انحر قال انحر ولا حرج فما سئل عن شیء قدم ولا اخر الا قال
افعل ولا حرج **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے ابو نعیم (فضل بن دکین) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے
عبد العزیز بن ابی سلمہ نے (ابو سلمہ انکے دادا کا نام ہے اور باپ کا نام عبد اللہ ہے اور ابو سلمہ کا نام جشون ہے)
اونہوں نے روایت کی زہری (محمد بن مسلم) سے انہوں نے عیسے بن طلحہ (بن عبید اللہ قرشی تیمی) سے اونہوں نے عبد اللہ
بن عمرو (بن عاص رض) سے اونہوں نے کہا میں نے جناب سرور عالم رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو جمرہ (عقبہ) کے پاس دیکھا
اور آپ سے سوال ہو رہے تھے (یعنے لوگ دین کی باتیں پوچھ رہے تھے) ایک شخص بولا یا رسول اللہ میں نے نحر کیا (اونٹ
کاٹا) کنکر مارنے سے پہلے آپ نے فرمایا کنکر مارلے اور کچھ حرج نہیں دوسرا بولا یا رسول اللہ میں نے سر منڈا لیا نحر کرنے سے پہلے
آپ نے فرمایا نحر کرلے اور کچھ حرج نہیں پھر آپ سے کسی بات کی آگے یا پیچھے کرنیکا سوال نہیں ہوا مگر آپ نے یہی فرمایا کہ کر
لے اور کچھ حرج نہیں **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہاں بعض لوگوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ ترجمہ باب حدیث
کے مطابق نہیں کیونکہ ترجمہ باب میں رمی کے وقت جواب اور سوال کا ذکر ہے اور حدیث میں صرف یہ ہے کہ آپ
اوس وقت جمرہ کے پاس تھے اور اسکا جواب یہ ہے کہ امام بخاری کی عادت ہے کہ اکثر عموم لفظ سے استدلال کرتے ہیں تو جمرہ
کے پاس سوال ہونا شامل ہے رمی کے وقت یا اسکے بعد سوال کرنیکو انتہے مختصراً

باب قول اللہ تعالی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا

اس آیت کا بیان کہ تمکو علم نہیں ملا مگر تھوڑا علم **حدثنا** قیس بن حفص
قال حدثنا عبد الواحد قال حدثنا الاعمش سلیمان عن ابراہیم عن علقمۃ عن عبد اللہ قال
بینا انا امشی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی خرب المدینۃ وهو یتوکأ علی عسیب معہ فمر
بنفر من الیهود فقال بعضهم لبعض سلوه عن الروح وقال بعضهم لا تسئلوه لا یجیء فیہ بشیء
تکرهونہ فقال بعضهم لنسئلنہ فقال یا ابا القاسم ما الروح فسکت فقلت انہ یوحی الیہ

قمت فتناول النخل عنه فقال يسئلونك عن الروح قل الروح من امر ربي وما اوتوا من العلم الا
قليلا قال الاعمش هي كذا في قراءتنا **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے قیس بن حفص ابن قعقاع دارمی نے
انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد الواحد ابن زیاد بصری نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے اعمش سلیمان
ابن مہران نے اونہوں نے روایت کی ابراہیم ابن یزید نخعی سے انہوں نے علقمہ بن قیس نخعی سے انہوں نے عبد اللہ
ابن مسعود رض سے انہوں نے کہا ایک بار مین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تہا مدینہ کے اجاڑ
مکانوں مین (یہ ترجمہ خرب کا ہے خا معجمہ سے اور بعض روایتوں حرث ہی حاء مہملہ اور ثائے مثلثہ سے تو ترجمہ
ہوگا مدینہ کے کہیتوں مین) اور آپ ٹیکا لگاتے تہے کہجور کی ایک چہڑیکا جو آپکے ساتہہ تہی پہر آپ چند یہودیوں
کے سامنے سے گذرے (چند نفر کا ترجمہ ہے اور نفر کہتے ہین تین سے دس آدمیوں تک کو حافظ ابن حجر نے کہا مجہے اون
یہودیوں کے نام معلوم نہین ہوئے) تو یہودیون مین سے بعضوں نے بعضوں سے کہا آپ سے سوال کرو روح کیا ہے (یعنی
جان کی حقیقت پوچہو) اور بعضوں نے کہا مت سوال کرو آپ سے ایسا نہو کہ آپ ایسی بات فرماوین
جو تمکو بری معلوم ہو پہر ان مین سے بعضوں نے بعضوں سے کہا (قسم خدا کی) ہم تو آپ سے ضرور پوچہینگے روح کو پہر ایک
شخص اون مین کا کہڑا ہوا اور کہنے لگا اے ابو القاسم روح کیا چیز ہے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اکثر علماء کا یہ قول
ہے کہ اونہوں نے روح کی حقیقت پوچہی جو جاندار مین ہے اور بعضوں نے کہا کہ روح سے مراد جبرائیل علیہ السلام مین اور بعضوں
نے کہا حضرت عیسے علیہ السلام مین اور بعضوں نے کہا روح سے مراد قرآن ہے اور بعضوں نے کہا خلق عظیم روحانی
اور بعضوں نے اور کچہہ کہا اور اسکی تفصیل کتاب التفسیر مین خدا چاہے تو آویگی اور وہان ہم یہ بہی بیان کرینگے
کہ روح حیوانی مین لوگون نے کیا کہا ہے اور صحیح یہی ہے کہ اسکی حقیقت خدا ہی جانتا ہے انتہے قسطلانی نے کہا
یہود نے قریش کے لوگوں سے کہا اگر آپ روح کی حقیقت بیان کرین تو آپ نبی نہین ہین اور اسیواسطے بعض یہود
کہا آپ سے مت پوچہو ایسا نہو کہ آپ اسکی حقیقت بیان نہ کرین اور ایک دلیل آپکی نبوت کی معلوم ہو اور یہ امر
یہود کو ناگوار تہا انتہے **ف** یہ سنکر آپ چپ ہو رہے (ابن مسعود رض نے کہا) مین نے یہ کہا کہ آپ پر وحی
آرہی ہے پہر مین کہڑا ہو گیا (آپکے اور یہود کے بیچ مین یا اسلیے کہ میرے بیٹہنے سے آپکو تکلیف ہو) جب
وحی کی حالت جاتی رہی (اور اسکی سختی جاتی رہی) آپنے فرمایا ویسئلونک عن الروح اخیر تک یعنے پوچہتے ہین تجہسے
روح کو تو کہدے روح میرے رب کا ایک حکم ہے **ف** یعنے اسکی ایک مخلوق ہے جو اسکے حکم سے پیدا ہوئی اور اسکی
حقیقت اللہ ہی کو خوب معلوم ہے یہ جواب ایسا ہی ہے جیسے حضرت موسی علیہ السلام نے فرعون کو دیا جب اسنے خداوند کریم

کی حقیقت پوچھی حضرت موسی نے کہا وہ آسمانون اور زمین کا اور جو چیزین اون دونون مین ہین اونکا مالک ہے
بیان کی صفت اوسکی کیونکہ حقیقت اوسکی وہی جانتا ہے اور بعضون نے کہا کہ آپنے روح کی حقیقت اسلیے بیان نہ
کی کہ یہود کے نزدیک آپکی نبوت ثابت ہوجاوے کیونکہ اونہون نے اوسکی حقیقت بیان نہ کرنا نبوت کی نشانی قرار دی
تھی اور روح کی حقیقت مین اگلے اور پچھلے عالمون اور حکیمون کا بہت اختلاف ہے لیکن اکثر متکلمین اہلسنت
جماعت کے قائل ہین کہ روح ایک جسم لطیف ہے جو بدن مین ہر رگ و ریشہ مین اسطرح سے پھیلا ہوا ہے جیسے گلاب
مین پانی اور شعری نے کہا روح وہ سانس ہے جو اندر جاتی اور باہر نکلتی ہے (قسطلانی) ف اور نہین
ملا اونکو مگر تھوڑا علم یعنے اللہ تعالے کے معلومات مین سے بہت تھوڑی چیزین آدمیون کو معلوم ہین) اعمش
نے کہا ایسا ہی ہے ہماری قراءت مین یعنے وَمَا اُوْتُوْا اور اکثر قاریون نے وَمَا اُوْتِیْتُمْ پڑھا ہے اور یہی مشہور
ہے باب مَنْ تَرَكَ بَعْضَ الْاِخْتِيَارِ مَخَافَةَ اَنْ يَقْصُرَ فَهْمُ بَعْضِ النَّاسِ عَنْهُ فَيَقَعُوْا فِيْ اَشَدَّ مِنْهُ
ایک بہتر اور افضل بات کو اس ڈر سے نہ کرنا کہ بعضے لوگ اسکو نہ سمجھین اور اسکے نہ کرنے سے بڑھ کر کسی گناہ مین پڑ جاوین
حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ الزُّبَيْرِ كَانَتْ
عَائِشَةُ تُسِرُّ اِلَيْكَ كَثِيْرًا فَمَا حَدَّثَتْكَ فِي الْكَعْبَةِ قُلْتُ قَالَتْ لِيْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا
عَائِشَةُ لَوْلَا قَوْمُكِ حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ بِكُفْرٍ لَنَقَضْتُ الْكَعْبَةَ فَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ بَابًا
يَدْخُلُ النَّاسُ وَبَابًا يَخْرُجُوْنَ فَفَعَلَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے عبید اللہ بن موسے
(عبسی کوفی) نے انہون نے روایت کی اسرائیل بن یونس بن ابی اسحق سبیعی) سے اونہون نے اپنے دادا (ابو اسحق) سے
انہون نے اسود (بن یزید بن قیس نخعی) سے اونہون نے کہا مجھسے عبداللہ) بن زبیر نے کہا ام المومنین حضرت عائشہ
صدیقہ رض تم سے بہت باتین چھپا کر کہتی تہین تو کیا حدیث بیان کی تمسے کعبے کے باب مین مین نے کہا حضرت
عائشہ رض نے مجھسے بیان کیا کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ اگر تیری قوم کا زمانہ نیا نہ ہوتا
ابن زبیر نے کہا یعنے کفر کا زمانہ مطلب کیا ہے کہ اگر قریش کے کفر کا زمانہ قریب نہ گذرا ہوتا بلکہ اونکا اسلام پرانا ہو گیا
ہوتا) البتہ مین توڑتا کعبے کو اور اسمین دو دروازے کرتا ایک دروازہ تو لوگون کے اندر جانے کے لیے اور ایک
دروازہ باہر نکلنے کے لیے پھر ابن زبیر نے (یہ حدیث اسود سے سنکر) ایسا ہی کیا ف یعنے کعبے کو توڑا
اور اوسمین دو دروازے نصب کیے ایک شرقی اور ایک غربی اور جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہا اوسی
مطابق بنایا اور یہ بنا چوتھی بار تھی لیکن حجاج ظالم نے حسد کی راہ سے پھر کعبہ کو توڑ کر ویسا ہی کر دیا جیسا

جاہلیت کے زمانہ میں تہا حافظ ابن حجر نے کہا احادیث کا مفصل بیان خدا چاہے تو کتاب الحج میں ہوگا اور ترجمہ باب احادیث سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ قریش کے دلوں میں کعبہ کی بڑی عظمت تہی اسلیے حضرتؐ کو ڈر ہوا اگر کعبہ کو توڑیں تو کہیں قریش آپکی نسبت بدگمانی کریں کہ آپنے یہ کام فخر کی راہ سے کیا اور اس گمان کے سبب سے وہ تباہ ہوں تو اس بڑے فساد کو روکنے کے لیے چہوٹا فساد گوارا کیا یعنے کعبہ کا نہ توڑنا اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ اگر فساد کا ڈر ہو تو ایک بہتر یا افضل کام کو ترک کر سکتے ہیں بشرطیکہ وہ فساد اس کام کے ترک سے بڑا ہو اور یہ بھی نکلتا ہے کہ اگر کسی بڑے گناہ میں پڑ جانے کا ڈر ہو تو چہوٹے گناہ کی ممانعت سے باز رہ سکتے ہیں اور یہ بہی نکلتا ہے کہ امام اپنی رعیت کا انتظام جس طرح مناسب اور قرین مصلحت ہو کر سکتا ہے اگرچہ جو کام امام اختیار کرے وہ دوسرے کام سے جسکو ترک کرے کم درجہ کا ہو لیکن یہ ضرور ہے کہ حرام اور خلاف شرع نہ ہو مظہری نے کہا اس حدیث سے یہ بہی نکلتا ہے کہ کسی امر مستحب یا سنت کے فعل سے اگر جاہل اس قسم کے فساد پر آمادہ ہوتے ہوں جسکی وجہ سے کوئی امر حرام واقع ہونے کا اندیشہ ہو جیسے مسلمان کو مارنا یا زخمی کرنا یا قرآن یا حدیث شریف کی نسبت بے ادبی کرنا یا مسلمانوں کی جماعت میں پہوٹ پڑ جانا تو اس امر مستحب یا سنت کو بطریق مصلحت ترک کر سکتے ہیں لیکن یہ ضرور ہے کہ ان جاہلوں کو نرمی اور ملائمت سے سمجہا دیں اور جو کام حدیث شریف سے ثابت ہو اسکے کرنیکی ترغیب دلاویں اور یہ جو بعضے لوگ دلیل لاتے ہیں کہ حضرتؐ نے فرمایا جو شخص فساد کے وقت میری سنت پر عمل کرے اسکو سو شہید کا ثواب ہے اور جو شخص میری مری ہوئی سنت کو جلا دے اخیر تک تو یہ استدلال ایسے مقام میں جہاں فساد عظیم اور تباہی اہل اسلام کا خوف ہو درست نہیں اور کیونکہ وہاں حضرتؐ کی سنت یہی ہے کہ مصلحت پر عمل کیا جاوے اور ایک امر خفیف کے لیے امر عظیم سے بچاؤ کیا جاوے جیسے احادیث کی مستفاد ہے جو امام بخاری نے اس باب میں بیان کی واللہ اعلم

باب مَنْ خَصَّ بِالْعِلْمِ قَوْمًا دُوْنَ قَوْمٍ كَرَاهِيَةَ اَنْ لَا يَفْهَمُوْا علم کی بعضی باتیں چند لوگوں کو بتانا اور بعض لوگوں کو نہ بتانا اس خیال سے کہ انکی سمجہ میں نہ آوینگی وَقَالَ عَلِيٌّ حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا يَعْرِفُوْنَ اَتُحِبُّوْنَ اَنْ يُكَذَّبَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ حضرت علی بن ابی طالب رض نے فرمایا بیان کرو لوگوں سے دین کی وہ باتیں (جنکو لوگ پہچانتے ہیں یعنے انکی عقل میں آتی ہیں اور انکو سمجہ سکتے ہیں) کیا تم پسند کرتے ہو کہ لوگ اللہ اور اسکے رسول صلعم کو جہٹلاویں **ف** یہ روایت ابوذر کے نسخہ میں آگے اسناد سے مذکور ہے اور اکثر نسخوں میں اسیطرح سے پہلے معلق مذکور ہے پہر اسکا اسناد جیسے اس نسخہ میں ہے اور کشمیہنی کی روایت میں بالکل ساقط ہے آدم بن ابی ایاس نے اپنی [illegible] میں اتنا زیادہ کیا اور چہوڑ دو بیان کرنا ان باتوں کا جنکو وہ نہ سمجہیں اور ایسا ہی روایت کیا اسکو

ابونعیم نے مستخرج مین اور اس اثر سے یہ نکلتا ہے کہ متشابہ آیتون اور حدیثون کا بیان کرنا عوام کے واسطے مناسب نہین ہے اور ابن مسعود کا قول بھی ایسا ہی ہے جسکو روایت کیا مسلم نے کہ نہین بیان کریگا تو کسی قوم سے کوئی حدیث جسکو وہ نہ سمجھین مگر وہ بعضون کے لیے فتنہ ہوگی اور جن لوگون نے حدیثین بیان کرنا بعض آدمیون سے مکروہ جانی ہین اُنمین سے ہین امام احمد اُنہون نے مکروہ جانا ہے اُن حدیثون کا بیان کرنا (عوام سے) جنکے ظاہری معنے سے سلطان پر وقت سے لڑنے کی اجازت نکلتی ہے اور امام مالک اُنہون نے مکروہ جانا ہے احادیث صفات کا بیان کرنا اور ابو یوسف نے غرائب کا اور انسے پہلے ابو ہریرہ نے اور ایسا ہی حذیفہ سے منقول ہے اور حسن نے انکار کیا انس کی حدیث پر جو انہون نے حجاج سے بیان کی تھی اور وہ عرینہ کے لوگون کی حدیث تھی کیونکہ حجاج نے اس حدیث کو وسیلہ بنایا ظلم اور خون ریزی کا ایک واہی تاویل سے اور اسکا قاعدہ یہ ہے کہ جب کسی حدیث کی ظاہری معنے سے بدعت کی تقویت نکلتی ہو اور وہ ظاہری معنے مراد نہو تو اسکا نہ بیان کرنا بہتر ہے اس شخص سے جس سے ڈر ہو ظاہری معنے سمجھنے کا (فتح الباری)

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ مَعْرُوفِ بْنِ خَرَّبُوذَ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ عَلِيٍّ بِذَلِكَ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے عبید اللہ بن موسی (عبسی) نے اُنہون نے روایت کی معروف بن خربوذ سے اُنہون نے ابو الطفیل عامر (رضی اللہ) سے (وہ سب صحابہ کے بعد مرے) اُنہون نے حضرت علی رضہ سے یہی حدیث (جو اوپر گذر گئی) قسطلانی نے کہا یہ اسناد مولف کے عالی اسنادون مین سے ہے کیونکہ یہ ثلاثی ہے اور ابو الطفیل صحابی ہین اور مولف نے سند کو بعد ذکر کیا اور اثر کو پہلے اسکی تین وجہین ہو سکتی ہین ایک تو یہ کہ تمیز دی حدیث کے اسناد اور اثر کی اسناد مین کیونکہ حدیث کا اسناد پہلے بیان کرتے ہین پھر حدیث اور اثر مین اسکا اُلٹا کیا دوسرے یہ کہ اسناد ضعیف ہے بوجہ ابن خربوذ کے تیسرے یہ کہ تفنن اور بیان جواز کے لئے اور بعض نسخون مین اسناد مقدم بھی مذکور ہے اور کشمیہنی کی روایت مین یہ اثر بالکل مذکور نہین ہے

حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذٌ رَدِيفُهُ عَلَى الرَّحْلِ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ ثَلَاثًا قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ صِدْقًا مِنْ قَلْبِهِ إِلَّا حَرَّمَهُ اللَّهُ عَلَى النَّارِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا أُخْبِرُ بِهِ النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوا قَالَ إِذًا يَتَّكِلُوا وَأَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهِ تَأَثُّمًا ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے اسحق بن ابراہیم (ابن راہویہ) (مجتہد اور فقیہ امام مشہور) نے اُنہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے معاذ بن ہشام (ابن ابی عبد اللہ دستوائی) نے اُنہون نے کہا حدیث بیان کی مجھسے میرے

۳ قال یا معاذ قال لبیک یا رسول اللہ وسعدیک

بابنے (رشتہ مین) انہون نے قتادہ (بن دعامہ) سے اونہون نے کہا ہم سے بیان کیا انس بن مالک رضی نے (اور قتادہ کے
اس لفظ سے تدلیس کا شبہہ جاتا رہا) انہون نے کہا جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت معاذ بن جبل آپکے ساتھ سوار تھے
کجاوہ پر (کجاوہ رنشا پڑھتا ہے لیکن مولف نے جو روایت جہاد مین کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اسوقت گدھے
پر سوار تھے) فرمایا ای معاذ جبل کے بیٹے انہون نے کہا حاضر ہون حاضر یارسول اللہ آپنے فرمایا ای معاذ انہون نے
کہا حاضر ہون حاضر یارسول اللہ تین بار ایسا ہوا (یعنے آپنے تین بار معاذ کو پکارا اور انہون نے تینون بار
یہی جواب دیا) آپنے فرمایا کوئی ایسا نہین ہے جو گواہی دیوے سچے دل سے اس بات کی کہ کوئی سچا معبود نہین ہے سوا خدا کے اور
بیشک محمد اسکے رسول (بھیجے ہوئے) ہین (دل مین سچ جانکر نہ نفاق سے) مگر اللہ تعالیٰ اوسکو حرام کر دیگا دوزخ پر
معاذ نے عرض کیا یارسول اللہ کیا مین اسکی خبر لوگون کو نہ دیدون وہ خوش ہوجاوین آپنے فرمایا اگر تو اسکی خبر کر دیگا
تو وہ اوسی پر بھروسا کرلینگے (یعنے صرف شہادت پر اور اعمال صالحہ کو چھوڑ دینگے جن سے ایمان پورا ہوتا ہے) اور
معاذ نے یہ حدیث اپنے مرتے وقت بیان کر دی اس ڈر سے کہ گنہگار نہ ہون ف یعنے حدیث کے چھپانے
سے اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ چھپانا تو بحکم رسول تھا تو اوسکے ظاہر کرنے مین گنہگار ہونیکا ڈر ہے نہ چھپانے
مین اسکا جواب یہ ہے کہ چھپانیکا حکم ان لوگون سے تھا جو اوسی پر بھروسا کرلینگے اون لوگون سے جنسے معاذ نے
اس حدیث کو بیان کیا ہوگا یا معاذ یہ سمجھے کہ حضرت نے جو اس حدیث کے ظاہر کرنے سے منع کیا یہ ممانعت تنزیہی تھی نہ تحریمی
اور جو ممانعت تحریمی ہوتی تو معاذ کسی سے بیان نکرتے کذا قال القسطلانی حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث مین
یہ اشکال ہوتا ہے کہ جو شخص ان دو باتون کی گواہی دیوے وہ جہنم مین نجاویگا حالانکہ اور دلائل قطعی سے اہلسنت
کا یہ مذہب ہے کہ مسلمانون کا ایک گروہ گنہگار جہنم مین جاویگا پھر شفاعت کیوجہ سے وہان سے نکالا جاویگا اسکا
جواب یہ ہے کہ مراد اس حدیث سے یہ ہو کہ اعمال صالحہ کے ساتھ ان دو باتون کی گواہی دیوے اور اسی سبب سے حضرت نے
معاذ کو اس حدیث کو فاش کرنیکی اجازت نہ دی کیونکہ شاید بعض لوگ صرف شہادتین کو کافی سمجھکر اعمال صالحہ
مین کوتاہی کرتے اور علماء نے اسکے سوا اور جواب بھی دیے ہین ایک یہ کہ مقصود حدیث سے وہ شخص ہے جو گناہون
سے توبہ کرکے ان دونون باتون کی گواہی دیوے پھر مر جاوے اور گناہ نہ کرے دوسری یہ کہ یہ حدیث اسوقت کی ہے
جب فرائض نہین اترے تھے اس جواب مین خلل ہے کہ مسلم نے ابوہریرہ سے ایسا ہی روایت کیا حالانکہ وہ اخیر زمانے
مین اسلام لائے تھے اور اکثر فرائض اسوقت اتر چکے تھے اور ایسا ہی امام احمد نے باسناد حسن ابو موسے سے روایت کیا
اور ابو موسے اوسی سال آئے ہین جس سال ابوہریرہ آئے تیسرے یہ کہ یہ حدیث باعتبار اکثر کے فرمائی کیونکہ اکثر ایسا ہوتا

پھر فرمایا ای معاذ انہون نے کہا حاضر ہون حاضر یارسول اللہ

ہے کہ جو موحد ہوتا ہے وہ عبادات بجا لاتا ہے اور گناہوں سے پرہیز کرتا ہے چوتھی یہ کہ دوزخ کے حرام ہونے سے یہ مقصود ہے کہ ہمیشہ کے لیے دوزخ میں رہنا اوسپر حرام ہو جاویگا پانچویں یہ کہ مراد دوزخ سے وہ طبقہ ہے جو کافروں کے لیے خاص ہے نہ وہ طبقہ جسمیں گنہگار موحد رہینگے چھٹی یہ کہ مراد یہ ہے کہ اسکا سارا بدن دوزخ پر حرام ہوگا کیونکہ مومن کے سجدے کے اعضا کو دوزخ نہ کھاویگی جیسے حدیث شفاعت سے ثابت ہے اسیطرح اسکے زبان کو بھی نہ کھاویگی جس سے توحید اور رسالت کا اقرار کیا اور یہ جو فرمایا دل سے سچ جانکر گواہی دیوے اس سے منافق کی شہادت خارج ہو گئی کیونکہ ایسی شہادت جسکا دل میں یقین نہ ہو کچھ کام نہ آویگی اصیلی اور کشمیہنی کی روایت میں یتکلوا ہے نون سے یعنی وہ باز رہینگے اعمال صالحہ سے اور بزار نے باسناد حسن ابو سعید خدری سے روایت کیا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو اجازت دی لوگوں کو خوشخبری دینے کی پھر عمر رض معاذ سے ملے اور انسے کہا تم جلدی مت کرو پھر وہ اندر گئے اور عرض کیا اے نبی اللہ آپکی رائے سب سے بہتر ہے لیکن لوگ جب یہ حدیث سنینگے تو اوسپر بھروسا کر لینگے یہ سنکر آپنے معاذ کو واپس بلا لیا اور یہ رائے بھی حضرت عمر کی ان رایوں میں سے ہے جو اللہ کے حکم کے موافق ہوئیں اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی اجتہاد درست تھا انتہی مترجم کہتا ہے کہ اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ بعضی دین کی باتیں خاص آدمیوں سے کہہ سکتے ہیں اور عام لوگوں سے نہیں کہہ سکتے جیسے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث معاذ سے بیان کی اور اوروں کو سنانے کی اجازت نہ دی اور کرمانی نے اس مقام پر ایک غلطی کی ہے انہوں نے کہا کہ عند موتہ کی ضمیر حضرت کیطرف پھرتی ہے یعنی معاذ نے حضرت کی وفات کے وقت یہ حدیث بیان کر دی اور یہ صریح مخالف ہے اس حدیث کے جسکو امام احمد نے نکالا باسناد صحیح جابر بن عبد اللہ انصاری سے انہوں نے کہا مجھسے بیان کیا اس شخص نے جو معاذ کی وفات کے وقت حاضر تھا اونہوں نے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث کو اور نہیں بیان کیا میں نے اوسکو تمسے مگر اس ڈر سے کہ تم بھروسا کر لوگے پھر بیان کی یہی حدیث معاذ نے **حدثنا** مسدد قال حدثنا معتمر قال سمعت ابی قال سمعت انسا قال ذکر لی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لمعاذ من لقی اللہ لا یشرک بہ شیئا دخل الجنۃ فقال الا ابشر الناس قال لا اخاف ان یتکلوا **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے مسدد (بن مسرہد) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے معتمر (بن سلیمان بن طرخان بصری) نے اونہوں نے کہا میں نے سنا اپنے باپ (سلیمان) سے انہوں نے کہا میں نے سنا انس رض سے انہوں نے کہا بیان کیا گیا مجھسے **ف** حافظ ابن حجر کہا کسی طریقہ میں میں نے نہیں پایا کہ انس سے یہ حدیث کس نے بیان کی اسیطرح جابر سے اس روایت میں جو امام

احمد سے اوپر گذری اور جابر اور انس نے خود یہ حدیث معاذ سے نہین سنی کیونکہ معاذ شام کے ملک مین مرے اور انہون نے مرتے
وقت یہ حدیث بیان کی اور جابر اور انس دونو اسوقت مدینہ مین تھے تو وہ معاذ کے موت کیوقت حاضر نہ ہو سکے اور معاذ کے مرنے
کے وقت عمرو بن میمون اودی حاضر تھے جو مخضرمین مین سے ہین جیسے کتاب الجہاد مین آویگا اور روایت کیا اسکو نسائی نے عبدالرحمن
بن سمرہ صحابی سے انہون نے اسکو معاذ سے سنا تو احتمال ہے کہ مراد انس اور جابر کی ان دونو شخصون مین سے کوئی شخص
ہو اور مزی نے اطراف مین یہ حدیث مسند انس مین روایت کی اور مراد ان کے مراسیل مین سے ہے تو اسکا ذکر مبہمات مین
مناسب تھا انتہی قسطلانی نے کہا انس نے اس شخص کا نام نہ لیا جس سے یہ حدیث سنی اور اس سے حدیث کی صحت مین کچھ
خلل نہین ہوتا کیونکہ اسکا متن دوسرے طریق سے ثابت ہے دوسرے یہ کہ انس نے عادل سے روایت کی ہوگی وہ صحابی ہوگا یا
غیر صحابی تو جہالت مضر نہ کریگی اور احتمال ہے کہ یہ شخص عمرو بن میمون ہو یا عبدالرحمن بن سلمہ **ف** کہ جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاذ سے جو شخص اللہ سے ملا اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو وہ جنت مین جاویگا **ف**
حافظ ابن حجر نے کہا شرک کی نفی کی اور نفی شرک مستلزم ہے توحید کو اسیطرح مستلزم ہے اثبات رسالت کو کیونکہ جو شخص
اللہ کے رسول کو جھٹلاوے اوسنے اللہ کو جھٹلایا اور جس نے اللہ کو جھٹلایا وہ مشرک ہے یا مراد یہ ہے کہ جو شخص ایمان رکھکر مرے
اون سب باتون پر جنپر ایمان لانا واجب ہے اور جنت مین جانے مین کوئی اشکال نہین کیونکہ جنت مین جانا عام ہے خواہ عذاب
سے پہلے جنت مین جاوے یا عذاب کے بعد جاوے انتہی مترجم کہتا ہے نفی شرک توحید کو مستلزم نہین کیونکہ اللہ تعالی
کا منکر شرک کی نفی کرتا ہے پر توحید کو ثابت نہین کرتا اسیطرح توحید اثبات رسالت کو مستلزم نہین کیونکہ جائز ہے کہ
اسکو کسی نبی کی رسالت نہ پہونچی اور ایسے موحدین بہت گذرے ہین جو صرف توحید کے قائل ہین اور نبوت کی خبر انکو
نہین پہنچی اور شاید ابھی بعض ملکون مین ایسے لوگ ہون پس یہ دونون دعوے حافظ ابن حجر کے قبول نہین ہو سکتے اور
شاید مراد حافظ صاحب کی یہ ہو کہ جو معاذ اللہ اللہ کا منکر ہے اوسکا تو جہنمی ہونا ظاہر ہے اس لیے حضرت نے اسکو
بیان نہ کیا اور کلام آپ کا ان لوگون مین ہے جو خدا کو مانتے ہین انکی دو ہی قسمین ہین مشرک یا موحد اسیطرح جو موحد
ایسا ہے کہ اوسنے نبی کو نہین جھٹلایا بلکہ نبوت کی خبر اسکو نہین پہونچی وہ جنت مین جاویگا کیونکہ اوسنے رسالت کا
انکار نہین کیا اور اللہ کا ماننا گویا نبوت کا ماننا ہے واللہ اعلم **ف** معاذ نے عرض کیا کیا مین لوگون کو خوش خبری
کر دون یہ خبر سنا کر فرمایا آپ نے نہین مین ڈرتا ہون کہین وہ بھروسا کر لیوین **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہ معاذ نے
اپنے مرتے وقت گنہگار ہونیکے ڈر سے اسکی خبر کر دی تو پہلے معاذ یہ سمجھے کہ آپ نے جو خبر کرنے سے منع کیا یہ ممانعت عام
ہے ہر شخص کو خبر کرنیکی اسوجہ سے انہون نے کسی کو خبر نہ کی بعد اسکے انکو معلوم ہوا کہ ممانعت عام طور سے خبر کرنیکی تھی

نہ دین لوگون کو خبر کرنے سے اسلیے انہون نے مرتے وقت خاص آدمیون کو خبر کر دی اور اسکی دلیل یہ ہے کہ اگر ممانعت عام ہوتی تو وہ کسی کو خبر نہ کرتے اور اس جواب پر اعتراض کیا گیا ہے اس روایت سے جو امام احمد نے نکالی باسناد منقطع معاذ سے روایت ہے کہ جب انکی وفات کا وقت ہوا تو انہون نے کہا کہ لوگون کو میرے پاس بلا لو پہر لوگ آئے تو انہون نے کہا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے جو شخص مر جاوے اور وہ اللہ کے ساتہہ کسیکو شریک نہ کرتا ہو تو اللہ اسکو جنت مین لیجائیگا اور مین تمسے یہ حدیث بیان کرنیوالا نہ تہا مگر مرتے وقت اور سب گواہ رہو اس حدیث کے سننے پر ابو الدرداء ہین ابو الدرداء نے کہا میرے بہائی نے سچ کہا اور وہ تمسے یہ حدیث بیان کرنیوالے نہ تہے مگر مرتے وقت اور ابو ایوب سے بہی ایسا ہی مروی ہے مسند مین ابو ظبیان کے طریق سے کہ ابو ایوب نے روم کا جہاد کیا پہر بیمار ہوئے جب انکی وفات قریب ہوئی تو انہون نے کہا مین تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہون جو مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اور اگر میرا یہ حال نہ ہوتا تو مین تمسے وہ حدیث بیان نہ کرتا مینے سنا آپ سے آپ فرماتے تہے جو شخص مر جاوے اور وہ اللہ کے ساتہہ شریک کسیکو نہ کرتا ہو تو جنت مین جاویگا اور جب اس جواب پر ان دونو حدیثوں سے اعتراض ہوا تو اصل اشکال کا یہ جواب دیا جاویگا کہ معاذ کو معلوم ہو گیا کہ آپ کی ممانعت تحریمی نہ تہی اور اسکی دلیل یہ ہے کہ آپ نے ابو ہریرہ رض کو حکم دیا لوگون کو اس خوشخبری دینے کے لیے پہر حضرت عمر ملے اور ابو ہریرہ کو ڈہکیلا اور کہا لوٹ جا جسطرح آیا اور حضرت عمر انکے پیچہے ہی داخل ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ایسا نہ کیجیے کیونکہ مین ڈرتا ہون لوگ پہروسا کر لین گے تو ان کو عمل کرنے دیجیے آپ نے فرمایا اچہا انکو عمل کرنے دو روایت کیا اسکو مسلم نے تو انکا یہ فرمانا معاذ سے کہ مین ڈرتا ہون لوگ پہروسا کر لین گے ابو ہریرہ کے قصہ کے بعد ہوگا اس صورت مین یہ ممانعت بنظر مصلحت کے ہوئی نہ حرمت کے لیے اور اسی لیے معاذ نے اسکی خبر کر دی کیونکہ تبلیغ (یعنی پہونچا دینے) کا حکم عام ہے واللہ اعلم انتہی مافی فتح الباری اور یہ جو فرمایا لَا اَخَافُ اَنْ یَّتَّکِلُوْا تو لا کے بعد ایک فعل محذوف ہے یعنی لا تبشر مت خوشخبری دے انکو اور اَخَافُ اَنْ یَّتَّکِلُوْا الگ جملہ ہے اور کریمہ کی روایت مین اِنِّیْ اَخَافُ ہے اور حسن بن سفیان کے مسند مین عبید اللہ بن معاذ سے انہون نے معتمر سے مروی ہے لَا دَعْهُمْ فَلْیَتَنَافَسُوْا فِی الْاَعْمَالِ فَاِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَّتَّکِلُوْا یعنی مت خوشخبری دو بلکہ چہوڑ دو انکو وہ ایک دوسرے کی حرص کرین اعمال مین کیونکہ مین ڈرتا ہون کہ وہ پہروسا کر لیوین (فتح)

بَابُ الْحَیَاءِ فِی الْعِلْمِ علم سیکہنے یا سکہانے مین شرم کرنا کیسا ہے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اوپر گذرا کہ حیا ایمان مین داخل ہے اور مراد اس سے حیا شرعی ہے جو بزرگون کی حرمت کے لیے ہوتی ہے اور یہ عمدہ صفت ہے اور وہ حیا جس سے کوئی امر شرعی ترک ہو مذموم ہے اور وہ حیا شرعی نہین بلکہ ضعف اور جبن ہے

وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَا یَتَعَلَّمُ الْعِلْمَ مُسْتَحْیٍ وَّلَا مُسْتَکْبِرٌ مجاہد (ایک تابعی بزرگ) نے کہا جسکو شرم ہوگی یا

غرور ہوگا وہ علم نہ سیکھے گا ف حافظ ابن حجر نے کہا مجاہد کے قول میں شرم (حیا) سے مراد وہی صفت مذموم ہے
جو کار خیر سے باز رکھے اور غرض انکی یہ ہے کہ علم حاصل کرنیوالوں کو ترغیب ہو شرم اور تکبر چھوڑنے کی کیونکہ دونو علم
سیکھنے میں خلل ڈالتے ہیں اور اس اثر کو ابو نعیم نے حلیہ میں موصولا روایت کیا علی بن المدینی کے طریق سے انہوں نے ابن عیینہ
سے انہوں نے منصور سے انہوں نے مجاہد سے اور اسناد اسکا صحیح ہے موافق مصنف کی شرط کے انتہے وَقَالَتْ عَائِشَةُ

نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْاَنْصَارِ لَمْ يَمْنَعْهُنَّ الْحَيَاءُ اَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِى الدِّيْنِ حضرت عائشہ صدیقہ رضہ نے کہا
اچھی عورتیں ہیں انصار کی وہ حیا کی وجہ سے باز نہیں رہتیں دین کی سمجھ حاصل کرنے سے ف یعنے دین کے مسائل انہوں
نے بے جھجک ہو رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیے اور پوچھنے میں شرم نہ کی انکی طفیل سے ساری عالم کی عورتوں کو
فائدہ ہوا اس تعلیق کو امام مسلم نے وصل کیا ابراہیم بن مہاجر کے طریق سے انہوں نے صفیہ بنت شیبہ سے انہوں نے عائشہ
سے اور ملا کے حدیث میں جسکی شرح یہ ہے کہ اسماء بنت یزید انصاری نے جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے حیض کا غسل
پوچھا الخ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ
اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ جَاءَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ
اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْاَةِ مِنْ غُسْلٍ اِذَا احْتَلَمَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِذَا رَاَتِ الْمَاءَ فَغَطَّتْ اُمُّ سَلَمَةَ تَعْنِيْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَتَحْتَلِمُ الْمَرْاَةُ قَالَ نَعَمْ تَرِبَتْ
يَمِيْنُكِ فَبِمَ يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا ترجمہ حدیث بیان کی محمد بن سلام نے (سلام بروزن کلام بالتخفیف اور یہ بیکندی ہیں)
انہوں نے کہا خبر دی ہم کو ابو معاویہ (محمد بن خازم ضریر تمیمی) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ہشام (بن عروہ) نے انہوں نے
روایت کی اپنے باپ (عروہ بن زبیر بن عوام) سے انہوں نے زینب بنت ام سلمہ (انکے باپ عبد اللہ بن عبد الاسد مخزومی
تھے اور انکی نسبت ماں کیطرف شرف اور فضیلت کے لیے کیونکہ انکی ماں ام المومنین ام سلمہ تھیں اور وہ ربیبہ تھیں رسولخدا صلے اللہ
علیہ وسلم کی) انہوں نے روایت کی ام المومنین حضرت بی بی ام سلمہ رضہ سے انہوں نے کہا ام سلیم (بنت ملحان انس کی ماں)
جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ اللہ نہیں شرم کرتا سچی بات سے ف
حافظ ابن حجر نے بیان تاویل کی یعنے اللہ نہیں حکم کرتا حیا کا سچی باتوں میں اور قسطلانی نے کہا نہیں باز رہتا حق کے
بیان کرنے سے اور یہ دونو تاویلیں بے ضرورت ہیں اس لیے کہ مراد یہاں حیا سے وہ صفت ہے جو مذموم ہے یعنے حق
بات کے کہنے میں شرم کرنا اور ایسی صفت سے حق تعالی پاک ہے اور وہ حیا جو محمود ہے وہ تو اللہ کے لیے ثابت ہے جیسے
دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالی کو بہت شرم ہے اور کریم ہے اور یہ صفت خدا کی بہت حدیثوں میں ثابت کی گئی ہے

اور اسکی تاویل کرنا سلف کے طریقے کے خلاف ہے بلکہ وہ محمول ہے اپنے ظاہری معنے پر اور اسکی کیفیت اللہ کو معلوم ہے حافظ
ابن حجر نے کہا ام سلیم نے یہ کلمہ اسلیے کہا کہ اونکا عذر ہوجاوے مردون کے سامنے ایسی بات پوچھنے مین اور صحیح
مسلم کی روایت مین ہے کہ حضرت عائشہ نے اونسے کہا تم نے عورتون کو فضیحت کیا تنے **ف** کیا عورت پر بھی
غسل ہے جب اسکو احتلام ہو (یعنے خواب مین وہ دیکھے کہ کوئی اس سے جماع کرتا ہے) جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا جب وہ پانی دیکھے (یعنے جاگ کر منی کو دیکھے بس اس سے معلوم ہوا کہ اگر منی نہ دیکھے تو غسل لازم نہین) یہ سنکر ام
ام سلمہ نے اپنا منہ ڈھانپ لیا (مسلم کی روایت مین ہے کہ حضرت عائشہ نے منہ ڈھانپ لیا اور شاید دونو اسوقت موجود
ہون) اور کہنے لگین یا رسول اللہ کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے (یعنے انزال ہوتا ہے) آپنے فرمایا ہان تیرے ہاتھ
مین مٹی لگو (یعنے تجہی محتاجی آوے اس سے مقصود بددعا نہین ہے بلکہ جھڑکی اور گھرکی کے وقت کلمہ کہتے ہین) پہر عورت
کا بچہ عورت کی صورت پر کیون پڑتا ہے **ف** یعنے اگر انزال نہین ہوتا اور عورت کی منی نہین نکلتی تو بچہ عورت
کے مشابہ کیون ہوتا ہے ایک حدیث مین ہے کہ مرد کا نطفہ سفید اور غلیظ ہوتا ہے اور عورت کا زرد رقیق پہر
جو کوئی اوپر ہوجاتا ہے یا پہلے نکلتا ہے لڑکا اسی کے مشابہ ہوتا ہے اور اس حدیث سے یہ نکلا کہ سوال دین کا کرنا ضرور
ہے حاجت کے وقت اسمین شرم نہین کرنا چاہیے اور یہی مقصود ہے امام بخاری کا اس باب مین حافظ ابن حجر نے کہا اسکی
کی بحث کتاب الطہارۃ مین خدا چاہے تو آویگی **حَدَّثَنَا** اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَهِيَ
مَثَلُ الْمُسْلِمِ حَدِّثُوْنِيْ مَا هِيَ فَوَقَعَ النَّاسُ فِيْ شَجَرِ الْبَادِيَةِ وَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ اَنَّهَا النَّخْلَةُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ
فَاسْتَحْيَيْتُ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنَا بِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ النَّخْلَةُ قَالَ
عَبْدُ اللّٰهِ فَحَدَّثْتُ اَبِيْ بِمَا وَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ فَقَالَ لَاَنْ تَكُوْنَ قُلْتَهَا اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ لِيْ كَذَا وَكَذَا
ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے اسمعیل بن ابی اویس نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے مالک بن انس (امام مشہور) نے اونہون
نے روایت کی عبد اللہ بن دینار سے انہون نے عبد اللہ بن عمر رض سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درختون مین
بیشک ایک درخت ہے جسکے پتے نہین جھڑتے اور وہی درخت مثال ہے مسلمان کی بیان کرو مجہسے وہ کونسا درخت ہے یہ سنکر
لوگون کا خیال جنگل کے درختون مین گیا اور میرے دلمین آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے پر مین نے شرم کی (بات کرنے مین بزرگون
کے سامنے) لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ بتلا دیجیے ہمکو وہ درخت آپنے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے عبد اللہ نے کہا پہر مینے
اپنے باپ (حضرت عمر رض) سے بیان کیا جو میرے دلمین آیا تھا اونہون نے کہا اگر تو کہہ دیتا اوسکو جسوقت آپنے پوچھا

تھا) تو مجھے زیادہ پسند ہوتا اس سے کہ میرے واسطے ایسے ایسے مال ہوں **ف** حافظ ابن حجر نے کہا حدیث کتاب العلم کے
شروع میں گذر چکی اور یہاں اسلیے لائے کہ اسمین فَاسْتَحْيَيْتُ کا لفظ ہے یعنی شرم کی مین نے (کیونکہ اس باب میں یہی
بیان ہے یعنی علم میں شرم کرنیکا) دوسرے یہ کہ حضرت عمر نے تاسف کیا ابن عمر کے نہ کہنے پر تاکہ اونکی فضیلت معلوم ہوتی
تو ابن عمر کے شرم نے انکی فضیلت کھو دی اور اگر انہون نے بزرگون سے شرم کی تھی تو ممکن تھا اور کسی سے کہدیتے وہ بیان
کر دیتا اور دونو مصلحتین پوری ہو جاتین اور اسوجہ سے مولف نے اس باب کے بعد یہ باب کہا کہ جو کوئی شرم کرے پھر وہ دوسرے
سے کہے سوال کر لیے **بَابُ** مَنِ اسْتَحْيٰى فَأَمَرَ غَيْرَهٗ بِالسُّؤَالِ جو کوئی شرم کرے علم کی بات پوچھنے میں تو وہ دوسرے
سے کہدے وہ پوچھے **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُنْذِرِ الثَّوْرِيِّ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ اَنْ يَّسْاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ فِيْهِ الْوُضُوْءُ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے مسدد (بن مسرہد) نے انہون نے کہا حدیث بیان
کی ہمسے عبد اللہ بن داؤد (بن عامر خریبی) نے انہون نے روایت کی منذر ثوری (کوفی ابو یعلےٰ) سے انہون نے محمد بن
حنفیہ سے (حنفیہ انکی مان تھین انکا نام خولہ بنت جعفر حنفی یمامی تھا اور یہ بی بی تھین حضرت علی کی انتقال کیا انہون
نے سنہ ۸۰ یا ۸۱ یا ۹۳ ہجری اور دفن ہوئے بقیع مین) انہون نے اپنے باپ) حضرت علی رضہ سے انہون نے کہا مین ایک
مرد تھا بہت مذی والا (یعنے مذی میری بہت نکلتی تھی مذی اس پانی کو کہتے ہین جو شروع بوس و کنار مین نکلتا ہے
اور اسکے نکلنے سے شہوت بڑھ جاتی ہے) تو مین نے حکم کیا مقداد (بن اسود) کو (اسود انکو لے پالک بیٹا تھے اور اصل باپ انکے
عمرو بن ثعلبہ ہین یہ اون صحابیون مین سے ہین جو پہلے اسلام لائے وفات پائی انہون نے سنہ ۳۳ ہجری مین حضرت عثمان کی خلافت
مین) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پوچھین (مذی کا حکم) انہون نے پوچھا اسکو آپنے فرمایا مذی نکلنے سے وضو لازم
آتا ہے **ف** اور غسل لازم نہین آتا حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث کی بحث کتاب الطہارۃ مین آویگی اور بعضون نے اس حدیث
سے یہ استدلال کیا ہے کہ خبر ظنی پر اعتماد ہو سکتا ہے اگرچہ امر یقینی پر قدرت ہو حالانکہ یہ استدلال غلط ہے کیونکہ مقداد نے
حضرت علی رضہ کے سامنے پوچھا تھا پھر خبر یقینی ہوئی نہ ظنی لیکن **بَابُ** ذِكْرِ الْعِلْمِ وَالْفُتْيَا فِي الْمَسْجِدِ علم کی
بحث اور فتوے دینا مسجد کے اندر **ف** یعنے دین کا علم پڑھنا اور پڑھانا اور دینی مباحثہ کرنا مسجد کے اندر درست
ہے اگرچہ آوازین بلند ہون اور بعضون نے اسمین توقف کیا اسوجہ سے کہ مباحثہ مین آواز بلند ہوتی ہے اور آواز
بلند کرنا مسجد مین ناجائز ہے **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ
بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا قَامَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ اَيْنَ تَاْمُرُنَا اَنْ

يُهِلُّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَيُهِلُّ أَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَيُهِلُّ أَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَيَزْعُمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ لَمْ أَفْقَهْ هَذِهِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے قتیبہ ابن سعید نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے لیث بن سعد (امام مصر) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے نافع (بن سرجس) نے جو مولی (غلام آزاد) تھے عبداللہ بن عمر بن خطاب کے انہوں نے روایت کی عبداللہ بن عمرؓ سے کہ ایک شخص مسجد میں کھڑا ہوا **ف** اس شخص کا نام معلوم نہیں ہوا اور مسجد سے مراد مسجد نبوی ہے اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ موقیت حج کا سوال مدینہ سے سفر کرنے سے پہلے تھا (فتح) **ت** اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ کہاں سے ہمکو حکم کرتے ہیں احرام باندھنے کا (اور لبیک پکارنے کا) آپنے فرمایا مدینہ والے ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں اور شام والے جحفہ سے اور نجد والے قرن سے ابن عمر نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یمن والے احرام باندھیں یلملم سے (وہ ایک پہاڑ ہے تہامہ کے پہاڑوں میں سے مکہ سے دو منزل پر) ابن عمر کہتے تھے میں نے یہ اخیر فقرہ (یمن والوں کی احرام کا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سمجھا **ف** یعنی میں نے خود نہیں سنا یہ ابن عمر کی کمال احتیاط تھی حدیث بیان کرنے میں اور باقی بحث اس حدیث کی کتاب الحج میں خدا نے چاہا تو آویگی (فتح الباری) منتقی نے کہا حدیث سے یہ نکلا کہ اس شخص نے یہ مسئلہ موقیت کا مسجد کے اندر پوچھا اور آپنے مسجد ہی میں جواب دیا تو معلوم ہوا کہ دین کا مذاکرہ اور مباحثہ مسجد میں درست ہے اور یہی ترجمہ باب تھا

باب مَنْ أَجَابَ السَّائِلَ بِأَكْثَرَ مِمَّا سَأَلَهُ پوچھنے والے کو جتنا پوچھے اس سے زیادہ جواب دینا **ف** ابن منیر نے کہا مطلب یہ ہے کہ جواب کا مطابق سوال ہونا لازم نہیں بلکہ اگر سوال خاص ہو اور جواب عام ہو تو بھی درست ہے اور ہر ایک حکم عموم لفظ پر محمول ہوگا نہ خصوص سبب پر اور اہل اصول نے جو لکھا ہے کہ جواب سوال کے مطابق ہونا چاہیے اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ جواب سوال سے زیادہ نہ ہو بلکہ مراد یہ ہے کہ جواب ایسا ہونا چاہیے جس سے سائل کا مطلب نکل آوے اگر اور مطالب بھی اس سے نکلیں تو اور بہتر ہے (فتح مختصرا)

حدثنا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ فَقَالَ لَا يَلْبَسِ الْقَمِيصَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ الْوَرْسُ أَوِ الزَّعْفَرَانُ فَإِنْ لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتَّى يَكُونَا تَحْتَ الْكَعْبَيْنِ

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے آدم (بن ابی ایاس) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابن ابی ذئب (محمد بن عبدالرحمن)

مدنی) نے انہون نے روایت کی نافع سے انہون نے (عبد اللہ) بن عمر رض سے انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے اور ابن ابی ذئب نے اسی حدیث کو روایت کیا زہری (محمد بن مسلم) سے انہون نے سالم (ابن عبد اللہ) سے انہون نے
ابن عمر رض سے انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (مطلب یہ ہے کہ آدم نے اس حدیث کو ابن ابی ذئب سے دو
سندون سے روایت کیا اور ایک نسخہ مین وَابنُ اَبی ذِئبٍ عَنِ الزُّہری کی جگہ یون ہے وَعَنِ الزُّہری اور یہ عطف ہے
عَن نافعٍ پر) کہ ایک شخص نے (اسکا نام معلوم نہین ہوا) آپ سے پوچھا محرم (یعنے جو احرام باندھے ہو) کونسا لباس پہنے
آپ نے فرمایا نہ پہنے قمیص اور نہ عمامے اور نہ پائجامہ اور نہ کنٹوپ اور نہ وہ کپڑا جسمین ورس (زرد خوشبودار گھاس)
یا زعفران لگی ہو پھر اگر چپل نہ ملے (پاؤن مین پہننے کو) تو موزے پہن لے اور انکو کاٹ ڈالے یہانتک کہ وہ ٹخنون سے نیچے ہو
جاوین **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث کی بحث کتاب الحج مین خدا چاہے تو آویگی اور سوال یہ تہا کہ محرم کیا پہنے
آپ نے جواب دیا کہ فلان فلان چیزین نہ پہنے اس سے یہ نکلا کہ ان چیزون کے سوا اور سب چیزین پہن سکتا ہی تو جواب سوال
سے زیادہ ہوا کیونکہ سوال ان چیزون سے نہ تہا جنکو محرم نہین پہن سکتا قسطلانی نے کہا اس جواب مین ایک بڑی خوبی
اور فصاحت ہے اسلیے کہ جن چیزون کا پہننا احرام مین ناجائز ہے انکا شمار ہو سکتا ہے اور جنکا جائز ہے وہ بیحد چیزین
ہین پھر اگر آپ ان چیزونکو بیان کرتے جن سے سوال تہا تو کلام مین تطویل ہوتی اور یہ فائدہ نہ نکلتا جواب نکالا
کیونکہ اب یہ معلوم ہو گیا کہ ان چیزون کے سوا اور سب چیزین مباح ہین اور سوال حالت اختیار تہا آپ نے حالت اضطرار
زیادہ بیان کی کہ اگر جوتے نہ ملین تو موزون کو کاٹ کر پہن لے انتہی **خاتمہ** یہ آخر ہے کتاب العلم کا حافظ
ابن حجر نے کہا اس کتاب مین مرفوع حدیثین ایک سو دو ہین ان مین سے متابعات مین بصیغہ تعلیق ۸ ہین اور جو
تعلیقون کو مؤلف نے وصل نہین کیا وہ چار ہین اور باقی اسی حدیثین موصول ہین اور مکرر اون مین سے سولہ حدیثین
ہین اور بحذف مکرر ۷۶ حدیثین ہین اور مسلم نے ان سب حدیثون کو نکالا مگر سولہ حدیثون کو اور بائیس موقوفات
مین صحابہ وغیرہم کی چار اون مین سے موصول ہین اور باقی معلق ہین ابن رشد نے کہا امام بخاری نے کتاب العلم
کو اس باب پر ختم کیا کہ سائل کو سوال سے زیادہ جواب دینا اس مین یہ اشارہ ہے کہ مین نے اس کتاب مین جواب کی انتہا
کردی ہے اور مسائل شرعیہ کو خوب بیان کیا ہے انتہے **علم کے باب مین وہ حدیثین جنکو امام**
بخاری نے نہین نکالا ترمذی نے ابو امامہ سے روایت کیا کہ حضرت کے سامنے دو شخصونکا ذکر ہوا
ایک عالم تہا اور دوسرا عابد آپ نے فرمایا عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم مین سے
ادنے شخص پر اور ایک روایت مین ترمذی کی یہ ہے کہ اللہ تعالے اور اسکے فرشتے اور آسمان والے اور زمین والے یہانتک کہ

چیونٹی اپنے سوراخ مین اور مچھلیان دریا مین دعا کرتے ہین اس شخص کے لیے جو لوگون کو نیک باتین سکھلاتا ہے ترمذی
نے ابن عباس سے روایت کیا مرفوعًا کہ ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدون سے زیادہ سخت ہے رزین نے حضرت علی سے مرفوعًا
روایت کیا کیا اچھا ہے دین کا فقیہ جب اسکی احتیاج ہو تو وہ فائدہ دیتا ہے اور جب اسکی احتیاج نہ ہو تو وہ بھی اسنے بے پرواہ
رہتا ہے رزین نے حضرت علی سے مرفوعًا روایت کیا جسنے میری سنتون مین سے کسی مردہ سنت کو جلایا اسنے
مجھکو دوست کہا اور جسنے مجھکو دوست کہا وہ میرے ساتھ ہوگا ابوداؤد اور ترمذی نے ابو الدردا سے روایت کیا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی راہ چلے علم حاصل کرنے کے لیے اللہ اسکو جنت کی راہ چلاویگا اور فرشتے
اپنے بازو بچھا دیتے ہین طالب علم کی خوشی کے لیے اور عالم کے لیے دعا کرتے ہین مغفرت کی آسمان والے اور زمین والے اور
مچھلیان پانی کے اندر اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھوین رات کو چاند کی اور ستارون پر اور عالم وارث
ہین پیغمبرون کے اور پیغمبرون کی میراث روپیہ اشرفی نہین ہے بلکہ علم ہے پھر جسنے علم کو لیا اوسنے پورا حصہ لیا ترمذی
نے انس سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا جو شخص علم کی طلب مین نکلے وہ اللہ کی راہ مین ہے جب تک لوٹے اور ایک روایت
مین ہے کہ جسنے علم کو طلب کیا اوسکے اگلے گناہ کا کفارہ ہوگیا رزین نے عقبہ بن عامر سے مرفوعًا روایت کیا علم سیکھو
قبل گمان کرنیوالون سے یعنی ان لوگون سے پہلے جو اٹکل سے گفتگو کرتے ہین ترمذی نے ابوہریرہ سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا فرائض
کا علم سیکھو اور قرآن کو سیکھو اور سکھاؤ کیونکہ وہ اٹھنے والا ہے ابن مسعود سے بھی ایسا ہی مروی ہے رزین نے زیادہ
کیا کہ جو عالم فرائض نہین جانتا اسکی مثال کن ٹوپ کی سی ہے جسمین سر نہ ہو (یعنی سر ڈھانپنے کا) ترمذی نے
ابو سعید سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا مومن نیک بات سننے سے سیر نہین ہوتا یہانتک کہ اسکا انجام جنت
ہوتا ہے اور ابوہریرہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا حکمت کی بات مسلمان کی گمی ہوئی چیز ہے جہان اسکو پاوے وہ اسکا زیادہ
حقدار ہے ابوداؤد نے عبد اللہ بن عمرو سے مرفوعًا روایت کیا کہ علم تین چیزین ہین اونکے سوا فضول ہے آیت
جو محکم ہے سنت جو قائم ہے حصہ جو انصاف کا ہے ابوداؤد اور ترمذی نے ابوہریرہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جس شخص
سے علم کی بات پوچھی جاوے وہ اسکو چھپاوے قیامت مین اسکو آگ کی لگام پہنائی جاویگی (تیسیر الوصول مین ہے
کہ اس حدیث مین علم سے مراد وہ علم ہے جسکا سکھانا واجب ہے جیسے اسلام کے ارکان بتانا اس کافر کو جو اسلام کو
پوچھے یا نو مسلم نماز کو دریافت کرے یا حلال حرام کو اور نفل علم کی تعلیم واجب نہین) ابوداؤد نے سہل بن سعد سے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم خدا کی اگر تیرے سبب سے کوئی شخص ہدایت پاوے تو وہ بہتر ہے تیرے لیے لال اونٹون سے
ترمذی نے ابو ہارون عبدی سے روایت کیا ہم ابو سعید خدری کے پاس آتے تھے وہ کہتے تھے مرحبا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی وصیت سو آپنے فرمایا تمسے لوگ تمہارے تابع ہین اور لوگ تمہارے پاس آوینگے زمین کی کنارون سے دین مین سمجھ
کرنیکے لیے پھر جب وہ لوگ تمہارے پاس آوین تو انکو اچھی وصیت کرو ترمذی نے یزید بن سلمہ سے روایت کی مینے عرض کیا یا
رسول اللہ مینے آپسے بہت حدیثین سنین اور مین ڈرتا ہون کہین بھول گیا ہین اول و آخر بھول جاؤن تو مجھے ایک ایسی بات
فرمایئے جو جامع ہو آپنے فرمایا ڈر اللہ سے جہانتک تو جانتا ہے زمین نے زیادہ کیا اور عمل کر اسپر ابو داؤد نے روایت
کیا عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے انہون نے کہا مین ہر چیز کو لکہتا تہا جو سنتا تہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
پھر قریش نے مجھکو منع کیا اور کہا تم لکہتے ہو ہر بات کو حالانکہ آپ بشر ہین خوشی اور غصے دونو حالت مین باتین کرتے ہین
تو مین نے لکھنا موقوف کردیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپنے اپنی انگلی سے اشارہ کیا اپنے منہ
کیطرف اور فرمایا لکھہ قسم اسکی جسکے ہاتھہ مین میری جان ہے اس منہہ سے نہین نکلتی مگر حق بات ترمذی نے ابو ہریرہ سے
روایت کیا ایک انصاری نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ مین آپسے حدیث سنتا ہون وہ مجھکو
بہلی معلوم ہوتی ہے لیکن یاد نہین رہتی آپنے فرمایا مدد لے اپنے داہنے ہاتھہ سے اور اشارہ کیا لکھنے کا ابو داؤد نے
مطلب بن عبد اللہ بن حنطب سے روایت کیا زید بن ثابت معاویہ کے پاس گئے انہون نے زید سے ایک حدیث پوچھی
زید نے بیان کی معاویہ نے ایک آدمی کو حکم کیا اسکے لکھنے کا زید نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو حکم کیا حدیث
نہ لکھنے کا پھر مٹا دیا اسکو مسلم نے ابو سعید خدری سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت لکھو
مجھسے سوا قرآن کے اور جسنے سوا قرآن کے کچھہ لکھا ہو وہ اسکو مٹا ڈالے (تیسیر الوصول مین ہے کہ یہ حکم پہلے تہا پھر
اجازت ہوئی لکھنے کی اور سبنے اجماع کیا جواز کتابت پر اور اجماع نہین ہوتا مگر صحیح بات پر اور بعضون نے کہا کہ آپ
نے حدیث کو قرآن کے ساتھہ ملا کر ایک صفحہ مین لکھنے سے منع کیا تہا کہ دونو خلط نہو جاوین) ترمذی نے ابو الدرداء
سے روایت کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ تھے آپنے اپنی آنکھہ آسمان کیطرف لگائی پھر فرمایا یہ وہ وقت
ہے کہ علم لوگون سے اٹھہ جاویگا اور وہ علم کی کوئی بات پر قادر نہونگے زیاد بن لبید انصاری نے کہا ہم مین سے
علم کیونکر اٹھیگا اور ہمنے تو قرآن پڑہا اور قسم خدا کی ہم اسکو پڑہتے رہین گے اور پڑہاتے رہین گے اپنی اولاد اور
عورتون کو آپنے فرمایا تیری ماں تجھکو روے مین تو تجھکو مدینہ کے فقہا مین شمار کرتا تہا یہ یہود اور نصاری
کے پاس بھی توراۃ اور انجیل ہے پھر وہ کیا کام آتی ہین انکے کیونکہ انہون نے اوسپر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے ایسے ہی قرآن ہے
اور لوگ اسکو پڑہین اور پڑہاوینگے مگر کیا فائدہ ہوگا کسلیے کہ صرف قرآن کے الفاظ طوطی کیطرح پڑہ لین گے نہ
اسکا مطلب سمجھینگے نہ اسپر عمل کرینگے) جبیر نے کہا پہر مین عبادہ بن صامت سے ملا اور مین نے کہا تم نے سنا ابو الدرداء تمہارے

بہائی کیا کہتے ہین ابو درمین نے بیان کی انسے جو ابو الدرداء سے کہا تہا عبادہ نے کہا سچ کہا ابو الدرداء نے اور اگر تو چاہے تو
مین تجہے بتلا دون سب سے پہلے جو علم لوگون سے اوٹہیگا وہ خشوع ہے (یعنے عاجزی خدا کے سامنے اور گڑگڑانا) قریب ہے
کہ تو جامع مسجد مین جاویگا اور وہان ایک شخص بہی خشوع والا نہ پاویگا مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کیا حضرت
نے فرمایا آدمی کان ہین سونے اور چاندی کی کانون کیطرح جو ان مین جاہلیت کے زمانے مین بہتر تہے وہی اسلام کے
زمانے مین بہتر ہین جب کہ سمجھ حاصل کرین مسلم نے ابو ہریرہ سے حضرت نے فرمایا جب آدمی مرجاتا ہے تو اسکا
عمل موقوف ہوجاتا ہے مگر تین عملون کا ثواب قائم رہتا ہے صدقہ جاریہ علم نافع اولاد صالح مسلم نے ابو ہریرہ
سے روایت کیا جو کوئی کسی مسلمان کی سختی دنیا کی سختیون مین سے دور کرے اللہ تعالے اسکی سختی آخرت کی سختیون
مین سے دور کریگا اور جو کسی نادار کو آسانی دیوے (یعنے اپنے قرض کا تقاضا نہ کرے) اللہ اوسپر آسانی کریگا دنیا اور
آخرت مین اور جو کسی مسلمان کا عیب ڈہانکے خدا اوسکا عیب ڈہانکیگا دنیا اور آخرت مین اور اللہ اپنے بندے کی
مدد مین ہے جب تک وہ اپنے بہائی مسلمان کی مدد مین ہے اور جو کوئی ایک راہ چلے علم کو ڈہونڈہنے کے لیے اللہ اسکے لیے
جنت کا ایک رستہ آسان کریگا اور جو لوگ کسی گہر مین اللہ کے گہرون مین سے اکٹہا ہون اور اللہ کی کتاب کو پڑہین اور
اسکے معنے بیان کرین تو اونپر تسکین اوترتی ہے اور رحمت انکو ڈہانپ لیتی ہے اور فرشتے اونکو گہیر لیتے ہین اور
اللہ اونکا اپنے پاس والے فرشتون مین ذکر کرتا ہے اور جسکا عمل دیر کرے (یعنے عمل مین قصور ہو) اسکا نسب کچھ کام
نہ آویگا مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کیا حضرت نے فرمایا سب سے پہلے جس شخص کا قیامت کے دن فیصلہ ہوگا وہ
شخص ہوگا جو شہید ہوا ہے وہ لایا جاویگا اللہ تعالے اسکو اپنی نعمتین بتلادیگا وہ انکو پہچانیگا پہر اوس سے فرمادیگا
تو نے ان نعمتون کے لیے کیا عمل کیا وہ بولیگا مین لڑا تیرے راہ مین یہانتک کہ شہید ہوا اللہ فرماویگا تو جہوٹا ہے تو
اس لیے لڑتا تہا کہ لوگ تجہے بہادر کہین پہر لوگون نے تجہے بہادر کہا اللہ اوسکے حکم ہوگا وہ منہ کے بل کہینچکر دوزخ مین ڈالا
جاویگا اور ایک وہ شخص ہوگا جسنے علم سیکہا اور سکہلایا اور قرآن پڑہا وہ لایا جاویگا اللہ اسکو اپنی نعمتین معلوم کراویگا
وہ اونکو پہچان لیگا پہر اوس سے فرماویگا تو نے انکے لیے کیا عمل کیا وہ کہیگا مینے علم سیکہا اور سکہلایا اور تیری رضا
کے لیے قرآن پڑہا اللہ تعالی فرماویگا تو جہوٹ کہتا ہے تو نے علم اسلیے پڑہا کہ لوگ تجہکو عالم کہین اور قرآن اسلیے پڑہا کہ لوگ قاری کہین ایسا ہو گیا
پہر حکم ہوگا وہ منہ کے بل کہینچکر دوزخ مین ڈالا جاویگا اور ایک شخص وہ ہوگا جسکو اللہ نے مالدار کیا ہوگا اور اسکو مال کی سب قسمین عطا کی ہونگی
وہ لایا جاویگا اوسکو اپنی نعمتین دکہلادیگا وہ انکو پہچانیگا اللہ تعالے فرماویگا تو نے انکے لیے کیا عمل کیا وہ کہیگا مین
نے کوئی راہ ایسی نہین چہوڑی جسمین خرچ کرنا تجہے پسند ہو مگر مینے تیرے واسطے اسمین خرچ کیا اللہ تعالی فرماویگا تو جہوٹا ہے

تو نے یہ کام اسلیے کیا تہا کہ لوگ تجھکو سخی کہیں اور ایسا ہو گیا پہر حکم ہوگا اسکو منہ کے بہل کہینچکر دوزخ میں ڈالدینگے
مسلم نے ابو مسعود انصاری سے روایت کیا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا میری سواری
چل نہیں سکتی مجھے سواری دیجیے حضرت صلعم نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں ہے ایک شخص بولا میں اسکو بتلا دوں
ایک شخص جو اسکو سواری دیوے آپنے فرمایا جو شخص بہلی بات بتلادے اسکو بہلی بات کرنیوالے کے برابر ثواب ہے مسلم
نے جریر سے روایت کیا ہم سویرے ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تہے آپکے پاس کچھ لوگ آئے جو ننگے تہے کملی
عبا ڈالے ہوئے تلواریں لٹکائی ہوئے ان میں مضر کے لوگ زیادہ تہے بلکہ سب مضر کے تہے ان کو دیکھکر آپ کا چہرہ متغیر
ہوگیا کیونکہ انپر فاقہ کا اثر دیکھا پہر آپ اندر گئے پہر باہر آئے اور بلال کو حکم دیا انہوں نے اذان دی تکبیر کہی آپنے
نماز پڑہی پہر خطبہ سنایا اور آیت پڑہی یٰاَیُّہَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ اخیر تک
اور آیت سورہ حشر کی اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ اور فرمایا خیرات کرے مرد اپنے دینار اور درہم اور
کپڑے اور گیہوں اور کہجور میں سے یہانتک کہ فرمایا ایک کہجور کا ٹکڑا ہی سہی تو ایک انصاری آدمی ایک تہیلہ لایا اوس کے اٹہانے سے اسکا ہاتھ
تہکنے کو تہا بلکہ تہک گیا تہا بعد اوسکے پے در پے لوگوں نے دینا شروع کیا یہانتک کہ میں نے اناج کے دو ڈہیر دیکھے اور آپکا
چہرہ چمکنے لگا از خوشی گویا سونا بہرا ہوا تہا آپنے فرمایا جو شخص اسلام میں اچھا کام جاری کرے اوسکو اسکا ثواب ہے
اور جو کوئی اسپر عمل کرے اسکے بعد اسکا بہی ثواب ہے اور عمل کرنیوالوں کا ثواب کچھہ کم نہو گا اور جو شخص اسلام میں بری بات کا
رواج دے اوسپر اسکا عذاب ہوگا اور جو اسکے بعد وہ کام کرینگے اونکا بہی عذاب ہوگا اور کرنیوالوں کا عذاب کچھہ کم نہوگا ابن ماجہ
نے انس سے روایت کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم حاصل کرنا فرض ہے ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت
پر اور علم کا سکہانا نالائق کو ایسا ہے جیسے سوروں کو جواہر اور موتی اور سونا پہنا دیں بیہقی نے کہا یہ حدیث کئی طریقوں
سے مروی ہے اور سب طریقے ضعیف ہیں ترمذی نے ابوہریرہ سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا منافق میں دو صفتیں جمع
نہیں ہوتیں ایک تو خوش خلقی دوسرے دین کی سمجھہ ترمذی اور ابن ماجہ نے کعب بن مالک اور ابن عمر سے روایت کیا حضرت صلعم نے
فرمایا کہ جو شخص علم حاصل کرے فخر کرنیکے لیے عالموں پر یا بیوقوفوں سے لڑنے کے لیے یا لوگوں کے منہ اپنی طرف پہیرنیکے لیے تو اللہ
اسکو دوزخ میں لیجاوے گا احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے روایت کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جو شخص وہ علم جو خدا کے لیے سیکہا جاتا ہے دنیا کے متاع کے لیے سیکہے وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو بہی نہ پاویگا
احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے ابن مسعود سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا اللہ تازہ کرے
اس بندہ کو جسنے میری بات سنی اور اسکو یاد کیا اور ہمیشہ یاد رکہا اور پہنچا دیا اسکو یعنے دوسرے کو سنا دیا بعض لوگ

ایسے ہین جو فقہ کی بات اوٹہا لیتے ہین لیکن فقیہ نہین ہوتے اور بعضے فقہ کی بات اوٹہانے والے اسکو ایسے شخص کو پہنچاتے ہین
جو اونسے زیادہ فقیہ ہوتا ہے تین چیزین ہین کہ نہین خیانت کرتا اونپر مسلمان کا دل خالص کرنا عمل کا اللہ کے واسطے اور خیر خواہی
مسلمانون کی اور جماعت اہل اسلام کے ساتھ رہنا کیونکہ دعا انکی گہیرے ہوئے ہے اونکو پیچہے سے (یعنے شیطان سے بچاتی
ہے) ترمذی نے ابن عباس سے حضرت نے فرمایا جسنے قرآن مین عقل سے کہا وہ ٹہکانا اپنا دوزخ مین بنا لیوے اور ایک
روایت مین یہہ ہے کہ بے علمی سے کہا ترمذی اور ابوداود نے جندب سے فرمایا حضرت صلعم نے جسنے قرآن مین عقل سے کہا اور
اونسے ٹہیک کہا تو بہی غلطی کی احمد اور ابوداود نے ابوہریرہ سے حضرت صلعم نے فرمایا قرآن مین جہگڑنا کفر ہے (یعنے ایک آیت
کو دوسری آیت سے جہٹلانا) احمد اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کیا حضرت صلعم نے سنا کچہہ لوگون
کو قرآن مین بحث کرتے ہوئے آپنے فرمایا تمسے پہلے لوگ اسی امر مین تباہ ہوئے اونہون نے اللہ کی کتاب کو رد کیا اسکی کتاب
سے اور اللہ کی کتاب اسطرح سے اوتری ہے کہ ایک مقام دوسرے مقام کو سچ کرتا ہے (یعنے آپسمین اختلاف نہین) تو مت
جہٹلاؤ ایک حصے کو اسکے دوسرے حصے سے اور جسقدر تم جانو تو اوسمین سے وہ کہو اور جو نہ جانو وہ سونپ دو اسکے جاننے
والے کو (یعنے اللہ اور رسول کو) بغوی نے شرح السنۃ مین ابن مسعود سے فرمایا حضرت صلعم نے قرآن اوترا ہے سات زبانون
(عرب کے) اور ہر ایک آیت کا ظاہر ہے اور باطن اور ہر حد کا ایک مقام ہے جہان پہونچنے سے آدمی مطلع ہوتا ہے ابوداود
نے عوف بن مالک اشجعی سے فرمایا حضرت صلعم نے وعظ وہی کریگا جو حاکم ہو یا مامور یا تکبر کرنے والا اور دارمی کی روایت
مین ریاکار ہے ابوداود نے ابوہریرہ سے فرمایا حضرت صلعم نے جسکو فتوے دیا گیا بغیر علم کے اسکا گناہ فتوے دینے والے پر (یعنے
جاہل کا گناہ اس عالم پر ہے جسنے اوسکو غلط فتوے دیا) اور جسنے اپنے بہائی کو ایک کام کا مشورہ دیا اور یہہ جانتا تہا کہ بہتر دوسرا کام
ہے تو اوسنے خیانت کی اسکی ابوداود نے معاویہ رض سے روایت کیا حضرت صلعم نے منع فرمایا غلطی مین ڈالنے والی (یعنے مشکل)
سوالات کرنیسے (بے ضرورت) ترمذی نے ابوہریرہ سے روایت کیا مرفوعًا قریب ہے وہ زمانہ جب لوگ اونٹون کے
کلیجے مارین گے (یعنے اونکو چلا دین گے) علم کی طلب مین پہر مدینہ کے عالم سے زیادہ کوئی عالم نہ پائین گے ابن عیینہ نے
کہا امام مالک ہین اور یہی کہا عبد الرزاق نے ابوداود نے ابوہریرہ رض سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا بیشک اللہ
عزت اور بزرگی والا اس امت مین ہر صدی کے اخیر پر ایسے شخص کو پیدا کریگا جو دین کو نیا کر دیگا (یعنے پہر دین کی مٹی
سنتین جاری کریگا اور دین کے احکام مشہور کریگا) بیہقی نے ابراہیم بن عبد الرحمن سے حضرت صلعم نے فرمایا اس علم کو
پچہلے لوگون مین سے اچہے لوگ اوٹہا دینگے اور دور کرینگے اسمین سے حد سے بڑہنے والونکا غلو اور تہمت جہوٹون کی اور تاویل
جاہلون کی دارمی نے حسن سے مرسلًا فرمایا حضرت صلعم نے جو شخص مرجاوے علم کی طلب مین اور اسکی نیت اسلام کو زندہ

کہ نیکی ہو اوسمین اور پیغمبرون مین ایک درجہ کا فرق ہوگا جنت مین دارمی نے حسن سے مرسلاً حضرت صلعم سے پوچھا گیا
بنی اسرائیل کے دو شخصون سے ایک تو عالم تھا فرض پڑہ لیتا پھر بیٹھتا اور لوگون کو علم سکھاتا اور دوسرا دنکو روزہ رکھتا
رات کو عبادت کرتا کون ان دونون مین افضل تھا آپنے فرمایا پہلی شخص کی فضیلت جو فرض پڑہ کر بیٹھتا اور لوگون
کو علم سکھاتا دوسرے شخص پر جو دنکو روزہ رکھتا رات کو کھڑا رہتا عبادت مین ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم مین ادنے
شخص پر - دارمی[۴۵] نے واثلہ بن اسقع سے فرمایا حضرت صلعم نے جو شخص طالب علمی کرے پھر علم حاصل کرے اسکو دوہرا ثواب ہے
اور جو علم حاصل نہ کرے تو اکہرا ثواب ہے ابن ماجہ[۴۶] اور بیہقی نے ابوہریرہ سے حضرت صلعم نے فرمایا مومن کو مرنے کے بعد جو عمل اور
نیکی کا ثواب پہونچتا ہے ان چیزون کا ہوتا ہے علم کا جسکو اوسنے پڑہا اور پہیلایا یا نیکبخت اولاد جسکو چھوڑ گیا
قرآن جسکو چھوڑ گیا مسجد جسکو بنا گیا مسافر خانہ جسکو بنا گیا نہر جسکو جاری کر گیا صدقہ جو اپنے مال مین سے نکالا
صحت اور زندگی مین ان چیزون کا ثواب مرنے کے بعد بھی پہونچتا رہتا ہے بیہقی نے شعب الایمان مین حضرت عائشہ
سے اونہون کہا مین نے حضرت صلعم سے سنا آپ فرماتے تھے اللہ جل جلالہ نے مجھکو وحی بھیجی کہ جو کوئی علم حاصل کرنیکے لیے
ایک راہ چلیگا مین اوسکے لیے جنت کا رستہ آسان کر دونگا اور جسکی مین آنکھین چھین لونگا اوسکو جنت دونگا اور
علم کا زیادہ ہونا بہتر ہے عبادت کی زیادہ ہونے سے اور دین کی جڑ پرہیزگاری ہے دارمی[۴۸] نے ابن عباس سے
اونہون نے کہا درس کرنا علم کا تھوڑی دیر رات کو بہتر ہے تمام رات عبادت کرنے سے دارمی نے عبداللہ بن عمرو
سے حضرت صلعم گذرے مسجد مین دو مجلسون پر آپنے فرمایا دونو نیک کام کر رہے ہین لیکن ایک مجلس والے افضل ہین یہ
لوگ تو اللہ کو پکارتے ہین اور اوس سے اپنا مطلب چاہتے ہین وہ چاہے دے چاہے نہ دے اور یہ لوگ تو فقہ یا علم سیکھ رہے
ہین اور جاہل کو سکھلاتے ہین انکا درجہ زیادہ ہے اور مین تو سکھانے والا بھیجا گیا ہون پھر بیٹھ گئے آپ ان
لوگون مین بیہقی نے شعب الایمان مین ابوالدرداء سے حضرت صلعم سے پوچھا گیا فقیہ کی حد کیا ہے آپنے فرمایا
میری امت کے فائدے کے لیے جو شخص چالیس حدیثین دین کی یاد کر لیوے اللہ تعالی اوسکو فقیہ اوٹھاویگا اور مین قیامت کے دن
اسکی شفاعت کرونگا اور گواہ ہونگا اور انس بن مالک سے حضرت صلعم نے فرمایا تم جانتے ہو کون زیادہ
سخی ہے لوگون نے عرض کیا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا اللہ سب سے زیادہ سخی ہے پھر
آدمیون مین مین سب سے زیادہ سخی ہون اور میرے بعد سب سے زیادہ سخی وہ ہوگا جو علم سیکھے پھر اسکو پہیلا دے
وہ قیامت کے دن ایک امیر کیطرح آویگا یا ایک گروہ کیطرح اور انس بن مالک سے حضرت صلعم نے فرمایا دو حرص کرنے
والون کا پیٹ نہین بھرتا ایک تو علم کی حرص کرنے والے کا وہ علم سے سیر نہین ہوتا دوسرا دنیا کی حرص کرنیوالے

کیا وہ دنیا سے سیر نہین ہوتا دارمی نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہون نے کہا حرص کرنیوالی سیر نہین ہوتے علم
کی حرص والا اور دنیا کی حرص والا اور دونو برابر نہین ہین علم کی حرص کرنیوالا تو اللہ کی رضامندی زیادہ حاصل
کرتا جاتا ہے اور دنیا والا شرارت مین بڑہتا جاتا ہے پہر انہون نے یہ آیت پڑہی دنیا دار کے حق مین
کَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰی اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰی اور علم والے کے حق مین یہ آیت پڑہی اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ابن
ماجہ نے ابن عباس سے روایت کی حضرت صلعم نے فرمایا میری امت کے کچھہ لوگ دین کی سمجھہ حاصل کرینگے اور قرآن
پڑہین گے وہ کہین گے ہم امیرون کے پاس جاوینگے اور انسے دنیا حاصل کرینگے اور اپنے دین کو انسے بچا
لینگے حالانکہ ایسا نہ ہوگا جیسے کانٹے دار درخت سے کانٹے ہی چنے جاتے ہین اسیطرح امیرون کی نزدیکی سے
سوا گناہون کے کچھہ نہ ملے گا (یعنے جب امیرونکی صحبت مین عالم لوگ جاوینگے تو یہ ممکن نہین کہ عالمون کا دین
محفوظ رہے بلکہ ضرور انکے دین مین ضرر پہونچیگا) ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا انہون
نے کہا اگر علم والے علم کی حفاظت کرین اور لائق لوگون کو سکھلاوین البتہ سردار ہوجاوین اپنے زمانے والون کے
لیکن انہون نے علم کو خرچ کیا دنیا والون کے لیے تاکہ اسکی وجہ سے دنیا ملے پہر ذلیل ہوگئے انکی نظرون مین
مین نے سنا تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے جو شخص تمام فکرون کو ایک فکر کرے یعنے صرف
آخرت کی فکر رکہے اللہ اسکے فکر کو کافی ہوگا اور جسکی فکرین دنیا کے امور مین پہیل جاوین تو اللہ پرواہ نہ کریگا وہ دنیا
کے کسی جنگل مین ہلاک ہو دارمی نے اعمشؓ سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا آفت علم کی بہولنا ہے اور علم کا ضائع
کرنا یہ ہے کہ نالائق کے سامنے بیان کرے دارمی نے روایت کیا حضرت عمرؓ نے کعبؓ سے کہا علم والے کون ہین انہون
نے کہا جو علم پر عمل کرتے ہین حضرت عمرؓ نے کہا عالمون کے دلون مین سے علم کو کونسی چیز نکالتی ہے انہون نے
کہا طمع دارمی نے احوص بن حکیم سے انہون نے اپنے باپ سے ایک شخص نے حضرت صلعم سے برائی کو پوچہا آپ نے فرمایا
مجہسے برائی کو مت پوچہو بلکہ بہلائی کو پوچہو تین بار یہ فرمایا پہر فرمایا سن بری سے بری عالم ہین اور اچہون سے اچہے
عالم ہین دارمی نے ابوالدرداءؓ سے انہون نے کہا سب سے زیادہ بدتر اللہ کے نزدیک قیامت کے دن اس
عالم کا مرتبہ ہوگا جسنے فائدہ نہ اٹہایا اپنے علم سے دارمی نے زیاد بن حدیر سے مجہسے حضرت عمرؓ نے کہا تو
جانتا ہے اسلام کو کونسی بات گرا دیتی ہے مین نے کہا نہین انہون نے کہا اسلام کو گرا دیتی ہے عالم کی
غلطی اور منافق کا جہگڑا اللہ کی کتاب مین اور گمراہ سردارون کی حکومت دارمی نے حسنؓ سے انہون نے کہا دو
علم ہین ایک تو قلب کا علم (یعنے علم باطن) وہ فائدہ دینے والا علم ہے اور ایک زبان کا علم وہ اللہ کی حجت ہے

آدمی سو بہتر (یعنے دونو علم شرع کے علم ہین اور دونو ضروری ہین) ترمذی نے ابوہریرہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
فرمایا پناہ مانگو اللہ کی جُب الحزن سے لوگون نے عرض کیا جُب الحزن کیا ہے یا رسول اللہ آپنے فرمایا ایک نالہ ہی دوزخ کا
اوس سے دوزخ بہی ہر روز چارسو بار پناہ مانگتی ہے لوگون نے کہا اوسمین کون جاویگا آپنے فرمایا قاری جو ریا کرتے
ہین اپنے عملون مین ابن ماجہ کی روایت مین اتنا زیادہ ہے بُرے قاری خدا کے نزدیک وہ ہین جو امیرون کی ملاقات کو جاتے
ہین محاربی نے کہا امراء ظالم (فاسق) امیر ہین [٦٣] بیہقی نے شعب الایمان مین حضرت علی رض سے حضرت صلعم نے فرمایا قریب
ہے وہ زمانہ جب اسلام کچھ باقی نرہیگا مگر اسکا نام رہجاویگا اور قرآن کچھ باقی نرہیگا مگر اوسکے لفظ رہجاوینگے (یعنے
قرأت اور تجوید بغیر سمجہنے معانی کے اور بغیر عمل کرنے اوسکے اوامر اور نواہی پر) مسجدین انکی آباد ہونگی (ظاہر مین) پر حقیقت
مین وہ ویران ہونگی ہدایت سے (یعنے سیدہے سچے راستے پر کوئی نہوگا) اونکے [٦٤] عالم بدتر ہونگے اون سب لوگون سے جو آسمان
کے نیچے ہین انہین کے پاس سے فساد نکلیگا اور انہین مین لوٹ جاویگا دارمی اور دارقطنی نے ابن مسعود سے روایت
کیا حضرت صلعم نے مجھسے فرمایا علم سیکھو اور لوگون کو سکھلاؤ اور فرائض سیکھو (یعنے ترکے کا علم) اور لوگون کو سکھلاؤ
قرآن سیکھو اور قرآن کو سکھلاؤ کیونکہ مین مرنیوالا آدمی ہون اور علم قریب ہے کہ گم ہوجاوے اور فتنے پہیل جاوین یہان
تک کہ دو آدمی [٦٥] ایک فرض مین اختلاف کرینگے اور کسیکو ایسا نہ پاوینگے جو اونکا فیصلہ کرے احمد اور دارمی نے ابوہریرہ
سے حضرت صلعم نے فرمایا جس علم سے فائدہ نہ لیا جاوے اسکی مثال اُس خزانہ کی ہے جسمین سے خرچ نکیا جاوے اللہ کی
راہ مین [٦٦] بزار نے اور طبرانی نے معجم کبیر مین عبداللہ بن مسعود سے حضرت صلعم نے فرمایا جب اللہ تعالی کسی بندے کی بہتری
بہلائی چاہتا ہے تو اسکو سمجھدار کر دیتا ہے دین مین اور اسکے دل مین ہدایت ڈالدیتا ہے [٦٧] طبرانی نے تینون معاجم مین
[٦٨] ابن عمر رض سے حضرت صلعم نے فرمایا افضل عبادت دین مین سمجھ حاصل کرنا ہے اور افضل دین پرہیزگاری ہے طبرانی
نے اوسط مین اور بزار نے حذیفہ بن الیمان سے حضرت صلعم نے فرمایا عبادت کی فضیلت سے علم کی فضیلت زیادہ
ہے اور بہتر دین تمہارا پرہیزگاری ہے [٦٩] طبرانی نے اوسط مین عبداللہ بن عمرو سے حضرت صلعم نے فرمایا تہوڑا علم بہت
عبادت سے بہتر ہے اور کافی ہے آدمی کو فقہ جب وہ عبادت کرے اللہ کی اور کافی ہے آدمی کو جہل جب وہ اپنی رائے
پر مغرور ہو ابن عبد البر نمری نے کتاب العلم مین معاذ بن جبل سے حضرت صلعم نے فرمایا علم سیکھو اوسکا سیکھنا اللہ کیلیے خوف
ہے اوسکی طلب عبادت ہے اوسکا ذکر تسبیح ہے اوسکی بحث جہاد ہے اسکا سکھانا جسکو نہین جانتا صدقہ ہے اوسکا خرچ اوسکے اہل
کیلیے قربت ہے کیونکہ وہ نشانی ہے حلال و حرام کی اور مینار ہے اہل جنت کی راہون کا اور وہ انیس ہے وحشت
مین اور ساتہی ہے تنہائی مین اور بات کرنیوالا ہے خلوت مین اور دلیل ہے خوشی اور رنج مین اور ہتہیار ہے

دشمنون کے مقابلہ مین اور زینت ہی دوستون کے ساتھ اللہ علم کیوجہ سے کچھ قومونکو بلند کریگا اونکو بہتری مین مقتدا اور امام کریگا اونکے نشانون پر لوگ چلین گے اور اونکے کامونکی لوگ پیروی کرینگے اور اون کی رائے پر لوگ ختم کرینگے فرشتے اونکی صحبت کی خواہش کرینگے اور اپنے بازو اونپر پھیرینگے اور ہر ایک تر اور خشک اونکی لیے استغفار کریگی اور دریا کی مچھلیان اور کیڑے اور جنگل کے درندے اور چارپائے یہ سب استغفار کرینگے اونکی لیے کیونکہ علم زندگی ہے دلون کی جہالت سے اور چراغ ہے نگاہ کا تاریکیون سے بندہ علم کی وجہ سے اچھون کے درجون پر پہونچتا ہے اور بلند درجے پاتا ہے دنیا اور آخرت مین علم مین غور کرنا روزے کے برابر ہے اور اسکا درس نماز مین کھڑے ہونے کے برابر ہے علم کیوجہ سے ناتے ملائے جاتے ہین اور علم کی وجہ سے حلال اور حرام معلوم ہوتا ہے اور وہ امام ہے عمل کا اور عمل اسکا تابع ہے جو نیکبخت ہین اونکو علم حاصل ہوتا ہے اور جو بدبخت ہین وہ علم سے محروم رہتے ہین احمدؒ اور طبرانی اور ابن حبان اور حاکم اور ابن ماجہ نے صفوان بن عسال سے روایت کیا اونہون نے کہا مین حضرت صلعم کے پاس آیا وہ مسجد مین تکیہ لگائے تھے اپنی سرخ چادر پر مین نے کہا مین علم حاصل کرنیکو آیا ہون آپنے فرمایا مرحبا علم کے طلب کرنیوالے کو جو علم کی طلب کرتا ہے اوسکو فرشتے اپنے بازؤن سے گھیر لیتے ہین پھر ایک پر ایک سوار ہوتے ہین یہانتک کہ پہلے آسمان تک پہونچ جاتے ہین اور یہ محبت کیوجہ سے کرتے ہین اوس چیز سے جسکو وہ طلب کرتا ہے طبرانیؒ نے معجم کبیر مین سخبرہ سے کہ دو شخص حضرت صلعم کے سامنے سے گذرے آپ نصیحت کر رہے تھے آپنے فرمایا تم دونو بیٹھ جاؤ تم بہتری پر ہو جب آپ کھڑے ہوئے اور آپکے اصحاب چلے گئے اونہون نے عرض کیا آپنے جو ہم سے فرمایا تم دونو بیٹھ جاؤ تم بہتری پر ہو یہ خاص ہمارے لیے فرمایا ہے یا سب لوگون کے لیے آپنے فرمایا جو بندہ علم کو طلب کرتا ہے اوسکے اگلے گناہون کا کفارہ ہو جاتا ہے طبرانیؒ نے معجم کبیر مین حضرت عمر رضہ سے فرمایا حضرت صلعم نے کسی کمانیوالے نے علم کی بزرگی کے برابر بزرگی نہین کمائی وہ دکھاتا ہے اپنے صاحب کو ہدایت کا رستہ یا پھیر دیتا ہے اسکو ہلاکت کے رستے سے اور نہین مضبوط ہوتا دین اسکا جب تک مضبوط نہ ہو عمل اسکا بزارؒ اور طبرانی نے اوسط مین ابوذر اور ابوہریرہ کر روایت کیا اون دونو نے کہا ایک باب علم کا سیکھنا ہمارے نزدیک ہزار رکعت نفل سے بہتر ہے اور فرمایا حضرت صلعم نے جب طالب علم کو موت آتی ہے اور وہ علم کی طلب مین ہوتا ہے تو وہ شہید مرتا ہے ابن ماجہؒ نے ابوذر سے فرمایا حضرت صلعم نے اے ابوذر اگر تو صبح کو اٹھے پھر اللہ کی کتاب کی ایک آیت سیکھے تو وہ تیرے لیے سو رکعت سے بہتر ہے اور اگر تو صبح کو اٹھے اور علم کا ایک باب سیکھے عمل کرے اوسپر یا نہ کرے تو وہ بہتر ہے تیرے لیے ہزار رکعت پڑھنے سے اس حدیث کا اسناد حسن ہے ترمذی اور ابن ماجہ اور بیہقی نے ابوہریرہ سے فرمایا حضرت صلعم نے دنیا پر لعنت ہے اور جو چیزین دنیا مین ہین اون پر بھی لعنت ہے مگر اللہ کا ذکر اور جو اوسکی مثل ہے (یعنے عبادات وغیرہ) اور عالم اور علم سیکھنے والا ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس مین عبداللہ بن مسعود

فرمایا حضرتؐ نے جو علم کا ایک باب کہ لوگون کو سکہانے کیلیے سیکہے تو ستر صدیقون کا ثواب ملیگا ابو نعیم ابو ہریرہ
سے فرمایا حضرتؐ نے جو شخص ایک کلمہ یا دو کلمے یا تین یا چار یا پانچ اللہ کے فرائض مین سے سیکہے پہر انکو سکہلاوے
وہ جنت مین جاویگا ابو ہریرہ نے کہا اسکے بعد پہر مین کوئی حدیث نہ بہولا جسکو مین نے سنا حضرتؐ سے منذری
نے کہا اسکا اسناد حسن ہے اگر حسن کا سماع ابو ہریرہ سے صحیح ہو ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے حضرتؐ نے فرمایا افضل
صدقہ یہ ہے کہ مسلمان علم سیکہے پہر اپنے بہائی کو سکہاوے طبرانی نے اوسط مین ابن عباس سے حضرتؐ نے فرمایا
اس امت کے عالم دو ہین ایک تو وہ جسکو اللہ نے علم دیا اوسنے خرچ کیا علم کو لوگون کے لیے اور مال کی حرص کی
اور علم کے بدلے قیمت نہ لی ایسے عالم کے لیے دریا کی مچہلیان اور خشکی کے جانور اور آسمان کے نیچے پرندے دعا کرتے
ہین دوسرے وہ جسکو اللہ نے علم دیا اوسنے بخل کیا علم مین اللہ کے بندون سے اور طمع کی مال کی اور علم کے بدلے قیمت
لی اسکو قیامت کے دن آگ کی ایک لگام پہنائی جاویگی اور ایک پکارنے والا پکار کریگا یہ شخص وہ ہے جسکو اللہ نے علم دیا
اوسنے بخیلی کی اسمین اللہ کے بندون سے اور اسپر طمع سے مال لیا اور اوسکے بدلے قیمت لی یہی حال رہیگا یہانتک کہ حساب
سے فراغت حاصل ہوگی ابن ماجہ نے ابو امامہ سے روایت کی حضرتؐ نے فرمایا لازم کر لو اپنے اوپر علم کو اوسکے اوٹہنے
سے پہلے اور جمع کیا آپ نے کلمہ کی اور بیچ کی انگلیون کو اسطرح پہر فرمایا کہ عالم اور علم سیکہنے والا دونو شریک ہین بہلائی
مین اور باقی آدمیون مین بہلائی نہین ہے احمد نے انس بن مالک رضؓ سے حضرتؐ نے فرمایا عالمون کی مثال
زمین مین ستارون کی سی ہے اونسے راہ ملتی ہے خشکی اور دریا کی اندہیریون مین پہر جب تارے مٹ جاوین تو راہ پانیوالے
راہ گم کرنیکے قریب ہوجاوینگے ابن ماجہ نے معاذ بن انس سے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے علم سکہایا اسکو
اوسپر عمل کرنیوالے کے برابر ثواب ملیگا اور عمل کرنیوالے کا ثواب کم نہ ہوگا طبرانی نے معجم کبیر مین ثعلبہ بن حکم سے
حضرتؐ نے فرمایا اللہ تعالے قیامت کے دن عالمون سے فرماویگا جب اپنی کرسی پر اپنے بندون کا فیصلہ کرنے کو اللہ
بیٹہیگا مین نے اپنا علم اور حلم تم مین نہین رکہا تہا مگر اسلیے کہ جو تم سے ہوا وہ بخشدون اور مجہے پرواہ نہین
منذری نے کہا اسکے راوی ثقہ ہین طبرانی نے معجم کبیر مین ابو موسے سے روایت کیا حضرتؐ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ
تعالی بندون کو اوٹہاویگا پہر ان مین سے عالمون کو الگ کریگا اور فرماویگا اے جماعت عالمون کی مین نے اپنا علم
تمکو اسلیے نہین دیا تہا کہ تمکو عذاب کرون جاؤ مین نے بخشدیا تمکو اصبہانی نے ابو امامہ سے حضرتؐ نے فرمایا
عالم اور عابد دونون سامنے لائے جاوینگے تو عابد سے کہا جاویگا جنت مین جا اور عالم سے کہا جاویگا ٹہیر جا تاکہ تیری
سفارش قبول کیجاوے لوگون کے لیے بیہقی نے جابر بن عبد اللہ سے حضرتؐ نے فرمایا عالم اور عابد دونو اوٹہائے جاوینگے

پھر عابد سے کہا جاویگا جنت میں جا اور عالم سے کہا جاویگا ٹھیر رہ تاکہ تیری سفارش قبول کیجاوے لوگون کے لیے جو
تونے انکو آداب اچھے کیے تھے اصبہانی نے عبد اللہ بن عمر سے حضرت ﷺ نے فرمایا عالم کی فضیلت عابد پر ستر درجے
زیادہ ہوگی ہر دو درجون کی بیچ میں ستر برس کا فاصلہ ہوگا گھوڑے کی دوڑ سے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ شیطان لوگون
کے لیے بدعت نکالتا ہے عالم اسکو دیکھتا ہے اور منع کرتا ہے اُس سے عابد اپنے رب کی عبادت کیطرف متوجہ رہتا ہے
نہ بدعت کیطرف رخ کرتا ہے نہ اسکو پہچانتا ہے دارقطنی اور بیہقی نے ابوہریرہ سے حضرت ﷺ نے فرمایا اللہ کی کوئی
عبادت دین کی سمجھ حاصل کرنے سے افضل نہیں اور ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ سخت ہے اور ہر چیز کا ستون ہے اور دین
کا ستون فقہ ہے ابوہریرہ نے کہا اگر میں ایک ساعت بیٹھوں اور فقہ حاصل کرون تو مجھے شب قدر کے جاگنے سے زیادہ پسند ہے
ایک روایت میں یہ ہے کہ ایک رات کو صبح تک جاگنے سے زیادہ پسند ہے طبرانی نے اوسط میں ابوہریرہ سے روایت کیا
وہ مدینہ کے بازار میں گئے وہان ٹھیرے اور بولے اے بازار والو تم کیسے عاجز ہو وہ بولے اسکا کیا مطلب ہے
ابوہریرہ انہون نے کہا حضرت ﷺ کا ترکہ بٹتا ہے اور تم اسجگہہ ہو جاتے نہیں اپنا حصہ نہیں لیتے انہون نے کہا وہ کہان
ہے ابوہریرہ نے کہا مسجد میں یہ سنکر بازار والے جلدی سے نکلے اور ابوہریرہ ٹھیرے رہے یہانتک کہ وہ لوٹے ابوہریرہ نے
کہا کہو کیا حال ہے انہون نے کہا ہم مسجد گئے اور اسکے اندر داخل ہوئے تو وہان کوئی چیز نہیں دیکھی جو بٹتی ہو
ابوہریرہ نے کہا تم نے مسجد میں کسی کو نہیں دیکھا انہون نے کہا ہمنے چند لوگون کو دیکھا جو نماز پڑھ رہے تھے اور
چند لوگ قرآن پڑھ رہے تھے اور چند لوگ حلال و حرام کا ذکر کر رہے تھے ابوہریرہ نے کہا کم بختی تمہاری یہی تو ترکہ
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منذری نے کہا اسکا اسناد حسن ہے امام احمد نے قبیصہ بن مخارق سے روایت کیا
مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نے فرمایا اے قبیصہ تو کیون آیا مین نے عرض کیا میرا سن زیادہ ہوگیا اور
میری ہڈی پتلی ہوگئی تو مین اسلیے آیا کہ آپ مجھے وہ باتین سکھلا دین جس سے اللہ تعالی مجھکو فائدہ دیوے آپ نے
فرمایا اے قبیصہ تو نہین گذرے گا کسی پتھر یا درخت یا ڈھیلے پر مگر وہ تیرے لیے استغفار کریگا اے قبیصہ جب تو صبح
کی نماز پڑھے تو تین بار سبحان اللہ العظیم وبحمدہ کہہ تو محفوظ رہے گا نابینائی اور جذام اور فالج سے اے قبیصہ کہہ یا اللہ
مین مانگتا ہون جو تیرے پاس ہے اوس مین سے اور روان کر مجھہ پر فضل اپنا اور پھیلا دے مجھپر رحمت اپنی اور اتار
مجھپر برکتین اپنی طبرانی نے معجم کبیر مین ابوامامہ سے روایت کیا حضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص صبح کو مسجد مین جاوے
بہتر علم سیکھنے یا سکھانے کے لیے اسکی سوا کوئی غرض نہ ہو اسکو پورے حج کرنے والے کا ثواب ہے ابن ماجہ اور بیہقی نے ابوہریرہ
سے حضرت ﷺ سے مین نے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص میری اس مسجد مین آوے صرف بہتری کی نیت سے علم سیکھنے یا سکھانے

[92] کے لیے وہ مثل مجاہدین کے ہے اللہ کی راہ میں اور جو کوئی اور کام کے لیے آوے وہ ایسا ہے جو کسی دوسرے کا سامان دیکھے طبرانی
نے اوسط میں حضرت علی رض سے حضرت صلعم نے فرمایا جو بندہ علم کی طلب میں جوتا یا موزہ پہنے یا اور کوئی کپڑا تو اللہ اوسکے
[95] گناہ بخشدیگا جب ہی وہ اپنے گھر کی چوکھٹ سے پار ہوا ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن حبان نے ابوالدردا سے سنا
مینے حضرت سے آپ فرماتے تھے جو شخص صبح کرے علم کے ارادے سے جسکو وہ سیکھتا ہو کیلیے تو اللہ اسکے لیے ایک دروازہ
کھولدیگا جنت کیطرف اور فرشتے اسکے لیے اپنے بازو بچھا دینگے اور آسمان کے فرشتے اسکے لیے دعا کرینگے اور
سمندر کی مچھلیاں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھوین رات کی چاند کی سب سے چھوٹے ستارے پر
آسمان میں اور عالم وارث ہیں پیغمبرون کے اور پیغمبرون نے روپیہ اور اشرفی نہیں چھوڑا بلکہ اونکا ترکہ علم ہے
پھر جسنے علم کو لیا اسنے اپنا حصہ لیا نبوت کی ترکے میں سے اور عالم کی موت ایسی مصیبت ہے جسکی تلافی نہیں ہو سکتی
اور ایسا رخنہ ہے جو بند نہیں ہو سکتا اور عالم جو مرجاوے ایک ستارہ ہے جو بے نور ہو گیا ایک قبیلے کی موت عالم کی
[96] موت سے آسان ہے طبرانی نے اوسط میں ابن عباس سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا یا اللہ رحم کر میرے خلیفون پر
ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی خلیفے کون ہیں آپنے فرمایا جو لوگ میرے بعد پیدا ہونگے اور میری حدیثین روایت کرینگے
[97] اور لوگون کو سکھلاوینگے طبرانی نے معجم کبیر میں ابوالدردا سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا کوئی لوگ ایسے نہیں جو اللہ کی
کتاب پر جمع ہوں اور آپس میں ایکدوسرے کو سکھلاوین مگر وہ مہمان ہونگے اللہ کے اور فرشتے اونکو گھیر لینگے وہ اوٹھنے تک
یا دوسری بات میں مصروف ہونے تک اور کوئی عالم موت کے ڈر سے علم کی طلب میں نکلیگا یا علم کو نہ لکھے گا اس ڈر سے کہ وہ مٹ
نہ جاوے مگر اوسکی مثال غازی کی سی ہوگی جو اللہ کی راہ میں نکلے اور جسکا عمل دیر کرے اوسکا نسب جلدی نہ کریگا اسکے ساتھ
[98] طبرانی نے کبیر میں ابو امامہ سے حضرت صلعم نے فرمایا لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے لازم کرلے تو عالمون کے پاس بیٹھنا اور سنا کر حکیموں
[99] کا کلام کیونکہ اللہ تعالیٰ مردہ دل کو جلاتا ہے حکمت کی نور سے جیسے جلاتا ہے مردہ زمین کو زور کے مینہ سے ابو یعلیٰ نے ابن عباس سے
کہا گیا یا رسول اللہ ہم میں سے کون اچھا ہے فرمایا آپنے جسکے دیکھنے سے اللہ یاد آوے اور اسکی بات سے تمہارا علم بڑھے اور اسکا عمل آخرت
[100] کو یاد دلاوے ابوداؤد نے ابو موسیٰ سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا اللہ کی تعظیم میں داخل ہے بوڑھے مسلمان کی عزت کرنا اور حافظ
[101] قرآن کی جو اسمین کمی و بیشی نہ کرے اور حاکم عادل کی تعظیم طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے ابن عباس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
[102] نے فرمایا برکت تمہارے بڑون کے ساتھ ہے احمد اور ترمذی اور ابن حبان نے انہی سے حضرت صلعم نے فرمایا ہم میں سے نہیں ہے وہ جو بڑے
[103] کی عزت نہ کرے اور چھوٹے پر رحم نہ کرے اور اچھی بات کا حکم نہ کرے اور بری بات سے منع نہ کرے حاکم نے ابن عمر سے حضرت صلعم نے فرمایا
[104] ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑے کا حق نہ پہچانے احمد اور طبرانی اور حاکم نے عبادہ بن صامت سے حضرت

نے فرمایا میری امت میں سے نہیں ہے جو ہمارے بڑے کی تعظیم نہ کرے اور ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور ہمارے عالم کا حق
نہ پہچانے طبرانی [۱۰۵] نے واثلہ سے ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور بڑے کی بزرگی نہ کرے ترمذی [۱۰۶] اور
ابوداؤد نے عبداللہ بن عمرو سے ہم میں سے نہیں ہے جو چھوٹے پر رحم نہ کرے اور بڑے کا شرف یا بڑے کا حق نہ پہچانے
طبرانی [۱۰۷] نے اوسط میں ابوہریرہؓ سے علم سیکھو اور علم کے لیے لیاقت اور تسکین سیکھو اور جس سے علم حاصل کرو اوسکے سامنے
عاجزی کرو (یعنے اوسکا ادب کرو) احمد [۱۰۸] نے سہل بن سعد ساعدی سے یا اللہ میں وہ زمانہ نہ پاؤں یا تم وہ زمانہ نہ پاؤ
جسمیں عالم کی تابعداری نہ کیجاوے اور حلیم سے شرم نہ کیجاوے دل عجمی لوگوں کے سے اور زبانیں عرب کی ہوں طبرانی [۱۰۹] نے
کبیر میں ابوامامہ سے تین آدمیوں کی ذلت وہی کریگا جو منافق ہوگا بوڑھے مسلمان کی اور عالم کی اور حاکم عادل کی
احمد [۱۱۰] اور طبرانی نے کبیر میں عبداللہ بن بسر سے تم ایسے آدمیوں میں یا کم یا زیادہ میں ہو پھر تو اونکو سنیو دیکھو اور ان
میں کوئی ایسا ہو جس سے خوف کرتے ہوں اللہ کی رضامندی کیلیے تو جان لے کہ کام بہت باریک ہوگیا طبرانی [۱۱۱] نے
کبیر میں ابومالک اشعری سے میں اپنی امت پر تین باتوں سے ڈرتا ہوں ایک یہ کہ دنیا بہت ہوجاوے اور وہ آپس میں حسد
کرنے لگیں دوسرے یہ کہ اللہ کی کتاب کھولی جاوے اور مومن اوسکو لیوے اور اوسکی تاویل جاننے کے پیچھے پڑے حالانکہ اوسکی تاویل
نہیں جانتا مگر اللہ اور جو لوگ پکے ہیں علم میں وہ کہتے ہیں ہم ایمان لائے اسپر سب ہمارے مالک کیطرف سے ہے اور نصیحت
وہی مانتے ہیں جو عقل رکھتے ہیں تیسرے یہ کہ کسی علم والے کو دیکھیں پھر اوسکو تباہ کردیں اور اوسکی پرواہ نہ کریں ابوداؤد [۱۱۲] نے
ابوہریرہؓ سے جو شخص صرف کلام سیکھے لوگوں کے دل لبھانے کیلیے اللہ تعالے قیامت کے دن اوسکی فرض اور نفل قبول نہ کریگا
عبدالرزاق [۱۱۳] نے ابن مسعودؓ سے انہوں نے کہا تمہارا کیا حال ہوگا جب اس فتنے میں جب چھوٹا اوسمیں بڑا ہوجائیگا اور بڑا
بوڑھا ہوجاویگا اور فتنے کی اتباع کریں (یعنے بدعت کی) لوگ سنت ٹھیرالیں گے جب اس بدعت کو کسی دن بدلیں گے تو لوگ
کہیں گے یہ بری بات ہے راوی نے پوچھا یہ کب ہوگا انہوں نے کہا جب امانت دار تم میں کم ہونگے اور امیر بہت ہونگے
اور فقیہ کم ہونگے اور قاری بہت ہونگے (یعنے صرف الفاظ پڑھنے والے) اور علم فقہ دنیا کیلیے حاصل کیا جاویگا اور
آخرت کے کاموں سے دنیا کی طلب کیجاویگی عبدالرزاق [۱۱۴] نے حضرت علیؓ سے انہوں نے فتنوں کا بیان کیا جو اخیر زمانہ میں
ہونگے حضرت عمرؓ نے کہا ایسا کب ہوگا اے علی انہوں نے کہا جب فقہ حاصل کیجاویگی دین کے سوا اور غرض سے اور علم سوا عمل کے
اور غرض سے اور آخرت کی کام سے دنیا طلب کیجاوے گی طبرانی [۱۱۵] نے کبیر میں سمرہ بن جندب سے کوئی صدقہ لوگوں
نے اسکے برابر نہیں دیا جیسے علم کو پھیلایا (علم کی کتابیں یعنے حدیث اور تفسیر کی چھاپیں علم پڑھایا اور سکھایا
عالموں اور طالب علموں کو علم کی کتابیں تقسیم کیں) طبرانی [۱۱۶] نے کبیر میں ابن عباس سے کیا عطیہ ہے یہ کلمہ ایک

حق بات جو تو سنے پہر اپنے بہائی مسلمان کو سنادے اور سکہادے [۱۱۸] ابو یعلی اور بیہقی نے انس بن مالک سے مرفوعا
بتاؤن بہت سخی ... اللہ سب سے زیادہ سخی ہے اور مین آدمیون مین سب سے زیادہ سخی ہون اور میرے بعد بہت
سخی وہ شخص ہے جسنے علم سیکہا پہر اسکو پہیلایا وہ اکیلا قیامت کے دن ایک گروہ کیطرح آویگا اور وہ شخص جسنے اپنی جان
دینے مین سخاوت کی یہانتک کہ مارا جاوے [۱۱۸] احمد نے انس سے جسکی زبان سے حق نکلے اور اسکے بعد لوگ اسپر عمل کرین تو اسکا
ثواب قیامت تک جاری رہیگا پہر قیامت کے دن اللہ اسکو پورا ثواب دیگا [۱۱۹] احمد اور بزار اور طبرانی نے کبیر مین اور اوسط
مین ابو امامہ سے چار آدمیون کی ثواب مرنے کے بعد قائم رہینگے ایک تو وہ جو اللہ کے راہ مین چوکی پہرہ دیتا مرا اور اسی حال
مین مر گیا دوسرے وہ جسنے علم سیکہا جب تک لوگ اسپر عمل کرینگے اسکو ثواب حاصل ہوگا تیسرے وہ جسنے ایک صدقہ جاری کیا
جب تک وہ صدقہ جاری رہیگا اسکو ثواب پہونچتا رہیگا چوتہے وہ جسنے ولد صالح چہوڑا وہ اسکے لیے دعا کرتا ہے [۱۲۰] حاکم نے
حضرت علی سے کہ انہون نے کہا اس آیت کی تفسیر مین قوا انفسکم واہلیکم نارا سکہاؤ اپنے گہر والون کو نیک باتین [۱۲۱] ابو داؤد
اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور بیہقی اور حاکم نے ابو ہریرہ سے جس شخص سے کوئی علم کی بات پوچہی جاوے وہ اسکو چہپاوے قیامت
کے دن اسکو انگار کی لگام پہنائی جاویگی حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے بخاری مسلم کی شرط پر ابن ماجہ کی ایک روایت مین
یون ہے جو شخص کسی علم کا حافظ ہے پہر وہ اسکو چہپاوے [۱۲۲] ابن حبان اور حاکم نے عبد اللہ بن عمرو سے جو علم چہپاوے اللہ
تعالی اسکو انگار کی لگام قیامت کے دن پہناویگا [۱۲۳] ابو یعلی نے ابن عباس سے جو کوئی علم سے سوال کیا جاوے پہر وہ اسکو چہپاوے
تو قیامت کے دن انگار کی لگام پہنے ہوئے آوے گا اور جو شخص قرآن مین بے جانے بوجہے کہے گا وہ قیامت کے دن انگار کی
لگام پہنے ہوئے ہوگا اسکے راوی ثقہ ہین [۱۲۴] ابن ماجہ نے ابو سعید خدری سے جو شخص ایسا علم چہپاوے جو لوگون کو مفید
دین کے کام مین قیامت کے دن اللہ تعالی اسکو انگار کی لگام پہناویگا [۱۲۵] ابن ماجہ نے جابر رض سے جب اس امت کے پچہلے لوگ اگلون
پر لعنت کرین پہر جو کوئی حدیث چہپاوے اوسنے اللہ کا حکم چہپایا [۱۲۶] طبرانی نے کبیر مین علقمہ بن سعید بن عبد الرحمان بن
ابزی سے اونہون نے اپنے باپ سے انہون نے دادا سے کہا کہ حضرت صلعم نے ایک روز خطبہ پڑہا تو مسلمانون کے گروہون
کی تعریف کی پہر فرمایا البعض قومونکا کیا حال ہے اپنے ہمسایون کو نہین سمجہاتے نہ انکو علم سکہاتے ہین نہ نصیحت
کرتے ہین نہ حکم کرتے ہین (اچہی بات کا) نہ منع کرتے ہین بری بات سے اور کیا حال ہے ان لوگون کا جو نہین
سیکہتے ہین اپنے ہمسایون سے نہ تفقہ حاصل کرتے ہین نہ نصیحت مانتے ہین قسم خدا کی لوگون کو چاہیے کہ اپنے
ہمسایون کو سکہا دین اور سمجہا دین اور نصیحت کرین اور حکم کرین (اچہی بات کا) اور منع کرین بری بات سے اور لوگون
کو چاہیے کہ اپنے ہمسایون سے سیکہین اور سمجہ حاصل کرین اور نصیحت مانین ورنہ مین انکو جلد سزا دونگا پہر آپ اوترے

رمنثور سے) بعض لوگون نے کہا تم کیا سمجہتے ہو آپ نے کن لوگون کو مراد لیا - اونہون نے کہا اشعری لوگون کو وہ فقیہ ہین اور انکے ہمسایے دو تمیز ہین پانیو پر رہنے والے اور جنگل مین رہنے والے یہ خبر اشعری لوگون کو پہونچی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ نے ایک قوم کی تعریف کی اور ہماری برائی کی ہمارا کیا حال ہے آپ نے فرمایا لوگون کو چاہیے کہ اپنے ہمسایون کو تعلیم کرین اور انکو نصیحت کرین اور نیک باتکا حکم کرین بری باتسے منع کرین اور لوگون کو چاہیے کہ اپنے ہمسایون سے علم سیکہین اور نصیحت پکڑین اور فقہ حاصل کرین ورنہ مین انکو جلدی سزا دونگا دنیا مین لوگون نے عرض کیا یا رسول کیا ہم اور لوگون کو بہی یہ جتا دیوین آپ نے پہر بہی فرمایا پہر انہون نے کہا کیا ہم اورون کو بہی جتا دیوین آپ نے یہی فرمایا پہر انہون نے کہا ہمکو ایک سال کی مہلت دیجیے آپ نے ایک سال کی مہلت دی تاکہ اونکو سمجہا دین اور سکہا دین اور نصیحت کرین پہر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑہی لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن بَنِي إِسْرَائِيلَ آخر تک [۱۲۷] ابو منصور دیلمی نے مسند مین اور ابو عبد الرحمن سلمی نے اربعین مین ابوہریرہ سے روایت کیا ایک علم چہپا ہوا ہے اسکو نہین جانتے مگر جو عالم ہین اللہ تعالی کے پہچاننے والے پہر جب وہ علم بیان کرتے ہین تو اُسکا انکار وہی کرتے ہین جو غافل ہین اللہ جل جلالہ سے [۱۲۸] طبرانی نے کبیر مین ابن عباس سے علم دلسے سکہاؤ کیونکہ علم مین خیانت کرنا مال مین خیانت کرنیسے زیادہ ہے اور اللہ تم سے پوچہنے والا ہی [۱۲۹] مسلم اور ترمذی اور نسائی نے زید بن ارقم سے حضرت صلعم دعا کرتے تہے یا اللہ مین پناہ مانگتا ہون تیری اُس علم سے جو فائدہ نہ دیوے اور اُس دلسے جو نہ جہکے اور اُس نفس سے جو سیر نہ ہو اور اُس دعا سے جو قبول نہ ہو [۱۳۰] طبرانی اور ابو نعیم نے انس بن مالک سے عذاب کے فرشتے فاسق قاریون کو بت پرستون سے پہلی پکڑینگے وہ کہین گے بت پرستون سے بہی ہم پہلے پکڑے گئے اُنسے کہا جاویگا جاننے والی نہ جاننے والون کیطرح نہین ہین [۱۳۱] ترمذی نے صہیب سے حضرت صلعم نے فرمایا جس شخص نے قرآن مین جو باتین حرام مین اُنکو حلال کیا وہ قرآن پر ایمان نہین لایا [۱۳۲] ترمذی نے ابو برزہ اسلمی سے حضرت صلعم نے فرمایا بندہ کے قدم نہ سرکین گے جب تک اُس سے نہ پوچہا جاویگا کہ تونے اپنی عمر کاہے مین فنا کی اور اپنے علم مین کیا کیا اور اپنے مال کو کہانسے کمایا اور کاہے مین خرچ کیا اور اپنے بدنکو کاہے مین پرانا کیا بیہقی کی روایت مین ہی کہ اپنی جوانی سے کاہے مین فنا کی [۱۳۳] طبرانی نے کبیر مین ولید بن عقبہ سے حضرت صلعم نے فرمایا کچہہ لوگ جنت کی جہنم کے لوگون کے پاس جاوینگے اونسے کہین گے تم جہنم مین کیون گئے ہم تو قسم خدا کی جنت مین تم سے سیکہ کر گئے وہ کہین گے ہم کہتے تہے (یعنے اورونکو نصیحت کرتے تہے) اور خود نہین عمل کرتے تہے [۱۳۴] ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے مالک بن دینار سے اُنہون نے حسن سے مرسلاً جو بندہ خطبہ پڑہتا ہے (وعظ کہتا ہی)

الله اس سے پوچھیگا تیری نیت اس سے کیا تھی - مالک بن دینار جب اس حدیث کو بیان کرتے تو روتے یہانتک کہ رونا بند ہو جاتا پھر کہتے تم سمجھتے ہو کہ میں جو باتیں تم سے کرتا ہوں اس سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں اور میں جانتا ہوں کہ اللہ عزوجل مجھسے پوچھیگا قیامت میں کہ میری نیت کیا تھی اس کلام سے (یعنے خالص خدا کے لیے کہا تھا یا اور کسی مقصد کے لیے دنیا کمانے کی یا ریا کی نیت سے) بیہقی نے[135] لقمان بن عامر سے ابوالدرداء رض سے کہتے ہیں ڈرتا ہوں اپنے پروردگار سے کہیں قیامت کے دن مجھکو بلاوے سب خلق کے سامنے اور فرماوے اے عویمر میں کہونگا حاضر ہوں تیری خدمت میں پھر وہ فرماوے تو نے کیا عمل کیا اپنے علم پر بزار نے[136] معاذ بن جبل سے اونہوں نے کہا میں حضرت صلعم کے سامنے آیا آپ طواف کرتے تھے خانہ کعبہ کا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کون برے ہیں آپ نے فرمایا یا اللہ بخش دے تو پوچھ نیکی کو اور مت پوچھ بدی کو برے لوگ وہ ہیں جو عالم ہو کر برے ہوں لوگوں میں بزار نے[137] ابو برزہ سے مثال اس شخص کی جو لوگوں کو نیک باتیں سکھاتا ہو اور اپنے تئیں بھول جاتا ہے مثال فتیلے کی ہے جو لوگوں کو روشنی دیتا ہے اور اپنے تئیں جلاتا ہے طبرانی[138] نے کبیر میں عبداللہ بن عمرو رض سے کہ بعضے لوگ ایسے ہیں جو فقیہ نہیں ہیں لیکن فقہ یاد رکھتے ہیں اور جسکو علم فائدہ نہ دیوے اوسکا جہل نقصان پہونچاویگا تو قرآن پڑھ جبتک وہ تجھکو منع کرتا رہے (بری باتوں سے) اگر تجھکو منع نہ کرے تو تو نے اسکو نہیں پڑھا (یعنے جب قرآن کی تاثیر دل پر ہو اور جن باتوں سے قرآن میں ممانعت ہے اونسے باز نہ رہے تو صرف لفظوں کا پڑھنا کچھ فائدہ نہ دیگا) طبرانی[139] نے کبیر میں جندب بن عبداللہ ازدی سے مثال اس شخص کی جو لوگوں کو نیکی سکھاتا ہے اور اپنے تئیں بھول جاتا ہے چراغ کی ہے وہ لوگوں کو روشنی دیتا ہے اور اپنے تئیں جلا دیتا ہے اسناد اسکا حسن ہے طبرانی[140] نے کبیر میں واثلہ بن اسقع سے ہر عبارت وبال ہے اوسکے مالک پر مگر جو اسکے ہو اور اشارہ کیا اپنی ہتھیلی سے (یعنے بقدر ضرورت کے ہو) اور ہر ایک علم وبال ہے عالم پر مگر جسپر وہ عمل کرے طبرانی[141] نے صغیر میں اور بیہقی نے ابوہریرہ سے سب سے زیادہ سخت عذاب قیامت کے دن اوس عالم کو ہوگا جسکو اوسکا علم فائدہ نہ دیوے بزار[142] اور طبرانی نے کبیر میں عمار بن یاسر رض سے انہوں نے کہا مجھکو حضرت صلعم نے قیس کے ایک قبیلے کیطرف بھیجا اونکو اسلام کی باتیں سکھلانے کے لیے میں جو وہاں گیا تو دیکھا وہ لوگ وحشی اونٹوں کیطرح ہیں انکی آنکھیں اوپر اوٹھی ہوئی ہیں اونکو اونٹ یا بکری کے سوا دوسری فکر نہیں ہے یہ دیکھکر میں حضرت صلعم کے پاس لوٹ آیا آپنے فرمایا اے عمار تو نے کیا کیا میں نے سارا حال اون لوگوں کا بیان کیا اور جو غفلت انکی تھی وہ آپ سے عرض کی آپ نے فرمایا اے عمار میں اس سے زیادہ عجیب تجھسے کہوں کچھ لوگ ایسے ہیں جو جانتے ہیں ان باتوں کو جنکو یہ لوگ نہیں جانتے پھر انکی طرح غافل ہیں (اور گناہ شہوت پہنچنے ہوئے ہیں)

طبرانی نے صغیر اور اوسط میں حضرت علی رض سے میں اپنی امت میں مومن اور مشرک کا ڈر نہیں کہتا ہوں تو اپنے ایمان
کی وجہ سے رکا رہتا ہے اور مشرک کو اسکا کفر شکست دیتا ہے لیکن مجھے ڈر ہے تم پر اس منافق کا ہے جو زبان دان ہو وہ باتیں
کہیگا جسکو تم اچھا جانتے ہو اور وہ کام کریگا جنکو تم برا جانتے ہو [۱۴۲] طبرانی نے کبیر میں اور بزار نے بسند صحیح عمران بن حصین سے
سب سے زیادہ جو میں ڈرتا ہوں تمہارے لیے اور اپنے بعد وہ ہر منافق ہے جو زبان کا عالم ہو [۱۴۳] اصبہانی نے انس بن
مالک سے آدمی مومن نہیں ہوتا جب تک اسکا دل زبان کے موافق نہ ہو اور زبان دل کے اور اسکا عمل اسکے قول کے موافق ہو
اور اسکا ہمسایہ اسکے ایذاؤں سے بے ڈر رہے [۱۴۴] طبرانی نے ابن مسعود سے انہوں نے کہا میں سمجھتا ہوں آدمی علم کو بھول
جاتا ہے جیسا کہ سیکھا گناہ کی وجہ سے جسکو وہ کرتا ہے [۱۴۵] احمد اور بیہقی نے منصور بن زاذان سے انہوں نے کہا مجھکو
خبر دی گئی کہ بعضے لوگ دوزخ میں ڈالے جاوینگے اور دوزخ والے انکی بو سے پریشان ہونگے وہ کہینگے خرابی ہو
تیری تو کیا کام کرتا تھا ہمکو وہ کافی نہ تھا جس آفت میں ہم ہیں یہانتک کہ ہم پہنسے تیرے میں اور تیری بدبو میں وہ کہیگا
میں عالم تھا لیکن میں نے فائدہ نہ اوٹھایا اپنے علم سے [۱۴۶] طبرانی اور بزار اور ابو یعلی نے عباس بن عبد المطلب اور عمر بن خطاب رض
سے اسلام پھیلیگا یہانتک کہ سوداگر سمندر میں جاوینگے اور گھوڑے پانی میں گھسینگے اللہ کی راہ میں پھر ایسے لوگ پیدا
ہونگے جو قرآن پڑہینگے اور کہینگے ہمسے زیادہ قاری کون ہے ہمسے زیادہ عالم کون ہے ہم سے زیادہ سمجھدار کون ہے
پھر آپنے فرمایا اپنے اصحاب سے ان لوگوں میں کچھ بہتری ہوگی انہوں نے عرض کیا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے آپنے
فرمایا لوگ تم ہی میں سے ہونگے اسی امت میں اور وہ ایندھن ہونگے دوزخ کے [۱۴۷] طبرانی نے کبیر میں باسناد حسن عبد اللہ
بن عباس سے کہ حضرت صلعم ایک رات مکہ میں اٹھے اور فرمایا یا اللہ میں نے پہونچا دیا تیرا حکم تین بار یہ فرمایا پھر حضرت عمر رض
کھڑے ہوئے اور وہ نرم دل تھے انہوں نے کہا یا رسول اللہ بیشک آپنے پیام پہونچا دیا اور ترغیب لائی اور کوشش کی اور نصیحت
کی پھر آپنے فرمایا ایمان پھیلیگا یہانتک کہ کفر کو اسکے ٹھکانوں پر ہٹا دیگا اور دریاؤں میں اسلام سماویگا اور ایک
زمانہ لوگوں پر ایسا آویگا لوگ اسوقت قرآن سیکھینگے اور پڑہینگے پھر کہینگے ہم نے پڑہا اور جانا اب ہمسے بہتر
کون ہے کیا ان لوگوں میں کچھ بہتری ہوگی لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہونگے آپنے فرمایا وہ تم میں سے
ہونگے اور وہ ایندھن ہونگے دوزخ کے [۱۵۱] طبرانی نے ابن عمر رض سے جو شخص کہے میں عالم ہوں وہ جاہل ہے [۱۵۰] ابو داود
اور ترمذی اور ابن ماجہ بیہقی نے ابو امامہ سے جو شخص مرا (لڑائی جھگڑا جسمیں نفسانیت ہو نہ اظہار حق ورنہ اسکو
مناظرہ کہینگے وہ جائز ہے بعضوں نے کہا مراد جھٹلانا قرآن کی ایک آیت کا دوسری آیت سے یہ کفر ہے بعضوں نے
کہا مراد جھگڑنا آیات متشابہات میں) کو ترک کرے اور وہ غلطی پر ہو تو اسکے لیے جنت کے گرد گھر بنایا جاویگا

اور جو مراء کو ترک کرے اور وہ حق پر ہو اُسکے لیے جنت کے بیچا بیچ ایک گھر بنایا جاویگا اور جسکا خلق اچھا ہو اُسکے
لیے جنت کی بلندی میں گھر بنایا جاویگا [١٥٣] طبرانی نے اوسط میں ابن عمر سے میں ضامن ہوں ایک گھر کا جنت کے
گرد اوسکے لیے جو مراء کو چھوڑ دیوے اور وہ حق پر ہو اور جنت کے بیچ میں اُسکے لیے جو جھوٹ کو چھوڑ دیوے ہنسی اور ٹھٹھے
میں اور جنت کی بلندی میں اُس شخص کے لیے جسکی خصلت اچھی ہو (یعنے خوش خلق ہو) [١٥٤] طبرانی نے کبیر میں ابو الدرداء
اور ابو امامہ اور واثلہ بن الاسقع اور انس بن مالک رض سے اُنہوں نے کہا حضرت صلعم ایک دن ہمارے سامنے نکلے اور ہم
دین کی کسی بات میں مراء کر رہے تھے آپ بہت غصے ہوئے کہ ایسا غصے کبھی نہیں ہوئے تھے پھر جھڑکا ہمکو اور فرمایا چھوڑو
(یہ بات) اے محمد صلعم کی امت تم سے پہلے لوگ اسی سبب سے تباہ ہوئے چھوڑ دو مراء کو اسمیں بہتری کم ہے چھوڑ دو مراء کو
کیونکہ مومن مراء نہیں کرتا چھوڑ دو مراء کو کیونکہ مراء کرنے والے کا ٹوٹا پورا ہوا چھوڑ دو مراء کو کیونکہ یہ گناہ کافی ہے کہ تو
مراء کرتا رہے چھوڑ دو مراء کو کیونکہ مراء کرنیوالے کی میں شفاعت نکرونگا قیامت کے دن چھوڑ دو مراء کو میں جنت میں تین
گھروں کا ضامن ہوں اوسکے گرد اور بیچ اور بلندی میں اسکے لیے جو سچا رہ کر مراء کو چھوڑ دیوے چھوڑ دو مراء کو اول
جس سے منع کیا مجھکو میرے پروردگار نے بت پوجنے کے بعد وہ مراء ہے اخیر حدیث تک [١٥٥] بزار اور طبرانی نے تینوں معاجم
میں معاذ بن جبل سے میں ضامن ہوں ایک گھر کا جنت کے آس پاس اور جنت کے بیچ میں اور جنت کے اعلے میں جو شخص مراء
کو چھوڑ دے حق پر رہ کر اور جھوٹ کو چھوڑ دے اگرچہ ٹھٹھا کرتا ہو اور جسکا خلق اچھا ہو (یعنے ان تینوں کے لیے ان تینوں
گھروں کا ضامن ہوں) [١٥٦] طبرانی نے کبیر میں ابو سعید خدری رض سے ہم حضرت صلعم کے دروازے کے پاس بیٹھے تھے بحث
کرتے ہوئے کوئی اس آیت سے دلیل لاتا کوئی اس آیت سے اتنے میں آپ نکلے آپکا چہرہ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے انار کا دانہ
آپکے چہرے میں پھوڑ دیا گیا آپنے فرمایا اے لوگو کیا تمکو یہی حکم دیا گیا کیا تمکو یہی حکم ہوا میرے بعد کافر مت بن جانا ایک
دوسرے کی گردنیں مار کر [١٥٧] ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن ابی الدنیا نے ابو ہریرہ رض سے کوئی لوگ ایسے نہیں جو ہدایت کے
بعد گمراہ ہو جاویں مگر وہ جو لڑنے لگیں پھر یہ آیت پڑھی مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا [١٥٨] ترمذی نے ابن عباس سے حضرت صلعم
نے فرمایا کافی ہے تجھکو یہ گناہ کہ تو ہمیشہ لڑتا جھگڑتا رہے [١٥٩] ابو داود اور ابن حبان اور طبرانی نے ابو ہریرہ اور زید
بن ثابت سے کہ قرآن میں مراء کرنا کفر ہے [١٦٠] طبرانی نے کبیر میں ابن عباس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کام تین طرح
کے ہیں ایک وہ جسکی اچھائی کھل گئی اُس کام کو کر اور ایک وہ جسکی برائی کھل گئی اُس سے پرہیز کر اور ایک وہ کام جسمیں اختلاف ہے
اُسکو سونپ کر اُسکے جاننے والے کی طرف امام قسطلانی رح نے کہا جب امام بخاری رحمہ اللہ تعالے وحی کی حدیثوں سے فارغ ہوئے
جو اصل ہے شرع کے حکموں کی تو اسکے بعد ایمان کی کتاب لائے اُسکے بعد علم کی کتاب لائے اسکے بعد عبادتوں کو شروع کیا

اور انکی ترتیب ہی کہی جو حدیث مین تہی یعنے پہلے نماز کو کہا پہر زکوۃ کو پہر حج کو پہر روزے کو تو نماز کو مقدم کیا سب عبادات پر کیونکہ ایمان کے بعد نماز سب عبادتون سے افضل ہے اور نماز سے پہلے طہارت کو بیان کیا اسلیے کہ طہارت کنجی ہے نماز کی جیسے ابو داؤد نے باسناد صحیح روایت کیا دوسرے یہ کہ طہارت شرط ہے نماز کی اور شرط طبعًا مقدم ہے مشروط پر تو وضعًا بھی اسکو مقدم کیا انتہے ما قال القسطلانی رحمہ اللہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْوُضُوْءِ کتاب وضو کے بیان مین **ف** وضو بضم واو اُس فعل کا نام ہے جو نماز سے پہلے کیا جاتا ہے اور بفتح واو پانی کو کہتے ہین جس سے وضو کیا جاتا ہے ابن عساکر کی روایت مین بسم اللہ کتاب الوضوء کے بعد ہے اور بعضی روایتون مین باب ہے تنوین کے ساتھ فی الوضوء **بَابُ** مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ باب بیان مین اس آیت کے جو سورہ مائدہ مین ہے اے ایمان والو جب تم کہڑے ہو نماز کے لیے تو دہو و مُنہ اپنا اور ہاتہ اپنے کہنیون تک اور مسح کرو اپنے سر پر اور دہو و اپنے پانو کو دو نو ٹخنون تک **ف** حافظ ابن حجر نے کہا مقصود امام بخاری کا اشارہ ہے طرف اس کے کہ سلف نے اختلاف کیا ہے اس آیت کے معنے مین اکثر علما نے کہا ہے کہ یہان ایک لفظ محذوف ہے محدثین یعنے جب تمکو وضو نہ ہو اور تم نماز کے لیے کہڑے ہو اور بعضون نے کہا یہ حکم عام ہے ہر بے وضو کے لیے وضو واجب ہے اور باوضو کو نیا وضو کرنا مستحب ہے اور بعضون نے کہا پہلے نیا وضو کرنا سب کے لیے واجب تہا پہر یہ وجوب با وضو کے حق مین منسوخ ہو گیا اور استحباب باقی رہا اور دلیل اسکی وہ ہے جو احمد اور ابو داود نے عبد اللہ بن حنظلہ انصاری سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حکم کیا گیا وضو کا ہر نماز کے لیے خواہ وضو ہو یا نہ ہو جب یہ امر آپ پر دشوار ہوا تو وضو معاف کیا گیا مگر اس صورت مین جب حدث ہو جاوے اور مسلم نے بریدہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے وقت وضو کرتے جس دن مکہ فتح ہوا آپنے کئی نمازین ایک وضو سے پڑہین حضرت عمر نے عرض کیا آپنے وہ کام کیا جو نہین کرتے تہے آپنے فرمایا مین نے قصدًا ایسا کیا مطلب یہ ہے کہ بیان جواز کے لیے ایسا کیا اور انس کی حدیث اس باب مین باب الوضوء من غیر حدث مین آویگی اب علما نے اختلاف کیا ہے کہ وضو کس چیز سے واجب ہوتا ہے بعضون نے کہا حدث سے واجب ہوتا ہے مگر یہ وجوب واسع ہے اور بعضون نے کہا حدث اور نماز کے لیے اٹھنے سے اور ایک جماعت شافعیہ نے اسکو ترجیح دی ہے اور بعضون نے کہا نماز کے لیے اٹھنے سے فقط اور دلیل اسکی یہ ہے کہ اصحاب سنن نے ابن عباس سے روایت کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا مجھے حکم ہوا وضو کا

اسی حالت مین جب نماز کے لیے اوٹھون اور بعض علمار نے وضو مین نیت واجب ہونا اس آیت سے نکالا ہے کیونکہ
مطلب یہ ہے کہ جب تم نماز کے لیے کہڑے ہونیکا ارادہ کرو تو وضو کرو نماز کے لیے اور اسکی مثل ہے یہ قول اذا رأیت
الامیر فقم یعنے جب تم امیر کو دیکہو تو کہڑے ہو لینے کہڑے ہونیکے واسطے اور دلیل لائی ہے اس آیت سے اونہنے جو
کہتا ہے وضو مدینہ مین فرض ہوا اور اس سے پہلے ابن عبد البر نے کہا سب اہل سیر کا اتفاق ہے کہ غسل جنابت کا آپ
پر مکہ مین فرض ہوا تہا جس وقت نماز فرض ہوئی اور آپ نے کوئی نماز نہین پڑہی بغیر وضو کے ابن عبد البر نے کہا
اس بات کو کوئی عالم ایسا نہین جو نہ جانتا ہو حاکم نے مستدرک مین کہا اہل سنت کو احتیاج ہے اس دلیل کی جس سے
رد ہو یہ بات کہ آیت مائدہ کے اوترنے سے پہلے وضو نہ تہا پہر انہون نے ابن عباس کی حدیث بیان کی اسمین یہ ہے کہ حضرت
فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پاس تشریف لے گئین اور وہ رو رہی تہین انہون نے کہا قریش
کے اس گروہ نے آپکو مار ڈالنے کا قصد کیا ہے آپنے فرمایا میرے پاس وضو کا پانی لاؤ پہر وضو کیا اخیر حدیث تک مین
کہتا ہون اس حدیث سے اسکا رد ہوتا ہے جو ہجرت سے پہلے وضو کے وجود کا انکار کرے اور اسکا رد نہین ہوتا جو اس وقت
وضو کے واجب ہونے کا انکار کرے ابن جہم مالکی نے یقین کیا ہے کہ ہجرت سے پہلے وضو مستحب تہا ابن حزم نے یقین
کیا کہ وضو مدینہ مین شروع ہوا اور رد کرتا ہے ان دونو کا وہ جو ابن لہیعہ نے مغازی مین نکالا ابو الاسود سے انہون نے
روایت کی عروہ سے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت وضو سکہایا جب
آپ پر وحی لیکر آئے اور یہ روایت مرسل ہے اور وصل کیا اسکو امام احمد نے ابن لہیعہ کے طریق سے اونہون نے کہا
ابن لہیعہ نے روایت کی زہری سے انہون نے عروہ سے اونہون نے اسامہ بن زید سے انہون نے زید سے نکالا اسکو ابن ماجہ نے
رشدین بن سعد کے سے انہون نے عقیل سے انہون نے زہری سے ایسا ہی لیکن انہون نے زید بن حارثہ کا سند مین
ذکر نہین کیا اور نکالا اسکو طبرانی نے اوسط مین لیث سے انہون نے عقیل سے موصولاً اور اگر یہ روایت ثابت ہو
تو صحیح کی شرط پر ہوگی مگر مشہور یہ ابن لہیعہ کی روایت ہے انتہی مین کہتا ہون اس روایت سے بھی ابن حزم کا رد ہوتا
ہے نہ ابن جہم کا کیونکہ وضو سکہانے سے اسکا وجوب لازم نہین آتا امام شوکانی نے نیل الاوطار مین کہا کہ خلیل اور
اصمعی اور ابو حاتم سجستانی اور ازہری اور ایک جماعت علمار نے دونو معنوں کے لیے وضو بفتح واو کہا ہے اور صاحب مطالع
نے کہا کہ دونو معنوں کے لیے ضمہ واو بہی منقول ہے اور وضو مشتق ہے وضارت سے وضارت کے معنے حسن اور نظافت اور چونکہ
نماز کی نظافت اس فعل سے ہوتی ہے اسلیے اسکو وضو کہا انتہی قَالَ اَبُو عَبْدِ اللّٰہِ وَبَیَّنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَنَّ فَرْضَ الْوُضُوْءِ مَرَّةً مَرَّةً ۔ ابو عبد اللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان کر دیا کہ وضو مین فرض

ایک ایک بار بھی **ف** یعنے اعضاء کا دہونا ایک ایک بار فرض ہے اور یہ اشارہ ہے اُس آیت کیطرف جو مؤلف نے اسکے بعد ابن عباس
سے روایت کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک بار وضو کیا اور یہ بیان ہے اُس اجمال کا جو آیت میں ہے کیونکہ آیت
میں عدد کا تعین نہ تہا پس حضرت صلعم نے بیان کر دیا کہ ایک ایک بار دہونا تو واجب ہے اور اس سے زیادہ مستحب ہے اور اسکی متعلق حدیثیں
آگے مذکور ہونگی اور ابن ماجہ نے جو روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور ایک ایک بار وضو
کیا اور فرمایا یہ وضو ہے جسکے بغیر اللہ تعالی نماز کو نہیں قبول کرتا تو اسمین فعل اور قول دونوں کا بیان ہے پر یہ حدیث
ضعیف ہے اسکو ابن ماجہ نے نکالا اور اسکے اور طریق بھی ہیں لیکن سب ضعیف ہیں (فتح) وَتَوَضَّأَ اَيْضًا مَرَّتَيْنِ
مَرَّتَيْنِ وَثَلٰثًا اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دو دو بار وضو کیا ہے اور تین تین بار بھی **ف** اصیلی کی روایت
مین وثلثا ثلثا مکرر ہے حافظ ابن حجر نے کہا ان دونوں تعلیقوں کا ذکر موصولا ایک جداگانہ باب مین آویگا
انشاء اللہ تعالی وَلَمْ يَزِدْ عَلٰى ثَلَاثٍ اور تین تین بار سے زیادہ نہیں کیا **ف** یعنے کسی حدیث مرفوع مین یہ وارد
نہیں ہوا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تین بار سے زیادہ کسی عضو کو دہویا بلکہ آپ سے برائی وارد ہوئی اس شخص
کی جسنے تین بار سے زیادہ دہویا اور یہ ابو داؤد نے روایت کیا عمرو بن شعیب سے اونہون نے اپنے باپ سے انہون نے اپنے دادا سے
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین تین بار وضو کیا پہر فرمایا جسنے اس سے زیادہ کیا یا اس سے کم کیا اسنے برا کیا اور ظلم
کیا اسکا اسناد عمدہ ہے لیکن امام مسلم نے اسکو عمرو بن شعیب کے منکرات مین شمار کیا کیونکہ اسکے ظاہر سے یہ نکلتا ہے کہ تین
سے کم جسنے دہویا اسنے بھی برا کیا اور اسکا جواب دیا ہے کہ تین سے کم دہونا برا ہے لیکن ظلم تین سے زیادہ دہونا ہے
اور بعضون نے کہا ہے اسمین ایک لفظ محذوف ہے یعنے جسنے ایک بار سے بھی کم کیا اور تائید کرتا ہے اسکی جو روایت کیا
نعیم بن حماد نے مطلب بن حنطب سے مرفوعا کہ وضو ایک ایک بار ہے اور دو دو بار اور تین تین بار پہر اگر ایک سے بھی کم
کیا تو خطا کی اور یہ روایت مرسل ہے پر راوی اسکے ثقہ ہیں اور بعضون نے یہ جواب دیا ہے کہ اس حدیث کو سب راویون سے
کمی کا ذکر نہیں کیا ہے بلکہ اکثر راویون نے صرف زیادہ کرنیکا ذکر کیا ہے ایسا ہی روایت کیا ابن خزیمہ نے اپنے صحیح مین
اور ایک نادر بات نقل کی ابو حامد اسفرائنی نے بعض علماء سے کہ تین سے کم دہونا درست نہیں اور شاید ان علماء نے
اس حدیث سے دلیل پکڑی اور یہ بالاجماع غلط ہے اور دوسری حادیث سے صاف ثابت ہے کہ حضرت صلعم نے دو دو بار
اور ایک ایک بار وضو کیا اور امام مالک سے جو کہا کہ مین ایک بار دہونا پسند نہیں کرتا مگر عالم کیلیے تو اس سے زیادہ دہونیکا
وجوب ثابت نہیں ہوتا (فتح الباری) وَكَرِهَ اَهْلُ الْعِلْمِ الْاِسْرَافَ فِيْهِ وَاَنْ يُّجَاوِزُوْا فِعْلَ النَّبِيِّ صَلَّى
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور مکروہ رکہا ہے علم والون نے اسراف کرنا وضو مین اور بڑہانا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کرنا ہے ف حافظ ابن حجر نے کہا امام بخاری نے اس کلام سے اشارہ کیا اس حدیث کی طرف جسکو ابن ابی شیبہ نے نکالا ہلال بن یساف سے جو تابعین میں سے ہیں انہوں نے کہا یوں کہا جاتا تھا کہ وضو میں اسراف ہے اگرچہ تو نہر کے کنارے پر ہو اور روایت کیا اسنادا سکے ابو الدرداء اور ابن مسعود سے اور اسی معنون میں ایک حدیث ہے مرفوع جسکو امام احمد اور ابن ماجہ نے باسناد ضعیف عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کیا اور ابن ابی شیبہ نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا انہوں نے کہا تین بار کر کے بعد زیادہ اور احمد اور اسحق وغیرہما اماموں نے کہا تین سے زیادہ دہونا جائز نہیں اور ابن مبارک نے کہا مجھے ڈر ہے کہ جو کوئی تین بار سے زیادہ دہووے وہ گنہگار ہوگا اور شافعی نے کہا مجھے پسند نہیں کہ وضو کرنے والا تین سے زیادہ کرے اگر زیادہ کرے تو میں اسکو مکروہ نہیں کہونگا یعنے حرام نہیں کہونگا کیونکہ پسند نہ ہونے سے کراہت ثابت ہو چکی اور یہی قول صحیح ہے شافعیہ کے نزدیک کہ تین بار سے زیادتی مکروہ تنزیہی ہے اور دارمی نے جو شافعیہ میں سے ہیں نقل کیا ہے بعض لوگوں سے کہ تین بار سے زیادہ کرنا وضو کو باطل کرتا ہے جیسے نماز میں زیادہ کرنا اور یہ قیاس فاسد ہے اور زیادتی کی حرمت یا کراہت سے یہ لازم آتا ہے کہ نیا وضو مطلقاً کرنا مستحب نہیں ہے اور شافعیہ کے نزدیک اختلاف ہے کہ اس زیادتی کا حکم یعنے زیادتی کی کراہت یا تحریم کب اٹھیگی صحیح یہ ہے کہ اگر وضو سے فرض یا نفل پڑھ لے تو زیادتی کا حکم اوٹھ گیا اور بعضوں کے نزدیک صرف فرض پڑھنے سے اوٹھیگا اور بعضوں نے کہا ہر عبادت سے یہاں تک کہ سجدہ تلاوت اور سجدہ شکر اور مس مصحف سے بھی اور بعضوں نے کہا اس عبادت کے ادا کرنے سے جسکے لیے وضو کیا گیا اور یہ عام ہے اور بعض حنفیہ کا یہ قول ہے کہ تین بار سے زیادتی کرنا اسوقت مکروہ ہے جب اس زیادتی کو سنت سمجھے ورنہ کوئی عدد کا تعین نہیں ہے پس اگر چار بار یا پانچ بار دہویا تو بھی کوئی الزام نہیں خاصکر جب ثواب کی نیت ہو کیونکہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ وضو پر وضو کرنا نور ہے میں کہتا ہوں یہ حدیث ضعیف ہے اور شاید مصنف نے اس روایت کی طرف اشارہ کیا اور اسکی تفصیل سورہ مائدہ کی تفسیر میں آویگی اور اس زیادتی میں سے وہ حالت ہے جب معلوم ہو کہ عضووں میں سے کوئی مقام سوکھا رہ گیا ہے تو صرف اسی مقام کو دہو لیوے اور اگر وضو سے فارغ ہونے کے بعد صرف شک ہو کہ کوئی مقام سوکھا رہ گیا اور یقین نہ ہو تو نہ دہووے کیونکہ اسمیں وسواس کا مرض پیدا ہونیکا اندیشہ ہے اور وسواس برا ہے انتہے قسطلانی نے کہا ایک بار دہونا اسوقت ہوگا جب سارا عضو ڈھانپ دے اگر وضو کرتے میں شک ہو کہ دو بار یا تین بار دہویا تو اکثر کو لیوے تاکہ چوتھی بار کی زیادتی سے محفوظ رہے اور صحیح یہ ہے کہ اقل یعنے کم کو لیوے جیسے رکعات کے عدد میں انتہے عینی اور خیر جاری میں ہے کہ امام بخاری نے یہ کلام وبین النبی صلے اللہ علیہ وسلم اسلیے کہا کہ آیت سے صرف ایک بار دہونا نکلتا ہے تو امام بخاری نے یہ بیان کرنا

جیا تاکہ ایک بار سے زیادہ دہونا منع نہیں بلکہ مستحب ہے اسلیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے زیادتی ثابت ہے نیل الاوطار مین ہے کہ احمد اور نسائی اور ابن ماجہ نے عمرو بن شعیب سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے اپنے دادا سے یعنی عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کیا کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گنوار آیا وہ آپ سے وضو کو پوچھتا تھا آپ نے اسکو وضو تین تین بار دکہلایا پہر فرمایا یہ وضو ہے جو کوئی اسپر زیادہ کرے اس نے برا کیا اور زیادتی کی اور ظلم کیا اور اس حدیث کو ابو داؤد اور ابن خزیمہ نے بہی روایت کیا حافظ نے کہا یہ طرق صحیحہ سے مروی ہے اور فتح الباری مین تصریح کی کہ ابن خزیمہ نے اسکو صحیح کہا اور ابو داؤد کی روایت مین یون ہے جسنے زیادہ کیا اسپر یا کم کیا اسنے برا کیا اور ظلم کیا او سمین زیادتی کی نہین ہے اور نسائی مین کم کیا نہین ہے اور عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ اس اسناد مین محدثین کو گفتگو ہے اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ تین بار سے زیادہ دہونا زیادتی ہے طہارت مین اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن مغفل سے روایت کیا اونہون نے کہا مین نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے قریب ہے کہ اس امت مین ایسے لوگ پیدا ہونگے جو زیادتی کرینگے طہارت اور دعا مین اور ایسا کرنے والا برا ہے اور ظالم ہے۔ برا ہے یعنی چونکہ اولے کو ترک کیا اور سنت کی حد سے بڑہ گیا اور ظالم ہے اسوجہ سے کہ اسنی چیز کو اپنی جگہہ مین نہ رکہا دوسری جگہہ رکہا اور ابو داؤد کی روایت مین جو کم کیا ہے یہ مشکل ہوا ایک جماعت علما کو حافظ نے کہا کہ برائی اور ظلم دونو اسکے لیے ہین جو کم اور زیادہ دونو کرے اور جائز ہے کہ برائی کمی مین ہو اور ظلم زیادتی مین اور قاعدون سے زیادہ مشابہ ہے اور اول توجیہ سیاق سے زیادہ موافق ہے اور ممکن ہے توجیہ ظلم کی کمی مین اسطرح کہ اوسنے جب کمی کی تو گویا اپنے نفس پر ظلم کیا کیونکہ تین بار کے ثواب سے محروم رہا اسیطرح برائی کی بہی کیونکہ تارک سنت برا ہے لیکن البتہ اسکی توجیہ کمی مین مشکل ہے اسی لیے کمی کی روایت مین اعتدار کا لفظ نہین ہے اور اسمین اختلاف نہین ہے کہ تین بار سے زیادہ کرنا مکروہ ہے انتہے **باب** لاتُقْبَلُ صَلٰوۃٌ بِغَیْرِ طُھُوْرٍ باب بیان مین اس بات کے کہ نماز بغیر طہارت کے یعنے وضو یا غسل کے قبول نہین ہوتی **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہ ترجمہ باب ایک حدیث کا لفظ ہے جسکو مسلم وغیرہ نے ابن عمر سے روایت کیا ہے اور ابو داؤد وغیرہ نے ابو الملیح بن اسامہ سے اونہون نے اپنے باپ سے اور اس حدیث کے کئی طریقے ہین لیکن کوئی طریقہ امام بخاری کی شرط پر نہ تہا اسیواسطے امام بخاری نے اسکو ترجمہ باب مین ذکر کیا اور اس باب مین ایک اور حدیث لائے جو اسکی قائم مقام ہے انتہی قسطلانی نے اس مقام پر ایک بحث کی جسکو ہمنے عام فہم نہ ہونیکے سبب سے ذکر نہ کیا **حدثنا** اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ الْحَنْظَلِیُّ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ھَمَّامِ ابْنِ مُنَبِّہٍ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَا ھُرَیْرَۃَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوۃُ

مَنْ اَحْدَثَ حَتّٰی یَتَوَضَّاَ قَالَ رَجُلٌ مِّنْ حَضْرَمَوْتَ مَا الْحَدَثُ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ فُسَاءٌ اَوْ ضُرَاطٌ ترجمہ
حدیث بیان کی ہمسے اسحق بن ابراہیم حنظلی نے اونہون نے کہا خبر دی ہمکو عبد الرزاق ابن ہمام نے اونہون نے کہا خبر دی ہمکو معمر
ابن راشد نے اونہون نے روایت کی ہمام بن منبہ سے انہون نے سنا ابو ہریرہ رض سے وہ کہتے تھے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا جس شخص کو حدث ہو اسکی نماز قبول نہ ہوگی جب تک وضو کرے ایک شخص حضر موت (ایک شہر ہے یمن مین یا
ایک قبیلہ ہے) والا بولا حدث کسکو کہتے ہین اے ابو ہریرہ انہون نے کہا پھسکی یا پاد ف پھسکی فساء کا ترجمہ ہے
اور پاد ضراط کا فساء اور ضراط دونون باو کو کہتے ہین جو مقعد سے نکلتی ہے پر جسمین آواز نہ ہو وہ فساء ہے اور جسمین
آواز ہو وہ ضراط ہے یعنی گوز حافظ ابن حجر نے کہا مولف نے اسحدیث کو باب ترک الحیل مین نکالا اسحاق بن نصر اور ابو داود نے
احمد بن حنبل سے ان دونون نے روایت کی عبد الرزاق سے وہین یہ ہے کہ اللہ قبول نہ کریگا نماز اسکی جسکو حدث ہوا اخیر تک
اور مراد قبول سے یہان صحیح ہونا ہے یعنی کافی ہو جانا اور ذمہ سے ساقط ہو جانا اور حقیقی معنے قبول کے اور ہین اور وہی مراد ہین
اسحدیث مین کہ جو شخص کاہن کے پاس جاوے اسکی نماز قبول نہ ہوگی کیونکہ کاہن کے پاس جانے والے کی نماز صحیح ہو جاویگی پر اسکا ثمرہ نہ ملیگا
اور یہی قبول حقیقی ہے کہ ثمرہ ملے یعنی رضا اور خوشنودی پروردگار اور نعمائی بہشت وغیرہ اور کبھی عمل صحیح ہوتا ہے لیکن
قبول نہین ہوتا اور اسی لیے بعضے اگلے علماء نے کہا ہے کہ اگر ایک نماز میری قبول ہو جاوے تو وہ ساری دنیا سے مجھکو زیادہ پسند
ہے یا ابن عمر رض کا قول ہے اللہ تعالی فرماتا ہے اللہ قبول نہین کرتا مگر پرہیزگارون سے اور حدث سے مراد وہ چیز ہے جو قبل یا دبر سے
نکلے اور ابو ہریرہ نے خاص معنے بیان کیا کیونکہ یہ حدث کبھی نماز کے اندر واقع ہو جاتا ہے اور باقی حدث جیسے ذکر
کا چھونا یا عورت کا چھونا یا منہ بھر کے قے ہونا یا کبھی لگانا ان چیزونکو شاید ابو ہریرہ حدث نہ سمجھتے ہونگے اور مولف کا بھی یہی قول ہے
انہون نے ایک باب قائم کیا ہے اس مطلب کے لیے وہ آگے آویگا اور بعضون نے کہا ابو ہریرہ نے خاص ان دو چیزون کو بیان
کیونکہ سائل کو اور حدث معلوم ہونگے اور اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ حدث سے نماز باطل ہو جاتی ہے خواہ وہ اختیار
سے ہو یا بے اختیاری سے اور یہ کہ ہر نماز کے لیے وضو واجب نہین ہے کیونکہ قبول کی نفی کی وضو تک تو وضو کی حالت مین قبول ثابت
ہوا اور وضو سے مراد پانی سے وضو کرنا ہے یا جو وضو کے قائم مقام ہو جیسے تیمم اور نسائی نے باسناد قوی ابو ذر رض سے
روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا پاک مٹی مسلمان کا وضو ہے تو شارع نے تیمم کو بھی وضو کہا اور مراد یہ ہے کہ نماز اسکی قبول
ہوگی جو وضو کرے باقی نماز کی شرطون کے ساتھ انتہے قسطلانی نے کہا مصابیح مین ہے کہ بعض فاضلون نے
یہ اعتراض کیا کہ ابو ہریرہ کی حدیث سے لازم آتا ہے کہ اگر کوئی حدث کی حالت مین نماز پڑھے پھر وضو کرلے تو وہ نماز قبول
ہو جاوے مینے اسکا جواب یہ دیا کہ ایسی نماز اجماعاً صحیح نہین ہے اور حدیث سے بھی یہی مضمون نکل سکتا ہے اسطرح کہ وضو کرنا تمام

کی ثابت ہو نہ عدم قبول کی تو مطلب ہوگا کہ تم میں سے ایک کی نماز حالت حدث میں قبول نہ ہوگی جب تک وضو نہ کرے یعنے وضو کر کے پڑھے اس صورت میں یہ اعتراض ساقط ہو جاویگا انتہی امام شوکانی نے نیل الاوطار میں کہا کہ مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور احمد نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا نماز کو بغیر طہارت کے اور نہ صدقہ کو چوری کے مال میں سے اس حدیث کو طبرانی نے بھی روایت کیا اور اس باب میں اسامہ بن عمیر والد ابو الملیح اور ابو ہریرہ اور انس اور ابو بکر صدیق اور زبیر بن عوام اور ابو سعید خدری وغیرہم سے روایتیں ہیں حافظ نے کہا اسکی سند صحیح ہے اور الفاظ ترمذی کی شرح میں لکھے ہیں نووی نے شرح مسلم میں کہا کہ امت نے اجماع کیا ہے اسپر کہ طہارت شرط ہے نماز کی صحت کی قاضی عیاض نے کہا اسمیں اختلاف ہے کہ نماز کے لیے طہارت کب فرض ہوئی ابن جہم نے کہا کہ شروع اسلام میں وضو سنت تھا پھر آیت تیمم میں اسکی فرضیت اتری اور جمہور نے کہا پہلے سے فرض تھا اور حافظ ابن حجر نے اسکی پوری تفصیل فتح الباری میں شروع کتاب الوضوء میں کی ہے (اور ہم اوسکا ترجمہ کر چکے ہیں) اب اختلاف کیا ہے علما نے کہ آیا وضو فرض ہے ہر شخص پر جو نماز کے لیے اوٹھے یا اسی پر جسکو حدث ہو بعض علماء سلف اس طرف گئے ہیں کہ ہر نماز کے لیے وضو فرض ہے (اگرچہ وضو رہا ہو اور حدث نہ ہوا ہو) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اذا قمتم الی الصلوٰۃ یعنے جب تم نماز کے لیے اوٹھو تو دہو ڈالو اپنے مونہوں کو اخیر تک اور بعض علماء کا یہ قول ہے کہ ابتدائے اسلام میں ہر نماز کیلئے وضو کرنیکا حکم تھا پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور بعضوں نے کہا یہ امر استحبابی ہے (یعنے ہر نماز کے لیے وضو کرنا مستحب ہے) اور بعضوں نے کہا مستحب نہیں ہے بلکہ وضو اوسی کے لیے مشروع ہے جسکو حدث ہو لیکن اگلے وضو کو نیا کرنا ہر نماز کے لیے مستحب ہے نووی نے قاضی عیاض سے نقل کیا کہ پھر اہل فتویٰ کا اسپر اجماع ہو گیا اور انمیں اختلاف نہیں رہا اور معنے آیت کا انکے نزدیک یہ ہے کہ جب تم حدث کی حالت میں نماز کے لیے اوٹھو اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اکثر علما کا یہی قول لکھا ہے اور دلالت کرتا ہے اسپر وہ جو روایت کیا احمد اور ابو داؤد نے عبد اللہ بن حنظلہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر نماز کے لیے وضو کرنیکا حکم ہوا تھا خواہ با وضو ہوتے یا بے وضو جب آپ پر یہ شاق ہوا تو وضو معاف ہو گیا مگر جب حدث ہو اور مسلم نے بریدہ سے روایت کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لیے وضو کرتے تھے پھر جس دن مکہ فتح ہوا آپ نے کئی نمازیں ایک وضو سے پڑھیں حضرت عمر نے کہا آپ نے وہ کام کیا جو نہیں کرتے تھے آپ نے فرمایا میں نے عمداً ایسا کیا یعنے اس امر کو ظاہر کرنے کیلیے کہ ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھنا جائز ہیں اور دارمی نے اپنے مسند میں اسپر استدلال کیا اس حدیث سے کہ وضو نہیں ہے مگر حدث سے تو حق یہی ہے کہ ہر نماز کے لیے وضو مستحب ہے اور صاحب منار نے جو اسمیں شک کیا وہ صحیح نہیں اسواسطے کہ احادیث میں تصریح ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لیے وضو کرتے تھے فتح کے وقت تک اور وہ عام ہے کہ حدث سے ہو یا بغیر حدث کے اور آیت کا بھی

مضمون یہی ہے اور آیت میں حدث کی قید نہیں ہے اور احمد نے ابو ہریرہ سے مرفوعاً روایت کی کہ اگر میری امت شاق نہوتا تو
مین انکو حکم کرتا ہر نماز کے وقت وضو کرنیکا اور ہر نماز کو ساتھ مسواک کرنیکا یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے اور مصنف عنقریب باب فضل الوضوء میں
صلوۃ میں بیان کرینگے اور جماعت نے سوا مسلم کے روایت کیا کہ حضرت ہر نماز کے لیے وضو کرتے تھے ترمذی نے انس سے روایت
کیا آپ طہارت سے ہوتے یا بے طہارت اور جس حدیث میں اونٹوں کے گوشت سے وضو نہ کرنیکا ذکر ہے اس میں دلیل ہے وضو پر نیا وضو
کرنیکی کیونکہ آپ نے حکم کیا اس بات کا کہ بکری کا گوشت کہا کر وضو کو نہیں توڑتا پہر سائل سے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو
وضو کر لے اور احادیث صحیحہ وضو کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں جیسے یہ حدیث کہ کوئی تم میں سے ایسا نہیں ہے جو وضو کرے
پہر پورا کرے وضو کو بعد اسکے کہے اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ مگر اوسکے لیے آٹہوں دروازے
جنت کے کہل جاوینگے جس میں سے چاہے وہ جاوے نکالا اسکو مسلم اور صحاب سنن نے عقبہ بن عامر سے اور ایک حدیث کہ
وضو کے ساتہ اسکے گناہ نکل جاتے ہیں پانی کے ساتہ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتہ روایت کیا اسکو مسلم اور مالک
اور ترمذی نے ابو ہریرہ سے اور ایک حدیث جو کوئی میرے اس وضو کیطرح وضو کرے اسکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے
اور اسکی نماز اور مسجد کیطرف جانا الگ ہے روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے عثمان سے اور ایک حدیث جب تو وضو
کرے تو تو نے گناہوں سے اپنے غسل کیا جیسے تو اس دن تہا جس دن تیری ماں نے تجہے جنا روایت کیا اسکو مسلم اور نسائی
نے ابو امامہ سے اور انکے سوا بہت حدیثیں ہیں جنکو ہم انشاء اللہ باب میں جو فضل وضو کا ہے بیان کرینگے) تو جو شخص حق کا طالب
اور ثواب کا خواہان ہو وہ ان دلیلوں کو نہ چہوڑیگا جنکی روشنی آنکہہ والے پر پوشیدہ نہیں ہے اور ان حدیثوں کو چہوڑ کر
ایک لغو شبہہ میں نہ پڑیگا وہ شبہہ یہ ہے کہ ہر نماز کے لیے نیا وضو کرنے سے کہیں اس وعید میں داخل نہ ہو جو حدیث میں وارد
ہے جسنے اسپر زیادہ کیا اسنے برا کیا اور ظلم کیا کیونکہ بہت دلیلوں سے یہ امر ثابت ہے کہ ہر نماز کے لیے وضو کرنا افضل ہے اور
ایک وضو سے کئی نمازیں پڑہنا رخصت ہے بلکہ بعض علماء اسطرف گئے ہیں کہ ہر نماز کے لیے وضو کرنا واجب ہے
جیسے اوپر ہم نے بیان کیا اور عبد اللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو
کوئی طہارت پر وضو کرے اسکے لیے اللہ تعالے دس نیکیاں لکہیگا روایت کیا اسکو ترمذی اور ابو داؤد
نے پہر یہ حدیث نص ہے مطلوب پر اور اسکے بعد بہی کیا کوئی شک رہتی ہے اور حافظ منذری نے کہا روایت کیا
اسکو ابن ماجہ نے اور کہا یہ حدیث کہ وضو پر وضو نور پر نور ہے تو اسکی کوئی اصل مجہے یاد نہیں حضرت کی حدیث سے
اور شاید یہ سلف میں کسیکا قول ہے مترجم کہتا ہے کہ رزین بن معاویہ عبدری نے عبد اللہ بن زید سے روایت کیا
کہ حضرت نے وضو کیا دو دو بار اور فرمایا کہ وہ نور ہے نور پر مگر رزین کی سند کا حال معلوم نہیں اور اکثر انکی سند ضعیف ہوتی ہے

مترجم کہتا ہے اس تقریر سے رد ہو گیا بعض علماء کا یہ کلام کہ وضو پر وضو کرنے میں حدیث کا خلاف ہوتا ہے کہ جسنے
زیادہ کیا تین بار پر اُسنے ظلم کیا اور برا کیا کیونکہ اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ وضو کرتے وقت تین بار سے زیادہ نہ دہووے
اور اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جب باوضو ہو تو تجدید وضو کی نہ کرے کیونکہ تجدید وضو کی ہر نماز کے لیے متعدد احادیث سے
ثابت ہے امام شوکانی نے حدیث باب کی شرح میں لکھا کہ اس حدیث سے اُن لوگوں نے استدلال کیا ہے جو کہتے ہیں کہ سبیلین
(یعنے قبل اور دبر) کے سوا اور جگہہ سے جو چیز نکلے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا جیسے قے اور پچہنی لگانا اور ذکر کو چہونا حالانکہ یہ
استدلال ابوہریرہ کی تفسیر سے ہے اور صحابی کی تفسیر حجت نہیں ہے اور اس میں علماء اصول کا اختلاف ہے مترجم کہتا ہے کہ ابوہریرہ
کی تفسیر سے بھی یہہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ ابوہریرہ نے حدث کا حصر نہیں کیا ورنہ پائخانہ اور پیشاب حدث نہ ہوگا
حالانکہ وہ بالاتفاق حدث ہیں بلکہ ابوہریرہ نے منجملہ حدثوں کے دو حدث بیان کر دیے پہسکی اور ریاح اور ان کی یہہ
غرض نہیں ہے کہ ان دونوں کے سوا اور کوئی چیز حدث نہیں ہے امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں کہا حدیث بیان
کی ہمسے ابوبکرہ نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو عامر عقدی نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سفیان نے
اونہوں نے روایت کی علقمہ بن مرثد سے انہوں نے سلیمان بن بریدہ سے انہوں نے اپنے باپ سے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم ہر نماز کے لیے وضو کرتے تھے جب مکہ کی فتح کا دن ہوا تو آپنے کئی نمازیں ایک وضو سے پڑہیں حدیث بیان کی ہمسے ابن
مرزوق نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو عاصم اور ابو حذیفہ نے ان دونوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سفیان
نے انہوں نے روایت کی علقمہ بن مرثد سے اونہوں نے سلیمان بن بریدہ سے انہوں نے اپنے باپ سے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و
سلم نے مکہ کے فتح کے دن پانچ نمازیں پڑہیں ایک وضو سے اور مسح کیا دونوں موزوں پر حضرت عمر نے کہا آپنے وہ کام کیا جو نہیں
کرتے تھے آپنے فرمایا مینے عمداً ایسا کیا حدیث بیان کی ہمسے ابن مرزوق نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو حذیفہ
نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سفیان نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے علقمہ نے انہوں نے روایت کی
سلیمان سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ وضو کرتے تھے ہر نماز کے لیے اور بعض لوگ اسطرف گئے
ہیں کہ ہر نماز کے لیے وضو کرنا واجب ہے اور انکی دلیل یہی حدیث ہے اور اکثر علماء اسکے خلاف ہیں وہ کہتے ہیں وضو واجب نہیں ہے
مگر حدث سے اور انکی موافق ہے یہ حدیث جو بیان کی ہمسے یونس نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابن وہب نے انہوں نے کہا خبر
دی ہمکو اسامہ بن زید اور ابن جریج اور ابن سمعان نے اونہوں نے روایت کی محمد بن منکدر سے اونہوں نے جابر بن عبداللہ سے کہ
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری عورت کے پاس گئے آپکے ساتھ آپکے اصحاب تھے اسنے ایک بہنی ہوئی بکری پیش کی
آپنے کہایا اور ہمنے بھی کہایا پھر ظہر کا وقت آیا آپنے وضو کیا اور نماز پڑہی پھر آپ لوٹ پیچھے ہوئے کہانے کیطرف پھر کہایا

پہر عصر کی نماز کا وقت آیا آپ نے نماز پڑہی اور وضو نہ کیا ابو جعفر طحاوی نے کہا اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ آپ نے ظہر اور عصر کو ایک وضو سے پڑہا جو ظہر کے وقت کیا تہا اور ابن بریدہ نے جو روایت کی کہ آپ ہر نماز کے لیے وضو کرتے تہے تو فضیلت حاصل کرنے کے لیے ہوگا نہ وجوب کے لیے اگر کوئی یہ کہے کہ وضو پر وضو کرنے میں کچہ فضیلت ہے ہم کہیں گے ہان ہم سے حدیث بیان کی یونس نے انہوں نے کہا خبر دی ہم کو ابن وہب نے اونہوں نے کہا مجہکو خبر دی عبد الرحمان بن زیاد بن انعم نے اونہوں نے روایت کی ابو غطیف ہذلی سے اونہوں نے کہا میں عبد اللہ بن عمر رض کے ساتہ ظہر کی نماز پڑہی پہر وہ اپنے گہر کی مجلس میں گئے میں بہی انکے ساتہ گیا یہاں تک کہ عصر کی اذان ہوئی انہوں نے وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا پہر نکلے میں بہی انکے ساتہ نکلا انہوں نے عصر کی نماز پڑہی پہر اپنی مجلس کو لوٹے میں بہی انکے ساتہ لوٹا جب مغرب کی اذان ہوئی انہوں نے پہر وضو کا پانی منگوایا میں نے کہا یہ کیا ہے اے ابو عبد الرحمن ہر نماز کے لیے وضو کرنا اونہوں نے کہا تم جانتے ہو کہ یہ سنت نہیں ہے بلکہ پہلا وضو صبح کی نماز کے لیے ساری نمازوں کو کافی ہے جب تک مجہے حدث نہ ہو لیکن میں نے سنا رسول اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے جو کوئی وضو کرے طہارت پر اوسکے لیے دس نیکیاں لکہی جاوینگی تو اے بہتیجے میرے مینے رغبت کی اسمین (اس حدیث کا اسناد ضعیف ہے) تو جائز ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز کے لیے وضو کیا ہو جیسے ابن بریدہ نے روایت کیا اس فضیلت کو حاصل کرنے کے لیے نہ اس وجہ سے کہ وضو ہر نماز کے لیے واجب تہا اور انس بن مالک نے جو روایت کیا وہ اسپر دلالت کرتا ہے حدیث بیان کی ہمسے ابن مرزوق نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے وہب بن جریر نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ نے انہوں نے روایت کی عمرو بن عامر سے انہوں نے انس بن مالک رض سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس وضو کا پانی لایا گیا آپ نے اس سے وضو کیا میں نے انس سے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے وقت وضو کرتے تہے اونہوں نے کہا ہاں میں نے کہا تم انہوں نے کہا ہم تو کئی نمازیں ایک وضو سے پڑہتے تہے تو انس نے بہی یہی حکم سمجہا آپ کے فعل کا اور ہر نماز کے لیے وضو اونپر فرض نہیں جانا اور یہ بہی جائز ہے کہ پہلے ہر نماز کے لیے وضو واجب ہو پہر یہ وجوب منسوخ ہو گیا ہو پہر ہمنے غور کیا کہ کچہ اثر اس مضمون کے ملتے ہیں یا نہیں تو ابن ابی داؤد نے حدیث بیان کی ہمسے اونہوں نے کہا ہمسے وہبی نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا ہمسے ابن اسحق سے حدیث بیان کی اونہوں نے روایت کی محمد بن یحیی بن حبان سے انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے محمد نے کہا میں نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے کہا عبد اللہ بن عمر جو ہر نماز کے لیے وضو کرتے ہیں خواہ با وضو ہوں یا بے وضو اسکا کیا سبب ہے اونہوں نے کہا اسما بنت زید بن خطاب نے انسے حدیث بیان کی کہ عبد اللہ بن حنظلہ بن ابی عامر نے انسے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے حکم ہوا ہر نماز کے لیے وضو کرنیکا خواہ با وضو ہوں یا بے وضو جب یہ شاق ہوا آپ پر تو حکم ہوا ہر نماز کے لیے مسواک کرنیکا اور ابن عمر یہ سمجہتے تہے کہ انمیں طاقت ہے ہر نماز کے لیے وضو کرنیکی تو وہ وضو کو نہیں چہوڑتے تہے کسی نماز کے وقت اس حدیث سے یہ نکلا کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر نماز کے وقت وضو کرنے کا حکم ہوا تھا پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا تو جو اوپر ہم نے ذکر کیا اس سے ثابت ہوا کہ ایک ہی وضو کافی ہے جب تک حدث نہ ہو دوسری دلیل عقلی یہ ہے کہ وضو مانند غسل کے ہے اور غسل وقت گذرنے سے نہیں ٹوٹتا تو وضو بھی نہ ٹوٹے گا تیسری دلیل یہ ہے کہ علماء نے اجماع کیا ہے کہ مسافر کو کئی نمازیں ایک وضو سے پڑھنا جائز ہیں اور یہ اختلاف مقیم میں ہے اور حدث جیسے طہارت واجب کرتا ہے مسافر پر اسیطرح مقیم پر تو وقت کا نکلنا جیسے مسافر کا وضو نہیں توڑتا اسیطرح مقیم کا بھی نہیں توڑیگا اور یہی قول ہے ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک جماعت علماء نے یہی کہا ہے حدیث بیان کی ہمسے ابن خزیمہ نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے حجاج نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے حماد نے انہوں نے روایت کی ابو عمران جونی سے انہوں نے انس بن مالک سے کہ ابو موسی اشعری کے ساتھی لوگوں نے وضو کیا اور ظہر کی نماز پڑھی جب عصر کا وقت آیا تو وہ کھڑے ہوئے وضو کرنے کو ابو موسی نے کہا تمکو کیا ہوا کیا حدث ہوا انہوں نے کہا نہیں ابو موسی نے کہا پھر بغیر حدث کے وضو کرتے ہو وہ زمانہ قریب ہے جب آدمی اپنے باپ اور بھائی اور چچا اور چچا کے بیٹے کو قتل کریگا لیکن حدث کے بغیر وضو کریگا حدیث بیان کی ہمسے ابو بکرہ نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو داؤد نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ نے انہوں نے روایت کی عمرو بن عامر سے کہا میں نے سنا انس سے وہ کہتے تھے ہم سب نمازیں ایک وضو سے پڑھتے تھے جب تک ہمکو حدث نہ ہوتا تھا حدیث بیان کی ہمسے ابو بکرہ نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو داؤد نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ نے کہا خبر دی مجھکو مسعود بن علی نے انہوں نے روایت کی عکرمہ سے کہ سعد رض کل نمازوں کو ایک وضو سے پڑھتے تھے جب تک حدث نہ ہوتا حدیث بیان کی ہمسے ابن مرزوق نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد الصمد بن عبد الوارث نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ نے پھر بیان کیا اسیطرح مگر انہوں نے عکرمہ کا ذکر نہیں کیا اور اتنا زیادہ کیا کہ حضرت علی رض ہر نماز کے لیے وضو کرتے تھے اور یہ آیت پڑھتے تھے اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوہکم وایدیکم ابو جعفر نے کہا اس آیت سے ہر نماز کے لیے وضو واجب ہونا نہیں نکلتا کیونکہ جائز ہے کہ آیت میں حالت حدث مراد ہو یعنی جب بے وضو ہو اور نماز کے لیے اٹھو حدیث بیان کی ہمسے ابن خزیمہ نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے حجاج نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے حماد نے انہوں نے روایت کی ایوب سے انہوں نے محمد سے کہ شریح سب نمازوں کو ایک ہی وضو سے پڑھتے تھے حدیث بیان کی ہمسے ابن خزیمہ نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے حجاج نے یزید بن ابراہیم سے انہوں نے حسن سے وہ اسمیں کوئی قباحت نہیں سمجھتے تھے یعنی کئی نمازوں کو ایک وضو سے پڑھنے میں انتہے مختصراً

باب فَضْلِ الْوُضُوْءِ وَالْغُرُّ الْمُحَجَّلُوْنَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوْءِ باب وضو کی فضیلت کے بیان میں اور وہ لوگ جو وضو کے نشانوں سے سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں ہونگے (قیامت کے دن) انکی فضیلت

ف حافظ ابن حجر نے کہا مسلم کی روایت میں الغر المحجلین ہے تو عطف ہے وضو پر اور الغر المحجلون بالرفع استیناف ہے اور خبر محذوف ہے یعنی ہم افضل یا حکایت ہے لفظ حدیث کی جو مسلم نے روایت کی اس میں یہ ہے انتم الغر المحجلون حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ نُعَيْمٍ الْمُجْمِرِ قَالَ رَقِيتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ عَلَى ظَهْرِ الْمَسْجِدِ فَتَوَضَّأَ فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أُمَّتِي يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ ترجمہ

حدیث بیان کی ہم سے یحیی بن بکیر (مصری) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے لیث (بن سعد) نے اونہوں نے روایت کی خالد بن یزید (مصری تابعی) سے انہوں نے سعید بن ابی ہلال (تیمی مصری) سے اونہوں نے نعیم بن عبداللہ (مدنی عدوی) مجمر سے ف مجمر بضم میم اور سکون جیم اجمار سے ہے اور بعضوں نے اوسکو مجمر بضم میم اور فتح جیم اور تشدید میم مکسورہ سے پڑھا ہے ہر حال میں مجمر کے معنی خوشبو دینے والا یعنی بخور کرنے والا یعنی عود یا لوبان کو جلا کر دہونی دینے والا نعیم اور انکے باپ عبداللہ دونو مجمر تھے یعنی خوشبو دیتے تھے مسجد نبوی کو اور بعضوں نے کہا کہ نعیم کے باپ مجمر تھے اور انکے بیٹے کو مجازاً کہا اور یہ غلط ہے کیونکہ ابراہیم حربی نے جزم کیا کہ نعیم بھی یہ کام کرتے تھے اس سند میں چھ راویوں میں سے تین مصری ہیں یعنی لیث اور خالد اور یحیی اور تین مدنی (فتح) ت انہوں نے کہا میں ابو ہریرہ رض کے ساتھ چڑھا مسجد (نبوی) کی چھت پر اونہوں نے وضو کیا پھر کہا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے میری امت کے لوگ قیامت کے دن بلائے جاوینگے انکی منہ اور ہاتھ پاوں سفید ہونگے وضو کے نشان سے پھر جو کوئی تم میں سے اپنے منہ کی سفیدی یا مطلق سفیدی (مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے) اور ہاتھ پاوں کی سفیدی بڑہانا چاہے وہ بڑہائے ف حافظ ابن حجر نے کہا حلیمی نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ وضو اس امت کا خاصہ ہے حالانکہ مصنف نے سارہ کے قصے میں نقل کیا کہ جب ظالم بادشاہ نے انکے نزدیک آنا چاہا تو وہ کھڑی ہوئیں وضو کرنے لگیں اور نماز پڑہنے لگیں اور جریج راہب کے قصے میں کہ وہ کھڑا ہوا پھر وضو کیا اور نماز پڑہی تو خاصہ اس امت کا منہ اور ہاتھ پاوں کی سفیدی ہے قیامت کے دن وضو سے اور مسلم کی روایت میں ابو ہریرہ سے تصریح اسکی موجود ہے اور بعضوں نے حلیمی پر اس حدیث سے اعتراض کیا ہے یہ میرا وضو ہے اور مجھ سے پہلے پیغمبروں کا حالانکہ یہ حدیث ضعیف ہے تو اس سے دلیل لانا صحیح نہیں دوسرے یہ کہ احتمال ہے کہ اگلے انبیا وضو کرتے ہوں پر انکی امت پر وضو نہو اب یہ جو ابو ہریرہ نے کہا کہ جسکا جی چاہے اپنی سفیدی بڑہاوے تو علماء نے اختلاف کیا ہے کہ کسقدر بڑہانا مستحب ہے بعضوں نے کہا ہاتھ کو مونڈھے تک اور پاوں کو گھٹنوں تک دہونا مستحب ہے اور یہ بات ابو ہریرہ سے روایۃً اور رایاً دونو طرح ثابت ہے اور ابن عمر سے انکا فعل منقول ہے اخراج کیا اسکو ابن ابی شیبہ اور ابو عبید نے باسناد حسن اور بعضوں نے کہا مستحب بڑہانا یہی ہاتھ کا آدہی باہو تک اور پاوں کا آدہی

پنڈلی تک اور بعضون نے اس سے زیادہ کہا اور ابن بطال اور ایک گروہ مالکیہ نے کہا کہ ٹخنے اور کہنی سے بڑھانا مستحب نہین
کیونکہ حضرتؐ نے فرمایا جسنے اسپر زیادہ کیا اوسنے برا کیا اور ظلم کیا اور یہ استدلال صحیح نہین ہے اور مسلم کی روایت سے
صراحتہً اسکا استحباب ثابت ہوتا ہے اور یہ دعوے کہ علماء نے ابو ہریرہ کے مذہب کے خلاف پر اجماع کیا غلط ہے کیونکہ ابن عمر
سے بھی یہی منقول ہے اور ایک جماعت سلف سے اسکے استحباب کی قائل ہوئی ہے اور اکثر شافعیہ اور حنفیہ کا یہی قول ہے اور اسحدیث سے
وضو کا جواز مسجد کے چھت پر نکلتا ہے جب اس سے مسجد مین خلل یا مسجد مین رہنے والون کو تکلیف نہ ہو قسطلانی نے
کہا مخالفین کا استدلال اسحدیث سے کہ جسنے اسپر زیادہ کیا اسنے برا کیا اور ظلم کیا صحیح نہین ہے اسلیے کہ اسحدیث مین زیادتی تین بار سے مراد
ہے نہ زیادتی مقدار کی حافظ ابن حجر نے کہا یہ جملہ پھر جو کوئی تم مین سے چاہے وہ اپنی سفیدی بڑھاوے ظاہر ہے کہ
حدیث مین داخل ہے لیکن امام احمد کی روایت مین نعیم نے کہا کہ مین نہین جانتا کہ یہ جملہ ابو ہریرہ کا قول ہے یا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کا اور مینے اس جملہ کو کسی روایت مین نہین پایا حالانکہ اسحدیث کو دس صحابہ نے روایت کیا ہے اور ابو ہریرہ
سے بھی سوا نعیم کے اور کسی نے روایت نہین کیا انتہے **بَابُ لَا يَتَوَضَّأُ مِنَ الشَّكِّ حَتَّى يَسْتَيْقِنَ** یہ بیان
اسبات کے کہ اگر شک ہو حدث ہوا یا نہین تو وضو نہ کرے **حَدَّثَنَا عَلِيٌّ** قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ
عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ شَكَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الرَّجُلَ الَّذِي يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَجِدُ الشَّيْءَ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ لَا يَنْفَتِلُ أَوْ لَا يَنْصَرِفُ حَتَّى
يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے علی (ابن عبد اللہ مدینی) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی
ہمسے سفیان (ابن عیینہ) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے زہری (محمد بن مسلم) نے انہون نے روایت کی سعید بن
مسیب سے اور عباد بن تمیم سے (عباد بن تمیم بن زید انصاری تابعی ہین اور ذہبی نے اونکو صحابہ مین شمار کیا ہے) انہون
نے **ف** یعنے سعید اور عباد دونون نے اور احتمال ہے کہ صرف عباد نے اپنے چچا سے روایت کی اور سعید او سکو مرسلاً
روایت کیا اول صاحب اطراف کا قول ہے اور دوسرے احتمال کی تائید کرتی ہے معمر کی روایت زہری سے اونہون نے سعید بن المسیب
سے انہون نے ابو سعید خدری سے نکالا اسکو ابن ماجہ نے اور راوی اسکے ثقہ ہین لیکن امام احمد پوچھے گئے اس روایت سے انہون نے کہا
منکر ہے رفیق **ت** عباد کے چچا (عبد اللہ بن زید بن عاصم انصاری مازنی ہے (وہ قتل کیے گئے ماہ ذی حجہ مین حرہ مین
سنہ ۶۳ ہجری مین اور انسے اس کتاب مین ۹ حدیثین مروی ہین) کہ انہون نے (یعنے عبد اللہ بن زید نے تصریح کی اسکی ابن خزیمہ نے)
شکایت کی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص ہے جسکو شبہہ ہوتا ہے کسی چیز کا نماز مین (یعنے حدث کا شبہہ ہوتا
ہے یعنے خیال پیدا ہوتا ہے کہ کچھہ نکلا دبر سے) آپنے فرمایا نہ پھرے یا نہ مڑے (یہ شک ہے راوی کا) جب تک آواز نہ سنے یا بو نہ پاوے

ف کیونکہ اسوقت حدث کا یقین ہوگا مطلب یہ ہے کہ شک ہونے سے وضو نہین ٹوٹتا اب شک عام ہے خواہ نماز کی
حالت مین ہو یا اور حالت مین ہر وقت یہی حکم ہے اور بعض مالکیہ نے اسکو خاص کیا ہے نماز کی حالت سے اور نماز سے باہر
اگر ایسا شک ہے تو وضو کرنا واجب ہے کہا ہے آپ نے یا تا اسطرح سے بھی ہو سکتا ہے کہ مقعد کے قریب ہاتھہ لگا دے پھر اسکو سونگھے اور
زمین اسکی دلیل نہین جو کہتا ہے دبر کے چھونے سے وضو نہین ٹوٹتا کیونکہ خاص دبر کا چھونا کیا ضرور ہے اسکے آس پاس
کافی ہے نووی نے کہا یہ حدیث ایک بڑا قاعدہ ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہر شے اپنی اصل پر رہیگی جب تک اوسکے خلاف
پر یقین نہ ہو اور شک سے اصل کا حکم باطل نہ ہوگا لیکن امام مالک سے مروی ہے کہ وضو ٹوٹ جاویگا اس صورت مین اور ایک
روایت مین ہے کہ حالت نماز مین نہ ٹوٹیگا نماز کے باہر ٹوٹ جاویگا اور یہ تفصیل حسن بصری سے بھی منقول ہے اور پہلا قول مشہور
مذہب ہے مالک کا یہ قرطبی نے کہا اور ابن قاسم نے انسے ایسا ہی روایت کیا اور ابن نافع نے انسے روایت کیا کہ وضو لازم
نہین مطلقاً جمہور علماء کے موافق اور ابن وہب نے انسے روایت کیا کہ وضو کر لینا بہتر ہے اور بعضون نے کہا یہ حدیث
اسکے لیے ہے جسکو وسواس کا مرض ہو ورنہ یہ باطل ہوتا ہے ابو ہریرہ کی روایت سے جو عام ہے صحیح مسلم مین آئین یہ ہے کہ جب
کوئی تم مین سے اپنے پیٹ مین کچھہ پاوے پھر اسکو شک ہو کہ کچھہ نکلا یا نہین تو مسجد سے نہ نکلے جب تک آواز نہ سنے یا بدبو نہ
پاوے اور مسجد سے نہ نکلے اسکا مطلب یہ ہے کہ نماز نہ توڑے تصریح کی اسکی ابوداؤد نے اپنی روایت مین عراقی نے کہا مالک کے
مذہب مین زیادہ احتیاط ہے اور اسکا جواب یہ ہے کہ حدیث کے خلاف کوئی احتیاط عمدہ نہین خطابی نے کہا اس حدیث سے دلیل لا سکتا ہے
وہ شخص جو کہتا ہے کہ اگر شراب کی بو کسی کے منہہ سے آوے تو اسکو حد پڑیگی کیونکہ شارع نے بو پر ایک حکم مرتب کیا اور دونو مین فرق
ہو سکتا ہے اسطرح سے کہ حد شبہہ سے دفع ہو جاتی ہے اور یہان شبہہ قائم ہے اور حدث مین ایسا شبہہ قادح نہین ہے
مختصراً مع تغییر من فتح الباری نیل الاوطار مین ہے کہ مسلم اور ترمذی اور ابوداؤد نے ابو ہریرہ سے روایت کیا جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مین سے کوئی اپنے پیٹ مین کچھہ پاوے پھر اسکو شک ہو کہ کچھہ نکلا یا نہین تو
وہ مسجد سے نہ نکلے یہانتک کہ آواز سنے یا بو پاوے اور اسباب مین ابو سعید سے روایت کیا حاکم اور احمد اور ابن حبان نے اور احمد کے
اسناد مین علی بن زید بن جدعان ہے اور ابن عباس سے روایت کیا بزار اور بیہقی نے اور انکی اسناد مین ابو اویس ہے لیکن
متابعت کی اسکی دراوردی نے اور اس حدیث سے جو قاعدہ نکلا اوس سے بہت مسائل نکلتے ہین مثلاً کسی نے شک کیا اپنی
بی بی کی طلاق یا لونڈی غلام کے عتاق یا کہ پانی کی نجاست مین یا نجس چیز کی طہارت مین یا کپڑے کی یا کہانیکی نجاست
مین یا شک کی کہ تین رکعتین پڑہین یا چار یا رکوع اور سجدہ کیا یا نہ کیا یا شک کی کہ نیت روزے کی کی یا نماز کی یا وضو
کی یا اعتکاف کی تو ان سب کا یہی حکم ہے کہ شک کا کوئی اثر نہین اور اصل نہ ہونا حادث کا ہے یعنی جو حکم اصلی ہے وہ باقی

رہیگا اور جس امر حادث میں شک ہے وہ لغو ہو گا مثلاً ایک پانی پاک تہا اب شک ہوئی کہ وہ نجس ہو گیا یا نہیں تو سابق کا حکم یعنے طہارت قائم رہیگی اور نجاست کا خیال لغو ہے انتہے مختصراً

بَابُ التَّخْفِيفِ فِي الْوُضُوءِ ہلکا وضو کرنیکا جواز

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَامَ حَتَّى نَفَخَ ثُمَّ صَلَّى وَرُبَّمَا قَالَ اضْطَجَعَ حَتَّى نَفَخَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى ثُمَّ حَدَّثَنَا بِهِ سُفْيَانُ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ لَيْلَةً فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا كَانَ فِي بَعْضِ اللَّيْلِ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَضَّأَ مِنْ شَنٍّ مُعَلَّقٍ وُضُوءًا خَفِيفًا يُخَفِّفُهُ عَمْرٌو وَيُقَلِّلُهُ وَقَامَ يُصَلِّي فَتَوَضَّأْتُ نَحْوًا مِمَّا تَوَضَّأَ ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ عَنْ شِمَالِهِ فَحَوَّلَنِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ ثُمَّ صَلَّى مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ ثُمَّ أَتَاهُ الْمُنَادِي فَآذَنَهُ بِالصَّلَاةِ فَقَامَ مَعَهُ إِلَى الصَّلَاةِ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قُلْنَا لِعَمْرٍو إِنَّ نَاسًا يَقُولُونَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنَامُ عَيْنُهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ رُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ وَحْيٌ ثُمَّ قَرَأَ إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے علی بن عبد اللہ مدینی نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے روایت کی عمرو بن دینار مکی سے انہوں نے کہا خبر دی مجھکو کریب بن ابی مسلم قرشی ابورشدین نے انہوں نے روایت کی ابن عباس رض سے انہوں نے کہا کہ جناب سرور عالم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے یہانتک کہ خراٹے لینے لگے پہر نماز پڑہی اور کبہی سفیان نے یوں کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کروٹ سے لیٹے یہانتک کہ خراٹے لینے لگے پہر کہڑے ہوئے اور نماز پڑہی (غرض یہ ہے کہ سفیان نے کبہی لفظ کہا (سو رہے) اور کبہی یہ کہا کروٹ سے لیٹے) (علی بن عبد اللہ مدینی نے کہا) پہر حدیث بیان کی ہمسے سفیان بن عیینہ نے کبہی مختصر طور سے اور کبہی لینی عمرو بن دینار سے انہوں نے کریب سے انہوں نے ابن عباس سے انہوں نے کہا میں ایکبار رات کو اپنی خالہ ام المؤمنین میمونہ رض کے پاس رہا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو کہڑے ہوئے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اکثر روایتوں میں فقام ہے اور ابن السکن کی روایت میں فنام ہے یعنے آپ سو رہے اور قاضی عیاض نے کہا کہ یہی صحیح ہے کیونکہ اسکے بعد یہ عبارت ہے جب تہوڑی رات گذری تو آپ کہڑے ہوئے میں کہتا ہوں کہ فقام بہی صحیح ہو سکتا ہے اسطرح کہ جملہ ثانیہ تفصیل ہو جملہ اولی کی اور جار تفسیر یہ ہو **ف** جب تہوڑی رات گذری تہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہڑے ہوئے پہر وضو کیا ایک مشک سے جو لٹکی ہوئی تہی ہلکا وضو عمرو اسکا ہلکا پن اور کم کا تہوڑا پن بیان کرتے تہے **ف** ابن منیر نے کہا ہلکا پن سے مراد یہ ہے کہ اعضاء کو بہت

نہیں ملا اور تھوڑا پانی یہ کہ ایک ایک بار سے زیادہ نہ دھویا اور قسطلانی نے کہا کہ ہلکے پن سے یہ مراد ہے کہ ملکا دھویا لیکن
پورا عضو دھویا اور حدیث سے یہ نہیں نکلتا کہ ملنا عضو کا واجب ہے وضو میں ف اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے
میں نے بھی ویسا ہی (ہلکا) وضو کیا (جیسے آپ نے کیا تھا) ف یہاں کرمانی نے ایک غلطی کی انہوں نے کہا ابن
عباس نے نحو کا لفظ کہا مثل نہ کہا کیونکہ آپ کی مماثلت پر کوئی قادر نہیں اور یہ غلط ہے کیسے دوسری روایت میں
مؤلف کے فصنعت مثل ما صنع موجود ہے البتہ مماثلت سے یہ لازم نہیں آتا کہ من جمیع الوجوہ مساواۃ ہو مترجم کہتا ہے کہ حدیث
کے علم میں صرف ذہنی گھوڑے دوڑانے کا انجام یہی ہوتا ہے جو کرمانی سے کئی مقامات میں ہوا، اگر وہ بجائے ان خیالات کے
حدیث کی کتابوں کو منضبط کرتے اور انکے الفاظ اور اختلاف روایات کو حفظ کرتے جیسے حافظ ابن حجر نے کیا تو اس قسم کی غلطیاں
ان سے نہ ہوتیں ف پھر مؤذن آیا اور آپکے بائیں طرف کھڑا ہوا اور کبھی سفیان نے بجائے عن یسارہ کے عن شمالہ کہا (دونوں
کا مطلب ایک ہے) آپ نے مجھے پھیر لیا اور داہنی طرف قائم کر لیا پھر نماز پڑھی جتنی اللہ نے چاہی پھر سو رہے کروٹ پر یہانتک کہ
خراٹے لینے لگے پھر پکارنے والا آپکے پاس آیا اور آپ کو پکارا نماز کے لیے آپ اسکے ساتھ کھڑے ہوئے نماز کے لیے پھر آپ نے
نماز پڑھی اور وضو نہ کیا ف حالانکہ آپ سو گئے تھے حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ سونا حدث نہیں
بلکہ سونے میں چونکہ غفلت ہو جاتی ہے تو حدث کا گمان ہوتا ہے اسلیے سونے کو حدث کا قائم مقام کر دیا اور رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سونے میں غافل نہ ہوتے تھے اسلیے کہ آپ کی آنکھ سوتی تھی اور دل بیدار رہتا تھا پس اگر آپ کو حدث ہوتا تو
معلوم ہو جاتا اسیواسطے آپ، جب سو کر اٹھتے تو کبھی وضو کرتے اور کبھی وضو نہ کرتے خطابی نے کہا آپ کا دل سونے سے روکا
گیا تاکہ وحی کو یاد رکھے جو سوتے میں آتی تھی (فتح الباری) ف سفیان نے کہا ہم نے عمرو بن دینار سے کہا بعضے
لوگ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آنکھ سوتی تھی اور دل نہیں سوتا تھا عمرو نے کہا میں نے عبید بن عمیر بن
قتادہ لیثی (جو تابعی) سے سنا وہ کہتے تھے پیغمبروں کا خواب وحی ہے پھر یہ آیت پڑھی میں دیکھتا ہوں خواب میں کہ
میں تجھکو ذبح کر رہا ہوں ف یہ حضرت ابراہیم نے کہا تھا حضرت اسمعیل علیہ السلام سے حافظ ابن حجر نے کہا عبید
بن عمیر کبار تابعین میں سے تھے اور انکے باپ عمیر بن قتادہ صحابی تھے اور یہ قول کہ پیغمبروں کا خواب وحی ہے حدیث
ہے امام مسلم نے اسکو مرفوعاً روایت کیا اور اسکا بیان توحید میں آویگا اور اس آیت سے انہوں نے یہ دلیل کی کہ اگر
خواب پیغمبروں کا وحی نہ ہوتا تو حضرت ابراہیم اپنے بیٹے کے ذبح پر صرف خواب دیکھکر مستعد نہ ہوتے اور داؤدی نے
یہاں امام بخاری پر یہ اعتراض کیا کہ عبید بن عمیر کا یہ قول اس باب سے کچھ تعلق نہیں رکھتا حالانکہ یہ اعتراض لغو ہے کیونکہ
امام بخاری نے یہ شرط نہیں کی کہ ترجمہ باب سے زیادہ کوئی جملہ حدیث کا ذکر نہ کرینگے اور اگر داؤدی کا یہ مطلب ہے کہ یہ

قول باب کی حدیث سے کچھ تعلق نہیں رکھتا تو وہ غلط ہے اور باقی بحث اس حدیث کی خدا چاہے تو کتاب الوتر میں آویگی اور
اس حدیث کا اسناد عجیب ہے سب لوگ اسکے مدنی ہیں سوا علی کے وہ بھی ایک مدت تک مدینہ میں رہے ہیں اور اس میں ایک تابعی دوسرے
تابعی سے یعنے عمرو کریب سے روایت کرتا ہے انتہی **باب** اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ وضو پورا کرنیکا بیان **ف** پورا کرنے سے
ظاہر مراد یہی ہے کہ اعضاء وضو کو پورا دہووے اگرچہ ایک بار ہو یعنے کوئی مقام خشک نہ رہے اور اگر پورا کرنے سے تین بار دہونا مراد
لیویں تو بہی ہو سکتا ہے جیسے حدیث کی اس عبارت سے نکلتا ہے کہ آپنے پورا وضو نہیں کیا کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ آپ نے اعضاء
وضو میں سے کچھ دہونا چھوڑ دیا ہو کذا فی تیسیر القاری قَالَ ابْنُ عُمَرَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ الْاِنْقَاءُ عبداللہ بن عمر
نے کہا وضو کا پورا کرنا میل کا صاف کرنا ہے **ف** یعنے اعضاء وضو کو ملکر دہونا اور انکو صاف کرنا میل کچیل سے یہی وضو
کا پورا کرنا ہے حافظ ابن حجر نے کہا اس تعلیق کو عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں باسناد صحیح روایت کیا اور یہ تفسیر
لازم کے ساتھ ہے کیونکہ پورا کرنا عادۃً مستلزم ہے صاف کرنیکو اور ابن منذر نے باسناد صحیح روایت کیا کہ عبداللہ
بن عمر اپنے دونوں پاؤں کو وضو میں سات بار دہوتے تھے اور شاید یہ مبالغہ اونکا صرف پاؤں میں تھا اور اعضاء میں
اس وجہ سے ہوگا کہ پاؤں میں میل کچیل زیادہ لگتا ہے کیونکہ عرب لوگ اکثر ننگے پاؤں چلتے تھے انتہے قسطلانی نے کہا
اسپر یہ اعتراض ہوا ہے کہ تین بار سے زیادہ دہونا ظلم اور تعدی ہے پہر ابن عمر سات بار کیسے دہوتے تھے اسکا جواب
یوں دیا ہے کہ ظلم و تعدی اس صورت میں ہے جب تین بار دہونیکو سنت نہ سمجھے لیکن اگر سنت سمجھکر زیادہ کرے
تو وہ اس باب سے ہوگا کہ وضو پر وضو نور علے نور ہے تیسیر القاری میں اسپر یہ اعتراض کیا ہے کہ وضو پر وضو اس صورت
میں ہوگا جب ہر عضو کو تین بار دہووے اور باوجود اسکے بہی سات بار دہونا دو وضو سے بہی زیادہ ہے مترجم
کہتا ہے صحیح جواب ابن عمر کیطرف سے یہ ہے کہ انہوں نے یہ فعل ہمیشہ نہیں کیا نہ سات بار دہونا سنت سمجہتے تھے بلکہ انہوں
نے وضو کے لیے تین ہی بار دہویا ہوگا اور باقی چار بار صفائی اور میل چہوڑانے کی نیت سے اور وہ جائز ہے اور
ظلم و تعدی اس صورت میں ہوتا جب وضو کی نیت سے سات بار دہوتے قسطلانی نے کہا مصابیح میں ہے کہ لغت میں
اسباغ الوضوء کہتے ہیں اسکو تمام اور کامل کرنیکو اور اس میں مبالغہ کرنیکو انتہے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ
عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ يَقُوْلُ
دَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالشِّعْبِ نَزَلَ فَبَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَلَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوْءَ
فَقُلْتُ الصَّلٰوةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ الصَّلٰوةُ اَمَامَكَ فَرَكِبَ فَلَمَّا جَاءَ الْمُزْدَلِفَةَ فَتَوَضَّأَ فَاَسْبَغَ الْوُضُوْءَ
ثُمَّ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ اَنَاخَ كُلُّ اِنْسَانٍ بَعِيْرَهٗ فِيْ مَنْزِلِهٖ ثُمَّ اُقِيْمَتِ الْعِشَاءُ فَصَلّٰى وَلَمْ يُصَلِّ

بیان کیا ہم سے ۱۸۳ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن مسلمہ (قعنبی) نے انہوں نے روایت کی امام مالک سے انہوں نے موسیٰ بن عقبہ (ابن
ابی عیاش مدنی) سے انہوں نے کریب سے جو مولی تھے ابن عباس کے انہوں نے اسامہ بن زید (بن حارثہ کلبی مدنی) سے (جو محبوب
تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور محبوب کے بیٹے تھے یعنی حضرت زید کے وہ متبنی تھے آنحضرت کے اور انکے باپ اور دادا دونوں صحابی تھے اور اس
کتاب میں دو حدیثیں مروی ہیں) سنا وہ کہتے تھے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے لوٹے جب گھاٹی میں پہنچے
(جس رستے سے حاجی جاتے ہیں) تو آپ اترے پھر پیشاب کیا پھر وضو کیا زمزم کے پانی سے جیسے زوائد مسند میں باسناد
حسن مروی ہے) اور پورا وضو نہیں کیا (یعنی ہلکا وضو کیا کیونکہ آپ جلدی جانے والے تھے مزدلفہ کو اور مسلم کی روایت میں
ہے کہ آپ نے ہلکا وضو کیا بعضوں نے کہا اسکا مطلب یہ ہے کہ ایک ایک بار اعضا کو دھویا لیکن اعضا کو پورا دھویا
یا پانی کم صرف کیا عادت سے اور یہ قول بعید ہے کہ مراد وضو لغوی ہے یعنی ہاتھ دھویا یا استنجا مراد ہے کیونکہ دوسری
روایت میں ہے کہ میں آپ پر پانی ڈالتا تھا اور ظاہر ہے کہ حاجت کیوقت اسامہ کیسی پاس جاتے اور پانی ڈالتے) میں نے
عرض کیا کیا آپ نماز پڑھنا چاہتے ہیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا نماز کی جگہ تیرے آگے ہے پھر آپ سوار ہوے جب مزدلفہ
میں آئے تو اترے اور وضو کیا اور پورا کیا وضو کو ف فتح الباری میں ہے اس سے یہ نکلتا ہے کہ دوسرا وضو کر سکتے
ہیں اگرچہ پہلے وضو سے نماز نہ پڑھی ہو یہ خطابی نے کہا اور اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ شاید آپکا پہلا وضو جاتا رہا ہو
قسطلانی نے کہا پہلے وضو کو ہلکا کیا کیونکہ وہ نماز کے لیے نہ تھا بلکہ طہارت قائم رکھنے کیلیے اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ
تازہ وضو کرنا مستحب ہے اگرچہ پہلے وضو سے نماز نہ پڑھی ہو لیکن ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ دوسرا وضو جائز نہیں جب تک پہلے
وضو سے نماز نہ پڑھے کیونکہ یہ ایسا ہوگا جیسے تین بار سے زیادہ دھویا ایک وضو میں اور یہی اصح ہے شافعیہ کے نزدیک
انہوں نے کہا نیا وضو کرنا مسنون نہیں مگر جب پہلے وضو سے کوئی نماز فرض یا نفل پڑھ چکا ہو انتہی مترجم کہتا ہے اوپر امام
شوکانی کی تحقیق گذر چکی کہ تازہ وضو کرنا ہر حال میں مستحب ہے اور وہی حق ہے ف پھر نماز کی تکبیر ہوئی آپ نے
مغرب کی نماز پڑھی پھر ہر ایک آدمی نے (ہم میں سے) اپنا اونٹ اپنے ٹھکانے میں بٹھایا پھر عشا کی تکبیر ہوئی آپ نے
عشا کی نماز پڑھی اور دونوں نمازوں کے بیچ میں کوئی نماز نہ پڑھی (یعنی سنت نفل وغیرہ حافظ ابن حجر نے کہا یہ حدیث
موطا میں ہے اور اسکے راوی سب مدنی ہیں اور اس میں ایک تابعی کی روایت دوسرے تابعی سے ہے یعنی موسیٰ کی کریب سے اور باقی
بحث اس حدیث کی کتاب الحج میں خدا چاہے تو آویگی) **باب غسل الوجه باليدين من غرفة واحدة**
منہ کا دھونا دونوں ہاتھوں سے ایک چلو لیکر ف حافظ ابن حجر نے کہا امام بخاری کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ
دونوں ہاتھوں سے چلو لینا ضرور نہیں اور اشارہ ہے اس حدیث کے ضعیف ہونے کا جس میں یہ ہے کہ آپ اپنا منہ داہنے ہاتھ سے

دھوئے تھے حدثنا محمد بن عبد الرحيم قال اخبرنا ابو سلمة الخزاعي منصور بن سلمة قال
اخبرنا ابن بلال يعني سليمان عن زيد بن اسلم عن عطاء بن يسار عن ابن عباس انه توضأ فغسل
وجهه اخذ غرفة من ماء فمضمض بها واستنشق ثم اخذ غرفة من ماء فجعل بها هكذا
اضافها الى يده الاخرى فغسل بها وجهه ثم اخذ غرفة من ماء فغسل بها يده اليمنى ثم
اخذ غرفة من ماء فغسل بها يده اليسرى ثم مسح براسه ثم اخذ غرفة من ماء فرش على
رجله اليمنى حتى غسلها ثم اخذ غرفة اخرى فغسل بها رجله يعني اليسرى ثم قال هكذا رأيت
رسول الله صلى الله عليه وسلم يتوضأ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے محمد بن عبد الرحیم ابن ابو زہیر بغدادی صاعقہ
نے اونہوں نے کہا خبر دی ہمکو ابو سلمہ خزاعی منصور بن سلمہ بغدادی حافظ نے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو ابن بلال یعنی سلیمان نے
انہوں نے روایت کی زید بن اسلم سے انہوں نے عطاء بن یسار سے اونہوں نے ابن عباس سے کہ اونہوں نے وضو کیا ف
ابوداؤد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کیا تم چاہتے ہو میں بتلاؤں تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر وضو کرتے تھے پھر انہوں نے
ایک برتن منگوایا جس میں پانی تھا ف تو منہ دھویا (اب اسکی تفصیل بیان کیجاتی ہے کہ کیونکر دھویا) ایک چلو لیا
پانی کا اس سے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا (اس سے یہ نکلا کہ ایک ہی چلو سے کلی اور ناک میں پانی ڈالنا مسنون ہے)
پھر ایک چلو لیا اوسکو اس طرح سے جھکایا دوسرے ہاتھ پر (یعنے دونو ہاتھوں میں پانی کر لیا ایک ہاتھ کا تاکہ اچھی طرح سے
دھویا جاوے کیونکہ ایک ہاتھ کبھی ساری منہ پر نہیں پھر سکتا) پھر اس سے منہ دھویا (یعنے چلو سے اور اصیلی اور کریمہ کی
روایت میں یہ ہے کہ دونو ہاتھوں سے منہ دھویا) پھر ایک چلو لیا پانی کا اور اس سے داہنا ہاتھ دھویا پھر ایک چلو لیا پانی کا اور
اس سے بایاں ہاتھ دھویا پھر مسح کیا اپنے سر پر ف حافظ ابن حجر نے کہا مسح کے لیے نئے چلو لینے کا ذکر نہیں کیا
اس سے دلیل لاتا ہے وہ شخص جو مستعمل پانی کو پاک کرنے والا جانتا ہے لیکن ابوداؤد کی روایت میں ہے پھر ایک
مٹھی لی پانی کی اور اپنا ہاتھ جھاڑا پھر مسح کیا سر پر نسائی نے اتنا زیادہ کیا اور دونو کانوں پر ایک بار اور ایک روایت
میں یہ ہے کہ اندر کانوں کے دونو کلمے کی اونگلیوں سے اور اونکے اوپر دونو انگوٹھوں سے اور ابن خزیمہ کی روایت
میں ہے کہ اپنی دونو انگلیاں کانوں کے اندر ڈالیں تھے ف پھر ایک چلو لیا پانی کا اور داہنے پانوں پر تھوڑا تھوڑا
پانی چھڑکا یہانتک کہ اسکو دھو ڈالا ف حافظ ابن حجر نے کہا اس سے صراحت نکلتی ہے پانوں دھونیکی اور یہ معلوم ہوتا ہے
کہ صرف پانی چھڑکنے پر اکتفا نہیں کی اور ابوداؤد اور حاکم کی روایت میں جو ہے کہ آپنے داہنے پانوں پر پانی چھڑکا
اور اس پانوں میں آپ جوتا پہنے تھے پھر دونو ہاتھوں سے مسح کیا قدم کے اوپر اور جوتی کے نیچے یعنی ایک ہاتھ قدم پر پھیرا اور دوسرا

ہاتھ جوڑ کے تلی تو یہاں مراد مسح سے پانی بہانا ہی تاکہ سارا عضو دھل جاوے اور تر روایت صحیح ہوئی آپ سو کر آپ وضو کرتے
تھے جو تابعین کہ جیسے مولف اسکو ابن عمر سے روایت کرینگے اور یہ جو حدیث میں ہے کہ ایک ہاتھ جوڑ کے تلی پھر ایا ان سے
مراد مجاز اقدام کے نیچے کا جانب ہے دوسرے یہ روایت شاذ ہے اور اسکا راوی ہشام بن سعد اسکی روایت جب منفرد ہو تو حجت نہیں
پھر جس صورت میں دو روایتوں کے خلاف ہو تو کیونکر حجت ہوگی انتہی **ت** پھر ایک ایک بار چلو لیا اور اس سے پانی
پانو دھو یا پھر کہا ایسا ہی دیکھا میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے **ف** قسطلانی نے کہا ایک
چلو سے کلی اور ناک میں پانی ڈالنا دو طرح سے ہو سکتا ہے ایک اسطرح کہ تین بار پہلے کلی کر لیوے پھر تین بار ناک میں
پانی ڈالے دوسرے اسطرح کہ ایک بار کلی کرے پھر ایک بار ناک میں پانی ڈالے ایسا ہی تین بار کرے اور باقی تفصیل اسکی کتب
المصنفہ میں آویگی **باب** التسمیۃ علی کل حال وعند الوقاع بسم اللہ ہر کام میں کہنا چاہیے یہانتک کہ
جماع میں بھی **ف** حافظ ابن حجر نے کہا باب کی حدیث سے یہ عموم نہیں نکلتا مگر اسکو امام بخاری نے قیاس سے نکالا
کیونکہ جب جماع میں جہاں چپ رہنے کا حکم ہے بسم اللہ کہنے کا حکم ہوا تو اور کاموں میں بطریق اولی حکم ہوگا اور اس سے اشارہ ہو اسبات
کا کہ وہ حدیث جو پاخانہ پھرتے وقت اور جماع کے وقت اللہ کو ذکر کرنے کی ممانعت میں آئی ہے ضعیف ہے اور اگر وہ حدیث صحیح ہو
تو بھی باب کی حدیث کے خلاف نہیں کیونکہ باب کی حدیث میں وہ وقت مراد ہے جب جماع کا ارادہ ہو اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے
علقمہ بن مسعود سے کہ آپ جب صحبت کرتے اپنی بی بی سے پھر انزال ہوتا تو فرماتے یا اللہ مت کر جو تو ہمکو عنایت فرماوے اسمیں
شیطان کا حصہ تک کہ اس سے مولف کا اطلاق مقید ہو جاتا ہے انتہی قسطلانی نے کہا امام بخاری نے اس باب سے
یہ قصد کیا کہ وضو کے وقت بسم اللہ کہنا ثابت کریں اسلیے یہ حدیث کو لائے اور وہ جو حدیث مشہور ہے کہ جسنے اللہ کا
نام وضو پر نہ لیا اسکا وضو نہ ہوا اگرچہ صاف تھی اس مطلب میں لیکن امام بخاری کی شرط پر نہ تھی بلکہ مطعون تھی
اسلیے یہ حدیث کو نہ لاسکے امام شوکانی نے نیل الاوطار میں کہا احمد اور ابو داود اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے روایت کیا
حضرت نے فرمایا جس نے وضو نہ کیا اسکی نماز نہ ہوئی اور جسنے اللہ کا نام نہ لیا اسکا وضو نہیں ہوا اور ابن ماجہ نے سعید بن
زید اور ابو سعید سے ایسا ہی روایت کیا اور ان سب کی اسناد میں گفتگو ہے امام بخاری نے کہا سب سے اچھی اس باب میں رباح
بن عبد الرحمان کی یعنی سعید بن زید کی حدیث ہے اور اسحق بن راہویہ سے پوچھا گیا کونسی حدیث زیادہ صحیح ہے بسم اللہ
کہنے میں وضو کے وقت انہوں نے کہا ابو سعید کی حدیث اور ابوہریرہ کی حدیث کو ترمذی نے علل میں اور دار قطنی
اور ابن السکن اور حاکم اور بیہقی نے محمد بن موسی مخزومی سے انہوں نے یعقوب بن سلمہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں
نے ابوہریرہ سے روایت کیا اور حاکم نے اسکو اسی طریق سے نکالا اور کہا یعقوب بن ابی سلمہ اور دعوی کیا کہ یعقوب

ماجشون ہی اور اسی وجہ سے اسکو صحیح کہا حالانکہ یہ وہم ہے حاکم کا اور صحیح یہ ہے کہ یہ یعقوب بن سلمہ لیثی ہی امام بخاری نے کہا
اُسنے اپنے باپ سے سنا سو معلوم نہین ہوا اور نہ اُسکے باپ کا سننا ابوہریرہ سے معلوم ہوا پر اُس کے باپ کو ابن حبان نے ثقات
مین بیان کیا اور یہ کہا کبھی وہ خطا کرتا ہے اور یہ نشانی ہے اسکو ضعف کی کیونکہ اسکی روایت بہت کم ہے اور
سوا اسکے لڑکے کی اور کسی نے اس سے روایت نہین کیا تو جب کم روایت ہوتے ہوئے وہ غلطی کرتا ہے تو کیونکر کہہ سکتے
ہین کہ وہ ثقہ ہے ابن الصلاح نے کہا حاکم کو اس اسناد مین شبہ ہو گیا تو انکے روایت کرنیسے یہ حدیث ثابت نہین
ہو سکتی ذہبی نے میزان مین لکھا کہ یعقوب بن سلمہ لیثی نے اپنے باپ سے ابوہریرہ کی حدیث روایت کی اسکا وضو نہین
جو اللہ کا نام نہ لیوے اور یہ ایک شیخ ہے جو عمدہ نہین ہے اور یعقوب سے روایت کی محمد بن موسی فطری اور ابو عقیل
یحیے نے اور اسکا باپ سلمہ کا بھی حال معلوم نہین اور سوا اسکے لڑکے کی اور کسی نے اس سے روایت نہین کیا زیلعی نے
کہا کہ اسحدیث کو حاکم نے مستدرک مین روایت کیا اور اسمین یہ ہے عَن یَعقُوبَ بنِ اَبِی سَلَمَۃَ عَن اَبِیہِ عَن اَبِی ھُرَیرَۃَ اور کہا
حَدِیثٌ صَحِیحُ الاِسنَادِ وَلَم یُخَرِّجَاہُ اور مسلم نے حجت لی یعقوب بن ابی سلمہ ماجشون سے اور نام ابو سلمہ کا دینار ہے تمام
ہوا کلام حاکم کا شیخ تقی الدین ابن دقیق العید نے کہا امام مین کہ یہ حاکم کی غلطی ہے اونکا ذہن یعقوب بن سلمہ لیثی سے یعقوب
بن ابی سلمہ کیطرف چلا گیا اور یعقوب بن ابی سلمہ سے مسلم نے حجت لی ہے نہ یعقوب بن سلمہ لیثی سے جو اسحدیث کا
راوی ہی اور ابن ماجہ اور دارقطنی نے اسحدیث کو روایت کیا ابن ابی فدیک سے جنسے حاکم نے روایت کیا اور
انکی روایتون مین یعقوب بن سلمہ ہے بخاری نے تاریخ کبیر مین کہا کہ سلمہ کا سماع ابی ہریرہ سے اور یعقوب کا
اپنے باپ سے دونو ثابت نہین یہ انہون نے سلمہ کے ترجمہ مین بیان کیا انتہی) حافظ منذری نے کہا کہ روایت کیا
ابوہریرہ کی حدیث کو احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور طبرانی اور حاکم نے اور کہا صحیح الاسناد ہی حالانکہ ایسا نہین کیونکہ
بخاری وغیرہ نے کہا کہ سلمہ کا سماع ابوہریرہ سے معلوم نہین ہوتا نہ یعقوب بن سلمہ کا اپنے باپ سے تو حدیث صحیح کیونکر
ہو سکتی ہے اور اس باب مین بہت حدیثین وارد ہین لیکن کوئی گفتگو سے خالی نہین اور حسن اور اسحق بن راہویہ اور اہل
ظاہر کا یہی مذہب ہے کہ وضو مین بسم اللہ کہنا واجب ہے پس جو کوئی عمدًا بسم اللہ کو ترک کریگا اسکا وضو درست
نہوگا اور ایسی ہی ایک روایت ہی امام احمد سے اور بیشک اس باب مین جو حدیثین وارد ہین اگرچہ وہ کلام سے خالی نہین
پر انکو قوت ہوتی ہے ایکدوسرے سے اور کثرت طرق سے انتہی اور اسحدیث کا ایک اور طریق ہے دارقطنی اور
بیہقی کے پاس ابوہریرہ سے اوسمین یہ ہے کہ وضو نہین کیا اسنے جسنے اللہ کا نام نہ لیا اوسپر اور نماز نہین پڑہی جسنے وضو
نہین کیا اور اسکی اسناد مین محمود بن محمد ظفری ہی وہ قوی نہین میزان مین ہی محمود بن محمد ظفری یحیے بن صاعد کا

کا شیخ اوسنے حدیث روایت کی ایوب بن نجار سے دارقطنی نے کہا وہ قوی نہین ابی حسین نظر سے حدیث کی ہمسی ابن صاعد نے
انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ایوب بن نجار نے اونہون نے روایت کی یحیی سے اونہون نے ابو سلمہ سے انہون نے ابو ہریرہ
سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو نہین کیا اوسنے جسنے اللہ کا نام نہ لیا اوسپر اور اسکی اسناد مین ایوب بن نجار
ہے جو روایت کرتا ہے یحیی بن ابی کثیر سے اور یحیی بن معین نے ایوب بن نجار سے نقل کیا کہ اوسنے یحیی سے صرف ایک ہی
حدیث سنی ہے جو اسکے سوا ہے زیلعی نے کہا ایوب نجار کو ایک جماعت نے ثقہ کہا ہے لیکن بیہقی نے اسمین یہ علت نکالی
کہ یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ ایوب نے کہا کہ مینے یحیی سے نہین سنا مگر ایک حدیث کو اور وہ حدیث آدم اور موسی کے ملنے کی ہے
نقل کیا اسکو ابن ابی مریم نے یحیی بن معین سے انتہی) اور طبرانی نے اوسط مین روایت کیا ابو ہریرہ سے کہ حضرت نے
فرمایا اے ابا ہریرہ جب تو وضو کرے تو کہہ بسم اللہ والحمد للہ کیونکہ تیرے محافظ فرشتے ہمیشہ تیرے لیے نیکیاں لکھتے رہین گے
یہانتک کہ تجھکو حدث ہو اس وضو کے بعد طبرانی نے کہا متفرد ہوا ساتھ اسکے عمرو بن ابی سلمہ ابراہیم سے وہ ابو ہریرہ
سے اور یہ اسناد ضعیف ہے (ذہبی نے کہا کہ عمرو بن ابی سلمہ کو ابو حاتم نے کہا لا یحتج بہ اور ساجی نے کہا ضعیف ہے اور یحیی بن معین
نے بھی اسکو ضعیف کہا اور عقیلی نے کہا اسکی حدیث مین وہم ہے) اور طبرانی نے اوسط مین اعرج کے طریق سے انہون نے
ابو ہریرہ سے مرفوعاً روایت کیا جب کوئی تم مین سے اپنی نیند سے جاگے تو اپنا ہاتھ برتن مین نہ ڈالے جبتک اسکو
دہو نہ لیوے اور بسم اللہ کہے ہاتھ ڈالنے سے پہلے اس زیادت کے ساتھ متفرد ہوا عبید اللہ بن محمد ہشام بن عروہ سے اور وہ
متروک ہے (مترجم کہتا ہے کہ ابو ہریرہ کی حدیث کا ایک اور طریقہ ہے جسپر خیال نہین کیا زیلعی اور امام شوکانی اور
اکابر محدثین نے اور وہ طریقہ امام طحاوی کا ہے شرح معانی الآثار مین انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد بن علی
بن داؤد بغدادی نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عفان بن مسلم نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے وہیب نے
انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد الرحمان بن حرملہ نے اونہون نے سنا ابو ثفال مری سے وہ کہتے ہین مین نے سنا
رباح بن عبد الرحمان بن ابی سفیان بن حویطب سے وہ کہتے تھے حدیث بیان کی مجھسے میری دادی نے اونہون نے سنا
ابو ہریرہ سے وہ کہتے تھے مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جسنے وضو نہ کیا اسکی نماز نہین
اور جسنے اللہ کا نام نہ لیا اسکا وضو نہین اور اس اسناد مین رباح بن عبد الرحمان اور اسکی جدہ مجہول ہین اور روایت
کیا اسکو امام طحاوی نے دوسرے طریق سے رباح بن عبد الرحمان سے اوسنے ابن ثوبان سے اوسنے ابو ہریرہ سے مثل اسکی
اور دونو سندون مین ابو ثفال مری ہے جسنے روایت کرتا ہے عبد الرحمان بن حرملہ اور وہ مضطرب ہے اس حدیث مین کبھی
اسکو روایت کرتا ہے رباح سے وہ اپنی دادی سے وہ ابو ہریرہ سے اور کبھی روایت کرتا ہے رباح سے وہ اپنی دادی سے وہ سعید بن زید سے

عبید اللہ بن محمد

ابو ثفال المری

اور سعید بن زید کی روایت آگے آویگی امام بخاری نے کہا اوسکی حدیث مین اعتراض ہے نقل کیا اسکو عقیلی نے آدم
بن موسی سے اونسے ابو ثفال سے اور اثرم نے کہا مینے ابو عبداللہ سے پوچھا التسمیہ فی الوضوء کو اونہون نے کہا اچھی حدیث
اس باب مین ابو سعید کی حدیث ہے مینے کہا پھر عبدالرحمان بن حرملہ نے کیا روایت کیا اونہون نے کہا یہ روایت ثابت
نہین ہے حدیث بیان کی وہیب اور بشر بن فضل نے اون دونون نے روایت کی عبدالرحمن بن حرملہ سے اونسے ابو ثفال
سے وہ کہتا تھا مینے سنا رباح بن عبدالرحمان سے وہ کہتے تھے حدیث بیان کی مجھسے میری دادی نے اونسے سنا اپنے باپ
سے یعنی سعید بن زید سے وہ کہتے تھے مینے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جسنے وضو نہ کیا اسکی نماز نہین
اور جسنے اللہ کا نام نہ لیا اسکا وضو نہین اور مجھپر ایمان نہین رکھتا وہ شخص جو انصار کو دوست نہین رکھتا یہ
وہیب کا لفظ ہے ذہبی نے کہا ابو ثفال شاعر تھا مری اسکا نام ثمامہ بن حصین تھا اوس سے روایت کیا ابن حرملہ اور صدقہ
مولی زبیر اور سلیمان بن بلال اور دراوردی نے اور ایک جماعت نے اور کہا جاتا ہے کہ وہ ثمامہ بن وائل ہے بہر حال وہ
قوی نہین مانتے ہین) امام شوکانی نے کہا یہ حدیث یعنی تسمیہ فی الوضوء کی مروی ہے ابو سعید اور سعید بن زید سے
جیسے مصنف نے بیان اور عائشہ اور سہل بن سعد اور ابی سبرہ اور ام سبرہ اور علی اور انس سے تو ابو سعید کی حدیث کو احمد اور دارمی
اور ترمذی نے علل مین اور ابن ماجہ اور ابن عدی اور ابن السکن اور بزار اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی نے روایت کیا اس
لفظ سے کہ نہین ہے وضو اسکا جو اللہ کا نام نہ لیوے اسپر ابن عدی نے گمان کیا کہ زید بن حباب متفرد ہوا اسکا ساتھ ہی
کثیر بن زید سے حافظ نے کہا ایسا نہین ہے بلکہ دارقطنی نے اسکو روایت کیا ابو عامر عقدی سے اور ابن ماجہ نے ابو
احمد زبیری سے اور کثیر بن زید ابن معین نے کہا وہ قوی نہین ہے اور ابو زرعہ نے کہا وہ سچا ہے لیکن اسمین ضعف ہے اور
ابو حاتم نے کہا صالح الحدیث ہے لیکن قوی نہین اسکی حدیث لکہی جاویگی (میزان مین ہے کثیر بن زید اسلمی مدنی اسنے
روایت کی سعید مقبری سے ابو زرعہ نے کہا وہ سچا ہے اسمین ضعف ہے اور نسائی نے کہا ضعیف ہے اور ابن دورقی
نے یحیی سے روایت کی اسمین کچہ قباحت نہین اور ابن ابی مریم نے یحیی سے نقل کیا کہ وہ ثقہ ہے اور ابن مدینی نے
کہا کہ وہ صالح ہے اور قوی نہین ابن عدی نے کہا مینے اسکی حدیث مین کوئی قباحت نہین دیکھی) اور کثیر بن زید نے
اس حدیث کو روایت کیا ربیح بن عبدالرحمان بن ابی سعید سے ابو حاتم نے کہا وہ شیخ ہے امام بخاری نے کہا منکر الحدیث
ہے احمد نے کہا وہ مشہور نہین مروزی نے کہا احمد نے اس حدیث کو صحیح نہین کیا اور کہا کہ اس باب مین کوئی حدیث ثابت
نہین اور بزار نے کہا اس باب مین کل حدیثین قوی نہین ہین اور روایت کیا گیا اس باب مین کثیر بن زید سے
اونسے ولید بن رباح سے اونسے ابی ہریرہ سے عقیلی نے کہا اس باب مین جتنی سندین ہین سب مین ضعف ہے

احمد بن حنبل نے کہا ابو سعید کی حدیث اس باب میں سب سے اچھی ہے اور اس باب میں کوئی حدیث صحیح نہیں جانتا اور سب میں اچھی یہی حدیث کثیر بن زید کی ہے ربیح سے اور اسحق نے کہا کہ ابو سعید کی حدیث اس باب میں سب حدیثوں سے زیادہ صحیح ہے زیلعی نے کہا ابو سعید کی حدیث کو روایت کیا ابن ماجہ نے اپنی سنن میں کثیر بن زید سے انہوں نے ربیح بن عبد الرحمان سے اور انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابو سعید سے اور روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرک میں اور صحیح کہا اسکو اور بیان کیا اسنادی اثرم سے کہ میں نے پوچھا امام احمد بن حنبل سے وضو میں بسم اللہ کہنے کو انہوں نے کہا اس باب میں سب سے اچھی حدیث کثیر بن زید کی ہے اور میں اس باب میں کوئی ثابت حدیث نہیں جانتا اور مجھے امید ہے کہ جو بسم اللہ نہ کہے اسکا وضو ہو جائیگا کیونکہ اس باب میں کوئی حدیث ایسی نہیں ہے جسپر حکم کروں ترمذی نے علل کبیر میں کہا محمد بن اسمعیل نے کہا ربیح بن عبد الرحمان منکر الحدیث ہے انتہی اور سعید بن زید کی حدیث کو ترمذی اور بزار اور احمد اور ابن ماجہ اور دارقطنی اور عقیلی اور حاکم نے روایت کیا اور اسمیں علت یہ ہے کہ اختلاف اور ارسال اور اسکی اسناد میں ابو ثفال ہے رباح سے اور وہ دونوں مجہول ہیں غرض یہ حدیث بھی صحیح نہیں ہے ایسا ہی کہا ابو حاتم اور ابو زرعہ نے اور تلخیص میں اس حدیث پر لمبی گفتگو کی ہے زیلعی نے کہا سعید بن زید کی حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو ثفال سے روایت کیا اور اسنے رباح بن عبد الرحمان سے اسنے سنا اپنی دادی سے جو سعید بن زید کی بیٹی تھیں اور انہوں نے سنا اپنے باپ سعید بن زید سے کہا کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے وہی جو اوپر گذرا ترمذی نے کہا امام احمد نے کہا میں اس باب میں کوئی حدیث ایسی نہیں جانتا جسکا اسناد عمدہ ہو محمد بن اسمعیل یعنی بخاری نے کہا اچھی اس باب میں رباح بن عبد الرحمان کی حدیث ہے اور روایت کیا اس حدیث کو حاکم نے مستدرک میں اور صحیح کہا اور ابن القطان نے کتاب الوہم والایہام میں کہا کہ اسکے اسناد میں تین شخص مجہول ہیں ایک تو دادی رباح کی جسکا نہ نام معلوم ہوا نہ حال اور نہ اور کسی حدیث میں اسکا ذکر ہے اور رباح بھی مجہول الحال ہے اور ابو ثفال بھی مجہول الحال ہے باوجودیکہ وہ ان تینوں میں زیادہ مشہور ہے کیونکہ ایک جماعت نے اس سے روایت کی ان میں سے ہیں دراوردی انتہی ابن ابی حاتم نے اس حدیث کو کتاب العلل میں بیان کیا اور کہا کہ یہ حدیث ہمارے نزدیک صحیح نہیں ہے ابو ثفال مجہول ہے اور رباح مجہول ہے ترمذی نے علل کبیر میں کہا میں نے محمد بن اسمعیل سے ابو ثفال کا نام پوچھا انہوں نے نہ پہچانا پھر حسن بن علی خلال سے پوچھا انہوں نے کہا مترجم کہتا ہے سوا اسکے ایک بڑی علت یہ ہے کہ ابو ثفال مرّی کبھی اسکو روایت کرتا ہے اسی اسناد سے ابو ہریرہ سے جیسے امام طحاوی اور عقیلی سے نقل ہوا اور ذہبی نے ابو ثفال کا نام ثمامہ بن حصین ہاشمی میزان میں لکھا ہے اور وہ قوی نہیں ہے جیسے گذرا اور عائشہ رض کی حدیث کو بزار اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی مسندوں میں اور ابن عدی نے روایت کیا اسکی اسناد میں حارثہ بن محمد ہے وہ ضعیف ہے ذہبی نے

میزان مین کہا کہ حارثہ بن محمد بن عبدالرحمان تُلی بہائی ہے عبدالرحمان کا وہ روایت کرتا ہے اپنی دادی عمرہ سے
اور اپنے باپ سے اور اس سے روایت کرتے ہین ابو معاویہ اور ابو اسامہ ضعیف کیا اسکو احمد اور ابن معین نے اور نسائی نے کہا متروک
ہے اور بخاری نے کہا منکر الحدیث ہے اور سہل بن سعد کی حدیث کو ابن ماجہ اور طبرانی نے روایت کیا اسکی اسناد مین
عبدالمہیمن بن عباس بن سہل بن سعد ہے وہ ضعیف ہے اور متابعت کی اسکی اوسکے بہائی ابی بن عباس نے
عبدالمہیمن بن عباس
اور وہ مختلف فیہ ہے میزان مین ہے عبدالمہیمن بن عباس بن سہل بن سعد ساعدی نے سنا اپنے باپ سے اور ابو حازم سے
اور اس سے روایت کی ابو مصعب اور ابن کاسب نے اور اس سے قریب بیس حدیثون کے مروی ہین بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث
اور نسائی نے کہا وہ ثقہ نہین ہے اور دارقطنی نے کہا وہ قوی نہین ہے زیلعی نے کہا سہل بن سعد ساعدی کی حدیث کو
ابن ماجہ نے اس لفظ سے روایت کیا کہ نماز نہین اسکی جسکا وضو نہین اور وضو نہین اُسکا جسنے اللہ کا نام لیا اور ام ابو سبرہ
اور ام سبرہ کی حدیث کو دولابی نے کنی مین اور بغوی نے صحابہ مین اور طبرانی نے اوسط مین روایت کیا اسکی اسناد مین عیسیٰ
بن سبرہ ہے وہ ضعیف ہے زیلعی نے کہا طبرانی نے معجم اوسط مین کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد بن عبداللہ حضرمی نے
عیسیٰ بن سبرہ
اُنہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعیب بن سلمہ انصاری نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے یحییٰ بن یزید بن
عبداللہ بن انیس نے اونہون نے روایت کی عبداللہ بن سبرہ سے اُنہون نے اپنے دادا ابو سبرہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے نماز نہین ہے مگر وضو سے اور وضو نہین اسکا جو اللہ کا نام نہ لیوے اسپر اور علی رض کی حدیث کو ابن عدی نے روایت
کیا اور کہا اسکا اسناد مستقیم نہین ہے اور انس رض کی حدیث کو عبدالملک بن حبیب اندلسی نے روایت کیا اور وہ نہایت ضعیف ہے
میزان مین ہے کہ وہ علم حدیث کے امور مین تہا اور مصنف ہے واضحہ کا بڑی وہم والا ہے ابن حزم کہتے تہے وہ ثقہ نہین
عبدالملک بن حبیب اندلسی
ہے حافظ ابو بکر بن سید الناس نے کہا عبدالملک بن حبیب علم حدیث نہین جانتا اور اسکو ضعیف کیا ہے بہتون نے اور
بعضون نے تہمت لگائی ہے کذب کی اسپر ابن حزم نے کہا اوسکی روایت ساقط اور مطروح ہے حافظ نے کہا ان
سب احادیث کی ملنے سے حدیث کو قوت ہو جاتی ہے اور اسکی اصلیت معلوم ہوتی ہے ابو بکر بن ابی شیبہ نے کہا ہمکو ثابت ہوا
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی ہے ابن سید الناس نے شرح ترمذی مین کہا یہ باب صحیح حسن
اور صحیح غیر صریح سے خالی نہین ہے اور یہ احادیث دلالت کرتی ہین تسمیہ کے وجوب پر وضو مین اور یہی قول ہے عترت
اور ظاہریہ اور اسحاق کا اور یہی ہی ایک روایت ہے امام احمد بن حنبل سے اب اختلاف کیا ہے اُنہون نے کہ یہ وجوب
خاص ہے اس شخص کے لیے جسکو وضو کیوقت بسم اللہ یاد آوی یا مطلقاً واجب ہے عترت کا یہ قول کہ خاص اُس شخص کے لیے
جسکو وضو کے وقت بسم اللہ یاد آوی اور ظاہریہ کا یہ قول ہے کہ مطلقاً واجب ہے اور شافعیہ اور حنفیہ اور مالک اور ربیعہ کا

یہ قول ہے کہ بسم اللہ کہنا سنت ہے وضو میں جو لوگ واجب کہتے ہیں انہوں نے دلیل لی ہے ان حدیثوں سے جو اوپر گذریں اور
جو سنت کہتے ہیں انکی دلیل عبد اللہ بن عمر کی روایت ہے مرفوعاً جو شخص وضو کرے اور اللہ کا نام لیوے اوسکا سارا
بدن پاک ہو جاویگا اور جو شخص وضو کرے اور اللہ کا نام نہ لیوے اوسکے فقط وضو کے اعضا پاک ہونگے روایت کیا اسکو دارقطنی اور
بیہقی نے اور اسکی اسناد میں ابو بکر داہری ہے عبد اللہ بن حکیم اور وہ متروک ہے اور منسوب ہے وضع کیطرف (ذہبی نے
میزان میں کہا کہ عبد اللہ بن حکیم ابو بکر داہری البصری روایت کرتا ہے ہشام بن عروہ اور اسمعیل بن ابی خالد اور جماعت سے اور اس سے
روایت کرتے ہیں عمرو بن عون اور جبارہ بن المغلس امام احمد نے کہا وہ کچھ نہیں اور ابن معین نے بھی ایسا ہی کہا اور ابن معین
نے کہا ایکبار وہ ثقہ نہیں ہے اور ایسا ہی نسائی نے کہا جوزجانی نے کہا وہ کذاب ہے) اور روایت کیا اسکو دارقطنی
اور بیہقی نے ابو ہریرہ سے اور اسکی اسناد میں مرداس بن محمد بن عبد اللہ بن ابان اپنے باپ سے روایت کرتا ہے اور وہ دونوں
ضعیف ہیں (ذہبی نے میزان میں کہا میں اسکو نہیں پہچانتا اور اوسکی حدیث منکر ہے وضو میں) اور روایت کیا اسکو
دارقطنی اور بیہقی نے ابن مسعود سے اور اسکی اسناد میں یحیی بن ہشام سمسار ہے اور وہ متروک ہے (زیلعی نے کہا یحیی بن ہاشم سمسار
نے اعمش سے اور انہوں نے شقیق بن سلمہ سے اور انہوں نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے سنا جناب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جب تم میں سے کوئی طہارت کرے تو اللہ کا نام لیوے اسکا سارا بدن پاک ہو جاویگا اگر اللہ
کا نام نہ لیوے وضو پر تو صرف وہی مقام پاک ہوگا جسپر پانی بہا اور یہ روایت ضعیف ہے میں نہیں جانتا اسکو اعمش سے کسی نے
روایت کیا ہو سوا یحیی بن ہاشم کے اور وہ متروک ہے اور ابن عدی نے اسکو نسبت دی ہے وضع کیطرف روایت کیا اسحدیث
کو بیہقی نے پھر نکالا مثل اسکی ابو ہریرہ اور ابن عمر سے اور ضعیف کیا ان دونوں حدیثوں کو ابن جوزی نے تحقیق میں کہا
کہ یہ حدیث تو بسم اللہ کو واجب کہنے والے کی حجت ہے کیونکہ جب سارا بدن پاک نہ ہوا تو حدث باقی رہا چند اعضا میں اور جب
تک حدث باقی ہے نماز صحیح نہیں ہوتی (ذہبی نے میزان میں کہا یحیی بن ہاشم سمسار ابو زکریا غسانی کوفی وہ روایت
کرتا ہے ہشام بن عروہ اور اعمش سے اور اس سے روایت کرتے ہیں تمتام اور محمد بن ایوب رازی وغیرہما جھوٹا کہا اسکو
ابن معین نے اور نسائی نے کہا متروک ہے ابن عدی نے کہا وہ بغداد میں حدیث بناتا تھا اور چراتا تھا صالح بن جزرہ نے کہا
یحیی بن ہاشم کو دیکھا ہے اور وہ جھوٹ بولتا تھا حدیث میں انتہی مختصراً مترجم کہتا ہے نیل الاوطار میں جو یحیی کا باپ ہشام
لکھا ہے وہ سہو ہے اور صحیح ہاشم ہے جیسے ذہبی اور زیلعی نے کہا) ان لوگوں نے جو بسم اللہ کو سنت جانتے ہیں حدیث لا وضوء
لمن لم یذکر اسم اللہ علیہ کی تاویل کی ہے کہ جو بسم اللہ نکہے اسکا وضو کامل نہیں ہوتا جیسے لا صلوۃ لجار المسجد الا فی المسجد اور مؤید
ہے اسکی وہ حدیث کہ اللہ کا اور مسلمان کا دین ہے بسم اللہ کہے یا نہ کہے اور بیہقی نے عدم وجوب پر دلیل کی ہے کہ فرمایا حضرت

نے تم مین سے کسی کی نماز پوری نہین ہوتی جب تک وضو پورا نہ کرے جسطرح سے اللہ نے اسکو حکم دیا کیونکہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ جب وضو پورا کریگا تو نماز پوری ہوگی اور پورا وضو وہی ہے جسکا اللہ نے حکم دیا اور اللہ نے حکم نہین دیا بسم اللہ کہنے کا اسکے شروع مین (مترجم کہتا ہے یہ استدلال امام بیہقی کا صحیح نہین کیونکہ کما امرہ اللہ مین وہ باتین بھی آگئین جنکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اسلیے کہ رسول کا حکم بھی اللہ کا حکم ہے ورنہ نیت بھی وضو مین واجب نہوگی کیونکہ نیت کا حکم بھی قرآن مین نہین ہے حالانکہ امام بیہقی قائل ہین اسکے وجوب کے حدیث سے) اور نسائی اور ابن خزیمہ اور بیہقی نے انس کی حدیث سے بھی دلیل لی ہے استحباب تسمیہ پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اصحاب نے وضو کا پانی ڈھونڈا لیکن پانی نہ پایا آپ نے فرمایا تم مین سے کسی کے پاس پانی ہے پھر آپ نے اپنا ہاتھ برتن مین رکھا اور فرمایا وضو کرو اللہ کا نام لیکر یہ حدیث صحیحین مین بھی موجود ہے پر اسمین یہ نہین ہے کہ وضو کرو اللہ کے نام کے ساتھ (مترجم کہتا ہے شیخ تقی الدین بن دقیق العید نے امام مین اس حدیث کو وجوب تسمیہ کی دلیل قرار دی ہے اور یہ لفظ یعنی توضؤا بسم اللہ مسلم کی روایت مین ہے ثابت اور قتادہ سے انہون نے انس سے اسکے اخیر مین یہ ہے انس نے کہا مینے دیکھا آپکی انگلیون مین سے پانی نکل رہا تھا یہانتک کہ اخیر مین جو شخص تھا اسنے بھی وضو کرلیا انس سے پوچھا کتنے آدمی اسوقت ہونگے انہون نے کہا ستر آدمیون کے قریب تھے) روایت کیا اسکو ابن خزیمہ اور نسائی اور دارقطنی اور بیہقی نے اور کہا یہ حدیث تسمیہ وضو کے باب مین سب حدیثون سے زیادہ صحیح ہے اور اسمین کوئی حجت نہین اس شخص کی جو تسمیہ کو واجب نہین کہتا) نووی نے کہا ممکن ہے کہ اس مسئلہ مین حجت لیجاوے ابوہریرہ کی حدیث سے جو کوئی کام شان والا اللہ کے نام سے شروع نہ کیا جاوے تو وہ ناقص ہے (مترجم کہتا ہے یہ حدیث بھی وجوب تسمیہ کی دلیل ہے کیونکہ وضو بھی ایک شان والا کام ہے اور نقصان ترک فرض سے ہوتا ہے نہ ترک سنت سے کیونکہ سنت رکن اور جزو نہین اسکے فوت ہونے سے نقصان کیسے ہوگا اور اصل مین جب کوئی بات رہجاوے تو وہ ناقص ہوتی ہے جیسے کتاب مین کچھ ورق کم ہون تو اسکو ناقص کہینگے برخلاف اسکے کہ میلی کتاب کو ناقص نہین کہینگے) امام شوکانی نے کہا یہ سب دلیلین تسمیہ کے عدم وجوب پر ضعیف ہین اور نہ ان مین سے کسی حدیث مین اس مطلب کی صراحت ہے (بلکہ اولٹا انسے وجوب نکلتا ہے) اور وہ جو حدیثین ہمنے دس صحابہ سے وجوب تسمیہ مین نقل کین اگر حجت کے لائق ہون تو انسے تسمیہ کی فرضیت ثابت ہوجاویگی مگر ابن سید الناس نے شرح ترمذی مین لکھا کہ بعض روایات مین لا وضوء کاملا آیا ہے اور اس سے دلیل لی ہے رافعی نے حافظ نے کہا مینے یہ لفظ کسی طریق مین نہین پایا پھر اگر یہ زیادت ثابت ہو تو اس سے زیادہ تصریح کی کوئی دلیل نہوگی اس شخص کے لیے جو تسمیہ کے عدم وجوب کا قائل ہے (مترجم کہتا ہے مجھکو امام شوکانی کی اس تقریر سے اتفاق نہین اول تو یہ لفظ کسی معتبر طریق بلکہ غیر معتبر مین بھی نظر سے

نہین گذرا اور جو شخص عدم وجوب پر اس کے سوا دلیل لاتا ہے اسکو اُسکی سند معتبر بیان کرنا چاہیے اور بالفرض اگر ثابت ہو
جاوے تو بھی صحیح نہین ہو سکتی دعوی کی کیونکہ نفی کمال ترک واجب مین بھی کہہ سکتے ہین مثلاً کوئی زنا یا چوری کرے یا امانت
مین خیانت کرے تو کہتے ہین اسکا ایمان کامل نہین ہے اور کیا اس کہنے سے یہ نکلیگا کہ زنا اور چوری اور خیانت کا ترک
واجب نہین ہے) اور جس شخص نے کہا کہ تسمیہ اُسی پر واجب ہے جسکو بسم اللہ یاد ہو تو اُسنے دلیل کی ہے اس حدیث سے کہ جسنے وضو کیا
اور اللہ کا نام لیا اُسکا تمام بدن پاک ہو جاویگا اور اوپر اس حدیث کی بحث گذری ان لوگون نے کہا ہمنے باب کی حدیثون
کو اسپر محمول کیا جسکو بسم اللہ یاد ہو (اور وہ بسم اللہ نہ کہے تو اُسکا وضو صحیح نہ ہوگا) اور یہ حدیث اُس شخص پر محمول ہے جو بھولے سے بسم اللہ
نہ کہے اور اس صورت مین دلیلون مین جمع ہو جاویگا اور پوشیدہ نہین جو اعتراض اس مین ہے تمام ہوا کلام امام شوکانی
کا نیل الاوطار مین علامہ ابو الطیب نے روضہ ندیہ مین لکھا ہے کہ حدیث وجوب تسمیہ کی متعدد صحابہ سے مروی ہے
اور سب روایات ملکر حجت ہین بلکہ ابو ہریرہ کی اکیلی روایت حجت ہے کیونکہ وہ حسن ہے انتہی اس صورت مین صحیح مذہب
یہی ہوگا کہ بسم اللہ کہنا وضو کے شروع مین واجب ہے اور امام شوکانی نے فقہ حدیث مین تسمیہ کو جزو وضو قرار دیا ہے
اب بیان چند احادیث کو بیان کرتا ہون جنسے حنفیہ اور شافعیہ نے عدم وجوب تسمیہ پر استدلال کیا ہے اور جنکو امام شوکانی
نے ذکر نہین کیا پہلی حدیث وہ ہے جو روایت کی ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے سعید بن ابی عروبہ سے اُسنے قتادہ
سے اُسنے حسن سے اُسنے حضین بن منذر سے اُسنے مہاجر بن قنفذ سے اُنہون نے کہا مین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و
سلم کے پاس آیا آپ وضو کرتے تھے مینے سلام کیا آپنے جواب نہ دیا جب وضو سے فارغ ہوے تو فرمایا نہین روکا
مجھکو جواب دینے سے مگر یہ کہ مین باوضو نہ تھا اور روایت کیا اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح مین نوع اول مین قسم اول کے
ابن خزیمہ نے اپنی سند سے اور روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرک مین اور کہا وہ صحیح ہے شیخین کی شرط پر اور اُنہون نے نہین
نکالا اسکو اور جواب یہ ہے کہ اس حدیث سے صرف اتنا ہی نکلتا ہے کہ سلام کا جواب دینا باوضو بہتر ہے یا یہ خاصہ ہو آپ کا
اور اس سے یہ نہین نکلتا کہ حالت حدث مین بسم اللہ کہنا درست نہین کیونکہ دوسری حدیث سے ثابت ہے کہ آپ اللہ تعالی
کا ذکر ہر حالت مین کرتے علاوہ اسکے حنفیہ ذکر الٰہی کو حالت جنابت مین بھی درست جانتے ہین اسیطرح جنب کو کھانا کھاتے
وقت بسم اللہ کہنا درست جانتے ہین پھر جب جنابت مین تسمیہ جائز ہوئی تو حالت حدث مین اسکا کہنا کیونکر منع ہوگا اسکے
سوا یہ حدیث ضعیف ہے زیلعی نے کہا یہ معلول ہے اور معارض ہے معلول اسوجہ سے کہ ابن دقیق العید نے امام مین لکھا
کہ سعید بن ابی عروبہ اخیر عمر مین مختلط ہو گیا تھا (اسکا حافظہ بگڑ گیا تھا) تو جسنے اختلاط سے پہلے سنا اسکی روایت
صحیح ہے ابن عدی نے کہا احمد بن حنبل نے کہا یزید بن زریع نے اس سے اختلاط کے پہلے سنا ہے اور روایت کیا اسکو نسائی

شعبہ سے اونہون نے قتادہ سے او سمین یہ ہے کہ نہین رد کیا مجھکو اخیر تک اور روایت کیا اسکو حماد بن سلمہ نے حمید وغیرہ
سے کہ نہون نے حسن سے اونہون نے مہاجر سے منقطعاً تو اسحدیث مین تین علتین ہوئین دوسری حدیث ابو داؤد نے روایت
کیا اپنے سنن مین محمد بن ثابت عبدی سے اونہون نے نافع سے کہا مین عبد اللہ بن عمر کے ساتھ ایک کام کو گیا ابن عباس تک
انہون نے جب حاجت سے فراغت پائی تو کہا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے ایک کوچہ مین سے گذرے اور آپ
پاخانہ یا پیشاب سے فارغ ہوکر نکلے تھے اتنے مین ایک شخص نے آپکو سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا پھر آپ نے دیوار پر ہاتھ
مارا اور منہ پر مسح کیا پھر ایک ہاتھ مارا اور دونو ہاتھون پر مسح کیا کہنیون تک پھر ہتھیلی پر بعد اوسکے فرمایا مجھے نہین روکا
جواب دینے سے مگر یہ کہ مین طہارت سے نہ تھا زیلعی نے کہا نووی نے خلاصہ مین کہا محمد بن ثابت عبدی اکثر محدثین کے
نزدیک قوی نہین ہے اور انکار کیا ہے بخاری وغیرہ نے اسپر اسحدیث کے رفع کرنے مین انہون نے کہا صحیح یہ ہے کہ حدیث
موقوف ہے ابن عمر پر انتہی اور معارض ہے اُن دونو حدیثون کے وہ جو روایت کیا بخاری اور مسلم نے کریب سے انہون
نے ابن عباس سے اونہون نے کہا مین ایک رات کو اپنی خالہ میمونہ رضہ کے پاس سویا جو بی بی تہین حضرت رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم کی اخیر تک او سمین یہ ہے کہ آپ آدہی رات کو یا اوسکے بعد جاگے اور نیند کو اپنے منہ سے پونچھنے لگے پھر دس
آیتین اخیر سورۂ آل عمران کی پڑہین پھر ایک لٹکی مشک کیطرف اٹھے اور وضو کیا اچھی طرح پھر کھڑے ہوکر نماز پڑہی اسحدیث سے
ذکر الہی اور قرایت قرآن کا جواز حالت حدث مین نکلتا ہے البتہ صحیحین کی حدیث سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے سلام
کا جواب دینے کیلیے تیمم کیا چنانچہ بخاری اور مسلم نے ابو جہیم سے نکالا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمل کیطرف سے
آئے ایک شخص ملا اُسنے سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا یہانتک کہ دیوار پاس آئے وہان مسح کیا اپنے منہ اور ہاتھون پر پھر جواب
دیا اسکو سلام کا اور مسلم نے اپنی سند اس قصے مین ابن عمر تک نہین پہونچائی لیکن اونہون نے روایت کیا ضحاک
بن عثمان سے اونہون نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے کہ ایک شخص گذرا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کر رہے
تہے اُسنے سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا اس روایت مین تیمم کا ذکر نہین ہے اور روایت کیا اسکو بزار نے اپنے مسند مین ابو بکر
سے جو ایک شخص تہا عمر بن خطاب رضہ کی آل مین سے اُسنے روایت کی نافع سے اونہون نے ابن عمر سے یہی قصہ اسمین یہ
ہے کہ آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا مینے اسلیے جواب دیا تو یہ کہے مین نے آپکو سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا
اُس سے پھر جب تو مجھکو اس حال مین دیکھے تو سلام مت کیجیو کیونکہ مین جواب نہین دونگا تجھکو اور ذکر کیا اسحدیث کو
عبد الحق نے احکام مین بزار کے سند سے پھر کہا یہ ابو بکر بیٹا ہے عمر بن عبد الرحمان بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب کا ثقہ ہے
کیا اُس سے مالک نے اور کوئی برائی نہین اسمین لیکن ضحاک بن عثمان کی روایت اس سے زیادہ صحیح ہے کیونکہ ضحاک ابو بکر سے زیادہ

ثقہ ہے اور شاید یہ دو واقع ہوں انتہے ابن القطان نے اپنی کتاب میں اسپر اعتراض کیا اور کہا کہ یہ کہانسے معلوم ہوا
کہ یہ ابوبکر عمر بن عبد الرحمن کا بیٹا ہے اور حدیث میں نہ اسکا نام مذکور ہے نہ اُسکے باپ اور دادا کا میں کہتا ہوں
اس بات کی تصریح سند سراج میں ہے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد بن ادریس نے اونہوں نے کہا حدیث بیان
کی ہمسے عبد اللہ بن رجاء نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابوبکر بن عمر بن عبد الرحمان بن عبد اللہ بن عمر
بن خطاب نے اونہوں نے روایت کی نافع سے انہوں نے ابن عمر سے پہر ذکر کیا اسی روایت کو اور روایت کیا ابن
ماجہ نے سنن میں عبد اللہ بن محمد بن عقیل سے اونہوں نے جابر بن عبد اللہ سے کہ ایک شخص گذرا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم پر اور آپ پیشاب کر رہے تہے تو اُسنے سلام کیا آپ نے فرمایا جب تو مجہکو اس حالت میں دیکہے تو سلام مت کر
کیونکہ اگر تو ایسا کریگا تو میں تجہکو جواب نہ دونگا اور روایت کیا اسکو بزار نے اسمیں یہ ہے کہ سلام کا جواب نہیں دیا
تیسری حدیث امام بیہقی نے عدم وجوب تسمیہ پر استدلال کیا ہے اس حدیث سے جسکو روایت کیا چاروں سنن والوں نے
علی بن یحیی بن خلاد سے انہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے اپنے دادا سے اونہوں نے اپنے چچا رفاعہ بن رافع سے
اُس شخص کے قصے میں جسنے بری طرح نماز پڑہی تہی آپنے فرمایا جب تو کہڑا ہو تو وضو کر جسطرح سے اللہ نے تجہکو حکم کیا
اور ایک روایت میں ہے کہ تم میں سے ایک کی نماز پوری نہیں ہوتی جبتک وضو پورا نہ کرے جسطرح اللہ نے حکم دیا پہر
دہووے منہ اپنا اور دونو ہاتہ اپنے کہنیوں تک اور مسح کرے سر پر اور دہووے دونو پاؤن دونو ٹخنوں تک پہر تکبیر کہے
اللہ عز وجل کی اور حمد کرے اسکی یعنی الحمد پڑہے پہر جو قرآن پڑہ سکے پڑہے پہر تکبیر کہے اور سجدہ کرے اور اپنا منہ جما دے یا
پیشانی جما دے فرمایا زمین پر یہانتک کہ سب جوڑوں کو آرام ہو جاوے پہر تکبیر کہے اور سیدہا بیٹہے اخیر تک ترمذی
نے کہا یہ حدیث حسن ہے ابن قطان نے کہا یحیی بن علی بن خلاد کا حال معلوم نہیں اسکا باپ علی ثقہ تہا اور اسکے دادا یحیی
بن خلاد بخاری نے روایت کی ذہبی نے میزان میں کہا یحیی بن علی بن خلاد بن رافع زرقی روایت کرتا ہے اپنے باپ سے
وہ اپنے دادا سے وہ اپنے چچا رفاعہ بن رافع سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا تو وضو کر جسطرح
اللہ نے حکم دیا تجہکو ابن قطان نے کہا یحیی بن علی اسی حدیث سے پہچانا جاتا ہے روایت کی اس سے اسمعیل بن جعفر
نے اور میں نے اسمیں ضعف نہیں پایا میں کہتا ہوں لیکن وہ مجہول ہے) امام بیہقی نے کہا ہمارے اصحاب نے حجت لی ہے
اس حدیث سے عدم وجوب تسمیہ میں متر جم کہتا ہے اور ہم بیان کر آئے ہیں کہ اس حدیث سے یہ حجت پوری نہیں ہوتی اگرچہ
یہ حدیث امام شوکانی نے سروایت بیہقی ذکر کی ہے پر اسکے دوسرے طریقے ذکر نہیں کیے جو سنن اربعہ میں موجود ہیں اسلیے
ہمنے اسکو دوبارہ ذکر کیا امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں دلیل کی عدم وجوب تسمیہ پر اسی مہاجر بن قنفذ کی حدیث

سے جو اوپر گذری لیکن انکی روایت مین اکثر یہی سعید بن ابی عروبہ سے جو اخیر مین بگڑ گیا تہا دوسرے سعید کے عبد الوہاب بن عطا
خفاف روایت کرتا ہے اور وہ ضعیف ہے مضطرب الحدیث ہے امام احمد نے کہا اور نسائی نے کہا وہ قوی نہین ہے پہر
کہا امام طحاوی نے خدا ہمپر اور انپر رحم کرے اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مکروہ جانا اللہ کا
نام لینا مگر طہارت پر اور سلام کا جواب اسوقت دیا جب وضو کر چکے تو اس سے یہ نکلا کہ آپنے بسم اللہ کہنے سے پہلے وضو کیا اور
یہی مطلوب ہے (اور جواب اس حدیث سے اوپر گذر چکا اور وہ استدلال کے لائق نہین ہے) امام طحاوی نے کہا یہ جو حدیث ہے
وضو نہین اسکا جو اللہ کا نام لیوے سو اسکے یہ معنی بہی ہین جو بسم اللہ واجب کہنے والون نے سمجہے ہین اور یہ بہی معنے ہو
کہ وضو اسکا کامل نہین اور اسکی نظیر یہ حدیث ہے وہ مسکین نہین جسکو ایک لقمہ یا دو لقمے پہیر دیتے ہین اس سے یہ غرض نہین کہ
ایسا شخص بالکل مسکین نہین ہے تاکہ اوسپر صدقہ حرام ہو بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ کامل مسکین نہین ہے پہر بیان کیا اس حدیث
کو کئی طریقون سے اور روایت کیا ابو ہریرہ سے کہ مومن وہ نہین ہے جو رات کو پیٹ بہر کر سووے اور اسکا ہمسایہ بہوکا رہے
اور جواب اس نظیر کا وہی ہے کہ کامل نہ ہونیکا معنے ہمارے مخالف نہین کیونکہ جب اجزا مین سے کوئی جزو گہٹ جاوے تو اسکو
بہی ناقص اور ناکامل کہہ سکتے ہین پہر امام طحاوی نے ایک اور دلیل بیان کی وہ یہ کہ نکاح اور بیوع وغیرہ مین تسمیہ شرط نہین تو وضو
مین بہی نہ ہوگی اور یہ دلیل کافی نہین ہے کیونکہ شارع کا اختیار ہے کہ جس عبادت مین چاہے تسمیہ شرط رکہے جسمین چاہے نہ رکہے
علاوہ اسکے نکاح اور بیوع عبادات نہین ہین تو قیاس وضو کا انپر بے جوڑ ہے اور نظیر اسکی ذبح ہے کیونکہ ذبح مین تسمیہ شرط
ہے اور امام طحاوی نے یہ تاویل کی ہے کہ ذبح مین تسمیہ بیان حلت کے لیے ہے ہم کہتے ہین کہ وضو کے شروع مین تسمیہ بہی بیان
امتیاز کے لیے ہے تاکہ وضو ممتاز ہو جاوے عادتاً منہ ہاتہ دہونے سے واللہ اعلم حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا
جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ عَنْ کُرَیْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ یَبْلُغُ بِهِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا اَتٰی اَهْلَهٗ قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا
فَقُضِیَ بَیْنَهُمَا وَلَدٌ لَمْ یَضُرَّهٗ ۔ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے علی بن عبد اللہ (مدینی) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے
جریر (بن عبد الحمید) نے انہون نے روایت کی منصور (بن معتمر) سے اونہون نے سالم بن ابی الجعد سے انہون نے کریب سے انہون نے
ابن عباس سے وہ پہونچاتے تہے اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک آپ نے فرمایا اگر تم مین کا ایک جب اپنی بی بی کے پاس
آوے (یعنے اس سے صحبت کرنا چاہے) تو یہ کہے بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا یعنے اللہ کے نام سے یا اللہ
بچا ہمکو شیطان سے اور دور رکہہ شیطان کو اس سے جو تو ہمکو عنایت فرماوے (یعنے ہماری اولاد سے) پہر ان دونو کو اولاد دیوے تو شیطان
اسکو نقصان نہ دیسکیگا ف قسطلانی نے کہا یہ کلام وہ اس حدیث کو پہونچاتے تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کریب کا

کلام سے مطلب اُن کا یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف نہیں ہے بلکہ مستارہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک لیکن احتمال ہے کہ ابن عباس نے یہ حدیث کسی صحابی سے سنی ہو اور اسنے حضرت صلعم سے اور احتمال ہے کہ بلا واسطہ آپ سے سنی اور شیطان کے نقصان نہ پہنچا سکنے کا مطلب ہے کہ شیطان کا زور نہ چلے بچہ پر ہوگا اور وہ شیطان کے اغوا سے محفوظ رہیگا یا یہ معنے ہیں کہ شیطان اُسکو خبطی نہ کریگا اور اسکے عقل یا بدن کو ضرر نہ پہونچا ویگا یا پیدایش کے وقت اسکو کونچا نہ دیگا یا کافر نہ بنادیگا اور ابن جریر نے تہذیب الآثار میں اپنی سند سے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ جب آدمی اپنی بی بی سے صحبت کرے اور بسم اللہ نہ کہے تو شیطان اسکے ذکر پر لپٹ جاتا ہے اور اسکے ساتھ صحبت کرتا ہے اور یہی مقصد ہے اس آیت کا لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ انتہے حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث کی بحث خارج ہے تو کتاب النکاح میں آویگی کرمانی نے کہا اونہوں نے ایک نسخہ میں دیکھا جو فربری پر پڑھا گیا تھا مصنف سے کہا گیا جو شخص عربی اچھی طرح نہیں جانتا فارسی میں بسم اللہ کہے اُنہوں نے کہا ہاں

باب مَا يَقُولُ عِنْدَ الْخَلَاءِ پاخانہ جاتے وقت کیا کہے **حَدَّثَنَا** آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ تَابَعَهُ ابْنُ عَرْعَرَةَ عَنْ شُعْبَةَ وَقَالَ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ إِذَا أَتَى الْخَلَاءَ وَقَالَ مُوسَى عَنْ حَمَّادٍ إِذَا دَخَلَ وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے آدم بن ابی ایاس نے اُنہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ (بن حجاج) نے اُنہوں نے روایت کی عبد العزیز بن صہیب سے اونہوں نے کہا میں نے سُنا انس سے وہ کہتے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پاخانہ کے اندر جانے (یعنی جانے لگتے) تو فرماتے یا اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیری شیطانوں اور شیطانیوں سے یا برائی اور گناہوں سے **ف** یہ دو ترجمے ہیں خبث اور خبائث کے ابن اعرابی نے کہا خبث برا کلام میں گالی ہے مذہب میں کفر طعام میں حرام شراب میں مضر ترمذی کی روایت میں ہے اعوذ باللہ من الخبث والخبیث یا من الخبث والخبائث شک کے ساتھ غرض خبث میں با کو ضمہ ہے یا سکون ضمہ کی صورت میں جمع ہے خبیث کی یعنی شیطان اور خبائث جمع خبیثہ کی یعنی شیطانی اور اس حدیث کو عمری نے روایت کیا اسمیں یہ ہے جب تم پاخانہ جاؤ تو یہ کہو بسم اللہ اعوذ باللہ من الخبث والخبائث اور اسناد اسکا مسلم کی شرط پر ہے (فتح مختصراً) **ف** متابعت کی آدم بن ابی ایاس کی محمد بن عرعرہ نے شعبہ سے (یہ روایت مولف نے دعوات میں نکالی) اور غندر (محمد بن جعفر بصری) نے شعبہ سے روایت کی اسمیں یہ ہے جب آپ آتے پاخانہ کو (یہ بزار نے موصولاً روایت کی اپنی مسند میں محمد بن بشار سے اُنہوں نے غندر سے اور احمد بن حنبل نے غندر سے روایت کی اسمیں یہ ہے جب پاخانہ جاتے) اور موسیٰ ابن اسمٰعیل تبوذکی نے حماد (بن سلمہ بن دینار بصری) سے روایت کی (یہ حماد ابدال میں سے

ہوتی اور نہ ہوتی بشر نکاح کیسے پر اولاد نہ ہوتی کیونکہ ابدال کی اولاد نہیں ہوتی) اسمیں یہ ہے جب پائخانہ کے اندر جاتے
(اسکو بیہقی نے وصل کیا ہے) اور سعید بن زید نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد العزیز بن صہیب نے اوسمیں یہ ہے کہ جب
ارادہ کرتے پائخانہ کے اندر جانے کا ف یہ سعید بن زید بن درہم جہضمی بصری بھائی حماد بن زید کا اور اسکی روایت کو
مؤلف نے ادب مفرد میں وصل کیا اسمیں یہ ہے حدیث بیان کی ہمسے ابو النعمان نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی
ہمسے سعید بن زید نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد العزیز بن صہیب نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے
انس نے اور اس تعلیق کے لانیسے یہ غرض ہے کہ پائخانہ کے اندر جانیسے یہاں مراد اندر جانے کا ارادہ کرنا ہے حافظ
ابن حجر نے کہا صحیح یہ ہے کہ یہ دعا ہر موقع پر پڑھنا چاہیے جب حاجت کرنے لگے پائخانہ میں ہو یا اور کسی مقام میں مثلاً برتن
میں پیشاب کرے اور پائخانہ میں اگر حاجت کو جاوے تو اندر گھسنے سے پیشتر یہ دعا پڑھے اور جو پائخانہ نہ ہو تو جب
حاجت شروع کرنے لگے مثلاً کپڑے اوٹھادے اُسوقت کہے یہی مذہب ہے جمہور کا اور سعید بن زید سچا ہے بعضوں نے
اسکے حافظے میں کلام کیا ہے اور امام بخاری نے اس سے سوا اس تعلیق کے اور کوئی روایت اس کتاب میں نہیں
کی اور متابعت کی سعید کی اس لفظ پر عبد الوارث نے اور نکالا اسکو بیہقی نے اپنے طریق سے اور وہ بخاری کی شرط پر ہے
اور یہاں شراح کو ایک اشکال ہوا ہے وہ یہ کہ مؤلف نے پائخانہ اور استنجا کے ابواب کو وضو کے ابواب کے بیچ میں کیوں بیان
کیا اس سے پہلے بھی وضو کا ذکر ہے اور اسکے بعد بھی وضو کے ابواب ہیں کرمانی نے کہا امام بخاری حسن ترتیب
کو نہیں دیکھتے بلکہ اونکی غرض حدیث کا نقل کرنا ہے اور جو متعلق ہے حدیث کی تصحیح سے پھر اس تقریر کو خود کرمانی نے
دوسرے مقاموں میں باطل کیا ہے اور تعجب ہے کرمانی سے کہ انہوں نے امام بخاری کی طرف ایسی نسبت کی حالانکہ ایسا
کام ہوتا ہے جیسا امام بخاری نے کیا ہے ویسا اور کسی مصنف کا معلوم نہیں ہوا یہانتک کہ ایک جماعت ائمہ نے کہا کہ
امام بخاری کی فقہ اونکے تراجم ابواب میں ہے البتہ اس مقام میں جو انہوں نے ترتیب کہی ہے اُس سے بادی الرائے میں
یہ معلوم ہوتا ہے کہ اونکو ترتیب کا چنداں خیال نہیں مگر کتاب الصلوۃ میں ابواب کی ترتیب بہت عمدہ ہے اور یہاں بھی
پائخانہ جانیکا بھی ذکر بے مناسبت نہیں کیونکہ پہلے باب میں یہ بیان کیا کہ وضو کے شروع میں بلکہ ہر حال میں
اللہ کا نام لینا مشروع ہے اور اسکی نظیر ہی دوسرا باب ہے یعنی جیسے پائخانہ جانے وقت اللہ کا ذکر مشروع ہے اب اس
باب کی ذیل میں استنجا کے باقی آداب اور شرائط بھی بیان کر دیے پھر وضو کا بیان شروع کیا جو اصلی مقصد اس کتاب
کا ہے انتہی مختصراً قسطلانی نے کہا مؤلف نے وہ حدیث بیان نہ کی جسمیں پائخانہ سے نکلنے کی دعا ہے کیونکہ وہ اونکی
شرط پر نہ تھی اور وہ حدیث ہے حضرت عائشہ کی ابن حبان اور ابن خزیمہ کے صحیحوں میں کہ حضرت جب پائخانہ سے نکلتے تو کہتے

تو فرماتے تھے غفرانک اور ابن ماجہ نے انس سے روایت کی آپ جب پاخانہ سے نکلتے تو فرماتے الحمد للہ الذی اذہب عنی الاذی وعافانی
اور دارقطنی نے ابن عباس سے مرفوعاً روایت کیا الحمد للہ الذی اخرج عنی ما یوذینی وامسک علی ما ینفعنی انتہی نیل الاوطار
میں ہے کہ سعید بن منصور نے اپنی سنن میں پاخانہ جانیکی یہ دعا نقل کی بسم اللہ اللہم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث اور
ابن ماجہ نے جو حدیث انس سے روایت کی اوسکے اسناد میں ہارون بن اسحق ہے نسائی وغیرہ نے اوسکو ثقہ کہا اور تقریب میں ہے
کہ وہ سچا ہے اور عبد الرحمان محاربی ہے محمد کا بیٹا ابن معین و نسائی نے اسکو ثقہ کہا اور تقریب میں ہے اس میں کچھ برائی نہیں
وہ تدلیس کرتا تھا امام احمد نے کہا اور اسمعیل بن مسلم ہے اگر وہ عبدی ہے تو ثقہ کہا اسکو ابو حاتم نے اور اگر بصری ہے تو ضعیف
ہے اور دونوں حسن سے روایت کرتے ہیں اور روایت کیا اسحدیث کو نسائی اور ابن السنی نے ابوذر سے اور سیوطی نے رمز کیا
اسکی صحت پر مترجم کہتا ہے ابن ابی شیبہ نے اسکو موقوفاً روایت کیا ابوذر پر **باب** وَضْعِ الْمَاءِ عِنْدَ الْخَلَاءِ پانی
کے پاس پانی رکھنا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ
عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْخَلَاءَ فَوَضَعْتُ لَهُ وَضُوْءًا
قَالَ مَنْ وَضَعَ هٰذَا فَاُخْبِرَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے عبد اللہ بن محمد (مسندی
جعفی) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ہاشم (ابو النضر تیمی لیثی) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے
ورقاء (بن یشکری) نے انہوں نے روایت کی عبید اللہ بن ابی یزید سے انہوں نے ابن عباس رض سے کہ جناب رسول کریم
صلے اللہ علیہ وسلم پاخانہ میں گئے میں نے انکے لیے وضو کا پانی رکھا (کہ آپ پاخانہ سے فراغت پاکر اس سے وضو کریں اور
بعضوں نے کہا استنجے کے لیے رکھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا (پاخانہ سے نکلکر) یہ پانی کسنے رکھا ہے لوگوں نے
کہا (یعنی میمونہ انکی خالہ نے) ابن عباس نے رکھا ہے فرمایا اللہ اسکو سمجھ دے دین میں **ف** تیمی نے کہا اس سے استحباب
نکلتا ہے دعا کا اس شخص کے لیے جو خدمت کرے ابن منیر نے کہا آپ نے جو سمجھ کی دعا کی انحضرت کے بدلا اسکی مناسبت یہ ہے
کہ ابن عباس نے عقلمندی کی اور تین کاموں سے (یعنی پانی پاخانہ کے اندر لیجانے اور باہر رکھنے اور بالکل پانی نہ رکھنے
اونہوں نے دوسرا کام اختیار کیا جو مناسب تھا اور یہ انکی دانائی کی دلیل تھی تو مناسب ہوا اور زیادہ سمجھ حاصل ہونے کی دعا
کرنا ایسے لڑکے کے لیے جو چھٹپن میں اتنا عاقل ہو (فتح) **باب** لَا تُسْتَقْبَلُ الْقِبْلَةُ بِبَوْلٍ وَلَا غَائِطٍ اِلَّا
عِنْدَ الْبِنَاءِ جِدَارٍ اَوْ نَحْوِهٖ پیشاب پاخانے کیوقت قبلے کیطرف منہ نہ کرنا چاہیے مگر کسی عمارت کے پاس جیسے دیوار وغیرہ
کے درست ہے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا مؤلف نے جو حدیث اس باب میں ذکر کی اس سے پاخانہ کے وقت قبلے کیطرف
منہ اور پیٹھ کرنیکی مطلقاً ممانعت نکلتی ہے میدان میں ہو یا عمارت میں اور مؤلف نے جو عمارت کے پاس قبلے کیطرف منہ

کرنے کا جواز ترجمہ باب مین ثابت کیا ہے حدیث سے نہین نکلتا اسکے تین جواب دیے ہین ایک یہ کہ حدیث مین غائط کا لفظ ہے اور
غائط اسی جگہ کو کہتے ہین جو میدان مین ہو اور یہ جواب اسمعیلی نے دیا اور یہی قوی ہے سب مین دوسرے یہ کہ قبلے کیطرف منہ کرنا یا
پیٹھ یہ میدان مین صادق آویگا اور جب عمارت کی آڑ ہوئی تو قبلے کیطرف منہ اور پیٹھ نہ ہوا یہ ابن منیر نے کہا ہے اسپر
یہ اعتراض ہوتا ہے کہ پھر عمارت کی آڑ مین نماز درست نہ ہونا چاہیے کیونکہ قبلے کیطرف منہ نہ ہوا تیسرے یہ استثنا عمارت
کا ابن عمر کی حدیث سے نکلتا ہے جو آگے آویگی اگرچہ یہ حدیث دوسرے باب مین مذکور ہے مگر بلحاظ حدیث ہونیکے گویا یہ دونو
ایک ہی ہے یہ ابن بطال نے کہا اور ابن تین نے اسکو پسند کیا مگر اس جواب کا مقتضی یہ ہے کہ تفصیل تراجم کا کوئی معنے نہو
اگر کوئی اعتراض کرے کہ تم نے غائط کو حقیقی معنے پر کیون محمول کیا اور اسکو عام کیون نہ رکھا تا کہ وہ میدان اور عمارت دونو
کو شامل ہو جاوے خاصکر ایسی حالت مین جب صحابی نے جو حدیث کا راوی ہے یہی عام معنے سمجھا ہو کیونکہ اس صحابی نے
کہا جیسے مصنف نے قبلہ اہل مدینہ مین ذکر کیا کہ پھر ہم شام مین آئے وہان کھڈیون کو دیکھا قبلے کیطرف بنی ہوئین ہم
مڑ جاتے تھے اور استغفار کرتے تھے اسکا جواب یہ ہے کہ ابو ایوب نے غائط کو اپنے حقیقی اور مجازی معنے مین عام کیا ہو اس وجہ
سے کہ انکو تخصیص کی حدیث نہین پہونچی ہو گی اور اگر ابن عمر کی حدیث اس تخصیص پر دلالت نہ کرتی تو ہم بھی تعمیم کے قائل
ہوتے لیکن عمل کرنا دونو دلیلون پر اولے ہے ہر ایک کو لغو کر دینے سے اور جابر سے یہ حدیث نکالا اسکو احمد اور ابو داود اور ابن خزیمہ
وغیرہم نے وہ حسن بتاتا یہ کہ تائید کرتی ہے اسکی اور احمد کا لفظ یہ ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو منع کرتے تھے قبلے کیطرف
پیٹھ کرنے سے یا قبلے کیطرف منہ کرنے سے جب ہم پیشاب کرین پھر مین نے آپکو دیکھا وفات سے ایک سال پہلے آپ قبلے کیطرف
منہ کر کے پیشاب کرتے تھے اور حق یہ ہے کہ یہ روایت جابر کی حدیث کا ناسخ نہین ہے جیسے بعضون نے گمان کیا بلکہ یہ محمول ہے
اسپر کہ جابر نے آپ کو عمارت مین ایسا کرتے دیکھا ہو گا بلکہ آپ کی عادت ایسی ہی تھی آپ مبالغہ کرتے پردہ پوشی مین اور ابن
عمر نے جو آپ کو دیکھ لیا یہ بلا قصد تھا جیسے آگے آویگا سب ایسی ہی جابر کی روایت ہے اور یہ دعوے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
یہ خصوصیت تھی بے دلیل ہے کیونکہ خصائص احتمال سے ثابت نہین ہوتی اور ابن عمر کی حدیث سے جو آگے آویگی قبلہ کیطرف
پیٹھ کرنیکا عمارت مین جواز نکلتا ہے اور جابر کی حدیث سے منہ کرنیکا اور اگر جابر کی حدیث نہ ہوتی تو صرف ابن عمر کی حدیث سے پیٹھ
کرنیکا جواز نکلتا اور منہ کرنیکا قیاس پیٹھ کرنے پر نہ ہو سکتا کیونکہ منہ کرنا بہ نسبت پیٹھ کرنیکے زیادہ سخت ہے اور بعض
لوگون نے صرف ابن عمر کی حدیث سے پیٹھ کرنا جائز رکھا ہے اور منہ کرنا جائز نہین رکھا اور یہ نقل کیا گیا ہے امام ابو حنیفہ اور امام احمد
سے اور جمہور علما یہ کہتے ہین کہ میدان مین منہ کرنا اور پیٹھ کرنا دونو ناجائز ہین اور عمارت مین دونو درست ہین اور یہی مذہب ہے
مالک اور شافعی اور اسحق کا اور یہی متوسط ہے تمام اقوال مین کیونکہ اس مذہب پر تمام دلیلون پر عمل ہوتا ہے اور اسکی وجہ یہی ہے

جو اوپر ابن منیر سے نقل ہوئی کہ عمارت میں منہ کرنا دیوار وغیرہ کی طرف مضاف ہے عرفاً اور بعض علماء نے کہا کہ میدان
اور عمارت دونوں برابر ہیں اور ہر جگہ منہ اور پیٹھ کرنا حرام ہے اور یہی مشہور قول ہے ابوحنیفہ اور احمد اور ابوثور صاحب شافعی کا نے
بھی یہی کہا ہے اور مالکیہ میں سے ابن عربی نے اسی کو ترجیح دی ہے اور ظاہریہ میں سے ابن حزم نے اور انکی دلیل یہ ہے کہ نہی مطلق
ہے باجت پر اور ان لوگوں نے جابر کی حدیث کو صحیح نہیں کہا اور بعض علماء کا یہ قول ہے کہ میدان اور عمارت دونوں میں مطلقاً
جائز ہے اور یہی قول ہے عائشہ اور عروہ اور ربیعہ اور داؤد کا اور انہوں نے یہ کہا کہ احادیث اس باب میں متعارض ہیں تو اصل اباحت
قائم رہی تو یہ چار مذہب ہوگئے جو مشہور ہیں علماء سے اور نووی نے شرح مہذب میں انکے سوا اور کوئی مذہب بیان نہیں کیا حالانکہ
اس مسئلہ میں تین مذہب اور ہیں ایک یہ کہ عمارت میں پیٹھ کرنا درست ہے بدلیل حدیث ابن عمر کے اور منہ کرنا جائز نہیں ابو یوسف
کا یہی قول ہے دوسرے یہ کہ منہ کرنا اور پیٹھ کرنا عمارت اور صحرا دونوں میں نادرست ہے یہاں تک کہ بیت المقدس کی طرف بھی
جو منسوخ قبلہ ہے اور یہی منقول ہے ابراہیم اور ابن سیرین سے بدلیل معقل اسدی کی حدیث کے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
دونوں قبلوں کی طرف منہ کرنے سے پیشاب یا پاخانہ میں روایت کیا اسکو ابوداؤد نے اور یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اسمیں ایک
راوی مجہول ہے اور بفرض صحت اس حدیث کے خطاب اہل مدینہ کو ہو اور جو انکی سمت پر ہو کیونکہ اہل مدینہ جب بیت المقدس کی طرف
منہ کرتے ہیں تو کعبہ کی طرف پیٹھ ہوتی ہے تو علت حرمت کی کعبہ کی طرف پیٹھ ہونا ہے نہ بیت المقدس کی طرف منہ ہونا اور
خطابی نے یہ دعویٰ کیا کہ بیت المقدس کی طرف منہ کرنا حرام نہیں ہے باجماع علماء بشرطیکہ اور منہ کرنے سے کعبہ کی طرف پیٹھ
ہو اور یہ اجماع کا دعویٰ صحیح نہیں کیونکہ ابراہیم اور ابن سیرین کا اسمیں خلاف ہے جیسے ہم نے بیان کیا اور بعض شافعیہ
بھی اسی کے قائل ہوئے ہیں نقل کیا اسکو ابن ابی الدم نے تیسرے یہ کہ حرمت خاص ہے اہل مدینہ سے اور جو انکی سمت پر
ہوں لیکن جن لوگوں کا قبلہ مشرق یا مغرب کی طرف ہو انکو منہ کرنا اور پیٹھ کرنا دونوں درست ہیں کیونکہ حضرت نے
فرمایا مشرق کی طرف منہ کرو یا مغرب کی طرف یہ ابو عوانہ کا قول ہے جو صاحب تھا مزنی کا انتہیٰ مختصراً حدثنا آدم
قال حدثنا ابن ابی ذئب قال حدثنی الزهری عن عطاء بن یزید اللیثی عن ابی ایوب الانصاری
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اتى احدكم الغائط فلا يستقبل القبلة ولا يولها
ظهره شرقوا او غربوا ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے آدم (بن ابی ایاس) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے
(محمد بن عبد الرحمن بن مغیرہ بن حارث) ابن ابی ذئب نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے (محمد بن مسلم) زہری نے انہوں
نے روایت کی عطاء بن یزید لیثی (جندعی یا لجی شہیر) سے انہوں نے ابی ایوب (خالد بن زید بن کلیب) انصاری سے ابو ایوب
کبار صحابہ میں سے ہیں جنگ بدر میں شریک تھے اور حضرت جب پہلی بار مدینہ میں تشریف لائے تھے تو انہی کے گھر اترے تھے انہوں نے

وفات پائی روم کے جہاد میں سنہ ۵۲ھ ہجری میں اور بعضوں نے کہا اوسکے بعد اس کتاب میں انسے سات حدیثیں مروی ہیں) اُنہوں
نے کہا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی پائخانہ میں آوے تو قبلے کیطرف منہ نہ کرے اور نہ پیٹھ
کرے اسطرف ف حافظ ابن حجر نے کہا مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہ پیٹھ کرے اسطرف پیشاب یا پائخانہ میں اور
یہاں پائخانہ سے مراد وہ فضلہ ہے جو دبر سے نکلتا ہے اور پہلے پائخانہ سے جگہ مراد ہے حاجت کی اور وجہ اس ممانعت کی
یہ ہے کہ قبلے کیطرف نجاست چھوڑنا تعظیم اور ادب کے خلاف ہے اور بعضوں نے کہا وجہ ممانعت کی کشف عورت ہے اسطرف
اس صورت میں جہاں کشف عورت ہو تو قبلے کیطرف ممانعت ہوگی مثلاً وطی میں بھی ابن شاس مالکی نے یہ قول نقل کیا
ہے اور شاید اس مذہب والے نے دلیل لی ہے مؤطا کی روایت سے مت منہ کرو قبلے کیطرف اپنی شرمگاہوں کو ساتھ لیکن مراد اس
سے یہی ہے کہ حاجت اسطرف پھیر وانتہے مختصراً ف لیکن پورب یا پچھم کیطرف منہ کرو ف یہ حکم خاص اہل مدینہ سے
اور جنکا قبلہ اسیطرف ہے جسطرف اہل مدینہ کا ہے لیکن جسکا قبلہ مشرق یا مغرب کیطرف ہو اوسکو اتر یا دکھن کیطرف منہ کرنا
چاہیے (قسطلانی) نیل الاوطار میں ہے احمد اور مسلم نے ابوہریرہ رض سے روایت کیا حضرت صلعم نے فرمایا جب تم میں سے
کوئی اپنی حاجت کیلیے بیٹھے تو قبلے کیطرف منہ کرے اور نہ پیٹھ کرے اسطرف اور روایت کیا ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ
اور امام احمد نے کہ حضرت صلعم نے فرمایا میں تمہارے باپ کیطرح ہوں تمکو سکھلاتا ہوں (یعنی جیسے باپ شفقت اور پیار
سے چھوٹی اور بڑی سب باتیں اپنے بچوں کو سکھاتا ہے اور بچوں کی بھلائی اور بہتری کا خواہاں اور جویاں رہتا ہے
ویسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت سے محبت ہے بلکہ باپ کی کیا حقیقت ہے آپ سو درجے باپ سے زیادہ ہیں اور
انکا احسان ہزاروں ماں باپ سے زیادہ ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پھر جب تم میں سے کوئی پائخانے میں جاوے تو قبلے کیطرف
منہ کرے اور نہ پیٹھ کرے اسطرف اور نہ داہنے ہاتھ سے استنجا کرے اخیر تک اس حدیث کو امام مالک نے بھی روایت کیا
اور اس باب میں ابوایوب سے صحیحین میں مروی ہے جیسا آگے آویگا اور سلمان سے صحیح مسلم میں اور عبد اللہ بن حارث بن
جزء سے سنن ابن ماجہ اور ابن حبان میں اور معقل بن ابی معقل سے سنن ابوداؤد میں اور سہل بن حنیف سے مسند
دارمی میں مترجم کہتا ہے ابوایوب کی حدیث تو ابھی امام بخاری کی روایت سے بیان ہوئی اور آگے بھی اسکا ذکر آویگا اور سلمان کی حدیث
یہ ہے ہم سے مشرکوں نے کہا ہم دیکھتے ہیں تمہارے صاحب کو وہ تم کو ہر چیز سکھلاتے ہیں یہانتک کہ پائخانہ اور پیشاب کرنا بھی سلمان
نے کہا بیشک آپنے ہمکو منع کیا ہے داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے سے یا قبلے کیطرف منہ کرکے (پائخانہ پھرنے سے) اور منع کیا ہمکو گوبر اور ہڈی
سے استنجا کرنے سے اور آپنے فرمایا ہے کوئی تم میں استنجا نہ کرے تین پتھروں کے بغیر یا تین پتھروں سے کم میں اور عبد اللہ
بن حارث بن جزء زبیدی کی حدیث یہ ہے میں پہلا ہوں وہ شخص جسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کوئی تم

سے پیشاب نہ کرے قبلے کیطرف اور مین نے سب سے پہلے یہ حدیث لوگون سے بیان کی اور معقل بن ابی معقل اسدی کی حدیث یہ
ہے منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونون قبلون کیطرف پاخانہ یا پیشاب مین منہ کرنے سے اور سہل بن حنیف
کی حدیث یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسے فرمایا تم میرے ایلچی ہو مکہ والون کیطرف تم کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تمکو سلام کہتے ہین اور حکم کرتے ہین جب تم نکلو (حاجت کے لیے) تو مت منہہ کرو قبلے کیطرف اور مت پیٹھہ کرو اسطرف
امام شوکانی نے ابو سعید خدری کی حدیث کو بیان نہین کیا جسکو روایت کیا ابن ماجہ نے کہ انہون نے گواہی دی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آپنے منع کیا قبلے کیطرف منہ کرنے سے پاخانہ یا پیشاب مین اور ایک روایت مین ابن ماجہ
کے ابو سعید سے یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا مجھکو کھڑے ہوکر پانی پینے سے اور قبلے کیطرف منہ کرکے پیشاب
کرنے سے) اور یہ حدیث دلالت کرتی ہی کہ پیشاب یا پاخانے مین قبلے کیطرف منہ کرنا یا قبلے کیطرف پیٹھہ کرنا درست نہین ہے
اور اختلاف کیا ہے علماء نے اسمین کئی اقوال پر پہلا قول یہ ہے کہ یہ امر مطلقا جائز نہین نہ جنگلون مین نہ عمارت مین اور
یہی قول ہے ابو ایوب انصاری صحابی کا اور مجاہد اور ابراہیم نخعی اور ثوری اور ابو ثور اور احمد کا ایک روایت مین ایسا ہی کہا
امام نووی نے شرح مسلم مین اور بحر مین ہے کہ اکثر علما کا یہی قول ہے اور ابن حزم نے محلی مین اسکو نقل کیا ہے ابو ہریرہ
اور ابن مسعود اور سراقہ بن مالک اور عطا اور اوزاعی اور سلف صحابہ اور تابعین سے (مترجم کہتا ہی کہ یہی قول حق ہے
اور یہی مذہب ہے محققین علماء حدیث کا اور یہی قوی ہی باعتبار دلیل کے) دوسرا قول یہ ہی کہ مطلقا جائز ہے صحرا مین ہو
یا عمارت مین اور یہی قول ہے عروہ بن الزبیر اور ربیعہ امام مالک کے شیخ کا اور داؤد ظاہری کا ایسا ہی نقل کیا نووی
نے شرح مسلم مین اونسے اور یہی مذہب ہے امیر حسین کا تیسرا قول یہ ہے کہ صحرا مین حرام ہے بستی مین حرام نہین ہے اور اسی
طرف گئے ہین مالک اور شافعی اور یہی مروی ہے عباس بن عبد المطلب اور عبد اللہ بن عمر اور شعبی اور اسحق بن راہویہ
اور احمد بن حنبل سے ایک روایت مین تصریح کی اسکی نووی نے شرح مسلم مین اور بحر مین عبد اللہ بن عباس کو زیادہ کیا
اور فتح الباری مین ہی کہ جمہور کا یہی مذہب ہے چوتہا قول یہ ہی کہ قبلے کیطرف منہ کرنا تو کہین جائز نہین نہ جنگل
مین نہ بستی مین لیکن پیٹھہ کرنا دونو جگہہ درست ہی اور یہ ایک روایت ہی ابو حنیفہ اور احمد رحمہما اللہ تعالی سے پانچوان
قول یہ ہے کہ یہ ممانعت تنزیہ کے لیے ہے بطور ادب کے تو ایسا کرنا مکروہ ہی اور یہی مذہب ہے امام قاسم بن ابراہیم کا اور اشارہ
کیا اسکی طرف احکام مین اور قاضی زید نے کہا کہ امام ہادی علیہ السلام کا یہی مذہب ہے اور بحر مین ہے کہ مؤید باللہ
اور ابو طالب اور ناصر اور نخعی کا یہی قول ہے اور ایسی ہی ایک روایت ہی ابو حنیفہ اور احمد بن حنبل اور ابو ثور اور ابو ایوب
انصاری سے چھٹا قول یہ ہے کہ عمارت مین پیٹھہ کرنا درست ہے اور یہی قول ہے ابو یوسف کا ذکر کیا یہ فتح الباری مین ساتوان

قول یہ ہے کہ مطلقاً حرام ہے یہانتک کہ بیت المقدس کیطرف بھی منہ یا پیٹھ کرنا حرام ہے اور یہ منقول ہے ابراہیم اور ابن سیرین
سے جیسے فتح الباری میں ہے اور دونو قبلوں میں فرق نہیں کیا امام بغوی نے تعلیقہ میں لیکن انہوں نے تصریح کی کہ وہ مکروہ ہے ۸
آٹھواں قول یہ ہے کہ حرمت خاص ہے اہل مدینہ سے اور جو اہل مدینہ کی سمت پر ہوں لیکن جنکا قبلہ مشرق ہی یا مغرب
انکو منہ کرنا اور پیٹھ کرنا درست ہے یہ ابو عوانہ نے کہا جو مزنی کی صاحب ہیں پہلے مذہب والوں نے ان احادیث سے استدلال
کیا جو ممانعت میں آئی ہیں جیسے ابو ایوب کی حدیث ہے اور ابو ایوب اور سلمان کی اور اور لوگوں کی جو اوپر گذریں ان لوگوں
نے کہا کہ ممانعت اسی وجہ سے ہی کہ قبلے کی حرمت کے خلاف ہے اور یہ بات دونو جگہ حاصل ہے جنگل میں ہو یا عمارت
میں اور اگر حائل کافی ہوتا تو جنگل میں بھی جائز ہوتا کیونکہ جنگل میں بھی آخر پہاڑ دریا وادی وغیرہ ضرور حائل ہونگے
اور ابن عمر کی حدیث جو وارد ہوئی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شام کیطرف منہ کیے ہوئے اور کعبہ کیطرف پیٹھ کیے ہوئے
دیکھا حاجت میں اسکا یہ جواب دیا ہے کہ شاید یہ فعل ممانعت سے پہلے ہوگا اس صورت میں یہ حکم منسوخ ہی تصریح کی اسکی
ابن حزم نے اور جابر کی حدیث جو وارد ہوئی کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب میں قبلہ کیطرف منہ کرنے سے
پھر میں نے وفات سے ایک سال پہلے دیکھا کہ آپ قبلے کیطرف منہ کیے ہوتے تھے (حاجت میں) اسکا یہ جواب دیا ہی کہ اسکی اسناد میں ابان بن
صالح ہے اور وہ مشہور نہیں یہ ابن حزم نے کہا اس جواب پہ یہ اعتراض ہوتا ہی کہ جابر کی حدیث کو ترمذی اور بزار نے حسن کہا اور
بخاری اور ابن السکن نے اسکو صحیح کیا اور بہتر جواب یوں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل قول کا معارضہ نہیں کر سکتا جیسے علم
اصول میں ثابت ہو چکا ہے اور وہ جو حدیث حضرت عائشہ کی وارد ہوئی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر ہوا
کہ بعض لوگ برا جانتے ہیں اپنی شرمگاہونکو قبلے کیطرف کرنا آپنے فرمایا لوگوں نے ایسا کیا اچھا میرے پائخانہ کی بیٹھک
کو قبلے کیطرف پھیر دو اسکا جواب یہ دیا ہے کہ اسکی اسناد میں خالد بن ابی الصلت ہی اور وہ مجہول ہی ہم نہیں جانتے
وہ کون تھے ابن حزم نے کہا ذہبی نے اسکے ترجمہ میں لکھا کہ یہ حدیث اسکی منکر ہے اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ امام نووی نے
شرح مسلم میں کہا کہ اسناد اسکا حسن ہے مترجم کہتا ہے کہ امام ذہبی معرفت رجال میں اور تنقید حدیث میں امام نووی سے
زائد ہیں انہوں نے میزان میں لکھا کہ خالد بن الصلت جو عراک سے نقل کرتا ہے وہ عائشہ سے کہ میری پائخانہ
کی بیٹھک قبلے کیطرف پھیر دو یہ پہچانا نہیں جاتا منفرد ہوا اس سے یہ روایت کرنے میں خالد حذاء اور یہ حدیث منکر ہے
اسکو حذا نے عراک سے روایت کی اور کبھی ایک شخص سے اور اس نے عراک سے اور خالد بن ابی الصلت سے روایت کی ہی سفیان
بن حسین اور مبارک بن فضالہ وغیرہما نے اور ابن حبان نے اسکو ثقات میں لکھا اور میں نہیں جانتا کسیکو کہ اس نے ضعیف کیا ہو
اسکو لیکن یہ حدیث منکر ہی دوسرے امام نووی نے اسناد کو حسن کہا اور اسناد کی حسن ہونیسے حدیث کا حسن ہونا لازم نہیں آتا جیسے

ابان بن صالح

خالد بن ابی الصلت

اصول حدیث میں مقرر ہو چکا ہے) دوسرے مذہب والوں نے دلیل لی ہے ابن عمر اور جابر اور عائشہ کی حدیثوں سے اور انکا ذکر آگے آویگا ان لوگوں نے کہا کہ یہ حدیثیں ممانعت کی حدیثوں کی ناسخ ہیں تیسرے مذہب والوں نے دلیل لی ہے ابن عمر اور عائشہ کی حدیثوں سے کیونکہ یہ دونو واقعے عمارت میں تھے یہ لوگ کہتے ہیں اس توجیہ سے احادیث میں جمع ہو جاتا ہے اور جہاں تک ممکن ہو احادیث میں جمع کرنا واجب ہے حافظ نے فتح میں کہا یہ عدل ہے تمام اقوال میں کیونکہ اس مذہب پر سب دلیلوں پر عمل ہوتا ہے اور رد کرتی ہے اس مذہب کو جابر کی حدیث جو آگے آویگی کیونکہ اسمیں عمارت کی قید نہیں ہے اور کبھی اوس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ جابر کی روایت ایک حکایت ہے جو عام نہیں ہو سکتی اور اسکی تحقیق آگے کے باب میں آویگی اور وہ جو ابن عمر سے مروی ہے کہ اسکی ممانعت میدان میں ہوتی تھی جیسے آگے آویگا اس مذہب کو قوی کرتا ہے چوتھے مذہب والوں نے دلیل لی ہے سلمان کی حدیث سے جو صحیح مسلم میں ہے اور اسمیں صرف منہ کرنیکی ممانعت ہے اور یہ مذہب باطل ہے کیونکہ احادیث صحیحہ میں پیٹھ کرنے کی ممانعت موجود ہے تو جب زیادت صحیح ہو تو اسپر عمل کرنا واجب ہے پانچویں مذہب والوں نے عائشہ اور جابر اور ابن عمر کی حدیث سے دلیل لی ہے اور اسکا ذکر آگے آویگا اون لوگوں نے کہا کہ یہ حدیثیں نہی کو معنے حقیقی سے کراہت کی طرف پھیرتی ہیں اور یہ امر عابر اور جابر کی حدیث سے نہیں نکلتا کیونکہ ان دونو حدیثوں میں حکایت ہے ایک فعل کی اور قول کے معارض نہیں ہوتا جیسے علم اصول میں ثابت ہو چکا ہے اور ممانعت کی حدیثیں جو بلفظ ہے منہ مت کرو یہ خطاب ہے امت کے لئے البتہ اگر حضرت عائشہ کی حدیث صحیح ہوتی تو اس سے یہ بات نکلتی چھٹے مذہب والوں نے ابن عمر کی حدیث سے دلیل لی ہے کیونکہ اسمیں یہ ہے کہ انہوں نے حضرت کو دیکھا حاجت میں پیٹھ آپکی قبلے کی طرف تھی اور منہ شام کی طرف تھا اسمیں بھی وہی اعتراض ہے جو اوپر گذرا ساتویں مذہب والوں نے دلیل لی ہے ابو داؤد کی روایت سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں قبلوں کی طرف منہ کرنے سے پیشاب یا پاخانہ میں ابن ماجہ نے بھی اسکو روایت کیا حافظ نے فتح میں کہا یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اسمیں ایک راوی مجہول الحال ہے اور بر تقدیر صحت مراد اس سے اہل مدینہ ہیں اور وہ لوگ جو انکی سمت میں کیونکہ وہ جب بیت المقدس کی طرف منہ کرتے ہیں تو کعبے کی طرف پیٹھ ہوتی ہے پس علت ممانعت کی کعبے کی طرف پیٹھ کرنا ہے نہ بیت المقدس کی طرف منہ کرنا اور خطابی نے دعوی کیا ہے اجماع کا اسپر کہ بیت المقدس کی طرف منہ کرنا حرام نہیں ہے بشرطیکہ کعبہ کی طرف پیٹھ نہ ہوتی ہو اور اسمیں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ابراہیم اور ابن سیرین کا اسمیں خلاف ہے پس اجماع کہاں ہوا انتہی اور بحر میں ہے کہ عطا اور زہری اور منصور باللہ اور مذہب کا یہی قول ہے آٹھویں مذہب والوں نے دلیل لی ہے اس قول سے کہ پورب یا پچھم کی طرف منہ کرو اور یہ استدلال نہایت واہی اور رکیک ہے اور جب تو سب مذاہب اور انکی دلیلیں بھی معلوم کر چکا تو اب جو ٹھیک ہے وہ تجھپر پوشیدہ نہ رہیگا اور قریب اسکی تصریح آویگی اور یہ مقام بڑی سمجھ

کے مقاموں میں سب سے اچھے ہیں پھر امام شوکانی نے دوسرے باب میں ابن عمر کی حدیث کہ میں ایکدن ام المومنین حفصہ کے گھر پر چڑھا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا حاجت کرتے ہوئے شام کیطرف آپکا منہ تھا اور کعبہ کیطرف پیٹھ تھی لکھی اور بیان کیا کہ اس حدیث سے کعبے کیطرف پیٹھ کرنا حاجت کے وقت جائز نکلتا ہے اور اس سے دلیل لی ہے اس شخص نے جو منہ کرنا اور پیٹھ کرنا دونو جائز جانتا ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ یہ حدیث ناسخ ہے ممانعت کی حدیثوں کی اور اعتقاد اوسکا یہ ہے کہ یہ فعل مطلقاً مباح ہے اور یہی حدیث حجت لی ہے اُنہوں نے جنہوں نے عدم جواز کو خاص کیا ہے صحرا سے جیسے گذرا اور جس نے عمارت میں کعبے کی طرف پیٹھ کرنا جائز سمجھا ہے اور جس نے ممانعت کو خاص کیا ہے منہ کرنے سے نہ پیٹھ کرنے سے خواہ جنگل میں ہو یا بستی میں اور یہ چار مذہب ہیں اُن آٹھ مذہبوں میں سے جو اوپر گذرے پھر بیان کیا جابر کی حدیث کو اور کہا جابر کی حدیث کو بزار اور ابن جارود اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور دارقطنی نے روایت کیا اور ترمذی نے اسکو حسن کہا اور ترمذی نے بخاری سے نقل کیا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور بزار نے اسکو حسن کہا اور ابن السکن نے اور نووی نے اوس میں توقف کیا ہے اور ابن عبد البر نے اس حدیث کو ضعیف کہا بوجہ ابان بن صالح قرشی کے حافظ نے کہا ابن عبد البر نے وہم کیا کیونکہ ابان بن صالح بالاتفاق ثقہ ہے اور ابن حزم کا یہ کہنا کہ وہ مجہول ہے غلط ہے ان دونو حدیثوں سے نسخ نہیں نکلتا ممانعت کی احادیث کا کیونکہ وہ قولی ہیں اور یہ حکایت ہے ایک فعل کی اور عائشہ کی حدیث کو احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ابن حزم نے محلی میں کہا کہ یہ حدیث ساقط ہے اور خالد بن ابی الصلت اسکی اسناد میں مجہول ہے ذہبی نے کہا یہ حدیث منکر ہے اور اگر یہ حدیث ثابت ہوتی تو جواز کی دلیل تمام ہو جاتی کیونکہ اور حدیثوں میں یہ احتمال ہو سکتا ہے کہ شاید جواز آپکا خاص ہو اور علاوہ اسکے فعل معارض نہیں ہوتا قول کے پر یہ حدیث صحیح نہیں اور اعتبار کے قابل نہیں اس صورت میں انصاف یہی ہے کہ مطلقاً ممانعت کا قول صحیح ہے جب تک نسخ یا تخصیص یا معارضہ کی کوئی دلیل قائم نہ ہو اور ایسی دلیل یا کوئی ہمکو معلوم نہیں ہوئی اور وہ جو ابوداؤد نے مروان اصفر سے روایت کیا انہوں نے کہا میں نے ابن عمر کو دیکھا انہوں نے اپنی اونٹنی قبلے کیطرف بٹھائی پیشاب کرنیکو اسکی آڑ میں میں نے کہا اے ابو عبد الرحمن کیا اس سے منع نہیں کیا گیا انہوں نے کہا بیشک منع کیا گیا مگر یہ ممانعت اسی حالت میں ہے جب میدان میں ایسا کرے لیکن جب تیرے اور قبلے کے بیچ میں کوئی چیز آڑ ہو جو تجھکو ڈھانپ لیوے تو کوئی قباحت نہیں تو اس سے سکوت کیا ابوداؤد نے اور ابوداؤد سے یہ روایت صحیح ہوئی کہ وہ سکوت کسی ایسی روایت سے کرتے ہیں جو صالح ہو اور حجت لانیکے لائق ہو اور ایسا ہی سکوت کیا اس سے منذری نے اور نہیں کلام کیا اسپر تخریج سنن میں اور حافظ ابن حجر نے اسکو تلخیص میں ذکر کیا اور اسپر کلام نہیں کیا اور فتح میں کہا ہے کہ اسکو ابوداؤد اور حاکم نے باسناد حسن روایت کیا اور دلیل ہے اس شخص کی جو کہتا ہے یہ ممانعت صحرا میں ہے عمارت میں نہیں پر اس اثر سے صحرا میں بھی مطلقاً

ابان بن صالح

ممانعت نہین نکلتی بلکہ اُسوقت جب کوئی چیز آڑے نہ ہو اور شاید ابن عمر نے اسلیے کہا کہ اُنہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
ام المومنین حفصہ کے گھر مین قبلے کیطرف پیٹھ کیے ہوئے دیکھا حاجت مین تو وہ سمجھے کہ ممانعت میدان مین ہے نہ عمارت مین
اور کچھ صحابی کی حجت نہین جیسے اصول مین ثابت ہو چکا ہے اور روایت کیا بیہقی نے عیسے خیاط کے طریق سے مین نے
شعبی سے کہا مجھے تعجب ہوتا ہے ابوہریرہ اور ابن عمر کے اختلاف سے نافع نے ابن عمر سے روایت کیا کہ مین ام المومنین حفصہ
کے گھر مین گیا میری نگاہ ناگہان جا پڑی تو مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پائخانہ دیکھا قبلے کیطرف اور ابوہریرہ نے
کہا جب کوئی تم مین سے پائخانہ کو جاوے تو قبلے کیطرف منہ نہ کرے اور نہ قبلے کیطرف پیٹھ کرے شعبی نے کہا دونون نے سچ
کہا ابوہریرہ کا قول تو جنگل سے متعلق ہے کیونکہ اللہ کے بعضے بندے ہین فرشتے اور جن کہ وہ نماز پڑھتے ہین اونکے
سامنے کوئی پیشاب یا پائخانہ نہ کرے ان کی طرف پیٹھ کرے اور تمہارے پائخانے تو گھر کیطرح ہین جو بنائے گئے وہان قبلہ
نہین ہے اور نکالا اسکو ابن ماجہ نے مختصراً انتہی مصور باللہ اور غزالی و جنیری کا یہ قول ہے کہ پائخانہ یا پیشاب مین چاند اور
سورج اور تارون کیطرف بھی منہ کرنا مکروہ ہے کیونکہ وہ شریف ہین اللہ نے انکی قسم کھائی ہے تو مشابہ ہوئے کعبہ کے
ایسا ہی ہے بحر مین اور صحیح یہ ہے کہ مکروہ نہین اور کراہت پر یہ دلیل لائی گئی ہے کہ حکیم ترمذی نے حسن سے روایت کیا کہ
مجھے سات صحابیون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا اور وہ ابوہریرہ اور جابر اور عبداللہ بن عمر اور عمران بن
حصین اور معقل بن یسار اور عبداللہ بن عمرو اور انس بن مالک ہین ان مین سے کوئی دوسرے سے زیادہ بیان کرتا ہے حدیث
ہین کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہانے کی جگہہ پیشاب کرنیسے اور منع کیا تھمے ہوئے پانی مین پیشاب کرنیسے اور
منع کیا سڑک پر پیشاب کرنیسے اور منع کیا کہ آدمی پیشاب کرے اسطرح کہ اسکی شرمگاہ سورج یا چاند کیطرف کھلی ہو
یہ بیان کی ایک لمبی حدیث پانچ ورق مین اسیطرح حافظ نے کہا یہ حدیث باطل ہے اسکی کچھ اصل نہین اور وہ عباد
بن کثیر کی تراشی ہوئی ہے اور مدار اس حدیث کا اسی پر ہے نووی نے شرح مہذب مین کہا یہ حدیث باطل ہے ابن الصلاح نے
کہا عباد بن کثیر کی یہ روایت مشہور نہین اور وہ ضعیف ہے اور ایسی بحث اس مسئلہ کی تو سوا اس کتاب کے اور کسی کتاب
مین نہ پاویگا اور شاید تو غور کے بعد ہمین جو ہمنے لکھا اور کسیکا محتاج نہ ہوگا انتہی مختصراً مترجم کہتا ہے یہ عباد
بن کثیر جسنے یہ حدیث حسن سے روایت کی بڑا عابد اور زاہد تھا پر حدیث کی روایت مین اسکا اعتبار نہین ابن معین نے
کہا وہ کچھ نہین بخاری نے کہا ترکوہ ابن ادریس نے کہا شعبہ استغفار نہین کرتے تھے عباد بن کثیر کیلیے اور نسائی نے
کہا متروک ہے سفیان ثوری اسکے جنازے پر نہین گئے ابن مبارک نے کہا مین سفیان پاس گیا وہ کہتے تھے عباد بن
کثیر کی حدیث سے بچو ابن مبارک نے کہا مینے عباد بن کثیر سے افضل کوئی نیک باتون مین کسی کو نہین دیکھا لیکن

حدیث اوسکی کچھ نہین ابن معین نے کہا اسکی حدیث نہین لکھی جاویگی ذہبی نے کہا عباد نے کئی حدیثین روایت کین جو منکر اور موضوع اور باطل ہین پہر بیان کیا اونہین سے کئی احادیث کو میزان مین اس سے نکلتا ہے کہ عبادت اور زہد اور درویشی اور چیز ہے اور حدیث کا علم دوسری چیز ہے ہر کسے را بہر کاری ساختند

باب مَنْ تَبَرَّزَ عَلٰی لَبِنَتَيْنِ ترجمہ دو اینٹون پر بیٹھکر پاخانہ پہرے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ یَحْیَی بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَمِّهٖ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ اِنَّ نَاسًا یَقُوْلُوْنَ اِذَا قَعَدْتَ عَلٰی حَاجَتِكَ فَلَا تَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا بَیْتَ الْمَقْدِسِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ لَقَدِ ارْتَقَیْتُ یَوْمًا عَلٰی ظَهْرِ بَیْتٍ لَنَا فَرَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی لَبِنَتَیْنِ مُسْتَقْبِلًا بَیْتَ الْمَقْدِسِ لِحَاجَتِهٖ وَقَالَ لَعَلَّكَ مِنَ الَّذِیْنَ یُصَلُّوْنَ عَلٰی اَوْرَاکِهِمْ فَقُلْتُ لَا اَدْرِیْ وَاللّٰہِ قَالَ مَالِكٌ یَعْنِی الَّذِیْ یُصَلِّیْ وَلَا یَرْتَفِعُ عَنِ الْاَرْضِ یَسْجُدُ وَهُوَ لَاصِقٌ بِالْاَرْضِ

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے عبد اللہ بن یوسف (تنیسی نے) اونہون نے کہا خبر دی ہمکو مالک (بن انس) نے اونہون نے روایت کی یحیی بن سعید انصاری (مدنی) سے اونہون نے محمد بن یحیی بن حبان انصاری نجاری مازنی سے اونہون نے اپنے چچا واسع بن حبان (بن منقذ) سے اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور انکو صحابی کہتے ہین) اونہون نے روایت کی عبد اللہ بن عمر رض سے وہ کہتے تھے بعض لوگ (جیسے ابو ایوب اور ابو ہریرہ اور معقل اسدی) کہتے ہین جب تو بیٹھے حاجت کے لیے تو مت منہ کر قبلے کیطرف اور نہ بیت المقدس کیطرف (مقدس بفتح میم اور سکون قاف اور کسر دال اور بضم میم اور تشدید دال مفتوحہ دونو طرح صحیح ہے) تو عبد اللہ بن عمر نے کہا البتہ مین ایک دن چڑھا اپنے گھر کے چھت پر تو مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا دو اینٹون پر بیٹھے ہوئے حاجت کے لیے منہ آپکا بیت المقدس کیطرف تھا

ف حافظ نے کہا عبید اللہ بن عمر کی روایت مین جو آگے آویگی یہ ہے کہ مین حفصہ کے گھر کی چھت پر چڑھا یعنے اپنی بہن کے اور مسلم کی روایت مین اس کی تصریح ہے اور ابن خزیمہ کی روایت مین یون ہے مین حفصہ بنت عمر پاس گیا اور گھر کی چھت پر چڑھا اس صورت مین بہن کے گھر کو اس روایت مین اپنا گھر کہا کیونکہ بہن کو بہائی سے بڑا تعلق ہے یا حفصہ کا گھر دوسری روایت مین اسلیے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ کو اسی گھر مین رکھا اور گھر حفصہ کے پاس رہا یہانتک کہ وہ گذر گئین پہر عبد اللہ اسکے وارث ہوئے اور اسکو اپنا گھر اسلیے کہا اس روایت مین کہ اخیر مین وہ اونکے پاس آیا کیونکہ یہ حفصہ کے حقیقی بہائی تھے ابن خزیمہ کی روایت مین یہ ہے مینے نظر کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف آپ اپنے پاخانے مین تھے اور ایک روایت مین انکی یہ ہے مینے آپ کو دیکھا آپ حاجت کو کر رہے تھے ایک اینٹ کی آڑ کیے ہوئے اور حکیم ترمذی نے بسند صحیح روایت کیا مینے دیکھا آپ کو

پاخانہ مین اور ابن عمر کی نیت آپکو جہانکنے کی نہی بلکہ کسی ضرورت سے چہت پر چڑہے تہے جیسے بیہقی نے نافع کے طریق
سے روایت کیا تو انکی نظر بلا قصد پڑگئی اور اس حالت مین بہی انہون نے یہ نظر خالی نہ جانے دی بلکہ ایک حکم شرعی حاصل
کیا اور شاید انہون نے پیٹہ کیطرف سے آپکو دیکہا ہو اور اس سے ابن عمر کی حرص معلوم ہوتی ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
حالات ڈہونڈہنے مین اور آپکی پیروی کرنے مین اور وہ ایسے ہی تہی رضی اللہ عنہ (فتح) ف عبد اللہ بن عمر
نے کہا تو شاید ان لوگون مین سے ہے جو لپیٹے جوڑونپر نماز پڑہتے ہین ف حافظ ابن حجر نے کہا یہ خطاب واسع کو ہے
جنہون نے اس حدیث کو ابن عمر سے روایت کیا اور غلطی کی اسنے جسنے سمجہا کہ یہ کلام مرفوع ہے اور امام مالک نے کہا جوڑونپر
نماز پڑہنا یہ ہی کہ اپنا پیٹ جوڑون سے لگاوے سجدہ مین اور یہ خلاف ہے اس شکل کے جسکا حکم ہوا سجدے مین وہ کیا ہے کہ
پیٹ کو رانون سے الگ کہنا اور نہایہ مین ہی اسکی تفسیر یہ کی گئی ہے کہ گہٹنون کو پہیلا دے اور جوڑونپر ٹکا دیوی یعنی
سرین مین سے لگا دے ایسا ہی شکل ہے کہ اس جملہ کو لگانے مسئلہ سے کیا نسبت ہے بعضون نے کہا مطلب ابن عمر کا یہ ہی کہ تو
سنت سے ناواقف ہی کیونکہ اگر واقف ہوتا تو یہی جانتا کہ یہ ممانعت میدان مین ہی یا فرق کرتا کعبے اور بیت المقدس مین اور
کنایہ کیا اس مطلب کا اس طرح کہ تو ان لوگون مین سے ہی جو جوڑون پر نماز پڑہتے ہین کیونکہ ایسا کرنیوالا ضرور سنت سے
جاہل ہوگا یہ کرمانی کی تقریر ہے اور اسمین جو تکلف ہے وہ ظاہر ہے اور سیاق عبارت مین یہ مذکور نہین کہ واسع نے
پہلا مسئلہ ابن عمر سے پوچہا تہا کہ وہ انکو نسبت دیتے طرف جہالت کے اور بفرض تسلیم یہ کہنا کہ جو شخص جوڑونپر سجدہ کریگا
وہ پاخانہ کی سنتون سے بہی ناواقف ہوگا صحیح نہین اسلیے کہ ہو سکتا ہی کہ ایک شخص جوڑونپر سجدہ کرے لیکن پاخانہ کے
آداب سے واقف ہو اور عمدہ وجہ مناسبت کی وہ ہی جو امام مسلم کی روایت سے معلوم ہوتی ہے انکی روایت مین ہی واسع کو
انہون نے کہا مین مسجد مین نماز پڑہ رہا تہا اور عبد اللہ بن عمر بیٹہے تہے جب مین نماز پڑہ چکا تو ایک طرف سے مڑا اور انکے
پاس گیا اونہون نے کہا بعض لوگ کہتے ہین پہر بیان کیا حدیث کو اخیر تک تو شاید ابن عمر نے واسع سے سجدہ مین کوئی
ایسی بات دیکہی جو انکے نزدیک صحیح نہ تہی تو انہون نے دریافت کیا اسکو یہ جملہ کہہ کر اور پہلے پاخانے کا مسئلہ بیان
کیا اسلیے کہ وہ مرفوع ہو اور محقق روایت سے انکے نزدیک ثابت تہا تو اسکو مقدم کیا اس امر مظنون پر اور یہ بہی احتمال ہے کہ
یہ قول بعض لوگون کا انہون نے قریب مین سنا ہو تو انکو بہلا لگا کہ واسع جو تابعی تہے اس حکم کو پہچان لین تاکہ نقل کرین
اوسکو آگے اسکے علاوہ ان دونون مسئلون مین بہی خاص طرح سے ایک مناسبت نکل سکتی ہی اس طرح سے کہ شاید جو شخص
اپنا پیٹ سرین سے لگا کر سجدہ کرتا تہا وہ یہ بہی سمجہتا تہا کہ قبلے کیطرف شرمگاہ کرنا ہر حالت مین مکروہ ہی جیسے اوپر ہم نے
بیان کیا کہ علت نہی بعضون کے نزدیک یہی ہی اور نماز مین چار حالتین ہین قیام اور رکوع اور سجود اور قعود اور ان سب

حالتوں میں شرمگاہ چوتڑوں کے بیچ میں چھپ جاتی ہے مگر جب سجدے میں پیٹ چوتڑوں سے علیحدہ رکھے تو یہ بات
ممکن نہیں اسلیے اُسنے سجدے میں پیٹ کو چوتڑوں سے لگایا تاکہ شرمگاہ کا سامنا قبلے سے نہ ہو حالانکہ یہ فعل عبث اور
مبالغہ تھا اور سنت کے بھی خلاف ہے اور شرمگاہ کا سامنا نہ ہونے کے لیے لباس کافی ہے جیسے قبلہ کیطرف استنجا کرنے میں
دیوار کی آڑ کافی ہے تو جب ابن عمر نے اس تابعی سے پہلا حکم بیان کیا تو دوسرے حکم کیطرف بھی اشارہ کر دیا وہ یہ تھا
دیکھکر جو سجدے میں اُس تابعی کی دیکھی ہوگی یا یہ واسع کا یہ کہنا کہ میں نہیں جانتا والله کہتا ہے مگر ابن عمر کے گمان کا انکو
خیال نہ تھا اور اسوجہ سے ابن عمر نے اُونپر سختی نہیں کی زجر میں و الله اعلم مترجم کہتا ہے سبحان الله الله بخشے حافظ ابن حجر کو اور انکے
مراتب بلند کرے کیسی عمدہ مناسبت اسمقام میں بیان کی جو اور شارحوں کو نہ سوجھی ف میں نے کہا میں نہیں جانتا
قسم خدا کی کہ میں اُن لوگوں میں سے ہوں یا نہیں یا میں نہیں جانتا کہ استقبال الکعبہ و بیت المقدس کا حکم کیا ہے حدیث با
میں امام مالک نے کہا چوتڑوں پر نماز پڑھنا یہ ہے کہ آدمی نماز پڑھے اور زمین سے اونچا نہ ہو یعنے سجدہ اسطرح کرے کہ زمین
سے لگا رہے یعنے پیٹ رانوں سے لگا دے اور زمین پر پڑ جاوے **بَابُ خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْبَرَازِ** عورتوں کا میدان میں
نکلنا پاخانہ کے لیے یعنے جنگل کو جانا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ
ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ يَخْرُجْنَ بِاللَّيْلِ إِذَا
تَبَرَّزْنَ إِلَى الْمَنَاصِعِ وَهُوَ صَعِيدٌ أَفْيَحُ فَكَانَ عُمَرُ يَقُولُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْجُبْ نِسَاءَكَ فَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَفْعَلُ فَخَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي عِشَاءً وَكَانَتِ امْرَأَةً
طَوِيلَةً فَنَادَاهَا عُمَرُ أَلَا قَدْ عَرَفْنَاكِ يَا سَوْدَةُ حِرْصًا عَلَى أَنْ يَنْزِلَ الْحِجَابُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ الْحِجَابَ
ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے یحیی بن بکیر نے اُنہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے لیث بن سعد نے انہوں نے کہا حدیث بیان
کی مجھسے عقیل نے اونہوں نے روایت کی ابن شہاب (محمد بن مسلم زہری) سے اونہوں نے عروہ بن زبیر سے اونہوں نے (ام
المومنین حضرت) عائشہ (صدیقہ رض) سے اونہوں نے کہا جناب رسولخدا صلے الله علیہ و آلہ وسلم کی بی بیان رات کو
نکلتی تہیں جب پاخانہ کو جاتیں مناصع کیطرف (مناصع وہ مقامات ہیں جو مدینہ کے باہر ہیں بقیع کیطرف
اور مناصع ایک کھلا میدان ہے) تو حضرت عمر رسول الله صلی الله علیہ وسلم سے عرض کرتے تھے کہ پردہ میں رکھیے اپنی
بی بیوں کو اور رسول الله صلی الله علیہ وسلم پردے کا حکم نہیں دیتے تھے تو ام المومنین سودہ بنت زمعہ آپکی بی بی ایک رات
کو نکلیں عشا کے وقت اور وہ لانبی عورت تھیں (بڑے قد کی اور عورتوں میں مل نہ سکتیں) حضرت عمر نے انکو آواز دی آگاہ رہو ہمنے
تمکو پہچان لیا اے سودہ (حضرت عمر نے یہ اسلیے کہا) انکو حرص تھی پردے کی یعنے وہ یہ چاہتے تھے کہ پردے کا حکم اُترے ف حضرت عمر نے جو رسول الله

صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ اپنی عورتونکو پردہ میں کیجیے اسکا یہ مطلب تہا کہ اونکو گہر کے باہر نکلنے سے منع کر
دیجیے کیونکہ حضرت عمر نے پردہ کی آیت اترنے کے بعد سودہ سے کہا جیسے آگے آویگا اور احتمال ہے کہ غرض حضرت عمرؓ کی پہلے یہ
کہ آپ اپنی عورتونکو مُنہ ڈہانپنے کا حکم کریں جب یہہ غرض اُنکی حاصل ہوئی تو انہون نے پہر یہ چاہا کہ اُنکے جثے بہی پردے
میں ہین تاکہ پردہ پوشی پوری ہوجاوے اور آپ نے اسکا حکم نہ دیا کیونکہ اسمین حرج تہی اور یہ احتمال زیادہ ظاہر ہے اور حضرت
عمر آیت حجاب کو اُن حکمون مین شمار کرتے تہے جو اونکی رائے کے موافق اتری جیسے سورۂ احزاب کی تفسیر مین آویگا اس صورت
مین آپکی بی بیون کی پردہ پوشی پاخانے جاتے وقت پہلی یہ تہی کہ اندہیرے مین نکلتی تہین یا تاکو نہ دیکہے جیسے حضرت عائشہ
نے اس حدیث مین کہا کہ وہ رات کو نکلتی تہین اور قریب ہے کہ حضرت عائشہ کی حدیث مین جو اُنکے تہمت کے باب مین ہے یہ
آویگا کہ میرے ساتہہ ام مسطح نکلی مناصع کیطرف اور وہ ہمارا پاخانہ تہا اور ہم نہین نکلتی تہین مگر رات کو پہر دوسری
رات تک ٹہیری تہین بعد اوسکے حجاب کا حکم اوترا اُنہون نے کپڑونسے اپنے تئین چہپایا لیکن جثے اونکے کبہی معلوم ہوجاتی
اور اسی لیے حضرت عمر نے حجاب اترنے کے بعد سودہ سے کہا قسم خدا کی تم ہمسے پوشیدہ نہین ہو (گو کپڑونسے بدن ڈہنپا
ہے) بعد اسکے پاخانے گہرون مین بنائے گئے اب پوری پردہ پوشی ہوگئی جیسے اسی تہمت کی حدیث مین ہے کہ یہ واقعہ پاخانے
بننے سے پہلے کا ہے اور تہمت کا قصہ حجاب کی آیت اترنے سے پیچہے کا ہے اور اسکی شرح اپنے مقام مین خدا چاہے تو آویگی
انتہے (فتح) **ف** پہر اللہ تعالی نے حجاب (پردہ) اوتارا مستملی کی روایت مین یون ہے کہ پہر اللہ تعالی نے پردے
کی آیت اُتاری ابو عوانہ نے اپنی صحیح مین زیادہ کیا زبیدی کی روایت سے اُنہون نے ابن شہاب سے کہ پہر اللہ تعالی نے پردہ
اُتارا یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُیُوتَ النَّبِیِّ اخیر تک اور سورہ احزاب کی تفسیر مین آویگا کہ اس آیت کے
اترنے کی یہ وجہ ہوئی کہ حضرت زینب بنت جحش کا ولیمہ ہوا اور تین صحابی کہانا کہا کر حجرہ ہی مین جمے رہے اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے شرم کی اونکو باہر جانے کیلیے حکم دینے مین تب حجاب کی آیت اوتری اور قریب ہے کہ حضرت عمر کی حدیث
آویگی جس مین ہے عرض کیا یا رسول اللہ آپکی بی بیون پاس نیک اور بد سب قسم کے لوگ جاتے ہین کاش آپ انکو حکم دیجیے پردہ کرنے کا اسوقت
حجاب کی آیت اُتری اور ابن جریر نے اپنی تفسیر مین مجاہد کے طریق سے روایت کیا کہ ایکبار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کہانا کہا رہے تہے آپکے ساتہہ بعض صحابہ بہی تہے اور حضرت عائشہ بہی کہاتی تہین اتنے مین ایک مرد کا ہاتہہ حضرت عائشہ
کے ہاتہہ سے لگ گیا یہ امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا معلوم ہوا تب حجاب کی آیت اتری اور ان سب قصون مین جمع اس
طور ہوگا کہ حجاب کے اسباب متعدد ہوئے اور زینب کا قصہ آخری سبب ہے کیونکہ یہ قصہ آیت حجاب مین مذکور ہے یا آیت حجاب سے
بعض قصون مین یہ آیت مراد ہو یُدْنِینَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیبِهِنَّ یعنی ڈالی رہین اپنے اوپر گہونگٹ اپنے (فتح) قسطلانی نے کہا کہ

کہ سودہ بنت زمعہ حضرت عمر کی اخیر خلافت میں مریں اور بعضوں نے کہا معاویہ کی خلافت میں ۵۴ھ میں اور حجاب کا
مسئلہ ان گیارہ مسئلوں میں سے ہے جنمیں حضرت عمرؓ کی رائے کے موافق قرآن اترا اور اسکی تفصیل سورۂ احزاب کی تفسیر میں آویگی
بعون اللہ وقوتہ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ فِي حَاجَتِكُنَّ قَالَ هِشَامٌ يَعْنِي الْبَرَازَ
ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے زکریا بن یحییٰ بن صالح لولوی بلخی حافظ نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو اسامہ
(حماد بن اسامہ کوفی نے) اونہوں نے روایت کی ہشام بن عروہ سے اُنہوں نے سنا اپنے باپ (عروہ بن زبیر) سے اُنہوں نے حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا سے اُنہوں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے آپنے فرمایا تمکو اجازت ہوئی حاجت کیلیے نکلنے کی ہشام نے
کہا حضرت عائشہ کی مراد حاجت سے پاےخانہ ہے ف حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث کا پورا بیان کتاب التفسیر میں آویگا
اور خلاصہ اسکا یہ ہے کہ ام المومنین سودہ بنت زمعہ حجاب اترنیکے بعد نکلیں حاجت کے لیے اور وہ فربہ عورت تھیں حضرت
عمر نے اونکو دیکھا تو کہا اے سودہ قسم خدا کی تم ہمسے چھپی ہوئی نہیں ہو تو دیکھو کیسے نکلتی ہو یہ سنکر وہ لوٹیں اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی آپ رات کا کھانا کھا رہے تھے اتنے میں آپ پر وحی آئی آپنے فرمایا تمکو اجازت ہے
حاجت کیلیے نکلنے کی ابن بطال نے کہا اس حدیث کی فقہ یہ ہیکہ عورتوں کو اپنے ضروری کاموں کیلیے نکلنا اور پھرنا
درست ہے اور اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ مرد عورتوں سے راہ میں بات کر سکتے ہیں ضرورت کے وقت اور یہ بھی نکلا کہ آدمی
اپنی ماں کو دین کی نصیحت کر سکتا ہے کیونکہ سودہ ماں تھیں مومنوں کی اور یہ بھی نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امور
شرعیہ میں وحی کا انتظار کرتے کیونکہ آپنے حجاب کا حکم نہ دیا باوجود احتیاط کے یہانتک کہ آیت حجاب اتری اسیطرح
نکلنے کی اجازت نہ دی جب تک وحی نہ اوتری رفتہ ملخصاً قسطلانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ آیت میں جس حجاب
کا حکم ہے وہ یہ نہیں کہ گھروں سے باہر نہ نکلیں یہ اور قسم کا حجاب ہے بلکہ مراد یہ ہیکہ چادروں سے اپنے تئیں چھپا لیویں اسطرح
کہ سوا دونوں آنکھوں کے اور کوئی عضو کھلا نہ رہے بَابُ التَّبَرُّزِ فِي الْبُيُوتِ گھروں میں پاےخانہ پھرنے کا
بیان ف حافظ ابن حجر نے کہا مؤلف اس باب کو اگلے باب کے بعد اسواسطے لائے تاکہ یہ معلوم ہو کہ عورتوں کا پاےخانہ کے
لیے نکلنا ہمیشہ نہیں رہا بلکہ پھر پاےخانے گھروں میں بن گئے اب انکو نکلنے کی حاجت نہ رہی مگر ضرورت سے مترجم کہتا ہے
اگلے باب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک زمانے میں عورتیں بھی پاےخانہ کیلیے جنگل کو جاتی تھیں
اس سے شاید کوئی یہ سمجھ لیوے کہ پاےخانہ کیلیے جنگل ہی میں جانا چاہیے اور گھر میں پاےخانہ بنانا درست نہیں
امام بخاری اس باب کو لائے تاکہ معلوم ہو کہ گھر میں بھی پاےخانہ بنانا درست ہے حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ

حدثنا انس بن عياض عن عبيد الله عن محمد بن يحيى بن حبان عن واسع بن حبان عن عبد الله
ابن عمر قال ارتقيت فوق ظهر بيت حفصة لبعض حاجتي فرأيت رسول الله صلى الله عليه
وسلم يقضي حاجته مستدبر القبلة مستقبل الشام ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے (یہ ابو ذر کی روایت
ہے کشمیہنی سے اور روایتون مین حدثنا ہی) ابراہیم بن منذر (قرشی حزامی) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے
انس بن عیاض (ابو ضمرہ لیثی مدنی) نے انہون نے روایت کی عبید الله (بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن
خطاب) سے انہون نے محمد بن یحیی بن حبان سے اونہون نے اپنی چچا واسع بن حبان سے اونہون نے عبد الله بن
عمر سے اونہون نے کہا مین ام المومنین حفصہ کے گہر کے چہت پر چڑہا کسی کام کے لیے تو مین نے جناب رسول خدا صلی الله
علیہ وآلہ وسلم کو دیکہا آپ حاجت کر رہے تہے قبلے کیطرف پیٹہ کیے ہوے شام کیطرف منہ کیے ہوے (حافظ
ابن حجر نے کہا اس سند کے کل راوی مدینہ والی ہین) حدثنا يعقوب بن ابراهيم قال حدثنا يزيد قال اخبرنا
يحيى عن محمد بن يحيى بن حبان ان عمه واسع بن حبان اخبره ان عبد الله بن عمر اخبره قال
لقد ظهرت ذات يوم على ظهر بيتنا فرأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم قاعدا على لبنتين
مستقبل بيت المقدس ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے یعقوب بن ابراہیم (بن یوسف دورقی) نے انہون نے کہا حدیث
بیان کی ہمسے یزید (بن ہارون) نے انہون نے کہا خبر دی ہمکو یحیی (بن سعید انصاری مدنی) نے اونہون نے روایت کی
محمد بن یحیی بن حبان سے کہ اونکے چچا واسع بن حبان نے خبر دی اونکو کہ عبد الله بن عمر نے خبر دی انکو انہون نے
کہا مین ایکدن اپنے گہر کے چہت پر چڑہا تو مین نے جناب رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم کو دیکہا آپ دو اینٹون پر بیٹہے ہوے
بیت المقدس کیطرف منہ کیے ہوے ف اس روایت مین یہ نہین ہے کہ کعبہ کیطرف پیٹہ کیے ہوے تہے مگر جب
بیت المقدس کیطرف منہ ہوا تو کعبے کیطرف ضرور پیٹہ ہوگی مدینہ مین اور شام اور بیت المقدس تو ایک ہی جہت
مین ہین اسواسطے پہلی روایت مین شام کا لفظ ہے اور اس روایت مین بیت المقدس کا

باب الاستنجاء بالماء

پانی سے استنجا کرنیکا بیان ف حافظ ابن حجر نے کہا اس باب سے غرض ہے کہ جس شخص نے پانی سے استنجا کرنا مکروہ جانا
انکا قول غلط ہے اسیطرح جسنے کہا کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے پانی سے استنجا نہین کیا اور ابن ابی شیبہ نے باسناد
صحیح حذیفہ بن الیمان سے روایت کیا انسے پوچہا گیا پانی سے استنجا کرنے کو انہون نے کہا اگر پانی سے
استنجا کرون تو میرے ہاتہ مین بو رہیگی اور نافع سے روایت کیا عبد الله بن عمر پانی سے استنجا نہین کرتے تہے
اور ابن زبیر سے روایت کیا کہ ہم پانی سے استنجا نہین کرتے تہے اور ابن تین نے امام مالک سے نقل کیا اونہون نے انکار

کیا اسکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی سے استنجا کیا اور ابن حبیب سے نقل کیا جو مالکیہ میں سے ہیں کہ انہوں نے
مکروہ کہا پانی سے استنجا کرنیکو کیونکہ پانی غذا ہے یعنی کھانیکی چیز ہے انتہی حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ
عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي مُعَاذٍ وَاسْمُهُ عَطَاءُ بْنُ أَبِي مَيْمُونَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ
مَالِكٍ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهِ أَجِيءُ أَنَا وَغُلَامٌ مَعَنَا إِدَاوَةٌ مِنْ
مَاءٍ يَعْنِي يَسْتَنْجِي بِهِ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے ابو الولید ہشام بن عبد الملک (طیالسی بصری) نے انہوں نے کہا حدیث
بیان کی ہم سے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے روایت کی ابو معاذ سے اونکا نام عطاء بن ابی میمونہ (بصری) تھا انہوں
نے کہا میں نے سنا انس بن مالک رض سے وہ کہتے تھے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب حاجت کے لیے نکلتے تو میں اور ایک
لڑکا ہمارے ساتھ ف دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے ہم میں سے یعنی انصار میں سے اور شریح کی اور اسمعیلی نے
اپنی روایت میں اور مسلم کی روایت میں نحوی ہے یعنی میری مانند لڑکا یعنی میری عمر میں اور لڑکا غلام کا ترجمہ ہے غلام وہ
ہے جو بڑھ رہا ہو یہ ابو عبیدہ نے کہا اور محکم میں ہے کہ دودھ چھٹنے سے سات برس کی عمر تک غلام ہے اور زمخشری نے
اساس البلاغہ میں نقل کیا کہ غلام کہتے ہیں لڑکے کو جب تک اسکی ڈاڑھی نہ نکلے اور بعد ڈاڑھی نکلنے کے غلام کہیں گے
مگر مجازاً (فتح الباری) قسطلانی نے کہا غلام وہ ہے جس کی مونچھیں اگنے لگیں اور بعضوں نے کہا شہوت پیدا ہو
جوانی تک اور اس لڑکے کا نام انس نے بیان نہیں کیا بعضوں نے کہا وہ ابن مسعود ہیں اور انکو مجازاً غلام کہا ہے جس صورت میں
ہم میں سے کا یہ مطلب ہوگا کہ صحابہ میں سے یا آپکے خادموں میں سے اور اسمعیلی کی روایت میں جو من الانصار ہے
یہ راوی کا تصرف ہوگا اوسنے منا کا مطلب یہ سمجھا کہ ہماری قوم میں سے اور نقل بالمعنی کیا یا انصار کا اطلاق
اور صحابہ پر بھی جائز ہے اگرچہ عرفاً انصار خاص میں اوس اور خزرج سے اور بعضوں نے کہا اس لڑکے سے مراد ابو ہریرہ
ہیں اور اسکا ایک شاہد ملا ہے اور ابو ہریرہ کو بھی انصاری کہنا مجازاً ہوگا لیکن اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ابو ہریرہ
انس کے جوان ہونیکے بعد اسلام لائے ہیں دوسرے یہ کہ ابو ہریرہ بڑے تھے تو انکو انس کیونکر کہتے کہ میرے ہم سن
غلام جیسے مسلم کی روایت میں ہی مصرح کہتا ہے کہ جن لوگوں نے اس لڑکے سے ابن مسعود کو مراد لیا ہے اونپر یہی اعتراض
ہوتا ہے بلکہ ابن مسعود تو ابو ہریرہ سے بھی زیادہ تھے پھر انکو انس اپنی مانند یعنی ہم سن کیونکر قرار دیتے اور تعجب ہے کہ
قسطلانی نے اس اعتراض کو خاص کیا دوسرے قول سے ف ایک ڈول (چمڑے کا برتن) پانی کا لیکر آتے
ہشام نے کہا مطلب انس کا یہ ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اس پانی سے استنجا کرتے ف حافظ ابن حجر نے
کہا حدیث میں یعنی یستنجی بہ ہشام کا قول ہے اور مصنف نے اس روایت کو بعد اسکے نکالا سلیمان بن حرب سے انہوں نے

یہ عبارت نہیں ہے البتہ عقیلی نے روایت کیا اسکو محمد بن جعفر کے طریق سے اونہون نے شعبہ سے اُنہون نے کہا پانی سے
استنجا کرتے تھے اور روایت کیا اسمعیلی نے ابن مرزوق کے طریق سے شعبہ سے اوسمین یہ ہے کہ ہم مین اور انصار کا ایک لڑکا
ہمارے ساتھ دونو جاتے ایک ڈول لیکر جسمین پانی ہوتا اُس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استنجا کرتے اور مصنف نے
روح بن القاسم سے روایت کیا اُنہون نے عطاء بن ابی میمونہ سے اوسمین یہ ہے کہ جب آپ اپنی حاجت کے لیے
باہر جاتے تو مین پانی لیکر آتا آپ اُس سے دھوتے اور مسلم نے خالد حذاء کے طریق سے روایت کیا اُنے عطاء سے
اونے انس سے اوسمین یہ ہے کہ پہر آپ نکلے ہمارے اوپر اور استنجا کیا تہا آپ نے پانی سے اور ان روایتون سے یہ
بات ثابت ہوتی ہے کہ استنجا کی حکایت انس کا قول ہے جو راوی ہین حدیث کے اور اس سے رد ہوگیا اصیلی کا جنہون نے
امام بخاری پر اعتراض کیا ہے کہ پانی سے استنجا کرنے مین اس حدیث سے اونکا استدلال صحیح نہین کیونکہ یستنجی بہ انس کا قول
نہین ہے بلکہ وہ ابو الولید کا قول ہے جو ایک راوی ہین شعبہ سے اصیلی نے کہا اور روایت کیا اس حدیث کو سلیمان بن
حرب نے شعبہ سے اسمین یہ نہین ہے تو احتمال ہے کہ یہ پانی وضو کے لیے لائے ہون تمام ہوا کلام اصیلی کا اور یہ احتمال
اصیلی کا ان روایتون سے غلط ہوتا ہے جو اوپر ہمنے بیان کین اسیطرح رد ہوگیا اُس شخص کا کلام جسنے یہ گمان کیا
کہ یستنجی بالماء مدرج ہے اور عطاء کا قول جو روایت کرتا ہے انس سے اس صورت مین یہ روایت مرسل ہوگی اور مرسل
روایت حجت نہین ہے جیسے ابن تین نے ابو عبد الملک بونی سے نقل کیا کیونکہ خالد کی روایت سے جو اوپر ہمنے بیان
کی یہ نکلتا ہے کہ انس کا قول ہے کیونکہ اُنہون نے کہا پہر آپ ہم پر نکلے اور بدر زرکشی کے نکت مین اسمقام مین غلطی ہو
گئی ہے اُنہون نے یہ اعتراض اسمعیلی کا قرار دیا ہے حالانکہ وہ اعتراض اصیلی کا ہے اور اسکے سوا بدر زرکشی نے اس
اعتراض کو قائم رکہا ہے گویا اسکو پسند کرلیا ہے حالانکہ یہ اعتراض پسند کے قابل نہین جیسے ابہی ہمنے بیان کیا اسی
طرح کرمانی نے اس اعتراض کی نسبت ابن بطال کیطرف کی ہے اور یہ اعتراض قائم رکہا ہے اور ابن بطال نے یہ اعتراض
اصیلی سے لیا ہے انتہی ما فی فتح الباری قسطلانی نے کہا ابن خزیمہ نے اپنے صحیح مین روایت کیا ابراہیم بن جریر
سے اُنہون نے اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیضہ مین گئے اور حاجت ادا کی پہر جریر ایک ڈول پانی کا
لیکر آئے آپ نے استنجا کیا اور صحیح ابن حبان مین حضرت عائشہ سے روایت ہے مین نے کبہی نہین دیکہا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم پائخانے سے نکلے ہون اور پانی نہ لیا ہو اور ترمذی نے اُنسے روایت کیا اور کہا حسن صحیح ہے اُنہون نے
کہا اپنے خاوندون کو حکم کرو پائخانے اور پیشاب دہونیکا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے تہے اور ان حدیثون
سے رد ہوتا ہے اسکا جسنے پانی سے استنجا کرنا مکروہ کہا ہے اور ابن ابی شیبہ نے جو روایت کیا حذیفہ اور ابن عمر اور زہری کی

ابن مسیب سے دو روایتیں اوپر گذریں مگر زہری کی روایت انہوں نے ہم پانی سے استنجا نہیں کرتے تھے اور ابن مسیب نے کہا پانی سے استنجا
کرنا عورتوں کا وضو ہی یہ اسکی دلیل ہے اور بعضوں نے کہا پانی ہوتے ہوئے ڈھیلوں سے اور پتھروں سے استنجا درست نہیں ان سب
پر حدیثیں حجت ہیں اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پتھروں سے بھی استنجا کیا ہی اور ابوہریرہ آپکے ساتھ تھے پانی کا لوٹا
لیے ہوئے اور جمہور سلف اور خلف کا یہ قول ہے کہ پانی اور ڈھیلوں دونوں سے استنجا کرنا افضل ہے تو پہلے پتھروں سے
صاف کرے تاکہ ہاتھ میں نجاست نہ لگے پھر پانی سے دھووے اور پیشاب و پاخانہ دونوں میں یہی حکم ہے جیسے ابن سراقہ اور
سلیم رازی نے کہا ہے اور قفال شاشی نے محاسن الشریعۃ میں جو کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ یہ حکم خاص ہے پاخانہ سے یعنے
ڈھیلا لیکر پانی لینا صرف پاخانہ کے بعد بہتر ہے اور پیشاب کے بعد صرف پانی سے دھونا مسنون ہے اب اگر ایک پر قناعت
کرنا چاہے یعنے صرف پانی یا صرف ڈھیلوں پر تو پانی پر قناعت کرنا افضل ہے کیونکہ اس سے نجاست کا جرم اور اثر دونوں دور
ہو جاتے ہیں اور ڈھیلوں سے صرف جرم دور ہوتا ہے اور خنثیٰ مشکل کے لیے پانی معین ہے اور پتھروں میں طہارت شرط
ہے مگر جب پتھروں اور پانی دونوں میں جمع کرے جیسے صاحب عجاز نے غزالی سے نقل کیا تمام ہوا کلام قسطلانی کا امام
شوکانی نے نیل الاوطار میں کہا کہ حدیث سے استنجا کرنا پانی سے ثابت ہوتا ہی اور حدیث کی پیروی کرنا بہتر ہے اور شاید
سعید بن المسیب نے کسی کو اس باب میں غلو کرتے دیکھا ہوگا یعنے وہ ڈھیلوں سے استنجا کرنیکو منع کرتا ہوگا تو انہوں نے
اسکی مقابلہ میں یہ کہا کہ یہ وضو عورتوں کا ہے تاکہ اسکا غلو دور ہو اور بعض مالکیہ اس طرف گئے ہیں کہ ڈھیلوں سے استنجا کرنا اسی
وقت درست ہے جب پانی نہ ہو اور جب بعض فقہا نے ایسا کہا تو شاید سعید کے زمانہ میں بھی کسی نے ایسا کہا ہو اور سعید نے
انکار کیا اور اختلاف ہے علما کا کہ صرف ڈھیلوں پر اکتفا کرنا درست ہے یا نہیں تو شافعیہ اور حنفیہ اس طرف گئے ہیں
کہ پانی سے ہونا واجب نہیں اور صرف ڈھیلوں سے پاک کرنا کافی ہی مگر جس صورت میں نجاست مقعد سے متجاوز ہو جاوے
تو دھونا ضرور ہی اور یہی قول ہے سعد بن ابی وقاص اور ابن زبیر اور ابن مسیب اور عطا کا اور انکی دلیل یہ حدیث ہے کہ جب
کوئی تم میں سے پاخانہ کو جاوے تو تین پتھروں سے استنجا کرے وہ کافی ہے جیسے اوپر گذرا اور عترت اور حسن بصری اور ابن ابی
لیلی اور حسن بن صالح اور ابو علی جبائی کا یہ قول ہے کہ صرف ڈھیلے لینا کافی نہیں ہے نماز کے لیے اور پانی سے دھونا واجب
ہے اور حجت انکی یہ آیت ہے فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا اور اسکا جواب یہ ہے کہ یہ آیت وضو کے بیان میں ہے نہ استنجا کے بیان میں
اور وضو میں پانی ضرور ہی اور تیمم اسی وقت جائز ہے جب پانی نہ ہو اور آیت سے استنجا کا یہ حکم نہیں نکلتا جسمیں نزاع ہے اور
لوگوں نے کہا کہ اس حدیث سے یعنے انس کی حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی سے استنجا کیا ہم یہ کہتے
ہیں کہ بیشک اس حدیث سے یہ نکلتا ہی مگر یہ کہاں نکلتا ہے کہ استنجا کے لیے پانی سے دھونا ضرور ہی اور فقط انکے فعل سے

تمہارا مطلب ثابت نہیں ہوتا اور نہ دوسری حدیث سے جسمین ڈھیلون سے استنجا کرنا مذکور ہے تمہارے خلاف مطلب ثابت
ہوگا کہ ڈھیلے لینا ضرور اور کافی ہین اور لوگون نے کہا کہ امام احمد اور ترمذی اور نسائی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا
اونہون نے عورتون سے کہا اپنے خاوندون کو حکم کرو پانی سے استنجا کرنے کا کیونکہ مجھے انسے شرم آتی ہے اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہ نے صرف بیان کیا کہ حضرت صلعم کا فعل ایسا تھا اور یہ
نہین روایت کیا کہ آپنے پانی سے دہونے کو ضرور فرمایا ان لوگون نے کہا اصحاب قبا کی حدیث سے ہمارا مطلب نکلتا ہے اور
اللہ نے انکی تعریف کی اسی وجہ سے کہ پانی سے استنجا کرتے تہے اوسکا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث اور آیت تو ہماری حجت ہے
کیونکہ اصحاب قبا کی تخصیص سے معلوم ہوتا ہے کہ اور لوگ ایسا نہیں کرتے تہے یعنے پانی سے نہیں دہوتے تہے اور اگر پانی سے
دہونا واجب ہوتا تو سب دہوتے اور تعریف سے وجوب نہیں نکلتا غایۃ ما فی الباب یہ ہے کہ پانی سے دہونا اولے ہوگا علاوہ
اسکے قبا کی حدیث مین گفتگو ہے جیسے آگے آویگا انتہی منتقی الاخبار مین ہے کہ ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے
روایت کیا اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ یہ آیت فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المطہرین
قبا والون کے حق مین اوتری وہ پانی سے استنجا کرتے تہے تو ان کے شان مین یہ آیت اوتری شوکانی نے نیل مین کہا ترمذی نے
کہا یہ حدیث غریب ہے اور روایت کیا اسکو بزار نے اپنے مسند مین ابن عباس سے کہ یہ آیت فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ
یحب المطہرین قبا والون کے باب مین اوتری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسے پوچھا تم کیا کرتے ہو کہ خدا نے تمہاری تعریف
کی انہون نے کہا ہم پتھرونکے بعد پانی لیتے ہین بزار نے کہا ہم نہیں جانتے اس حدیث کو زہری سے کسی نے روایت کیا ہو سوا
محمد بن عبد العزیز کے اور نہ محمد بن عبد العزیز سے کسی نے سوا اسکے بیٹے کے حافظ نے کہا محمد بن عبد العزیز کو ضعیف کیا
ابو حاتم نے اونہون نے کہا اوسکے اور اسکے دونو بہائیون عمران اور عبد اللہ کی کوئی حدیث مستقیم نہیں ہے اور عبد اللہ
بن شبیب دوسرا راوی بہی جو بزار کی سند مین موجود ہے وہ بہی ضعیف ہے ذہبی نے میزان مین کہا محمد بن عبد العزیز بن عمر زہری
روایت کرتا ہے اپنے باپ اور زہری وغیرہ سے اور وہ قاضی ہوگیا تہا مدینہ کا مین سمجھتا ہون بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث
ہے اور کہا جاتا ہے کہ اوسی کی صلاح سے امام مالک کو کوڑے پڑے نسائی نے کہا متروک ہے دارقطنی نے کہا ضعیف ہے
اور حاکم نے اس حدیث کو روایت کیا اسمین صرف پانی سے استنجا کرنیکا ذکر ہے اور ایسا ہی تصریح کی نووی اور ابن رفعہ نے کسی
حدیث مین یہ نہیں کہ صحابہ ڈہیلون اور پانی مین جمع کرتے ہون اور نہ صحاح کی حدیث کی کتابون مین یہ ہے اور ایسا ہی کہا محب
طبری نے لیکن بزار کی روایت انکار کرتی ہے گو یہ روایت ضعیف ہے اور ابو ہریرہ کی روایت جسکو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ
نے روایت کیا وہ بہی ضعیف ہے از روے سند کے ایسا ہی کہا حافظ نے اور روایت کیا احمد اور ابن خزیمہ اور طبرانی اور حاکم نے

محمد بن عبد العزیز

عبد اللہ بن شبیب

عویم بن ساعدہ سے مانند اسکے اور نکالا حاکم نے مجاہد کے طریق سے جب یہ آیت اتری تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عویم بن ساعدہ پاس کسی کو بھیجا اور پوچھا یا وہ کیا طہارت ہے جسکی تعریف کی اللہ تعالےٰ نے تم مین انہون نے کہا ہم مین سے کوئی نہین نکلتا پاخانہ سے مرد ہو یا عورت مگر وہ اپنی دبر کو دھوتا ہے (پانی سے) تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی طہارت مراد ہے اللہ کی اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور حاکم نے ابو سفیان طلحہ بن نافع سے انہون نے کہا خبر دی مجھکو ابو ایوب اور جابر بن عبد اللہ اور انس بن مالک نے اور اسناد اسکا ضعیف ہے اور روایت کیا اسکو احمد اور ابن ابی شیبہ اور ابن قانع نے محمد بن عبد اللہ بن سلام سے اور ابونعیم نے معرفت صحابہ مین نقل کیا کہ اس حدیث مین اختلاف ہے شہر بن حوشب پر اور روایت کیا اسکو طبرانی نے ابو امامہ سے اور امام شافعی نے ام مین اسکو ذکر کیا بغیر اسناد کے غرض یہ ہے کہ اس حدیث سے پانی سے استنجا کرنا ثابت ہوتا ہے اور ایسا کرنے والی کی تعریف نکلتی ہے کیونکہ پانی سے دھونے مین کمال طہارت ہے انتہے کلام الامام الشوکانی رحمہ اللہ تعالےٰ تیسیر الوصول مین ہے کہ رزین نے انس سے نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے قبا والون اللہ نے تمہاری اچھی تعریف کی طہارت مین تو وہ کیا ہے انہون نے کہا ہم استنجا مین جمع کرتے ہین ڈھیلون اور پانی کو حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی نے اپنی سنن مین کہا حدیث بیان کی ہمسے ہناد بن سری نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو الاحوص نے انہون نے روایت کی منصور سے انہون نے ابراہیم سے انہون نے اسود سے انہون نے عائشہ سے انہون نے کہا مین نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہین دیکھا کہ آپ پاخانہ سے نکلے ہون اور پانی نہ لیا ہو حدیث بیان کی ہمسے ہشام بن عمار نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے صدقہ بن خالد نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عتبہ بن ابی حکیم نے انہون نے کہا حدیث بیان کی مجھسے طلحہ بن نافع ابو سفیان نے انہون نے کہا حدیث بیان کی مجھسے ابو ایوب انصاری اور جابر بن عبد اللہ اور انس بن مالک نے کہ یہ آیت فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ اتری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے گروہ انصار کے اللہ نے تمہاری تعریف کی طہارت کے باب مین تو تمہاری طہارت کیا ہے انہون نے کہا ہم نماز کے لیے وضو کرتے ہین اور جنابت سے غسل کرتے ہین اور پانی سے استنجا کرتے ہین آپ نے فرمایا یہی بات ہے تو اسکو لازم کرو حدیث بیان کی ہمسے علی بن محمد نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے وکیع نے انہون نے روایت کی شریک سے انہون نے جابر سے انہون نے زید عمی سے انہون نے ابو صدیق ناجی سے انہون نے ام المومنین عائشہ صدیقہ سے انہون نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مقعد کو تین بار دھوتے تھے ابن عمر نے کہا ہمنے بھی ایسا کیا تو یہ دوا بھی ہے اور طہارت بھی ہے ابو الحسن بن سلمہ نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو حاتم اور ابراہیم بن سلیمان واسطی نے ان دونو نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو نعیم نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شریک نے پہر بیان کیا حدیث کو اسطرح جیسے گذرا حدیث بیان کی

ہمسے ابو کریب نے اونہون کہا حدیث بیان کی ہمسے معاویہ بن ہشام نے انہون نے روایت کی یونس بن حارث سے اونہون نے ابراہیم بن
ابی میمونہ سے انہون نے ابو صالح سے انہون نے ابو ہریرہ رض نے کہا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبا والونکے حق مین یہ
یہ آیت فِیہِ رِجَالٌ یُّحِبُّونَ اَنْ یَّتَطَہَّرُوْا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُطَّہِّرِیْنَ یعنی اسمین وہ لوگ ہین جو پسند کرتے ہین پاک ہونا اور اللہ چاہتا ہے
پاک رہنے والون کو آپنے فرمایا وہ لوگ پانی سے استنجا کرتے تھے تب اونکے باب مین یہ آیت اتری مترجم کہتا ہی حافظ ابن ماجہ
یہ چار حدیثین اس باب مین لائے کہ انسے پانی سے استنجا کرنا ثابت ہوتا ہے اور یہ مقصود ابن ماجہ کا ان احدیثون سے پورا
ہوتا ہی اور جن لوگون نے پانی سے استنجا کرنا ضرور سمجہا ہے یا پانی اور ڈہیلون دونو کو جمع کرتے ہین انکا استدلال
ان احادیث سے پورا نہین ہوتا حضرت عائشہ کی حدیث سے اتنا ہی نکلتا ہی کہ انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
ہمیشہ پائخانہ کے بعد پانی لیتے دیکہا اور اس سے پانی لینے کا وجوب نہین نکلتا البتہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر ایک
چیز پر اکتفا کرے تو پانی پر اکتفا کرنا بہتر ہے بہ نسبت ڈہیلو پر اکتفا کرنیکے کیونکہ آپکی عادت شریف اکثر یہی معلوم
ہوتی ہے کہ پانی پر اکتفا کرتے طلحہ بن نافع کی حدیث مین لازم کر لو اسکو اگرچہ بظاہر وجوب پر دلالت کرتا ہے پر سیاق
حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ یہ لفظ وجوب کے لیے نہین ہے اور اگر اسکا وجوب شارع کو منظور ہوتا تو قبا والون کی
تخصیص نکرتے بلکہ سب لوگون کو پانی لینے کا حکم فرماتے حالانکہ ایسا نہین کیا تو لازم کر لو ایک تاکید ہے اس عادت کی متعلق ابن ابی حکیم
ہمیشگی کے لیے جسپر اللہ تعالیٰ نے انکی تعریف کی علاوہ اسکے یہ حدیث ضعیف ہے جیسے امام شوکانی کی کلام سے معلوم ہوا
اسکی اسناد مین عتبہ بن ابی حکیم ہے یحییٰ بن معین نے کہا وہ ضعیف ہے اور احمد نے اسکو ضعیف کہا نسائی نے کہا وہ قوی نہین مرہ نے
کہا ضعیف ہے اور طلحہ بن نافع ابن معین نے کہا وہ کوئی چیز نہین ابن المدینی نے کہا اسکو لوگ ضعیف کرتے تھے حضرت طلحہ بن نافع
عائشہ کی دوسری حدیث اسمین ہی صرف پانی سے دہونا ثابت ہوتا ہے نہ اسکا وجوب اور اسکا اسناد ہی ضعیف ہے شریک سنان بن انس
کثیر الغلط ہی اور اسکا دادا سنان بن انس نخعی قاتل امام حسین علیہ السلام کا ضعیف کیا اسکو یحییٰ بن سعید اور ابن مثنی اور ابن
مبارک اور جوزجانی وغیرہم نے ابراہیم بن سعید نے کہا شریک نے چار سو حدیثون مین غلطی کی ہی دارقطنی نے کہا وہ
قوی نہین اور جابر جعفی ہی ابو حنیفہ نے کہا وہ کذاب ہے یحییٰ القطان نے اسکو ترک کیا نسائی نے کہا متروک ہے ابو داود جابر جعفی
نے کہا وہ قوی نہین یحییٰ نے کہا اسکی حدیث نلکہی جاویگی اسکو سوا وہ رافضی تہا اور قائل تہا رجعت کا ابو حنیفہ نے کہا مین
نے کوئی زیادہ جہوٹا جابر جعفی سے نہین دیکہا جو بات مین نے اس سے پوچہی اسنے ایک حدیث اسمین سنا دی اور کہتا تہا کہ میرے
پاس پچاس ہزار حدیثین ہین جو مین نے کسی سے بیان نہین کین اور زید عمی ہے جو بیٹا ہے حواری کا کنیت اسکی ابو الحواری ہے زید عمی
وہ واعظ تہا بصرہ کا مرہ نے کہا وہ کچہہ نہین ابو حاتم نے کہا وہ ضعیف ہے نسائی نے کہا وہ ضعیف ہے ابن عدی نے کہا

[illegible]

[illegible]

وفیہ یونس بن حارث

شعبہ نے کسی شخص سے روایت نہیں کی جو یزید عمی سے زیادہ ضعیف ہو اور اسکی روایتین بہت منکر ہین اور ابوالصدیق ناجی ہے جسکا نام بکر بن عمرو ہے ابن سعد نے کہا اسکی حدیثون مین لوگ کلام کرتے ہین اور منکر کہتے ہین غرض اس حدیث مین چار شخص ضعیف ہین یعنی شریک اور جابر اور یزید عمی اور ابوالصدیق اور ان سب مین جابر زیادہ ضعیف ہے بلکہ متہم بالکذب ہے اسلیے یہ روایت بالکل قابل اعتماد نہین ہے اسی طرح ابوہریرہ کی حدیث اسکو بھی حافظ نے ضعیف کہا ہے اور اسکی اسناد مین ابراہیم بن ابی میمونہ ہے ذہبی نے اسکو ضعفا مین لکھا اور کہا روایت نہین کرتا اس سے کوئی سوا یونس بن حارث کے اور یونس بن حارث کو ضعیف کہا یحیی نے اور احمد نے ابن ہانی نے کہا ہم اسکو بہت ضعیف کہتے تھے اور اگر یہ حدیث ثابت بھی ہو جب بھی اس سے صرف پانی لینے کا ثبوت ہوتا ہے نہ اسکے وجوب کا زیلعی نے لکھا بزار نے اپنی مسند مین کہا حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن شبیب نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے احمد بن محمد بن عبدالعزیز نے انہون نے کہا مین نے اپنے باپ کی کتاب مین پایا زہری سے انہون نے عبیداللہ بن عبداللہ سے انہون نے ابن عباس سے یہ آیت قبا والون کے باب مین اتری فِیْہِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَہَّرُوْا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُطَّہِّرِیْنَ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسے پوچھا انہون نے کہا ہم پتھرون کے بعد پانی لیتے ہین بزار نے کہا ہم نہین جانتے کسیکو جسنے یہ حدیث روایت کی زہری سے مگر محمد بن عبدالعزیز نے اور اس سے بھی کسی نے روایت نہین کی سوا اسکے بیٹے کے شیخ تقی الدین بن دقیق العید نے امام مین کہا ابن ابی حاتم نے کہا محمد بن عبدالعزیز بن عمر بن عبدالرحمن بن عوف روایت کرتا ہے ابو زناد اور زہری اور ہشام بن عروہ سے اور انکے باپ سے اور روایت کی اس سے بکار بن عبداللہ بن اخی ہمام نے اور اسمعیل بن بکار نے اور ابراہیم نے مین نے اپنے باپ سے اسکا حال پوچھا انہون نے کہا تین بھائی ہین محمد بن عبدالعزیز اور عبداللہ بن عبدالعزیز اور عمران بن عبدالعزیز اور یہ تینون ضعیف ہین حدیث مین اور نہین کسی کی حدیث مستقیم نہین اور محمد بن عبدالعزیز کی کوئی حدیث ابو زناد اور زہری اور ہشام بن عروہ سے صحیح نہین ہے تمام ہوا کلام ابن دقیق کا اور شیخ محی الدین نووی کو اس حدیث سے غفلت ہوگئی ہے انہون نے خلاصہ مین کہا ابن ماجہ کی حدیث ذکر کرکے یہ جو مشہور ہے تفسیر اور فقہ کی کتابون مین کہ پتھر اور پانی مین جمع کرنا یہ باطل ہے نہین پہچانا جاتا انتہی مترجم کہتا ہے زیلعی اور امام شوکانی دونون نے اعتراض کیا امام نووی پر حالانکہ امام نووی پر یہ اعتراض وارد نہین ہوتا کیونکہ ظاہر ہے کہ مراد امام نووی کی یہ ہے کہ کسی ثابت یا صحیح حدیث سے اسکا ثبوت نہین ہے اور یہ حق ہے اسلیے کہ بزار کی حدیث ضعیف ہے اور اعتماد کے لائق نہین ہے اور اسکی اسناد مین دو ضعیف ہین ایک محمد بن عبدالعزیز دوسرے عبداللہ بن شبیب وہ بھی ضعیف ہے اور محمد بن عبدالعزیز کا حال اوپر گذر چکا اب عبداللہ بن شبیب کا حال سنیے وہ اس سے بدتر ہے ذہبی نے کہا وہ واہی ہے ابو احمد حاکم نے کہا وہ ذاہب الحدیث ہے رازی نے کہا اسکی گردن مارنا درست ہے عبدان نے کہا ابن شبیب نے حدیثین چرائین نضر بن سلمہ شاذان سے اور شاذان بن عدی نے انکو سنا یا ابن حبان نے کہا

وعبداللہ بن شبیب

وہ حدیثون کو قلب کر دیتا تہا اور چرایا تہا پہر ایسی روایت جسکی راوی ایسے ہون کیونکر ثابت ہو سکتی ہی اور حاکم نے بہی
حدیث کو روایت کیا اسمین صرف پانی سے استنجا کرنا مذکور ہے اور ابن ماجہ نے بہی ابوہریرہ سے روایت کی اسمین بہی جمع
کا ذکر نہین ہے غرض یہ روایت بزار کی بالکل ضعیف در واہی ہے پس صحت مین امام نووی کا قول صحیح ہے و زیلعی اور
شوکانی کا اعتراض ساقط ہی زیلعی نے کہا طلحہ بن نافع کی حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا (وہ اوپر گذر چکی) اسکی سند حسن ہے
(صحیح نہین) اسکی سند ضعیف ہے اور اسکی اسناد مین دو شخص ضعیف ہین جیسے اوپر گذرا اور عتبہ بن ابی حکیم مین لوگون نے کلام کیا
ابوحاتم نے کہا وہ صالح الحدیث ہے ابن عدی نے کہا مین امید کرتا ہون کہ اسمین کوئی برائی نہ ہوگی اور نسائی نے اسکو
ضعیف کیا اور ابن معین سے اسکی بابت دو روایتین ہین اور اسحدیث کو حاکم نے مستدرک مین نکالا اور اسکو صحیح کیا اور
بیہقی نے اپنی سنن مین (امام بیہقی نے یہ باب بنایا اسحدیث کی لیے کہ جمع کرنا استنجا مین پتہرون اور پانی کا حالانکہ اسحدیث سے
باب کا مضمون نہین نکلتا اور اسباب مین ایک اثر ہے جو عمدہ ہی اسکو بیہقی نے اپنی سنن مین روایت کیا زائدہ سے انہون نے
عبدالملک بن عمیر سے انہون نے علی بن ابی طالب رض سے اسمین یہ ہے کہ تم سے پہلے لوگ مینگنیان پہرتے تہی لیند سی کہا
(سنت پاخانہ) اور تم تو پتلا پاخانہ پہرتی ہو تو پتہرون کے بعد پانی لیا کرو اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف
مین انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے یحیی بن یعلی نے انہون نے روایت کی عبدالملک بن عمیر سے انہون نے حضرت
علی رض سے اور روایت کیا اسکو عبدالرزاق نے مصنف مین حدیث بیان کی ہمسے ثوری نے انہون نے عبدالملک بن
عمیر سے یہی حدیث مترجم کہتا ہے کہ اول تو یہ حدیث موقوف ہے اور صحابی کا قول اکثر علماء کے نزدیک حجت نہین ہے
دوسرے یہ اثر بہی عمدہ نہین کیونکہ اسکا راوی تینون کتابون مین (مصنف ابن ابی شیبہ اور مصنف عبدالرزاق اور سنن بیہقی) کا
مین عبدالملک بن عمیر ہے ذہبی نے کہا اسکی عمر بڑی ہوئی اور اسکا حافظہ بگڑ گیا تہا ابوحاتم نے کہا وہ حافظ نہین اسکا
حافظہ بگڑ گیا تہا احمد نے کہا وہ ضعیف ہے غلطی کرتا ابن معین نے کہا وہ خلط کرتا ہے ابن خراش نے کہا شعبہ اسکو
پسند نہین کرتے تہی کوسج نے امام احمد سے نقل کیا کہ انہون نے اسکو بہت ضعیف کہا البتہ عجلی نے اسکو ثقہ کہا
اور نسائی نے کہا لیس بہ باس لیکن جرح مقدم ہے تعدیل پر کیونکہ یہ جرح مفسر ہے واللہ اعلم حاصل تحقیق یہ ہے کہ استنجا
جو پاخانے کے بعد ہو خواہ ڈہیلون سے پاک کرے خواہ پانی سے اور ڈہیلون سے پاک کر کے پہر پانی لینا کسی صحیح
حدیث سے ثابت نہین البتہ بعض صحابہ اور علماء سلف نے اسکو بہتر جانا ہے اور پیشاب کے بعد استنجا پانی سے کرنا جائز ہے
اور پیشاب کے بعد ڈہیلا لینا عموم حدیث سے نکل سکتا ہے اور صحابی کے فعل سے ثابت ہے مین نے سنا اپنی استاذ مولانا
بشیرالدین صاحب قنوجی تغمدہ اللہ بغفرانہ سے وہ فرماتے تہی کہ پیشاب کے بعد ڈہیلا لینے مین ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف

ایک اثر حضرت عمرؓ کا نقل کیا ہے کہ انہوں نے پیشاب کیا پھر اپنے ذکر کو دیوار پر پھیرا اور یہہ فعل شاید ضرورت سے کیا کہ وہان
پانی نہ ہوگا سوا اس کے اس اثر کی اسناد کا حال معلوم نہیں کہ کیسا ہے بعد اسکے مینے دیکھا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے ازالۃ
الخفا میں یہہ اثر مصنف ابن ابی شیبہ سے نقل کیا ہے یسار بن نمیر سے اونہوں نے کہا کہ حضرت عمرؓ جب پیشاب کرتے تو اپنے ذکر کو
دیوار سے رگڑتے یا پتھر سے اور پانی نہیں لگاتے تھے شاہ صاحب نے کہا کہ اہلسنت نے اسپر اتفاق کیا اور پیشاب کے بعد
ڈھیلا لینے میں کوئی مرفوع حدیث نہیں ہے بلکہ یہہ حضرت عمرؓ کا مذہب ہے انہوں نے قیاس کیا پیشاب کو پاخانے پر
اور اتفاق کیا انکی تقلید پر علماء نے انتہی اور اللہ تعالے توفیق دیوے مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث
کی پیروی کرنیکی اور بچاوے انکو غلو اور وسوسوں اور احداث فی الدین اور بدعات سے اور شاید یہہ تفصیل اس مسئلہ کی اور
کسی کتاب میں نملے گی تو یاد رکھو اسکو اور غنیمت سمجھو اسکو **باب مَنْ حُمِلَ مَعَهُ الْمَاءُ لِطُهُوْرِهِ** یہ باب بیان میں
اسکے کہ انسان کے ساتھ پانی اٹھایا جاوے اسکی طہارت کے لیے وَقَالَ اَبُو الدَّرْدَاءِ اَلَيْسَ فِيْكُمْ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ
وَالطُّهُوْرِ وَالْوِسَادِ ابو الدرداء نے کہا کیا تم میں جوتیوں والا اور طہارت کا پانی والا اور تکیہ والا نہیں ہے ف
حافظ ابن حجر نے کہا یہ خطاب علقمہ بن قیس کو ہے اور مراد جوتیوں والے اور پانی والے اور تکیہ والے سے عبد اللہ بن مسعود ہیں
وہ ان خدمتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بجا لاتے اور جوتیوں والے سے یہہ غرض ہے کہ وہ جوتیاں اٹھانیوالے تھے
ورنہ جوتیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تہیں اور یہہ حدیث موصولا خود آتا ہے تو کتاب المناقب میں آویگی اور مؤلف
نے جو انس رض کی حدیث کے ساتھ یہہ ٹکڑا بیان کیا اسمیں اشارہ ہے کہ لڑکے سے مراد اس حدیث میں عبد اللہ بن مسعود ہیں
اور اوپر ہم بیان کر چکے کہ لڑکے کا اطلاق کبھی بڑے پر مجازا ہوتا ہے اور ابو داود نے ابو ہریرہ رض سے روایت کیا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پاخانہ جاتے تو میں ایک کٹورے میں پانی لیکر آتا آپ اس سے استنجا کرتے تو احتمال ہے کہ لڑکے سے
ابو ہریرہ مراد ہوں اور تائید کرتی ہے اسکو مصنف کی روایت جسکو بیان میں ابو ہریرہ رض سے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ ڈول اٹھاتے تھے آپکے وضو اور حاجت کے لیے اور مسلم کی روایت میں جو اسکا صغر سن معلوم ہوتا ہے اس سے
ابن مسعود کا مراد ہونا بعید معلوم ہوتا ہے اور ابو ہریرہ مراد ہو سکتے ہیں اسیطرح کہ عنزہ سے تو مسلمی مراد ہو اور مسلم
جابر کی لمبی حدیث میں روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاجت کو گئے آپ کے پیچھے جابر گئے ایک ڈول لیکر تو احتمال ہے کہ لڑکے
سے مراد جابر ہوں اور وہ انصاری بھی ہیں انتہی مختصرا تیسیر القاری میں ہے مطلب ابو الدرداء کا اس کہنے سے یہہ ہے
کہ مسئلے ابن مسعود سے کیوں نہیں پوچھتے وہ بوجہ ان خدمات کے حضرت ص سے بہت قریب رہتے تھے تو وہ زیادہ واقف
ہیں اور انکے ہوتے ہوئے تمکو میری اور شام والوں کی احتیاج نہیں ہے حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ مَیْمُوْنَۃَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا یَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِہٖ تَبِعْتُہٗ اَنَا وَغُلَامٌ مِّنَّا مَعَنَا اِدَاوَۃٌ مِّنْ مَّآءٍ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے سلیمان بن حرب (واشحی) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے روایت کی عطا بن ابی میمونہ سے (راوی کی کنیت ابو معاذ ہے) انہوں نے کہا میں نے سنا انس بن مالک سے وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نکلتے اپنی حاجت کے لیے (پیشاب یا پاخانہ کے لیے) تو آپ کے پیچھے جاتا میں اور ایک لڑکا ہم میں سے (یعنے انصار میں سے یا آپ کے خادموں میں سے) ہمارے ساتھ ایک ڈول ہوتا پانی کا

بَاب حَمْلِ الْعَنَزَۃِ مَعَ الْمَاءِ فِی الْاِسْتِنْجَاءِ استنجا کے لیے جب نکلے تو پانی کے ساتھ برچھی بھی لیجانا

ف برچھی عنزہ کا ترجمہ ہے حافظ ابن حجر نے کہا عنزہ وہ لکڑی ہے جو نیزہ سے چھوٹی ہوتی ہے اور اس میں پھال (سنان) لگی ہوتی ہے اور بعضوں نے کہا عنزہ چھوٹا حربہ ہے اور کرمانی کی روایت میں اس حدیث کے آخر میں یہ ہے کہ عنزہ وہ لکڑی ہے جسمیں سنان (پھال) لگی ہو اور طبقات ابن سعد میں ہے کہ نجاشی بادشاہ حبش نے یہ لکڑی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفہ بھیجی تھی اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہتھیار کے طور پر تھی اور اسکا بیان انشاء اللہ عیدین میں آویگا انتہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ مَیْمُوْنَۃَ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ یَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَاَحْمِلُ اَنَا وَغُلَامٌ اِدَاوَۃً مِّنْ مَّآءٍ وَّعَنَزَۃً یَسْتَنْجِیْ بِالْمَآءِ تَابَعَہُ النَّضْرُ وَشَاذَانُ عَنْ شُعْبَۃَ الْعَنَزَۃُ عَصًا عَلَیْہِ زُجٌّ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے محمد بن بشار (بندار) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد بن جعفر (غندر) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ (بن حجاج) نے انہوں نے روایت کی عطاء بن ابی میمونہ (بصری تابعی) سے انہوں نے سنا انس بن مالک رض سے وہ کہتے تھے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پاخانہ میں جاتے اور میں اور ایک لڑکا ایک ڈول پانی کا اوٹھاتے اور برچھی آپ پانی سے استنجا کرتے

ف حافظ ابن حجر نے کہا مراد پاخانہ سے یہاں جنگل ہے کیونکہ دوسری روایت میں ہے کہ آپ جب نکلتے اپنی حاجت کے لیے اور برچھی کا ساتھ لینا یہی قرینہ ہے جنگل میں جانیکا کیونکہ برچھی کی آڑ میں اسوقت نماز پڑہیں گے جب اور کچھ آڑ نہ ملے (یعنے دیوار یا مکان کی) تیسرا قرینہ یہ ہے کہ اگر آپ گھر کے پاخانہ میں جاتے تو انس کی خدمت کی کیا ضرورت تھی وہاں کی خدمت تو گھر والوں سے متعلق تھی اور بعض لوگوں نے برچھی لیجانے کی یہ غرض بیان کی ہے کہ حاجت کے وقت اس سے پردہ کر لیا جاوے حالانکہ برچھی سے پردہ نہیں ہو سکتا البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ برچھی کو سامنے گاڑ دے اور اسپر کوئی کپڑا وغیرہ ڈالدے کہ اس سے آڑ ہو جاوے یا اپنے پاس دور گاڑ دے اشارہ کرنیکے لیے کہ کوئی پاس ہو کر نہ گذرے اور برچھی سے یہ غرض بھی ہو سکتی ہے کہ سخت زمین کو اس سے کھود لیویں (تاکہ پیشاب کرنیکے وقت چھینٹیں نہ اوڑیں) اور یہ بھی ہو سکتی ہے کہ موذی جانوروں کو

اس سے دفع کریں کیونکہ آپ دور جاتے تھے قضائے حاجت کے لیے اور یہ بھی ہو سکتی ہے کہ استنجا کے بعد وضو کرتے اور
وضو کے بعد نماز پڑھتے تو برچھی کا سترہ (آڑ) کرتے اور یہ وجہ سب وجہوں سے زیادہ ظاہر ہے اسیلیے امام بخاری نے اسکو
سترہ کے باب میں بھی بیان کیا ہے اور اس حدیث سے انہوں نے پیشاب کے دہونے پر بھی دلیل لی ہے جیسے آگے آویگا اس حدیث
سے یہ بھی نکلتا ہے کہ آزاد شخص سے خدمت لے سکتے ہیں خصوصاً جب وہ مستعد ہو خدمت کے لیے تاکہ تواضع کی عادت حاصل
ہو اور یہ بھی نکلتا ہے کہ عالم کی خدمت گذاری شرف ہے شاگرد کا کیونکہ ابوالدرداء نے ابن مسعود کی مدح کی ان باتوں سے کہ وہ
جوتیوں والے پانی والے تکیہ والے تھے اور اس حدیث سے رد ہے ان پر جنہوں نے پانی سے استنجا کرنا منع کیا ہے اس وجہ سے کہ پانی
غذا ہے کیونکہ مدینہ کا پانی شیرین تھا اور بعضوں نے اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ وضو کرنا برتن سے مستحب ہے نہ نہر دریا سے
اور حوضوں سے اور یہ دلیل صحیح نہیں کیونکہ اس حدیث میں یہ کہاں ذکر ہے کہ آپ نے نہر یا حوض ہوتے ہوئے اسکو چھوڑ دیا
اور برتن سے وضو کیا انتہے **ت** متابعت کی محمد بن جعفر کی نضر (بن شمیل مازنی بصری) نے اور شاذان (اسود
بن عامر شامی بغدادی) نے شعبہ سے روایت کرنے میں **ف** یعنے ان دونوں نے بھی یہ حدیث شعبہ سے روایت کی
جیسے محمد بن جعفر نے روایت کی حافظ ابن حجر نے کہا نضر کی روایت کو امام نسائی نے موصولاً روایت کیا اور شاذان کی
روایت خود مصنف نے صلوٰۃ میں نکالی اور اس حدیث کے سب راوی بصری ہیں **ت** (امام بخاری نے کہا) عنزہ وہ لکڑی ہے
جسپر بھال لگی ہو (قسطلانی نے کہا یہ عبارت صرف کریمہ کی روایت میں ہے اور روایتوں میں نہیں ہے) **باب**
النَّهْيِ عَنِ الْاِسْتِنْجَاءِ بِالْيَمِيْنِ داہنے ہاتھ سے استنجا کرنیکی ممانعت **ف** حافظ ابن حجر نے کہا امام بخاری
نے مطلق ممانعت کا لفظ کہا اسمیں اشارہ ہے کہ انکو معلوم نہیں ہوا کہ یہ ممانعت تحریمی ہے یا تنزیہی یا کوئی قرینہ اس
بات کا معلوم نہ ہوا کہ یہ ممانعت تحریمی نہیں ہے بلکہ تنزیہی ہے بطور ادب کے اور جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ یہ ممانعت
تنزیہی ہے اور اہل ظاہر کا یہ قول ہے کہ یہ ممانعت تحریمی ہے اور ایک جماعت شافعیہ کے کلام سے بھی یہی نکلتا ہے لیکن نووی نے
کہا کہ جس شافعی نے یہ کہا ہے کہ داہنے ہاتھ سے استنجا جائز نہیں اسکی مراد یہ ہے کہ یہ مباح نہیں ہے کہ اسکا کرنا اور نہ کرنا
دونوں برابر ہوں بلکہ ایسا کرنا مکروہ ہے اور اسکا نہ کرنا بہتر اور جس نے حرام کہا ہے اسکے نزدیک بھی استنجا داہنے ہاتھ سے درست ہو جاویگا لیکن ایسا کرنیوالا گنہگار رہیگا اور
اہل ظاہر اور بعض حنابلہ نے کہا کہ استنجا درست ہی نہ ہوگا انتہے مختصراً۔ امام نووی نے کہا مستحب ہے کہ داہنے ہاتھ سے استنجا
کسی حال میں نہ کرے مگر جب عذر ہو پھر اگر پانی سے استنجا کرے تو داہنے ہاتھ سے پانی ڈالے اور بائیں ہاتھ سے دھووے اور اگر
ڈھیلوں سے استنجا کرے تو اگر دبر کو صاف کرتا ہو تو بائیں ہاتھ سے صاف کرے اور اگر ذکر کو صاف کرتا ہو اور ڈھیلے کا
زمین پر رکھنا ممکن ہو یا اپنے دونوں پاؤں کے بیچ میں اسطرح سے کہ ذکر کا مسح اس سے ہو سکے تو ذکر کو بائیں ہاتھ سے

تھامی اور ڈھیلے پر پھیرے اور اگر یہ ممکن نہ ہو اور ڈھیلا اوٹھانا ضرور پڑے تو ڈھیلا داہنے ہاتھ سے اوٹھاوے
اور ذکر کو بائین ہاتھ سے تھامی اور ڈھیلے پر مسح کرے اور داہنا ہاتھ ہلاوے یہی صواب ہے اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا
کہ ڈھیلے کو بائین ہاتھ مین لیوے اور ذکر کو داہنے ہاتھ سے تھامے اور ڈھیلا ذکر پر پھیرا دے اور بایان ہاتھ ہلاوے
اور یہ صحیح نہین کیونکہ اس مین بلا ضرورت مس فرج کرنا ہوتا ہے اور وہ منع ہے اور داہنے ہاتھ سے استنجا کی ممانعت کی وجہ
یہی کہ داہنا ہاتھ عزت اور بزرگی رکھتا ہے تو اسکو بچانا چاہیے نجاست وغیرہ سے انتہی امام شوکانی نے نیل الاوطار
مین کہا کہ داہنے ہاتھ سے ذکر چھونے کی ممانعت اور داہنے ہاتھ سے استنجا کرنیکی ممانعت دونو حدیثون مین وارد ہین پھر
جب داہنے ہاتھ کے استعمال کی ضرورت آن پڑے تو جو امر ہلکا معلوم ہو اسمین داہنا ہاتھ استعمال کرے اور جو ضرورت
نہ ہو تو ان دونو کامون مین داہنے ہاتھ کا استعمال کرنا جائز نہین ہے انتہی **حدثنا** معاذ بن فضالة قال حدثنا
هشام هو الدستوائي عن يحيى بن ابي كثير عن عبد الله بن ابي قتادة عن ابيه قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم اذا شرب احدكم فلا يتنفس في الاناء واذا اتى الخلاء فلا يمس ذكره بيمينه
ولا يتمسح بيمينه **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے معاذ بن فضالہ (بصری زہرانی) نے وہنون نے کہا حدیث بیان کی
ہمسے ہشام (بن عبد اللہ) نے وہ دستوائی ہین (اس کہنے سے یہ غرض ہے کہ ہشام ایک اور ہین حسان کے بیٹے انکا
گمان نہ جاوے اور یہ دونو بصری ہین اور ثقہ ہین ایک ہی طبقہ کے) اونہون نے روایت کی یحیی بن ابی کثیر (طائی)
سے اونہون نے عبد اللہ بن ابی قتادہ (سلمی) سے اونہون نے اپنے باپ ابو قتادہ حارث یا نعمان یا عمرو بن ربعی
انصاری) سے (یہ سوار تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنگ احد اور اسکے بعد لڑائیون مین شریک تھے اور اختلاف
ہے کہ بدر مین حاضر تھے یا نہین اس کتاب مین انسے تیرہ حدیثین مروی ہین وفات پائی انہون نے مدینہ یا کوفہ مین سنہ ۵۴
ہجری مین) انہون نے کہا فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی تم مین سے (پانی) پیوے تو برتن کے
اندر سانس نہ لیوے (بلکہ برتن سے منہہ علیحدہ کر کے سانس لیوے) جیسا سنت ہے اور اسکا بیان کتاب الاشربہ مین آویگا
انشاء اللہ تعالی اور یہ ممانعت تنزیہی ہے بطور ادب کے وجہ اسکی یہ ہے کہ کبھی سانس کے ساتھ تھوک یا رینٹ نکل آتی
یا بدبودار بخار تو اس سے پینے والی کو اور اورونکو بھی نفرت پیدا ہوگی اور جب پاخانہ کو آوی تو اپنا ذکر داہنے ہاتھ
سے نہ چھووے اور نہ داہنے ہاتھ سے استنجا کرے **ف** فتح الباری مین ہے کہ خطابی نے اسجگہ ایک بحث کی ہے
اور نقل کیا ہے ابو علی بن ابی ہریرہ سے کہ انہون نے خراسان کے ایک فقیہ سے یہ مسئلہ پوچھا وہ اسکا جواب نہ دے سکا پھر خطابی نے
اسکا جواب دیا ہے جس پر اعتراض ہوتا ہے اور حاصل سوال کا یہ ہے کہ استنجا کرنیوالا جب بائین ہاتھ سے استنجا کریگا تو ضرور

داہنے ہاتھ سے ذکر کو چھوویگا اور جب بائیں ہاتھ سے ذکر تھامے تو داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا ہوگا حالانکہ حدیث میں دونو
امروں کی ممانعت ہے خلاصہ جواب کا یہ ہے کہ استنجا کرنے والے کو چاہیے کہ ان چیزوں کا قصد کرے جو بھاری ہیں جیسے دیوار
وغیرہ اور بائیں ہاتھ سے استنجا کرے اگر یہ ممکن نہ ہو تو اپنا مقعد زمین سے لگا دے اور ڈھیلہ وغیرہ جس سے استنجا کرتا ہے
اوسکو دونوں ایڑیوں یا پانو کے انگوٹھوں کے بیچ میں تھام لیوے اور بائیں ہاتھ سے استنجا کرے تو ان صورتوں میں
داہنا ہاتھ بالکل نہ لگیگا تمام ہوا کلام خطابی کا اور ایسی شکل ہے جسکا کرنا غالباً دشوار ہوگا اور طیبی نے یہ اعتراض
کیا کہ داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے کی ممانعت صرف دبر سے خاص ہے اور چھونیکی ممانعت ذکر سے خاص ہے تو اعتراض اصل ہی سے باطل ہے اور طیبی کا قول کہ
داہنے ہاتھ کی ممانعت دبر سے خاص ہے مردود ہے اور چھونا اگرچہ ذکر سے خاص ہے پر دبر بھی قیاساً ذکر کے مثل ہے بلکہ دبر ذکر
سے زیادہ ہے کیونکہ گوہ نسبت پیشاب کے زیادہ غلیظ نکلا وہ اسکے دبر سے صرف نجاست ہی نکلتی ہے اور ذکر سے
کبھی نطفہ نکلتا ہے جو پاک ہے اور انسان کی پیدایش اُسی سے ہے اور ذکر کی تصریح سے حدیث میں یہ نہیں نکلتا کہ اور چیزوں کا
داہنے ہاتھ سے استنجا میں چھونا درست ہے بلکہ عورت کی شرمگاہ بھی مثل ذکر کے ہے اور ذکر کی تخصیص کی وجہ یہ ہے
کہ اکثر خطاب مردوں سے ہوتا ہے اور عورتیں جو ہیں مردوں کی ہر حکم میں مگر جو حکم مردوں سے خاص ہو اور جو صورت خطابی
نے بیان کی اسمیں صواب وہ ہے جو امام الحرمین نے کہا اور اُسکے بعد امام غزالی نے وسیط میں اور بغوی نے تہذیب
میں کہ ذکر کو بائیں ہاتھ سے تھامے اور پتھر پھیرا دے جسکو داہنے ہاتھ سے تھامے اور چونکہ وہ چیز نہیں ہلتی اسلیے داہنے
ہاتھ سے استنجا نہ ہوا نہ داہنے ہاتھ سے ذکر چھونا پڑے اور جسنے یہ دعوی کیا کہ ایسی حالت میں داہنے ہاتھ سے استنجا ہوگا
یہ غلط ہے بلکہ یہ ایسا ہے جیسے داہنے ہاتھ سے آبدست میں پانی ڈالے انتہے **باب** لَا يُمْسِكُ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ إِذَا بَالَ باب
بیان میں اس بات کے کہ پیشاب کرنے میں ذکر کو داہنے ہاتھ سے نہ تھامے **ف** قسطلانی نے کہا جب مؤلف نے داہنے ہاتھ
سے استنجا کرنیکی ممانعت بیان کی تو اسکے بعد یہ باب لایے جسسے داہنے ہاتھ سے ذکر کو چھونیکی ممانعت نکلتی ہے حافظ
ابن حجر نے کہا اس ترجمہ باب سے یہ غرض ہے کہ اگلے باب میں جو ذکر کو داہنے ہاتھ سے چھونیکی ممانعت مذکور ہوئی وہ حالت
پیشاب کی حالت سے اور حالتوں میں یہ امر مباح ہے اور بعض علماء کا یہ قول ہے کہ اور حالتوں میں بطریق اولیٰ منع ہے
کیونکہ پیشاب کے وقت چھونیکی ضرورت ہوتی ہے اور جب ضرورت کی حالت میں منع ہوا تو بے ضرورت ضرور منع ہوگا ابو محمد
بن ابی جمرہ نے اس پر یہ اعتراض کیا کہ حدیث استنجا کی حالت سے خاص نہیں اور پیشاب کی حالت میں اسلیے منع ہوا کہ داہنے ہاتھ
سے استنجا کرنا منع ہے تو ذکر کا چھونا منع کر دیا گیا تاکہ داہنے ہاتھ سے استنجا کی نوبت ہی نہ پہونچے اور یہ زیادہ بالکل قطع ہو جاتے
اور جو لوگ ذکر کا چھونا اور حالتوں میں درست جانتے ہیں وہ طلق بن علی کی حدیث سے دلیل لاتے ہیں جب دونوں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکو پوچھا آپ نے فرمایا وہ تو تیرے بدن کا ایک ٹکڑا ہے انتہی ہر حال میں مس ذکر کا جواز نکلا مگر پیشاب کی حالت اس صحیح حدیث سے مستثنیٰ ہوئی اور باقی حالتوں میں اباحت قائم رہی انتہی مختصراً قسطلانی نے کہا اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ ترجمہ باب اگلی حدیث سے معلوم ہو گیا تھا تو اسکے دوبارہ لانے کی کیا ضرورت تھی اسکا جواب یہ ہے کہ امام بخاری کی عادت ہے کہ ایک حدیث کو متعدد بابوں میں لاتے ہیں جب اس سے متعدد مسائل نکلتے ہیں اور اسکے ساتھ یہ بھی کرتے ہیں کہ اسنادوں کو بدلتے ہیں تو یہ تکرار بھی فائدے سے خالی نہیں ہے البتہ اگر اسناد ایک ہی ہوتا تو تکرار بےفائدہ ہوتی حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَأْخُذَنَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ وَلَا يَسْتَنْجِي بِيَمِينِهِ وَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے محمد بن یوسف نے (جو فریابی ہیں) انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے (عبد الرحمن بن عمرو اوزاعی (امام اور فقیہ اور عالم اہل شام مشہور ہیں) نے اونہوں نے روایت کی یحییٰ بن ابی کثیر سے اونہوں نے عبداللہ بن ابی قتادہ سے (ابن خزیمہ کی روایت میں یحییٰ کے سماع کی تصریح ہے عبداللہ سے اور ابن منذر کی روایت میں حدثنا ہے تو اسناد میں تدلیس کا شبہ جاتا رہا) انہوں نے اپنے باپ (ابو قتادہ) سے انہوں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا آپ نے جب کوئی تم میں سے پیشاب کرے تو اپنا ذکر داہنے ہاتھ سے نہ تھامے اور نہ استنجا کرے داہنے ہاتھ سے اور نہ سانس لیوے برتن کے اندر ف حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث سے بعضوں نے یہ نکالا کہ اس ہاتھ سے بھی استنجا کرنا منع ہے جس میں اللہ کے نام کی انگوٹھی ہو کیونکہ جب داہنے ہاتھ سے منع ہوا بوجہ اسکی شرافت کے تو اس سے بطریق اولےٰ منع ہوگا اور مالک سے جو ایک روایت اسکی عدم کراہت میں آئی ہے اسکا انکار کیا ہے علما حذاق بین مالکیہ نے اور بعضوں نے کہا اس ممانعت میں حکمت یہ ہے کہ داہنا ہاتھ کھانے کے لیے کہا گیا ہے اور احتمال ہے کہ کھانے کے وقت استنجا کا خیال آوے اور کھانے سے نفرت پیدا ہو اور برتن میں سانس نہ لینے کو جو استنجا کے بعد بیان کیا اسکا تعلق یہ ہے کہ مومنین اقتدا کرتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام افعال میں اور ثابت ہوا کہ آپ جب پیشاب کرتے تو وضو کرتے اور وضو سے کچھ جو پانی بچ رہتا اوسکو پیتے تو مومن بھی اس کی پیروی کرینگے اور وضو کے بعد پانی پینگے اسلیے پینے کا ادب بھی سکھلا دیا اور یہ ممانعت خاص نہیں ہے کسی وقت سے اور حاکم کی روایت میں ابو ہریرہ سے اسکی تصریح ہے اور اسمیں یہ ہے کہ کوئی تم میں سے برتن کے اندر سانس نہ لیوے جب اوسمیں سے پی رہا ہو انتہی مختصراً

بَابُ الْاِسْتِنْجَاءِ بِالْحِجَارَةِ

ڈھیلوں اور پتھر سے استنجا کرنیکا بیان ف اس باب سے غرض ذکر ہے اسکا جو کہتا ہے کہ استنجا خاص پانی سے ضرور ہے اور صرف ڈھیلوں پر قناعت کرنا کافی نہیں حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى

سَعِيْدِ بْنِ عَمْرٍو الْمَكِّيِّ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اتَّبَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَرَجَ لِحَاجَتِهٖ
فَكَانَ لَا يَلْتَفِتُ فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَقَالَ ابْغِنِيْ اَحْجَارًا اَسْتَنْفِضْ بِهَا اَوْ نَحْوَهٗ وَلَا تَأْتِنِيْ بِعَظْمٍ وَّلَا
رَوْثٍ فَاَتَيْتُهٗ بِاَحْجَارٍ بِطَرَفِ ثِيَابِيْ فَوَضَعْتُهَا اِلٰى جَنْبِهٖ وَاَعْرَضْتُ عَنْهُ فَلَمَّا قَضٰى اَتْبَعَهٗ بِهِنَّ ترجمہ
حدیث بیان کی ہمسے احمد بن محمد مکی (ابوالولید ازرقی یہ دادا ہین ابوالولید محمد بن عبداللہ کے جنکی تاریخ ہے مکہ کی اور یہ
اوہین اونکے ہمنام احمد بن محمد مکی انکی کنیت ابو محمد ہے اونکے دادا کا نام عون ہے اور لقب قواس او روہم کیا اونسے جنہون گمان
کیا کہ امام بخاری نے دوسرے احمد بن محمد سے روایت کیا اور اُنسے جسنے اون دونو کو ایک سمجہا ہے) اونہون نے کہا حدیث
بیان کی ہمسے عمرو بن یحیی بن سعید بن عمرو مکی (قرشی اموی) نے اونہون نے روایت کی اپنے دادا (سعید بن عمرو
بن سعید بن عاص بن امیہ قرشی اموی) سے ف فتح الباری ہین ہے انکے باپ عمرو بن سعید اونکا لقب اشدق تہا
اور وہ امیر ہوگیا تہا مدینہ کا اور وہ لشکرون کو روانہ کرتا تہا مکہ معظمہ کیطرف جیسے ابو شریح خزاعی کی حدیث مین گذرا پہر وہی عمرو
عبدالملک بن مروان کی خلافت مین دمشق پر غالب ہوگیا تہا پہر عبدالملک نے اسکو قتل کیا اور اسکی اولاد کو مدینہ کو روانہ
کر دیا اوسکا بیٹا مکہ مین تہا جب عباسیون کی دولت ہوئی تو وہ وہین رہ گئے تو اس اسناد مین دو مکی ہین اور دو مدنی ت
اونہون نے سنا ابو ہریرہ رض سے اونہون نے کہا مین جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچہے گیا اور آپ حاجت کے لیے برآمد ہوئے تہے
تو آپ کسیطرف نگاہ نہین کرتے تہے مین آپکے قریب گیا تب آپنے فرمایا مجہے کچہہ پتہر ڈہونڈہ دے مین اُنسے صاف کرونگا
(یعنے استنجا کرونگا) اور ہڈی اور گوبر مت لائیو میرے پاس ف ہر چند آپنے پتہر ڈہونڈہنے کا حکم فرمایا تہا مگر آپکو خیال ہوا
کہ شاید ابو ہریرہ یہ سمجہین کہ جس چیز سے صفائی ہوجاوے وہ کافی ہے پتہر کی خصوصیت نہین اسواسطے آپنے فرمادیا کہ
ہڈی اور گوبر نہ لانا انکے سوا جو چیز صاف کرے وہ کافی ہے اگرچہ پتہر نہ ہو اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پتہر کی کوئی خصوصیت
استنجا مین نہین اور جو پتہر کی خصوصیت ہوتی جیسے بعض حنابلہ اور ظاہریہ کہتے ہین تو پہر نہی کو ان دونو چیز وسے
خاص کرنیکی کوئی وجہ نہ رہیگی اور پتہر کے ذکر کی وجہ یہ ہے کہ پتہر اکثر ملتے ہین (خصوصا عرب کے ملک مین) مصنف
نے اس حدیث کو مبعث مین روایت کیا اسمین یہ زیادہ ہے کہ ابو ہریرہ نے عرض کیا جب آپ حاجت سے فارغ ہوئے کہ ہڈی اور
گوبر کی کیا خصوصیت ہے آپنے فرمایا یہ دونو چیزین جنونکی خوراک ہین اور ظاہر یہ ہے کہ ممانعت خاص ہے ان دونو
چیز ونسے اور یہی حکم ہے ہر چیز کا جو کہائی جاتی ہے آدمیون مین (اس سے استنجا کرنا ناجائز ہے) اسیطرح اُن چیز ونسے
جنکی حرمت ہے جیسے علم کی کتابین اور جسنے کہا علت نہی کی گوبر سے یہی ہے کہ وہ خود نجس ہے اسنے گوبر پر قیاس کیا
ہر نجس اور ناپاک چیز کو اور ہڈی کی علت یہ ہے کہ وہ چکنی ہے تو اس سے نجاست صاف نہ ہوگی اور قیاس کیا ہڈی پر ہر ایک صاف

چکنی چیز کو جیسے شیشہ آئینہ وغیرہ اور موید ہے اسکو وہ جو دارقطنی نے روایت کیا اور صحیح کہا ابوہریرہ سے کہ آنحضرت صلعم نے منع
کیا گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنیسے اور فرمایا ان دونوں سے پاکی نہیں ہوتی اور اس سے رد ہوا اس شخص کا جو کہتا ہے کہ ہڈی اور
اور گوبر سے استنجا درست ہے گو منع ہے اور کتاب المبعث میں جنوں کا قصہ مفصل مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالی فتح الباری
ف پھر میں اپنے کپڑے کے کونے میں پتھر لایا اور آپ کے بازو رکھدیئے اور ہٹ گیا جب آپ حاجت سے فارغ ہوئے آپ نے
ان پتھروں سے استنجا کیا ف حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث سے سرکار کے پیچھے جانیکا جواز نکلتا ہے اگرچہ وہ اسکا حکم
نہ کریں اور امام کا خدمت لینا اپنی رعیت سے اور جو شخص حاجت کر رہا ہو اسکے پاس سے سرک جانا اور ادھر سے منہ پھیر
لینا اور استنجا کے سامان حاصل کرنے میں دوسرے کی مدد کرنا اور استنجا کرنیوالے کے پاس سامان رکھدینا تاکہ اسکو تکلیف نہ ہو
طہارت میں اور اسکے کپڑے آلودہ نہوں انتہی قسطلانی کہا ابوداود نے ابن مسعود سے روایت کیا کہ جنوں میں سے کچھ جن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اونہوں نے عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنی امت کو منع کر دیجیے گوبر اور ہڈی سے
استنجا کرنے سے کیونکہ اللہ تعالے نے ہمارا رزق ان میں کیا ہے آپ نے منع کر دیا انسے اور فرمایا یہ تمہارے بھائی جنوں کے
توشے ہیں انتہے امام شوکانی نے نیل الاوطار میں کہا کہ گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنیکی ممانعت کئی طرق سے
سے ثابت ہوئی اور یہی اشبہ ہے ہر نجس چیز سے استنجا درست نہیں اور عترت اور شافعی اور انکے اصحاب کا یہ قول ہے کہ ہڈی
اور گوبر سے استنجا جائز ہی نہ ہوگا اور ابوحنیفہ رح نے کہا کہ جائز ہو جاویگا لیکن مکروہ ہے اسواسطے کہ غرض دور کرنا نجاست
کا ہے اور وہ حاصل ہوتا ہے ان دونوں سے بھی اور اول قول کی دلیل وہ ہے جو دارقطنی نے نکالا ابوہریرہ سے منتقی الاخبار میں
کہ احمد اور مسلم اور ابوداود نے جابر بن عبداللہ سے روایت کیا اونہوں نے کہا منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہڈی
اور اونٹ کی مینگنی سے استنجا کرنیسے اور دارقطنی نے ابوہریرہ سے روایت کیا کہ منع کیا آپ نے گوبر اور ہڈی سے استنجا
کرنیسے اور فرمایا وہ دونوں پاک نہیں کرتے شوکانی نے کہا اس حدیث کو ابن خزیمہ نے اسی لفظ سے روایت کیا اور روایت
کیا اسکو مسلم نے ابن مسعود سے اور ابوداود اور دارقطنی اور نسائی نے اور حاکم نے انہی کی حدیث اسی اور روایت کیا اسکو بیہقی نے
طول کے ساتھ اور روایت کیا اسکو طبرانی نے زبیر سے اور اسکی سند ضعیف ہے اور احمد اور دارمی نے سہل بن حنیف سے اسکی
بھی اسناد ضعیف ہے اسکی اسناد میں عبدالکریم بن ابی المخارق ہے اور وہ ضعیف ہے باتفاق اہلحدیث اور ابوداود اور نسائی نے
رویفع سے اور دارقطنی نے ایک صحابی سے اور یہ جو ابوہریرہ کی حدیث میں ہے کہ وہ دونوں پاک نہیں کرتے اس سے رد ہو گیا
قول ابوحنیفہ رح کا کہ استنجا انسے جائز ہو جاویگا منتقی الاخبار میں ہے کہ احمد اور مسلم نے ابن مسعود سے روایت کیا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جنوں کا بلانیوالا آیا میں اسکے ساتھ گیا اور میں نے جنوں کو قرآن پڑھ کر سنایا آپ

ہمارے ساتھ گئے اور جنوں کے نشان بتلائے اور انکی آگ کے نشان انہوں نے آپ سے توشہ مانگا آپ نے فرمایا تمہارے واسطے ہر
ایک ہڈی ہے جس پر اللہ کا نام لیا جاوے اور وہ تمہارے ہاتھ میں آوے او سپر خوب گوشت چڑھ جاویگا اور ہر ایک مینگنی تمہارے
جانوروں کی خوراک ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو مت استنجا کرو ان دونوں چیزوں سے کیونکہ یہ دونوں چیزیں تمہارے
بھائی جنوں کی خوراک ہیں شوکانی نے کہا اس حدیث کو ابو داؤد اور دارقطنی اور نسائی اور حاکم نے روایت کیا اور اس باب میں
زبیر بن عوام سے بھی روایت ہے نکالا اسکو طبرانی نے ضعیف سند سے اور سلمان سے روایت کیا اسکو مسلم نے اور جابر سے روایت کیا اسکو مسلم وغیرہ نے جیسے گذرا اور
اس باب میں متعدد احادیث وارد ہیں جنمیں ہڈی اور گوبر سے استنجا کرنیکی صاف ممانعت ہے اور ہمنے ان میں سے بعض طریقے
اوپر بیان کیے اور روایت کیا اس حدیث کو حاکم نے دلائل النبوۃ میں آیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ابن مسعود سے جن کی رات کو نصیبین کے جن میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے مجھ سے توشہ مانگا میں نے انکو ہڈی اور گوبر
سے فائدہ پہنچایا ابن مسعود نے کہا یا رسول اللہ یہ چیزیں انکے کیا کام آوینگی آپ نے فرمایا وہ کسی ہڈی کو نہ پاوینگے
مگر اوسپر گوشت دیکھیں گے جتنا اس ہڈی پر پہلے تھا جس دن وہ کھائی گئی اور کوئی گوبر نہ پاوینگے مگر اسمیں وہ دانے پاوینگے
جو اوس دن تھے جس دن وہ کھائے گئے تھے پس کوئی استنجا نہ کرے ہڈی سے اور نہ گوبر سے اور ابو داؤد کی روایت میں ہے ابن مسعود سے
کہ جنوں کے قاصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے اے محمد ﷺ اپنی امت کو منع کر دیجیے ہڈی اور گوبر اور کوئلے سے
استنجا کرنے سے کیونکہ اللہ تعالی نے ان چیزوں میں ہمارا رزق رکھا ہے ابن مسعود نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے
منع کر دیا اور اسکی اسناد میں اسمعیل بن عیاش ہے (وہ ضعیف ہے) مصنف نے کہا اس حدیث میں تنبیہ ہے اسپر کہ جانوروں کی بھی
نجاست کھلانا منع ہے امام بخاری نے باب الجن میں اور بیہقی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
ڈول اوٹھاتے تھے پانی کا وضو اور حاجت کے لیے ایک بار وہ ڈول لیے آپکے پیچھے جا رہے تھے کہ آپ نے فرمایا کون ہے انہوں نے کہا
میں ابو ہریرہ ہوں آپ نے فرمایا مجھے پتھر ڈھونڈھ دے میں انسے استنجا کرونگا اور ہڈی اور لید میرے پاس مت لانا پھر میں پتھر
لیکر آیا انکو اوٹھائے تھا اپنے کپڑے کے کنارے میں یہانتک کہ میں نے ان پتھروں کو آپکے دونوں بازو رکھ دیا پھر میں
سرک گیا یہانتک کہ جب آپ نجاست سے فارغ ہوئے تو میں چلا اور میں نے عرض کیا ہڈی اور لید کا کیا حال ہے آپ نے فرمایا
یہ دونوں چیزیں جنوں کا کھانا ہیں اور میرے پاس نصیبین کے جنوں کے قاصد آئے تھے اور وہ اچھے جن ہیں انہوں نے مجھ سے توشہ مانگا میں نے
اللہ سے انکے لیے دعا کی کہ جب وہ کسی ہڈی یا لید پر گذریں تو اسپر کھانا پاوینگے انتہی مترجم کہتا ہے سلمان کی روایت اسباب میں
جو صحیح مسلم میں ہے باب لا تستقبل القبلۃ میں گذر چکی اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے روایت کیا حضرت ﷺ نے فرمایا میں تمہارے باپ
کیطرح ہوں اپنے بیٹوں کے لیے سکھاتا ہوں تمکو جب تم پاخانہ جاؤ تو قبلے کیطرف منہ نہ کرو نہ پیٹھ اور حکم کیا آپنے تین

فاسمعیل بن عیاش

پتھر ونکا اور منع کیا گوبر لید اور ہڈی سے اور منع کیا داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے سے اور خزیمہ بن ثابت سے کہ حضرت صلعم نے
فرمایا استنجا میں تین پتھر چاہئیں جنمیں گوبر نہو امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں عبد اللہ بن مسعود سے روایت کیا کہ حضرت صلعم
نے منع کیا کہ کوئی استنجا کرے ہڈی یا گوبر سے اور سلمان سے کہ منع کیے گئے ہم ہڈی اور گوبر سے استنجا کرنے سے اور ایک صحابی سے
کہ حضرت صلعم نے منع کیا کہ کوئی استنجا کرے ہڈی یا گوبر یا کہال سے اور ابو ہریرہ سے کہ حضرت صلعم نے منع کیا گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنے سے
اور رویفع بن ثابت سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا اے رویفع شاید تیری زندگی لمبی ہوگی تو لوگون کو خبر کر دے کہ جو کوئی استنجا کرے کسی
جانور کے گوہ سے یا ہڈی سے تو محمد صلعم اُس سے بیزار ہیں ابو داؤد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے جو کوئی گرہ دے ڈاڑہی میں یا گنڈہ
لٹکاوے پہر امام طحاوی نے کہا خدا ہمپر اور اونپر رحم کرے کہ بعض لوگون نے ان حدیثون سے حجت کر کے ہڈی سے استنجا کرنا
جائز نہیں کہا اور اونہون نے کہا کہ ہڈی سے استنجا کرنا شامل نہ کرینگے اور بعضون نے اونکا خلاف کیا اور یہ کہا کہ ہڈی سے
استنجا کرنیکی ممانعت اسوجہ سے ہے کہ وہ توشہ ہے جنونکا تو حکم کیا آدمیون کو کہ اونکو نجس کرین استنجا کر کے نہ اسوجہ سے کہ ہڈی
پتھر کیطرح نہیں اور یہ استدلال کیا اس مذہب پر ابن مسعود کی حدیث سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا مت استنجا کرو ہڈی اور گوبر سے کیونکہ
یہ توشہ ہے تمہارے بہائی جنون کا اور دوسری حدیث سے ابن مسعود کے اونہون نے کہا جنون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے تخیرات میں مکہ کی ایک گہاٹی میں بلکہ آپ سے توشہ مانگا آپ نے فرمایا جو ہڈی تمہارے ہاتھ میں پڑیگی جسپر اللہ کا نام
لیا گیا او سپر خوب گوشت چڑہ جاویگا اور مینگنی تمہارے جانورونکا چارہ ہوگی اونہون نے کہا آدمی ہڈیکو نجس کر دینگے جس
وقت آپ نے فرمایا مت استنجا کرو کسی جانور کی لید سے اور نہ ہڈی سے وہ توشہ ہے تمہارے بہائی جنونکا اور تیسری حدیث
ہے ابو ہریرہ سے کہ میں حضرت صلعم کے پیچھے چلا آپ حاجت کو نکلے اور کسیطرف نگاہ نہ اوٹہاتے تہے میں آپ سے نزدیک ہوا اور
کہنکارا اور ملنا چاہا آپ نے فرمایا کون ہے میں نے کہا ابو ہریرہ آپ نے فرمایا اے ابو ہریرہ مجہکو چند پتھر ڈہونڈہ دے کہ میں
استنجا کرون اور میرے پاس ہڈی اور گوبر مت لانا ابو ہریرہ نے کہا میں آپکے پاس پتھر لایا چادر میں اوٹہا کر اور آپکے بازو کے
ڈالدیے پہر میں سرک گیا جب آپ حاجت سے فارغ ہوئے تو میں آپکے پیچہے ہوا اور میں نے پتہرون اور ہڈی اور گوبر کو پوچھا
آپنے فرمایا میرے پاس نصیبین کے جنون کے قاصد آئے اور وہ اچہے جن ہیں اونہون نے مجہسے توشہ مانگا میں نے اونکے لیے
دعا کی اللہ سے کہ وہ گذرین کسی ہڈی یا گوبر پر مگر اسپر کہانا پاوین اور کہا امام طحاوی نے کہ ان حدیثون سے ثابت ہوا کہ حضرت
نے ہڈی سے استنجا منع کیا جنون کے توشے ہونیکی وجہ سے نہ اسوجہ سے کہ اس سے پاکی نہیں ہوتی جیسے پتہر سے پاکی ہوتی
ہے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور محمد بن الحسن رحمہم اللہ تعالی کا مترجم کہتا ہے یہ استدلال امام طحاوی کا عجیب ہے
کیونکہ ان حدیثون سے ممانعت کی ایک وجہ یہ بہی نکلتی ہے کہ ہڈی جنون کا توشہ ہے اور جائز ہے کہ ممانعت کی اور وجہیں

بھی ہون اور جنون کا تو شمہ ہو نہیں یہ بات کہان نکلتی ہے کہ استنجا کرنا کافی ہے جیسے ابو حنیفہ رح کا قول ہی اور شاید امام
طحاوی کو اس حدیث کی خبر نہین ہوئی جو دارقطنی نے ابو ہریرہ سے روایت کی اور کہا کہ صحیح ہے اوس مین صاف یہ مذکور ہے کہ ہڈی اور
گوبر پاک نہین کرتے پھر یہ کہنا امام طحاوی کا کہ وہ پاک کرتے ہین صریح اس صحیح حدیث کے برخلاف ہے اور سوجہ سے اونکا
قول بلکہ خود ابو حنیفہ کا قول عمل کے لائق نہین بلکہ عمل اسی صحیح حدیث پر لازم ہے زیلعی نے کہا کہ دارقطنی کی اس حدیث
کو ابن عدی نے کامل مین روایت کیا اور اسمین یہ علت کی کہ اسکی اسناد مین سلمہ بن رجاء ہے ابن عدی نے کہا وہ اکثر افراد اور
غرائب روایت کرتا ہے اور حدیث کی اوسنے چند ایسے لوگون سے جنپر نہین متابعت ہوئی اسکی مترجم کہتا ہی کہ سلمہ بن
رجاء دارقطنی کی سند مین بھی موجود ہے کیونکہ دارقطنی نے روایت کیا اوسکو یعقوب بن کاسب سے اونسے سلمہ بن رجاء سے
اونسے حسن بن الفرات سے اونسے اپنے باپ سے اونسے ابو حازم سے اونسے ابو ہریرہ سے پھر کہا کہ اسناد اسکا صحیح ہے اور زیلعی نے ابن
عدی کا قول اسلیے نقل کیا کہ اس حدیث کی صحت مین خلل پیدا ہو حالانکہ ابن عدی کے اس قول سے اسناد کی صحت مین کوئی خلل نہین
ہوتا کیونکہ سلمہ بن رجاء پر کسی نے کذب کی تہمت نہین کی بلکہ ابو زرعہ نے کہا وہ سچا ہے البتہ عباس نے یحیی سے نقل کیا
کہ وہ کچھ نہین اور نسائی نے کہا وہ ضعیف ہے اور یہ جرح مبہم ہے اور تعدیل ایسی جرح پر مقدم ہے اور افراد اور غرائب کا
ہونا ضعف کا باعث نہین ہو سکتا بہت سے ثقہ مشائخ حدیث چند روایتون مین متفرد ہین جیسے امام مالک کے غرائب
سفیان کے غرائب تقریب مین حافظ ابن حجر نے سلمہ کو صدوق لکھا ہی اور کہا کہ روایت کیا اس سے امام بخاری نے اپنی
صحیح مین اور ترمذی اور ابو داؤد نے اور سکوت کیا اس حدیث کی صحت پر حافظ ابن حجر اور شوکانی نے جب دارقطنی سے
اسکی صحت نقل کی البتہ امام طحاوی نے جو ایک حدیث ایک صحابی سے اس باب مین نقل کی اور وہ اوپر گذری جسمین کہال کا
لفظ زیادہ ہی وہ ضعیف ہے زیلعی نے کہا دارقطنی نے اسکو روایت کیا موسی بن ابی اسحق انصاری سے انہون نے عبد اللہ
بن عبد الرحمن سے اونہون نے ایک صحابی سے کہ حضرت صلعم نے منع کیا کہ کوئی تم مین سے استنجا کرے ہڈی گوبر یا کہال سے
دارقطنی نے کہا کہال کا ذکر صحیح نہین ہے ابن قطان نے اپنی کتاب مین کہا وجہ اسکی یہ ہے کہ موسی بن ابی اسحق مجہول ہے
انہون نے کہا ابن ابی حاتم نے اسکو ذکر کیا اور اسکا حال نہین پہچانا تو وہ انکے نزدیک مجہول ہے اور عبد اللہ بن عبد الرحمن
بھی مجہول ہے انہون نے کہا یہ حدیث مرسل بھی ہے کیونکہ اس صحابی کا حال معلوم نہین کہ اونسے حضرت سے سنا ہی ہے یا
نہین اور یہ دو نو راوی امام طحاوی کی اسناد مین بھی موجود ہین اور اس قبیل کی بہت حدیثین ضعیف اور منکر شرح معانی الآثار
مین موجود ہین اور جو شخص طحاوی کی کتاب کو ابو داؤد اور ترمذی کی سنن کے برابر خیال کرے وہ بھی جاہل ہے اور جس شخص نے
معاذ اللہ انکی کتاب کو صحیح بخاری کی ہم پلہ قرار دیا تو وہ جاہل مطلق ہے اور متعصب ہے **باب ۱۵ لا یستنجی بروث گوبر سے**

مسلمہ بن رجاء

فیہ موسی بن ابی اسحق المجہول

وعبد اللہ بن عبد

استنجا کرے **حدثنا** ابو نعیم قال حدثنا زهیر عن ابی اسحٰق قال لیس ابو عبیدة ذکره ولکن عبد الرحمٰن
ابن الاسود عن ابیه انه سمع عبد الله یقول اتی النبی صلی الله علیه وسلم الغائط فامرنی ان اٰتیه
بثلاثة احجار فوجدت حجرین والتمست الثالث فلم اجد فاخذت روثة فاتیته بها فاخذ الحجرین
والقی الروثة وقال هذا رکس وقال ابراهیم بن یوسف عن ابیه عن ابی اسحاق حدثنی عبد الرحمٰن

ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے ابو نعیم (فضل بن دکین) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے زہیر (بن معاویہ کی جعفی کوفی)
نے (اس حدیث کے سب راوی کوفی ہیں) انہوں نے روایت کی ابو اسحٰق (عمرو بن عبداللہ سبیعی تابعی) سے (وہ اگرچہ اخیر میں بگڑ گئے تھے
یعنے حافظے میں فتور آگیا تھا مگر زہیر نے ان سے یہ حدیث اس فتور سے پہلے سنی ہے) ابو اسحٰق نے کہا یہ حدیث مجھ کو (ابو عبیدہ (عامر بن
عبداللہ بن مسعود) نے بیان نہیں کیا بلکہ عبدالرحمٰن بن اسود نے اپنے باپ (اسود بن یزید نخعی کوفی) سے **ف** ابو اسحٰق نے
اسلیے بیان کیا کہ ابو عبیدہ کی روایت اگرچہ اس سے اعلیٰ ہے مگر منقطع ہے کیونکہ انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن مسعود سے نہیں
سنا اور صحیح یہی ہے اور عبدالرحمٰن کی روایت باپ اسود سے انہوں نے ابن مسعود رض سے موصول ہے کیونکہ اسود مصاحب اور شاگرد تھے
ابن مسعود کے اور ابو اسحٰق نے یہ حدیث ابو عبیدہ سے بھی روایت کی ہے اور یہ روایت ترمذی نے نکالی اسرائیل بن یونس سے انہوں نے
ابو اسحٰق سے تو مراد ابو اسحٰق کی یہ ہے کہ اب میں یہ حدیث ابو عبیدہ سے نہیں روایت کرتا بلکہ عبدالرحمٰن سے روایت کرتا ہوں (فتح
الباری) قسطلانی نے کہا اس حدیث کی روایت میں ابو اسحٰق پر اختلاف ہوا ہے اسرائیل نے روایت کی ابو اسحٰق سے انہوں
نے ابو عبیدہ سے انہوں نے اپنے باپ سے اور ابن مغول وغیرہ نے ابو اسحٰق سے انہوں نے اسود سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابن
مسعود سے اس میں عبدالرحمٰن کا ذکر نہیں اور زکریا بن ابی زائدہ نے ابو اسحٰق سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن یزید سے انہوں
نے اسود سے اور معمر نے ابو اسحٰق سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے اور یونس بن ابی اسحٰق نے اپنے
باپ سے انہوں نے ابوالاحوص سے انہوں نے عبداللہ سے اور اسی وجہ سے دارقطنی نے اعتراض کیا امام بخاری پر
اس حدیث کی روایت کرنے میں لیکن انہوں نے کہا ان سب طریقوں میں عمدہ وہی طریقہ ہے جو امام بخاری نے نکالا یعنے
زہیر کا ابو اسحٰق سے پھر ابن حجر نے اسکی تسلی کی ہے کیونکہ ابو اسحٰق پر بہت اختلاف ہوا ہے اور اس اعتراض کا جواب دیا
کہ اختلاف ہونا حافظ کے نزدیک اضطراب کا باعث نہیں ہوتا مگر جب اختلاف کی سب وجہیں برابر ہوں اور یہاں زہیر اور
اسرائیل کی وجہ اور وجہوں پر راجح ہے کیونکہ اور وجہوں کے اسناد میں گفتگو ہے اسکے علاوہ اکثر طریقوں کا میلان
زہیر کی روایت کیطرف ممکن ہے اور متابعت کی زہیر کی یوسف بن اسحاق نے جیسے آگے آویگا انتہےٰ مختصراً **ف**
یہ تینوں تابعی ہیں یعنی ابو اسحٰق اور عبدالرحمٰن اور اسود جو ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں) انہوں نے (یعنے اسود نے) سنا

عبد اللہ بن مسعود رضی سے (حافظ ابن حجر نے کہا بعض لوگوں نے اس اسود کو اسود بن عبد یغوث زہری سمجھا ہے اور
یہ بڑی غلطی ہے کیونکہ اسود بن عبد یغوث مسلمان ہی نہیں ہوا اوسکا بیٹا اور عبد اللہ بن مسعود سے روایت کرنا محال)
وہ کہتے تھے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پاخانہ کو آئے پھر مجھے حکم کیا تین پتھر لانیکا **ف** یہ مطابق ہے سلمان کی
حدیث کے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کوئی تم میں سے تین پتھرونسے کم میں استنجا نہ کرے روایت کیا اسکو مسلم نے اور اسی حدیث
پر عمل کیا ہے امام شافعی اور امام احمد بن حنبل اور اہلحدیث نے اونہوں نے تین پتھرون کو شرط کیا ہے اور تین سے کم درست نہیں
رکھی اور اسکے ساتھ صفائی کی بھی شرط کی ہے پھر اگر تین سے صفائی نہ ہو تو زیادہ لیوے لیکن طاق عدد مستحب ہے کیونکہ دوسری
حدیث میں ہے جو کوئی استنجا کرے تو طاق پتھرونسے کرے پر یہ واجب نہیں ہے اسلیے ابو داؤد نے باسناد حسن زیادہ کیا
جو کوئی ایسا نکرے تو کوئی حرج نہیں ہے اور اس مذہب پر تمام روایتوں میں جمع ہو جاتا ہے جو اس باب میں وارد
ہوئیں خطابی نے کہا اگر غرض صرف صفائی ہوتی تو عدد کا شرط کرنا بیفائدہ تہا پہر جب عدد کی شرط ہوئی اور صفائی
بہی ضرور ہے تو معلوم ہوا کہ دونوں امر واجب ہیں اور نظیر اسکی عدت ہے ساتھ تین طہر کے پہر اگر رحم کی صفائی ایک طہر
سے بہی معلوم ہو جاوے جب بہی تین طہر ضرور ہیں (فتح) **ف** میں نے دو پتھر پائے اور تیسرا ڈھونڈا تو نہ ملا میں نے
ایک لید پائی وہ لے آیا ابن خزیمہ کی روایت میں ہے وہ گدہے کی لید تہی اور تیمی نے کہا کہ روث (لید) خاص ہے
خچر اور گہوڑے اور گدہے سے آپ نے دونو پتھر لیے اور لید کو پہینک دیا اور فرمایا یہ پلید ہے **ف** امام طحاوی
نے اس سے یہ دلیل لی ہے کہ تین پتھر شرط نہیں ہیں کیونکہ اگر تین شرط ہوتے تو آپ تیسرا ضرور منگواتے اللہ اونپر رحم کرے
انکو غفلت ہو گئی اس حدیث سے جسکو روایت کیا امام احمد نے اپنی مسند میں معمر سے انہوں نے ابو اسحق سے انہوں نے علقمہ سے
اوسمیں یہ ہے کہ آپ نے لید کو پہینکدیا اور فرمایا وہ نجس ہے ایک پتھر مجھکو لا دے اسکے راوی سب ثقہ اور معتبر ہیں اور متابعت
کی معمر کی ابو شیبہ واسطی نے اور وہ ضعیف ہے نکالا اسکی روایت کو دارقطنی نے اور متابعت کی ان دونوں کی عمار بن رزیق نے
جو ثقات میں سے ہے ابو اسحق سے اور بعضوں نے کہا کہ ابو اسحق نے علقمہ سے نہیں سنا لیکن اس حدیث کی سماع کو کرابیسی نے
ثابت کیا ہے اور اگر سماع ثابت نہو تو حدیث مرسل ہوگی اور مرسل حجت ہے مخالفین کے نزدیک یعنی حنفیہ کے نزدیک اور امام
طحاوی حنفی ہیں) اور ہمارے نزدیک بہی جب اسکی تائید ہو جاوے اور اگر یہ حدیث ثابت نہو جب بہی امام طحاوی کا استدلال پورا
نہیں ہوتا کیونکہ آپ نے جو حکم پہلے تین پتھرون کا دیا تہا اوسی پر اکتفا کی اور تیسرا پتھر لانے کے لیے دوبارہ حکم نہ دیا یا ان دو
پتھرون میں سے کوئی پتھر ایسا ہوگا جسکے کئی کنارے ہوں اور اسکا دوسرا کنارہ تیسرے پتھر کے قائم مقام ہو گیا کیونکہ مقصود
تین بار پونچھنا ہے اور ایک پتھر سے بہی ممکن ہے جسکے تین کنارے ہوں اور دلیل اسکی یہ ہے کہ اگر ایک شخص نے پتھر کے

[illegible]

ایک کنارے سے استنجا کیا اوسکو پھینک دیا پھر دوسرا آیا اور اُسکے دوسرے کنارے سے مسح کیا تو دونوں کو کافی ہوگا بلا خلاف
اور ابوالحسن بن قصار نے کہا جو مالکی ہین کہ ایک روایت مین ہے کہ ابن مسعود تیسرا پتھر لائے لیکن یہ روایت صحیح نہین ہے اور اگر صحیح ہو
تب بھی اسکی دلیل جو تین کا عدد شرط نہین کہتا باقی ہے کیونکہ آپ نے دونو مقامون کے لیے یعنی بڑے اور چھوٹے استنجا
کے لیے تین پتھر لیے تو ہر ایک کے لیے تین سے کم ہوئے اور یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ روایت ثابت ہے جیسے ہمنے بیان کیا
اور شاید ابن قصار کو اسی طریقے کی خبر ہوئی جو دارقطنی نے نکالا اور احتمال ہے کہ آپکو ایک ہی استنجا کی ضرورت ہوئی ہو
اور اگر دو استنجے ہوئے ہون تب بھی یہ کہہ سکتے ہین کہ آپ نے چھوٹا استنجا زمین پر رگڑ کے ادا کیا ہو اور بڑا استنجا ان تین پتھرون
سے یا یہ پتھر دو دو کنارے والے ہون تو چھ پتھرونکے حکم مین ہوئے اور مخالفین کا یہ قیاس کہ سر کے مسح مین بھی عدد شرط نہین ہے
تو استنجا مین بھی شرط نہ ہوگا فاسد ہے کسلیے کہ یہ قیاس ہے مقابلہ نص کے جیسے اوپر ہم نے بیان کیا سلمان اور ابوہریرہ
کی حدیث سے (فتح الباری مع زیادۃ) قسطلانی نے کہا مالک اور ابوحنیفہ اور داؤد کے نزدیک تین کا عدد استنجا مین شرط
نہین ہے انتہے نیل الاوطار مین ہے کہ امام احمد اور نسائی اور ابوداؤد اور دارقطنی نے حضرت عائشہ رض سے روایت کیا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم مین سے کوئی پائخانہ کو جاوے تو تین پتھرون سے استنجا کرے وہ کافی
ہین اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا اور ابوداؤد اور نسائی نے ابوہریرہ سے بھی ایسا ہی روایت کیا اور اس حدیث
سے نکلتا ہے کہ استنجا مین تین پتھر لینا واجب ہین اور اسمین اختلاف ہے جو ہم نے بیان کیا باب النہی عن استقبال
القبلۃ مین بحر مین ہے کہ تین پتھرون سے استنجا کرنا اجماعًا مشروع ہے انتہے شوکانی نے اس باب مین یہ بیان کیا کہ حدیث
سے ثابت ہے کہ استنجا اور تین پتھر لینا استنجا مین واجب ہین اور تین سے کم جائز نہین کیونکہ آپ نے منع کیا تین سے
کم مین استنجا کرنے سے البتہ تین سے زیادہ درست ہین کیونکہ اسمین اور زیادہ صفائی ہے اور شافعی اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن
راہویہ اور ابو ثور کا مذہب یہ ہے کہ تین پتھر لینا واجب ہین یا تین بار پونچھنا (ایک ہی پتھر سے جسکے کئی کنارے ہون)
اور جب دونو استنجا منظور ہون تو چھ بار پونچھنا واجب ہے ہر ایک مین تین تین بار انہون نے کہا افضل یہ ہے کہ چھ بار
چھ پتھرون سے پونچھے (یعنی تین پتھرون سے دبر کو اور تین سے ذکر کو) اگر ایک ہی پتھر ایسا ہو جسکے چھ کنارے ہون تو بھی کافی
ہے اسیطرح اگر کپڑا ایسا سنگین ہو کہ انگلی ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک تری نہ پہونچے تو اُس سے بھی استنجا درست ہے اور اگر تین پتھر
سے صفائی نہ ہو تو زیادہ لینا واجب ہے اور مالک اور داؤد کا یہ قول ہے کہ مقصود صفائی ہے اگر ایک پتھر سے صفائی
ہو جاوے تو وہی کافی ہے اور یہی ایک روایت ہے بعض شافعیہ سے اور عترت اور ابوحنیفہ رح کا یہ قول ہے کہ ڈھیلونسے استنجا
کرنا واجب نہین ہے اور داؤد کے نزدیک اوسی پر واجب ہے جو تیمم کرے جب وہ پانی سے استنجا نکر سکے نجاست دور کرنیکے لیے یہ لوگ

کہتے ہیں جو وجوب پر کوئی دلیل نہیں ہے حالانکہ استنجا کا امر ہے حدیثوں میں اور ممانعت ہے اوسکے ترک کی بلکہ تین سے کم میں استنجا کرنیکی بھی ممانعت ہے تو کیونکر یہ صحیح ہوگا کہ وجوب پر کوئی دلیل نہیں ہے انتہے امام شوکانی نے دوسرے باب میں کہا کہ بعض اہل ظاہر کا یہ قول ہے کہ استنجا پتھر کے سوا اور کسی چیز سے درست نہیں کیونکہ حضرت نے نص کردیا پتھروں پر تو سوا پتھروں کے اور چیزیں جائز نہ ہونگی اور جمہور علما یہ کہتے ہیں کہ پتھروں کی خصوصیت نہیں بلکہ لکڑی اور کپڑے سے بھی استنجا درست ہے اور جمہور کی دلیل یہ ہے کہ اگر پتھر کی خصوصیت ہوتی تو آپ ہڈی اور مینگنی اور لید کو کیوں منع کرتے بلکہ پتھر کے سوا سب چیزوں کو منع کردیتے حاصل یہ ہے کہ ہر ایک سخت پاک چیز سے جو نجاست کو دور کرے اور محترم نہ ہو استنجا درست ہے انتہے روایت کیا احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے خزیمہ بن ثابت سے کہ حضرت ص سے پوچھا گیا استنجا کو آپ نے فرمایا تین پتھر جنمیں لید نہ ہو اور روایت کیا احمد اور ابن ماجہ نے سلمان سے کہ حضرت ص نے ہمکو حکم کیا تین پتھروں سے کم میں استنجا نہ کریں اور حکم کیا کہ ان تین پتھروں میں لید اور ہڈی نہو شوکانی نے کہا کہ پہلی حدیث کے سب راوی ثقہ ہیں اور دوسری حدیث صحیح مسلم میں موجود ہے اور حنفیہ نے انکا معارضہ کیا ہے ابن مسعود کی حدیث سے اور جواب دیا ہے اونکا حافظ ابن حجر نے جیسے اوپر گذرا اور ایک جواب یہ بھی ہے کہ ابن مسعود کی حدیث فعلی ہے اور یہ حدیثیں قولی ہیں اور قول مقدم ہے فعل پر تعارض کے وقت انتہی مختصرا امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں بیان کیا ابوہریرہ اور عائشہ اور سلمہ بن قیس اور خزیمہ بن ثابت اور سلمان کی حدیثوں کو پھر کہا کہ جو لوگ تین کا عدد شرط جانتے ہیں وہ ان حدیثوں سے دلیل لیتے ہیں اور ہماری دلیل حدیث ہے ابوہریرہ کی اوس میں یہ ہے کہ جو کوئی استنجا کرے تو طاق عدد سے کرے جسنے ایسا کیا تو اچھا ہے اور جسنے نہیں کیا اوسپر حرج نہیں ہے امام شوکانی نے کہا کہ اس حدیث کو ابن حبان اور بیہقی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور اسکا مدار ابوسعید حبرانی پر ہے اوسمیں اختلاف ہے بعضوں نے کہا وہ صحابی ہے حافظ نے کہا صحیح نہیں اور ابوسعید سے حصین حبرانی روایت کرتا ہے اور وہ مجہول ہے ابو زرعہ نے کہا شیخ ہے اور ابن حبان نے اسکو ثقات میں بیان کیا اور دارقطنی نے علل میں اس حدیث کا اختلاف بیان کیا (ذہبی نے میزان میں کہا حصین حمیری حبرانی اسکا حال معلوم نہیں اور یہ تابعین کے زمانہ میں تھا) شوکانی نے کہا امام احمد نے جابر سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے استنجا کرے تو تین بار استنجا کرے اور اس حدیث کی اسناد میں ابن لہیعہ ہے اور اسکو روایت کیا ضیاء بن ابی شیبہ نے اور روایت کیا اسکو نسائی نے شیوخ زہری میں اور ابن مندہ نے معرفت میں اور طبرانی نے ابوغسان محمد بن یحیے کنانی سے اونہوں نے اپنے باپ ابن شہاب کے بھتیجے سے اونہوں نے ابن شہاب سے خبر دی مجھکو خلاد بن سائب نے اونہوں نے روایت کی اپنے باپ سے اونہوں نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جب آدمی پائخانہ پھرے تو تین بار استنجا کرے اور اس حدیث کا ایک اور طریق ہے خلاد بن سائب سے اونہوں نے اپنے باپ سے

یہ بغوی کی روایت ہے ہریرہ اور ابن حزم نے اول طریق میں یہ علت نکالی کہ اسکی اسناد میں محمد بن یحییٰ مجہول ہے اور یہ خطا ہے وہ
معروف ہے اوس سے روایت کیا امام بخاری نے اور نسائی نے کہا اُن میں کوئی قباحت نہیں حافظ نے کہا حاصل کلام یہ ہے کہ
بہت سی دلیلیں اس امر پر قائم ہیں کہ تین پتھروں سے کم میں استنجا درست نہیں اور جس نے اوسکو درست کہا اوسکی پاس کوئی
دلیل ایسی نہیں جو انکے مقابلہ میں تمسک کے لائق ہو انتہی دلیل الطالب لارجح المطالب میں علامہ ابو الطیب لکھتے ہیں
کہ امام احمد اور ابو داود اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور بیہقی نے ابو ہریرہ رض سے روایت کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص استنجا کرے تو طاق (پتھروں) سے کرے جو ایسا کرے تو اچھا ہے اور جو نہ کرے تو کچھ
حرج نہیں اس حدیث سے ہر چند طاق لینے کا عدم وجوب ثابت ہوتا ہے لیکن استنجا کا عدم وجوب نہیں نکلتا اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ
جب طاق لینا واجب نہ ہوا تو دو پتھر کافی ہیں کیونکہ تین پتھروں سے کم لینے کی ممانعت حدیث صحیح سے ثابت ہے اور اس
حدیث میں اور اس حدیث میں جمع کرنا ضرور ہے وہ اسطرح ہو سکتا ہے کہ تین سے کم اور طاق عدد لینا واجب نہیں یعنی جو کوئی
چار یا چھ پتھر لیوے تو کچھ قباحت نہیں انتہی مختصراً اور اسی کتاب میں علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ احادیث استجمار یعنی پتھر
لینے کو مطلق وارد ہیں شامل ہیں پاخانہ پھرنے والے کو اور پیشاب کرنے والے کو اور اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جیسے پاخانہ کے بعد پتھروں سے استنجا کرنا
مشروع ہے ویسے ہی پیشاب کے بعد بھی اور یہ حدیث کے خلاف نہیں ہے جو آیا ہے اِذَا بَالَ اَحَدُکُمْ فَلْیَنْتُرْ ذَکَرَہٗ ثَلٰثًا یعنی جب کوئی تم میں سے
پیشاب کرے تو اپنے ذکر کو تین بار نچوڑ ڈالے (یعنی استبرا کرے) نکالا اوسکو احمد اور ابن ماجہ اور بیہقی نے عیسیٰ بن یزداد سے انہوں نے
اپنے باپ سے ابن معین نے کہا عیسیٰ کا حال معلوم نہیں اور اوسکے باپ کا ثوری نے کہا اتفاق کیا ہے لوگوں نے اوسکے ضعف
پر اور ابو حاتم نے کہا اوسکی حدیث مرسل ہے کیونکہ یہ حدیث قابل حجت لانے کے نہیں ہے اور بفرض تسلیم استجمار (یعنی پتھر سے استنجا
کرنا) استبرا کے خلاف نہیں ہے کیونکہ پتھر باہر کو خشک کرنے اور پاک کرنے کے لیے ہے اور استبرا اندر جو رہ گیا اوسکے
نکالنے کے لیے اور ممکن ہے دونوں کا ہونا اسطرح کہ پہلے استبرا کریں پھر استجمار کریں علاوہ اسکے استجمار کی احادیث تواتر معنوی
تک پہنچی ہیں اور استبرا کی حدیث ضعیف ہے تو استبرا کی حدیث لینا اور استجمار کی احادیث چھوڑ دینا ممکن نہیں اور عجیب بات یہ ہے کہ جلال
نے ضوء النہار میں دو مقام پر لکھا ہے کہ استبرا کی حدیث صحیحین میں ابن عباس سے مروی ہے حالانکہ یہ وہم ہے صحیحین میں
اس حدیث کا بالکل نشان نہیں انتہی مترجم کہتا ہے شاید جلال نے وہ حدیث جو بخاری اور مسلم نے ابن عباس سے روایت
کی جس میں دو شخصوں کے عذاب کا ذکر ہے اور بیان ہے کہ اُن میں سے ایک پیشاب سے ستر نہیں کرتا تھا مراد لی ہے مگر بخاری میں
اس حدیث میں لا یَسْتَتِرُ ہے اور مسلم کی روایت میں لا یَسْتَنْزِہُ ہے البتہ ابن عساکر کی روایت میں لا یَسْتَبْرِئُ ہے مگر استبرا سے
یہاں نکلنا ہے یہ معنی جو مرادف ہے نتر کے اور جسکو اصطلاح میں استبرا کہتے ہیں پس جلال کو دھوکا ہوا شاید لا یستتر کو انہوں نے

لا یستتر ہی پڑہا اور یہہ بھی احتمال ہے کہ اونکے نسخہ مین لا یستبری ہو اور دلیل اسکی یہہ ہے کہ زیلعی نے ہدایہ کی تخریج مین اس حدیث کو صحیحین سے نقل کیا او سمین لا یستبری ہے واللہ اعلم مترجم کہتا ہے کہ اس باب مین اور احادیث بھی وارد ہین اور مین اونکو باختصار ذکر کرتا ہون اول حدیث وہ ہے جو روایت کی دارقطنی نے سنن مین حدیث بیان کی ہمسے عبد الباقی بن قانع نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے احمد بن حسن بن حسن مصری نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو عاصم نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے زمعہ بن صالح نے انہون نے روایت کی سلمہ بن وہرام سے انہون نے طاوس سے انہون نے ابن عباس سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم مین سے کوئی اپنی حاجت ادا کرے تو تین پتہر سے استنجا کرے یا تین لکڑیون سے یا تین مٹہیان مٹی کی زمعہ نے کہا مینے یہ حدیث ابن طاوس سے بیان کی انہون نے کہا مجہکو خبر دی میرے باپ نے انہون نے ابن عباس سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا دارقطنی نے کہا اسکو نہین مسند کیا مگر احمد بن حسن مصری نے اور وہ کذاب ہے اسکے سوا اور لوگ اس حدیث کو طاوس سے مرسلا روایت کرتے ہین یعنی ابن عباس کا ذکر نہین ہے اور روایت کیا اسکو ابن عیینہ نے سلمہ سے انہون نے طاوس سے اونکا قول اور روایت کیا اس حدیث کو ابن جوزی نے علل متناہیہ مین دارقطنی کے طریق سے اور ذکر کیا یہی کلام دوسری حدیث وہ ہے جسکو ابن عدی نے کامل مین روایت کیا حماد بن الجعد سے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے قتادہ نے انہون نے کہا حدیث بیان کی مجہسے خلاد جہنی نے انہون نے روایت کی اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے پائخانہ کو جاوے تو تین پتہرون سے استنجا کرے ابن عدی نے ابن معین اور نسائی نے حماد بن الجعد کو ضعیف کیا پہر کہا کہ حدیث اسکی اچہی ہے اور باوجود ضعف کے اسکی حدیث لکہی جاویگی اور میزان مین ہے کہ حماد بن جعد سے اسکو ابن الجعد بہی کہتے ہین روایت کی اسنے قتادہ سے اور اس سے روایت کی ہدبہ قیسی نے ابن معین نے کہا وہ کچہ نہین اور دوسری مرتبہ کہا وہ ثقہ نہین ہے اور نسائی نے کہا ضعیف ہے اور ابو زرعہ نے کہا ضعیف ہے اور اچہا کہا اسکو ابو حاتم نے تیسری حدیث وہ ہے جو طبرانی نے اپنی معجم مین روایت کی معقل بن زیاد سے اونہون نے اوزاعی سے اونہون نے عثمان بن ابی سودہ سے انہون نے ابو شعیب حضرمی سے اونہون نے ابو ایوب انصاری سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے پائخانہ کو جاوے تو تین پتہرون سے استنجا کرے کیونکہ یہ کافی ہین زیلعی نے تخریج ہدایہ مین کہا کہ امام بخاری نے جو حدیث عبد اللہ بن مسعود کی اس باب مین روایت کی اسپر تین اعتراض ہین پہلے یہ کہ یہ روایت منقطع ہے ابو اسحاق نے عبد الرحمن سے نہین سنا اور ابو اسحق نے تدلیس کی ہے اس اسناد مین امام بیہقی نے خلافیات مین کہا ابن شاذکونی نے کہا مین نے کوئی تدلیس اس سے زیادہ عجیب نہین دیکہی اور اس سے زیادہ پوشیدہ کیونکہ ابو اسحق نے ہمسے کہا نہین حدیث بیان کی مجہسے ابو عبیدہ نے لیکن عبد الرحمن نے فلانے سے اور یون نہین کہا حدیث بیان کی مجہسے عبد الرحمن نے دوسرے یہ کہ اسکی اسناد مین اختلاف ہے ابن ابی حاتم نے کہا مینے ابو زرعہ سے سنا وہ کہتے تہے اسرائیل نے یون روایت کیا عَنْ اَبِی اِسْحٰقَ عَنْ اَبِی عُبَیْدَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اسنجی بحجر بن والقی الرقی الثقۃ تو ابو زرعہ نے کہا اختلاف کیا راویوں نے اسکے اسناد میں بعض تو یوں کہتے ہیں عن ابی اسحاق عن الاسود عن عبد اللہ
اور بعض عن ابی اسحق عن عبد الرحمن بن یزید عن عبد اللہ اور بعض عن ابی اسحق عن علقمہ عن عبد اللہ اور صحیح میرے نزدیک ابو عبیدہ
کی حدیث ہے اور اسیطرح روایت کیا اسرائیل نے ابو اسحق سے اونہوں نے ابو عبیدہ سے اور اسرائیل ان سب راویوں میں زیادہ حافظ
ہیں ترمذی نے کہا میں نے عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی سے پوچھا کون سی روایت اس باب میں ابو اسحق سے زیادہ صحیح ہے تو اونہوں
نے کچھہ فیصلہ نہ کیا پھر میں نے محمد بن اسمعیل سے پوچھا اسکو انہوں نے بھی کچھہ فیصلہ نہ کیا اور گویا اونہوں نے زہیر کی روایت
کو ابو اسحق سے اونسے عبد الرحمن بن الاسود سے اونسے اپنے باپ سے اونسے عبد اللہ بن مسعود سے زیادہ صحیح پایا اور اسیوجہ سے اس روایت
اپنے صحیح میں درج کیا اور میرے نزدیک ان سب روایتوں میں اسرائیل کی روایت زیادہ صحیح ہے کیونکہ وہ زیادہ حفظ رکھنے والا ہے
ابو اسحق کی حدیث کو اور اون سے اور متابعت کی اسرائیل کی قیس بن الربیع نے میں کہتا ہوں کہ دارقطنی نے روایت کیا پھر بیہقی
نے عبد الرزاق کے طریق سے اونہوں نے معمر سے اونہوں نے ابی اسحق سے انہوں نے علقمہ بن قیس سے اونہوں نے ابن مسعود سے
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاجت کو تشریف لیگئے اور ابن مسعود کو حکم کیا تین پتھر لانے کا وہ دو پتھر اور ایک
لید لائے آپ نے لید پھینک دیا اور فرمایا یہہ پلید ہے میرے پاس پتھر لا بیہقی نے کہا متابعت کی معمر کی ابو شیبہ ابراہیم
بن عثمان نے ابو اسحق سے شیخ نے کہا اور جواب ان اعتراضوں کا یہہ ہے جواب پہلے اعتراض کا یہہ ہے کہ امام بخاری نے تنبیہ
کردی اسپر کہ ابو اسحق نے اسمیں تدلیس نہیں کی اونہوں نے اس حدیث کی روایت کرنیکے بعد کہا کہ ابراہیم بن یوسف نے اپنے
باپ سے روایت کی اونہوں نے ابو اسحق سے اونہوں نے کہا یہہ حدیث بیان کی مجھہ سے عبد الرحمن نے اور امام بیہقی نے خلافیات
میں اس جواب پر یہہ اعتراض کیا کہ ابراہیم بن یوسف کا یہہ کہنا اس حدیث کو متصل نہیں کرتا پھر انہوں نے نقل کیا عباس
دوری کی ذریعہ سے یحیی بن معین سے اونہوں نے کہا ابراہیم بن یوسف بن ابی اسحق کچھہ نہیں تھے اور امام بخاری نے
جو ابراہیم بن یوسف کی روایت کو تدلیس کا احتمال رفع کرنیکے لیے بیان کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکے نزدیک ابراہیم
اعتبار کے لائق ہے اور مؤید ہے اسکی کہ ابن ابی حاتم نے کہا میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے ابراہیم کی حدیث لکھی
جاویگی اور اسکی حدیث حسن ہے مترجم کہتا ہے ذہبی نے میزان میں کہا ابراہیم بن یوسف بن ابی اسحاق سبیعی روایت
کرتا ہے اپنے باپ اور اپنے دادا سے اور اس سے روایت کی ابو کریب اور ایک جماعت نے عباس نے یحیی سے نقل کیا کہ وہ
کچھہ نہیں جوزجانی نے کہا وہ ضعیف ہے نسائی نے کہا وہ قوی نہیں اور ضعیف ہے ابو حاتم نے کہا اسکی حدیث لکھی
جاوے گی لیکن ابو حاتم نے کہا اس نے اپنے باپ سے کچھہ نہیں سنا تھے اس سے
ایک اور علت پیدا ہوئی کہ اگر ابو اسحق کا سماع عبد الرحمن سے مان لیا جاوے تب بھی اس روایت میں انقطاع رہتا ہے

کیونکہ ابراہیم نے اپنے باپ سے نہیں سنا اور یہ ضرر امام بخاری کی غرض میں کچھہ قادح نہیں کیونکہ امام بخاری اس روایت کو مستقل طور سے
نہیں لائے بلکہ صرف ابو اسحق کے سماع کو عبد الرحمن سے ثابت کرنے کے لیے لائے ہیں اور ایک دوسری وجہ تدلیس رفع کرنے کی وہ جو
اسمٰعیلی نے اپنی صحیح میں روایت کی یہی حدیث یحییٰ بن سعید سے اونہوں نے زہیر بن معاویہ سے اونہوں نے ابی اسحق سے اونہوں نے
عبد الرحمن سے پھر کہا کہ یحییٰ بن سعید راضی نہیں ہوتے تھے زہیر سے وہ روایت لینے پر ابو اسحق کی جو ابو اسحق نے سنی ہو جواب
دوسرے اعتراض کا یہ ہے کہ امام بخاری نے اسکو اختلاف نہیں سمجھا بلکہ متعدد اسانید خیال کیں اور جن لوگوں نے ابو عبیدہ کی
روایت کو صحیح خیال کیا جیسے ابو زرعہ اور ابو عیسیٰ ترمذی اونپر رد کرتی ہے امام بخاری کی یہ روایت کیونکہ اسمیں صاف یہ ہے کہ
ابو اسحق نے کہا ابو عبیدہ نے یہ حدیث بیان نہیں کی اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو اسحق نے یہ حدیث ابو عبیدہ سے نہیں سنی
جواب تیسرے اعتراض کا یہ ہے کہ اس روایت کو یعنی میرے پاس ایک پتھر لا دارقطنی اور بیہقی نے روایت کیا اور یہ روایت
منقطع ہے کیونکہ ابو اسحق نے خود اقرار کیا کہ اونہوں نے علقمہ سے نہیں سنا اور بیہقی نے اسکی تصریح کی دوسرے مقام میں اپنے سنن
کے اونہوں نے باب الدیہ میں کہا کہ ابو اسحق کی روایت علقمہ سے منقطع ہے کیونکہ ابو اسحق نے علقمہ کو دیکھا پر اونسے سنا نہیں
انتہی تمام ہوا کلام شیخ تقی الدین بن دقیق العید کا ابن جوزی نے تحقیق میں کہا کہ امام بخاری کی اس حدیث سے حنفیوں کی
حجت نہیں نکلتی کیونکہ احتمال ہے کہ آپ نے لید کو بدلے تیسرا پتھر لے لیا ہو اور جب احتمال آیا تو استدلال باطل ہو گیا پھر زیلعی
نے کہا کہ ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ثور بن یزید سے اونہوں نے حصین حمیری سے اونہوں نے ابو سعید سے اونہوں نے
ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ حضرت صلعم نے فرمایا جو شخص استنجا کرے پتھروں سے تو طاق پتھروں سے کرے جو ایسا کرے تو اچھا
ہے اور جو نہ کرے تو کچھہ حرج نہیں ہے اور روایت کیا اسکو امام احمد نے اپنے مسند میں اور بیہقی نے سنن میں اور ابن حبان
نے صحیح میں اور یہ حدیث صحیحین میں بھی موجود ہے پر اسمیں یہ نہیں ہے کہ جو کوئی ایسا کرے تو اچھا ہے اور جو نہ کرے تو حرج نہیں
امام بیہقی نے کہا یہ حدیث اگر صحیح ہو تو مراد اس سے وہ طاق عدد ہیں جو تین کے اوپر ہیں اور اسکی دلیل یہ ہے جو روایت
کی بیہقی نے ابو ہریرہ سے مرفوعًا جب کوئی تم میں سے استنجا کرے پتھروں سے تو طاق پتھروں سے کرے کیونکہ اللہ طاق ہے اور
دوست رکھتا ہے طاق کو کیا تو نہیں دیکھتا کہ آسمان سات ہیں اور زمینیں بھی سات ہیں اور طواف کے پھیرے بھی سات
ہیں اور بیان کیا کئی چیزوں کو تمام ہوا کلام بیہقی کا زیلعی نے اسپر یہ اعتراض کیا کہ حدیث صحیح ہے کیونکہ ابن حبان نے
اپنے صحیح میں اسکو روایت کیا اس صورت میں یہ کہنا بے موقع ہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہو اور جواب اسکا یہ ہے کہ حدیث صرف
ابن حبان کے نزدیک صحیح ہونے سے لازم نہیں آتا کہ امام بیہقی کے نزدیک بھی وہ صحیح ہو اور اوپر گذر چکا کہ اس حدیث کی
اسناد میں حصین حمیری مجہول ہے اور سیوطی اور حافظ ابن حجر نے اس حدیث کو کہا کہ وہ صحیح نہیں ہے دوسرا اعتراض زیلعی نے

کیا تین سے زیادہ طاق عدد پر اس حدیث کو محمول کرنا بے دلیل ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ یہ بے دلیل نہیں کیونکہ دوسری
صحیح روایتوں میں حضرت سے ثابت ہے کہ آپ نے تین سے کم پتھر لینے سے منع کیا یا پھر اسکو آپ نے مستحب کیا اسکو اس حدیث میں
جائز کیونکر فرماوینگے تیسرا اعتراض زیلعی نے یہ کیا کہ اگر تین سے زیادہ طاق عدد اس حدیث میں مراد ہو تو تین سے زیادہ پتھر لینا مستحب ہوگا
کیونکہ آپ نے اسکا حکم کیا حالانکہ ان لوگوں کے نزدیک تین سے زیادہ پتھر لینا بدعت ہیں جب تین سے صفائی ہو جاوے اور جو تین
سے صفائی نہو تو زیادہ لینا واجب ہیں اور اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث اس شخص کے باب میں ہے جسکی صفائی تین پتھر سے نہو اور
ایسی حالت میں تین سے زیادہ پتھر لینا واجب ہیں اور طاق عدد لینے پانچ یا سات مستحب ہیں اور یہی مراد ہے حضرت صلعم کی کہ جو
تین پتھر سے صفائی نہو اور زیادہ کی ضرورت پڑے تو طاق عدد اختیار کرے اگر ایسا نہ کرے بلکہ چار یا چھ سے صفائی
کرے تو بھی قباحت نہیں اور دلیل اس تخصیص کی وہی احادیث ہیں جو تین سے کم کی ممانعت میں وارد ہیں اور جنکا ذکر اوپر
ہو چکا چوتھا اعتراض زیلعی نے یہ کیا کہ یہ حدیث ابوہریرہ کی کیا استنجا کو نہیں سمجھتا وہ سات ہیں اگر صحیح ہو تو بھی
اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ طاق سے یہی عدد مراد ہے جو تین سے زیادہ ہو کیونکہ آپ نے طاق کا ایک فرد بیان کیا یعنے
سات اور جو مراد آپ کی خاص سات کا عدد ہو تو سات پتھر سے استنجا کرنا واجب ہو جاویگا کیونکہ اسکا حکم ہے اس حدیث میں اور
جواب اسکا یہ ہے کہ امام بیہقی نے اس حدیث سے ثابت نہیں کیا کہ طاق خاص یہی سات ہے تاکہ استنجا سات پتھر سے کرنا
لازم آجاوے بلکہ غرض امام بیہقی کی اس حدیث کے لانے سے یہ ہے کہ شارع کی کلام میں طاق کا اطلاق تین سے زیادہ عدد پر بھی
ہوا ہے اور یہ قرینہ ہے اس بات کا کہ پہلی روایت میں طاق سے یہی عدد مراد ہو تاکہ یہ حدیث اور احادیث کو موافق ہو جاوے
اس صورت میں کوئی قباحت لازم نہیں آتی واللہ اعلم ف اور ابراہیم بن یوسف بن ابی اسحق سبیعی ہمدانی کوفی نے
اپنے باپ سے روایت کی وہ ہوئے ابو اسحق سے اور اس میں یہ ہے کہ ابو اسحق نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے عبدالرحمن
بن اسود بن یزید نے ف حافظ ابن حجر نے کہا اس تعلیق سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ رد کریں اس شخص پر
جسنے کہا کہ ابو اسحاق نے اس روایت میں تدلیس کی جیسے منقول ہو سلیمان شاذکونی سے انہوں نے کہا اس سے زیادہ
جیسی تدلیس نہیں سنی گئی ابو اسحاق نے کہا ابو عبیدہ نے اسکو بیان نہیں کیا بلکہ عبدالرحمن نے روایت کی اپنے باپ سے
اخیر تک اس میں یہ نہیں کہا کہ عبدالرحمن نے یہ حدیث مجھ سے بیان کی اور اسمٰعیلی نے ابو اسحق کی صحت سماع پر اس حدیث کو عبدالرحمن
سے دلیل قائم کی ہے کہ یحییٰ قطان نے اس حدیث کو روایت کیا زہیر سے اور یحییٰ زہیر سے وہی روایت لیتے ہیں ابو اسحق
کی جو ابو اسحق نے سنی ہو اور شاید اسمٰعیلی نے یہ بات استقرا سے پہچانی ہے قطان کی روایت کو یحییٰ کہ یحییٰ نے ایسا کہا ہوگا
بہرحال تدلیس کی علت دور ہو گئی اور بعض لوگوں نے ایک اور علت نکالی ہے اضطراب کی اور دارقطنی نے ابو اسحق پر جو اختلاف

ہوا ہے اس حدیث میں اسکو بیان کیا ہے اور تین کے اسکا ذکر مقدمہ میں کیا ہے لیکن امام بخاری کے نزدیک زہیر کی روایت راجح
ہے کیونکہ متابعت کی زہیر کی یوسف نے جو بیٹا ہے ابو اسحٰق کا اور متابعت کی ان دونوں کی شریک قاضی اور زکریا بن ابی زائدہ
نے اور اوروں نے اور ابو اسحاق کی متابعت کی عبدالرحمن سے یہ حدیث روایت کرنے میں لیث بن ابی سلیم نے اور لیث کی روایت کو
ابن ابی شیبہ نے نکالا اور اسکی حدیث استشہاد کے قابل ہے اور ایک اور وجہ زہیر کی روایت کی ترجیح کی یہ ہے کہ ابو اسحٰق کو ابو عبیدہ کا طریق
معلوم تھا لیکن انہوں نے اس سے عدول کیا برخلاف اسرائیل کی روایت کے کہ وہ ابو عبیدہ کی روایت ہے اور عبدالرحمن کی روایت
کا ذکر نہیں جیسے ترمذی وغیرہ نے اسرائیل کے طریق کو نکالا تو جب زہیر کی روایت میں ابو اسحٰق نے عبدالرحمن کا طریقہ اختیار کیا
ابو عبیدہ کا طریقہ معلوم ہوتے ہوئے تو ثابت ہوا کہ ابو اسحٰق کے نزدیک بھی عبدالرحمن کی روایت راجح ہے واللہ اعلم اب جب مؤلف استنجا
کے ابواب سے فارغ ہوئے جو ذیل میں آگئے تھے تو پھر وضو کا بیان شروع کر دیا جیسے استنجا کے ابواب سے پہلے وضو کا ذکر تھا۔ باب

الوضوء مرة مرة ایک ایک بار اعضا کا دھونا وضو میں۔ حدثنا محمد بن یوسف قال حدثنا سفیان عن زید
ابن اسلم عن عطاء بن یسار عن ابن عباس قال توضأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرة مرة۔ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے
محمد بن یوسف فریابی نے نہ بیکندی نے کیونکہ سفیان سے مراد ثوری ہیں اور ثوری سے فریابی روایت کرتے ہیں نہ بیکندی اور غلطی
کی قسطلانی نے جو کہا کہ مراد فریابی ہیں یا بیکندی) انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان (ثوری) نے نہ سفیان بن عیینہ نے
اور غلطی کی کرمانی اور قسطلانی نے کہا کہ مراد ثوری ہیں یا سفیان بن عیینہ اور یہ شک انکی مبنی ہے اسپر کہ محمد بن یوسف فریابی
مراد ہیں یا بیکندی اور ہم کہہ چکے کہ مراد فریابی ہیں تو یہاں سفیان سے ثوری مراد ہونگے اور ابو داؤد اور اسمٰعیلی نے تصریح کی انکی
سماع کی زید بن اسلم سے) انہوں نے روایت کی زید بن اسلم (تابعی مدنی) سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے کہا جناب سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک بار وضو کیا ف یعنی ہر ایک عضو کو
ایک ایک بار دھویا اور یہ حدیث مجمل ہے اور اسکا بیان باب غسل الوجہ بالیدین من غرفة واحدة میں ہو چکا (فتح) نیل الاوطار
میں ہے کہ اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور احمد نے بھی روایت کیا اور امام مسلم نے اسکو روایت نہیں
کیا اور اس باب میں مروی ہے عمر اور جابر اور بریدہ اور ابو رافع اور ابن الفاکہ اور عبداللہ بن عمر اور عکراش بن ذویب سے
تو عمر رض کی حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث قوی نہیں اور روایت کیا ابن ماجہ نے بھی اور جابر کی حدیث
کیطرف ترمذی نے اشارہ کیا اور بریدہ کی روایت کو بزار نے نکالا اور ابو رافع کی حدیث کو بھی بزار نے نکالا اور ابن
فاکہ کی حدیث کو بغوی نے صحیح میں روایت کیا اور اسکی اسناد میں عدی بن فضل متروک ہے اور عبداللہ بن عمر کی حدیث
کو بزار نے نکالا اور عکراش کی حدیث کو ابو بکر خطیب نے اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ وضو میں واجب ایک ایک بار دھونا

ہے اور یہی واسطے اقتصار کیا اوسپر حضرت رسول کریم نے اور اگر دو یا تین بار دہونا واجب ہوتا تو آپ ایک بار پر اقتصار نہ فرماتے
شیخ محی الدین نے کہا کہ اجماع کیا اہل اسلام نے کہ وضو مین ایک ایک بار اعضا کا دہونا واجب ہے اور تین بار سنت ہی اور احادیث
صحیحہ مین ایک ایک بار دہونا اور دو دو بار اور تین تین بار منقول ہی اور بعض احادیث مین یہ بہی ہی کہ بعض اعضا کو تین بار دہویا
اور بعض کو دو بار اور اس سے معلوم ہوتا ہی کہ سب صورتین جائز ہین اور تین بار دہونا کمال ہی اور ایک بار کافی ہی انتہے کلام
الامام الشوکانی رح مترجم کہتا ہی کہ اس باب مین و صحابہ سے بہی مروی ہی اون مین ہین ابی بن کعب ابن ماجہ نے روایت
کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا پہر وضو کیا ایک ایک بار اور فرمایا یہ وظیفہ ہی وضو کا اور یہ ایسا وضو ہے جو
اسکو نکرے اسکی نماز اللہ تعالے قبول نکریگا پہر وضو کیا دو دو بار اور فرمایا یہ وضو اسکا ہی جو ایسا وضو کریگا اسکو دو حصے
ملینگے ثواب کے پہر وضو کیا تین تین بار اور فرمایا یہ وضو میرا اور مجہسے پہلے مسلمانونکا زیلعی نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے اور
اسکی اسناد مین زید بن ابی الحواری ہی ابن معین نے کہا وہ کچہہ نہین نسائی نے کہا وہ ضعیف ہے ابو زرعہ نے کہا واہی الحدیث
ہے اور عبد اللہ بن عرادہ ابن معین نے کہا وہ کچہہ نہین امام بخاری نے کہا منکر الحدیث ہی ابن حبان نے کہا اس سے حجت لینا
جائز نہین انتہے اور ان مین سی زید بن ثابت اور ابوہریرہ دارقطنی نے اپنی کتاب غرائب مالک مین علی بن الحسن شامی
سے روایت کیا اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے مالک بن انس نے انہون نے روایت کی ربیعہ سے اونہون نے سعید بن
المسیب سے انہون نے زید بن ثابت اور ابوہریرہ رض سے انہون نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ایک ایک
بار اور فرمایا یہ وہ وضو ہی کہ اللہ عمل کو قبول نہین کرتا بے اسکی اور وضو کیا دو دو بار اور فرمایا اس سے اللہ تعالی ثواب دوگنا کرتا ہی
دو بار اور تین تین بار وضو کیا اور فرمایا یہ میرا وضو ہی اور مجہہ سے پہلے پیغمبرونکا ہے دارقطنی نے کہا متفرد ہوا ساتہہ
اس حدیث کے علی بن الحسن شامی اور وہ ضعیف تہا انتہے زیلعی کہا عبد اللہ بن عمر کی حدیث کئی طریقے مین سب سے بہتر وہ طریقہ
ہے جو روایت کیا دارقطنی نے انسے اسمین یہ ہی کہ حضرت نے وضو کیا ایک ایک بار اور فرمایا یہ وہ وضو ہے جسکے بغیر
اللہ تعالی نماز کو قبول نہین کرتا پہر دو بار وضو کیا اور فرمایا یہ وضو اسکا ہی جسکو دو بار دونا ثواب ملیگا پہر وضو کیا تین تین
بار اور فرمایا یہ میرا وضو ہی اور مجہسے پہلے پیغمبرونکا اور روایت کیا اسکو بیہقی نے سنن مین اور دونون نے کہا کہ متفرد ہوا ساتہہ اس
حدیث کے مسیب بن واضح اور وہ ضعیف ہے اور بیہقی نے کتاب المعرفۃ مین کہا کہ مسیب بن واضح سے حجت نہین لیجاویگی
اور یہ حدیث کئی طریقون سے مروی ہی اور سب ضعیف ہین انتہے عبد الحق نے احکام مین کہا کہ یہ طریق اس حدیث کے سب طریقون سے
اچہا ہی اور نقل کیا اونہون نے ابن ابی حاتم سے کہ مسیب سچا ہے لیکن غلطی بہت کرتا ہی دوسرا طریقہ وہ ہی جو ابن ماجہ نے نکالا اس
مین یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ایک ایک بار پہر فرمایا یہ وضو ہی اسکا جسکی نماز اللہ تعالی قبول نکریگا بغیر اسکے

پہر وضو کیا دو دو بار اور فرمایا یہ اندازہ کا وضو ہے (یعنی بیچ کا) اور وضو کیا تین تین بار اور فرمایا یہ بہت پورا وضو ہے اور وضو ہے میرا اور وضو ہے اللہ کے دوست ابراہیم علیہ السلام کا اور جو شخص اسطرح وضو کرے پہر وضو سے فارغ ہو چکنے کے بعد یہہ کہے اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ تو اسکے لیے جنت کے آٹہون دروازے کہولے جاوینگے وہ جس مین سے چاہے جاوے اور روایت کیا اسکو بیہقی نے سنن میں اور طبرانی نے معجم میں اور انکا لفظ یہ ہے کہ آپنے پانی منگوایا پہر وضو کیا ایک ایک بار اور فرمایا یہ وہ وضو ہے کہ اللہ تعالے نماز نہین قبول کرتا مگر اس سے پہر پانی منگوایا اور دو دو بار وضو کیا اور فرمایا یہ وضو ہے اسکا جو دو بار ثواب دیا گیا پہر پانی منگوایا اور وضو کیا تین تین بار اور فرمایا یہ وضو ہے میرا اور مجہسے پہلے پیغمبرونکا بیہقی نے کہا اسطرح روایت کیا اسکو عبد الرحیم بن زید عمی نے اپنے باپ سے اور مخالفت کی ان دونو کی اوروں نے اور وہ قوی نہین ہین اپنے روایت مین ابن ابی حاتم نے علل مین کہا مینے اپنے باپ سے پوچہا اوس حدیث کو جو عبد الرحیم بن زید عمی نے روایت کی اپنے باپ سے اونہون نے معاویہ بن قرہ سے اونہون نے ابن عمر سے انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہر بیان کیا الفاظ حدیث کا تو اونہون نے کہا عبد الرحیم بن زید متروک الحدیث ہے اور اسکا باپ زید ضعیف الحدیث تہا اور یہہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح نہین ہے میرے باپ نے کہا ابو زرعہ سے پوچہا اسحدیث کو انہون نے کہا یہ حدیث میرے نزدیک واہی ہے اور معاویہ بن قرہ ابن عمر سے نہین ملا انتہے زیلعی نے کہا پہر مینے اسحدیث کو طبرانی کے معجم اوسط مین پایا مرحوم بن عبد العزیز سے اونہون نے عبد الرحیم بن زید عمی سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے معاویہ بن قرہ سے اونہون نے اپنے باپ سے انہون نے اسکے دادا سے پہر بیان کیا اسحدیث کو اور کہا ایسا ہی روایت کیا اسکو مرحوم بن عبد العزیز نے عبد الرحیم بن زید سے اور روایت کیا اسکو حجی وغیرہ نے عبد الرحیم بن زید سے اور کہا عن ابن عمر اور روایت کیا اسکو ابن حبان نے کتاب الضعفا مین ابن ماجہ کی سند سے اور معلول کہا اسکو بوجہ عبد الرحیم بن زید اور اسکے باپ کے اور دونو کو ضعیف کہا امام مین ہے کہ زید عمی مین اختلاف ہے نسائی اور ابو زرعہ نے اسکو ضعیف کہا اور حسن بن سفیان نے کہا وہ ثقہ ہے احمد بن صالح نے کہا اسکا لقب عمی اسلیے ہوا کہ جب اس سے کوئی بات پوچہتے تو وہ کہتا مین اپنے عم (چچا) سے پوچہ لون انتہے مترجم کہتا ہے امام شوکانی نے جابر کیحدیث کی تخریج نہین کی اور اتنا ہی کہا کہ ترمذی نے اسکی طرف اشارہ کیا حالانکہ جابر کیحدیث سنن ابن ماجہ اور جامع ترمذی مین موجود ہے حافظ ابن ماجہ نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد اللہ بن عامر بن زرارہ نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شریک نے اونہون نے روایت کی ثابت بن ابی صفیہ ثمالی سے اونہون نے کہا مینے ابو جعفر سے پوچہا کہ تمنے حدیث روایت کی جابر رض سے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ایک ایک بار اونہون نے کہا ہان مینے کہا اور دو دو بار اور تین تین بار اونہون نے کہا ہان اسحدیث کا اسناد ضعیف ہے اسکی اسناد مین شریک بن عبد اللہ ہے اوسکا حال اوپر گذر چکا ضعیف کیا اسکو کئی علما نے اور ثابت بن ابی صفیہ کے حق مین احمد اور ابن معین نے کہا وہ کچہہ نہین ابو حاتم نے

عبد الرحیم بن زید

زید عمی

ثابت بن عبد اللہ

کہا وہ لین الحدیث ہے نسائی نے کہا وہ ثقہ نہیں ہے سلیمانی نے اسکو رافضیوں میں گنا پھر روایت کی ابن ماجہ نے ابن عباس کی
حدیث یحییٰ بن سعید قطان کے طریق سے اونہوں نے سفیان سے اونہوں نے زید بن اسلم سے اونہوں نے عطاء بن یسار سے
اونہوں نے ابن عباس سے اونہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے وضو کیا ایک ایک چلو سے ترمذی نے کہا
اس حدیث کے روایت کرنیکے بعد اور روایت کی وکیع نے یہ حدیث ثابت بن ابی صفیہ سے کہا ابو جہا میں نے ابو جعفر سے کہا تم
بیان کیا ہے جابر نے کہ وضو کیا رسول اللہ نے ایک ایک بار کہا ہاں بیان کیا ہم سے اسکو ہناد اور قتیبہ نے دونوں نے کہا
بیان کیا ہم سے وکیع نے اونہوں نے ثابت سے اور یہ زیادہ صحیح ہے شریک کی روایت سے اسلیے کہ مروی ہے بہت سی کرن سے
ثابت سے مثل وکیع کی روایت کے اور شریک سے بہت غلطیاں ہوتی ہیں اور ثابت بن ابی صفیہ وہ ابو حمزہ ثمالی ہیں انتہی
پھر کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو کریب نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے رشدین بن سعد نے اونہوں نے کہا خبر دی مجھکو
ضحاک بن شرحبیل نے اونہوں نے روایت کی زید بن اسلم سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے حضرت عمر سے اونہوں نے
کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تبوک کی لڑائی میں آپ نے وضو کیا ایک ایک بار اور اس حدیث کی اسناد میں رشدین
بن سعد ہے ضعیف کہا اسکو احمد اور ابن معین اور ابو زرعہ اور جوزجانی نے اور نسائی نے کہا وہ متروک ہے امام طحاوی نے شرح
معانی الآثار میں حضرت عمر کی حدیث کو روایت کیا ابن لہیعہ کے طریق سے کہ میں نے رسول اللہ کو دیکھا آپ نے ایک ایک بار وضو کیا
اور ابن لہیعہ ضعیف ہے پھر روایت کیا ابن عباس کی حدیث کو ابو عاصم کے طریق سے اُس نے سفیان سے اُنہوں نے زید بن اسلم
سے اونہوں نے عطاء بن یسار سے اُس نے ابن عباس سے اونہوں نے کہا میں تمکو خبر نہ کروں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو
کی ایک ایک بار یا یوں کہا کہ آپ نے وضو کیا ایک ایک بار پھر روایت کیا عبد اللہ بن عمر کی حدیث کو اور اسکا اسناد جید ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ایک ایک بار پھر روایت کیا ابو رافع سے اونہوں نے کہا میں نے رسول اللہ کو دیکھا آپ نے وضو کیا تین
تین بار اور میں نے آپکو دیکھا آپ نے دہویا (اعضا کو) ایک ایک بار اور اسکا اسناد بھی جید ہے اور اسمیں محمد بن سلیمان اسطی
اور عبد العزیز بن محمد دراوردی اگرچہ دونوں میں لوگوں نے کلام کیا ہے پر وہ ثقہ ہیں امام طحاوی نے کہا ان حدیثوں
سے ثابت ہوا کہ تین تین بار دہونا فضیلت حاصل کرنیکے لیے ہے نہ اسلیے کہ وہ فرض ہے لیکن فرض ایک ایک بار دہونا ہے

بَابُ الْوُضُوْءِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ دو دو بار وضو کرنے کا بیان حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ
بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ
بْنِ زَيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے حسین بن عیسیٰ بن حمران
دامغانی بسطامی نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے یونس بن محمد بن مسلم مودب معلم مؤذن نے اونہوں نے کہا حدیث بیان

کی ہے فلیح بن سلیمان (عبد الملک) نے اونہوں نے روایت کی عبد اللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم (مدنی انصاری تابعی) سے انہوں نے عباد بن تمیم (بن زید انصاری) سے اونہوں نے عبد اللہ بن زید (بن عاصم بن کعب انصاری مازنی ابو محمد) سے ف حافظ ابن حجر نے کہا یہ عبد اللہ بن زید بن عاصم مازنی اونہوں نے ایک حدیث مشہور روایت کی ہے حضرت صلعم کی وضو میں اور یہ اسکا مختصر ہے جیسے آگے آویگی مالک وغیرہ کی روایت سے مگر اوسمیں دو دو بار دہونا صرف ہاتھوں کو کہنیوں تک ہے البتہ نسائی نے روایت کیا سفیان بن عیینہ کے طریق سے عبد اللہ بن زید کی حدیث میں اوسمیں ہاتھ اور پاؤں کا دو دو بار دہونا مذکور ہے اور سر کا مسح اور منہ کو تین بار دہونا ہی لیکن اس روایت میں ایک اعتراض ہے جسکی طرف ہم اشارہ کرینگے آگے انشاء اللہ تعالیٰ اور اس صورت میں لازم یہ تہا کہ عبد اللہ بن زید کی حدیث کی لیے یہ باب باندہا جاتا کہ بعض اعضاء کا ایک بار دہونا بعض کا دو بار بعض کا تین بار اور ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا صحیح ہے اور ابن حبان نے ابو ہریرہ رض سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا دو دو بار اور یہ قوی شاہد ہے فلیح کی روایت کا تو احتمال ہے کہ یہ حدیث مجمل اس مالک کی حدیث کی سوا ہو انتہی حافظ صاحب نے تقریب میں لکھا کہ عبد اللہ بن زید بن عاصم بن کعب انصاری مازنی اونکی کنیت ابو محمد ہے یہ مشہور صحابی ہیں اونہوں نے حضرت صلعم کے وضو کی صفت روایت کی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ انہوں ہی نے مسیلمہ کذاب کو مارا ہے شہید ہوئے حرہ میں سنہ ۶۳ ہجری میں انتہی قسطلانی نے کہا یہ عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ نہیں جنہوں نے اذان کو خواب میں دیکھا تہا مترجم کہتا ہے وہم ہے قسطلانی کا اور اونکی بہی کنیت ابو محمد ہے اسلیے اونکو وہم ہوا اور صحیح وہی ہے جو حافظ ابن حجر نے کہا زیلعی نے کہا عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ نے اذان کو روایت کیا نہ وضو کو اور یہ وہم سفیان بن عیینہ نے کیا اور سوا اونکے جتنے لوگ اسحدیث کو عمرو بن یحییٰ سے روایت کرتے ہیں جیسے مالک وغیرہ وہ سب عبد اللہ بن زید بن عاصم سے روایت کرتے ہیں ف اونہوں نے کہا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا دو دو بار ف امام شوکانی نے نیل الاوطار میں کہا اسحدیث کو امام احمد نے بہی اسیطرح روایت کیا ہے اور اس باب میں روایت ہے ابو ہریرہ اور جابر سے لیکن ابو ہریرہ کی حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے اور اسکی اسناد میں عبد اللہ بن فضل ہے اور اس سے روایت کیا جماعت نے لیکن متفرد ہوا اوس سے روایت کرنیمیں عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان اور اسیوجہ سے حدیث حسن ہوگئی ابو داؤد نے کہا اسمیں کوئی قباحت نہیں اور وہ مظلوم تہا بغداد میں علی بن المدینی نے کہا اوس میں کوئی قباحت نہیں اور ایسا ہی کہا احمد اور ابو زرعہ نے اور ابو حاتم نے کہا اوسمیں قدر کا کچہ مادہ تہا اور اسکی عقل اخیر عمر میں بگڑ گئی تہی اور وہ مستقیم الحدیث ہے نسائی نے کہا وہ قوی نہیں یحییٰ نے ایک بار کہا وہ ضعیف ہے دوسری بار کہا اوسمیں کچہ قباحت نہیں اور اسمیں ایک لتا کلام ہے اور جابر کی حدیث کیطرف ترمذی نے اشارہ کیا اور ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ دو دو بار وضو کرنا جائز ہے اور کافی ہے اور اسمیں کسیکا خلاف نہیں انتہی مترجم

فی عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان

کہا ہے اور یہ تمہے بیان فتح میں جابر کی حدیث کو کہ نکالا اوسکو ابن لہیعہ اور ترمذی نے اور اس باب میں مروی ہے اور صحابہ سے بہی جیسے ابی بن کعب اور زید بن ثابت اور عبد الصمد بن عمر سے بہی اور انکی حدیثین وہ ہرگز نہ چلیں اور تعجب ہے کہ امام شوکانی نے دو بار دہی کہا کہ جابر کی حدیث کیطرف ترمذی نے اشارہ کیا اور یہ اشارہ اوسکا باب جابر فی الوضوء مرۃ مرۃ مرتین ہی ہیہ روایت کیا انہون نے جابر کی حدیث کو باسناد باب جابر فی الوضوء مرۃ و مرتین و ثلثا میں اور حافظ ابن حجر نے جو ابوہریرہ کی حدیث میں ترمذی سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا صحیح ہے مراد اس سے اسناد کی صحت ہے ترمذی نے اسکی اسناد کو حسن صحیح کہا اور حدیث کو حسن غریب کہا یہی نقل کیا امام شوکانی رحمہ نے امام ابوحنیفہ سے حماد کی روایت کیا اونہون نے ابراہیم سے انہون نے اسود بن یزید سے اونہون نے حضرت عمر رضی کو دیکھا انہون نے وضو کیا تو دونو ہاتہہ دو بار دہوے اور کلی دو بار کی اور ناک میں پانی دو بار ڈالا اور منہ کو دو بار دہویا اور دونو ہاتہون کو دو بار دہویا اور سر پر مسح کیا دو بار آگے سے پیچہے کیطرف لیگئے اور پیچہے سے آگے لائے اور دونو پانون کو دہویا دو بار

باب الوضوء ثلثا ثلثا تین تین بار ہر ایک عضو کو دہونا وضو مین

حدثنا عبد العزیز بن عبد اللہ الاویسی قال حدثنی ابراھیم بن سعد عن ابن شہاب ان عطاء بن یزید اخبرہ ان حمران مولی عثمان اخبرہ انہ رای عثمان بن عفان دعا باناء فافرغ علی کفیہ ثلاث مرار فغسلھما ثم ادخل یمینہ فی الاناء فمضمض واستنثر ثم غسل وجھہ ثلثا و یدیہ الی المرفقین ثلاث مرار ثم مسح براسہ ثم غسل رجلیہ ثلث مرار الی الکعبین ثم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من توضا نحو وضوئی ھذا ثم صلی رکعتین لا یحدث فیھما نفسہ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ وعن ابراھیم قال قال صالح بن کیسان قال ابن شہاب ولکن عروۃ یحدث عن حمران فلما توضا عثمان قال لا حدثنکم حدیثا لولا ایۃ ما حدثتکموہ سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یتوضا رجل یحسن وضوءہ ویصلی الصلوۃ الا غفر لہ ما بینہ وبین الصلوۃ حتی یصلیھا قال عروۃ الایۃ ان الذین یکتمون ما انزلنا

ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے **عبد العزیز** بن عبد اللہ اویسی نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہسے ابراہیم بن سعد (عبد الرحمن بن عوف کے پوتے) نے اونہون نے روایت کی ابن شہاب (محمد بن مسلم زہری) سے انہون نے کہا کہ عطا بن یزید لیثی مدنی تابعی مشہور نے اونکو خبر دی **ف** اس اسناد مین سب مدینے والے ہین اور اسمین تین تابعی ایک دوسرے سے روایت کرتے ہین حمران بن ابان اور عطا اور ابن شہاب اور اسکے بعد کے اسناد مین چار تابعی ہین حمران اور عروہ برابر والے اور ابن شہاب اور صالح بن کیسان برابر والے (فتح) **ت** کہ حمران نے کہا جو مولی (غلام آزاد) تہے حضرت عثمان کے انکے اونہون نے دیکھا حضرت عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ امیر المومنین ذو النورین کو قسطلانی نے کہا ہم نہین جانتے کہ انکے سوا کسی شخص نے پیغمبر کی دو صاحبزادیان کو نکاح مین لایا ہو اور یہ شہید ہوے یوم الدار مین جمعہ کے دن ۱۸ ذی الحجہ کو

ہجری میں پاصنی ہو السلام ہے) انہوں نے برتن منگوایا اور شعیب کی روایت میں جو آگے آویگی کہ وضو کا پانی منگوایا اور ایسا ہی روایت
کیا مسلم نے یونس کے طریق سے اس سے یہ نکلتا ہے کہ وضو کا پانی لانے میں دوسرے سے مدد لینا درست ہے (فتح) اور اپنی دونوں ہتھیلیوں پر تین
بار پانی ڈالا (اس سے یہ نکلا کہ برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اسکو تین بار دھونا چاہیے گرچہ نیند سے نہ اٹھے ہوں احتیاطاً (فتح)
پھر اپنا داہنا ہاتھ برتن کے اندر ڈالا (اس سے یہ نکلا کہ داہنے ہاتھ سے چلو لینا چاہیے اور یہ نہیں نکلتا کہ چلو لینے کی نیت کرنا شرط
ہے یا نہیں) اور کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا **ف** کشمیہنی کی روایت میں استنثر کے بدلے استنشق ہے اور معنی قریب قریب ہے یعنی ناک
میں پانی ڈالا اور تین بار کا اسمیں ذکر نہیں لیکن شعیب کی روایت میں جو آگے آتی ہے تین بار کی صراحت ہے اور منہ اس حدیث کے کسی طریق
میں تین بار کی قید نہیں پائی البتہ ابن منذر نے یونس سے انہی زہری سے اسکی صراحت کی ہے اور ابوداؤد نے اور دو طریقوں سے
ایسا ہی نکالا حضرت عثمان سے اور سب روایتوں میں پہلے کلی کا ذکر ہے (فتح) **ت** پھر اپنے منہ کو تین بار دھویا **ف** یعنے کلی
اور ناک میں پانی ڈالنے کے بعد اور علماء نے اسکی حکمت یہ بیان کی ہے کہ پانی کے تین اوصاف ہیں رنگ اور مزہ اور بو تو چلو میں پانی
لینے سے اسکا رنگ آنکھ سے معلوم ہو جاتا ہے اور مزہ کلی کرنے سے اور بو ناک میں پانی ڈالنے سے اسلیے کلی اور ناک میں پانی ڈالنے
کو مقدم کیا اور یہ دونوں سنت ہیں منہ دھونے سے پہلے اور منہ دھونا فرض ہے (فتح) **ت** اور دونوں ہاتھوں کو دونوں کہنیوں تک
تین بار پھر مسح کیا اپنے سر پر **ف** صحیحین کے کسی طریق میں مسح کا عدد مذکور نہیں تو ایک بار مسح کرنا مسنون ہے اس طرح سے کہ پہلے
دونوں ہاتھوں کو پیشانی پر سے گدی تک لیجاوے پھر پیشانی تک لوٹا لاوے اور یہ ایک بار مسح ہے اور یہی قول ہے اکثر علماء کا اور
امام شافعی نے کہا کہ مسح تین بار کرنا مستحب ہے جیسے دھونا ہر ایک عضو کا اور دلیل انکی روایت ہے مسلم کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے تین تین بار وضو کیا اور اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مجمل ہے اور صحیح روایتوں سے یہ ثابت ہے کہ آپ نے مسح کو مکرر نہیں کیا
تو اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اکثر اعضا کو تین تین بار پاک کیا یا مراد وہ اعضا ہیں جو دھوئے جاتے ہیں ابوداؤد نے سنن میں
کہا حضرت عثمان کی سب صحیح حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ سر کا مسح ایک بار کرنا چاہیے اور ابن منذر نے کہا کہ رسول اللہ صلعم
سے سر کا مسح ایک بار ہی ثابت ہے اور مسح مبنی ہے تخفیف پر تو اسکا قیاس دھونے پر صحیح نہ ہوگا کیونکہ دھونے سے مبالغہ منظور
ہے عضو کو پورا کرنے میں اور اگر مسح میں بھی عدد کا اعتبار ہو تو وہ مثل دھونے کے ہو جاویگا کیونکہ دھونا کہتے ہیں پانی بہانے
کو اور ملنا شرط نہیں صحیح مذہب پر اکثر علماء کے نزدیک اور ابو عبید نے مبالغہ کیا اور انہوں نے کہا ہم سلف میں سے کسی شخص کو
نہیں جانتے جسنے سر کا مسح تین بار مستحب کہا ہو سوا ابراہیم تیمی کے اور اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے انس
اور عطا وغیرہما سے تین بار مسح نقل کیا ہے اور ابوداؤد نے دو طریقوں سے حضرت عثمان سے تین بار مسح روایت کیا اور ان دونوں
طریقوں میں سے ایک طریق کو ابن خزیمہ نے صحیح کیا اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے (فتح مع زیادۃ) امام شوکانی نے نیل الاوطار میں کہا

ترمذی نے ابو حیہ سے روایت کیا اور کہا صحیح ہے کہ میں نے حضرت علی کو دیکھا انہوں نے وضو کیا پھر دونو ہاتھ دھوئے یہانتک کہ اونکو صاف
کیا پھر تین بار کلی کی اور تین بار ناک میں پانی ڈالا اور تین بار منہ دھویا اور تین بار دونو ہاتھ دھوئے اور سر پر مسح کیا ایکبار پھر دونو پاؤں
دھوئے ٹخنوں تک پھر کہا میں نے چاہا تمکو دکھلاؤں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کیونکر کرتے تھے اور روایت کی اس حدیث کو ابن ماجہ نے
اور روایت کیا سلمہ بن الاکوع اور ابن ابی اوفی سے مانند اسکے اور روایت کیا اسکو طبرانی نے اوسط میں انس سے اوس میں یہ ہے کہ مسح
کیا اپنے سر پر ایک بار حافظ نے کہا اسناد اسکا اچھا ہے اور روایت کیا اسکو ابو علی بن سکن نے رزین بن حکیم سے انہوں نے ایک مرد انصار
سے مانند اسکے اور روایت کیا اسکو طبرانی نے حضرت عثمان کی حدیث سے طول کے ساتھ اسمین یہ ہے کہ مسح کیا اپنے سر پر ایک بار اور یہ حدیث
صحیحین میں ہے پر اسمین عدد کی قید نہیں ہے اسیطرح عبد اللہ بن زید کی حدیث بھی صحیحین میں ہے اوسمین سر کا مسح مطلق ہے کوئی عدد
مذکور نہیں حافظ نے کہا عبد السلمی کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ مسح کیا اپنے سر پر ایک بار اسیطرح ابن عباس کی حدیث میں جو آگے
آویگی اوسمین بھی یون ہے کہ مسح ایکبار کیا اور ابو داؤد نے ابن ابی لیلے کے طریق سے نکالا اوسمین یہ ہے کہ میں نے حضرت علی کو دیکھا
اونہوں نے وضو کیا اوسمین یہ ہے کہ اپنے سر پر ایک بار مسح کیا پھر کہا میں نے ایسا ہی دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے
اور ابو داؤد نے ابن جریج کے طریق سے بھی نکالا کہ حضرت علی رض نے مسح کیا اپنے سر پر ایک بار اور ترمذی نے ربیع سے روایت کیا کہ انہوں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا وضو کرتے ہوئے اونہوں نے کہا کہ آپ نے مسح کیا آگے اور پیچھے دونو کنپٹیوں پر اور دونو کانوں پر
ایک بار ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اسکی صحیح ہونے میں اعتراض ہے کیونکہ ترمذی نے یہ حدیث ابن عقیل کے طریق سے
روایت کی اور نسائی نے امام حسین بن علی سے روایت کیا اونہوں نے حضرت علی رض سے کہ انہوں نے مسح کیا اپنے سر پر ایکبار اور روایت
کیا اسکو امام احمد اور بیہقی نے عبد خیر سے اونہوں نے حضرت علی سے اوسمین یہ ہے کہ ایکبار مسح کیا سر کا اور روایت کیا اسکو بیہقی نے زر
بن حبیش سے اوسمین یہ ہے کہ مسح کیا اپنے سر پر یہانتک کہ اسمین سے پانی ٹپکتا تھا اور نسائی نے حضرت عائشہ سے نکالا کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے اونکو وضو سکھلایا اوسمین یہ ہے کہ مسح کیا اونہوں نے ایکبار اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ سر کا مسح ایک
ہی بار کرنا سنت ہے اور اسمین اختلاف ہے عطا اور اکثر عترت کا اور شافعی کا یہ قول ہے کہ سر کا مسح بھی تین بار کرنا افضل ہے اور انکی
دلیل حدیث ہے حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی کہ ان دونو نے تین بار مسح کیا اور دونو حدیثوں میں کلام ہے لیکن حضرت
علی کی حدیث تو نکالا اسکو دارقطنی نے عبد خیر سے امام ابو یوسف کی روایت سے اونہوں نے امام ابو حنیفہ رح سے انہوں نے خالد بن
علقمہ سے اونہوں نے عبد خیر سے اونہوں نے حضرت علی رض سے دارقطنی نے کہا کہ ابو حنیفہ رح نے اور حافظوں کا خلاف کیا
اس حدیث میں اور تین بار کا لفظ کہا حالانکہ وہ ایک بار ہے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے عبد الملک بن سلع سے اونہوں نے عبد خیر
سے اس روایت میں بھی یہ ہے کہ آپ نے مسح کیا اپنے سر اور کانوں پر تین بار اور ایسا ہی روایت کیا بیہقی نے خلافیات میں ابو حیہ کے طریق

سے اونہون نے حضرت علی رضہ سے اور روایت کیا اسکو بزار نے بھی اور روایت کیا بیہقی نے سنن مین محمد بن علی کے طریق سے اونہون نے
اپنے باپ امام حسین علیہ السلام سے اونہون نے انکے دادا حضرت علی رضہ سے وضو کی صفت کو اور طبرانی نے بھی روایت کیا اور اسکے اسناد
عبد العزیز بن عبید اللہ سے ہی حافظ نے کہا وہ ضعیف ہے اور حضرت عثمان رض کی حدیث کو نکالا ابو داؤد و بزار اور دارقطنی نے اور اسمین
یہہ ہی کہ سر کا مسح تین بار اور اسکی اسناد مین عبد الرحمن بن وردان ہے ابو حاتم نے کہا اسمین کچھہ قباحت نہین اور ابن معین نے کہا
وہ صالح ہے اور ابن حبان نے اوسکو ثقات مین لکھا اور متابعت کی اسکی ہشام بن عروہ نے روایت کیا اسکو بزار نے اور روایت
کیا اونہون نے اسکو عبد الکریم کے طریق سے اونہون نے حمران سے اور اسکا اسناد ضعیف ہے اور روایت کیا اسکو ابو علقمہ کی
حدیث سے جو مولی ہی ابن عباس کا حضرت عثمان سے اور وہ ضعیف ہے اور روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ابن خزیمہ اور دارقطنی نے
عامر بن شقیق کے طریق سے اوسمین یہہ ہے کہ مسح کیا اپنے سر پر تین بار پھر کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے ایسا
ہی کیا اور عامر بن شقیق کے باب مین اختلاف ہے اور روایت کیا اسکو احمد اور دارقطنی اور ابن سکن نے اور اسکی اسناد مین ابن دارہ
مجہول ہے اور روایت کیا اسکو بیہقی نے عطا بن ابی رباح سے اونہون نے عثمان سے اور اسکی سند منقطع ہے اور روایت کیا اسکو
دارقطنی نے اور اسکی اسناد مین ابن بیلمانی ہے وہ نہایت ضعیف ہے اور وہ روایت کرتا ہے اپنے باپ سے اور وہ بھی ضعیف ہے
اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے دوسرے اسناد سے اوسمین اسحق بن یحیی ہے وہ قوی نہین ہے اور روایت کیا اسکو بزار نے حضرت
عثمان سے اوسمین یہہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے وضو کیا تین تین بار اور اسناد اسکا اچھا ہے اور حدیث مسلم اور بیہقی نے روایت کی دوسرے
طریق سے اوسمین مسح کا ذکر نہین ہے بیہقی نے کہا یہہ حدیث کئی غریب طریقون سے مروی ہے حضرت عثمان سے اور ان طریقون مین
سر کا مسح تین بار مذکور ہے مگر یہہ خلاف ہے ثقات کی روایت سے اور اہل معرفت کے نزدیک حجت نہین ہین اگرچہ ہمارے بعض اصحاب
حجت لاتے ہین اونسے اور ایسا ہی کہا ابو داؤد نے جسکو مصنف آگے ذکر کریگا اور ابن جوزی نے کشف المشکل مین مبالغہ
کیا ہے اس طرف کہ تکرار مسح کی روایت صحیح ہے اور ابو عبید قاسم بن سلام نے کہا ہم سلف کے کسی عالم کو نہین جانتے جس سے تین بار
سر کا مسح منقول ہو سوا ابراہیم تیمی کے حافظ نے کہا روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے سعید بن جبیر اور عطا اور زاذان اور
میسرہ سے اور ابو العلاء کے طریق سے اونہون نے قتادہ سے اونہون نے انس سے اور کہا کہ نادر بات یہہ ہی جو شیخ ابو حامد اسفرائنی
نے نقل کیا بعض علما سے کہ انہون نے واجب کیا تین بار مسح کرنیکو اور صاحب ابانہ نے اسکو نقل کیا ابن ابی لیلے سے اور مجاہد
اور حسن بصری اور ابو حنیفہ اور مؤید باللہ اور ابو النصر کا جو شافعی کے اصحاب مین سے ہی مین یہہ قول ہے کہ مسح کی تکرار مستحب نہین
اور انکی حجت وہ ہی جو صحیحین مین عثمان اور عبد اللہ بن زید کی حدیثین مروی ہین جنمین مسح کا عدد مذکور نہین حالانکہ اور اعضا
مین تین تین بار کا ذکر ہے اور حجت لی انہون نے باب کی حدیث سے اور اسکے بعد جو روایتین ذکر کرینگے جنمین ایکبار مسح کرنے

کی تصحیح ہے اور انصاف یہ ہے کہ تین بار مسح کرنیکی حدیثیں اعتبار کے درجے تک نہیں پہونچتیں تا کہ اُنسے حجت لینا لازم ہو کیونکہ اُنمیں
زیادت ہے اس صورت میں صحیحین کی روایات پر عثمان اور عبد اللہ بن زید وغیرہ کے عمل کرنا ضرور ہے خاصکر جب اور روایتوں
میں ایک بار کی تصحیح ہو اور حدیث کہ جو اسپر زیادہ کرے اُسنے برا کیا اور ظلم کیا جسکو ابن خزیمہ وغیرہ نے صحیح کہا حکم کرتی ہے
وضو میں زیادتی کی ممانعت کا یعنے اس وضو پر زیادتی کا جسکے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا اور سعید بن
منصور کی روایت میں اسی حدیث میں تصریح ہے کہ آپنے مسح کیا اپنے سر کا ایک بار پھر فرمایا جو کوئی زیادہ کرے الخ تک
حافظ نے فتح میں کہا جو حدیثیں تکرار مسح میں آئی ہیں اگر وہ صحیح ہوں تو انکا مطلب یہ ہے کہ ساری سر پر مسح کرنا چاہیے نہ یہ
کہ کئی مسح مراد ہیں اور نسائی کی روایت میں عبد اللہ بن زید سے اور ربیع سے ترمذی اور ابو داؤد میں دو بار مسح کرنا منقول
ہے اور اسمیں وہی گفتگو ہے جو اوپر گذری اور روایت کیا احمد اور ابو داؤد نے ابن عباس رض سے کہ اونہوں نے دیکھا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے پھر بیان کیا حدیث کو سب اعضا تین بار دہوئے اور مسح کیا اپنے سر اور دونو
کانوں پر ایک بار اور ابو داؤد نے حضرت عثمان سے روایت کیا اونہوں نے ایسا ہی وضو کیا اور کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو اسیطرح وضو کرتے ہوئے دیکھا شوکانی نے کہا پہلی حدیث میں دارقطنی نے علت نکالی در پیچھا کیا اور نکالا ابو الحسن
بن قطان نے اور کہا جو علت انہوں نے نکالی وہ علت نہیں ہے اور حدیث یا صحیح ہے یا حسن اور دوسری حدیث پر گفتگو ہے
وہ آگے گذر چکی مصنف نے کہا حضرت عثمان کی حدیث صحیحین سے اوپر گذری جسمیں سب اعضا میں تین تین بار ہے اور سر کے
مسح میں تین بار نہیں ہے ابو داؤد نے کہا عثمان کی کل صحیح روایتیں اسپر دلالت کرتی ہیں کہ سر کا مسح ایک ہی بار ہے
کیونکہ ان روایتوں میں تین تین بار وضو مذکور ہے اور سر کے مسح میں اسقدر ہے کہ مسح کیا اور اسمیں عدد کا ذکر نہیں انتہے
تمام ہوا کلام امام شوکانی کا نیل الاوطار میں زیلعی نے تخریج ہدایہ میں کہا کہ صاحب ہدایہ نے جو انس کی حدیث بیان کی انہوں
نے وضو کیا تین تین بار اور مسح کیا اپنے سر پر ایک بار پھر کہا یہ وضو ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو یہ حدیث انس کی روایت
سے غریب ہے اور اصل حدیث صحیحین میں موجود ہے عبد اللہ بن زید کی روایت سے اور اسمیں یہ ہے کہ مسح کیا اپنے سر پر پھر آگے
سے لیگئے اور پیچھے سے لے آئے ایک بار اور ہمارے شیخ علاؤ الدین نے دوسری کی تقلید سے یہ کہا کہ شیخ تقی الدین ابن دقیق العید
نے امام میں لکھا روایت کیا انس کی حدیث کو طبرانی نے معجم اوسط میں راشد ابی محمد حمانی کی روایت سے اونہوں نے کہا میں نے
انس کو زاویہ میں دیکھا تو میں نے کہا مجھکو بتلاؤ وضو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیونکر تھا کیونکہ میں نے سنا ہے کہ تم حضرت
کو وضو کراتے تھے یہ سنکر انس نے وضو کا پانی منگوایا پھر ایک طشت اور پیالہ لایا گیا اور اُنکے سامنے رکھا گیا اونہوں نے اپنے
ہاتھ پر پانی ڈالا اور دونو پہونچوں کو اچھی طرح دہویا پھر تین بار کلی کی اور تین بار ناک میں پانی ڈالا اور تین بار منہ دہویا

پھر داہنا ہاتھ نکالا اوسکو تین بار دھویا پھر بایاں ہاتھ تین بار دھویا پھر سر پر مسح کیا ایک بار فقط یہ کہا کہ ہاتھوں کو اپنے دونو
کانوں پر پھرایا اور انپر مسح کیا اور معنی یہ حدیث نہ امام میں پائی نہ طبرانی کے معجم اوسط میں اور ضعیف کرتی ہے اسکو ابن ابی شیبہ کی
روایت مصنف میں اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے اسحق ازرق ابو العلا نے اونہوں نے روایت کی قتادہ سے اونہوں نے انس سے کہ وہ مسح
کرتے تھے سر پر تین بار اور ہر ایک مسح کے لیے نیا پانی لیتے تھے اور اس باب میں ایک اور حدیث ہے جسکو چاروں سنن والوں نے عبد خیر سے روایت
کیا اونہوں نے حضرت علی سے اونکے پاس ایک برتن لایا گیا پانی کا اور طشت انہوں نے برتن سے پانی ڈالا داہنے ہاتھ پر پھر دونو ہاتھ
دھوئے تین بار پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا تین بار پھر منہ کو دھویا تین بار اور داہنا ہاتھ تین بار اور بایاں ہاتھ تین بار پھر اپنا ہاتھ برتن
میں ڈالا اور سر پر ایک بار مسح کیا پھر داہنا پاؤں تین بار دھویا اور بایاں پاؤں تین بار دھویا پھر کہا جسکو اچھا معلوم ہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وضو کو جاننا
وہ ایسا ہی تھا اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں حدیث بیان کی ہمسے حفص بن غیاث نے انہوں نے روایت
کی اشعث سے اونہوں نے ابو اسحق سے اونہوں نے اپنے دادا سے اونہوں نے جناب امیر المومنین علی مرتضی رضہ سے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم تین تین بار وضو کرتے تھے مگر مسح ایک ہی بار کرتے تھے اور اس روایت میں ہمارے اصحاب کا مطلب صاف ہے لیکن یہ روایت
ضعیف ہے اور ایک اور حدیث ہے جسکو نکالا ابو داؤد نے عباد بن منصور سے اونہوں نے عکرمہ بن خالد سے اونہوں نے سعید بن جبیر رضہ
سے اونہوں نے ابن عباس رضہ سے کہ اونہوں نے حضرت صلعم کو دیکھا وضو کرتے ہوئے پھر بیان کیا اعضا میں تین تین بار دھونا اور
مسح کیا اپنے سر اور دونو کانوں پر ایک بار اور عباد بن منصور کے باب میں گفتگو ہے یحیی بن سعید نے اوسکو پسند نہیں کیا ابن معین
نے کہا وہ کچھ نہیں ہے نسائی نے ضعیف کیا ابن الجنید نے کہا وہ متروک ہے قدری ہے لیکن عباس نے یحیی سے روایت کیا کہ اسکی
حدیث کچھ نہیں ہے پر لکھی جاویگی اور ایسا ہی کہا ابو حاتم نے اور ایک اور حدیث ہے روایت کیا اسکو دارقطنی نے سنن میں ابن بیلمانی
سے اونہوں نے محمد بن عبد الرحمن بن سعد مخزومی سے کہ اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے میرے والد نے کہ حضرت عثمان رضہ
اپنے چند اصحاب کو لیکر نکلے یہانتک کہ مقاعد میں بیٹھے پھر پانی منگوایا وضو کا اور دونو ہاتھ اپنے تین بار دھوئے اور کلی کی تین بار
اور ناک میں پانی ڈالا تین بار اور منہ دھویا تین بار اور دونو ہاتھ دھوئے تین بار اور مسح کیا اپنے سر پر ایک بار اور دونو پاؤں
دھوئے تین بار پھر کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی وضو کرتے دیکھا ہے اور میں وضو تمہارے لیے چاہا تمکو رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وضو دکھلانا اور مسح تین بار کرنے میں بعضی حدیثیں صریح ہیں اور بعضی گول گول صریح حدیثیں یہ ہیں
[1] عامر بن شقیق بن جمرہ کی حدیث انہوں نے روایت کی شقیق بن سلمہ سے اونہوں نے کہا میں نے حضرت عثمان رضہ کو دیکھا اونہوں نے
اپنے ہاتھ تین بار دھوئے اور سر پر مسح کیا تین بار پھر کہا میں نے حضرت صلعم کو دیکھا آپنے ایسا ہی کیا ابو داؤد نے کہا اس حدیث کو
وکیع نے اسرائیل سے روایت کیا اور کہا کہ وضو کیا انہوں نے تین تین بار فقط اور حضرت عثمان کی صحیح حدیثوں سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے

سر کا مسح ایک بار کیا کیونکہ راویوں نے سب اعضا میں تین تین بار کہا ہے اور سر کے مسح میں عدد کو بیان نہیں کیا اور عامر بن شقیق
کا حال او پر گذر چکا ابن معین نے اوسکو ضعیف کہا اور ابو حاتم نے کہا وہ قوی نہیں اور نسائی نے کہا اوسمین کچھ قباحت
نہیں اور روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی نے اپنی سنن میں صالح بن عبد الجبار سے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد بن
عبد الرحمان بن بیلمانی نے اونہوں نے روایت کی اپنے باپ سے اونہوں نے حضرت عثمان رض سے کہ اونہوں نے وضو کیا مقاعد میں
پہر بیان کیا مسح کو تین بار اور اعضا کو بہی تین تین بار ابن القطان نے اپنی کتاب میں کہا کہ صالح بن عبد الجبار کو میں نہیں پہچانتا
مگر اسی حدیث میں اور وہ مجہول الحال ہے اور محمد بن عبد الرحمن بن بیلمانی کو بخاری نے کہا کہ منکر الحدیث ہی نقل کیا یہ ترمذی نے
اور روایت کیا اسکو بزار نے اپنی مسند میں حدیث بیان کی ہمسے محمد بن مثنی نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ابو عامر نے اونہوں
نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد الرحمن بن وردان نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجہہ سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے اونہوں نے روایت کی حمران سے
اونہوں نے عثمان سے یہی حدیث بزار نے کہا ہم نہیں جانتے کہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے حمران سے کچہہ روایت کی
ہو مگر یہی حدیث اور روایت کیا اسکو ابو داود نے اپنی سنن میں عبد الرحمان بن وردان سے اور عبد الرحمن بن وردان اسکی کنیت ابو بکر
غفاری ہے ابن معین نے کہا وہ اچھا ہے اور ابن ابی حاتم نے کہا میں نے اپنے باپ سے اسکا حال پوچھا اونہوں نے کہا اسمین کچہہ برائی
نہیں اور اس حدیث کا ایک چوتہا طریقہ ہے جسکو بیہقی نے خلافیات میں نکالا اور سنن میں اسکی طرف اشارہ کیا لیث بن
سعد سے اونہوں نے خالد سے اونہوں نے سعید بن ابی ہلال سے اونہوں نے عطا بن ابی رباح سے کہ حضرت عثمان رض کے پاس وضو کا
پانی لایا گیا پہر بیان کیا حدیث کو اور کہا کہ مسح کیا سر پر تین بار پہر پانو تک کے گدی اور دونو کانونکا بہی شیخ تقی الدین نے امام
کہا یہ حدیث منقطع ہے عطا بن ابی رباح نے حضرت عثمان کو نہیں دیکھا اور حضرت علی کی حدیث اسکی بہی کئی طریقے ہیں
ایک تو دارقطنی نے نکالا امام ابو یوسف قاضی سے اونہوں نے امام ابو حنیفہ رح سے اونہوں نے خالد بن علقمہ سے اونہوں نے
عبد خیر سے اونہوں نے حضرت علی رض سے کہ اونہوں نے وضو کیا پہر دونو ہاتہہ تین بار دہوئے اسمین یہ ہے کہ مسح کیا اپنے سر پر تین بار
اور اپنے دونو پاؤن کو دہویا تین بار پہر کہا جو شخص چاہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو پورا دیکہنا وہ اسکو دیکہے اور ایک
روایت میں یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسیطرح وضو کرتے دیکہا دارقطنی نے کہا ابو حنیفہ رح نے مخالفت کی ایسا ہی روایت کیا خالد
بن علقمہ سے اونہوں نے عبد خیر سے اونہوں نے حضرت علی رض سے اور کہا مسح کیا اپنے سر پر تین بار اور مخالفت کی ابو حنیفہ کی
ایک جماعت نے ثقہ اور حافظوں کی جیسے زائدہ بن قدامہ اور سفیان ثوری اور شعبہ اور ابو عوانہ اور شریک اور ابو الاشہب جعفر بن
الحارث اور ہارون بن سعد اور جعفر بن محمد اور حجاج بن ارطاط اور ابان بن تغلب اور علی بن صالح اور حازم بن ابراہیم اور حسن
بن صالح اور جعفر بن الاحمر ان سب لوگون نے روایت کیا اسکو خالد بن علقمہ سے اور سب نے یہ کہا کہ مسح کیا اپنے سر پر ایک بار اور

ہم نہین جانتے کہ کسی نے اس حدیث مین تین بار مسح نقل کیا ہو سوا ابو حنیفہ کے انتہی دوسرا طریقہ بزار نے نکالا اپنی مسند مین ابو داود طیالسی
سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو الاحوص سلام بن سلیم نے انہون نے روایت کی ابو اسحق سے انہون نے ابو حیہ بن قیس سے
اونہون نے حضرت علی کو جیسے مین دیکھا انہون نے وضو کیا اور دونو ہاتھ دہوئے پھر کلی کی تین بار اور ناک مین پانی ڈالا تین بار
اور منہ کو دہویا تین بار اور دونو ہاتہون کو تین بار اور سر پر مسح کیا تین بار اور دونو پانون دہوئے ٹخنون تک تین تین بار پھر
کہا مین نے چاہا کہ تمکو دکہلاون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر وضو کرتے تہے ابن قطان نے اپنی کتاب مین بزار سے یہ روایت
نقل کی اور یہ نہین کہا کہ وہ صحیح ہے یا ضعیف اور اس حدیث کا ایک اور طریق ہے جو طبرانی نے اپنی کتاب مین شامیون کے
سند مین نکالا حدیث بیان کی ہمسے حسن بن علی بن خلف دمشقی نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سلیمان بن عبد الرحمان
نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے اسمعیل بن عبد الرحمان نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے اسمعیل بن عیاش
نے اونہون نے روایت کی عبد العزیز بن عبید اللہ سے اونہون نے عثمان بن سعید نخعی سے انہون نے حضرت علی سے اونہون نے
کہا کیا مین تمکو نہ دکہلاون جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو ہم نے کہا کیون نہین پھر انکے پاس ایک طشت لایا گیا پانی کا
اونہون نے دونو پہونچے دہوئے اور منہ تین بار پھر دونو ہاتھ کہنیون تک تین بار اور مسح کیا سر پر تین بار ایک پانی سے اور کلی
کی اور ناک مین پانی ڈالا تین بار ایک پانی سے اور دونو پانون کو دہویا تین بار اور عبد اللہ بن زید کی حدیث کو نسائی
نے سنن مین نکالا سفیان بن عیینہ سے اونہون نے عمرو بن یحیی سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے عبد اللہ بن زید سے
جنہون نے اذان خواب مین دیکھی تہی انہون نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے وضو کیا اور منہ کو تین
بار دہویا اور دونو ہاتہون کو دو بار اور دونو پانون کو دو بار دہویا اور سر پر مسح کیا دو بار اور روایت کیا اسکو بیہقی نے
سنن مین پھر کہا مخالفت کی سفیان بن عیینہ کی مالک اور وہیب اور سلیمان بن بلال اور خالد واسطی وغیرہم نے ان سب لوگون نے
روایت کیا اسکو عمرو بن یحیی سے اوسمین یہ ہے کہ پھر مسح کیا اپنے سر کا اور آگے سے لے گئے اور پیچھے سے لائے ایک بار ابن عبد البر نے کہا
دو بار سر کا مسح کسی نے بیان نہین کیا سوا ابن عیینہ کے اور وہم کیا اسمین ابن عیینہ نے اور مین سمجہتا ہون انہون نے آگے سے
لیجانے اور پیچھے سے لانے کو دو بار سمجہا اور ابن عیینہ سے مسدد اور محمد بن منصور اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے ایسا ہی روایت کیا
یعنے دو بار مسح کو بیان کیا اور حمیدی نے یون روایت کیا کہ مسح کیا اپنے سر پر اور دو بار کا ذکر نہین کیا گول گول حدیثین
یہ ہین ایک تو عبد اللہ بن زید کی حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو بار وضو کیا روایت کیا اسکو بخاری نے اور روایت کیا
مسلم نے ابو انس سے کہ حضرت عثمان نے وضو کیا مقاعد مین اور کہا کیا مین تمکو نہ دکہلاون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو
پھر وضو کیا تین تین بار بیہقی نے کہا امام شافعی نے اس حدیث پر اعتماد کیا تکرار مسح مین حالانکہ یہ روایت مبہم ہے اور دوسری صحیح

روایتین ہین جو حضرت عثمان سے ثابت ہین یہ ہے کہ تکرار مسح کے سوا اور اعضا مین کئی بار ہی اور سر ایک ہی بار مسح کیا اور امام بیہقی نے کہا کہ نادر
روایتون سے تکرار مسح حضرت عثمان سے منقول ہی مگر وہ ردی ہین خلاف ہین حافظ اور ثقہ لوگون کے روایتون کا اور اہل معرفت کی نزدیک حجت نہین
ہین اگرچہ ہمارے بعض اصحاب نے اس سے حجت لی ہی انتہی اور ترمذی نے روایت کیا سفیان سے کہ انہون نے ابو اسحق سے انہون نے ابو حیہ سے انہون نے
حضرت علی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تین تین بار پہر ہمارے اصحاب نے کہا کہ ایسی حدیثون سے مسح کی تکرار ثابت نہین ہوتی کیونکہ
تین بار کا عدد ان اعضا سے متعلق ہے جو دہوئے جاتے ہین اور اسکی دلیل یہ ہے کہ ترمذی نے اس حدیث کو ابو الاحوص سے روایت کیا انہون نے
ابو حیہ سے انہون نے حضرت علی رض سے اس مین یہ ہے کہ انہون نے وضو کیا اور دونو پہنچون کو دہویا پہر کلی کی تین بار اور ناک مین پانی
ڈالا تین بار اور منہ کو دہویا تین بار اور دونو ہاتہون کو تین بار اور مسح کیا سر پر ایکبار پہر دونو پاؤن دہوئے پہر کہا مین نے چاہا کہ تمکو دکہلاؤن
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو کیونکر تہا تو یہ روایت تفسیر ہے پہلی روایت کی اور مؤید ہے اسکے حضرت عثمان کی حدیث صحیحین
کہ انہون نے وضو کیا تو منہ کو تین بار دہویا اور دونو ہاتہون کو تین بار پہر کیا اور مسح کیا سر پر اور کوئی عدد بیان نہین کیا پہر کہا اور دونو
پاؤن دہوئے تین بار پہر مخالف یہ کہتا ہی کہ وضو شامل ہے دہونے اور مسح کرنیکو تو جب کہا وضو کیا تین تین بار اس سے یہ نکلا کہ مسح بہی تین بار
کیا تمام ہوا کلام زیلعی کا **ت** پہر دہویا اپنے دونو پاؤن کو تین بار دونو ٹخنون تک پہر کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جو شخص وضو کرے میرے وضو کی طرح **ف** نووی نے کہا یون نہین فرمایا کہ میرے وضو کی مثل کیونکہ آپکی مثل وضو کوئی نہین کر سکتا
حافظ ابن حجر نے کہا مثل کا لفظ بہی موجود ہے خود مؤلف کی روایت مین رقاق مین معاذ بن عبد الرحمان سے اور انہون نے حمران سے انہون
نے عثمان سے اور صیام مین یہ ہے جو میرا سا وضو کرے اور مسلم نے زید بن اسلم سے روایت کیا حمران سے اور اس مین یہ ہے کہ جو وضو کرے میرے وضو
کی مثل اس صورت مین نحو (طرح) کا لفظ راویون کا تصرف ہے کیونکہ نحو کا اطلاق مجازاً مثلیت پر ہوتا ہے اور مثلیت اگرچہ ظاہر
مین مساوات کو مقتضی ہی لیکن کبہی اسکا اطلاق غلبہ مشابہت پر بہی ہوتا ہے اور اس صورت مین دونو روایتین منطبق ہو جاوینگی
فتح **ت** پہر دو رکعتین پڑہے اور اپنے جی مین باتین نہ کرے ان دونو رکعتون مین **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث
سے یہ نکلا کہ وضو کے بعد دو رکعتین پڑہنا مستحب ہے اور اسکو تحیۃ الوضو کہتے ہین اور جی مین باتین نہ کرنے سے یہ غرض ہے کہ جن خیالات
کا دفع ہو سکتا ہی ان مین دل نہ لگا دے اور جو وسوسہ بے اختیار آجاتے ہین وہ معاف ہین قاضی عیاض نے نقل کیا بعضون سے کہ مراد
وہ شخص ہے جسکے دل مین ان دونو رکعتون مین مطلق وسوسہ نہ آوے اور شاہد ہے اسکی وہ روایت جو ابن مبارک نے زہد مین نکالی اسمین
یہ ہی کہ جسکے جی مین کچہ باتین نہین کین اور امام نووی نے اسکا رد کیا اور کہا صحیح یہ ہے کہ یہ فضیلت حاصل ہو جاویگی گو دل مین بعضی وسوسے
ایسے آجاوین جو جمتے نہین البتہ جس شخص کے دل مین بالکل وسوسہ کسی طرح کا نہ آوے اسکا درجہ نہایت اعلے ہی پہر یہ خیالات بعضی دنیا کی
ہوتے ہین انکو تو مطلقاً دفع کرنا چاہیے اور حکیم ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا اس مین یہ ہی کہ جی مین باتین نہ کرے دنیا کی اور ان

مبارک نے بھی زہری سے یہی حدیث کو نکالا اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں بعضی خیالات آخرت سے متعلق ہوتی ہیں پھر اگر وہ بے تعلق ہوں تو
دنیاوی خیالات کے مشابہ ہیں انکو بھی دفع کرنا چاہیے اور اگر اس نماز سے متعلق ہوں تو انکو دفع نہ کرے اور باقی بحث اس حدیث کی
خدا چاہے تو کتاب الصلوۃ میں آویگی (فتح) **ت** اسکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے **ف** کبائر ہوں یا صغائر لیکن
علما نے صغائر کو خاص کیا ہے کیونکہ ایک روایت میں کبائر کا استثنا ہے اور یہ اسکے باب میں ہوگا جسکے گناہ صغائر بھی ہوں
اور کبائر بھی لیکن جسکے گناہ صرف صغائر ہوں تو وہ بالکل معاف ہو جاوینگے اور جسکے گناہ صرف کبائر ہوں تو بقدر صغائر کے
انمیں تخفیف ہو جاویگی اور جسکے نہ صغائر ہوں نہ کبائر اسکی نیکیاں زیادہ ہو جاوینگی اس حدیث سے یہ نکلا کہ کام کر کے تعلیم کرنا جائز
ہے کیونکہ شاگردوں کی سمجھ میں خوب آجاتا ہے اور وضو میں ترتیب لازم ہے اور اخلاص کی ترغیب اور ڈرانا اسکو جو نماز میں دنیا کے
خیالات کرے اور خاص کر جو گناہ کا عزم کرے کیونکہ اکثر نماز میں وہ باتیں زیادہ یاد آتی ہیں جنمیں انسان پھنسا رہتا ہے بہ نسبت غیر نماز کے
اور مصنف نے رقاق میں اس حدیث کو روایت کیا اسکے اخیر میں اتنا زیادہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت مغرور ہو یعنے
یہ خیال کر کے کہ نماز سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں برے کام زیادہ مت کرو کیونکہ بندے کو معلوم نہیں کہ اسکی نماز قبول ہوئی یا نہیں
اور گناہ بھی نماز سے وہی مٹا ہونگے جو قبول ہو (فتح) **ت** اور روایت کی ابراہیم (ابن سعد) سے (یعنے اسی عبد العزیز بن عبد اللہ
اویسی نے) اور مغلطائی نے کہا کہ یہ تعلیق ہے حالانکہ مسلم اور اسمعیلی نے اس حدیث کو یعقوب بن ابراہیم بن سعد سے روایت کیا انہوں
نے اپنے باپ سے ان دونوں اسنادوں کے ساتھ اور جب یعقوب کے پاس دونوں سندیں موجود ہوں تو عبد العزیز کے پاس ہونے سے کیا مانع
ہے اور اسکے بعد میں نے ابو عوانہ کے صحیح میں یہ دوسری روایت عبد العزیز اویسی کے طریق سے پائی اور میرا خیال صحیح نکلا شکر اللہ کا
(فتح) اونہوں نے کہا صالح بن کیسان نے کہا ابن شہاب (زہری) نے کہا لیکن عروہ یہ حدیث بیان کرتے تھے حمران سے
جب حضرت عثمان نے وضو کیا تو کہا میں تمسے ایک حدیث بیان کروں اگر ایک آیت نہ ہوتی تو میں یہ حدیث بیان نہ کرتا
تمسے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کوئی شخص ایسا نہیں جو اچھی طرح وضو کرے اور نماز پڑھے مگر
اسکے گناہ بخشے جاوینگے جو دوسری نماز تک ہیں جسکو وہ پڑھے عروہ نے کہا آیت سے مراد یہ آیت ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ
اَنْزَلْنَا **ف** مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْہُدٰی مِنْ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُہُمُ اللّٰہُ وَیَلْعَنُہُمُ اللّٰعِنُوْنَ یعنے جو
لوگ چھپاتے ہیں اس چیز کو جو اتارا ہم نے نشانیوں اور ہدایت کی باتوں میں سے بعد اسکے کہ ہم بیان کر چکے اسکو لوگوں کے
لیے کتاب میں وہی لوگ لعنت کرتا ہے انپر اللہ جل جلالہ اور لعنت کرتے ہیں انپر لعنت کرنیوالے یہ آیت سورۂ بقر دوسرے
پارے میں ہے بغوی نے کہا یہ آیت یہود کے مولویوں میں اتری جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتوں اور صفتوں کو
جو توریت شریف میں تھیں چھپاتے تھے اور رجم کا حکم اور دوسرے احکام پوشیدہ کرتے تھے حافظ ابن حجر نے کہا ابن شہاب کے

دونوں شیخوں نے یعنی عطاء بن یزید اور عروہ نے خلاف کیا ایک دوسرے کا اس حدیث کے روایت کرنے میں حمران سے انہوں نے عثمان سے تو عطاء نے ایک طرح روایت کی اور عروہ نے دوسری طرح اور یہ اختلاف نہیں ہے بلکہ الگ الگ دو حدیثیں ہیں اور ان دونوں کو معاذ بن عبد الرحمن نے روایت کیا اور بخاری نے اسکے طریق سے بحالہ عطاء کی روایت کیطرح اور مسلم نے عروہ کی روایت کیطرح اور روایت کیا اسکو مسلم نے دوسرے طریق سے ہشام بن عروہ سے (فتح) قسطلانی نے کہا جی میں باتیں کرنے سے غرض ہے کہ دنیا کے خیالات نہ کرے اس صورت میں آخرت کے خیالات جو پڑھتا ہے قرآن سے اسکے معانی میں فکر مخل ہونگے اور حضرت عمر رض نماز میں اپنے لشکر کا سامان کرتے اور جو لوگ دنیا کے مجھ لوگوں سے پاک ہیں اور اللہ کی یاد ان کے دل پر غالب ہے اونسے یہ بات ممکن ہے کہ دل میں کوئی خیال نہ آوے سعد سے مروی ہے کہ میں جب نماز میں کھڑا ہوا تو مجھے اور کوئی خیال سوا نماز کے نہیں آیا زہری نے کہا اللہ سعد پر رحم کرے اگر یہ بات سچی ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ سوا پیغمبر کے اور کسی شخص میں نہ ہوگی اور یہ آیت اگرچہ اہل کتاب کے شان میں ہے مگر اوسکا لفظ عام ہے اور اسی واسطے حضرت عثمان نے اس سے استدلال کیا اور ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مغفرت حاصل نہ ہوگی جب تک اچھا وضو اور نماز دونوں نہ کرے ابن دقیق العید کی کلام سے بھی ثابت ہوتا ہے اور جن لوگوں نے اس حدیث کو صرف وضو کی فضیلت میں ذکر کیا ہے انپر بھی اعتراض ہوتا ہے اور جواب ممکن ہے اسطرح کہ وضو جزء ہے سبب فضیلت کا اور ایسی جزء کی فضیلت ظاہر ہے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ ثواب یعنی اگلے گناہوں کی مغفرت جب ہی حاصل ہوگا جب وضو اور نماز دونوں کرے اور صرف وضو سے بھی ثواب ہوگا اور ابو ہریرہ کی صحیح حدیث میں ہے کہ جب بندہ وضو کرتا ہے تو اسکے گناہ نکل جاتے ہیں اوسمیں نماز کا ذکر نہیں ہے اور شاید یہ حدیث محمول ہو اس حدیث پر لیکن مسلم نے حضرت عثمان سے روایت کی اوسمیں یہ ہے کہ نماز اور مسجد کو جانے کا الگ ثواب ہے اور جواب یہ ہے کہ شاید یہ مختلف ہو باختلاف اشخاص تو بعضے کو صرف وضو سے مغفرت حاصل ہو جاوے اور بعضے کو وضو اور نماز دونوں سے واللہ اعلم انتہی مختصرا

بَابُ الاِسْتِنْثَارِ فِي الْوُضُوءِ وضو میں ناک سنکنے کا بیان **ف** یعنی جو پانی ناک کے اندر وضو میں جاتا ہے اوسکو باہر نکالنا اندر سے ناک کو صاف کرنے کے لیے خواہ یہ کام ہاتھ کی مدد سے کرے یا بغیر ہاتھ کی مدد کے اور مالک سے منقول ہے کہ بغیر ہاتھ کی مدد کے مکروہ ہے کیونکہ مشابہت ہوتی ہے جانور سے اور مشہور یہ ہے کہ مکروہ نہیں تو مستحب یہ ہے کہ ہاتھ سے سنکنا ہے نسائی نے اسناد باندھا ہے اور حضرت علی سے ایسی ہی روایت کی ہے (فتح)

ذَكَرَهُ عُثْمَانُ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذکر کیا ہے ناک سنکنے کو (وضو میں) حضرت عثمان و عبد اللہ بن زید اور ابن عباس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** حضرت عثمان کی حدیث تو اوپر گذر چکی اور عبد اللہ بن زید کی آگے آویگی اور ابن عباس کی حدیث صفة الوضوء میں گذری لیکن اسمیں ناک سنکنے کا ذکر نہیں ہے اور شاید مراد امام بخاری کی وہ حدیث ہے جو احمد اور ابو داؤد اور حاکم نے ابن عباس سے روایت کی

فروعًا اور مین ہے ناک سنکو دو بار اچھی طرح سے یا تین بار اور ابو داؤد طیالسی کی روایت مین ہے جب کوئی تم مین سے وضو کرے تو ناک سنکے دو بار یا تین بار ایسا کرے اور اسکا اسناد اچھا ہے (فتح) حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبُو اِدْرِيْسَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ تَوَضَّاَ فَلْيَسْتَنْثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے عبدان (عبد اللہ بن عثمان مروزی) نے اونہون نے کہا خبر دی ہمکو عبد اللہ (ابن مبارک) نے اونہون نے کہا خبر دی ہمکو یونس (بن یزید ایلی) نے انہون نے روایت کی (ابن شہاب) زہری سے اونہون نے کہا خبر دی مجھکو ابو ادریس (عائذ اللہ بن عبد اللہ خولانی تابعی) نے اونہون نے سنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اونہون نے روایت کی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے جو شخص وضو کرے وہ ناک سنکے اور جو شخص پتھرون سے استنجا کرے وہ طاق پتھر لیوے ف حافظ ابن حجر نے کہا ناک سنکنے امر ہے اور اس سے وجوب نکلتا ہے تو جن لوگون نے ناک مین پانی ڈالنا واجب کیا ہے جیسے احمد اور اسحق اور ابو عبید اور ابو ثور اور ابن منذر نے ان کو ناک سنکنے کے وجوب کا بھی قائل ہونا لازم ہے اور مغنی والے کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسکے وجوب کے بھی قائل ہین اور کہتے ہین ناک مین پانی ڈالا ہو اور انہین ہو تو واجب ہے کہ ناک سنکے نہین اور ابن بطال نے تصریح کی کہ بعض علماء ناک سنکنے کے وجوب کے قائل ہین اور اس سے غلط ہوتا ہے یہ قول کہ اجماع ہے اسکے واجب نہونے پر اور جمہور کہتے ہین کہ یہ حکم استحبابی ہے کیونکہ ترمذی نے روایت کیا اور کہا حسن ہے اور حاکم نے اور کہا صحیح ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے فرمایا وضو کر جیسے اللہ نے تجھکو حکم دیا اور اس مین ناک سنکنے کا ذکر نہین ہے اور اسکا جواب یہ ہے کہ اللہ کا حکم عام ہے اس سے جو آیت وضو مین مذکور ہے کیونکہ اللہ نے حکم دیا اپنے پیغمبر کی اطاعت کرنیکا اور اللہ کا حکم بھی آپ ہی سے معلوم ہوا اور جن لوگون نے آپ کا وضو نقل کیا ہے ان مین کسی نے یہ نقل نہین کیا کہ آپنے ناک مین پانی ڈالنا ترک کیا یا کلی کرنا اور اس سے رد ہوا اسکا جو کلی کو واجب نہین کہتا اور کلی کے لیے تو حکم ثابت ہے سنن ابو داؤد مین باسناد صحیح اور ابن منذر نے کہا کہ امام شافعی نے جو ناک مین پانی ڈالنا واجب نہین کیا حالانکہ اسکا حکم صحیح حدیثون مین ہے تو اسوجہ سے کہ اجماع کیا علماء نے کہ جو کوئی ناک مین پانی ڈالنا چھوڑ دیوے وہ وضو کا اعادہ نہ کرے اور امام شافعی نے اسمین کسی کا اختلاف نہین پایا اور یہ ایک قوی دلیل ہے کیونکہ کسی صحابی یا تابعی سے ایسی صورت مین اعادہ کا لزوم منقول نہین البتہ عطا سے منقول ہے کہ اعادہ کرے اور عطا سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ انہون نے رجوع کیا اس قول سے یہ سب کلام ابن منذر کا ہے اور اس روایت مین ناک سنکنے کا عدد مذکور نہین اور حمیدی نے اپنی مسند مین روایت کی اسمین یہ ہے کہ طاق بار سنکے اور یہ روایت امام مسلم کی ہے اور عیسے بن طلحہ کی روایت مین ابو ہریرہ سے جو مصنف نے بدء الخلق مین نکالی ہے یہ ہے کہ جب کوئی تم مین سے جاگے اپنی نیند سے پھر وضو کرے تو تین بار ناک سنکے کیونکہ شیطان رات کو اسکے ناک مین سوتا رہتا ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ ناک اندر سے صاف ہوا اور حروف کے

مخالف حساف نصیحین اور بائی بخشیں اسکی ہم اپنی جگہ پہ بیان کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ اور استنجا کرنے کے معنی یہ ہیں کہ شخص حجار لینے
چھوٹے پتھر وغیرہ استعمال کرے استنجا میں اور بعضوں نے کہا دھونی ایسے خوشبو کی اور ابن حبیب نے ابن عمر سے نقل کیا اور ابن
عبد البر نے انکار کیا ہے اور ابن خزیمہ نے ان سے اسکے خلاف نقل کیا اپنے صحیح میں اور عبد الرزاق نے معمر سے اور حسن سے استنجا کو جائز
نہیں کیا انہوں نے دلیل لی ہے اس حدیث سے حالانکہ اس سے اختیار نکلتا ہے کہ چاہے پتھر وغیرہ سے استنجا کرے چاہے پانی سے (فتح
الباری) قسطلانی نے کہا عینی نے جو کہا کہ اجماع ہے ناک سنکنے کے عدم وجوب پر اسکا رد ہو گیا ابن بطال کے قول سے کہ
بعض علماء اسکے وجوب کے قائل ہیں وضو میں اور ابن عباس کی حدیث کو احمد اور ابو داؤد اور حاکم نے موقوفاً روایت کیا
انتہیٰ اور یہ وہم ہے کیونکہ احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور حاکم اور ابن الجارود نے ابن عباس سے مرفوعاً روایت کیا جیسے
اوپر گذرا نیل میں ہے کہ صحیح کہا اسکو ابن القطان نے اور حافظ نے تلخیص میں اسکو ذکر کیا اور ضعیف نہیں کہا اسیطرح
منذری نے تخریج سنن میں اسکو نسبت دی ابن ماجہ کیطرف اور اس میں کلام نہیں کیا اور اس حدیث سے ناک سنکنے کا وجوب
ثابت ہوتا ہے وضو میں لیکن ایک بار چھنکنا واجب ہوگا یا تینوں بار یا دو بار خاص اس حدیث سے اور ممکن ہے کہ دوسری اور
تیسری بار کے عدم وجوب پر استدلال کریں اس حدیث سے کہ وضو ایک ایک بار ہے انتہیٰ نیل میں ہے کہ اہل بیت میں سے ہادی اور
قاسم اور مؤید باللہ کا یہی قول ہے کہ وضو میں کلی اور ناک میں پانی ڈالنا اور ناک سنکنا واجب ہیں اور یہی قول ہے ابن ابی
لیلیٰ اور حماد بن سلیمان کا اور شرح مسلم نووی میں ہے کہ ابو ثور اور ابو عبید اور داؤد ظاہری اور ابو بکر بن المنذر کا قول یہ ہے کہ
ناک میں پانی ڈالنا واجب ہے غسل اور وضو میں اور کلی کرنا دونوں میں سنت ہے اور یہی ایک روایت ہے امام احمد سے وجوب کے
دلائل یہ ہیں ابو ہریرہ کی متفق علیہ حدیث کہ جب کوئی تم میں سے وضو کرے تو اپنے ناک میں پانی ڈالے پھر ناک سنکے
اور سلمہ بن قیس کی حدیث ترمذی اور نسائی میں کہ جب تو وضو کرے تو ناک چھنک اور احمد اور شافعی اور ابن جارود اور
ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور بیہقی اور اہل سنن اربعہ نے روایت کی لقیط بن صبرہ سے اور اس میں یہ ہے کہ مبالغہ کر ناک
میں پانی ڈالنے میں مگر جب تو روزہ دار ہو اور ابو داؤد کی روایت میں یہ بھی ہے کہ جب تو وضو کرے تو کلی کر حافظ نے کہا
اسکا اسناد صحیح ہے اور رد کیا حافظ نے تلخیص میں اسکا جسنے علت نکالی لقیط کی حدیث میں کہ عاصم سے کسی نے روایت
نہیں کی سوا اسمعیل بن کثیر کے اور وہ کچھ نہیں حافظ نے کہا عاصم سے اوروں نے بھی روایت کی ہے اور صحیح کہا اس حدیث
کو ترمذی اور بغوی اور ابن قطان نے اور نووی نے کہا وہ حدیث صحیح ہے اور دارقطنی نے روایت کی ابو ہریرہ سے
کہ حضرت صلعم نے حکم دیا کلی کا اور ناک میں پانی ڈالنے کا اور دارقطنی نے کہا نہیں مسند کیا اسکو مگر ہدبہ (بن خالد) نے اور اوروں نے اسکو
روایت کیا عمار سے مرسلاً اور یہ ضرر نہیں کرتا کیونکہ ہدبہ ثقہ ہے اور صحیحین میں اُس سے روایت ہے تو اسکا رفع مقبول ہے

تحقیق وجوب مضمضہ و استنشاق

اور ابن سید الناس نے شرح ترمذی میں اس حدیث کو نقل کیا اور اس میں کلام نہیں کیا حالانکہ انکی عادت ہے کہ جس حدیث میں ضعف
ہوتا ہے اسپر کلام کرتے ہیں اور مالک اور شافعی اور اوزاعی اور لیث اور حسن بصری اور زہری اور ربیعہ اور یحیی بن سعید اور قتادہ
اور حکم بن عتیبہ اور محمد بن جریر طبری اور ناصر کا اہلبیت میں سے یہ قول ہے کہ ناک میں پانی لینا واجب نہیں ہے نہ ناک چھنکنا اور
ابو حنیفہ اور ثوری اور زید بن علی کا اہلبیت علیہم السلام میں سے یہ قول ہے کہ کلی اور ناک میں پانی ڈالنا دونو غسل جنابت
میں فرض ہیں اور وضو میں سنت ہیں پھر اگر کسی نے غسل میں ان دونو کو ترک کیا تو دوبارہ نماز پڑھے اور ان لوگون نے
دلیل لی ہے اس حدیث سے کہ دس باتین پیغمبرون کی سنتون میں سے ہیں پھر بیان کیا کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کو اور رد کیا اسکو
حافظ نے تلخیص میں کہ یہ روایت اسطرح سے وارد نہیں ہوئی کہ دس باتین سنتون میں سے ہیں بلکہ یون ہے کہ دس باتین فطرة
سے ہیں اور اگر اسطرح سے بھی وارد ہو تب بھی عدم وجوب کی دلیل نہ ہوگی کیونکہ سنت سے مراد یہان طریقہ ہے نہ سنت
اصطلاحی اور دوسری دلیل انکی ابن عباس کی حدیث ہے مرفوعاً کہ کلی اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہے روایت کیا اسکو دارقطنی
نے حافظ نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے دارقطنی نے کہا اسکی اسناد میں قاسم اور اسمعیل بن مسلم دونو ضعیف ہیں زیلعی نے کہا
اور روایت کیا دارقطنی نے جابر جعفی سے انہون نے عطار سے انہون نے ابن عباس سے کہ حضرت نے فرمایا کلی اور ناک
میں پانی ڈالنا اس وضو میں ہے جو تمام نہیں ہوتا بغیر ان دونو کے دارقطنی نے کہا جابر جعفی ضعیف ہے اور اختلاف ہے
اس میں بعضون نے اس حدیث کو جابر سے مرسلاً نقل کیا ہے عطار سے اور یہی صواب کے مشابہ ہے تنقیح میں ہے کہ جابر جعفی کو
جمہور علماء نے ضعیف کیا اور ابن جوزی نے اس حدیث کے بعد سکوت کیا اور ابن جوزی کی عادت ہے کہ اپنے موافق باتین
جابر کی حدیث سے حجت لاتے ہیں اور اپنے مخالف باتین میں اسکو ضعیف کرتے ہیں تیسری دلیل انکی یہ حدیث ہے وضو کر جیسے
اللہ نے تجھکو حکم کیا یہ حدیث اوپر گذری اور قرآن میں کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کا ذکر نہیں ہے اور اسکا جواب یہ ہے کہ منہ دھونے
کا حکم قرآن میں ہے اور یہ دونو باتین منہ دھونے میں داخل ہیں اسکے سوا انکا وجوب بحکم رسول ہے اور رسول کا حکم امر الٰہی
ہے اور آپ نے مواظبت کی ان دونو پر وضو میں اور ایک بار بھی انکا ترک آپ سے منقول نہیں لیکن جیسے یہ منقول نہیں کہ آپنے آنکھ کے اندر دھویا
ہو اور آنکھ کے اندر دھونا واجب ہے ابن عمر اور مؤید باللہ کے نزدیک اور بحر میں ناصر اور شافعی سے منقول ہے کہ وہ مستحب ہے
ابن سید الناس نے شرح ترمذی میں لقیط بن صبرہ کی حدیث کو بیان کرکے کہا کہ ابو بشر دولابی نے ثوری کی روایات میں
کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد بن بشار نے انہون نے کہا خبر دی ہمکو ابن مہدی نے انہون نے روایت کی سفیان سے انہون نے
ابو ہاشم سے انہون نے عاصم بن لقیط سے انہون نے اپنے باپ سے انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپنے فرمایا
جب تو وضو کرے تو مبالغہ کر کلی اور ناک میں پانی ڈالنے میں مگر جب تو روزہ دار ہو ابو الحسن بن القطان نے کہا یہ حدیث

صحیح ہے اور اسمین صریح امر ہی اسکے ساتھ حضرتؐ کی مواظبت بھی موجود ہے اور شرح ترمذی میں وجوب کی دلیل یہ بھی بیان کی ہی کہ بیہقی نے روایت کیا حضرت عائشہؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کلی اور ناک میں پانی ڈالنا اُس وضو میں سے ہے جو ضروری ہے اور اسکی اسناد میں محمد بن ازہری جوزجانی ضعیف ہے اور بیہقی نے اسکو دوسرے طریق سے نکالا ابو سعید احمد بن محمد صوفی سے اور انہوں نے ابن عدی حافظ سے انہوں نے عبداللہ بن سلیمان اشعث سے اور انہوں نے حسین بن علی بن مہران سے اور انہوں نے عصام بن یوسف سے اور انہوں نے ابن مبارک سے اور انہوں نے ابن جریج سے اور انہوں نے سلیمان بن یسار سے انہوں نے زہری سے اور انہوں نے عروہ سے اور انہوں نے عائشہ سے جب یہ امر ثابت ہوا تو تجھ کو معلوم ہو گیا کہ حق مذہب یہی ہے کہ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا اور ناک سنکنا تینوں امر واجب ہیں وضو میں انتہی منتقی الاخبار میں ہے کہ احمد اور نسائی نے حضرت علیؓ سے روایت کیا اور انہوں نے وضو کا پانی منگوایا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور بائیں ہاتھ سے ناک سنکی تین بار ایسا کیا پھر کہا یہ وضو ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شوکانی نے کہا اسکی سند میں موسیٰ بن عبدالرحمن اگر مسروق کندی کا بیٹا ہے تو وہ ثقہ ہے اور جو حلبی انطاکی ہے تو وہ بھی سچا ہے پر غریب باتیں نقل کرتا ہے اور دوسری امام نسائی کی روایت کی ہی اور خالد بن علقمہ ہمدانی ہے ابن معین نے کہا وہ ثقہ ہی اور تقریب میں ہی کہ وہ سچا ہی اور باقی سب رجال ثقات ہیں انتہی زیلعی نے تخریج میں کہا امام میں ہی کہ ابن عبدالبر نے کہا ناک میں پانی لینے کا حکم کسی حدیث میں نہیں پایا جاتا مگر ہمام کی روایت میں ابوہریرہ سے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے وضو کرے تو اپنے دونوں نتھنوں میں پانی لیوے پھر ناک سنکے روایت کیا اسکو مسلم نے اور لقیط بن صبرہ کی حدیث میں ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا پورا کر وضو کو اور خلال کر انگلیوں کا اور مبالغہ کر ناک میں پانی لینے میں مگر جب تو روزہ دار ہو نکالا اسکو چاروں عالموں نے اپنے سنن میں ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہی اور نکالا اسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنے صحیحوں میں اور حاکم نے مستدرک میں اور ایک روایت میں ابوداؤد کے اسی حدیث میں یہ ہے کہ جب تو وضو کرے تو کلی کر اور روایت کیا اسکو ابو بشر دولابی نے اس جمع میں جس میں سفیان ثوری کی حدیثیں جمع کی ہیں ابو ہاشم اسمعیل بن کثیر سے انہوں نے عاصم بن لقیط سے اور انہوں نے اپنے باپ لقیط بن صبرہ سے مرفوعاً پورا کر وضو کو اور خلال کر انگلیوں میں اور مبالغہ کر کلی اور ناک میں پانی ڈالنے میں مگر جب تو روزہ دار ہو انتہی ابن القطان نے کتاب الوہم والایہام میں یہ حدیث اسی سند سے نقل کیا پھر کہا یہ سند صحیح ہی اور ابن مہدی وکیع سے زیادہ حافظ ہیں کیونکہ وکیع نے اسکو ثوری سے روایت کیا اور اسمیں کلی کا ذکر نہیں تمام ہوا کلام ابن القطان کا اور ایک اور حدیث ہے جسکو بیہقی نے سنن میں ہدبہ بن خالد سے روایت کیا اور انہوں نے حماد بن سلمہ سے اور انہوں نے عمار بن ابی عمار سے انہوں نے ابوہریرہ رضہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کا بیہقی نے کہا ہدبہ نے اسکو دوسری بار روایت کیا تو مرسلاً بیان کیا ابوہریرہ کا نام نہیں لیا اور میں سمجھتا ہوں کہ ہدبہ نے کبھی اس حدیث کو موصولاً روایت کیا کبھی مرسلاً اور متابعت کی ہی ہدبہ کی داؤد بن محبر نے حماد سے

اونسنے بھی وصل کیا اور مخالفت کی ان دونوں کی ابراہیم بن سلیمان خلال نے جو شیخ ہے یعقوب بن سفیان کا اونسنے کہا عن حماد عن عمار
عن ابن عباس عن ابی ہریرہ کو بدلے اور یہ روایت ثابت نہیں ہوئی پھر نکالا امام بیہقی نے عصام بن یوسف سے اونہوں نے کہا
حدیث بیان کی ہمسے عبداللہ بن مبارک نے اونہوں نے ابن جریج سے انہوں نے سلیمان بن موسیٰ سے انہوں نے زہری سے انہوں نے
عروہ سے اونہوں نے عائشہ سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کلی اور ناک میں پانی ڈالنا اوس وضو میں سے ہے جو ضروری ہے اور ایک روایت میں
یہ ہے جسکے بغیر نماز پوری نہیں ہوتی پھر اسناد کیا دارقطنی تک کہ متفرد ہے اس روایت سے عصام اور وہم کیا اوسنے اسمیں اور
صواب اسکا روایت کرنا ہے ابن مبارک کا ابن جریج سے انکی سلیمان بن موسیٰ سے مرسلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نکالا اسکو دارقطنی نے
اسیطرح اور مرسل زیادہ صحیح ہے پھر ایسا ہی روایت کیا اسکو دونوں سفیانوں نے اور اور لوگوں نے انتہی مترجم کہتا ہے اگر کلی اور ناک
میں پانی ڈالنا سنت ہوتی وضو میں جیسے امام ابوحنیفہ کا قول ہے تو ضرور انکا ترک بھی کبھی ہوتا گرچہ ایک ہی بار حضرت صلعم سے منقول
ہوتا حالانکہ کسی روایت میں انکا ترک مذکور نہیں اور یہ مواظبت صاف وجوب پر دلالت کرتی ہے اور حضرت شیخ عبدالقادر
جیلانی نے غنیۃ الطالبین میں وضو میں دس فرض لکھے ہیں ایک نیت دوسری بسم اللہ کہنا تیسرے کلی کرنا چوتھے ناک میں پانی ڈالنا
پانچویں منہ دھونا چھٹے ہاتھوں کا کہنیوں تک دھونا ساتویں سر کا مسح کرنا آٹھویں دونوں پاؤں کا ٹخنوں تک دھونا
نویں ترتیب دسویں پے در پے اعضا کا دھونا یعنے ایک کے بعد ایک اسطرح کہ پہلا عضو خشک نہ ہونے پاوے اور امام ابوحنیفہ نے
وتر کو ایسی مواظبت کی وجہ سے واجب قرار دیا اور قرآن میں کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کا ذکر نہ ہونے سے یہ نہیں نکلتا کہ وہ
واجب نہیں ہیں کیونکہ بہت چیزوں کا وجوب احادیث سے ثابت ہوا ہے جیسے وتر کا نماز عیدین کا وغیرہ وغیرہ اب ہم یہ بیان
کرنا چاہتے ہیں کہ جتنے صحابہ نے وضو کی روایتیں کی ہیں ان سبہوں نے کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کو نقل کیا ہے اور وضو
کی روایت کرنیوالے اکیس صحابہ ہیں عبداللہ[1] بن زید بن عاصم عثمان[2] بن عفان ابن عباس[3] مغیرہ[4] بن شعبہ علی[5] بن ابی طالب مقدام[6]
بن معدیکرب ربیع[7] بنت معوذ ابومالک[8] اشعری ابوہریرہ[9] ابوبکرہ[10] وائل بن حجر[11] نفیر[12] ابو جبیر کندی ابوامامہ[13] عائشہ[14] انس[15] کعب[16]
بن عمرو یمانی ابوایوب[17] انصاری عبداللہ[18] بن ابی اوفی براء[19] بن عازب ابوکاہل[20] عبداللہ[21] بن انیس اور ان سبہوں نے کلی اور ناک
میں پانی ڈالنا نقل کیا ہے اور تعجب ہے امام شافعی پر سے کہ باوصف شدت متابعت حدیث کے وہ اسکے وجوب کے قائل نہیں ہوئے
لیکن عبداللہ بن زید کی حدیث کو تو روایت کیا اصحاب ستہ والوں نے اپنی اپنی کتابوں میں مالک سے اونسنے عمرو بن یحیی مازنی
سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے کہا میں عمرو بن ابی حسن پاس موجود تھا انہوں نے پوچھا عبداللہ بن زید سے رسول اللہ صلعم
کے وضو کو انہوں نے ایک کٹورہ پانی کا منگوایا اور لوگوں کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو کیا پہلے کٹوری میں سے
پانی ڈالا اسکو جھکا کر ہاتھ پر اور دونوں ہاتھ تین بار دھوئے پھر اپنا ہاتھ کٹورے میں ڈالا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور ناک سنکی

تین بار تین چلوؤں سے (یعنے ایک چلو لیا اور آدھے سے کلی کی آدھا ناک میں ڈالا ایسا ہی تین بار کیا تو کلی اور ناک میں پانی ڈالنا دونو تین چلوؤں میں تین بار ہوگئی) امام ابن قیم زاد المعاد میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلی اور ناک میں پانی ملا کر ڈالتے تھے تو آدھے چلو سے کلی کرتے اور آدھا ناک میں ڈالتے اور ایک چلو میں تو یہی ممکن ہے اگر دو یا تین چلو لیتے تو ملانا بھی ہو سکتا ہے اور جدا کرنا بھی مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ دونو کو ملا دیتے ایک چلو میں جیسے صحیحین میں ہے عبد اللہ بن زید کی حدیث میں اور کسی صحیح حدیث میں یہ مذکور نہیں کہ آپ نے کلی اور ناک میں پانی کو الگ الگ چلو سے کیا ہو البتہ طلحہ بن مصرف نے اپنے باپ سے اونہوں نے دادا سے روایت کی کہ آپ جدا کرتے تھے کلی اور ناک میں پانی ڈالنے میں لیکن یہ حدیث اسی طریقہ سے مروی ہے اور طلحہ کے دادا کا صحابی ہونا معلوم نہیں ہوتا اور آپ داہنے ہاتھ سے ناک میں پانی ڈالتے اور بائیں ہاتھ سے ناک سنکتے) پھر لینا ہاتھ کٹھری میں ڈالا اور لینا منہ دھویا تین بار اور دونو ہاتھوں کو دونو کہنیوں تک تین بار دھویا پھر لینا ہاتھ کٹھری میں ڈالا اور سر پر مسح کیا اور آگے سے لیگئے دونو ہاتھوں کو اور پیچھے سے لائے ایک بار پھر دونو پاؤں کو دھویا روایت کیا اس حدیث کو ایک جماعت نے عمرو بن یحیی سے جیسے امام مالک نے روایت کی مگر سفیان بن عیینہ نے عبد اللہ بن یزید بن عبد ربہ کہا اور یہ وہم ہے سفیان کا صحیح عبد اللہ بن زید بن عاصم ہیں اور ابن عبد ربہ اذان کی حدیث کے راوی ہیں اور ایک دوسرا وہم کیا سفیان نے اسمیں انہوں نے کہا مسح کیا اپنے سر پر دو بار ابن عبد البر نے کہا دو بار کا لفظ کسی نے نہیں کہا سوا سفیان کی اور مالک و وہیب اور سلیمان بن بلال و خالد واسطی وغیرہم کی روایات میں صرف یہی ہے کہ آگے سے لیگئے اور پیچھے سے لائے اور شاید سفیان نے اسکا مطلب سمجھا کہ دو بار مسح کیا اور عثمان بن عفان کی حدیث کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا حمران سے جیسے اگلے باب میں گذری اسمیں بھی کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کا ذکر ہے اور ابو یعلی اور دارقطنی نے حضرت عثمان سے روایت کیا اونہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ فرماتے تھے جو کوئی وضو کرے پھر دونو ہاتھ دھوے پھر تین بار کلی کرے اور تین بار ناک میں پانی ڈالے اور تین بار منہ دھوے اور دونو ہاتھ کہنیوں تک تین بار دھووے اور سر کا مسح کرے پھر دونو پاؤں دھووے پھر بات نہ کرے اور یہ کہے أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ تو اسکے گناہ جو دونو وضوؤں کے بیچ میں ہونگے بخش دیے جاوینگے **اور ابن عباس** کی حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا جو اوپر گذری اسمیں بھی کلی اور ناک میں پانی ڈالنا موجود ہے **اور مغیرہ بن شعبہ** کی حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا کتاب اللباس میں اسمیں بھی کلی اور ناک میں پانی ڈالنا مذکور ہے **اور حضرت علی** کی حدیث کو چاروں سنن والوں نے روایت کیا عبد خیر سے اور حدیث باب الوضوء ثلثا ثلثا میں گذر چکی اسمیں بھی کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کا بیان ہے **اور مقدام بن معدیکرب** کی حدیث کو ابو داؤد نے نکالا عبد الرحمن بن میسرہ سے اونہوں نے مقدام سے اسمیں یہ ہے کہ حضرت صلعم کے پاس وضو کا پانی لایا گیا آپ نے وضو کیا تو دونو پہونچوں کو تین بار دھویا اور منہ کو تین بار دھویا پھر دونو ہاتھوں کو تین تین بار دھویا پھر کلی کی اور ناک

پانی ڈالا تین بار پھر مسح کیا اپنے سر اور دونوں کانوں پر اور باہر انکے اور اندر انکے ابن دقیق العید نے امام میں کہا علی بن المدینی نے کہا عبد
الرحمان بن میسرہ مجہول ہے اس سے روایت نہیں کی کسی نے حریز کے سوا شوکانی نے نیل الاوطار میں کہا روایت کیا اسکو امام احمد
اور ضیاء نے مختارہ میں اور اسناد اسکا صالح ہے اور ربیع بنت معوذ کی حدیث کو ابوداود نے روایت کیا اس میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آتے ایک بار اور انہوں نے بیان کیا کہ آپ نے ربیع سے فرمایا میرے لیے پانی ڈال وضو کا پھر بیان کیا آپ کے
وضو کا حال تو کہا آپ نے اپنے دونوں پہونچوں کو دہویا تین بار اور منہ کو تین بار اور کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا ایک بار اور دونوں
ہاتھوں کو دہویا تین تین بار اور مسح کیا سر پر دو بار شروع کیا اخیر سر سے (اور ہاتھ تک دونوں ہاتھوں کو لائیں) پھر شروع کیا آگے
سے (اور پیچھے تک دونوں ہاتھوں کو لیگئے) اور مسح کیا دونوں کانوں پر اوپر سے باہر اور اندر دونوں جانب اور دہویا دونوں پاؤں کو تین بار
اور ابو مالک اشعری کی حدیث کو عبدالرزاق نے مصنف میں روایت کیا معمر سے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے شہر بن حوشب سے
انہوں نے عبدالرحمان بن غنم سے انہوں نے ابو مالک اشعری سے اور انکا نام حارث تہا انہوں نے کہا آؤ میں تمہارے لیے نماز پڑہوں
رسول اللہ کی پھر انہوں نے ایک پیالہ پانی کا منگوایا اور دونوں ہاتھ تین بار دہوئے اور کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور منہ کو تین
بار دہویا اور دونوں ہاتھوں کو اور مسح کیا سر پر اور دونوں کانوں پر اور دونوں قدموں کو دہویا پھر ظہر کی نماز پڑہی تو فاتحہ پڑہی
اور بائیس تکبیریں کہیں اور روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے معجم میں عبدالرزاق کے طریق سے اور اسیطرح روایت کیا اسکو
امام احمد اور ابن ابی شیبہ اور اسحاق بن راہویہ نے اپنے اپنے مسندوں میں اور ابو ہریرہ کی حدیث کو امام احمد نے اپنے مسند میں روایت
کیا عطا سے انہوں نے ابو ہریرہ سے اور روایت کیا اسکو طبرانی نے معجم اوسط میں حدیث بیان کی ہم سے محمد نے انہوں نے کہا حدیث
بیان کی ہم سے حفص بن عمر حوضی نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ہمام نے انہوں نے روایت کی عامر احول سے انہوں نے عطا
سے انہوں نے ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا پھر کلی کی تین بار اور ناک میں پانی ڈالا تین بار اور منہ کو دہویا
تین بار اور مسح کیا سر پر اور دہویا اپنے دونوں قدموں کو اور روایت کیا اسکو ابو یعلی موصلی نے اپنے مسند میں حدیث بیان کی ہم سے محمد بن
بکار نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابو معشر نے انہوں نے روایت کی سعید سے انہوں نے ابو ہریرہ سے انہوں نے کہا ایک
شخص آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب نماز کا وقت آگیا آپ نے پانی منگوایا پھر دونوں ہاتھ دہوئے پھر کلی کی اور ناک
سنکی اور منہ کو تین بار دہویا اور دونوں ہاتھوں کو تین بار اور مسح کیا اپنے سر پر اور دونوں پاؤں کو تین تین بار دہویا پھر اپنے کپڑے
کے نیچے پانی چہڑکا پھر فرمایا وضو کو اسیطرح پورا کرتے ہیں مترجم کہتا ہے کہ ابو ہریرہ کی حدیث کو امام مسلم نے نکالا اپنی صحیح
میں اور اس میں یہ ہے کہ انہوں نے وضو کیا پھر منہ دہویا تو پورا کیا وضو کو اخیر تک پر اس میں کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کا ذکر
نہیں ہے اور ہم اس حدیث کو آگے انشاء اللہ تعالے نقل کرینگے اور ابو بکرہ کی حدیث روایت کیا بزار نے اپنی مسند میں عبدالرحمان

بن بکار سے اُنہوں نے عبد العزیز بن ابی بکرہ سے اُنہوں نے اپنے باپ سے یعنی ابو بکرہ سے اُنہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے
وضو کیا تو دونو ہاتھ تین بار دھوئے اور کلی کی تین بار اور ناک میں پانی ڈالا تین بار اور منہ کو دھویا تین بار اور دونو بانہوں کو کہنیوں تک
پھر مسح کیا اپنے سر پر اور دونو پانوں دھوئے یہ حدیث مختصر ہے بزار نے کہا عبد الرحمن اچھا ہے اور وائل بن حجر کی حدیث کو بزار نے روایت کیا
اپنے مسند میں اُنہوں نے کہا میں حاضر ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آپ کے سامنے برتن لایا گیا آپ نے اپنے داہنے ہاتھ پر تین بار برتن
کو جھکایا پھر داہنا ہاتھ پانی میں ڈبویا اور داہنی بانہہ دھوئی یہاں تک کہ کہنی سے بڑھ گئے پھر بایاں ہاتھ داہنے ہاتھ سے دھویا یہاں
تک کہ کہنی سے بڑھ گئے تین بار پھر سر پر مسح کیا تین بار اور دونو کانوں کی باہر کی طرف تین بار اور گردن کی پشت پر میں سمجھتا ہوں ہم
نے کہا کہ داڑھی کی اوپر کی جانب بھی تین بار پھر داہنے ہاتھ سے داہنا پانوں دھویا اور انگلیوں کو جدا کیا یا اُن میں خلال کیا اور پانی
اوپر اوٹھایا یہاں تک کہ ٹخنے سے بڑھ گئے پھر پانی کو پنڈلی تک اوٹھایا پھر بائیں پانوں کو اسی طرح دھویا پھر ایک چلو لیا پانی کا اور اپنا ہاتھ
پھر اوس سے اوپر رکھا یہاں تک کہ سر کے کونوں سے پانی بہنے لگا اور فرمایا یہ پورا کرنا ہے وضو کا اور پونچھتے نہیں دیکھا اُنکو تو
ہوئی کسی کپڑے سے امام میں کہا کہ اس حدیث کو محمد بن حجر بن عبد الجبار روایت کرتا ہے اور امام بخاری نے کہا کہ اسمیں اعتراض ہے
اور نفیر کی حدیث کو ابن حبان نے اپنے صحیح میں نکالا معاویہ بن صالح سے اونہوں نے عبد الرحمن بن جبیر سے اونہوں نے اپنے باپ جبیر
بن نفیر سے اونہوں نے اپنے باپ نفیر سے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ نے حکم دیا اونکے لیے وضو کا پانی لانے کا اور فرمایا
وضو کرو ابو جبیر اونہوں نے شروع کیا منہ سے آپ نے فرمایا مت شروع کرو منہ سے کیونکہ کافر شروع کرتا ہے اپنے منہ سے پھر آپ نے وضو
کا پانی منگوایا اور دونو ہاتھوں کو دھو کر صاف کیا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا تین بار پھر منہ کو دھویا تین بار پھر داہنے ہاتھ کو
کہنی تک تین بار پھر بائیں ہاتھ کو کہنی تک تین بار پھر مسح کیا اپنے سر پر اور دونو پانوں کو دھویا انتہے اور روایت کیا اس حدیث
کو بیہقی نے سنن میں اور اس میں نفیر کا نام نہیں لیا اور ذہبی نے مختصر میں اوس پر اعتراض کیا اور کہا کہ نفیر کا ذکر اوس سے رہ گیا اور
ابو امامہ کی حدیث کو امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا اور حضرت عائشہ کی حدیث کو نسائی نے سنن کبرے میں روایت کیا سالم
سے اونہوں نے عائشہ سے اونہوں نے دکھلایا سالم کو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کیونکر کرتے تھے تو کلی کی اور ناک سنکی تین بار
اور اپنے منہ کو دھویا تین بار پھر داہنے ہاتھ کو دھویا تین بار اور بائیں ہاتھ کو دھویا تین بار اور اپنا ہاتھ سر کے آگے کی جانب رکھا پھر
مسح کیا ایک بار اخیر سر تک پھر دونو ہاتھ پھیرے اپنے دونو کانوں پر سالم نے کہا میں عائشہ کے مکان پر جایا کرتا اور میں اونکے سامنے بیٹھتا
وہ مجھ سے باتیں کرتیں ایک دن میں گیا اور میں نے کہا اے ام المومنین میرے لیے دعا کرو برکت کی انہوں نے کہا کیوں میں نے کہا اللہ
تعالی نے مجھے آزاد کرا دیا اونہوں نے کہا اللہ تعالی تجھے برکت دیوے اور پردہ ڈال لیا میرے سامنے پھر میں نے اونکو نہ دیکھا اس دن کے
بعد اور انس کی حدیث کو دارقطنی نے سنن میں نکالا معلے بن اسد سے حدیث بیان کی ہم سے ایوب بن عبد اللہ ابو خالد قرشی نے

اُنہون نے کہا مینے حسن بن ابی حسن بصری کو دیکھا اونہون نے وضو کا پانی منگوایا تو ایک کوزہ پانیکا لایا گیا اور وہ ایک طشت
مین ڈالا گیا اُنہون نے اپنا ہاتھہ تین بار دہویا اور کلی کی تین بار اور ناک مین پانی ڈالا تین بار اور منہ کو دہویا تین بار اور دونو ہاتہ دہوئے
دونو کہنیون تک تین بار اور مسح کیا اپنے سیر کا اور دونو کانونپر اور خلال کیا داڑہی مین اور دونو پاؤن کو دہویا ٹخنون
تک پہر کہا کہ حدیث بیان کی مجہہ سے انس بن مالک نے کہ یہ وضو ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور کعب بن عمرو یامی کی حدیث کو ابو
داؤد نے سنن مین روایت کیا لیث بن ابی سلیم سے اونہون نے طلحہ بن مصرف سے اُنہون نے اپنے باپ سے اونہون نے دادا سے اُنہون
نے کہا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس گیا اور آپ وضو کر رہے تہے اور پانی آپکے منہہ سے بہ رہا تہا اور آپ کی داڑہی سے آپکے سینے
پر تو مینے دیکہا آپ جدا جدا کرتے تہے کلی اور ناک مین پانی ڈالنے مین سکوت کیا اس حدیث سے ابو داؤد نے اور منذری نے اور روایت کیا
اسکو طبرانی نے معجم مین اور اسمین یہ ہے پہر کلی کی تین بار اور ناک مین پانی ڈالا تین بار اور ابو ایوب کی حدیث کو طبرانی نے معجم مین اور اسحق
بن راہویہ نے مسند مین روایت کیا واصل بن سائب سے اُنہون نے ابو سورہ سے اونہون نے ابو ایوب سے اُنہون نے کہا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تو کلی کرتے اور ناک مین پانی ڈالتے اور اپنی اونگلیون کو داڑہی کے نیچے سے باہر کیطرف نکالتے پہر اسکا
کا خلال کرتے طبرانی نے روایت کیا حسین بن اسحق تستری سے اونہون نے سعید بن یحیی اموی سے اُنہون نے اپنے باپ سے
اُنہون نے واصل سے اور عبد اللہ بن ابی اوفی کی حدیث کو ابو یعلی موصلی نے اپنے مسند مین نکالا اونہون نے یزید بن ہارون سے اونہون نے
ابو الورقا فائد بن عبد الرحمن سے اونہون نے ابن ابی اوفی سے اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہر دونو ہاتہہ دہوئے
تین بار پہر کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا تین بار اور منہ کو دہویا تین بار اور دونو ہاتہون کو تین بار اور مسح کیا اپنے سیر کا اور دونو
کانونپر اور دونو پاؤن کو دہویا اسکے سے روایت کیا اس حدیث کو خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد مین محمد بن میمون زعفرانی کے ترجمہ
مین ابو الورقا سے اور کہا محمد بن میمون ثقہ ہے اور براء بن عازب کی حدیث کو امام احمد نے مسند مین نکالا اونہون نے اپنے
بیٹون سے کہا جمع ہو جاؤ تاکہ مین تمکو دکہلاؤن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وضو کیونکر کرتے تہے اور نماز کیونکر پڑہتے تہے
کیونکہ مین نہین جانتا کہ اب اور کتنے دنون تمہارے ساتہہ رہونگا پہر اونہون نے جمع کیا اپنے بیٹون اور اپنے گہر والون کو اور وضو
کا پانی منگوایا پہر کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا اور اپنے منہ کو تین بار دہویا پہر داہنے ہاتہہ کو تین بار دہویا پہر بائین ہاتہہ کو تین بار
پہر مسح کیا اپنے سیر اور اپنے دونو کانونپر اوپر کیجانب اور اندر کیجانب اور داہنے پاؤن کو تین بار دہویا اور بائین پاؤن کو
تین بار پہر کہا اسطرح مینے کوتاہی نہین کی تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو دکہلانے مین یہ روایت مختصر ہے اور
ابو کاہل کی حدیث طبرانی نے اپنے معجم مین روایت کیا ہیثم بن حماد سے اونہون نے یحیی بن ابی کثیر سے اونہون نے ابو کاہل سے اور انکا
نام قیس بن عائذ تہا اونہون نے کہا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گذرا آپنے فرمایا میرے نزدیک آ مین تجہکو دکہلا دون نماز کیلیے

کیونکر وضو کرتے ہیں ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ آپکی وجہ سے ہمکو بہت بھلائی دی پھر آپنے اپنا ہاتھ تین بار دھویا اور کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا تین تین بار اور منہ کو دھویا تین بار اور دونو ہاتھونکو دھویا تین بار اور سر پر مسح کیا اور تعداد بیان نہیں کی اور دونو پاؤن کو دھویا اور تعداد بیان نہیں کی پھر فرمایا اے ابو کاہل وضو اپنے مقاموں میں رکھ اور بچا ہوا پانی طہارت سے رکھ چھوڑ اپنے گھر والون کے لیے اور مت دے اپنے خادم سے (وضو کرانے میں) روایت کیا اس حدیث کو ابن عدی نے الکامل میں اور کہا کہ اسکی اسناد میں ہیثم ہے اور نقل کیا یحیی بن معین سے کہ انہوں نے ضعیف کیا اسکو اور احمد سے اور انہوں نے کہا وہ منکر الحدیث ہے اور عبید اللہ بن انیس کی حدیث کو طبرانی نے معجم اوسط میں روایت کیا حدیث بیان کی ہمسے علی بن سعید رازی نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو کریب نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے زید بن الحباب نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے حسین بن عبد اللہ نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے عبد الرحمان بن عباد بن یحیی بن خلاد زرقی نے اونہوں نے کہا ہم عبد اللہ بن انیس کے پاس گئے اونہوں نے کہا کیا میں تمکو نہ دکھلاؤں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیونکر وضو کیا اور کیونکر نماز پڑھی ہمنے کہا کیون نہیں دکھلایا اونہوں نے اپنے دونو ہاتھ دھوئے تین تین بار اور کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا تین بار اور اپنے منہ کو دھویا تین بار اور دونو ہاتھون کو دونو کہنیوں تک تین تین بار اور مسح کیا اپنے سر پر آگے سے لیگئے اور پیچھے سے لائے اور چھوا اپنے دونو کانون کو اور دھویا اپنے دونون پاؤن کو تین تین بار اور کہا ایسا ہی دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپنے وضو کیا پھر نماز پڑھی طبرانی نے کہا حدیث عبد اللہ بن انیس سے اسی سند سے مروی ہے زیلعی نے کہا ان سب حدیثوں میں بسم اللہ کہنے کا ذکر نہیں ہے البتہ ایک ضعیف حدیث میں ہے جسکو دارقطنی نے سنن میں نکالا حارثہ بن ابی الرجال سے انہوں نے عمرہ سے اونہوں نے عائشہ سے اونہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب طہارت کو ہاتھ لگاتے (یعنی پانی کو وضو کے لیے) تو اللہ کا نام لیتے ابو بکر نے کہا جب وضو کو اٹھتے تو بسم اللہ کہتے پھر اپنے دونو ہاتھ پر پانی ڈالتے

باب الاستجمار وترا

طاق ڈھیلوں سے استنجا کرنیکا بیان **ف** بعضونے یہاں اشکال کیا ہے کہ وضو کے بابوں میں استنجا کا ذکر کیسے آیا اسکا جواب یہ ہے کہ کتاب میں مولف نے استنجا کے ابواب کو وضو کے ابواب سے جدا نہیں کہا اور احتمال ہے کہ یہ باب کسی اور جگہ کا ہو اس جگہ لکھدیا ہو مولف نے جیسے ہمنے مقدمہ میں بیان کیا اور کتاب الوضو کی شروع میں اسکی توجیہ بیان کرچکا ہوں (فتح)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا تَوَضَّاَ اَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي اَنْفِهِ مَاءً ثُمَّ لِيَنْتَثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ وَاِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ مِّنْ نَوْمِهٖ فَلْيَغْسِلْ يَدَهٗ قَبْلَ اَنْ يُّدْخِلَهَا فِي وَضُوْئِهٖ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَا يَدْرِيْ اَيْنَ بَاتَتْ يَدُهٗ ॥ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے اونہوں نے کہا خبر دی ہمکو مالک بن انس

امام مشہور ہیں انہوں نے روایت کی ابو الزناد سے عبد اللہ بن ذکوان ہیں انہوں نے اعرج سے عبد الرحمان بن ہرمز ہیں انہوں نے ابو ہریرہ سے
کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو اپنے ناک میں پانی ڈالے پھر اسے ناک میں پانی ڈالنے کا وجوب نکلتا
ہے یعنی ناک سنکے اور جو شخص پتھروں سے استنجا کرے تو طاق پتھروں سے کرے اور جب تم میں سے کوئی جاگے سو کر تو اپنا ہاتھ دھوئے وضو کے پانی
میں ڈالنے سے پہلے کیونکہ کوئی تم میں سے نہیں جانتا اوسکا ہاتھ رات کو کہاں رہا ف امام شافعی اور جمہور نے اس حدیث کے عموم کو
لیا ہے اور ہر نیند کے بعد ہاتھ دھونا مستحب کہا ہے اور امام احمد نے فرمایا کہ یہ حکم رات کے سونے کے بعد ہے کیونکہ اخیر حدیث میں یہ ہے
کہاں رہا رات کو ہاتھ اوسکا اور ابو داؤد اور ترمذی کی ایک روایت میں یوں ہے جب کوئی تم میں سے رات کو اوٹھے اور ابو عوانہ
کی روایت میں یوں ہے جب سجدہ کو وضو کے لیے اوٹھے اور یہ دونوں امام احمد کے قول کی تائید کرتی ہیں البتہ دن کے سونے کو رات
کے سونے پر قیاس کر سکتے ہیں امام احمد نے یہ بھی فرمایا ہے کہ رات کو جب سو کر اوٹھے تو یہ حکم بطور وجوب کے ہے اور دن کو اور ایک روایت
اون سے یہ بھی ہے کہ دن کے نیند کے بعد یہ حکم بطور استحباب کے ہے لیکن اتفاق کیا ہے علما نے کہ اگر بن دھوئے پانی میں ہاتھ ڈالدیگا
تو پانی نجس نہوگا اور اسحاق اور داؤد اور طبری کا یہ قول ہے کہ نجس ہو جاویگا اور دلیل انکی وہ حدیث ہے جو ابن عدی نے
نکالی اوس میں یہ ہے کہ اگر ہاتھ ڈالدے بن دھوئے تو وہ پانی بہادے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے اور ابو عوانہ نے جمہور کے لیے یہ دلیل
کی ہے کہ آپ رات کو سو کر اوٹھے اور لٹکی مشک سے وضو کیا اور اسکا جواب یوں ہو سکتا ہے کہ یہ حکم امت کے لیے ہے دوسری
دلیل یہ ہے کہ اس حدیث میں مسلم اور ابو داؤد کی روایتوں میں تین بار دھونے کا حکم ہے اور جہاں نجاست ہو وہاں یہ قید
استحباب پر دلالت کرتی ہے یہ دلیل بھی اعتراض سے خالی نہیں کیونکہ مخالف اس دلالت کو کیوں ماننے لگا اخیر جمہور یہ کہتے ہیں
کہ اگر ہاتھ بن دھوئے پانی میں ڈالدیگا تو مکروہ ہے اور یہ کراہت اوسوقت دور ہوگی جب تین بار ہاتھ دھولیوے اور ہاتھ سے اس حدیث
میں پہنچا مراد ہے بالاتفاق اور سعید بن منصور نے بسند صحیح ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ وہ ایسا کرتے تھے اور اسکی ترک میں
کچھ قباحت نہیں دیکھتے تھے اور ابن عمر اور براء سے بھی ایسے ہی روایت آگے آویگی اور یہ حکم اوسکے لیے ہے جو نیند سے جاگے لیکن
جو جاگتا ہو اوسکو دھونا مستحب ہے جیسے عثمان اور عبد اللہ بن زید کی روایت سے ثابت ہے اور نہ دھونا مکروہ نہیں کیونکہ اوسکی
ممانعت نہیں آئی اور جو یہ فرمایا کہ اوسکو معلوم نہیں رات کو اوسکا ہاتھ کہاں رہا یعنی نجاست کے مقام پر لگا یا نہیں
امام شافعی نے کہا عربوں کی عادت تھی کہ وہ ڈھیلوں سے استنجا کرتے اور عرب کا ملک گرم ہے تو احتمال ہے کہ سوتے میں پسینا
آوے اور انکا ہاتھ نجاست کے مقام پر پھرے یا کسی پھوڑے پر یا خون پر کسی جانور کے یا نجاست پر ابو الولید نے اوسپر یہ اعتراض
کیا کہ اس صورت میں کپڑے کو بھی دھونے کا حکم چاہیے تھا اور اسکا یہ جواب دیا ہے کہ حدیث محمول ہے اوس صورت پر جب ہاتھ میں
پسینا ہو یا نجاست کیچھ میں یا یہ کہ ہاتھ ڈبونے کی ضرورت پڑتی ہے پانی میں اور کپڑوں کے ڈبونے کی ضرورت نہیں

پڑتی وضو مین اور اس حدیث سے یہ نکلا کہ عبادات مین احتیاط لازم ہے اور نجاست کا تین بار دہونا مستحب ہے اور استنجا کی مقام پر اگر نجاست
کا اثر رہ جاوے تو نماز ہو جاتی ہے اور یہ خصوصیت ہے اوس مقام کی اور سونا وضو کا ناقض ہے اور اس فکر سے وضو ٹوٹنا قوی ہے اور
تہوڑا پانی ہاتہ ڈبونے سے مستعمل نہین ہوتا انتہے مافی فتح الباری باختصار قسطلانی نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی حدیث شریف سنو تو اوسکو قبول کرو اور سر اور آنکہون پر رکہو ہم نے سنا ہے کہ ایک شخص نے یہ حدیث سنی تو کہنے لگا ہاتہ رات
کو کہان رہتا ہے پہر ایک بار وہ سویا اور جاگا تو کیا دیکہتا ہے کہ اوسکا ہاتہ مقعد کے اندر چلا گیا تہا آخر اوس نے توبہ کی اور
شرمندہ ہوا اور ہم اللہ تعالی سے مانگتے ہین کہ وہ ہم کو ایسے خراب خیالون سے محفوظ رکہے انتہے منتقی مین ہے کہ سوا امام بخاری کے
اورون کی روایتون مین تین بار دہونا مذکور ہے اور ترمذی اور ابن ماجہ کی روایتین ہے کہ جب رات کو جاگے اور دارقطنی
نے ابن عمر سے روایت کیا اور کہا کہ اسناد اوسکا حسن ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے سوکر جاگے تو اپنا
ہاتہ برتن مین نہ ڈالے جب تک اوسکو دہو نہ لے تین بار کیونکہ وہ نہین جانتا اوسکا ہاتہ رات کو کہان رہا یا کہان پہرا تسلی مین
ہے کہ اس حدیث کے کئی طریقے ہین اور ابن عدی کی روایت مین اتنا زیادہ ہے ثم لیغرفہ یعنے پہر اوس پانی کو لیکن ابن عدی نے
کہا کہ یہ زیادت منکر ہے اور ابن خزیمہ اور بیہقی اور ابن حبان کی روایت مین این باتت یدہ منہ ہے یعنے کہان رہا ہاتہ اوسکا
اوسکے جسم مین سے ابن مندہ نے کہا اس زیادت کے راوی ثقہ ہین اور مین اوسکو محفوظ نہین جانتا اور اس باب مین دارقطنی اور
ابن ماجہ نے ابن عمر سے اور ابن خزیمہ نے اور ابن ابی حاتم نے علل مین حضرت عائشہ سے روایت کیا اور اپنے باپ سے نقل کیا کہ
وہ وہم ہے اور اس حدیث سے اور دوسری صحیح حدیثون سے اتنا ہی ثابت ہوتا ہے کہ وضو سے پہلے دونو ہاتہون کا دہونا سنت ہے اور
وجوب مین اختلاف ہے جمہور کا یہ قول ہے کہ واجب نہین ہے اور امام احمد سے وجوب منقول ہے رات کے سوکر اوٹہنے والے کے لیے اور
برتن کی قید سے حوض نکل گیا اوس مین ہاتہ ڈالنا درست ہے مصنف نے کہا اکثر علما یہی کہتے ہین کہ یہ امر استحبابی ہے اور جو
ہاتہ ڈالدیگا تو پانی نجس نہ ہوگا کیونکہ شک سے نجاست ثابت نہین ہوتی مگر اسحاق بن راہویہ اور حسن بصری اور محمد بن
جریر طبری سے منقول ہے کہ پانی نجس ہو جاویگا اور اکثر علما کہتے ہین کہ نظیر اوسکی دوسری حدیث ہے ابوہریرہ کی کہ جب کوئی
تم مین سے سوکر اوٹہے تو تین بار ناک سنکے کیونکہ شیطان رات کو اوسکی بانسون پر رہتا ہے متفق علیہ حالانکہ ناک سنکنے کے وجوب
کا سوکر اوٹہتے وقت کوئی قائل نہین انتہے مختصرا زلعی نے کہا مسلم کی روایتین یون ہے کہ اپنا ہاتہ نہ ڈبودے برتن مین
یہانتک کہ اوسکو دہو لے تین بار اور ابن ماجہ کی روایت مین ہے جابر سے کہ وہ نہین جانتا کہان رات کو رہا ہاتہ اوسکا اور
نہ یہ جانتا ہے کہ کس جگہ پہرا اوس نے ہاتہ پر کہا اور بزار کی روایت مین فلا یغمسن ہے نون تاکید کے ساتہ انتہی مختصرا **باب**
غسل الرجلین باب پاؤن دہونے کے بیان مین **ف** اکثر نسخون مین ایسا ہی ہے اور ابوذر کی روایت مین اتنا زیادہ ہے ولا

بَابُ غَسۡلِ الرِّجۡلَیۡنِ وَلَا یَمۡسَحُ عَلَی الۡقَدَمَیۡنِ یعنے مسح نکرے دونو پاؤن پر حدثنا موسیٰ قال حدثنا ابو عوانۃ عن ابی بشر عن یوسف بن ماھک عن عبد اللہ بن عمرو قال تخلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم عنا فی سفرۃ فادرکنا وقد ارھقنا العصر فجعلنا نتوضا ونمسح علی ارجلنا فنادی باعلی صوتہ ویل للاعقاب من النار مرتین او ثلثا **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے موسیٰ بن اسمعیل تبوذکی نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابو عوانہ وضاح یشکری نے اونہون نے روایت کی ابو بشر جعفر بن ابی وحشیہ واسطی سے اونہون نے یوسف بن ماہک سے اونہون نے عبد اللہ بن عمرو سے اونہون نے کہا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک سفر مین ہمارے پیچھے رہ گئے مسلم کی روایت مین ہے کہ وہ سفر مکہ سے مدینہ کو تھا اور ظاہر یہ ہے کہ عبد اللہ بن عمرو اس سفر مین آپکے ساتھ تھے مگر اونکا ساتھ رہنا ثابت نہین ہوا مگر حجۃ الوداع مین اور غزوہ فتح مین وہ ساتھ تھے لیکن آپ ان دونون مین مکہ سے مدینہ کو نہین گئے بلکہ جعرانہ سے اور احتمال ہے کہ عمرۃ القضا کا سفر مراد ہو کیونکہ عبد اللہ بن عمرو نے اسی سال مین ہجرت کی ہے پھر آپ ہم سے مل گئے اور عصر کا وقت آن پہنچا تھا یا عصر کی نماز مین ہمنے دیر کی تھی تو ہم وضو کرنے لگے اور اپنے پاؤن پر مسح کرنے لگے آپنے بلند آواز سے پکارا خرابی ہے ایڑیون کی جہنم کی آگ سے دو بار فرمایا یا تین بار **ف** ابن بطال نے کہا صحابہ نے اول وقت عصر کی نماز پڑھنے مین دیر کی اس خیال سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ملجاوین اور آپکے ساتھ نماز پڑھین جب وقت تنگ ہوا تو وہ جلدی کرنے لگے وضو مین اور جلدی کیوجہ سے وضو پورا نہ کیا آپنے یہ حال دیکھا اور یہ حدیث فرمائی مین کہتا ہون ابن بطال نے جو بیان کیا وہ ایک احتمال ہے اور احتمال ہے کہ اونہون نے دیر کی ہو اس وجہ سے کہ وہ باوضو ہون یا پانی ملنے کی امید ہو اور دلالت کرتی ہے اسپر امام مسلم کی روایت جب ہم کو راہ مین پانی ملا تو بعض لوگون نے جلدی کی عصر کے وقت یعنی وضو کیا جلدی مین اور امام بخاری نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ آپنے انکار کیا اونپر مسح کرنے کی وجہ سے نہ اس وجہ سے کہ اونہون نے سارے پاؤن کو نہین دھویا اور اسیلیے اونہون نے ترجمہ باب مین یہ لکہا کہ مسح نکرے دونو پاؤن پر اور ظاہر روایت متفق علیہ یہی ہے اور امام مسلم کی منفرد روایت مین یہ ہے کہ ہم گئے اونکے پاس تو انکی ایڑیان سفید چمک رہی تھین اونکو پانی نہین لگا تھا اور اس سے دلیل لی ہے اوس شخص نے جو پاؤن کے مسح کو کافی جانتا ہے اس صورت مین انکار اس امر پر ہوگا کہ سارے پاؤن پر مسح نہین کیا لیکن متفق علیہ روایت کو ترجیح ہے اور منفرد روایت کی تاویل کرکے اوسپر محمول کرینگے اور احتمال ہے کہ پانی نہ لگنے سے یہ مراد ہو کہ دھونیکا پانی نہین لگا تاکہ دونو روایتون مین جمع ہو جاوے اور اس سے زیادہ تر صریح امام مسلم کی روایت مین ہے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ جناب رسالت مآب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ایک شخص کو دیکہا جسنے ایڑی نہین دھوئی تھی تو یہی فرمایا اور دوسرے یہ کہ جسنے مسح جائز رکھا ہے وہ ایڑی کے مسح کو واجب نہین کہتا

اور یہ حدیث اوس پر حجت ہے اور روایت کیا امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں نزال بن سبرہ سے اونہوں نے کہا میں نے حضرت علی کو دیکھا اونہوں نے ظہر کی نماز پڑھی پھر بیٹھے لوگوں کے لیے رحبہ میں پھر پانی لایا گیا اونکے پاس اونہوں نے مسح کیا اپنے مونہہ اور دونو ہاتھوں پر اور مسح کیا سر پر اور اپنے دونو پاؤں پر اور اپنا بچا ہوا پانی وضو سے پیا پھر کہا بعضے لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ مکروہ ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا جیسے میں نے کیا اور یہ وضو اوسکا ہے جسکو حدث نہ ہوا امام طحاوی نے کہا اس حدیث سے یہ نہیں نکلتا کہ وضو میں پاؤں کا مسح کرنا فرض ہے کیونکہ اسمیں یہ بھی ہے کہ حضرت علی نے مونہ پر بھی مسح کیا تو اس مسح سے غرض دہونا مراد ہے اور پاؤں کے مسح سے بھی یہی مراد ہو سکتا ہے پھر روایت کیا طحاوی نے ابن عباس سے انہوں نے کہا حضرت علی میرے پاس آئے اور انہوں نے پانی بہایا تھا پھر اونہوں نے وضو کا پانی منگوایا ہم ایک تن پانی کا لیکر آئے اونہوں نے کہا اے ابن عباس میں تیرے لیے اس طرح وضو نہ کروں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے میں نے کہا ہاں فدا ہوں تجھپر ماں باپ میرے پھر بیان کیا ایک لمبی حدیث کو کہا پھر اونہوں نے دونو ہاتھوں سے ایک لپ پانی کا لیا اور اوسکو مارا اپنے داہنے قدم پر پھر بائیں قدم پر ایسا ہی کیا اور روایت کیا طحاوی نے ابن عباس سے کہا کہ وضو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہتھیلی بھر کر پانی لیا پھر اوسکو چھڑک دیا اپنے دونو قدموں پر اور آپ جوتی پہنے ہوئے تھے اور روایت کیا طحاوی نے حضرت علی سے کہ انہوں نے وضو کیا تو مسح کیا اپنے پاؤں کی پشت پر اور کہا اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے نہ دیکھا ہوتا تو البتہ قدم کے نیچے کا جانب زیادہ حق رکھتا تھا مسح کا اوسکی اوپر کی جانب سے اور روایت کیا طحاوی نے ابن عمر سے کہ وہ جب وضو کرتے اور انکی جوتی انکے پاؤں میں ہوتی تو اپنے دونو پاؤں کی پشت پر مسح کر لیتے اپنے دونو ہاتھوں سے اور کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے اور روایت کیا طحاوی نے رفاعہ بن رافع سے کہ وہ بیٹھے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پھر بیان کیا حدیث کو اخیر تک یہاں تک کہ فرمایا آپ نے تم میں سے کسی کی نماز پوری نہیں ہوتی جب تک کہ وہ وضو کو پورا کرے جیسے اللہ تعالے نے اسکو حکم دیا پھر دہووے مونہ اپنا اور دونو ہاتھ کہنیوں تک اور مسح کرے اپنے سر اور دونو پاؤں پر ٹخنوں تک اور روایت کیا طحاوی نے عباد بن تمیم سے اونہوں نے اپنے چچا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور مسح کیا دونوں پاؤں پر اور عروہ بھی ایسا ہی کرتے تھے امام طحاوی نے کہا اب بعض لوگ ان حدیثوں کی طرف گئے ہیں اور وہ کہتے ہیں پاؤں کا بھی حکم ہی جو سر کا حکم ہے کہ اوسپر مسح کیا جاوے اور دوسرے لوگوں نے انکا خلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ دہوئے جاویں اور انکی دلیل یہ حدیثیں ہیں پھر روایت کیا عبد خیر سے کہ حضرت علی رحبہ میں آئے اور اپنے غلام سے کہا کہ وضو کا پانی لاؤ پانی اور طشت لایا اونہوں نے وضو کیا اور دہویا اپنے دونو پاؤں کو تین تین بار اور کہا ایسا ہی تہا وضو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور روایت کیا حضرت عثمان سے کہ انہوں نے وضو کیا تو دونو پاؤں کو تین تین بار دہویا اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی وضو کرتے دیکھا اور روایت کیا مستورد

بن شداد قرشی سے وہ کہتے تھے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ اپنی چھنگلیا سے رگڑتے تھے پاؤں کی انگلیوں کے بیچ میں طحاوی نے کہا یہ نہیں
ہو سکتا مگر پاؤں کے دھونے میں اسواسطے کہ مسح میں اس مقام تک نہیں پہنچتے بلکہ مسح صرف پاؤں کی پشت پر ہوتا ہے اور روایت کیا ابو رافع سے
کہا کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے تو آپ نے دھویا اپنے دونوں پاؤں کو تین تین بار اور روایت کیا ربیع
سے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آتے تھے پھر وضو کرتے نماز کے لیے تو اپنے دونوں پاؤں کو تین تین بار دھوتے اور روایت
کیا ابوہریرہ سے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا تین بار اور منہ کو دھویا تین بار اور دونوں ہاتھوں کو تین
تین بار اور مسح کیا سر اور دھویا دونوں پاؤں کو اور روایت کیا عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پاس آیا اور آپ سے پوچھا وضو کیونکر ہے آپ نے پانی منگوایا پھر دھوئے تین تین بار اور مسح کیا اپنے سر اور دھویا دونوں پاؤں کو پھر فرمایا
وضو اسیطرح ہے پھر جسنے اس سے بڑھایا یا گھٹایا اسنے برا کیا اور ظلم کیا اور روایت کیا عمرو بن یحیی مازنی سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں
نے عبداللہ بن زید بن عاصم سے کہا تم مجھکو دکھلا سکتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر وضو کرتے تھے انہوں نے پانی منگوایا پھر
وضو کیا اور دونوں پاؤں دھوئے اور روایت کیا جبیر بن نفیر سے انہوں نے اپنے باپ سے کہ ابو جبیر کندی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
آئے آپ نے حکم دیا انکو لیے وضو کا پانی لانیکا اور فرمایا وضو کرلے ابو جبیر انہوں نے پہلے اپنے منہ میں پانی ڈالا آپ نے فرمایا منہ سے
مت شروع کر کیونکہ کافر اپنے منہ سے شروع کرتا ہے اور آپ نے پانی منگوایا پھر وضو کیا تین تین بار پھر مسح کیا اپنے سر اور دونوں پاؤں
دھوئے اور روایت کیا ابوہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مسلمان یا مومن بندہ وضو کرتا ہے پھر اپنا منہ دھوتا ہے تو
اوسکے منہ سے ہر ایک گناہ نکل جاتا ہے جسکیطرف اسنے دیکھا اپنی آنکھ سے پھر جب دونوں ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھوں سے ہر ایک گناہ نکل
جاتا ہے جو اوسکے ہاتھوں نے کیا تھا پھر جب پاؤں دھوتا ہے تو پاؤں سے ہر ایک گناہ نکل جاتا ہے جسکیطرف اسکا پاؤں چلا تھا اور روایت کیا ابو ہریرہ
سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا فرماتے تھے کوئی مسلمان ایسا نہیں جو وضو کرے پھر اپنے پاؤں دھوئے مگر پانی کے ٹپکنے سے ہر ایک
گناہ نکل جاتا ہے جسکیطرف وہ چلا تھا اور روایت کیا ثعلبہ بن عباد عبدی سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا تم کیا جانو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے حدیثیں جو بیان کی حضرت ارطاق آپنے فرمایا کوئی بندہ ایسا نہیں جو وضو کرے اچھی طرح پھر اپنا منہ دھوئے
یہانتک کہ پانی اسکی ٹھوڑی پر بہ جاوے پھر ہاتھ دھوئے یہانتک کہ پانی اوسکی کہنیوں پر بہے اور پاؤں دھوئے یہانتک کہ پانی اسکے ٹخنوں
کیطرف سے بہے پھر کھڑا ہو اور دو رکعتیں پڑھے مگر اللہ تعالی اوسکے اگلے گناہ بخش دیگا اور روایت کیا عمرو بن عبسہ سے کہ سنا میں نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جب بندہ اپنے وضو کا پانی منگواوے پھر منہ دھوئے تو اوسکے گناہ منہ سے گر جاتے ہیں اور داڑھی کے کناروں
سے پھر جب ہاتھ دھوتا ہے تو اوسکے گناہ پوروں انگلیوں سے نکل جاتے ہیں پھر جب سر پر مسح کرتا ہے تو اوسکے گناہ بالوں کے کناروں سے نکل جاتے
ہیں پھر جب پاؤں دھوتا ہے تو اوسکے پاؤں کے گناہ تلووں سے نکل جاتے ہیں اور روایت کیا عمرو بن عبسہ سے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ

وضو کیونکر ہو آپ نے فرمایا جب تو وضو کرے اور ساتھ دونوں ہاتھ تین بار دھووے تو تیرے گناہ ناخنوں اور پوروں کے بیچ میں سے نکل جاتی ہیں اور جب تو کلی
کرے اور نتھنوں میں پانی ڈالے اور سر دھووے اور بانہیں کہنیوں تک اور دھووے تو دونوں پاؤں ٹخنوں تک تو تو دھل جاویگا اکثر گناہوں سے اپنے ان جیسے قول
سے معلوم ہوتا ہے کہ فرض پاؤں کا دھونا ہے اس واسطے کہ اگر مسح فرض ہوتا تو دھونے میں ثواب نہ ملتا جیسے سر دھونے میں ثواب نہ ملیگا اور روایت کیا
جابر نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے پاؤں میں کچھ دیکھا جسکو نہ دھویا تھا تو فرمایا خرابی ہے ایڑیوں کی دوزخ سے اور دوسری روایت
میں ہے کہ خرابی ہے ایڑیوں کی دوزخ سے پورا کرو وضو کو اور روایت کیا عائشہ نے وہ پکارتی تھیں عبدالرحمن کو پورا کرو وضو کو کیونکہ میں نے سنا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے خرابی ہے ایڑیوں کی آگ سے اور روایت کیا ابو ہریرہ نے مانند اسکی اور عبداللہ بن حارث بن جزء سے خرابی
ہے ایڑیوں کی اور تلووں کی آگ سے اور روایت کی عبداللہ بن عمرو نے خرابی ہے ایڑیوں کی آگ سے اور دوسری روایت کی انس نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے کچھ لوگوں کو دیکھا جنہوں نے وضو کیا اور اپنے پاؤں میں سے کچھ چھوڑ دیا آپ نے فرمایا خرابی ہے ایڑیوں کی آگ سے پورا کرو وضو کو اور دوسری
روایت کی انس نے کہ ہم نے سفر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ کا آپ ایک پانی پر آئے درمیان مکہ اور مدینہ کے عصر کا وقت آگیا بعض
لوگ آگے بڑھ گئے ہم انکے پاس پہنچے تو انہوں نے وضو کیا تھا اور انکی ایڑیاں چمکتی تھیں پانی نہ لگا تھا اور سے آپ نے فرمایا خرابی ہے
ایڑیوں کی آگ سے پورا کرو وضو کو دوسری روایت میں ہے کہ ہم وضو کرتے تھے اور مسح کرتے تھے اپنے پاؤں پر بلال نے پکارا خرابی ہے
ایڑیوں کی آگ سے دو بار یا تین بار امام طحاوی نے کہا لوگوں نے اختلاف کیا وارجلکم میں جو قرآن میں ہے پھر روایت کیا عبداللہ بن مسعود
سے کہ انہوں نے زبر سے پڑھا ہے یعنی لام کو زبر دیا اور ابن عباس سے ایسا ہی اور مجاہد سے کہ انہوں نے کہا قرأت نے رجوع کیا دھونے
کیطرف اور پڑھا لام کی زبر سے اور عروہ سے اور نضر بن حیب سے ایسا ہی اور شعبی سے کہ قرآن مسح کے ساتھ اترا اور حدیث سے دھونا نکلا اور
مجاہد سے کہ انہوں نے لام کی زیر سے پڑھا اور ابراہیم سے منقول کہا اسود نے کیا حضرت عمر اپنے پاؤں دھوتے تھے انہوں نے کہا ہاں دھوتے تھے اور
ابراہیم سے کہ وضو کیا حضرت عمر نے پھر دھوئے پاؤں اپنے اور ابو حمزہ سے میں نے ابن عباس کو دیکھا وہ اپنے دونوں پاؤں کو تین تین بار دھو
تے تھے اور ابن مجمر سے میں نے ابو ہریرہ کو ایک بار وضو کرتے دیکھا جب اپنی بانہوں کو دھوتے تو بازو کی نصف تک پہنچ جاتی اور پاؤں میں پنڈلی
کے نصف تک پہنچے اونسے ذکر کیا انہوں نے کہا میں چاہتا ہوں اپنی سفیدی بڑھاؤں کیونکہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے
میری امت کے لوگ قیامت کے دن سفید پیشانی سفید ہاتھ پاؤں آوینگے وضو سے اور مجاہد سے انسے ذکر آیا پاؤں کے مسح کا انہوں نے کہا ابن عمر اپنے
دونوں پاؤں کو دھوتے تھے اور میں انپر پانی ڈالتا تھا اور عبداللہ بن دینار سے کہ ابن عمر اپنے دونوں پاؤں دھولیتے تھے جب وضو کرتے تھے اور
عبدالملک نے عطا سے کہا کیا تمکو کسی صحابی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہنچا ہے کہ اسنے مسح کیا ہو پاؤں پر انہوں نے کہا نہیں اور تیمم میں
پاؤں کے مسح ساقط ہونے سے لازم نہیں آتا کہ وضو میں انپر مسح کریں کیونکہ تیمم میں جنب صرف منہ اور ہاتھ پر مسح کرتا ہے اور غسل میں یہ
مسح کافی نہیں تو یہ دلیل لغو ٹھیری انتہے ما قال الطحاوی مختصراً امام طحاوی نے کہا جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا انکو پاؤں کو

پاؤن دہونیکا اسطرح کہ ہمیشہ کہلا رہتے تہے تو اس سے معلوم ہوا کہ فرض پاؤن دہونا ہی ہے اور اعتراض کیا ہے ابن منیر نے کہ ساری پاؤن کا حکم دہونیکو مستلزم نہیں
کیونکہ بکا سارا مسح عام ہونا چاہیئے حالانکہ وہ ہونا ضرور نہیں ابن خزیمہ نے کہا اگر پاؤن کے مسح کرنیسے فرض ادا ہو جاتا تو ایسے جہنم کے عذاب کا کیون
وعدہ دیا جاتا اور اسکے اشارہ کیا اسطرف جو شیعون کی کتابون میں ہے کہ مسح کرنا واجب ہے کیونکہ وَاَرْجُلِکُم میں زیر کی قرات سے یہی مضمون
نکلتا ہی اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثین متواتر ہین کہ آپنے اپنے دونو پاؤن کو دہویا ہے اور ہمنے ایک حدیثین صفت
وضو میں بیان کین اون سب مین پاؤن دہونا مذکور ہی اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیان کرنیوالے ہین اللہ تعالیٰ کے حکم کو اور عمرو بن عبسہ کی حدیث
مین جسکو ابن خزیمہ وغیرہ نے نکالا ہی کہ پہر دہوئے اپنے دونو پاؤن کو جیسے اللہ نے اسکو حکم دیا اور کسی صحابی سے اسکے خلاف ثابت نہیں ہوا البتہ
حضرت علی اور ابن عباس اور انس سے پاؤنکا مسح منقول ہے لیکن انسے رجوع بہی ثابت ہوا اور صفت وضو میں حضرت علی کا بہی دہونا منقول
ہوا انہون نے پاؤن دہوئے اور عبد الرحمن بن ابی لیلی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اتفاق کیا پاؤن کے دہونے پر روایت کیا
اسکو سعید بن منصور نے اور طحاوی اور ابن حزم نے یہ دعوی کیا کہ پاؤن کا مسح کرنا منسوخ ہو گیا انتہی ما قال الحافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی فتح الباری
شوکانی نے نیل میں کہا اس باب میں اور حدیثین بہی آئی ہین ایک حضرت عائشہ کی حدیث امام مسلم کی صحیح مین دوسرے معیقیب کی حدیث
امام احمد کی مسند مین تیسرے خالد بن الولید اور چوتہی یزید بن ابی سفیان اور پانچوین شرحبیل بن حسنہ اور چہٹے عمرو بن العاص کی حدیثین
سنن ابن ماجہ مین اون مین یہ ہے کہ پورا کرو وضو کو خرابی ہی ایڑیون کی جہنم سے ساتوین عبد اللہ بن عمر کی آٹہوین ابو امامہ کی مصنف
ابن ابی شیبہ مین اور حدیث روایت کی گئی ہے ابو امامہ سے اور انکے بہائی سے اور وہ دونو سے اور ایک شک کے طور پر جیسے ابن سید
الناس نے کہا نوین حضرت عمر سے صحیح مسلم مین دسوین ابوذر غفاری سے اور اسکی اسناد مین ابو امیہ ضعیف ہے گیارہوین خالد بن معدان
سے امام احمد کی مسند مین امام نووی نے کہا تمام فقہا کا تمام شہرون مین یہ اتفاق ہی کہ دونو پاؤن کا دہونا واجب ہے وضو مین اور مسح انکا
کافی نہین اور دہونے کے ساتھ مسح کرنا واجب نہین اور اسکے خلاف کسی معتبر شخص سے ثابت نہین ہے لیکن امامیہ نے کہا کہ پاؤن پر مسح
کرنا واجب ہے اور محمد بن جریر طبری اور جبائی اور حسن بصری کا یہ قول ہے کہ مسح کرے خواہ دہووے اور بعض ظاہریہ کا یہ مذہب ہے کہ دہونا اور مسح
کرنا دونو واجب ہین اور جسنے پاؤن کا دہونا واجب نہین کیا اسکی دلیل وَاَرْجُلِکُم ہے بکسر لام قرآن مین وہ کہتا ہی کہ یہ قرات صحیح اور مشہور اور
درست ہے اسکا جواب دیا کہ کسر لام کا بطریق جر علی الجوار ہی اور عطف اسکا حکم سے ہے جو کہ خلاف ہے گو سیبویہ اور اخفش نے اسکو جائز
رکہا ہی مگر مخالف اسکو کیون ماننے لگا اور صحیح جواب یہ ہے کہ واجب ہے آیت ایسے محمل کرنا یعنے جر علی الجوار پر کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ہمیشہ پاؤن کو دہویا ہی اور کسی صحیح طریقہ سے پاؤن کا مسح کرنا آپسے ثابت نہین ہی بلکہ مسح پر وعید ثابت ہی ویل للاعقاب من
النار اور دوسرے یہ کہ آپنے حکم دیا پاؤن دہونیکا جیسے دارقطنی نے جابر سے روایت کیا کہ حکم کیا ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہم وضو
کرین نماز کیلیے کہ اپنے پاؤنکو دہو دین اور عمرو بن عبسہ اور ابو ہریرہ کی روایت مین بہی آپکے قول سے پاؤن دہونا ثابت ہی اور عمرو بن عبسہ کی حدیث

صحیح مسلم میں ہے اور معنی اسکے یہ ہیں کہ پھر دہووے دونوں پاؤں اپنے دونوں ٹخنوں تک اور ابوہریرہ کی سند صحیح مسلم اور موطا اور جامع ترمذی میں ہے اور معنی اسکے یہ ہیں کہ جب دہوتا ہے پاؤں تو ہر ایک گناہ جو پاؤں سے اسکی طرف گیا تہا پانی کے ساتھ یا پانی کے اخیر قطرے کے ساتھ نکل جاتا ہے اور ایسا ہی عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو مالک اور نسائی نے نکالی اور فرمایا آپنے اوس وضو کے بعد جسمیں پاؤں دہوئے تہے جو کوئی زیادہ کرے اوس پر یا کم کرے اوس میں اوسنے برا کیا اور ظلم کیا نکالا اوسکو ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے صحیح طریقوں سے اور صحیح کہا اوسکو ابن خزیمہ نے اور مسح کرنا کمی ہے بہ نسبت دہونے کے اور آپنے اعرابی سے فرمایا وضو کر جیسے اللہ تعالی نے تجکو حکم کیا پھر وضو کی ترکیب بیان کی تا آخر پاؤں کا دہونا فرمایا اور صحابہ نے اجماع کیا پاؤں دہونے پر قرآن سے پاؤں دہونا معلوم ہوتا ہے کہ جبکی قرارت محمول ہے جر علی الجوار پر اور زجاج کہا معطوف ہے ارجلکم پر اگرچہ قریب نہ ہو اور ظاہر کے خلاف مسح والے کہتے ہیں کہ ابوداؤد نے اوس بن ابی اوس ثقفی سے روایت کی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ ایک قوم کی کاریز پر آئے پھر وضو کیا جوتیوں پر مسح کیا اور پاؤں پر ہم یہ کہتے ہیں کہ اسکی اسناد میں یعلی بن عطا روایت کرتا ہے اپنے باپ سے اور ابن قطان نے یہ علت نکالی کہ عطا اسکا باپ مجہول ہے اور بعض راوی اس حدیث کو اوس بن ابی اوس سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس تابعین میں سے تہا اس صورت میں اوس کا حال دریافت کرنا چاہیے اور اسکے اسناد میں ہشیم روایت کرتا ہے یعلی سے امام احمد نے کہا ہشیم نے یعلی سے نہیں سنا اور ہشیم کی تدلیس مشہور ہے اسکا جواب ہو سکتا ہے کہ عطا کو ابن حبان نے ثقہ کہا اور دوسرے یہ کہ ابوداؤد نے اس حدیث سے سکوت کیا اور اوس بن ابی اوس کو ابن عبدالبر نے صحابہ میں ذکر کیا اور ہشیم نے اپنی سماع کی تصریح کی یعلی سے سعید بن منصور کی روایت میں تو تدلیس اور عنعنہ کا شبہ جاتا رہا لیکن ابن عبدالبر نے اوس بن ابی اوس کے حال میں کہا اسکی کئی حدیثیں ہیں ایک ان میں سے پاؤں پر مسح کرنا ہے اور اسکا اسناد ضعیف ہے پس حدیث حجت نہ ہوگی خاصکر جب امام احمد تصریح کی ہو کہ ہشیم نے یعلی سے نہیں سنا مسح والے کہتے ہیں کہ طبرانی نے عباد بن تمیم سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ وضو کرتے تہے اور دونوں پاؤں پر مسح کرتے تہے ہم جواب دیتے ہیں کہ ابن عبدالبر نے تمیم کے صحابی ہونے میں شبہ کیا اور حدیث کو ضعیف کہا مسح والے کہتے ہیں دارقطنی نے رفاعہ بن رافع سے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کی نماز تمام نہیں ہوتی اخیر تک اس حدیث میں یہ ہے کہ مسح کرے اپنے سر کا اور دونوں پاؤں پر ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ حدیث صحیح ہو تو بہی ان احادیث صحیحہ کثیرہ کا معارضہ نہیں کر سکتی جو اوپر ہم نے بیان کیں تو ضرور ہے تاویل اس حدیث کی اسی طور سے جو آیت کی تاویل ہے ابن سید الناس نے شرح ترمذی میں کہا حازمی نے اوس بن ابی اوس کی حدیث کو جو اوپر گذری یحیی بن سعید کے طریق سے بیان کر کے یہ کہا کہ یہ حدیث متصلاً نہیں پہچانی جاتی مگر یعلی کی روایت سے اور اس میں اختلاف ہے اور اگر یہ حدیث ثابت بھی ہو تو بعض علما کہتے ہیں کہ مسح کا جو اول تہا پھر منسوخ ہو گیا پھر نکالا انہوں نے اس حدیث کو ہشیم کے طریق سے اوسکے اخیر میں ہے کہا ہشیم نے کہا یہ حکم ابتدائے اسلام میں تہا اور امامیہ جو مسح کو واجب جانتے ہیں انہوں نے کوئی عمدہ دلیل اسکے وجوب پر قائم

نہین کی اور مخالفت کی انہون نے کتاب اور سنت متواترہ کی قولاً اور فعلاً انتہی علامہ ابو الطیب نے کہا اور جریر نے کہا انس
دونون پاؤن کا مسح کرتے تو انکو تر کر لیتے یہ اسناد صحیح ہے انس کا لفظ یہ ہے کہ قرآن نازل ہوا ہے ساتھ مسح کے اور سنت ساتھ غسل
کے یہ اسناد بھی صحیح ہے ایوب نے کہا مینے عکرمہ کو دیکھا دونون پاؤن پر مسح کرتے تھے یہ آثار نہایت غریب ہین محمول
ہین اس بات پر کہ مراد مسح سے غسل خفیف ہے انتہی ملتقطاً مترجم کہتا ہے کہ ان حدیثون
سے امامیہ کا مذہب ثابت ہونا ممکن نہین کیونکہ وہ جو مسح کے قائل ہین مداومت کرتے ہین اس
مسح پر اور پاؤن کا دہونا کافی نہین سمجھتے یہ برعکس ہے اس ہدایت اور سنت نبوی کے
جو سیکڑون حدیثون سے نکلتی ہے کہ آپ پاؤن کے دہونے کا حکم کرتے تھے اور پاؤن کو ہمیشہ دہویا کرتے تھے اور اگر آپکی عادت مسح کی
ہوتی تو البتہ صحابہ اسکو نقل کرتے بلکہ مسح کی نقل بھی متواتر ہوتی اسلیے کہ وضو ان عبادتون مین سے ہے جو روز کیجاتی ہین اور
لطف یہ ہے کہ خود امامیہ کی صحیح صحیح حدیث کی کتابون مین حضرات ائمہ علیہم السلام سے پاؤن کا دہونا منقول ہے اور اللہ شاہد ہے اس امر کا
کہ امامیہ نے پاؤن کے مسح کو اہلسنت اور جماعت کی ضد سے لازم سمجھ لیا ہے اور یہ نہین جانتے کہ ایسی ضد اور ہٹ بری ہے دین اور ایمان
مین جو خالص خدا کی رضامندی کے لیے چاہیے تباہ کرنیوالی ہے بچاوے اللہ ہر مسلمان کو اس آفت سے منتقی الاخبار مین ہے کہ امام مسلم نے
ابوہریرہ سے روایت کیا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جسنے اپنی ایڑی نہین دہوئی تھی آپنے فرمایا خرابی ہے ایڑیون کے لیے
جہنم سے اور امام احمد نے جابر سے روایت کیا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگون کو دیکھا انہون نے وضو کیا اور انکی ایڑیون کو پانی نہین لگا تھا
آپنے فرمایا خرابی ہے ایڑیون کی آگ سے اور احمد اور دارقطنی نے عبد اللہ بن حارث سے روایت کیا انہون نے کہا مینے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
سے سنا آپ فرماتے تھے خرابی ہے ایڑیون کی اور تلوون کی آگ سے اور احمد اور ابو داؤد اور دارقطنی نے جریر بن حازم سے اور انہون نے قتادہ
سے انہون نے انس بن مالک سے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور اسنے وضو کیا تھا اور اپنے پاؤن پر ناخون برابر سوکھا
چھوڑ دیا تھا آپنے فرمایا لوٹ جا اور اچھی طرح وضو کر دارقطنی نے کہا منفرد ہوا اسسے جریر بن حازم قتادہ سے لیکن وہ ثقہ ہے شوکانی
نے کہا ابوہریرہ کی حدیث تو صحیحین مین ہے محمد بن زیاد کی روایت سے روایت کیا اسکو بخاری نے آدم سے اور مسلم نے قتیبہ سے اور ابن ابی
شیبہ سے اور روایت کیا دوسری اسکو ابن سیرین نے اور انہون نے ابوہریرہ سے اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ وغیرہ نے اور جابر کی حدیث کو ابن ماجہ نے
بھی نکالا اور اسکے اسناد مین سب ثقہ ہین اور عبد اللہ بن حارث کی حدیث مین کسی نے کلام نہین کیا مجمع الزوائد مین ہے کہ اسکے راوی
ثقہ ہین اور انس کی حدیث کو ابن ماجہ نے بھی نکالا اور ابن خزیمہ نے حافظ نے کہا ابو داؤد نے اسحدیث کو خالد بن معدان کے طریق سے نکالا انہون نے
بعض صحابہ سے ایسا ہی بیہقی نے کہا یہ حدیث مرسل ہے اور ایسا ہی کہا ابن القطان نے اور اس مین بحث ہے اثرم نے کہا مینے امام ائمہ
احمد بن حنبل سے پوچھا یہ اسناد عمدہ ہے انہون نے کہا ہان مینے کہا جب کوئی تابعی یون کہے کہ مجھسے حدیث بیان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے ایک صحابی ہو اور اسکا نام نہ لی تو حدیث صحیح ہوگی اونہوں نے کہا ابن منذر نے اسمین یہ علت نکالی کہ اوسکی اسناد مین بقیہ ہی اور روایت کی
اوس نے بحیر سے اور وہ تدلیس کرتا ہی اور مستدرک مین بقیہ کے سننے کی تصریح ہی اور نووی نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف الاسناد ہی حافظ نے
کہا اس اطلاق مین بحث ہی اور ابن عمر نے روایت کی ابوبکر اور عمر سے اونہوں نے کہا ایک شخص آیا اوسنے وضو کیا تہا اور اوسکے
پاؤن کی پشت پر ناخن برابر انگوٹہے کے سوکہا رہ گیا تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوٹ جا اور پورا کر اپنے وضو کو اوسنے
ایسا ہی کیا روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور روایت کیا اسکو طبرانی نے معجم اوسط مین اور دارقطنی نے سنن مین وازع بن نافع
سے اونہوں نے سالم سے اونہوں نے ابن عمر سے اونہوں نے ابوبکر سے اوسکی اسناد مین مغیرہ بن صقلاب ہے جو اسکو روایت کرتا ہی وازع
بن نافع سے ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ یہ حدیث باطل ہے اور وازع ضعیف ہے اور عقیلی نے مغیرہ کو ضعفا مین ذکر کیا
اور اسکی ترجمہ مین کہا کہ نہین متابعت کرتا اوسکی مگر جو اوسکی مثل ہے اور طبرانی نے ابن مسعود سے روایت کیا ایک شخص نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا کوئی جنابت کا غسل کرے اور کچہ بدن سے سوکہا رہ جاوے آپ نے فرمایا اوس جگہہ کو دہووے پہر نماز پڑہے اوسکی اسناد
مین عاصم بن عبد العزیز ہی اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا وضو کے لوٹانیکا اور ابن ابی حاتم نے اسمین علت
نکالی کہ یہ روایت مرسل ہے اور اسکی اصل صحیح مسلم مین ہے اوس مین یہ ہے کہ لوٹ جا اور اچہی طرح وضو کر اور پوری حدیث صحیح مسلم مین یون ہے
جابر نے کہا ہم سے بیان کیا حضرت عمر نے کہ ایک شخص نے وضو کیا اور ناخن برابر اپنے پاؤن مین سوکہا چہوڑ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اوسے دیکہا فرمایا جا اور اچہی طرح وضو کر کے آ وہ لوٹ گیا پہر وضو کیا پہر نماز پڑہی (اس حدیث سے یہی نکلتا ہی کہ وضو کے اعضا مین اگر ناخن
برابر سوکہا رہ جاوے تو وضو کا اعادہ لازم ہی اور اس پر سب علما کا اتفاق ہی) اور ان حدیثون سے یہی نکلتا ہی کہ دونو پاؤن کا دہونا واجب
ہے انتہی ما قال الامام الشوکانی مع زیادہ علامہ ابو الطیب روضہ ندیہ مین فرماتے ہین حق یہ ہے کہ قرآن سے پاؤن کا دہونا اور پاؤن پر مسح
کرنا دونو نکلتے ہین کیونکہ نصب اور جر دونو قراتین ثابت ہین تو دلیل قرآنی سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ دہونا بہی کافی ہی اور مسح بہی کافی ہی
لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما دیا کہ پاؤن کا دہونا فرض ہے نہ مسح اور صحابہ سے حدیثین متواتر ہوئین حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے وضو مین اونہین سے کسی مین مسح مذکور نہین البتہ موزون پر مسح ثابت ہی حجۃ اللہ البالغہ مین ہے کہ ان لوگون کا اعتبار نہین جنپر ہوائی
نفسانی غالب ہوئی اور اونہون نے پاؤن دہونیکا انکار کیا ظاہر ہے دلیل لا کر حالانکہ پاؤن دہونیکا انکار ایسا ہی ہے جیسے کوئی
جنگ بدر یا احد کا انکار کرے البتہ جو شخص یہ کہتا ہی کہ احتیاط یہ ہے کہ دہووے اور مسح مین جمع کرے یا ادنی فرض مسح ہی اگرچہ دہونیکی ترک
پر سخت ملامت ہو سکتی ہی تو اس باب مین علما کا توقف ممکن ہے جب تک اصل حال خوب کہل جاوے انتہی علامہ ابو الطیب نے اسپر
اعتراض کیا کہ دلیل قائم ہے کہ مسح کافی نہو لیکن جمع تو نص قرآنی سے نہین نکلتا بلکہ جمع کا قول ایسا ضعیف ہی کہ اسپر کوئی دلیل

نہین ہے توقف ہو کیا فائدہ ہے انتہے بعض نے کہا آیت دلیل ہے مسح رجلین پر لیکن مراد اس سے غسل خفیف ہے جس طرح
سنت مین آیا ہے بہر حال بر تقدیر غسل رجلین واجب ہے اور مسح خفین پر فرض لا بدی ہے بدلیل آیت وحدیث
احسن استدلال اس بات پر کہ اطلاق مسح کا غسل خفیف پر آتا ہے حدیث علی ہے کہ وہ نماز ظہر پڑھکر لوگون
کے کام کے لیے صحن کوفہ مین بیٹھے وقت نماز عصر کا آیا کوزہ آب لائے ایک چلو پانی لیکر مونہہ ہاتھہ سر
پاؤن کا مسح کیا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ لِبَعْضِ مَعْنَاهُ ہان جو کوئی شیعہ مین سے مسح رجلین مثل مسح خف
محسوب کہتا ہے وہ ضال و مضل ہے اسیطرح وہ شخص جو مسح و غسل دونو کو جائز کہتا ہے مخطی ہے مسلم کی روایت مین
آیا ہے ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ كَمَا أَمَرَ اللّٰهُ یعنے پھر اپنے پاؤن کو دہووے جیسے اللہ نے حکم کیا یہ دلیل ہے اس بات پر
کہ قرآن نے حکم غسل کا دیا ہے حارث نے علی بن ابی طالب سے بھی اسیطرح نقل کیا ہے کہا اِغْسِلُوا الْقَدَمَيْنِ إِلَى
الْكَعْبَيْنِ كَمَا أُمِرْتُمْ یعنے اپنے دونو قدمون کو ٹخنون تک دہوؤ جیسے تمکو حکم ہوا یہان سے مطلب اُس روایت کا بھی
کھل گیا جس مین یہ آیا ہے کہ علی نے اپنے دونو قدم پر پانی چھڑکا اور وہ جوتا پہنے تھے پھر اُنکو ملا کہ مراد اُس چھڑکنے
سے غسل خفیف ہے اندر نعلین کے کیونکہ کوئی مانع نہین ہے ایجاد غسل سے درحالیکہ پاؤن مین جوتا ہو مراد
جوتے سے اس جگہہ چپل ہے اسکے اندر غسل قدم ہو سکتا ہے اس روایت مین رد ہے متعمقین متنطعین
موسوسین پر یہی حال روایت حذیفہ کا ہے جس مین یون آیا ہے کہ آئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کھوڑے
پر ایک قوم کے پھر پیشاب کیا کھڑے ہو کر پھر پانی منگا کر وضو کیا النعلین پر مسح کیا یہ حدیث صحیح ہے لیکن
جریر نے کہا روایت ثقات مَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ ہے یعنے اپنے موزون پر مسح کیا تو جمع ممکن ہے اسطرح پر کہ پاؤن مین
خف ہون خفین پر نعلین ہون کیونکہ یہ جائز نہین ہے کہ اللہ کے فرائض اور رسول اللہ کی سنن متنافی ہو متعارض
ہون حضرت سے امر بعموم غسل قدمین بضوء مین پانی سے بنقل مستفیض ثابت ہو چکا ہے وہ قاطع عذر ہے واسطے
اُس شخص کی جسکو وہ امر پہونچ چکا انتہی ملتقطا **باب** الْمَضْمَضَةِ فِي الْوُضُوءِ وضو مین کلی کرنیکا بیان قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ
وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یہ ابن عباس اور عبد اللہ بن زید نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
نقل کیا ہے **ف** ابن عباس کی حدیث اوپر گذری اور عبد اللہ بن زید کی آگے آویگی حافظ نے کہا کلی کے یہ معنی ہین کہ پانی کو منہ
مین لیوے پھر اسکو پھیر کر تھوک دیوے اور شافعیہ کا مشہور قول ہے کہ پھیرانا شرط نہین اور عجیب ہے اور شاید مراد یہ ہے کہ پھیرانا کچھ تخصیص
نہین اگر نگل جاوے یا چھوڑ دے کہ وہ خود بخود چلا جاوے تب بھی کافی ہے انتہی **حَدَّثَنَا** أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ
أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّهُ رَأَى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ دَعَا بِوَضُوءٍ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ مِنْ إِنَائِهِ فَغَسَلَهُمَا

ثلث مرار ثم ادخل يمينه في الوضوء ثم تمضمض واستنشق واستنثر ثم غسل وجهه ثلثا ويديه الى المرفقين ثلثا ثم مسح برأسه ثم غسل كل رجل ثلثا ثم قال رأيت النبي صلى الله عليه وسلم يتوضأ نحو وضوئي هذا وقال من توضأ نحو وضوئي هذا وصلى ركعتين لا يحدث فيهما نفسه غفر الله له ما تقدم من ذنبه ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے ابو الیمان حکم بن نافع نے انہوں نے خبر دی ہمکو شعیب بن ابی حمزہ نے انہوں نے روایت کی زہری سے محمد بن مسلم سے انہوں نے کہا خبر دی مجھکو عطا بن یزید نے انہوں نے روایت کی حمران سے جو مولی (آزاد کیے ہوئے) تھے حضرت عثمان بن عفان کے انہوں نے دیکھا حضرت عثمان کو انہوں نے وضو کا پانی منگوایا اور اپنے دونو ہاتھو پر برتن سے پانی ڈالا پھر دھویا دونو ہاتھونکو تین بار پھر اپنا داہنا ہاتھ وضو کے پانی میں ڈالا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور ناک سنکی پھر اپنے مونہہ کو تین بار دھویا اور اپنے دونو ہاتھونکو کہنیوں تک تین بار پھر مسح کیا اپنے سر پر پھر ہر ایک پاؤنکو تین بار دھویا پھر کہا میں نے جناب سرور عالم رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ وضو کرتے تھے اسیطرح جیسے میں نے یہ وضو کیا اور آپ نے فرمایا جو شخص میرے اس وضو کی طرح وضو کرے اور دو رکعتیں پڑھے کہ ان دونو رکعتوں میں اپنے جیمیں باتیں نہ کرے اسکے تمام اگلے گذر چکے بعضوں نے کہا اسکا مطلب یہ ہے کہ خلوص سے پڑھے عجب اور ریا کی راہ سے تو اللہ تعالی اوسکے اگلے گناہ بخشدیگا ف یہ حدیث اوپر گذر چکی لیکن اس روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسیطرح وضو کرتے دیکھا امام مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ زہری نے کہا ہمارے علما یہ کہتے تھے یہ وضو بہت پورا ہے نماز کے لیے فتح و قسطلانی نے کہا اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف اور مسند دونو میں روایت کیا اسمیں یہ ہے کہ حضرت عثمان نے ٹھنڈی رات میں وضو کا پانی منگوایا وہ نماز کو جانا چاہتے تھے میں پانی لیکر آیا انہوں نے اپنے منہ اور ہاتھو پر بار بار پانی ڈالا میں نے کہا بس کیجئے تمہارا وضو پورا ہو گیا اور رات بہت سرد ہے انہوں نے کہا پانی ڈال میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو کوئی بندہ وضو پورا کریگا تو اللہ تعالی اوسکے اگلے اور پچھلے گناہ بخشدیگا حافظ ابن حجر نے فرمایا اصل اس حدیث کی صحیحین میں ہے کئی طریقوں سے اور ان میں یہ زیادہ نہیں کہ پچھلے گناہ بھی بخشے جاوینگے اور روایت کیا اس حدیث کو حافظ ابوبکر احمد بن علی بن سعید مروزی نے جو شیخ ہیں امام نسائی کے مسند عثمان میں اور متابعت کی ابن ابی شیبہ کی ایک جماعت نے انمیں سے ہیں محمد بن سعید بن یزید تستری نکالا اوسکو عبد الرزاق نے انتہے قسطلانی نے کہا کہ سب روایتوں میں کلی مقدم ہے اوسکے بعد ناک میں پانی ڈالنا ہے اور یہ دونو سنت ہیں وضو میں اور غسل میں اور امام احمد کے نزدیک واجب ہیں اور افضل یہ ہے کہ علیحدہ علیحدہ چلو دار انکو کرے اور ایک قول یہ ہے کہ جمع کرنا افضل ہے تو اولی یہ ہو کہ تین چلو لیوے اور ہر ایک چلو میں آدھے سے کلی کرے اور آدھا ناک میں ڈالے امام نووی نے کہا یہی یا وہ صحیح ہے اور اسکے وجوب یا استحباب کی بحث اوپر مفصل گذر چکی باب غسل الاعقاب (ایڑیاں دھونیکا بیان) وكان ابن سيرين يغسل موضع الخاتم اذا توضأ اور محمد بن سیرین (تابعی مشہور خواب کی تعبیر بیان کرنیوالے) انگوٹھی کی جگہہ کو دہوتے جب وضو کرتے

ف اس تعلیق کو مؤلف نے تاریخ میں وصل کیا ہے بت اسمعیل سے انہوں نے کہا ہمکو ابن علیہ نے انہوں نے ابن سیرین سے اور ابن ابی شیبہ نے

سے روایت کیا اونہوں نے خالد سے اونہوں نے ابن سیرین سے کہ وہ جب وضو کرتے تو اپنی انگوٹھی کو ہلاتے اور دونوں اسناد صحیح ہیں اور دونوں کی روایت
محمول ہے اوس حالت پر کہ انگوٹھی ڈھیلی ہو تو صرف ہلانے سے پانی اوسکے نیچے پہنچ جاویگا اور ابن ماجہ نے ابو رافع سے مرفوعًا ایسا ہی روایت کیا ہے
لیکن اسکا اسناد ضعیف ہے (فتح) قسطلانی نے کہا شافعی اور حنفیہ کا یہ قول ہے کہ اگر انگوٹھی ڈھیلی ہو اتنی کہ پانی اسکے نیچے خود بخود
چلا جاتا ہو تو ہلانا ضرور نہیں اور جو تنگ ہو تو اسکو ہلانے کی دلیل یہی ہے کہ ابو رافع کی حدیث کو دارقطنی نے بھی روایت کیا لیکن اسکے
اسناد میں معمر بن محمد بن عبید اللہ ہے جو اپنے باپ سے روایت کرتا ہے اور وہ دونوں ضعیف ہیں انتہی حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ قَالَ
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِیَادٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَیْرَةَ وَکَانَ یَمُرُّ بِنَا وَالنَّاسُ یَتَوَضَّؤُوْنَ مِنَ الْمِطْهَرَةِ قَالَ اَسْبِغُوا
الْوُضُوْءَ فَاِنَّ اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَیْلٌ لِلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے آدم بن ابی ایاس نے اونہوں نے
کہا حدیث بیان کی ہم سے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن زیاد نے اونہوں نے کہا میں نے سنا ابو ہریرہ سے کہ وہ ہمارے اوپر سے گذرتے
تھے اور لوگ وضو کرتے تھے لوٹے سے انہوں نے کہا پورا کرو وضو کو کیونکہ جناب رسول مقبول حضرت ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرابی
ہے ایڑیوں کی آگ سے ف اس حدیث میں آپکا ذکر کنیت سے کیا اور یہ بھی اچھا ہے اور ذکر کرنا بصفت رسالت زیادہ اچھا ہے اس سے
یہ نکلا کہ عالم کو اپنے فتوے پر دلیل لانا بہتر ہے اور حاکم نے عبد اللہ بن حارث سے روایت کیا خرابی ہے ایڑیوں کی اور تلووں کی آگ سے (فتح)

باب غَسْلِ الرِّجْلَیْنِ فِی النَّعْلَیْنِ وَلَا یَمْسَحُ عَلَی النَّعْلَیْنِ جوتیوں کے اندر پاؤں کو دھونا اور جوتیوں پر مسح نہ کرنا ف حافظ
ابن حجر نے کہا امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی چپل (یا جوتا) پہنے ہو تو پاؤں کو دھووے اور موزوں کی طرح جوتے کی مسح پر کفایت نہ
کرے اور اشارہ کیا اوس روایت کیطرف جو حضرت علی اور اور صحابہ سے مروی ہے کہ اونہوں نے مسح کیا اپنے جوتوں پر وضو میں پھر نماز پڑھی اور
اس باب میں ایک حدیث مرفوع وارد ہے جسکو ابو داؤد وغیرہ نے مغیرہ بن شعبہ سے نکالا لیکن ضعیف کیا اس حدیث کو عبد الرحمن بن مہدی
وغیرہ اماموں نے حدیث کے اور امام طحاوی نے کہا کہ جوتوں پر مسح کرنا اجماع کے خلاف ہے کیونکہ جب بالی پھٹ جاویں اتنی کہ پاؤں کھل
جاویں تو اوس پر بالاجماع مسح جائز نہیں اسیطرح چپل پر بھی جائز نہ ہوگا کیونکہ اوس میں پاؤں کھلے رہتے ہیں اور یہ استدلال صحیح ہے مگر مخالف
یہ کہہ سکتا ہے کہ اس اجماع کی سند کیا ہے (فتح) مترجم کہتا ہے احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے مغیرہ بن شعبہ سے روایت کیا کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا جوربوں پر اور جوتوں پر ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے ابو داؤد نے کہا کہ عبد الرحمن بن مہدی اس
حدیث کو نقل نہیں کرتے تھے کیونکہ مشہور مغیرہ سے یہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا موزوں پر اور روایت کیگئی حدیث ابو موسیٰ
اشعری سے لیکن یہ روایت متصل نہیں ہے نہ قوی ہے البتہ ابن ماجہ نے اوسے روایت کیا ہے اور ابو داؤد نے کہا وہ متصل نہیں ہے اسلیے کہ روایت کیا
اس کو ضحاک بن عبد الرحمان نے ابو موسیٰ سے بیہقی نے کہا ضحاک کا سماع ابو موسیٰ سے ثابت نہیں ہے
اور وہ قوی بھی نہیں ہے اسلیے کہ اسکی اسناد میں عیسی بن سنان ہے وہ ضعیف ہے حجت لانے کے لائق نہیں اور ضعیف کیا اسکو یحیی بن معین نے اور اس باب میں

امام بیہقی نے روایت کی ابن عباس سے اور ابوداؤد نے اوس بن ابی اوس سے اسی مضمون کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے وضو کیا اور
مسح کیا جوتوں پر (چپلوں پر) اور ابن خزیمہ نے حضرت علی سے اور احمد بن عبید صفار نے اور بیہقی نے انس سے اور ان روایتوں کے ملانے سے یہ نکلتا
ہے کہ جوتوں پر مسح کرنا بالکل بے اصل نہیں ہے گو اکثر علما نے اسکا خلاف کیا ہو تو ملیحی نے تخریج میں کہا ترمذی نے مغیرہ بن شعبہ کی حدیث کو
کہا حسن صحیح اور ابن حبان نے صحیح میں موجود ہے کہ مسح کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جوربین اور نعلین پر امام نسائی نے سنن کبری میں کہا ہم
نہیں جانتے کسی اور نے متابعت کی ہو ابوقیس اودی کی اس حدیث کے روایت کرنے میں ہزیل بن شرحبیل سے اور صحیح مغیرہ سے یہ روایت ہے کہ
آپ نے مسح کیا دونوں موزوں پر اور روایت کیا اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں ۵ ۴۳ قسم میں جو تیسری قسم سے ہے اور امام بیہقی نے کہا مغیرہ کی
حدیث منکر ہے ضعیف کیا اسکو سفیان ثوری اور عبد الرحمن بن مہدی اور احمد بن حنبل اور یحیی بن معین اور علی بن المدینی اور مسلم
بن حجاج نے اور مشہور مغیرہ سے موزوں پر مسح کرنیکی روایت ہے اور ایک جماعت سے روایت کیا جاتا ہے کہ انہوں نے ایسا کیا نووی نے کہا ان میں
سے ہر ایک شخص ترمذی پر مقدم ہوگا اور جرح مقدم ہے تعدیل پر اور اتفاق کیا حفاظ حدیث نے اس روایت کی ضعف پر اور ترمذی کا یہ قول
قبول نہ کیا جاویگا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے شیخ تقی الدین نے امام میں کہا ابوقیس اودی کا نام عبد الرحمن بن ثروان ہے حجت لی
ہے اس سے امام بخاری نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے سنن میں کہا کہ ابو محمد یحیی بن منصور نے کہا میں نے امام مسلم کو دیکھا انہوں نے
ضعیف کیا اس حدیث کو اور کہا کہ ابوقیس اودی اور ہزیل بن شرحبیل کی یہ روایت قبول نہیں ہو سکتی خصوصا جب مخالفت کریں
عمدہ راویوں کی انہوں نے مغیرہ سے یہ روایت کیا ہے کہ آپ نے مسح کیا موزوں پر اور کہا کہ ظاہر نص قرآنی ترک نہیں ہو سکتا
ابوقیس اور ہزیل کی روایت سے اور یہی امام مسلم کا یہ قول ابو العباس محمد بن عبد الرحمن دغولی سے بیان کیا وہ کہتے تھے میں نے علی بن
محمد بن شیبان سے سنا وہ کہتے تھے میں نے ابوقدامہ سرخسی سے سنا وہ کہتے تھے عبد الرحمن بن مہدی نے کہا میں نے سفیان ثوری سے کہا اگر
تم ابوقیس کی حدیث مجھ سے بیان کروگے ہزیل سے تو میں اسکو قبول نہیں کرونگا انہوں نے کہا وہ حدیث ضعیف ہے پھر بیہقی نے بسند
الائمہ احمد بن حنبل سے روایت کیا انہوں نے کہا یہ حدیث صرف ابوقیس اودی کی روایت سے منقول ہے اور عبد الرحمن بن مہدی نے
انکار کیا اس حدیث کو بیان کرنیسے اور کہا کہ یہ حدیث منکر ہے اور بیہقی نے بسند علی بن المدینی سے نقل کیا انہوں نے کہا مغیرہ کی حدیث مسح
کے باب میں مدینہ اور کوفہ اور بصرہ کے لوگوں نے روایت کی اور ہزیل بن شرحبیل نے یہی روایت کی مگر انہوں نے جوربوں کا ذکر کیا تو مخالفت کی اور
لوگوں کی اور روایت کی بیہقی نے باسناد یحیی بن معین سے انہوں نے کہا سب لوگ اس میں موزوں کا ذکر کرتے ہیں سوا ابوقیس کے شیخ
نے کہا جو ابوقیس کی حدیث کو صحیح کہتا ہے وہ کہتا ہے کہ اسکی روایت جمہور کی روایت کے خلاف نہیں ہے بلکہ یہی ایک امر زائد مذکور ہے اور ایسے
زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور خاص کر ایسی حالت میں کہ وہ ایک مستقل طریقہ سے ہزیل کی روایت مغیرہ سے اور مشہور روایتوں کی سند نہیں
اور تائید کرتا ہے مغیرہ کی روایت کو وہ جو روایت کیا ابن ماجہ نے سنن میں اور طبرانی نے معجم میں عیسی بن سنان سے انہوں نے ضحاک بن عبد الرحمن سے

نے ابوموسیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور مسح کیا جوربوں اور جوتوں پر زیلعی نے کہا میں نے حدیث ابن ماجہ کی اپنے نسخہ میں نہیں پائی اور نہ ابن عساکر نے اطراف میں اسکو ذکر کیا اور شاید حدیث ابن ماجہ کی بعض نسخوں میں ہو اور اسی لیے ابن جوزی نے تحقیق میں اس حدیث کو نسبت دیا ابن ماجہ کیطرف اور شیخ تقی الدین نے بھی امام میں ایسا ہی کیا مترجم کہتا ہے ہمارے نسخے میں سنن ابن ماجہ کی یہ حدیث موجود ہے زیلعی نے کہا ابوموسیٰ کی اس حدیث کو عقیلی نے بھی کتاب الضعفا میں نکالا ہے اس میں علت کی عیسیٰ بن سنان کی وجہ سے اور کہا ضعیف کیا اسکو یحییٰ بن معین وغیرہ نے طیبی نے کہا یہ حدیث محمول ہے اس صورت پر کہ جوتی جوربوں پر پہنے ہوں جیسے خطابی نے کہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف جوربوں کے مسح پر قناعت نہیں کی بلکہ انکے ساتھ نعلین پر بھی مسح کیا اور شیخ نے کہا کہ جوتوں پر مسح کرنا منسوخ ہے جیسے سنن دارمی میں ہے امام حافظ عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی نے اپنی مسند میں فرمایا خبر دی ہمکو ابونعیم نے حدیث بیان کی ہمسے یونس نے انہوں نے روایت کی ابو اسحاق سے انہوں نے عبد خیر سے انہوں نے کہا میں نے حضرت علی کو دیکھا انہوں نے وضو کیا اور مسح کیا دونو جوتوں چپلوں پر پھر کہا اگر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے ہوئے نہ دیکھتا تو میں یہ خیال کرتا کہ پاؤں کے نیچے مسح کرنا بہتر ہے اوپر کیجانب مسح کرنے سے۔ ابو محمد یعنی دارمی نے کہا یہ حدیث منسوخ ہے قرآن کی اس آیت سے وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ مترجم کہتا ہے اس حدیث سے جوتوں کا مسح ثابت ہوا اور اس حدیث کا اسناد صحیح ہے کیونکہ اسکے راوی سب ثقات ہیں اور یہ باب کی تمام حدیثوں سے قوی ہے اور تعجب ہے کہ امام شوکانی اور زیلعی نے اس حدیث کو ذکر نہیں کیا ان حدیثوں کے سوا اور کئی آثار اس باب میں وارد ہیں عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں کہا خبر دی ہم کو ثوری نے انہوں نے روایت کی زبرقان سے انہوں نے کعب بن عبد اللہ سے انہوں نے کہا میں نے حضرت علی کو دیکھا انہوں نے پیشاب کیا پھر مسح کیا اپنی جوربوں اور نعلین پر پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے خبر دی ہمکو ثوری نے انہوں نے روایت کی منصور سے انہوں نے خالد بن سعد سے انہوں نے کہا ابو مسعود انصاری مسح کرتے تھے اپنے جوربوں پر جو بال کے تھے اور مسح کرتے تھے اپنی نعلین پر خبر دی ہم کو ثوری نے انہوں نے روایت کی اعمش سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے ہمام بن حارث سے انہوں نے ابی مسعود سے جیسے اوپر گذرا خبر دی ہمکو ثوری نے یحییٰ بن ابی حیہ سے انہوں نے ابو الجلاس سے انہوں نے ابن عمر سے کہ وہ مسح کرتے تھے اپنی جوربوں اور نعلین پر خبر دی ہمکو ثوری نے اعمش سے انہوں نے اسمٰعیل بن رجاء سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا میں نے براء بن عازب کو دیکھا وہ مسح کرتے تھے اپنی جوربوں اور نعلوں پر خبر دی ہمکو معمر نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابراہیم سے کہ ابن مسعود مسح کرتے تھے موزوں پر اور جوربوں پر انتہے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رَأَيْتُكَ تَصْنَعُ أَرْبَعًا لَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا قَالَ وَمَا هِيَ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ قَالَ رَأَيْتُكَ لَا تَمَسُّ مِنَ الْأَرْكَانِ إِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ وَرَأَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَرَأَيْتُكَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ وَرَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهَلَّ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الْهِلَالَ

[illegible]

وَلَمْ تُهِلَّ اَنْتَ حَتّٰى كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اَمَّا الْاَرْكَانُ فَاِنِّيْ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَمَسُّ اِلَّا الْيَمَانِيَّيْنِ وَاَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِيْ
لَيْسَ فِيْهَا شَعَرٌ وَيَتَوَضَّأُ فِيْهَا فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَلْبَسَهَا وَاَمَّا الصُّفْرَةُ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ يَصْبُغُ بِهَا فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَصْبُغَ بِهَا وَاَمَّا الْاِهْلَالُ فَاِنِّيْ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ حَتّٰى
تَنْبَعِثَ بِهِ رَاحِلَتُهُ۔ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو امام مالک نے
انہوں نے روایت کی سعید مقبری سے انہوں نے عبید بن جریج (مدنی) سے انہوں نے عبداللہ بن عمر سے کہا اے ابو عبدالرحمان میں
تم کو چار باتیں کرتے دیکھتا ہوں جو تمہارے ساتھیوں میں سے کسیکو نہیں دیکھتا کرتے ہوئے (یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
اصحاب میں سے جنکو عبید نے دیکھا تھا) عبداللہ بن عمر نے کہا وہ کون سی باتیں ہیں اے ابن جریج انہوں نے کہا میں دیکھتا ہوں تم
(طواف میں) ہاتھ نہیں لگاتے کعبہ کے کونوں کو سوا حجر اسود اور رکن یمانی کے (شاید اور صحابہ سب کونوں کو ہاتھ لگاکر
چومتے ہوں اور ایسا ہی صحیح ہوا معاویہ اور ابن زبیر سے اور اسکا ذکر کتاب الحج میں آویگا) اور میں دیکھتا ہوں تم سبتی جوتے پہنتے
ہو (سبتی وہ صاف چمڑا جسپر بال نہ ہوں اور بعضوں نے کہا گائے کا چمڑا جو دباغت کیا جاوے) اور میں دیکھتا ہوں تم اپنے بالوں
کو زرد رنگتے ہو یا کپڑے کو اور میں دیکھتا ہوں جب تم مکہ میں ہوتے ہو تو لوگ ذیحجہ کا چاند دیکھتے ہی لبیک پکارنے لگتے ہیں جب
تک آٹھویں تاریخ نہیں ہوتی (اور منا کو جانیکا وقت نہیں آتا) عبداللہ نے کہا کعبہ کے کونوں کا حال یہ ہے کہ میں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی کونے کو ہاتھ لگاتے نہیں دیکھا سوا رکن یمانی اور حجر اسود کے اور لیکن سبتی جوتیاں یعنے صاف بن
بال کے چمڑے کی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ ایسے چمڑے کی جوتیاں پہنتے تھے جسپر بال نہ ہوتے (تو اعتراض
کی کوئی وجہ نہیں اور یہ اعتراض اس خیال سے تھا کہ ایسی جوتیاں تکلف والے دنیادار پہنتے ہیں اور غریب لوگ تو بال والے
چمڑے کی پہنتے) اور انکو پہنے ہوئے وضو کرتے (اسی فقرے سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے
پاؤں ان جوتیوں کے اندر ہی دھولیتے) اور زرد رنگ تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ زرد رنگتے تھے کپڑوں کو
(جیسے سنن ابو داؤد میں ہے کہ آپ ورس اور زعفران سے اپنے کپڑے رنگتے یا عمامہ کو بھی یا بالوں کو کیونکہ سنن میں یہ ہے
کہ آپ ڈاڑھی کو زرد رنگتے تھے اور اکثر صحابہ اور تابعین نے زرد خضاب کیا ہے) اسلئے میں بھی اس رنگ کو پسند کرتا ہوں اور لیکن
لبیک پکارنا تو میں نے نہیں دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لبیک پکارتے ہوئے یہاں تک کہ آپ کی اونٹنی آپ کو لیکر سیدھی
ہوتی (یعنی منا کو جانے کے لیے اور یہ آٹھویں تاریخ کو ہوتا شافعی اور مالک اور احمد نے اسی حدیث پر عمل کیا ہے اور
باقی امور کو نہ چھونے کی وجہ یہ تھی کہ وہ دو کونے اپنی جگہ پر نہیں رہے تھے اور مشرکین نے حطیم کو کعبہ سے خارج کر دیا تھا اس

[illegible]

صورت مین اگر کعبہ حضرت ابراہیم کی حدود پر بنایا جاوے تو چاروں کونے چہونا مستحب ہوگا اور عبداللہ بن زبیر نے ایسا ہی کیا جب کعبہ
کو بنائی ابراہیمی پر بنایا تہا اور معاویہ اور امام حسن اور امام حسین علیہما السلام سے بہی ایسا ہی منقول ہے مؤلف نے اس حدیث کو
لباس مین اور مسلم اور ابو داؤد نے حج مین نکالا اور نسائی نے طہارت مین اور ابن ماجہ نے لباس مین حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث
کی باقی بحث کتاب اللباس مین آویگی اگر خدا چاہے **بَابُ التَّيَمُّنِ فِي الْوُضُوْءِ وَالْغُسْلِ** وضو اور غسل مین داہنی
طرف سے شروع کرنا **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ
أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُنَّ فِيْ غُسْلِ ابْنَتِهِ ابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ
مِنْهَا **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے مسدد بن مسرہد نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے اسمعیل بن علیہ نے انہون نے کہا حدیث
بیان کی ہمسے خالد حذاء نے انہون نے روایت کی حفصہ بنت سیرین سے انہون نے ام عطیہ (نسیبہ بنت کعب یا بنت حارث) سے جو مردون کو
غسل دیتین اور بیمارون کی خبرگیری کرتین اور جنگ خیبر مین موجود تہین انہون نے کہا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا عورتون سے اپنی صاحبزادی (یعنی حضرت زینب رضی اللہ عنہا) کے غسل مین شروع کرو انکی داہنی جانبون سے اور وضو کے
مقامون سے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا یہ ٹکڑا ہے بڑی حدیث کا جو کتاب الجنائز مین آویگی اور یہان اسکے لانے سے غرض یہ ہے
کہ دوسری حدیث مین جو تیمن کا لفظ آیا ہے اسکی تفسیر ہوجاوے کیونکہ تیمن کے کئی معنے مین داہنے سے شروع کرنا داہنے ہاتہہ
سے دینا لینا برکت اور قسم کا قصد کرنا تو اس حدیث سے معلوم ہوجاتا ہے کہ تیمن سے مراد دوسری حدیث مین اول معنے ہین قسطلانی نے کہا
نکالا اسکو مسلم نے اور نسائی اور ابن ماجہ نے **حَدَّثَنَا** حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَشْعَثُ
بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ فِيْ
تَنَعُّلِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَطُهُوْرِهِ وَفِيْ شَأْنِهِ كُلِّهِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے حفص بن عمر حوضی بصری نے انہون نے کہا حدیث
بیان کی ہمسے شعبہ ابن حجاج نے انہون نے کہا خبر دی مجہکو اشعث بن سلیم نے انہون نے کہا سنا مینے اپنے باپ سے سلیم بن اسود
محاربی سے انہون نے روایت کی مسروق سے جو اجدع کے بیٹے ہین انکی کنیت ابو عائشہ ہے انہون نے روایت کی حضرت عائشہ
سے انہون نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند آتا تہا داہنی طرف سے شروع کرنا جوتا پہننے مین اور کنگہی کرنے مین
اور طہارت کرنے مین اور سب کامون مین **ف** شیخ تقی الدین نے کہا پاخانہ مین جانا اور مسجد سے نکلنا ان کامون مین مستثنی ہے
ان مین بائین جانب سے شروع کرنا چاہیے حافظ ابن حجر نے کہا مسند احمد مین ہے داہنی جانب سے شروع کرنا مستحب ہے کیونکہ
وہ عبادت اور زینت مین داخل ہے اور یہ ثابت ہے حدیث سے اور جوتا اتارنے مین بائین سے شروع کرنا چاہیے اسیطرح وضو مین
پہلے داہنا ہاتہہ دہونا چاہیے اور غسل مین پہلے داہنا جانب اس سے یہ بہی نکالا ہے کہ امام کے داہنی جانب نماز پڑہنا اور مسجد

داہنی طرف بیٹھنا اور داہنے ہاتھ سے کھانا اور پینا مستحب ہے نووی نے کہا شرع کا قاعدہ ہے کہ ہر ایک عزت اور زینت کا کام داہنے
طرف سے شروع کرنا مستحب ہے اور جو کام عزت اور زینت کے خلاف ہیں انکا بائیں سے اور اجماع کیا علما نے وضو میں داہنے سے شروع
کرنا سنت ہے اور جو کوئی اسکے خلاف کرے اسکا وضو درست ہو جاویگا اور مراد امام نووی کی اہلسنت کے علما ہیں کیونکہ شیعہ کے
نزدیک وضو میں داہنے سے شروع کرنا واجب ہے اور سید مرتضی شیعی نے غلطی کی اور وجوب کو نسبت دیا شافعی کیطرف اور بیان اور
تحریر جو کتابیں ہیں شیعہ کی انمیں بھی وجوب کو نسبت دیا ہے ساتوں فقیہوں کیطرف اور یہ غلط ہے اور رافعی کی کلام سے معلوم
ہوتا ہے کہ امام احمد کے نزدیک یہ امر واجب ہے حالانکہ ایسا معلوم نہیں ہوا مغنی میں ہے کہ اسکے عدم وجوب میں اختلاف معلوم
نہیں ہوا انتہی مختصرا قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مؤلف نے نکالا کتاب الصلوۃ اور لباس میں اور مسلم نے طہارت میں اور
ابوداود نے لباس میں اور ترمذی نے صلوۃ میں اور نسائی نے طہارت اور زینت میں اور ابن ماجہ نے طہارت میں انتہی شوکانی
نے کہا اس حدیث کو ابن حبان اور ابن مندہ نے صحیح کہا اور ابن حبان کی ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ داہنی طرف سے شروع
کرنیکو پسند کرتے تھے ہر باتوں میں یہانتک کہ کنگھی کرنے میں اور جوتا پہننے میں داہنی طرف سے شروع کرنا پسند کرتے تھے اور ابوداود
کی ایک روایت میں ہے کہ آپ پسند کرتے تھے داہنی طرف سے شروع کرنا جہانتک ہو سکتا اپنے سب کاموں میں اور مہدی نے بحر
میں کہا کہ امامیہ اور عترت کے نزدیک وضو میں داہنی طرف سے شروع کرنا واجب ہے اور دلیل انکی وہ حدیث ہے جو احمد اور ابوداود
نے ابوہریرہ سے روایت کی انمیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم پہنو اور جب تم وضو کرو تو داہنی طرف سے شروع
کرو اور اس حدیث کو ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور بیہقی نے روایت کیا زہیر سے اور اس نے اعمش سے اور اس نے ابوصالح
سے اور اس نے ابوہریرہ سے ابن دقیق العید نے کہا یہ روایت صحیح ہونے کے لائق ہے اور نسائی اور ترمذی نے ابوہریرہ سے روایت کیا کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب قمیص پہنتے تو داہنے سے شروع کرتے اور اوپر کی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ وضو میں داہنے ہاتھ اور داہنے
پاؤں سے شروع کرنا واجب ہے لیکن اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ کپڑا پہننے میں بھی داہنی طرف سے شروع کرنا واجب ہے حالانکہ اسکے
وجوب کا کوئی قائل نہیں ہوا اور حضرت علی سے مروی ہوا انہوں نے کہا میں پرواہ نہیں کرتا داہنی طرف سے شروع کروں یا بائیں
طرف سے جب وضو کو پورا کروں روایت کیا اسکو دارقطنی نے انہوں نے کہا ایک شخص آیا حضرت علی کے پاس اور مسئلہ پوچھا وضو
کو تو کہا میں شروع کروں داہنی طرف سے یا بائیں طرف سے انہوں نے اپنے منہ سے آواز نکالی تھوکنے کے طور پر پھر پانی منگوایا اور پہلے
بائیں ہاتھ کو دھویا اسکے بعد داہنے کو اور بیہقی نے اسی طریق سے روایت کیا حضرت علی سے انہوں نے کہا کچھ پرواہ نہیں اگر میں
بائیں سے شروع کروں وضو میں اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے اسی لفظ سے اور روایت کیا ابوعبید نے کہ حدیث کہ ابوہریرہ داہنی
طرف سے شروع کرتے تھے یہ خبر حضرت علی کو پہنچی انہوں نے بائیں سے شروع کیا اور روایت کیا اسکو احمد بن حنبل نے حضرت علی

۱۲ اور ابن منذر نے کہا سب کا اتفاق ہے کہ وضو میں اور جوتا پہننے میں ۱۲

سے حافظ نے کہا یہ روایت منقطع ہے مگر ایک طریقہ دوسرے طریقہ کو قوی کرتا ہے اور یہ دونوں حجت ہیں امامیہ پر کیونکہ وہ حضرت علی کے قول اور فعل کو مانتے ہیں انتہی مختصراً

باب التماس الوضوء اذا حانت الصلوٰة جب نماز کا وقت آوے اس وقت پانی ڈھونڈنا وضو کے لیے وقالت عائشة حضرت الصبح فالتمس الماء فلم يوجد فنزل التيمم اور حضرت عائشہ نے کہا صبح کی نماز کا وقت آیا تو پانی کو ڈھونڈا پانہ ملا تب تیمم کا حکم اترا **ف** یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جو کتاب التیمم میں انشاء اللہ آویگی اور اس لفظ سے مولف نے وصل کیا تفسیر سورہ مائدہ میں ابن منیر نے کہا اس قول کے لانے سے یہ غرض ہے کہ نماز کے وقت آنے سے پہلے پانی کا ڈھونڈنا واجب نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ پر انکار نہیں کیا پانی ڈھونڈنے میں دیر کرنے پر اس سے نکلا کہ یہ امر جائز ہے (فتح) حدثنا عبد الله بن يوسف قال اخبرنا مالك عن اسحاق بن عبد الله بن ابي طلحة عن انس بن مالك قال رأيت النبي صلى الله عليه وسلم وحانت صلوة العصر فالتمس الناس الوضوء فلم يجدوه فاتي رسول الله صلى الله عليه وسلم بوضوء فوضع رسول الله صلى الله عليه وسلم في ذلك الاناء يده وامر الناس ان يتوضأوا منه قال فرأيت الماء ينبع من تحت اصابعه حتى توضأوا من عند اٰخرهم **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن یوسف (تنیسی) نے انہوں نے کہا خبر دی ہم کو امام مالک نے انہوں نے روایت کی اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے اونہوں نے انس بن مالک سے اونہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور عصر کی نماز کا وقت آگیا پھر لوگوں نے وضو کا پانی ڈھونڈا اور پانی نہ ملا آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس وضو کا پانی لایا گیا آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اس برتن میں رکھدیا (ابن مبارک کی روایت میں ہے ایک شخص ایک پیالہ لایا اوس میں تھوڑا سا پانی تھا آپ اپنی انگلیاں پھیلا نہ سکے اسمیں کیونکہ وہ چھوٹا تھا پھر آپ نے اپنی انگلیاں ملا کر اس میں ڈالیں) اور لوگوں کو حکم دیا اس سے وضو کرنیکا انس نے کہا میں نے دیکھا پانی آپکے انگلیوں کے نیچے سے پھوٹ رہا تھا یہاں تک کہ وضو کر لیا اس شخص نے بھی جو اخیر میں تھا (یعنے سب نے وضو کر لیا یہاں تک کہ جو اخیر میں تھا اسکی بھی باری آگئی) **ف** حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا کہ جس شخص پاس اپنے وضو سے زیادہ پانی ہو وہ دوسرے کو وضو کیواسطے پانی دیوے اور یہ بھی نکلا کہ وضو کرنیوالا اگر قلیل پانی میں سے چلو بھر کر لیوے تو وہ پانی مستعمل ہوگا اور شافعی نے اس سے یہ دلیل لی ہے کہ برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھ دھونیکا حکم جو دوسری حدیث میں آیا ہے وہ استحبابی ہے قاضی عیاض نے کہا اس معجزہ کو آپکے بہت صحابہ نے نقل کیا ہے تو وہ قطعی ہے اور ابن بطال نے کہا کہ اسکو سوا انس کے اور کسی نے روایت نہیں کیا گو اس واقعہ کیوقت بہت صحابہ کرام حاضر تھے تو دونوں کے کلام میں بڑا اختلاف ہے اور ہم اسکی تفصیل علامات النبوة میں انشاء اللہ تعالیٰ بیان کرینگے (فتح) قسطلانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا کہ جب وضو نہ ہو اسکو پانی ڈھونڈنا مستحب ہے اور رد ہوگیا اون ملحدین کا

جو معجزہ کا انکار کرتے ہیں اور اس حدیث کو مؤلف نے علامات النبوۃ میں نکالا اور مسلم اور ترمذی نے مناقب میں اور کہا کہ حسن صحیح ہے اور نسائی
نے کتاب الطہارت میں انتہی ۔ باب الماء الذی یغسل بہ شعر الانسان جس پانی سے آدمی کے بال دھوئے جاویں وہ پاک ہے
ف کیونکہ نہانیوالی کے بال اکثر پانی میں گر پڑتے ہیں اور جو بال نجس ہو تو پانی بھی نجس ہو جاویگا اور یہ امر منقول نہیں ہوا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل میں اس سے پرہیز کرتے ہوں بلکہ آپ بالوں کی جڑوں میں خلال کیا کرتے اور ایسی حالت میں بجز
نہ کچھ بال اوٹر کر پانی میں گرتے ہونگے تو معلوم ہوا کہ آدمی کے بال پاک ہیں اور یہی قول ہے اکثر علما کا اور امام شافعی کا قول قدیم
بھی یہی ہے اور جدید میں انہوں نے صاف کہدیا کہ وہ پاک ہیں اور ایک جماعت شافعیہ نے اسی کو صحیح کہا اور ایک جماعت نے کہا کہ بال
نجس ہونیکا قول صحیح ہے اور مؤلف نے بال کی طہارت پر استدلال کیا باب کی حدیث سے اور اس پر یہ اعتراض ہوا ہے کہ حضرت کے بال
مبارک اور مکرم ہیں اور اور بالوں کا قیاس آپکے بالوں پر نہیں ہو سکتا اور ابن منذر اور خطابی نے اسکا جواب دیا ہے کہ طہارت کے
باب میں اس خصوصیت پر کیا دلیل ہے اور اگر یہ اعتراض صحیح ہو تو منی کی طہارت پر اس حدیث سے کیونکر دلیل لا دینگے کہ حضرت عائشہ
آپکے کپڑے سے منی کو چھیل ڈالتیں کیونکہ اعتراض کرنیوالا یہ کہیگا کہ آپ کی منی پر اور منی کا قیاس صحیح نہیں اور حق یہ ہے کہ احکام
شرعیہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بھی مثل اور لوگوں کے ہے مگر جہاں تخصیص کی دلیل پائی جاوے اور بہت سے علماء اسپر
قائم ہوئے ہیں کہ آپکے فضلے (یعنی پیشاب اور پائخانہ اور پسینا وغیرہ) پاک تھے اور ائمہ نے کہا کہ یہ آپکی خصوصیت تھی اب
شافعیہ کی کتابوں میں جو اسکے خلاف لکھا ہے وہ التفات کے لائق نہیں کیونکہ شافعیہ کے اماموں نے بالوں کی طہارت کو تسلیم کیا
ہے یہ اختلاف آدمی کے بالوں میں ہے لیکن اوس جانور کے بالوں میں جو حلال نہیں یا ذبح نہیں کیا گیا اختلاف ہے شافعیہ کے نزدیک
صحیح یہ ہے کہ وہ نجس ہیں اور اکثر علما کے نزدیک وہ پاک ہیں اور بغوی نے شرح سنۃ میں کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین میمونہ
کی مردار بکری میں جو فرمایا صرف اوسکا کھانا حرام ہے اس سے معلوم ہوا کہ مردار کے اور اجزا سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور اس مطلب
کا بیان جدا چاہیے تو ایک جداگانہ باب میں آویگا (فتح) وکان عطاء لا یری بہ باسا ان یتخذ منھا الخیوط و
الحبال اور عطا بن ابی رباح (تابعی مشہور) برا نہیں سمجھتے تھے آدمیوں کے بالوں سے ڈوریاں اور رسیاں بنانیکو ف اس
تعلیق کو محمد بن اسحاق فاکہی نے اخبار مکہ میں بسند صحیح موصولاً روایت کیا اس میں یہ ہے کہ عطا بن ابی رباح برا نہیں سمجھتے
تھے فائدہ اٹھانا آدمیوں کے بالوں سے جو مونڈے جاتے ہیں منا میں (فتح) وسؤر الکلاب وممرھا فی المسجد اور اس باب
میں یہ بیان ہے کہ کتوں کے جھوٹے کا اور کتوں کے آنے جانے کا مسجد میں ف حافظ ابن حجر نے کہا ظاہر یہ ہے کہ امام بخاری کے نزدیک
کتے کا جھوٹا پاک ہے قسطلانی اور عینی نے کہا امام بخاری آگے جو حدیثیں لائے ہیں انسے غرض یہ ہے کہ کتے کے جھوٹے کی طہارت
ثابت ہو اور ابن بطال نے کہا امام بخاری نے چار حدیثیں لکھے کے اس باب میں بیان کیں انسے یہ مطلب ہے کہ کتے کا پاک ہونا ثابت کریں

لئے کا جوٹھا پاک ہے امام شوکانی نے کہا اکثر علما کے نزدیک کتا اور اسکا لعاب نجس ہے اور عکرمہ اور مالک کے نزدیک ایک روایت میں پاک ہے انتہی وَقَالَ الزُّهْرِيُّ إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءٍ لَيْسَ لَهُ وَضُوءٌ غَيْرُهُ يَتَوَضَّأُ بِهِ ابن شہاب زہری نے کہا زہری بڑے فقیہوں میں سے تھے اور استاذ امام مالک کے جب کتا کسی برتن میں منہ ڈالدے اور سوا اس برتن کے اور پانی نہ ہو تو وضو کرے اوس سے روایت کیا اسکو ولید بن مسلم نے اپنی مصنف میں اور ابن عبد البر نے تمہید میں باسناد صحیح زہری سے وَقَالَ سُفْيَانُ هَذَا الْفِقْهُ بِعَيْنِهِ يَقُولُ اللَّهُ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا سفیان نے کہا یہ مسئلہ سمجھا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمانے سے پھر تم پانی نہ پاؤ تو تیمم کرو وَهَذَا مَاءٌ وَفِي النَّفْسِ مِنْهُ شَيْءٌ يَتَوَضَّأُ بِهِ وَيَتَيَمَّمُ اور کتے کا جوٹھا پانی ہے لیکن دل میں فرا شبہ آتا ہے اسوجہ سے وضو کرے اوس سے اور پھر احتیاطاً تیمم کرلیوے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا سفیان سے مراد ثوری ہیں اور اسکی تصریح ہے ولید بن مسلم کی روایت میں تو سفیان کے نزدیک کتے کا جوٹھا پاک تھا جب تو انہوں نے اوس سے وضو کرنیکا حکم دیا اور یہ جو قید لگائی دوسرا پانی نہ ملے تو اسوسطے کہ اگر دوسرا پانی موجود ہو تو اسی سے وضو کرنا اولی ہے کیونکہ کتے کے جوٹھے میں شبہ ہے اور فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيبُكَ اور تیمم کا حکم اسلیے دیا کہ کتے کا جوٹھا مشکوک ہے تو احتیاط کی عبادت ہیں اور جن لوگوں کے نزدیک کتے کا جوٹھا نجس ہے انکے نزدیک اوس سے وضو نکرے اور تیمم کرے اور احتیاط یہ ہے کہ ایسے پانی کو بہا دیوے پھر تیمم کرے تاکہ سب کے نزدیک تیمم درست ہوجاوے (فتح ملخصاً) حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ قُلْتُ لِعَبِيدَةَ عِنْدَنَا مِنْ شَعَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَبْنَاهُ مِنْ قِبَلِ أَنَسٍ أَوْ مِنْ قِبَلِ أَهْلِ أَنَسٍ فَقَالَ لَأَنْ تَكُونَ عِنْدِي شَعَرَةٌ مِنْهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے مالک بن اسمعیل بن غسان نہدی نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے اسرائیل بن یونس بن اسحاق سبیعی نے انہوں نے روایت کی عاصم بن سلیمان احول بصری سے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے کہا میں نے عبیدہ بن عمرو سلمانی یا ابن قیس بن عمرو سلمانی سے کہا ہمارے پاس کچھ بال ہیں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے جو ہمکو پہنچے انس کیطرف سے یا انس کے گھر والوں کی طرف سے کیونکہ ابن سیرین کے باپ سیرین مولی تھے انس کے اور انس ربیب تھے ابو طلحہ کے اور ابو طلحہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بال دیئے تھے جیسے دوسری روایت میں آویگا یہ سنکر عبیدہ نے کہا اگر میرے پاس ان (مبارک) بالوں میں سے ایک بال ہو تو وہ زیادہ محبوب ہے مجھکو ساری دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے اوس سے **ف** عبیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیوقت میں پیدا ہوئے تھے لیکن آپ سے ملاقات نکر سکے پر اسلام لائے تھے آپکی وفات سے پہلے ایسے لوگوں کو اہلحدیث کی اصطلاح میں مخضرم کہتے ہیں یہ لوگ صحابہ سے اوتر کر ہیں اور تابعین سے فرا چڑھکر اگرچہ شمار انکا بھی تابعین میں ہے صحابہ اور تابعین کا تو زمانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تھا اور اسوقت محبت ایمانی کا بڑا جوش تھا اسلیے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک بال انکے نزدیک ساری دنیا سے بہتر تھا اب تک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی وفات کو تیرہ سو برس گذری مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ایسے عاشق موجود مین جو آپکے ایک بال کو کیا بلکہ آپکی جوتی کی خاک
کو ساری دنیا سے افضل جانتے ہین ؎ ہر دو عالم قیمت خود گفتۂ ٭ نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز ٭ اور یہچان اس عشق و
محبت کی یہی کہ آپکی سنت کو اور آپکے طریق پر چلنے کو تمام جہان کی نعمتون اور لذتون پر مقدم رکھتے ہین آپکے قول یا فعل
کے سامنے کسی مجتہد یا عالم یا پیر یا درویش کے قول یا فعل کیطرف خیال بہی نہین کرتے یہی لوگ عاشق ہین حضرت رسول کریم صلے
اللہ علیہ وسلم کے اور زبانی ڈینگ مارنیوالے اور حلوا اور پلاؤ کہانیوالے بہت ہین پر انکین عشق تو کیا ذرہ بہی بو بہی حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کی محبت کی نہین ہے وہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت چلنے کیلئے مصلحت ڈہونڈہتے ہین اور ڈرتے ہین کہ
کہین آپکی سنت پر چلنے سے کوئی ملا یا عالم یا درویش ناراض نہ ہوجاوین یا کوئی بادشاہ یا رئیس یا اون کے مرید اور معتقد
بے اعتقاد نہ ہوجاوین آپکے لاحول ولا قوۃ ۔ حافظ ابن حجر نے کہا اسحدیث کو ترجمہ باب سے یہ تعلق ہے کہ انس نے حضرت کے بالون کو
حفاظت سے رکہا اور عبیدہ نے ایک بال ملجانیکی آرزو کی کیونکہ وہ طاہر اور شریف تہا اس سے یہ نکلا کہ انسان کا بال پاک ہے
اور جب بال پاک ہوا تو جس پانی سے بال دہویا جاوے وہ بہی پاک ہے انتہی حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ
حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادٌ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَمَّا حَلَقَ رَأْسَهُ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَوَّلَ مَنْ أَخَذَ مِنْ شَعْرِهِ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے محمد بن عبد الرحیم (بغدادی)
نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سعید بن سلیمان ضبی بزار ابو عثمان سعدویہ حافظ مشہور نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی
ہمسے عباد بن عوام واسطی ابو سہل نے اونہون نے روایت کی عبد اللہ بن عون سے انہون نے محمد ابن سیرین سے انہون نے انس بن
مالک رضی سے انہون نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جب اپنا سر منڈایا تو سب سے پہلے آپکے بالون مین سے ابو طلحہ نے بال لیے
ف ابو طلحہ انصاری ام سلیم کے خاوند تہے جو انس کی مان تہین ابو عوانہ نے اپنی صحیح مین اسحدیث کو روایت کیا اسمین یہ ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے مونڈنیوالے کو حکم دیا اوس نے آپکا سر مونڈا اور آپنے داہنی طرف کے بال ابو طلحہ کو دیے پہر بایان جانب منڈایا
اور حکم کیا انکو کہ ان بالون کو بانٹ دین لوگون کو مسلم کی روایت مین یون ہے جب آپ کنکریان مار چکے اور قربانی کاٹ چکے تو اپنا داہنا
جانب سر کا مونڈنیوالے کو دیا اوسنے اوسکو مونڈا پہر ابو طلحہ کو بلایا اور وہ بال انکو دیدیے پہر بایان جانب مونڈنیوالے کو دیا اوس نے
اسکو مونڈا اور وہ بال بہی ابو طلحہ کو دیے اور فرمایا بانٹ دے یہ لوگون کو اور ایک روایت مین مسلم کے یہ ہے کہ آپنے داہنی جانب
کے بال جو لوگ آپکے نزدیک تہے انکو بانٹ دیے اور ایک روایت مین یہ ہے کہ آپنے داہنی طرف کے بال بانٹے لوگون کو کسی کو ایک بال
کسی کو دو بال اور بائین جانب کے بال ام سلیم کو دیدیے اور ایک روایت مین ہے کہ ابو طلحہ کو دیے اور ان روایتون مین تناقض نہین
ہے بلکہ جمع یون ہوسکتا ہے کہ آپنے دونو جانب کے بال ابو طلحہ کو دیدیے اور داہنی جانب کے انہون نے بانٹ دیے لوگون کو آپکے حکم سے

اور بال بائین جانب کے ام سلیم کو دیدیے یعنے ابی ابی کو آپکے حکم سے امام احمد نے ایک روایت مین زیادہ کیا کہ بال ام سلیم کو دیے تاکہ اپنی
خوشبو مین ڈالے امام نووی نے کہا اس سے یہ نکلا کہ سر منڈانے مین داہنی طرف سے شروع کرنا بہتر ہو اور یہی قول ہے جمہور علما کا
سوا ابو حنیفہ کے اور اس سے یہ بھی نکلا کہ آدمی کے بال پاک ہین اور یہی قول ہے جمہور کا اور یہی صحیح ہو ہمارے نزدیک اور یہ بھی
نکلا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بالون سے برکت لینا جائز ہو اور انکا رکھ چھوڑنا درست ہے اور اختلاف کیا ہو علما نے کہ مونڈنے
والا کون تھا صحیح یہ ہے کہ معمر بن عبد اللہ تھا جیسے بخاری نے ذکر کیا اور بعضون نے کہا خراش بن امیہ صحیح یہ ہے کہ خراش نے حدیبیہ
مین سر مونڈا تھا انتہا فتح) قسطلانی نے کہا اس حدیث مین جو سر منڈانیکا ذکر ہے وہ حجۃ الوداع مین ہوا اور ابو طلحہ کا نام زید بن سہل
بن اسود انصاری تھا اور وہ سب جنگون مین شریک تھے اور اس حدیث کو مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا
اور ترمذی نے کہا وہ حسن صحیح ہی انتہی منتقے الاخبار مین ہے کہ مسلمان آدمی موت سے نجس نہین ہوتا اور نہ اوسکے بال اور
اجزا جو جدا ہو جاوین نجس ہین اور ہمنے آپکا قول بیان کیا کہ مسلمان نجس نہین ہوتا اور وہ شامل ہو زندہ اور مردے کو بخاری
نے کہا ابن عباس نے کہا مسلمان نجس نہین ہوتا زندگی مین نہ مرنے کے بعد پھر امام احمد کی روایت سے نکلا کہ ام سلیم حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کے بالون کو اپنی خوشبو مین ملاتین اور روایت کیا احمد نے مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے کہ عروہ بن مسعود حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے کھڑا ہوا اور اس نے دیکھا آپکے اصحاب کا حال آپکے ساتھ آپ جب تھوکتے تو ہر ایک لیکتا اوسکو تھوک
کو لینے کے لیے اور آپکے بالون مین سے کوئی بال گرتا تو لوگ اوسکو لے لیتے اور روایت کیا احمد نے عبد اللہ بن زید سے جو اذان
کی روایت کرنیوالے ہین کہ وہ حاضر ہوئے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس نحر کرنیکے مقام مین اور ایک شخص قریش کا قربانی کے جانور
بانٹ رہا تھا تو عبد اللہ کو کچھ نہ ملا نہ انکے ساتھی کو پھر آپنے اپنا سر منڈایا اپنے کپڑے مین اور بال انکو دیے اور اور لوگون کو بھی
بانٹے اور ناخن کترائے اور وہ انکے ساتھی کو دیے عبد اللہ نے کہا آپکے بال ہماری پاس ہین اور انپر خضاب ہے مہندی اور
وسمہ کا مترجم کہتا ہو ان سب حدیثون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بال ہمیشہ صحابہ لیتے رہے
اور دو بار آپنے سر منڈایا اور ساری سر کے بال تقسیم کر دیے اور یہ بھی ثابت ہے کہ پیغمبرون کے جسم زمین پر حرام ہین تو بال بھی آپ
کے زمین نہین کھا سکتی پھر کیا وجہ ہے کہ اس زمانہ مین جس بال کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف معتبر منقول یا مشہور ہو ہم
اسکی تکذیب کرین بلکہ ہمکو ایسے بال کی تعظیم اور حرمت لازم ہو اگرچہ اس مین کچھ شبہ بھی ہو اسلیے کہ اگر وہ آپکا بال ہو واقع
مین ہے تو ہم اوسکی بے ادبی کرنیسے گنہگار ہونگے اور جو نہین ہے تو ہم اسکا ادب کرنیسے گناہگار نہ ہونگے کیونکہ اللہ تعالی ہماری
نیت کو جانتا ہے کہ ہمنے اسکا ادب اس نسبت کی وجہ سے کیا جسکی خبر دی لوگون نے اور تعجب ہے بعضے لوگون سے جو تابع
سنت کا دعوی کرتے ہین اور خواہ مخواہ اس قسم کے آثار شریفہ کی تکذیب کیا کرتے ہین اور اللہ بچاوے غلو اور تعصب سے اور

بے ادبی سی بعض لوگون نے باوجود علم کے ایسے کلمات مونہہ سے نکالے کہ انکی نوبت کفر تک پہنچ جاتی ہے اور وہ غافل ہین اس امر سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سارے فضلے یہانتک کہ پاخانہ اور پیشاب بھی اور آپکے مبارک جسم کا ہر جز طاہر و شریف اور مقدس ہے اور اسپر اتفاق کیا تمام علماء حدیث نے رضی اللہ عنہم

باب إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعًا

جب کتا کسی برتن مین پانی پی لے تو اوسکو سات بار دہونا چاہیے **ف** اس باب مین امام بخاری نے چار حدیثین لائے ہین اور ان چارون حدیثون سے یہ بات نکالی ہے کہ کتے کا جوٹھا پاک ہے پہلی حدیث سے اسطرح کہ کتا جب کسی برتن سے پانی پی لیوے تو اُسکے سات بار دہونیکا حکم ہوا حالانکہ سور کتے سے زیادہ نجس ہے اور آدمی کا گوہ اور موت بھی نجس ہے اور سوا اسکی نجاست مین ایک بار یا حد درجہ تین بار دہونا کافی ہے تو معلوم ہوا کہ سات بار دہونیکا حکم نجاست کیوجہ سے نہین بلکہ کسی اور مصلحت سے ہے وہ یہ کہ کتا بعضا زہریلا ہوتا ہے تو احتمال ہے کہ برتن مین اُسکی زہر کا اثر چھوڑ دے اور انسان کو ضرر ہو اسلیے مبالغہ کیا صفائی مین اور اسیوجہ سے بعض روایتون مین یہ بھی ہے کہ آٹھوین بار مٹی سے ملکر دہو اور دوسری حدیث سے اسطرح کہ جس شخص نے موزے سے کتے کو پانی پلایا تو ضرور موزہ کتے کے مُنہ سے لگا ہوگا پس اگر کتا نجس ہوتا تو موزے سے پانی پلانے پر آپ ثنا نہ فرماتے تیسری حدیث سے اسطرح کہ جب کتے کا آنا جانا مسجد مین ہوا تو ضرور اُسکا لعاب اور اُسکا پسینا مسجد کی زمین سے لگیگا چوتھی حدیث سے اس طرح کہ جب کتے کا شکار درست ہے اور شکار کے جانور مین کتے کے منہ کا لعاب ضرور لگتا ہے تو معلوم ہوا کہ اُسکا لعاب اور منہ پاک ہے ورنہ وہ جانور نجس ہو جاتا اور اُسکا کہانا بھی حرام ہوتا اور جو لوگ کتے کو نجس جانتے ہین اور اُسکے جوٹھے کو ناپاک سمجھتے ہین وہ یہ جواب دیتے ہین کہ سات بار دہونیکے حکم سے یہ نہین نکلتا کہ وہ نجس نہین ہے کیونکہ احتمال ہے کہ تین بار دہونا رفع نجاست کے لیے ہو اور چار بار زہر وغیرہ کے اندیشہ کو دور کرنے کے لیے اور دوسری حدیث مین یہ نہین ہے کہ اوس نے موزے سے کتے کو پانی پلایا تو جائز ہے کہ موزے سے پانی بہر کر اوسکے منہ مین ڈالدیا ہو یا اوس شخص نے اپنا موزہ پانی پلانے کے بعد پاک کر لیا ہو یا اگلی شریعتون مین کتا نجس نہو تیسری دلیل بیشک قوی ہے مگر احتمال ہے کہ مسجد مین کچھ نہ لگتا ہو اور اصل طہارت ہے مسجد کی تو شک سے نجاست کا حکم کیونکر ہوگا اور چوتھی دلیل مین یہ احتمال ہے کہ یہ خصوصیت ہو شکار سے بوجہ ضرورت کے یا جس شکار مین کتے کا لعاب لگ جاوے اوسکا بھی دہونا واجب ہو اور بیان نہ کیا اسکو کیونکہ دہونے کی حدیث سب لوگون مین شائع ہے واللہ اعلم

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعًا

ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے انہون نے کہا خبر دی ہمکو امام مالک نے انہون نے روایت کی ابو الزناد (عبد اللہ بن ذکوان قرشی مدنی) سے انہون نے (عبد الرحمن بن ہرمز) اعرج سے انہون نے ابو ہریرہ سے کہ جناب

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کتا تم میں سے کسی کے برتن میں پئے تو اُس برتن کو سات بار دھو ڈالے مسلم اور نسائی کی روایت
میں اتنا زیادہ ہے کہ اس برتن میں جو ہو اوسکو بہادیوے اور اس سے وہ مذہب قوی ہوتا ہے کہ دھونیکا حکم نجاست کیوجہ سے ہے ورنہ بہانا
کیا ضرور تھا کیونکہ اس میں ضائع کرنا ہے مال کا خصوصاً جب برتن میں شیر ہو یا اور کوئی چیز ہو مثلاً کھانا وغیرہ لیکن نسائی
نے کہا اس زیادتی کو سوا علی بن مسہر کے دوسرے نے روایت نہیں کیا اور حمزہ کنانی نے کہا کہ یہ زیادتی محفوظ نہیں ہے اور ابن
عبد البر نے کہا ذکر نہیں کیا اوسکو اعمش کے اصحاب سے حفاظ نے جیسے ابو معاویہ اور شعبہ نے اور ابن مندہ نے کہا کہ یہ زیادتی
کسی طریقہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں سوا علی بن مسہر کے طریقے کے میں کہتا ہوں زیادتی عطا کے طریق میں ابو ہریرہؓ
سے مرفوعاً نکالا اسکو ابن عدی نے لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ روایت موقوف ہے اور ایسا ہی بہا دینے کا ذکر کیا حماد بن زید نے ایوب سے اونہوں نے ابن
سیرین سے اونہوں نے ابو ہریرہؓ سے موقوفاً اوسکا اسناد صحیح ہے نکالا اوسکو دارقطنی وغیرہ نے (فتح) مترجم کہتا ہے اول تو بہانا
سوا علی بن مسہر کے اور کسی طریقہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے اور جو مان لیا جاوے کہ بہانیکی زیادتی صحیح ہے
تو بھی اس سے نجس کہنے والے کا مذہب ثابت نہیں ہوتا کیونکہ احتمال ہے کہ بہانا ضرر کے اندیشہ سے ہو نہ نجاست کے وجہ سے اور یہی
احتمال ظاہر کرتی ہے کہ اگر صرف نجاست کا خیال ہوتا تو بہانا کچھ ضرور نہیں بلکہ یہ حکم ہوتا کہ جانور کو کھلا دیا جاوے یا اور کسی کام
میں لایا جاوے برخلاف اسکے جب اسمیں سمیت کا اندیشہ ہوا تو بہانا ضرور کیا گیا حافظ ابن حجر نے کہا امام مالک کی
روایت میں صرف سات بار دھونے کا ذکر ہے اور مٹی لگانیکا ذکر نہیں اور مٹی لگانیکا ذکر کسی روایت میں نہیں ہے ابو ہریرہ سے
مگر ابن سیرین کی روایت میں اور ابن سیرین کے بھی بعض اصحاب نے اوسکا ذکر نہیں کیا اور دارقطنی نے اوسکو روایت کیا
حسن اور ابو رافع سے اور بزار نے عبد الرحمن سے جو باپ ہیں سدی کے اب اسمیں اختلاف ہے راویوں کا کہ مٹی کب لگاوے تو مسلم
نے روایت کیا ہشام بن حسان سے انہوں نے ابن سیرین سے اُس میں یہ ہے کہ پہلی بار مٹی لگا دے اور ایسا ہی روایت کیا اکثر
لوگوں نے ابن سیرین سے اور ایسا ہی ہے ابو رافع کی روایت میں اور قتادہ کی روایت میں اختلاف ہے سعید بن بشیر نے قتادہ
سے روایت کیا انہوں نے ابن سیرین سے کہ پہلی بار مٹی لگا دے نکالا اوسکو دارقطنی نے اور ابان نے قتادہ سے روایت کیا کہ
ساتویں بار میں لگا دے نکالا اوسکو ابو داؤد نے اور شافعی نے روایت کیا سفیان سے اُس نے ایوب سے اُس نے ابن سیرین
سے انہیں میں ہے کہ پہلی بار میں یا کوئی ایکبار میں مٹی لگا دے اور سدی کی روایت ہے بزار سے کہ کوئی ایک بار میں اور ایسا
ہی ہے ہشام بن عروہ کی روایت میں ابو الزناد سے انہوں نے ابو ہریرہ سے تو جمع ان روایتوں میں اسطرح سے کیا جاویگا کہ کوئی
ایک تو مبہم ہے اور پہلا بار اور ساتواں بار معین ہے اب اختیار ہے دھونیوالے کو خواہ پہلی بار میں مٹی لگا دے خواہ ساتویں بار میں لگا دے
اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ رواں چیز میں جیسے پانی ہے نجاست متعدی ہو جاتی ہے اپنی جگہ سے اور جب ان چیزوں کسی حصہ میں نجاست

پڑ جاوے تو وہ نجس ہو جاتی ہے اور تھوڑا پانی نجاست کے پڑنے سے نجس ہو جاتا ہے اور جو برتن پانی سے لگا ہوا ہے وہ بھی نجس ہو جاتا ہے اور حدیث
خلاف کیا ہے مالکیہ اور شافعیہ نے مالکیہ نے کہا کہ سات بار دھونا واجب ہے لیکن مٹی سے دھونا ضرور نہیں قرافی نے کہا تعجب ہے ان کو
کہ صحیح حدیثوں میں مٹی لگانے کا باب میں وارد ہوئیں اور انہوں نے عمل نہیں کیا اور نیز اور ایک روایت امام مالک سے یہ ہے کہ سات
بار دھونے کا حکم استحبابا ہے لیکن مشہور ان کے اصحاب میں یہ ہے کہ وہ واجب ہے مگر کہتے ہیں کہ یہ حکم بطور تعبد کے ہے اس لیے کہ کتا ان کے
نزدیک پاک ہے اور بعض متاخرین نے سوا نجاست کے اور ایک حکمت اس میں بیان کی ہے اور امام مالک سے ایک روایت یہ بھی ہے
کہ کتا نجس ہے لیکن ان کا قاعدہ یہ ہے کہ پانی خواہ قلیل ہو یا کثیر نجس نہیں ہوتا جب تک اس کے اوصاف نہ بدلیں تو سات بار دھونا
نجاست دور کرنے کے لیے نہ ہوگا بلکہ بطور تعبد کے اور ان پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اس حدیث کے بعض الفاظ میں یہ ہے کہ پاکی تم میں کسی
کے برتن کی جب کتا اس میں منہ ڈالے یہ ہے کہ اس کو سات بار دھووے نکالا اس کو مسلم نے اور اس لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ
ناپاک ہو گیا کتے کے منہ ڈالنے سے اور اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ پاکی سے صفائی اور نظافت بھی مراد ہوتی ہے جیسے قرآن میں ہے
کہ صدقہ ان کو پاک کرتا ہے اور حدیث میں ہے کہ مسواک پاک کرنے والی ہے منہ کی اور جو لوگ نجاست کو علت قرار دیتے ہیں ان کی دلیل قوی
ہے اور ابن عباس سے ثابت ہوا کہ کتے کے منہ ڈالنے سے دھونے کا حکم نجاست کی وجہ سے ہوا اور کتا نجس ہے روایت کیا اس کو محمد بن
نصر مروزی نے باسناد صحیح اور کسی صحابی سے اس کے خلاف صحیح نہیں ہوا اور حنفیہ نے کہا کہ سات بار دھونا واجب ہے نہ مٹی
لگانا اور امام طحاوی نے حنفیہ کی طرف سے کئی عذر بیان کیے ہیں ایک تو یہ کہ خود ابوہریرہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کتے کے منہ ڈالنے
میں تین بار دھونے کا حکم کیا اور اس سے ثابت ہوا کہ سات بار دھونے کا حکم منسوخ ہے اور جواب یہ ہے کہ احتمال ہے کہ ابوہریرہ نے یہ
حکم استحبابا کہا ہو یا اس روایت کو اس وقت بھول گئے ہوں اور ان سب احتمالوں کے ساتھ نسخ ثابت نہ ہوگا علاوہ اس کے ابوہریرہ سے
یہ بھی ثابت ہے کہ انہوں نے سات بار دھونے کا حکم دیا اور اس روایت کو ترجیح ہوگی کیونکہ یہ روایت موافق ہے ان کی حدیث کے اور
وجہ یہ بھی ہے کہ اس روایت کو حماد بن زید نے ایوب سے انہوں نے ابن سیرین سے انہوں نے ابوہریرہ سے نقل کیا اور تین بار دھونے کی روایت کو
عبدالملک بن ابی سلیمان نے نقل کیا عطا سے انہوں نے ابوہریرہ سے اور پہلا اسناد بہت قوی ہے دوسرے اسناد سے دوسرے یہ کہ گوہ زیادہ نجس
ہے کتے کے جوٹھے سے اور گوہ کا سات بار دھونا لازم نہیں تو اس کا بھی لازم نہ ہوگا اور جواب یہ ہے کہ زیادہ نجس ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا حکم
بھی زیادہ سخت ہو اور یہ قیاس ہے نص کے مقابل میں اور وہ فاسد ہے تیسرے یہ کہ یہ حکم اس وقت کا تھا جب کتوں کے مار ڈالنے کا حکم ہوا تھا جب
حکم منسوخ ہوا تو یہ بھی منسوخ ہو گیا اور جواب یہ ہے کہ کتوں کے مار ڈالنے کا حکم تو اوائل زمانہ ہجرت میں ہوا تھا اور دھونے کا حکم اس وقت کا نہیں
ہے بلکہ اس کے بہت بعد کا ہے کیونکہ روایت کیا اس کو ابوہریرہ اور عبداللہ بن مغفل نے اور یہ دونوں اسلام لائے سنہ ۷ ہجری میں اور مسلم کی روایت
سے صاف نکلتا ہے کہ دھونے کا حکم قتل کے حکم کے بعد ہوا چوتھے یہ کہ شافعیہ پر آٹھ بار دھونا لازم آتا ہے اس لیے کہ عبداللہ بن مغفل کی روایت میں یہ ہے

امام مسلم نے نکالا کہ سات بار دھو ڈالو اور آٹھویں بار اس میں مٹی لگاؤ اور جواب یہ ہے کہ اگر شافعیہ عبد اللہ بن مغفل کی حدیث پر عمل نہ کریں تو اس سے کیا ضرر ہے کہ حنفیہ بھی ابو ہریرہ پر عمل نہ کریں یا اگر شافعیہ اس حدیث کی کوئی معقول توجیہ کریں تو خیر ورنہ شافعیہ اور حنفیہ دونوں ملامت کے لائق ہونگے حدیث پر عمل نہ کرنیکی وجہ سے ایسا ہی کہا ابن دقیق العید نے اور بعض شافعیہ نے عبد اللہ بن مغفل کی حدیث پر عمل نہ کرنے کے لیے یہ عذر کیا ہے کہ اجماع کیا علماء نے اسکے خلاف پر اور اسپر اعتراض ہوتا ہے کہ اجماع کہاں ہے امام حسن بصری نے عبد اللہ بن مغفل کی حدیث کے موافق کہا ہے اور حرب کرمانی نے امام احمد بن حنبل سے بھی ایسا ہی نقل کیا اور امام شافعی سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا عبد اللہ بن مغفل کی حدیث کی صحت مجھکو معلوم نہیں ہوئی لیکن یہ عذر قبول نہ کیا جاویگا اسکو اسلئے جب حدیث کی صحت سے وقف ہو گیا اور بعضوں نے کہا کہ ابو ہریرہ کی حدیث کو عبد اللہ بن مغفل کی حدیث پر ترجیح ہے حالانکہ ترجیح کی ضرورت اسوقت ہوتی ہے جب دونوں حدیثوں میں تعارض ہو اور یہاں تعارض نہیں ہے کیونکہ عبد اللہ بن مغفل کی حدیث پر عمل کرنے سے ابو ہریرہ کی حدیث پر عمل ہو جاتا ہے نہ بالعکس اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور اگر ہم اس بات میں ترجیح پر چلیں تو مٹی لگانیکی روایتوں پر بالکل عمل نہ کرنا چاہیئے کیونکہ مالک کی روایت کو ترجیح ہے اوروں کی روایتوں پر اور انکی روایت میں مٹی کا ذکر بالکل نہیں ہے باوجود اسکے ہم مٹی لگانیکے قائل ہیں کیونکہ یہ زیادتی ہے ثقہ کی فتح الباری میں ختم ہوا مختصرًا جو کہتا ہوں تو صحیح ثابت ہوا کہ کتا جس برتن میں منہ ڈالدے تو اسکو سات بار دھونا چاہیے اور آٹھویں بار مٹی لگا کر دھونا چاہیئے اگرچہ یہ دھونا تعبدًا ہو نہ نجاست دفع کرنیکے لیے اور جس نے اسکا خلاف کیا ہے حنفی ہو یا شافعی یا مالکی اسکا عذر دلیل کے رو سے مردود ہے امام شوکانی نے کہا کہ ابن عباس اور عروہ بن الزبیر اور محمد بن سیرین اور طاؤس اور عمرو بن دینار اور اوزاعی اور مالک اور شافعی اور احمد بن حنبل اور اسحاق اور ابو ثور اور ابو عبید اور داؤد کا مذہب یہی ہے کہ کتا جس برتن میں منہ ڈالدے اسکو سات بار دھونا چاہیئے اور عترت اور حنفیہ کا یہ قول ہے کہ کتے کے لعاب اور دوسری نجاستوں میں کوئی فرق نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ سات بار دھونیکا حکم حدیث میں استحبابًا ہے اور دلیل انکی وہ ہے جو طحاوی اور دارقطنی نے روایت کی ابو ہریرہ سے موقوفًا کہ کتے کے منہ ڈالنے سے تین بار دھویا جاویگا اور ابو ہریرہ ہی راوی ہیں سات بار کی حدیث کے تو اس سے معلوم ہوا کہ سات بار دھونا منسوخ ہے اور یہ درست نہیں ہوتا جمہور کے نزدیک کیونکہ حدیث کی خلاف راوی کی تاویل اور راوی کا عمل انکے نزدیک حجت نہیں ہے انتہی پھر امام شوکانی نے کہا کہ اس حدیث سے دلیل لی ہے علماء نے کتے کی نجاست پر کیونکہ جب اسکا لعاب نجس ہوا اور لعاب منہ سے نکلتا ہے اور منہ اشرف ہے اور اعضا سے تو باقی بدن اسکا بطریق اولی نجس ہوگا اور یہی مذہب ہے جمہور کا اور عکرمہ اور مالک سے ایک روایت ہے کہ کتا پاک ہے اور دلیل انکی اللہ کا قول ہے کہا اور وہ شکار جو کتے پکڑ لیں تمہارے لیے اور شکار میں کتے کا تھوک ضرور لگیگا اور ہمکو حکم نہیں ہے اسکو دھونیکا اور اسکا جواب یوں دیا ہے کہ کھانیکی اجازت سے یہ لازم نہیں آتا کہ جو شکار نجس ہو گیا ہو اسکا دھونا واجب ہے اور دھونیکا حکم اسلیے نہ دیا کہ اور دلیلوں سے ہر نجس کے دھونیکا حکم نکلتا ہے اور اسپر اتفاق ہے اور اگر مان لیا جاوے تب بھی یہ خصوصیت صرف شکار پر منحصر رہیگی اور دلیل لی ہے

ان لوگون نے اس حدیث سے جو ابوداؤد مین ہے ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین کتے مسجد مین آتے اور جاتے اور لوگ پانی
نہ چھڑکتے اور یہ حدیث بخاری مین ہے اور ترمذی نے اتنا زیادہ کیا کہ کتے پیشاب بھی کرتے تھے مسجد مین اور اسکا جواب دیا ہے
کہ کتے کی پیشاب کی نجاست پر تو اجماع ہے تو یہ حدیث اجماع کا معارضہ ہو سکیگا مترجم کہتا ہے کہ حدیث ہر حال مین حجت ہے اور اجماع اوسکا ناسخ
نہین ہے کیونکہ جب زمین سوکھ جاوے تو وہ پاک ہو جاتی ہے اکثر علما کے نزدیک اور جائز ہے کہ زمین کا حکم یہی ہو کہ جب پیشاب اسپر پڑ جاوے
اور سوکھ جاوے تو زمین پاک ہو گئی اب اسکے دہونیکی حاجت نہین اور اسکے خلاف اجماع نہین رہا تا کہ یہ کہا جاوے کہ یہ حدیث اجماع کے خلاف ہے علاوہ اسکے
اجماع بالاستقلال کوئی حجت شرعی نہین جیسے قرآن یا حدیث حجت ہے مگر امام شوکانی کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ حدیث ایسی نہین
ہے جو اجماع کے معارض ہو کیونکہ ابن عمر نے ہمین صرف ایک واقعہ نقل کیا کہ لوگ وہان پانی نہ ڈالتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا کوئی فعل یا قول نقل نہین کیا ورنہ اسکا اتباع ہمارے نزدیک اجماع پر مقدم ہے جیسے قیاس پر مقدم ہے پھر امام شوکانی نے
کہا کہ کتون کا آنا اور جانا طہارت پر دلالت نہین کرتا اور یہ بھی احتمال ہے کہ اسوجہ سے پانی نہ ڈالا ہو کہ نجاست کا مقام معین
نہ ہو یا اسلیے کہ زمین سوکھ جانے سے پاک ہو جاتی ہے حافظ نے کہا اقرب یہ ہے کہ یہ حکم ابتدا کا ہے پھر حکم ہوا مسجد کی عزت کرنیکا اور
اسکو پاک اور صاف رکھنے کا اور دروازے بنانیکا اور ہمین اور دلیل لی ہے پاک کہنے والون نے اون حدیثون سے جو شکاری کتا اور
کھیت کے کتے اور ریوڑ کے کتے پالنے کی اجازت مین آئی ہین اور اسکا جواب یون دیا ہے کہ اس اجازت سے طہارت نہین نکلتی ہے
مترجم کہتا ہے حنفیہ نے تین بار دہونیکے لیے دلیل لی ہے ایک مرفوع روایت سے جسکو نکالا دارقطنی نے سنن مین عبدالوہاب بن
ضحاک سے انہون نے اسمعیل بن عیاش سے انہون نے ہشام بن عروہ سے انہون نے ابوالزناد سے انہون نے اعرج سے انہون نے ابوہریرہ
سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دہویا جاویگا برتن کتے کے منہ ڈالنے سے تین بار یا پانچ بار یا سات بار اور یہ روایت حجت
کے لائق نہین کیونکہ دارقطنی نے کہا متفرد ہوا ساتھ اسکے عبدالوہاب بن ضحاک اسمعیل بن عیاش سے اور وہ متروک ہے اور
عبدالوہاب کے سوا اور لوگ اس حدیث کو روایت کرتے ہین اسمعیل بن عیاش سے اسی اسناد سے اومین یہ ہے کہ دہوؤ اسکو سات بار
اور یہی ٹھیک ہے انتہی اور سوا اسکے اسمعیل بن عیاش خود ضعیف ہے اور روایت کیا دارقطنی نے عبدالملک بن ابی سلیمان
سے انہون نے عطا سے انہون نے ابوہریرہ سے انہون نے کہا جب کتا برتن مین منہ ڈالدے تو اوسکو بہا دے پھر دہوئے اسکو تین بار اور
نکالا دارقطنی نے اسی اسناد سے ابوہریرہ سے کہ جب کتا برتن مین منہ ڈالدیتا تو وہ اسکو بہا دیتے اور تین بار اسکو دہوتے شیخ تقی الدین
نے امام مین کہا یہ اسناد صحیح ہے اور اس حدیث کا ایک اور طریقہ ہے جسکو ابن عدی نے کامل مین نکالا حسین بن علی کرابیسی سے انہون
نے کہا حدیث بیان کی ہم سے اسحاق ازرق نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبدالملک نے انہون نے روایت کی عطا سے انہون
نے ابوہریرہ سے کہا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کتا منہ ڈالے تم مین سے کسی کے برتن مین تو اوسکو بہا دے اور

تین بار اوسکو دہووے پھر ابن عدی نے اس حدیث کو عمر بن شبہ سے نکالا انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے اسحاق ازرق نے پھر نقل کیا اس حدیث کو موقوفا ابن عدی نے کہا نہیں مرفوع کیا اس حدیث کو سوا کرابیسی کے اور کسی نے اور میں نے کرابیسی کی کوئی حدیث منکر نہیں پائی سوا اس حدیث کے اور احمد بن حنبل نے جو طعن کیا کرابیسی پر وہ اس وجہ سے کہ مسئلہ لفظ بالقرآن میں انہوں نے خلاف کیا تھا باقی حدیث کی روایت میں اوسمیں کوئی قباحت میں نے نہیں پائی اور روایت کیا اس حدیث کو ابن جوزی نے علل متناہیہ میں ابن عدی کے طریق سے پھر کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے نہیں مرفوع کیا اسکو کرابیسی کے سوا اور کسی نے اور کرابیسی کی حدیث حجت کے لائق نہیں بیہقی نے کتاب المعرفہ میں کہا ابوہریرہ کی یہ روایت کہ کتے کے منہ ڈالنے سے برتن تین بار دہویا جاویگا متفرد ہوا اسکے ساتھ عبد الملک عطا کی اصحاب میں سے اور عطا ابوہریرہ کے اصحاب میں سے ہے اور ثقہ حافظ ساتھی عطا کی اور ابوہریرہ کی سات بار دہونا روایت کرتے ہیں اور عبد الملک کی وہ روایت جو ثقات اور حفاظ کے خلاف ہو قبول نہ کیجاویگی اور ترک کیا عبد الملک کو شعبہ نے اور نہیں حجت لی اونسے امام بخاری نے اپنی صحیح میں اور اختلاف کیا راویوں نے عبد الملک سے اس روایت میں بعضے تو اوسکو مرفوعا روایت کرتے ہیں اور بعضی ابوہریرہ کا قول اور بعضے ابوہریرہ کا فعل اور امام طحاوی نے موقوف روایت پر اعتماد کیا سات بار کی حدیث منسوخ ہونے میں اور کہا کہ ابوہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت نہیں کرینگے خصوصا اس حدیث کی جو خود انہوں نے روایت کی اور کیونکر جائز ہوگا چھوڑ دینا اوس روایت کا جو بہت سے ثقہ حافظوں نے روایت کی متعدد طریقوں سے ایک ایسی روایت کی وجہ سے جسکا روایت کرنیوالا مشہور ہے حافظوں کا خلاف کرنے میں انتہی حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَجُلًا رَاٰى كَلْبًا يَاْكُلُ الثَّرٰى مِنَ الْعَطَشِ فَاَخَذَ الرَّجُلُ خُفَّهٗ فَجَعَلَ يَغْرِفُ لَهٗ بِهٖ حَتّٰى اَرْوَاهُ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَاَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے اسحاق ابن منصور بن بہرام کوسج ابو یعقوب مروزی نے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو عبد الصمد بن عبد الوارث نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینار مدنی عدوی نے انہوں نے کہا میں نے سنا اپنے باپ عبد اللہ بن دینار تابعی مشہور سے انہوں نے روایت کی ابو صالح سے انہوں نے ابوہریرہ سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ نے ایک شخص نے ایک کتا دیکھا جو کیچڑ کھا رہا تھا پیاس سے اوس نے اپنا موزہ لیا اور اس سے پانی بھر کر اوسکو پلانے لگا یہاں تک کہ اوسکو چھکا دیا اور اللہ تعالی نے اوسکا یہ کام قبول کیا اور اسکو جنت میں لیگیا حافظ ابن حجر نے کہا امام بخاری نے اس حدیث سے دلیل لی کتے کا جوٹھا پاک ہونے پر کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ اوس نے موزے سے کتے کو پانی پلایا اور اسپر یہ اعتراض ہوا ہے کہ یہ استدلال موقوف ہے اس بات پر کہ اگلی شریعتیں ہمپر بھی حجت ہیں اور اس میں اختلاف ہے اور اگر ہم اسکو مان لیں تو بھی یہ کہینگے کہ اگلی شریعت اس مقام میں حجت ہے جہاں اوسکا نسخ اور کسی دلیل سے معلوم نہ ہوا

ہو اور اگر یہی مان لین کہ مطلقاً ایسی شریعت ہے جب بہی یہ استدلال پورا نہ ہوگا کیونکہ احتمال ہے کہ اوس نے یہ پانی کسی اور برتن میں ڈالکر پلایا ہو یا بعد پلانیکے اپنا موزہ دہولیا ہو یا پہر اوس موزے کو نہ پہنا ہو فتح اور اس حدیث کی باقی مباحث کتاب الشرب مین آوینگی انشاء اللہ تعالی قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو شرب میں نکالا اور مظالم مین اور ادب مین اور بنی اسرائیل کے حال مین اور مسلم نے حیوان مین اور ابو داؤد نے جہاد مین **وَقَالَ** اَحْمَدُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا اَبِي عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيهِ قَالَ كَانَتِ الْكِلَابُ تُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِي الْمَسْجِدِ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَكُونُوا يَرُشُّونَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ **ترجمہ** احمد بن شبیب بن سعید ابو عبد اللہ تمیمی حنظلی نے کہا جو امام بخاری کے شیخ مین حدیث بیان کی ہم سے میرے باپ شبیب نے اونہون نے روایت کی یونس بن یزید ایلی سے انہون نے ابن شہاب محمد بن مسلم زہری سے انہون نے کہا حدیث بیان کی مجہسے حمزہ بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب ابو عمارہ قرشی نے اونہون نے روایت کی اپنے باپ عبد اللہ بن عمر سے اونہون نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین کتے آتے اور جاتے تہے مسجد مین (یعنی مسجد نبوی مین) پہر لوگ اون مقامون مین سے کسی مقام پر پانی نہین چہڑکتے تہے **ف** چہڑکنا دہونے سے کم ہے تو جب پانی چہڑکتے نہ تہے تو دہونا بہی ضرور نہ نکلا یہ حدیث بہی امام بخاری کتے کے جوٹہے کی طہارت ثابت کرنے کے لیے لائے حافظ ابن حجر نے کہا ابو نعیم اور بیہقی نے اس حدیث مین ایک لفظ زیادہ کیا ہے کہ وہ کتے پیشاب بہی کرتے تہے (یعنی مسجد مین) اور ایسا ہی روایت کیا ابو داؤد اور اسماعیلی نے اور اس مین دلیل نہین ہے کتے کے پاک ہونے کی کیونکہ کتے کا پیشاب بالاتفاق نجس ہے یہ ابن منیر نے کہا اور ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ سب جانورون کا پیشاب پاک ہے مگر آدمی کا اور یہی قول ہے ابن وہب کا نقل کیا یہ اسمعیلی وغیرہ نے اون سے اور اسکا بیان پیشاب دہونے کے باب مین آویگا منذری نے کہا پیشاب کرنیکی روایت کا مطلب یہ ہے کہ مسجد کے باہر کتے پیشاب کرتے اپنے ٹہکانون مین پہر مسجد مین آتے اور جاتے کیونکہ اوس زمانے مین مسجد کے دروازے نہ تہے اور روک نہ تہی اور یہ بات بعید معلوم ہوتی ہے کہ کتے کو چہوڑ دیتے ہون وہ مسجد مین آتا جاتا ہو تاکہ اوسکو خراب کرے یعنی پیشاب وغیرہ سے اور اسپر یہ اعتراض ہوا ہے کہ جب کتا پاک ٹہیرا تو اوسکو چہوڑ دینے مین کیا تامل ہے جیسے بلی کو چہوڑ دیتے ہین اور ٹہیک ہے کہ یہ حکم ابتدای اسلام کا ہے پہر حکم ہوا مسجد کی عزت کرنے کا اور اوسکو پاک اور صاف رکہنے کا اور اسکو دروازے بنانیکا اور اشارہ کرتی ہے اس طرف اسمعیلی کی روایت اسی حدیث مین ابن عمر سے کہ عمر کہتے تہے بلند آواز سے بچو تم لغو سے مسجد مین ابن عمر نے کہا مین رات کو مسجد مین رہتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین اور کتے آتے جاتے اخیر تک اس سے یہ نکلتا ہے کہ شروع زمانے مین ایسا ہی تہا پہر حکم ہوا مسجد کی عزت کرنیکا یہانتک کہ بیہودہ بات کرنا بہی مسجد مین منع ہوئی اور ابن بطال نے اس حدیث سے دلیل لی ہے کتے کا جوٹہا پاک ہونے پر اس طرح سے کہ کتے کی عادت ہے کہ کہانے کے مقام پر ضرور جاتا ہے اور بعض صحابہ کا

کوئی گھر نہ تھا سوا مسجد کے تو ضرور کتون کا لعاب مسجد کی زمین سے لگتا ہوگا جب تو کچھ کھاتا ہوگا اور چیزونکو جو مسجد مین گرتین اور اسپر یہ
اعتراض ہوا ہی کہ مسجد کی پاکی کا یقین تھا اور یہ احتمال ہے جواب ابن بطال نے کہا اور یقین احتمال سے نہین جاتا دوسرے یہ کہ اس
قسم کا استدلال جو اشارۃ ہو معارضہ نہ کریگا اوس مضمون سے جو صاف طرح سے دوسری حدیث مین وارد ہے کہ جب کتا برتن مین
منہ ڈالے تو اسکو سات بار دھویا جاوے اور ابوداؤد نے سنن مین اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ زمین پر جب نجاست لگے پھر وہ خشک
ہوجاوے تو پاک ہوجاویگی کیونکہ پانی نہ چھڑکنا صاف دلالت کرتا ہے کہ وہ زمین پاک ہوجاتی ہے انتہے ما قال الحافظ
ابن حجر فی فتح الباری قسطلانی نے کہا اس حدیث کو ابوداؤد اور اسمعیلی اور ابونعیم نے روایت کیا حَدَّثَنَا حفص
بن عُمَر قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ ابْنِ اَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ الْمُعَلَّمَ فَقَتَلَ فَكُلْ وَاِذَا اَكَلَ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّمَا اَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهٖ قُلْتُ
اُرْسِلُ كَلْبِي فَاَجِدُ مَعَهٗ كَلْبًا اٰخَرَ قَالَ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلٰى كَلْبٍ اٰخَرَ
ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے حفص بن عمر (بن حارث بن سخبرہ نمری ازدی البصری) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ (بن
حجاج) نے اونہون نے روایت کی ابن ابی السفر (عبداللہ بن سعید بن جبیر) سے اونہون نے (عامر) شعبی سے اونہون نے عدی بن حاتم
(بن عبداللہ طائی) سے (جو کوفے مین مرے سنہ ۶۸ ہجری مین مختار کے زمانے مین بعضے کہتے ہین وہ ایک سو اسی ۱۸۰ برس جیے اس کتاب مین
انسے سات حدیثین مروی ہین) اونہون نے کہا مینے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا (کتون کے شکار کو جیسے مولف نے
کتاب الصید مین اسکی تصریح کی) آپنے فرمایا جب تو اپنا سکھایا ہوا کتا چھوڑے پھر وہ مار ڈالے (شکار کے جانور کو) تو کھا اسکو
اسلیے کہ اوسنے پکڑا اس شکار کو اپنے لیے (جب تو اوسمین سے کھالیا) مینے کہا مین اپنا کتا چھوڑتا ہون پھر اوسکے ساتھ
دوسرے کتے کو بھی پاتا ہون (دونون نے وہ جانور پکڑا ہو تو) آپنے فرمایا مت کھا ایسے شکار کو (جس مین دوسرا غیر کتا شریک ہو
جاوے) کیونکہ تونے بسم اللہ کہی ہے اپنے کتے پر اور نہین کہی دوسرے کتے پر **ف** حافظ ابن حجر نے کہا کتاب الصید مین اس حدیث
کی پوری بحث آویگی اور یہان مصنف اس حدیث کو اسلیے لائے کہ اس سے دلیل لاوین اپنے مذہب پر یعنی کتے کا جوٹھا پاک ہونے
پر اور یہ حدیث سے نکلتا ہے اسطرح کہ آنحضرت نے اجازت دی عدی کو اس شکار کے کھانے کی جسکو سکھایا ہوا کتا مار ڈالے اور یہ قید نہین
لگائی کہ اسکا منہ جہان لگے اوس مقام کو دھونا چاہیے اور اسیوجہ سے امام مالک نے کہا کیونکر کھایا جاویگا کتے کا شکار کیا ہوا جانور
جب اوسکے منہ کا لعاب نجس ہوگا اسمعیلی نے اسکا جواب دیا ہے کہ حدیث کی غرض یہ ہے کہ کتے کا مار ڈالنا مثل ذبح کے ہے اور حدیث سے یہ نہین نکلتا
کہ کتے کا مارا ہوا جانور پاک ہے یا ناپاک ہے انتہی مختصراً قسطلانی نے کہا مولف نے اس حدیث کو بیوع مین نکالا اور صید مین اور ذبائح
مین اور مسلم نے اور ابن ماجہ نے **باب** مَنْ لَمْ يَرَ الْوُضُوْءَ اِلَّا مِنَ الْمَخْرَجَيْنِ الْقُبُلِ وَالدُّبُرِ یہ باب بیان مین اس مذہب کے کہ

[illegible]

وضو نہیں ٹوٹتا مگر اس چیز سے جو دو نوں راہوں میں سے کسی راہ سے نکلے یعنے قبل سے یا دبر سے **ف** فتح الباری میں ہے مولف نے اشارہ کیا
اس سے کہ بعضوں کا اس میں اختلاف ہے وہ کہتے ہیں کہ قے اور پچھنے لگانے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے لقوله تعالیٰ او جاء احد
منكم من الغائط کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی آدمی حاجت سے فارغ ہو کر یعنے پیشاب یا پاخانہ یا
دونوں سے **ف** یا چھوؤ تم عورتوں کو پھر پانی نہ پاؤ تو تیمم کرو پاک مٹی پر اخیر تک یہ آیت سورہ مائدہ میں ہے اور مولف نے اس سے
استدلال کیا اس امر پر کہ وضو اسی سے ٹوٹتا ہے جو حدث سبیلین سے نکلے یعنے قبل یا دبر سے کیونکہ غائط کہتے ہیں پاخانہ کی جگہ
کو پھر جو چیز سبیلین سے نکلی اوسکو مجازاً غائط کہنے لگے اور قرآن سے یہ بھی ثابت ہے کہ وضو ٹوٹتا ہے عورت کے چھونے سے اور ذکر کا چھونا
بھی مثل عورت کے چھونے کے ہے اور اسکا ثبوت صحیح حدیث سے ہے پر وہ حدیث شیخین کی شرط پر نہیں ہے اور مالک نے اوسکو صحیح کہا
اور سوا شیخین کے اور جتنے علما نے صحیح حدیثیں جمع کیں اون سبھوں نے اوسکو صحیح کہا اور سونا اسواسطے وضو کو توڑتا ہے کہ اوسمیں
گمان ہوتا ہے حدث نکل جانے کا کیونکہ حدیث میں ہے کہ آنکھیں ڈاٹ ہیں دبر کی اور عورت کا چھونا اور مس ذکر اسواسطے کہ ان
دونوں میں گمان ہے مذی کے نکلنے کا تو تمام حدث رجوع کر گئی سبیلین کیطرف انتہی مع زیادۃ قسطلانی نے کہا آیت میں عورت
کے چھونے سے مراد ہاتھ لگانا ہے جیسے ابن عمر نے تفسیر کی اور امام شافعی اسی کے قائل ہیں کہ عورت کے چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے
اور حنفیہ کہتے ہیں کہ مراد اس سے جماع ہے اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ لمس کا لفظ جماع سے خاص نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فلمسوہ
بايديهم اور حضرت نے ماعز سے فرمایا لعلك لمست انتہی وقال عطاء فيمن يخرج من دبره الدود او من ذكره نحو
القملة يعيد الوضوء اور عطا ابن ابی رباح نے کہا جسکی دبر یا پاخانے کے مقام سے کیڑا نکلے یا ذکر سے جوں کیطرح کوئی جانور
نکلے تو وہ پھر وضو کرے **ف** کیونکہ دبر یا ذکر سے کوئی چیز نکلنا وضو کو توڑ دیتا ہے یہی مذہب ہے شافعی اور احمد اور اسحق
اور ابی ثور اور سفیان ثوری اور اوزاعی کا اور قتادہ اور مالک نے کہا کہ کیڑا نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا قسط اس تعلیق
کو ابن ابی شیبہ وغیرہ نے باسناد صحیح وصل کیا اور ابرہیم نخعی اور حماد بن ابی سلمہ نے کہا کہ خلاف معمول کوئی چیز نکلنے
سے وضو نہیں ٹوٹتا اور یہی مالک کا قول ہے مترجم کہتا ہے حق اس باب میں وہی ہے جو امام بخاری نے عطا سے روایت کیا یعنے
وضو کا ٹوٹ جانا اور اس مطلب میں ایک مرفوع حدیث بھی ہے جو دار قطنی کے غرائب مالک میں نکالی ابن عمر سے کہ فرمایا جناب
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں ٹوٹتا ہے وضو مگر اوس چیز سے جو قبل یا دبر سے نکلے دار قطنی نے کہا اسکی اسناد میں احمد بن
عبد اللہ بن محمد بلاح ہے اور وہ ضعیف ہے وقال جابر بن عبد الله اذا ضحك في الصلوة اعاد الصلوة ولا الوضوء
جابر بن عبد اللہ نے کہا جب نماز میں ہنسے تو نماز کو دوبارہ پڑھے اور وضو دوبارہ نکرے **ف** کیونکہ نماز میں ہنسنے یعنے قہقہہ کرنے
سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور وضو نہیں ٹوٹتا اور اسپر اتفاق کیا اکثر علما نے اور خلاف کیا انکا ابرہیم نخعی اور اوزاعی

اور ثوری اور ابو حنیفہ اور انکے اصحاب نے اونہون نے کہا نماز کے اندر قہقہہ کرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن اجماع ہے اسپر کہ نماز کے باہر قہقہہ کرنے
سے وضو نہین ٹوٹتا اور مولف نے جو روایت جابر سے نقل کی اوسکو وصل کیا سعید بن منصور اور دارقطنی وغیرہما نے اور یہ صحیح ہے
جابر سے موقوفًا اور نکالا اوسکو دارقطنی نے دوسرے طریق سے جابر سے مرفوعًا اور ضعیف کیا اسکو ابن منذر نے کہا نماز کے باہر قہقہہ سے
کسی کے نزدیک وضو نہین جاتا اور نماز کے اندر لوگون نے اختلاف کیا اور جو قائل ہوا وضو کے ٹوٹ جانے کا اوس نے مخالفت کی
کھلے قیاس کی اور دلیل لی اونہون نے ایک ایسی حدیث سے جو صحیح نہین ہے اور یہ ہرگز نہین ہوسکتا کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و
سلم کے اصحاب جو خیر القرون مین تھے اللہ کے سامنے اور اسکے رسول کے پیچھے نماز مین ہنسین۔ علاوہ اسکے حدیث مین مطلق ہنسی کا
لفظ ہے اور ان لوگون نے اوسکو خاص کیا ہے قہقہہ سے قسطلانی نے کہا ابو حنیفہ نے کہا جب رکوع اور سجدے والی نماز مین اتنی
آواز سے ہنسے کہ اوسکے پاس والے سنین تو نماز باطل ہوجاویگی اور وضو بھی ٹوٹ جاویگا اور اگر پاس والے نہ سنین تو وضو نہ
ٹوٹیگا کیونکہ یہ حدیث ابن عدی نے کامل مین نکالی جو کوئی نماز مین ہنسے قہقہہ مار کر وہ لوٹا دے وضو اور نماز کو انتہے زیلعی نے
کہا نماز کے اندر ہنسی کے باب مین مسند اور مرسل دونو طرح کی احادیث وارد ہین لیکن مسند حدیثین تو مروی ہین ابو موسے
اشعری اور ابی ہریرہ اور عبد اللہ بن عمر اور انس بن مالک اور جابر بن عبد اللہ اور عمران بن الحصین اور ابی الملیح سے
تو ابو موسی کی حدیث کو طبرانی نے معجم مین روایت کیا حدیث بیان کی ہمسے احمد بن زہیر تستری نے اونہون نے کہا حدیث بیان
کی ہم سے محمد بن عبد الملک دقیقی نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد بن نعیم واسطی نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی
ہمسے مہدی بن میمون نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ہشام بن حسان نے اونہون نے روایت کی حفصہ بنت سیرین سے
اونہون نے ابو العالیہ سے اونہون نے ابو موسی سے اونہون نے کہا ایک بار رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے لوگون کے ساتھ
اتنے مین ایک شخص آیا اور گڈھے مین گر پڑا جو مسجد مین تھا اوسکی نگاہ مین فتور تھا یہ دیکھکر بہت سے لوگ ہنس پڑے نماز مین
تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہنسا ہو وہ وضو کو لوٹا دے اور نماز کو لوٹا وے انتہے **مترجم** کہتا ہے کہ اس حدیث
کا اسناد حسن ہے اور اسکے سب راوی ثقات ہین البتہ ایک محمد بن ابی نعیم واسطی ہین یحیے بن معین نے کلام کیا ہے حافظ ابن
حجر نے کہا کہ وہ صدوق ہے اور یہ حدیث باب کی سب حدیثون سے اچھی ہے اور کوئی وجہ نہین ہے کہ اس حدیث کو جسکی تائید اور
احادیث ضعیفہ سے ہوئی عمل نہ کیا جاوے اور جو سب حدیثون کو اس باب مین ملا دین تو کہہ سکتے ہین کہ یہ حدیث درجہ حسن تک
پہونچ گئی ہے اور اللہ جزائے خیر دیوے امام ابو حنیفہ کوفی علیہ الرحمہ کو کہ اونہون نے اس مسئلہ مین قیاس جلی کو ترک کیا اور
حدیث کا اتباع کرکے قہقہہ سے وضو کے ٹوٹنے کا بھی حکم دیا اب ابن منذر کا یہ کہنا کہ دلیل ایسی حدیث سے لی جو صحیح نہین ہے اس
وقت قبول کے لائق تھا جب اس حدیث کی تائید اور طرق سے نہ ہوتی جنکو ہم آگے بیان کرینگے البتہ اسقدر کہنا ابن منذر کا

صحیح ہو کہ حدیث پر عمل کرنا موجب اس امر کا ہے کہ مطلق ضحاک کو جو نماز میں ہو ناقض وضو کہیں اور امام صاحب نے جو قہقہہ کو خاص کیا ہے
اوسکے لیے حدیث سے کوئی حجت نہیں نکلتی لیکن اسکا جواب بھی یہ ہو سکتا ہے کہ یہ حدیث اگرچہ کئی طریقوں میں ہے جنکی اسانید ضعاف
ہیں تاہم قہقہہ کی تخصیص موجود ہے پس چونکہ ضحک سے وضو ٹوٹنا قیاس جلی کے خلاف تھا اسلیے امام صاحب نے اس امر کو خاص کیا اون
قیود کے ساتھ جو مورد میں وارد ہوئی تھیں اب یہ کہنا ابن منذر کا کہ صحابہ جو خیر القرون تھے کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ کے سامنے اور اسکے
رسول کے پیچھے نماز کے اندر ہنسیں اسکا جواب یہ ہے کہ حدیث میں یہ کہاں تصریح ہے کہ تمام صحابہ ہنسے اور یہ کیا ضرور ہے کہ جلیل صحابی
نے ایسا کیا ہو احتمال ہے کہ بعض اعراب سے جو نئے مشرف باسلام ہوئے ہوں یہ حرکت وقوع میں آئی ہو دوسرے یہ کہ بعضے وقت ہنسی بے
اختیاری آجاتی ہے اور ایسی بے اختیاری امر میں کوئی مواخذہ شرعًا نہیں ہو سکتا گو ادب کے خلاف ہے اور اس قسم کے افعال اور اقوال
اگر مخالف ہم سے جدال پر آمادہ ہو تو ہم اجلائے صحابہ سے بھی نقل کر سکتے ہیں چہ جائیکہ عوام صحابہ سے وقوع انکا منقول ہے اور یہ نقل
بطرق متعددہ مروی ہے جن میں یہ احتمال ہرگز نہیں ہو سکتا کہ یہ بے ادبی جھوڑ اور درگذر میں۔ اس مسئلہ سے سب سے پہلے امام
ابوحنیفہ کے مقلدوں کو سبق لینا چاہیے کہ انکے امام کا یہ طرز تھا کہ حدیث ضعیف کے مقابل بھی قیاس جلی کو ترک کر دیتے تھے اور
اس زمانہ کے حنفیہ کا یہ حال ہے کہ حدیث صحیح کے مقابل بھی متاخرین فقہا کے قیاس کو قبول کرتے ہیں اور حدیث صحیح پر نہیں چلتے یہ
لوگ یقینًا اپنے امام کی ہدایت کے برخلاف ہیں اور قیامت کے دن اللہ جل جلالہ کے سامنے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نصاری
سے اور حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ روافض سے علیحدہ ہو جاوینگے اسیطرح حضرت امام ابوحنیفہ بھی ایسے حنفیہ سے بیزار اور جدا ہو جاوینگے
اِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا اس مضمون پر شاہد ہے وکفیٰ باللہ شہیدًا اور ابوہریرہ کی حدیث کو دارقطنی نے نکالا
اپنی سنن میں عبد العزیز بن حصین سے اونہوں نے عبد الکریم بن ابی امیہ سے انہوں نے حسن سے اونہوں نے ابوہریرہ سے انہوں نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ نے جب قہقہہ کرے تو دوہراوے وضو کو اور نماز کو دارقطنی نے کہا عبد العزیز ضعیف ہے اور عبد الکریم متروک
ہے اور اسکے سوا یہ روایت منقطع بھی ہے کیونکہ حسن بصری نے ابوہریرہ سے کچھ نہیں سنا ابن عدی نے کہا اس اسناد کی بلا عبد العزیز اور عبد الکریم
سے ہے اور وہ دونو ضعیف ہیں ابن عمر کی حدیث کو ابن عدی نے کامل میں روایت کیا بقیہ سے اور اس نے کہا حدیث بیان کی مجھ
سے میرے باپ نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے عمرو بن قیس سکونی نے اونہوں نے روایت کی عطا سے اونہوں نے ابن عمر رض سے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز میں ہنسے قہقہہ لگا کر تو وہ دوہراوے وضو کو اور نماز کو ابن جوزی نے علل متناہیہ
میں کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے کیونکہ بقیہ کی عادت ہے تدلیس کی اور شاید اوس نے یہ حدیث کسی ضعیف سے سنا ہو پھر اوسکا
نام نکال ڈالا اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ بقیہ نے اس روایت میں تصریح کی حدیث بیان کرنے کی اور مدلس جب تصریح
کرے سماع کی تو تدلیس کی تہمت دور ہو جاتی ہے اور بقیہ اسی قسم میں سے ہے ابن عدی نے کہا بعض راوی عمر بن قیس کہتے

ہین اور وہ عمرو ہی انتہے اور انس کی حدیث کو دارقطنی نے نکالا داؤد بن محبر سے اور اونے ایوب بن خوط سے اور اونے قتادہ سے اور اونے
انس سے اونہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑہ رہے تہے ہمارے ساتہہ اتنے مین ایک شخص آیا آنکہوں کا معذور پہر بیان
کیا اوسیطرح جیسے اوپر گذرا پہر کہا کہ داؤد بن المحبر متروک الحدیث ہے اور ایوب ضعیف ہے اور صواب وہ روایت ہی جو قتادہ سے انہوں نے
ابو العالیہ سے مرسلاً روایت کی گئی ہے پہر نکالا دارقطنی نے عبد الرحمن بن عمرو بن جبلہ سے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سلام
بن ابی مطیع نے اونہوں نے قتادہ سے اونہوں نے انس اور ابو العالیہ سے کہ ایک اندہا گرا پہر ذکر کیا اسحدیث کو اور کہا نہین روایت کیا
اوسکو سلام سے سوا عبد الرحمان بن عمرو بن جبلہ کے اور وہ متروک ہے بناتا ہے حدیثون کو پہر نکالا اوسکو سفیان بن محمد فزاری
سے اونہوں نے عبد اللہ بن وہب سے اونہوں نے یونس سے اونہوں نے زہری سے انہوں نے سلیمان بن ارقم سے اونہوں نے حسن سے
انہوں نے انس سے مانند اوسکی اور کہا کہ سفیان کا رجال ہے اور اچہا حال اسکا یہی کہ اوسنے وہم کیا ہو ابن وہب پر اگر عمداً
ایسا نہین کیا یعنے یہ جو انس کا نام لیا کیونکہ کئی لوگون نے اوسکو روایت کیا ابن وہب سے اون مین سے ہین خالد بن خداش اور
سون بن یزید اور احمد بن عبد الرحمن بن وہب وغیرہ انہین سے کسینے انس کا نام نہین لیا بلکہ مرسلاً حسن سے نقل کیا ہے پہر انکی
روایتین نکالین بعد اوسکے روایت کیا زہری سے اونہوں نے کہا قہقہہ مین وضو نہین ہے اور کہا کہ اگر یہ حدیث زہری کے نزدیک
صحیح ہوتی تو اوسکے خلاف فتوی نہ دیتے اور اسحدیث کا ایک اور طریقہ ہے جسکو روایت کیا ابو القاسم حمزہ بن یوسف سہمی
نے تاریخ جرجان مین اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے امام ابو بکر احمد بن ابراہیم اسمعیلی نے انہوں نے کہا حدیث بیان
کی مجہسے ابو عمرو محمد بن عمرو بن شہاب بن طارق اصبہانی نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو جعفر احمد بن فورک نے انہوں نے
کہا حدیث بیان کی ہمسے عبید اللہ بن احمد اشعری نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عمار بن یزید بصری نے انہوں نے کہا حدیث
بیان کی ہمسے موسی بن ہلال نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے انس بن مالک نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جو شخص نماز مین بحالت قہقہہ لگاوے اوسپر لازم ہے وضو اور نماز انتہے اور جابر کی حدیث کو دارقطنی نے نکالا محمد بن
یزید بن سنان سے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے میرے باپ نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے اعمش نے اونہوں نے روایت
کی ابو سفیان سے انہوں نے جابر سے اونہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تم مین سے ہنسے اپنی نماز مین وہ وضو
کرے پہر نماز کو دوہرادے پہر کہا کہ یزید بن سنان ضعیف ہے اوسکی کنیت ابو فروہ رہاوی ہے اور اسکا باپ بہی ضعیف ہے اور
وہم کیا اوس نے اسحدیث مین دو جگہہ ایک تو حدیث کو مرفوع کرنے مین دوسرے اوسکے لفظ مین اور صحیح روایت اعمش سے اور اونے
ابو سفیان سے اوس نے جابر سے ہے یہ کہ جابر نے کہا جو شخص نماز مین ہنسے وہ نماز کو دوہرادے اور وضو کو نہ دوہرادے اور ایسا ہی روایت
کیا اسکو اعمش سے ایک جماعت نے ثقہ حافظون کی اون مین سے ہین سفیان ثوری اور ابو معاویہ ضریر اور وکیع اور عبد اللہ بن داؤد خریبی

اور سلم بن علی فدمی وغیرہم اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو شعبہ اور ابن جریج نے یزید بن ابی خالد سے اور نے ابوسفیان سے اور نے
جابر سے پھر انکی روایتیں لکالیں جابر سے کہ اونہوں نے کہا جو شخص نماز میں ہنسے وہ نماز کو لوٹا دے اور وضو کو نہ لوٹا دے اور ایک روایت
مین اتنا زیادہ ہے کہ وضو ٹوٹنے کا حکم اُسوقت ہوا تھا جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہنسے تھے اور عمران بن
حصین کی حدیث کو دارقطنی نے نکالا اسمعیل بن عیاش سے اور نے عمر بن قیس المکی سے اور نے عمرو بن عبید سے اور نے حسن سے اور نے
عمران بن حصین سے انہوں نے کہا مینے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص نماز میں ہنسے زور سے تو وہ لوٹا دے
وضو اور نماز کو پھر کہا کہ عمر بن قیس مکی ضعیف ہے اور عمرو بن عبید کو بعضوں نے کہا وہ کذاب ہے اور نکالا اوسکو بیہقی نے عبدالرحمٰن
بن سلام سے اونہوں نے عمر بن قیس سے اسحدیث کو اور نکالا اوسکو ابن عدی نے دوسرے طریق سے بقیہ سے اور نے محمد خزاعی سے
اور نے حسن سے اور نے عمران بن حصین سے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے جو نماز میں ہنستا تھا کہ لوٹا
تو اپنے وضو کو انتہی ابن عدی نے کہا محمد خزاعی بقیہ کے مجہولین مشائخ میں سے ہے اور یہ حدیث روایت کی جاتی ہے محمد بن راشد
سے اونہوں نے حسن سے اور ابن راشد مجہول ہے انتہے اور ابو الملیح کے باپ کی حدیث کو دارقطنی نے نکالا محمد بن اسحاق کر
اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے حسن بن دینار نے اونہوں نے حسن بصری سے اونہوں نے ابو الملیح بن اسامہ سے اونہوں نے اپنے
باپ سے اونہوں نے کہا ہم ایکبار نماز پڑھ رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اتنے میں ایک شخص آیا انکھوں کا اندھا ابن
اسحاق نے کہا حدیث بیان کی مجھسے حسن بن عمارہ نے اونہوں نے روایت کی خالد حذاء سے اونہوں نے ابو الملیح سے انہوں نے اپنے
باپ سے مانند اسکی دارقطنی نے کہا حسن بن دینار اور حسن بن عمارہ دونو ضعیف ہیں اور دونو نے خطا کی اسناد میں اور
روایت کیا اوسکو حسن بصری نے حفص بن سلیمان منقری سے اونہوں نے ابو العالیہ سے مرسلاً اور حسن بہت لاروایت کرتے
ہیں مرسلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکن حسن بن عمارہ کی یہ حدیث خالد حذاء سے اونہوں نے ابو الملیح سے اونہوں نے
اپنے باپ سے ایک قبیح وہم ہے بلکہ روایت کیا اوسکو خالد حذاء نے حفصہ بنت سیرین سے اونہوں نے ابو العالیہ سے اُنہوں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً اور روایت کیا اوسکو ایسا ہی سفیان ثوری اور ہشیم اور وہیب اور حماد بن سلمہ وغیرہم نے اور ابن
اسحاق نے اضطراب کیا اس روایت میں حسن بن دینار سے یہ حدیث نقل کرنے میں تو کبھی روایت کیا اوسکو حسن بن دینار سے انہوں نے
حسن بصری سے اور کبھی روایت کیا حسن بن دینار سے اُنہوں نے قتادہ سے اونے ابو الملیح سے اور نے اپنے باپ سے اور قتادہ نے روایت
کیا اسکو ابو العالیہ سے مرسلاً اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو سعید بن ابی عروبہ اور سلم بن ابی الذیال اور معمر اور ابو عوانہ اور سعید
بن بشیر وغیرہم نے پھر ذکر کیا ان پانچوں کی روایتوں کو اور کہا یہ پانچ ثقہ ہیں جنہوں نے روایت کیا اوسکو قتادہ سے اور نے ابو العالیہ
سے مرسلاً اور راوی بن حوط اور داؤد بن محبر اور عبدالرحمان بن جبلہ اور حسن بن دینار یہ سب متروک ہیں اور ان میں سے کوئی

ایسا نہیں ہے جس سے حجت لینا درست ہو اگرچہ اوسکا خلاف کرنیوالا نہو پھر جس حال میں ہر ایک کے مخالف پانچ ثقہ ہوں قتادہ
کے اصحاب میں سے تو کیونکر اوسکی روایت حجت ہوگی پھر ابن عدی نے اپنی اسناد سے روایت کیا محمد بن سلمہ سے اوس نے ابن اسحاق سے اوس نے حسن
بن دینار سے اوس نے قتادہ سے اوس نے ابو الملیح سے اوس نے اپنے باپ سے اور بیان کیا اس حدیث کو اوس میں یہ ہے کہ کچھ لوگ آپ کے
پیچھے ہنس دیے اور کہا کہ حسن بن دینار متروک الحدیث ہے اور یہ حدیث اسکی صواب سے بعید ہے اور ہم نہیں جانتے کہ کسی نے
متابعت کی ہو حسن کی اس روایت میں انتہے اور مرسل صحیح تین چار ہیں ایک ابو العالیہ کی دوسری معبد جہنی کی تیسری
ابراہیم نخعی کی چوتھی حسن کی لیکن ابو العالیہ کی حدیث مرسل اوسکی دو طریق ہیں ایک تو خود ابو العالیہ سے اور یہی صحیح
ہے اور یہ مروی ہے کئی طریق سے قتادہ اور حفصہ بنت سیرین اور ابو ہاشم زمانی کے روایتوں سے تو قتادہ کے طریق کو روایت کیا
معمر اور ابو عوانہ اور سعید بن ابی عروبہ اور سعید بن بشیر نے اور معمر کی روایت کو نکالا عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں قتادہ سے
اوس نے ابو العالیہ سے کہ ایک اندھا گر پڑا کنوئیں میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے اپنے یاروں کے ساتھ تو بعض
لوگ جو آپ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے ہنسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ جو کوئی ہنسا ان میں سے وہ لوٹا دے وضو کو
اور لوٹا دے نماز کو اور نکالا اوسکو دارقطنی نے عبد الرزاق کے طریق سے اپنی سنن میں اور لیکن حفصہ کا طریق تو وہ مروی ہے
خالد حذاء اور ایوب سختیانی اور ہشام بن حسان اور مطر وراق اور حفص بن سلیمان سے اور ان سب باتوں کو دارقطنی نے
نکالا اور لیکن ابو ہاشم زمانی کا طریق تو روایت کیا اوسکو شریک اور منصور نے نکالا انکو دارقطنی نے اور نکالا اوسکو
ابن ابی شیبہ نے شریک کے طریق سے فقط اور روایت کیا اوسکو ابو داود نے اپنی مراسیل میں دوسری ابو العالیہ کی روایت اور
کسی نے نکالا اوسکو دارقطنی نے خالد بن عبد اللہ واسطی سے اوس نے ہشام بن حسان سے اوس نے حفصہ سے اوس نے
ابو العالیہ سے اوس نے ایک انصاری مرد سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں ایک شخص گذرا جسکی
نگاہ میں فتور تھا وہ کنوئیں میں گر پڑا تو لوگوں میں سے کئی گروہ ہنس پڑے پھر حکم دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص
ہنسا وہ لوٹا دے وضو کو اور نماز کو دارقطنی نے کہا ایسا ہی روایت کیا اوسکو خالد نے اور نہیں نام لیا اوس شخص کا اور نہ بیان
کیا کہ وہ شخص صحابی تھا یا نہیں اور خالد نے کچھ نہ کیا اور مخالفت کی خالد کی پانچ حافظ ثقہ شخصوں نے اور اون کا قول اولیٰ ہے
ساتھ صواب کے انتہے زیلعی نے کہا کہنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ خالد کی مخالفت ان پانچوں نے نہیں کی بلکہ خالد نے اونکی
روایت پر زیادتی کی اور خالد ثقہ عادل ہے تو اوسکی زیادتی مقبول ہے پھر دارقطنی نے اپنی اسناد سے روایت کیا عاصم سے اونہوں نے
کہا ابن سیرین نے کہا حسن اور ابو العالیہ کی مرسل روایتیں مت لو اور تم جیسے بصرے کے دو شخصوں کی روایتیں مت بیان کرو ایک تو ابو العالیہ
کی اور ایک حسن بصری کی کیونکہ یہ دونوں پرواہ نہیں کرتے تھے کس سے حدیث روایت کرتے ہیں اور ابن عدی نے سند سے روایت کی ابن سیرین نے

کہا جاتا ہو تو ایسی ہین کہ اونکی حدیثین لوگ صحیح سمجھتے ہین اور انکو پرواہ نہ تھی کسی سے حدیث سننے مین پہر بیان کیا حسن اور ابو العالیہ اور
حمید بن ہلال کو اور بعضین ذکر کیا جیسے تہے شخص کو اور ایک شخص نے جو تہے کا نام لیا انس بن سیرین اور معبد جہنی کی مرسل کو
روایت کیا دارقطنی نے امام ابو حنیفہ سے اور انہون نے منصور بن زاذان واسطی سے اور انہون نے حسن سے اونہون نے معبد جہنی سے اونہون نے رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ ایک بار نماز مین تہے اتنے مین ایک اندہا آیا نماز کے ارادے سے پہر وہ گر پڑا ایک گڑہے مین یہ دیکہکر لوگ ہنس
پڑے یہانتک کہ قہقہہ لگایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا جس نے تم مین سے قہقہہ لگایا وہ لوٹادے وضو کو اور
نماز کو دارقطنی نے کہا وہم کیا اس حدیث مین ابو حنیفہ نے منصور پر کیونکہ منصور نے روایت کیا اوسکو محمد بن سیرین سے اونہون نے معبد سے
اور یہ معبد صحابی نہین اور کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے تقدیر مین اسی نے گفتگو کی اور یہ تابعین سے تہا نقل کیا یہ منصور سے غیلان
بن جامع اور ہشیم بن بشیر نے اور یہ دونون زیادہ حافظ ہین ابو حنیفہ سے اسناد کر پہر نکالا اس حدیث کو ان دونو کی روایت سے اور ابن
عدی نے کہا کہ معبد کا ذکر اس اسناد مین کسی نے نہین کیا مگر ابو حنیفہ نے اور ابو حنیفہ نے غلطی کی آمین ہم سے ابن حماد نے کہا اور وہ
مائل تہا ابو حنیفہ کیطرف کہ یہ معبد ہوذہ کا بیٹا ہے ابن عدی نے کہا یہ ابن حماد کی غلطی ہے کیونکہ معبد بن ہوذہ انصاری ہے اور یہ
معبد جہنی ہے انتہے اور وہ ابراہیم نخعی کی مرسل کو روایت کیا دارقطنی نے ابو معاویہ سے اوس نے اعمش سے اوس نے ابراہیم سے کہ انہون
نے کہا ایک شخص آیا اندہی آنکہون والا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز مین تہے اخیر حدیث تک ہے دارقطنی نے علی بن المدینی
سے بسند روایت کی اونہون نے کہا کہ مینے عبد الرحمن بن مہدی سے کہا اس حدیث کو ابراہیم نے مرسلاً روایت کیا اونہون نے کہا مجہ
سے شریک نے حدیث بیان کی ابو ہاشم سے اونہون نے کہا مینے یہ حدیث ابراہیم سے بیان کی ابو العالیہ کی روایت سے تو ابراہیم کی روایت
ابو العالیہ کیطرف پہر گئی کیونکہ ابو ہاشم نے کہا کہ مینے ابراہیم سے اسکو ذکر کیا انتہے اور یہ جو دارقطنی نے بیان کیا علی بن المدینی
سے ابن عدی نے کامل مین اسی عبارت سے اوسکو نقل کیا اور ابن عدی نے یحیی بن معین سے نقل کی اسناد سے اونہون نے کہا
ابراہیم کی مرسل حدیثین صحیح ہین مگر بحرین کے سوداگر کی روایت اور قہقہہ کی روایت مین کہتا ہون قہقہہ کی روایت تو معلوم ہو چکی
اور بحرین کے سوداگر کی روایت کو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین روایت کیا حدیث بیان کی ہم سے وکیع نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی
ہمسے اعمش نے اونہون نے روایت کی ابراہیم سے کہ ایک شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ مین ایک سوداگر آدمی ہون بحرین کو آتا
جاتا ہون آپنے اوسکو حکم دیا دو رکعت پڑہنے کا یعنے قصر کا اور حسن کی مرسل کو روایت کیا دارقطنی نے یونس سے اوس نے
ابن شہاب سے بہتیجے نے اپنے چچا سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہسے سلیمان بن ارقم نے انہون نے روایت کی حسن سے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اوس شخص کو جو نماز مین ہنسے وضو اور نماز لوٹانیکا نکالا اسکو دارقطنی نے اور ایسا ہی روایت کیا اسکو شافعی
نے اپنی سند مین خبر دی ہمکو ثقہ نے یعنی یحیی بن حسان نے اونہون نے روایت کی معمر سے انہون نے ابن شہاب سے اونہون نے سلیمان بن

مرسل حسن بروایت زہری کا بیان اور اسکا ضعف بسبب ابن ارقم

ارقم سے اونہون نے حسن سے اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شافعی نے کہا یہ روایت قبول نکی جاویگی کیونکہ وہ مرسل ہے ابن دقیق العید نے کہا کہ سلیمان بن ارقم ابن شہاب اور حسن کے بیچ مین ہے اور وہ اہل حدیث کے نزدیک متروک ہے مین کہتا ہون امام محمد نے کتاب الآثار مین اسکو نکالا تو کہا خبر دی ہمکو ابو حنیفہ نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے منصور بن زاذان نے اونہون نے روایت کی حسن بصری سے پھر بیان کیا اوسکو اور ابن عدی نے کامل مین علی بن المدینی سے نقل کیا باسناد اونہون نے کہا مجھسے عبد الرحمان بن مہدی نے کہا اور وہ سب لوگون سے زیادہ جاننے والے تھے قہقہ کی حدیث کو کہ اس روایت کا مدار ابو العالیہ پر ہے مین نے کہا روایت کیا ہے کو حسن نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً عبد الرحمن نے کہا حدیث بیان کی ہمسے حماد بن زید نے اونہون نے حفص بن سلیمان سے انہون نے کہا مین نے یہ حدیث حسن سے بیان کی تھی حفصہ سے سنکر اوس نے ابو العالیہ سے مین نے کہا اوسکو روایت کیا ابراہیم نخعی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عبد الرحمان نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شریک نے اونہون نے ابو ہاشم سے اونہون نے کہا مین نے یہ حدیث ابراہیم سے بیان کی ابو العالیہ سے سنکر مین نے کہا روایت کیا اوسکو زہری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً عبد الرحمان نے کہا مین نے یہ حدیث پڑہی زہری کے بھتیجے کی کتاب مین اوس نے روایت کی زہری سے اوس نے سلیمان بن ارقم سے اوس نے حسن سے انتہی بیہقی نے سنن مین کہا امام احمد نے فرمایا اگر زہری اور حسن کے پاس اس باب مین کوئی صحیح حدیث ہوتی تو اوسکے خلاف فتوی دینا جائز نہ رکھتے اور صحیح ہوئی روایت قتادہ سے اور اوس نے حسن سے کہ وہ نماز مین ہنسنے سے وضو کو لازم نہین سمجھتے تھے اور شعیب بن ابی حمزہ سے اور اوروں سے انہون نے زہری سے نقل کیا کہ اونہون نے کہا نماز مین ہنسنے سے نماز پھر پڑہنا چاہیے اور وضو دوبارہ نکرنا چاہیے بیہقی نے کہا یہ حدیث باسانید موصولہ مروی ہے مگر وہ سب روایتین ضعیف ہین اور یہ احادیث اونہون نے خلافیات مین ذکر کین انتہی ابن عدی نے کامل مین کہا یہ حدیث کو حسن بصری اور قتادہ اور ابراہیم نخعی اور زہری نے مرسلاً روایت کی اور ہر ایک روایت مین اختلاف ہے موصولاً اور مرسلاً اور سب روایتین اخیر مین لوٹ جاتی ہین ابو العالیہ کیطرف اور ابو العالیہ مین لوگون نے کلام کیا اس حدیث کی وجہ سے لیکن باقی حدیثین اوسکی مستقیم ہین اور اچھی ہین حاکم نے کتاب مناقب الشافعی مین کہا شافعی نے کہا ابو العالیہ ریاحی کی حدیثین ریاح ہین یعنے ہوائین ہین یعنی ضعیف ہین حاکم نے کہا مراد امام شافعی کی قہقہ کی حدیث ہے فقط کیونکہ ابو العالیہ سے کبہی اسکو روایت کرتا ہے محمد بن سیرین اور کبہی حفصہ بنت سیرین اور کبہی مرسلاً اور کبہی ابو العالیہ عن رجل اور یہ ابو العالیہ تابعین کے ثقات مین سے ہے جن کی عدالت پر اتفاق ہے انتہی بیہقی نے کتاب المعرفۃ مین کہا کہ امام شافعی کا یہ قول کہ ابو العالیہ ریاحی کی روایات ریاح ہین مراد اس سے وہ روایات ہین جو ابو العالیہ مرسلاً نقل کرے اور جو موصولاً نقل کرے وہ صحت مین ہے انتہی ابن عدی نے کامل مین حسن بن زیاد لولوی کے ترجمہ مین ذکر کیا کہ جو شاگرد تھا امام ابو حنیفہ کوفی کا فقہ مین ابہل نقل کیا ابن معین سے کہ وہ جہوٹا ہے کچہ نہین اور نقل کیا اور لوگون سے کہ تہمت کی لوگو ا

نے بہت سی باتیں کی بحث کی اور اُنکی بعض حجت کا تعین میں جو دلالت کرتی ہیں آ جبر بیرانی اسناد سے نقل کیا امام شافعی سے کہ انہوں نے
نے مناظرہ کیا حسن بن زیاد سے ایک دن تو اون سے کہا تم کیا کہتے ہو اس شخص کے بارے میں جسنے ایک پاکدامن کو تہمت لگائی نماز
کی نماز میں حسن نے کہا اوسکی نماز باطل ہو جاویگی امام شافعی نے کہا اور اسکا وضو حسن نے کہا وضو قائم رہیگا امام شافعی نے کہا تم
نماز میں ہنسے حسن نے کہا اسکی نماز اور وضو دونو باطل ہو جاوینگے شافعی نے کہا تو نماز میں ہنسنا ایک پاکدامن کو زنا کی تہمت لگانا
سے بھی زیادہ ہے تو لا جواب کر دیا حسن بن زیاد کو انتہے سعر جہتم کہتا ہے امام ذہبی نے میزان میں اس قصہ کو اور طرح سے نقل کیا ہے
یہ ہے کہ حسن بن زیاد اور شافعی کی کسی نے دعوت کی اور وہاں یہ گفتگو ہوئی تو حسن بن زیاد جلد ہے اور یہ الزام بیجا حسن کا
اسوجہ سے تھا کہ وہ علم حدیث میں مہارت نہ رکھتے تھے ورنہ شافعی کو جواب دیتے کہ ہمارے نزدیک حدیث مرسل مقبول ہے اور ابو العالیہ
کی مرسل یہ روایت ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ہنسنے میں وضو اور نماز دونو کے لوٹانیکا ہے اگر امام شافعی ابو العالیہ
کی روایت کو ضعیف کرتے یا مرسل حدیث میں گفتگو کرتے تو اسکی بھی گفتگو ہو سکتی تھی اور یہ قیاس امام شافعی کا قبول نہیں
ہو سکتا کیونکہ ایسا ہی حنفی شافعی پر اعتراض کر سکتا ہے کہ سور کا گوہ زیادہ نجس ہے یا نا پھر سور کے گوہ میں ہاتھ ڈبونے سے وضو
نہیں ٹوٹتا اور ذکر کو اگرچہ وہ پاک ہے چھونے سے کیونکر وضو ٹوٹ جاتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ یہ گفتگو امام شافعی کی بطور ظرافت
کے تھی ورنہ خدا انپر رحم کرے وہ اور مجتہدوں سے زیادہ حدیث کی پیروی کرنیوالے تھے اور ترک کرنیوالے تھے قیاس اور رائے کے حدیث
کے خلاف میں بیہقی نے کہا بعض لوگوں نے کہا ہے کہ قہقہہ سے وضو ٹوٹ جانا خصائص میں سے تھا اور دلیل لی ہے اس روایت سے
جسکو نکالا دارقطنی نے سند اپنی سے شریک سے اور اوس نے اعمش سے اور اوس نے ابو سفیان سے اور اوس نے جابر سے انہوں نے کہا جو شخص نماز میں ہنسے
اوسپر وضو نہیں ہے اور وضو کا حکم اون لوگوں کے لیے تھا جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہنسے تھے حالانکہ یہ روایت صحیح نہیں ہے
ابن معین نے کہا یہ سبب صحیح نہیں ہے اور احمد نے کہا لوگوں نے ترک کیا اسکی حدیث کو اور فلاس نے بھی ایسا ہی کہا اور ہنسی سے وضو نہ ٹوٹنے
کی دلیل ایک اور حدیث ہے جسکو روایت کیا دارقطنی نے ابو شیبہ سے اور اوس نے یزید ابو خالد سے اور اوس نے ابو سفیان سے اور اوس نے جابر سے انہوں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا ہنسنا نماز کو توڑتا ہے اور وضو کو نہیں توڑتا اور ابو شیبہ کا نام ابراہیم بن عثمان ہے احمد
نے کہا وہ منکر الحدیث ہے اور ابن حبان نے کہا کہ جب اکیلا کوئی روایت کرے تو اوسکی روایت سے دلیل لینا جائز نہیں ہے بیہقی
نے کہا ابو شیبہ نے اسکو روایت کیا مرفوعاً اور وہ ضعیف ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ روایت موقوف ہے اور باوجود ضعف اسناد کے اسکے
متن میں اضطراب ہے کیونکہ اسی اسناد سے ایک روایت یوں ہے کہ بات کرنا نماز کو توڑتا ہے اور وضو کو نہیں توڑتا نکالا اوسکو
دارقطنی نے اور تبسم سے نماز باطل نہ ہوگی باب میں دلیل لی ہے اس حدیث سے جسکو نکالا طبرانی نے اپنی معجم میں اور ابو یعلی موصلی نے اپنی
سند میں اور دارقطنی نے سنن میں یزید بن نافع عقیلی سے اور اس نے ابی سلمہ بن عبد الرحمن سے اور اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے جابر نے

سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اپنے اصحاب کے ساتھ عصر کی اتنے میں آپ نے تبسم فرمایا نماز میں جب آپ نماز سے فارغ ہو
تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے تبسم فرمایا نماز میں آپ نے فرمایا میکائیل میرے سامنے سے گذرے انکی بازو پر غبار تھا تب مینے تبسم کیا
وہ لوٹ رہے تھے قوم کو ڈھونڈھ کر دارقطنی نے سکوت کیا اس حدیث سے حالانکہ روح بن نافع بہت ضعیف ہے اور نیز معجم طبرانی میں ہے
میکائیل کے بدلے جبرئیل کا نام دیکھا اور ذکر کیا اس حدیث کو سہیلی نے روض الانف میں دارقطنی سے اور کلام کیا اوسپر اور بیان کیا
اپنی کلام کو کہ یہ میکائیل تھے اور روایت کیا اسکو ابن حبان نے کتاب الضعفا میں اور علت کی روح سے اور کہا وہ بہت وہم کرتا ہے
تو باطل ہے حجت لانا اوس سے ایک دوسری حدیث ہے جسکو روایت کیا طبرانی نے معجم صغیر میں ثابت بن محمد زاہد سے اونھون نے کہا
حدیث بیان کی ہم سے سفیان ثوری نے اونھون نے ابو الزبیر سے اونھون نے جابر سے اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ نے
نماز کو نہیں توڑتا تبسم کرنا اور دانت کھول دینا لیکن توڑ دیتا ہے نماز کو قہقہ طبرانی نے کہا نہیں مرفوع کیا اسکو سفیان سے
کسی نے سوا ثابت کے پھر کہا اوسکو عبد الرزاق کے طریق سے سفیان ثوری سے موقوفاً اور روایت کیا اوسکو ابن عدی نے
کامل میں اسمین یہ ہے لیکن توڑ دیتا ہے نماز کو قرقرہ (یعنے قہقہ) ابن عدی نے کہا مین نہیں جانتا اسکو مگر ثابت کی روایت سے
ثوری سے اور شاید ثابت نے یہ حدیث عزرمی سے سنی ہو اوس نے ابو الزبیر سے پھر شبہ ہو گیا ثابت کو انتہی اور روایت کیا اسکو ابن حبان
نے کتاب الضعفا میں محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلی سے اوس نے ابو الزبیر سے اوس نے جابر سے مرفوعاً جب کوئی شخص ہنسے اپنی نماز
میں تو اوسپر وضو ہے اور نماز اور جب تبسم کرے تو اوسپر کچھ نہیں انتہی حجۃ اللہ البالغہ میں ہے کہ حسن نے قہقہ سے نماز میں وضو کو
لازم کیا اور دوسرے علما اسکے قائل نہیں ہوے اور اس باب میں ایک حدیث ہے کہ اہل معرفت نے اتفاق نہ کیا اوسکے صحیح ہونے
پر اور اصح یہ ہے کہ جسکو احتیاط منظور ہو وہ وضو دوبارہ کرلے اور جو نہ کرے تو اوسپر کچھ الزام نہیں ہے انتہی مختصراً (وقال الحسن
ان اخذ من شعره او اظفاره او خلع خفيه فلا وضوء عليه) اور حسن بن ابی الحسن بصری نے کہا جب لیوے بال اپنے
سر کے یا مونچھ کے یا ناخن اپنے اوتار ڈالے تو اوسپر وضو نہیں ہے یعنی دوبارہ وضو کرنا لازم نہیں اس خیال سے کہ پہلا مسح بالوں پر
ہوا تھا یا موزوں پر اور اب بال اور موزے نہیں ہیں تو سر اور پاؤں بغیر طہارت کے رہ گیا - حافظ ابن حجر نے کہا پہلے مسئلہ کو حسن سے وصل
کیا سعید بن منصور اور ابن منذر نے باسناد صحیح اور مخالفت کی اوسمین مجاہد اور حکم بن عتیبہ اور حماد نے اونھون نے کہا جس نے ناخن
کترائے یا مونچھ کے بال کٹوائے تو اوسکو دوبارہ وضو کرنا چاہیے اور ابن منذر نے نقل کیا کہ اجماع ہو گیا حسن کے قول پر اور دوسرے مسئلے
کو حسن سے روایت کیا ابن ابی شیبہ نے باسناد صحیح اور موافقت کی حسن کی ابراہیم نخعی اور طاوس اور قتادہ اور عطا نے اور ایسا ہی فتوی
دیتے تھے سلیمان بن حرب اور داؤد اور مخالفت کی انکی جمہور علما نے تو جمہور نے موالاۃ کو واجب کیا ہے وہ کہتے ہیں دوبارہ وضو
کرے اور جو موالاۃ کو واجب نہیں کہتے وہ کہتے ہیں صرف دونو پاؤں دھو ڈالے اور یہی زیادہ ظاہر ہے شافعی کے مذہب میں اور موطا

مین کہ پھر ریح کرے سو پھر وضو کرے اور بعض شافعیہ کے نزدیک تو واجب ہے گو مراد اوسکی وجوب نہین اور ریت ہے اسکا عکس منقول
ہے نہی وقال ابو ہریرۃ لا وضوء الا من حدث اور ابو ہریرہ نے کہا وضو لازم نہین ہوتا مگر حدث سے **ف** روایت کیا اسکو
اسمعیل قاضی نے احکام مین بسند صحیح مجاہد سے اونھون نے ابو ہریرہ سے اور روایت کیا اسکو احمد اور ابو داود اور ترمذی نے شعبہ سے
اونھون نے سہیل بن ابی صالح سے اونھون نے اپنے باپ سے اونھون نے ابو ہریرہ سے مرفوعًا اور اسمین اتنا زیادہ ہے یا بو سے رفتہ نکلے مین ہر کر
امام احمد اور ترمذی نے اور کہا صحیح ہے اور ابن ماجہ اور بیہقی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو
نہین ہے مگر آواز سے یا بو سے بیہقی نے کہا حدیث ثابت ہے اور بخاری مسلم نے نکالا اوسکو سنون مین عبداللہ بن زید سے اور روایت
کیا اوسکو احمد اور طبرانی نے سائب بن خباب سے اوس مین یہ ہے کہ وضو نہین ہے مگر بو سے یا آواز سننے سے ابن ابی حاتم نے کہا
مینے اپنے باپ سے ابو ہریرہ کی اس حدیث کو سنا لا وضوء الا من صوت او ریح اونھون نے کہا یہ وہم ہے
شعبہ کا انھون نے حدیث کو مختصر کر ڈالا اور پوری حدیث سہیل سے اونکے اصحاب نے یون روایت کی جب کوئی تم مین سے نماز مین ہو
پھر اوسکو دلمین وسوسہ پیدا ہو یا اوسنے کانون نکلی پایا تاکہ آواز سنے یا بدبو پاوے شوکانی نے کہا شعبہ امام مین حافظ مین
حدیث کے اور ابو حاتم کا کلام مقبول نہین انتہی مختصرًا مترجم کہتا ہے امام مسلم نے اپنی صحیح مین ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مین سے کوئی اپنے پیٹ مین کچھ پاوے پھر اوسکو شبہ ہو کہ اوسکے پیٹ سے کچھ نکلا یا نہین تو مسجد سے
باہر نہ نکلے جبتک آواز نہ سنے یا بو نہ پاوے مسک الختام مین ہے کہ روایت کیا اوسکو ابو داود اور ترمذی نے ویذکر عن جابر ان

٦ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان فی غزوۃ ذات الرقاع فرمی رجل بسهم فنزفه الدم فرکع وسجد ومضی فی صلاته

اور ذکر کیا جاتا ہے جابر بن عبداللہ انصاری سے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ذات الرقاع کی لڑائی مین تھے **ف**
حافظ ابن حجر نے کہا اس لڑائی کا بیان خدا چاہے تو کتاب المغازی مین آویگا سیرۃ ابن ہشام مین ہے کہ یہ لڑائی سنہ چار ہجری
مین ہوئی اور ذات الرقاع اوسکو اسلیے کہتے مین کہ اس لڑائی مین صحابہ نے اپنے جھنڈون مین پیوند لگائے تھے اور بعضون
نے کہا وہان ایک درخت تھا جسکو ذات الرقاع کہتے تھے انتہی **ف** وہان ایک شخص کو ایک تیر لگا **ف** اوسکا قصہ یہ ہے کہ رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم رات کو ایک گھاٹی مین اوترے اور فرمایا آج رات کو کون ہمارا پہرہ دیگا تو مہاجرین مین سے ایک شخص اٹھا
اور انصار مین سے ایک اور دو آدمی گھاٹی کے منہ مین رہے پھر دونو نے رات کو بانٹ لیا پہرے کے لیے تو مہاجر سو رہا اور انصاری
کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا ایک شخص آیا کافرون مین سے اور اوس نے انصاری کو دیکھکر ایک تیر مارا وہ تیر انصاری کے لگا پھر
اوس نے تیر نکال لیا اور نماز پڑھتا گیا پھر اوس کافر نے دوسرا تیر مارا انصاری نے پھر ایسا ہی کیا پھر تیسرا تیر مارا انصاری نے
بھی نکال لیا اور رکوع کیا اور سجدہ کیا اور نماز پوری کی پھر اپنے رفیق کو جگایا جب اوس نے یہ خون دیکھا تو کہا تو نے مجھکو پہلے

ہی تہ مین کیون نہ جگا دیا انصاری نے کہا مین ایک سورت پڑہ رہا تہا تو مجہے اچہا معلوم ہوا اوسکو موقوف کرنا روایت کیا اس قصے کو
بیہقی نے دلائل مین دوسرے طریق سے اور کہا کہ انصاری کا نام عباد بن بشر تہا اور مہاجر کا عمار بن یاسر اور سورہ کہف کا سورہ تہا
(فتح) زیلعی نے تخریج مین کہا کہ بیہقی کی روایت مین یہ ہے کہ عمار بن یاسر سوئے اور عباد بن بشر کہڑے نماز پڑہتے تہے انہون نے
کہا مین نماز مین ایک سورت پڑہ رہا تہا کہف کی تو مین نے پسند نکیا اسکا توڑنا انتہے حقیقت مین نماز صحابہ کی نماز تہی اللہ انپر
رحم کرے اور انکے درجے بلند کرے **ف** اور بہت خون اوسمین سے بہا لیکن انہون نے رکوع کیا اور سجدہ کیا اور اپنی نماز پڑہے گیا -
ف حافظ ابن حجر نے کہا جابر کے اس قصے کو ابن اسحاق نے مغازی مین نکالا اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے صدقہ بن یسار
نے اونہون نے روایت کی عقیل بن جابر سے اونہون نے اپنے باپ سے طول کے ساتھ اور روایت کیا اوسکو احمد اور ابوداؤد اور دارقطنی نے
اور صحیح کیا اسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم نے سب نے روایت کیا ابن اسحاق کے طریق سے اور ابن اسحاق کے شیخ صدقہ
ثقہ ہین اور عقیل سے مین نہین جانتا کسی نے روایت کی ہو سوا صدقہ کے اور اسی واسطے امام بخاری نے اس روایت مین جزم کا
صیغہ بیان نہین کیا بلکہ یون کہا ذکر کیا جاتا ہے جابر سے یا اسلیے کہ امام بخاری نے اوسکو مختصر کیا یا اسلیے کہ ابن اسحاق مین
اختلاف ہے بعضون نے کلام کیا اون مین (فتح) حافظ ابن حجر نے کہا مؤلف کی غرض اس قصے کے لانے سے یہ ہے کہ حنفیہ کے مذہب
رد کرین حنفیہ کہتے ہین کہ جب خون نکلکر بہے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اب اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اس انصاری نے نماز کیونکر پڑہی
حالانکہ اوسکا بدن اور کپڑا نجس ہو گیا تہا خون سے خطابی نے اسکا جواب دیا ہے کہ شاید خون اسطرح سے بہا ہو کہ اوسکے
کپڑے اور بدن سے الگ گرا ہو اور یہ بعید ہے قیاس سے اور احتمال ہے کہ کپڑے پر گرا ہو لیکن اسنے کپڑا الگ کر دیا ہو اور جسم پر اتنا
لگا ہو جتنا معاف ہے اور اگر اس اعتراض کا جواب نہ ہو سکے تب بہی اتنی بات نکلتی ہے کہ خون نکلنے سے وضو نہین جاتا اور امام
بخاری کی یہی غرض ہے اور ظاہر یہ ہے کہ امام بخاری کا مذہب یہ ہے کہ نماز مین خون نکلنے سے نماز باطل نہین ہوتی کیونکہ اسکے بعد انہون
نے حسن کا اثر بیان کیا کہ مسلمان ہمیشہ اپنے زخمون مین نماز پڑہتے رہے اور صحیح ہوئی یہ روایت کہ حضرت عمر نے نماز پڑہی اور انکے
زخم سے خون بہتا تہا (فتح) وَقَالَ الْحَسَنُ مَا زَالَ الْمُسْلِمُونَ يُصَلُّونَ فِي جِرَاحَاتِهِمْ اور حسن بصری نے کہا ہمیشہ مسلمان
نماز پڑہتے تہے اپنے زخمون مین **ف** حافظ ابن حجر نے بیان نہین کیا کہ حسن کے اس اثر کو کس نے موصولاً روایت کیا اور قسطلانی
نے اور عینی نے اسکی یہ تاویل کی کہ زخمون مین نماز پڑہنے سے یہ غرض ہے کہ خون نہین بہتا تہا اور ان مین ہے اور دلیل اسکی یہ ہے
کہ روایت کیا ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین ہشیم سے انہون نے یونس سے انہون نے حسن سے کہ وہ وضو لازم نہین سمجہتے تہے خون
نکلنے سے مگر اس خون سے جو بہتا ہو اور اسناد اسکا صحیح ہے عینی نے کہا حنفیہ کا یہی مذہب ہے اور حسن کا یہ اثر حنفیہ کی حجت ہے
مخالفین پر قسطلانی نے کہا امام بخاری نے جو اثر نقل کیا وہ یہ نہین ہے کیونکہ امام بخاری کے اثر مین صحابہ کا حال ہے اور عینی

نے جو اثر نقل کیا وہ خود حسن کا مذہب ہے واللہ اعلم وقال کان من یحکی وحمد بن علی وعطاء واهل الحجاز لیس فی الدم
وضوء اور طاؤس ذکوان بن کیسان یمانی حمیری فقیہ مشہور تھا اور امام محمد بن علی بن حسین بن علی علیہم السلام جنکا لقب باقر
ہے اور عطاء بن ابی رباح نے کہا اور حجاز کے علماء کہ خون میں وضو نہیں ہے ف حافظ ابن حجر نے کہا کہ طاؤس کے اثر کو
ابن ابی شیبہ نے باسناد صحیح روایت کیا اور اسکی عبارت یہ ہے کہ طاؤس خون میں وضو نہیں دیکھتے تھے بلکہ کہتے تھے خون کو دھو ڈالا
جاوے بس یہی کافی ہے اور امام محمد باقر کے اثر کو سمویہ نے موصولاً روایت کیا اور حافظ ابو البشر کے فوائد میں اعمش کے طریق سے انہوں نے
کہا میں نے ابو جعفر باقر سے پوچھا نکسیر پھوٹنے کو انہوں نے کہا اگر خون کی ایک نہر بہ نکلے تو میں اس سے وضو نہ کروں اور عطاء بن ابی
رباح کے اثر کو عبد الرزاق نے روایت کیا ابن جریج سے انہوں نے عطا سے انتہی قسطلانی نے کہا امام محمد باقر کو باقر اس لیے کہتے
تھے کہ انہوں نے علم کو چیر لیا یعنی اوسکے حقائق تک پہنچ گئے رضی اللہ عنہ وعصر ابن عمر بثرۃ فخرج منہا الدم ولم یتوضأ
اور عبد اللہ بن عمر نے ایک پھنسی کو دبایا اوس میں سے خون نکلا پھر وضو نہیں کیا ف اور نماز پڑھی روایت کیا اوسکو ابن
ابی شیبہ نے باسناد صحیح (فتح) وبزق ابن ابی اوفی دما فمضی فی صلوتہ اور عبد اللہ بن ابی اوفی آخر کوفہ میں صحابی ہیں کہ
کعبہ تک سنہ ۸۷ ہجری میں اور امام ابو حنیفہ نے اونکو دیکھا اوس وقت انکی عمر سات برس کی تھی قسطلانی نے کہا خون تھوکا اور
نماز پڑھی گئے ف روایت کیا اوسکو سفیان ثوری نے اپنی جامع میں عطا بن السائب سے کہ انہوں نے دیکھا عبد اللہ بن ابی اوفی
کو ایسا ہی اور سفیان نے عطا سے اوسکا حافظہ بگڑنے کے پہلے سنا ہے تو اسناد صحیح ہے وقال ابن عمر والحسن فیمن
یحتجم لیس علیہ الا غسل محاجمہ اور عبد اللہ بن عمر اور حسن بصری نے کہا جو شخص پچھنے لگاوے اوس پر کچھ نہیں ہے مگر
جس مقام پر پچھنے لگے ہوں اسکو دھو ڈالے ف اور وضو کرنا ضرور نہیں کیونکہ خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا حافظ ابن حجر نے
کہا ابن عمر کے اثر کو شافعی اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اسمیں یہ ہے کہ ابن عمر جب پچھنے لگاتے تو پچھنے کے مقاموں کو دھو ڈالتے
اور حسن بصری کے اثر کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اوس میں یہ ہے کہ حسن سے پوچھا گیا ایک شخص پچھنے لگاوے تو کیا لازم ہے اوسپر
انہوں نے کہا پچھنے کے مقامات کو دھو ڈالے اور لیث سے منقول ہے کہ پچھنے کے مقامات پر مسح کر لے اور نماز پڑھے اور انکا دھونا
بھی ضرور نہیں انتہی مختصراً عینی میں ہے کہ قاسمیہ اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور محمد اور احمد بن حنبل اور اسحاق رحمہم اللہ کے نزدیک
بہتا ہوا خون نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور نکسیر پھوٹنے سے وضو ٹوٹ جاویگا اور ابن عباس اور ناصر اور مالک اور شافعی اور ابن ابی اوفی
اور ابو ہریرہ اور جابر بن زید اور ابن مسیب اور مکحول اور ربیعہ کے نزدیک خون نکلنے سے وضو نہیں جاتا اگرچہ بہتا ہو اور اول طائفہ نے
دلیل لی ہے حدیث سے جسکو نکالا ابن ماجہ اور دارقطنی نے اسمعیل بن عیاش سے اونہوں نے ابن جریج سے انہوں نے ابن ابی ملیکہ
سے انہوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکو قے آوے یا نکسیر پھوٹے یا منہ بھر جاوے

نکلے یا مذی نکلے تو نماز چھوڑ دے اور وضو کرے پھر اپنی نماز پر جوڑ لگا لے یعنے بنا کرے جتنی پہلے پڑھ چکا تھا اوسکو قائم رکھکر آگے
سے پڑھے) اور اس بیچ میں بات نہ کرے دارقطنی نے کہا ابن جریج کے اصحاب جو حافظ ہیں اس حدیث کو ابن جریج سے روایت کرتے ہیں
وہ اپنے باپ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً اور اس حدیث میں بہتوں نے علت نکالی ہے کہ اسمعیل بن عیاش اسکو روایت
کرتا ہے ابن جریج سے جو حجازی ہیں اور اسمعیل کی روایت اہل حجاز سے ضعیف ہے اور مخالفت کی اسمعیل کی اور حافظوں نے ابن جریج
کے اصحاب میں سے تو اسکو روایت کیا مرسلاً جیسے مصنف نے کہا اور صحیح کیا اوس کے ارسال کو ذہلی نے اور دارقطنی نے علل میں
اور ابوحاتم نے اور کہا کہ اسمعیل کی روایت خطا ہے اور ابن معین نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور امام احمد نے کہا کہ صواب یوں
ہے ابن جریج سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نکالا اوسکو دارقطنی نے اسمعیل بن عیاش
سے انہوں نے عطا بن عجلان سے اور عباد بن کثیر سے انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے انہوں نے حضرت عائشہ سے اور کہا کہ عطا
اور عباد دونوں ضعیف ہیں اور بیہقی نے کہا کہ صواب اس حدیث کا ارسال ہے اور رفع کیا اوسکو سلیمان بن ارقم نے بھی لیکن وہ
متروک ہے اور اس باب میں ابن عباس سے روایت کی دارقطنی اور ابن عدی اور طبرانی نے اوس میں یہ ہے جب تم میں سے
کسی کی نکسیر پھوٹے نماز میں تو وہ نماز چھوڑ دے اور خون دھو لینے سے پھر تازہ وضو کرے اور نماز شروع کرے حافظ نے
کہا اسکی اسناد میں سلیمان بن ارقم ہے وہ متروک ہے اور دارقطنی نے ابوسعید سے روایت کیا اوس میں یہ ہے جب تم میں سے
کوئی قے کرے یا اوسکی نکسیر پھوٹے اور وہ نماز میں ہو یا حدث کرے تو نماز چھوڑ دے پھر وضو کرے پھر آوے اور بنا کرے
اوس نماز پر جو پڑھ چکا تھا اسکی اسناد میں ابوبکر زاہری ہے وہ متروک ہے اور روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے مصنف
میں موقوفاً حضرت علی سے اور اسناد اوسکا حسن ہے کہا یہ حافظ نے اور سلمان سے بھی ایسا ہی روایت کیا اور امام مالک نے موطا
میں ابن عمر سے روایت کیا کہ اون کی جب نکسیر پھوٹتی تو وہ لوٹ جاتے اور وضو کرتے اور بات نہ کرتے پھر لوٹ آتے اور بنا
کرتے اور امام شافعی نے ابن عمر کا قول ایسا ہی روایت کیا اور دلیل لی ہے اون لوگوں نے حضرت علی کی حدیث سے کہ اللہ نے
وضو فرض کیا ہر حدث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ وضو سات باتوں سے لازم ہے اور اسمیں بہتے ہوئے خون کا
بھی ذکر ہے اور اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں ہوئی حدیث کے معتبر اماموں کی روایت سے زیلعی نے ہدایہ کی تخریج
میں کہا کہ حضرت علی کی یہ حدیث کہ انہوں نے سات باتوں کو حدث گنا غریب ہے اور شوکانی نے کہا کہ یہ حدیث زیدیہ کی کتابوں
میں منقول ہے اور امام بیہقی نے خلافیات میں ابوہریرہ سے روایت کیا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹایا
جاویگا وضو سات باتوں سے پیشاب نکلنے سے اور بہتے ہوئے خون سے اور قے سے اور منہ بھر کر اولٹی سے اور کروٹ پر سونے
سے اور نماز میں قہقہہ کرنے سے اور خون نکلنے سے انتہے اور اسکی اسناد میں سہل بن عفان اور جارود بن یزید

اور ضعیف ہین دوسرے یہ کہ مرض ہے اوسکو انس کی روایت کہا کہ پچھنے لگائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر نماز پڑہی اور وضو
نکیا اور نہین زیادہ کیا پچھنے کے مقامات دہونے پر روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے حافظ نے کہا اسکی اسناد
مین صالح بن مقاتل ہے اور وہ ضعیف ہے اور ابن عربی نے یہ دعوی کیا کہ دارقطنی نے اس حدیث کو صحیح کہا حالانکہ ایسا نہین ہے بلکہ
دارقطنی نے اپنی سنن مین اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد کہا کہ صالح بن مقاتل قوی نہین ہے اور امام نووی نے ضعفا مین اسکو
ذکر کیا اور اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ خون کا نکلنا وضو کو نہین توڑتا لیکن اسپر اول طائفہ والون نے یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ ایک
حکایت ہے فعل کی تو معارض نہوگی قول کے اور مصنف نے کہا ایک جماعت صحابہ سے صحیح ہوا کہ اونہون نے تہوڑا خون نکلنے
سے وضو نکیا اور اس حدیث پر محمول ہے اور جن حدیثون سے وضو کا ٹوٹنا خون سے نکلتا ہے مراد اون مین یہ ہے کہ بہت سا
خون نکلے جیسے امام احمد اور انکے موافقین کا مذہب ہے اور اسصورت مین جمع ہو جاتا ہے حدیثون مین شوکانی نے کہا اس جمع کی تائید
کرتی ہے وہ روایت جو دارقطنی نے کی ابوہریرہ سے مرفوعا ایک قطرہ یا دو قطرے خون مین وضو نہین ہے مگر جب بہتا ہوا خون ہو اور
اوسکی اسناد مین محمد بن فضل بن عطیہ ہے اور وہ متروک ہے حافظ نے کہا اسکا اسناد بہت ضعیف ہے اور تائید کرتا ہے اسکی وہ
جو روایت کیا شافعی اور ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے ابن عمر سے کہ اونہون نے دبایا ایک پہنسی کو جو اونکے منہ پر تہی اور اوس سے کچہ خون
نکلا پہر اونہون نے اوسکو ملدیا اپنی اونگلی مین پہر نماز پڑہی اور وضو نکیا اور امام بخاری نے اس اثر کو تعلیقا بیان کیا اور ابن
عمر سے یہہ بہی مروی ہے کہ وہ جب پچھنے لگاتے تو پچھنے کے مقامات دہو ڈالتے ذکر کیا اوسکو ابن حجر نے تلخیص مین اور ابن عباس
سے مروی ہے اونہون نے کہا پچھنیون کا اثر دہو ڈال اپنے بدن سے اور کافی ہے یہ تجہکو روایت کیا اوسکو شافعی نے اور ایسا ہی روایت
کیا شافعی نے ابن ابی اوفی سے اور امام بیہقی نے کتاب المعرفۃ مین اوسکو وصل کیا اور ابوہریرہ سے موقوفا ایسا ہی روایت کیا اور
بخاری نے معلقا جابر سے ایسا ہی نکالا اور ابن خزیمہ نے اوسکو وصل کیا اور ابوداود نے عقیل بن جابر کے طریق سے اونہون نے اپنے
باپ سے اور بیان کیا اون دو آدمیون کا قصہ جو نگہبانی کر رہے تہے پہر اون مین سے ایک کو تیر لگے اور وہ نماز پڑہتا رہا یہ قصہ اوپر
گذر چکا اور عقیل بن جابر کو میزان مین کہا کہ اوس مین جہالت ہے کاشف مین ہے کہ ابن حبان نے اوسکو ثقات مین لکہا اور ایسا
ہی مروی ہے حضرت عائشہ سے حافظ نے کہا یہ روایت مجہکو نہین ملی تو یہ جماعت ہے صحابہ کی جسکو مراد لیا مصنف نے اور تو پہچان
چکا جو حق ہے اسباب مین اس حدیث سے پہلی حدیث کی شرح مین شوکانی نے اس سے پہلی حدیث کی شرح مین کہا یہ حدیث کہ وضو نہین
ہے مگر آواز سے یا بو سے ثابت ہے جیسے اوپر گذرا تو اوسکے کلمہ حصر کے سبب سے جو اس سے نکلتا ہے کہ خون یا قے وضو کو نہین توڑتی مگر جب
کوئی دلیل قائم ہو اور دلیل کوئی ایسی قائم نہین ہوئی جس مین کلام نہوا ہو اور اس صحابی کا قصہ جسکو تیر لگے تہے ضرور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچا ہوگا لیکن آپنے یہ نہین فرمایا کہ اوسکی نماز باطل ہوگئی تو اب کہنا کہ خون نکلنے سے دوسرا وضو کرنا

درجہ ہے اللہ تعالیٰ پر وہ بات جوڑتا ہے جو اوس نے نہیں فرمائی انتہیٰ مختصراً زیلعی نے تخریج میں کہا کہ امام بیہقی نے امام شافعی
سے باسناد روایت کیا کہ حضرت عائشہ کی یہ حدیث جسکو قیس آدمی اخیر تک جو اوپر گذری ثابت نہیں ہے اور اگر صحیح ہو تو مراد اوسمین
وضو کرنے سے خون دہونا ہے نہ نماز کا وضو اور یہ تاویل شافعی کی درست نہیں ہے اس لیے کہ اگر وضو سے اوس میں خون کا دہونا مراد
ہوتا تو نماز چہوڑ دینے سے اور چلے جانے سے نماز باطل ہو جاتی اسیطرح خون دہونے سے اور اس صورت میں نماز میں جو بنا لگانا
بہی درست نہوتا بلکہ سر سے نماز پڑہنے کا حکم ہوتا اور اسمعیل بن عیاش کو ابن معین نے ثقہ کہا ہے اور انہوں نے زیادہ کیا
حضرت عائشہ کو اسناد میں اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور اگر مرسل بہی ہو تو ہمارے اصحاب کے نزدیک مرسل حجت ہے البتہ ابو سعید
خدری کی حدیث معلول ہے کیونکہ اوسکے اسناد میں ابوبکر داہری ہے ابن جوزی نے تحقیق میں کہا احمد نے کہا کچہ نہیں اور سعدی
نے کہا کہ وہ کذاب ہے اور ابن حبان نے کہا وہ حدیث بناتا تہا دوسرے یہ کہ روایت کیا اس حدیث کو حجاج نے زہری سے اونہوں نے
عطا بن یزید سے اونہوں نے ابو سعید خدری سے اور معلوم نہیں کہ یہ حجاج کون ہے اگر حجاج بن ارطاۃ ہے تو اوس نے زہری کو نہیں
سُنا اوس سے ملا اور ابن جوزی نے تحقیق میں ہمارے اصحاب کے لیے دلیل لی ہے اس حدیث سے جسکو بخاری نے اپنی صحیح میں
نکالا فاطمہ بنت ابی حبیش سے اوس میں یہ ہے کہ یہ ایک رگ ہے اور حیض نہیں ہے پہر جب حیض آوے تو نماز چہوڑ دے اور جب حیض
چلا جاوے تو خون دہو ڈال ہشام نے کہا میرے باپ نے کہا پہر وضو کر تو ہر نماز کے لیے یہانتک کہ وہ وقت آوے اور مخالف نے اسپر
یہ اعتراض کیا کہ ہر نماز کے لیے وضو کر یہ عروہ کا کلام ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے لیکن بخاری نے
اوسکو معلق کیا کیونکہ اگر عروہ کا کلام ہوتا تو وہ یوں کہتے پہر وہ وضو کرے ہر نماز کے لیے جب کہا کہ وضو کر تو ہر نماز کے لیے تو
معلوم ہوا کہ یہ خطاب ہے فاطمہ کیطرف اور وہ حضرت کا کلام ہے اور روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور اسکو عروہ کا کلام نہیں قرار دیا
اور اوس میں یہ ہے کہ جب حیض چلا جاوے تو خون دہو اور وضو کر ہر نماز کے لیے یہانتک کہ وہ وقت آوے انتہیٰ مترجم کہتا ہے زیلعی کا یہ استدلال صحیح
نہیں اور اگر یہ حدیث حنفیہ کی دلیل ہوتی تو انکا مذہب قوی ہو جاتا اس لیے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور وجہ استدلال صحیح نہ ہونے
کی یہ ہے کہ بحث اوس خون میں ہے جو سبیلین کے سوا اور مقامات سے نکلے اور استحاضہ کا خون تو قبل سے نکلتا ہے اور
وہ حدث ہے البتہ امام مالک پر اس حدیث سے حجت ہو سکتی ہے وہ کہتے ہیں خون یا کیڑا جو غیر معتاد ہو وہ اگر سبیلین سے بہی نکلے تو بہی
ناقض وضو نہیں ہے لیکن شافعی اور محققین علمائے حدیث کے نزدیک سبیلین سے جو نکلے وہ حدث ہے واللہ اعلم زیلعی نے کہا اس باب
میں اور ایک حدیث ہے جسکو روایت کیا دارقطنی نے عمرو قرشی ابو خالد واسطی سے اونہوں نے ابو ہاشم سے اونہوں نے
زاذان سے اونہوں نے سلمان سے اونہوں نے کہا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجہکو دیکہا میرے ناک سے
خون بہتا تہا آپ نے فرمایا تازہ وضو کر اور روایت کیا اوسکو بزار نے اپنی مسند میں اور سکوت کیا اوس سے ابن القطان

نے کہا اسحاق بن راہویہ نے کہا عمرو بن خالد ابو خالد واسطی بناتا ہی حدیث کو اور ابن معین نے کہا وہ جھوٹا ہے اور ابن جوزی نے
تحقیق مین کہا وکیع نے کہا عمرو بن خالد ہمارا ہمسایہ پڑوس مین تہا اور حدیث بناتا تہا جب اوسکا حال معلوم ہوگیا تو وہ سٹک چلدیا ابو زرعہ
نے کہا وہ حدیث بناتا تہا اور روایت کیا اسحدیث کو ابن حبان نے کتاب الضعفا مین یزید بن عبد الرحمان بن خالد دالانی
سے اونہون نے ابو ہاشم سے پہر یہی اسناد ہی جو گذرا اور کہا کہ معلول ہے بوجہ دالانی کے وہ بہت خطا کرتا ہے اوسکی حدیث
حجت نہین ہے جب موافق ہو اور روایتون کے تو جب متفرد ہو تو کیونکر حجت ہوگی اور ایک اور حدیث ہی جسکو روایت کیا
دار قطنی نے عمر بن رباح سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد اللہ بن طاوس نے اونہون نے روایت کی اپنے
باپ سے اونہون نے ابن عباس سے اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک سے جب خون نکلتا نماز مین تو آپ
وضو کرتے پہر جوڑ لگاتے اپنی نماز پر اور مخالف ہی کہتا ہی اسکی سند مین عمر بن رباح ہے ابن عدی نے کامل مین کہا عمر بن
رباح ابن طاوس کا مولے ابن طاوس سے باطل روایتین نقل کرتا ہے اوسکی متابعت کوئی نہین کرتا اور نقل کیا ابن
عدی نے بخاری سے کہ اونہون نے کہا عمر بن رباح دجال ہے اور تحقیق مین ہے دار قطنی نے کہا وہ متروک ہی ابن حبان
نے کہا وہ ثقہ لوگون سے موضوع حدیثین روایت کرتا ہے اور اسکی حدیث لکہنا جائز نہین مگر تعجب کے طور پر اور ایک اور
حدیث ہی جسکو روایت کیا ابن عدی نے کامل مین زید بن ثابت سے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک بہتے
خون سے وضو ہے ابن عدی نے کہا ہم نہین پہچانتے اس حدیث کو مگر احمد بن فرح کی روایت سے اور اسکی
روایت حجت نہین ہے لیکن لکہی جاوے گی ابن ابی حاتم نے کتاب العلل مین کہا کہ احمد بن الفرح سے ہم نے
حدیثین لکہین اور ہمارے نزدیک وہ سچا ہے اور ایک اور حدیث ہی جسکو دار قطنی نے نکالا سنن مین یزید
بن خالد سے اونہون نے یزید بن محمد سے اونہون نے عمر بن عبد العزیز سے اونہون نے تمیم داری سے کہ فرمایا
جناب رسالت مآب حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر بہتے خون سے وضو ہے دار قطنی
نے کہا عمر بن عبد العزیز نے نہ تمیم کو دیکہا نہ اون سے سنا اور یزید بن خالد اور یزید بن محمد دونون مجہول ہین
زیلعی نے کہا یہ تو مرفوع حدیثین ہوئین ان مین کوئی سقم سے خالی نہین اور جو صحیح ہے اوس سے استدلال
پورا نہین ہوتا) اب آثار اس باب مین سو ہین امام مالک نے موطا مین روایت کیا ابن عمر سے کہ جب اون
کی ناک سے پہوٹتی تو وہ لوٹ جاتے اور وضو کرتے اور بات نہ کرتے پہر لوٹتے اور جتنی نماز پڑہی ہوتی اسپر
جوڑ لگاتے اور روایت کیا اوسکو شافعی نے مسند مین امام مالک سے اور شافعی نے کہا حدیث بیان کی ہم
سے عبد المجید نے اونہون نے روایت کی ابن جریج سے اونہون نے زہری سے اونہون نے سالم سے اونہون نے

ابن عمر سے وہ کہتے تھے جبکی نکسیر پھوٹے یا مذی نکلی یا قے کرے تو وہ نماز چھوڑ دے پھر وضو کرے پھر لوٹے اور بنا کرے
اور روایت کیا عبد الرزاق نے مصنف مین خبر دی ہمکو ثوری نے اونہون نے روایت کی ابو اسحاق سے اونہون نے حارث
سے اونہون نے حضرت علی سے اونہون نے کہا جب پاوے کوئی تم مین سے اپنے پیٹ مین پاخانے کی حرکت یا نکسیر پھوٹے
یا قے ہو تو نماز چھوڑ دے اور وضو کرے اگر بات کرے تو سرے سے نماز پڑہے ورنہ اگلی نماز پر جوڑ لگاوے اور
اوسکو شمار کرے خبر دی ہمکو معمر نے اونہون نے ابو اسحاق سے اونہون نے عاصم سے اونہون نے حضرت علی سے مثل اوس
کے مترجم کہتا ہے حافظ ابن حجر نے اس دوسرے اسناد کو حسن کہا ہوگا ورنہ پہلا اسناد ضعیف ہے کیونکہ حارث
مین بڑا کلام ہے محدثین کو بعضون نے اوسکو کذاب تک کہا ہے خبر دی ہمکو ثوری نے اونہون نے عمران بن ظبیان
حنفی سے اونہون نے حکیم بن سعد حنفی سے اونہون نے کہا سلمان نے کہا جب تم مین سے کوئی پاخانہ یا پیشاب کی حرکت
پاوے تو نماز چھوڑ دے اور وضو کرے بات نہ کرے پھر وہان سے شروع کرے جس آیت تک پڑہا تہا یعنی بنا کرے
اگلی نماز پر) خبر دی ہمکو معمر نے اونہون نے زہری سے اونہون نے سالم سے اونہون نے ابن عمر سے اونہون نے کہا جب
آدمی کی نکسیر پھوٹے نماز مین یا اوسکو قے ہو جاوے یا مذی نکلی تو وہ لوٹ جاوے اور وضو کرے پھر لوٹے اور اپنی
نماز پوری کرے اگلی نماز پر جبتک بات نکی ہو اور روایت کیا مالک نے موطا مین خبر دی ہمکو یزید بن عبد اللہ بن
قسیط نے اونہون نے دیکہا سعید بن المسیب کو اونکی نکسیر پھوٹی اور نماز پڑہ رہے تھے پھر آئے وہ ام المومنین ام سلمہ
کے حجرے مین اور وضو کا پانی لایا گیا اونہون نے وضو کیا پھر لوٹے اور بنا کی اوس نماز پر جو پڑہ چکے تھے نووی نے
خلاصہ مین کہا وضو کے ٹوٹنے اینہ ٹوٹنے مین خون یا قے یا قہقہہ سے کوئی صحیح حدیث نہین ہے انتہے ما قال الزیلعی
فی تخریج الہدایہ رحمہ اللہ تعالی ابن عبد البر نے استذکار مین کہا کہ امام مالک کے نزدیک نکسیر پھوٹنے اور قے کرنے
اور پیپ نکلنے سے وضو لازم نہین اور وضو نہین واجب ہوتا مگر حدث سے جو دبر سے نکلے یا ذکر سے یا سونے سے اور یہی مذہب
ہے ایک جماعت کا مالکیہ مین سے تو امام مالک کے نزدیک جو خون دبر سے نکلے اوسمین وضو نہ ہوگا کیونکہ وہ معتاد نہین ہے
اور امام شافعی کا قول امام مالک کے موافق ہے مگر سبیلین سے جو نکلے خواہ وہ معتاد ہو یا غیر معتاد جیسے خون یا پتہری یا
کیڑا آیا اور کچہ تو وہ ناقض وضو ہے اونکے نزدیک اور جو لوگ خون کو حدث نہین جانتے سوا سبیلین کے انمین سے ہین عطا اور
اور یحیی بن سعید انصاری اور ربیعہ بن ابی عبد الرحمن اور ابو ثور اور عینی نے کہا کہ یہی قول ہے ابن عباس اور عبد اللہ بن
ابی اوفی اور جابر اور ابو ہریرہ اور عائشہ رضی اللہ عنہم کا اور قائل ہین وضو ٹوٹنے کے خون نکلنے سے اگرچہ وہ سبیلین کے
سوا اور مقامات سے نکلے عشرہ مبشرہ اور ابن مسعود اور ابن عمر اور زید بن ثابت اور ابو موسی اشعری اور ابو الدرداء اور ثوبان

اور یہی قول ہے زہری اور علقمہ اور اسود اور عامر شعبی اور عروہ بن زبیر اور نخعی اور قتادہ اور حکم بن عیینہ اور حماد اور ثوری اور حسن بن
صالح بن حیی اور عبید اللہ بن حسین اور اوزاعی اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ کا انتہی کتاب الحجج میں محمد بن حسن شیبانی
کہتے ہیں خبر دی ہمکو ابو حنیفہ نے اونہوں نے روایت کی حماد سے اونہوں نے ابراہیم نخعی سے کہ جسکی نکسیر پہوٹے نماز میں یا حدث ہو تو وہ
نکلے اور بات نہ کرے البتہ اللہ تعالی کا ذکر کر سکتا ہے پھر وضو کرے اور لوٹ آوے اپنی جگہہ پر اور جو نماز باقی رہگئی تہی اوسکو
پڑہ لے اور جسقدر پڑہ چکا تہا اوسکو حساب میں رکہے اگر بات کر لے تو سرے سے پڑہے خبر دی ہمکو محمد بن ابان بن صالح قرشی
نے اونہوں نے حماد سے اونہوں نے ابراہیم نخعی سے اونہوں نے کہا جب زخم سے خون بہے تو وضو کر لو نا دی خبر دی ہمکو اسمعیل بن عیاش
نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجہہ سے عبد العزیز بن عبید اللہ نے اونہوں نے کہا میں نے سنا شعبی سے وہ کہتے تہے وضو واجب ہے
اگر ٹپکتے ہوئے خون سے خبر دی ہمکو اسمعیل بن عیاش نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجہہ سے ہشام بن حسان نے اونہوں نے
روایت کی حسن بصری سے اونہوں نے کہا وضو واجب ہے بہتے ہوئے خون سے خبر دی ہمکو عباد بن عوام نے اونہوں نے کہا خبر دی
ہمکو حجاج بن ارطاۃ نے اونہوں نے کہا خبر دی مجہکو ایک شخص نے عمرو بن حارث بن ابی ضرار سے اونہوں نے حضرت عمر سے کہ
جس شخص کی نکسیر پہوٹے نماز میں وہ لوٹ جاوے پھر وضو کرے پھر پڑہے باقی نماز اور شمار کرے اوس نماز کو جو گذر گئی انتہی
اور حق یہ ہے کہ اس باب میں کوئی حدیث صحیح مرفوع کسی جانب نہیں ہے جو کچھ ثابت ہے وہ آثار ہیں صحابہ اور
تابعین کے پس احتیاط پر جو کوئی عمل کرے وہ خون نکلنے سے دوبارہ وضو کر لے اور جو نہ کرے اوس پر کچھ لازم نہیں ہے اب
یہ جاننا چاہیے کہ جو چیزیں باتفاق علما حدث ہیں وہ یہ ہیں ۔ پاخانہ ۔ پیشاب ۔ گوز ۔ حیض ۔ نفاس ۔ مذی نکلنا ۔
جنون ۔ نشہ ۔ بیہوشی ۔ اور جو چیزیں باختلاف حدث ہیں وہ یہ ہیں قبل یا دبر سے خلاف معمول کوئی شی نکلنا جیسے خون یا کیڑا
یا ریح یا پتھر یا ریت وغیرہ کسی اور مقام سے سوا قبل یا دبر کے خون یا پیپ نکلنا قے کرنا غشی ہو جانا ذکر یا قبل یا دبر کو چہونا
سونا استحاضہ یا پیپ یا سیر کا خون نکلنا عورت کو مس کرنا یعنی چہونا آگ کی پکی ہوئی چیز کہانا اونٹ کا گوشت کہانا اور دی
نکلنا مردے کو غسل دینا اور چونکہ امام بخاری نے چند نواقض وضو کا ذکر اس کتاب میں نہیں کیا اسلیے کہ اونکے نزدیک ناقض
وضو وہی تہا جو سبیلین سے نکلے پس ہم اون نواقض کا ذکر بہ ترتیب مع ادلہ کرتے ہیں تاکہ اس کتاب کو دیکہنے والوں کو اور کتابوں
کے مطالعہ کی ضرورت نہ پڑے و باللہ التوفیق ۔ **قے کا بیان** ۔ امام شوکانی نے کہا عترت اور ابو حنیفہ اور انکے اصحاب کا
مذہب یہ ہے کہ قے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن انہوں کئی شرطیں کی ہیں ایک تو یہ کہ معدہ سے ہو دوسرے منہ بہر کے ہو تیسرے
ایکبارگی ہو اور شافعی اور انکے اصحاب اور ناصر اور باقر اور صادق علیہما السلام کا یہ قول ہے کہ قے سے وضو نہیں
ٹوٹتا ابو حنیفہ کی دلیل ایک تو وہی حضرت عائشہ کی حدیث ہے کہ جسکو قے ہو یا نکسیر پہوٹے اخیر تک اور یہ حدیث مع اوسکی علتوں

ے اوپر گذر چکی اور روایت کیا اسحدیث کو امام محمد نے کتاب الحجج مین ابن جریج سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً اور اسکی اسناد مین اسمعیل بن عیاش ہے اور وہ ضعیف ہے اور روایت کیا اوسکو ابن عدی نے کامل مین بعد
کہا دونو طریقون سے محفوظ نہین ہے اور حازمی نے کتاب الناسخ والمنسوخ مین کہا کہ اسمعیل بن عیاش کو ثقہ کہا ہے بعضون
نے اہل شام سے روایت کرنے مین نہ اور لوگون سے اور ابن جریج حجازی ہین اور اہل حجاز اور کوفہ سے اوسکی روایت متروک ہے اور دوسری
دلیل ابو الدرداء کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قے کی پہر وضو کیا معدان نے کہا مین ثوبان سے ملا دمشق کی مسجد
مین پاس تنے بیٹھے یہ حدیث بیان کی اونہون نے کہا ابو الدرداء نے سچ کہا مینے آپ پر وضو کا پانی ڈالا تہا شوکانی نے کہا اس
حدیث کو امام احمد اور اصحاب سنن ثلاثہ اور ابن جارود اور ابن حبان اور دارقطنی اور بیہقی اور طبرانی اور ابن مندہ اور
حاکم نے روایت کیا اور اس مین یہ ہے کہ آپ نے قے کی تو افطار کیا ابن مندہ نے کہا اسکا اسناد صحیح اور متصل ہے اور بخاری اور مسلم
نے اوسکو نہین نکالا اسوجہ سے کہ اوسکی اسناد مین اختلاف ہے ترمذی نے کہا جید کیا اسحدیث کو حسین معلم نے اور ایسا ہی کہا
احمد نے اور طبرانی نے اسحدیث مین بہت اختلاف بیان کیا بیہقی نے کہا اسحدیث کے اسناد مین اختلاف ہے اگر یہ صحیح ہو
تو محمول ہے اوس قے پر جو عمداً کیجاوے اور امام بیہقی نے دوسرے مقام مین کہا کہ اسناد اس حدیث کا مضطرب ہے اور ایسی
روایت سے حجت نہین ہو سکتی زیلعی نے کہا روایت کیا اسحدیث کو حاکم نے مستدرک مین اور کہا صحیح ہے شیخین کی شرط
پر اور شیخین نے نہین نکالا اسکو اور مخالف نے اس مین یہ اعتراض کیا کہ اوسکی اسناد مین اضطراب ہے اور اسکا جواب
یون دیا ہے کہ بعض راویون کے اضطراب سے دوسرے راویون کی روایت مین خلل پیدا نہین ہوتا ابن جوزی نے کہا اثرم نے
کہا مینے امام احمد سے کہا لوگون نے اضطراب کیا اسحدیث مین اونہون نے کہا حسین معلم نے جید کیا اسحدیث کو اور حاکم نے کہا
وہ بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے اور بیہقی نے امام شافعی سے نقل کیا اونہون نے کہا اسحدیث مین وضو کرنے سے منہ دہونا مراد
ہے اور یہ مشہور ہے عرب کی کلام مین پہر بسند روایت کی معاذ بن جبل سے اونہون نے کہا ہم منہ اور ہاتہہ دہونیکو وضو کہتے
تہے اور یہ واجب نہین ہے بیہقی نے کہا اس روایت کے اسناد مین مطرف بن مازن ہے اور لوگون نے کلام کیا اوس مین
اور روایت ہے ابن مسعود سے کہ اونہون نے کہا نا کہا کر دونو ہاتہہ دہوئے پہر منہ پر مسح کیا اور کہا یہ وضو ہے اوسکا جسکو حدث نہ
ہوا انتہی تیسری دلیل ابو سعید خدری کی حدیث ہے اور اسکا بیان ہم علتون کے اوپر گذر چکا چوتہی دلیل ابن عمر کا اثر
ہے جسکو روایت کیا عبد الرزاق نے مصنف مین وہ بہی اوپر گذر چکا پانچوین دلیل زید بن علی کی حدیث ہے اونہون نے
روایت کی اپنے باپ سے اونہون نے اپنے دادا سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قلس یعنے منہ بہر کر قے حدث
ہے روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور کہا نہین روایت کیا اوسکو زید بن علی سے کسی نے سوا سوار بن مصعب کے اور وہ متروک

ہے چوتھی دلیل حضرت علی کا اثر ہے کہ حدث سات ہین اور اس روایت کا پتہ نہین ملا ساتوین دلیل ابو ہریرہ کی حدیث ہے مرفوعا کہ لوٹایا جاویگا وضو سات چیزون سے اور اسکا ذکر مع علت کے اوپر ہوچکا اور ان سب دلیلون مین دوسری اور چوتھی دلیل اچھی ہے اور اس سے اوتر کر پہلی دلیل ہے اور باقی دلیلین اعتبار کے لائق نہین ہین اور شافعیہ معارضہ کرتے ہین ان دلائل کا ثوبان کی حدیث سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قے کی پھر مجھسے وضو کا پانی مانگا اور وضو کیا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا قے سے وضو کرنا فرض ہے آپنے فرمایا اگر فرض ہوتا تو تو اللہ کی کتاب مین پاتا یعنے قرآن مین روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور اسکی اسناد مین عتبہ بن سکن ہے دارقطنی نے کہا نہین روایت کرتا اوسکو کوئی سوا عتبہ بن سکن کے اوزاعی سے اور وہ متروک الحدیث ہے اور جب ثوبان کی حدیث کا یہ حال ہے تو وہ معارضہ کے لائق کیونکر ہوگی بعض شافعیہ نے یہ بھی کہا ہے کہ ثوبان کی حدیث قولی ہے اور ابو الدرداء کی فعلی اور قولی راجح ہے فعلی پر اور یہ استدلال لغو ہے کیونکہ ثوبان کی حدیث حجت لینے کے قابل ہی نہین پھر قولی اور فعلی کا کیا ذکر ہے **حق** یہ ہے کہ اس باب مین ابو حنیفہ کا مذہب قوی ہے از روے دلیل کے اور اقرب باحتیاط ہے پس اسپر عمل کرنا اولی ہے **غشی کا بیان** حافظ ابن حجر نے کہا غشی ایک بیماری ہے جو بہت تعب کے بعد ہوجاتی ہے اور یہ بیہوشی سے کم ہے اگر سخت ہو تو وہ مثل بیہوشی کے ہے اور اس سے بالاجماع وضو ٹوٹ جاویگا اور اختلاف اوس غشی مین ہے جو خفیف ہو بعضون کے نزدیک یہ بھی ناقض وضو ہے اور صحیح یہ ہے کہ ناقض نہین ہے اور دلیل اسکی اسماء کی حدیث ہے جسکو امام بخاری آگے بیان کرینگے امام نووی نے شرح مسلم مین کہا کہ اتفاق ہے علماء کا اسپر کہ عقل کے جاتے رہنے سے وضو ٹوٹ جاویگا جیسے جنون اور بیہوشی اور نشہ کے خواہ شراب کا ہو یا نبیذ کا یا بھنگ کا یا دوا کا انتہے **ذکر کو چھونیکا بیان** امام شوکانی نے کہا ذکر کے چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہی مذہب ہے عمر اور عبد اللہ بن عمر اور ابو ہریرہ اور ابن عباس اور عائشہ اور سعد بن ابی وقاص اور عطا اور زہری اور ابن مسیب اور مجاہد اور ابان بن عثمان اور سلیمان بن یسار اور شافعی اور احمد اور اسحاق اور مالک کا اسیطرح ٹوٹ جاتا ہے عورت کی شرمگاہ چھونے سے اور حضرت علی علیہ السلام اور ابن مسعود اور عمار اور حسن بصری اور ربیعہ اور عترت اور ثوری اور ابو حنیفہ اور ان کے صحابہ کا یہ قول ہے کہ ذکر یا قبل کے چھونے سے وضو نہین ٹوٹتا اور امام مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ مرد کا وضو ذکر کے چھونے سے ٹوٹ جاتا ہے اور عورت کا وضو اپنی شرمگاہ چھونے سے نہین ٹوٹتا اب جن لوگون کے نزدیک ٹوٹ جاتا ہے وہ اس شرط سے کہ ہاتھ مین اور ذکر مین کوئی چیز حائل نہ ہو جیسے کپڑا وغیرہ اور شافعیہ نے ایک شرط اور لگائی ہے کہ ہتھیلی کی طرف سے چھوے اور اس شرط کی کوئی دلیل کتاب یا سنت یا اجماع یا قیاس سے پائی نہین جاتی دلیل اول فریق کی حدیث ہے عروہ بن الزبیر کی انہون نے کہا

مین مروان پاس گیا وہان ذکر ہوا کن چیزون سے وضو لازم آتا ہے تو مروان نے کہا خبر دی مجھکو بسرہ بنت صفوان نے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے ذکر کو چھوے وہ وضو کرے روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ترمذی اور
نسائی اور ابن ماجہ اور احمد اور مالک اور شافعی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن ابی رود وغیرہم نے
زیلعی نے کہا یہ حدیث دو طریقے سے مروی ہے ایک تو مالک کا طریقہ عبد اللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم سے اونہون نے عروہ
بن زبیر سے دوسرا طریقہ ہشام کا عروہ سے اونہون نے مروان سے اونہون نے بسرہ سے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن
صحیح ہے محمد بن اسمعیل بخاری نے کہا یہ حدیث اس باب مین سب حدیثون سے زیادہ صحیح ہے اور نسائی نے کہا کہ ہشام نے
اپنے باپ عروہ سے یہ حدیث نہین سنی اور ایسا ہی کہا طحاوی نے شرح معانی الآثار طحاوی نے کہا ہشام نے اسکو روایت کیا ابوبکر بن محمد بن عمرو بن
حزم سے پھر نکالا اسکو ہمام سے انسے ہشام بن عروہ سے اونسے کہا حدیث بیان کی مجھسے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے انھون نے کہا حدیث بیان کی
مجھسے عروہ نے تو لوٹ گئی حدیث ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کیطرف انتہی مین کہتا ہون ترمذی نے روایت کیا اسکو یحیی بن
سعید قطان سے اونہون نے ہشام بن عروہ سے انھون نے کہا خبر دی مجھکو میرے باپ نے بسرہ سے اور ایسا ہی روایت کیا اسکو امام احمد نے مسند مین
حدیث بیان کی ہمسے یحیی بن سعید نے اونہون نے روایت کی ہشام سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجھسے میرے باپ نے کہ بسرہ بنت صفوان نے خبر دی انکو
اور بیہقی نے سنن مین کہا روایت کیا اسکو یحیی بن سعید قطان نے ہشام بن عروہ سے اونہون نے اپنے باپ سے تو
اس مین تصریح کی ہشام کے سننے کی عروہ سے اور دارقطنی نے اس حدیث کے طریقون کو بارہ جزو بڑے ورقون مین
جمع کیا امام شوکانی نے کہا ابوداؤد نے کہا مین نے امام احمد سے کہا بسرہ کی حدیث صحیح نہین ہے اونہون نے کہا وہ صحیح ہے
اور صحیح کہا اسکو دارقطنی اور یحیی بن معین نے نقل کیا اسکو ابن عبد البر نے اور ابو حامد بن شرقی نے جو شاگرد ہین
امام مسلم کے اور بیہقی اور حازمی نے بیہقی نے کہا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے روایت نہین کیا اسوجہ سے کہ اختلاف
ہوا اس مین کہ عروہ نے اسکو سنا مروان سے یا بسرہ سے لیکن اوسکے تمام راویون سے بخاری اور مسلم نے حجت لی ہر
اسمعیلی نے کہا امام بخاری کو یہ حدیث نکالنا تھی کیونکہ اونہون نے اسکے مثل دوسری روایت کو نکالا ہے اور بڑا
قدح اس حدیث مین یہ ہوا ہے کہ مروان نے اس حدیث کو عروہ سے بیان کیا تو عروہ کو شک ہوا پھر مروان نے اپنے چوکیدارون مین
سے ایک چوکیدار کو پاس بسرہ کے بھیجا وہ لوٹ کر آیا اور بولا کہ بسرہ نے ایسی ہی حدیث بیان کی تو عروہ اور بسرہ مین اوس
کا واسطہ ہوا اور اسکی عدالت مین طعن ہوا ہے (مترجم کہتا ہے مروان نے وہ وہ کام کیے ہین کہ خدا کی پناہ حضرت عثمان
کے قتل کا باعث یہی شخص ہوا اور طلحہ کو جو عشرہ مبشرہ مین سے تھے جنگ جمل مین اسی نے شہید کیا اور جب معاویہ
نے یزید علیہ ما یستحقہ سے بیعت کرائی تو مروان نے کہا یہ ابوبکر اور عمر کی سنت ہے عبد الرحمن بن ابی بکر نے

کہا نہین ہرقل اور قیصر کی سنت ہے مروان نے کہا تمہاری شان مین یہ آیت اوتری ہے اُفٍّ لَّکُمَا اَتَعِدَانِنِیْٓ اَنْ اُخْرَجَ
یہ خبر حضرت عائشہ کو پہونچی اونہون نے کہا قسم خدا کی اس آیت سے عبد الرحمن مراد نہین ہے اور اگر مین چاہون تو
جسکے حق مین اوتری ہے اُسکا نام بیان کردون البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مروان کے باپ پر لعنت کی
ہے اور مروان اُسوقت اپنے باپ کے پشت مین تہا تو مروان ایک ٹکڑا ہے اسکی لعنت کا باوجود اسکے بعض
محدثین نے مروان کی روایت سے حجت لی ہے اور یہ کہا ہے کہ ان عیبون کے ساتھ مروان حدیث کی روایت
مین جہوٹا نہ تہا اور ہم کہتے ہین کہ فاسق کی خبر بموجب نص قرآنی واجب التوقف ہے اور حجت نہین ہے پہر جو فسق
الفساق اور معاذ اللہ بمنطوق حدیث نبوی ملعون ہو اوسکی حدیث کیونکر حجت ہو سکتی ہے اور اللہ رحم کرے
امام بخاری پر اونہون نے مروان سے روایت کی اور مس ذکر کی حدیث کو روایت نہین کیا کیونکہ اوسکی روایت
مین اختلاف ہے اور امام مسلم نے مروان کی تنہا روایت کو حجت نہین سمجہا اور وہ لائق ہے اسی کے واللہ اعلم
بعبادہ) یا مروان کا چوکیدار ہے اور مجہول ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ ابن خزیمہ اور اور اماموں نے کہا ہے
کہ عروہ نے اس حدیث کو خود بسرہ سے سنا ہے اور صحیح ابن خزیمہ اور ابن حبان مین یہ ہے کہ عروہ نے کہا مین بسرہ کے پاس گیا اور اوس سے پوچہا اونہون نے
اس حدیث کو بیان کیا حدیث کی
نے تصدیق کی اور یہی جواب دیا ہے دارقطنی اور ابن حبان نے حافظ نے کہا کہ ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور دارقطنی نے اس حدیث
کے بہت طریقے بیان کیے اور دارقطنی نے دو جزو اس حدیث کی تحقیق مین لکہی اور بعضون نے ابن معین سے
نقل کیا اونہون نے کہا تین حدیثین صحیح نہین ہین ایک مس ذکر کی دوسرے لا نکاح الا بولی تیسرے کل مسکر
خمر یا کل مسکر حرام حافظ نے کہا ابن معین سے یہ قول ثابت نہین ابن جوزی نے کہا ابن معین سے ثابت
نہین ہوا کہ اونہون نے ایسا کہا ہو اور انکا مذہب یہی تہا کہ مس ذکر سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور میمونی نے
یحیی بن معین سے نقل کیا کہ بسرہ کی حدیث مین وہی قدح کرتا ہے جو اسپر عمل نہین کرتا اور طحاوی نے اس
حدیث مین یہ طعن کیا کہ ہشام نے اوسکو نہین سنا اپنے باپ سے یعنے عروہ سے کیونکہ طبرانی کی روایت مین ہشام
اور عروہ کے بیچ مین ایک واسطہ ہے ابوبکر بن محمد بن عمرو کا اور یہ طعن دفع کیا گیا ہے اسطور سے کہ ہشام نے
اوسکو کبھی روایت کیا اپنے باپ سے اور کبھی ابوبکر بن محمد سے اور حاکم کی روایت مین اسکی تصریح ہے کہ ہشام کے
باپ نے اون سے یہ حدیث بیان کی اور جمہور نے اوسکو روایت کیا ہشام سے اوس نے اپنے باپ سے تو شاید ہشام نے
یہ حدیث اپنے باپ سے بلا واسطہ بہی سنی اور ابوبکر کے واسطہ سے بہی اور کبھی اس طرح نقل کیا
کبھی اس طرح تمام ہوا کلام شوکانی کا ابن سکن نے کہا بسرہ کی حدیث زیادہ جید ہے اون سب حدیثون

سے جو اس باب مین روایت کی گئین مسک الختام مین ہے کہ بسرہ کی حدیث تنہا بہتر ہے طلق کی حدیث سے زیلعی نے کہا کہ
طبرانی نے معجم اوسط مین بسرہ کی حدیث کو نکالا عبد الحمید بن جعفر کی روایت سے اور نے ہشام بن عروہ سے اور اوس نے اپنے
باپ سے اور اوس نے بسرہ سے مرفوعا جو شخص چھوئے اپنی شرمگاہ کو یا اپنی فوطون کو وہ وضو کرے جیسی نماز کے لیے وضو کرتا
ہے طبرانی نے کہا فوطون کا ذکر ہشام سے کسی نے نہین کیا سوا عبد الحمید بن جعفر کے انتہی اور روایت کیا اسکو
ترمذی نے عبد الرحمن بن ابی الزناد سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے عروہ سے اونہون نے بسرہ سے اور اوس
سند سے روایت کیا اوسکو ابن حبان نے اپنی صحیح مین ۳۲ نوع مین قسم اول کے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک
مین اور کہا کہ بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے ابن حبان نے کہا خدا کی پناہ کہ ہم مروان بن حکم کی حدیث سے حجت
لین اپنی کسی کتاب مین لیکن عروہ نے قناعت نہین کی مروان سے سننے پر یہانتک کہ مروان نے اپنے چوکیدار
کو بسرہ پاس بھیجا اوس نے بسرہ سے پوچھا پھر لوگون کے پاس آیا اور بسرہ نے جو کہا تھا وہ بیان کر دیا تب بھی عروہ
نے قناعت نہ کی یہانتک کہ عروہ خود بسرہ کے پاس گئے اور ان سے یہ حدیث سنی تو حدیث عروہ کی بسرہ سے
متصل ہے منقطع نہین ہے اور مروان اور چوکیدار دونو زائد تھے اسناد مین پھر نکالا اوسکو عروہ سے اونہون نے بسرہ سے
اور نکالا اوسکو عروہ سے اونہون نے مروان سے اونہون نے بسرہ سے اور اسکے اخیر مین یہ ہے کہ عروہ نے کہا مین بسرہ کے
پاس گیا اور ان سے پوچھا تو اونہون نے تصدیق کی ابن حبان نے کہا وضو سے مراد یہان ہاتھ دھونا ہے اگرچہ عرب ہاتھ
دھونے کو وضو کہتے ہین اور سند سے نقل کیا عروہ بن الزبیر سے انہون نے مروان سے اونہون نے بسرہ سے اونہون نے کہا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی شرمگاہ کو چھوئے وہ وضو کرے نماز کا سا وضو اور باسناد نقل کیا عروہ سے
اونہون نے بسرہ سے انہون نے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اپنی شرمگاہ کو چھوئے وہ وضو کو اعادہ
کرے اور اعادہ اسی وضو کا ہوتا ہے جو نماز کے لیے کیا جاتا ہے اور طحاوی نے ضعیف کیا اس حدیث کو پہلے سند سے
اور نقل کیا ابن عیینہ سے کہ انہون نے شمار کیا ایک جماعت کا جو حدیث نہین پہچانتے تھے اور کہا کہ جو لوگ اس حدیث سے
نقل کرتے تھے اونسے ہم ٹھٹھا کرتے تھے پھر ذکر کیا اون لوگون مین سے عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم کا پھر نکالا
اس حدیث کو اوزاعی کے طریق سے خبر دی ہمکو زہری نے انہون نے کہا حدیث بیان کی مجھسے ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے
تو ثابت ہوا انقطاع اس حدیث کا اور ضعف اسکا اول سند سے روایت کیا اسکو امام مالک نے موطا مین اور روایت کیا
اون سے امام شافعی نے مسند مین اور شافعی کے طریق سے روایت کیا اسکو بیہقی نے پھر کہا اور روایت کیا اوسکو یحیی بن
بکیر نے مالک سے اور زیادہ کیا اتنا کہ وضو کرے نماز کا سا وضو شافعی نے کہا ہمنے یا مذہب بسرہ کی سوا اور لوگون

سے نقل کیا اور جو شخص ہمارا اور پر عیب کرتا ہے بسرہ کی روایت کا وہ خود روایت کرتا ہے عائشہ بنت عجرد اور ام خداش
اور کئی عورتوں سے جو مشہور نہیں ہیں اور ان کی روایتوں سے حجت لیتا ہے باوجود اسکے وہ بسرہ کو ضعیف کرتا
ہے حالانکہ انکی ہجرت قدیم تھی اور انکی صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قدیم تھی اور انہوں نے یہ مہاجرین اور
انصار کے گھر میں بیان کی جہاں مہاجرین اور انصار بہت جمع تھے اور کسی نے انکی بات کا انکار نہ کیا اور جب عبد اللہ
بن عمر نے یہ حدیث کو سنا تو وہ ہمیشہ وضو کرتے رہے ذکر کے چھونے سے یہانتک کہ انکا انتقال ہوا بیہقی نے
کہا امام بخاری اور امام مسلم نے بسرہ کی حدیث کو نہیں نکالا کیونکہ اس میں اختلاف ہے کہ عروہ نے اسکو بسرہ سے
سنا یا عروہ نے مروان سے سنا اور مروان نے بسرہ سے لیکن راوی اسکے سب وہ ہیں جن سے بخاری اور مسلم نے حجت لی ہے
دوسری دلیل حدیث ہے ابو ہریرہ کی روایت کیا امام احمد نے ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جو شخص اپنا ہاتھ پہونچا دے اپنی ذکر تک اور کوئی چیز آڑ نہ ہو تو اسپر وضو واجب ہوا شوکانی نے کہا ابن حبان
نے اسکو اپنی صحیح میں روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس کی سند میں عادل ہیں جنہوں نے نقل کیا اسکو
اور صحیح کہا اسکو حاکم اور ابن عبد البر نے اور نکالا اسکو بیہقی اور طبرانی نے صغیر میں ابن سکن نے کہا کہ یہ جید
ہے اس باب میں سب حدیثوں سے اور روایت کیا اسکو شافعی اور بزار اور دارقطنی نے یزید بن عبد الملک سے نسائی
نے کہا وہ متروک ہے اور ضعیف کہا اسکو اوروں نے اور ابن حبان نے کہا ہمنے یزید کی روایت سے حجت نہیں لی کیونکہ
اس سے ہم بیان کر چکے ہیں کتاب الضعفا میں بلکہ نافع کی روایت سے حجت لی ہے زیلعی نے کہا امام احمد نے مسند میں اور
طبرانی نے معجم میں اور دارقطنی نے سنن میں اور بیہقی نے یہ حدیث کو روایت کیا اور اسکی عبارت یہ ہے من افضی بیدہ
الی فرجہ لیس دونہا حجاب فقد وجب علیہ الوضوء للصلوٰۃ بیہقی نے کہا یزید بن عبد الملک میں لوگوں نے گفتگو کی
ہے پھر باسناد نقل کیا احمد بن حنبل سے اون سے پوچھا گیا یزید کو تو انہوں نے کہا وہ ایک شیخ ہے مدینہ والوں میں سے
اور اسمیں کوئی برائی نہیں ہے پھر بیہقی نے یہ حدیث کو امام بخاری کے طریق سے نکالا موقوفاً ابو ہریرہ پر ذہبی نے
مختصر میں کہا بخاری نے اسکو اپنی تاریخ میں نکالا موقوفاً انتہی میزان میں ہے کہ یحیی نے کہا یزید کچھ نہیں اور
احمد بن صالح نے کہا اسکی حدیث کچھ نہیں ابو زرعہ نے کہا ضعیف ہے ابن عدی نے کہا اسکی اکثر روایتیں غیر محفوظ
ہیں احمد نے کہا اسکی حدیثیں منکر ہیں نسائی نے کہا متروک الحدیث ہے پھر ذکر کیا ذہبی نے ابن یزید کی مناکیر میں
سے کہ معن بن عیسی نے روایت کیا اس سے اس نے سعید مقبری سے اس نے ابو ہریرہ سے مرفوعاً یہی حدیث انتہی
تیسری دلیل ام حبیبہ کی حدیث ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص

اپنی شرمگاہ کو چھوئے وہ وضو کرے روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اور اثرم نے اور صحیح کہا اسکو احمد اور ابو زرعہ نے ابن السکن نے کہا میں اس حدیث میں کوئی علت نہیں پاتا اور شرمگاہ کا لفظ شامل ہے قبل اور دبر کو مرد کے اور عورت کی اور اس سے رد ہوتا ہے اسکا مذہب جس نے وضو ٹوٹنا خاص کیا ہے مردوں سے یعنے مالک کا زیلعی نے کہا ترمذی نے اپنی کتاب میں کہا امام بخاری نے کہا مکحول نے عنبسہ بن ابی سفیان سے نہیں سنا اور ایک اور حدیث کو مکحول نے ایک شخص سے روایت کیا اس نے عنبسہ سے تو امام بخاری نے شاید اس حدیث کو صحیح نہ سمجھا اور انہوں نے کہا سب سے صحیح حدیث اس باب میں علا بن حارث کی حدیث ہے مکحول سے اونہوں نے عنبسہ بن ابی سفیان سے اونہوں نے ام حبیبہ سے انتہے اور یہ خلاف ہے اوس قول کے جو ترمذی نے امام بخاری سے نقل کیا بسرہ کی حدیث کے باب میں کہ اونہوں نے کہا بسرہ کی حدیث سب سے زیادہ صحیح ہے اس باب میں انتہے مترجم کہتا ہے زیلعی کے اعتراض کا یہ جواب ہو سکتا ہے کہ دونوں قولوں میں خلاف نہیں کیونکہ احتمال ہے کہ مراد امام بخاری کی یہ ہو کہ بسرہ اور ام حبیبہ کی حدیثیں اور سب حدیثوں سے جو اس باب میں وارد ہوئیں زیادہ صحیح ہیں اور یہ جائز ہے کہ بسرہ اور ام حبیبہ کی حدیثیں برابر ہوں صحت میں تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہر ایک حدیث باب کی سب حدیثوں سے زیادہ صحیح ہے یعنے انکے سوا اور حدیثوں سے امام طحاوی نے کہا کہ یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ مکحول نے عنبسہ بن ابی سفیان سے نہیں سنا حدیث بیان کی ہم سے ابن ابی داؤد نے اونہوں نے کہا میں نے سنا ابو مسہر سے وہ ایسا ہی کہتے تھے زیلعی نے کہا اس صورت میں یہ حدیث منقطع ہوئی اور منقطع شافعیہ کے نزدیک حجت نہیں ہے انتہے

چوتھی دلیل ابو ایوب کی حدیث ہے اونہوں نے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص اپنی شرمگاہ کو چھوئے وہ وضو کرے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور اسکی اسناد میں اسحاق بن عبد اللہ بن ابی فروہ ہے اور وہ متروک ہے بالاتفاق اور بعضوں نے اوسکو تہمت لگائی ہے اور یہ اسحاق بن محمد فروی نہیں ہے جو راوی ہے ابن عمر رضے اللہ تعالے عنہ کی حدیث کا وہ ثقہ ہے اور ابن جوزی نے ان کو ایک سمجھا اور دونو کو ضعیف کہا ہے پانچویں دلیل جابر رضے اللہ تعالی عنہ کی حدیث ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے جب کوئی تم میں سے اپنا ذکر چھوئے تو اوس پر وضو لازم ہے روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے اور شوکانی علیہ الرحمۃ نے کہا کہ روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابن ماجہ اور اثرم نے ابن عبد البر نے کہا کہ اوس کا اسناد اچھا ہے زیلعی نے کہا بیہقی نے اوسکو روایت کیا سنن میں شافعی علیہ الرحمۃ کے طریق سے اونہوں نے عبد اللہ بن نافع سے آخیر تک اسمیں یہ ہے کہ جب کوئی تم میں سے اپنا ہاتھ پہنچاوے

شرمگاہ تک تو وضو کرے شافعی نے کہا میں نے حافظوں کی ایک جماعت سے سنا سوا ابن نافع کے وہ روایت کرتے ہیں اس حدیث کو
اور جابر کا ذکر نہیں کرتے امام طحاوی نے کہا جتنے حافظوں نے اس حدیث کو ابن ابی ذئب سے روایت کیا وہ سب اسکو موقوف کرتے
ہیں محمد بن عبد الرحمن پر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً اور مرسل روایت مخالفین کے نزدیک حجت نہیں ہے اور
شافعیہ نے اسکا جواب دیا ہے کہ عبد اللہ بن نافع نے اوسکو وصل کیا اور وہ ثقہ ہے اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور رد کیا
گیا یہ جواب اسطور سے کہ مخالفت کی ابن نافع کی اور ثقات حفاظ نے اور طعن کیا ابن نافع میں بخاری اور احمد نے پس ایسے
شخص کی زیادتی جو مخالف ہو اور ثقات کے کیونکر قبول کیجاویگی چھٹی دلیل حدیث ہے عمرو بن شعیب کی عن ابیہ عن
جدہ کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس مرد نے اپنی شرمگاہ کو چھوا تو وہ وضو کرے اور جس عورت نے اپنی شرمگاہ چھوئی
وہ وضو کرے روایت کیا اوسکو امام احمد نے مسند میں اور بیہقی نے سنن میں بقیہ بن ولید سے اوس نے محمد بن الولید سے اوس نے
عمرو بن شعیب سے بیہقی نے کہا محمد بن ولید ثقہ ہے شوکانی نے کہا روایت کیا اوسکو ترمذی نے بھی اور ترمذی نے علل میں
کہا کہ امام بخاری نے کہا حدیث میرے نزدیک صحیح ہے لیکن اسکی اسناد میں بقیہ بن ولید ہے اور وہ مدلس ہے مگر یہاں تدلیس
کا شبہہ نہیں رہا کیونکہ بقیہ نے یہ کہدیا ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے محمد بن ولید نے انتہی زیلعی نے کہا امام بیہقی نے اس حدیث
کو ابن عدی کے طریق سے نکالا اپنی اسناد سے یحیی بن راشد سے اوس نے عبد الرحمان بن ثابت بن ثوبان سے اوس نے
اپنے باپ سے اوس نے عمرو بن شعیب سے اور کہا کہ مخالفت کی انکی مثنے بن صباح نے اسناد میں اور وہ قوی نہیں ہے پھر نکالا
مثنے کی روایت کو اوس نے عمرو بن شعیب سے اوس نے سعید بن المسیب سے اوس نے بسرہ بنت صفوان سے انہوں نے کہا یا رسول اللہ
آپ کیا سمجھتے ہیں اگر ہم میں سے کوئی عورت اپنی شرمگاہ کو چھوئے یا مرد اپنی شرمگاہ کو چھوئے وضو کے بعد آپ نے فرمایا وضو کرے
لیے بسرہ عمرو نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے سعید بن المسیب نے کہ مروان نے بسرہ کے پاس بھیجا یہ پوچھنے کو بسرہ نے کہا چھوڑ
مجھکو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ کے پاس فلان اور فلان تھی اور عبد اللہ بن عمر تھے آپ نے حکم کیا مجھکو
وضو کرنیکا انتہی امام طحاوی نے اس حدیث پر یہ اعتراض کیا کہ مخالفین یہ کہتے ہیں کہ عمرو بن شعیب نے اپنے باپ سے کچھ نہیں سنا بلکہ
انکی کتاب سے حدیثیں بیان کیں تو انکے قول کے موافق یہ حدیث منقطع ہوئی اور منقطع انکے نزدیک حجت نہیں زیلعی نے کہا
اکثر علما نے عمرو بن شعیب کے حدیث سے حجت لی ہے جب راوی اوس سے ثقہ ہو لیکن جب راوی مثنی بن الصباح یا ابن لہیعہ کیطرح
ہو تو وہ روایت حجت نہ ہوگی اور عمرو بن شعیب کی روایت اپنے باپ سے اونہوں نے دادا سے اس میں بعض نے کلام کیا ہے اس حجت
سے کہ وہ روایت کرتا ہے اپنے دادا کی کتاب سے اور ہمارے شیخ حافظ جلال الدین مزی نے کہا عمرو بن شعیب کی روایت میں تین طرح ہے ایک تو مشہور عمرو بن شعیب
عن ابیہ عن جدہ کی دوسری عمرو بن شعیب عن ابیہ عن عبد اللہ بن عمرو تیسری عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عبد اللہ بن عمرو تو عمرو کے تین جد ہیں اور ان میں ایک محمد دوسرے عبد اللہ ہیں

عمرو بن العاص اور محمد تابعی ہیں اور عبد اللہ اور عمرو دونو صحابی ہیں تو اگر دادا سے مراد محمد ہیں تو حدیث مرسل ہے کیونکہ وہ تابعی ہیں اور اگر مراد عمرو بن عاص ہیں تو حدیث منقطع ہے کیونکہ عمرو کے باپ شعیب نے عمرو بن عاص کو نہیں پایا اور اگر مراد عبد اللہ بن عمرو ہیں تو ضرور ہے یہ ثابت کرنا کہ شعیب نے عبد اللہ سے سنا ہے اور دارقطنی وغیرہ کی صحیح روایت میں یہ ثابت ہوا ہے کہ عمرو نے اپنے باپ شعیب سے سنا ہے اور شعیب نے اپنے دادا عبد اللہ سے سنا ہے انتہی مترجم کہتا ہے جب سماع عمرو کا شعیب سے اور شعیب کا عبد اللہ سے بسند صحیح ثابت ہوا تو طحاوی کا یہ اعتراض رفع ہو گیا کہ یہ روایت منقطع ہے اور منقطع مخالفین کے نزدیک حجت نہیں ہے ساتویں دلیل حدیث ہے عبد اللہ بن عمر کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے ذکر کو چھوئے وہ نماز کا سا وضو کرے روایت کیا اسکو دارقطنی اور بیہقی نے اسحاق بن محمد فروی سے اور انہوں نے عبد اللہ بن عمر عمری سے انہوں نے نافع سے اونہوں نے ابن عمر سے زیلعی نے کہا کہ اسحاق بن محمد فروی ثقہ ہے اور اس سے بخاری نے روایت کیا اپنی صحیح میں اور وہ اسحاق بن ابی فروہ نہیں ہے جو ایوب کی حدیث میں گذرا اور ابن جوزی نے تحقیق میں وہم کیا اور دونوں کو ایک کر دیا اور اعتراض کیا ایسا ہی صاحب تنقیح نے انتہی شوکانی نے کہا اسکی اسناد میں عبد اللہ بن عمر عمری ہے اور وہ ضعیف ہے اور روایت کیا اسکو حاکم نے عبد العزیز بن ابان کے طریقہ سے اور وہ ضعیف ہے اور روایت کیا اسکو ابن عدی نے ایوب بن عتبہ کے طریق سے اور اس میں بھی کلام ہوا ہے انتہی مترجم کہتا ہے اس حدیث کے اور دو طریقے ہیں جو اونکو شوکانی نے ذکر نہیں کیے نکالا اسکو طحاوی نے شرح معانی الآثار میں پہلا طریقہ صدقہ بن عبد اللہ کا ہشام بن زید سے انہوں نے نافع سے اونہوں نے ابن عمر سے اور دوسرا طریقہ علاء بن سلیمان کا زہری سے اونہوں نے سالم سے اونہوں نے ابن عمر سے اور ضعیف کیا پہلے طریق کو طحاوی نے اس طرح کہ صدقہ بن عبد اللہ ضعیف ہے اور ہشام بن زید اون اہل علم میں سے نہیں ہے جن کی روایت سے ایسی باتیں ثابت کیجاویں اور دوسرے طریق کو اس طرح کہ علاء بن سلیمان ضعیف ہے مخالفین کے نزدیک واللہ اعلم آٹھویں دلیل حدیث ہے زید بن خالد جہنی کی انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص اپنی شرمگاہ کو چھوئے وہ وضو کرے روایت کیا اسکو امام احمد نے مسند میں ابن اسحاق سے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے محمد بن مسلم زہری نے اونہوں نے عروہ بن الزبیر سے اونہوں نے زید بن خالد سے شوکانی نے کہا روایت کیا اسکو ترمذی اور بزار نے بھی امام طحاوی نے اس حدیث پر یہ اعتراض کیا کہ محمد بن اسحاق مخالف کے نزدیک حجت نہیں ہے خصوصاً جب وہ منفرد ہوا اور مخالفت ہو دوسرے راویوں کے اور یہ حدیث منکر ہے اور احتمال ہے کہ غلط ہو کیونکہ جب پہلے ان سے عروہ سے مس ذکر کو پوچھا تو عروہ نے اپنی رائے سے یہی جواب دیا کہ اسمیں وضو نہیں ہے پھر جب مروان نے بسرہ کی حدیث بیان کی تو عروہ نے جو کہا وہ اوپر گذرا اور یہ واقع زید بن خالد کی مرنے کے بعد کا ہے تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ عروہ بسرہ پر انکار کرتے

اوس بات کا جو خود انہوں نے زید بن خالد سے سنی تہی انتہے مترجم کہتا ہی محمد بن اسحاق امام ہیں اور حدیث کے بڑے حافظ ہیں
احمد بن حنبل نے کہا وہ حسن الحدیث ہیں ابن معین نے کہا وہ ثقہ ہیں دارقطنی نے کہا وہ صالح الحدیث ہیں اور انکا کوئی گناہ
نہیں مگر اتنا کہ اونہوں نے اپنی سیرت میں منقطع اور منکر روایتوں کو بہر دیا ہے اور اکثر شعر ہیں کہ ہین جنکی نسبت
غلط کی ہی شعبہ نے کہا ابن اسحاق امیر المومنین ہیں حدیث میں ابن مدینی نے کہا میں نے سوا دو حدیثوں کے اور کوئی منکر حدیث
انکی نہیں دیکھی البتہ اس روایت کو لوگ مناکیر میں شمار کیا ہے ذہبی نے میزان میں کہا یعقوب بن ابرہیم نے کہا حدیث
بیان کی مجھ سے میرے باپ نے انہوں نے روایت کی ابن اسحاق سے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے زہری نے اونہوں نے
عروہ سے اونہوں نے زید بن خالد جہنی سے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے جو شخص اپنی شرمگاہ کو
چہوئے وہ وضو کرے کہا جاتا ہے یہ حدیث غلط ہی اور صواب بسرہ ہی زید کے بدلے انتہے **نوین دلیل** حدیث ہی حضرت
عائشہ کی کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خرابی ہے اون لوگوں کی جو اپنی شرمگاہیں چہوتے ہیں پہر نماز پڑہتے
ہیں اور وضو نہیں کرتے حضرت عائشہ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ حکم تو مردوں کے لیے ہے عورتوں کا کیا
حکم ہے آپ نے فرمایا جب کوئی عورت اپنی شرمگاہ کو چہوئے تو وضو کرے روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اسکی اسناد میں
عبد الرحمن بن عبد اللہ عمری ہے احمد نے کہا وہ جہوٹا ہے نسائی اور ابو حاتم اور ابو زرعہ نے کہا وہ متروک ہی ابو حاتم
نے کہا وہ جہوٹ بولتا تہا اور اس حدیث کا ایک اور طریقہ ہے جسکو امام طحاوی نے نکالا شرح معانی الآثار میں لیکن
اوسکی اسناد میں عمر بن شریح ہے وہ حجت لینے کے لائق نہیں اور دوسرا اعتراض اس حدیث پر طحاوی نے یہ کیا کہ یہ
بہی مروی ہی عروہ سے اور جو عروہ کو یہ حدیث معلوم ہوتی تو مروان پر کیوں انکار کرتے پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث منکر ہے زیلعی
نے کہا ابو یعلے موصلی نے اپنی مسند میں اسکے خلاف حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے ابو یعلی نے کہا حدیث بیان کی
مجہسے حجاج بن مخلد نے حدیث بیان کی ہمسے عمر بن یزید بن ابی نے حدیث بیان کی ہمسے فضیل بن غزوان نے حدیث بیان کی ہمسے حسین بن زبان نے اونہوں نے زرارہ
کی اپنے باپ سے اونہوں نے سیف بن عبد اللہ حمیری سے انہوں نے کہا میں اور کئی مرد میرے ساتھ حضرت عائشہ کے پاس گئے
اور ان سے پوچہا کوئی شخص اپنی شرمگاہ چہوئے یا عورت اپنی شرمگاہ چہوئے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرماتے تہے مجہے پروا
نہیں میں شرمگاہ اپنی چہوؤں یا اپنے ناک کو انتہے شوکانی نے کہا حضرت عائشہ کی حدیث کو ترمذی نے ذکر کیا اور ابو حاتم
نے اوس میں علت نکالی اور رد کیا اوسکو دارقطنی نے انتہے **دسوین دلیل** حدیث ہی ابن عباس کی روایت کیا
اوسکو امام بیہقی نے اور اسکی اسناد میں ضحاک بن حمزہ ہے اور وہ منکر الحدیث ہی **گیارہوین دلیل** حدیث ہی نعمان
بن بشیر کی روایت کیا اوسکو ابن مندہ نے **بارہوین دلیل** حدیث ہے انس کی **تیرہوین دلیل** حدیث ہی ابی بن

کعب کی چودہوین دلیل حدیث ہے معاویہ بن حیدہ کی پندرہوین دلیل حدیث ہے قبیصہ کی ذکر کیا ان حدیثون کو ابن منذر نے سولہوین دلیل حدیث ہے اروی بنت انیس کی ذکر کیا اوسکو ترمذی نے اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے سترہوین دلیل حدیث ہے سعد بن ابی وقاص کی روایت کیا اوسکو حاکم نے اٹھارہوین دلیل حدیث ہے ام المومنین ام سلمہ کی ذکر کیا اوسکو حاکم نے انیسوین دلیل حدیث ہے مصعب بن سعد بن ابی وقاص کی وہ کہتے تھے مین قرآن شریف لیے رہتا تہا اپنے باپ کے سامنے مینے اپنی شرمگاہ کو چہوا تو اونہون نے حکم دیا مجہکو وضو کرنیکا روایت کیا اوسکو مالک اور طحاوی نے بسند صحیح بیسوین دلیل حدیث ہے قتادہ کی اونہون نے کہا عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن عباس دونون کہتے تہے جو مرد اپنے ذکر کو چہوئے وہ وضو کرے شعبہ نے کہا مینے قتادہ سے کہا تمنے یہ کس سے سنا اونہون نے کہا عطا بن ابی رباح سے روایت کیا اوسکو طحاوی نے اکیسوین دلیل حدیث ہے زہری کی سالم سے اونہون نے دیکہا اپنے باپ (عبد اللہ بن عمر رض) کو اونہون نے ایک نماز پڑہی جو کبہی مینے نہین دیکہا تہا اونکو پڑہتے ہوے مینے آج کہا یہ نماز کیسی اونہون نے کہا مینے اپنی شرمگاہ چہولی تہی اور مین بہول گیا تہا وضو کرنا روایت کیا اوسکو طحاوی نے بسند صحیح اور روایت کیا طحاوی نے مجاہد سے ہمنے نماز پڑہی عبد اللہ بن عمر کے ساتھ پہر وہ چلے پہر اونہون نے اپنا اونٹ بٹہایا مینے کہا اے ابو عبد الرحمان ہم تو نماز پڑہ چکے اونہون نے کہا ابو عبد الرحمان کو یہ معلوم ہے مگر مینے اپنے ذکر چہولی تہی پہر وضو کیا اور نماز کو دوبارہ پڑہا اور روایت کیا اوسکو مالک نے موطا مین اوس مین یہ ہے کہ نماز پڑہی عبد اللہ بن عمر نے آفتاب نکلنے کے بعد مینے کہا آج تمنے وہ نماز پڑہی جو نہین پڑہتے تہے اخیر تک اور روایت کیا امام مالک نے نافع سے کہ عبد اللہ بن عمر کہتے تہے جب تم مین سے کوئی اپنا ذکر چہوئے تو اوسپر وضو واجب ہو گیا بائیسوین دلیل امام مالک نے عروہ سے روایت کیا وہ کہتے تہے جو شخص اپنا ذکر چہوئے اوسپر وضو واجب ہوا اور روایت کیا امام مالک نے سالم سے مینے دیکہا اپنے باپ عبد اللہ بن عمر کو غسل کرکے پہر وضو کرتے ہین مینے پوچہا اے باپ کیا غسل کافی نہین ہے وضو سے اونہون نے کہا ہان کافی ہے لیکن کبہی ایسا ہوتا ہے کہ غسل کے بعد مین اپنا ذکر چہو لیتا ہون تو وضو کرتا ہون یہ تمام دلائل ہین اون لوگون کے جو ذکر کو چہونا ناقض وضو سمجہتے ہین اب مخالفین کے دلائل سنئیے پہلی دلیل حدیث ہے طلق بن علی کی اور یہ سب دلیلون سے بہتر ہے یہ حدیث کئی طریقون سے ہے ایک طریقہ سنن والون کا سوا ابن ماجہ کے ملازم بن عمرو سے اونہون نے عبد اللہ بن بدر سے اونہون نے قیس بن طلق سے اونہون نے اپنے باپ طلق بن علی سے اونہون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ سے پوچہا گیا کوئی شخص اپنے ذکر کو چہوئے نماز مین آپ نے فرمایا ذکر نہین ہے مگر ایک ٹکڑا الجثہ مین سے روایت کیا اوسکو ابن حبان نے اپنی صحیح مین ترمذی نے کہا یہ حدیث زیادہ

اچھی ہو اس باب مین جو روایت کی جاتی ہے اور سے اور اس باب مین ابو امامہ سے بھی مروی ہے اور روایت کیا اس
حدیث کو ایوب بن عتبہ اور محمد بن جابر نے قیس بن طلق سے اونہون نے اپنے باپ سے اور ایوب اور محمد بن جابر مین بعضون
نے کلام کیا ہے اور حدیث ملازم بن عمرو کی زیادہ صحیح اور بہت اچھی ہے دوسرا طریق ابن ماجہ کا ہے محمد بن جابر سے انہون
نے قیس بن طلق سے اور محمد بن جابر ضعیف ہے فلاس نے کہا متروک ہے اور ابن معین نے کہا وہ کچھ نہین تیسرا طریق
عبد الحمید بن جعفر کا ہے ایوب بن محمد عجلی سے اونہون نے قیس بن طلق سے نکالا اسکو ابن عدی نے اور عبد الحمید کو
ضعیف کیا ثوری نے اور ایوب بن محمد عجلی کو ضعیف کیا ابن معین نے چوتھا طریقہ ایوب بن عتبہ یمامی کا ہے قیس
بن طلق سے اونہون نے اپنے باپ سے روایت کیا اسکو امام احمد نے اور امام محمد نے کتاب الحجج مین اور ابو حنیفہ نے اپنی
مسند مین ابن معین نے کہا ایوب بن عتبہ کوئی چیز نہین نسائی نے کہا وہ مضطرب الحدیث ہے اور نکالا اس حدیث کو
امام طحاوی نے محمد بن جابر اور ایوب بن عتبہ اور ملازم بن عمرو کے طریقہ سے پھر کہا کہ ملازم کی روایت صحیح ہے اور
مستقیم الاسناد ہے اور اسکے اسناد مین اضطراب نہین ہے نہ متن مین تو وہ بہتر ہے ان حدیثون سے جو وضو ٹوٹنا
جانے کے باب مین ہمنے بیان کین یعنے بسرہ اور زید بن خالد اور عائشہ اور ابن عمر اور ابو ہریرہ اور ام حبیبہ اور جابر اور
عمرو بن شعیب کی احادیث سے جو اوپر گذرین جنکے اسنادون مین اضطراب ہے اور محمد سے حدیث بیان کی ابن ابی
عمران نے انہون نے کہا مین نے سنا عباس بن عبد العظیم عنبری سے وہ کہتے تھے مین نے سنا علی بن المدینی
سے وہ کہتے تھے ملازم کی روایت بسرہ کی حدیث سے اچھی ہے تو اگر اسناد کی راہ سے دیکھیے تو ملازم کی حدیث بسرہ
کی حدیث سے بہتر ہے اور جو عقل کی راہ سے دیکھیے تو وہ کہتے ہین جو ذکر کو ہتھیلی کے پشت سے چھوئے یا دونون بانہون
سے تو وضو واجب نہ ہوگا پس ایسا ہی واجب ہونا چاہیے اگر ہتھیلی سے چھوئے اور ہم یہ کہتے ہین کہ اگر ران سے ذکر چھوئے
تو وضو واجب نہ ہوگا مخالفین کے نزدیک حالانکہ ران عورت ہے پھر اگر ہاتھ سے ایسے عضو کو چھوئے جو عورت نہین ہے تو بطریق اولی
وضو واجب نہ ہوگا انتہی شوکانی نے کہا طلق کی حدیث کو صحیح کہا عمرو بن علی فلاس نے اور کہا کہ ہمارے نزدیک وہ
زیادہ عمدہ ہے بسرہ کی حدیث سے اور علی بن المدینی سے منقول ہے اونہون نے بھی کہا کہ طلق کی حدیث ہمارے نزدیک
اچھی ہے بسرہ کی حدیث سے اور صحیح کہا اسکو ابن حبان اور طبرانی اور ابن حزم نے اور مخالفین یہ کہتے ہین کہ ضعیف
کیا اسکو شافعی اور ابو حاتم اور ابو زرعہ اور دارقطنی اور بیہقی اور ابن جوزی نے اور دعوے کیا ابن حبان اور طبرانی
اور ابن عربی اور حازمی اور اوروں نے کہ طلق کی حدیث منسوخ ہے بیہقی نے کہا بسرہ کی حدیث کی ترجیح طلق کی حدیث
پر اسطرح ہوتی ہے کہ طلق کی حدیث کے جو راوی ہین اون سے بخاری اور مسلم نے حجت نہین لی اور بسرہ کی حدیث کے سب راوی اون

صحت کی ہے بخاری اور مسلم نے اور بعضوں نے یہ کہا ہے کہ بسرہ طلق کے بعد اسلام لائے اور طلق اوس سے پہلے اسلام لائے تھے
تو اس سے معلوم ہوا کہ طلق کی حدیث منسوخ ہے حالانکہ یہ تقریر صحیح نہیں ہے اور محققین علماء کے نزدیک نسخ کی دلیل نہیں
ہو سکتی ابن حبان نے اپنی صحیح میں کہا طلق کی حدیث نے ایک عالم کو وہم میں ڈالا کہ وہ معارض ہے بسرہ کی حدیث کے حالانکہ
ایسا نہیں کیونکہ طلق کی حدیث منسوخ ہے اسلیے کہ طلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ہجرت کے پہلے سال میں آئے
تھے جب مسلمان مسجد نبوی کو بنا رہے تھے مدینہ میں پھر ابن حبان نے قیس بن طلق سے روایت کیا انہوں نے اپنے باپ سے انہوں
نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کی مسجد کو بنایا تھا اور ابوہریرہ نے مس فرج سے وضو کا واجب ہونا روایت
کیا اور وہ اسلام لائے سنہ ۷ھ میں تو ابوہریرہ کی حدیث طلق کی حدیث کے سات برس بعد ہے اور طلق اپنے شہر کو لوٹ گئے
تھے پھر ابن حبان نے قیس بن طلق سے روایت کیا اوس نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا ہم چھ آدمی رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم کی طرف چلے پانچ تو بنی حنیفہ کے تھے اور ایک بنی ضبیعہ بن ربیعہ کا تھا یہاں تک کہ آپ پاس پہنچے اور آپ سے
بیعت کی آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ سے بیان کیا کہ ہمارے ملک میں ایک گرجا ہے اور ہم نے آپ سے مانگا آپ کا وضو
کا بچا ہوا پانی آپ نے فرمایا یہ پانی لیجاؤ جب تم اپنے شہر میں پہنچو تو اوس گرجا کو توڑ ڈالو اور وہاں یہ پانی چھڑک دو پھر
اوسکی جگہ ایک مسجد بناؤ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارا شہر دور ہے اور پانی جذب ہو جاتا ہے آپ نے فرمایا اور
پانی اوس میں ڈال لیتے جانا اوسکی عمدگی اور خوشبوئی بڑھتی جاویگی آخر ہم نکلے اور ہم نے ڈول کے اوٹھانے میں سستی
کی کہ کون اوسکو لیجاوے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم میں سے ہر ایک شخص کی باری مقرر کر دی پھر ہر ایک اوسکو
اوٹھانے کے لیے پھر ہم نکلے اور اپنے شہر کو آئے اور جیسا آپ نے حکم دیا تھا ویسا ہم نے کیا اور اون لوگوں کا پادری طے
قبیلے کا ایک شخص تھا جب ہم نے نماز کے لیے اذان دی تو وہ پادری بولا اوسکو چھوڑ دو پھر وہ پادری بھاگ گیا
اور پھر کسی نے اوسکو نہیں دیکھا انتہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ طلق بن علی حضرت کے پاس آکر چلے گئے پھر معلوم
نہیں ہوا کہ وہ دوبارہ مدینہ کو آئے ہوں اور جو اسکا دعوی کرے اوسکو کسی صاف حدیث سے یہ امر ثابت کرنا چاہیے اور
ایسی کوئی حدیث نہیں ملتی تمام ہوا کلام ابن حبان کا اور عبد الحق نے احکام میں طلق کی حدیث کو بیان کیا اور اس سے
سکوت کیا اس سے نکلتا ہے کہ یہ حدیث انکے نزدیک صحیح ہے جیسے انکی عادت ہے اور ابن القطان نے اپنی کتاب میں انکا
پیچھا کیا انہوں نے کہا طلق کی حدیث کو قیس بن طلق روایت کرتا ہے اپنے باپ سے اور دارقطنی نے سنن میں ابن ابی حاتم
سے نقل کیا کہ انہوں نے اپنے باپ سے اور ابو زرعہ سے اس حدیث کو پوچھا انہوں نے کہا قیس بن طلق کی روایت

سے حجت نہین ہوسکتی اور اس حدیث کو اونہون نے ضعیف کیا اور ثابت نہین
کہا ابن قطان نے کہا طلق کیحدیث مین اختلاف ہے تو یون کہنا چاہیے کہ یہ حدیث حسن ہے اور اسکو صحیح نہ کہنا چاہیے اور بیہقی
نے سنن مین طلق کیحدیث کو نکالا ملازم بن عمرو کے طریقہ سے پہر کہا کہ ملازم بن عمرو مین گفتگو ہے (یہ گفتگو کچھ نہین ہے اور بیہقی
کا جو شافعیہ میں سے ہین اس باب مین اعتراض کرنا قبول نہین ہوسکتا میزان مین ہے کہ ملازم بن عمرو کو ثقہ کہا ابن معین اور
ابو زرعہ اور نسائی نے اور ابو حاتم نے کہا وہ سچا ہے اور ثقہ کہا اسکو امام احمد نے اور کہا کہ اسکا حال قریب ہے میزان مین
ہے مین نے ملازم پر حرف اسیواسطے اس کتاب مین درج کیا در نہ وہ سچا ہے) بیہقی نے کہا کہ روایت کیا یہ حدیث کو محمد بن جابر
یمامی اور ایوب بن عتبہ نے قیس بن طلق سے اور وہ دونو ضعیف ہین اور روایت کیا اوسکو عکرمہ بن عمار نے قیس سے انہون نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً اور وہ ان سب سے بہتر ہے اور عکرمہ بن عمار مین اختلاف ہے طعن کیا اس مین یحیی بن سعید
قطان اور احمد بن حنبل نے اور ضعیف کیا اوسکو امام بخاری نے بہت (مین کہتا ہون عکرمہ بن عمار سے امام مسلم نے اپنی
صحیح مین روایت کیا اور ثقہ کہا اوسکو یحیی بن معین اور علی اور بہتون نے) اور قیس کے باب مین امام شافعی نے کہا ہمنے
اوسکا حال دریافت کیا تو ہمنے کسی کو نہ پایا جو اوسکو پہچانتا ہو اس طرح کہ ہم اوسکی حدیث مان لیوین اور معارضہ کیا اسکا
اوس شخص نے جسکے ثقہ اور ثبت ہونے کو ہم نے پہچان لیا پہر بیہقی نے بسند نقل کیا یحیی بن معین اور ابو حاتم اور ابو زرعہ
سے اونہون نے کہا قیس کیحدیث سے حجت نہین لیجاویگی (میزان مین ہے کہ عثمان بن سعید نے یحیی بن معین سے نقل کیا
کہ قیس ثقہ ہے اور ثقہ کہا اوسکو عجلی نے) پہر امام بیہقی نے کہا اگر یہ روایت صحیح ہو تو ہم کہینگے کہ ابتدای ہجرت مین ایسا
ہی حکم تہا اور ابو ہریرہ وغیرہ کا سماع اوسکے بعد ہی کیونکہ طلق اوسوقت آئی تہے جب آپ مسجد بنا رہے تہے پہر امام بیہقی
نے روایت کیا حماد بن زید سے اونہون نے محمد بن جابر سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہسے قیس بن طلق نے اونہون
نے روایت کی اپنے باپ سے اونہون نے کہا مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پاس آیا آپ مسجد بنا رہے تہے آپنے فرمایا مٹی
ملا کیونکہ تو مٹی ملانا خوب جانتا ہے مینے آپ سے پوچہا اگر کوئی شخص وضو کرے تو اپنا ذکر چہوئے آپنے فرمایا وہ تجہہ
مین سے ہے اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ طلق کیحدیث اوسپر محمول ہے جب ہتیلی کی پشت سے ذکر کو چہوئے پہر اپنے
سند سے روایت کیا طلق سے اونہون نے کہا مین نماز پڑہ رہا تہا اتنے مین اپنی ران کہجانے لگا تو میرا ہاتہہ ذکر کو لگ
گیا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا آپنے فرمایا وہ تجہہ مین سے ہے اور جو شخص اپنی ران کہجاوے تو ظاہر یہی
ہے کہ ہتیلی کی پشت سے کہجاویگا انتہے (یہ کلام بیہقی کا مقبول نہین کیونکہ ران ہتیلی کیطرف سے بہی کہجاتے ہین
بلکہ ظاہر یہی ہے اور تعجب ہے کہ امام بیہقی کے سے محدث اپنے مذہب کی طرفداری مین اتنے غرق ہون حالانکہ شافعیہ کا

یہ قول کہ ہتیلی کیطرف سے چہونا ناقض ہے اور پشت کیطرف سے چہونا ناقض نہین محض دل سے گڑہی ہوئی بات ہے قرآن اور
حدیث اور آثار صحابہ مین مطلق اسکی کوئی دلیل نہین ہے اور صحیح یہی ہے کہ جب اپنا سو ذکر کو چہوئے اور کوئی آڑ نہ ہو تو وضو
ٹوٹ جاویگا خواہ ہتیلی کیطرف سے چہوئے یا پشت کیطرف سے) امام شوکانی نے کہا بسرہ کی حدیث کی تقویت اس طرح
بھی ہو سکتی ہے کہ طلق کی حدیث بہی سابق کے حکم کے موافق ہے اور بسرہ کی اوسکے خلاف ہے تو رجوع کیا جاویگا اوس
طرف دوسرے یہ کہ بسرہ کی حدیث کے بہت سے طریقے ہین اور وہ صحیح ہے اور اسکو صحیح کہنے والے بہت ہین بہ نسبت طلق کی
حدیث کو صحیح کہنے والون کے اور تیسرے یہ کہ بسرہ کی حدیث کے شاہد بہت ہین اونکو اوپر ہمنے بیان کیا اور چوتہی یہ کہ
بسرہ نے یہ حدیث مہاجرین اور انصار کے گہر مین بیان کی جہان وہ لوگ بکثرت تہے اور پانچوین یہ کہ طلق بن علی سے خود
اسکے خلاف مروی ہے کہ جو شخص اپنی شرمگاہ کو چہوئے وہ وضو کرے روایت کیا اوسکو طبرانی نے اور صحیح کہا
اوسکو تو احتمال ہے کہ طلق نے ابتدا مین یہ حدیث سنی ہو حضرت سے پہر اسکے بعد یہ حدیث سنی جو موافق ہے بسرہ کی
حدیث کی انتہی مختصر زیلعی نے کہا طبرانی نے معجم کبیر مین روایت کیا حدیث بیان کی ہم سے حسن بن علی فسوی نے اونہون نے
کہا حدیث بیان کی ہمسے حماد بن محمد حنفی نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ایوب بن عتبہ نے اونہون نے روایت
کی قیس بن طلق سے اونہون نے اپنے باپ طلق بن علی سے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اپنا
ذکر چہوے وہ وضو کرے اور یہ سند ضعیف ہے کیونکہ حماد بن محمد اور اوسکا شیخ ایوب دونون ضعیف ہین طبرانی نے کہا
نہین روایت کیا اس حدیث کو ایوب بن عتبہ سے کسی نے مگر حماد بن محمد نے اور دوسری حدیث کو بہی حماد بن محمد نے روایت کیا
اور میرے نزدیک دونون حدیثین صحیح ہین اور گمان غالب یہ ہے کہ طلق نے وضو نہ ٹوٹنے کی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے پہلے سنی ہو پہر یہ حدیث اوسکے بعد سنی تو موافق ہوئی طلق بسرہ اور ام حبیبہ اور ابوہریرہ اور زید بن خالد
وغیرہم کے جنہون نے حضرت سے وضو کا حکم روایت کیا ہے مس ذکر سے اور طلق نے ناسخ اور منسوخ دونون کو سنا تمام ہوا
کلام طبرانی کا مترجم کہتا ہے طبرانی کی یہ روایت صحیح نہین ہو سکتی اور طبرانی کا اوسکو صحیح کہنا انصاف کے خلاف
ہے اور اسکی کئی وجہین ہین ایک تو یہ کہ اسکے اسناد مین ایوب بن عتبہ ہے قاضی یمامہ کا جو طلق سے عمدہ [illegible] روایت
کرتا ہے اور ضعیف کیا اس طریق کو بیہقی اور ترمذی اور اکابر محدثین نے ایوب کی وجہ سے حالانکہ متابعت کی ہے ایوب کی محمد بن جابر
اور عبداللہ بن بدر اور کئی شخصون نے اور ضعیف کیا ایوب کو امام احمد اور ابن معین اور بخاری اور ابو حاتم اور ابن عدی
اور اکثر ائمہ حدیث نے دوسرے یہ کہ متفرد ہوا ساتھ اس روایت کے ایوب سے حماد بن محمد حنفی اور وہ ضعیف ہے ضعیف کہا اوسکو
صالح بن محمد حافظ نے اور عقیلی نے کہا نہین صحیح ہوئی حدیث اوسکی اور ذکر کیا اوسکو ذہبی نے ضعفا مین تیسرے یہ کہ معارض

کیا حماد کو ایک جماعت ثقات نے مثل ابو حنیفہ اور محمد بن حسن شیبانی اور حجاج اور اسد اور عبد الحمید بن جعفر وغیرہم نے
ان سب نے ایوب سے یہی روایت کیا کہ طلق نے حضرت سے پوچھا ذکر کو آپ نے فرمایا وہ ایک ٹکڑا ہے تجھ میں سے یا تیرے بدن
سے پس ان دلیلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حماد کی یہ روایت غلط اور منکر ہے غلطی کی اوس میں حماد نے یا خود ایوب نے
غلطی کی کیونکہ ابو حاتم نے کہا کہ ایوب کی کتابیں صحیح ہیں لیکن جو حدیث وہ اپنے حفظ سے بیان کرتا ہے تو اوس میں
غلطی کرتا ہے دارقطنی نے کہا وہ ترک کیا جاویگا اور کبھی کہا معتبر کہا جاویگا ابن حبان نے کہا وہ سخت وہم کرتا
ہے اور تعجب ہے کہ باوصف ان استقامت کے امام شوکانی نے اس مقام میں طبرانی کی تصحیح پر سکوت کیا حالانکہ
یہ اون کی عادت کے خلاف ہے) امام شوکانی نے کہا جھوٹی بات یہ ہے کہ طلق کی حدیث کو اونکے بیٹے قیس نے روایت
کیا اور شافعی نے کہا کہ ہمنے قیس کا حال دریافت کیا تو کسی کو نہ پایا جو اوسکا حال جانتا ہو اور ابو حاتم اور ابو زرعہ
نے کہا کہ قیس بن طلق سے حجت نہیں قائم ہو سکتی انتہی زیلعی نے کہا حازمی نے اپنی کتاب ناسخ و منسوخ میں
کہا کہ اہل علم نے اس مسئلے میں اختلاف کیا ہے بعض تو یہ کہتے ہیں کہ مس ذکر سے وضو لازم نہیں ہے اون کا
تمسک طلق کی حدیث سے ہے اور یہی منقول ہے حضرت علی بن ابی طالب اور عمار بن یاسر اور عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ
بن عباس اور حذیفہ بن الیمان اور عمران بن الحصین اور ابو الدرداء اور سعد بن ابی وقاص سے ایک روایت میں
اور سعید بن المسیب سے ایک روایت میں اور سعید بن جبیر اور ابراہیم نخعی اور ربیعہ بن ابی عبد الرحمان اور سفیان ثوری اور
اور ابو حنیفہ اور انکے اصحاب سے اور یحییٰ بن معین اور اہل کوفہ سے اور مخالفت کی انکی اور لوگوں نے اونہوں نے
کہا کہ ذکر کے چھونے سے وضو لازم آتا ہے بسرہ کی حدیث کی وجہ سے اور یہی منقول ہے عمر بن خطاب اور انکے بیٹے عبد اللہ
اور ابو ایوب انصاری اور زید بن خالد اور ابو ہریرہ اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص اور جابر اور عائشہ اور ام حبیبہ اور بسرہ
بنت صفوان اور سعد بن ابی وقاص سے ایک روایت میں اور ابن عباس سے ایک روایت میں اور عروہ بن الزبیر اور سلیمان
بن یسار اور عطا بن ابی رباح اور ابان بن عثمان اور جابر بن زید اور زہری اور مصعب بن سعد اور یحییٰ بن ابی کثیر
اور سعید بن المسیب سے صحیح روایت میں اور ہشام بن عروہ اور اوزاعی اور اکثر اہل شام اور شافعی اور احمد اور اسحاق
سے اور یہی مشہور قول ہے مالک کا اور یہ لوگ طلق کی حدیث کے دو جواب دیتے ہیں ایک تو یہ کہ وہ ضعیف ہے دوسرے یہ کہ وہ منسوخ
ہے ضعیف ہونا اسوجہ سے کہ ایوب بن عتبہ اور محمد بن جابر یہ دونوں ضعیف ہیں اہل حدیث کے نزدیک اور روایت کیا اس کو
ملازم بن عمرو نے عبد اللہ بن بدر سے اونہوں نے قیس سے مگر بخاری اور مسلم نے ان لوگوں سے حجت نہیں لی اپنی کتابوں
میں اور کلام کیا ہے لوگوں نے قیس بن طلق میں شافعی نے کہا ہمنے قیس کا حال پوچھا تو کسی کو نہ پایا جو اوسکو پہچانتا

ہوا اور اوسکے لئے کہنی سے توہم اوسکی حدیث قبول کرین یحییٰ بن معین نے کہا لوگون نے بہت گفتگو کی ہے قیس بن طلق مین اور نہین
حجت لی جاویگی اوسکی حدیث سے اور ابن ابی حاتم سے منقول ہے اونہون نے کہا مین نے اپنے باپ سے اور ابو زرعہ سے اس حدیث کو
پوچھا اونہون نے کہا قیس بن طلق سے حجت نہین قائم ہو سکتی اور ضعیف کیا دونون نے اوسکو ان لوگون نے کہا کہ قیس بن
طلق کی روایت کو بخاری اور مسلم نے جیسے روایت نہین کیا ویسے اسکے کسی راوی سے حجت نہین لی اور بسرہ کی حدیث
کو اگرچہ بخاری اور مسلم نے روایت نہین کیا بوجہ اختلاف کے جو واقعہ ہوا عروہ کے سماع مین بسرہ سے یا مروان سے لیکن
اسکے تمام راویون سے حجت لی ہے اونہون نے یہانتک کہ اونہون نے مروان سے بہی تو بسرہ کی حدیث کو ترجیح ہوگی اور رد
کیا طلق کی حدیث کو عکرمہ بن عمار نے قیس سے اونہون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً اور عکرمہ بن عمار قوی
ہے ان سب لوگون مین جو روایت کرتے ہین قیس سے لیکن اوس نے مرسلاً روایت کیا اور اسکی روایت منقطع ہے
اور لیکن منسوخ ہونا تو وہ اسوجہ سے ہے کہ طلق کی حدیث ابتداء اسلام کی ہے پہر روایت کیا طلق سے اوس نے کہا کہ مین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور لوگ مسجد بنا رہے تہے اور رہے یہ کہنے کے کہ طلق نے خود وضو ٹوٹ جانا روایت
کیا ہے مس ذکر سے پہر بیان کیا طبرانی کی حدیث کو جو اوپر ہمنے نقل کی حازمی نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نسخ صحیح
ہے اور طلق نے دونون زمانے دیکہے اب جو لوگ مس ذکر کو وضو کا ناقض نہین سمجہتے وہ اعتراض کرتے ہین بسرہ
ایک غیر مشہور عورت ہے اور راویون نے اوسکی نسب مین اختلاف کیا ہے اور اس سے اسکا مجہول ہونا نکلتا ہے کیونکہ
بعضے اوسکو کنانیہ کہتے ہین اور بعضے اسدیہ اور اگر مجہول نہ ہو تب بہی بسرہ طلق کے برابر نہین ہو سکتی کیونکہ طلق مشہور
صحابی ہے اور اسکی روایتین بہت ہین اور اسکی صحبت طویل ہے اور راویون کا اختلاف بسرہ کی حدیث مین اس سے بہی
اسکا ضعف نکلتا ہے اور حاصل یہ ہے کہ عورت کی روایت مرد کی بہ نسبت ضعف کیطرف مائل ہے اور عمرو بن علی
فلاس سے منقول ہے کہ اونہون نے کہا طلق کی حدیث ہمارے نزدیک بسرہ کی حدیث سے زیادہ ثابت ہے اور اسکا جواب یون
دیا ہے کہ بسرہ مشہور عورت ہے اور اسکی شہرت کا وہی انکار کریگا جو راویون کا حال نہین جانتا پہر امام مالک سے بسند
نقل کیا اونہون نے کہا کہ بسرہ بنت صفوان جو دادی ہے عبد الملک بن مروان کی یا اوسکی نانی ہے تو پہچان لو اوسکو
اور مصعب زبیری نے کہا کہ بسرہ بنت صفوان بن نوفل بن اسد تابعات مین سے ہے اور ورقہ بن نوفل اوسکے چچا
تہے اور صفوان بن نوفل کی کوئی اولاد نہ تہی سوا بسرہ کے اور بسرہ بیاہی تہین معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص کے
اب رہا راویون کا اختلاف بسرہ کی روایت مین تو طلق کی حدیث مین بہی اس قسم کا اختلاف موجود ہے پہر جس حدیث کا ایک
طریقہ بہی صحیح ہو اور علت سے خالی ہو تو اوسکی طرف رجوع کرنا واجب ہے اور باقی لوگون کا اختلاف ضرر نہین کرتا اور

مالک کا طریقہ صحیح ہے اور اسکی صحت اور عدالت مین کوئی شک نہین استرحم کہتا ہے مالک کے طریق مین مروان موجود ہے
اور ابن حبان نے کہا ہم پناہ مانگتے ہین کہ مروان کی روایت سے حجت لین اور ذہبی نے اوسکو ضعفا مین ذکر کیا اور کہا
کہ اوسکی اعمال ہلاک کرنیوالے ہین اوس نے طلحہ کو ایک تیر مارا اور کیا جو کیا) حازمی نے کہا کہ بسرہ کی حدیث کو
صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا سوا بسرہ کے انمین سے ہین عبد اللہ بن عمرو بن عاص اور ابو ہریرہ اور عائشہ اور ام حبیبہ
اور کثرت سے روایات سے ترجیح ہوتی ہے اور اسکے مقابل جو روایات ہین انکے طریقے اس درجہ کے یا اوسکے قریب نہین
ہین البتہ طلق بن علی کی حدیث کا طریقہ ہے اور وہ ایک ہے اس باب مین اور بعض کوفہ والون نے گمان کیا ہے کہ کثرۃ
رواۃ سے ترجیح نہین ہوتی کیونکہ ہر ایک روایت سے غلبہ ظن ہے تو ایسا ہوا جیسے ایک طرف دو گواہ ہون اور ایک طرف
چار اور رد کیا گیا یہ قول کہ غلبہ ظن روایت کے باب مین معتبر ہے نہ شہادت مین اور اسکی دلیل یہ ہے کہ اگر پچاس عورتین
ایک واقعہ کی گواہی دیوین تو انکی گواہی قبول نہ ہوگی اور دو مردون کی گواہی قبول ہو جاویگی حالانکہ پچاس عورتون
کی گواہی زیادہ قوت رکھتی ہے یقین مین اسیطرح شارع علیہ السلام نے گواہی کے باب مین عالم اور جاہل کی گواہی
برابر رکھی ہے اور دو عالمون کی گواہی مثل دو جاہلون کی گواہی کے ہے لیکن روایت مین عالم کی روایت کو ترجیح
ہے اور اسمین کسی کا خلاف نہین ہے اس صورت مین بسرہ اور طلق کی روایتون کا فرق معلوم ہو گیا اور بسرہ کی
حدیث پر عمل کرنا واجب ہوا تمام ہوا کلام حازمی کا دوسری دلیل حدیث ہے ابوامامہ کی کہ ایک شخص نے پوچھا جناب
رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مین نے اپنے ذکر کو چھوا نماز مین آپ نے فرمایا کچھ قباحت نہین وہ ایک ٹکڑا ہے تیرے مین سے
روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اپنی سنن مین زیلعی نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے اور اسکی اسناد مین جعفر بن الزبیر ہے بخاری
اور نسائی اور دارقطنی نے کہا کہ وہ متروک ہے اور قاسم بھی اسکے اسناد مین ضعیف ہے تیسری دلیل حدیث ہے عصمہ بن
مالک خطمی کی اور وہ صحابہ مین سے تھا کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ مین نے نماز مین کھجایا تو میرا ہاتھ شرمگاہ کو لگ
گیا آپ نے فرمایا مین بھی ایسا کرتا ہون روایت کیا اوسکو دارقطنی نے سنن مین زیلعی نے کہا یہ حدیث بھی ضعیف ہے
ابن عدی نے کہا اس کے اسناد مین فضل بن مختار ہے اور اسکی حدیثین منکر ہین ابو حاتم نے کہا وہ مجہول ہے اور حدیثیں
اوسکی منکر ہین اور وہ جھوٹی روایتین نقل کرتا ہے انتہے چوتھی دلیل روایت کیا امام طحاوی نے مصعب بن سعد سے
اونھون نے کہا مین اپنے باپ کے سامنے مصحف پکڑتا ایکبار مین نے کھجایا تو میرا ہاتھ شرمگاہ پر لگ گیا میرے باپ نے کہا تیرا
ہاتھ شرمگاہ پر لگا مین نے کہا ہان مین نے کھجایا انھون نے کہا اپنا ہاتھ مٹی مین ڈبو دے اور وضو کا حکم نہ دیا اور ایک روایت
مین ہے کہ انکے باپ نے حکم دیا ہاتھ دھونے کا اور ایک روایت مین ہے کہ اوٹھ اور ہاتھ دھو اور ایک روایت مین ہے قیس بن

ابی حازم سے کہ پوچھے گئے سعد مس ذکر سے اونہون نے کہا اگر نجس ہے تو کاٹ ڈال اوسکو کچھ قباحت نہین اور ایک روایت مین
ہے اونہین سے کہ ایک شخص نے سعد سے کہا اوس نے اپنا ذکر چھوا نماز مین اونہون نے کہا کاٹ ڈال ذکر کو وہ تو ایک ٹکڑا ہے تیرے بدن
کا نکالا ان سب اثرون کو امام طحاوی نے شرح معانی الآثار مین اور روایت کیا امام محمد نے کتاب الحجج مین قیس بن ابی
حازم سے کہ ایک شخص آیا سعد بن ابی وقاص پاس اور بولا کیا ذکر کا چھونا نماز مین درست ہے اونہون نے کہا اگر تو جانتا ہے
کہ وہ نجس ہے تو کاٹ ڈال اوسکو پانچوین دلیل روایت کیا طحاوی نے ابن عباس سے اونہون نے کہا مین نہین پرواہ کرتا
ذکر کو چھوؤن یا اپنی ناک کو اور ایک روایت مین ہے کہ ابن عباس مس ذکر سے وضو نہین سمجھتے تھے نکالا اوسکو طحاوی
نے اور محمد نے روایت کیا کتاب الحجج مین ابن عباس سے انہون نے کہا نماز کے اندر ذکر کو چھونے مین مین پرواہ نہین
رکھتا اوس کو چھوؤن یا اپنے ناک کو اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت ابن عباس
رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا مس ذکر مین وضو نہین ہے اور ایک روایت مین ہے کہ ایک شخص نے عطا ابن ابی رباح سے
کہا اے ابو محمد ایک شخص نے وضو کے بعد اپنی شرمگاہ کو چھوا ایک شخص بولا ابن عباس کہتے تھے اگر تو اوسکو نجس جانتا ہے
تو کاٹ ڈال عطا نے کہا قسم خدا کی ابن عباس کا یہی قول تھا نکالا اونکو امام محمد نے کتاب الحجج مین چھٹی دلیل روایت
کیا طحاوی نے حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب سے اونہون نے کہا مین نہین پرواہ رکھتا کہ ناک کو چھوؤن یا کان کو
یا ذکر کو اور امام محمد نے کتاب الحجج مین روایت کیا کہ حضرت علی نے فرمایا مس ذکر مین مین نہین پرواہ رکھتا اوسکو چھوؤن
یا اپنی ناک کے کنارے کو اور ایک روایت مین ہے کہ اوسکو چھوؤن یا اپنی ناک کو یا اپنے کان کو ساتوین دلیل طحاوی
نے روایت کیا عبد اللہ بن مسعود سے مین نہین پرواہ رکھتا اپنے ذکر کو چھوؤن نماز مین یا اپنی کان کو یا اپنی ناک کو اور
امام محمد نے روایت کیا کتاب الحجج مین کہ ابن مسعود سے پوچھا گیا مس ذکر سے وضو کرنا اونہون نے کہا اگر ذکر نجس ہے تو کاٹ ڈال
اسکو اور اسی کتاب مین ارقم بن شرحبیل سے انہون نے کہا مین عبد اللہ بن مسعود سے کہا میرا بدن کھجاتا ہو اور نماز مین ہاتھ ذکر کو چھو لیتا ہون
انہون نے کہا ذکر ایک ٹکڑا ہے تجہہ مین سے اور علقمہ بن قیس سے اسی کتاب مین کہ ایک شخص ابن مسعود پاس آیا اور کہنے لگا مینے اپنی ذکر چھوئی نماز مین
انہون نے کہا تو نے اوسکو کاٹ کیون نہ ڈالا پھر کہا ذکر سارے بدن کی طرح ہے آٹھوین دلیل طحاوی نے روایت کیا
عمیر بن سعید سے انہون نے کہا مین ایک مجلس مین تھا جس مین عمار بن یاسر بھی تھے تو ذکر آیا مس ذکر کا اونہون نے کہا
وہ ایک ٹکڑا ہے تیرا مانند میری ناک کی طرح اور تیری ہتیلی کے وسطی اور جگہہ بھی ہے یعنی ذکر بھی کا چھونا کیا ضرر رکھتا
اور روایت کیا اوسکو امام محمد نے کتاب الحجج مین اسی لفظ سے اور اس مین یہ نہین ہے کہ میری ناک یا تیری ناک کی طرح
نوین دلیل طحاوی نے روایت کیا حذیفہ سے وہ کہتے تھے مین پرواہ نہین رکھتا ذکر کو چھوؤن یا اپنی ناک کو اور

کتاب الحجج مین براء بن قیس سے امام محمد نے نکالا مین نے حذیفہ بن الیمان سے پوچھا کوئی شخص اپنے ذکر کو نماز مین چھوئے انہون نے کہا وہ ایسا ہی جیسے اپنے سر کو چھوئے دوسری روایت مین ہے کہ ذکر کا چھونا مثل ناک چھونے کے ہے **دسوین دلیل** طحاوی نے حسن بصری سے روایت کیا انہون نے پانچ صحابہ سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے جن مین حضرت علی اور عبد اللہ بن مسعود اور حذیفہ بن الیمان اور عمران بن حصین تھے اور ایک شخص اور تھا یہ سب مس ذکر سے وضو کو لازم نہین جانتے تھے اور روایت کیا طحاوی نے عمران بن حصین سے علاحدہ بھی اسیطرح **گیارھوین دلیل** امام محمد نے کتاب الحجج مین سعید بن المسیب سے نکالا وہ کہتے تھے مس ذکر مین وضو نہین ہے **بارھوین دلیل** امام محمد نے کتاب الحجج مین ابراہیم نخعی سے نکالا وہ کہتے تھے نماز مین ذکر چھونے کے باب مین کہ ذکر ایک ٹکڑا ہے تیرے مین سے **تیرھوین دلیل** امام محمد نے روایت کیا کتاب الحجج مین ابو الدرداء سے ان سے پوچھا گیا مس ذکر کو انہون نے کہا وہ ایک ٹکڑا ہے تجھہ مین سے - امام محمد نے کہا ہم کیونکر ان صحابہ کی حدیثین اور انکے اتفاق کو چھوڑ دین ایک بسرہ بنت صفوان کی حدیث سے جس کے ساتھ کوئی مرد نہین ہے اور عورتین ضعیف ہین روایت مین اور فاطمہ بنت قیس کی حدیث پر حضرت عمر نے کہا تھا کہ ہم اپنے دین مین ایک عورت کی بات کو جائز رکھنے والے نہین تو اسی طرح بسرہ بنت صفوان کا قول اتنے صحابہ کے مخالف نہ سنا جاویگا انتہے مترجم کہتا ہے اللہ تعالی رحم کرے امام محمد پر انہون نے غور نہ کیا اور صحابہ کی روایات پر جو بسرہ کی حدیث کی تائید مین آئین اور وہ اٹھارہ صحابہ ہین جنکی روایات کو اوپر ہمنے ذکر کیا پھر بسرہ اکیلی کیونکر ہوئی اور حضرت عمر رض نے فاطمہ بنت قیس کی حدیث کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے قبول نہین کیا تھا اور بسرہ کی حدیث نہ کتاب اللہ کے خلاف ہے نہ سنت رسول اللہ کے پھر اسکا قبول نہ کرنا انصاف کے خلاف ہے امام طحاوی نے کہا ہم نہین جانتے کہ صحابہ مین سے کسی نے مس ذکر سے وضو ٹوٹنے کا فتوی دیا ہو سوا ابن عمر کے اور مخالف ہوے انکے اکثر صحابہ لیتہے اور یہ امام طحاوی کا کہنا صحیح نہین ہے کیونکہ سوا ابن عمر کے اور کئی صحابہ بھی اسی کے قائل ہین چنانچہ حازمی نے حضرت عمر اور ابو ایوب انصاری اور زید بن خالد اور ابو ہریرہ اور عبد اللہ بن عمرو بن عاص اور جابر اور عائشہ اور ام حبیبہ اور بسرہ بنت صفوان اور سعد بن ابی وقاص کا یہی مذہب بیان کیا امام شوکانی نے کہا حق انہی لوگون کا مذہب ہے جو مس ذکر سے وضو ٹوٹنے کے قائل ہین اور امام مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ مس ذکر سے وضو مستحب ہے اور رد کرتی ہے اسکو ابو ہریرہ کی حدیث جو اوپر گذری اسمین یہ ہے کہ واجب ہے وضو اسپر اور حضرت عائشہ کی حدیث مین ہے کہ خرابی ہو ان لوگون کی جو اپنی شرمگاہون کو چھوتے ہین اور وضو نہین کرتے روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور ایسی بد دعا نہین ہوتی مگر واجب کی ترک اور وضو سے مراد یہی وضوء شرعی ہے جیسے نماز کے لیے کیا جاتا ہے لیکن مس ذکر مین یہ شرط ہے کہ بغیر حائل بیچ مین آڑ کے مس کرے

اور یہ شرط کہ ہتیلی سے مس کرے بے دلیل ہے جیسے اوپر گذرا اور جابر بن زید سے مروی ہے کہ اگر قصداً مس کرے تو وضو ٹوٹ جاویگا اور جو بھولے سے مس کرے تو نہیں ٹوٹیگا اور جو حدیثین اوپر گذرین وہ اُسکا رد کرتی ہین کیونکہ انمین عمداً کی قید نہین ہے انتہی زیلعی نے کہا صاحب تنقیح نے نقل کیا کہ سفیان اور ابن جریج دونون نے مس ذکر کا ذکر کیا ابن جریج نے کہا اوسکے وضو کرنا چاہیے اور سفیان نے کہا وضو نکرنا چاہیے کیا تم سمجھتے ہو اگر اوس نے اپنے ہاتہہ مین منی کو لے لیا ابن جریج نے کہا ہاتہہ دہو ڈالے سفیان نے کہا تو منی زیادہ ہے یا ذکر ابن جریج نے کہا یہ بات شیطان نے تمہارے مُنہ سے نکلوائی انتہی مطلب ابن جریج کا یہ تہا کہ نص کے مقابل قیاس کرنا اور اٹکل پچو باتین بنانا شیطان کا اغوا ہے علامہ ابو الطیب روضہ ندیہ مین فرماتے ہین کہ حق اس باب مین وضو ٹوٹ جانا ہے مس ذکر سے اور امام شوکانی نے اور بہتیرے اہل حدیث کا مذہب یہی قرار دیا کہ مس ذکر ناقض وضو ہے شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ مین لکہا کہ ذکر کا چھونا ایک فعل شنیع ہے اور اسیواسطے استنجا مین ممانعت ہوئی ذکر کو داہنے ہاتہہ سے تہامنے کی اور اختلاف کیا ہے اس سے وضو ٹوٹنے مین علماء سلف نے فقہاء صحابہ اور تابعین مین سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس باب مین معارض روایتین آئی ہین انتہے مترجم کہتا ہے کہ اگر کثرت ادلہ پر نظر ڈالی جاوے تو وضو ٹوٹ جانیکی دلیلین بہت ہین اور متعدد احادیث اوس بارے مین وارد ہوئی ہین اور اگر قیاس جلی اور صحابہ اور تابعین کے تعامل کو لیا جاوے تو نہ ٹوٹنے کا جانب قوی ہے کیونکہ نہ ٹوٹنے کیطرف حضرت علی اور عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن عباس ہین اور یہ حضرات تفقہ اور جودت رای اور قرب نبوی مین اونسے زیادہ تہے جو ٹوٹنے کے قائل ہین دوسرے یہ کہ مس ذکر کا قیاس مس امراۃ پر بہت مناسب ہے حالانکہ عورت کا مس ناقض وضو نہین ہے اکثر علما کے نزدیک اور اسکا بیان آگے آویگا باوجود ان سب باتون کے اقرب باحتیاط اور اولی یہی ہے کہ مس ذکر سے وضو کرلیوے واللہ اعلم **سونے کا بیان** امام نووی نے مسلم کی شرح مین کہا کہ سونے کے باب مین آٹھہ مذہب ہین پہلا مذہب یہ ہے کہ سونا مطلقاً ناقض وضو نہین ہے یعنے کسی حال مین سونے سے وضو نہین ٹوٹتا اور یہی منقول ہے ابو موسی اشعری اور سعید بن المسیب اور ابو مجلز اور حمید اعرج سے اور یہی قول ہے شیعہ امامیہ کا اور بحر مین ہے کہ یہی مذہب ہے عمرو بن دینار کا اور دلیل اون کی انس کی حدیث ہے جو آگے مذکور ہوگی دوسرا مذہب یہ ہے کہ سونا مطلقاً ناقض وضو ہے یعنی ہر حال مین سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے نووی نے کہا یہی مذہب ہے حسن بصری اور مزنی اور ابو عبید قاسم بن سلام اور اسحاق بن راہویہ کا اور یہی نادر قول ہے شافعی کا ابن منذر نے کہا میرا بھی قول یہی ہے اور ایسا ہی منقول ہے ابن عباس اور ابوہریرہ سے اور بحر مین ہے کہ عترت کا یہی قول ہے مگر ایک یا دو جہوئے نکون سے وہ کہتے ہین وضو نہین ٹوٹتا اور دلیل ان کی حدیث ہے صفوان بن عسال اور علی اور معاویہ کی

تیسرا مذہب یہ ہے کہ بہت سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ہر حال میں اور تھوڑے سونے سے نہیں ٹوٹتا کسی حال میں نووی نے کہا یہی
مذہب ہے زہری اور ربیعہ اور اوزاعی اور مالک اور احمد کا ایک روایت میں اور دلیل انکی انس کی حدیث ہے اور یہ حدیث کہ جو
اتنا سو جاوے کہ لوگ اوسکو سویا کہیں تو اوسپر وضو ہے روایت کیا اوسکو بیہقی نے اور ان لوگوں کی مراد اگر تھوڑے
سونے سے ایک یا دو جھونکے ہیں تو یہی حضرت کا مذہب ہے اور جو مراد عام ہے تو علاحدہ مذہب ہے چوتھا مذہب یہ ہے کہ اگر
نماز کی کسی شکل پر سو جاوے جیسے رکوع یا سجدہ یا قیام یا قعود میں تو وضو نہیں ٹوٹیگا خواہ سوتے وقت نماز میں ہو یا
نہ ہو اور اگر کروٹ یا چت سو جاوے تو وضو ٹوٹ جاویگا نووی نے کہا ابو حنیفہ اور داؤد کا مذہب یہی ہے اور ایک
نادر قول ہے شافعی کا اور دلیل ان کی یہ حدیث ہے جب بندہ اپنے سجدہ میں سو جاتا ہے تو اللہ تعالی اس سے فخر کرتا ہے فرشتوں
پر روایت کیا اوسکو بیہقی نے اور یہ حدیث ضعیف ہے اور قیاس کیا اونہوں نے قیام اور قعود اور رکوع کو سجدے پر
پانچواں مذہب یہ ہے کہ اگر رکوع یا سجدہ میں سو جاوے تو وضو ٹوٹ جاویگا ورنہ نہ ٹوٹے گا نووی نے کہا ایسا ہی منقول ہے
امام احمد سے شاید اسکی وجہ یہ ہے کہ رکوع اور سجدہ کی شکل میں حدث ہونیکا زیادہ گمان ہے اور اس مذہب کو بدر التمام
اور سبل السلام میں یوں نقل کیا ہے کہ وضو ٹوٹتا ہے سونے سے مگر رکوع اور سجدے کی شکل میں سونے سے نہیں ٹوٹتا
اور دلیل اوس کی وہی ہے کہ جب بندہ سجدے میں سو جاتا ہے اور قیاس کیا رکوع کو سجدے پر چھٹا مذہب یہ ہے کہ سونے سے وضو
نہیں ٹوٹتا مگر جب سجدہ کی شکل پر سوے نووی نے کہا یہی منقول ہے امام احمد سے اور اسکی وجہ شاید یہ ہے کہ سجدہ میں گر کر بیٹھنا یا وہ حدث ہو جانیکا
گمان ہے ساتواں مذہب یہ ہے کہ نماز میں کسی حال پر سوے تو وضو نہیں ٹوٹتا اور نماز کے باہر ٹوٹ جاتا ہے بحر میں ہے کہ زید بن علی اور ابو حنیفہ کا یہی
قول ہے اور دلیل لی ہے اوسی حدیث سے جب بندہ سجدہ میں سو جاتا ہے آٹھواں مذہب یہ ہے کہ جب بیٹھ کر سو جاوے اپنا مقعد
زمین پر جما کر تو وضو نہیں ٹوٹتا خواہ تھوڑا سووے یا بہت سووے خواہ نماز کے اندر ہو یا باہر اور اسکے سوا سب شکلوں میں
ٹوٹ جاتا ہے نووی نے کہا شافعی کا یہی مذہب ہے اور وہ کہتے ہیں کہ سونا فی نفسہ حدث نہیں ہے بلکہ اوس میں احتمال ہے
حدث ہونیکا بیخبری میں اور دلیل اسکی حدیث ہے علی اور ابن عباس اور معاویہ کی شوکانی نے کہا میرے نزدیک یہ سب مذہبوں
میں صواب کے قریب ہے اور اس مذہب پر تمام دلیلوں میں جمع ہو جاتا ہے اور درر بہیہ میں اہلحدیث کا مذہب قرار دیا
ہے کہ کروٹ پر سونے سے وضو جاتا رہتا ہے اور اور شکلوں پر سونے سے نہیں جاتا اب جسقدر حدیثیں سونے کے باب میں
وارد ہوئیں ہیں وہ بیان کیجاتی ہیں **پہلی** حدیث روایت کیا امام احمد اور نسائی اور ترمذی نے اور کہا صحیح ہے
صفوان بن عسال سے اونہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو حکم کرتے جب ہم مسافر ہوتے کہ نہ اوتاریں اپنے
موزوں کو تین دن اور تین رات تک مگر جنابت سے لیکن نہ اوتاریں پاخانہ اور پیشاب اور سو جانے سے اور روایت

کیا اسحدیث کو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین خطابی نے کہا اوسکا اسناد صحیح ہے شوکانی نے کہا روایت کیا اسکو شافعی اور
ابن ماجہ اور ابن حبان اور دارقطنی اور بیہقی نے بہی اور ترمذی نے بخاری سے نقل کیا کہ یہ حدیث حسن ہے اور اسکی بنا
ہین عاصم بن ابی النجود ہے اور وہ سچا ہے لیکن اوسکا حافظہ خراب تہا اور متابعت کی اوسکی ایک جماعت نے اور روایت
کیا عاصم سے اسحدیث کو چالیس سے زیادہ آدمیون نے ایسا ہی کہا ابن مندہ نے اور اسحدیث سے یہ نکلتا ہے کہ سونا بہی
ناقض وضو ہے کیونکہ بیان کیا اوسکو پاخانہ اور پیشاب کے ساتہہ جو حدث ہین **دوسری** حدیث روایت کیا ابو داؤد
اور ابن ماجہ اور امام احمد اور دارقطنی نے بقیہ سے اوسنے وضین بن عطا سے اوسنے محفوظ بن علقمہ سے اوسنے
عبدالرحمن بن عائذ سے اوسنے علی بن ابی طالب سے اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے مقعد کی
ڈاٹ دونو آنکہین ہین پہر جو کوئی سو جاوے وہ وضو کرے اور اسحدیث مین دو علتین ہین ایک تو بقیہ اور وضین بن
عطا نے کلام کیا ہے یہ ابن منذر نے کہا اور ابن دقیق العید نے دونون مین جہگڑا کیا اور کہا کہ بقیہ کو بعض علما نے
ثقہ کہا ہے اور ابو زرعہ نے عبدالرحمن بن ابراہیم سے پوچہا وضین بن عطا کو اونہون نے کہا ثقہ ہے اور ابن عدی
نے کہا مین اسکی حدیثون مین کوئی برائی نہین پایا دوسری علت یہ ہے کہ ابن عائذ نے حضرت علی سے نہین سنا
نقل کیا یہ ابن ابی حاتم نے ابو زرعہ سے کتاب العلل اور کتاب المراسیل مین تو روایت منقطع ہوئی اور علل مین اتنا
زیادہ ہے کہ اونہون نے اپنے باپ اور ابو زرعہ سے پوچہا اسحدیث کو تو دونون نے کہا یہ حدیث قوی نہین ہے اور نووی
نے خلاصہ مین کہا اسکا اسناد اچہا ہے جوزجانی نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے حافظ ابن حجر نے کہا ابن عائذ حضرت
علی سے روایت کرتا ہے جیسے جزم کیا بخاری نے تو علی سے نہ سننا کیسے ہو سکتا ہے واللہ اعلم **تیسری** حدیث امام احمد اور
دارقطنی اور بیہقی نے روایت کیا بقیہ سے اوسنے ابی بکر بن ابی مریم سے اوسنے عطیہ بن قیس سے اوسنے معاویہ سے
اونہون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپنے فرمایا آنکہہ ڈاٹ ہے دبر کا پہر جب آنکہہ سو جاوے تو ڈاٹ چہٹ
گیا منتقی الاخبار مین ہے کہ امام احمد سے پوچہا گیا معاویہ اور علی کی حدیث کو تو انہون نے کہا علی کی حدیث زیادہ ثابت ہے اور زیادہ قوی ہے شوکانی
نے کہا اسکے اسناد مین بہی بقیہ ہے جو روایت کرتا ہے ابو بکر بن ابی مریم سے اور وہ ضعیف ہے اور ان دونون
حدیثون کو ضعیف کیا ابو حاتم نے اور منذری اور ابن الصلاح اور نووی نے حضرت علی کی حدیث کو حسن کہا زیلعی
نے کہا معاویہ کی حدیث کو طبرانی نے اپنی معجم مین روایت کیا اور زیادہ کیا پہر جو کوئی سو جاوے وہ وضو کرے اور
اسحدیث مین بہی دو علتین کی ہین ایک تو ابو بکر بن ابی مریم مین کلام کیا ہے ابو حاتم اور ابو زرعہ نے کہا وہ قوی
نہین دوسرے ہارون بن حبان نے اسحدیث کو عطیہ بن قیس سے روایت کیا اوسنے معاویہ سے موقوفاً ایسا ہی زیلعی

عدم نقض از خواب

معاویہ

پانچوین حدیث ابن عباس

اوسکو ابن عدی نے اور کہا کہ ہارون زیادہ معتبر ہے ابوبکر بن ابی مریم سے انتہے چوتھی حدیث دارقطنی نے روایت کیا
علل مین ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واجب ہے وضو ہر سونیوالے پر مگر جو شخص ایک یا دو جہونکی لیوے اپنے
سر سے انتہے دارقطنی نے کہا صحیح یہ ہے کہ یہ ابن عباس کا قول ہے **پانچوین حدیث** ابوداود اور ترمذی اور دارقطنی اور احمد
نے روایت کیا ابو خالد یزید دالانی سے اور انہون نے قتادہ سے اور انہون نے ابو العالیہ سے اونہون نے ابن عباس سے انہون نے دیکھا کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سو رہے سجدے مین یہانتک کہ آپ خراٹے لینے لگے پہر کہڑے ہوکر نماز پڑہنے لگے ابن عباس
نے کہا یا رسول اللہ آپ سو رہے تہے آپنے فرمایا وضو نہین واجب ہے مگر کروٹ پہ سوجانے سے کیونکہ جب کروٹ پر
لیٹا تو جوڑ ڈہیلے ہوگئے انتہے ملتقی مین ہے کہ امام احمد نے کہا یزید دالانی مین کوئی برائی نہین اور بعضون نے
کہا دالانی کی اس حدیث کو ضعیف کیا ہے انقطاع کیوجہ سے شعبہ نے کہا قتادہ نے ابو العالیہ سے چار حدیثین سنی ہین اور
یہ حدیث اون مین سے نہین ہے زیلعی نے کہا اس حدیث کو طبرانی نے اپنی معجم مین اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور
دارقطنی نے سنن مین روایت کیا اور کہا کہ منفرد ہوا ساتہہ اسکے ابو خالد دالانی قتادہ سے اور یہ حدیث صحیح نہین
ہے اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے سنن مین اور اوسمین یہ ہے کہ وضو نہین واجب ہوتا اوس شخص پر جو سو جاوے بیٹہکر یا
کہڑا ہوکر یا سجدے مین یہانتک کہ اپنے پہلو پر سو رہے کیونکہ جب پہلو لیٹے کروٹ پر سووے تو اوسکے جوڑ ڈہیلے ہوگئے
پہر کہا بیہقی نے کہ منفرد ہوا ساتہہ اسکے یزید بن عبد الرحمن دالانی ترمذی نے کہا روایت کیا اوسکو سعید بن ابی
عروبہ نے قتادہ سے اونہون نے ابن عباس سے ابن عباس کا قول اور اوس مین ابو العالیہ کا ذکر نہین ہے اور نہ مرفوع ہے انتہی
ابوداود نے کہا یہہ قول کہ وضو اوسپر ہے جو کروٹ پر سووے منکر ہے نہین روایت
کیا اس کو کسی نے مگر یزید دالانی نے قتادہ سے اور ایک جماعت نے ابن عباس رضی
اللہ عنہ سے اس حدیث کا شروع روایت کیا ہے اور اوس مین یہ عبارت نہین اور وہ کہا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قتادہ نے
یہ حدیث ابو العالیہ سے نہین سنی اور ابوداود نے کتاب السنۃ مین کہا حدیث مین کہ کسی بندے کو نہ چاہیے یون کہے
کہ مین بہتر ہون یونس بن متی علیہ السلام سے کہ قتادہ نے ابو العالیہ سے نہین سنا مگر تین حدیثونکو اور دوسرے مقام پر
کہا شعبہ نے کہا قتادہ نے ابو العالیہ سے صرف چار حدیثین سنی ہین ایک حدیث یونس بن متی کی دوسری حدیث ابن
عمر کی نماز مین تیسری حدیث تین قاضیون کی چوتہی حدیث ابن عباس کے میرے پاس گواہی دی عمدہ آدمیون نے تو اس
تقریر سے یہ ثابت ہوا کہ یہ حدیث منقطع ہے ابن حبان نے کہا یزید دالانی بہت غلطی کرتا تہا بہت وہم کرتا تہا اس
سے حجت لینا جائز نہین جب ثقات کے موافق ہو پہر جب منفرد ہو تو کیونکر اوسکی روایت سے حجت لی جاویگی احمد اور

نسائی اور ابن معین نے کہا اس مین کچہ برائی نہین ترمذی نے علل مین کہا مین نے محمد بن اسمعیل سے اس حدیث کو پوچھا انہون
نے کہا یہ حدیث کچہ نہین روایت کیا اسکو سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے انہون نے ابن عباس سے ان کا قول اور اس مین
ابو العالیہ کا ذکر نہین کیا اور مین نہین پہچانتا کہ ابو خالد دالانی نے قتادہ سے سنا ہو اور ابو خالد سچا ہے لیکن وہ وہم
بہت کرتا ہے اور یہ تقریر امام بخاری کی مذہب پر ہو کہ اونہون نے اتصال کے لیے سماع کی شرط رکہی ہو اگرچہ ایک ہی بار
ہو اور ابن عدی نے کہا کہ ابو الخالد دالانی لین الحدیث ہو اور باوجود اسکی اوسکی حدیث لکہی جاویگی اور متابعت
کی اوسکی اس روایت پر مہدی بن ہلال نے پہر سند نقل کیا مہدی بن ہلال سے کہ حدیث بیان کی ہم سے یعقوب
بن عطا بن ابی رباح نے عمرو بن شعیب سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے دادا سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے جو شخص سو جاوے کہڑے یا بیٹہے اوس پر وضو نہین یہانتک کہ اپنی کروٹ زمین سے لگا دے امام شوکانی نے
کہا اس حدیث کو ضعیف کیا احمد اور بخاری نے اور ضعیف کیا اوسکو ابو داؤد نے سنن مین اور ابراہیم حربی
نے اپنی علل مین اور ترمذی نے بیہقی نے خلافیات مین کہا کہ منفرد ہوا ساتہہ اسکے ابو خالد دالانی اور انکار کیا اسپر
تمام اماموں نے حدیث کی اور سنن مین کہا کہ انکار کیا اوسپر تمام حافظون نے اور انکار کیا اوسکے سماع کا قتادہ سے
اور اس یزید کو ثقہ کہا ابو حاتم نے اور افراط کی ابن حبان نے تو کہا اوس سے حجت لینا جائز نہین ذہبی نے مغنی
مین کہا مشہور ہے اور اسکی حدیث حسن ہو اور میزان مین کہا ابو حاتم نے کہا یہ سچا ہے چہٹی حدیث ابن عدی نے روایت
کی مہدی بن ہلال کے طریقہ سے عمرو بن شعیب سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے دادا سے جو ابہی گذری شوکانی نے
کہا اس کی اسناد مین مہدی بن ہلال ہے اور اسکو تہمت لگی ہے حدیث کے بنانے کی
میزان مین ہے کہ مہدی کو جہوٹا کہا یحییٰ بن سعید اور ابن معین نے اور دارقطنی وغیرہ نے کہا کہ وہ
متروک ہے اور ابن معین نے کہا وہ بدعتی ہے حدیث بناتا ہے اور ابن عدی نے اوسکی کئی حدیثین بیان کین اور
اوسکی اکثر روایتون پر کسی نے متابعت نہین کی منجملہ انکے ایک یہ روایت ہو یعقوب بن عطا سے اوس نے عمرو بن شعیب سے
اوس نے اپنے باپ سے اوس نے اپنے دادا سے مرفوعا کہ جو شخص بیٹہکر سو جاوے اوس پر وضو نہین ہے یہانتک کہ اپنی کروٹ
زمین سے لگا وے انتہے اور تعجب ہے کہ زیلعی نے اس حدیث کو تخریج ہدایہ مین ذکر کیا اور اسپر کلام نہ کیا شوکانی نے کہا
کہ ابن عدی نے اس حدیث کو نکالا عمر بن ہارون بلخی کے طریق سے اور وہ متروک ہو اور مقاتل بن سلیمان کے طریق سے
اور اسپر تہمت ہے حدیث بنانیکی ساتوین حدیث ابن عدی اور بیہقی نے روایت کی بحر بن کثیر سقا سے اوس نے میمون
خیاط سے اوس نے ابن عباس سے اونہون نے حذیفہ بن الیمان سے اونہون نے کہا کہ مین مدینہ کی مسجد مین بیٹہا تہا اور

ہونکے لے رہا تہا نیند سی اتنے مین ایک شخص نے پیچہے سی مجہکو گود مین لیا مینے جو دیکہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تہے مینے عرض کیا یا رسول اللہ کیا مجہپر وضو واجب ہوا آپنے فرمایا نہین جبتک تو اپنی کروٹ نہ رکہی زمین پر
بیہقی نے کہا متفرد ہوا اس حدیث سی بحر بن کثیر سقا اور وہ ضعیف ہے نہین حجت لی جاویگی اوسکی روایت سی میزان
مین ہے نسائی اور دارقطنی نے کہا وہ متروک ہے یحیی نے کہا وہ کچہ نہین اوسکی حدیث نہ لکہی جاویگی اور اس
ایک بہتر ہے اور بخاری نے کہا وہ قوی نہین اہلحدیث کی نزدیک ابن معین نے کہا اوسکی حدیث نہ لکہی جاویگی
ابو حاتم نے کہا ضعیف ہے انتہی مختصراً اور نیل الاوطار مین بجای بحر بن کثیر کے بحر بن کنیز ہے اور یہ غلطی
ہے کاتبون کی **آٹہوین** حدیث ابو ہریرہ کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بندہ سو جاتا ہے نماز
مین تو اللہ تعالی اوس سے فخر کرتا ہے فرشتون مین روایت کیا اوسکو دارقطنی اور ابن شاہین نے اور روایت
کیا اوسکو بیہقی نے انس سے اور ابن شاہین نے ابو سعید سے بہی شوکانی نے کہا اوسکے سب طریقون مین گفتگو
ہے **نوین** حدیث ابو ہریرہ کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مستحق ہو سونے کا یعنے کروٹ
پر سووے اوسپر وضو واجب ہے گیا بیہقی نے کہا یہ حدیث مرفوعاً مروی ہوئی اور صحیح نہین ہے اور روایت کیا اس
کو بیہقی نے موقوفاً ابو ہریرہ پر باسناد صحیح دارقطنی نے کہا وہ موقوفاً صحیح ہے دسوین حدیث انس کی
کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب عشا کی انتظار مین جہونک لیتے اپنے سر ہلاتے پہر نماز پڑہتے وضو نہ کرتے
روایت کیا اوسکو ابو داؤد نے اور روایت کیا اوسکو مسلم نے خالد بن حارث سی اوس نے شعبہ سے اوس نے قتادہ سے
اوس نے انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سوتے تہی پہر نماز پڑہتے تہے اور وضو نہین کرتے تہے
شوکانی نے کہا اس حدیث کو شافعی نے ام مین روایت کیا اور ترمذی نے ابو داؤد نے کہا شعبہ نے ایک روایت
مین زیادہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین اور ترمذی کا لفظ یہ ہے کہ مینے دیکہا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو جگائے جاتے نماز کے لیے یہانتک کہ مین انمین سے بعضون کے خراٹے سنتا پہر وہ کہڑے
ہوتے اور نماز پڑہتے اور وضو نہ کرتے زیلعی نے کہا نکالا اوس روایت کو بیہقی نے ابن مبارک سی اونہون نے معمر سے
اونہون نے قتادہ سی اونہون نے انس سے اور ابن مبارک نے کہا ہمارے نزدیک مراد یہ ہے کہ وہ صحابہ بیٹہے بیٹہے سو
جاتے اور اسپر حمل کیا حدیث کو عبد الرحمن بن مہدی اور شافعی نے اور یہ مطلب ظاہر ہے دوسری روایت سے
جس مین یہ ہے کہ وہ جہونکے لیتے سرون سے کیونکہ جہونکے لینا بدون بیٹہے سونے کے نہین ہو سکتا ابن القطان
نے کتاب الوہم والایہام مین کہا رد کرتا ہے اس تاویل کو وہ جو روایت کیا بزار نے اپنی مسند مین عبد الاعلی سے

اوسنے شعبہ سے اوسنے قتادہ سے اوسنے انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نماز کا انتظار کرتے پہر اپنی گردنین
رکہہ دیتے زمین پر یا بعضے اُن مین سے سوجاتے پہر نماز کو اوٹہتے اور یہ روایت صحیح ہے ایک امام کی شعبہ سے اور روایت
کیا قاسم بن اصبغ نے یحیی بن سعید قطان سے اونہون نے شعبہ سے یہی مضمون یہ روایت بہی ایک امام کی ہے شعبہ سے
ابن دقیق العید نے کہا یہ روایت محمول ہے خفیف سونے پر اور رد کرتی ہے اس قول کو ترمذی اور بیہقی کی روایت
کہ اُنکے خراٹے سنے جاتے اور روایت کیا اوسکو احمد نے یحیی قطان سے اور ترمذی نے بندار سے اوس مین
یہ نہین ہے کہ اپنی گردنین زمین پر رکہتے اور بیہقی اور بزار اور خلال نے اُنکی روایتون مین یہ ہے کہ گردنین رکہکر
سوتے واللہ اعلم **گیارہوین حدیث** امام مسلم نے روایت کیا ابن عباس سے ایک رات مین اپنی خالہ اُم المومنین
میمونہ کے گہر مین رہا پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہڑے ہوئے مین آپکی بائین طرف کہڑا ہوا آپنے میرا ہاتہہ
پکڑ کر داہنے طرف کیا پہر جب مین اونگہتا تو آپ میرے کان کی لو پکڑتے آخر آپنے گیارہ رکعتین پڑہین اور
یہ ایک ٹکڑا ہے ابن عباس کی حدیث کا جسکو نکالا امام بخاری اور مسلم نے زیلعی نے کہا اونگہنے سے وضو نہ جانیکی
یہی حدیث دلیل ہے **بارہوین حدیث** بخاری اور مسلم نے ابن عباس سے روایت کیا مین اپنی خالہ میمونہ کے
پاس سو رہا پہر رات کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہڑے ہوئے اور تیرہ رکعتین پڑہین پہر لیٹ رہے اور سوگئے
یہانتک کہ خراٹے لینے لگے پہر بلال آئے اور آپکو پکارا نماز کے لیے آپ کہڑے ہوئے اور نماز پڑہا لی
اور وضو نہ کیا۔ نووی نے کہا یہ خاصہ تہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا آپکا وضو کروٹ پر سونے سے بہی نہ
جاتا اور دلیل اوسکی دوسری روایت ہے کہ فرمایا آپنے میری آنکہین سوتی ہین دل نہین سوتا **تیرہوین حدیث**
امام بیہقی نے روایت کیا یزید بن قسیط سے اوسنے ابوہریرہ سے وہ کہتے تہے جو شخص دونو پاؤن کہڑا کر کے سرین پر
بیٹہ کر سوجاوے یا کہڑے کہڑے سوجاوے اوسپر وضو نہین ہے یہانتک کہ کروٹ سے لیٹے جب کروٹ سے لیٹے تو وضو
کرے حافظ نے کہا اسکا اسناد عمدہ ہے اور یہ روایت موقوف ہے **چودہوین حدیث** امام مالک اور شافعی
نے زید بن اسلم سے روایت کیا کہ حضرت عمر کہتے تہے جب کوئی تم مین سے کروٹ پر سوجاوے تو وضو کرے سید
علامہ مسک الختام مین فرماتے ہین کہ ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ سونے سے وضو جاتا رہتا ہے جیسے صفوان کی حدیث
مین ہے اور تصحیح کی اوسکی ترمذی اور خطابی نے اور یہ سونا عام ہے اور صحابہ سے ثابت ہے کہ وہ سوتے تہے اتنا
کہ خراٹے لیتے تہے پہر وضو نہین کرتے تہے تو ضرور ہے کہ یہ سونا خاص کیا جاوے اوس سونے سے جس مین
بالکل غفلت ہوجاوے اور کروٹ رکہنے سے غفلت بالکل ہوجانا ضرور نہین ہے تتمہ کہتا ہے نوم کے باب مین

اوپر آٹھہ مذاہب گذر چکے اور یہ نوان قول ہے اور فقیر کے نزدیک حق یہ ہے کہ یہ مختلف ہے باختلاف اشخاص اور فی نفسہ نوم ناقض وضو نہین ہے بلکہ نوم مین حدث ہوجانیکا احتمال ہے پس جو شخص کہ کم کہاتا ہو اور اسکو حدث بہت کم ہوتا ہو اور اُسکو بہروسا ہو کہ سونے مین بہی حدث نہین ہوتا تو اُسکا وضو سونے سے نہ ٹوٹیگا اگرچہ وہ کروٹ سے بہی سووے اور جسکو یہ بہروسا نہ ہو اوسکا وضو ٹوٹ جاویگا جب حدث کا احتمال غالب ہوجاوے اور وہ ان شکلون مین ہے جن مین مقعد کہلجاتا ہے جیسے سجدہ یا رکوع کیحالت یا کروٹ کیحالت اور بیٹہنے مین مقعد نہین کہلتا تو وہان غالب عدم حدث ہی ہے سوا بیٹہنے کے اور شکلون مین سوجانے سے ایسے شخص کا وضو جاتا رہیگا اسی طرح جو شخص ذری بہی نیند مین بالکل غافل اور مدہوش ہوجاتا ہے اوسکا وضو ہر حالت مین سونے سے جاتا رہیگا اور جسکو ہوش رہتا ہے اُسکا کسی حالت مین سونے سے وضو نہ جاویگا جبتک ایسا نہ سووے کہ بالکل بیہوش ہوجاوے واللہ تعالی اعلم

استحاضے یا بواسیر کے خون کا بیان استحاضہ یا بواسیر کا خون اگرچہ معمولی و معتاد نہین ہے مگر چونکہ سبیلین سے نکلتا ہے اسلیے ناقض وضو ہے اور یہی قول ہے جمہور علما کا اور یہی حق ہے اور بعض مالکیہ نے اسمین خلاف کیا ہے وہ کہتے ہین سبیلین سے اگر عادت کے خلاف کوئی شے نکلے تو وہ ناقض وضو نہین ہے اور دلیل جمہور علما کی حدیث ہے بخاری کی فاطمہ بنت ابی حبیش کے باب مین کہ حضرت نے اوس سے فرمایا پہر وضو کر ہر نماز کے لیے اور بیان اسکا جدا جا ہے تو کتاب الحیض مین مفصلاً آویگا

عورت کو چہونیکا بیان نیل الاوطار مین ہے کہ عبداللہ بن مسعود اور ابن عمر اور زہری اور شافعی اور انکے اصحاب اور زید بن اسلم وغیرہم کا یہ مذہب ہے کہ عورت کا چہونا ناقض وضو ہے مسک الختام مین ہے کہ ائمہ ثلاثہ کا یہی قول ہے خواہ یہ چہونا شہوت سے ہو یا بے شہوت کے اور عورت خواہ اجنبی ہو یا غیر اجنبی اور حضرت علی اور ابن عباس اور عطا اور طاوس اور عترت اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف رحمہم اللہ کا یہ قول ہے کہ ناقض نہین ہے مگر ابو حنیفہ اور ابو یوسف یہ کہتے ہین کہ مباشرت فاحشہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یعنے عورت اور مرد دونو ننگے ہوکر لپٹین اور مرد کی ذکر عورت کی شرمگاہ سے لگجاوے انتشار کے ساتھہ گو مذی نہ نکلے پہلے مذہب والونکی دلیل قرآن کی یہ آیت ہے اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا یعنے یا چہوا ہو تم نے عورتون کو پہر پانی نہ پاؤ تو تیمم کرو کیونکہ لمس کا ظاہری معنے چہونا ہے اور یہی معنے مراد لیا ہے حضرت عمر اور عبداللہ بن مسعود نے اور روایت کیا مالک اور شافعی نے عبداللہ بن عمر سے وہ کہتے تہے جو کوئی بوسہ دیوے اپنی عورت کو یا چہووے اوسکو اپنے ہاتہہ سے اوس پر وضو ہے اور روایت کیا بیہقی نے ابن مسعود سے انہون نے کہا بوسہ دینا لمس مین داخل ہے اور لمس سے وضو لازم ہے اور لمس جماع سے کم ہے

اور حاکم نے دلیل لی لمس سے چھونا مراد ہونے پر حدیث سے جو حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ کوئی دن ایسا نہ ہوتا یا ایسا کم دن ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری پاس آوین اور ہمکو بوسہ نہ دیوین اور لمس نہ کرین اور بیہقی نے دلیل لی ہے ابوہریرہ کی حدیث سے اونہون کی زنا لمس ہے اور ماعز کے قصے مین ہے کہ حضرت نے فرمایا شاید تو نے بوسہ لیا یا لمس کیا اور حضرت عمر کے قول سے اونہون نے کہا بوسہ لمس مین داخل ہے اوس سے وضو کرو اور روایت کیا شافعی نے حضرت عمر اور ابن مسعود سے کہ وہ بوسہ کو اور اسکے مانند کاموں کو لمس مین سمجھتے تھے اور کہتے تھے اوس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے **حنفیہ** ان دلیلون کا یہ جواب دیتے ہین کہ قرآن کی آیت مین لمس سے مراد جماع ہے چنانچہ عبد بن حمید نے اپنی تفسیر مین باسناد ابن عباس سے نقل کیا کہ اونہون نے لمس کی تفسیر کی ساتھ جماع کے اور ابن عباس کا قول تفسیر کے باب مین راجح ہے اور صحابہ کے اقوال پر اسلیے کہ حضرت نے اونکے لیے دعا کی یا اللہ انکو قرآن سکھلادے اب رہا قول ابن عمر اور ابن مسعود کا اور حضرت عمر کا وہ حجت نہین ہے برخلاف احادیث صحیحہ مرفوعہ کے جنکا بیان آگے آویگا اور اللہ رحم کرے امام ابوحنیفہ پر کہ اونہون نے ابن مسعود کا قول اس باب مین ترک کیا حدیث کی مخالفت کی وجہ سے اور یہی شان ہے علماء متقین کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مقابل کسیکا قول واجب الاتباع نہین جانتے اگرچہ صحابی کا ہو پھر اور علماء عرفا اور اولیا کس شمار مین ہین اب رہی حدیث حضرت عائشہؓ اور ماعز کی اون سے یہی نکلتا ہے کہ لمس کے معنے چھونے کے بھی ہین اور اس سے انکار کس کو ہے بحث تو اس مین تھی کہ اس آیت مین لمس سے جماع مراد ہے یا چھونا مراد ہے اور وہ ان حدیثون سے نہین نکلتا پہلے مذہب والون نے دلیل لی ہے معاذ بن جبل کی حدیث سے جسکو روایت کیا احمد اور ترمذی نے اپنی کتاب مین عبدالرحمن بن ابی لیلے سے اونہون نے معاذ بن جبل سے اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ آپ کیا سمجھتے ہین ایک شخص ایک عورت سے ملا جس سے پہچانت نہ تھی پھر جو کچھ وہ مرد اپنی عورت سے کرتا تھا وہ سب اس عورت سے کیا لیکن جماع نہ کیا تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری قائم کر تو نماز کو دن کے دونو کنارون اور رات کے حصون مین آخیر تک معاذ نے کہا پھر آپ نے اوس شخص کو حکم دیا کہ وضو کرے اور نماز پڑھے معاذ نے کہا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ حکم خاص ہے اس شخص سے یا تمام مسلمانون کے لیے ہے آپ نے فرمایا نہین سب مسلمانون کے لیے ہے ترمذی نے کہا اسکا اسناد متصل نہین ہے کیونکہ عبدالرحمن بن ابی لیلے نے معاذ بن جبل سے نہین سنا اور معاذ بن جبل حضرت عمر کی خلافت مین مرے اوس وقت عبدالرحمن بن ابی لیلے چھوٹے تھے چھ برس کے اور روایت کیا اس حدیث کو حاکم نے مستدرک مین اور سکوت کیا اوس سے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی اور بیہقی نے اپنی اپنی سنن مین اور انکے لفظ یہ ہین ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیا فرماتے ہین اوس شخص کے

باب مین جس نے ایک عورت سے جو اوسکو حلال نہ تھی سب کچھ کیا سوا جماع کے آپنے فرمایا وضو کر اچھی طرح پھر نماز پڑھ راوی
نے کہا تب اللہ تعالی نے آیت اتاری اور معاذ نے کہا یہ حکم خاص اس شخص کے لیے ہے یا سب مسلمانون کے لیے آپنے فرمایا
بلکہ سب مسلمانون کے لیے ہے زیلعی نے کہا اس حدیث سے حجت نہین ہو سکتی اول تو یہ ضعیف اور منقطع ہے
دوسرے وضو کا حکم اس حدیث مین برکت اور گناہ معاف ہونے کے لیے ہے نہ اسلیے کہ یہ فعل حدث تھا اور اسیواسطے حضرت
نے یون فرمایا اچھا وضو کر اور دوسری حدیث مین اسکی نظیر موجود ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا
اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے لیے دعا کیجیے کہ اللہ تعالی مجھکو گناہون سے معاف کرے آپنے فرمایا گناہ کو چھپا اور اچھا
وضو کر پھر دو رکعتین پڑھ پھر کہہ یا اللہ اخیر تک اور مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کیا اوس مین یہ ہے کہ وضو مین جو عضو
دہویا جاتا ہے اوسکے گناہ نکل جاتے ہین انتہے شوکانی نے کہا شعبہ نے اس حدیث کو عبد الرحمان سے مرسلاً روایت کیا
ہے جیسے سنن نسائی مین ہے اور یہ اصل قصہ صحیحین مین موجود ہے پر اوس مین وضو اور نماز کا حکم نہین ہے شوکانی
نے کہا اس حدیث سے یہ نہین نکلتا کہ عورت کا چھونا ناقض وضو ہے کیونکہ یہ ثابت نہین ہوا کہ وہ شخص با وضو تھا لمس
سے پہلے پھر آپنے لمس کے بعد اوسکو حکم دیا دوبارہ وضو کرنیکا زیلعی نے کہا امام بیہقی نے ایک اثر ابن مسعود سے اور
ایک اثر ابن عمر سے اور ایک اثر حضرت عمر سے نقل کیا ہے کہ لمس وہ ہے جو جماع سے کم ہو اور جو کوئی لمس کرے اوسپر
وضو ہے پھر کہا کہ مخالفت کی انکی ابن عباس نے انہون نے کہا کہ لمس سے مراد جماع ہے اور لمس جو چھونے کے معنون مین
ہے اوس سے وضو لازم نہین آتا پھر بیہقی نے اپنی سند سے سعید بن جبیر سے روایت کیا اونہون نے ابن عباس سے کہ اونہون
نے کہا لمس اور مباشرت سے جماع مراد ہے لیکن اللہ تعالی اشارہ کرتا ہے جس لفظ سے چاہتا ہے انتہی مسک الختام مین
ہے کہ راجح ابن عباس کا قول ہے کیونکہ قرآن مین بہت سے مقامات مین ملامست اور مس سے جماع مراد لیا گیا ہے انتہی
زیلعی نے کہا کہ حضرت عمر کے اثر کو ابن عبد البر نے ضعیف کیا ہے اور کہا وہ خطا ہے اور صحیح ابن عمر سے ہے نہ عمر سے انتہی
حنفیہ اور عترت کے دلائل جو عورت کے چھونیکو ناقض وضو نہین جانتے بہت ہین **پہلی دلیل** حضرت عائشہ کی
حدیث ہے جو بخاری اور مسلم نے نکالی ابو سلمہ سے اونہون نے عائشہ سے اونہون نے کہا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے
سوتی تھی اور میرے پاؤن آپکے قبلے مین تھے آپ جب سجدہ کرتے تو میرے پاؤن دبا دیتے مین پاؤن سمیٹ لیتی پھر
جب آپ کھڑے ہوتے تو مین پاؤن پھیلا دیتی اون دنون گھرون مین چراغ نہ تھا اور ایک روایت مین یہ ہے کہ آپ جب
سجدے کا ارادہ کرتے تو میرا پاؤن دبا دیتے مین پاؤن کو سمیٹ لیتی پھر آپ سجدہ کرتے یہ پہلا طریق ہے اس حدیث کا
اور اسکے اور کئی طریق ہین **دوسرا** طریق مسلم نے روایت کیا ابو ہریرہ سے اونہون نے حضرت عائشہ

سے اونہون نے کہا ایک رات مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا تو مین آپ کو ڈہونڈہنے لگی اپنے ہاتھ سے اندہیرا ہونیکی وجہ سے ہا میرا ہاتہہ آپکے دونو پاؤن پر پڑا اور وہ کہڑے ہوئے تہے سجدہ مین آپ فرماتے تہے پناہ مانگتا ہون تیرے خوشی کی تیرے غصے سے اور تیری تندرستی کی تیرے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہون تیری تجہہ سے مین تیری پوری تعریف نہین کرسکتا تو ایسا ہے جیسے تو نے خود اپنی تعریف کی انتہے ان دونون طریقون کو امام نسائی نے اپنی سنن مین روایت کیا ایک باب باندہ کر وہ باب یہ ہے وضو نہ کرنا مرد کا لینے عورت کو بے شہوت چہونے سے اور مخالفین اس حدیث کو محمول کرتے ہین کہ شاید مس آڑ کے ساتہہ ہوا ہوا اور یہ تاویل بعید ہے اور بعض الفاظ اس حدیث کے اس تاویل کو رد کرتے ہین جیسے تو دیکہیگا انشاء اللہ تعالیٰ تیسرا طریق ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا اعمش سے اونہون نے حبیب بن ابی ثابت سے اونہون نے عروہ سے اونہون نے عائشہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دیا ایک عورت کو اپنی بی بیون مین سے پہر نماز کو نکلے اور وضو نہ کیا عروہ نے کہا مین نے حضرت عائشہ سے کہا وہ عورت تم تمہاری اور کون ہے یہ سنکر وہ ہنس دین انتہے پہر ابوداؤد نے اسکو روایت کیا عبد الرحمان بن مغرے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے اعمش نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ہمارے اصحاب نے اونہون نے روایت کی عروہ مزنی سے اونہون نے حضرت عائشہ سے یہی حدیث ابوداؤد نے کہا یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ایک شخص سے تو مجہہ سے نقل کر کہ یہ دونو حدیثین یعنے اعمش کی حدیث یہ اور اسی اسناد سے مستحاضہ کی حدیث کہ وہ وضو کرتی تہی ہر نماز کے لیے کچہہ چیز نہین ہین یعنے ضعیف مین ابوداؤد نے کہا ثوری سے منقول ہے اونہون نے کہا نہین حدیث بیان کی ہم سے حبیب بن ابی ثابت نے مگر عروہ مزنی سے یعنے اونہون نے عروہ بن الزبیر سے حدیث نہین بیان کی کچہہ ابوداؤد نے کہا حمزہ زیات نے حبیب سے اونہون نے عروہ بن الزبیر سے اونہون نے عائشہ سے ایک حدیث صحیح نقل کی انتہے اور ترمذی نے عروہ کو بیان نہین کیا کہ وہ کون سے ہین اور ابن ماجہ نے اپنی اسناد مین تصریح کی کہ وہ عروہ بن الزبیر ہین اور ایسا ہی روایت کی دارقطنی نے اور راوی اس سند کے سب ثقے ہین ترمذی نے کہا مین نے سنا محمد بن اسمعیل سے وہ ضعیف کہتے تہے اس حدیث کو اور کہتے تہے حبیب بن ابی ثابت نے عروہ سے کچہہ نہین سنا ترمذی نے کہا اس باب مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچہہ صحیح نہین ہوا انتہے امام بیہقی نے اپنی سنن مین اس حدیث کو روایت کیا اور اسکو ضعیف کہا اور کہا کہ یہ حدیث رجوع کرتی ہے عروہ مزنی کیطرف اور وہ مجہول ہے ہم اوسکا جواب دیتے ہین کہ ابن ماجہ اور دارقطنی کی روایت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ عروہ بن الزبیر ہین اور ابن ماجہ کا اسناد صحیح ہے اب رہا ابوداؤد کا

روایت کرنا دوسری اسناد سے جس مین عروہ مزنی کا ذکر ہے تو یہ روایت خود ضعیف ہے کیونکہ عبد الرحمن بن مغرا مین
لوگون نے کلام کیا ہے ابن المدینی نے کہا وہ کچھ نہین روایت کرتا تھا اعمش سے چھ سو حدیثین جن کو ہمنے چھوڑ دیا اور
وہ قوی نہ تھا ابن عدی نے کہا ابن مدینی کا کہنا صحیح ہے کیونکہ اوس نے اعمش سے ایسی حدیثین روایت کین ہین
جنپر کوئی اوسکی متابعت نہین ہوتا اب جو ابوداود نے ثوری سے نقل کیا کہ حبیب بن ابی ثابت نے نہین حدیث
بیان کی ہے مگر عروہ مزنی سے تو اس قول کو ابوداود نے مسنداً نہین نقل کیا دوسرے ابوداود نے اس قول کو
بسند نہین کیا بلکہ اوسکو رد کیا کیونکہ اوسکے بعد کہا کہ حمزہ زیات نے حبیب سے انہون نے عروہ بن الزبیر سے انہون
نے عائشہ سے ایک حدیث صحیح نقل کی اور ظاہر ہے کہ صحت حدیث کی موقوف ہے سماع اور اتصال پر تو معلوم
ہوا کہ حبیب نے عروہ بن الزبیر سے سُنا اور ابوداود اسکو ثابت کرتے ہین اور ثوری کا قول اگر ثابت ہو تو وہ نافی
ہین اور اثبات مقدم ہے نفی پر اور ابوداود کی مراد اس صحیح حدیث سے یہ حدیث ہے کہ حضرت فرماتے تھے یا اللہ
تندرستی دے مجھے میرے بدن مین اور تندرستی دے مجھے میری آنکھہ مین روایت کیا اسکو ترمذی نے دعوات مین اور
کہا غریب ہے اور سنا مین نے محمد بن اسمعیل سے وہ کہتے تھے حبیب بن ابی ثابت نے عروہ سے کچھ نہین سُنا اور بیہقی کا
کہنا اگر صحیح ہو کہ یہ عروہ مزنی ہین تو احتمال ہے کہ حبیب نے اس حدیث کو دونو عروہ سے سنا ہو اور ایسی صورت بہت
حدیثون مین واقع ہوئی ہے اور ابن عبد البر مائل ہوئے ہین اس حدیث کی تصحیح کیطرف اور کہا کہ صحیح کہا اوسکو کوفہ
والون نے اور کہا کہ روایت کیا اوسکو ثقہ لوگون نے حدیث کے اماموں مین سے اور حبیب کی ملاقات کا عروہ بن الزبیر سے
کوئی امر مانع نہین کیونکہ حبیب نے اون لوگون سے روایت کی ہے جو سن مین عروہ سے بڑے تھے اور عروہ سے
پہلے مرے ہین اور ابن عبد البر نے ایک مقام مین کہا کہ اس مین کوئی شک نہین کہ حبیب نے عروہ کا زمانہ پایا ہے
تمام ہوا کلام زیلعی کا شوکانی نے کہا ابن حزم نے کہا اس باب مین کوئی حدیث صحیح نہین ہے اور جو صحیح ہو تو
وہ محمول ہے اسپر کہ اوس وقت کا حکم ہے جب مس مراۃ ناقض وضو نہ تہا اور روایت کیا اسکو شافعی نے معبد بن
نباتہ سے اوس نے محمد بن عمرو سے اوس نے ابن عطا سے اوس نے عائشہ سے اونہون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
کہ آپ بوسہ دیتے تھے بعضے اپنی بیبیون کو اور وضو نہین کرتے تھے شافعی نے کہا مجھے معبد کا حال معلوم
نہین اور اگر وہ ثقہ ہو تو یہ حدیث حجت ہے حافظ نے کہا یہ حدیث دس طریقون سے مروی ہے جنکو بیہقی نے
خلافیات مین بیان کیا اور دسون طریقون کو ضعیف کیا اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن عبد البر اور ایک جماعت
علماء نے انتہی مترجم کہتا ہے کہ ضعیف حدیث کی بھی جب اتنے بہت سے طریقے ہوجاوین تو وہ حسن کے درجہ کو

پہنچ جاتی ہے اب یہی بحث خاص درباب اسناد کی تو حبیب بن ابی ثابت طبقہ ثالثہ میں ہیں تابعین سے اور ثقہ ہیں اور
تقیہ ہیں اور امام ہیں جلیل الشان اور انہوں نے انتقال کیا ۱۱۹ھ میں اور عروہ نے انتقال کیا ۹۴ھ ہجری میں
اور طبقہ ثالثہ کے تابعی وہ ہیں جنہوں نے صحابہ کو پایا ہے اور ان سے روایت کی ہے مثل امام حسن بصری اور ابن سیرین
کے اور عروہ بن الزبیر تو خود تابعی ہیں طبقہ ثانیہ کے پھر حبیب کے سماع میں عروہ سے کیونکر شبہ ہو سکتا ہے اور امام مسلم
کے مذہب کے موافق تو سماع کے لیے معاصرت کافی ہے پھر یہ اسناد صحیح ہے اور بر شرط امام مسلم کے بلا نزاع اور صحیح ہے
اور بر شرط امام بخاری کی اگر ابوداؤد کے قول کے موافق حبیب کا سماع عروہ سے ثابت ہو جاوے ورنہ امام بخاری کی
شرط پر صحیح نہ ہوگی کیونکہ انہوں نے سماع کے لیے ایک بار ملاقات ثابت ہونا شرط رکھی ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر
ملاقات حبیب کی عروہ سے ثابت بھی نہ ہو جب بھی حدیث میں کچھ نقص نہیں آسکتا اسلیے کہ حبیب جب ثقہ اور
تقیہ اور امام اور جلیل ہیں تو گمان غالب یہی ہے کہ انہوں نے نہ روایت کی ہوگی مگر ثقہ سے جو واسطہ ہوگا انکے اور
عروہ کے بیچ میں واللہ اعلم **چوتھا طریق** ابوداؤد اور نسائی نے روایت کی ثوری سے انہوں نے ابوروق سے
انہوں نے ابراہیم تیمی سے انہوں نے عائشہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی بعض بیبیوں کو بوسہ دیتے تھے
پھر نماز پڑھتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے ابوداؤد اور نسائی نے کہا کہ ابراہیم تیمی نے حضرت عائشہ سے
نہیں سنا بیہقی نے کہا ابوحنیفہ نے اس حدیث کو روایت کیا ابوروق سے اونہوں نے ابراہیم سے اونہوں نے حفصہ سے اور
ابراہیم نے نہ عائشہ سے سنا ہے نہ حفصہ سے اور صحیح روایت یوں ہے کہ حضرت نے روزے میں بوسہ لیا لیکن
ضعیف نے اوسکو یوں کر دیا کہ آپ نے بوسے سے وضو نہ کیا اور جو اس حدیث کا اسناد صحیح ہو تو وہم اوسکے قائل
سے ہوجاوے زیلعی نے کہا امام بیہقی نے جو یہ اعتراض کیا کہ ابراہیم تیمی نے حضرت عائشہ سے نہیں سنا اسکا جواب
یہ ہے کہ دارقطنی نے اپنی سنن میں اس طریقہ کو روایت کرنے کے بعد کہا کہ اس حدیث کو معاویہ بن ہشام نے ثوری
سے روایت کیا اونہوں نے ابوروق سے اونہوں نے ابراہیم تیمی سے انہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے حضرت عائشہ سے تو
یہ سند موصول ہے اور معاویہ ثقہ ہیں امام مسلم نے اپنی صحیح میں اوس سے روایت کیا ابوداؤد نے کہا وہ ثقہ ہے
ابوحاتم نے کہا وہ سچا ہے) اور ابوروق عطیہ بن حارث ہیں اوس سے حاکم نے مستدرک میں روایت کیا اور امام
احمد نے کہا اوس میں کوئی قباحت نہیں ابن معین نے کہا وہ صالح ہے ابوحاتم نے کہا وہ سچا ہے ابن عبدالبر
نے کہا کوفہ والوں نے کہا وہ ثقہ ہے اور کسی نے اوسکو نہیں ذکر کیا جرح کے ساتھ اور ثقہ لوگوں کے مراسیل اہل
کوفہ کے نزدیک حجت ہیں اور بیہقی نے یہ جو کہا کہ صحیح روایت روزہ میں بوسہ لینا ہے پھر ضعیفوں نے اوسکو ایسا

کردیا تو یہ تضعیف ہے راویون کی بغیر دلیل کے اور دونو حدیثین مختلف ہین انتہی مترجم کہتا ہو امام بیہقی کی مراد ضعفو
سے اگر ابو حنیفہ ہین تو خیر کلام کیا اون مین نسائی اور بخاری اور دارقطنی نے پر یہ کلام محققین علما کے نزدیک مقبول
نہین ہے اور وہ ثقہ ہین امام ہین اہلسنت کے امام ہین ہوا اور رہی ہے شان انکی رضی اللہ تعالی اون سے اور اگر مراد
ثوری ہین تو بالکل غلط ہی کیونکہ سفیان ثوری تو امام ہین اہلحدیث کے اور اہل فقہ کے اور اہل تصوف کے اور نہین جانا
گیا انکی امامت مین کسینے بہرحال یہ حدیث اس طریقے سے یعنے معاویہ بن ہشام کے طریق سے متصل ہے اور صحیح ہے
اوسکی صحت مین کوئی شبہہ نہین علی الخصوص جب اور بہت طریقون سے اوسکی تقویت ہو جاوے اور حافظ ابن حجر نے
تخریج مین اس طریق کو ضعیف کہا ہے ضعف کی کوئی وجہ بیان نہ کی اور باطل ہوتا ہے اس حدیث سے وہ جو شیخ مجدالدین عبدالسلام
نے کہا کہ متوسط مذہب اس باب مین یہ ہے جس سے جمع ہوتا ہے احادیث مین کہ شہوت سے عورت کو چہونا ناقض وضو ہے
اور بلا شہوت چہونا ناقض نہین ہے کیونکہ اپنی عورت کو بوسہ لینا بغیر شہوت کے نہین ہو سکتا واللہ تعالے اعلم
پانچوان طریق ابن ماجہ نے اپنی سنن مین روایت کی حدیث بیان کی ہم سے ابوبکر بن ابی شیبہ نے اونہون نے کہا حدیث
بیان کی ہم سے محمد بن فضیل نے اونہون نے روایت کی حجاج سے اونہون نے عمرو بن شعیب سے اونہون نے زینب سہمیہ سے
اونہون نے حضرت عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے پھر بوسہ لیتے تھے پھر نماز پڑہتے تھے اور
وضو نہین کرتے تھے اور کبہی میرے ساتھ ایسا کرتے زیلعی نے کہا یہ سند عمدہ ہے مترجم کہتا ہے مخالفین یہہ
اعتراض کرسکتے ہین کہ زینب سہمیہ جو بیٹی ہے محمد بن عبداللہ بن عمرو کی اوسکا حال معلوم نہین اور نہین روایت کی
اوس سے کسی نے سوا ابن ماجہ کے ذہبی نے کہا یہ زینب بیبی تہی عمرو بن شعیب کی اور متفرد ہوا اوس سے روایت کرنے
مین عمرو اور عمرو نے بہی اوس سے یہی ایک حدیث روایت کی بوسے کی اور دوسرا اعتراض یہ کرسکتے ہین کہ حجاج بن
ارطاۃ جو روایت کرتا ہے عمرو بن شعیب سے وہ بہی ضعیف ہے ابن معین نے کہا وہ قوی نہین اور ایسا ہی کہا نسائی نے
اور دارقطنی نے کہا اوس سے حجت نہین لیجاویگی اور اچہا کہا اوسکو عجلی اور احمد اور ابوحاتم نے لیکن وہ مدلس
کرتا ہے اور بیان تدلیس کا بہی شبہہ ہے چہٹا طریق نسائی نے روایت کیا ابن ہاد یعنے یزید بن عبداللہ سے اوس نے
عبدالرحمن بن قاسم سے اوس نے قاسم سے اوس نے حضرت عائشہ سے انہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑہتے
تھے اور مین آپکے سامنے آڑی پڑی تہی جیسے جنازہ آڑہ پڑا ہوتا ہے جب آپ وتر پڑہنے لگتے تو مجہکو چہوتے اپنے پاؤن
سے زیلعی نے کہا یہ سند صحیح ہے اور ابن ہاد سے بالاتفاق حجت کی جاویگی ساتوان طریق اسحاق بن راہویہ
نے اپنی مسند مین روایت کیا خبر دی ہم کو بقیہ بن الولید نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبدالملک بن محمد نے

اونہوں نے روایت کی ہشام بن عروہ سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے حضرت عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کو بوسہ دیا اور آپ روزہ سے تہے اور فرمایا کہ بوسہ سے وضو نہیں ٹوٹتا اور روزہ کہلتا ہے اور فرمایا اے حمیرا ہمارا دین بڑا وسعت والا ہے انتہی مختصراً ہم کہتا ہے لقیہ میں بڑی گفتگو ہے مگر جب وہ تدلیس نکرے اور مشہور لوگوں سے روایت کرے تو لوگوں کے نزدیک اوسکی روایت مقبول ہے آٹھواں طریق بزار نے روایت کی حدیث بیان کی ہم سے اسمعیل بن یعقوب بن صبیح نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن موسی بن اعین نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے میرے باپ نے اونہوں نے روایت کی عبد الکریم جزری سے اونہوں نے عطا سے اونہوں نے عائشہ رض سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تہے بعض عورتوں کا پہر نماز پڑہتے تہے اور وضو نہیں کرتے تہے اور عبد الکریم کی روایت کیا مالک نے موطا میں اور روایت کیا اوس سے بخاری اور مسلم نے اور ثقہ کہا اوسکو ابن معین اور ابو حاتم اور ابو زرعہ وغیرہم نے اور محمد بن اعین مشہور ثقہ کہا اوسکو ابو زرعہ اور ابو حاتم اور نکالا اوسکو مسلم اور اوسکا باپ مشہور ہے اوس سے روایت کی بخاری نے اور اسمعیل سے روایت کی نسائی نے اور ثقہ کہا اوسکو ابو عوانہ وغیرہ نے اور روایت کیا اوس سے ابن خزیمہ نے صحیح میں اور ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات میں حافظ ابن حجر نے کہا اس روایت کے سب راوی ثقہ ہیں تو یہ حدیث بہی صحیح ٹہیری اور روایت کیا دارقطنی نے اسکو دوسری وجہ سے عبد الکریم سے اور ذکر کیا اس حدیث کو عبد الحق نے بزار کے طریقے سے اور کہا میں اس حدیث میں کوئی علت نہیں جانتا جسکی وجہ سے یہ ترک کی جاوے اور میں اس روایت میں طعن کی کوئی وجہ نہیں پاتا سوا اسکے کہ ابن معین نے کہا عبد الکریم کی روایت عطا سے ردی ہے کیونکہ محفوظ نہیں ہے حالانکہ ثقہ جب اپنی روایت میں منفرد ہو تو یہ انفراد ضرر نہیں کرتا تو اب یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ حدیث آیت اوترنے سے پہلے کی ہے یا لامستم سے مراد جماع ہے جیسے ابن عباس نے کہا تمام ہوا کلام عبد الحق کا اگر کوئی اعتراض کرے کہ روایت کیا اوسکو دارقطنی نے ابن مہدی سے اونہوں نے ثوری سے اونہوں نے عبد الکریم سے اونہوں نے عطا سے اونہوں نے کہا کہ بوسہ میں وضو ہے تو ہم یہ جواب دینگے کہ اس روایت میں جسکو بزار نے نکالا عبد الکریم نے زیادت کی یعنی اوسکو رفع کیا اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور احتمال ہے کہ عطا نے ایک بار ایسا فتوی دیا اور ایک بار مرفوع حدیث اس باب میں بیان کی ہو نواں طریق دارقطنی نے نکالا سعید بن بشیر سے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے منصور بن زاذان نے اونہوں نے زہری سے انہوں نے ابو سلمہ سے انہوں نے حضرت عائشہ سے اونہوں نے کہا بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا بوسہ لیتے تہے جب نماز کو نکلتے اور وضو نکرتے تہے دارقطنی نے کہا متفرد ہوا ساتھ اسکے سعید اور وہ قوی نہیں ہے زیلعی نے کہا یہ سعید ثقہ ہے اوسکو ثقہ کہا شعبہ اور دحیم نے ایسا ہی کہا ابن جوزی نے روایت کیا اوس سے حاکم نے مستدرک میں

اور ابن عدی نے کہا میں اوسکی روایتوں میں کوئی قباحت نہیں پاتا اور غالب اس کا صدق ہے اور اقل درجہ یہ ہے کہ اوسکی روایت تائید کیلیے کافی ہوگی **دسوان** طریق دارقطنی نے نکالا زہری کے بھتیجے سے اونہوں نے زہری سے اُنہوں نے عروہ سے اونہوں نے عائشہ سے اونہوں نے کہا بوسہ لینے سے نماز لوٹائی نجاویگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اپنی بعض بیبیوں کا اور نماز پڑھتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے اور دارقطنی نے اس روایت میں کوئی علت نہیں نکالی مگر یہ کہ منصور نے زہری کے بھتیجے کا خلاف کیا انتہے اور اسکا جواب یون ہوسکتا ہے کہ شاید زہری نے یہ حدیث ابو سلمہ اور عروہ دونو سے سنی ہو اور منصور سے ابو سلمہ کی روایت بیان کی اور اپنے بھتیجے سے عروہ کی مگر امام بیہقی نے خلافیات میں کہا زہری کے بھتیجے کی اکثر روایتیں مجہول شخصوں سے ہیں تو اسمیں غور کرنا چاہیے اور ذکر کیا حافظ ابن حجر نے تخریج میں اس حدیث کو اور کوئی اعتراض نکیا اوسپر **گیارہوان** طریق دارقطنی نے نکالا ابوبکر نیشاپوری سے اونہوں نے حاجب بن سلیمان سے اونہوں نے وکیع سے اونہوں نے ہشام بن عروہ سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دیا اپنی بعض بی بیون کو پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا پھر ہنسیں حضرت عائشہ زیلعی نے کہا نیشاپوری امام ہیں مشہور اور حاجب میں کسی کا طعن معلوم نہیں ہوا اور امام نسائی نے اس سے روایت کی اور ثقہ کہا اوسکو اور دوسرے مقام میں کہا کہ اوس میں کوئی برائی نہیں اور باقی اسناد تو پوچھنا ضرور نہیں (کیونکہ اوس میں سب امام ہیں اور ثقات) مگر دارقطنی نے اسکے بعد کہا متفرد ہوا اس حدیث سے حاجب وکیع سے اور حاجب نے اوس میں وہم کیا اور صواب وکیع سے یہ روایت ہے کہ حضرت بوسہ لیتے تھے اور روزہ دار ہوتے تھے اور حاجب کی کوئی کتاب نہ تھی وہ اپنی یاد سے حدیث بیان کرتا تھا انتہے زیلعی نے کہا حاجب اگر متفرد ہوا تو کیا قباحت ہوئی وہ ثقہ ہے اور یاد سے حدیث بیان کرنا اگر کثرت خطا کو مستلزم ہوا اتنی کہ حدیث اسکی ترک کردی جاوے تو وہ ثقہ نہ رہیگا لیکن نسائی نے اوسکو ثقہ کہا اور اگر اتنی خطا ہو کہ اوس کا ثقہ پن نجاوے تو کیا ضرور ہے کہ اوس نے وہم کیا ہو بلکہ وہم کی نسبت اسوجہ سے ہو کہ وہ اکثر لوگوں کے خلاف روایت کیا انتہے **بارہوان** طریق دارقطنی نے نکالا علی بن عبد العزیز وراق سے انہوں نے عاصم بن علی سے انہوں نے ابو ادریس سے انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے ہشام بن عروہ نے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے حضرت عائشہ سے اونکو پہنچا عبد اللہ بن عمر کا یہ قول کہ بوسہ میں وضو ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور روزہ دار ہوتے تھے پھر وضو نہیں کرتے تھے دارقطنی نے کہا میں نہیں جانتا کہ عاصم سے اسطرح روایت کی ہو کسی نے سوا علی بن عبد العزیز کے تمام ہوا کلام دارقطنی کا اور یہ علی مصنف ہے مشہور روایت کیا اوس سے حاکم نے مستدرک

ہین اور عاصم سے امام بخاری نے روایت کیا اور اونہین سے تائید لی امام مسلم نے **دوسری** حدیث ابی امامہ کی ہے روایت
کیا اسکو ابن عدی نے کامل مین رکن بن عبد اللہ شامی سے اور اوس نے مکحول سے اور اونے ابو امامہ باہلی سے اونہون نے کہا مین نے عرض
کیا یا رسول اللہ آدمی وضو کرے پھر اپنی بی بی کو بوسہ دیوے اور اوس سے کھیلے کیا اوسکا وضو ٹوٹ جاویگا آپنے فرمایا
نہین ابن کہا کہ رکن کو ضعیف کیا ابن معین نے اور روایت کیا اسحدیث کو ابن حبان نے کتاب الضعفاء مین اور علت بیان
کی رکن کی اور کہا کہ رکن نے مکحول سے چھہ سو حدیثین روایت کی ہین جن مین اکثر کی کوئی اصل نہین ہے اور اوس سے
حجت لینا کسی حال مین جائز نہین ہے انتہی **تیسری** حدیث ابو ہریرہ کی ہے روایت کیا اوسکو طبرانی نے معجم اوسط مین
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے پھر نماز کو نکلتے اور تازہ وضو نہ کرتے سکوت کیا اسحدیث سے زیلعی نے اور حافظ ابن حجر
نے کہا کہ اوسکے اسناد مین یزید بن سنان ضعیف ہے **چوتھی** حدیث ابن عباس کی کہ فرمایا حضرت نے نہین ہے بوسے
مین وضو روایت کیا اوسکو ابو حنیفہ نے مسند مین اور صحیح یہ ہے کہ یہ ابن عباس پر موقوف ہے اور روایت کیا اوسکو ابن
ابی شیبہ نے مصنف مین موقوفاً اور انکے سوا اور دلائل بھی ہین چنانچہ بخاری نے حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ وہ
کنگھی کرتی تھین حضرت کے اور آپ اعتکاف مین ہوتے اور ظاہر ہے کہ آپ اعتکاف مین مسجد مین بے وضو نہ ہونگے اور روایت
ہے حضرت عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری گود مین قرآن پڑھتے تھے اور مین حائضہ ہوتی اور وفات کی حضرت
نے انکی گود مین اور ظاہر ہے کہ آپ کی وفات بے وضو نہ ہوئی ہوگی پس اوپر کے دلائل سے یہ بات نکلتی ہے کہ جو لوگ عورت
کا چھونا ناقض وضو کہتے ہین انکے پاس کوئی صحیح مرفوع حدیث نہین ہے بجز چند صحابہ اور تابعین کے اقوال کے اور جو
لوگ کہتے ہین کہ وہ ناقض نہین ہے اونکے پاس متعدد حدیثین موجود ہین اور کئی حدیثین ان مین سے بلا نزاع صحیح ہین
اس صورت مین واجب ہے رجوع کرنا ان احادیث کی طرف اور واجب ہے لمس سے جماع مراد لینا جو قرآن مین وارد ہے اور
اسی کو ترجیح دیا امام شوکانی وغیرہ محققین علماء حدیث نے اور تصریح کردی اونہون نے کہ مذہب امام ابو حنیفہ کا اس باب مین
اقوی ہے امام شافعی کے مذہب سے ازروے دلائل کے اور بعض علماء نے دلیل لی ہے اس باب مین اسحدیث سے جو روایت
کی بخاری اور مسلم اور ابن ماجہ اور مالک نے موطا مین ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین عورت اور مرد
سب ملکر ایک برتن سے وضو کرتے تھے کیونکہ ایسی حالت مین مرد کا ہاتھ عورت کے ہاتھ سے ضرور لگ جاتا ہوگا اب یہہ
تاویل کہ پہلے مرد وضو کر لیتے تھے پھر عورتین وضو کرتی تھین ظاہر متبادر کے خلاف ہے اسیطرح دلیل لی ہے حضرت
عائشہ کی اسحدیث سے کہ مین اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دونو ایک برتن سے غسل کرتے تھے اور ہم دونون کے ہاتھہ
اوس مین ایک کے بعد دوسرے کے پڑتے تھے روایت کیا اوسکو طحاوی اور اصحاب سنن نے کیونکہ ایسی حالت مین بھی

اکثر ایک کا ہاتھ دوسرے سے لگ جاتا ہے واللہ اعلم پانچویں حدیث ابن عمر کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور
وضو نہیں کرتے تھے روایت کیا اوسکو ابن حبان نے ضعفا میں غالب عقیلی کے ترجمہ میں میزان میں کہ غالب عبید اللہ عقیلی
کو ابن معین نے کہا وہ ثقہ نہیں ہے اور دارقطنی وغیرہ نے کہا وہ متروک ہے اور روایت کیا اس حدیث کو عمر بن ایوب نے غالب
سے اونے نافع سے اونے ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور روزہ دار ہوتے تھے اور وضو کا اعادہ
نہیں کرتے تھے لیکن مختصرا اور اس حدیث کے ضعف کی ایک دلیل یہ ہے کہ عبد اللہ بن عمر سے بسند صحیح گذرا کہ انہوں نے
حکم دیا بوسے سے وضو کرنے کا پھر اگر عبد اللہ کو یہ حدیث پہنچی ہوتی تو وہ اسکے خلاف ہرگز حکم نہ دیتے اسلیے کہ عبد اللہ سخت
پیروی کرنیوالے تھے سنت کی اور احتمال ہے کہ وہ حکم پہلے کا ہو پھر عبد اللہ کو یہ حدیث حضرت عائشہ سے پہنچی ہو جیسے
اوپر ایک روایت میں گذرا کہ حضرت عائشہ کو عبد اللہ کا قول اس باب میں پہونچا تب انہوں نے یہ حدیث بیان کی واللہ اعلم
آگ کی پکی ہوئی چیز کھانا امام شوکانی نے کہا کہ علما نے اختلاف کیا ہے کہ آگ کی پکی ہوئی چیز کھانے سے
وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں ٹوٹتا ایک جماعت صحابہ کا جن میں چاروں خلیفہ ہیں اور عبد اللہ بن مسعود اور ابو الدرداء
اور ابن عباس اور عبد اللہ بن عمر اور انس بن مالک اور جابر بن سمرہ اور زید بن ثابت اور ابو موسی اشعری اور ابو ہریرہ اور
ابی بن کعب اور ابو طلحہ اور عامر بن ربیعہ اور ابو امامہ اور مغیرہ بن شعبہ اور جابر بن عبد اللہ اور عائشہ رضی اللہ عنہم اور
اکثر تابعین کا اور امام مالک اور امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور عبد اللہ بن المبارک اور امام احمد اور اسحاق بن
راہویہ اور یحیی بن یحیی اور ابو ثور اور ابو خیثمہ اور سفیان ثوری اور اہل حجاز اور اہل کوفہ کا یہ قول ہے کہ وضو
نہیں ٹوٹتا اور ایک طائفہ علما کا یہ قول ہے کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے اس طائفہ کی دلیلیں یہ ہیں پہلی وہ جو روایت کیا
احمد اور مسلم اور نسائی نے ابراہیم بن عبد اللہ بن قارظ سے اونہوں نے ابو ہریرہ کو دیکھا مسجد پر وضو کرتے ہوئے ابو ہریرہ نے
کہا میں وضو کر رہا ہوں اسلیے کہ میں نے پنیر کے ٹکڑے کھائے اور میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے وضو
کرو ان چیزوں سے جنکو آگ لگی ہو یعنے آگ سے پکائی گئی ہوں) دوسری روایت کیا انہیں لوگوں نے حضرت عائشہ رض سے
کہ فرمایا حضرت نے وضو کرو اس چیز سے جسکو آگ لگی ہو تیسری روایت کیا اونہوں نے زید بن ثابت سے کہ فرمایا حضرت نے وضو
کرو ان چیزوں سے جن میں آگ لگی ہو چوتھی روایت کیا ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت نے وضو کرو ان چیزوں
سے جنکو بدلا ہو آگ نے ابن عباس نے کہا کیا ہم وضو کریں گرم پانی سے اونہوں نے کہا اے بھتیجے میرے جب تو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنے تو مثلیں مت کر اوسکے لیے پانچویں روایت کیا ابن ماجہ نے انس بن مالک رض
سے وہ لیتے دونوں ہاتھ اپنے دونوں کانوں پر رکھتے تھے اور کہتے تھے یہ بہرے ہو جاویں اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے یہ سنا ہو آپ فرماتے تھے وضو کرو اُن چیزوں سے جو آگ سے چھو جاویں چھٹی روایت کیا امام نسائی نے مطلب بن عبد اللہ
بن حنطب سے ابن عباس نے کہا کیا وضو کروں اوس کھانے کو کہ جسکو اللہ کی کتاب میں حلال پاتا ہوں اس وجہ سے
کہ وہ آگ سے پکا ہے ابو ہریرہ نے یہ سنکر کنکریاں جمع کیں اور کہا میں گواہی دیتا ہوں ان کنکریوں کے شمار برابر کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو کرو اُن چیزوں سے جو آگ سے پکی ہوں ساتویں روایت کیا نسائی نے ابو ایوب سے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو کرو اُن چیزوں سے جن کو آگ لگی ہو آٹھویں روایت کیا نسائی نے ابو طلحہ سے
کہ حضرت صلعم نے فرمایا وضو کرو اون چیزوں سے جسکو آگ نے بدلا ہو اور ایک روایت میں ہے جسکو آگ نے پکایا ہو نویں
نسائی نے روایت کیا ابو سفیان بن سعید سے کہ وہ ام حبیبہ پاس گئے جو بی بی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور خالہ تھیں
ابو سفیان کی انہوں نے ابو سفیان کو ستو پلائے پھر اُن سے کہا وضو کر لے بھانجے میرے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے وضو کرو ان چیزوں سے جنکو آگ لگی ہو دسویں ترمذی نے روایت کیا ابو ہریرہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا وضو لازم ہے اُس کھانے سے جسکو آگ لگی ہو اگرچہ پنیر کا ٹکڑا ہو یہ سنکر ابن عباس نے کہا کیا ہم تیل سے وضو کریں
گرم پانی سے وضو کریں ابو ہریرہ نے کہا اے بھتیجے میرے جب تو حضرت کی حدیث سنے تو باتیں نہ بنایا کر ترمذی نے کہا اس باب
میں ام حبیبہ اور ام سلمہ اور زید بن ثابت اور ابو طلحہ اور ابو ایوب اور ابو موسی سے بھی روایت ہو گیارہویں روایت کیا
طحاوی نے مطر وراق سے کہ حسن بصری نے آگ کی پکی ہوئی چیز سے وضو کرنیکا حکم انس سے لیا اور انس نے ابو طلحہ سے
اور ابو طلحہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بارہویں امام طحاوی نے روایت کیا کہ ابو طلحہ نے پنیر کا ٹکڑا کھایا پھر
اوس سے وضو کیا تیرہویں امام طحاوی نے روایت کیا قاسم سے جو مولے تھے معاویہ کے اونہوں نے کہا میں مسجد میں آیا اور
میں نے لوگوں کو دیکھا وہ جمع ہیں ایک بڈھے پاس جو اُن سے حدیث بیان کر رہا ہے میں نے پوچھا یہ کون ہے اونہوں نے کہا یہ سہل
بن حنظلہ ہے میں نے اون سے سنا وہ کہتے تھے حضرت نے فرمایا جو شخص گوشت کھاوے وہ وضو کرے چودہویں روایت
کیا طحاوی نے ابو قلابہ سے اونہوں نے ایک صحابی سے حضرت کے اونہوں نے کہا کہ ہم وضو کرتے تھے اُن چیزوں سے
جنکو آگ نے بدلا ہو اور دودہ سے کلی کرتے تھے اور کھجور سے کلی نہ کرتے تھے امام شوکانی نے کہا پہلا گروہ یہ جواب دیتا
ہے کہ یہ حدیثیں منسوخ ہیں جابر کی حدیث سے جو آگے آویگی دوسرے یہ کہ مراد وضو سے ان حدیثوں میں منہ اور ہاتھ
دہونا ہے تیسرے یہ کہ نووی نے کہا یہ اختلاف صدر اول میں تھا بعد اوسکے علما نے اتفاق کیا اسپر کہ آگ کی
پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو لازم نہیں آتا امام شوکانی نے کہا پہلا جواب اسوقت صحیح ہوتا ہے جب ہم یہ مان
لیں کہ حضرت کا فعل آپکے قول کا مقابلہ کر سکتا ہے حالانکہ علم اصول میں اسکے خلاف ثابت ہوا ہے اور جائز

حصہ لایا گوشت اور روٹی آپنے تین لقمے کہا لیے پہر نماز پڑہائی اور پانی کو ہاتہہ نہ لگایا پندرہوین ابوداؤد نے
مغیرہ بن شعبہ سے مین مہمان گیا حضرت کے پاس ایک رات آپنے حکم کیا بکری کے ایک ران بہوننے کا وہ بہونی گئی اور آپ
چہری لیکر میرے لیے گوشت کاٹ رہے تہے اتنے مین بلال آئے اور نماز کے واسطے بلایا آپنے چہری ڈالدی اور فرمایا کیا
ہوگیا اوسکو خاک لگے اوسکے ہاتہون مین اور کہڑے ہوکر نماز پڑہنے لگے سولہوین ابوداؤد نے عبید بن ثمامہ
مرادی سے کہ عبداللہ بن حارث بن جزء ہمارے پاس آئے وہ حدیث بیان کرتے تہے مسجد مین اونہون نے کہا مجہہ سمیت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ سات آدمی تہے یا چہہ ایک گہر مین اتنے مین بلال آئے اور نماز کے واسطے بلایا ہم سب نکلے
رستہ مین ایک شخص پر گذرے جسکی ہانڈی آگ پر چڑہی ہوئی تہی آپنے فرمایا کیا تیری ہانڈی پک گئی وہ بولا ہان
میرے باپ اور مان آپ پر فدا ہون آپنے اوس گوشت مین سے ایک ٹکڑا لیا اور اسکو چباتے رہے یہان تک کہ تکبیر تحریمہ
کہی نماز کی اور مین دیکہہ رہا تہا آپ کیطرف سترہوین ترمذی نے جابر سے کہا نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مین
آپکے ساتہہ تہا تو ایک انصاری عورت پاس گئی اونے ایک بکری کو کاٹا آپکے لیے اور ایک طباق تر کہجور کا
لائی آپنے اوس مین سے کہایا پہر وضو کیا ظہر کا اور نماز پڑہی پہر وہ لائی کچہہ بچا ہوا گوشت بکری کا آپنے اوسکو
کہایا پہر عصر کی نماز پڑہی اور وضو نہ کیا ترمذی نے کہا اس باب مین روایت ہے ابوہریرہ اور ابن مسعود اور ابورافع
اور ام الحکم اور عمرو بن امیہ اور ام عامر اور سوید بن النعمان اور ام سلمہ سے اٹہارہوین ابن ماجہ نے روایت کی
زہری سے اونہون نے کہا عشا کا وقت آیا ولید یا عبدالملک کے زمانے مین مین اٹہا وضو کرنے کو جعفر بن عمرو بن امیہ
نے کہا مین گواہی دیتا ہون اپنے باپ پر انہون نے گواہی دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ آپنے آگ کا پکا کہانا کہایا
اور وضو نہ کیا پہر علی بن عبداللہ بن عباس نے بہی اپنے باپ پر ایسی ہی گواہی دی انیسوین ابن ماجہ نے ابوہریرہ
سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا دست کہایا پہر کلی کی اور دونو ہاتہہ دہوئے اور نماز پڑہی بیسوین
طحاوی نے محمد بن عمرو بن عطا سے وہ ابن عباس پاس گئے ام المومنین میمونہ کے گہر مین اونہون نے ہاتہہ مارا میرے
ہاتہہ پر اور کہا مین تعجب کرتا ہون ان لوگون سے جو وضو کرتے ہین آگ سے پکے ہوے کہانے سے قسم خدا کی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے ایکدن کپڑے پہنے پہر آپ پاس ثرید لایا گیا آپنے اوس سے کہایا پہر نماز کو نکلے اور وضو نہ کیا
اکیسوین طحاوی نے محمد بن منکدر سے اونہون نے کہا مین حضرت کی بعض بیبیون پاس گیا اور مین نے کہا حدیث
بیان کرو آگ سے پکے کہانے کے باب مین اونہون نے کہا کم ایسا ہوا ہے کہ حضرت ہمارے پاس آتے اور ہم آپکے لیے
ایک دانہ نہ بہونتے جو مدینہ مین ہوتا پہر آپ اسمین سے کہاتے اور نماز پڑہتے اور وضو نہ کرتے بائیسوین طحاوی نے محمد

بن منکدر سے اونہون نے کہا مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فلان بی بی پاس گیا اور راوی نے انکا نام لیا عمارہ کہا مین بہول گیا تو انہون
نے کہا کہ حضرت ہمارے پاس آئے اور ایک پیٹ لٹکتے ہوئے تہا آپنے فرمایا اگر تو اسکو پکاوے اس طرح اس طرح آخر ہمنے اسیطرح
تیار کیا آپنے کہایا اور وضو نہ کیا تیئیسوین طحاوی نے ام حکیم سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور
دست کہایا پہر بلال نے اذان سُنائی آپ کو آپنے نماز پڑہی اور وضو نہ کیا چوبیسوین طحاوی نے عبید اللہ سے
اونہون نے اپنے دادا سے اونہون نے کہا کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بکری کا پیٹ پکایا آپنے اس مین
سے کہایا پہر عشا کی نماز پڑہی اور وضو نہ کیا پچیسوین طحاوی نے ہند بنت سعید بن ابی سعید خدری سے اونہون نے
اپنی پہوپہی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری پاس تشریف لائے پہر آپنے ہماری پاس بکری کا مونڈہا کہایا پہر
کہڑے ہوئے اور نماز پڑہی اور وضو نہ کیا چہبیسوین طحاوی نے عبد اللہ بن حارث زبیدی سے ہمنے رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ کہانا کہایا مسجد مین جو بہونا گیا تہا پہر نماز کی تکبیر ہوئی ہمنے اپنے ہاتہہ کنکریون سے پونچھے اور
نماز پڑہنے لگے کہڑے ہوئے اور وضو نہ کیا ستائیسوین طحاوی نے عمرو بن عبید اللہ سے اونہون نے کہا مینے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا آپنے مونڈہے کا گوشت کہایا پہر کہڑے ہوئے اور نماز پڑہی اور وضو نہ کیا اٹھائیسوین
ام عامر سے اور وہ ایک عورت تہین ان عورتون مین سے جنہون نے بیعت کی تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ آئین
آپکے پاس ایک ہڈی لیکر بنی عبد الاشہل کی مسجد مین آپنے اوس ہڈی کا گوشت کہایا پہر کہڑے ہوئے نماز پڑہی اور
وضو نہ کیا انتیسوین طحاوی نے ابوہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پنیر کا ایک ٹکڑا کہایا پہر وضو کیا پہر اسکے
بعد مونڈہا کہایا (بکری کا) پہر نماز پڑہی اور وضو نہ کیا امام طحاوی نے کہا ان حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ اخیر امر
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو نہ کرنا تہا آگ کے پکے ہوئے کہانون سے اور جو اسکے مخالف ہے وہ منسوخ ہے یا اس صورت
مین جب مخالف حکم مین وضو سے نماز کا وضو مراد ہو اور جو ہاتہہ دہونا مراد ہو تو وہ حدیث بہی دلیل ہے کہ یہ کہانا حدث
نہین ہے منتقے مین ہے کہ ان حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ آگ کا پکا ہوا کہانا کہانے کے بعد وضو کرنا واجب نہین ہے
اور ان حدیثون سے استحباب وضو کی نفی نہین نکلتی اور اسیواسطے جب ایک شخص نے آپسے پوچہا کہ بکری کا گوشت
کہا کر ہم وضو کرین تو آپنے فرمایا تیرا جی چاہے تو وضو کر اور تیرا جی چاہے تو نہ کر اور اگر وضو ایسا کہانا کہا کر مستحب
نہ ہوتا تو آپ اسکی اجازت نہ دیتے کیونکہ اس صورت مین وضو کرنا اسراف اور پانی کا ضائع کرنا ہوگا بے فائدہ انتہے
یہ تو مرفوع حدیثین تہین اور اسباب مین صحابہ اور تابعین کے آثار بہی بہت ہین امام مالک نے روایت کیا ربیعہ سے
کہ انہون نے شام کا کہانا حضرت عمر کے ساتہہ کہایا پہر نماز پڑہی اور وضو نہ کیا اور ابان بن عثمان سے کہ حضرت عثمان نے

روٹی اور گوشت کہایا پہر کلی کی اور دونوں ہاتھ دھوئے اور منہ کو پونچھا اون سے پہر نماز پڑہی اور وضو نہ کیا اور حضرت علی اور
عبد اللہ بن عباس سے کہ وہ دونوں وضو نہیں کرتے تہے اون کہانوں سے جو آگ سے پکے ہوں اور عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے
کہ اون کے باپ آگ کا پکا ہوا کہانا کہاتے تہے اور وضو نہ کرتے تہے اور جابر سے اونہوں نے حضرت ابو بکر کو دیکہا اونہوں
نے گوشت کہایا پہر نماز پڑہی اور وضو نہ کیا اور عبد الرحمان بن زید انصاری سے کہ انس بن مالک جب عراق سے آئے تو انکی
ملاقات کو گئے ابو طلحہ اور ابی بن کعب نے اون دونوں کے سامنے کہانا رکہا جو آگ سے پکا تہا پہر کہایا سب نے
اور انس اٹھے اور وضو کیا ابو طلحہ اور ابی بن کعب نے کہا کہ کہانا کہا کر وضو کرنا کیا تم نے عراق والوں سے سیکہا ہے انس
نے کہا کاش میں وضو نہ کرتا اور کہڑے ہوئے ابو طلحہ اور ابی بن کعب تو نماز پڑہی دونوں نے اور وضو نہ کیا **امام طحاوی**
نے جابر سے انہوں نے ابو بکر اور عمر سے ایسا ہی نقل کیا اور ابراہیم نخعی سے کہ ابن مسعود اور علقمہ دونوں نماز کے لیے نکلے پہر
ایک پیالہ لایا گیا علقمہ کے گہر سے جس میں ثرید اور گوشت تہا دونوں نے کہایا اور کلی کی ابن مسعود نے اور انگلیاں دہوئیں
پہر نماز میں کہڑے ہوئے اور ابن مسعود سے اونہوں نے کہا اگر میں بری بات منہ سے نکالوں اور اس سے وضو کروں تو بہتر ہے
میرے نزدیک اسسے کہ پاک لقمہ کہا کر وضو کروں اور عبید بن حنین سے اونہوں نے کہا میں نے دیکہا عثمان کو اون کے سامنے
ثرید لایا گیا اونہوں نے کہایا پہر کلی کی پہر ہاتہ دہویا پہر کہڑے ہوئے اور نماز پڑہائی لوگوں کے لیے اور وضو نہ کیا اور
ابو نوفل بن ابی عقرب کنانی سے اونہوں نے کہا میں نے ابن عباس کو دیکہا اونہوں نے پتلی روٹی کہائی اور گوشت
یہاں تک کہ چربی بہہ آئی انکی انگلیوں پر پہر اونہوں نے ہاتہ دہویا اور مغرب کی نماز پڑہی اور سعید بن جبیر سے کہ ابن عباس
پاس ایک پیالہ لایا گیا ثرید اور گوشت کا عصر کے وقت اونہوں نے اس میں سے کہایا پہر پانی لایا گیا تو اپنی انگلیوں کے
کناروں کو دہویا پہر نماز پڑہی اور وضو نہ کیا اور سعید بن جبیر سے کہ ابن عباس پاس کچہ لوگ آئے اونہوں نے اونکو کہانا کہلایا
پہر انکے ساتہ نماز پڑہی اپنے بچہونے پر اونہوں نے اوسی بچہونے پر اپنے منہ اور پیشانیوں کو رکہا اور وضو نہیں کیا
اور ابن عمر سے اونہوں نے ابو ہریرہ سے کہا تم آگ کے پکے کہانے سے وضو میں کیا کہتے ہو ابو ہریرہ نے کہا وضو کرو ایسا کہانا
کہا کر ابن عمر نے کہا تو تیل اور گرم پانی سے بہی وضو کرنا چاہیے ابو ہریرہ نے کہا تم قریش کے آدمی ہو اور میں دوس کا
ہوں ابن عمر نے کہا شاید تم اس آیت سے دلیل لیتے ہو بل ہم قوم خصمون یعنی وہ جہگڑالو لوگ ہیں اور مجاہد سے کہ ابن
عمر نے کہا مت وضو کرو کوئی کہانا کہانے سے اور ابو امامہ سے کہ اونہوں نے گوشت روٹی کہائی پہر نماز پڑہی اور وضو
نہ کیا اور کہا وضو اس چیز سے ہے جو باہر نکلے نہ اوس چیز سے جو اندر جاوے انتہے مترجم کہتا ہے جو احادیث اور آثار اس
باب میں آئے تہے وہ سب اوپر بیان ہو چکے اور ابن شہاب زہری اور ایک طائفہ علما اس طرف گئے ہیں کہ وضو کرنا ضروری ہے

جب آگ سے پکا کھانا کھاوے وہ کہتے ہین کہ وضو نہ کرنے کی حدیثین منسوخ ہین اور ائمہ اربعہ اور جمہور کا یہ قول ہے کہ آگ سے پکا
کھانا وضو نہین توڑتا مگر اونٹ کا گوشت امام احمد اور اسحاق اور اہلحدیث کے نزدیک وضو توڑ دیتا ہے اور اسکا بیان
آگے آویگا اور امام شوکانی نے وضو ٹوٹ جانیکو ترجیح دی ہے ہر آگ سے پکی کہانے سوا بکری کے گوشت کے اور میرے نزدیک ملحاظ دلائل
اور تعامل صحابہ کرام کے وضو نہ ٹوٹنا قوی ہے البتہ اونٹ کے گوشت کھانیسے وضو ٹوٹ جانا قوی ہے اس سے بھی احتیاط یہ ہے کہ ہر ایک آگ کی پکی کھانے سے
تازہ وضو کرلیوے واللہ تعالی اعلم **اونٹ کا گوشت کھانا** امام شوکانی نے کہا اکثر علما کا یہ قول ہے کہ اونٹ کا
گوشت کھانے سے وضو نہین ٹوٹتا نووی نے کہا اسیطرف گئے ہین خلفاے اربعہ اور ابن مسعود اور ابی بن کعب اور ابن عباس
اور ابو الدرداء اور ابو طلحہ اور عامر بن ربیعہ اور ابو امامہ اور جمہور تابعین اور مالک اور ابو حنیفہ اور شافعی اور انکے
اصحاب اور بعض علما کا یہ قول ہے کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اسیطرف گئے ہین احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور
یحییٰ بن یحییٰ اور ابو بکر بن المنذر اور ابن خزیمہ اور اسیکو اختیار کیا ہے حافظ ابو بکر بیہقی نے اور یہی منقول ہے
اصحاب حدیث سے اور ایک جماعت صحابہ سے اور بحر مین ہے کہ شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے اور امام محمد سے بھی ایسا ہی
منقول ہے بیہقی نے کہا امام شافعی سے منقول ہے کہ انہون نے کہا اگر اونٹ کے گوشت سے وضو ٹوٹ جانے مین حدیث
صحیح ہو تو مین اسکا قائل ہو جاؤنگا بیہقی نے کہا اس باب مین دو حدیثین صحیح ہوئین ایک جابر بن سمرہ کی دوسری
براء کی ایسا ہی کہا احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ نے جابر بن سمرہ کی حدیث کو امام احمد اور مسلم نے روایت کیا
کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا ہم وضو کرین بکریون کے گوشت سے آپنے فرمایا اگر تیرا
جی چاہے تو وضو کر اور تیرا جی چاہے تو نہ کر اوسنے کہا کیا ہم وضو کرین اونٹ کے گوشت سے آپنے فرمایا ہان
وضو کر اوسنے کہا مین نماز پڑہون بکریون کے تہان مین آپنے فرمایا ہان وہ بولا نماز پڑہون اونٹون کے تہان
مین آپنے فرمایا نہین براء بن عازب کی حدیث روایت کیا اوسکو امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور
ابن ماجہ اور ابن حبان اور ابن جارود اور ابن خزیمہ نے اور کہا اسکی صحت مین کسی کا خلاف نہین کہ پوچھے گئے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ کے گوشت سے وضو کرنے سے آپنے فرمایا وضو کرو اوس سے اور پوچھے گئے بکریون
کے گوشت سے آپنے فرمایا مت وضو کرو اس سے اور پوچھے گئے اونٹون کے مندے مین نماز پڑہنے سے آپنے فرمایا
مت پڑہو نماز وہان کیونکہ وہان شیاطین گذرتے ہین اور پوچھے گئے بکریون کے مندے مین نماز پڑہنے کو تو فرمایا وہان
نماز پڑہو وہان برکت ہے۔ امام شوکانی نے کہا کہ ترمذی نے کہا کہ اس حدیث کے اسناد مین اختلاف ہے ابن ابی لیلی
پر انہون نے روایت کیا براء سے یا ذی الغرۃ سے یا اسید بن حضیر سے اور صحیح براء ہے اور ایسا ہی نقل کیا ابن

ابی حاتم نے علل مین اپنے باپ سے کہ حافظ نے کہا بعضون نے کہا کہ ذی العزة براء بن عازب کا لقب ہے اور صحیح یہ ہے کہ ذی العزة اور شخص ہین اور نام انکا یعیش ہے ۔ اور روایت کیا عبد اللہ بن احمد نے مسند مین اور طبرانی نے ذی العزة کی حدیث کو انھون نے کہا کہ ایک گنوار آئے آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آپ چل رہے تھے اور اس نے کہا یا رسول اللہ نماز کا وقت آجاتا ہے اور ہم اونٹ کے تھان مین ہوتے ہین کیا نماز پڑھ لین وہان آپ نے فرمایا نہین پھر اوس نے کہا کیا ہم وضو کرین اونٹ کا گوشت کہا کر آپ نے فرمایا ہان پھر وہ بولا کیا ہم نماز پڑھین بکریون کے تھانون مین آپ نے فرمایا ہان اوس نے کہا وضو کرین ہم بکری کا گوشت کہا کر آپ نے فرمایا نہین مجمع الزوائد مین ہے کہ امام احمد کے راوی سب ثقہ ہین اور احمد اور بیہقی نے کہا کہ اس باب مین صحیح دو حدیثین ہین ایک جابر کی دوسری براء کی اور ایسا ہی کہا اسحق نے اور روایت کیا طحاوی نے مانند روایت امام مسلم کے جابر بن سمرہ سے اوسمین نماز پڑھنے کا ذکر نہین ہے اور ایک روایت مین ہے کہ کیا ہم وضو کرین اونٹون کے گوشتون سے آپ نے فرمایا ہان پھر کہا گیا کیا ہم وضو کرین بکریون کے گوشتون سے آپ نے فرمایا نہین اور اسکے راوی ثقہ ہین اور روایت کیا ابن ماجہ نے جابر بن سمرہ سے کہ حکم کیا ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹون کے گوشتون سے وضو کرنیکا اور نہ وضو کرنیکا بکریون کے گوشتون سے اور روایت کیا ابن ماجہ نے اسید بن حضیر سے کہ حضرت نے فرمایا مت وضو کرو بکریون کے دودھ سے اور وضو کرو اونٹون کے دودھ سے اور روایت کیا ابن ماجہ نے براء بن عازب سے کہ پوچھے گئے حضرت اونٹون کے گوشت سے وضو کرنے سے آپ نے فرمایا وضو کرو اون سے اور روایت کیا ابن ماجہ نے محارب بن دثار سے انھون نے عبد اللہ بن عمر سے وہ کہتے تھے مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے وضو کرو اونٹون کے گوشتون سے اور مت وضو کرو بکریون کے گوشتون سے اور وضو کرو اونٹون کے دودھ سے اور مت وضو کرو بکریون کے دودھ سے اور نماز پڑھو بکریون کے تھان مین اور مت پڑھو اونٹون کے تھان مین اور اسید بن حضیر اور عبد اللہ بن عمرو کی حدیثون کا اسناد ضعیف ہے ترمذی نے کہا اسید بن حضیر کا نام لینا خطا ہے اور صحیح براء بن عازب ہے ابن ابی حاتم نے علل مین اپنے باپ سے نقل کیا کہ عبد اللہ بن عمرو کی حدیث منکر ہے اور اوسکی ایک اصل ہے موقوفاً امام شوکانی نے کہا جو لوگ کہتے ہین اونٹ کا گوشت کہانے سے وضو نہین ٹوٹتا وہ دلیل لیتے ہین جابر کی حدیث سے جو اوپر گذری کہ اخیر امر حضرت کا وضو نکرنا تہا آگ سے پکی چیز کہا کے نووی نے کہا یہ حدیث عام ہے اور اونٹ کے گوشت کی حدیث خاص ہے اور خاص عام پر مقدم ہے اور بعضون نے کہا یہ حدیث ناسخ ہے اونٹ کے گوشت کی حدیث کی اور یہ باطل ہے کیونکہ عام ناسخ نہین ہو سکتا خاص کا مسک الختام مین ہے کہ بعضے یہ کہتے ہین کہ اونٹ کے گوشت سے وضو کا حکم استحبابا ہے اور یہ ظاہر کے خلاف ہے اور طول کیا اس مقام مین شوکانی نے فلیرجع الیہ ابن عبد البر نے کہا

بعضون نے یہ تاویل کی کہ وضو سے مراد یہان ہاتھ دہونا ہے اور یہ باطل ہے کس لیے کہ اگر ہاتھ دہونا مراد ہوتا تو بکری کے گوشت
سے یہ کیون فرماتے وضو نہ کرو حق یہ ہے کہ اونٹ کا گوشت کہانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور امام طحاوی نے جو قیاس
کیا اونٹ کے گوشت کا بکری کے گوشت پر حلت اور طہارت وغیرہ مین اور اسپر قیاس کیا دونون سے وضو واجب ہونیکو
تو یہ قیاس فاسد ہے کیونکہ نص کے مخالف ہے اور حضرت نے خود فرق کیا دونوں مین نماز پڑھنے کے لیے اور وضو کرنے کے
لیے زرکشی نے کہا خلقت اونٹ کی جن سے ہے اور اسیلیے حکم دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ کہکر اوسپر چڑھنے
کا تو حکم کیا اوسکا گوشت کہا کر وضو کرنے کا جیسے کہ حکم دیا وضو کا غصے کیوقت واللہ اعلم **ودی نکلنا** ودی
وہ رطوبت ہے جو پیشاب کے بعد کبہی نکل آتی ہے بعضون نے کہا پیشاب کا بقیہ ہے پس گویا پیشاب کا بقیہ ہے تو اس سے وضو ٹوٹ جاویگا سب
کے نزدیک اور صحیح یہ ہے کہ ودی علاحدہ ہے اور ایک غیر معمولی چیز ہے اس صورت مین جمہور کے نزدیک اس سے وضو
ٹوٹ جاویگا کیونکہ سبیلین سے جو نکلے اوس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور طحاوی نے ابو امامہ سے روایت کیا اونہون نے کہا
وضو اوس چیز سے ہے جو باہر نکلے اور امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ غیر معمولی چیز اگر سبیلین سے بہی نکلی تو اوس سے وضو نہین جاتا
امام مالک نے موطا مین ایک باب قائم کیا ودی کے نکلنے سے وضو نہ کرنے کا اور روایت کیا سعید بن المسیب سے اون
سے پوچہا ایک شخص نے اور کہا کہ مجہے تری معلوم ہوتی ہے نماز مین کیا توڑ دون مین نماز کو سعید نے کہا اگر یہ آوے
میری ران تک تو بہی نہ توڑ دون مین نماز کو یہان تک کہ تمام کرون نماز کو مصفی مین ہے کہ اکثر علما وضو معاف ہونیکو قائل
نہین ہین کیونکہ پیشاب کا اگر قطرہ نکلے تو وضو سب کے نزدیک ٹوٹ جاویگا اور ودی بہی ایک قطرہ ہے پیشاب کا اور
بغوی نے تاویل کی ہے اس اثر کی اور جو اثر آگے آتا ہے اسطرح کہ مراد یہ ہے کہ شک سے وضو نہین ٹوٹتا تو اگر نمازی کو
وسوسہ ہو کہ ذکر سے کچھ تری نکلی ہے تو اوس طرف التفات نہ کرے اور اپنی نماز کو پورا کرے اور سعید بن المسیب
کا یہ قول بطریق مبالغہ کے ہے شک کو رفع کرنے کے لیے زرقانی نے کہا کہ سعید بن المسیب کا مذہب یہی ہے
کہ نماز مین تری نکلنے سے وضو نہین جاتا اگرچہ ٹپکے بہی اور مالک نے اوسکو حمل کیا ہے مذی بہنے کے عارضہ پر ابو عمر
نے کہا اگر مذی اس کثرت سے بہتی ہو کہ بدن اور کپڑا مصلی کا بہر جاوے تو وہ مانع نہ ہوگی نماز کی مگر نماز کے قبل اسکو
دہو لینا چاہیے اور امام مالک کا مذہب یہی ہے کہ منی یا مذی یا پیشاب اگر برابر نکلا کرے تو اس سے وضو نہین ٹوٹتا
اور ابو حنیفہ اور شافعی نے اسمین خلاف کیا ہے انکے نزدیک ایسے شخص کو ہر نماز کے لیے وضو کرنا چاہیے امام محمد نے
اپنی موطا مین کہا کہ ہمارا بہی مذہب یہی ہے اگر کسی آدمی کو وسوسہ ہوا اور شیطان اسکے دل مین شک ڈالا کرے
تو وہ اپنی نماز کو نہ توڑے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ کا اور روایت کیا مالک نے صلت بن زبید سے اونہون نے پوچہا سلیمان

ہیں بیمار کرتی یا ہوں یا سوجھی کہا پانی جیر کے نسہ اینہ تہ بند یا ازار یا ازار عاقل ہو جاوے یعنے ہیکا خیال کہ میت کو غسل دینا ہی
ہے ماعلما نے اختلاف کیا ہے اصحاب میت اور اور دن میں بعضے کہتے ہیں جو شخص مردے کو غسل دیوے اسپر غسل واجب ہے اور بعضے کہتے ہیں واجب
ہے اور امام مالک کا مذہب یہی کہ غسل مستحب ہے اور واجب نہیں ہے اور شافعی کا بھی یہی قول ہے اور امام احمد نے کہا
ہے مجھو امید ہے کہ اوسپر غسل واجب ہوگا اور ابو حنیفہ کے نزدیک نہ غسل واجب ہے نہ وضو اور یہی قول ہے ابن المبارک کا
اور اسحاق کے نزدیک وضو لازم ہے اور اس باب میں جو حدیثیں آئی ہیں وہ یہ ہیں ابو ہریرہ کی حدیث امام احمد اور
نسائی اور ترمذی نے روایت کی اور کہا کہ حسن ہے اور صحیح کہا اوسکو ابن القطان اور ابن حزم نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی مردے کو غسل دیوے وہ غسل کرے اور جو کوئی مردے کو اوٹھاوے وہ وضو کرے نیل میں ہے کہ روایت کیا
اوسکو بیہقی نے بھی اور اسکے اسناد میں صالح ہے مولی توامہ کا اور وہ ضعیف ہے اور روایت کیا اوسکو بزار نے تین
طریقوں سے ابو ہریرہ سے اور ابن حبان نے بیہقی نے کہا صحیح اوسکا موقوف ہونا ہے بخاری نے بھی ایسا ہی کہا اور روایت کیا
اوسکو دارقطنی نے اور اوسکے راوی ثقہ ہیں اور ابن حزم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے شوکانی نے کہا ادنی درجہ اس حدیث کا
یہ ہوگا کہ حسن ہوگی ابو داؤد نے کہا یہ حدیث منسوخ ہے اور میں نے امام احمد سے سنا وہ کہتے تھے میت کو غسل دینے سے صرف
وضو کرنا کافی ہے امام احمد نے کہا اس باب میں کچھ صحیح نہیں ہے اور علی بن المدینی نے بھی ایسا ہی کہا ذہلی نے کہا
اس باب میں کوئی حدیث ثابت میں نہیں جانتا اور جو ثابت ہوتی تو ہمکو اوسپر عمل کرنا لازم ہوتا اور ایسا ہی کہا ابن
منذر نے اور ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے نقل کیا علل میں کہ نہیں رفع کیا اس حدیث کو ثقات نے اور اسکا وقف
صحیح ہے اور رافعی نے کہا کہ حدیث کے عالموں نے اس باب میں کوئی مرفوع صحیح نہیں کہی حافظ نے کہا کہ ترمذی نے
ابو ہریرہ کی اس حدیث کو حسن کہا اور ابن حبان نے اوسکو صحیح کہا اور اوسکے دوسرے طریقے بھی ہیں ذہبی نے مختصر بیہقی
میں کہا کہ یہ حدیث زیادہ قوی ہے ان بعض حدیثوں سے جن سے فقہا نے حجت لی ہے اور اس باب میں روایت ہے
حضرت عائشہ سے نقل کیا اوسکو امام احمد نے اور ابو داؤد اور بیہقی نے اور اسکے اسناد میں مصعب بن شیبہ ہے اور اسمیں
میں گفتگو ہے اور ضعیف کیا ہے اوسکو ابو زرعہ اور احمد اور بخاری نے اور صحیح کہا اوسکو ابن خزیمہ نے اور اس باب
میں حضرت علی سے مروی ہے اور حذیفہ سے ذکر کیا انکو ابن ابی حاتم نے اور دارقطنی نے علل میں اور کہا ثابت نہیں
ہے مسک الختام میں ہے کہ محدثین کے طریق پر ثابت نہیں ہے اور فقہا کے طریق پر ثابت ہے کیونکہ اوسکے راوی ثقہ ہیں اور
ماوردی نے کہا کہ بعض اہل حدیث نے اس حدیث کے ایک سو بیس طریقے لکھے ہیں حافظ نے کہا یہ کچھ بعید نہیں ہے ہم
مختصر کہ حدیث امام احمد نے روایت کی اوسمیں یہ ہے کہ کوئی مردے کو غسل دیوے وہ غسل کرے عائشہ کی حدیث میں ابو داؤ

ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے چار چیزون سے جنابت سے اور جمعہ سے اور حجامت سے اور میت کو غسل دینے سے
روایت کیا اوسکو امام احمد اور دارقطنی نے منتقی میں ہے کہ اسناد اسکا امام مسلم کی شرط پر ہے اور دارقطنی نے کہا کہ
مصعب بن شیبہ اسکے اسناد میں نہ قوی ہے نہ حافظ اور روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے بھی اور صحیح کہا اوسکو ابن خزیمہ
نے علی کی حدیث روایت کیا اوسکو امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ابی شیبہ اور ابو یعلی اور بزار اور بیہقی
نے حذیفہ کی حدیث روایت کیا اوسکو ابن ابی حاتم اور دارقطنی اور بیہقی نے ابن عباس کی حدیث روایت کیا اسکو
دارقطنی اور حاکم نے مرفوعًا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کو غسل دینے سے تمپر غسل نہیں ہے بیہقی نے
کہا صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے یعنے ابن عباس کا قول ہے اور اسکا رفع صحیح نہیں ہے اور ابن عطا نے کہا مت نجس
سمجھو اپنے مردونکو کیونکہ مومن نجس نہیں ہوتا زندگی میں اور مرنے کے بعد اسناد اسکا صحیح ہے شوکانی نے کہا یہ حدیث مرفوعًا
مروی ہے نکالا اوسکو دارقطنی نے اور حاکم نے اور ابن عباس سے بھی مرفوعًا منقول ہے مت نجس کہو اپنے مردون کو اور
یہ حدیث کہ مومن نجس نہیں ہوتا صحاح میں مشہور ہے اور روایت کیا امام بیہقی نے ابن عباس سے کہ حضرت نے فرمایا تمپر غسل
نہیں ہے میت کو غسل دینے میں کیونکہ تمہارا میت پاک مرتا ہے اور وہ نجس نہیں ہے تو کافی ہے تم کو ہاتھ دہو ڈالنا بیہقی
نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے اور اسکے اسناد میں ابراہیم بن ابی بکر بن ابی شیبہ ہے لیکن ثقہ کہا اوسکو نسائی نے اور
اور لوگون نے اور حجت لی اوس سے امام بخاری نے اور کہا یہ حدیث حسن ہے حافظ ابن حجر نے کہا یہ حدیث حسن ہے عمر رضی
کی حدیث ہم غسل دیتے تھے میت کو پھر کوئی ہم میں سے غسل کرتا اور کوئی غسل نہ کرتا روایت کیا اوسکو خطیب نے ابن حجر
نے کہا اسناد اسکا صحیح ہے اسماء بنت عمیس کی حدیث اونہون نے غسل دیا ابو بکر کو جب وہ مر گئے پھر باہر نکلین اور جو
مہاجرین موجود تھے اون سے پوچھا کہ اس دن سردی بہت ہے اور میں روزہ سے ہون تو کیا مجھپر غسل واجب ہے انہون
نے کہا نہیں روایت کیا اوسکو امام مالک نے موطا میں اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے واقدی کے طریق سے انہون
نے زہری کے بھتیجے سے انہون نے عروہ سے اونہون نے عائشہ سے کہ ابو بکر نے وصیت کی تھی کہ غسل دیوین اون کو
اسماء بنت عمیس پھر وہ تھک گئیں تو اونہون نے مدد لی عبد الرحمن سے بیہقی نے کہا اسکے کئی شاہد ہیں ابن ابی ملیکہ
سے اونہون نے عطا سے اونہون نے سعد بن ابراہیم سے اور سب مرسل ہیں ابن عمر کی حدیث اونہون نے خوشبو لگائی
سعید بن زید کے ایک بیٹے (عبد الرحمان) کو اور انکا جنازہ اٹھایا پھر مسجد میں گئے اور نماز پڑھی اور وضو نہ کیا روایت
کیا اوسکو مالک نے موطا میں امام محمد نے اپنے موطا میں کہا کہ ہم اس حدیث پر عمل کرتے ہیں اور ہمارے نزدیک وضو ضرور نہیں
ہے اوسپر جو جنازہ اٹھاوے یا خوشبو لگاوے یا کفن یا غسل دیوے میت کو اور یہی قول ہے ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کا شوکانی

نے کہا حضرت علی اور ابوہریرہ اور ناصر کا ایک قول اور امامیہ کا قول ہے کہ مردے کو غسل دینے سے غسل واجب ہے اور اکثر عترت اور مالک اور اصحاب شافعی کا یہ قول ہے کہ غسل مستحب ہے اور یہی حق ہے مترجم کہتا ہے کہ احتیاط اسی میں ہے کہ جو کوئی غسل سے پہلے میت کو چھووے یا اسکا جنازہ اوٹھاوے تو وہ تازہ وضو کر لیوے واللہ اعلم حدثنا آدم بن ابی ایاس قال حدثنا ابن ابی ذئب قال حدثنا سعید المقبری عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال العبد فی صلوۃ ما کان فی المسجد ینتظر الصلوۃ ما لم یحدث فقال رجل اعجمی ما الحدث یا ابا ہریرۃ قال الصوت یعنی الضرطۃ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے آدم بن ابی ایاس نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن عبدالرحمن بن مغیرہ بن حارث ابن ابی ذئب نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سعید مقبری نے اونہوں نے ابوہریرہ سے کہا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ بندہ نماز میں رہتا ہے یعنی نماز کا ثواب اسکو ملتا رہتا ہے جبتک مسجد میں نماز کا انتظار کرتا ہے جبتک اسکو حدث نہو ایک شخص عجمی (جو عربی فصیح نہ جانتا ہو گو عرب کا ہو اور شاید یہ شخص وہی تھا جو حضر موت کا رہنے والا جس کا ذکر کتاب الوضوء کے شروع میں گذرا) بولا حدث کیا ہے اے ابوہریرہ انہوں نے کہا آواز یعنی گوز (یعنی پاد اور جو بلا آواز ہو اسکو پھسکی کہتے ہیں اور عربی میں فسا) ابوداؤد کی روایت میں یوں ہے کہ وضو نہیں مگر پاد یا پھسکی سے اور خاص کیا انہوں نے حدثوں کو کیونکہ مسجد کے اندر غالباً یہی ہوتے ہیں تو ظاہر ہے کہ سوال ایک خاص حدث سے تہا جو نماز کے اندر بہی ہو جاتا ہے ورنہ اور حدث اس سے بہی زیادہ سخت ہیں جیسے پائخانہ اور پیشاب اور حدیث کے سب راوی مدینہ کے ہیں سوا آدم کے وہ بہی مدینہ گئے تھے (فتح) حدثنا ابو الولید قال حدثنا ابن عیینۃ عن الزہری عن عباد بن تمیم عن عمہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا ینصرف حتی یسمع صوتا او یجد ریحا ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے ابوالولید (ہشام بن عبدالملک طیالسی) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے (سفیان) ابن عیینہ نے اونہوں نے روایت کی (محمد بن مسلم) زہری سے اونہوں نے عباد بن تمیم (انصاری) سے اونہوں نے اپنے چچا (عبداللہ بن زید مازنی) سے اونہوں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ نے مت پھیر (نمازی اپنے نماز سے) یہانتک کہ آواز سنے یا بدبو پاوے (حدث کی یہ حدیث مع شرح اوپر گذر چکی) حدثنا قتیبۃ قال حدثنا جریر عن الاعمش عن منذر ابی یعلی الثوری عن محمد ابن الحنفیۃ قال قال علی کنت رجلا مذاء فاستحییت ان اسال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فامرت المقداد بن الاسود فسالہ فقال فیہ الوضوء ورواہ شعبۃ عن الاعمش ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے قتیبہ بن سعید نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے جریر بن عبدالحمید

نے اونہون نے روایت کی (سلیمان بن مہران) اعمش سے اونہون نے منذر ابی یعلی ثوری سے اونہون نے محمد بن حنفیہ سے
اونہون نے کہا فرمایا حضرت امیرالمومنین علی بن ابیطالب نے مین ایک شخص تہا بہت مذی والا (یعنے مذی میری بہت نکلتی
تہی) تو مین نے شرم کی کہ پوچہون جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (حکم اوسکا کیونکہ حضرت کی صاحبزادی حضرۃ سیدۃ
النساء خاتون جنت علیہما السلام میرے نکاح مین تہین اور داماد کو ایسی باتین خسر کے سامنے کہنا شرم کی بات ہی) آخر
مینے مقداد بن الاسود (صحابی مشہور محب اہل بیت یہ ثعلبہ کی بیٹے ہین اور اسود نے ان کو پال لیا تہا) کو حکم کیا (مذی
کا مسئلہ حضرت سے پوچہنے کے لیے) اونہون نے پوچہا آپ سے آپنے فرمایا مذی نکلنے سے وضو ہے (اور غسل نہین ہے) **ف**
حافظ ابن حجر نے کہا اسحدیث کی بحث کتاب الغسل مین اگر خدا چاہے تو آویگی اور ایک طریقہ اسحدیث کا کتاب العلم مین
گذر چکا اور یہان اسحدیث کو اسلیے لائے کہ اوس سے نکلتا ہے کہ وضو واجب ہے مذی سے کیونکہ وہ حدث ہی اور سبیلین
سے نکلتی ہے انتہے عبدالرزاق نے مصنف مین قتادہ اور عکرمہ سی روایت کیا اون دونون نے کہا کہ منی وہ پانی ہے جو
کود کر شہوت کے وقت نکلتا ہے اور بچہ اوسی پانی سے پیدا ہوتا ہے اوس مین تو غسل لازم ہے اور مذی وہ پانی ہے
جو عورت سے بوس و کنار کرتے وقت نکل آتا ہے اوس مین شرمگاہ کا دہونا اور وضو لازم ہے اور ودی وہ پانی ہی
جو پیشاب کے ساتھ اور پیشاب کے بعد نکلتا ہے اوس مین شرمگاہ کا دہونا اور وضو لازم ہے انتہی اور مذی باتفاق
علما حدث ہی یعنے سب کے نزدیک مذی نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اس مین اختلاف ہے کہ مذی نکلنے کے بعد
تمام ذکر کا دہونا ضرور ہے یا نہین مالک اور احمد اور اہلحدیث کے نزدیک ضرور ہے اور شافعی اور ابوحنیفہ اور جمہور علما
کے نزدیک صرف اوس مقام کا دہونا کافی ہے جہان سے مذی نکلتی ہے اور سارے ذکر کا دہونا ضرور نہین اس باب
مین جو حدیثین وارد ہین وہ یہہ ہین ۱- ابوداؤد اور دارمی اور ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا اور
کہا حسن صحیح ہے سہل بن حنیف سے اونہون نے کہا مین مذی سے بڑی تکلیف اور سختی اوٹہاتا تہا اور مین اکثر اس سے
غسل کیا کرتا تہا تو مینے ذکر کیا اسکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپنے فرمایا کافی ہے تجہکو مذی سے وضو مینے
عرض کیا یا رسول اللہ کپڑے مین جو لگ جاتی ہے اوسکو کیا کرون آپنے فرمایا کافی ہے تجہے یہ کہ ایک چلو پانی لیوے
اور اپنے کپڑے پر چہڑک دیوے جہان تو سمجہے کہ مذی لگ گئی ہے اور اثرم کی روایت مین یہ ہے کہ مین مذی سے تکلیف
اوٹہاتا تہا پہر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور مینے آپ سے یہ بیان کیا آپنے فرمایا کافی ہے تجہکو ایک لپ پانی
لینا اور چہڑک دینا اوسپر شوکانی نے کہا اسحدیث کی اسناد مین محمد بن اسحاق ہے اور وہ ضعیف ہے جب عنعن
روایت کرے کیونکہ وہ تدلیس کرتا ہے لیکن اسحدیث مین عنعن نہین ہے بلکہ صریح ہے حدیث بیان کرنا ۲

احادیث مذی

ترمذی اور ابوداؤد نے عبد اللہ بن سعد سے اونہون نے کہا مین نے حضرت سے پوچھا جو پانی کے بعد پانی نکلے آپ نے فرمایا
یہی مذی ہے اور ہر ایک نر کی مذی نکلتی ہے تو دہو اوس سے شرمگاہ اپنی اور فوطے اپنی اور وضو کر جیسے نماز کے لیے
وضو کرتا ہے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور حافظ ابن حجر نے کہا اوس کا اسناد ضعیف ہے زیلعی نے کہا روایت
کیا اوسکو امام احمد نے مسند مین اور عبد الحق نے احکام مین کہا کہ اسکے اسناد سے حجت نہ لیجاویگی ۳ طبرانی نے معقل
بن یسار سے کہ حضرت عثمان منی سے تکلیف اوٹہاتے تہے انہون نے ایک شخص کو حضرت کے پاس بہیجا اوس نے آپ سے
پوچھا آپ نے فرمایا یہ مذی ہے اور ہر نر کی مذی نکلتی ہے دہو ڈال اوسکو پانی سے اور وضو کر اور نماز پڑہ ۴ طحاوی نے
شرح معانی الآثار مین حضرت علی سے کہ مین مذی دیکہتا تہا تو مین نے حکم دیا مقداد کو حضرت سے پوچہنے کا آپ نے فرمایا بے
شک ہر نر کی مذی نکلتی ہے تو جب منی نکلے اوس مین غسل ہے اور جب مذی نکلے تو اوس مین وضو ہے ۵ اسحاق بن
راہویہ نے اپنی مسند مین حضرت علی سے اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا گیا آپ سے مذی کو آپ نے فرمایا ہر نر کی
مذی نکلتی ہے تو ذکر کو دہووے اور وضو کرے ۶ حضرت علی کی یہی روایت جو متن مین مذکور ہوئی اور مسلم کی روایت مین
یہ ہے کہ ذکر کو دہووے اور وضو کرے اور ایک روایت مین بخاری کے یہ ہے اپنے ذکر کو دہو اور وضو کر شوکانی نے کہا ابوداؤد
نے اس حدیث کو روایت کیا سلیمان بن یسار سے اونہون نے مقداد سے اور ایک روایت مین امام احمد اور نسائی اور
ابن حبان کے یہ ہے کہ حضرت علی نے عمار بن یاسر کو حکم دیا پوچہنے کا اور ابن خزیمہ کی ایک روایت مین یون ہے کہ حضرت علی
نے خود پوچہا اور ابن حبان نے دونون روایتون مین مطابقت کی ہے بطور سے کہ شاید دو مرتبہ سوال ہوا ہو اور روایت کیا
اسکو ابوداؤد نے عروہ کے طریق سے حضرت علی سے اوس مین یہ ہے کہ اپنے فوطون کو دہووے اور ذکر کو لیکن عروہ نے حضرت
علی سے نہین سنا اور روایت کیا اوسکو ابو عوانہ نے اپنی صحیح مین عبیدہ سے اونہون نے حضرت علی سے اور اس اسناد مین کوئی
طعن نہین ہے انتہی ۷ امام مسلم نے اپنی صحیح مین ابن عباس سے حضرت علی نے کہا ہمنے مقداد کو بہیجا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس اونہون نے پوچہا اگر کسی آدمی کی مذی نکلے تو وہ کیا کرے آپ نے فرمایا وضو کر ڈال اور شرمگاہ دہو ڈال
نووی نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مذی نجس ہے اور سوای پیشاب اور پائخانہ کے اور نجاستون مین ڈہیلے سے پاک
کرنا کافی نہین بلکہ پانی سے طہارت کرنا چاہیے اور مسئلہ پوچہنے مین کسیکو وکیل کرنا درست ہے انتہی باختصار ۸
امام نسائی نے حضرت علی سے یہی مضمون اوس مین یہ ہے کہ مین نے ایک شخص سے کہا پوچہنے کو جو میرے پہلو مین بیٹہا تہا
دوسری روایت مین یہ ہے کہ مین نے مقداد سے کہا جب کوئی آدمی اپنی عورت پاس بیٹہے پہر مذی نکل آوے اور جماع
نکرے اسبات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہہ کیونکہ مین شرم کرتا ہون آپ سے یہ پوچہنے مین آپکی صاحب

زادی پیر نکاح مین ہے مقداد نے پوچہا آپ نے فرمایا اپنے ذکر کو دہووے اور نماز کا سا وضو کرے تیسری روایت مین رافع
بن خدیج سے یہہ ہے کہ حضرت علی نے عمار کو حکم دیا چوتہی روایت مین مقداد سے یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا اپنی شرمگاہ پر پانی چہڑکے
یعنے دہووے اور نماز کا سا وضو کرے ۹ ابن ماجہ نے ابن عباس سے کہ ابی بن کعب پاس وہ آئے اور انکے ساتھ حضرت عمر تھے
پہر ابی نکلے اور کہا کہ مینے مذی دیکہی تو اپنے ذکر کو دہویا اور وضو کیا حضرت عمر نے کہا کیا یہ کافی ہے انہون نے کہا ہان حضرت عمر نے کہا
کیا تو نے یہ رسول اللہ صلعم سے سنا انہون نے کہا ہان ۱۰ امام مالک نے اسلم عدوی سے حضرت عمر نے کہا مذی اس طرح گرتی ہے مجہہ
سے جیسے بلور کا دانہ تو جب ایسا اتفاق ہو تم مین کسی کو تو دہو ڈالے اپنے ذکر کو اور وضو کرے جیسے نماز کے لیے وضو کرتا
ہے ۱۱ امام مالک نے جندب سے کہ مینے عبد اللہ بن عمر سے پوچہا مذی کا حکم انہون نے کہا جب پاوے کوئی تو پاوے تو اپنی
شرمگاہ دہو اور جیسے نماز کے لیے وضو کرتا ہے ویسا وضو کر ۱۲ امام طحاوی نے سلیمان بن ربیعہ سے انہون نے نکاح
کی ایک عورت بنی عقیل کی وہ اوسکے پاس جاتے اور اس سے کہیلتے انہون نے پوچہا حضرت عمر سے انہون نے کہا جب
تو پانی دیکہے تو اپنی شرمگاہ اور فوطون کو دہو اور نماز کا سا وضو کر ۱۳ امام طحاوی نے ابن عباس سے کہ تین چیزین
ہین منی اور مذی اور ودی تو مذی اور ودی مین اپنے ذکر کو دہووے اور وضو کرے اور منی مین غسل کرے ۱۴ امام
طحاوی نے ابو حجرہ سے کہ انہون نے کہا ابن عباس سے مین جانور پر سوار ہوتا ہون تو مذی نکل آتی ہے ابن عباس نے کہا اپنے
ذکر کو دہو ڈال اور وضو کر جیسا نماز کے لیے کرتا ہے ۱۵ امام طحاوی نے حسن سے مذی اور ودی مین اپنی شرمگاہ
دہووے اور وضو کرے نماز کا سا ۱۶ امام طحاوی نے سعید بن جبیر سے جب کسی کی مذی نکلے تو حشفہ کو دہووے (سارے
کو) اور نماز کا سا وضو کرے امام شوکانی نے کہا مذی بالاتفاق نجس ہے مگر امامیہ کے نزدیک پاک ہے اور احادیث سے
یہ نکلتا ہے کہ مذی نکلنے کے بعد سارے ذکر اور فوطون کو دہووے اور یہی قول ہے اوزاعی اور بعض حنابلہ اور بعض
مالکیہ کا اور عترت اور حنفیہ اور شافعیہ اور جمہور یہ کہتے ہین کہ اوسی جگہہ کا دہونا واجب ہے جہان مذی لگ جاوے بدن سے
اور تعجب ہے ابن حزم سے انہون نے ظاہری ہو کر جمہور کا مذہب اختیار کیا اور کہا کہ سارے ذکر کا دہونا بے دلیل ہے
انتہے حق اوزاعی اور بعض حنابلہ کا قول ہے کہ سارے ذکر اور فوطون کو دہووے جیسے عبد اللہ بن سعد کی حدیث مین
گذرا ات اور روایت کیا اس حدیث کو شعبہ نے اعمش سے ف یعنے شعبہ نے بہی جریر کی متابعت کی حافظ ابن حجر
نے کہا شعبہ کی روایت کو ابو داؤد طیالسی نے اپنی مسند مین روایت کیا اسی طرح مین کہتا ہون متابعت کی جریر کی
سوا شعبہ کے ہشیم نے بہی اعمش سے اوس نے منذر ابی یعلے سے اوس نے محمد بن حنفیہ سے نکالا اوسکو طحاوی نے شرح
معانی الآثار مین اوسمین اتنا زیادہ ہے کہ ہر نر کی مذی نکلتی ہے حدثنا سعد بن حفص قال حدثنا شیبان

عن يحيى عن ابي سلمة ان عطاء بن يسار اخبره ان زيد بن خالد اخبره انه سال عثمان بن عفان
قلت ارأيت اذا جامع فلم يمن قال عثمان يتوضأ كما يتوضأ للصلوة ويغسل ذكره قال عثمان سمعته
من النبي صلى الله عليه وسلم فسالت عن ذلك عليا والزبير وطلحة وابي بن كعب فامروه بذلك **ترجمہ**
حدیث بیان کی ہم سے سعد بن حفص (ابو محمد طلحی) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شیبان ابن عبد الرحمن نحوی
(ابو معاویہ) نے اونہون نے روایت کی یحیی (ابن ابی کثیر بصری تابعی) سے اونہون نے روایت کی ابو سلمہ (ابن عبد الرحمان
عبد اللہ بن عبد الرحمن بن عوف تابعی مشہور) سے انکو خبر دی عطا ابن یسار (مدنی) نے انکو خبر دی زید بن خالد (مدنی
صحابی) نے کہ اونہون نے پوچھا حضرت عثمان بن عفان ذو النورین رض سے تبلاؤ مجھکو جب کوئی شخص جماع کرے
(یعنے دخول ہو جاوے) اور منی نہ نکلے (یعنے انزال نہ ہو) حضرت عثمان نے کہا وہ وضو کرے جیسے نماز کے لیے وضو کرتا ہے اور
ذکر کو اپنے دہو ڈالے حضرت عثمان نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا زید نے کہا پہر مین نے یہی مسئلہ حضرت
امیر المؤمنین علی مرتضے اور زبیر اور طلحہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے پوچھا اون سب نے یہی حکم دیا زید کو **ف**
یعنے سب نے یہی کہا کہ ایسی صورت مین وضو کافی ہے اور غسل ضرور نہین ہے حافظ صاحب نے کہا اس مسئلہ کی تفصیل
کتاب الغسل مین آویگی اور وہان یہی معلوم ہوگا کہ یہ حکم منسوخ ہے اور اس باب مین اس حدیث کے بیان کرنے سے یہ غرض
ہے کہ جماع کرنا یعنے دخول اگرچہ انزال نہ ہو وضو کو واجب کرتا ہے اور وضو غسل مین داخل ہے اور اوائل اسلام مین
صرف وضو ہی واجب تہا ایسی صورت مین بعد اوسکے حضرت نے یہ حکم دیا کہ جب دخول ہو جاوے تو غسل واجب ہو گیا اگرچہ
انزال نہ ہو یہ خلاصہ ہے حافظ صاحب کی تحقیق کا مترجم کہتا ہے امام بخاری کے نزدیک یہ حکم منسوخ نہین ہوا اور
اسکی دلیل یہ ہے کہ اونہون نے کتاب الغسل مین یہ کہا کہ غسل واجب ہونے کی حدیث زیادہ عمدہ ہے اور ہم نے کتاب الوضوء
مین جو دوسری حدیث اس باب مین بیان کی یعنے یہی حدیث تو اسوجہ سے کہ صحابہ نے اختلاف کیا ہے اس مسئلہ مین اور
غسل مین زیادہ احتیاط ہے انتہے زیادہ احتیاط کے کہنے سے یہ نکلتا ہے کہ وضو بہی کافی ہے مگر احتیاط کے خلاف
ہے اور جو یہ حکم منسوخ ہوتا امام بخاری کے نزدیک تو کتاب الغسل مین تصریح کرتے کہ کتاب الوضو مین جو حدیث ہم نے بیان
کی وہ منسوخ ہے اس حدیث سے علاوہ اسکے منسوخ حدیث کا بیان کرنا بے فائدہ ہے اور یہ توجیہ کہ وضو کا حکم منسوخ
نہین ہوا بلکہ غسل کا واجب ہونا منسوخ ہوا ظاہر کے خلاف ہے کیونکہ ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ صرف وضو کافی ہے اور
غسل واجب نہین اور غسل کے اندر جو وضو آجاتا ہے اس پر اطلاق وضو کا نہین ہوتا واللہ تعالی اعلم قسطلانی نے کہا پہلے
صحابہ مین اس مسئلہ مین اختلاف تہا پہر اجماع ہو گیا غسل واجب ہونے پر اور عثمان بن عفان اور علی بن ابیطالب اور

زبیر بن عوام اور طلحہ بن عبید اللہ اور سعد بن ابی وقاص اور ابن مسعود اور رافع بن خدیج اور ابو سعید خدری اور ابی بن کعب اور ابن عباس اور زید بن ثابت اور عطا بن ابی رباح اور ہشام بن عروہ اور اعمش اور بعض ظاہریہ کا یہی قول ہے کہ دخول سے غسل واجب نہیں ہے جب تک انزال نہ ہو **مترجم** کہتا ہے ہم بھی اس مسئلہ کی تحقیق خدا چاہے تو کتاب الغسل میں بیان کرینگے اور اس کے متعلق جتنی حدیثیں وارد ہوئی ہیں ان کو وہین بیان کرینگے واللہ المستعان **حَدَّثَنَا** اِسْحَاقُ هُوَ ابْنُ مَنْصُورٍ قَالَ اَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَكْوَانَ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَ اِلَى رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَجَاءَ وَرَاْسُهٗ يَقْطُرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّنَا اَعْجَلْنَاكَ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُعْجِلْتَ اَوْ قُحِطْتَ فَعَلَيْكَ الْوُضُوْءُ تَابَعَهٗ وَهْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَلَمْ يَقُلْ غُنْدَرٌ وَّيَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ الْوُضُوْءُ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے اسحاق بن منصور (ابن بہرام) نے اونہوں نے کہا خبر دی ہم کو نضر ابن شمیل ابو الحسن مازنی بصری) نے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو شعبہ (ابن حجاج) نے اونہوں نے روایت کی حکم (ابن عتیبہ) سے اونہوں نے ذکوان ابو صالح (زیات مدنی) سے اونہوں نے ابو سعید خدری (سعد بن مالک انصاری) سے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری مرد کو بلا بھیجا (عتبان کو جو مالک کا بیٹا ہے جیسے مسلم کی روایت میں ہے یا صالح کو جیسے ابن اسحاق نے مغازی میں نقل کیا یا رافع بن خدیج کو جیسے امام احمد نے نکالا اور مسلم کی روایت سب سے زیادہ صحیح ہے) وہ آیا اور اسکے سر سے پانی ٹپک رہا تھا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمنے شاید تجھکو جلدی میں ڈالا **ف** یعنی جماع سے اچھی طرح فارغ نہ ہونے دیا حافظ ابن حجر نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ قرینہ پر عمل کر سکتے ہیں اور وہ قرینہ یہ تھا کہ اوس صحابی نے آنے میں دیر کی جتنی غسل میں دیر ہوتی ہے اور یہ عادت کے خلاف تھا کس لیے کہ صحابہ حضرت کے یاد فرمانے پر فوراً حاضر ہوتے پھر آپ نے اپر غسل کا نشان دیکھا تو پہچان لیا کہ وہ جماع میں مصروف تھے اور احتمال تھا کہ اونہوں نے انزال سے پہلے نکال لیا ہوگا یا انزال کے بعد تو یہی پوچھا اور اس سے یہ بھی نکلا کہ طہارت پر مداومت کرنا مستحب ہے کیونکہ آپنے انکار نہ کیا انکو دیر لگانے پر اور شاید یہ واقعہ اوس سے پہلے کا ہے جب آپکے بلانے پر فوراً حاضر ہونا واجب ہوا کیونکہ واجب میں مستحب کے لیے دیر نہیں کر سکتے اور عتبان وہی ہیں جنہوں نے حضرت سے خواہش کی تھی کہ میرے مکان میں تشریف لاکر نماز پڑھیے تاکہ میں اوس جگہہ کو نماز کی جگہہ مقرر کر لوں اور احتمال ہے کہ یہ واقعہ اوسی موقعہ کا ہو اور انہوں نے غسل میں جلدی کی ہو حضرت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے **ت** اوس نے عرض کیا ہان (آپ کا فرمانا صحیح تھا) تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو جلدی میں ڈالا جاوے یا تجھکو انزال نہ ہو تو تجپر وضو ہے (غسل کرنا ضرور نہیں)

متابعت کی نضر کی اس روایت مین وہب ابن جریر بن حازم نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے امام ابو
عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہا غندر اور محمد بن جعفر اور یحیی ابن سعید قطان نے شعبہ سے وضو نہین نقل کیا **ف**
یعنے غندر اور یحیی نے بہی یہ حدیث شعبہ سے روایت کی اسی اسناد اور متن سے پر انکی روایتون مین علیك الوضوء
نہین ہے حافظ ابن حجر نے کہا وہب کی روایت کو ابو العباس بن سراج نے اپنی مسند مین نکالا اور غندر اور یحیی کی
روایتون کو امام احمد نے اپنی مسند مین اور یحیی کی روایت مین یون ہے فلیس علیك غسل علیك غسل تیری اوپر غسل نہین
ہے اور غندر کی روایت مین یون ہے فلا غسل علیك علیك الوضوء اور ایسا ہی نکالا اوسکو مسلم اور ابن ماجہ اور
اسماعیلی اور ابو نعیم نے اور شاید امام بخاری کے کسی شیخ نے یہ حدیث یحیی اور غندر دونو سے نقل کی ہو اور لفظ یحیی
کا ذکر کیا ہو واللہ اعلم **باب** الرَّجُلِ یُوَضِّیُٔ صَاحِبَهُ باب اس بیان مین کہ کوئی شخص اپنے ساتھی کو وضو کراوے
تو کیا ہے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ یَحْیٰی عَنْ مُوْسَی بْنِ عُقْبَةَ عَنْ
کُرَیْبٍ مَوْلَی ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ عَدَلَ اِلَی
الشِّعْبِ فَقَضٰی حَاجَتَهُ فَقَالَ اُسَامَةُ فَجَعَلْتُ اَصُبُّ عَلَیْهِ وَیَتَوَضَّأُ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُصَلِّیْ فَقَالَ الْمُصَلّٰی
اَمَامَكَ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے محمد بن سلام نے اونہون نے کہا خبر دی ہمکو یزید بن ہارون نے اونہون نے روایت
کی یحیی بن سعید انصاری تابعی سے اونہون نے موسی بن عقبہ اسدی مدنی تابعی سے اونہون نے کریب سے جو مولے
تہے ابن عباس کے اونہون نے اسامہ بن زید سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لوٹے عرفات سے تو متوجہ ہوئے گہاٹی
کی طرف اور حاجت سے فارغ ہوئے اسامہ نے کہا پہر مین نے آپ پر پانی ڈالنا شروع کیا اور آپ وضو کر رہے تہے مین نے
عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ نماز پڑہین گے آپ نے فرمایا نماز کا مقام تیرے آگے ہے **ف** یعنی مزدلفہ مین جہان مغرب
اور عشا ملا کر پڑہتے ہین حافظ صاحب نے کہا کہ امام بخاری نے اس حدیث سے دلیل لی وضو مین دوسرے کی مدد لینے پر
اور یہ نہ کہا کہ یہ فعل جائز ہے یا کیا اور امام بخاری کی عادت ہے کہ وہ ایسے امور کو جن مین اختلاف ہوتا ہے مبہم رہنے
دیتے ہین نووی نے کہا مدد لینا وضو مین تین طرح ہے ایک تو پانی لانے مین اس مین کچہ کراہت نہین مین کہتا
ہون افضل یہ ہے کہ اس مین بہی مدد نہ لیوے دوسرے یہ کہ دوسرا آدمی اعضا کو دہووے اور یہ مکروہ ہے مگر ضرورت سے تیسرے
یہ کہ دوسرا آدمی پانی ڈالے اس مین دو قول ہین ایک یہ کہ مکروہ ہے دوسرے یہ کہ اولی کے خلاف ہے مگر جائز ہے اور
اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ جب ثابت ہوا کہ حضرت نے ایسا کیا تو پہر وہ اولی کے خلاف نہ رہا بلکہ اولی ہو گیا اس لیے
جو فعل ہو کرے وہی اولی ہے اور اسکا جواب یون دیا ہے کہ بعض کام آپنے جواز کو بیان کرنے کے لیے کیئے تو

آپکے حق مین وہ اولی کے خلاف نہو پر دوسرے کے حق مین اوسکے خلاف ہو اور کرمانی نے کہا جب اولی اسکا ترک ہوا تو اس
کا فعل مکروہ ہوگا اور جواب اوسکا یہ ہے کہ ہر فعل جو مکروہ ہے اوسکا کرنا اولی کے خلاف ہے مگر جو اولی کے خلاف ہو وہ
ضرور نہین کہ مکروہ ہو کیونکہ مکروہ کا اطلاق کبھی حرام پر بھی ہوتا ہے انتہی ما قال الحافظ رحمہ اللہ مترجم کہتا ہے مین ان
موشگافیون کو اور باریکیون کو پسند نہین کرتا اور مین بری ہون ان باتون سے اللہ اور اوسکے رسول کی رضامندی کے
لیے میری یہ رائے ہے کہ جو فعل حضرت نے کیا وہی اولی ہے امت کے لیے بھی بشرطیکہ اوسکی تخصیص آپ سے ثابت نہو پس
اس مسئلہ مین بھی حق یہی ہے کہ اکثر آپ اپنے ہاتھ سے وضو کرنا اور خود ہی پانی ڈالنا بہتر ہے کیونکہ آپ نے اکثر ایسا کیا
اور کبھی کبھی خصوصًا سفر مین یہ افضل ہے کہ دوسرا شخص پانی ڈالے اور آپ اپنے ہاتھ سے اعضا کو دھووے جیسے حضرت نے
کیا اور یہی اولی ہے اور یہی السنہ ہے اور یہی عین صواب ہے پس جو فعل حضرت نے کیا اور وہ آپ سے خاص نہ تھا وہی امت
کے حق مین بھی اعلے اور اولے اور افضل ہے اگرچہ سارے زمانے کے ملا اور مولوی اوسے اولی نہ کہین بلکہ معاذ اللہ
خلاف اولی کہین ؎ بخدا بروی تو محراب دل حافظ نیست ؛ طاعت غیر تو در مذہب ما نتوان کرد ؛ اس تقریر
سے حافظ ابن حجر کے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت نے جس کام کو کیا اوسکو اولی کے خلاف کہنے مین بھی علما کو تامل ہے اور
جس نے کہا اوس نے یہ حکمت بیان کی کہ اورون کے حق مین خلاف اولی ہے اور آپکے حق مین وہی اولی تھا کیونکہ آپ
نے بیان جواز اور امت کی تعلیم کے لیے کیا پھر معاذ اللہ حضرت نے جس کام کو کیا اور کوئی اوسکو مکروہ یا حرام یا تشبیہ
کہے وہ تو مردود اور ملعون اور کافر ہے اگر جان بوجھکر کہ یہ حضرت کا فعل ہے وہ ایسا کہتا ہے اور اوس سے توبہ لی جاوے
ورنہ قتل کیا جاویگا لعنۃ اللہ علیہ وعلے اتباعہ ارشاد الساری مین ہے جلال المحلی نے کہا یون نہ کہا جاویگا کہ وضو کا
پانی دوسرے سے ڈلوانا اولی کے خلاف ہے اب یہ حدیث کہ مین اپنے وضو مین کسی سے مدد نہین لیتا حضرت عمر نے جلدی
کی آپ پر وضو کا پانی ڈالنے مین تو نووی نے شرح مہذب مین کہا کہ باطل ہے اسکی کوئی اصل نہین انتہی حدثنا
عمرو بن علي قال حدثنا عبد الوهاب قال سمعت يحيى بن سعيد قال أخبرني سعد بن إبراهيم أن نافع بن
جبير بن مطعم أخبره أنه سمع عروة بن المغيرة بن شعبة يحدث عن المغيرة بن شعبة أنه كان مع رسول
الله صلى الله عليه وسلم في سفر وأنه ذهب لحاجة له وأن مغيرة جعل يصب الماء عليه وهو يتوضأ
فغسل وجهه ويديه ومسح برأسه ومسح على الخفين ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے عمرو بن علی فلاس بصری حافظ
مشہور نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد الوہاب ابن عبد المجید ثقفی بصری نے اونہون نے کہا مین نے
سنا یحیی بن سعید انصاری تابعی سے اونہون نے کہا خبر دی ہمکو سعد بن ابراہیم بن عبد الرحمان بن عوف

قرشی تابعی ہنے انکو خبر دی نافع بن جبیر بن مطعم (قرشی نوفلی مدنی تابعی) نے انھون نے سنا عروہ بن مغیرہ بن شعبہ سے
وہ حدیث بیان کرتے تھے مغیرہ بن شعبہ ابن مسعود ثقفی صحابی مشہور جو اسلام لائے حدیبیہ سے پہلے اور امیر تھے کوفہ کے
وفات پائی ۵۰ھ ہجری مین ان سے اس کتاب مین گیارہ حدیثین مروی ہین) سے وہ ساتھ تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے سفر مین اور آپ تشریف لیگئے حاجت کے لیے اور مغیرہ نے آپ پر پانی ڈالنا شروع کیا اور آپ وضو کر رہے
تھے پھر آپ نے اپنے منہ کو دھویا اور دونو ہاتھونکو اور مسح کیا اپنے سر پر اور مسح کیا دونو موزونپر **ف** حافظ صاحب نے
کہا اس حدیث کی بحث موزونپر مسح کے باب مین آویگی اور اس باب مین اس حدیث کو لانے سے غرض یہ ہے کہ دلیل لیجاوے
وضو مین مدد لینے پر ابن بطال نے کہا وضو ان عبادتون مین سے ہے جن مین مدد لینا درست ہے اور نماز ان مین سے
نہین ہے اور ان دونو حدیثون سے اتنا ہی نکلتا ہے کہ وضو مین اتنی مدد لینا کہ دوسرا شخص پانی ڈالتا جاوے مکروہ نہین
ہے تو پانی لا دینا بطریق اولی مکروہ نہوگا البتہ اعضا کا دہلانا یہ مکروہ ہے اور ان دونو حدیثون سے اسکا جواز
نہین نکلتا ہان مستحب یہ ہے کہ وضو کے متعلق کسی کام مین مدد نہ لیوے اور وہ جو روایت کیا ابو جعفر طبری نے ابن
عمر سے وہ کہتے تھے مجھے پروا نہین کوئی میری مدد کرے وضو مین یا رکوع مین یا سجدے مین تو اس سے مراد وہ
مدد ہے کہ وضو کرنے والے کے اعضا دھونے مین مدد کرے نہ یہ کہ پانی ڈالنے مین کیونکہ طبری نے مجاہد سے روایت کیا
وہ ابن عمر پر پانی ڈالتے تھے اور ابن عمر اپنے دونو پاؤن دھوتے تھے اور حاکم نے مستدرک مین ربیع بنت معوذ
سے روایت کیا انھونے کہا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس وضو کا پانی لائی آپ نے فرمایا ڈال مین نے ڈالا اور
اس حدیث سے یہی نکلتا ہے کہ حضر مین بھی ایسی مدد لینا درست ہے کیونکہ باب کی دونو حدیثین سفر سے متعلق ہین
اور امام بخاری اس حدیث کو نہین لائے اس لیے کہ انکی شرط پر نہ تھی انتہے مختصرا نیل الاوطار مین ہے کہ وضو مین مدد
لینے کو مکروہ کہا ہے عمر نے اور فقہا نے لیکن بحر مین ہے کہ پانی ڈالنا بالاجماع جائز ہے کس لیے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم پر پانی ڈالا وضو مین اور غزالی وغیرہ شافعیہ نے کہا کہ آپ نے مدد لی اس لیے کہ آپکی آستینین تنگ
تھین اور انکار کیا اوسکا ابن الصلاح نے اور کہا کہ حدیث سے مدد لینے کا جواز مطلقاً نکلتا ہے کیونکہ آپ نے منہ
بھی دھویا اسیطرح کہ دوسرا شخص پانی ڈالتا تھا اور بعض فقہا نے کہا کہ یہ مدد سفر مین تھی آپ نے چاہا کہ رفیق چھوٹ
نجاوین حافظ نے تلخیص مین کہا کہ اسپر اعتراض ہے اور جس نے مدد کو مکروہ جانا ہے اوس نے دلیل لی ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے حضرت عمر کو جب وہ دوڑے آپکے ہاتھ پر پانی ڈالنے کے لیے مین اپنے وضو مین
کسی سے مدد نہین لیتا نووی نے شرح مہذب مین کہا یہ حدیث باطل ہے اسکی کوئی اصل نہین اور نکالا اسحدیث

کو بزار اور ابو یعلی نے مسند مین نضر بن منصور کے طریق سے اوس نے ابو الجنوب سے عقبہ بن علقمہ سے اور نضر ضعیف ہے مجہول
اوس سے حجت نہ لی جاویگی عثمان دارمی نے کہا مین نے ابن معین سے کہا نضر بن منصور روایت کرتا ہی ابن ابی معشر اُن
لوگون کو تم پہچانتے ہو اونھون نے کہا یہ لکڑی ڈھونے والے ہین (یعنے غیر معتبر لوگ ہین) اور دلیل لی ہے ابن عباس
کی حدیث سے اونھون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وضو کو کسی کے سپرد نہ کرتے (یعنے کسی سے اوسمین مدد نہ لیتے) اور روایت
کیا اوس کو ابن ماجہ اور دارقطنی نے اور اوسکی اسناد مین مطہر بن ہیثم ہے اور وہ ضعیف ہے اور یہ ثابت ہوا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدد لی وضو مین اسامہ سے جیسے پہلی حدیث مین گذرا روایت کیا اوسکو بخاری اور
مسلم نے اور مدد لی آپنے ربیع بنت معوذ سے پانی ڈالنے مین لیتے وہ لوٹا تھا پھر نکالا اوسکو دارمی اور ابن ماجہ
اور ابو مسلم کجی نے ربیع سے اور ابن الصلاح نے کہا کہ روایت کیا اوسکو ابو داؤد اور ترمذی نے حافظ نے کہا
ابو داؤد کی روایت مین اتنا ہی ہے کہ ربیع نے حضرت کے واسطے پانی لا دیا تھا البتہ ترمذی نے تو پانی کا بھی ذکر نہین کیا
البتہ مستدرک مین ہے کہ ربیع نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پانی ڈالا آپنے وضو کیا اور فرمایا پانی ڈال اوس نے ڈالا
اور ابن ماجہ نے ام عیاش سے روایت کیا اونھون نے کہا مین وضو کراتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مین
کھڑی ہوتی تھی آپ بیٹھے ہوتے تھے حافظ نے کہا اوسکا اسناد ضعیف ہے اور روایت کیا ابن ماجہ نے صفوان
بن عسال سے اونھون نے کہا مین نے وضو مین پانی ڈالا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سفر اور حضر مین اس حدیث کو امام بخاری
نے تاریخ کبیر مین بھی نکالا حافظ نے کہا اسمین ضعف ہے شوکانی نے کہا ضعف کی وجہ شاید یہ ہوگی کہ اوس کے
اسناد مین حذیفہ بن ابی حذیفہ ہے اور ان تمام احادیث سے یہ نکلتا ہے کہ پانی ڈالنے مین مدد لینا جائز ہے اور مکروہ
نہین ہے اور جو حدیثین مدد نہ لینے کے باب مین آئی ہین وہ ضعیف ہین مگر یہ امر ثابت نہین ہوا کہ حضرت نے اپنے
اعضا وضو مین اور کسی سے ملوائے ہون نہ کوئی قول آپ کا اوسکے جواز مین ثابت ہی تو ظاہر یہی ہے کہ وضو کے
اعضاء اگر اور

کسی سے ملوائے گا تو وضو جائز نہ ہوگا اور یہی ظاہریہ کا قول ہے انتہے مختصراً مترجم کہتا ہی اس مقام مین حافظ
ابن حجر اور امام شوکانی پر یہ اعتراض کیا ہے بعضون نے کہ ابو داؤد کی کتاب مین ربیع کی ایک روایت مین صاف
یہ موجود ہے اسکبی لی وضوء اور ظاہر اسکے معنے یہی ہین کہ وضو کا پانی ڈالا البتہ اگر اسکا یہ مطلب ہو کہ
وضو کا پانی کسی برتن مین ڈالدے تو خیر مگر یہ ظاہر کے خلاف ہے کیونکہ حاکم نے مستدرک مین اسی حدیث کو ربیع سے
روایت کیا جسمین زیادہ تصریح ہے اس بات کی کہ اونھون نے وضو مین آپکے اعضا پر پانی ڈالا تھا البتہ ترمذی

کی کتاب میں یہ حدیث نہیں ملی اور اس اعتراض کا جواب یوں ہو سکتا ہے کہ اس روایت میں اسکب لی الوضوء ہے لام سے جس کے معنے یہی ہیں کہ پانی ایک برتن میں لا کر رکھ دے جیسے انس کی حدیث میں ہے طبرانی میں یَا أَنَسُ اُسْكُبْ لِي وَضُوءًا فَسَكَبْتُ لَهُ اور کبشہ کی حدیث میں جو سنن اربعہ میں ہے فَسَكَبَتْ لَهُ وَضُوءًا اور جو سکب یہاں ہوں پر پانی ڈالنے کے معنوں میں ہوتا تو اُسکے عکس کہتے اور شان حافظ ابن حجر کی بڑی ہے اس سے کہ ایسے اعتراض ان پر کیے جاویں مگر ابن ماجہ نے اپنی سنن میں اس حدیث کو یوں روایت کیا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وضو کا برتن لیکر آئی آپ نے فرمایا پانی ڈال میں نے ڈالا اور اس روایت سے معترض کے اعتراض کی تائید ہوتی ہے اور امام نسائی نے سنن میں ایک باب قائم کیا خدمتگار وضو کا پانی ڈالتا جاوے تو کیسا ہے پھر یہ حدیث لائے عَنِ الْمُغِيرَةِ سَكَبْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تَوَضَّأَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ یعنے میں نے جنگ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر پانی ڈالا جب آپ نے وضو کیا تو مسح کیا دونوں موزوں پر اور اس میں سکب کا تعدیہ علی سے ہے نہ لام سے جیسا ابوداؤد کی روایت میں ہے

بَاب قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ بَعْدَ الْحَدَثِ وَغَيْرِهِ یہ باب بیان میں اسکے کہ قرآن کا پڑھنا حدث کے بعد اور حالتوں میں جہاں حدث کا گمان ہو درست ہے۔ کرمانی نے کہا کہ وغیرہ کی ضمیر قرآن کی طرف پھرتی ہے یعنے قرآن اور دوسری چیزوں کا جیسے ذکر یا سلام وغیرہ پڑھنا درست ہے حدث کے بعد بھی اور حدث سے مراد چھوٹا حدث ہے یعنے جس سے وضو لازم آتا ہے نہ جنابت جسکو بڑا حدث کہتے ہیں کیونکہ جنابت کی حالت میں قرآن پڑھنا درست نہیں ہے شوکانی نے کہا حدث کی حالت میں اگرچہ قرآن پڑھنا اور جو اس کے مانند ہے جیسے ذکر یا سلام وغیرہ درست ہے لیکن مکروہ ہے تنزیہاً اور افضل یہ ہے کہ طہارت کے ساتھ پڑھے مترجم کہتا ہے کہ کراہت تنزیہی باطل ہوتی ہے ان احادیث سے جن میں یہ ہے کہ حضرت ذکر کرتے اللہ کا ہر وقت اور شاید خصوصیت ہو حضرت کی مگر اس خصوصیت پر کوئی دلیل نہیں ہے اور مناسب یہ کہنا ہے کہ حدث کی حالت میں جائز ہے اور طہارت کے ساتھ افضل ہے اس باب میں جو حدیثیں وارد ہیں ان میں مہاجر بن قنفذ کی حدیث ہے انہوں نے سلام کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ وضو کر رہے تھے آپ نے جواب نہ دیا یہاں تک کہ وضو سے فارغ ہوئے پھر جواب دیا بعد اسکے فرمایا مجھکو کچھ نہیں روکا کسی نے جواب دینے سے مگر اس نے کہ میں نے برا جانا اللہ کی یاد کرنا بغیر وضو کے روایت کیا اسکو احمد اور ابن ماجہ نے اور نکالا اسکو ابوداؤد اور نسائی نے بھی اور ایک روایت میں ابوداؤد کی یہ ہے کہ آپ اس وقت پیشاب کر رہے تھے اور بیان اس حدیث کا مع اپنے متعلقات کی تیمم کے باب میں گذر چکا ہے ابوجہیم بن حارث کی حدیث صحیحین میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے بیر جمل کی طرف

سے ایک شخص آپ سے ملا اوس نے سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا یہانتک کہ آپ دیوار کے پاس آئے آپ نے مسح کیا اپنے منہ اور
دونوں ہاتھوں پر پھر سلام کا جواب دیا حضرت علی کی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حاجت کو ادا کرتے پھر نکلتے اور
قرآن پڑھتے اور ہمارے ساتھ گوشت کھاتے اور آپ کو قرآن پڑھنے سے کوئی چیز نہ روکتی سوا جنابت کے روایت کیا اس
کو ترمذی اور نسائی اور ابوداؤد اور احمد اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور بزار اور دارقطنی اور
بیہقی نے اور صحیح کہا اوسکو ترمذی اور ابن حبان اور ابن سکن اور عبد الحق اور بغوی نے شرح السنہ میں اور ابن خزیمہ
نے کہا یہ حدیث میرے اصل مال کی تہائی ہے اور شعبہ نے کہا میں نے کوئی حدیث اس سے زیادہ اچھی بیان نہیں کی شافعی
نے کہا اہل حدیث اسکو ثابت نہیں کہتے بیہقی نے کہا اسکی وجہ یہ ہے کہ عبد اللہ بن سلمہ اسکا راوی بگڑ گیا تھا اور اس نے یہ
حدیث بوڑھا ہونے کے بعد روایت کی ایسا ہی کہا شعبہ نے اور خطابی نے کہا کہ امام احمد اس حدیث کو ضعیف کہتے تھے
اور نووی نے کہا ترمذی نے اکثر علماء کا خلاف کیا کیونکہ اکثر علما نے اس حدیث کو ضعیف کیا ہے اور اوپر وہ لوگ بیان
ہو چکے جنہوں نے ترمذی کی موافقت کی اس حدیث کے صحیح کہنے میں اور بخاری نے نقل کیا عمرو بن مرہ سے جو راوی ہے اس حدیث
کا وہ کہتا تھا کہ عبد اللہ بن سلمہ ہم سے حدیث بیان کرتے تھے تو بعضی حدیثوں کو ہم پہچانتے اور بعضی کو نہ پہچانتے اور
روایت کیا اس حدیث کو امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں پانچ طریقوں سے ہے اور سب میں عبد اللہ بن سلمہ موجود ہے
حاکم نے مستدرک میں کہا بخاری اور مسلم نے اس حدیث کو نہیں نکالا کیونکہ اونہوں نے حجت نہیں لی عبد اللہ بن سلمہ سے
طحاوی کا ایک لفظ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب حالوں میں قرآن پڑھتے مگر جنابت کی حالت میں اور ایک
لفظ میں یہ ہے کہ آپ سب حالوں میں ہم کو قرآن سکھاتے مگر جنابت کی حالت میں حضرت عائشہ کی حدیث کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا ذکر کرتے ہر وقت روایت کیا اوسکو احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے اور
ذکر کیا اوسکو امام بخاری نے بغیر اسناد کے شوکانی نے کہا امام مسلم نے بھی اس حدیث کو روایت کیا نووی نے کہا جو
شخص حاجت میں مصروف ہو یعنی پیشاب یا پاخانہ کر رہا ہو وہ اللہ کی یاد کرے تو مکروہ ہے اور علماء نے کہا ہے
کہ ایسی حالت میں نہ تسبیح کرے نہ تکبیر نہ تہلیل نہ سلام کا جواب دیوے نہ چھینکنے والے کا اور جو خود چھینکے تو الحمد للہ نہ
کہے اور نہ اذان کا جواب دیوے اسی طرح جماع کی حالت میں بھی کوئی ذکر الہی نہ کرے اگر ان حالتوں میں چھینکے تو
دل میں الحمد للہ کہہ لیوے اور زبان نہ ہلاوے اور یہ کراہت تنزیہی ہے نہ تحریمی تو اگر کوئی شخص ان حالتوں میں ذکر
الہی کرے تو اوس پر کچھ گناہ نہ ہوگا اور یہی مذہب ہے شافعیہ اور اکثر علما کا اور ابن منذر نے اوسکو نقل کیا ابن
عباس اور عطا اور سعید جہنی اور عکرمہ سے اور ابراہیم نخعی اور ابن سیرین نے کہا کہ حاجت کی حالت میں ذکر الہی

کرنا برا نہین اب حاجت کے وقت بات کرنا وہ بہی منع ہے مگر ضرورت کیوقت درست ہے جیسے کوئی اندہا کنوے مین گرتا ہو یا سانپ
یا بچہو کسی اندہے کو کاٹنے آوے تو اوسکو خبر دیوے انتہے ابن عمر کی حدیث امام طحاوی نے روایت کی نافع سے اونہون
نے کہا مین ابن عمر کے ساتھ گیا ابن عباس پاس کسی کام کے لیے اونہون نے اپنی حاجت ادا کی اور اسی دن یہ حدیث
بیان کی کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گذرا ایک گلی مین اور آپ پاخانہ یا پیشاب سے نکلے تہے اوس نے آپ
کو سلام کیا آپنے جواب نہ دیا یہانتک کہ وہ شخص گلی مین غائب ہونے لگا تب آپنے اپنے دونو ہاتھ دیوار پر مارے اور
تیمم کیا منہ کے لیے پہر دوسری بار ہاتھ مارے اور تیمم کیا دونو ہاتہون کے لیے پہر اوس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا
نہین روکا مجھکو تیرے سلام کا جواب دینے سے مگر اس نے کہ مین باوضو نہ تہا اور روایت کیا امام طحاوی نے ضحاک
بن عثمان کے طریق سے انہون نے نافع سے انہون نے ابن عمر سے کہ ایک شخص نے سلام کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو اور آپ پیشاب کر رہے تہے آپنے جواب نہ دیا یہانتک کہ ایک دیوار پاس آئے اور تیمم کیا عمرو بن عبسہ کی حدیث
امام طحاوی نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان ایسا نہین ہے جو رات کو باوضو سووے اللہ
کی یاد پر پہر رات کو جاگے اور اللہ سے مانگے کوئی چیز دنیا یا آخرت کی مگر اللہ تعالی اوسکو عنایت فرماویگا معاذ بن
جبل کی حدیث اسی مضمون کی روایت کیا اوسکو امام طحاوی نے اور اس باب مین جو آثار وارد ہوئے ہین وہ یہ ہین ابن
عباس اور ابن عمر رض سے روایت کیا امام طحاوی نے کہ وہ دونو قرآن پڑہتے تہے اور بے وضو ہوتے تہے اور
روایت کیا ابن عباس سے کہ وہ اپنا ورد پڑہتے تہے قرآن کا اور بے وضو ہوتے اور روایت کیا ابان بن صمعہ اوس نے ابن
عمر سے کہا جب مین پانی بہاؤن تو اللہ کا ذکر کرون اونہون نے کہا پانی بہانے سے کیا مراد ہے مین نے کہا جب
پیشاب کرون اونہون نے کہا ہان اللہ کی یاد کر اور روایت کیا ابرہیم نخعی سے کہ عبد اللہ بن مسعود ایک شخص کو
پڑہا رہے تہے (قرآن) حسبنات کے کنارے پہونچے تو وہ شخص چپ ہو رہا عبد اللہ نے کہا تجھے کیا ہوا وہ بولا مجھے حدث
ہوا عبد اللہ نے کہا پڑہتی جا وہ پڑہنے لگا اور عبد اللہ اوسکو بتانے لگے اور روایت کیا سلمان سے انکو حدث ہوا
وہ قرآن پڑہنے لگے لوگون نے کہا تم کو حدث ہوا اور تم قرآن پڑہتے ہو اونہون نے کہا ہان مین جنب نہین ہون اور
روایت کیا شعبہ سے اونہون نے کہا مین نے قتادہ سے پوچہا ایک شخص بے وضو قرآن پڑہے اونہون نے کہا مین نے سعید بن
المسیب سے سنا وہ کہتے تہے ابو ہریرہ کبہی ایک صورت پڑہتے اور وہ بے وضو ہوتے ذکر کیا ان تمام آثار کو طحاوی

نے شرح معانی الآثار مین وَقَالَ مَنْصُورٌ عَنْ اِبْرَاهِیمَ لَا بَاسَ بِالْقِرَاءَۃِ فِی الْحَمَّامِ اور منصور بن المعتمر نے ابرہیم
نخعی سے نقل کیا اونہون نے کہا حمام مین قرآن پڑہنے مین کچہ قباحت نہین **ف** حافظ صاحب نے کہا اس اثر

کو سعید بن منصور نے موصولاً روایت کیا ابو عوانہ سے اونہون نے منصور سے اسی طرح اور روایت کیا عبد الرزاق نے ثوری سے
اونہون نے منصور سے اونہون نے کہا مین نے ابراہیم سے پوچھا حمام مین قرآن پڑہنے کو انہون نے کہا حمام قرآن پڑہنے
کے لیے نہین بنا ہے مین کہتا ہون یہ ابو عوانہ کی روایت کے خلاف نہین ہے کیونکہ اس سے جواز نکلتا ہے اور سعید بن
منصور نے محمد بن ابان سے روایت کیا انہون نے حماد بن ابی سلیمان سے اونہون نے کہا مین نے ابراہیم سے پوچھا حمام مین قرآن
پڑہنے کو اونہون نے کہا مکروہ ہے اور پہلا اسناد زیادہ صحیح ہے اور ابن منذر نے حضرت علی سے روایت کیا انہون نے کہا
برا گھر ہے حمام اوس مین ستر دور کیجاتی ہے اور وہان ایک آیت بہی قرآن کی نہین پڑہی جاتی اور اس سے قرآن
پڑہنے کی کراہت حمام مین نہین نکلتی بلکہ یہ بیان ہے حمام کے حال کا کہ وہان غفلت ہوتی ہے ذکر الٰہی سے اور
ابو حنیفہ سے بہی اسکی کراہت منقول ہے اور مخالفت کی انکی امام محمد اور امام مالک نے اون دونون نے کہا مکروہ
نہین ہے کیونکہ کراہت کی کوئی خاص دلیل نہین ہے اور یہی کہا صاحب عدہ اور صاحب بیان نے شافعیہ مین سے اور
امام نووی نے تبیان مین بہی عدم کراہت نقل کی البتہ شرح کفایہ مین ہے کہ پڑہنا نہ چاہیے اور حلیمی نے کہا حاجت
کیوقت بہی قرآن پڑہنا اس کی مثل ہے اور سبکی کبیر نے عدم کراہت کو ترجیح دیا ہے اور کہا ہے کہ قرآن کا پڑہنا اور
بہت پڑہنا مطلوب ہے پہر اگر حدث کیحالت مین منع ہو تو بہت ثواب جاتا رہے گا پہر کہا حمام مین اگر قاری پاک مکان
مین ہو اور کشف ستر نہ ہو تو قرآن پڑہنا مکروہ نہین ورنہ مکروہ ہے مترجم کہتا ہے فتاوی قنیہ جو حنفیون کی بڑی
معتبر کتاب ہے اوس مین لکہا ہے کہ قرآن کا پڑہنا پاخانہ مین درست ہے لیکن قسطلانی نے امام ابو حنیفہ سے نقل کیا کہ
حمام اور پاخانے مین قرآن کا پڑہنا مکروہ ہے پاخانہ مین تو نجاست کی وجہ سے اور حمام مین مستعمل پانی کی وجہ سے
اور وہ بہی نجس ہے اور حق میرے نزدیک کراہت ہے کیونکہ امام ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور نسائی نے انس
سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پاخانہ مین تشریف لیجاتے تو اپنی انگوٹھی نکال لیتے ترمذی نے
کہا یہ حدیث صحیح ہے اور یہ امر ثابت ہے کہ آپ کی انگوٹھی کا نقش محمد رسول اللہ تہا روایت کیا اس حدیث کو ابن حبان اور
حاکم نے بہی نسائی نے کہا یہ حدیث محفوظ نہین ہے اور ابو داؤد نے کہا منکر ہے اور دارقطنی نے اسمین اختلاف بیان
کیا اور نووی نے کہا کہ ترمذی کا قول رد کیا گیا ہے اور منذری نے کہا ٹہیک یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ راوی
اسکے سب ثقہ ہین اور متابعت کی انکی ابو الفتح قشیری نے اور علت اس حدیث کی یہ ہے کہ روایت کیا اوسکو ہمام نے
ابن جریج سے اور ابن جریج نے زہری سے نہین سنا بلکہ روایت کیا اوسکو زیاد بن سعد سے اوس نے زہری سے
دوسرے لفظ سے اور روایت کیا اوسکو ہمام کے ساتھ مرفوعاً یحییٰ بن خریس بجلی اور یحییٰ بن متوکل نے نکالا ان

دونون روایتون کو حاکم اور دارقطنی نے اور روایت کیا اوسکو عمر بن عاصم نے اور وہ ثقات مین سے ہین ہمام سے موقوفًا انس پر اور بیہقی نے اوسکا ایک شاہد نکالا اور اشارہ کیا اوسکے ضعف کیطرف اور راوی اسکے سب ثقہ ہین اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور اس مین یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انگوٹھی پہنی جسکا نقش محمد رسول اللہ تھا پھر آپ جب پاےخانے جاتے تو اوسکو اتار لیتے اور اسکا ایک شاہد ہے ابن عباس سے روایت کیا اوسکو جوزقانی نے احادیث ضعیفہ مین اور اسکے راوی سب ثقے ہین مگر محمد بن ابراہیم رازی وہ متروک ہے اور ظاہر ہے کہ انگوٹھی کا اتارنا اسیوجہ سے تھا کہ اوسپر اللہ کا نام کندہ تھا پس زبان سے بھی اللہ کا ذکر کرنا پاےخانے اور نجس مقامات مین مکروہ ہوگا البتہ ذکر قلبی کرسکتا ہے اور اسکے لیے کوئی مقام اور کوئی وقت مانع نہین ہے اور یہ ذکر قلبی کہ زبان سے کوئی حرف نہ نکلے نہ آواز اہل باطن کے نزدیک معتبر ہے بلکہ شیخ شہاب الدین سہروردی نے اوسکی فضیلت مین ایک حدیث بھی نقل کی ہے اور علماء ظاہر کا یہ قول ہے کہ جب تک زبان سے حروف نہ نکالے اور اتنی آواز نہ نکلے کہ خود سنے اوس وقت تک ذکر کا ثواب نہ ہوگا اور قرآن شریف سے ذکر قلبی کیطرف اشارہ نکلتا ہے اور حق اس باب مین اہل باطن کا قول ہے مگر یہ ضرور ہے کہ عبادات شرعیہ مین اسیطرح ذکر کرے جیسے علماے ظاہر نے کہا ہے اور تائید کرتا ہے کراہت کی وہ مضمون بھی جو روایت کیا جماعت نے سوا بخاری کے ابن عمر سے کہ ایک شخص گذرا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پیشاب کر رہے تھے اوس نے سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا ابوداؤد کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ آپ نے تیمم کیا پھر سلام کا جواب دیا اور یہ حدیث مہاجر بن قنفذ کے طریق سے اوپر کئی بار گذر چکی شوکانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ کراہت کرتے وقت اللہ کا ذکر کرنا مکروہ ہے اگرچہ وہ ذکر واجب ہو جیسے سلام کا جواب دینا نووی نے کہا اس پر اتفاق ہے اور روایت کیا احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابو سعید سے انہون نے کہا مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے دو مرد نہ نکلین پاےخانے کو جاتے ہوے اپنا ستر کھولے ہوے باتین کرتے ہوے کیونکہ اللہ تعالی ناراض ہوتا ہے اوس سے اسکے اسناد مین عکرمہ بن عمار ہے امام مسلم نے اپنی صحیح مین اوس سے حجت لی ہے اور بعض حافظون نے عکرمہ کی اس حدیث کو ضعیف کیا ہے یحیی بن ابی کثیر سے لیکن اس تضعیف کی کوئی وجہ نہین ہے کیونکہ مسلم نے اوسکی حدیث نکالی یحیی سے اور بخاری نے اسکی روایت سے پیچھے سے شہادت لی ہے اور ترغیب و ترہیب مین ہے کہ اوسکے اسناد مین عیاض بن ہلال یا ہلال بن عیاض ہے اور وہ مجہول ہے اور ابن سکن نے اس حدیث کو نکالا اور صحیح کہا اور ابن قطان نے جابر سے اوس مین یہ ہے کہ جب دو آدمی پاےخانہ کرین تو ہر ایک اپنے ساتھی سے چھپ جاوے اور باتین نہ کرین حافظ ابن حجر نے کہا یہ معلول ہے انتہی

ویکتب الرسالة على غير وضوء اور ابراہیم نخعی نے کہا کہ رسالہ (خط) بے وضو لکھ سکتا ہے ف چونکہ رسالہ میں اول میں بسم اللہ لکھی جاتی ہے اسی طرح کتاب میں اکثر اللہ کا ذکر آتا ہے اور کبھی قرآن کی آیت بھی لکھنا ہوتی ہے تو پوچھنے والے نے خیال کیا کہ شاید بے وضو اسکا لکھنا مکروہ ہوگا تو ابراہیم نے کہا کہ مکروہ نہیں ہے اور بعض نسخوں میں یکتب ہے صیغہ مضارع سے اور بعض نسخوں میں بکتب ہے باء جارہ سے تو عطف ہوگا بالقراۃ پر یعنے کچھ قباحت نہیں بے وضو رسالہ لکھنے میں اور رسالہ سے مراد کتاب اور خط ہے اور بعض علم کی کتابیں بھی داخل ہیں حافظ ابن حجر نے کہا اس اثر کو عبدالرزاق نے ثوری سے روایت کیا اونہوں نے منصور سے اونہوں نے کہا میں نے ابراہیم سے پوچھا کیا میں بے وضو رسالہ لکھوں ابراہیم نے کہا ہاں وقال حماد عن ابراهيم ان كان عليهم ازار فسلم والا فلا تسلم اور حماد بن ابی سلیمان (فقیہ مشہور ابوحنیفہ کے استاذ) نے ابراہیم سے نقل کیا اگر حمام والے تہ بند باندھے ہوں تو انکو سلام کر ورنہ سلام نہ کر ف روایت کیا اسکو ثوری نے اپنے جامع میں اور سلام کرنا منع ہوا جب ننگے ہوں تاکہ انکی ذلت ہو کیونکہ وہ بدعت میں مصروف ہیں یا اس وجہ سے منع ہوا کہ وہ ننگے ہیں سلام کا جواب دینگے اور سلام بھی ذکر الٰہی ہے کیونکہ سلام علیکم قرآن میں موجود ہے اور سلام اللہ کا نام ہے اور دوسری توجیہ پر اس اثر کا ذکر باب کے مناسب ہو جاویگا لیکن عینی نے کہا ہے اول توجیہ میں یہ اثر باب سے تعلق نہ رکھیگا اور اسکا لانا صرف حمام کی مناسبت کی وجہ سے ہوگا حدثنا اسمعيل قال حدثني مالك عن مخرمة بن سليمان عن كريب مولى ابن عباس ان عبد الله بن عباس اخبره انه بات ليلة عند ميمونة زوج النبي صلى الله عليه وسلم وهي خالته فاضطجعت في عرض الوسادة واضطجع رسول الله صلى الله عليه وسلم واهله في طولها فنام رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى انتصف الليل او قبله بقليل او بعده بقليل استيقظ رسول الله صلى الله عليه وسلم فجلس يمسح النوم عن وجهه بيده ثم قرأ العشر الآيات الخواتيم من سورة آل عمران ثم قام الى شن معلقة فتوضأ منها فاحسن وضوءه ثم قام يصلي قال ابن عباس فقمت فصنعت مثل ما صنع ثم ذهبت فقمت الى جنبه فوضع يده اليمنى على رأسي واخذ باذني اليمنى يفتلها فصلى ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم اوتر ثم اضطجع حتى اتاه المؤذن فقام فصلى ركعتين خفيفتين ثم خرج فصلى الصبح

ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے اسمعیل بن ابی ادریس نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھسے مالک (امام مشہور) نے اونہوں نے روایت کی مخرمہ بن سلیمان (مدنی) سے اونہوں نے کریب سے جو مولی تھے ابن عباس کے کہ عبداللہ بن عباس نے بیان کیا اون سے کہ وہ ایک رات ام المومنین میمونہ کے پاس رہے جو بی بی تھیں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ابن عباس

کی خالہ تھیں ابن عباس نے کہا تو میں بچھونے کے عرض میں لیٹا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بی بی اوسکی لنبائی میں لیٹے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے جب آدھی رات ہوگئی یا اوس سے کچھ تھوڑا بعد تو آپ جاگے پھر بیٹھے اور اپنے ہاتھ سے نیند کو پونچھنے لگے اپنے منہ سے (یعنے آنکھیں ملنے لگے ہاتھوں سے) **ف** حافظ ابن حجر نے کہا مراد آنکھوں کا مسح کرنا ہے کیونکہ نیند پر مسح نہیں ہو سکتا یا نیند کے اثر کا مسح کرنا ہے اور عینی نے اسپر اعتراض کیا کہ نیند کا اثر تو خود نیند ہے اور یہ اعتراض لغو ہے کس لیے کہ نیند کا اثر خود نیند نہیں ہو سکتا بلکہ پلکوں کا لٹکنا آنکھوں کا چپک جانا یہ نیند کا اثر ہے اور اسکا مسح ہو سکتا ہے **ف** پھر آپنے دس آیتیں پڑھیں سورہ آل عمران کے اخیر کی (یعنے ان فی خلق السموات سے اخیر سورت تک) **ف** باب کا ترجمہ یہیں سے نکلتا ہے کیونکہ آپ نیند سے اوٹھے تھے اور اپنی بی بی کے ساتھ سوئے تھے اور پھر آپنے اسکے بعد وضو کیا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ باوضو نہ تھے باوجود اسکے آپنے قرآن پڑھا ابن بطال نے کہا اس سے رد ہو گیا اوس شخص کا جو قرآن کا پڑھنا بے وضو مکروہ جانتا ہے ابن منیر نے اسپر یہ اعتراض کیا کہ آپ کا وضو نیند سے نہیں جاتا تھا کیونکہ آپنے فرمایا میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا اور آپنے جو اس کے بعد وضو کیا وہ احتمال ہے کہ وضو پر وضو کیا ہو یا ان آیتوں کے پڑھنے کے بعد آپ کا وضو جاتا رہا ہو تو آپنے وضو کیا ہو حافظ ابن حجر نے ابن منیر کا یہ جواب دیا کہ وضو پر وضو کرنا نرا احتمال ہے جسپر کوئی دلیل نہیں اور سونے سے آپکا وضو نہ جانا مسلم ہے پر یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ اُس سونے میں آپ کا وضو قائم رہا تھا اور جب آپنے وضو کیا تو ظاہر یہی ہے کہ وضو جاتا رہا تھا اور دوسری دلیل یہ ہے کہ جب آپ اپنی بی بی کے ساتھ سوئے تو ظن غالب یہی کہ مساس اور لمس ہوا ہوگا اور اس سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے پس استدلال امام بخاری کا صحیح ہو جاویگا اور امام بخاری کا یہ مطلب اس حدیث سے نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو صرف سونے سے ٹوٹ جاتا تھا کیونکہ امام بخاری نے اس حدیث کو دوسرے باب میں نکالا اور اس میں یہ ہے کہ آپ لیٹے رہے پھر سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے پھر نماز پڑھی **ت** پھر آپ کھڑے ہوئے ایک مشک کیطرف جو لٹک رہی تھی پھر وضو کیا اوس سے اور اچھی طرح وضو کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے ابن عباس نے کہا میں بھی کھڑا ہوا اور جیسا آپنے کیا تھا میں نے بھی کیا پھر میں گیا اور آپکے بائیں پہلو میں جاکر کھڑا ہوا آپنے اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا داہنا کان پکڑا آپ اسکو ملنے لگے (پیار سے یا تنبیہ کی نیت سے کہ داہنی طرف کیوں نہ کھڑا ہوا) پھر آپنے دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں (یعنے سب بارہ رکعتیں) پھر وتر پڑھا (یعنے ایک رکعت وتر کی ادا کی) پھر آپ لیٹے رہے یہاں تک کہ موذن آیا پھر آپ کھڑے ہوئے اور دو رکعتیں ہلکی پھلکی پڑھیں (یعنے فجر کی سنتیں) پھر حجرے سے باہر

باہر نکلے اور صبح کی نماز پڑھی اپنے اصحاب کے ساتھ **ف** قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو صلاۃ اور وتر
اور تفسیر میں نکالا اور مسلم نے صلوۃ میں اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے **باب** مَنْ لَمْ یَتَوَضَّأْ اِلَّا مِنَ الْغَشْیِ الْمُثْقِلِ
باب بیان میں اوسکے کہ وضو نہیں لازم آتا غشی سے مگر اوس غشی سے جو سخت ہو **ف** یعنی جس سے بالکل ہوش اور حواس
جاتے رہیں اور اس سے رد کیا مصنف نے اوس شخص کا جو مطلق غشی سے وضو کو لازم کہتا ہے **حَدَّثَنَا** اِسْمٰعِیْلُ
قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ ہِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ عَنِ امْرَأَتِہٖ فَاطِمَۃَ عَنْ جَدَّتِہَا اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ اَنَّہَا قَالَتْ اَتَیْتُ
عَائِشَۃَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَاِذَا النَّاسُ قِیَامٌ یُّصَلُّوْنَ وَاِذَا ہِیَ قَائِمَۃٌ تُصَلِّیْ
فَقُلْتُ مَا لِلنَّاسِ فَاَشَارَتْ بِیَدِہَا نَحْوَ السَّمَاءِ وَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰہِ فَقُلْتُ اٰیَۃٌ فَاَشَارَتْ اَنْ نَّعَمْ فَقُمْتُ حَتّٰی
تَجَلَّانِیَ الْغَشْیُ وَجَعَلْتُ اَصُبُّ فَوْقَ رَاْسِیْ مَاءً فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَمِدَ اللّٰہَ وَ
اَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَیْءٍ کُنْتُ لَمْ اَرَہٗ اِلَّا قَدْ رَاَیْتُہٗ فِیْ مَقَامِیْ ہٰذَا حَتَّی الْجَنَّۃَ وَالنَّارَ وَلَقَدْ اُوْحِیَ
اِلَیَّ اَنَّکُمْ تُفْتَنُوْنَ فِی الْقُبُوْرِ مِثْلَ اَوْ قَرِیْبًا مِّنْ فِتْنَۃِ الدَّجَّالِ لَا اَدْرِیْ اَیَّ ذٰلِکَ قَالَتْ اَسْمَاءُ یُؤْتٰی اَحَدُکُمْ
فَیُقَالُ لَہٗ مَا عِلْمُکَ بِہٰذَا الرَّجُلِ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ اَوِ الْمُوْقِنُ لَا اَدْرِیْ اَیَّ ذٰلِکَ قَالَتْ اَسْمَاءُ فَیَقُوْلُ ہُوَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ
اللّٰہِ جَاءَنَا بِالْبَیِّنَاتِ وَالْہُدٰی فَاَجَبْنَا وَاٰمَنَّا وَاتَّبَعْنَا فَیُقَالُ نَمْ صَالِحًا فَقَدْ عَلِمْنَا اِنْ کُنْتَ لَمُوْقِنًا وَ
اَمَّا الْمُنَافِقُ اَوِ الْمُرْتَابُ لَا اَدْرِیْ اَیَّ ذٰلِکَ قَالَتْ اَسْمَاءُ فَیَقُوْلُ لَا اَدْرِیْ سَمِعْتُ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ شَیْئًا فَقُلْتُہٗ
ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے اسمٰعیل ابن ابی اویس نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے مالک ابن انس امام
مشہور نے اونہوں نے روایت کی ہشام بن عروہ ابن زبیر بن عوام سے اونہوں نے اپنی بی بی فاطمہ بنت منذر بن زبیر
بن عوام سے اونہوں نے اپنی دادی اسماء بنت ابی بکر سے (وہ بی بی تھیں زبیر کی) اونہوں نے کہا میں حضرت عائشہ
پاس گئی جو بی بی تھیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جسوقت سورج گہن ہوا دیکھو تو لوگ نماز پڑھ رہے ہیں اور
حضرت عائشہ بھی نماز پڑھ رہی ہیں میں نے کہا لوگوں کو کیا ہوا حضرت عائشہ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا آسمان
کیطرف اور کہا سبحان اللہ (نماز کے اندر یعنے تم سورج کو نہیں دیکھتیں اوس میں گہن لگا ہے) میں نے کہا کچھ
نشانی ہے (لوگوں کے عذاب کی) انہوں نے اشارہ کیا ہاں پھر میں کھڑی ہوئی یہانتک کہ غشی نے مجھکو ڈھانک
لیا (یعنے مجھکو غش آگیا کھڑے کھڑے یا پریشانی سے) اور میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی **ف** ابن بطال نے کہا
غشی ایک بیماری ہے جو بہت تھکنے کے بعد پیدا ہوتی ہے یا بہت کھڑے رہنے کے بعد اور یہ ایک قسم ہے بیہوشی کی
مگر بیہوشی سے کم ہے اور اسماء نے اپنے سر پر پانی ڈالا اوسکو دفع کرنے کے لیے اور اگر غشی سخت ہوتی تو بیہوشی تھی

کیطرح ہو جاتی اور بیہوشی سے وضو ٹوٹ جاتا ہی بالاجماع اور اسمار نے اپنے سر پر پانی ڈالا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اون کے حواس قائم تھے پس
ایسی حالت مین وضو نہ ٹوٹیگا اور یہ دلیل اسمار کے فعل سے ہی اسوجہ سے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑہتی
تہین اور آپ اپنے پیچھے والون کو نماز مین دیکھتے تہے تو آپنے انکار نہ کیا اسما پر وضو نہ کرنے سے اور اس حدیث کی کچہ
بحث کتاب العلم مین گذری اور باقی بحث کتاب الکسوف مین آویگی انشاء اللہ تعالی (فتح) **ف** جب حضرت نماز
سے فارغ ہوکر اور مڑے (نماز سے یا مسجد سے) تو آپنے اللہ کی تعریف کی اور اسکی ثنا بیان کی پہر فرمایا کوئی چیز ایسی
نہین ہے جسکو مین نے نہ دیکھا تہا مگر وہ مجہکو دکہلائی گئی اسی جگہہ مین یہانتک کہ دوزخ اور بہشت بہی اور مجہپر وحی
ہوئی کہ تمہارا امتحان ہوگا قبرون مین جیسے دجال سے امتحان ہوگا یا قریب دجال کے امتحان کے (فاطمہ نے کہا مین
نہین جانتی اسمار نے کونسا لفظ کہا یعنی یون کہا جیسے دجال کا امتحان یا قریب دجال کے امتحان کے) تم مین
سے ایک کے پاس آوینگے (یعنی فرشتے اللہ کے) اور کہینگے تو اس شخص کو (یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کو) کیا جانتا تہا پہر مومن یا موقن مجہے یاد نہین اسمار نے کونسا لفظ کہا (دونو لفظون کے معنے ایک ہین
یعنی یقین کہنے والا ایماندار جسکے دل مین شک اور شبہ اور نفاق نہ ہو) کہیگا وہ محمد ہین اللہ کے رسول ہمارے
پاس دلیلین لیکر آئے اور ہدایت (یعنی معجزے اور قرآن) تو ہم نے قبول کیا اور ایمان لائے اور پیروی کی پہر
اوس سے کہا جاویگا تو سورہ نیک بخت ہم تو جانتے تہے کہ تو یقین کرنے والا تہا لیکن منافق یا مرتاب مجہے یاد
نہین اسمار نے کونسا لفظ کہا (منافق کے معنے دل مین کفر زبان پر ایمان رکہنے والا مرتاب وہ جسکو شک ہو پورا
پورا یقین نہ ہو دین کی باتون کا) وہ کہیگا مین نہین جانتا مین نے لوگون کو سنا وہ کچہ کہتے تہے تو مین نے بہی کہا
ف یعنی معاذ اللہ حضرت محمد صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو لوگ شاعر یا کاہن کہتے تہے مین بہی ایسا ہی سمجہا
اور مین نے خود غور نہین کیا لوگون کی بات پر چلا معاذ اللہ اندہا دہند تقلید کا یہی نتیجہ ہے باپ دادا کی باتین
اگلے بزرگون کی باتین خاندان کی رسمین قوم کی رسمین پیر و مرشدون کی باتین درویشون اور فقیرون کی
رسمین عورتون کی رسمین کسیکو بغیر سمجہے بوجہے مان لینا حماقت اور سفاہت ہی بلکہ قرآن اور حدیث پر پیش کرنا
چاہیے جو اوسکے موافق ہو وہ خیر ورنہ لغو اور پوچ اور واہی ہے اور قیامت مین یہ کہنا کام نہ آویگا کہ لوگ
ایسا کہتے تہے یا ایسا کرتے تہے تو مین نے بہی کیا کس لیے کہ لوگون کی پیروی کرنیکا حکم ہمکو نہین ہمارے آقا
ہمارے مالک ہمارے شہنشاہ عالی جاہ بی پرواہ کی کتاب ہمارے پاس موجود ہے اور اسکے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی
کتاب صحیح بخاری ہمارے پاس موجود ہے پس یہ دو نو کتابین ہمکو کافی ہین ہم تو سارے زمانے کے مولوی اور ملا اور

درویشون اور بزرگون کی باتون کو ان دو کتابون سے جا بھڑینگے اور جو بات انکے خلاف نکلیگی وہ انہی کو مبارک رہے یا اللہ
تو اپنے فضل و کرم سے اخیر دم تک ہم کو قرآن اور صحیح بخاری پر قائم رکھہ اور آخرت مین ہمارا حشر کر ان لوگون مین جو
ان دو کتابون پر چلتے تہے قسطلانی نے کہا مولف نے اس حدیث کو علم اور طہارت مین نکالا اور کسوف مین اور
اعتصام مین اور اجتہاد مین اور سہو مین اور مسلم نے صلوٰۃ مین انتہی باب مسح الرأس کلہ سارے سر پر
مسح کرنیکا بیان لقولہ تعالیٰ وامسحوا برؤسکم کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور مسح کرو اپنے سرون پر اور اس مین قید
نہین کہ آدہے سر پر کرو یا چوتہائی سر پر کرو تو ظاہر یہی ہے کہ مراد سارا سر ہے جیسے منہہ سے مراد سارا منہہ ہے اور جو مراد
آدہا یا چوتہائی سر ہوتا تو حق تعالیٰ اسکو بیان کر دیتا جیسے ہاتہون مین بیان کر دیا کہ کہنیون تک دہوؤ اور پاؤن مین
بیان کر دیا کہ ٹخنون تک دہوؤ پس جب سر پر عمامہ نہ ہو تو سارے سر پر مسح کرنا لازم ہے اور اگر عمامہ ہو تو عمامہ کے اوپر
مسح کر لیوے وہ سر کے قائم مقام ہو جاویگا جیسے موزے پر مسح پاؤن دہونے کے قائم مقام ہو جاتا ہے یہی مذہب ہے
اہل حق اور اہل تحقیق کا اور چوتہائی سر یا آدہے سر کا مسح فرض ہونا ایک بے دلیل بات ہے گو اسکے قائل بڑے بڑے
لوگ ہون اور اوپر اسکا بیان تفصیل سے گذرا وقال ابن المسیب المرأۃ بمنزلۃ الرجل تمسح علیٰ رأسہا اور سعید بن
المسیب (تابعی جلیل مشہور فقیہ) نے کہا عورت بہی مرد کے مثل ہے اپنے سر پر مسح کرے (حافظ ابن حجر نے کہا
اس اثر کو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین روایت کیا اس مین یہ ہے کہ عورت اور مرد مسح مین برابر ہین اور امام احمد سے
منقول ہے انہون نے کہا عورت کو اپنے آگے کے سر پر مسح کرنا کافی ہے وسئل مالک ایجزی ان یمسح بعض الرأس
فاحتج بحدیث عبد اللہ بن زید امام مالک سے پوچہا گیا کیا آدہے یا پاؤ سر کا مسح کافی ہے تو انہون نے حجت لی عبد اللہ
بن زید کی حدیث سے ف حافظ صاحب نے کہا کہ پوچہنے والا اسحاق بن عیسیٰ بن طباع تہا یہ ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین
بیان کیا اس مین یہ ہے کہ مین نے امام مالک سے پوچہا کوئی شخص آگے کے سر پر مسح کرے وضو مین یعنی صرف پیشانی
پر یا چوتہائی سر پر جیسے حنفیہ کا قول ہے اکیا یہ کافی ہے انہون نے کہا حدیث بیان کی مجہ سے عمرو بن یحییٰ نے انہون نے روایت
کی اپنے باپ سے انہون نے عبد اللہ بن زید سے انہون نے کہا مسح کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو مین پیشانی سے
لیکر گدی تک پہر ہاتہون کو لوٹایا پیشانی تک تو مسح کیا سارے سر پر اور حضرت سے یہ ثابت نہین ہوا کہ آپنے مسح کیا ہو بعض
سر کا مگر مغیرہ کی حدیث مین ہے کہ مسح کیا آپنے پیشانی اور عمامہ پر انتہی مختصرا نووی نے کہا کہ سارے سر کا مسح کرنا
مستحب ہے بالاجماع شوکانی نے کہا اور واجب ہے اکثر عترت اور مالک اور مزنی اور جبائی اور امام احمد کے نزدیک
ایک روایت مین اور ابن علیہ کا بہی یہی قول ہے اور شافعی نے کہا کہ بعض سر کا مسح کافی ہے اور اسکی کوئی حد نہین

نہین کی ابن سید الناس نے شرح ترمذی مین کہا طبری کا بھی یہی قول ہے اور ابو حنیفہ نے کہا کہ چوتہائی سر کا مسح واجب ہے اور ثوری اور اوزاعی اور لیث نے کہا کہ بعض سر کا مسح کافی ہے لیکن آگے کے بعض پر کرے اور یہی قول ہے احمد اور زید بن علی اور ناصر اور باقر اور صادق علیہم السلام کا اور ثوری اور شافعی نے ایک انگلی سے بھی مسح جائز رکہا ہے اور ظاہر نے اختلاف کیا بعضون نے ساری سر کا مسح واجب کیا اور بعضون نے کہا بعض کا کافی ہے جو لوگ سارے سر کا مسح واجب کرتے ہین انکی دلیل عبد اللہ بن زید کی یہی حدیث ہے روایت کیا اوسکو جماعت نے یعنے ساتون عالمون نے اور طلحہ بن مصرف کی حدیث کہ حضرت نے اپنے سر پر مسح کیا یہانتک کہ گدی تک پہونچے روایت کیا اوسکو احمد اور ابو داؤد نے مخالفین یہ کہتے ہین کہ یہ فعل ہے حضرت کا اور فعل سے وجوب ثابت نہین ہوتا وہ کہتے ہین قرآن مین سر کے مسح کا حکم ہے اور سر سے مراد ظاہرا سارا سر ہے مخالفین یہ کہتے ہین کہ قرآن مین برؤسکم ہے اور با تبعیض کے لیے ہے وہ کہتے ہین با تبعیض کے لیے نہین آتی سیبویہ نے اپنی کتاب مین بیندرہ مقام مین اسکا انکار کیا ہے جو لوگ بعض سر کا مسح کافی سمجھتے ہین وہ انس کی حدیث سے دلیل لیتے ہین جسکو ابو داؤد نے نکالا اوس مین یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر قطرے (سرخ دہاری دار) عمامہ تہا آپنے اپنا ہاتہہ عمامہ کے نیچے سے اندر ڈالا اور مسح کیا آگے کے سر پر اور عمامہ کو نہین توڑا اور روایت کیا مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی نے مغیرہ سے کہ حضرت نے وضو کیا اور مسح کیا اپنی پیشانی اور عمامہ پر ابن قیم نے کہا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث مین بھی صحیح نہین ہوا کہ آپنے آدہے یا چوتہائی سر کے مسح پر اکتفا کیا ہو لیکن یہ منقول ہے کہ آپنے جب پیشانی پر مسح کیا تو اسکو عمامہ پر پورا کیا اور انس کی حدیث سے یہ نہین نکلتا کہ آپنے عمامہ پر مسح کو پورا نہین کیا اور مغیرہ کی حدیث نے اوسکو ثابت کیا تو واجب ہے رجوع کرنا اوسطرف اور علاوہ اسکے حافظ صاحب نے کہا کہ انس کی حدیث کا اسناد اعتراض سے خالی نہین یا نتہے شوکانی نے کہا کہ اس مین کچھ شک نہین کہ سارے سر کا مسح کرنا اولی ہے لیکن اوسکے وجوب مین کلام ہے اور روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی نے اور کہا حسن ہے ربیع بنت معوذ سے کہ حضرت نے وضو کیا اونکے پاس تو مسح کیا سارے سر پر بالون کے اوپر سے ہر طرف سے بالون کے اخیر تک اور بالون کو نہین ہلایا اپنی حالت سے (یعنے انکو اولٹا نہین) اور ایک روایت مین یہ ہے کہ مسح کیا اپنے سر پر دو بار شروع کیا اخیر سے پہر آگے سے اور اپنے دونو کانون پر انکی پیٹہ اور پیٹ پر شوکانی نے کہا روایت کیا اس حدیث کو امام احمد نے اور اسکا مدار ابن عقیل پر ہے اور اس مین مشہور گفتگو ہے خاصکر جب اوسکی روایت عنعن سے ہو اور ایک روایت مین امام احمد کے یہ ہے کہ حضرت نے وضو کیا اون کے پاس تو مین نے دیکہا آپنے مسح کیا اپنے سر پر بالون کی سیدہ پر آگے اور پیچھے اور مسح کیا دونو کنپٹیون پر اور دونو کانون پر اندر اور باہر اور روایت

کیا اوسکو ابن ماجہ اور بیہقی نے بھی اور رب کے اسناد مین ابن عقیل ہے شوکانی نے کہا انس کی حدیث مین جو حافظ صاحب نے
کہا کہ اسکے اسناد مین اعتراض ہے وہ یہ ہے کہ ابو معقل اوسکا راوی انس سے مجہول ہے لیکن باقی رجال اوسکے ثقہ ہین
امام طحاوی نے شرح معانی الآثار مین دلیل لی بعض سر کے مسح پر مغیرہ کی حدیث سے اور اوسکا جواب ہم کہہ چکے کہ اوس مین دلیل
نہین ہے کیونکہ اس حدیث مین یہ موجود ہے کہ آپنے پورا کیا مسح کو عمامہ پر دوسری یہ دلیل بیان کی کہ قیاس کیا اوسکو
موزون کے مسح پر اور اسکا جواب یہ ہے کہ موزون کا مسح جسطرح حضرت سے ثابت ہے وہ یہی ہے کہ انکے اوپر کی جانب مسح
کرے اور سر مین اسطرح ثابت نہین ہوا پس یہ قیاس فاسد ہے تیسری دلیل لی ابن عمر کے اثر سے کہ وہ مسح کرتے تھے
آگے کی جانب پر سر کے جب وضو کرتے اور اسکا جواب یہ ہے کہ موقوف روایت مخالفین کے نزدیک حجت نہین ہے علاوہ
اسکے اسمین یہ کہان ہے کہ اونہون نے پورا نہ کیا مسح کو عمامہ پر اور شاید اوسکے سر پر عمامہ ہو اور انہون نے مسح کو
عمامہ پر پورا کیا ہو جیسا حضرت نے کیا اور یہ قریب ہے قیاس کے کیونکہ ابن عمر کو بڑا تشدد تھا حدیث کی اتباع مین انتہی
ہدایہ مین ہے کہ ساری سر پر مسح کرے اور یہی سنت ہے حافظ نے تلخیص مین کہا کہ صاحب ہدایہ نے اشارہ کیا عبد اللہ
بن زید کی حدیث کیطرف جو صفت وضو مین ہے اوس مین یہ ہے کہ مسح کیا حضرت نے دونو ہاتھون سے آگے سے لے
گئے اور پیچھے سے لائے ایک بار روایت کیا اوسکو بخاری اور مسلم نے ابن منذر نے کہا کہ ساری سر کے مسح کو
کسی نے روایت نہین کیا سوا مالک کے اور یہ غلط ہے کیونکہ ابن وہب نے یحیی بن عبد اللہ بن سالم سے بھی روایت کیا مثل
مالک کی روایت کی نکالا اوسکو طحاوی نے اور ابن عیینہ نے اس روایت مین ایک نادر بات نقل کی کہ مسح کیا سر پر دو بار
ابن عبد البر نے کہا متفرد ہوا ساتھ اسکے ابن عیینہ اور شاید اونہون نے آگے سے لیجانے اور پیچھے سے لانیکو دو بار
سمجھا انتہی مختصرا مترجم کہتا ہے تکرار مسح کو ہم اوپر تفصیل سے بیان کر چکے ہین اور یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ تکرار صحیح
نہین اور سنت یہی ہے کہ ایک مرتبہ مسح کرے اسطرح کہ دونو ہاتھون کو پیشانی سے گدی تک لیجاوے پھر گدی سے پیشانی
تک لے آوے **حدثنا** عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن عمرو بن یحیی المازنی عن ابیہ ان
رجلا قال لعبد اللہ بن زید وھو جد عمرو بن یحیی اتستطیع ان تریني کیف کان رسول اللہ صلی اللہ
علیه وسلم یتوضأ فقال عبد اللہ بن زید نعم فدعا بماء فافرغ علی یدیه فغسل مرتین ثم مضمض واستنثر
ثلاثا ثم غسل وجهه ثلاثا ثم غسل یدیه مرتین مرتین الی المرفقین ثم مسح راسه بیدیه فاقبل بهما
وادبر بدأ بمقدم راسه حتی ذهب بهما الی قفاه ثم ردهما الی المکان الذی بدأ منه ثم غسل رجلیه
ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے اونہون نے کہا خبر دی ہم کو مالک بن انس (امام مشہور)

نے اونہوں نے روایت کی عمرو بن یحییٰ (بن عمارہ) مازنی سے انہوں نے اپنے باپ یحییٰ بن عمارہ بن ابی حسن) سے کہ ایک شخص نے (عمرو بن ابی حسن نے) عبداللہ بن زید (انصاری) سے کہا وہ (یعنے عمرو بن ابی حسن) دادا تھے عمرو بن یحییٰ کے (یعنے باپ کے چچا مجازاً) انکو دادا کہا حافظ صاحب نے کہا بعضوں نے یوں تفسیر کی ہے کہ عبداللہ بن زید دادا تھے عمرو بن یحییٰ کے اور یہ غلط ہے کیا تم مجھکو دکھا سکتے ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر وضو کرتے تھے عبداللہ بن زید نے کہا ہاں پھر انہوں نے پانی منگوایا (ایک روایت میں ہے کہ پیالہ منگوایا یا طشت پیتل کا یا کانسے کا) اور اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا انکو دو بار دھویا (ایک روایت میں ہے کہ تین بار دھویا) پھر کلی کی اور ناک سنکی تین بار (ایک روایت میں ہے تین چلوؤں سے) پھر دھویا اپنے مونھہ کو تین بار پھر دھویا اپنے دونوں ہاتھوں کو دو دو بار دونوں کہنیوں تک (یعنی کہنیوں سمیت اور یہ اتفاق ہے تمام علما کا سوا زفر کے اونکے نزدیک کہنیاں دھونے میں داخل نہیں ہیں) ف اور امام مالک سے بھی ایک روایت زفر کے موافق ہے لیکن امام شافعی نے ام میں کہا کہ میں کسی کا خلاف نہیں جانتا اس میں کہ کہنیوں کا دھونا واجب ہے وضو میں تو زفر کا قول اجماع کے خلاف ہے اسی طرح بعض اہل ظاہر کا اور امام مالک سے صراحتاً کہنیوں کا خارج ہونا منقول نہیں مگر اشہب نے ایک کلام محتمل ان سے نقل کیا ہے اور کہنیوں کے داخل ہونے پر حضرت کے فعل سے دلیل لا سکتے ہیں دارقطنی نے باسناد حسن روایت کیا حضرت عثمان سے پھر وضو کیا دونوں ہاتھ اپنے کہنیوں تک یہاں تک کہ بازوؤں کے کناروں تک پہنچے اور دارقطنی نے روایت کیا جابر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب وضو کرتے تو اپنی دونوں کہنیوں پر پانی بہاتے لیکن اسکا اسناد ضعیف ہے اور طحاوی اور طبرانی نے ثعلبہ بن عباد سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ حضرت نے پھر دھویا اپنی دونوں بانہوں کو یہاں تک کہ پانی بہنے لگا آپ کی دونوں کہنیوں پر تو یہ حدیثیں قوی کرتی ہیں ایک دوسرے کو (فتح) مترجم کہتا ہے حافظ صاحب نے اس باب میں اس صحیح حدیث کو بیان نہ کیا جسکو امام مسلم نے نکالا ابوہریرہ سے کہ اونہوں نے وضو کیا تو منہ دھویا اور وضو پورا کیا پھر داہنا ہاتھ دھویا یہاں تک کہ بازو میں دھونا پہنچ گیا پھر بایاں ہاتھ دھویا یہاں تک کہ بازو میں دھونا پہنچ گیا پھر سر پر مسح کیا پھر داہنا پاؤں دھویا یہاں تک کہ پنڈلی تک دھونا پہنچ گیا پھر بایاں پاؤں دھویا یہاں تک کہ پنڈلی تک دھونا پہنچ گیا پھر کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی وضو کرتے دیکھا اور ابوہریرہ نے کہا حضرت نے فرمایا تم سفید منہ سفید ہاتھ پاؤں ہوگے قیامت کے دن وضو پورا کرنے کی وجہ سے پھر جو کوئی تم میں سے اپنی سفیدی بڑھا سکے وہ بڑھا دے منہ کی اور ہاتھ پاؤں کی نیل میں ہے کہ اس حدیث سے وضو میں بڑھانے کا استحباب نکلتا ہے اور استحباب میں کسی کا خلاف نہیں لیکن اختلاف ہے اسکے مقدار میں بعضوں نے

کہا بڑہانے کا کوئی مقدار معین نہین جتنا چاہے بڑہا دے بعضون نے کہا آدہی بازو اور آدہی پنڈلی تک بعضون نے کہا مونڈہون تک
اور گہٹنون تک بغوی نے کہا حدیث ان سب باتون پر دلالت کرتی ہے اور ابن بطال اور قاضی عیاض نے جو کہا
کہ علما کا اتفاق ہے کہ کہنے اور ٹخنے سے بڑہانا مستحب نہین یہ غلط ہے کیونکہ بڑہانا حضرت کے فعل سے اور ابوہریرہ سے
ثابت ہے اور ہمارا یہی مذہب ہے اور جس نے اوسکا خلاف کیا ہے اوسکا مذہب مردود ہے صحیح حدیثون سے اور رہ وہ جو حدیث آئی
ہے کہ جس نے اسپر بڑہایا یا اس سے کم کیا اوس نے برا کیا اور ظلم کیا اسکو خلاف نہین ہے کیونکہ مراد اس سے تین بار سے
بڑہانا ہے ۔ حافظ نے تلخیص مین کہا ابن بطال نے شرح بخاری مین اور قاضی نے کہا کہ بغلون تک دہونے کو صرف ابوہریرہ
نے نقل کیا ہے اور یہ صحیح نہین ہے کیونکہ ایک جماعت سلف اور اصحاب شافعی اوسکے قائل ہین اور ابن ابی شیبہ نے
روایت کیا نافع سے کہ عبد اللہ بن عمر کبہی وضو مین بغلون تک پہونچ جاتے تہے اور ابو عبید نے باسناد صحیح اوسکو نکالا
نافع سے اونہون نے ابن عمر سے انتہی مختصراً **ت** پہر مسح کیا اپنے سر پر دونون ہاتہون سے آگے سے لے گئے اور پیچہے
سے لائے **ف** حافظ صاحب نے کہا امام شافعی نے کہا قرآن کی آیت مین احتمال ہے کہ ساری سر کا مسح مراد ہو یا بعض
سر کا لیکن سنت سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض سر کا مسح کافی ہے اب اگر کوئی کہے کہ پیشانی کا مسح جیسے مغیرہ کی حدیث مین ہے
سفر کے عذر سے تہا یا اوسکو پورا کیا عمامہ پر جیسے امام مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت سے آگے
کے سر کا مسح مروی ہے بغیر سفر کے اور اس مین عمامہ پر مسح کرنے کا ذکر نہین ہے جیسے روایت کیا شافعی نے عطا سے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا پہر عمامہ کو سرکایا اپنے سر سے اور مسح کیا آگے کے سر پر اور یہ روایت اگرچہ مرسل ہے لیکن
موصولاً مروی ہے نکالا اوسکو ابو داؤد نے انس سے پر اوسکے اسناد مین ابو معقل ہے جسکا حال معلوم نہین تو مرسل
سے موصول کو قوت ہوئی اور موصول سے مرسل کو اور یہ مثال ہے اوسکی جو امام شافعی نے بیان کیا کہ مرسل کو قوت ہوتی
ہے دوسرے مرسل سے یا مسند سے اور اس باب مین حضرت عثمان سے بہی مروی ہے صفت وضو مین اونہون نے کہا اور مسح کیا
آگے کے سر پر نکالا اوسکو سعید بن منصور نے اور اوسکی اسناد مین خالد بن یزید بن ابی مالک ہے اوس مین اختلاف ہے
اور ابن عمر سے صحیح ہوا ہے بعض سر کے مسح پر اکتفا کرنا نقل کیا اوسکو ابن منذر وغیرہ نے اور کسی صحابی سے اسکا انکار
ثابت نہین ہوا یہ ابن حزم نے کہا اور ان سب باتون سے اوس مرسل کو قوت ہوتی ہے جو اوپر گذری تمام ہوا کلام حافظ
صاحب کا مترجم کہتا ہے اللہ تعالی حافظ ابن حجر سے راضی ہو اگرچہ محقق تہے علم حدیث کے اور امام اور حافظ تہے
پر اس مقام مین اونہون نے شافعی مذہب کی تائید کی ہے اور آزادی سے گفتگو نہین کی اور مخالف یہ کہہ سکتا
ہے کہ عطا کی مرسل جو شافعی اور بیہقی نے روایت کی استدلال کے لائق نہین کس لیے کہ مرسل حدیث شافعیہ کے

نزدیک حجت نہین ہے علاوہ اسکے اس دلیل سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کے سر پر اسوقت عمامہ تھا تو کیا مانع ہے اس سے
کہ آپنے پورا کیا ہو مسح کو عمامہ پر اور تائید کرتی ہے اس احتمال کی مغیرہ کی حدیث جو باسناد صحیح اور بسند متصل مروی ہے
اسی سند حدیث انس کی جسکو نکالا ابوداؤد اور حاکم نے وہ ضعیف ہے استدلال کے لائق نہین اور ابن عمر
اور عثمان کے آثار محمول ہین اسپر کہ مسح کو پورا کیا ہوگا عمامہ پر قطع نظر اسکے صحابی کا فعل شافعیہ کے نزدیک حجت
نہین ہے اور صحابہ سے انکار بعض سر کے مسح کا منقول نہ ہونا اوسکی اثبات جواز پر دلالت نہین کرتا آپ یا شافعیہ اور
حنفیہ کا یہ کہنا کہ قرآن مین وامسحوا برؤسکم مین با تبعیض پر دلالت کرتی ہے یہ بھی غلط ہے جیسے اوپر گذرا اور جو با تبعیض
کے لیے ہوتی تو تیمم مین فامسحوا بوجوہکم آیا ہے پس چاہیے کہ بعض مُنہ کا مسح کافی ہوا اور اسکا کوئی قائل نہین ہوا واللہ
اعلم ت شروع کیا آگے کے سر سے یہانتک کہ دونون ہاتھون کو اپنی گدی تک لے گئے پھر لوٹا لائے انکو جہان سے
شروع کیا تھا ف اس سے نکلتا ہے کہ اقبل کے معنے حدیث مین آگے سے لی گئی ہے جیسے ہم نے ترجمہ کیا اور ظاہر
معنے اقبل کا یہ ہے کہ آگے لائے اور ادبر کا یہ ہے کہ پیچھے لے گئے اس صورت مین پیچھے سے شروع کرنا مسح کا اولی ہوگا مگر یون
کہہ سکتے ہین کہ واو ترتیب کے لیے نہین ہے اور یہ مضمون نص ہے اس مین کہ شروع آگے سے کیا اور ظاہر ہے کہ یہ حدیث مین
داخل ہے امام مالک کا کلام نہین ہے ت پھر اپنے دونو پاؤن کو دھویا ف وہیب کی روایت مین اتنا زیادہ ہے
کہ ٹخنون تک **باب** غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ دونون پاؤن کو دونو ٹخنون تک دھونا ف حافظ صاحب
نے کہا کہ ٹخنہ وہ اونچی ہڈی ہے جہان پر پنڈلی اور قدم کا ملاپ ہے اور یہی صحیح ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ نعمان بن
بشیر کی حدیث مین ہے کہ مین نے دیکھا شخص ہم مین سے اپنا ٹخنہ اپنے پاس والے کے ٹخنے سے ملا لیتا یعنے نماز کی
صف مین اور امام محمد نے ابوحنیفہ سے نقل کیا ہے کہ ٹخنہ وہ ہڈی ہے جہان پر جوتی کا تسمہ ہوتا ہے اور شاید انہون
نے یہ معنی اس حدیث سے سمجھا ہے کہ محرم اگر جوتی نہ پاوے تو موزون کو دونو ٹخنون تک کاٹ ڈالے کیونکہ اس حدیث مین
ٹخنے سے وہی ہڈی مراد ہے جو قدم کی پشت پر تسمہ باندھنے کی جگہہ مین انتہے مختصرا **حَدَّثَنَا** مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ
قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْهِ شَهِدْتُ عَمْرَو بْنَ اَبِيْ حَسَنٍ سَاَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَيْدٍ عَنْ وُضُوْءِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا بِتَوْرٍ مِّنْ مَّاءٍ فَتَوَضَّاَ لَهُمْ وُضُوْءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَكْفَاَ عَلٰى يَدِهٖ مِنَ التَّوْرِ
فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثَلٰثًا ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فِي التَّوْرِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلٰثَ غَرَفَاتٍ ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فَغَسَلَ
وَجْهَهٗ ثَلٰثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فَمَسَحَ رَاْسَهٗ فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ مَرَّةً
وَّاحِدَةً ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے موسی بن اسمٰعیل تبوذکی نے انہون نے

کہا حدیث بیان کی ہم سے وہیب (ابن خالد باہلی) نے انہون نے روایت کی عمرو (ابن یحییٰ بن عمارہ مازنی) سے انہون
نے اپنے باپ (یحییٰ بن عمارہ بن ابی حسن) سے انہون نے کہا مین موجود تہا عمرو بن ابی حسن (یعنے میرے چچا) نے عبد اللہ
بن زید (انصاری) سے پوچہا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا وضو کیونکر رہتا یہ سنکر عبد اللہ نے ایک پیالہ یا کڑہ
یا طشت (پیتل یا پتہر کا) منگوایا پانی کا اور وضو کیا اونکے لیے (یعنے پوچہنے والے اور اسکے ساتہیون کو دکہانے
کے لیے) جیسے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تہے پہلی پیالہ کو جہکا کر پانی ڈالا اپنے ہاتہ پر پہر دونو
ہاتہون کو دہویا (برتن مین ہاتہ ڈالنے سی پہلے) تین بار پہر اپنا ہاتہ پیالے مین ڈالا پہر کلی کی اور ناک مین پانی
ڈالا اور ناک سنکی تین بار تین چلو دن سے (یعنے ہر ایک چلو سے آدہے سے کلی کی اور آدہی پانی کو ناک مین ڈالا اور
یہی صحیح ہے) پہر اپنا ہاتہ (پیالہ مین) ڈالا اور اپنے مونہہ کو تین بار دہویا پہر دونو ہاتہون کو دو بار دہویا دونون
کہنیون تک پہر اپنا ہاتہ ڈالا اور سر پر مسح کیا تو آگے لائے اور پیچہے لے گئے ایک بار پہر اپنے دونو پاؤن کو دہویا
دونو ٹخنون تک **باب** اِسْتِعْمَالِ فَضْلِ وَضُوْءِ النَّاسِ باب بیان مین استعمال کرنے اوس پانی کے جو لوگون
کے وضو سے بچ رہا ہو **ف** برتن مین ایسا ہی کہا حافظ نے فتح الباری مین قسطلانی نے کہا یا مراد وہ پانی ہے
جس سے طہارت کی گئی حدث سے یعنے مستعمل پانی اور اسکا بیان آگے کرینگے وَاَمَرَ جَرِیْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ اَھْلَہٗ اَنْ
یَّتَوَضَّؤُا بِفَضْلِ سِوَاکِہٖ اور حکم کیا جریر بن عبد اللہ (بجلی صحابی مشہور) نے اپنے گہر والون کو وضو کرنے کا اوس پانی
سے جو انکی مسواک کرنے سے بچ رہتا **ف** حافظ صاحب نے کہا اس اثر کو ابن ابی شیبہ اور دارقطنی وغیرہما نے قیس بن
ابی حازم سے اوس نے جریر سے روایت کیا اور اسکے بعض طریقون مین یہ ہے کہ جریر مسواک کرتے تہے اور اپنی مسواک
کا سر پانی مین ڈبو دیتے تہے پہر اپنے گہر والون سے کہتے تم اس پانی سے وضو کرو جو بچ رہا ہے اور اسمین کچہ قباحت نہین
دیکہتے تہے اور صحیح کہا اسکو دارقطنی نے اوس مین یہ ہے کہ جریر اپنے گہر والون سے کہتے تم وضو کرو اس پانی سے جس مین
مین اپنی مسواک ڈالون اور یہ اثر مرفوعًا بہی مروی ہے نکالا اوسکو دارقطنی نے انس سے کہ حضرت وضو کرتے تہے اپنی مسواک
کے بچے ہوئی پانی سے اور اسکی سند ضعیف ہے اور ابوطالب نے امام احمد سے پوچہا اس حدیث کا مطلب اونہون نے کہا آپ
اپنی مسواک برتن مین ڈالتے اور مسواک کرتے پہر جب مسواک سے فارغ ہوتے تو اوسی پانی سے وضو کرتے اور یہان لوگون
نے ایک اشکال کیا ہے وہ یہ کہ امام بخاری اس اثر کو اس باب مین کیون لائے کیونکہ یہ بات تو مستعمل پانی کے پاک
ہونے کی ہے اور اسکا جواب یہ ہے کہ دوسری حدیث مین ہے کہ مسواک مونہہ کے پاک کرنے والی ہے پہر جب مسواک پانی
مین ڈبوئی گئی تو وہ پانی مستعمل ہو گیا اب اوس سے وضو کرنا گویا مستعمل پانی سے وضو کرنا ہوا انتہے مختصرًا

مترجم کہتا ہے عینی نے اپنی شرح مین امام بخاری پر یہ اعتراض کیا کہ اس اثر کو ترجمہ باب سے کوئی تعلق نہین ہے مین کہتا ہون کہ عینی نے غور نہین کیا کیونکہ غرض امام بخاری کی بہت باریک ہے وہ یہ کہ جب مسواک کی اوس پانی سے جو ایک برتن مین رکہا ہے اور مسواک کو اوس مین ڈبوتے رہے تو گویا ایک جز وضو کا اس پانی سے کیا گیا اسلیے کہ مسواک اور کلی کرنا وضو کا ایک جز ہے اگر اوس پانی سے وضو کیا تو گویا وضو کے بچے ہوے پانی سے وضو کیا اور یہی ترجمہ باب ہے حدثنا ادم قال حدثنا شعبة قال حدثنا الحكم قال سمعت ابا جحيفة يقول خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم بالهاجرة فاتي بوضوء فتوضأ فجعل الناس يأخذون من فضل وضوئه فيتمسحون به فصلى النبي صلى الله عليه وسلم الظهر ركعتين والعصر ركعتين وبين يديه عنزة وقال ابو موسى دعا النبي صلى الله عليه وسلم بقدح فيه ماء فغسل يديه ووجهه فيه ومج فيه ثم قال لهما اشربا منه وافرغا على وجوهكما ونحوركما ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے آدم (بن ابی ایاس) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شعبہ (بن حجاج) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے حکم (بن عتیبہ کوفی) نے اونہون نے کہا مین نے سنا ابو جحیفہ (وہب بن عبد اللہ سوائی ثقفی کوفی اور یہ صحابی ہین ان سے اس کتاب مین سات حدیثین مروی ہین) وہ کہتے تہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہم پر نکلے (یعنے برآمد ہوے) دوپہر کیوقت پہر آپکے سامنے وضو کا پانی لایا گیا آپنے اوس سے وضو کیا پہر لوگ اوس پانی کو لینے لگے جو آپکے وضو سے بچا تہا (یعنے اوس پانی کو بانٹ لیا اور احتمال ہے کہ وہ پانی مراد ہو جو آپکے اعضا سے بہتا تہا اور یہی سے یہ نکلتا ہے کہ مستعمل پانی پاک ہے) اور اسکو پہیرنے لگے اپنے بدن پر برکت کے لیے اسلیے کہ وہ پانی آپکے بدن مبارک سے لگا تہا اگر وہ پانی مراد ہو جو اعضا سے بہا تو اسکا تو بدن سے لگنا ظاہر ہے اور جو وہ پانی مراد ہو جو وضو کے بعد بچ رہا تہا وہ بہی متبرک تہا کس لیے کہ آپنے اپنا ہاتہ مبارک اسمین ڈبویا تہا اور بدن پر پہیرنے سے یہ مراد ہے کہ اپنے منہ اور ہاتہون پر ملنا شروع کیا) پہر آپنے ظہر کی دو رکعتین پڑہین اور عصر کی دو رکعتین پڑہین (کیونکہ یہ واقعہ سفر کا ہے اور حدیث صلوۃ مین بہی مذکور ہوگی انشاء اللہ تعالی) اور آپکے سامنے ایک برچہی تہی آڑ کے لیے (اسلیے کہ آپ اسوقت جنگل مین تہے) اور ابو موسے (عبد اللہ بن قیس اشعری صحابی مشہور) نے کہا (یہ ایک ٹکڑا ہے اس حدیث کا جسکو مولف نے مغازی مین نکالا) جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ منگوایا جس مین پانی تہا (جعرانہ مین) پہر اپنے ہاتہ دونو ہاتہ دہوئے اور منہ دہویا اسی پیالہ مین اور کلی کی اوسمین بعد اسکے فرمایا اون دونو سے

(یعنے ابوموسی اور بلال سے) اس مین سے پیو اور اپنے منھ اور سینون پر ڈالو اور ابن بطال نے اس حدیث سے دلیل لی کہ آدمی کا
لعاب نجس نہیں ہے اور کھانے اور پانی مین پہونکنے کی ممانعت اس وجہ سے ہے کہ اوس مین لعاب اوڑ کر نہ گرے اور طبیعت
کو نفرت نہ ہو نہ نجاست کی وجہ سے۔ حدثنا علی بن عبد اللہ قال حدثنا یعقوب بن ابراہیم بن سعد قال
حدثنا ابی عن صالح عن ابن شہاب قال اخبرنی محمود بن الربیع قال وھو الذی مج رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فی وجہہ وھو غلام من بئرھم وقال عروۃ عن المسور وغیرہ یصدق کل واحد منھما صاحبہ
واذا توضأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کادوا یقتتلون علی وضوئہ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے علی بن
عبد اللہ نے (جو مدینی تہے) انہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے اونہون نے کہا حدیث بیان
کی ہم سے میرے باپ ابراہیم نے اونہون نے روایت کی صالح ابن کیسان سے اونہون نے روایت کی ابن شہاب (محمد بن
مسلم زہری) سے انہون نے کہا کہ خبر دی مجہکو محمود بن ربیع نے ابن شہاب نے کہا محمود وہ شخص تہے کہ جناب رسول خدا صلے
اللہ علیہ وسلم نے اونکے منہ مین ایک کلی کی تہی اوس وقت وہ بچہ تہے (پانچ برس کے) انکی کنوئیں سے (یعنے محمود اور انکی قوم کے
کنوئیں سے چنانچہ دوسری روایت مین محمود نے کہا ہے کہ مجہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک کلی یاد ہے جو آپ نے میرے مونہہ
پر کی تہی ڈول سے اور مین اوسوقت پانچ برس کا تہا) اور عروہ (ابن زبیر بن عوام) نے کہا مسور ابن مخرمہ جو نواسے تہے
عبد الرحمان بن عوف کے اور شہید ہوئے ایک پتہر کی مار سے حجاج بن یوسف کے لشکر کی طرف سے جب اون نے محاصرہ کیا تہا مکہ
معظمہ کا اور مسور اوسوقت نماز پڑہ رہے تہے مقام ابراہیم مین) وغیرہ سے روایت کرکے ف وغیرہ سے مراد مروان
بن حکم ہے چنانچہ امام بخاری نے یہ حدیث کتاب الشروط مین نکالی مطلب یہ ہے کہ عروہ نے مسور اور مروان دونو سے روایت
کیا اور کرمانی سے اس مقام مین دو غلطیان ہوئی ہین ایک تو یہ کہ وغیرہ کو اونہون نے مجہول قرار دیا اور یہ عذر کیا کہ
متابعات مین مجہول راوی کا ذکر کرنا جائز ہے حالانکہ یہ مجہول نہین بلکہ مولف نے کتاب الشروط مین جہان اسکی تصریح
کر دی اور یہان اختصار کے خیال سے نہ سند کو ذکر کیا نہ وغیرہ کا نام لیا دوسرے یہ کہ وقال عروۃ کا عطف اونہون نے اخبرنی
محمود پر کیا تو مطلب یہ ٹہیرا کہ صالح بن کیسان نے محمود کی حدیث کو زہری سے روایت کیا اور مسور کی حدیث کو بہی زہری سے
انہون نے عروہ وغیرہ سے اس صورت مین وقال عروۃ معلق نہ ہوا بلکہ موصول ہوا اور یہ مخالف ہے ائمہ نقل کے روایات کے
اور افسوس ہے کہ کرمانی ایسے مطالب مین عقل کی طرف دوڑتے ہین اور نقل کی طرف نہیں جاتے جو اولی ہے نقلی ابواب
مین (فتح ملخصا) ت اور ہر ایک اون دونون مین سے سچ کہتا ہے دوسرے کو ف یعنی ہر ایک مسور اور مروان
مین سے دوسرے کی حدیث کی تصدیق کرتا ہے یہان بہی کرمانی نے غلطی کی اور کہا کہ کل واحد منہما کی ضمیر مسور اور محمود

کیطرف پہرتی ہو حالانکہ ایسا نہین بلکہ سو را اور مروان کیطرف پہرتی ہے (فتح) **ف** اسپر بیان کیا حدیث کو اخیر
تک اسمین یہ ذکر ہے کہ عروہ بن مسعود ثقفی نے کہا جو صلح حدیبیہ مین مشرکون کیطرف سے آیا تہا جب لوٹ کر قریش کے پاس
گیا) کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے ہین تو آپکے اصحاب قریب ہوجاتے ہین لڑائی کرین آپکے وضو
کے پانی پر **ف** ایسی محبت ہو آپسے اور ایسے جان نثار ہین آپکے کہ آپکے وضو کا بچا ہوا پانی اون کو جان سے زیادہ
عزیز ہے اوسکے حاصل کرنے مین لڑنے اور مرنے کے قریب ہوجاتے ہین حافظ صاحب نے کہا کہ ابوذر کی روایت مین بجائے
کادوا کے کانو ہے اور یہ صحیح نہین کیونکہ صحابہ نے لڑائی نہین کی اسپر انتہے **باب** یہ مستملی کے نسخہ مین ہو اور اکثر
نسخون مین باب کا لفظ نہین ہے اور اسکے بعد جو حدیث مذکور ہے وہ پہلے ہی باب سے تعلق رکھتی ہے **حَدَّثَنَا**
عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنِ الْجَعْدِ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ ذَهَبَتْ
بِىْ خَالَتِىْ اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَ اُخْتِىْ وَقِعٌ فَمَسَحَ رَاْسِىْ وَدَعَا لِىْ بِالْبَرَكَةِ
ثُمَّ تَوَضَّاَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْئِهٖ ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَنَظَرْتُ اِلٰى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ
ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے عبد الرحمان بن یونس نے (جو بغدادی ہین اور حافظ) انہون نے کہا حدیث بیان کی
ہمسے حاتم بن اسمعیل (کوفی) نے انہون نے روایت کی جعد ابن عبد الرحمان بن اوس مدنی سے انہون نے کہا مین
نے سنا سائب بن یزید (کندی) جو صغار صحابہ مین سے ہین وہ سات برس کے سن مین اپنے باپ کے ساتھ تہے حجۃ الوداع
مین اور انسے اس کتاب مین چھہ حدیثین مروی ہین) سے وہ کہتے تہے مجہکو میری خالہ (جنکا نام معلوم نہین ہوا) جناب
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئین اور عرض کیا یا رسول اللہ میری بہن کا بیٹا بیمار ہو یا اون کی درد ہو
(اور بعض روایتون مین وجع ہے وقع کے بدلے اوسکے معنے بیمار) آپنے یہ سنکر اپنا ہاتہہ میرے سر پر پہیرا (سبحان اللہ
نیک قسمت سائب کی) اور میرے لیے برکت کی دعا کی پہر آپنے وضو کیا مین نے آپکے وضو کا پانی پیا (یعنے وہ پانی
جو آپکے اعضا سے ٹپکتا جاتا تہا اس سے بہی مستعمل پانی کی طہارت نکلتی ہے) پہر مین آپ کی پشت (پیٹہہ) کے پیچہے کہڑا ہوا اور
مین نے نبوت کی مہر کو دیکہا آپکے دونو مونڈہون کے بیچ مین وہ ایسی تہی جیسے چہپر کٹ کی گہنڈی **ف** ایک روایت
مین یہ ہے جیسے کبوتر کا انڈا اور ایک روایت مین ہو جیسے سیب اور اختلاف ہو کہ ولادت کے وقت سے یہ مہر آپکے
جسم پر موجود تہی یا بعد ولادت کے پیدا ہوئی ابو نعیم نے دلائل مین ایک حدیث بیان کی جس سے دوسرا امر ثابت ہوتا ہو
حافظ صاحب نے کہا مہر نبوت کا بیان انشاء اللہ تعالی صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مین پورا کیا جاویگا اور ان
حدیثون سے امام بخاری نے دلیل لی اوس شخص کا قول رد کرنے کے لیے جو مستعمل پانی کو نجس جانتا ہے اور وہ

ابو یوسف ہین شاگرد ابو حنیفہ کے اور امام شافعی نے ام مین امام محمد سے نقل کیا ہے کہ ابو یوسف اس قول سے پھر گئے تھے
پھر دو ماہ کے بعد اسی قول کی طرف پھر گئے اور ابو حنیفہ سے اس باب مین تین روایتین ہین ایک یہ کہ مستعمل پانی پاک
ہے لیکن پاک نہین کرتا یعنے اوس سے طہارت نہین کر سکتے جیسے وضو یا غسل) امام محمد نے ایسا ہی روایت کیا ہے امام
ابو حنیفہ سے اور یہی قول ہے محمد اور شافعی کا جدید اور اسی پر فتوی ہے حنفیہ کے نزدیک دوسرے یہ کہ وہ نجس ہے بنجاست خفیفہ
ابو یوسف نے ایسا ہی نقل کیا ہے ابو حنیفہ سے تیسرے یہ کہ وہ نجس ہے بنجاست غلیظہ حسن بن زیاد لولوی نے ابو حنیفہ
رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور ان حدیثون سے اس کا رد ہوتا ہے کیونکہ نجس
متبرک نہین ہو سکتا (مگر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ یہ جواب دے سکتے ہین کہ ان حدیثون سے استدلال
صحیح نہین کیونکہ مستعمل پانی اورون کا نجس ہے نہ حضرت کا حضرت کے تو تمام فضلات بھی پاک اور طاہر تھے) اور بعضون
نے نجاست کی یہ دلیل کی ہے کہ اس پانی سے گناہ دور ہوتے ہین جیسے اور احادیث مین وارد ہوا امام مسلم کے تو جب ہے
دور کرنا اسکا اور جواب اسکا یہ ہے کہ گناہ دور ہونے سے نجس ہونا لازم نہین آتا اور دور کرنا اگر ضرور ہوتا تو اس سے
تبرک نہ لیا جاتا نہ پلایا جاتا ابن منذر نے کہا اس پر اجماع ہے کہ جو تری وضو کرنیوالے کے اعضا پر رہ جاتی ہے اور جو ٹپکتا ہے
اوسکے کپڑون پر وہ پاک ہے اس سے بھی نکلتا ہے کہ مستعمل پانی پاک ہے لیکن پاک کرنیکا بیان کتاب الغسل مین
انشاء اللہ تعالی آویگا تمام ہوا کلام حافظ صاحب کا اور کلی کے پاک ہونے سے دلیل لی مستعمل پانی کے پاک ہونے پر
کیونکہ کلی مین بھی پانی مستعمل ہو جاتا ہے اور اس مین تھوک وغیرہ لگ جاتا ہے شوکانی نے نیل مین کہا کہ جمہور
علماء کا یہی قول ہے کہ مستعمل پانی پاک ہے اور بعض حنفیہ اور ابو العباس نے اوسکو نجس کہا ہے اور جمہور کی دلیلین بہت
ہین ایک ابو جحیفہ کی حدیث صحیح بخاری مین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کو باہر نکلے پھر وضو کا پانی لایا گیا آپ نے وضو
کیا لوگ آپ کے بچے ہوئے پانی کو بدن پر ملنے لگے ایک روایت مین ہے جسکو پانی نہ ملا وہ اپنے ساتھی کے ہاتھ سے تری
لے لیتا اور ذکر کیا ابو موسی اور سائب بن یزید کی حدیثون کو جو اوپر گذرین منتقی الاخبار مین دلیل لی مستعمل پانی
کے پاک ہونے پر جابر کی حدیث سے جو صحیحین مین ہے کہ حضرت میری عیادت کو آئے مین بیماری سے بیہوش تھا آپ نے وضو
کیا اور وضو کا پانی مجھ پر ڈالا امام شوکانی نے کہا یہ دعوی کہ مستعمل پانی حضرت کا پاک تھا اور اورون کا نجس ہے محض بے
دلیل ہے کیونکہ آپ کا اور آپ کی امت کا ایک حکم ہے جب تک تخصیص کی کوئی دلیل قائم نہ ہو اور دوسری دلیل منتقی
الاخبار مین یہ ہے کہ جماعت نے روایت کیا سوا بخاری اور ترمذی کے حذیفہ سے اور روایت کیا جماعت نے ابو ہریرہ سے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے جنابت کی حالت مین تو سرک گئے پھر غسل کیا اور آئے اور بولے کہ مین جنب

بحث نجاست کافر

سنا حضرت نے فرمایا مسلمان نجس نہین ہوتا شوکانی نے کہا اسکی مفہوم سے حجت لی ہر بعض ظاہریہ نے اور بحر مین نقل کیا ہادی اور قاسم اور ناصر اور مالک سے ان سب نے کہا کہ کافر نجس نہین ہر اور یہی مذہب ہے امامیہ اثنا عشریہ کا اور قوت دیتی ہر اس مذہب کو یہ آیت اِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ یعنی مشرک نجس ہین جمہور علما یہ کہتے ہین کہ آیت مین نجاست سے مراد نجاست اعتقاد ہے ہے اور حدیث کا یہ مقصود ہے کہ مسلمان اپنے اعضا کی طہارت کا خیال رکھتا ہے اور کافر خیال نہین رکھتا اور دلیل جمہور کی اس تاویل پر یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اہل کتاب کی عورتون سے نکاح جائز کیا اور ظاہر ہے کہ بی بی کا پسینہ اُنکا اور اعضا مرد سے ضرور لگتے ہین اور حضرت نے ثقیف کے قاصدون کو مسجد مین اتارا وہ مشرک تھے اور باوجودیکہ صحابہ نے کہا وہ نجس ہین لیکن آپ نے فرمایا ان کی نجاست زمین پر کچھ نہین ہے بلکہ اونکے دلون مین ہر اب ہہی ابو ثعلبہ کی حدیث جس مین اہل کتاب کے برتنون مین کہانے سے ممانعت کی اور فرمایا کہ اگر اور برتن ملین تو اُن مین نہ کہاو اور جو اور برتن نہ ملین تو ان کو دہو ڈالو پہر اون مین کہاو اوسکا جواب یہ ہے کہ یہ حکم کافر کی نجاست کی وجہ سے نہ تہا بلکہ اسوجہ سے کہ وہ اپنے برتنون مین شراب اور سور کہاتے اور پکاتے تہے جیسے احمد اور ابو داود کی روایت مین ہر کہ ہمارا ملک اہل کتاب کا ملک ہے وہ سور کا گوشت کہاتے ہین اور شراب پیتے ہین اور صحیحین مین مروی ہے کہ حضرت نے وضو کیا ایک مشرک عورت کی مشک سے اور ثمامہ بن اثال کو آپ نے مسجد کے ستون سے باندہا حالانکہ وہ مشرک تہا اور خیبر مین یہودی عورت کی بہنی بکری کا گوشت کہایا اور وہ پنیر کہایا جو نصاری کے ملک سے آتا تہا جیسے روایت کیا احمد اور ابو داود نے ابن عمر سے اور ایک یہودی کی دعوت مین جو کی روٹی اور گوشت کہایا اور قرآن مین طعام اہل کتاب کو حلال قرار دیا حالانکہ یہ سورہ مائدہ مین ہے اور وہ اخیر مین اوتری اور آپ نے کفار کو کہانا کہلوایا اور آپکے اصحاب نے اور برتنون کو نہین دہووایا نہ اسکا حکم کیا کہ وہ دہوئے جاوین اور سلف سے یہ امر ثابت نہین کہ وہ کافرون کی رطوبات سے پرہیز کرتے ہون اور جو پرہیز کرتے تو یہ مشہور ہوجاتا ابن عبد السلام نے کہا کہ مسلمان سے گہی خریدنا اور کافر سے گہی نہ لینا اسکی اصل سلف سے نہین نکلتی اور صحابہ نے اوسکا خیال نہین کیا اور یہ حدیث اصل ہے مسلمان کی طہارت مین اگر زندہ ہو تو اوسکی طہارت پر اجماع ہے اور جو مردہ ہو تو اس مین اختلاف ہے ابو حنیفہ اور مالک اور اہل بیت مین سے ہادی اور قاسم اور مؤید باللہ اور ابو طالب کے نزدیک وہ نجس ہے اور اوروں کے نزدیک پاک ہر اور بحر مین اول مذہب والون کے لیے دلیل لی ہے کہ جب حبشی زمزم مین گر کر مر گیا تہا تو اسکا پانی سینچنے کے لیے حکم دیا گیا تہا اور یہ مرفوع نہین البتہ ابن عباس کا فعل ہے جیسے روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور صحابی کا قول یا فعل مخالف پر حجت نہین ہوسکتا اور یہی ہماری جائز ہے کہ پانی کا سینچنا نجاست کی وجہ سے نہ ہو بلکہ طبیعت کی کراہت دور کرنے کے لیے ہو علاوہ اسکے معارض ہے اس قول

حذیفہ کی حدیث اور خود ابن عباس کا قول جسکو امام شافعی نے نکالا کہ مومن نجس نہیں ہوتا نہ زندگی میں نہ مرنے کے بعد
اور معارض ہے اسکے ابو ہریرہ کی حدیث جو اوپر گذری اور بیہقی نے ابن عباس سے روایت کیا کہ تمہارا مردہ پاک طاہر ہے
اور کافی ہے تم کو ہاتھ دھو ڈالنا اور جب مسلمان نجس نہ ہوا تو وہ پانی جو وضو میں اسکے اعضا سے لگتا ہے یعنی
مستعمل پانی کیونکر نجس ہوگا اب یہ امر کہ مستعمل پانی طہور یعنی پاک کرنے والا نہیں ہے اسکی بحث آگے آویگی انشاء
اللہ تعالی انتہی مختصراً زیلعی نے ہدایہ کی تخریج میں مستعمل پانی کے پاک ہونے کے لیے دلیل لی جابر کی حدیث سے
جو اوپر گذری اور دلیل لی معاذ کی حدیث سے جسکو روایت کیا ترمذی نے اپنی کتاب میں کہ میں نے حضرت کو دیکھا آپ
جب وضو کرتے تو اپنا منہ پونچھتے اپنے کپڑے کے کنارے سے ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور اسناد اسکا ضعیف
ہے اور رشدین بن سعد اور عبد الرحمان بن زیاد دونو ضعیف ہیں اور روایت کیا اسکو بیہقی نے اور کہا کہ اسکا اسناد
قوی نہیں ہے اور روایت کیا ترمذی نے حضرت عائشہؓ سے کہ حضرت کے پاس ایک کپڑے کا ٹکڑا تھا جس سے آپ بدن
کو پونچھا کرتے تھے وضو کے بعد اور کہا کہ یہ حدیث قائم نہیں ہے اور اس باب میں کچھ صحیح نہیں ہے اور ابو معاذ کو کہتے
ہیں کہ وہ سلیمان بن ارقم ہے وہ ضعیف ہے حدیث والوں کے نزدیک اور ابن ماجہ نے روایت کیا سلمان سے کہ حضرت نے
وضو کیا پھر اپنے صوف کے جبہ کو اولٹا جسکو آپ پہنے ہوئے تھے اور پونچھا اوس سے اپنے مونہہ کو اسکے اسناد میں
وضین بن عطا ہے ثقہ کہا اوسکو امام احمد نے اور ابن معین نے کہا کہ اوس میں کچھ قباحت نہیں اور دلیل لی اوسکی
نجاست پر ابو ہریرہ کی حدیث سے کہ فرمایا حضرت نے نہ غسل کرے کوئی تم میں سے ٹہرے پانی میں جب وہ جنب ہو راوی
نے کہا پھر کیا کرے اے ابا ہریرہ اونہوں نے کہا پانی نکال کر اپنے اوپر ڈالے روایت کیا اوسکو مسلم نے اور بیہقی کی
روایت میں یہ ہے کہ نہ پیشاب کرے ٹہرے پانی میں نہ اوس میں غسل کرے جنابت سے اور دلیل لی مستعمل پانی کے
پاک کرنے پر چند حدیثوں سے جنکا ذکر کتاب الغسل میں آویگا انشاء اللہ تعالی **باب** مَنْ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ
مِنْ غُرْفَةٍ وَاحِدَةٍ باب بیان میں اسکے کہ کلی اور ناک میں پانی ڈالنا ایک ہی چلو سے **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ
قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ أَفْرَغَ مِنَ الْإِنَاءِ عَلَى
يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ غَسَلَ أَوْ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفَّةٍ وَاحِدَةٍ فَفَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثًا فَغَسَلَ يَدَيْهِ
إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَا أَقْبَلَ وَمَا أَدْبَرَ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَالَ
هٰكَذَا وُضُوءُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے مسدد (ابن مسرہد) نے انہوں
نے کہا حدیث بیان کی ہم سے خالد بن عبد اللہ ابن عبد الرحمان واسطی ابو الہیثم طحان) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی

ہم سے عمرو بن یحییٰ (مازنی) نے روایت کی اپنے باپ (یحییٰ بن عمارہ) سے اونہوں نے عبد اللہ بن زید انصاری سے انہوں نے برتن سے پانی ڈالا اپنے دونو ہاتھوں پر پھر دہویا انکو پھر منہ کو دہویا یا یوں کہا کہ کلی کی (راوی کو شک ہے اور امام مسلم اور اسمعیلی نے بغیر شک کے روایت کیا اوس میں یہ ہے کہ پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا پھر اوسکو نکالا اور کلی کی اور غالبا یہ شک مسدد کی ہے جو شیخ تھے بخاری کے اور کرمانی نے نادر بات کہی کہ یہ شک تابعی کی ہے) اور ناک میں پانی ڈالا ایک ہی چلو سے (یعنے آدہے سے کلی کی اور آدہا ناک میں ڈالا) یہ تین بار کیا پھر دونوں ہاتھ دہوئے دونو کہنیوں تک دو دو بار اور مسح کیا اپنے سر پر آگے اور پیچھے (ایکبار) اور دہوئے اپنے دونوں پاؤں دونو ٹخنوں تک ف یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے حافظ صاحب نے کہا کہ اس روایت میں منہ دہونیکا ذکر نہیں ہے اور شاید راوی نے اختصار کے خیال سے منہ دہونیکا ذکر چھوڑ دیا اور امام مسلم کی روایت میں یہ موجود ہے کہ پھر منہ کو دہویا تین بار (میں کہتا ہوں صحیح بخاری کے بعض نسخوں میں بہی منہ کے دہونیکا ذکر اس روایت میں موجود ہے) اور باقی بحثیں اس حدیث کی ابہی گذر چکیں مترجم کہتا ہے امام بخاری اس حدیث کو اس باب میں دوبارہ اسلیے لائے کہ یہ معلوم ہو کہ کلی اور ناک میں پانی ڈالنا ایک ہی چلو سے سنت ہے اور حنفیہ اس کے مخالف ہیں وہ کہتے ہیں کہ کلی کیواسطے پہلے تین چلو لیوے پھر ناک کیواسطے علاحدہ تین چلو لیوے اور وہ دلیل لیتے ہیں ابو داؤد کی حدیث سے جو روایت کی طلحہ بن مصرف سے اوس نے اپنے باپ سے اوس نے دادا سے اونہوں نے کہا میں حضرت کے پاس گیا آپ وضو کر رہے تھے اور پانی آپکے منہ اور داڑہی سے بہہ رہا تھا میں نے آپ کو دیکھا آپ جدا جدا کرتے تھے کلی اور ناک میں پانی ڈالنے میں اور سکوت کیا اس حدیث سے ابو داؤد نے اور اسیطرح منذری نے اپنی مختصر میں یہ کلام زیلعی کا ہے حالانکہ ابو داود نے اپنی سنن میں اس اسناد میں کلام کیا دوسری جگہہ میں اور کہا میں نے امام احمد سے سنا وہ کہتے تھے ابن عیینہ نے مسح کی حدیث کا انکار کیا جسکو روایت کیا طلحہ بن مصرف نے اپنے باپ سے اوس نے دادا سے اور کہا یہ کیا ہے طلحہ عن ابیہ عن جدہ اور حاشیہ ابو داود میں ہے کہ طلحہ کے باپ اور دادا دونو مجہول الحال ہیں اور جواب اسکا یہ ہے کہ اس حدیث سے صاف یہ مطلب نہیں نکلتا کہ ناک کے پانی کے واسطے علیحدہ چلو لیتے تھے اور جدائی کرنا اس طرح بہی ہو سکتا ہے کہ ایک ہی چلو سے آدہے سے پہلی کلی کر پھر آدہا ناک میں ڈالے زیلعی نے کہا اس سے مقصود کی صراحت معلوم نہیں ہوتی اور دلیل لیتے ہیں طبرانی کی حدیث سے کعب بن عمرو سے جو طلحہ بن مصرف کا دادا ہے کہ حضرت نے وضو کیا تو کلی کی تین بار اور ناک میں پانی ڈالا تین بار اور ہر بار کے لیے نیا پانی لیتے تھے اور منہ کو دہویا تین بار جب سر پر مسح کیا تو اس طرح سے کیا اور اشارہ کیا کہ اپنے سر کے آگے سے یہاں تک کہ گدی کیطرف گردن کے نیچے تک لے گئے اور جواب اسکا یہ ہے کہ حافظ

نے تلخیص مین کہا یہ حدیث ضعیف ہے پر کیونکر معارض ہوگی عبد اللہ بن زید کی صحیح حدیث کے محیط مین جو حنفیہ کی فقہ کی کتاب ہے کہ حضرت علی اور عثمان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو ایسا ہی منقول ہے اور ایسا نقل کیا اوسکو غزالی نے وسیط مین نووی نے کہا ابن الصلاح نے مشکلات الوسیط مین اسپر اعتراض کیا اور کہا کہ حضرت علی اور عثمان سے یہ ثابت نہین بلکہ حضرت علی سے اسکے خلاف روایت کیا ابو داؤد نے کہ حضرت نے کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا ایک ہی بار کے پانی سے البتہ طلحہ بن مصرف سے ایسا منقول ہے نکالا اوسکو ابو داؤد نے بیہقی نے سنن مین کہا یحیے بن معین نے کہا طلحہ کے دادا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے محدثین ایسا ہی کہتے ہین اور طلحہ کے گھر والے کہتے ہین کہ نہین دیکھا (یہ دوسرا نقص ہوا اس روایت مین) اور بیہقی نے کتاب المعرفۃ مین کہا کہ عبد الرحمن بن مہدی کہتے تھے کہ اوسکے دادا کا نام عمرو بن کعب تھا اور وہ صحابی تھا نیلعی نے کہا ابن سعد نے طبقات مین روایت کیا طلحہ بن مصرف سے اوسنے اپنے باپ سے اوسنے دادا سے اوسنے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ اپنے سر پر اسطرح سے مسح کرتے تھے اور بیان کیا اسکو مسح کیا آگے کے سر پر پھر دونو ہاتھون کو کھینچا گدی تک اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طلحہ کے دادا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے نووی نے کہا کہ اس باب مین جو صحیح ہے اور ثابت ہے احادیث صحیحہ سے وہ یہی ہے کہ تین چلو لیوے اور ہر ایک چلو مین سے کلی کرے اور ناک مین پانی ڈالے اور وہ صحیح حدیثین یہ ہین ایک عبد اللہ بن زید کی جو اوپر گذری روایت کیا اوسکو بخاری اور مسلم نے دوسری حضرت علی کی حدیث روایت کیا اوسکو ابو داؤد اور اصحاب سنن نے اسمین یہ ہے کہ کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا ایک ہی چلو سے تیسرے عبد اللہ بن عباس کی حدیث روایت کیا اسکو امام بخاری نے اوس مین یہ ہے کہ پھر ایک چلو لیا پانی کا اور کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا اوس سے اور نسائی کی روایت مین ہے کہ کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا ایک ہی چلو سے اور ابن ماجہ نے اپنی سنن مین ان تینون حدیثون کو باختصار ایک ہی باب مین بیان کیا ہے

باب مسح الرأس مرۃ سر کا مسح ایک بار کرنے کا بیان **حدثنا** سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ شَهِدْتُ عَمْرَو بْنَ أَبِي حَسَنٍ سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدٍ عَنْ وُضُوءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا بِتَوْرٍ مِنْ مَاءٍ فَتَوَضَّأَ لَهُمْ فَكَفَأَ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا بِثَلَاثِ غَرَفَاتٍ مِنْ مَاءٍ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ فَأَقْبَلَ بِيَدَيْهِ وَأَدْبَرَ بِهِمَا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے سلیمان بن حرب نے انہون نے کہا حدیث بیان کی

ہم سے وہیب ابن خالد نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عمرو بن یحییٰ نے اور انہوں نے روایت کی اپنے باپ یحییٰ سے وہ
انہوں نے کہا میں حاضر تھا عمرو بن ابی حسن پاس اور انہوں نے پوچھا عبد اللہ بن زید انصاری سے جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے وضو کو پس منگا عبد اللہ نے ایک برتن منگوایا پانی کا پھر وضو کیا اون کے سامنے تو جھکایا برتن کو اپنے
دونوں ہاتھوں پر اور دہویا انکو تین بار پھر اپنا ہاتھ برتن کے اندر ڈالا اور کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور ناک سنکی تین
چلووں سے تین بار پھر اپنا ہاتھ اندر ڈالا اور لیے سونہہ کو تین بار دہویا پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا اور دونو ہاتھ دہوئے
دونوں کہنیوں تک دو دو بار پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا اور سر پر مسح کیا آگے لے گئے اور پیچھے سے لائے اپنے
ہاتھ کو پھر اپنا ہاتھ اندر ڈالا برتن کے اور دونو پاؤں کو دہویا **ف** اور تفصیل سے گذر چکا کہ مسح ایک ہی
بار کرنا مسنون ہے اور اُسکی دلائل بھی بیان ہو چکے حافظ صاحب نے کہا ابن خزیمہ نے عبد اللہ بن عمرو کی حدیث
کو صحیح کہا اوس میں یہ ہے کہ آپ نے وضو سے فارغ ہوکر فرمایا جس نے اس پر زیادہ کیا اوس نے برا کیا اور ظلم کیا اور سعید بن
منصور کی روایت میں اس حدیث میں تصریح ہے کہ آپ نے سر کا مسح ایک ہی بار کیا تھا تو معلوم ہوا کہ سر کا مسح ایک
بار سے زیادہ کرنا مستحب نہیں ہے اور اس حدیث میں منہ کا دہونا مذکور نہیں ہے اور مسلم اور اسماعیلی کی روایت میں منہ
کا دہونا مذکور ہے تو شاید راوی نے اس میں اختصار کیا یعنی مسدد نے انتہے مترجم کہتا ہے اس حدیث میں تو منہ کا
دہونا مذکور ہے اور شاید مراد حافظ صاحب کی اس سے پہلے کی حدیث ہے کیونکہ مسدد سے وہی حدیث مروی ہے اس
صورت میں اس بیان کا موقع اس حدیث کی شرح میں تہا نہ اس حدیث کی مگر یہ کہا جاوے کہ حدیث ایک ہی ہے اور تعدد
صرف اسنادوں کا ہے واللہ اعلم **حَدَّثَنَا مُوسَىٰ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ مَسَحَ رَأْسَهُ مَرَّةً** ترجمہ حدیث
بیان کی ہم سے موسیٰ ابن اسماعیل تبوذکی نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے وہیب نے وہی حدیث جو اوپر گذری
کہا کہ مسح کیا سر کا **ایک بار** (تو ایک بار کا لفظ اس سند میں زیادہ ہے) **بَابُ وُضُوْءِ الرَّجُلِ مَعَ
امْرَأَتِهِ** باب بیان میں اسکے کہ مرد اپنی عورت کی ساتھ وضو کرے (ایک برتن سے اور بعض نسخوں میں مع المراۃ ہے
یعنی مرد عورت کے ساتھ وضو کرے اور یہ عام ہے کہ اسکی بی بی ہو یا اور کوئی ہو) **وَفَضْلِ وُضُوْءِ الْمَرْأَةِ** اور جو پانی
عورت کے وضو سے برتن میں بچ رہے اوس سے وضو کرنے کا بیان **وَتَوَضَّأَ عُمَرُ بِالْحَمِيمِ** اور وضو کیا حضرت عمر نے
گرم پانی سے **ف** اس اثر کو سعید بن منصور اور عبد الرزاق نے روایت کیا باسناد صحیح کہ حضرت عمر گرم پانی سے
وضو کرتے تھے اور اس سے غسل کرتے تھے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ اور دارقطنی نے کہ حضرت عمر کے لیے
کمقمے میں پانی گرم کیا جاتا تہا پھر وہ غسل کرتے تھے اوس سے دارقطنی نے کہا اسناد اسکا صحیح ہے زیلعی نے کہا اسکو

اسنادمین دو شخص ہین جن مین کلام ہوا ہے ایک علی بن غراب تو ثقہ کہا اسکو دارقطنی اور ابن معین نے اور ضعیف کہا اسکو
ابوداؤد وغیرہ نے خطیب نے کہا اسکے مذہب کی وجہ سے کلام ہوا اوس مین کیونکہ وہ کٹا شیعہ تھا اور دوسرا ہشام بن سعد ہے
سے اگرچہ امام مسلم نے نکالا مگر نسائی نے اوسکو ضعیف کیا اور احمد بن حنبل نے اوسکو پسند نہین کیا اور بیہقی نے سنن
مین اور طبرانی نے معجم مین اسلع بن شریک سے نکالا کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی پر کجاوہ باندھتا تھا ایک
رات سردی مین مجھکو جنابت ہوئی اور مین ڈرا اگر ٹھنڈے پانی سے نہاؤن تو مرجاؤن یا بیمار ہوجاؤن آخر مین نے ایک
انصاری کو حکم دیا اوس نے کجاوہ باندھ دیا اور مین نے کئی پتھر رکھے اوپر پانی گرم کیا اور غسل کیا پھر مین رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب سے ملا آپنے فرمایا ای اسلع تمہارا کجاوہ ہلتا ہے مین نے عرض کیا یارسول اللہ
مین نے اوسکو نہین باندھا بلکہ ایک انصاری نے باندھا ہے آپنے فرمایا کیون مین نے عرض کیا مجھے جنابت ہوئی تھی
تو مین سردی سے اپنی جان پر ڈرا مین نے اوسکو حکم دیا کجاوہ باندھنے کا اور مین نے کئی پتھر رکھکر پانی گرم کیا اور
غسل کیا تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری یا ایہا الذین آمنوا لا تقربوا الصلوۃ و انتم سکارے عفوا غفورا تک
ذہبی نے مختصر سنن بیہقی مین کہا متفرد ہوا اس حدیث سے علاء بن الفضل اور وہ حجت نہین ہے اور اسپر اتفاق ہے علما کا
کہ گرم پانی سے طہارت درست ہے صرف مجاہد کا اس مین خلاف ہے قسطلانی نے کہا البتہ بہت گرم پانی سے طہارت
مکروہ ہے کیونکہ اوس سے طہارت پوری نہ ہوسکے گی یعنے گرمی کی تکلیف سے اعضا کو اچھی طرح دھو نہ سکیگا اور دہوپ سے
جو پانی گرم ہو اس مین جو مرفوع حدیثین ممانعت مین آئی ہین وہ اعتبار کے لائق نہین ہین بلکہ محدثین نے اون کو
موضوعات مین شمار کیا ہے منجملہ اون کے ایک عقیلی کی روایت ہے انس سے کہ مت غسل کرو اوس پانی سے جو دہوپ
مین گرم ہوجاتا ہے کیونکہ اس سے برص پیدا ہوتا ہے عقیلی نے کہا اسکی اسناد مین سوادہ مجہول ہے اور اسکی حدیث محفوظ
نہین ہے اور دہوپ سے جو پانی گرم ہو اوس مین کوئی حدیث مرفوعا صحیح نہین ہے البتہ حضرت عمر کا قول اس باب مین مروی
کیا جاتا ہے اور روایت کیا اسکو ابن جوزی نے موضوعات مین عقیلی کے طریق سے اور ابونعیم نے طب مین حضرت عائشہ
سے روایت کیا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دہوپ مین پانی گرم کیا آپنے فرمایا ای حمیرا مت کر کیونکہ اس سے
برص پیدا ہوتا ہے اسکی اسناد مین خالد بن اسماعیل مخزومی ہے جو حجت نہین ہے ابن عدی نے کہا وہ ثقات سے
موضوعات روایت کرتا ہے امام سیوطی نے کہا دارقطنی نے اپنی سنن مین یہ حدیث کو نکالا اسی طریق سے نے طبعی
نے کہا اور بیہقی نے بہی اور کہا کہ خالد بن اسمعیل متروک ہے اور نکالا اوسکو دارقطنی نے افراد مین ہیثم بن عدی
کے طریق سے اور کہا کہ ہیثم کذاب ہے نسائی اور دارمی نے کہا کہ ہیثم بن عدی متروک ہے اور ابن جوزی نے ابن سعید

سے نقل کیا کہ وہ جھوٹ بناتا تھا اور روایت کیا اوسکو ابن حبان نے وہب بن وہب سے اور وہ بھی کذاب ہے ابن عدی نے کہا ابو خالد سو بدتر ہے اور متابعت کی وہب کی محمد بن مروان سدی نے اور وہ بھی کذاب ہے نکالا اوسکو طبرانی نے معجم اوسط میں اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے عمرو بن محمد اعسم سے اوس نے فلیح سے اوس نے زہری سے اوس نے عروہ سے اوس نے عائشہ سے کہ منع کیا حضرت نے دہوپ میں گرم کیے ہوے پانی سے وضو کرنے سے یا غسل کرنے سے اور فرمایا کہ اوس سے برص ہوتا ہے ابن حبان نے سخت کہا عمرو بن محمد بن اعسم کے باب میں اور دارقطنی نے کہا عمرو بن محمد اعسم منکر الحدیث ہے اور نہیں روایت کیا اوسکو سوا اوسکے کسی نے اوسکو فلیح سے اور یہ حدیث زہری سے صحیح نہیں ہے اور روایت کیا دارقطنی نے افراد میں انس سے مرفوعاً کہ مت نہلاؤ اپنے مُردون کو اوس پانی سے جو آفتاب سے گرم ہوتا ہے کیونکہ اوس سے برص پیدا ہوتا ہے اور کہا کہ متفرد ہوا ساتھ اس حدیث کے زکریا شعبی سے اور ایوب زکریا سے اور زکریا ضعیف ہے اور ایوب مجہول ہے زیلعی نے کہا دارقطنی نے غرائب مالک میں اسکو روایت کیا حضرت عائشہ سے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پانی گرم کیا دہوپ میں غسل کے لیے آپ نے فرمایا مت کر اے حمیرا کیونکہ وہ برص پیدا کرتا ہے دارقطنی نے کہا یہ باطل ہے مالک سے اور ابن وہب سے روایت کیا اوسکو خالد بن اسمعیل مخزومی نے اور وہ متروک ہے ہشام سے اور بیہقی نے اپنی سنن میں اشارہ کیا اس طریق کی طرف اور کہا دوسری منکر اسناد سے یہ حدیث ابن وہب سے مروی ہے اور انہون نے مالک سے اور انہون نے ہشام سے اور صحیح نہیں ہے انتہے شوکانی نے کہا فوائد میں کہ اسکا کوئی طریقہ کذاب یا مجہول سے خالی نہیں ہے میں کہتا ہون ابو بکر بن مقری نے اپنے فوائد میں اوسکو روایت کیا انس سے اور اوس میں یہ ہے کہ مت غسل کرو آفتاب کے گرم کیے ہوے پانی سے کیونکہ اوس سے اکلہ کی بیماری پیدا ہوتی ہے اور ایسا ہی مروی ہے ابن عباس سے مرفوعاً لیکن اسکی اسناد میں عمرو بن صباح ہے وہ کذاب ہے انتہے مافی اللآلی المصنوعہ مع زیادۃ زیلعی نے کہا حضرت عمر کا قول اس باب میں شافعی نے روایت کیا جابر سے کہ حضرت عمر مکروہ رکھتے تھے دہوپ میں گرم کیے ہوے پانی سے غسل کرنے سے اور کہتے تھے اس سے برص پیدا ہوتا ہے اور شافعی کے طریق سے بیہقی نے نکالا اور اسکا ایک اور طریق ہے جسکو دارقطنی نے نکالا پھر بیہقی نے اسمعیل بن عیاش سے اور انہون نے صفوان بن عمرو سے انہون نے حسان بن ازہر سے کہ حضرت عمر نے کہا مت غسل کرو دہوپ کے گرم پانی سے کیونکہ وہ پیدا کرتا ہے برص کو اور صفوان بن عمرو حمص کا ہے اور اسمعیل بن عیاش کی روایت شام والون سے صحیح ہے اور متابعت کی اسکی مغیرہ بن عبد القدوس نے اور روایت کیا اوسکو صفوان سے نکالا اوسکو ابن حبان نے کتاب الثقات میں حسان بن ازہر کے ترجمہ میں اور شافعی کی اسناد میں ایک ابراہیم بن محمد اسلمی ہے بیہقی نے کتاب المعرفہ میں کہا وہ اگرچہ

قدسے تہا پر ثقہ تہا حدیث مین اسیواسطے شافعی نے اوس سے روایت کی دوسرا صدقہ بن عبد اللہ ہے جسکا لقب سمین ہے دمشقی
نے اپنی سنن مین باب کراہۃ الغسل مین کہا ضعیف کیا اوسکو احمد اور ابن معین وغیرہما نے انتہے حافظ ابن حجر نے
کہا جو امام بخاری نے حضرت عمر کا اثر اس باب مین بیان کیا اوسکی مناسبت یہ ہے کہ آدمی کے گہر والی اوسکی کامون
مین شریک رہتے ہین تو جب حضرت عمر گرم پانی سے وضو کرتے ہونگے تو اون کے گہر والے بہی انکے بچے ہوے پانی سے
وضو کر لیتے ہونگے اور اس سے رد ہو گیا اسکا جس نے عورت کو منع کیا ہے مرد کے بچے ہوے پانی سے وضو کرنے سے کیونکہ
ظاہر یہی ہے جو ہم نے کہا انتہے اور کرمانی نے کہا کہ امام بخاری کی عادت ہے کہ اکثر تراجم باب مین فائدہ کے لیے دوسری
بات بہی بیان کر دیتے ہین تو یہان دو باتین بیان کرنا چاہین ایک یہ کہ انکار ہے جو پانی گرم کیا جاوے اس سے
وضو بلا کراہت جائز ہے اور اسکے لیے حضرت عمر کا یہ اثر لائے کہ اونہون نے گرم پانی سے وضو کیا اور رد کیا اس سے مجاہد
کے قول کو دوسرے یہ کہ عورت کا بچا ہوا پانی وضو مین استعمال کرنا جائز ہے اور اسکو ثابت کرنے کے لیے یہ اثر لائے
وَمِنْ بَيْتِ نَصْرَانِيَّةٍ یعنے وضو کیا حضرت عمر نے نصرانی عورت کے گہر سے اور یہ مضمون باب کے مناسب تہا تو اول مضمون
کو صرف مزید فائدہ کے لیے بیان کر دیا اور احتمال ہے کہ یہ دونو ملکر ایک اثر ہو یعنے وضو کیا گرم پانی سے ایک
نصرانی عورت کے گہر سے اس صورت مین گرم پانی کا ذکر بے موقع نہ ہوگا کیونکہ وہ ایک خبر ہے اس اثر کا انتہے حافظ
ابن حجر نے کہا وَمِنْ بَيْتِ معطوف ہے حمیم پر یعنے وضو کیا حضرت عمر نے ایک نصرانی عورت کے گہر سے اور اس اثر کو امام
شافعی نے موصولاً روایت کیا اور عبد الرزاق نے ابن عیینہ سے اونہون نے زید بن اسلم سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون
نے حضرت عمر سے اور امام شافعی کے اثر کی عبارت یہ ہے کہ حضرت عمر نے وضو کیا اوس پانی سے جو نصرانی عورت کے
گہڑے مین تہا اور اس اثر کو ابن عیینہ نے زید بن اسلم سے نہین سنا کیونکہ بیہقی کی روایت مین ہے سعدان بن نصر
سے اونہون نے ابن عیینہ سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے لوگون نے زید بن اسلم سے پہر بیان کیا اوسکو طول کے
ساتہہ اور اسماعیلی نے اوسکو روایت کیا ابن عیینہ سے اوس نے ابن زید سے اوس نے زید سے اور زید کے تین بیٹے
تہے عبد اللہ اور اسامہ اور عبد الرحمن اور سب سے بڑی اور زیادہ ثقہ عبد اللہ تہے اور مین سمجہتا ہون کہ ابن عیینہ نے انہی
سے اس اثر کو سنا ہے اور اسی پر جزم کیا امام بخاری نے انتہے اور کرمانی نے جو کہا کہ احتمال ہے کہ یہ دونو ملکر ایک
اثر ہون یہ غلطی ہے کیونکہ یہ دونو اثر علاحدہ علاحدہ ہین اور کریمہ کی روایت مین من بیت ہے بحذف واو اور اسی وجہ
سے کرمانی نے یہ توجیہ کی اور یہ اثر باب کے مناسب اس طرح سے ہو سکتا ہے کہ شاید وہ نصرانی عورت کسی مسلمان کے نکاح
مین ہو اور اس نے حیض سے غسل کیا ہو اور یہ پانی اسکا بچا ہوا ہو اور اگرچہ اس مطلب کی تصریح اس اثر مین نہین مگر

احتمال ہوسکتا ہی اور امام بخاری کی عادت ہے کہ وہ ایسی احتمالات سے دلیل لیتے ہین گو اور علما ایسے دلائل کو نہین مانتے
اور جب نصرانی عورت کا بچا ہوا پانی وضو کے لیے جائز ٹھیرا تو مسلمان عورت کے وضو سے بچا ہوا پانی بطریق اولی درست
ہوگا اور اس مین اوسکی بھی دلیل ہے کہ اہل کتاب کا پانی استعمال کر سکتے ہین امام شافعی نے ام مین کہا مشرک کے
پانی سے وضو کرنے مین کوئی قباحت نہین ہے اسی طرح مشرک کے وضو سے جو پانی بچ رہے اوس سے وضو کرنے مین بشرطیکہ
نجاست کا علم نہ ہو اور ابن منذر نے کہا صرف ابراہیم نخعی اس بات کے قائل ہین کہ عورت کے غسل جنابت سے جو پانی
بچ رہی اس سے طہارت کرنا مکروہ ہی اور کوئی عالم اسکا قائل نہین ہوا انتہے ما قال الحافظ رحمہ اللہ تعالی منتقی الاخبار
مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ہوا وضو کرنا ایک مشرک عورت کی مشک سے روایت کیا اوسکو
بخاری اور مسلم نے ایک طویل حدیث مین) اور بعض علما اس طرف گئے ہین کہ کافرون کے برتنون کا استعمال جائز
نہین جب تک دہونہ جاوین بشرطیکہ وہ کافر ایسے ہون جنکا ذبیحہ درست نہین انکے سوا اور کافرون کے برتنون
کا استعمال درست ہی اور اس سے جمع ہو جاتا ہے احادیث مین اور بعضون نے سب کا دہونا مستحب کہا ہے کیونکہ امام
حسن نے فرمایا ہین نے حضرت سے یاد رکھا آپنے فرمایا چھوڑ دے اوس بات کو جو شک مین ڈالے تجھکو اوس بات کیطرف جو
شک مین نہ ڈالے روایت کیا اوسکو احمد اور نسائی اور ترمذی نے اور کہا کہ صحیح ہے اور صحیح کہا اوسکو ابن حبان
اور حاکم نے انتہے مختصرا مترجم کہتا ہے حافظ ابن حجر نے بلوغ المرام مین بھی یون ہی کہا کہ حضرت اور آپکے
صحابہ نے وضو کیا ایک مشرک عورت کی پکھال سے حالانکہ یہ حدیث امام بخاری آگے بیان کرینگے اوس مین صاف
یہ نہین ہے کہ آپنے وضو کیا اوس پانی سے البتہ یہ ہی کہ صحابہ نے اوس پانی مین سے پیا اور اپنے برتن بھر لیے اور آپنے
اوس مین سے ایک جنب کو پانی دیا غسل کرنے کو اور اس نے غسل کیا اور شاید اوسی سے حافظ صاحب نے یہہ
نکالا کہ جب جنب کا غسل اوس پانی سے واقع اور صحیح ہوا تو وضو بھی واقع ہوا کیونکہ وضو غسل کے اندر داخل ہی
اور یہ بھی احتمال ہے کہ حافظ صاحب کو کوئی طریقہ حدیث کا ایسا ملا ہو جس مین وضو کرنیکی تصریح ہو اور بلوغ
المرام مین یہ جو کہا کہ روایت کیا اوس کو بخاری اور مسلم نے تو اس سے یہ غرض ہو کہ اس قصے کو بخاری اور مسلم نے
نقل کیا نہ یہ کہ اس لفظ سے ان دونون نے روایت کیا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ
عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ كَانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَتَوَضَّئُوْنَ فِىْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيْعًا ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے اور انہون نے کہا خبر دی ہم
کو امام مالک نے اور انہون نے روایت کی نافع سے انہون نے عبد اللہ بن عمر سے اونہون نے کہا مرد اور عورتین وضو

کرتے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ملنے مین سب ملکر بیٹھنے ایکساتھ) ف حافظ ابن حجر نے کہا امام بخاری کا یہ مذہب ہے کہ جب صحابی یون کہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین یون کرتے تھے تو اسکا حکم رفع کا ہے اور یہی صحیح ہے اور بعضون نے اس مین خلاف کیا ہے کیونکہ احتمال ہے کہ حضرت کو اوسکی اطلاع نہ ہوئی ہو اور یہ قول ضعیف ہے کس لیے کہ صحابہ کو پوچھنے سے کوئی مانع نہ تھا پھر جب شارع کے زمانے مین ایک فعل کو کرتے رہے تو ظاہر یہی ہے کہ حضرت سے پوچھ لیا ہوگا اور آپ نے اوس فعل کی اجازت دی ہوگی اور ابوسعید اور جابر نے دلیل لی عزل (انزال کے وقت ذکر کو باہر نکال لینا) کے جائز ہونے پر اس بات سے کہ وہ عزل کیا کرتے تھے اور قرآن مجید اوترا کرتا تھا اور جو عزل منع ہوتا تو قرآن مین اسکی ممانعت اوترتی۔ ابن ماجہ کی روایت مین اسحدیث مین اتنا زیادہ ہے کہ ایک برتن سے (یعنی مرد عورت ایکساتھ ایک برتن سے وضو کرتے) اور ابوداؤد نے عبید اللہ بن عمر کے طریقہ سے بڑہایا نافع سے انھون نے ابن عمر سے کہ ہم اپنے ہاتھ اس مین ڈالتے تھے اور اس مین دلیل ہے اس بات کی کہ تھوڑے پانی مین ہاتھ ڈالکر چلو لینے سے وہ پانی مستعمل نہین ہوتا کیونکہ اُن لوگون کے برتن چھوٹے تھے جیسے شافعی نے ام مین تصریح کی کئی مقامون پر اور دلیل ہے اس بات کی کہ ذمی عورت پاک ہے اور اسکا جوٹھا پانی اور بچا ہوا پانی پاک ہے کیونکہ اس سے نکاح درست ہے اور حدیث مین کوئی فرق نہین کیا مسلمان عورتون مین اور کافر عورتون مین اور سب ملکر بیٹھنے ایکساتھ وضو کرنے سے یہ مراد ہے کہ وہ سب ایک وقت مین اس برتن سے پانی لیتے تھے اور ابن تین نے ایک قوم سے نقل کیا ہے کہ مطلب اسکا یہ ہے کہ مرد اور عورتین سب ملکر ایکساتھ وضو کرتے تھے ایک مقام مین بیٹھنے مرد الگ اور عورتین الگ اور ابن ماجہ کی روایت ایک برتن کی اس مطلب کو رد کرتی ہے اور شاید اس مطلب والے نے یہ خیال کیا کہ اجنبی مرد اور عورتین ایک جگہہ کیونکر جمع ہو سکتی ہین اور ابن تین نے اس کا جواب یہ دیا جو سحنون سے نقل کیا کہ پہلے مرد وضو کرتے تھے پھر وہ چلے جاتے تھے بعد اسکے عورتین آتین وہ وضو کرتین اور یہ تاویل ظاہر کے خلاف ہے کیونکہ جمیعا کے معنی ایک وقت مین ہے نہ جدا جدا اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین اسحدیث کو معتمر سے روایت کیا اونہون نے عبید اللہ سے اونہون نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے کہ انہون نے دیکھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب کو وہ طہارت کرتے تھے اور عورتین انکے ساتھہ تھین ایک برتن سے سب اوسی برتن سے طہارت کرتے تھے اور عمدہ جواب یہ ہے کہ شاید اسوقت تک پردے کا حکم نہ اوترا ہوگا اور پردے کے حکم کے بعد یہ حکم خاص ہوگا اپنی بی بی اور محرم عورتون سے اور طحاوی اور قرطبی اور نووی نے اتفاق نقل کیا ہے مرد اور عورت کا غسل ایکساتھہ ایک برتن سے جائز ہونے پر اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ابن منذر نے ابوہریرہ سے نقل کیا کہ وہ اس سے منع کرتے تھے

اور ابن عبد البر نے کئی لوگون سے ایسا نقل کیا اور یہ حدیث ابپر حجت ہے اور نووی نے کہا کہ عورت کا وضو مرد کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے بالاتفاق درست ہے نہ مرد کا وضو عورت کے بچے ہوئے پانی سے اور اسپر بھی یہ اعتراض ہوتا ہے کہ طحاوی نے اسمین خلاف ثابت کیا ہے اور ابن عمر اور شعبی اور اوزاعی سے اسکی ممانعت ثابت ہے بشرطیکہ عورت حائضہ ہو اب رہا مرد کا وضو عورت کے بچے ہوئے پانی سے اس مین عبد اللہ بن سرجس صحابی اور سعید بن المسیب اور حسن بصری سے یہ منقول ہے کہ انہون نے منع کیا اسسے اور یہی قول ہے احمد اور اسحاق کا بشرطیکہ عورت نے تنہا اس پانی سے طہارت کی ہو کیونکہ باب کی حدیث سے جواز اسوقت نکلتا ہے جب مرد اور عورتین ایک ساتھ طہارت کرین اور میمونی نے احمد سے نقل کیا کہ عورت کے بچے ہوئے پانی سے طہارت کرنے مین مختلف حدیثین وارد ہوئی ہین لیکن متعدد صحابہ سے ممانعت ثابت ہے جب اکیلی عورت اُس سے طہارت کر چکی ہو اور اسکا معارضہ یون کیا ہے کہ متعدد صحابہ سے جواز بھی ثابت ہے انمین سے ہین ابن عباس اور مشہور حدیث ممانعت مین حکم بن عمرو غفاری کی حدیث ہے اور جواز مین ام المومنین میمونہ کی حدیث ہے تو حکم بن عمرو غفاری کی حدیث (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا کہ مرد وضو کرے اوسکے پانی سے جو عورت کی طہارت سے بچ رہا ہو) کو اصحاب سنن (ترمذی اور ابوداود اور ابن ماجہ اور نسائی اور امام احمد) نے روایت کیا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور ابن حبان نے کہا صحیح ہے (اور بیہقی نے سنن کبری مین کہا امام بخاری نے کہا حکم کی حدیث صحیح نہین ہے) اور نووی نے نادر بات کہی کہ حفاظ نے اتفاق کیا اوسکے ضعف پر اور میمونہ کی حدیث کو (جو ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین میمونہ کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرتے تھے) امام مسلم اور امام احمد نے نکالا لیکن بعضون نے اس مین یہ علت نکالی ہے کہ اسکے راوی عمرو بن دینار نے تردد کے ساتھ کہا مین جانتا ہون اور جو میرے دل مین گذرتا ہے وہ یہ ہے کہ ابو الشعثاء نے خبر دی مجھکو اور یہ حدیث دوسرے طریقے سے بغیر اس تردد کے مروی ہے لیکن اسکا راوی ضابط نہین ہے (منتقی الاخبار مین ہے کہ امام احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ابن عباس سے کہ میمونہ نے کہا حضرت نے وضو کیا میمونہ کے غسل جنابت کے بچے ہوئے پانی سے) اور اسکی مخالفت کی گئی ہے اور محفوظ وہ ہے جو بخاری اور مسلم نے نکالا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میمونہ دونوا ایک برتن سے غسل کرتے تھے) اسیطرح منع مین ایک اور حدیث ہے وہ جو ابوداود اور نسائی نے نکالا حمید بن عبد الرحمن حمیری کے طریق سے اونہون نے کہا مین ایک شخص سے ملا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین چار برس تک رہا تھا اوسنے کہا کہ منع کیا آپنے عورت کو مرد کے بچے پانی سے غسل کرنے سے یا مرد کو عورت کے بچے پانی سے غسل کرنے سے اور فرمایا کہ دونوا ایکساتھ ملکر اس مین چلو ڈالین اور اسکے راوی ثقہ ہین اور جسنے اس حدیث مین علت نکالی اوسکی کوئی قوی دلیل ہین نہین

بانی اور بیہقی کا یہ دعوے کرنا کہ یہ حدیث مثل مرسل کے ہے غلط ہی کیونکہ صحابی کا معلوم نہ ہونا ضرر نہیں کرتا اور تابعی یہ کہتا ہے کہ وہ صحابی سی ملا ہی اور ابن حزم کا یہ کہنا کہ داؤد جو اسکا راوی ہی حمید بن عبد الرحمان سی وہ یزید اودی کا بیٹا ہے اور وہ ضعیف ہے غلط ہے کس لیے کہ یہ داؤد عبد اللہ اودی کا بیٹا ہے اور وہ ثقہ ہے اور ابو داؤد وغیرہ نے اس کے باپ کا نام بصراحت بیان کیا ہے اور جواز کی حدیثون مین سی ایک وہ حدیث ہی جو اصحاب سنن اور دار قطنی نے نکالی اور صحیح کہا اوسکو ترمذی اور ابن خزیمہ وغیرہما نے ابن عباس سے اونہون نے میمونہ سے انہون نے کہا مجھی نہانے کی حاجت ہوئی مین نے ایک کٹھرے سی غسل کیا اوس مین کچھ پانی بچ رہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اوس مین سے غسل کرنے کو مین نے آپ سے عرض کیا کہ مین جنب تھی اور یہ میرا بچا ہوا پانی ہے آپ نے فرمایا پانی جنب نہیں ہوا اور غسل کیا اس سے یہ لفظ دار قطنی کا ہے اور بعضون نے اس حدیث مین یہ علت نکالی ہی کہ روایت کیا اوسکو سماک بن حرب نے عکرمہ سے اور سماک تلقین کو مانتا تھا لیکن یہ روایت کیا اسکو شعبہ نے اور شعبہ نہیں روایت کرتے اپنے مشائخ سے مگر صحیح حدیثون کو اور امام احمد نے جو کہا کہ حدیثین دونو طرف مضطرب ہین تو یہ اوسوقت صحیح ہوگا جب جمع نہ ہو سکے اور جمع ہو سکتا ہے اسطرح کہ ممانعت اوس پانی سے ہے جو اعضا سے گرے اور اجازت اوس پانی کی ہے جو برتن مین بچ رہے اور ایسا ہی جمع کیا خطابی نے یا ممانعت بطور تنزیہ کے ہو واللہ اعلم تمام ہوا مضمون فتح الباری کا منتقے مین ہے کہ اکثر علما کا یہی قول ہے کہ مرد عورت کے بچے ہوئے پانی سے طہارت کر سکتا ہے اور اس کی دلیل صحیح حدیثین ہین اور مکروہ کہا ہے اسکو امام احمد اور اسحاق نے جب عورت اکیلی اوس سے طہارت کر چکی ہو اور میمونہ کی حدیث کا یہ جواب دیتے ہین کہ اونہون نے اکیلی اس سے طہارت نہ کی ہوگی تاکہ جمع ہو جاوے اوس مین اور حکم کی حدیث مین علاوہ اسکے حکم کی حدیث قولی ہی اور میمونہ کی حدیث فعلی ہے اور قولی کو ترجیح ہوتی ہے فعلی پر مگر اسکا جواب یہ دے سکتے ہین کہ میمونہ کی حدیث بھی قولی ہی کیونکہ آپ کا یہ فرمانا کہ پانی جنب نہیں ہوا دلیل ہے اسکی کہ یہ حکم آپ سے خاص نہ تھا اب با مرد اور عورت کا ملکر ایک ساتھ غسل کرنا یا دونو کا ایک ساتھ وضو کرنا وہ تو بلا اختلاف جائز ہے ام سلمہ نے کہا مین اور حضرت دونو ایک ہی برتن سے جنابت کا غسل کرتے متفق علیہ اور حضرت عائشہ نے کہا مین اور حضرت دونو ایک ہی برتن سی غسل کرتے اور ہم دونون کے ہاتھ ایک کے بعد دوسرے کے اوس مین پڑتے جنابت سی متفق علیہ اور بخاری کی ایک روایت مین ہے کہ ایک برتن سی جو میرے اور آپ کے بیچ مین ہوتا آپ جلدی کرتے مجھ سی مین کہتی میرے لیے چھوڑ دیجیے میرے لیے چھوڑ دیجیے یعنے تھوڑا پانی میرے لیے رہنے دیجیے اور نسائی کی روایت مین ہی ایک برتن سے آپ مجھ پر جلدی کرتے تھے اور مین آپ پر جلدی کرتی تھی یہانتک کہ آپ فرماتے میرے لیے پانی چھوڑ دے اور مین کہتی میرے لیے چھوڑ دیجیے انتہے شوکانی نے کہا ابن منذر

نے اس مین اختلاف نقل کیا ہے جیسے اوپر گذرا اور مصنف نے قرطبی اور طحاوی اور نووی کیطرح اسپر اتفاق نقل کیا۔
مگر عجب کہتا ہے شیخ ابن حجر مکی سے اسمقام مین سہو ہوا ہے اونہون نے کہا کہ امت کے عالمون مین سے کوئی اس طرف نہین
گیا کہ مرد عورت کے بچے پانی سے وضو نہ کرے حالانکہ امام احمد جو سب عالمون کے پیشوا ہین وہ اسیطرف گئے ہین اور خطابی نے
کہا کہ اہل حدیث ممانعت کی حدیثون سے خوش نہین ہین اور درست کہا اور جو وے ثابت ہون تو محمول ہین نسخ پر اور
یہ بھی غلط ہے کس لیے کہ اہلحدیث کی ایک جماعت نے حکم کی حدیث کو صحیح کہا ہے اون مین سے ہین ترمذی اور ابن حبان
اور حافظ ابن حجر نے صحیح کہا حمید حمیری کی حدیث کو از روی اسناد کی بہر حال احتیاط اسی مین ہے جو امام احمد نے اختیار کیا
اور انکا قول صواب کیطرف قریب ہے اور ان کے مذہب پر جمع ہو جاتا ہے احادیث مین **اس باب کے** متعلق جو
حدیثین وارد ہین وہ یہ ہین ۱ ترمذی نے بنی غفار کے ایک شخص سے کہ منع کیا حضرت نے عورت کی طہارت سے بچے
ہوئے پانی سے ترمذی نے کہا اس باب مین روایت ہے عبد اللہ بن سرجس سے ۲ ابن ماجہ نے عبد اللہ بن سرجس سے منع
کیا حضرت نے کہ غسل کرے مرد عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے اور عورت مرد کے بچے پانی سے لیکن دونو ساتھ
شروع کرین ۳ ابن ماجہ نے حضرت علی سے حضرت اور آپ کے گھر والے ایک برتن سے غسل کرتے تھے اور نہین غسل کرتا
تھا کوئی دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے۔ اسکی اسناد مین حارث ہے ۴ نسائی اور ابن ماجہ نے ام ہانی سے کہ حضرت اور
میمونہ نے غسل کیا ایک برتن سے ایک کونڈی مین سے جسمین آٹے کا نشان تھا ۵ ابن ماجہ نے جابر سے کہ حضرت اور
آپکی بی بیان ایک برتن سے غسل کرتے تھے ۶ ابن ماجہ نے ام حبیبہ جہنیہ سے اونہون نے کہا کبھی میرے اور حضرت کے ہاتھ
وضو مین ایک کے بعد ایک ایک برتن مین پڑتے تھے (ام حبیبہ کنیت ہے خولہ بنت قیس کی) ۷ ابن ماجہ نے حضرت عائشہ
سے مین اور حضرت نماز کے لیے ایک ساتھ وضو کرتے ۸ امام طحاوی نے حکم غفاری سے منع کیا حضرت نے کہ وضو کرے مرد
عورت کے بچے پانی سے یا عورت کے جوٹھے سے ۹ طحاوی نے حکم سے منع کیا حضرت نے عورت کے جوٹھے سے ۱۰ نسائی اور
طحاوی نے ام سلمہ سے مین اور حضرت ایک کٹورے سے غسل کرتے ہم لیتے ہاتھوں پر پانی ڈالتے یہانتک کہ انکو صاف کر لیتے
پھر اونپر پانی بہاتے **باب** صَبِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضُوءَهُ عَلَى الْمُغْمَى عَلَيْهِ وضو کا پانی حضرت نے
بیہوش پر ڈالا اسکا باب **ف** اس سے غرض یہ ہے کہ مستعمل پانی کی طہارت ثابت ہو اور یہ مسئلہ اوپر گذر چکا ۔
حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ جَاءَ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي وَأَنَا مَرِيضٌ لَا أَعْقِلُ فَتَوَضَّأَ وَصَبَّ عَلَيَّ مِنْ وَضُوئِهِ فَعَقَلْتُ فَقُلْتُ
يَا رَسُولَ اللّٰهِ لِمَنِ الْمِيرَاثُ إِنَّمَا يَرِثُنِي كَلَالَةٌ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْفَرَائِضِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے ابو الولید

(ہشام بن عبدالملک طیالسی) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شعبہ ابن حجاج نے اونہون نے روایت کی محمد بن منکدر
(تیمی قرشی زاہد مشہور) سے اونہون نے کہا مین نے سنا جابر بن عبداللہ انصاری سے وہ کہتے تھے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
تشریف لائے میری عیادت (بیمار پرسی) کے لیے اوسوقت مین بیماری کے سبب بے عقل تھا (بیہوش) آپ نے وضو کیا اور وضو کا پانی
(یعنے جو پانی آپکے اعضاے شریفہ سے بہا تھا یا جو پانی وضو سے بچ رہا تھا) وہ مجھپر ڈالا تو مجھکو ہوش آگیا مین نے عرض کیا
یارسول اللہ میرے مال کا وارث کون ہوگا مین تو کلالہ ہون (کلالہ وہ شخص جو نہ باپ چھوڑے نہ اولاد) تب فرائض کی آیت
اوتری **ف** یعنے یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ اخیر تک اسکا ذکر خدا چاہے تو کتاب التفسیر مین آویگا قسطلانی نے
نے کہا اس حدیث سے فضیلت نکلی بزرگ کو خورد کی عیادت کرنیکی اور مولف نے اوسکو روایت کیا طب اور سوفرائض مین اور
مسلم نے فرائض مین اور نسائی اور ابن ماجہ نے فرائض اور تفسیر اور طب مین انتہے

باب الغسل والوضوء فی المخضب والقدح والخشب والحجارۃ باب غسل یا وضو کرنے کے بیان مین کٹرے اور پیالے اور لکڑی کے برتن اور پتھر کے برتن مین **حدثنا** عبداللہ بن منیر سمع عبداللہ بن بکر قال حدثنا حمید عن انس قال حضرت الصلوۃ فقام من کان قریب الدار الی اھلہ وبقی قوم فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمخضب من حجارۃ فیہ ماء فصغر المخضب ان یبسط فیہ کفہ فتوضأ القوم کلھم قلنا کم کنتم قال ثمانین وزیادۃ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن منیر (زاہد مروزی) نے اونہون نے سنا عبداللہ بن بکر (ابو وہب مصری) سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حمید (ابن ابی حمید طویل) نے اونہون نے روایت کی انس (ابن مالک رض) سے اونہون نے کہا نماز کا وقت آگیا (یعنے عصر کا) تو جنکا گھر قریب تھا وہ کھڑے ہو اپنے گھر والون کی طرف (وضو کرنیکو) اور کچھ لوگ رہ گئے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو باوضو تھے) اپر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کٹرہ لایا گیا پتھر کا اوس مین (تھوڑا سا) پانی تھا وہ برتن چھوٹا نکلا آپ اپنی ہتیلی اوس مین پھیلا نہ سکے پہر وضو کیا اون سب لوگون نے (جو بے وضو رہ گئے تھے) (حمید نے کہا) ہمنے انس سے کہا تم کتنے آدمی تھے جنہون نے وضو کیا اوس برتن سے) اونہون نے کہا اسی پر کچھ زیادہ آدمی تھے **ف** یہ آپکا معجزہ تھا کہ اتنا تھوڑا پانی بڑہ گیا اور سب کے وضو کو کافی ہوگیا۔ حافظ صاحب نے کہا یہ حدیث باب التماس الوضوء مین گذر چکی اور باقی بحث اسکی علامات نبوت مین آویگی انشاء اللہ تعالی قسطلانی نے کہا مولف نے اس حدیث کو باب علامات النبوۃ مین روایت کیا اور امام مسلم نے **حدثنا** محمد بن العلاء قال حدثنا ابو اسامۃ عن برید عن ابی بردۃ عن ابی موسی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا بقدح فیہ ماء فغسل یدیہ ووجہہ فیہ ومج فیہ **ترجمہ**

حدیث بیان کی ہم سے محمد بن علا نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابو اسامہ (حماد بن اسامہ) نے اونہوں نے روایت کی برید ابن عبداللہ بن ابی بردہ سے اونہوں نے ابو بردہ (حارث بن ابی موسی) سے اونہوں نے ابو موسی (عبداللہ بن قیس اشعری) سے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ منگوایا جس میں پانی تھا پھر آپ نے دونوں ہاتھ اور منہ کو دھویا اوس میں اور کلی کی اوس میں **ف** قسطلانی نے کہا اس حدیث سے یہ نہیں نکلتا کہ آپ نے وضو کیا یا غسل کیا اوس پیالے سے۔ حافظ صاحب نے کہا یہ حدیث طول کے ساتھ کتاب المغازی میں آویگی ان شاء اللہ تعالی اور اوپر معلقاً گذری باب استعمال فضل وضوء الناس میں **مترجم** کہتا ہے جب آپ نے اپنے منہ اور ہاتھوں کو دھویا تو وضو کا جز غالب ادا ہو چکا کیونکہ وضو میں دو عضو میں اور دو مسح یا غسل اور ایک مسح اور احتمال ہے کہ آپ نے وضو کو پورا کیا ہو لیکن راوی نے اوسکا ذکر نہ کیا تو مطلب امام بخاری کا ثابت ہے کہ وضو کیا آپ نے پیالہ میں اور یہی ترجمہ باب ہے **حدثنا** احمد بن یونس قال حدثنا عبد العزیز بن ابی سلمة قال حدثنا عمرو بن یحیی عن ابیه عن عبد اللہ بن زید قال اتی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فاخرجنا له ماء فی تور من صفر فتوضأ فغسل وجهه ثلثا ویدیه مرتین مرتین ومسح براسه فاقبل به وادبر وغسل رجلیه **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے احمد بن یونس نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد العزیز بن ابی سلمہ (ماجشون) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عمرو بن یحیی نے اونہوں نے روایت کی اپنے باپ (یحیی بن عمارہ) سے اونہوں نے عبداللہ بن زید انصاری سے انہوں نے کہا تشریف لائے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (ہمارے پاس) ہم نے آپ کے لیے پانی لکالا تانبے کے ایک تن میں پھر آپ نے وضو کیا تو اپنے منہ کو دھویا تین بار اور دونوں ہاتھوں کو دھویا دو دو بار اور سر پر مسح کیا آگے لائے اور پیچھے لیگئے اور دونوں پاؤں کو دھویا یہ حدیث اوپر گذر چکی اس روایت میں تانبے کا لفظ زیادہ ہے **ف** حدیث میں صفر کا لفظ ہے حافظ صاحب نے کہا صفر کہرا تانبا اور بعضوں نے کہا وہ تانبے کی ایک قسم ہے جو زرد رنگ کا ہوتا ہے یعنی پیتل یا کانسہ واللہ اعلم **حدثنا** ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزهری قال اخبرنی عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبة ان عائشة قالت لما ثقل النبی صلی اللہ علیه وسلم واشتد به وجعه استاذن ازواجه فی ان یمرض فی بیتی فاذن له فخرج النبی صلی اللہ علیه وسلم بین رجلین تخط رجلاه فی الارض بین عباس ورجل اخر قال عبید اللہ فاخبرت عبد اللہ بن عباس فقال اتدری من الرجل الاخر قلت لا قال هو علی وکانت عائشة تحدث ان النبی صلی اللہ علیه واله وسلم

قَالَ بَعْدَ مَا دَخَلَ بَيْتَهُ وَاشْتَدَّ وَجَعُهُ هَرِيقُوا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَمْ تُحْلَلْ أَوْكِيَتُهُنَّ لَعَلِّي أَعْهَدُ إِلَى
النَّاسِ وَأُجْلِسَ فِي مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُّ عَلَيْهِ مِنْ تِلْكَ الْقِرَبِ
حَتّٰى طَفِقَ يُشِيرُ إِلَيْنَا أَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى النَّاسِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے ابو الیمان الحکم بن
نافع نے اونہون نے کہا خبر دی ہم کو شعیب ابن ابی حمزہ حمصی نے اونہون نے روایت کی زہری محمد بن مسلم سے اونہون نے
کہا خبر دی ہمکو عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ ابن مسعود نے کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ نے کہا جب جناب رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپکی بیماری سخت ہوگئی تو آپ نے اجازت لی اپنی بی بیون سے بیمار داری کے لیے میرے گھر
مین رہنے کی اونہون نے اجازت دی آپ کو پہر آپ نکلے دو مردون کے بیچ مین (ام المومنین میمونہ یا زینب یا ریحانہ کے گھر
سے) آپکے دونو پاؤن زمین مین لکیر کرتے جاتے تھے (یعنے ضعف اور ناتوانی کیوجہ سے آپکے پاؤن زمین مین گھسٹتے تھے
اور آپ پاؤن اوٹھا نہ سکتے تھے) وہ دونون مرد جنکے بیچ مین آپ نکلے حضرت عباس تھے اور ایک اور شخص تھے عبید اللہ
جو اس حدیث کے راوی ہین وہ کہتے ہین مین نے یہ حدیث حضرت عائشہ کی عبد اللہ بن عباس سے بیان کی اونہون نے کہا تم
جانتے ہو وہ دوسرے شخص کون تھے جنکا نام حضرت عائشہ نے نہین لیا مین نے کہا مین نہین جانتا اونہون نے کہا وہ حضرت
علی ابن ابی طالب تھے **ف** اور مسلم کی روایت مین ہے کہ فضل بن عباس تھے اور ایک روایت مین یہ ہے کہ ان دو
مردون مین ایک اسامہ بن زید تھے اور مطابقت اسطور سے ہے کہ حضرت عباسؓ تو ایک طرف برابر ساتھ تھے اور دوسری طرف
یہ تینون صاحب باری باری رہے ہون یعنے علی اور اسامہ اور فضل رضی اللہ عنہم اور حضرت عائشہ نے جو حضرت علی
کا نام نہ لیا یہ رنجش کیوجہ سے تھا جو بشر کو دوسرے بشر سے ہو جاتی ہے گو وہ کتنا ہی مقدس ہو (قسطلانی) **ف** اور
حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ بیان کرتی تہین کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر مین داخل ہوئے (یعنے
حضرت عائشہ کے حجرے مین) اور آپ کی بیماری سخت ہوئی تو آپ نے فرمایا میرے اوپر سات مشکون کا پانی ڈالو جنکی ڈاٹ
نہ کھلی ہون (خطابی نے کہا سات کا عدد برکت کے لیے اختیار فرمایا اور طبرانی کی روایت مین ہے کہ یہ سات مشکین سات
کنوون کے پانی کی ہون اور ظاہر یہ ہے کہ دوا کے لیے یہ امر فرمایا) شاید مین آرام پاؤن جیسے دوسری روایت مین ہے وصیت
کرون لوگون کو (یعنے پانی ڈالنے سے کچھ بیماری ہلکی ہو اور مجھکو نصیحت کرنیکا موقع ملے) اور آپ بٹھلائے گئے
حضرت ام المومنین حفصہ کے کٹھرے مین (یعنے بڑے کونڈے مین) **ف** ابن خزیمہ کی روایت مین ہے کہ وہ تانبے کا تھا
اور اسی سے ترجمہ باب نکلتا ہے اور اس سے رد ہوگیا اس شخص کا قول جس نے برتن مین نہانا مکروہ رکھا ہے جیسے ابن عمر
سے ثابت ہوا اور عطا نے کہا کہ تانبے کی بو مکروہ ہے (فتح) **ف** پہر ہم نے آپ پر پانی ڈالنا شروع کیا ان مشکون

سے یہانتک کہ آپنے اشارہ کرنا شروع کیا کہ تم کر چکین **ف** یعنی وہ کام جو مینے کہا تھا بخار مین ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا مطلقاً مضر نہین بلکہ صفراوی بخار مین نہایت مفید ہے اور اس سے طاقت آتی ہے اور جس طبیب نے اسکا انکار کیا ہے وہ کھوسٹ اور جاہل ہے اوسکی طب ردی ہوگئی اور اسکا علم کوڑے کچرے کیطرح اب پھینک دیا گیا اب جس طب جدید پر عمل ہے اور جو نہایت تحقیق اور تجربے کے بعد بنی ہے اوسکے رو سے صفراوی بخار مین ٹھنڈا پانی بدن پر بہانا اور ٹھنڈے پانی سے بدن کو پونچھنا بلکہ برف کے ٹکڑون سے دماغ اور سارے بدن کو پونچھنا نہایت مفید ہے اور یہ جو فرمایا اون مشکون کے منہ نہ کھلے ہون اس مین یہ حکمت تھی کہ پانی صاف اور پاک اور خالص ہو اوس مین ہاتھ نہ لگے ہون **ف** پھر آپ باہر نکلے لوگون کیطرف **ف** دوسری روایت مین صنف کے اتنا زیادہ ہے کہ آپنے نماز پڑھی اور خطبہ سنایا لوگون کو اور باقی بحث اس حدیث کی باب الوفاۃ مین آوے گی اگر خدا چاہے اور مولف نے اس حدیث کو چند مقامون مین نکالا اور سوا مسلم اور نسائی اور ترمذی نے (فتح وقسط) **باب** الوضوء من التور طشت سے وضو کرنیکا بیان **ف** حافظ صاحب نے کہا کہ تور ایک ظرف ہوتا ہے طشت کے مشابہ اور بعضون نے کہا تور طشت ہی کو کہتے ہین اور معراج کی حدیث مین ہے کہ ایک طشت سونے کا لایا گیا اوس مین ایک تور تھا سونے کا اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ طشت اور چیز ہے اور تور اور ہے اور شاید طشت تور سے بڑا ہوتا ہے انتہی قسطلانی نے کہا کہ تور ایک برتن ہے پیتل یا پتھر کا بعضون نے تور کا ترجمہ کڑاہی کیا ہے واللہ اعلم **حدثنا** خالد بن مخلد قال حدثنا سليمان قال حدثني عمرو بن يحيى عن ابيه قال كان عمي يكثر من الوضوء قال لعبد الله بن زيد اخبرني كيف رأيت النبي صلى الله عليه وسلم يتوضأ فدعا بتور من ماء فكفأ على يديه فغسلهما ثلث مرات ثم ادخل يده في التور فمضمض واستنثر ثلث مرات من غرفة واحدة ثم ادخل يده فاغترف بهما فغسل وجهه ثلاث مرات ثم غسل يديه الى المرفقين مرتين مرتين ثم اخذ بيده ماء فمسح به رأسه فادبر به واقبل ثم غسل رجليه فقال هكذا رأيت النبي صلى الله عليه وسلم يتوضأ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے خالد بن مخلد قطوانی بجلی نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سلیمان بن بلال نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے عمرو بن یحیے نے اونہون نے روایت کی اپنے باپ سے اونہون نے کہا میرے چچا عمرو بن ابی حسن بہت وضو کیا کرتے تھے یا وضو مین بہت پانی صرف کیا کرتے تھے تو اونہون نے عبداللہ بن زید سے کہا بیان کرو مجھ سے تمنے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیونکر وضو کرتے دیکھا یہ سنکر اونہون نے ایک طشت منگوایا پانی کا اور اسکو جھکایا اپنے دونو ہاتھون پر پھر دھویا دونون ہاتھون کو تین بار پھر اپنا ہاتھ طشت مین ڈالا پھر کلی کی اور ناک مین پانی ڈالکر (جھاڑا) تین بار ایک چلو

سے (یعنے تین چلو لیے اور ہر ایک چلو سے کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا) اور چلو لیا اور منہ کو دھویا تین بار پھر دونو ہاتھ دھوئے
دونو کہنیون تک دو دو بار پھر اپنے ہاتھ مین پانی لیا اور سر پر مسح کیا تو پیچھے لے گئے (دونون ہاتھونکو) اور آگے لائے
پھر دونو پاؤن کو دھویا پھر کہا کہ مین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسیطرح وضو کرتے دیکھا **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ
قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَعَا بِاِنَاءٍ مِّنْ مَّاءٍ فَاُتِیَ بِقَدَحٍ رَحْرَاحٍ
فِیْہِ شَیْءٌ مِّنْ مَّاءٍ فَوَضَعَ اَصَابِعَہٗ فِیْہِ قَالَ اَنَسٌ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَی الْمَاءِ یَنْبُعُ مِنْ بَیْنِ اَصَابِعِہٖ قَالَ اَنَسٌ
فَحَزَرْتُ مَنْ تَوَضَّأَ مِنْہُ مَا بَیْنَ السَّبْعِیْنَ اِلَی الثَّمَانِیْنَ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے مسدد بن مسرہد نے انہون
نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حماد بن زید نے اور انہون نے روایت کی ثابت بنانی سے اور انہون نے انس بن مالک سے کہ جناب
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن منگوایا پانی کا تو آپ پاس لایا گیا ایک اوتھلا پیالہ جو بڑے منہ کا **ف** جس میز
بہت پانی نہین آتا اور ایسا پیالہ طشت کے مشابہ ہوتا ہے تو حدیث ترجمہ باب کے مناسب ہو گئی اور ابن خزیمہ نے اسحدیث کو
احمد بن عبدہ سے روایت کیا اور انہون نے حماد بن زید سے اسمین رحراح کے بدلہ زجاج ہے یعنے کانچ کا پیالہ اوس سے رد کیا ان
صوفیون کے قول کو جو کانچ کا برتن رکھنا اسراف جانتے ہین کیونکہ وہ جلدی ٹوٹ جاتا ہے مین کہتا ہون زجاج کا لفظ صرف
احمد بن عبدہ نے نقل کیا اور مخالفت کی اوسکی حماد بن زید کے باقی صحابیون نے اونہون نے رحراح کہا اور بعضون نے وسیع
الفم کہا یعنے چوڑے منہ کا اور ایسا ہی روایت کیا اسماعیلی نے محمد بن موسی اور اسحاق بن ابی اسرائیل اور احمد بن عبدہ سے
اون سبھون نے حماد سے اور شاید اسماعیلی نے نقل کیا حدیث کو محمد بن موسی کے لفظ پر اور ایک جماعت علما نے تصریح کی کہ
احمد بن عبدہ نے اسحدیث مین غلطی کی اور علامت اوسکی یہ ہے کہ احمد بن عبدہ نے کہا مین گمان کرتا ہون تو معلوم ہوا
کہ اون کو خوب یاد نہ تھی اور اگر احمد بن عبدہ کی روایت صحیح ہو تو بہی اور روایتون کے خلاف نہین کیونکہ اور راویون نے
اوس پیالے کی شکل بیان کی اور احمد نے اوسکی قسم بیان کی اور مسند احمد مین ابن عباس سے مروی ہے کہ مقوقس نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کانچ کا ایک پیالہ بھیجا تھا لیکن اسکے اسناد مین کلام ہے (فتح) رحراح کے معنی کہلے منہ کا
اور خطابی نے کہا رحراح کشادہ برتن جس کی گہرائی کم ہو اور ایسے برتن مین بہت پانی نہین آتا تو اس سے معجزہ کا ثبوت
اور زیادہ ہوتا ہے **ت** اوس مین کچھ (تہوڑا) پانی تھا آپ نے اپنی انگلیان اسکے اندر رکھدین انس نے کہا
مین نے پانی کو دیکھنا شروع کیا وہ پھوٹ رہا تھا آپ کے انگلیون کے بیچ مین سے انس نے کہا مین نے اندازہ کیا اون لوگون
کا جنہون نے وضو کیا اوس پیالے سے وہ ستر سے لیکر اسی تک تھے **ف** اور حمید کی روایت مین گذرا کہ اسی آدمی
پر کچھ زیادہ تھے اور جابر کی روایت مین ہے کہ ہم لوگ پندرہ سو تھے اور بعضی روایتون مین تین سو ہے اور احتمال ہے کہ

پہ متعدد ہوتی ہون متعدد اوقات مین حافظ صاحب نے کہا انس کی دو نون روایتون مین جو اختلاف ہے اوسکی توجیہ یون ہو سکتی ہے
کہ انس کو پوری گنتی تو معلوم نہ تھی مگر اتنا معلوم تھا کہ ستر سے زیادہ تھے اور اس مین آنکو شک تھا کہ اسّی تک پہونچ گئے تھے
یا اسّی سے زیادہ تھے تو کہیں اسّی سے زیادہ بیان کیا اور کہیں اسّی تک کہا اور امام شافعی نے اس حدیث سے دلیل لی ہے
اس شخص کا قول رد کرنے کے لیے جو وضو مین ایک مقدار پانی معین کرتا ہے کیونکہ صحابہ نے اس پیالے سے وضو کیا بغیر تقدیر اور
تعیین کے انتہے مختصراً **باب** الوُضُوءِ بِالمُدِّ مد سے وضو کرنے کا بیان **ف** مد ایک پیمانہ ہے جس مین ایک رطل اور تہائی
رطل بغدادی آتا ہے اور یہی قول ہے جمہور اہل علم کا اور بعض حنفیہ نے اسکا خلاف کیا ہے وہ کہتے ہین مد دو رطل کا ہوتا
ہے اسیطرح صاع جمہور علما کے نزدیک پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے بغدادی رطل سے یعنے چار مد کا اور بعض
حنفیہ کے نزدیک صاع آٹھ رطل کا ہوتا ہے قسطلانی نے کہا مد کے ایکسو اٹھائیس درہم ہوتے ہین اور ۴/۷ درہم کے اس حساب
سے صاع کے چھ سو پچاسی ۵/۷ درہم ہوئے **حَدَّثَنَا** أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ جَبْرٍ قَالَ
سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ أَوْ كَانَ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ إِلَى خَمْسَةِ أَمْدَادٍ وَيَتَوَضَّأُ
بِالمُدِّ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے ابو نعیم (فضل بن دکین) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے مسعر (بن کدام) نے
اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے ابن جبر (یعنے عبداللہ بن عبداللہ بن جبر بن عتیک انصاری) نے اونہون نے کہا
سنا مین نے انس بن مالک (سے وہ کہتے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دھوتے تھے (اپنی بدن مبارک کو) یا یون
کہا کہ غسل کرتے تھے (یہ شک امام بخاری کو ہوئی یا ابو نعیم کو مگر اسماعیلی کی روایت مین ابو نعیم سے یہ ہے کہ غسل کرتے
تھے بغیر شک کے) ایک صاع سے لیکر پانچ مد تک اور وضو کرتے تھے ایک مد سے **ف** حافظ ابن حجر نے کہا کہ غسل
مین آپ کبھی اقتصار کرتے ایک صاع پر جو چار مد کا ہوتا ہے اور کبھی بڑھاتے پانچ مد تک تو شاید انس کو معلوم نہوا
کہ آپنے غسل اس سے زیادہ پانی سے کیا ہو اور امام مسلم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا کہ وہ اور حضرتؐ دونوں
ملکر غسل کرتے ایک برتن سے جس مین ایک فرق پانی آتا ابن عیینہ اور شافعی نے کہا کہ فرق تین صاع کا ہوتا ہے
اور مسلم نے روایت کی اونسے کہ حضرت غسل کرتے اوس برتن سے جس مین تین مد پانی آتا ان روایتون سے نکلتا
ہے کہ جیسی ضرورت اور حاجت ہوتی اوتنا پانی استعمال کرتے اور ان سے رد ہوتا ہے اون لوگون کا جنہون نے وضو
اور غسل مین ایک مقدار کو معین کیا ہے جیسے ابن شعبان نے مالکیہ مین سے اور ایسا ہی اون حنفیہ کا جو تعیین کے
قائل ہین اور حنفیہ نے تو صاع اور مد کے مقدار مین بھی اختلاف کیا ہے اور جمہور یہ کہتے ہین کہ یہ تعیین بطور استحباب
کے ہے کیونکہ اکثر لوگون نے حضرتؐ کے وضو اور غسل کو اسیطرح بیان کیا ہے یعنے وضو ایک مد سے اور غسل ایک صاع

سے اور مسلم نے سفینہ سے ایسا ہی روایت کیا اور احمد اور ابو داؤد نے باسناد صحیح جابر سے ایسا ہی نقل کیا اور اس باب مین حضرت عائشہ اور ام سلمہ اور ابن عباس اور ابن عمرو غیرہم سے مروی ہے اور یہہ تعیین جبھی تک ہے کہ اس سے زیادہ کی ضرورت نہ ہو اور اس شخص کے لیے ہے جسکا جثہ معتدل ہو اور مؤلف نے کتاب الوضو کے شروع مین اس طرف اشارہ کیا کہ مکروہ رکھا اہل علم نے اسراف کرنا وضو مین اور تجاوز کرنا اس حد سے جو حضرت سے ثابت ہے انتہی قسطلانی نے کہا سنت یہہ ہے کہ وضو کا پانی ایک مد سے کم نہ ہو اور غسل کا ایک صاع سے البتہ یہہ مختلف ہوگا باختلاف اشخاص تو جو شخص نحیف اور دبلا ہو اسکو اتنا پانی استعمال کرنا مستحب ہے کہ اس کے بدن سے وہی نسبت رکھے جو مد اور صاع پانی کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے تھی اور جو بہت موٹا یا بہت لنبا ہو یا بڑے پیٹ والا ہو اوس کو یہہ مستحب ہے کہ اوس مقدار سے نہ گھٹاوے جس کی نسبت اس کے بدن سے مد اور صاع کی نسبت ہو حضرت صلعم کے مبارک جسم سے اور ابو داؤد نے ام عمارہ سے روایت کیا کہ حضرت صلعم نے وضو کیا تو ایک برتن لایا گیا جس مین دو تہائی مد کے پانی آتا اور انس سے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے اوس برتن سے جس مین دو رطل پانی آتا اور غسل کرتے ایک صاع سے اور ترمذی کی روایت مین ہے انس سے کہ حضرت صلعم نے فرمایا وضو مین دو رطل پانی کافی ہے اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین اور حاکم نے مستدرک مین عبد اللہ بن زید سے روایت کیا کہ حضرت صلعم کے پاس دو تہائی مد پانی لایا گیا آپنے وضو کیا اور اپنی بانہون کو ملنا شروع کیا اور مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ وہ اور حضرت غسل کرتے ایک برتن سے جس مین تین مد پانی آتا اور ایک روایت مین ہے کہ غسل کرتے پانچ مکوک سے اور وضو کرتے ایک مکوک سے اور مکوک مین ایک مد پانی آتا ہے۔ اور بخاری کی ایک روایت مین ہے کہ غسل کرتے دونو ایک کٹورے سے جس مین فرق پانی آتا یعنے سولہ رطل جسکے تین صاع ہوئے اور بعضون نے کہا کہ فرق بسکون را وہ برتن ہے جس مین ایک سو بیس رطل پانی آتا ہے یہ ابن الاثیر نے کہا ہے امام نووی نے ان روایتون مین امام شافعی سے تطبیق نقل کی کہ یہ مختلف حالتون مین مختلف وقتون مین ہین اور ان سے یہ نکلتا ہے کہ طہارت کے پانی کی کوئی مقرر حد نہین بلکہ باختلاف اشخاص اور احوال اسمین قلت اور کثرت ہوتی ہے انتہی کرمانی نے کہا نووی نے کہا کہ اجماع کیا اہل اسلام نے کہ غسل مین کوئی پانی مقرر نہین بلکہ قلیل اور کثیر کافی ہے جب غسل کے شرائط ادا ہوجاوین البتہ مستحب ہے کہ غسل ایک صاع سے کم مین نہ کیا جاوے اور وضو ایک مد سے کم مین انتہے اس باب مین جو اور حدیثین آئین ہین وہ یہ ہین سفینہ کی حدیث احمد اور ابن ماجہ اور مسلم اور ترمذی نے اور کہا صحیح ہے روایت کی کہ حضرت غسل کرتے ایک

صاع سے اور وضو کرتے ایک مد سے موسیٰ جہنی کی حدیث امام نسائی نے روایت کی کہ مجاہد پاس ایک پیالہ لایا گیا اسکا
اندازہ میں نے آٹھ رطل کا کیا اونہوں نے کہا مجھ سے حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتنے پانی سے
غسل کرتے تھے اور اسناد اوسکا صحیح ہے جابر کی حدیث احمد اور اثرم اور ابو داؤد اور ابن خزیمہ اور ابن ماجہ نے روایت
کی کہ حضرت نے فرمایا کافی ہے غسل کو ایک صاع اور وضو کو ایک مد صحیح کیا اسکو ابن قطان نے عائشہ کی حدیث امام نسائی
نے نکالی عبید بن عمیر سے انہوں نے کہا تو نے مجھکو دیکھا میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں غسل کرتے تھے اس
عبید نے کہا ایک طشت رکھا تھا صاع کے برابر یا اوس سے کم تو ہم دونوں اوس میں سے پانی لینا شروع کرتے اور میں اپنے
سر پر اپنے ہاتھ سے تین بار پانی ڈالتی اور بال نہ کھولتی شوکانی نے کہا اسکے راوی ثقہ ہیں عقیل بن ابی طالب
کی حدیث ابن ماجہ نے روایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافی ہے وضو کو ایک مد اور غسل کو ایک صاع
ایک شخص بولا ہم کو تو کافی نہیں عقیل نے کہا انکو تو کافی تھا جو تجھ سے بہتر تھے اور تجھ سے زیادہ اون کے
بال تھے یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **باب المسح علی الخفین** موزوں پر مسح کرنے کا بیان **ف** ابن منذر
نے ابن مبارک سے نقل کیا اونہوں نے کہا موزوں پر مسح کرنے میں صحابہ کا اختلاف نہ تھا کیونکہ جس سے اسکا انکار منقول
ہے اوسی سے اسکا جواز منقول ہے اور ابن عبد البر نے کہا میں نہیں جانتا کہ کسی سلف کے فقیہ سے اسکا انکار منقول
ہو البتہ امام مالک سے ایک روایت ایسی ہے مگر صحیح روایتیں امام مالک سے بھی یہی ہیں کہ موزوں پر مسح کرنا جائز ہے اور
امام شافعی نے ام میں مالکیہ پر اسکا انکار کیا ہے اور مشہور روایات مالکیہ کے نزدیک اس باب میں دو قول ہیں ایک
یہ ہے کہ موزوں پر مسح کرنا مطلقًا جائز ہے دوسرے یہ کہ مسافر کو جائز ہے اور مقیم کو جائز نہیں ہے اور دوسرے قول کو صحیح کہا
ہے ابن حاجب نے اور باجی نے اول قول کو صحیح کہا ہے اور سب کو نقل کیا ہے ابن وہب نے اور مبسوط میں ابن نافع
سے بھی ایسا ہی منقول ہے اور یہ ہے کہ امام مالک موزوں کے مسح میں توقف کرتے تھے خاص اپنے لیے اور اوروں کو جواز
کا فتویٰ دیتے تھے اور ایسا ہی صحیح ہوا ابو ایوب صحابی سے ابن منذر نے کہا علما نے اختلاف کیا کہ کون سا امر
افضل ہے یعنے موزوں پر مسح کرنا یا موزے اتار کر پاؤں دھونا پھر کہا کہ میرا مذہب یہ ہے کہ موزوں پر مسح کرنا افضل ہے کیونکہ
اہل بدعت جیسے خوارج اور روافض نے اسکا خلاف کیا ہے یعنے موزوں کا مسح ناجائز رکھا ہے اور جس سنت میں
مخالفین طعنہ کریں اوسکا زندہ کرنا افضل ہے اسکی ترک سے انتہے من فتح الباری مترجم کہتا ہے ابن منذر بڑے
امام اور محدث ہیں اور پیشوا ہیں علماے اہل سنت کے ان کے اس بیان سے یہ نکلا کہ جس سنت کو حضرت کی مخالفین
نے چھوڑ دیا ہو یا مخالفین اسپر عیب کرتے ہوں اوسکا بجا لانا اور ظاہر کرنا بلکہ ایسی حالت میں اسکی پابندی کرنا

بہتر ہے اور اس زمانہ میں ایسی سنتیں بہت ہیں جنکو جاہلون نے چھوڑ دیا ہی پس عاشقین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ کام ہے کہ وہ ان سنتون کو بجا لاوین اور ان کو زندہ کرین جیسے نماز مین آمین پکار کر کہنا جو تون سمیت نماز پڑہنا رکوع اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت دونون ہاتہون کو کانون تک اٹہانا سفر مین ظہر عصر اور مغرب عشا جمع کرنا حضر مین بہی کبھی کبھی عذر سے یا بغیر عذر کے ایسا کرنا نماز مین ہاتہہ سینہ پر باندہنا وضو مین عمامہ پر مسح کرنا تیمم مین ایک بار دونو ہاتہہ زمین پر مار کر مُنہ اور دونو ہتہیلیون پر مسح کر لینا جمعہ مین پہلی اذان اسوقت دینا جب امام خطبہ کے لیے منبر پر بیٹہتا ہے روزہ جلد افطار کرنا مغرب کی نماز جلد پڑہنا سحری فجر کے قریب کہانا تراویح کی آٹہہ رکعتین پڑہنا نوافل سواری پر ادا کرنا گو مُنہ قبلے کیطرف نہ ہو بیوہ کا نکاح ثانی کرنا مہر کم مقرر کرنا تہجد پر ہمیشگی کرنا سوا رمضان مبارک کے اور کسی مہینہ مین سالم مہینہ روزے مت رکہنا ازار نصف ساق تک کہنا سر پر بال رکہنا داڑہی کو چھوڑ دینا مونچھون کو ترشنا یا مونڈنا علیٰ ہذا القیاس اور مہیہ ہے کہ اس کتاب مین اپنے اپنے مقام مین ہر ایک سنت کی تحقیق کیجاوے گی ان شاء اللہ تعالیٰ حافظ ابن حجر نے کہا شیخ محی الدین نے کہا کہ ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ پاؤن کا دہونا افضل ہے بشرطیکہ موزون کا مسح سنت سے نفرت کر کے نہ چھوڑے اور ایک جماعت حفاظ نے کہا ہے کہ موزون کا مسح متواتر ہے اور بعضون نے اسکے راویون کو جمع کیا ہے تو اسّی سے متجاوز ہوا اور ان مین عشرہ مبشرہ سب ہین اور مصنف ابن ابی شیبہ مین حسن بصری سے مروی ہے مجھہ سے ستر صحابیون نے بیان کیا موزون پہ مسح کو انتہے کلام الحافظ قسطلانی نے کہا مسح کرنا موزون پر بہت سے صحابہ نے نقل کیا ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہین ہوتے تہے سفر اور حضر مین اور علما نے اتفاق کیا اسکے جواز پر اور انکار کیا مسح کا خوارج اور روافض نے خوارج نے تو اسوجہ سے کہ قرآن مین مذکور نہین اور روافض نے اسوجہ سے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے موزون پر مسح نہین کیا اور یہ دونون وجہین غلط ہین کس لیے کہ قرآن مین مذکور نہ ہونے سے عدم جواز لازم نہین آتا جب حدیث مشہور بلکہ متواتر سے ایک امر ثابت ہوا اور حضرت علی سے موزون کا مسح منقول ہے اور مسح کا انکار کسی صحیح اور موصول اسناد سے اونسے ثابت نہین ہے علاوہ اسکے اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے انکار بہی منقول ہو تو کبھی بڑے شخص پر ایک چھوٹی سی بات پوشیدہ رہ جاتی ہے اور کیا حضرت علی کا انکار جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے قول یا فعل کے سامنے حجت ہو سکتا ہے ہرگز نہین نبی کی شان اور ہے اور خلیفہ کی شان اور ہر خلیفہ اور امام سب خدا کے اور اسکے رسول کے غلام ہین کرخی نے کہا مین ڈرتا ہون جو کوئی موزون کے مسح کا انکار کرے وہ کافر نہ ہو جاوے اور موزون کا مسح منسوخ نہین ہو سکتا کیونکہ مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اوسکو غزوہ تبوک مین نقل کیا

ہے اور وہ سب غزوات کے اخیر میں تہا اور سورہ مائدہ اوس سے پہلے اتر چکی تہی اور جریر نے بہی حضرت کو سورہ مائدہ اترنے کے بعد دیکہا ہے انتہی مختصراً ابن الہمام نے فتح القدیر میں کہا کہ موزون کے مسح میں احادیث مشہور ہیں امام ابوحنیفہ نے کہا میں موزون کے مسح کا قائل نہیں ہوا یہانتک کہ دن کی روشنی کیطرح مجہکو دلیلیں آئیں اور امام نے کہا کہ میں کفر کا خوف کرتا ہون اوسپر جو موزون کے مسح کا انکار کرے کیونکہ حدیثیں اس باب میں متواتر ہیں اور ابو یوسف نے کہا کہ مسح کی حدیثوں سے کتاب اللہ کا نسخ ہو سکتا ہے کیونکہ یہ حدیثیں مشہور اور بکثرت ہیں عینی نے کہا موزون کے مسح کا وہی انکار کریگا جو بدعتی اور گمراہ ہوگا اور ابوحنیفہ نے تو اوسکو سنت اور جماعت کے نشانی مقرر کی ہے انہون نے کہا ہم شیخین کو افضل کہتے ہیں (اور صحابہ سے) اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونون داماد سے (یعنے حضرت عثمان اور حضرت علی سے) محبت رکہتے ہیں اور موزون پر مسح کرنا جائز سمجہتے ہیں انتہے نیل میں ہے کہ امام احمد نے کہا موزون پر مسح کرنے میں چالیس حدیثیں مروی ہیں مرفوع صحابہ سے اور ابن ابی حاتم نے کہا کہ اکتالیس حدیثیں اور ابن عبد البر نے استذکار میں کہا کہ موزون کا مسح قریب چالیس صحابہ سے منقول ہے اور ابوالقاسم بن مندہ نے اوسکی راویون کا شمار کیا تذکرہ میں تو اسی تک پہونچے اور ترمذی اور بیہقی نے اپنی سنن میں ان میں سے ایک جماعت کا نام لیا ہے اور موزون پر مسح کرنا تمام صحابہ کیطرف منسوب ہوا جیسے ابن المبارک سے منقول ہے اور وہ جو حضرت عائشہ اور ابن عباس اور ابوہریرہ سے اسکا انکار منقول ہوا وہ ثابت نہیں جیسے ابن عبد البر نے کہا امام احمد نے کہا ابوہریرہ کی حدیث مسح کے انکار میں صحیح نہیں ہے بلکہ باطل ہے اور دارقطنی نے حضرت عائشہ سے نقل کیا ہے کہ وہ قائل تہین موزون پر مسح کرنیکی اور ابن ابی شیبہ نے جو حضرت علی سے نکالا کہ کتاب اللہ موزون پر سابق ہے تو یہ روایت منقطع ہے اور امام مسلم اور نسائی نے حضرت علی سے موزون کے مسح کا جواز نقل کیا ہے حضرت کے وفات کے بعد اب ہی حضرت عائشہ کی یہ روایت کہ اونہون نے کہا اگر میں اپنا پاؤن کاٹ ڈالون تو وہ بہتر ہے اس سے کہ موزون پر مسح کرون تو اسکے اسناد میں محمد بن مہاجر ہے ابن حبان نے کہا وہ بناتا تہا حدیثون کو اور وہ جو امیر حسین نے شفا میں ایک قصہ بیان کیا ہے کہ حضرت علی اور حضرت عمر میں بحث ہوئی موزون پر مسح کرنے میں پہر بائیس صحابہ نے گواہی دی کہ یہ مسح سورہ مائدہ سے پہلے تہا تو ابن بہران نے کہا کہ میں نے یہ قصہ حدیث کی کسی کتاب میں نہیں پایا اور ہمارے اماموں کے نزدیک قصہ صحیح نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ بحر میں امام مہدی سے منقول ہے کہ اونہون نے موزون کا مسح حضرت علی سے منسوب کیا ہے اور عترت تمام اور امامیہ اور خوارج اور ابوبکر بن داؤد ظاہری یہ کہتے ہیں کہ موزون کا مسح کافی نہیں پاؤن کے دہونے سے اور دلیل ان کی آیت ہے سورہ مائدہ کی اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اوس شخص کے لیے جس کو وضو سکہلایا تہا

کہ اپنا پاؤن دھوا اور مسح کا بیان نہیں کیا اور آپنے اپنے دونو پاؤن دھو کر ارشاد فرمایا کہ یہ وضو ہے کہ اللہ تعالی قبول نہیں
کرتا نماز کو بغیر اوسکے اور قول آپ کا خرابی ہے ایڑیون کی جہنم سے اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ موزون پر مسح کرنا منسوخ ہے
سورہ مائدہ کی آیت سے جمہور اہل سنت اور جماعت ان دلیلون کا جواب دیتے ہیں آیت میں یہ کہتے ہیں کہ حضرت سے امر
آیت اترنے کے بعد مسح منقول ہوا جیسے جریر کی حدیث میں ہے جو آگے آویگی اب یہ حدیث کہ دھو پاؤن اپنے اس سے یہ کہان
نکلتا ہے کہ موزون پر مسح کرنا جائز نہیں بس مراد آپکی یہ ہے کہ جب تیرے پاؤن میں موزے نہ ہون تو پاؤن دھو اور ضروری
یہ تخصیص مسح کی متواتر حدیثون سے اب یہ حدیث کہ اللہ نماز نہیں قبول کرتا بغیر اوسکے تو وہ ضعیف ہے اس لائق نہیں کہ
متواتر حدیثون کا معارضہ کرے اور یہ حدیث کہ خرابی ہے ایڑیون کی جہنم کی آگ سے البتہ صحیح ہے پر یہ وعید اوس شخص
کے لیے ہے جو پاؤن پر مسح کرے وضو میں اور پاؤن نہ دھوے نہ اوس شخص کے لیے جو موزون پر مسح کرے اگر کوئی کہے کہ
حدیث عام ہے شامل ہے اوسکو بھی جو موزون پر مسح کرے تو ہم یہ جواب دینگے کہ موزون پر مسح کرنے والے کو شامل نہیں کس
لیے کہ وہ تو سارے پاؤن کو چھوڑ دیتا ہے نہ صرف ایڑی کو اور اگر ہم اس اعتراض کو مان لیوین تو یہ کہینگے کہ موزون پر
مسح کرنے کی حدیثیں خاص کرتی ہیں اس وعید کو اوس حالت سے جب پاؤن میں موزے نہ ہون اور نسخ کا دعوی محض غلط ہے
کیونکہ جریر کی حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ موزون کا مسح آیت کے بعد واقع ہوا اب جریر میں یہ قدح کرنا کہ وہ حضرت
علی سے جدا ہو گئے تھے اسوجہ سے انکی روایت مقبول نہیں صحیح نہیں ہے کیونکہ جریر حضرت علی سے جدا نہیں ہوئے تھے بلکہ
روک لیے گئے تھے علاوہ اسکے امام حافظ محمد بن ابراہیم وزیر نے اپنی کتاب عواصم اور قواصم میں اجماع نقل کیا ہے
فاسق کی روایت مقبول ہونے پر اور اجماع نقل کیا ہے ائمہ اہل بیت علیہم السلام اور انکے اتباع سے کہ تمام صحابہ کی
روایتیں مقبول ہیں فتنہ کے بعد اور فتنہ کے پہلے تو موزون کے مسح سے نکلنا اس صحابی جلیل الشان میں قدح کرنے سے
ممکن نہیں اور اسکا قائل کوئی نہیں ہوا نہ عترت سے نہ انکے اتباع میں سے نہ اور علمای اسلام میں سے اور حافظ نے فتح میں
کہا کہ مائدہ کی آیت غزوہ مریسیع میں اتری اور مغیرہ کی حدیث مسح کی باب میں غزوہ تبوک کی ہے اور تبوک بالاتفاق مریسیع
کے بعد ہے اور بزار نے کہا کہ مغیرہ کی حدیث کو ان سے ساٹھہ آدمیون نے روایت کیا بہر حال یہ صاف اور روشن سنت
جسکا ثبوت عمدہ اور پکی دلیلون سے ہے کسی طرح رد نہیں ہو سکتی لیکن بڑا مشکل امر یہ ہے کہ بحر میں امام مہدی نے ساری
عترت مطہرہ کا یہ مذہب قرار دیا ہے کہ موزون پر مسح کرنا جائز نہیں مگر اس مشکل کو آسان کرتا ہے یہ امر کہ عترت کے پیشوا اور
سردار امیر المومنین حضرت علی مرتضی مسح کے جواز کے قائل ہیں علاوہ اسکے عترت کا اجماع ظنی ہے اور ایک جماعت ائمہ
نے کہا کہ اوسکی مخالفت جائز ہے اون میں سے ہیں امام یحیی بن حمزہ سوا اسکے عترت کا وہ اجماع حجت ہے جس میں کسیکا

خلاف نہ ہو حالانکہ ایسا اجماع معلوم نہیں ہو سکتا کس لیے کہ عترت کے لوگ تمام دنیا میں پھیل گئے تھے اور متفرق مقامات میں چلے گئے تھے علی الخصوص ایسی حالت میں کہ اجماع امت پر اعتراضات ہوئے ہیں اور جنکی وجہ سے اجماع امت کا حجت ہونا ثابت نہیں ہو سکتا تو اجماع عترت کیونکر حجت ہو سکتا ہے اور جب اجماع عام حجت نہ ہوا تو اجماع خاص بطریق اولی حجت نہ ہوگا مترجم کہتا ہے امام شوکانی نے جو مشکل بیان کی وہ کچھ مشکل نہیں ہے اسلیے کہ عترت کا اجماع مسح کے انکار پر کیونکر تسلیم کیا جاویگا خاص کر ایسی حالت میں کہ حضرت علی سے جو تمام عترت کے پیشوا ہیں مسح کا جواز منقول ہے جیسے آگے ہم بیان کریں گے اور اگر عترت کا اجماع مان بھی لیا جاوے تو احادیث صحیحہ کے خلاف کسی فرقہ کا اجماع حجت نہیں اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سارے جہان پر مقدم ہے اگر سارا جہان ایک طرف ہو اور خدا اور رسول خدا ایک طرف ہوں تو وہی پلہ بھاری ہے جدہر خدا اور رسول خدا ہیں فلا نتقل بہم الی شئی **حدثنا** اصبغ بن الفرج عن ابن وهب قال حدثني عمرو قال حدثني ابو النضر عن ابي سلمة بن عبد الرحمن عن عبد الله بن عمر عن سعد بن ابي وقاص عن النبي صلى الله عليه وسلم انه مسح على الخفين وان عبد الله بن عمر سأل عمر عن ذلك فقال نعم اذا حدثك شيئا سعد عن النبي صلى الله عليه وسلم فلا تسأل عنه غيره وقال موسى بن عقبة اخبرني ابو النضر ان ابا سلمة اخبره ان سعدا حدثه فقال عمر لعبد الله نحوه **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے اصبغ بن فرج (قرشی فقیہ مصری) نے اور انہوں نے روایت کی ابن وہب (قرشی مصری) سے اور انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے عمرو بن حارث ابو امیہ انصاری (مصری) نے اور انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے ابو النضر (بن ابی امیہ قرشی مدنی) نے اور انہوں نے روایت کی ابو سلمہ (عبد اللہ بن عبد الرحمان بن عوف) سے اور انہوں نے روایت کی عبد اللہ بن عمر سے اور انہوں نے روایت کی سعد بن ابی وقاص سے اور انہوں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے مسح کیا موزوں پر اور عبد اللہ بن عمر نے حضرت عمر سے پوچھا اس امر کو کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا ہے موزوں پر یا نہیں حضرت عمر نے کہا ہاں آپ نے مسح کیا ہے موزوں پر جب تجھ سے سعد کوئی حدیث بیان کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو مت پوچھ اس حدیث کو اور کسی سے **ف** کیونکہ سعد ثقہ ہیں اور انکی روایت پر اعتماد ہے اس سے یہ نکلا کہ خبر واحد حجت ہے اور عادل شخص کی بات کو کبھی ایسا یقین ہو جاتا ہے جیسے وہ شل متعدد شخصوں کی خبر کے ہوتی ہے اور یہ بھی نکلا کہ حضرت عمر خبر واحد کو قبول کرتے تھے اور بعض مقاموں میں جو ان سے توقف منقول ہوا ہے کسی شک کی وجہ سے ہوگا جو انکو پیدا ہوگیا ہوگا اور یہ بھی نکلا کہ حضرت عمر کے نزدیک سعد کی بڑی عظمت تھی اور یہ بھی نکلا کہ صحابی جلیل القدر اور قدیم الصحبت پر بعضی بات پوشیدہ رہ جاتی ہے جو شرع کی ایک بڑی بات ہوتی ہے اور دوسرا شخص اس سے واقف ہوتا ہے کیونکہ

ابن عمر نے موزوں کے مسح کا انکار کیا حالانکہ انکی صحبت قدیم تھی اور اونہوں نے بہت روایتیں کی ہیں اور یہ قصہ امام مالک نے موطا میں روایت کیا نافع اور عبد اللہ بن دینار سے کہ ابن عمر کوفہ میں آئے سعد کے پاس وہ امیر تھے کوفہ کے تو ان کو دیکھا موزوں پر مسح کرتے ہوئے ابن عمر نے اسکا انکار کیا سعد نے کہا تم اپنے باپ سے پوچھو پہر بیان کیا یہی قصہ اور احتمال ہے کہ ابن عمر نے حضر میں مسح کا انکار کیا ہو نہ سفر میں انتہی ما قال الحافظ مختصرا مترجم کہتا ہے بڑے بڑے صحابہ جلیل الشان جیسے حضرت عمر اور ابن مسعود اور ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم میں انپر بعضے مسائل دین کے مخفی رہے تھے جب انکو حدیث معلوم ہوئی تو اونہوں نے اپنی رائے سے رجوع کیا اور تمام ائمہ سلف اور خلف کا یہی حال تھا کہ صحیح حدیث مل جانے کی دیر رہتی تھی جہاں صحیح حدیث ملی پہر کسی کے اجتہاد اور رائے اور مذہب کا اعتبار نہ رہا اور حدیث پر عمل کیا مگر افسوس ہے کہ ان ماننے کے بعض جاہل مقلدوں نے ایک نیا دین اختیار کیا ہے جو حقیقت میں نری بیدینی اور ملحدی اور گستاخی اور بے ادبی ہے خداوند کریم اور اسکے رسول مقدس سے وہ حدیث کیطرف التفات ہی نہیں کرتے اور حدیث سے بڑھکر معاذ اللہ اپنے پیروں اور مجتہدوں کی باتوں کو خیال کرتے ہیں خدا اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم دونوں ایسے مقلدوں سے بیزار ہیں اور قیامت میں انکا ٹھکانا کہیں نہیں بجز جہنم کے انکے پیر اور مجتہد صاف ان سے بیزار ہو جاوینگے اور کہدینگے کہ ہمنے تو کہدیا تھا کہ شریعت میں بجز خدا اور رسول کی اطاعت کے اور کسی کی اطاعت بالذات نہیں ہے اور ہمنے صاف بتلا دیا تھا کہ حدیث کے خلاف ہمارے قول کو دیوار پر مار دینا بلکہ ہمنے منع کر دیا تھا کہ ہماری تقلید ہی نہ کرنا اور قرآن اور حدیث پر چلنا تو تم ہماری طریقے پر نہ تھے مگر شیطان نے تم کو بہکایا اور گمراہی میں پھنسایا اب اپنی کرتوت کا بدلہ چکہو اور اپنے کیے پر پچھتاؤ و لا حول و لا قوۃ **قسطلانی** نے کہا اس قصہ کو ابن خزیمہ نے ایوب سے روایت کیا اونہوں نے نافع سے اونہوں نے ابن عمر سے مانند اسکے اس میں یہ ہے کہ حضرت عمر نے کہا ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موزوں پر مسح کرتے تھے اور اس میں کوئی برائی نہ دیکھتے تھے اور ابن عمر نے سفر میں موزوں کا مسح روایت کیا ہے نکالا اسکو ابن ابی خیثمہ نے اپنی تاریخ کبیر میں اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں عاصم سے اونہوں نے سالم سے اونہوں نے ابن عمر سے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا موزوں پر مسح کرتے ہوئے پانی کیلئے سفر میں اور اس حدیث کو امام مسلم نے نہیں نکالا تو یہ اسناد میں سے ہے مولف کے اور نسائی نے اوسکو طہارت میں نکالا انتہی **ف** اور موسی بن عقبہ نے کہا اسمعیلی نے اس تعلیق کو موصولاً روایت کیا اخبرنی محمد کو ابو النضر نے انکو خبر دی ابو سلمہ نے ان سے حدیث بیان کی سعد نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا موزوں پر پہر حضرت عمر نے عبد اللہ سے ایسا ہی کہا جیسے اوپر گذرا اسمعیلی کی روایت میں یہ ہے کہ حضرت عمر نے عبد اللہ اپنے بیٹے سے کہا جیسے انکو ملامت کرنے لگے کہ جب سعد تجہہ سے کوئی حدیث بیان

کرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو انکی حدیث کے بعد پھر اور کوئی چیز نہ ڈھونڈو) حدثنا عمرو بن خالد الحرانی
قال حدثنا اللیث عن یحیی بن سعید عن سعد بن ابراہیم عن نافع بن جبیر عن عروۃ بن المغیرۃ عن
ابیہ المغیرۃ بن شعبۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ خرج لحاجتہ فاتبعہ المغیرۃ باداوۃ فیہا
ماء فصب علیہ حین فرغ من حاجتہ فتوضأ ومسح علی الخفین **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے عمرو بن خالد بن
فروخ حرانی (حران ایک شہر ہے درمیان دجلہ اور فرات کے) نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے لیث بن سعد نے
انہوں نے روایت کی یحیی سعید انصاری سے انہوں نے سعد بن ابراہیم (بن عبدالرحمن بن عوف) سے انہوں نے نافع بن جبیر بن
مطعم سے انہوں نے عروہ بن مغیرہ ابن شعبہ سے انہوں نے اپنے باپ مغیرہ بن شعبہ سے انہوں نے جناب رسول خدا صلے
اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ اپنی حاجت کے لیے (غزوہ تبوک میں فجر کی نماز کے وقت جیسے مالک اور احمد اور ابوداؤد کی روایت
میں ہے) تو مغیرہ آپکے پیچھے ہوئے ایک ڈول پانی کا لیکر **ف** مولف نے جہاد میں روایت کی کہ حضرت نے مغیرہ کو
حکم دیا تھا ڈول لیکر ساتھ آنے کا اور زیادہ کیا اتنا کہ آپ چلے یہانتک کہ میری نظر سے چھپ گئے پھر حاجت سے فارغ
ہوئے بعد اسکے تشریف لائے اور وضو کیا اور امام احمد نے دوسرے طریق سے مغیرہ سے روایت کیا کہ انہوں نے جو پانی
لیا تھا وہ ایک گنوار لڑکی سے لیا تھا ایک مشک سے جو مردہ کھال کی تھی اور حضرت نے فرمایا اس لڑکی سے پوچھ اگر اس
نے اس کھال کی دباغت کی تھی تو پانی پاک ہے وہ بولی ہاں قسم خدا کی میں نے اسکی دباغت کی تھی (فتح) **ف**
پھر آپ پر پانی ڈالا جب آپ حاجت سے فارغ ہوئے پھر آپ نے وضو کیا اور مسح کیا دونوں موزوں پر **ف** جہاد میں اتنا زیادہ
ہے کہ آپ ایک شامی جبہ پہنے تھے اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ روم کے جبوں میں سے ایک جبہ پہنے تھے اور
اور یہ حدیث گزر چکی باب الرجل یوضئ صاحبہ میں اسمیں یہ زیادہ ہے کہ آپ نے اپنا منہ دھویا اور دونوں
ہاتھ دھوئے اور امام احمد کی ایک روایت میں ہے کہ اپنے پہونچوں کو دھویا اور ایک روایت میں ہے کہ اچھی طرح دھویا انکو
اور مجھے شک ہے کہ مٹی سے رگڑا یا نہیں اور مصنف نے جہاد میں نکالا کہ آپ نے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور مونھ
کو دھویا امام احمد نے زیادہ کیا تین بار پھر لگے دونوں ہاتھ نکالنے آستینوں سے وہ تنگ تھیں آخر آپ نے جبہ کے
تلے سے ہاتھوں کو نکالا اور مسلم کی روایت میں ہے کہ جبہ کو اپنے مونڈھے پر ڈالا اور احمد کی روایت میں ہے کہ داہنا
ہاتھ تین بار دھویا اور بایاں ہاتھ تین بار دھویا اور مصنف کی روایت میں ہے کہ مسح کیا اپنے سر کا اور مسلم کی ایک
روایت میں ہے کہ مسح کیا اپنی پیشانی پر اور عمامہ پر اور موزوں پر ۔ بزار نے کہا مغیرہ کی اس حدیث کو ساٹھ آدمیوں
نے روایت کیا ہے اور میں نے اسکے صحیح طریقوں کے مطالب اوپر بیان کر دیے اور اس میں بہت سے فائدے ہیں ایک

حاجت کے لیے دور جانا دوسرے نظرون سے چہپ جانا تیسرے طہارت پر ہمیشگی کرنا کیونکہ آپ نے مغیرہ کو حکم دیا پانی ساتہہ لانے
کا اور اس پانی سے استنجا نہین کیا بلکہ جب حاجت سے لوٹے تو وضو کیا چوتہی وضو مین دوسرے سے مدد لینا پانچوین استنجا کے
بعد ہاتہون کا دہونا پانی سے چہٹی مٹی سے رگڑ کر دہونا ساتوین جو نجاست مخرج سے بڑہ جاوے اوسکی طہارت پانی سے
ضرور ہونا آٹہوین مردے کی کہال سے دباغت کے بعد فائدہ لینا نوین کافرون کے کپڑون سے فائدہ اٹہانا جبتک اون کی
نجاست کا یقین نہ ہو کیونکہ آپ نے رومی جبہ پہنا اور قرطبی نے اس حدیث سے دلیل لی ہے کہ بال مردے کے نجس نہین ہین
کیونکہ جبہ شامی تہا اور شام اوسوقت تک کفر کا ملک تہا اور وہان کے لوگ مردہ جانورونکو کہاتے تہے اور اسمین رد
ہے اوس شخص کا جو کہتا ہے موزون کا مسح منسوخ ہے وضو کی آیت سے جو مائدہ مین ہے کیونکہ سورہ مائدہ غزوہ مریسیع
مین اوتری اور یہ قصہ اسکے بعد غزوہ تبوک کا ہے اور کتاب الصلوۃ مین جریر کی حدیث اس باب مین مذکور ہو گی دسوین سفر
مین چست اور تنگ لباس پہننا گیارہوین سفر مین بہی وضو کی سنن بجا لانا بارہوین احکام مین خبر واحد مقبول ہونا اگرچہ ایک عورت
کی خبر ہو کیونکہ آپ نے ایک اعرابیہ کی خبر قبول کی تیرہوین جس عضو کا دہونا وضو مین فرض ہے اسکا مسح کافی نہ ہونا کیونکہ
آپ نے ہاتہونکو جبہ کے تلے سے نکالا اور انکے مسح پر اکتفا نہ کیا اور بعضون نے اس حدیث سے دلیل لی ہے سارے سر کا مسح فرض
ہونے پر کیونکہ آپ نے مسح کو پورا کیا عمامہ پر اور صرف پیشانی کے مسح پر قناعت نہ کی انتہی ما فی فتح الباری ملخصاً
قسطلانی نے کہا موزون پر مسح اس طرح کرے کہ بایان ہاتہہ ایڑی کے تلے رکہے اور داہنا ہاتہہ پاؤن کی انگلیون
کی پشت پر پہیر داہنا ہاتہہ کو پہیرا وے پنڈلی تک اور بائین ہاتہہ کو نیچے سے انگلیون کے کنارون تک اور انگلیان کشادہ
رکہے اور یہ مسنون نہین ہے کہ سارے موزے پر مسح کرے اور مکروہ ہے مسح کا مکرر کرنا اسی طرح موزے کا دہونا اور جو ہاتہہ
تر کرکے موزے پر رکہہ لیوے اور اسکو پہیرا وے نہین یا پانی موزے پر ٹپکا دیوے تب بہی کافی ہو جاویگا اور جو قناعت کرے
پاؤن کے اوپر جانب کے مسح پر تو کافی ہے کیونکہ ایسا منقول ہوا اور جو قناعت کرے پاؤن کے نیچے کی جانب کے مسح پر تو کافی نہین انتہی مترجم کہتا ہے ابو داؤد اور دارقطنی نے روایت کیا حضرت
علی سے فرمایا انہون نے اگر دین عقل پر ہوتا تو موزے کے نیچے کی جانب مسح کرنا اولی ہوتا اوسکے اوپر کی جانب سے اور مینے تو
دیکہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ مسح کرتے تہے موزون کے اوپر کی جانب پر۔ حافظ نے بلوغ المرام مین کہا کہ
اسناد اسکا حسن ہے اور تلخیص مین کہا کہ اسناد اسکا صحیح ہے شوکانی نے کہا اسکے اسناد مین عبد خیر بن یزید ہمدانی
ہے ثقہ کہا اوسکو یحییٰ بن معین اور احمد بن عبد اللہ عجلی نے اور بیہقی نے جو کہا کہ بخاری اور مسلم نے اوس سے حجت
نہین لی تو اس سے کوئی قدح نہین ہو سکتا باتفاق علماء اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اسپر کہ موزون کا مسح
اسیطرح مشروع ہے کہ انکے اوپر کی جانب مسح کرے نہ اندر کی جانب یعنی تلوے کیطرف اور یہی مذہب ہے ثوری اور ابو حنیفہ کا

اور اوزاعی اور احمد بن حنبل اور اصحاب حدیث کا اور مالک اور شافعی اور انکے اصحاب اور زہری اور ابن مبارک اور سعد بن ابی وقاص اور عمر بن عبد العزیز کا یہ قول ہے کہ اوپر کیجانب اور اندر کیجانب دونو طرف مسح کرے اور مالک اور شافعی نے یہ کہا ہے کہ اگر صرف اوپر کیجانب مسح کیا تو بھی کافی ہے مالک نے کہا کہ اگر صرف اندر کیجانب یعنے نیچے کیجانب مسح کیا تو درست نہوگا اور لازم ہے اوسپر دوبارہ مسح کرنا وقت کے اندر یا وقت کے بعد اور ایک روایت اُن سے اسکے خلاف بھی ہے اور مشہور قول امام شافعی کا یہ ہے کہ جو شخص موزونکے اوپر کیجانب کے مسح پر اکتفا کرے تو کافی ہے اور نیچے کی جانب پر اکتفا کرنا درست نہیں اور ابن شہاب نے کہا درست ہے اور ایسا ہی ایک قول ہے شافعی کا اور ابو حنیفہ کے نزدیک تین انگلیونکے مقدار ہاتھ کے مسح کرنا واجب ہے اور امام احمد کے نزدیک اکثر موزے کا مسح واجب ہے اور شافعی سے یہ منقول ہے کہ جسپر مسح کا اطلاق ہو اسقدر واجب ہے حافظ نے تلخیص میں کہا کہ محفوظ ابن عمر سے یہ ہے کہ وہ مسح کرتے تھے موزونکے اوپر کیجانب اور نیچے کیجانب دونو طرف ایسا ہی روایت کیا اوسکو شافعی اور بیہقی نے اور ایک روایت ان سے اسطرح ہے جیسے ہم نے اوپر قسطلانی سے نقل کیا اور حسن سے دونون جانب مسح کرنیکو کہا ہے اوسنے دلیل لی ہے مغیرہ کی حدیث سے جو آگے مذکور ہوگی اور دونو حدیثون میں تعارض نہیں ہے بلکہ کبھی حضرت نے مسح کیا دونو طرف اور کبھی اقتصار کیا اوپر کیجانب کے مسح پر اور آپسے ممانعت کسی امر کی ثابت نہیں ہوتی تو دونو طرح جائز ہے اور سنت ہے اور روایت کیا احمد اور ابو داؤد اور ترمذی نے مغیرہ بن شعبہ سے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ مسح کرتے تھے موزونکے اوپر کیجانب پر ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔ بخاری نے تاریخ میں کہا کہ یہ حدیث اس لفظ سے زیادہ صحیح ہے رجاء بن حیوۃ کی روایت سے جو آگے مذکور ہوگی اور اس باب میں حضرت عمر سے مروی ہے نکالا اوسکو ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے اور روایت کیا پانچون عالمون نے سوا نسائی کے ثور بن یزید سے اوسنے رجاء بن حیوۃ سے اوسنے وراد سے جو منشی تھا مغیرہ کا اوسنے مغیرہ بن شعبہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا موزونکے اوپر کیجانب اور نیچے کیجانب۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث معلول ہے اوسکو نہیں مسند کیا ثور سے کسی نے سوا ولید بن مسلم کے اور میں نے ابو زرعہ اور بخاری سے پوچھا یہ حدیث کو دونون نے کہا وہ صحیح نہیں ہے اور روایت کیا یہ حدیث کو دارقطنی اور بیہقی اور ابن الجارود نے اثرم نے امام احمد سے نقل کیا وہ یہ حدیث کو ضعیف کرتے تھے اور کہتے تھے میں نے یہ حدیث عبد الرحمان بن مہدی سے بیان کیا انہوں نے ابن مبارک سے نقل کیا انہوں نے ثور سے انہوں نے کہا مجھکو حدیث کی گئی رجاء سے اوسنے مغیرہ کے منشی سے اوسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس میں مغیرہ کا ذکر نہیں ہے احمد نے کہا نعیم بن حماد نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی ابن مبارک سے جیسے ولید بن مسلم نے بیان کی ثور سے میں نے اون سے کہا یہ تو ولید کی روایت ہے اور ابن المبارک تو مغیرہ کا ذکر نہیں کرتے نعیم نے کہا یہ میری حدیث کی کتاب ہے اوسمیں دیکھ

پھر ایک پرانی کتاب نکالی اوس مین دونون سطرون کے بیچمین ایک ایسے خط سے جو پرانا نہ تہا یہ لکھا ہوا تہا عن المغیرۃ مین نے
انکو خبر دی کہ عن المغیرۃ کی زیادتی اسناد مین نئی اصل ہے پہر وہ اوسکے بعد لوگون سے کہتے تہے اور مین سنتا تہا جو کوئی
اس حدیث کو بیان کرے اوسکو مارو اور ابن ابی حاتم نے اپنے باپ اور ابوزرعہ سے نقل کیا کہ ولید کی روایت محفوظ نہین ہے اور
موسیٰ بن ہارون نے کہا کہ ثور نے اوسکو رجا سے نہین سنا اور روایت کیا اوسکو ابوداؤد طیالسی نے عروہ بن المغیرہ سے انہون
نے اپنے باپ سے اور ایسا ہی نکالا اوسکو بیہقی نے۔ حافظ نے کہا ترمذی نے کہا کہ نہین مسند کیا اوسکو ثور سے کسی نے
سوا ولید کے مین کہتا ہون شافعی نے امّ مین روایت کی یہ حدیث ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ سے اور انہون نے ثور سے مثل ولید
کی روایت کی ابوداؤد نے کہا ثور نے یہ حدیث رجا سے نہین سنا اور سنن دارقطنی مین داؤد بن رشید کے طریق مین تصریح
ہے کہ ثور سے رجا نے حدیث بیان کی حافظ نے کہا تو علت دور ہوگئی کیونکہ ظاہر اس عبارت کا یہ ہے کہ ثور نے اوسکو رجا
سے سنا ہی لیکن احمد بن عبید صفار کی مسند مین عن ثور عن رجا ہے اسی داؤد کے طریقہ سے اور یہ اختلاف داؤد پر
مانع ہے وصل کی صحت کا خصوصاً صاحب حدیث کے اماموں نے وصل کا انکار کیا ہوا تہا انتہی مختصراً ہدایہ مین ہے کہ مغیرہ نے روایت
کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونو ہاتہ دونو موزون پر رکہے اور اون دونو کو کہینچا اوپر انگلیون سے موزون کے
اوپر تک ایک ہی بار مسح کیا اور گویا مین مسح کا نشان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موزے پر دیکہہ رہا ہون لکیرین تہین انگلیون
سے اور معلوم نہین ہوتا کہ صاحب ہدایہ نے یہ حدیث کس کتاب سے لکہدی اور صاحب ہدایہ کی عادت ہے کہ اپنا مطلب ثابت
کرنے کے لیے ضرور کہین نہ کوئی حدیث لاتا ہے خواہ وہ صحیح ہو یا ضعیف ہو یا مرسل ہو بلکہ بعضی حدیثون کا پتہ ہی نہین ملتا
اور یہ حدیث اسی قسم مین سے ہے زیلعی نے تخریج مین کہا کہ یہ حدیث غریب ہے اور قریب ہے اسکے وہ جو روایت کیا ابن ابی
شیبہ نے مصنف مین مغیرہ بن شعبہ سے اونہون نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا آپنے پیشاب کیا پہر آئے
یہانتک کہ وضو کیا اور مسح کیا دونو موزون پر اور داہنا ہاتہ اپنا داہنے موزے پر رکہا اور بایان ہاتہ بائین موزے
پر رکہا پہر مسح کیا دونون موزون کے اوپر کیجانب ایک بار گویا مین آپکی انگلیونکو موزون پر دیکہہ رہا ہون انتہی حافظ
نے کہا اسکا اسناد منقطع ہے ابن دقیق العید نے امام مین کہا روایت کیا اوسکو ابو اسامہ نے اشعث سے اونہون نے حسن
سے مرسلاً اور روایت کیا ابن ماجہ نے جابر سے کہ حضرت ایک شخص پر گذرے جو وضو کر رہا تہا اور موزے کو دہو رہا
تہا آپنے اپنے ہاتہ سے اشارہ کیا گویا اوسکو دفع کر رہے تہے اور فرمایا مجہے حکم ہوا مسح کا اور اشارہ کیا اپنے ہاتہ سے
اسطرح انگلیون کی نوکون سے پنڈلی کی جڑ تک اور لکیرین انگلیون سے حافظ نے کہا اسکا اسناد ضعیف ہے صاحب
تنقیح نے کہا اسکے اسناد مین جریر بن یزید ہے وہ مشہور نہین ہے اور نہین روایت کیا اوس سے کسی نے سوا بقیہ کے

اور سند رشادین مین ہے زیاد طائی کا جو جہوٹا کہا اوسکو فلاس نے اور دارقطنی نے کہا کہ وہ متروک ہے اور ابن ماجہ نے جریر اور
مندل سے سوا اس حدیث کے اور کوئی حدیث روایت نہین کی زیلعی نے کہا ہمارے اوستاد ابو الحجاج مزی نے اعتراض کیا
ابن عساکر پر اونہون نے اس حدیث کو اپنے اطراف مین نہین نکالا اور شاید یہ حدیث
ابن ماجہ کے بعض نسخون مین نہین ہے اور مین نے اس حدیث کو ایک
نسخہ مین پایا اور ایک نسخہ مین نہین پایا مترجم کہتا ہے مین نے ابن ماجہ مین یہ حدیث نہین پائی اس صورت
مین مزی کا اعتراض ابن عساکر پر درست نہین کیونکہ ابن عساکر کے نسخہ مین بہی شاید یہ حدیث نہ ہوگی زیلعی نے کہا
طبرانی نے معجم اوسط مین اس حدیث کو نکالا جابر سے اوس مین یہ ہے کہ حضرت ایک شخص پر گذرے جو وضو کر رہا تہا اور اپنے
موزون کو دہو رہا تہا آپ نے اپنے ہاتہ سے اوسکو ٹہوکا دیا یہ فرمایا کہ ہم کو مسح کا حکم ہوا اسطرح اور دکہلایا آپ نے اوسکو
اپنے ہاتہ سے موزون کے سامنے سے پنڈلی کی جڑ تک اور انگلیون کو کشادہ رکہا طبرانی نے کہا یہ حدیث جابر سے مروی نہین
مگر اسی اسناد سے اور متفرد ہوا اوسکی ساتہ بقیہ مین کہتا ہون اس اسناد مین بہی جریر بن یزید موجود ہے اور روایت کیا
بزار نے اپنی مسند مین حضرت عمر سے سنا مین نے حضرت صلعم سے آپ حکم کرتے تہے ہمکو مسح کا موزے کے اوپر کی جانب مسافر کے
لیے تین دن اور مقیم کے لیے ایک دن رات اور ابو یعلی موصلی نے اپنی مسند مین روایت کیا حضرت عمر سے اوس مین یہ ہے کہ
مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ہمکو حکم کرتے تہے موزون کے اوپر کیجانب مسح کرنیکا جب اون کو پہنے اور وہ
دونون پاک ہون بزار نے کہا اسکے اسناد مین خالد بن ابی بکر عمری ہے اور وہ ضعیف الحدیث ہے اور روایت کیا اوسکو
دارقطنی نے علل مین اسمین بہی موزے کی پشت مذکور ہے دارقطنی نے کہا خالد قوی نہین ہے زیلعی نے کہا ابن حبان نے
اوسکو ثقات مین ذکر کیا ہے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے اپنی مسند مین حضرت عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
حکم کیا مسح کرنیکا موزون کی پشت پر جب انکو پہنے اور وہ دونو پاک ہون اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اس لفظ سے کہ مین
نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ حکم کرتے تہے مسح کا موزے کی پشت پر تین دن اور تین راتون تک اور مقیم کے لیے
ایک دن اور ایک رات تک اور اس مین موزے کی طہارت کا ذکر نہین ہے امام مین ہے کہ روایت کیا اوسکو فقیہ ابو بکر
بن جہم مالکی نے اپنی کتاب مین اوس مین صرف موزون کا ذکر ہے نہ موزون کی پشت کا حافظ نے کہا دارقطنی کی ایک
روایت مین یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ہم کو مسح کرنیکا موزون کی پشت پر جب ان کو پہنے اور وہ پاک
ہون تہے امام مالک نے موطا مین روایت کیا ہشام بن عروہ سے اونہون نے اپنے باپ کو دیکہا جب مسح کرتے موزون
پر تو مسح کرتے موزون کی پشت پر نہ اندر کیجانب یعنی جو زمین سے ملا ہوا ہے تلوے کے نیچے کہا مالک نے پوچہا مین نے ابن

شہاب سے کس طرح مسح ہوتا ہے موزونپر تو انہوں نے ایک ہاتھ موزے کے نیچے رکھا اور ایک ہاتھ اوپر پہیر ان دونوں کو کہینچ لیا مالک
کہتے ہین کہ ابن شہاب کا قول مجھے بہت پسند ہے اور روایت کیا عبد الرزاق نے مصنف مین باسناد صحیح ابن جریج
اونہون نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے کہ وہ مسح کرتے تہے اپنے موزون کی پشت پر اور اندر کیجانب پر امام محمد نے کتاب
الحجج مین کہا معلوم نہین کہ مدینہ والے اس بات کو کیونکر قائل ہیں کہ موزے کی دونو جانب مسح کرے اور ہم نہین جانتے کہ کسی
علم والے نے ایسا کہا ہو اور ایک حدیث مشہور ہے حضرت عمر سے اونہون نے کہا اگر دین رائے اور عقل پر ہوتا تو موزون کا
نیچے کا جانب اولی تہا ساتہہ مسح کے اوپر کیجانب سے اور یہ انکار ہے ان کے نیچے کیجانب مسح کرنے کا مترجم کہتا ہے یہ
قول حضرت علی سے مروی ہے نہ حضرت عمر سے اور مین نے اسکو حضرت عمر کی حدیث کی کتابون مین نہین پایا تو شاید یہ سہو ہو امام محمد سے یا
غلطی ہو کاتب کی واللہ اعلم پہر امام محمد نے کہا کہ اگر اہل مدینہ کہین کہ ابن شہاب نے موزے کا مسح دونو جانب کیا ہے
تو اسکا جواب یہ ہے کہ عروہ بن الزبیر اوپر ہی کیجانب مسح کرتے تہے اور اندر کیجانب مسح نہین کرتے تہے اور یہ روایت خود
اہل مدینہ کے فقیہ امام مالک نے ہم سے کی ہے اور ظاہر ہے کہ عروہ بن الزبیر افقہ اور اعلم تہے ابن شہاب سے تو کیونکر ترک کیا
امام مالک نے اور اہل مدینہ نے عروہ کے اس فعل کو اور لے لیا ابن شہاب کی رسم کو حالانکہ اس باب مین اور آثار
بہی آئے ہین خبر دی ہمکو یعقوب بن ابراہیم نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حصین نے اونہون نے روایت کی عبد الرحمن
سے اونہون نے عامر شعبی سے اونہون نے اپنا ہاتھ پاؤن پر رکہا پنڈلی کے پاس پہر اوسکو پہیرا اونگلیون تک اور کہا کہ موزون
کا مسح اسیطرح ہے اور خبر دی ہمکو اسمعیل بن عیاش نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہہ سے ولید بن عباد نے اونہون نے
روایت کی جعفر بن محاشع سے اونہون نے ابو اسحاق ہمدانی سے اونہون نے کہا حضرت علی نے کہا مین نہین سمجہتا تہا موزون
کے مسح کو مگر اندر کیطرف اور یہ زیادہ ضرور جانتا تہا مین اوپر کیجانب سے یہانتک کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
دیکہا آپ مسح کرتے تہے موزون کے اوپر کیجانب اور نہین مسح کرتے تہے اون کے اندر کیجانب خبر دی ہمکو اسمعیل ابن عیاش
نے انہون نے کہا خبر دی ہم کو عمرو بن محمد نے اونہون نے نافع سے کہ وہ مسح کرتے تہے موزون کی پشت پر
انتہی حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ
اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ رَاٰى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَتَابَعَهُ حَرْبٌ وَّاَبَانُ عَنْ يَحْيٰى ترجمہ
حدیث بیان کی ہم سے ابو نعیم (فضل بن دکین) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شیبان (بن عبد الرحمن
نحوی) نے اونہون نے روایت کی یحیی (بن ابی کثیر تابعی) سے اونہون نے ابو سلمہ (عبد اللہ بن عبد الرحمن بن عوف)
سے اونہون نے جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری (تابعی کبیر) سے کہ انکے باپ (عمرو بن امیہ نے جو مدینہ مین مرے سنہ ٦٠ مین) انکو

خبر دی اونہون نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ مسح کرتے تھے موزون پر امام ابو عبد اللہ بخاری نے کہا اور
متابعت کی شیبان کی حرب (ابن شداد) نے وصل کیا اوسکو نسائی اور طبرانی نے اور ابان (ابن یزید عطار)
نے (وصل کیا اوسکو امام احمد اور طبرانی نے معجم کبیر میں) یحیی (ابن ابی کثیر) سے روایت میں اونہون نے ابو سلمہ
سے خبر تک وہی اسناد ہیں جو اوپر گذرا حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنَا الْاَوْزَاعِیُّ
عَنْ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِیْہِ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَمْسَحُ
عَلٰی عِمَامَتِہٖ وَخُفَّیْہِ وَتَابَعَہٗ مَعْمَرٌ عَنْ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ عَمْرٍو قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے عبدان (عبد اللہ بن عثمان عتکی حافظ) نے انہون نے
کہا خبر دی ہم کو عبد اللہ ابن مبارک (مروزی) نے اونہون نے کہا خبر دی ہم کو اوزاعی نے اونہون نے روایت کی یحیی
(ابن ابی کثیر) سے اونہون نے ابو سلمہ سے انہون نے جعفر بن عمرو سے اونہون نے اپنے باپ (عمرو بن امیہ) سے انہون نے
کہا میں نے دیکھا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ مسح کرتے تھے اپنے عمامہ پر اور موزون پر اور متابعت کی
اوزاعی کی معمر (ابن راشد) نے یحیی سے اونہون نے ابو سلمہ سے اونہون نے عمرو سے کہا دیکھا میں نے حضرت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ف اس متابعت کو عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں نکالا معمر سے لیکن اس میں عمامہ
کا ذکر نہیں ہے البتہ ابن مندہ نے کتاب الطہارۃ میں اسکو نکالا معمر سے اوس میں عمامہ کا ذکر ہے اور ابو سلمہ کی
روایت عمرو سے مرسل ہے کیونکہ ابو سلمہ نے عمرو سے نہیں سنا ایسا ہی کہا اصیلی نے حافظ نے کہا ابو سلمہ کا سماع
عمرو سے ممکن ہے کیونکہ عمرو سنہ ۶۰ میں مرے مدینہ میں اور ابو سلمہ مدنی ہیں اونہون نے سنا ہے اون لوگون سے جو عمرو سے
پہلے مرے ابن بطال نے کہا اصیلی نے کہا اس حدیث میں عمامہ کا ذکر اوزاعی کی خطا ہے کیونکہ اور راویون نے اوسکو روایت
کیا یحیی سے اور اوس میں عمامہ کا ذکر نہیں ہے حافظ نے کہا یہ خطا نہیں ہو سکتی کیونکہ اوزاعی ثقہ اور حافظ اور امام
ہیں اور متابعت کی اونکی معمر نے ابن مندہ کی روایت میں اور ذکر کیا عمامہ کا اور کوئی وجہ نہیں کہ صحیح روایتون کو
ایسی واہی علتون کی وجہ سے رد کیا جاوے اور اختلاف کیا ہے سلف نے عمامہ کے مسح کرنے میں کہ اسکا مطلب کیا
ہے بعضون نے کہا کہ آپ نے مسح پورا کیا عمامہ پر بعد پیشانی پر مسح کرنیکے اور اوپر مسلم کی روایت گذر چکی جس سے یہ
مطلب نکلتا ہے اور جمہور علما کا یہی قول ہے کہ صرف عمامہ کے مسح پر قناعت کرنا کافی نہیں اور خطابی نے کہا
کہ اللہ تعالی نے سر کے مسح کو فرض کیا اور عمامہ کے مسح کی حدیث کی تاویل ہو سکتی ہے تو یقینی امر کو احتمالی سے ترک
نہ کرینگے اور عمامہ کا قیاس موزون پر بعید ہے کس لیے کہ موزون کے اتارنے میں دشواری ہے اور عمامہ کے اوتارنے میں

دشواری نہین اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ جن لوگون نے عمامہ کے مسح پر اکتفا کرنا جائز کہا ہے اونہون نے اس
شرط سے جائز کہا ہے کہ اوسکے اتارنے مین دشواری ہو جیسے موزہ کے اتارنے مین ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ عمامہ
مضبوطی کے ساتھ بندھا ہوا ہو جیسے عربون کے عمامہ ہوتے ہین اور آیت اس کے منافی نہین ہے کیونکہ عرب کہتے ہین
مین نے فلانے کا سر چوما حالانکہ اوسکے سر پر کپڑا ہوتا ہے اور یہی قول ہے اوزاعی اور ثوری کا ایک روایت مین اور
احمد اور اسحاق اور ابو ثور اور طبری اور ابن خزیمہ اور ابن منذر وغیرہم کا اور ابن منذر نے کہا کہ یہ ثابت ہے ابو بکر
اور عمر سے اور یہ حدیث صحیح ہے کہ حضرت نے حکم دیا لوگون کو ابو بکر اور عمر کی پیروی کرنیکا انتہی ما قال الحافظ
رحمہ اللہ نیل مین ہے کہ عمرو بن امیہ سے حدیث ہے کہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم مسح کرتے تھے اپنے عمامہ اور موزون پر روایت
کیا احمد اور بخاری اور ابن ماجہ نے اور روایت کیا جماعت نے سوا بخاری اور ابو داود کے بلال سے کہ مسح کیا جناب
رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے موزون اور سربند پر اور امام احمد کی ایک روایت مین ہے کہ حضرت نے فرمایا مسح کرو
موزون اور سربند پر اور روایت کیا مسلم اور ترمذی نے اور کہا صحیح ہے مغیرہ سے کہ حضرت نے وضو کیا اور مسح
کیا موزون اور عمامہ پر مسلم کی روایت مین یہ ہے کہ مسح کیا پیشانی اور عمامہ پر اور نہین روایت کیا اوس کو بخاری
نے اور وہم کیا منذری نے جو کہا کہ روایت کیا اوس کو بخاری اور مسلم نے اور متابعت کی اونہون نے ابن جوزی
کی اور متابعت کی ابن جوزی اور منذری کی منتقی الاخبار والے نے اونہون نے بھی وہم کیا اور اعتراض کیا
اون پر ابن عبد الہادی نے اور عبد الحق نے کتاب الجمع بین الصحیحین مین تصریح کی کہ یہ حدیث مسلم کے افراد مین سے
ہے اور ابن سید الناس نے شرح ترمذی مین اس باب مین طول کیا ہے اور اس باب مین مروی ہے ابو امامہ سے نکالا
اسکو طبرانی نے اس مین یہ ہے کہ مسح کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موزون اور عمامہ پر غزوہ تبوک مین اور روایت
کیا طبرانی نے ابو موسی سے کہ مین آیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پاس آپ نے مسح کیا جوربین اور نعلین اور عمامہ پر
طبرانی نے کہا متفرد ہوا ساتھ اس حدیث کے عیسے بن سنان اور روایت کیا طبرانی نے خزیمہ بن ثابت سے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مسح کرتے تھے موزون اور سربند پر اور خرائطی نے کتاب مکارم الاخلاق مین روایت کیا ابو طلحہ
سے کہ مسح کیا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سربند پر اور موزون پر اور عمامہ کا مسح مروی ہے ایک جماعت صحابہ
سے اور اختلاف کیا ہے علما نے عمامہ پر مسح کرنے مین تو اسکے جواز کی طرف گئے ہین اوزاعی اور احمد بن حنبل
اور اسحاق اور ابو ثور اور داود بن علی اور شافعی نے کہا کہ اگر اس باب مین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
سے حدیث صحیح ہو جاوے تو مین اسکا قائل ہون ترمذی نے کہا متعدد اہل علم کا یہ قول ہے حضرت کے اصحاب مین سے

اون مین سی ہین ابوبکر اور عمر اور انس اور روایت کیا عمامہ کے مسح کو ابن رسلان نے ابو امامہ اور سعد بن مالک اور ابو الدردا
اور عمر بن عبد العزیز اور حسن اور قتادہ اور مکحول نے اور روایت کیا خلال نے اپنی اسناد سے حضرت عمر سے اونہون نے کہا
جسکو پاک نہ کرے عمامہ پر مسح کرنا تو خدا اوسکو پاک نکرے اور اختلاف کیا ہے علما نے کہ عمامہ پر مسح کرنا اوس حالت
مین جائز ہے کہ عمامہ کو باوضو باندہا ہو یا یہ شرط نہین ہے تو ابو ثور کے نزدیک یہ شرط ہے اور باقی علما نے یہ شرط نہین
رکہی اور ہر حال مین عمامہ پر مسح جائز کہا ہے اور ابو ثور نے اوس کے لیے میعاد بہی مقرر کی ہے جو موزون کے مسح کی
ہے اور ایسا ہی منقول ہے حضرت عمر سے اور باقی علما نے عمامہ پر مسح کرنے کی لیے کوئی میعاد نہین رکہی جب تک
چاہے کرے ابن حزم نے کہا کہ حضرت نے مسح کیا ہے عمامہ اور سربند پر اور کوئی میعاد اوسکی مقرر نہین کی اور اسپر
اعتراض ہوتا ہے کہ طبرانی نے ابو امامہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسح کرتے تہے موزون پر اور عمامہ پر
تین دن تک سفر مین اور ایک دن رات تک حضر مین لیکن اوسکے اسناد مین مروان ابو سلمہ ہے ابن ابی حاتم نے
کہا وہ قوی نہین ہے اور بخاری نے کہا منکر الحدیث ہے اور ازدی نے کہا وہ کچہ نہین اور امام احمد سے اس حدیث کو پوچہا
اونہون نے کہا صحیح نہین ہے اور حاصل یہ ہے کہ فقط سر پر مسح کرنا اور فقط عمامہ پر مسح کرنا اور سر اور عمامہ دونون پر مسح
کرنا یہ سب باتین صحیح اور ثابت ہین حضرت سے اور جس نے اسکا خلاف کیا ہے اوسکا قول قوی نہین ہے اور روایت کیا
امام احمد نے سلمان سے اونہون نے دیکہا ایک شخص کو اور اوسکا وضو جاتا رہا تہا اور اوس نے اپنے موزے اتارنا چاہے تو سلمان
نے اوسکو حکم کیا موزون اور عمامہ پر مسح کرنے کا اور کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا آپ مسح کرتے تہے اپنے
موزون اور سربند پر اور روایت کیا امام احمد نے ثوبان سے اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر
بہیجا انکو سردی لگی جب وہ لوٹ کر آئے تو آپ سے شکایت کی سردی کی آپ نے انکو حکم کیا عمامون اور موزون پر مسح کرنیکا
اور نکالا اوسکو ابو داود نے شوکانی نے کہا کہ سلمان کی حدیث کو ترمذی نے علل مین نکالا اور اس مین سربند کے
عبد اللہ بیشانی ہے اور اوسکی اسناد مین ابو شریح ہے ترمذی نے کہا مین نے بخاری سے اسکا نام پوچہا اونہون نے نہ پہچانا اور
اسکی اسناد مین ابو مسلم ہے جو مجہول ہے ترمذی نے کہا مین اوسکا نام نہین جانتا نہ اوسکی اور کوئی حدیث مین پہچانتا ہون
اور روایت کیا امام احمد اور حاکم اور طبرانی نے ثوبان سے اونہون نے کہا مین نے دیکہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے
وضو کیا اور مسح کیا موزون اور سربند پر اور ثوبان کی پہلی حدیث کو روایت کیا راشد بن سعد نے خلال نے علل
مین کہا امام احمد نے کہا راشد نے ثوبان سے نہ سنا ہوگا کیونکہ ثوبان بہت پہلے مرے ہین انتہی مختصراً امام محمد نے کتاب
الحجج مین دلیل لی عمامہ پر مسح درست نہ ہونیکی امام مالک کی روایت سے وہ یہ کہ وہ عمامہ کو اتارتے تہے اور سر پر

مسح کرتے تھے اور یہ ایک تابعی کا اثر ہے جسکا نہ قول حجت ہے نہ فعل اور باوجود اسکے اوس سے یہ نہیں نکلتا کہ عروہ عمامہ کا مسح جائز نہیں کہتے تھے بلکہ شاید انکو عمامہ کے اوتارنے میں وقت ہوتی ہوگی تو وہ عمامہ اتار لیتے ہونگے اور تعجب ہے کہ اسقدر صحیح اور مرفوع حدیثوں کو اور ابو بکر اور عمر اور اجلای صحابہ کے اقوال اور افعال کو بالای طاق رکھیں اور عروہ کے فعل سے سند لیویں اور روایت کیا امام مالک نے موطا میں کہ جابر سے پوچھا گیا عمامہ کے مسح کو اونھوں نے کہا جائز نہیں جب تک پانی بالوں میں نہ لگے اور یہ روایت بھی موقوف ہے **باب** إِذَا أَدْخَلَ رِجْلَيْهِ وَهُمَا طَاهِرَتَانِ باب بیان میں اسکے کہ موزوں میں دونو پاؤں ڈالے جب وہ پاک ہوں (یعنے آدمی باوضو ہو) **ف** شوکانی نے کہا موزے پہنتے وقت طہارت کاملہ ضرور ہے اگر کوئی حدث کی حالت میں موزے پہن لیوے تو اوسکو مسح درست نہیں بلکہ وضو کے وقت موزے اتارنا اور پاؤں دھونا ضرور ہے اور یہی قول ہے شافعی اور مالک اور احمد اور اسحاق کا اور ابو حنیفہ اور ثوری اور یحیی بن آدم اور مزنی اور ابو ثور کے نزدیک حدث کیوقت طہارت کامل ہونا ضرور ہے اور فرق ان دونوں مذہبوں میں اس صورت میں پیدا ہوگا کہ ایک شخص نے آدھا وضو کرکے موزے پہن لیے مثلاً پاؤں دھوکر موزے پہن لیے اور اسکے بعد باقی وضو کیا اب اسکو حدث ہوا تو وضو میں مسح درست ہوگا پچھلے علماء کے نزدیک نہ پہلی علماء کے نزدیک ایسا ہی اگر کسی نے سارا وضو ترتیب سے کیا اور ایک پاؤں دھوکر ایک موزہ پہن لیا پھر دوسرا پاؤں دھوکر دوسرا موزہ پہنا تو بھی پہلے علما اور اکثر کے نزدیک مسح جائز نہیں ہوگا اسلیے کہ دونو موزے طہارت کاملہ کے بعد نہیں پہنے اور ثوری اور اہل کوفہ اور مزنی اور مطرف اور ابن منذر کے نزدیک جائز ہوگا کیونکہ ہر ایک پاؤں کا موزہ اوسکی طہارت کے بعد پہنا اور داؤد ظاہری کا یہ مذہب ہے کہ اگر پاؤں پر کوئی نجاست لگی ہو موزہ پہنتے وقت تو اوسپر مسح جائز ہے گو حدث کی حالت میں پہنے (فتح مختصراً) **حَدَّثَنَا** أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ دَعْهُمَا فَإِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے زکریا بن ابی زائدہ نے اونہوں نے روایت کی عامر بن شراحیل شعبی سے اونہوں نے عروہ بن مغیرہ سے اونہوں نے اپنے باپ مغیرہ بن شعبہ سے اونہوں نے کہا میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا سفر میں تو میں جھکا آپکے موزے اتارنیکو آپ نے فرمایا چھوڑ دو انکو کیونکہ میں نے پاؤں کو اون میں ڈالا تھا جب دونو پاؤں پاک تھے پھر مسح کیا آپ نے اونپر **ف** حافظ نے کہا اس سے نکلتا ہے کہ عالم کی خدمت کرنا چاہیے اور خادم کو مخدوم کی حکم سے پہلے معمولی کام کرنا چاہیے شوکانی نے کہا ابو داؤد کی روایت میں یوں ہے چھوڑ دے موزوں کو کیونکہ میں نے دونو

پاؤن موزون مین ڈالے تہے اور وہ پاک تہے پہر مسح کیا اون دونون پر اور حمیدی نے اپنی مسند مین مغیرہ سے روایت کیا ہم نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم مین سے کوئی مسح کرے موزون پر آپنے فرمایا ہان جب پاؤن اون مین ڈالے طہارت کیحالت مین اور ہمنے اوپر بیان کیا کہ موزون کے مسح کو ساتہہ صحابیون نے روایت کیا جیسے بزار نے کہا اور مغیرہ کیحدیث غزوہ تبوک کی ہے اور وہ بعد ہے مائدہ کے اور یہحدیث کو ابوداود اور ترمذی نے نکالا اور کہا کہ حسن ہے اور اس باب مین حضرت علی سے مروی ہے نکالا اوسکو ابوداود نے اور حضرت عمر سے نکالا اسکو ابن ابی شیبہ نے انتہے اور روایت کیا امام احمد نے ابوہریرہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور مسح کیا دونو موزون پر مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپنے اپنے پاؤن نہین دہوئے آپنے فرمایا مین نے دونو پاؤن کو موزون مین طہارت کے ساتہہ ڈالا تہا مجمع الزوائد مین ہے کہ اس کی اسناد مین ایک شخص ہے جسکا نام معلوم نہین ہوا اور روایت کیا نسائی اور ترمذی اور ابن خزیمہ نے اور کہا کہ صحیح ہے اور شافعی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور دارقطنی اور بیہقی نے صفوان بن عسال سے کہ ہم کو حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موزون پر مسح کرنیکا جب ہم انکو پہنین طہارت پر تین دن تک جب سفر مین ہون اور ایک دن تک جب مقیم ہون اور نہ اتارین ہم اون کو پیشاب اور پاخانے اور سونے سے اور نہ اتارین انکو جنابت سے روایت کیا اسکو امام احمد نے بہی اور خطابی نے کہا اسناد اسکا صحیح ہے اور ترمذی نے بخاری سے نقل کیا کہ یہ حدیث حسن ہے اور مدار اسکا عاصم بن ابی النجود پر ہے اور وہ سچا ہے لیکن اسکا حافظہ بگڑ گیا تہا اور متابعت کی اسکی ایک جماعت نے اور روایت کیا اسکو عاصم سے چالیس سے زیادہ راویون نے یہ ابن مندہ نے کہا (نیل الاوطار) زیلعی نے کہا پوری حدیث ترمذی نے کتاب الدعوات مین نکالی ۔ سفیان اور حماد سے اون دونون نے عاصم سے اونہون نے زر بن حبیش سے اونہون نے کہا آئے صفوان بن عسال مرادی پاس آیا اون سے پوچہنے کو موزون کا مسح اونہون نے کہا تم کیون آئے اے زر مین نے کہا علم حاصل کرنے کو اونہون نے کہا فرشتے اپنے بازو بچہا دیتے ہین طالب علم کے لیے اوس کے مطلب سے خوش ہو کر مین نے کہا میرے سینے مین موزون کا مسح کہٹکتا ہے پاخانے اور پیشاب کے بعد اور تم ایک آدمی ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ مین سے تو مین تمہارے پاس آیا کہ تم سے سنون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس باب مین کچہ فرماتے تہے اونہون نے کہا ہان ہم جب مسافر ہوتے تو آپ ہمکو حکم کرتے موزے نہ اتارنیکا تین دن اور تین رات تک مگر جنابت سے لیکن پیشاب اور پاخانے اور سونے سے نہین مین نے کہا تم نے آپسے کچہ سنا ہے محبت کے باب مین آپ کچہ بیان کرتے تہے انہون نے کہا ہان ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ تہے بعضے سفرون مین ایک شخص نے پکارا یا محمد یا محمد ہم نے کہا خرابی ہو تیری آہستہ کر اپنی آواز کو کیونکہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے آپنے اوسکو جواب دیا اور آواز

کی آواز سی پہر وہ شخص بولا ایک شخص دوست رکہتا ہی لوگون کو اور اون سی ملتا نہین لیعنی ویسی عمل نہین کرتا آپ نے فرمایا آدمی اوسیکے ساتہہ ہوگا جس سے محبت رکہی پہر تہوڑی دیر مین مجہہ سی حدیث بیان کرنے لگے کہ اللہ تعالی نے مغرب مین ایک دروازہ رکہا ہے جسکا عرض ستر برسکا ہے اور وہ توبہ کا دروازہ ہی بند نہ ہوگا جب تک ادہر سی آفتاب نکلے اور یہی مراد ہے اس آیت سی یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیَاتِ رَبِّکَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا اخیر تک ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور روایت کیا اسکو طہارت مین ابو الاحوص سے اوس نے عاصم سے اوس نے زر سی فقط مسح کا قصہ اور روایت کیا اسکو نسائی نے اور ابن ماجہ نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین اور روایت کیا اسکو طبرانی نے عبد الکریم بن ابی المخارق سے اوس نے حبیب بن ابی ثابت سی اوس نے زر سے اور یہ متابعت غریب ہے عاصم کی زر سے مگر عبد الکریم ضعیف ہے شیخ تقی الدین نے امام مین کہا کہ عاصم سی اسکو تیس سے زیادہ اماموں نے روایت کیا ہے اور عاصم سی بخاری اور مسلم نے روایت کی دوسرے کے ساتہہ ملا کر اور ثقہ کہا اسکو امام احمد اور ابو زرعہ اور محمد بن سعد اور احمد بن عبد اللہ عجلی وغیرہم نے اور وہ صاحب سنت تہا اور قرآن مجید کا قاری تہا مگر لوگون نے کلام کیا ہے اوسکے حافظے مین عقیلی نے کہا اسمین بہی عیب تہا کہ حافظہ اوسکا برا تہا اور دار قطنی نے کہا کہ اوسکے حافظے مین خلل ہے اور ابن معین نے کہا کہ اسمین کچہ برائی نہین اور ابو حاتم نے کہا وہ سچا تہا لیکن حافظ نہ تہا اور نسائی نے کہا اوس مین کچہ برائی نہین اور روایت کیا دار قطنی نے مہاجر بن مخلد سی اونہون نے عبد الرحمان بن ابی بکرہ سے انہون نے اپنے باپ سے انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی کہ آپ نے رخصت دی مسافر کو تین دن اور تین رات اور مقیم کو ایک دن اور ایک رات جب وہ طہارت کرے پہر اپنے موزے پہنے یہ کہ مسح کرے اون دونو پر اور یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ مہاجر بن مخلد مین کلام کیا ہے ابو حاتم نے کہا وہ لین الحدیث ہی قوی نہین زیلعی نے کہا اختلاف ہے کہ مدت مسح کی کب سے شروع ہوتی ہے بعضون نے کہا جس وقت سے پہنے بعضون نے کہا جس وقت سے مسح کرے بعضون نے کہا جس وقت سی حدث ہو امام مین ہے کہ جس نے مدت پہننے کے وقت سی لی ہے اوس نے صفوان کی حدیث سی دلیل لی ہے اور جس نے مسح کے وقت سی اوس نے ابو بکرہ کی حدیث سی وہ جو روایت کی عبد الرزاق نے معمر سی اوس مین یہ ہے کہ حکم ہوا ہم کو مسح کرنے کا موزون پر جب ہم اون کو طہارت کی ساتہہ پہنین تین دن تک جب سفر مین ہون اور ایک دن رات جب مقیم ہون مین کہتا ہون لفظ یہ صفوان بن عسال کی حدیث مین ہی امام احمد کی مسند مین کہ حکم ہوا ہم کو مسح کرنے کا موزون پر جب ہم پاؤن انمین ڈالین طہارت پر تین دن تک جب مسافر ہون اور ایک دن رات جب مقیم ہون اور ایک روایت مین امام احمد کے یہ ہے کہ مسافر کے لیے تین دن اور تین رات مسح کرے اپنے موزون پر جب اپنے پاؤن انمین ڈالے طہارت پر

اور مقیم کے لیے ایک دن رات واللہ تعالے اعلم **موزون کے**
مسح مین کتنی حدیثین آئی ہین زیلعی نے کہا ابن عبد البر نے کہا کتاب
الاستذکار مین کہ موزون کے مسح مین چالیس صحابہ سے مروی ہے اور امام مین ہے کہ ابن منذر نے کہا ہم نے حسن سے روایت
کیا اونہون نے کہا مجھ سے ستر صحابہ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ نے مسح کیا موزون پر اور مین ان چند حدیثون
کو جمع کرتا ہون جہانتک مجھکو ملین اسکی مدد سے اور شروع کرتا ہون اصح سے پھر اصح سے حدیث جریر کی حدیث روایت کیا
اسکو چھ ون عالمون نے اپنی کتابون مین اعمش سے اُنہون نے ابرہیم سے اونہون نے ہمام سے اونہون نے جریر سے کہ اونہون نے
پیشاب کیا پھر وضو کیا اور موزون پر مسح کیا اون سے کہا گیا تم یہ کرتے ہو اونہون نے کہا ہان مین نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور موزون پر مسح کیا اعمش نے کہا ابرہیم نے کہا یہ حدیث لوگون کو بھلی
معلوم ہوتی تھی کس لیے کہ جریر اسلام لائے تھے سورہ مائدہ اوترنے کے بعد اور بخاری کے ایک لفظ مین یون ہے کہ جریر
اُن لوگون مین سے ہین جو اخیر مین اسلام لائے اور ابو داؤد کی سند بکیر بن عامر سے ہے اونہون نے ابو زرعہ بن عمرو
بن جریر سے کہ جریر نے پیشاب کیا پھر وضو کیا پھر مسح کیا موزون پر اور کہا مجھے کیا چیز روک سکتی ہے مسح سے اور مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسح کرتے دیکھا اور لوگون نے کہا کہ یہ حکم سورہ مائدہ اوترنے سے پہلے تھا جریر نے
کہا مین تو اسلام لایا سورہ مائدہ اوترنے کے بعد اور روایت کیا اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین اور حاکم نے
مستدرک مین اسی سند اور متن سے اور حاکم نے کہا کہ صحیح ہے اور نہین نکالا اسکو بخاری اور مسلم نے اس لفظ سے
جسکی احتیاج ہے بلکہ نکالا اسکو اعمش سے اونسے ابرہیم سے اونسے ہمام سے اونسے جریر سے اوس مین یہ ہے کہ
ابرہیم نے کہا انکو بھلی لگتی حدیث جریر کی کیونکہ وہ اسلام لائے سورہ مائدہ اوترنے کے بعد امام مین ہے کہ جریر کی
حدیث مین حجۃ الوداع کی تاریخ موجود ہے روایت کیا اسکو طبرانی نے معجم اوسط مین محمد بن نوح بن حرب سے اُنہون
نے سنان بن فروخ سے اُنہون نے حرب بن شریح سے اونہون نے خالد حذاء سے اونہون نے محمد بن سیرین سے اونہون
نے جریر بن عبد اللہ بجلی سے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے حجۃ الوداع مین آپ تشریف لے گئے پاخانہ
پھرنے کو پھر لوٹے اور وضو کیا اور مسح کیا دونون موزون پر سکوت کیا اس سے طبرانی نے شوکانی نے کہا ترمذی
نے جریر کی حدیث کو شہر بن حوشب کے طریق سے نکالا اوس مین یہ ہے کہ مین نے جریر سے کہا یہ قصہ مائدہ کے پہلے کا ہے
یا بعد کا جریر نے کہا مین تو اسلام نہین لایا مگر مائدہ کے بعد ترمذی نے کہا یہ حدیث مین تفسیر ہے کیونکہ بعضون

نے مسح کا انکار کیا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مسح کی تاویل کی ہے کہ وہ اوس آیت کے اوترنے سے پہلی کا ہے
جو سورہ مائدہ مین ہے اسلیے منسوخ ہوگا انتہی مغیرہؓ بن شعبہ کی حدیث ابھی اصل کتاب مین گذری نکالا اسکو چہہ
عالمون نے زیلعی نے کہا اس حدیث کو مغیرہ سے ایک جماعت کثیر نے روایت کی اور نکالا اسکو حاکم نے مستدرک مین
اور زیادہ کیا اوس مین کہ مغیرہ نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ بہول گئے آپنے فرمایا نہین تو بہول گیا اسی کا حکم دیا مجہکو
میرے پروردگار نے حاکم نے کہا اسناد اسکا صحیح ہے اور نہین نکالا اسکو بخاری اور مسلم نے اس زیادت کی ساتھ
اور روایت کیا اسکو طبرانی نے معجم مین اور اوس مین یہ ہے کہ سب سے اخیر جہاد جو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھہ کیا اوس مین ہم حکم دیے گئے مسح کرنے کا موزون پر مسافر کے لیے تین دن اور تین رات اور مقیم کے لیے
ایک دن اور ایک رات جب تک نہ اوتارے انتہے اور اوپر حدیث کی مختلف الفاظ بیان ہو چکے نیل
مین ہے کہ احمد اور ابو داؤد کی روایت مین بہی یہ زیادت موجود ہے جو حاکم نے مستدرک مین نکالی اور اس حدیث
کا اسناد صحیح ہے اور ابو داؤد نے اس سے سکوت کیا اور منذری نے بہی اور اسکے راوی سب صحیح کے راوی
ہین انتہے مختصراً سعد بن ابی وقاص کی حدیث جو ابن عمر نے اون سے روایت کی اصل کتاب مین اوپر گذر چکی عمرو
بن امیہ ضمری کی حدیث اوپر اصل کتاب مین گذری حذیفہ کی حدیث صحیح مسلم مین ہے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھہ تہا آپ ایک قوم کے کوڑی پر آئے اور پیشاب کیا کہڑے ہوکر مین سرک گیا آپنے فرمایا نزدیک ہو جا مین
نزدیک ہوا یہانتک کہ آپکی ایڑی کے پاس کہڑا ہوا پہر آپنے وضو کیا اور مسح کیا اپنے دونو موزون پر روایت کیا اسکو
بخاری نے لیکن اسمین موزون پر مسح کرنیکا ذکر نہین ہے اور نکالا اسکو ابو بکر اسماعیلی نے اپنی صحیح مین اور
ابو نعیم نے اپنے مستخرج مین اور اسمین یہ ہے کہ پہر وضو کیا اور مسح کیا اپنے دونو موزون پر بلال کی حدیث صحیح
مسلم مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور مسح کیا موزون پر اور سربند پر اور روایت کیا اسکو
نسائی نے ایک عمدہ قصے کے ساتھہ بریدہ کی حدیث روایت کیا اسکو جماعت نے سوا بخاری کے اوس مین
یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس دن مکہ فتح ہوا ایک وضو سے سب نمازین پڑہین اور مسح کیا اپنے دونو موزون پر
حضرت عمر نے کہا آج آپنے وہ بات کی جو نہین کرتے تہے آپنے فرمایا مین نے عمداً اسکو کیا ای عمر شیخ
تقی الدین نے امام مین کہا نکالا اس حدیث کو ابن مندہ نے اور کہا اسناد اسکا صحیح ہے جماعت کی رسم پر سوا
بخاری کے سلیمان بن بریدہ مین اور روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے دلہم بن صالح سے
انہون نے حجیر بن عبد اللہ سے اونہون نے ابن بریدہ سے اونہون نے اپنے باپ سے کہ نجاشی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کودو کالے موزے بھیجے سادے آپنے انکو پہنا پھر وضو کیا اور مسح کیا انپر حضرت علی کی حدیث روایت کیا اسکو مسلم نے شریح
بن ہانی سے اونہون نے کہا مین نے حضرت عائشہ سے پوچھا موزون پر مسح کرنیکو انہون نے کہا علی پاس جا کیونکہ وہ سفر کرتے
تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مین انکے پاس گیا اون سے پوچھا اونہون نے کہا آپنے مقیم کے لیے ایک رات
اور ایک دن مقرر کیا اور مسافر کے لیے تین دن اور تین رات اسکی تفصیل آگے آویگی اور روایت کیا ابوداود اور دار قطنی
نے حضرت علی سے اگر دین عقل پر ہوتا اخیر تک اور یہ حدیث اوپر گذری صفوان بن عسال کی حدیث روایت کیا
اسکو ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور یہ اوپر گذر چکی خزیمہ بن ثابت کی حدیث روایت کی ابوداود اور ترمذی
اور ابن ماجہ نے کہ حضرت نے فرمایا موزون پر مسح مسافر کے لیے تین دن تک ہے اور مقیم کے لیے ایک دن اور رات تک
ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابن حبان نے اسکو تیسرے نوع مین نکالا چوتھی قسم مین سے اور اسکا ذکر آگے آویگا
اور اوپر طبرانی کی روایت خزیمہ سے گذر چکی ثوبان کی حدیث روایت کیا اسکو ابوداود نے راشد بن سعد سے
اونہون نے ثوبان سے اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کا ٹکڑا بھیجا اوسکو سردی لگی آپنے اوس کے
لوگون کو حکم کیا کہ مسح کرین عمامون اور موزون پر روایت کیا اسکو احمد نے مسند مین اور حاکم نے مستدرک مین اور کہا
کہ مسلم کی شرط پر ہے اور اس مین یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ثور بن یزید نے اسکو روایت کیا راشد بن سعد سے اور امام مسلم نے
اوس سے روایت نہین کی بلکہ صرف امام بخاری نے اور راشد بن سعد سے شیخین نے حجت نہین لی اور امام احمد نے کہا
کہ راشد نے ثوبان سے نہ سنا ہوگا کیونکہ ثوبان بہت پہلے مرے اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ راشد معاویہ کے ساتھ
صفین مین موجود تھے اور ثوبان ۵۴ھ مین مرے اور راشد ۱۰۸ھ مین اور ثقہ کہا اسکو ابن معین اور ابوحاتم اور عجلی
اور یعقوب بن شیبہ اور نسائی نے اور مخالفت کی انکی ابن حزم نے اور ضعیف کیا اوسکو اور حق ابن معین وغیرہم
کا قول ہے اور امام احمد کا لفظ یہ ہے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپنے وضو کیا تو مسح کیا موزون پر اور سربند
پر اور عمامہ پر حافظ نے تلخیص مین کہا کہ اس حدیث کا اسناد منقطع ہے انتہی اسامہ[۱۲] بن زید کی حدیث رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم اور بلال اسواق مین گئے اور حضرت اپنی حاجت کے لیے گئے پھر باہر نکلے اسامہ نے کہا مین نے بلال
سے پوچھا آپنے کیا کیا بلال نے کہا آپ اپنی حاجت کے لیے گئے پھر وضو کیا اور اپنا منہ دھویا اور دونو ہاتھ دھوئے
اور مسح کیا سر پر اور مسح کیا موزون پر پھر نماز پڑھی روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرک مین اور کہا کہ صحیح ہے امام مسلم کی
شرط پر اور حجت لی اونہون نے داود بن قیس سے اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے کتاب المعرفہ مین حاکم سے اور کہا یہ
حدیث صحیح ہے امام مین ہے کہ ابن خزیمہ نے اسکو اپنی صحیح مین نکالا اور کہا کہ اسواق ایک باغ ہے مدینہ کے

باغون مین سے اور مین نے سنا یونس سے وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کوئی حدیث سوا اسکی نہین ہے جس مین
حضر مین موزے کا مسح منقول ہو شیخ نے کہا طبرانی کے معجم مین مغیرہ بن شعبہ سے ایک روایت ہی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کے ساتھ چلے مدینہ مین تو ایک وادی مین آئے وہان حاجت ادا کی پہر نکلے اور وضو کیا اور موزے اتارے جب موزے پہنے
تو اسکے بعد کچہ ریح معلوم ہوئی آپ پہر حاجت کو گئے پہر نکلے اور وضو کیا اور مسح کیا موزون پر مین نے کہا آپ بہول گئے
یارسول اللہ آپ نے فرمایا بلکہ تو بہول گیا مجھکو تو ایسا ہی حکم کیا میرے مالک نے اور بیہقی نے سنن مین حذیفہ سے نکالا
کہ حضرت ایک قوم کے گہورے پر گئے مدینہ مین آپ نے کہڑے کہڑے پیشاب کیا پہر وضو کیا اور مسح کیا موزون پر۔ اور ان
دونو حدیثون سے موزون کا مسح حضر مین ثابت ہوتا ہے حضرت عمر[13] کیحدیث ابن ماجہ نے نکالی ابن عمر سے اونہون نے
دیکہا سعد بن مالک کو مسح کرتے ہوئے موزون پر اونہون نے کہا تم ایسا کرتے ہو پہر ہم جمع ہوئے عمر پاس سعد نے عمر سے کہا
میرے بہتیجے کو موزے کے مسح کا مسئلہ بتلادو حضرت عمر نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسح کرتے تہے اپنے
موزون پر اور اس مین کچہ برائی نہ پاتے تہے ابن عمر نے کہا اگرچہ پائخانہ سے آوے اونہون نے کہا ہان اور روایت کیا
اسکو بزار اور ابویعلی اور دارقطنی نے علل مین اور اسکی روایتین اوپر گذر چکین ابی بن عمارہ[14] کیحدیث ابوداود
اور ابن ماجہ نے نکالی اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا مین مسح کرون موزون پر آپ نے فرمایا ہان ابی
نے کہا ایک دن تک آپ نے فرمایا دو دن تک اور تین دن تک یہان تک کہ سات دن تک پہونچے آپ نے فرمایا جبتک
تجہے مناسب معلوم ہو اور ابی بن عمارہ صحابی مشہور ہین اور روایت کیا اسحدیث کو حاکم نے مستدرک مین اور کہا کہ اسکے
کسی راوی پر کوئی جرح نہین ہوا اور اسکا بیان آگے آویگا سہل بن[15] سعد ساعدی کی حدیث ابن ماجہ نے نکالی
کہ حضرت نے مسح کیا موزون پر یا حکم کیا ہم کو مسح کرنیکا موزون پر اسکے اسناد مین عبدالمہیمن بن عباس ہے بعضون نے
اسکو ضعیف کیا حافظ نے کہا اسناد اسکا ضعیف ہے زیلعی نے کہا ابو علی بن السکن نے اسکو روایت کیا اس سے
عمدہ طریق سے اور کہا کہ اسناد اسکا شیخین کی شرط پر ہے حافظ نے کہا یہ اسناد صحیح ہی اور اس مین یہ ہی کہ مین نے
دیکہا سہل بن سعد کو بوڑہے ضعیف کیطرح پیشاب کرتے ہوئے کہڑے کہڑے پہر اونہون نے وضو کیا اور مسح کیا موزون
پر مین نے کہا تم اس سے باز نہین آتے پہر اونہون نے کہا نہین مین نے دیکہا اونکو جو مجہہ سے اور تجہہ سے بہتر تہے ایسا کرتے
ہوئے مین نے دیکہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ ایسا کرتے تہے انس[16] بن مالک کیحدیث ابن ماجہ نے روایت
کی کہ مین حضرت کے ساتھ تہا سفر مین آپ نے فرمایا پانی ہے پہر وضو کیا اور مسح کیا موزون پر پہر لشکر سے مل گئے اور انکی
امامت کی اور روایت کیا اسکو ابن حبان نے دوسرے طریق سے انس رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا اسکو

طبرانی نے معجم اوسط مین کہ مین نے سنو کرا یا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کی وفات سے
ایک ماہ پہلے آپنے مسح کیا موزون پر حضرت عائشہؓ کیحدیث نسائی نے سنن کبری مین نکالی شریح بن ہانی کو
کہا مین نے پوچھا حضرت عائشہ سے موزون کے مسح کو اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو حکم کرتے تھے کہ مقیم ایک
دن رات تک مسح کرے اور مسافر تین دن تک اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے اسکی اسناد مین لقیط ہے کہ حضرت ہمیشہ
مسح کرتے رہے جب سے سورہ مائدہ اوتری یہانتک کہ اللہ تعالی سے مل گئے ابوبکر[16] صدیق کیحدیث ابن حبان نے نکالی
صحیح مین عبدالرحمن بن ابی بکر سے اونہون نے اپنے باپ سے کہ حضرتؐ نے مسح کی میعاد مقرر کی موزون پر تین دن اور
تین راتین مسافر کے لیے اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات حافظ نے کہا روایت کیا اسکو احمد اور اسحاق
اور بزار اور ابن خزیمہ اور طبرانی نے اور ترمذی نے بخاری سے نقل کیا کہ یہ حدیث حسن ہے اور دارقطنی کی ایک
روایت مین ہے کہ آپنے رخصت دی مسافر کو تین دن کی جب طہارت کرے پھر اپنے موزے پہنے مسح کرے اونکی اون پر
عوف بن مالک اشجعی کیحدیث نکالا اسکو طحاوی اور احمد اور اسحاق بن راہویہ اور بزار اور طبرانی نے معجم اوسط
مین کہ حضرتؐ نے حکم کیا مسح کا موزون پر غزوہ تبوک مین تین دن تین راتون تک مسافر کے لیے اور ایک دن ایک
رات تک مقیم کے لیے احمد نے کہا یہ عمدہ حدیث ہے موزون کے مسح مین کیونکہ غزوہ تبوک آپ کا اخیر غزوہ ہے ابوبکرہ
کیحدیث ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین اور طحاوی نے اور طبرانی نے معجم مین اور بیہقی نے سنن مین مہاجر بن مخلد سے اونہون
نے عبدالرحمان بن ابی بکرہ سے اونہون نے اپنے باپ سے کہ حضرتؐ نے رخصت دی مسافر کو تین دن اور تین رات
مسح کرنیکی اور مقیم کو ایک دن اور ایک رات کی طحاوی کی روایت مین اتنا زیادہ ہے جب تو اون کو طہارت پر پہنے
ترمذی نے علل کبیر مین کہا مین نے امام بخاری سے پوچھا مسح کی میعاد مین تمہارے نزدیک کون سی حدیث زیادہ صحیح
ہے اونہون نے کہا صفوان بن عسال کیحدیث اور ابوبکرہ کیحدیث بھی حسن ہے ابوایوب[21] انصاری کیحدیث
اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند مین اور طبرانی نے معجم مین نکالی ابوایوب سے کہ وہ حکم کرتے تھے موزون پر مسح کرنے کا
اور پاؤن دھوتے تھے اون سے کہا گیا اس باب مین اونہون نے کہا برا ہو تیرے لیے اگر خوشی اوسکی تمہارے لیے ہو اور
گناہ اوسکا مجھپر ہو مین نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ مسح کرتے تھے موزون پر اور حکم کرتے تھے اوسکا لیکن
مجھے پسند ہے وضو ابوہریرہ[22] کیحدیث احمد نے اپنی مسند مین اور بیہقی نے سنن مین نکالی کہ حضرتؐ نے فرمایا مجھپر
وضو کراو مین وضو کا پانی لیکر آیا آپکے پاس آپنے استنجا کیا پھر اپنا ہاتھ مٹی مین ڈالا اور اسکو پونچھا پھر وضو
کیا اور مسح کیا دونو موزون پر مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپنے اپنے پاؤن کو نہین دھویا آپنے فرمایا مین نے

یا اون موزون مین ڈالے تھے اور وہ پاک تھے اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ اور بزار نے اپنی مسندون مین کہ ایک
شخص نے کہا یا رسول اللہ کیا سفر مین نماز کم ہو گئی آپنے فرمایا ہان اللہ تعالی دوست رکھتا ہے رخصت پر عمل کرنا جیسی دوست
رکھتا ہے فرض پر عمل کرنا اوس نے کہا یا رسول اللہ اور موزونپر طہارت کرنا یعنے مسح کرنا آپنے فرمایا مقیم کے لیے ایک
دن اور ایک رات ہے اور مسافر کے لیے تین دن اور تین رات صاحب منتقے نے کہا کہ روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے ابن
ابی شیبہ سے لیکن مین نے اس حدیث کو ابن ماجہ کے دونو نسخون مین نہین پایا نہ ابن عساکر نے اسکو اطراف مین ذکر
کیا پھر کہا کہ اسکی اسناد مین عمر بن عبد اللہ یمامی ہے بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہے کہا کہ دارقطنی نے اپنی علل
مین ضعیف کیا ان حدیثون کو جو ابو ہریرہ سے مسح مین مروی ہین اور ابو زرعہ نے کہا عمر بن عبد اللہ واہی الحدیث ہے
٢٣ **ابو برزہ** کی حدیث حضرت نے وضو کیا اور مسح کیا دونو موزونپر ایک حدیث طویل مین روایت کیا اسکو بزار نے مسند مین
٢٤ **ابن عباس** کی حدیث بزار نے مسند مین نکالی ضعیف ہے اونہون نے مقسم سے اونہون نے ابن عباس سے اونہون نے کہا
مین گواہی دیتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا موزونپر ٢٥ **جابر** بن عبد اللہ کی حدیث ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وصحبہ وسلم موزون پر مسح کرتے تھے یہانتک کہ اللہ تعالے نے انکو اٹھا لیا روایت کیا
اسکو طبرانی نے معجم مین اور بزار کی روایت مین آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا موزونپر اور روایت
کیا ترمذی نے ابو عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر سے کہ مین نے جابر سے پوچھا موزون کے مسح کو اونہون نے کہا سنت ہے
اے بھتیجے میرے اور سکوت کیا ترمذی نے اوس سے ٢٦ **سلمان** کی حدیث ابن حبان نے اپنی صحیح مین نکالی اونہون
نے دیکھا ایک شخص کو وضو کرتے ہوے اوسنے ارادہ کیا موزے اتارنے کا سلمان نے اوسکو حکم کیا اونپر مسح کرنیکا
اور کہا کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ مسح کرتے تھے اپنے موزون اور سربندہن پر اور روایت
کیا اسکو امام احمد نے اسی لفظ سے جیسے اوپر گذرا ٢٧ **ربیعہ** بن کعب کی حدیث طبرانی نے اپنی معجم مین نکالی
مین نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موزونپر مسح کرتے تھے۔ اسکے اسناد مین محمد بن عمر واقدی ہے اور وہ
ضعیف ہے اور روایت کیا اسکو عقیلی نے ضعفا مین اور علت کی واقدی سے ٢٨ **اسامہ** بن شریک کی حدیث
ابو یعلی موصلی نے اپنی مسند مین نکالی ہم حضرت کے ساتھ تھے سفر مین نہین اتارتے تھے اپنے موزونکو تین دن اور تین
راتون تک اور آپکے ساتھ ہوتے حضر مین تو مسح کرتے اپنے موزونپر ایک دن ایک رات تک ٢٩ براء بن عازب
کی حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موزون کے مسح مین کہ مسافر کے لیے تین دن اور تین راتون تک ہے

اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات تک روایت کیا اسکو طبرانی نے اور روایت کیا اسکو ابن عدی نے کامل مین
سوار بن مصعب سے اونہون نے مطرف سے اونہون نے ابو الجہم سے اونہون نے براء سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسح کرتے تھے موزون پر
یہانتک کہ آپ کی وفات ہو گئی اور سوار بن مصعب کو ضعیف کیا ہے بخاری اور نسائی اور ابن معین نے اور ابن
عدی نے کہا کہ اسکی اکثر روایتین غیر محفوظ ہین مسئلہ (٣٠) ابو عوسجہ کی حدیث طبرانی نے معجم مین نکالی کہ مین نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور مسح کیا دونو موزون پر اور روایت کیا اسکو بزار نے مسند
مین کہ مین نے سفر کیا حضرت کے ساتھ آپ مسح کرتے تھے موزون پر بزار نے کہا مہدی بن حفص نے اس روایت مین غلطی
کی اور صحیح یہ ہے کہ سفر کیا اسلم نے حضرت علی کے ساتھ اما مین کہتا ہون کہ عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے محمد بن جعفر سے
روایت کی جسکو طبرانی نے نکالا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی نے غلطی نہین کی (٣١) ابو طلحہ کی حدیث طبرانی
نے معجم صغیر مین نکالی کہ حضرت نے وضو کیا تو مسح کیا دونو موزون اور سربند ہن پر اور روایت کیا اسکو خرائطی نے کتاب
مکارم الاخلاق مین جیسے اوپر گذرا (٣٢) اوس بن اوس ثقفی کی حدیث ابن ابی شیبہ نے مسند مین نکالی ابن ابی
اوس سے اونہون نے اپنے باپ سے کہ ہم عرب کے ایک پانی پر گذرے تو میرے باپ اوس بن اوس کھڑے ہوئے اور پیشاب کیا
اور وضو کیا اور مسح کیا موزون پر مین نے ان سے کہا تم موزے اوتارتے نہین اونہون نے کہا مین زیادہ نہ کرونگا اوسپر
جیسے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مین نے دیکھا کرتے ہوئے (٣٣) یسار کی حدیث عقیلی نے اپنی کتاب مین نکالی کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موزون کے مسح مین تین دن اور تین راتین ہین مسافر کے لیے اور مقیم کے لیے ایک
دن ایک رات ہے اور علت نکالی عقیلی نے اس حدیث مین بوجہ ہیثم بن قیس کے وہ ضعیف ہے (٣٤) ابن مسعود کی حدیث
ابن عدی نے کامل مین اور بزار نے مسند مین نکالی کہ ہم مسح کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین
حضر مین ایک دن اور ایک رات اور سفر مین تین دن اور تین رات اور ایک روایت مین یہ ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موزون کے مسح مین مسافر کے لیے تین دن تک ہے اور مقیم کے لیے ایک دن رات اسکی اسناد
مین سلیمان بن یسیر یا اسیر ہے ابن معین نے اسکو ضعیف کہا اور بخاری سے نقل کیا کہ وہ قوی نہین ہے پھر
ابن عدی نے کہا کہ سلیمان ضعف کیطرف زیادہ قریب ہے صدق سے اور نکالا اسکو طبرانی نے معجم اوسط مین
ایوب بن سوید سے اونہون نے سفیان ثوری سے اونہون نے منصور سے اونہون نے خیثمہ سے اونہون نے ابو عبیدہ سے
اونہون نے عبد اللہ بن مسعود سے اور یہ اسناد اچھا ہے مگر منقطع ہے کیونکہ ابو عبیدہ نے عبد اللہ سے نہین سنا (٣٥) ام سعد
انصاریہ کی حدیث ابن عدی نے کامل مین نکالی محمد بن زاذان سے اونہون نے ام سعد انصاریہ سے اونہون نے کہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مال کو قرض دیوی اوس پر زکوٰۃ نہیں ہے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسح کرتے تھے موزوں پر اور ضعیف کہا ابن عدی نے محمد بن فراذان کو اور بخاری سے نقل کیا کہ وہ منکر الحدیث ہے امام بن ہیر کو روایت کیا اسکو ابن حبان نے معرفۃ صحابہ میں سعید بن زکریا ابو عمرو مداینی سے اوس نے عنبسہ بن عبد الرحمن سے اوس نے محمد بن غزوان سے اوس نے ام سعد سے یہ بیان کیا اس حدیث کو خالد بن عرفطہ کی حدیث مسلم بن مہول نے یا اسلم بن سہل نے نکالی تاریخ واسط میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موزوں کے مسح میں مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں ہیں اور مقیم کے لیے ایک دن اور رات ہے ابو امامہ کی حدیث طبرانی نے معجم میں نکالی اور ابو امامہ اور ثوبان سے کہ حضرت نے مسح کیا موزوں پر پیشاب کرنے کے بعد اور روایت کی دوسری اسناد سے ابو امامہ سے کہ حضرت مسح کرتے تھے موزوں اور عمامہ پر تین دن تک سفر میں اور ایک دن رات حضر میں اور روایت کیا اسکو عقیلی نے اور اسکی اسناد میں مروان ابو سلمہ ہے اور وہ ضعیف ہے جیسے اوپر گذرا عبادہ بن صامت کی حدیث طبرانی نے نکالی معجم میں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور مسح کیا دونو موزوں پر شیخ تقی الدین نے امام میں کہا کہ حسن نے اوسکو روایت کیا عبادہ سے اور ان کے سماع میں عبادہ سے تامل ہے عبد الرحمن بن بلال کی حدیث روایت کیا اوسکو طبرانی نے عمرو بن الشرید کی حدیث طبرانی نے نکالی عمرو بن الشرید سے اوس نے اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا موزوں پر اور اسکی اسناد میں ابن لہیعہ ہے عبد اللہ بن رواحہ کی حدیث طبرانی نے معجم میں نکالی عبد اللہ بن رواحہ اور اسامہ بن زید سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور مسح کیا موزوں پر امام میں ہے کہ روایت کیا اسکو عطا بن یسار نے عبد اللہ بن رواحہ سے اور یہ روایت منقطع ہے عبد الرحمن بن حسنہ کی حدیث طبرانی نے نکالی کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے وضو کیا اور مسح کیا اپنے دونو موزوں پر عمرو بن حزم کی حدیث طبرانی نے نکالی عبد اللہ بن طفیل سے کہ میں نے دیکھا عمرو بن حزم کو وہ مسح کرتے تھے موزوں پر اور کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ مسح کرتے تھے اپنے موزوں پر اس کے اسناد میں واقدی ہے اور وہ ضعیف ہے عبد اللہ بن عمر کی حدیث طبرانی نے نکالی معجم اوسط میں عبد الرزاق کے طریق سے اونہوں نے معمر سے انہوں نے زہری سے اونہوں نے سالم سے کہ عبد اللہ بن عمر مسح کرتے تھے موزوں پر اور کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا حکم دیا اور یہ سند صحیح ہے اور روایت کیا طبرانی نے اسکو عبدان بن محمد مروزی سے اوس نے قتیبہ بن سعید سے اوس نے حمید بن عبد الرحمان سے اوس نے حسن عصاب سے اوس نے نافع سے اوس نے ابن عمر سے کہ رسول

الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا موزوں کے مسح میں مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کے لیے تین دن اور تین رات
شیخ نے امام میں کہا کہ عصاب معروف ہے ذکر کیا اوسکو اسود نے اور کہا کہ اوس نسخہ حدیث کی نافع سے اور اس سے روایت
کی فضل بن مسعود شیبانی نے یعلی[٤٥] بن مرہ ثقفی کی حدیث طبرانی نے معجم میں نکالی کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا
موزوں کے مسح میں تین دن مسافر کے لیے اور ایک دن رات مقیم کے لیے مالک[٤٦] بن سعد کی حدیث حافظ ابو نعیم نے
نکالی معرفت صحابہ میں کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم سے پوچھا موزوں پر مسح کرنے کو آپ نے فرمایا تین دن تک مسافر کے لیے
اور ایک دن ایک رات تک مقیم کے لیے امام میں کہا اسکی اسناد میں وہ شخص ہے جسکا حال پہچاننا ضرور ہے ابو نعیم
نے کہا مالک بن سعد مجہول ہے اسکا شمار بصری کے گنواروں میں ہے مالک[٤٧] بن ربیعہ سلولی ابو مریم کی حدیث جو باپ ہے
برید کا روایت کیا اسکو ابو نعیم نے کتاب المعرفۃ میں کہ میں نے دیکھا رسول الله صلی الله علیہ وسلم کو آپ نے وضو کیا اور مسح
کیا موزوں پر اور فرمایا کہ مسافر کے لیے تین دن ہیں اور مقیم کے لیے ایک دن رات ابو نعیم نے کہا مالک بن ربیعہ سلولی
اوسکی کنیت ابو مریم ہے وہ باپ ہے برید کا شجرۃ الرضوان کی بیعت میں حاضر تھا کوفہ میں رہا اوس سے کئی حدیثیں اسکے
بیٹے برید نے روایت کیں تمام ہوئیں وہ سب حدیثیں جو شیخ جمال الدین زیلعی نے ذکر کیں اس باب میں اور خلاصہ کیا
اونکا حافظ ابن حجر نے تلخیص میں اور میں نے زیادہ کیں بعضی باتیں اور کتابوں سے اب میں بڑھاتا ہوں بعضی حدیثیں
میمونہ[٤٨] کی حدیث نکالی دارقطنی نے عطا بن یسار سے میں نے میمونہ سے پوچھا موزوں پر مسح کرنے کو اونہوں نے کہا میں نے
کہا یا رسول الله ہر وقت آدمی مسح کرے موزوں پر اور نہ اتارے اون کو آپ نے فرمایا ہاں امام میں اسکی کوئی علت بیان نہیں
کی ابو ذر[٤٩] کی حدیث موقین اور خمار پر مسح کرنے میں روایت کیا اوسکو طبرانی نے آگے آویگی ابو موسی[٥٠] اشعری کی حدیث
جوربین کے مسح میں آگے آویگی ابو مسعود[٥١] کی حدیث سیاب میں آگے آویگی عمرو[٥٢] بن حریث کی حدیث اسی باب میں
آگے آویگی زیلعی نے کہا امام میں ہے کہ ابن عبد البر نے کہا کسی صحابی سے مسح کا انکار یا یہ ثبوت کو نہیں پہونچا سوا
ابن عباس اور عائشہ صدیقہ اور ابو ہریرہ کے لیکن ابن عباس اور ابو ہریرہ سے تو اس کے خلاف حسن سندوں سے
منقول ہوا ابن ابی شیبہ نے قطر سے روایت کیا میں نے عطا سے کہا عکرمہ کہتے ہیں ابن عباس نے کہا کتاب آگے
ہوئی موزوں پر مسح کرنے سے اونہوں نے کہا جھوٹ کہا عکرمہ نے میں نے ابن عباس کو دیکھا وہ مسح کرتے تھے موزوں پر اور
کہا حافظ نے تلخیص میں کہ بیہقی نے نکالا شعبہ سے اونہوں نے قتادہ سے اونہوں نے موسی بن سلمہ سے اونہوں نے کہا
میں نے ابن عباس سے پوچھا موزوں پر مسح کرنے کو اونہوں نے کہا مسافر کے لیے تین دن اخیر تک اور شاید ابن عباس کو
پہلے موزوں کے مسح کی حدیثیں نہ پہونچی ہونگی پھر پہونچیں تو اونہوں نے رجوع کیا اپنے انکار سے اور فتوی دیا مسح کا

جواز کا اور روایت کیا طحاوی نے شرح معانی الآثار میں ابن عباس سے کہ انہوں نے کہا مسافر کے لیے تین دن اور تین رات ہے اور مقیم کے لیے ایک دن ایک رات ابن عبد البر نے کہا ابو زرعہ اور ابن جریر نے ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ وہ مسح کرتے تھے اپنے موزوں پر اور حضرت عائشہؓ سے تو صحیح مسلم میں مروی ہے کہ انہوں نے اسکا حوالہ دیا حضرت علیؓ پر اور روایت کیا طحاوی نے شریح بن ہانی سے کہ میں حضرت عائشہ پاس گیا اور میں نے کہا اے ام المؤمنین تم موزوں کے مسح میں کیا کہتے ہو انہوں نے کہا علی کے پاس جاؤ وہ مجھ سے زیادہ اسکو جانتے ہیں کیونکہ وہ سفر کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں نے ان سے پوچھا انہوں نے کہا جب ہم مسافر ہوتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو آپ ہمکو حکم کرتے موزے نہ اتارنے کا تین دن اور تین رات تک اور روایت کیا طحاوی نے حضرت علیؓ سے کہ حضرتؓ نے فرمایا موزوں کے مسح میں مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کے لیے تین دن تین رات شیخ تقی الدین نے امام میں کہا حضرت عائشہ سے یہ روایت محمد بن مہاجر بغدادی کی جو بیٹا ہے اسمعیل کا امام مالک کے بھانجے کا انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابراہیم بن اسمعیل نے انہوں نے داؤد بن الحصین سے انہوں نے قاسم بن محمد سے انہوں نے عائشہؓ سے انہوں نے کہا اگر میں اپنا پاؤں کاٹ ڈالوں استرے سے تو وہ بہتر ہے میرے نزدیک اس سے کہ مسح کروں میں موزوں پر باطل ہے اسکی کوئی اصل نہیں ابن حبان نے کہا محمد بن مہاجر بغدادی حدیث گڑھتا تھا زیلعی نے کہا میں نے علل متناہیہ میں ابن جوزی کے دیکھا انہوں نے اسکو روایت کیا محمد بن مہاجر سے اسی اسناد سے حضرت عائشہؓ سے اور اس میں یہ ہے اگر میرا پاؤں استرے سے کاٹا جاوے تو وہ بہتر ہے اس سے کہ مسح کروں پاؤں پر ابن جوزی نے کہا یہ موضوع ہے اسکو بنایا محمد بن مہاجر نے حضرت عائشہ پر بیہقی نے کہا کہ ابن عباسؓ نے موزوں کا مسح اسوقت مکروہ جانا جب انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں پہنچا تھا سورہ مائدہ اترنے کے بعد پھر جب ان کو پہونچ گیا تو انہوں نے رجوع کیا اوس سے اور فتوی دیا اوس کے جواز کا مقیم اور مسافر کے لیے پھر روایت کیا ابن عباس سے وہی جو اوپر گذرا اور کہا یہ اسناد صحیح ہے انتہی **مسح کی مدت کا بیان** شوکانی نے کہا علما نے اس میں اختلاف کیا ہے تو مالک اور لیث بن سعد کا قول ہے کہ موزوں کے مسح کی کوئی میعاد مقرر نہیں اور جو شخص طہارت کے ساتھ موزے پہنے وہ جب تک چاہے مسح کرے مسافر اور مقیم دونو کا ایک حکم ہے اور ایسا ہی مروی ہے حضرت عمرؓ اور عقبہ بن عامر اور عبد اللہ بن عمر اور حسن بصری سے اور ابو حنیفہ اور اوزاعی اور ثوری اور حسن بن صالح اور شافعی اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور داؤد ظاہری اور محمد بن جریر طبری کا یہ قول ہے کہ مسح کی مدت مقرر ہے مقیم کے لیے ایک دن اور رات اور مسافر کے لیے تین دن تین رات ابن سید الناس نے شرح ترمذی

میں کہا مسح ثابت ہے حضرت عمر بن الخطاب اور علی بن ابی طالب اور ابن مسعود اور ابن عباس اور حذیفہ اور مغیرہ اور ابو زید
انصاری سے یہ تو صحابہ میں اور مروی ہے ایک جماعت تابعین سے اون میں سے ہیں شریح قاضی اور عطا بن ابی رباح اور شعبی
اور عمر بن عبد العزیز ابن عبد البر نے کہا اکثر تابعین اور فقہا کا یہی قول ہے اور اسی میں احتیاط ہے کیونکہ مسح تواتر سے
ثابت ہے اور اتفاق کیا اسپر اہل سنت اور جماعت نے پھر جب اکثر علما نے یہ کہا کہ مسح مقیم کو پانچ نمازوں سے اور مسافر
کو پندرہ نمازوں سے زیادہ مدت نہیں ہے تو واجب ہے عالم پر کہ اپنی نماز کو یقین کے ساتھ ادا کرے اور یقین یا دن ہے
میں ہے اس حدیث کو بعد البتہ مدت کے اندر اجماع ہے مسح کے جواز پر مترجم کہتا ہے میعاد مقرر ہونے پر جو حدیثیں دلالت کرتی
ہیں وہ یہ ہیں ابوہریرہ[1] کی حدیث صفوان[2] بن عسال کی حدیث ابوبکرہ[3] کی حدیث حضرت علی[4] کی حدیث خزیمہ[5] بن ثابت
کی حدیث مغیرہ[6] کی حدیث حضرت عائشہ[7] کی حدیث ابوبکر[8] صدیق کی حدیث عوف[9] بن مالک کی حدیث اسامہ[10] بن شریک
کی حدیث براء[11] بن عازب کی حدیث انس[12] کی حدیث ابن مسعود[13] کی حدیث خالد[14] بن عرفطہ کی حدیث ابوامامہ[15] کی حدیث
ابن عمر[16] کی حدیث یعلی[17] بن مرہ کی حدیث مالک[18] بن سعد کی حدیث مالک[19] بن ربیعہ کی حدیث ابن عباس[20] کی حدیث حضرت
عمر[21] کی حدیث پس جیسے موزوں کا مسح متواتر ہے ویسے ہی میعاد کا بھی مقرر ہونا قریب ہے تواتر کے اس صورت میں صحیح
مذہب یہی ہے کہ مقیم کے لیے ایک دن رات اور مسافر کو تین دن تین رات تک مسح جائز ہے اور اسکے بعد پاؤں دھو کر
اگر پھر چاہے تو موزے پہن لیوے اور پھر اسی میعاد تک جب موزہ اتار کر پاؤں دھووے اور یہ سب حدیثیں اوپر گذر چکیں اور
مکرر بیان کرنا اونکا بے فائدہ طول ہے زیلعی نے کہا میعاد میں حضرت علی کی حدیث صحیح مسلم میں موجود ہے اور حضرت
عمر کی حدیث ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں نکالی کہ رخصت دی ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لیے تین دن
مسح کرنیکی اور مقیم کے لیے ایک دن رات شیخ نے کہا اس لفظ سے یہی نکلتا ہے کہ موزوں پر مسح کرنا رخصت ہے میں
کہتا ہوں رخصت کا لفظ اسکے سوا اور حدیثوں میں بھی موجود ہے جیسے نسائی نے روایت کیا اور صفوان اور ابوبکرہ
کی حدیثوں میں تھا اب جو لوگ میعاد کے قائل نہیں ہیں اونکی دلیل یہ حدیثیں ہیں پہلی خزیمہ کی حدیث نکالا
اسکو ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو عبد اللہ جدلی سے انہوں نے خزیمہ بن ثابت سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح مسافر کے لیے تین دن تک ہے اور مقیم کے لیے ایک دن رات ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن
صحیح ہے ابوداؤد نے ایک روایت میں زیادہ کیا کہ اگر ہم سے زیادہ مدت مانگتے تو آپ زیادہ دیتے اور ایک روایت میں
ابن ماجہ کی یہ ہے کہ اگر پوچھنے والا اپنے سوال پر چلا جاتا تو آپ پانچ دن تک کر دیتے شوکانی نے کہا ابن حبان
اور ابن ماجہ کی روایت میں یہ زیادتی موجود ہے کہ اگر ہم آپ سے زیادہ مدت مانگتے تو آپ زیادہ دیتے اور روایت

کیا اسکو ترمذی نے بغیر اس زیادت کے ترمذی نے کہا بخاری نے کہا یہ حدیث میرے نزدیک صحیح نہین ہے کیونکہ جدلی کا
سماع خزیمہ سے ثابت نہین ہوا اور یحیی بن معین سے نقل کیا اونھون نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور نووی نے شرح مہذب مین کہا
کہ اس حدیث کے ضعف پر اتفاق ہے حافظ نے کہا ابن حبان نے اوسکو صحیح کہا اور اس سے نووی کا قول رد ہوتا ہے مگر
ابن حبان کے سوا بہتون نے اوسکو ضعیف کہا اور ابن سید الناس نے شرح ترمذی مین کہا کہ اگر یہ زیادت ثابت ہو تب
بھی اوس سے حجت نہین ہو سکتی کیونکہ راوی نے اپنا گمان بیان کیا کہ اگر ہم آپ سے سوال کرتے تو آپ زیادہ مدت
دیتے اور اس سے صاف نکلتا ہے کہ انھون نے سوال نہین کیا نہ آپ نے زیادہ مدت دی اس صورت مین یہ زیادت
مخالفین کے لیے حجت ہوگی نہ مخالفین پر انتہے مختصراً الشیخ تقی الدین نے امام مین کہا خزیمہ کی حدیث مین تین علتین
ہین ایک تو اختلاف کیونکہ اوسکی تین سندین ہین ایک ابراہیم نخعی کی دوسری ابراہیم تیمی کی تیسرے شعبی کی اور
بعضون مین یہ زیادت مذکور ہے اور بعضون مین مذکور نہین ہے لیکن نخعی کی روایت تو وہ ابو عبد اللہ جدلی سے
ہے اونھون نے خزیمہ سے اور اسمین زیادت کا ذکر نہین ہے اور مجھے اس روایت مین اختلاف معلوم نہین ہوا اور
اسکے کئی طریق ہین مشہور طریقہ حماد کا ہے نخعی سے اور حماد سے بھی کئی طریقہ ہین اور روایت کیا اوسکو شعبہ نے
حکم اور حماد سے اونھون نے ابراہیم سے مگر اس طریقہ مین یہ علت ہے کہ ابراہیم نے ابو عبد اللہ جدلی سے نہین سنا
بیہقی نے ابو عیسی ترمذی سے نقل کیا کہ مین نے محمد بن اسمعیل بخاری سے پوچھا اس حدیث کو اونھون نے کہا میرے نزدیک صحیح
نہین ہے خزیمہ کی حدیث مسح کے باب مین کیونکہ ابو عبد اللہ جدلی کا سماع خزیمہ سے معلوم نہین ہوتا اور شعبہ کہتے
تھے کہ ابراہیم نخعی نے ابو عبد اللہ جدلی سے موزون کے مسح کی حدیث نہین سنی اور اسکی دلیل یہ ہے کہ زائدہ بن قدامہ
نے روایت کیا کہ مین نے منصور سے سنا وہ کہتے تھے ہم ابراہیم نخعی کے حجرے مین بیٹھے تھے ہمارے ساتھ ابراہیم تیمی بھی
تھے اتنے مین موزون کے مسح کا ذکر ہم نے کیا تو ابراہیم تیمی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عمرو بن میمون نے اونھون نے ابو عبد اللہ
جدلی سے اونھون نے خزیمہ سے پھر خزیمہ کی حدیث دو طرح کی ہے ایک تو وہ جس مین یہ زیادتی ہے اور دوسرے وہ جس مین زیادت
نہین تو جس مین زیادت نہین ہے وہ صحیح ہے ابراہیم سے مشہور ہے اس اسناد سے منصور عن ابراہیم اور اسکے کئی طریق ہین منصور
سے اور ان مین زیادت بھی ہے نکالا اسکو طبرانی نے منصور سے اور سب مین صحیح زیادہ وہ طریقہ ہے جو اوپر ہم نے بیان
کیا اور کہا کہ بیہقی نے اسکو نکالا قصہ کے ساتھ اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے حسین بن علی سے اونھون نے زائدہ سے
اسی سند سے بغیر قصے اور زیادت کے اور اسیطرح صحیح ہے روایت سفیان بن عیینہ کی منصور سے اسی سند سے اور اس
مین زیادتی ہے اور جس مین زیادت نہین وہ ابو عوانہ کی روایت ہے سعید بن مسروق سے اونھون نے ابراہیم تیمی سے اسی

سنے خزیمہ سے اونہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ پوچھے گئے موزوں کے مسح کو تو فرمایا مسافر کے لیے تین
دن ہیں اور مقیم کے لیے ایک دن زیادہ نہیں کیا نکالا اسکو ترمذی نے پس یہ روایت مشہور ہے اور مخالفت کی
ابوالاحوص نے اونہوں نے اوسکو روایت کیا منصور سے اونہوں نے ابرہیم تیمی سے اونہوں نے ابوعبداللہ جدلی سے اونہوں
نے خزیمہ بن ثابت سے تو نکال دیا سند میں سے عمرو بن میمون کو اور ایک دوسری مخالفت شعبہ نے کی اونہوں نے روایت کیا
سلمہ بن کہیل سے انہوں نے ابرہیم تیمی سے اونہوں نے حارث بن سوید سے اونہوں نے عمرو بن میمون سے انہوں نے خزیمہ
بن ثابت سے اور اس میں یہ زیادتی نہیں ہے اور نہ مسح ہے مقیم کا تو انہوں نے بڑہایا حارث بن سوید کو درمیان تیمی اور عمرو
بن میمون کے اور نکال ڈالا جدلی کو اس روایت کو طبرانی اور بیہقی نے نکالا اور بیہقی نے کہا وہ ضعیف ہے دوسری
علت انقطاع ہے بیہقی نے کہا ترمذی نے کہا میں نے بخاری سے پوچھا اس حدیث کو اونہوں نے کہا صحیح نہیں ہے جیسے اوپر
گذرا تیسری علت یہ ہے کہ ابن حزم نے کہا ابوعبداللہ جدلی کی روایت پر اعتماد نہیں کیا جاویگا شیخ نے کہا میں
کہتا ہوں ترمذی نے اپنی جامع میں کہا خزیمہ کی حدیث نکالنے کے بعد ابوعوانہ کے طریق سے جو گذرا اور ذکر کیا گیا
یحیی بن معین سے کہ انہوں نے صحیح کہا خزیمہ کی حدیث کو مسح میں اور ابوعبداللہ جدلی جسکا نام عبد بن عبد ہے اور
بعضوں نے کہا عبدالرحمن بن عبد پھر کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے یہ ابوعیسی نے اپنی صحیح میں کہا پس طریقہ ابرہیم کا
معلول کیا گیا انقطاع سے جیسے گذرا اور طریقہ شعبہ کا ضعف سے اب رہگیا طریقہ ابرہیم تیمی کا تو متعدد طریقوں
سے یہ طریقہ منقول ہے یعنے روایت کیا اوسکو تیمی نے عمرو بن میمون سے اونہوں نے جدلی سے اونہوں نے خزیمہ سے اور
ابوالاحوص نے جو عمرو بن میمون کو ساقط کیا تو اعتبار اوسکا ہے جسنے بڑہایا اسلیے کہ بڑہانے والا عادل ہے اور
اس کیطرف کثرت روایت ہے اور اتفاق اور ابوالاحوص کی روایت پر نہ کثرت ہے نہ اتفاق اور سلمہ نے جو حارث بن
سوید کو بڑہایا اور جدلی کو گرا دیا تو جدلی کے گرانے کا وہی جواب ہے جو ابوالاحوص کے گرانے کا ہے عمرو بن میمون کو
اب رہا حارث بن سوید کا بڑہانا تو مقتضے محدثین کے مشہور حکم کا یہ ہے کہ حدیث منقطع کیجاوے ابرہیم کی عمرو سے
مگر یہاں ایک قرینہ ہے کہ ابرہیم نے عمرو سے سنا ہے اور وہ قرینہ زائدہ کا قصہ ہے اوس میں صاف یہ مذکور ہے
کہ ابرہیم نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عمرو بن میمون نے تو شاید ابرہیم نے یہ حدیث عمرو سے بواسطہ حارث کے سنی
ہو اور بلا واسطہ بھی اور ایک اور جواب ہے وہ یہ کہ اگر تیمی نے عمرو سے سنا ہے تو حدیث متصل ہے اور جو نہیں سنا ہے
تو واسطہ حارث کا ہے اور حارث اکابر ثقات میں سے ہے ابن معین نے کہا وہ ثقہ تھا کوفہ میں اوس سے عمدہ اسناد
والا کوئی نہ تھا احمد نے کہا حارث ایسا شخص ہے کہ اوسکے سے شخص کو نہ پوچھنا چاہیے بوجہ اوسکی بزرگی اور رفعت

شان ہکر اور روایت کیا اوسے بخاری اور مسلم نے صحیحین مین اور جماعت نے اور رد کیا بخاری کا یہ کہنا کہ ابو عبد اللہ جدلی
کا سماع خزیمہ سے معلوم نہین ہوتا تو شاید یہ امام بخاری کے مذہب پر ہے اونکے نزدیک اتصال مین سماع کا ثبوت شرط ہے
اگرچہ ایک ہی بار ہو اور امام مسلم نے اپنی صحیح کے مقدمہ مین اسکو بہت طول کے ساتھ رد کیا ہے اور کہا ہے کہ صرف ملاقات
کا امکان کافی ہے اور اسکی کئی دلیلین بیان کی ہین اور ابن حزم نے جو کہا کہ جدلی کی روایت پر اعتماد نہین کیا
جاویگا تو یہ محض بیوجہ ہے اور جدلی مین کسی متقدم نے قدح نہین کیا بلکہ ثقہ کہا اسکو احمد بن حنبل اور یحیی بن معین
نے اور صحیح کیا ترمذی نے اوسکی حدیث کو انتہی کلامہ **دوسری** ابی بن عمارہ کی حدیث ابوداود اور ابن ماجہ نے
اپنی سنن مین روایت کی عمرو بن ربیع بن طارق سے اونھون نے یحیی بن ایوب سے اونھون نے عبد الرحمان بن رزین سے انھون
نے محمد بن یزید سے اونھون نے ایوب بن قطن سے اونھون نے ابی بن عمارہ سے اونھون نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ مسح کرتے ہین
موزون پر آپنے فرمایا ہان ابی نے کہا ایک دن تک آپنے فرمایا دو دن تک ابی نے کہا اور تین دن تک آپ نے فرمایا
ہان اور جتنی چاہے تو اور ایک روایت مین ہے کہ ابی سات دن تک پہنچے آپنے فرمایا ہان اور جتنا مناسب سمجھو تمکو
ابوداود نے کہا روایت کیا اوسکو ابن ابی مریم نے یحیی بن ایوب سے اوس نے عبد الرحمن سے اوس نے محمد بن یزید
سے اوس نے عبادہ بن نسی سے انھون نے ابی سے۔ ابوداود نے کہا اختلاف ہوا اوسکی اسناد مین اور یہ قوی نہین
ہے اور روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے ابن وہب کے طریق سے اونھون نے یحیی بن ایوب سے اونھون نے عبد الرحمن
بن رزین سے اونھون نے محمد بن یزید بن ابی زیاد سے اونھون نے ایوب بن قطن سے اونھون نے عبادہ بن نسی سے
اونھون نے ابی سے مانند اسکے اور روایت کیا اوسکو طحاوی نے دونو طریقون سے ابن ابی مریم اور سعید بن
عفیر کے طریق سے ابن عساکر نے اطراف مین کہا اور روایت کیا اوسکو یحیی بن اسحاق نے یحیی بن ایوب سے مثل
روایت عمرو بن ربیع کے اور روایت کیا اوسکو سعید بن کثیر بن عفیر نے یحیی بن ایوب سے مثل روایت ابن وہب کے
اور روایت کیا اوسکو اسحاق بن فرات نے یحیی بن ایوب سے اوس نے وہب بن قطن سے اوس نے ابی سے انتہی
اور روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین اور کہا اسناد اوسکا مصری ہے اور اسکی کسی راوی پر جرح نہین
ہوا اور ابی بن عمارہ صحابی مشہور ہے اور نہین نکالا اوسکو بخاری اور مسلم نے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی
نے سنن مین ابوداود کی سند سے اور کہا یہ اسناد ثابت نہین ہے اور اسمین اختلاف ہوا ہے یحیی بن ایوب پر
بہت اور عبد الرحمن اور محمد بن یزید اور ایوب بن قطن سب مجہول ہین نیل مین ہے کہ ابن حبان نے کہا مین
اس حدیث پر اعتماد نہین کرتا ابن عبد البر نے کہا اوسکا اسناد قائم نہین اور مبالغہ کیا جوزقانی نے اور

ذکر کیا اسحدیث کو موضوعات مین انتہے ابن القطان نے اپنی کتاب مین کہا محمد بن یزید بن ابی زیاد وہ ہے جس نے صفوان کی حدیث
روایت کی ابو حاتم نے کہا وہ مجہول ہے اور یحییٰ بن ایوب مین لوگون کا اختلاف ہے اور یہ اون اولین مین سے ہے جنکی
حدیث کا انکار نا عیب کیا گیا ہے امام مسلم پر اور اختلاف جسکی طرف ابو داؤد اور دارقطنی نے اشارہ کیا ہے کہ یحییٰ بن
ایوب نے اوسکو روایت کیا عبد الرحمن بن رزین سے اور اوس نے محمد بن یزید سے اور اوس نے عبادہ بن نسی سے اور اوس نے ابی بن عمارہ
سے اور یہ دوسرا اسناد ہے اور ایک روایت یحییٰ سے یون ہے عبد الرحمن بن رزین سے اوس نے محمد بن یزید سے اوس نے ایوب بن
قطن سے اوس نے عبادہ بن نسی سے اور یہ تیسرا اسناد ہے اور ایک روایت مین مرسلاً مروی ہے یحییٰ سے اوس مین ابی کا
ذکر نہین ہے تو یہ چوتھا اسناد ہے شیخ تقی الدین نے امام مین کہا ابو زرعہ نے کہا مین نے امام احمد سے سنا وہ کہتے تھے ابی بن
عمارہ کی حدیث کا اسناد معروف نہین ہے مین نے کہا یہ اہل مدینہ کی دلیل کیلیے ہے تین دن سے زیادہ مسح جائز ہونے مین
انہون نے کہا انکے پاس ایک اثر ہے شیخ نے کہا یہ اثر شاید ابن عمر کی روایت ہے وہ صحیح ہے اون سے عبید اللہ بن
عمر کی روایت سے اونہون نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے کہ وہ موزون کے مسح مین میعاد نہین کرتے تھے کسی وقت
کی اور احتمال ہے کہ اور اثر مراد ہو جیسے حماد بن زید نے روایت کیا کثیر بن شنظیر سے اونہون نے حسن سے کہ ہم نے سفر کیا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے ساتھہ اور وہ مسح کرتے تھے اپنے موزون پر بغیر وقت اور عدد کے روایت کیا
اوسکو ابن جہم نے اپنی کتاب مین اور ابن حزم نے اوس مین علت کی کہ کثیر بن شنظیر ضعیف ہے بہت شیخ نے کہا
اوسکی باب مین مختلف روایتین مین یحییٰ بن معین سے عباس نے یحییٰ سے روایت کیا کہ وہ کچہ نہین ہے اور عثمان بن
سعید دارمی نے روایت کیا نقل کیا اوسکو ابن عدی نے کہ مین نے یحییٰ سے پوچہا کثیر بن شنظیر کو اونہون نے کہا ثقہ ہے اور
ابن جہم نے اپنی کتاب مین روایت کیا اپنی سند سے سعد بن ابی وقاص سے کہ وہ پاخانے سے نکلے اور وضو کیا اور مسح کیا
موزون پر اونہون نے اون سے کہا تم مسح کرتے ہو موزون پر اور پاخانے سے نکلے ہو اونہون نے کہا ہان جب تو پاؤن کو موزون
مین ڈالے اور وہ طاہر ہون (یعنی وضو سے) تو مسح کر اون پر اور مت اوتار انکو مگر جنابت سے اور روایت کیا اپنی سند سے
حسن سے کہ وہ کہتے تھے موزون پر مسح کری اور اسکا کوئی وقت مقرر نکرے مگر جنابت سے اتارے اور اپنی سند سے عروہ سے کہ وہ مسح کے
لیے میعاد مقرر نکرتے تھے **تیسری** انس کی حدیث حاکم نے مستدرک مین نکالی عبد الغفار بن داؤد حرانی سے اوس نے
کہا حدیث بیان کی ہم سے حماد بن سلمہ نے اونہون نے روایت کی عبید اللہ بن ابی بکر اور ثابت سے اونہون نے انس سے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے وضو کرے اور موزے پہنے تو اون مین نماز پڑہے اور مسح کرے اون پر پہر
نہ اتارے انکو اگر چاہے مگر جنابت سے انتہے حاکم نے کہا اسکا اسناد امام مسلم کی شرط پر ہے اور راوی اسکے اول سے

اخیر تک سب ثقہ ہین اور نکالا اوسکو دارقطنی نے سنن مین اسد بن موسی سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے حماد بن سلمہ نے
صاحب تنقیح نے کہا اوسکا اسناد قوی ہو اور اسد بن موسی سچا ہے ثقہ کہا اوسکو نسائی وغیرہ نے اور ابن جوزی نے
تحقیق مین اسکی کوئی علت نہین نکالی اور کہا یہ حدیث محمول ہے تین دن کی مدت پر شیخ نے امام مین کہا ابن حزم نے
کہا یہ وہ حدیث ہو کہ متفرد ہوا اوسکی ساتھ اسد بن موسی حماد سے اور اسد منکر الحدیث ہو اور اوس سے حجت نہ لیجاویگی شیخ نے کہا
ابن حزم کے کلام پر دو اعتراض ہوتے ہین ایک یہ کہ اسد متفرد نہین اس حدیث سے جیسے حاکم نے اوسکو نکالا عبد الغفار سے
اوس نے حماد سے دوسرے یہ کہ اسد ثقہ ہے اور ضعیفون کی کتاب مین اسکا ذکر نہین اور ابن عدی نے اپنی کتاب مین ہر ایک
شخص کو ذکر کیا ہے . . . . جس مین ایک شخص نے بھی کلام کیا ہو اور کئی اکابر اور حفاظ کو بھی
مین ذکر کیا اور اسد کا ذکر نہین کیا اور یہ مقتضی ہے اسکی توثیق کو اور ابن القطان نے اوسکی توثیق نقل کی بزار
سے اور ابو الحسن کوفی سے اور شاید ابن حزم نے ابن یونس کا قول دیکھا تاریخ مین کہ اسد بن موسی نے چند منکر حدیثین
نقل کین اور وہ ثقہ تھا اور مین سمجھتا ہون کہ ان مین آفت کسی دوسرے کیطرف سے ہے اور اس کلام سے یہ نہین نکلتا
کہ اسد منکر الحدیث ہو اگر ابن حزم نے سمجھا تو انکی غلطی ہے اور احمد بن حنبل نے محمد بن ابراہیم تیمی کے باب مین کہا کہ
وہ چند حدیثین منکر روایت کرتا ہے حالانکہ روایت کیا اوس سے بخاری اور مسلم نے اور اسپر مدار ہے حدیث انما الاعمال
بالنیات کا اور ایسا ہی کہا زید بن ابی انیسہ کے بعض حدیثون مین نکارت ہو حالانکہ اوس سے حجت لی بخاری اور مسلم نے
اور ابن یونس نے کہا کہ اسد ثقہ ہے اور جب اسکی حدیث حجت کے لائق نہ ہو تو وہ ثقہ کیونکر ہوسکتا ہے انتہی حافظ ابن
حجر نے تلخیص مین کہا کہ ابن حزم نے علت نکالی اس حدیث مین اسد بن موسی سے اور خطا کی اونہون نے وہ متفرد نہین ہے
اس حدیث سے خود یہی حدیث عقبہ بن عامر جہنی کی حاکم نے مستدرک مین نکالی بشر بن بکر سے اوس نے موسی بن علی بن رباح
سے اوس نے اپنے باپ سے اوس نے عقبہ بن عامر سے کہ وہ حضرت عمر پاس آئے جب دمشق فتح ہوئی اونہون نے کہا مین موزے
پہنا تھا حضرت عمر نے کہا تم کتنے دن سے یہ موزے نہین اوتارے عقبہ نے کہا جمعہ سے آٹھ دن سے حضرت عمر نے کہا تم نے
اچھا کیا اور سنت پر عمل کیا۔ حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے مسلم کی شرط پر اور نہین نکالا اوسکو اون دونون نے اور روایت
کیا اوسکو طحاوی نے اسی اسناد سے شرح معانی الآثار مین اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے سنن مین اور کہا صحیح الاسناد
ہے امام مین ہے کہ روایت کیا اوسکو نسائی نے اور مین نے اوسکو نہین پایا ابن عساکر کے اطراف مین یہ روایت کیا
اوسکو یزید بن ابی حبیب نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجھسے عبد اللہ بن حکم نے اونہون نے علی بن رباح سے کہ عقبہ بن
عامر نے حدیث کی اوس نے کہا وہ آئے حضرت عمر کے پاس اخیر تک اور سیاقت کیا اوس سے دارقطنی نے کتاب العلل مین کہا

کہ عمرو بن حارث اور یحییٰ بن ایوب اور لیث بن سعد نے اوسکو روایت کیا یزید سے اور انھون نے یہ کہا تم نے ٹھیک کیا اور یہ نہین کہا
کہ سنت پر عمل کیا اور یہی محفوظ ہے اور روایت کیا اوسکو جریر بن حازم نے یحییٰ بن ایوب سے اور اونے یزید بن ابی حبیب سے
اور اونے علی بن رباح سے اور اونے عقبہ سے اور ساقط کر دیا اسناد مین سے عبد اللہ بن حکم بلوی کو اور اس مین یہ ہے کہ تم پہونچے
سنت کو جیسے ابن لہیعہ اور مفضل نے کہا انتہی پانچوین حدیث دارقطنی نے روایت کی احمد بن حنبل سے انھون نے
کہا حدیث بیان کی ہم سے ابوبکر حنفی نے اونھون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عمرو بن اسحاق بن یسار نے جو بھائی تھے
محمد بن اسحاق کے اونھون نے کہا مین نے عطا ابن یسار کی کتاب پڑھی عطا کے ساتھ انھون نے کہا مین نے ام المومنین میمونہ
سے پوچھا مسح کو انھون نے کہا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہر وقت آدمی مسح کرے موزون پر اور نہ اتارے انکو آپ نے
فرمایا ہان اور امام مین اسکی کوئی علت بیان نہین کی اور سکوت کیا اوس سے حافظ نے تلخیص مین امام طحاوی نے
کہا کہ جو لوگ مسح کی میعاد نہین کرتے وہ دلیل لیتے ہین حضرت عمر کے قول سے عقبہ کے لیے کہ تم سنت کو پہونچے کیونکہ
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ حضرت عمر کو بھی معلوم تھا اور مخالفین یہ جواب دیتے ہین کہ
سنت کبھی حضرت کی ہوتی ہے کبھی خلفاء راشدین کی چنانچہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لازم کر لو تم اپنے اوپر
میری سنت اور خلفاء راشدین مہدیین کی سنت روایت کیا اوسکو عرباض بن ساریہ نے اور اون سے روایت کی عبد الرحمٰن
بن عبد السلام نے اونسے خالد بن معدان نے اون سے ثور بن یزید نے اون سے ابو عاصم نے اون سے ابو امیہ نے
اونھون نے ہم سے اور سعید بن المسیب نے ربیعہ سے کہا عورت کی انگلیون کی دیت مین اے بھتیجے میرے یہ سنت ہے اور
مراد اونکی سنت سے زید بن ثابت کا قول ہے تو جائز ہے کہ حضرت عمر نے جو عقبہ سے کہا وہ اونکی رائے ہو اور چونکہ وہ
خلفاء راشدین مین سے تھے اسلیے اونھون نے اپنی رائے کو سنت کہا ہو اور دلیل اوسکی یہ ہے کہ حضرت رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت سی حدیثین جو متواتر ہین مسح کی میعاد کے باب مین مسافر اور مقیم کے لیے وارد ہوئی ہین
برخلاف ابی بن عمارہ کی حدیث کی بیان کیا شریح بن ہانی کی حدیث کو حضرت علی سے اور حضرت عائشہ کی حدیث
کو کہ علی سے پوچھو اور خزیمہ بن ثابت کی حدیث کو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لیے مسح کی مدت تین دن اور تین راتین
مقرر کین اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات مقرر کی اور کہا کہ اگر سائل آپ سے زیادہ مدت مانگتا تو آپ
زیادہ مدت دیتے اور دوسری روایت مین یون ہے کہ اگر ہم زیادہ مدت مانگتے تو آپ زیادہ مدت دیتے اور عبد اللہ بن
مسعود سے کہ مین بیٹھا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اتنے مین ایک شخص آیا مراد کا جسکو صفوان
بن عسال کہتے تھے وہ بولا یا رسول اللہ مین سفر کرتا ہون درمیان مکہ اور مدینہ کے تو مجھے فتوی دیجیے موزون

کے مسح کے باب میں آپنے فرمایا تین دن مسافر کے لیے اور ایکدن رات مقیم کے لیے اور روایت کیا زر سے کہ
میں صفوان بن عسال پاس آیا میں نے کہا میرے دل میں موزوں کا مسح پاخانہ یا پیشاب کے بعد کھٹکتا ہے تو تم نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس باب میں کچھ سنا ہے اونہوں نے کہا ہاں جب ہم مسافر ہوں تو حکم کیا ہمکو موزے نہ اوتارنے
کا تین دن اور تین رات تک مگر جنابت سے لیکن پیشاب اور پاخانے سے نہیں اور روایت کیا ابو بکرہ سے اور عوف
بن مالک سے جیسے اوپر گذرا اور مغیرہ سے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ حاجت کو گئے میں پانی
لایا آپ پاس اور آپ ایک شامی جبہ پہنے تھے پھر آپنے وضو کیا اور مسح کیا موزوں پر پھر یہ مسافر کے لیے سنت
ہو گیا تین دن اور تین راتیں اور مقیم کے لیے ایکدن رات طحاوی نے کہا تو یہ حدیثیں متواتر ہوئیں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے مسافر اور مقیم کے لیے تعیین میعاد میں اور کسی کو نہیں چاہیے کہ ایسی متواتر حدیثیں چھوڑ دیوے ایک
ایسی حدیث سے جیسے ابی بن عمارہ کی ہے اور وہ جو حجت لی ہے حضرت عمر کے اثر سے اوسکا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر سے
بھی اوسکے برخلاف متواتر آثار آئے ہیں پھر روایت کیا اپنی سند سے سوید بن غفلہ سے کہ ہم نے نباتہ جعفی سے کہا اور
وہ ہم میں زیادہ دلیر تھے حضرت عمر سے پوچھنے میں پوچھو ان سے موزوں کے مسح کو انھوں نے پوچھا حضرت عمر نے کہا مسافر
کے لیے تین دن اور تین راتیں ہیں اور مقیم کے لیے ایکدن اور ایک رات دوسری روایت میں ہے کہ نباتہ نے حضرت
عمر سے یہ سوال کیا تو انھوں نے کہا مسح کر اوپر ایکدن رات اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے کہا جو کوئی اپنے
دونوں موزوں کو پاؤں میں ڈالے اور وہ پاک ہوں تو اوپر مسح کرے دوسرے دن کے اوسی وقت تک اور زید بن وہب سے
کہ حضرت عمر نے ہم کو لکھا موزوں کے مسح میں کہ مسافر کے لیے تین دن ہیں اور مقیم کے لیے ایکدن رات تو یہ سب آثار
حضرت عمر کے عقبہ کے اثر کے خلاف ہیں اور موافق ہیں احادیث صحیحہ مرفوعہ کے تعیین میعاد میں اور احتمال ہے کہ
حضرت عمر نے عقبہ سے یہ اسلیے کہا ہو کہ اونہوں نے جانا کہ عقبہ ایسے راہ سے آئے ہیں جہاں پانی نہ ملتا تھا اور
ایسی حالت میں حکم انکا تیمم تھا تو پوچھا کہ موزے نہ اوتارے کو کتنا زمانہ گذرا جب تمہارا کوئی حکم تیمم تھا اونہوں
نے بیان کیا جو بیان کیا اور یہ تاویل بہتر ہے تاکہ حضرت عمر سے دوسرے آثار اوسکے خلاف نہ ہوں اور علاوہ اوس کے
حضرت عمر کے سوا اور صحابہ سے بھی تعیین میعاد منقول ہے پھر روایت کیا حضرت عائشہ کا اثر کہ حضرت علی پاس جا اور ان
سے پوچھ جو اوپر گذرا اور عبد اللہ بن مسعود سے کہ اونہوں نے موزوں کا مسح مسافر کے لیے تین دن کہا اور مقیم کے
لیے ایکدن اور عمرو بن حارث سے کہ میں نے سفر کیا عبد اللہ بن مسعود کے ساتھ وہ اپنے موزوں کو تین دن تک نہ اتارتے
تھے اور ابن عباس سے انھوں نے مسافر کے لیے تین دن اور مقیم کے لیے ایکدن رات رکھا اور ابن عمر سے بھی ایسا

ہی اور انس سے بھی اور ایک اور صحابی سے بھی ایسا ہی مروی ہے کہا کہ یہ اقوال ہیں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور متفق
ہیں میعاد پر اور کسیکو نہیں چاہیے انکا خلاف کرنا اور یہ جو ہم نے بیان کیا یہی قول ہے ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور
محمد بن حسن رحمہم اللہ کا انتہے شوکانی نے نیل میں کہا کہ حق یہی ہے کہ مسافر کے لیے تین دن اور مقیم کے لیے ایک
دن مسح کی میعاد ہے اور صرف ابی بن عمارہ کی حدیث سے جس میں کلام ہے میعاد کی بہت حدیثوں کا ترک کرنا انصاف
کے خلاف ہے واللہ اعلم **موق اور جورب پر مسح کرنیکا بیان** زیلعی نے کہا موق میں علما کرام نے اختلاف
کیا ہے شیخ تقی الدین نے امام میں کہا ابن سیدہ نے کہا موق ایک قسم ہے موزے کی اور جمع اوسکی امواق ہے اور ازہری
نے لیث سے نقل کیا کہ موق ایک قسم ہے موزون کی اور جوہری نے کہا کہ موق وہ ہے جسکو موزے کے اوپر پہنتے ہیں یعنی
بڑا موزہ اور فقہا نے کہا کہ موق فارسی لفظ ہے بمعنی موزہ اور ایسا ہی کہا ہروی نے اور کرامی نے نیل میں ہے
کہ موق وہ موزہ جو مقطوع الساقین ہو یہ ضیا میں ہے اور جورب بمعنی لفافہ یعنے جراب جسکو پاتابہ کہتے ہیں اور
بعضوں نے کہا کہ جورب بڑا موزہ ہے اور جائز رکھا ہے اوسپر مسح اور کیا ہے حضرت علی اور ابن مسعود اور براء بن
عازب اور انس بن مالک اور ابو امامہ اور سہل بن سعد اور عمرو بن حریث نے اور یہ منقول ہے حضرت عمر اور ابن
عباس اور عبد اللہ بن عمر اور سعد بن ابی وقاص اور ابو مسعود بدری عقبہ بن عمرو سے اور شافعی سے کہا کہ جورب
پر اسوقت مسح درست ہے جب نعلین کے ساتھ ہوں اور حنفیہ نے کہا کہ جب جورب موٹا اور تلدار ہو اتنا کہ خود بخود
کھڑا رہے یا اوسکے نیچے چمڑا لگا ہو واللہ اعلم اسباب میں جو حدیثیں آئی ہیں وہ یہ ہیں **ابو داود** نے
سنن میں ابو عبد الرحمن سے روایت کی کہ حاضر تھے عبد الرحمان بن عوف نے بلال سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
وضو کو اونہوں نے کہا آپ نکلتے تھے اپنی حاجت پوری کرنیکو میں پانی لاتا پھر آپ وضو کرتے اور مسح کرتے اپنی عمامہ
اور موقین پر اور روایت کیا اوسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں اور کہا صحیح ہے اور روایت
کیا اوسکو امام احمد نے مسند میں بلال سے کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ مسح کرتے تھے موقین اور
سربند پر اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں روایت کیا بلال سے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ
فرماتے تھے مسح کرو سربند پر اور موق پر نیل میں ہے کہ بلال کی حدیث کو ترمذی اور طبرانی نے بھی روایت کیا اور ضیاء
نے مختارہ میں امام احمد کے موافق شیخ نے امام میں کہا کہ اس کے اسناد میں ابو عبد اللہ ہے کہتے ہیں کہ وہ مولے
تھا بنی تیم کا اور اسکا نام معلوم نہیں ہوا اور ابو عبد الرحمن کا اور نہ میں نے اون دونوں کا ذکر اور کسی اسناد میں
پایا طبرانی نے معجم میں حضرت علی سے کہ بلال نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسح کرتے تھے موقین اور

سربندھن پر اور روایت کیا اوسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں ابو ادریس خولانی سے اونہون نے بلال سے کہ حضرت نے مسح کیا موقین
اور سربندھن پر بیہقی نے سنن میں عاصم احول سے اونہون نے انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسح کرتے تھے موقین
اور خمار پر طبرانی نے معجم اوسط میں ابوذر سے میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ مسح کرتے تھے موقین اور
خمار پر مغیرہ کی حدیث اصحاب سنن اربعہ نے نکالی ابو قیس اودی سے اوس نے ہذیل بن شرحبیل سے اوس نے مغیرہ سے کہ حضرت
نے وضو کیا اور مسح کیا جوربین اور نعلین پر ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور نسائی نے سنن کبری میں کہا ہم نہیں جانتے
کہ متابعت کی ہو کسی نے اس حدیث کی روایت کرنے میں ابو قیس اودی کی اور صحیح مغیرہ سے یہ ہے کہ حضرت نے مسح کیا موزون پر
اور روایت کیا اوسکو ابن حبان نے صحیح میں اور ابو داؤد نے سنن میں کہا کہ عبد الرحمن بن مہدی اس حدیث کو
بیان نہیں کرتے تھے کیونکہ مشہور مغیرہ سے یہ ہے کہ حضرت نے مسح کیا موزون پر اور بیہقی نے کہا یہ حدیث منکر ہے اور
ضعیف کیا اوسکو سفیان ثوری اور عبد الرحمان بن مہدی اور احمد بن حنبل اور یحیی بن معین اور علی بن المدینی
اور مسلم بن الحجاج نے اور مشہور مغیرہ سے موزون پر مسح ہے اور ایک جماعت سے منقول ہے کہ اونہون نے مسح کیا جوربین پر
اور نعلین پر پستہ تھے نووی نے کہا ان میں سے ہر ایک شخص تنہا ترمذی پر مقدم ہے خصوصاً اس حالت میں کہ جرح مقدم
ہے تعدیل پر اور اتفاق کیا حافظون نے اس حدیث کے ضعیف ہونے پر اور ترمذی کا قول کہ وہ حسن صحیح ہے قبول نہ
کیا جاویگا شیخ نے امام میں کہا ابو قیس اودی کا نام عبد الرحمان بن ثروان ہے اون سے حجت لی بخاری نے اپنی
صحیح میں اور بیہقی نے سنن میں کہا کہ ابو محمد یحیی بن منصور نے کہا میں نے مسلم بن حجاج کو دیکھا اونہون نے ضعیف کیا
اس حدیث کو اور کہا کہ ابو قیس اودی اور ہذیل بن شرحبیل دونون اس لائق نہیں کہ ثقات کی مخالفت اون کی روایت
مقبول ہو اور ثقات نے مغیرہ سے یہی روایت کیا ہے کہ حضرت نے مسح کیا موزون پر اور علما نے کہا کہ ظاہر قرآن ترک
نہ کیا جاویگا ابو قیس اور ہذیل کی مانند لوگون سے یحیی نے کہا میں نے یہ حکایت مسلم کی ابو العباس محمد بن عبد الرحمن
دغولی سے بیان کی اون سے سنا وہ کہتے تھے میں نے علی بن محمد بن شیبان سے سنا وہ کہتے تھے میں نے ابو قدامہ سرخسی
سے سنا وہ کہتے تھے عبد الرحمن بن مہدی نے کہا میں نے سفیان ثوری سے کہا اگر تم مجھ سے ابو قیس کی حدیث ہذیل
سے بیان کروگے تو میں قبول نہ کرونگا سفیان نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے پھر بیہقی نے احمد بن حنبل سے باسناد نقل
کیا ہے کہ یہ حدیث نہیں مروی ہے مگر ابو قیس کے طریق سے اور عبد الرحمان بن مہدی نے انکار کیا اس حدیث کے بیان کرنے
سے اور کہا وہ منکر ہے اور علی بن المدینی سے نقل کیا کہ مغیرہ بن شعبہ کی حدیث مسح میں اہل مدینہ اور اہل کوفہ اور اہل
بصرہ نے روایت کی اور ہذیل بن شرحبیل نے بھی لیکن ہذیل نے مخالفت کی سب کی اور کہا کہ مسح کیا جوربین پر اور

یحیے بن معین سے نقل کیا اونہوں نے کہا کہ سب لوگ مسح موزوں پر روایت کرتے ہیں سوا ابو قیس کے شیخ نے کہا جو شخص ابو قیس کی حدیث کو صحیح کہتا ہے وہ کہتا ہے ابو قیس ثقہ ہے اور اسکی روایت جمہور کے خلاف نہیں بلکہ اوس میں ایک امر زائد مذکور ہے خاصکر جب وہ ایک مستقل طریقہ سے ہو ہزیل سے اونہوں نے مغیرہ سے اور یہ مشہور سندوں کا طریقہ نہیں ہے انتہی اور روایت کیا طحاوی نے شرح معانی الآثار میں اس حدیث کو سفیان ثوری سے اونہوں نے ابو قیس سے انہوں نے ہزیل سے انہوں نے مغیرہ سے **ابو موسی** کی حدیث ابن ماجہ نے سنن میں نکالی اور طبرانی نے معجم میں عیسے بن سنان سے اونہوں نے ضحاک بن عبد الرحمان سے اونہوں نے ابو موسی سے کہ آنحضرت نے وضو کیا اور مسح کیا جوربین اور نعلین پر اور روایت کیا اوسکو طحاوی نے شرح معانی الآثار میں اسی سند سے زیلعی نے کہا میں نے یہ حدیث ابن ماجہ کے اپنے نسخے میں نہیں پائی اور نہ ابن عساکر نے اوسکو اطراف میں ذکر کیا اور شاید یہ بعض نسخوں میں ہو کیونکہ ابن جوزی نے تحقیق میں اسکی نسبت دی ابن ماجہ کی طرف نیل میں ہے کہ نکالا اوسکو ابن ماجہ نے اور شیخ نے امام میں بھی ایسا ہی کہا اور ابو داؤد نے کہا کہ ابو موسی کی حدیث نہ متصل ہے نہ قوی ہے اور بیہقی نے اوسکو ضعیف کیا اسطور سے کہ ضحاک بن عبد الرحمان کا سماع ابو موسی سے ثابت نہیں ہوا اور عیسی ابن سنان ضعیف ہے حجت لینے کے لائق نہیں اور نکالا اوسکو عقیلی نے کتاب الضعفا میں اور علت کی عیسی بن سنان سے اور کہا کہ ضعیف کیا اوسکو یحیے بن معین نے اور اوروں نے **بلال** کی حدیث طبرانی نے معجم میں نکالی دو طریقوں سے حافظ نے کہا ایک طریقہ میں سب ثقات ہیں اور وہ طریق ہے ابن ابی شیبہ کا ابو معاویہ سے اونہوں نے اعمش سے اونہوں نے حکم سے اونہوں نے عبد الرحمن بن ابی لیلے سے اونہوں نے کعب بن عجرہ سے اونہوں نے بلال سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسح کرتے تھے موزوں اور جوربوں پر اور دوسرا طریق یزید بن ابی زیاد اور ابن ابی لیلی کا ہے کعب بن عجرہ سے انہوں نے بلال سے زیلعی نے کہا یزید بن ابی زیاد اور ابن ابی لیلی ضعیف ہیں گو سچے ہیں اور اس باب میں کئی آثار وارد ہیں عبد الرزاق نے مصنف میں کعب بن عبد اللہ سے روایت کیا میں نے دیکھا حضرت علی کو انہوں نے پیشاب کیا پھر مسح کیا اپنی جوربوں اور جوتوں پر پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اور خالد بن سعد سے کہ ابو مسعود انصاری مسح کرتے تھے اپنی جوربوں پر جو بال کے تھے اور ابن عمر سے کہ وہ مسح کرتے اپنی جوربین اور جوتوں پر اور رجاء سے میں نے دیکھا براء بن عازب کو وہ مسح کرتے تھے اپنی جوربوں اور جوتوں پر اور انس بن مالک سے وہ مسح کرتے تھے جوربوں پر اور ابن مسعود سے کہ وہ مسح کرتے تھے موزوں پر اور مسح کرتے تھے جوربوں پر **جوتوں پر مسح کرنے کا بیان** شوکانی نے کہا صحابہ نے اتفاق کیا جوتوں پر مسح کے جواز میں اور بعضوں نے کہا کہ جوتوں پر مسح اوسوقت جائز ہے جب انکو جوربین کے اوپر پہنے زیلعی نے کہا جو لوگ جوتوں کے مسح کے قائل نہیں ہیں وہ تین جواب دیتے ہیں ایک تو یہ کہ حضرت نے یہ فعل وضو میں کیا اور

سو یہی ہے اوسکی وہ جو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں نکالا اور ترجمہ باب قائم کیا باب دلیل کے بیان میں اسپر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا مسح جوتیوں پر نفل وضو میں تھا نہ اوس وضو میں جو حدث کے بعد ہوتا ہے پھر نکالا عبد خیر سے اونہوں نے حضرت علی سے کہ انہوں
نے ایک کوزہ پانی کا منگوایا پھر وضو کیا ہلکا وضو اور مسح کیا اپنی جوتیوں پر پھر کہا ایسا ہی تھا وضو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کا اوس شخص کے لیے جو پاک ہو اور اسکو حدث ہوا تمام میں ہے کہ یہ حدیث کو احمد بن عبید صفار نے اپنی مسند میں نکالا
اور اوس میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایسا ہی کیا جبتک حدث نہوا میں کہتا ہوں ابن حبان نے اپنی صحیح میں نکالا ۴۳ نوع میں پانچویں قسم کے اوس میں
ابی اوس سے کہ انہوں نے وضو کیا اور مسح کیا جوتوں پر اور کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ مسح کرتے تھے جوتیوں پر ابن حبان نے کہا یہ نفل
وضو میں تھا پھر دلیل لی اوسپر نزال بن سبرہ کی حدیث سے حضرت علی سے کہ اونہوں نے وضو کیا اور مسح کیا اپنے پاؤن پر اور
کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپنے ایسا ہی کیا جیسے میں نے کیا اور یہ وضو اوسکا ہے جسکو حدث نہ ہو انتہی
اور بزار نے ابن عمر سے ایسے ہی روایت کی جو اوپر گذری دوسرا یہ کہ بیہقی نے کہا جوتیوں پر مسح کرنے کے یہ معنے ہیں
کہ پاؤن کو دہویا جوتیاں پہنے ہوئے یعنے جوتیوں کے اندر اور دلیل لی ہے صحیحین کی حدیث سے جو جوتیوں کے باب میں ابن عیینہ
نے اوس میں زیادہ کیا کہ آپ مسح کرتے تھے اور پھر اپنی مسند سے نکالا عبید بن جریج سے کہ ابن عمر سے کہا گیا ہم
نے تم کو وہ کام کرتے دیکھا جو کسی کو نہیں دیکھا کرتے ہوئے اونہوں نے کہا وہ کیا ہے کہا تم بے بالون کی جوتیاں پہنتے
ہو اونہوں نے کہا میں نے حضرت کو دیکھا آپ انکو پہنتے تھے اور وضو کرتے تھے اون میں مگر یہ دلیل اسوقت ہو سکتی ہے جب
وضو سے دہونا مراد ہو تیسرا جواب وہ ہے جو طحاوی نے شرح معانی الآثار میں دیا کہ آپنے مسح کیا نعلین اور جوربین پر اور اصل مسح
جوربین کے مسح سے تہی اور نعلین کا مسح زیادہ ہے اور دلیل لی ابو موسی اشعری کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مسح کیا جوربین اور نعلین پر روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اور مغیرہ بن شعبہ کی حدیث سے روایت کیا اوسکو ابو داود اور
ترمذی نے اور یہ دونوں حدیثیں اوپر گذر چکیں میں مترجم کہتا ہے مخالفان تاویلات کو کیوں ماننے لگا اور ظاہر احادیث
کا مقتضی یہ ہے کہ جیسے موزون اور عمامہ کا مسح بنظر رفع حرج جائز ہوا اسیطرح جوتی پر بھی مسح جائز ہے اگر اوس کے
اتارنے میں تکلیف ہو خصوصا اوس جوتی پر جو موزہ کیطرح ہوتا ہے جیسے بوٹ اور شوز اور نعلین کے مسح میں جو حدیثیں
آئی ہیں وہ حسب ذیل ہیں پس اتنی حدیثوں کو ہم کسی فقیہ یا مجتہد کی مخالفت سے رد نہیں کر سکتے بلکہ اون سب فقیہوں
اور مجتہدوں کا قول رد کر سکتے ہیں جو اون کے خلاف ہو **پہلی** حدیث ابو موسی اشعری کی جو اوپر گذری ابن ماجہ
اور طبرانی سے **دوسری** حدیث مغیرہ کی جسکو ترمذی نے حسن صحیح کہا **تیسری** حدیث ابن عباس کی
اوسکو روایت کیا ابن عدی نے پھر بیہقی نے رواد بن الجراح سے اونہوں نے سفیان سے اونہوں نے زید بن اسلم سے

اونہوں نے عطا بن یسار سے اونہوں نے ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ایک بار اور مسح کیا جوتوں پر
بیہقی نے کہا اسی طرح اوسکو روایت کیا رواد نے اور وہ منفرد ہے ثوری سے ساتھہ مناکیر کے یا اوس میں [illegible] ہے اور
ثقات نے اوسکو ثوری سے روایت کیا اور لفظوں سے شیخ نے امام میں کہا رواد یہ قوی نہیں ہے پہر بیہقی نے اوس کو
روایت کیا زید بن حباب سے اوس نے سفیان سے اسیطرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا جوتیوں پر اور کہا کہ صحیح
روایت ہے جماعت کی جیسے سلیمان بن بلال اور محمد بن عجلان اور ورقا ابن عمر اور محمد بن جعفر بن ابی کثیر کی زید
بن اسلم سے اونہوں نے پاؤں کا دہونا نقل کیا ہے اور حدیث ایک ہے اور جماعت کثیر کی روایت قبول کرنا اولی
ہے بنسبت عدد قلیل کے امام میں کہا کہ زید بن حباب کی روایت سب سے عمدہ ہے جو بیہقی نے اس باب میں ذکر کیا
اور ابن عدی نے ابن معین سے نقل کیا کہ زید بن حباب کی حدیثیں ثوری سے اولٹی ہیں لیکن ابن عدی نے کہا
کہ وہ کوفہ کے ثقہ مشائخ میں سے ہے اور اسکی سچائی میں شک نہیں اور ابن معین کی یہ مراد ہے کہ بعض حدیثیں
اوسکی ثوری سے غریب ہیں اور بعض ایسی ہیں کہ رفع کیا اون کو زید نے اور اوروں نے رفع نہیں کیا اوسکو لیکن باقی
حدیثیں اوسکی مستقیم ہیں اور ابن عدی نے زید بن حباب کی جو غریب حدیثیں بیان کیں اون میں یہ حدیث نہیں
ہے اور جب زید ثقہ ہوا تو یہ حدیث اوس قسم کی ہوئی کہ ثقہ اوسکے ساتھہ منفرد ہو اور حکم کہتا ہے جب ثقہ ایک روایت
سے منفرد ہو تو وہ صحیح ہوتی ہے اور یہاں تو زید کی متابعت بھی موجود ہے رواد بن الجراح کی روایت سے تو یہ حدیث
بطریق اولی صحیح ہوگی **چوتھی** حدیث ابن عمر کی بزار نے اپنی مسند میں نکالی حدیث بیان کی ہم سے ابرہیم بن سعید نے
اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے روح بن عبادہ نے اونہوں نے ابن ابی ذئب سے اونہوں نے نافع سے کہ ابن عمر جب وضو
کرتے اور اونکی جوتیاں پاؤں میں ہوتیں تو وہ اونپر مسح کرتے اور کہتے ایسا ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بزار نے
کہا ہم نہیں جانتے کہ روایت کیا ہو اسکو نافع سے کسی نے سوا ابن ابی ذئب کے اور نہ ابن ابی ذئب سے کسی نے سوا روح کے
اور شاید عبد اللہ بن عمر نے جوتیوں پر اسلیے مسح کیا ہو کہ اونہوں نے بغیر حدث کے وضو کیا ہو اور وہ وضو کرتے تھے ہر
نماز کے لیے بغیر حدث کے تو اسکا یہی مطلب ہے انتہی **پانچویں** حدیث اوس بن ابی اوس کی ابو داود اور ابن حبان
نے نکالی جو ابہی گذری **چھٹی** حدیث حضرت علی کی روایت کیا اوسکو ابن خزیمہ نے اگر کوئی کہے کہ اس میں تو یہ
ذکر ہے کہ یہ وضو ہے اسکا جسکو حدث نہ ہو تو اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت علی سے حدث کے بعد بھی ایسا ہی وضو ثابت ہے
چنانچہ امام طحاوی نے بسند صحیح ابو ظبیان سے نکالا اونہوں نے حضرت علی کو دیکھا اونہوں نے پیشاب کیا کھڑے
کھڑے پہر پانی منگوایا اور وضو کیا اور مسح کیا اپنی جوتیوں پر پہر مسجد میں گئے اور جوتیاں اوتاریں اور نماز پڑھی

ساتوین حدیث انس کی روایت کیا اوسکو امام بیہقی نے حافظ نے تلخیص مین کہا کہ حضرت علی اور ابن مسعود اور براء
اور انس رضی اللہ عنہم سے جوتیون پر مسح کرنا عبد الرزاق نے مصنف مین روایت کیا اور ہم اوپر ان آثار کو بیان کر چکے
ہین اور عبد الرزاق نے ابن عمر سے نکالا کہ وہ مسح کرتے تھے اپنی جوربون اور جوتون پر اور روایت کیا اوس کو بزار
نے باسناد صحیح ابن عمر سے کہ وہ وضو کرتے اور جوتیان اون کے پاؤن مین ہوتین تو وہ مسح کرتے جوتیون پر اور کہتے کہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تہے اور بیہقی نے باسناد جید ابن عمر سے نکالا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
دیکھا آپ بن بالون کی جوتیان (سبتی) پہنتے اور اون کو پہنے ہوئے وضو کرتے اور اوپر مسح کر لیتے انتہی امام طحاوی نے
شرح معانی الآثار مین باسناد صحیح اوس بن ابی اوس سے روایت کیا کہ اون کے باپ نے وضو کیا اور مسح کیا جوتون پر مین نے
کہا تم جوتون پر مسح کرتے ہو اونہون نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ مسح کرتے تھے جوتون پر اور دوسری
روایت مین اوس بن ابی اوس سے یہ ہے کہ مین اپنے باپ کے ساتھ تھا سفر مین اور ہم گزرے ایک پانی پر اوترے
پھر باپ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور مسح کیا جوتیون پر مین نے کہا تم ایسا کرتے ہو اونہون نے کہا مین زیادہ نہین کرتا اوس سے جو
مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا اور اس روایت سے باطل ہوتی ہے ابن حبان کی تاویل کہ یہ وضو
حدث سے نہ تھا ابو جعفر طحاوی نے کہا کہ بعض علما اسی طرف گئے ہین کہ جوتیون پر مسح درست ہے جیسے موزون پر درست ہے
پھر ذکر کیا ابو ظبیان کی روایت کو حضرت علی سے جو اوپر گذری اور مخالفت کی اونکی اورون نے وہ کہتے ہین جوتیون پر
مسح جائز نہین اور آپ نے شاید جوتیون پر اوس حالت مین مسح کیا ہوگا اون کے نیچے جورب ہون تو آپ نے قصد کیا ہو جوربین
کے مسح کا نہ جوتیون کا اور جورب اگر نعلین کے بغیر ہون تب بھی اون پر مسح جائز ہے تو مسح جورب کا اصل ہوا اور مسح نعلین
کا زیادہ ہوا اور اسکی دلیل یہ ہے کہ ابو موسی کی حدیث مین ہے کہ مسح کیا آپ نے جوربین اور نعلین پر اور مغیرہ سے بھی
ایسا ہی مروی ہے اور ابن عمر سے اس باب مین ایک اور طرح مروی ہے پھر نکالا ابن ابی فدیک کے طریق سے انہون نے
ابن ابی ذئب سے اونہون نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے کہ وہ جب وضو کرتے اور جوتیان پاؤن مین ہوتین تو
اپنے دونو پاؤن کی پشت پر دونون ہاتھون سے مسح کر لیتے اسلیے کہ عرب کی جوتیان چپل ہوتی ہین اور پاؤن کی
پشت اون مین کھلی رہتی ہے اور کہتے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے تہے تو ابن عمر نے یہ بیان
کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسیوقت مین جب مسح کرتے جوتون پر تو مسح کرتے پاؤن پر تو احتمال ہے کہ پاؤن کا
مسح فرض ہو اور جوتیون کا مسح زائد ہو تو اوس بن ابی اوس کی حدیث مین دونو احتمال ہو سکتے ہین ابو موسی اور مغیرہ کی حدیث
کا اور ابن عمر کی حدیث کا پھر اگر ابو موسی اور مغیرہ کی حدیث کا احتمال ہو تو وہ ہمارے مذہب کے خلاف نہین کیونکہ ہم جوربون پر مسح کے قائل ہین جب وہ سخت

اور دلدار ہون یہی قول ہے ابو یوسف اور محمد کا اور ابو حنیفہ نے یہ شرط بھی رکھی ہے کہ اون مین حشو لگا ہوا اور اگر ابن حجر کی حدیث کا احتمال ہو تو اوس مین اثبات ہی پاوُن کے مسح کا لیکن پاوُن کے مسح کو معارض بہت صحیح حدیثین آئی ہین جو اوپر گذرین جن سے اسکا نسخ نکلتا ہے بہر حال دونو صورتون مین جوتیون کے مسح کا جواز ثابت نہین ہوا اور جب اوس حدیث مین یہ دونون احتمال ہوئی تو اس سے حجت لینا جوتیون کے مسح کی جواز کے لیے درست نہوا اب ہمنے قیاس اور عقل کو دیکھا تو ہمنے دیکھا جب موزے جنپر مسح جائز ہے اگر وہ پھٹ جاوین اتنا کہ پاوُن سے اکثر کھل جاوین تو انپر مسح جائز نہوگا بالاجماع پہر جیسے موزون پر مسح اوسحال مین جائز ہوا کہ وہ پاوُن کو چھپالین تو جوتیون پر کسطرح جائز ہوگا کیونکہ پاوُن اونسے نہین چھپتا تو اون کا حال مثل اون موزون کے ہوا جو پھٹ جاوین اور پاوُن اون مین کھلجاوے مسح کے جائز نہونے مین انتہی ماقال الطحاوی رحمہ اللہ اور ابا ناصر حجم کہتا ہی ابو موسی اور مغیرہ کی حدیث کا یہ مفہوم نہین جو امام طحاوی نے سمجھا ہے کہ جوربین اور نعلین کا مسح ایک ساتھ تہا اسلیے کہ جب جورب پاوُن مین ہوئی تو نعلین پر مسح کرنا ضرور ہی نہ ممکن ہے کس لیے کہ نعلین جورب کے صرف تلوے مین ہوتی ہین اور جورب پر مسح پاوُن کی پشت پر ہوتا ہے اور جو یہ معنے مراد ہوتا تو حضرت کے فعل کی نسبت اسطرح کی بے ادبی کا تصور ہوتا ہے کہ نعلین پر آپ کا مسح کرنا فضول اور طہارت سے خارج امر تہا بلکہ ابو موسی اور مغیرہ کی حدیث کا یہ مضمون ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جوربون پر مسح کیا ہے اور جوتیون پر بھی مسح کیا ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ بہت سی حدیثون مین وارد ہے کہ مسح کیا حضرت نے عمامہ اور موقین پر اور مسح کیا حضرت نے عمامہ اور موزے پر حالانکہ عمامہ پر الگ مسح کیا اور موزے پر الگ مسح کیا اور کوئی اون مین سے فضول اور زائد نہ تہا نہ یہ ضرور ہے کہ عمامہ اور موزے پر ایک ساتھ مسح کرے پہر ایسا ہی ان حدیثون مین بھی لینا چاہیے اب قیاس جوتون کا پہٹے موزے پر صحیح نہین کیونکہ پہٹے موزے کا جسمین سے اکثر پاوُن کہلجاوے پہننا خلاف عادت اور خلاف ادب ہے اور اسکا اتار ڈالنا بہتر ہے اور ایسا موزہ عادتاً پہنا نہین جاتا پہر اوسکے اتارنے مین کچھ حرج نہین برخلاف جوتون کے کہ انکا اتارنے مین بعض وقت حرج ہوتا ہے اسلیے حق یہی ہے کہ عمامہ اور موق اور جراب اور جوتے پر مسح درست ہے اسی طرح جب پاوُن مین جوتے ہون تو پاوُن پر بھی مسح درست ہے اور پاوُن دہونے کی یا سر کے مسح کی تکلیف اوسی حالت سے خاص ہے جب یہ چیزین نہ ہوں واللہ تعالی اعلم

پٹی پر مسح کرنے کا بیان اہلحدیث کا یہ مذہب ہے کہ اگر انسان کے کسی مقام پر زخم ہو یا پھوڑا ہو اور وہان پانی بہانا ضرر کرتا ہو تو اوس مقام پر جو جزو مین مسح کر لیوے اور باقی اعضا دہووے اسی طرح زخم پر پٹی ہو یا جو پٹی یا لنگی باندہی جاوے اوسپر بھی مسح درست ہے اور اس باب مین چند حدیثین ہین اور جو ایک حدیث منقول ہے

دارقطنی نے نکالی سنن میں کہ حضرت مسح کرتے تھے پٹیوں پر دارقطنی نے کہا اسکی اسناد میں ابو عمارہ محمد بن احمد بن مہدی
ہے اور وہ بہت ضعیف ہے اور یہ حدیث مرفوعاً صحیح نہیں ہے ابو امامہ کی حدیث طبرانی نے معجم میں نکالی کہ جب ابن قمیئہ
نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مارا احد کے دن (پتھر سے) تو میں نے آپ کو دیکھا آپ جب وضو کرتے تو اپنی پٹی کو نہ کھولتے
اور مسح کرتے پانی سے حضرت حسین بن علی کی حدیث ابن ماجہ نے سنن میں نکالی زید بن علی بن حسین سے اونہوں نے
اپنے باپ سے اونہوں نے دادا جناب امام ہمام حسین بن علی علیہ وعلی آبائہ السلام سے میرا ایک پہونچا ٹوٹ گیا تو میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے مجھکو حکم کیا پٹیوں پر مسح کرنیکا اور نکالا اوسکو بیہقی اور دارقطنی نے اپنی
سنن میں دارقطنی نے کہا اوسکے اسناد میں عمرو بن خالد ہے ابو خالد واسطی اور وہ متروک ہے بیہقی نے کہا متابعت کی
عمرو بن خالد کی عمرو بن موسی بن وجیہ نے اور روایت کیا اوسکو زید بن علی سے اسیطرح اور ابن وجیہ متروک ہے بلکہ نسبت
کیا گیا ہے حدیث بنانیکی ابن ابی حاتم نے علل میں کہا میں نے اپنے باپ سے اس حدیث کو پوچھا اونہوں نے کہا باطل
ہے کوئی اصل نہیں اسکی اور عمرو بن خالد متروک الحدیث ہے ابن قطان نے اپنی کتاب میں کہا اسحاق بن راہویہ نے
کہا عمرو بن خالد حدیث بناتا تھا ابن معین نے کہا وہ کذاب ہے ثقہ نہیں مامون نہیں اور عقیلی نے حمزہ سے یہ حدیث کو
نکالا اور عادت کی اوس میں عمرو بن خالد سے اور کہا نہیں متابعت کیا جاتا وہ اور نہیں پہچانا جاتا مگر اسی حد
سے اور نقل کی تکذیب اوسکی ایک جماعت سے جابر کی حدیث روایت کیا اوسکو ابو داود نے سنن میں ہم سفر میں نکلے
اور ہم میں سے ایک شخص کو پتھر لگا اوسکے سر میں زخم ہو گیا پھر اوسکو احتلام ہوا اوس نے اپنے یاروں سے پوچھا تم میرے
لیے تیمم کی رخصت پاتے ہو اونہوں نے کہا ہم تیرے لیے رخصت نہیں پاتے اور تو قادر ہے پانی پر آخر وہ نہایا اور مر گیا
جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ کو اسکی خبر دی آپ نے فرمایا مار ڈالا اوسکو خدا انکو مارے جب نہیں
جانتے تھے تو پوچھا کیوں نہیں اسلیے کہ جو عاجز ہو (جواب دینے سے نہ جاننے کی وجہ سے) اور اسکی تندرستی یہ ہے کہ پوچھے
(اوس سے جاتا رہتا ہے) اوسکو کافی تھا کہ تیمم کر لیتا اور لپیٹ لیتا زخم پر ایک کپڑا باندھ لیتا پھر مسح کرتا اوسپر اور دھوتا بدن
کو وہ اپنا بیہقی نے کتاب المعرفہ میں کہا یہ حدیث سب سے زیادہ صحیح ہے جو اس باب میں مروی ہے باوجود اختلاف کے
اوسکی اسناد میں جسکو ہم نے بیان کیا کتاب السنن میں اور نکالا اوس کو ابو داود نے اور ابن ماجہ نے اوزاعی سے کہ انکو پہونچا عطا بن
ابی رباح سے اونہوں نے سنا عبد اللہ بن عباس سے کہ ایک شخص کو زخم لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پھر
احتلام ہوا اوسکو تو حکم کیا گیا غسل کا اوس نے غسل کیا اور مر گیا یہ خبر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی
آپ نے فرمایا قتل کیا اونکو اللہ نے لیکن دارقطنی نے اور کہا نہیں روایت کیا اوسکو عطا سے اونہوں نے جابر سے سوا زبیر بن خریق کے

کے اور وہ قوی نہین ہے اور مخالفت کی اوسکی اوزاعی نے اونہون نے روایت کیا یہ حدیث کو عطا سے اونہون نے ابن عباس سے
اور یہی صحیح ہے اور اختلاف ہوا اوزاعی پر بعضون نے کہا انکو پہونچی عطا سے بعضون نے کہا اونہون نے روایت کی عطا
سے اور اوزاعی نے اوسکو مرسلا بھی روایت کیا عطا سے اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہی ٹہیک ہے حضرت
علی کی حدیث دارقطنی نے سنن مین نکالی کہ مین نے پوچھا حضرت سے اون شکستہ ہڈیون کو جو ٹوٹے عضو پر باندہتے مین ایسا شخص
کیونکر وضو کرے جب جنب ہوا آپنے فرمایا اوسپر مسح کرلے جنابت اور وضو مین مین نے عرض کیا اگر سردی ہو اور غسل
کرنے سے ڈرے اپنی جان پر آپنے یہ آیت پڑہی مت قتل کرو اپنی جانون کو بیشک اللہ تعالی تمپر مہربان ہے اور فرمایا
جب جان کا ڈر ہو تو تیمم کرلیوے دارقطنی نے کہا اسکی اسناد مین ابوالولید خالد بن یزید ضعیف ہے اور بیہقی نے کہا
یہ مرسل ہے اور ابوالولید ضعیف ہے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس باب مین کچہ ثابت نہین ہے اور
آگے امام بخاری نے تعلیقا ابوالعالیہ سے نقل کیا اونہون نے کہا مسح کر اپنے پاؤن پر مسح کر دوہ بیمار ہے عبدالرزاق نے اسکو
موصولا روایت کیا اوس مین یہ ہے کہ اونکے پاؤن پر چہبرہ (آبلہ) تہا اور ابن ابی شیبہ کی روایت مین ہے کہ اوسپر پٹی
بندہی ہوئی تہی **باب** مَنْ لَمْ يَتَوَضَّأْ مِنْ لَحْمِ الشَّاةِ وَالسَّوِيقِ باب بیان مین اوسکے کہ بکری کے گوشت اور
ستو کہانے سے وضو نہین جاتا **ف** اور یہ مسئلہ تفصیل سے گذر چکا اور معلوم ہوگیا کہ آگ کے پکے ہوے کہانے
سے وضو نہین جاتا البتہ اونٹ کا گوشت کہانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہی مذہب صحیح ہے حافظ نے کہا امام احمد
کا یہی قول ہے اور اسیکو اختیار کیا ہے ابن خزیمہ وغیرہ نے شافعیہ کے محدثین مین سے ابن تین نے کہا اس باب مین
ستو کا ذکر نہین ہے اور اسکا جواب یہ ہے کہ ستو کا حکم بطریق اولی نکل آیا کیونکہ جب گوشت کہانے سے وضو نہ ٹوٹا اور
وہ چکنا ہوتا ہے تو ستو سے کاہیکو ٹوٹے گا اور شاید امام بخاری نے اشارہ کیا ہو اوس حدیث کی طرف جو اس باب کے
بعد مذکور ہے وَأَكَلَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ فَلَمْ يَتَوَضَّئُوا اور حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان
رضی اللہ عنہم نے (گوشت) کہایا پہر وضو نہین کیا **ف** ابوذر کی روایت مین لحما کا لفظ ساقط ہے اس صورت مین
شامل ہے ہر کہانے کو جو آگ سے پکا ہو اور ابوذر نے کشمیہنی اور حموی اور اصیلی سے یون نقل کیا ہے وَأَكَلَ أَبُو بَكْرٍ
وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ لَحْمًا اور وصل کیا اس تعلیق کو طبرانی نے شامیون کے مسند مین باسناد حسن سلیم بن عامر کے طریق سے انہون
نے کہا مین نے ابوبکر اور عمر اور عثمان کو دیکہا اونہون نے آگ کا پکا کہانا کہایا اور وضو نہ کیا اور ہم نے اس حدیث کو
بہت طریقون سے جابر سے روایت کیا مرفوعا اور موقوفا ان تین صاحبون پر متفرقا اور مجموعا فتح وقسطلانی **حَدَّثَنَا**
عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن یوسف (تنیسی) نے اونہوں نے کہا خبر دی ہم کو (امام) مالک نے اونہوں نے روایت کی زید بن اسلم (عدوی) سے اونہوں نے عطا بن یسار سے اونہوں نے عبداللہ بن عباس سے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بکری کے مونڈہے کا گوشت کھایا **ف** اور مصنف نے اطعمہ میں روایت کیا کہ ہڈی پر کا گوشت کھایا قاضی اسمعیل نے کہا کہ آپ نے یہ گوشت ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب کے گہر میں کھایا جو آپ کی چچازاد بہن تہین اور احتمال ہے کہ ام المومنین میمونہ کے گہر میں کھایا ہو اور خالہ تہین ابن عباس کی (فتح) **ف** پہر نماز پڑہی اور وضو نکیا

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ أَبَاهُ عَمْرًا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فَدُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَلْقَى السِّكِّينَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے یحیے بن بکیر (مصری) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے لیث (بن سعد) نے اونہوں نے روایت کی عقیل (بن خالد ایلی) سے اونہوں نے ابن شہاب (زہری) سے اونہوں نے کہا خبر دی مجھکو جعفر بن عمرو بن امیہ نے انکو خبر دی اون کے باپ عمرو بن امیہ نے اونہوں نے دیکھا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ بکری کے دست میں سے کاٹ رہے تہے (کہاتے جاتے تہے گوشت کاٹ کر) اتنے میں نماز کے لیے بلائے گئے (بلال نے بلایا) آپ نے چہری ڈالدی پہر نماز پڑہی اور وضو نکیا **ف** بیہقی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے زہری نے کہا پہر یہ قصہ مشہور ہو گیا لوگوں میں بعد اوسکے آپکے اصحاب میں سے کئی مردوں نے اور آپ کی بی بیوں میں سے کئی عورتوں نے خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو کرو اون کہانوں سے جو آگ سے پکے ہوں بیہقی نے کہا زہری کا یہی مذہب تہا کہ آگ کے پکے کہانے سے وضو کرنے کا حکم ناسخ ہے اون حدیثوں کا جو وضو نہ ٹوٹنے کے باب میں آئی ہیں کیونکہ اباحت اصل ہے اور مقدم ہے اور اسپر اعتراض ہوا ہے جابر کی حدیث سے کہ اخیر امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو نہ کرنا تہا آگ کے پکے کہانوں سے روایت کیا اوسکو ابوداؤد اور نسائی نے اور صحیح کہا اوسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان وغیرہما نے لیکن ابوداؤد نے کہا کہ مراد اس سے حدیث میں شان اور قصہ ہے نہ وہ جو نہی کے مقابل ہوتا ہے اور یہ لفظ مختصر بنایا گیا ہے جابر کی طویل حدیث سے جس میں عورت کے کہانا طیار کرنیکا بیان ہے حضرت کے لیے اور اس میں یہ ہے کہ آپ نے کہانا کہایا پہر وضو کیا اور ظہر کی نماز پڑہی پہر اوس میں سے کہایا اور عصر کی نماز پڑہی اور وضو نکیا تو احتمال ہے کہ یہ قصہ آگ کے پکے کہانے سے وضو کرنے کے حکم سے پہلے کا ہو اور ظہر کے لیے جو آپ نے وضو

کیا وہ کسی شی کی وجہ سے ہو نہ بکری کا گوشت کہانے سے اور بیہقی نے عثمان دارمی سے نقل کیا کہ جب اس باب میں
حدیثیں مختلف ہوئیں اور راجح غیر راجح کی تمیز نہ ہوسکی تو ہم نے خلفاء راشدین کے عمل کو دیکھا حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے بعد اور ہم نے اوس سے ترجیح دی ایک جانب کو اور نووی نے شرح مہذب میں اسکو پسند کیا اور اس سے
معلوم ہوتی ہے وہ حکمت جو امام بخاری نے اس باب کے شروع کرنے میں کی کہ بیان کیا اوسکے شروع میں فعل خلفائے
راشدین کا نووی نے کہا پہلے اسمین خلاف تھا صحابہ اور تابعین میں پھر اجماع ہو گیا کہ آگ کے پکے کہانے سے
وضو نہیں جاتا مگر جسکا استثنا گذر چکا یعنے اونٹ کے گوشت کہانے سے وضو جاتا رہتا ہے اور خطابی نے دونوں
طرف کی حدیثوں میں یوں جمع کیا کہ وضو کا حکم استحبابا ہے نہ وجوبا اور امام بخاری نے کتاب الصلوۃ میں اسحدیث
سے دلیل لی ہے کہ رات کا کہانا جو نماز پر مقدم ہے امام کے سوا اور لوگوں سے خاص ہے اور دلیل لی اسپر کہ گوشت
کا کاٹنا چھری سے درست ہے اور اوسکی ممانعت میں جو حدیث آئی ہے سنن ابو داؤد میں وہ ضعیف ہے اور اگر وہ حدیث ثابت
ہو تو محمول ہے اوس حالت میں جب ضرورت اور حاجت نہ ہو کیونکہ یہ رسم ہے عجم کے لوگوں کی اور اسحدیث سے یہ بھی نکلا
کہ نفی پر شہادت درست ہے جب اوسکا حصر ہوسکے اور عمرو بن امیہ سے بھی ایک حدیث اس کتاب میں مروی ہے اور ایک
دو جو سوا ان کے مسح میں گذری انتہے ما قال الحافظ فی الفتح قسطلانی نے کہا آگ کے پکے کہانے سے وضو
ٹوٹ جانا قدیم قول ہے اور یہ قول اگرچہ شاذ ہے مگر اوسکی دلیل قوی ہے اور ہمارے اصحاب میں سے ایک جماعت محققین نے
اوسکو اختیار کیا ہے اور میں بھی یہ اعتقاد رکھتا ہوں کہ یہ مذہب راجح ہے اور امام احمد نے اونٹ کے
گوشت میں اور اور کہانوں میں فرق کیا ہے انتہی مختصرا **باب من مضمض من السویق ولم
یتوضا** ستو سے کلی کرنے کا بیان اور وضو نہ کرنے کا ف ستو کہتے ہیں بہنے گیہوں یا بہنے جو کے آٹے کو اور
ایک گنوار نے اوسکی تعریف یوں کی ہے کہ ستو توشہ ہے مسافر کا اور کہانا ہے جلدی کرنے والے یا بیمار کا (فتح)
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى بَنِي
حَارِثَةَ اَنَّ سُوَيْدَ بْنَ النُّعْمَانِ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ
حَتّٰى اِذَا كَانُوا بِالصَّهْبَاءِ وَهِيَ اَدْنٰى خَيْبَرَ فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَعَا بِالْاَزْوَادِ فَلَمْ يُؤْتَ اِلَّا بِالسَّوِيقِ
فَاَمَرَ بِهِ فَثُرِّيَ فَاَكَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَكَلْنَا ثُمَّ قَامَ اِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ وَ
مَضْمَضْنَا ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن یوسف (تنیسی) نے
اونہوں نے کہا خبر دی ہم کو مالک (بن انس امام مشہور) نے اونہوں نے روایت کی یحیی بن سعید (انصاری)

سے اونہون نے بشیر بن یسار سے جو مولی تھے بنی حارثہ کے کہ سوید بن نعمان (انصاری مدنی صحابی) نے (جو جنگ احد مین حاضر تھے
اور ان سے اس کتاب مین ایک یہی حدیث مروی ہے اور نہین روایت کیا ان سے کسی نے سوا بشیر بن یسار کے) اون کو
خبر دی وہ نکلی جناب رسول مقبول سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ جس سال خیبر کی جنگ ہوئی جب صہبا مین
پہونچے جو نشیب مین ہے خیبر کے ف یعنی نیچے کیجانب مین جو نزدیک ہے مدینہ کے اور یہ قول یحیی بن سعید کا ہے
جو حدیث مین شریک کر دیا گیا اور مولف نے اطعمہ مین نکالا کہ وہ ایک منزل پر ہے خیبر سے یعنے شام کی منزل جس
کو روحہ کہتے ہین اور ابو عبید بکری نے کہا معجم البلدان مین کہ وہ ایک برید پر ہے اور برید بارہ میل ہوتا ہے (فتح) ف
پہر آپ نے نماز پڑہی عصر کی پہر توشے منگوا لئے ف اس سے یہ نکلا کہ سفر مین مسافرون کو اپنے اپنے توشے ایک ساتھہ ملا کر
کہانا بہتر ہے اگرچہ کوئی زیادہ کہاتا ہو اور کوئی کم اور یہ بہی نکلا کہ سفر مین توشہ لینا جائز ہے اور یہ توکل کے خلاف
نہین ہے اور مہلب نے اس حدیث سے یہ نکالا ہے کہ جو شخص غلہ بند رکہے تو امام ضرورت کے وقت اوسکو نکالنے کا اور بیچنے کا حکم
دے سکتا ہے اور امام کو یہ بہی اختیار ہے کہ لشکر والون کے توشون کو ایک جگہہ جمع کرے تاکہ جس کے پاس توشہ نہو
وہ بہی کہا لیوے اور بہوکا نہ رہے (فتح) ف تو نہ لایا گیا کچہ سوا ستو کے (اور کوئی کہانا نہ نکلا) آپ نے
حکم دیا وہ بہگویا گیا (پانی سے تاکہ اوسکی خشکی دور ہو جاوے) پہر آپ نے کہایا اور ہم نے بہی کہایا پہر آپ کہڑے ہوئے
مغرب کی نماز کے لیے تو کلی کی پہر آپ نے نماز پڑہی اور وضو نہ کیا ف اگرچہ ستو مین چکنائی نہین ہوتی مگر کلی
کرنے سے یہ غرض ہے کہ ستو دانتون مین اور منہ کے اطراف مین اٹک جاتا ہے تو کلی سے مونہہ صاف ہو جاویگا خطابی
نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ آگ کے پکے کہانے سے وضو کرنا منسوخ ہے کیونکہ یہ حکم پہلے کا ہے اور خیبر کا غزوہ
سنہ ۷ ہجری مین ہوا مین کہتا ہون اس حدیث سے یہ نہین نکلتا کیونکہ ابو ہریرہ نے وضو کرنے کی حدیث روایت کی ہے
اور وہ خیبر کی فتح کے بعد آپ پاس آئے تھے اور امام بخاری نے اس حدیث سے دلیل لی ہے کہ ایک وضو سے دو یا زیادہ نمازین
درست ہین اور کہانے کے بعد کلی کر ڈالنا مستحب ہے (فتح) قسطلانی نے کہا مولف نے اس حدیث کو کتاب الطہارۃ
مین دو جگہہ نکالا اور اطعمہ مین دو جگہہ اور مغازی اور جہاد مین اور نسائی نے طہارت مین اور ولیمہ مین اور ابن
ماجہ نے **حَدَّثَنَا** اَصْبَغُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ
اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكَلَ عِنْدَهَا كَتِفًا ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے
اصبغ (ابن فرج) نے انہون نے کہا خبر دی ہمکو (عبد اللہ) ابن وہب نے اونہون نے کہا خبر دی مجہکو عمرو (ابن حارث)
نے اونہون نے روایت کی بکیر (ابن عبد اللہ اشج) سے اونہون نے کریب (ابن ابی مسلم) سے اونہون نے ام المومنین

میمونہ سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے پاس دست کا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا **ف** اس حدیث کو باب سے کچھ مناسبت نہیں ہے اسکا جواب دو طرح سے دیا ہے ایک تو یہ کہ لکھنے والوں نے غلطی سے اس حدیث کو اس باب میں لکھدیا اور فربری کے قدیم نسخہ میں یہ حدیث پہلی باب میں ہے کرمانی نے کہا دوسرے یہ کہ اس حدیث کے لانے سے یہ غرض ہے کہ کلی کرنا کھانے کے بعد واجب نہیں ہے جیسے اس روایت میں کلی کا ذکر نہیں ہے اور مسلم نے اس حدیث کو طہارت میں نکالا (فتح وقسط) **باب** هَلْ يُمَضْمِضُ مِنَ اللَّبَنِ کیا دودھ پینے کے بعد کلی کرے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ وَقُتَيْبَةُ قَالَا حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا فَمَضْمَضَ وَقَالَ إِنَّ لَهُ دَسَمًا تَابَعَهُ يُونُسُ وَصَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے یحیی بن بکیر اور قتیبہ بن سعید ابو رجا ثقفی نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے لیث ابن سعد امام نے اونہوں نے روایت کی عقیل بن خالد سے انہوں نے ابن شہاب (محمد بن مسلم زہری) سے اونہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے اونہوں نے ابن عباسؓ سے کہ حضرت رسول خدا صلوات اللہ علیہ وسلامہ نے دودھ پیا پھر پانی منگوایا اسلم پھر کلی کی اور فرمایا دودھ میں چکنائی ہوتی ہے **ف** اسوجہ سے کلی کرنا اوس سے بہتر ہے اسیطرح ہر چکنی چیز کھانے کے بعد اور اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ ہاتھوں کا دہونا بھی مستحب ہے نظافت کے لیے ابن بطال نے مہلب سے نقل کیا اس حدیث میں بیان ہے اگلے پکے ہوئے کھانے سے وضو کرنے کی وجہ کا کیونکہ وہ جاہلیت میں عادی تہے ترک نظافت کے تو حکم ہوا وضو کا ایسے کہانے کے بعد پہر جب نظافت کی عادت ہو گئی تو وہ حکم منسوخ ہو گیا۔ حافظ نے کہا باب کی حدیث سے اس مضمون کو کوئی تعلق نہیں ہے اس میں تو صرف کلی کرنے کیوجہ کا بیان ہے اور یہ حدیث ان حدیثوں میں سے ہے جنکو پانچوں اماموں نے یعنے بخاری مسلم ابو داؤد نسائی ترمذی نے ایک شیخ سے روایت کیا اور وہ قتیبہ ہیں اور مسلم اور ترمذی اور نسائی نے اوسکو طہارت میں نکالا اور ابن ماجہ نے (فتح وقس) **ف** متابعت کی عقیل کی یونس (ابن یزید) نے (روایت کیا اوسکو امام مسلم نے) اور صالح بن کیسان نے (نکالا اوسکو ابو العباس سراج نے اپنی مسند میں) زہری سے **ف** یعنے عقیل اور یونس اور صالح ان تینوں نے اس حدیث کو روایت کیا زہری سے حافظ نے کہا اور متابعت کی اوزاعی نے نکالا اوسکو مصنف نے اطعمہ میں اور ابن ماجہ نے اوسکو نکالا ولید بن مسلم سے اونہوں نے اوزاعی سے اوس میں یہ ہے کہ کلی کرو دودہ سے اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو طبری نے دوسرے طریق سے لیث سے اور ابن ماجہ نے ام سلمہ اور سہل بن سعد سے ایسا ہی روایت کیا اور ہر ایک کا اسناد حسن ہے اور یہ حکم استحباب ہونے کی دلیل ہے جو شافعی نے

نکالا ابن عباس سے کہ اونہوں نے دودہ پیا پہر کلی کی اور کہا کہ اگر میں کلی نہ کرون تو بہی کچہ پرواہ نہیں اور ابوداؤد نے باسناد حسن روایت کیا انس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دودہ پیا پہر کلی نہیں کی اور وضو کیا اور ابن شاہین نے ایک نادر بات کہی انہوں نے انس کی حدیث کو ناسخ کہا ابن عباس کی حدیث کا اور یہ نہیں بیان کیا کہ کلی کے وجوب کا کون قائل ہے تا کہ نسخ کے دعوی کی حاجت ہو (فتح)

باب الوضوء من النوم ومن لم یر من النعسة والنعستین او الخفقة وضوءا سوجانے سے وضو کا بیان اور جس شخص نے ایک بار یا دو بار اونگہنے سے یا ایک جہونکا لینے سے وضو لازم نہیں سمجہا اوسکی دلیل **ف** حافظ نے کہا کہ مطلب امام بخاری کا یہ ہے کہ وضو سوجانے سے واجب ہے یا مستحب ہے اور ظاہر کلام سے اون کے یہ نکلتا ہے کہ نعاس (اونگہہ) سونا ہے اور مشہور یہ ہے کہ دونوں میں فرق ہے وہ یہ کہ جس کے حواس قائم ہوں اسطرح کہ اپنے پاس والے کا کلام سنتا ہو لیکن مطلب سمجہتا ہو تو وہ نعاس ہے اور جو اس سے زیادہ غفلت ہو تو وہ نوم ہے اور نوم کی نشانی خواب ہے بڑا ہو یا چہوٹا اور عین اور محکم میں ہے کہ نعاس نوم ہے یا نوم کے قریب ہے اور جو شخص نعاس کو نوم کہتا ہے اور نوم کو بذاتہ حدث جانتا ہے تو اوس کے نزدیک نعاس بہی حدث ہے اور اکثر علما کا قول یہی ہے کہ ایک یا دو بار کے نعاس سے وضو نہیں جاتا اور مسلم نے اپنی صحیح میں ابن عباس سے روایت کیا کہ جب میں عشا کی نماز میں اونگہتا تو آپ میرے کان کی لو پکڑتے اور ابن منذر نے ابن عباس سے روایت کیا کہ وضو واجب ہے ہر سونے والے پر مگر جو ایک جہونکا لیوے اور جہونکا وہی اونگہہ ہے اور بعضوں نے کہا جہونکا خاص ہے یعنے سر کا ہلانا اونگہہ میں اور اشارہ کیا مصنف نے اس حدیث کی طرف جو انس نے روایت کی کہ حضرت کے اصحاب نماز کا انتظار کرتے تہے پہر سوجاتے تہے یہانتک کہ جہونکے لیتے سر اونکے پہر نماز کے لیے کہڑے ہوتے تہے روایت کیا اوسکو محمد بن نصر نے قیام اللیل میں اور اسناد اوسکا صحیح ہے اور اصل اوسکی صحیح مسلم میں ہے انتہی **مترجم** کہتا ہے نوم کا بیان نواقض وضو میں مفصل گذر چکا **حدثنا** عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن هشام عن ابیه عن عائشة ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال اذا نعس احدکم وهو یصلی فلیرقد حتی یذهب عنه النوم فان احدکم اذا صلی وهو ناعس لا یدری لعله یستغفر فیسب نفسه **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے اونہوں نے کہا خبر دی ہم کو امام مالک نے انہوں نے روایت کی ہشام (بن عروہ) سے انہوں نے اپنے باپ (عروہ) سے انہوں نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ سے کہ فرمایا جناب رسالت مآب سرور عالم حضرت رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام نے جب کوئی تم میں سے اونگہے نماز پڑہتے میں تو وہ سو رہے جب تک اوسکی نیند پہر جاوے کیونکہ جب کوئی تم میں سے نماز پڑہے اونگہتے میں تو وہ نہ جانے گا شاید اپنے لیے بخشش چاہتا ہو پہر کوسنے لگے اپنے تئیں **ف** حدیث سے یہ نکلا کہ جب نماز میں اونگہہ

اونگھ تو سو رہے اور آیندہ نماز نہ پڑھے جب تک نیند سہر جاوے تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ نماز کے اندر جو اونگھ آئی یعنے
خفیف نیند وہ معاف ہی اور اس سے وضو نہ ٹوٹے گا کس لیے کہ آپ نے اوس نماز کی اعادے کا حکم نہ دیا حافظ نے کہا حدیث
سے یہ نکلا کہ احتیاط پر عمل کرنا لازم ہے اور خشوع ضرور ہے نماز مین اور حضور قلب اور مکروہات سے بچنا عبادات
مین اور نماز مین دعا کا جائز ہونا اور محمد بن نصر کی روایت مین اتنا زیادہ ہی کہ نماز چھوڑ دیوی مہلب نے کہا کہ یہ رات کی
نماز مین ہی کیونکہ فرض نمازون کا وقت نیند کا وقت نہین ہے نہ وہ نماز مین اتنی لمبی ہوتی ہین اور ہم کہتے ہین کہ لفظ
عام ہے شامل ہے فرائض کو بھی بشرطیکہ وقت فوت ہونے کا ڈر نہ ہو انتہے مختصراً اور نوم کے باب مین جو علما کے
مذاہب ہین وہ تفصیل سے مع دلائل کے اوپر گذر چکے **حدثنا** ابو معمر قال حدثنا عبد الوارث قال حدثنا
ايوب عن ابي قلابة عن انس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا نعس في الصلوة فلينم حتى
يعلم ما يقرأ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے ابو معمر (عبد الله بن عمرو مقعد) نے اونھون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے
عبد الوارث (بن سعید بن ذکوان) نے انھون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ایوب (سختیانی) نے انھون نے روایت کی ابو قلابہ (عبد الله بن
زید جرمی) سے انھون نے انس سے انھون نے جناب رسول خدا صلے الله علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے جب کوئی تم مین سے نماز
مین اونگھے تو . . . . . . سو رہے جب تک کہ وہ سمجھنے لگے اوسکو جو پڑھتا ہے **ف** قسطلانی نے کہا پہلی
حدیث کو مسلم اور ابو داؤد نے صلوٰۃ مین نکالا اور دوسری حدیث کو نسائی نے طہارت مین اور اسمٰعیلی نے کہا کہ اس
حدیث مین اضطراب ہے حافظ نے کہا اضطراب نہین ہی بلکہ عبد الوارث کی روایت راجح ہے اور متابعت کی اسکی
وہیب اور طفاوی نے **باب** الوضوء من غير حدث بغیر حدث کے وضو کرنا (اور نہ کرنا) **ف**
مطلب امام بخاری کا باب سے یہ ہے کہ ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرنا کیسا ہی ضرور اور لازم ہے یا نہین اور پہلی حدیث
سے یہ نکلتا ہے کہ آپ ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرتے تھے تو یہ مستحب ٹھیرا اور دوسری حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ آپ نے
ایک وضو سے دو نمازین پڑھین پس ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرنا واجب نہوا اس صورت مین دوسری حدیث کی مناسبت
باب سے ظاہر ہے اور جس نے غور نہ کیا اس مین وہ حیران ہوا اس مناسبت کے سمجھنے مین حافظ صاحب نے کہا
ہم شروع کتاب الوضوء مین اس باب مین علما کا اختلاف بیان کر چکے ہین اور صحیح یہ ہے کہ ہر نماز کے لیے
وضو کرنا واجب نہین اوسکے لیے جو بے وضو ہو اور جو با وضو ہو اوس کے لیے مستحب ہے اور احادیث صحیحہ اس پر شاہد
ہین مترجم کہتا ہے کہ امام احمد نے باسناد حسن ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ حضرت صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری
امت پر شاق نہ ہوتا تو مین انکو حکم کرتا ہر نماز کے لیے وضو کرنیکا اور ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنیکا اور ابن خزیمہ

نے اپنی صحیح مین بریدہ سے روایت کیا ایک دن صبح کو حضرت نے بلال کو بلایا اور فرمایا ای بلال تم مجھہ سے پہلے جنت مین کیسے گئے مین گذشتہ رات کو جنت مین گیا تو مین نے تمہاری آواز اپنے آگے سُنی بلال نے عرض کیا یا رسول اللہ مین نے جب اذان دی تو دو رکعتین پڑہین اور جب مجھکو حدث ہُوا تو مین نے اوسی وقت وضو کیا آپ نے فرمایا اسی سبب سے اور ابن عمر نے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص وضو کرے طہارت پر اوس کے لیے دس نیکیان لکہی جاوینگی روایت کیا اوسکو ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اور ضعیف کیا ترمذی نے اسناد اوسکا اور یہ حدیث جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی جاتی ہے کہ وضو کرنا وضو پر نور ہے نور پر تو حافظ منذری نے کہا کہ مجھے اسکی اصل معلوم نہین ہوئی اور شاید یہ کلام ہو کسی شخص کا سلف مین سے عراقی نے تخریج احیا مین کہا کہ مین اس حدیث پر واقف نہین ہُوا اور ذکر کیا اوسکو شوکانی نے موضوعات مین حدثنا محمد بن یوسف قال حدثنا سفیان عن عمرو بن عامر قال سمعت انساح وحدثنا مسدد قال حدثنا یحیی عن سفیان قال حدثنی عمرو بن عامر عن انس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتوضأ عند کل صلوۃ قلت کیف کنتم تصنعون قال یجزئ احدنا الوضوء ما لم یحدث ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے محمد بن یوسف (فریابی) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان (ثوری) نے انہون نے عمرو بن عامر (انصاری) سے انہون نے کہا مین نے سنا انس سے **تحویل** اور حدیث بیان کی ہم سے مسدد بن مسرہد نے کہا حدیث بیان کی ہم سے یحیی (ابن سعید قطان) نے اونہون نے روایت کی سفیان (ثوری) سے انہون نے کہا مجھسے حدیث بیان کی عمرو بن عامر نے اونہون نے روایت کی انس سے انہون نے کہا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے ہر نماز کے لیے (یعنے ہر فرض نماز کے لیے با وضو ہوتے یا بے وضو جیسے ترمذی نے زیادہ کیا۔ عمرو بن عامر نے کہا مین نے کہا تم کیا کرتے تھے انس نے کہا ہم مین سے ایک کو وضو کافی ہوتا جب تک حدث نہ ہو ف ابن ماجہ کی روایت مین ہے ہم سب نمازین ایک ہی وضو سے پڑہتے طحاوی نے کہا احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر نماز کے لیے وضو کرنا واجب ہوا ہو پہر یہ حکم منسوخ ہو گیا ہو جیسے صحیح مسلم مین ہے بریدہ کی حدیث کہ آپ نے فتح مکہ کے دن کئی نمازین ایک وضو سے پڑہین اور حضرت عمر نے پوچہا تو آپ نے فرمایا مین نے قصداً ایسا کیا اور احتمال ہے کہ آپ استحباباً ایسا کرتے ہون پہر ترک کیا ہو بیان جواز کے لیے اور اس مسئلہ کا بیان مع احادیث متعلقہ کے شروع کتاب الوضوء مین گذر چکا حدثنا خالد بن مخلد قال حدثنا سلیمان قال حدثنی یحیی بن سعید قال اخبرنی بشیر بن یسار قال اخبرنی سوید بن النعمان

قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَلَمَّا صَلّٰى دَعَا بِالْاَطْعِمَةِ فَلَمْ يُؤْتَ اِلَّا بِالسَّوِيْقِ فَاَكَلْنَا وَشَرِبْنَا ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ ثُمَّ صَلّٰى لَنَا الْمَغْرِبَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے خالد بن مخلد نے انہوں
نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سلیمان نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے یحییٰ بن سعید انصاری نے انہوں نے کہا
خبر دی مجھکو بشیر بن یسار نے انہوں نے کہا خبر دی مجھکو سوید بن النعمان نے انہوں نے کہا ہم نکلے جناب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جس سال خیبر فتح ہوا جب صہبا میں پہونچے تو آپ نے نماز پڑہائی ہمکو عصر کی جب نماز پڑہ چکے تو کھانا
منگوائے مگر کوئی کھانا نہیں لایا گیا سوا ستو کے پہر ہم نے کھایا اور پیا بعد اوسکے آپ کہڑے ہوئے مغرب کی نماز
کو تو آپ نے کلی کی اور مغرب کی نماز پڑہائی ہمکو اور وضو نہ کیا **ف** یہ حدیث اوپر گزر چکی قسطلانی نے کہا پہلی حدیث
کو ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے بہی نکالا **بَابٌ** مِنَ الْكَبَائِرِ اَنْ لَّا يَسْتَتِرَ مِنْ بَوْلِهٖ پیشاب سے نہ بچنا
اور احتیاط نہ کرنا کبیرہ گناہ ہے (اور کبائر اور صغائر کا بیان کتاب الایمان میں گذر چکا) **حَدَّثَنَا** عُثْمَانُ
قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَائِطٍ
مِنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ اَوْ مَكَّةَ فَسَمِعَ صَوْتَ اِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِيْ قُبُوْرِهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ ثُمَّ قَالَ بَلٰى كَانَ اَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهٖ وَكَانَ
الْاٰخَرُ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ثُمَّ دَعَا بِجَرِيْدَةٍ فَكَسَرَهَا كِسْرَتَيْنِ فَوَضَعَ عَلٰى كُلِّ قَبْرٍ مِّنْهُمَا كِسْرَةً
فَقِيْلَ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا قَالَ لَعَلَّهٗ اَنْ يُّخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ تَيْبَسَا **ترجمہ** حدیث بیان
کی ہم سے عثمان ابن ابی شیبہ نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے جریر ابن عبدالحمید نے انہوں نے روایت کی
منصور ابن معتمر سے اونہوں نے مجاہد ابن جبر سے اونہوں نے ابن عباس سے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے
باغوں میں سے ایک باغ پر گذرے یا مکہ کے **ف** یہ شک جریر نے کی اور مؤلف نے ادب مفرد میں مدینہ کا باغ کہا بغیر
شک کے اور کہا کہ آپ نکلے مدینہ کے ایک باغ سے تو شاید یہ اور باغ ہو اور دارقطنی نے افراد میں نکالا جابر سے کہ یہ
باغ ام مبشر انصاریہ کا تہا اور عمش کی روایت میں ہے کہ آپ گذرے دو قبروں پر (انتہی وش) **ف** پہر آپ نے دو
آدمیوں کی آواز سنی جنکو عذاب ہو رہا تہا اونکی قبروں میں (جو بنی تہیں ابن ماجہ) آپ نے فرمایا ان دونوں کو
عذاب ہو رہا ہے (اور نام نہ لیا اون کا تاکہ انکی ذلت نہ ہو جیسے آپ کی عادت تہی کہ بسبب شفقت قصور والوں کا
نام نہ لیتے اور مبہم ذکر کرتے یا آپ نے نام لیا ہوگا لیکن راوی نے نام چہوڑ دیا) اور کسی بڑے گناہ میں عذاب نہیں

ہوتا پھر آپ نے فرمایا البتہ ف وہ بڑا گناہ ہی یہ حصر احتیاطاً ادب صغر دین مذکور ہی ابن بطال نے اس سے یہ دلیل لی کہ صغیرہ
پر بھی عذاب قبر ہو سکتا ہی کیونکہ پیشاب سے نہ بچنے میں اوس وقت تک کوئی وعید نہیں اوتری تھی اسپر یہ اعتراض
ہوا ہے کہ منصور نے اسی حدیث میں زیادہ کیا کہ وہ کبیرہ ہے یعنی بڑا گناہ ہی بعضوں نے کہا پہلے آپ نے گمان کیا کہ یہ کبیرہ
گناہ نہیں ہی پھر آپ پر اوسی وقت وحی آئی کہ وہ کبیرہ ہے اور صحیح ابن حبان میں ہی ابوہریرہ کی روایت سی کہ ان کو سخت
عذاب ہو رہا ہے بلکہ گناہ میں اور بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ یہ گناہ اکبر کبائر نہیں ہی جیسے قتل مثلاً البتہ کبیرہ ہے
اور بعضوں نے کہا کہ ظاہر میں بڑا نہیں ہے مگر حقیقت میں بڑا ہے اور بعضوں نے کہا ان کو اعتقاد میں یہ گناہ بڑا نہ تھا
لیکن اللہ کے نزدیک بڑا تھا اور بعضوں نے کہا اون سے بچنا کچھ بڑا نہ تھا یعنے مشکل نہ تھا اور بعضوں نے کہا یہ گناہ
بذاتہ بڑا نہ تھا مگر ہمیشہ کرنے سے بڑا ہو گیا (فتح) اور کبیرہ وہی گناہ ہے جو واجب کرے حد کو یا اوسپر سخت وعید
ہو (قس) ف ایک شخص اُن دونوں میں سے اپنے پیشاب سے آڑ یعنے بچاؤ نہ کرتا تھا ف حدیث میں یہ لفظ تین
طرح سے منقول ہے لَا یَسْتَتِرُ لَا یَسْتَبْرِئُ لَا یَسْتَنْزِہُ اور معنی ہر ایک کا قریب قریب ہے یعنے نہیں بچتا تھا نہیں
پاک رہتا تھا اور بعضوں نے کہا لَا یَسْتَتِرُ کا معنے یہ ہے کہ پیشاب میں ستر عورت نکرتا تھا اور یہ قول ضعیف ہے اور ابونعیم
کی روایت میں لایتوقی ہے یعنے نہیں بچتا تھا اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں ابوہریرہ سے روایت کیا کہ اکثر قبر کا عذاب
پیشاب سے ہوتا ہے یعنے اوس سے نہ بچنے سے اور احمد اور ابن ماجہ کی روایت میں ابوبکرہ سے اور طبرانی کی روایت
میں انس سے یہ ہے کہ ایک کو ان میں سے عذاب ہوتا ہے پیشاب میں پس ان روایتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ
عذاب کشف عورت پر نہ تھا اور لایستتر کا یہ معنے کرنا کہ وہ ستر عورت نہ کرتا تھا پیشاب کے وقت ضعیف ہے (فتح
ملخصاً) ف اور دوسرا شخص بات لگانے کے لیے پھرتا تھا ف یعنی چغلخوری کرتا تھا اور یہ گناہ ہے اگر ضرر
کی نیت سے ہو اور جب مصلحت سے ہو یا کسی مسلمان کے بچانے کو آفت سے تو گناہ نہیں ہی اور اسکا ذکر مفصلاً کتاب الادب
میں آویگا ان شاء اللہ تعالیٰ نووی نے کہا حدیث میں نمیمہ ہے اور وہ دوسرے کی بات نقل کرنا بقصد ضرر رسانی
اور یہ نہایت قبیح ہے اور کرمانی نے اسپر اعتراض کیا کہ یہ فقہا کے قاعدے کے مطابق کبیرہ نہیں ہو سکتا کیونکہ اوسپر
حد نہیں ہے مگر یہ کہ ہمیشہ کرنا اس فعل کا مراد ہو اور صغیرہ استمرار سے کبیرہ ہو جاتا ہے یا کبیرہ سے معنے اصطلاحی نہ ہو مراد
انتہی اور یہ جو کرمانی نے فقہا سے نقل کیا سب کا قول نہیں ہے البتہ رافعی نے اس معنی کو ترجیح دی ہی ورنہ لازم
آتا ہے کہ والدین کی نافرمانی اور جھوٹی گواہی کبیرہ نہ ہو کیونکہ ان دونوں پر حد نہیں ہی حالانکہ جناب رسالت مآب
حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اون کو اکبر کبائر میں سے فرمایا ہے اور اسکا مفصل بیان خدا چاہے تو کتاب

المحدود کے شروع مین آویگا اور جب حدیث سے معلوم ہوا کہ چغلخوری کبیرہ ہے تو کرمانی کا اعتراض غلط ہو گیا (فتح
ملخصًا) قسطلانی نے کہا ان دونون کے کبیرہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ پیشاب سے احتیاط نکرنے مین نماز باطل ہو جاتی ہے
اور نماز کا ترک کبیرہ ہے بلا شک اسیطرح چغلخوری سعی ہے فساد مین اور وہ نہایت قبیح ہے اور بعضون نے ان دونون
کی تخصیص کا قبر کے عذاب کے لیے ایک بھید بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ قبر پہلی منزل ہے آخرت کی منزلون مین سے اور اس
مین نمونہ ہے قیامت کے عذاب اور ثواب کا اور گناہ دو طرح کے ہین ایک حقوق اللہ دوسرے حقوق العباد تو سب سے پہلے
قیامت مین حقوق اللہ مین نماز کی پرسش ہوگی اور حقوق العباد مین خون کی اور برزخ مین ان حقوق کے مقدمات
کی پرسش ہوگی تو مقدمہ نماز کا طہارت ہے اور صفائی اور مقدمہ خون کا چغلخوری ہے لیس برزخ مین عذاب شروع
ہوگا انپر واللہ اعلم ف پھر آپنے ایک ڈالی منگوائی (کھجور کے درخت کی) اور اسکو توڑ کر دو ٹکڑے کیے ف
احمد اور طبرانی نے ابوبکرہ سے نکالا کہ وہ یہ ڈالی لیکر آئے تھے اور مسلم نے جو جابر سے نقل کیا اخیر کتاب مین کہ انہوں نے
دو ڈالیان کاٹین تو یہ دوسرا مقام اور وقت کا ذکر ہے کیونکہ اس حدیث مین مدینہ کا ذکر ہے اور جابر کا قصہ سفر کا
ہے اور اس مین یہ مذکور ہے کہ آپنے ان دو ٹکڑون کو قبرون پر گاڑ دیا اور جابر کی حدیث مین یہ ہے کہ آپنے ان کو حکم
دیا دو ڈالیان کاٹنے کا دو درختون سے آپ ان سے آڑ کرتے تھے قضای حاجت کیوقت پھر حکم کیا آپنے انکے داہنے
بائین وہ ڈالیان ڈالدینے کا جہان آپ بیٹھے تھے جب جابر نے اسکا سبب پوچھا تو آپنے فرمایا مین دو قبرون پر گذرا
تھا اونپر عذاب ہو رہا تھا تو مین نے چاہا کہ میری شفاعت سے انکو آرام ہو جب تک ڈالیان ہری رہین اور جابر کی
حدیث مین عذاب کا سبب مذکور نہین ہے تو معلوم ہوا کہ دونو حدیثین جدا جدا ہین اور یہ بعید نہین ابن حبان نے اپنی
صحیح مین ابوہریرہ سے روایت کیا کہ آپ ایک قبر پر گذرے وہان ٹھہرے پھر فرمایا دو شاخین میرے پاس لاؤ آپنے
ایک شاخ قبر کے سرہانے لگا دی اور دوسری پایتین مین تو احتمال ہے کہ یہ تیسرا واقعہ ہو (فتح ملخصًا) ف
اور ہر ایک قبر پر ایک ایک ٹکڑا اڑکہا عبد بن حمید کی مسند مین ہے کہ ہر ایک قبر کے سرہانے ایک ایک ٹکڑا لگایا
کسینے عرض کیا (معلوم نہین ہوا کہ عرض کرنے والیکا نام کیا تھا) یا رسول اللہ آپنے کیون ایسا کیا (یعنی یہ ڈالیان
کیون لگائین) آپنے فرمایا اسلیے کہ اون کا عذاب کم ہو جب تک وہ ڈالیان سوکہین نہین ف مازری نے
کہا احتمال ہے کہ آپ پر وحی آئی ہو کہ اس مدت تک انپر عذاب کی تخفیف ہوگی اور بعضون نے کہا آپنے انکی شفاعت
کی اتنی مدت کے لیے خطابی نے کہا مطلب یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی انکے لیے عذاب کم ہونے کی جب
تک وہ ڈالیان تر رہین نہ یہ کہ ڈالیون مین کوئی ایسی تاثیر ہے یا ہری ڈالیون مین تاثیر ہے اور سوکہی مین نہین

عذاب کم ہونگی اور بعضون نے کہا ہر ڈالی تسبیح کرتی ہے ہو جہ سے تسبیح کی برکت سے عذاب کم رہیگا مگر اسحالت مین
ہر ہری درخت کی بہی تاثیر ہوگی اسیطرح ہر برکت والی امر کی جیسے ذکر اور تلاوت قرآن کی اور طیبی نے کہا احتمال ہے
کہ نکتہ یعنے جب تک ہری رہین عذاب کا کم ہونا ہم کو معلوم نہ ہو جیسے زبانیہ کا شمار اور خطابی اور ان کے تابعین نے انکار
کیا ہے اس امر کا جو لوگون نے عادت کرلی ہر ہری ڈالیان قبر پر لگانیکی اور طرطوشی نے کہا اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ امر خاص تہا
آپکے متبرک ہاتہون سے اور قاضی عیاض نے کہا اسکی وجہ یہ ہے کہ آپ نے ڈالیان گاڑنیکی ایک علت بیان فرمائی جو
ہم کو معلوم نہیں ہو سکتی وہ کیا ہے عذاب ہونا اُنپر مین کہتا ہون عذاب کا ہم کو معلوم نہ ہونا اس امر کو مستلزم نہیں ہے
کہ ہم وہ کام نہ کرین جو سبب ہے تخفیف عذاب کا جیسے رحم کا معلوم نہ ہونا اس امر کو مستلزم نہیں ہے کہ ہم اوسکے لیے رحمت
کی دعا نہ کرین اور سیاق حدیث مین یہ کہان ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ڈالیان اپنے مبارک ہاتہ سے گاڑین بلکہ
احتمال ہے کہ آپنے گاڑنیکا حکم دیا ہو کسی اور کو اور بریدہ بن الحصیب صحابی سے منقول ہے کہ اونہون نے وصیت کی کہ انکی
قبر پر دو ہری ڈالیان لگائی جاوین جیسے کتاب الجنائز مین آویگا اور صحابی کی پیروی کرنا خطابی اور قاضی عیاض
کی پیروی پر مقدم ہے انتہے ما قال الحافظ ابن حجر مترجم کہتا ہو ایسے امور کے انکار کرنے مین کوئی شرعی فائدہ نہیں
ہے اور نہ اونکے کرنے مین سوا ابطالی کے کوئی ضرر ہے اگر قبر پر ہری ڈالیان یا ہری جہاڑ لگائے جاوین تو
اُس مین کیا قباحت ہو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے یہ منقول ہے اور احتمال ہے کہ اون سے قبر والی کو فائدہ پہونچے
اور جو فائدہ نہ پہونچے تو نقصان کیا ہے اور جس شخص نے اس قسم کے امورات کا سخت انکار کیا ہے یا اوس مین تشدد
کیا ہے یہ اُسکی افراط ہے بلکہ غلو ہے دین مین اور اللہ تعالی جزای خیر دیوی حافظ ابن حجر کو وہ اکثر مسائل مین طریقہ
انصاف کو ہاتہ سے نہیں دیتے اور اگلے مشائخ یا علما کی تقلید کو تحقیق پر مقدم نہین کرتے اور یہی لازم ہے ہر
شخص مومن اور منصف اور متبع سنت کو کہ خود بہی غور کرے اور جسکا قول قرآن یا حدیث کیطرف قریب ہو
وہ اختیار کرے اور صرف حسن اعتقاد پر عمل نکرے ہمارے دین مین کوئی عالم سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ایسا نہیں گذرا ہے جسکی سب باتین ماننے کے لائق ہون بلکہ ہر شخص کی کلام مین سے جو عمدہ ہو وہ اختیار کیا
جاوے اور جو عمدہ نہ ہو وہ چہوڑ دیا جاوے اور جب ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک سلف کی مجتہدین سے ہمارا
یہ برتاؤ ہے تو علما متاخرین کا کیا ذکر ہے اس زمانہ مین بعض لوگ اللہ انکو ہدایت کرے ایسے پیدا ہوئے ہین
جنہون نے ابو حنیفہ اور شافعی کی تقلید کو تو چہوڑا مگر اون کی تقلید چہوڑ کر تمام مسائل مین اور کسی عالم کی
مقلد ہوگئے بعض لوگ ابن تیمیہ کے بعض لوگ شوکانی کے بعض شاہ ولی اللہ کے بعض مولوی اسمعیل کے ہوگئے

ان کی مثال یہ ہے کہ فَرَّ مِنَ الْمَطَرِ فَقَامَ تَحْتَ الْمِيزَابِ جو اعتقاد ہمارا ابوحنیفہ اور شافعی سے ہے ویسا ہی اعتقاد
ان پچھلوں سے بھی اگر کہے تو خیر وہ یہ کہ ان کا عمدہ کلام اختیار کرے جو مطابق ہو قرآن اور حدیث کے اور جس مسئلہ
میں ان سے غلطی ہوئی ہو اوسکو ترک کرے اور یہی شان ہے تمام علمای امت محمدی رحمہم اللہ کی حافظ ابن حجر
نے کہا ان قبر والوں کا نام معلوم نہیں ہوا اور قرطبی نے بعضوں سے نقل کیا ہے کہ ایک قبر سعد بن معاذ کی تھی
اور یہ باطل ہے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ سعد بن معاذ کے دفن میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف رکھتے تھے جو
حدیث صحیح میں ثابت ہے اور ان دو قبروں کے باب میں امام احمد کی مسند میں ہے ابوامامہ سے کہ آپ نے فرمایا تم نے آج کس کو دفن
کیا ان میں اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ آپ انکو دفن کے وقت موجود نہ تھے اور سعد بن معاذ رض صحابی جلیل ہیں اور سید
ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو سید فرمایا اور صحابہ کو حکم دیا قُومُوا اِلٰی سَیِّدِکُم کھڑے ہو اپنے سید کیطرف اور
فرمایا کہ انکا حکم بنی قریظہ کے باب میں خدا کے حکم کے موافق ہوا اور فرمایا کہ عرش ہل گیا اون کی موت سے اسی طرح
اون کے مناقب بہت ہیں اور کوئی دہوکا نہ کہاوے قرطبی کی اس حکایت سے اور اسکو صحیح نہ سمجھے اسلیے کہ وہ باطل اور غلط
ہے اب اختلاف ہوا ہے ان قبر والوں میں بعض کہتے ہیں وہ دونو کافر تھے اور جزم کیا اسکا ابوموسی مدینی نے اور
دلیل لی اوس حدیث سے جو روایت کی جابر سے اور جس کے اسناد میں ابن لہیعہ ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بنی
نجار کی دو قبروں پر گذرے وہ جاہلیت میں مرے تھے آپ نے سنا انکو عذاب ہو رہا تھا پیشاب اور چغلخوری میں ابوموسی
نے کہا یہ روایت اگرچہ قوی نہیں ہے لیکن معنے اسکا صحیح ہے کیونکہ اگر وہ مسلمان ہوتے تو انکی سفارش تا الیبس سوکہنے
تک کیوں کرتے اس سے معلوم ہوا کہ وہ کافر تھے اور چونکہ آپ رحمت اور خیر تھے پس آپ نے انکو بھی اپنے احسان سے
محروم نہ رکھا اور ایک مدت معین تک اون کو نفع پہنچایا اور ابن عطار نے شرح عمدہ میں یقین کیا ہے کہ وہ دونوں
قبر والے مسلمان تھے اور یہ کہا کہ اگر کافر ہوتے تو ان کا عذاب ہلکا ہونے کے لیے آپ دعا نہ کرتے نہ اسکی امید کرتے
اور اگر یہ خصوصیت ہوتی تو آپ بیان کر دیتے جیسے ابوطالب کے قصے میں ہے حافظ نے کہا ابوموسی نے جس حدیث سے
حجت لی وہ ضعیف ہے جیسا انہوں نے خود اقرار کیا اور امام احمد نے اسکو باسناد صحیح روایت کیا مسلم کی شرط پر
لیکن اوس میں عذاب کا سبب نہیں ہے تو ابن لہیعہ نے غلطی کی اوس میں اور وہ مطابق ہے جابر کی اس حدیث طویل کے
جسکو امام مسلم نے نکالا اور ظاہر یہی ہے کہ وہ قبر والے کافر تھے یعنے جابر کی حدیث میں جنکا ذکر ہے لیکن اس باب
کی حدیث میں جنکا ذکر ہے وہ مسلمان تھے کیونکہ ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ آپ دو نئی قبروں پر گذرے تو معلوم
ہوا کہ وہ قبریں جاہلیت کے زمانے کی نہ تھیں اور امام احمد نے ابوامامہ سے روایت کیا کہ آپ بقیع پر سے گذرے

اور فرمایا آج تم نے یہاں کس کو دفن کیا ان دو قبروں میں اونکا مسلمان ہونا ظاہر ہے کیونکہ بقیع مسلمانوں کا مقبرہ ہے
اور خطاب مسلمانوں سے ہے اور قوی کرتی ہے اس احتمال کو ابو بکرہ کی روایت جو احمد اور طبرانی نے باسناد صحیح نکالی
کہ عذاب دیے جاتے ہیں اور کسی بڑے گناہ میں عذاب نہیں دیے جاتے البتہ عذاب نہیں دیے جاتے مگر غیبت اور
پیشاب میں تو اس حصر سے نکلتا ہے کہ وہ مسلمان تھے کیونکہ کافر کو اگرچہ عذاب ہوگا احکام اسلام کے ترک پر مگر
اس میں اختلاف نہیں کہ اوسکو کفر پر بھی عذاب ہوگا اور اس حدیث سے اور بھی فائدے نکلتے ہیں اور پورا بیان ان کا
کتاب الجنائز میں انشاء اللہ تعالیٰ آویگا اور یہ بھی اس حدیث سے نکلتا ہے کہ پیشاب سے بچنا چاہیے اسی طرح اون چیزوں
سے جو پیشاب کی مثل ہیں بدن اور کپڑے کو اون سے بچانا چاہیے اور یہ بھی نکلا کہ نجاست کا دور کرنا واجب ہے ہر حال
میں نہ خاص اوس وقت جب نماز کا ارادہ کرے واللہ اعلم کذا فی الفتح قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو کتاب
الطہارت میں دو جگہہ نکالا اور جنائز میں اور ادب میں دو اور حج میں اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے
طہارت میں اور نسائی نے طہارت اور تفسیر اور جنائز میں زیلعی نے کہا پیشاب سے قبر کا عذاب ہونے میں تین صحابہ سے
مروی ہے انس اور ابو ہریرہ اور ابن عباس سے تو انس کی حدیث کو دارقطنی نے سنن میں نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا بچو تم پیشاب سے کس لیے کہ اکثر عذاب قبر کا اوسی سے ہوتا ہے اور کہا کہ محفوظ اس حدیث کا ارسال ہے
اور ابو جعفر میں لوگوں نے کلام کیا ہے ابن مدینی نے کہا وہ خلط کرتا تھا اور احمد نے کہا وہ قوی نہیں اور ابو زرعہ
نے کہا بہت وہم کرتا ہے ذیل میں ہے کہ دارقطنی نے ابو زرعہ سے نقل کیا کہ محفوظ اسکا ارسال ہے اور ابو حاتم نے کہا
ہم نے اوسکو روایت کیا ثمامہ سے اور انہوں نے انس سے اور صحیح یہ ہے کہ وہ مرسل ہے انتہےٰ اور ابو ہریرہ کی حدیث کو دارقطنی
نے نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچو تم پیشاب سے کیونکہ اکثر عذاب قبر کا اوسی سے ہوتا ہے اور روایت کیا اسکو
حاکم نے مستدرک میں ان لفظوں سے کہ اکثر عذاب قبر کا پیشاب کے سبب سے ہے اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے بخاری مسلم کی شرط پر
اور میں اس میں کوئی علت نہیں جانتا اور نہیں روایت کیا اسکو دونوں نے انتہی حافظ منذری نے کہا یہ حدیث
صحیح ہے اور جو حاکم نے کہا وہ درست ہے ذیل میں ہے کہ روایت کیا اسکو احمد اور ابن ماجہ نے بھی اور حافظ نے بلوغ
المرام میں کہا اسناد اسکا صحیح ہے اور ابو حاتم نے اوس میں علت کی اور کہا کہ رفع اوسکا باطل ہے اور صحیح کہا اوسکو
ابن خزیمہ نے اور ابن عباس کی حدیث کو طبرانی نے معجم میں اور عبد بن حمید نے مسند میں نکالا اور دارقطنی اور بیہقی نے
اپنی اپنی سنن میں اور حاکم نے مستدرک میں اور سب نے سکوت کیا اوپر یحییٰ القتات سے اور اس نے مجاہد سے اوس نے ابن
عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اکثر عذاب قبر کا پیشاب سے ہوتا ہے تو بچو اوس سے زیلعی نے

کہا دارمی نے نقل کیا ابن معین سے کہ ابو یحییٰ القتات ثقہ ہے اور احمد بن سنان نے اون سے نقل کیا کہ ابو یحییٰ کو ندو الرا
مین ایسا ہی جیسے کہ عبد الرحمٰن وارون مین ثابت اور عباس نے اون سے نقل کیا کہ اسکی حدیث مین ضعف ہے اور احمد نے کہا کہ
اسرائیل نے اوس سے بہت ضعیف حدیثین روایت کی ہین نسائی نے کہا وہ قوی نہین ابن عدی نے کہا اوسکی حدیث
لکھی جاویگی باوجود اس عیب کے جو اسمین ہے انتہے حافظ منذری نے ترغیب مین کہا باب کی حدیث کو امام مسلم اور ابوداؤد
اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا اور ایک روایت مین امام بخاری اور ابن خزیمہ کی ہے کہ آپنے دو آدمیون
کی آواز سنی جنکو عذاب ہو رہا تھا قبرون مین آور روایت کیا بزار نے اور طبرانی نے کبیر مین اور حاکم اور دارقطنی نے
ابن عباس سے وہی جو زیلعی نے نقل کی دارقطنی نے کہا اسکی اسناد مین کوئی قباحت نہین اور قتات کی توثیق
مین لوگون کا اختلاف ہے اور روایت کیا بزار نے عبادہ بن صامت سے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشاب
کو پوچھا آپنے فرمایا جب وہ تمہارے کچھ لگ جاوے تو اوسکو دہو ڈ کیونکہ مین سمجھتا ہون کہ قبر کا عذاب اسی سے ہوتا ہے
شوکانی نے کہا اسناد اسکا حسن ہے اور سعید بن منصور نے مرسلاً حسن بصری سے نکالا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے بچو تم پیشاب سے کیونکہ اکثر عذاب قبر کا پیشاب سے ہوتا ہے شوکانی نے کہا اوسکی راوی ثقہ ہین گو وہ مرسل ہے
اور امام احمد اور طبرانی نے اوسط مین اور ابن ماجہ نے ابوبکرہ سے روایت کیا اور یہ لفظ طبرانی کا ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم جا رہے تہے میرے اور ایک شخص کے بیچ مین لتنے مین دو قبرون پر آئے اور فرمایا یہ دونون قبر والے عذاب
کیے جا رہے ہین تو میرے پاس ایک شاخ لاؤ ابوبکرہ نے کہا مین اور میرا ساتہی دونو بڑہے مین ایک شاخ لیکر آیا آپنے اسکو
چیر کر دو ٹکڑے کیے اور ایک ٹکڑا اس قبر مین رکہا اور ایک دوسری قبر مین اور فرمایا شاید انکا عذاب ہلکا ہو جبتک
وہ تر رہین وہ عذاب نہین دیے جلتے ہین مگر اوس امر مین جو بڑا نہین ہے غیبت اور پیشاب مین اور روایت کیا امام
احمد اور ابن ماجہ نے ابوامامہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت گرمی کے دن مین بقیع الغرقد کو گئے ابوامامہ نے کہا
لوگ آپکے پیچھے چل رہے تہے آپنے انکی جوتیون کی آواز سنی تو آپ کو ناگوار معلوم ہوا آپ بیٹھ گئے یہانتک کہ
اُن لوگون کو اپنے آگے کر دیا جب بقیع الغرقد پر گذرے تو آپنے دو قبرین دیکھین اُس دن مین دو آدمیون کو دفن
کیا تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہان ٹہیرے اور پوچھا تمنے آج کے دن یہان کن کو دفن کیا انہون نے عرض کیا
فلانے اور فلانے کو پہر عرض کیا ای نبی اللہ کے آپنے کیون پوچھا آپنے فرمایا ان مین سے ایک آدمی تو پیشاب سے
احتیاط اور بچاؤ نہ کرتا تہا اور دوسرا چغلخوری کرتا پہرتا تہا اور آپنے ایک ہری ڈالی لی اوسکو چیرا پہر دونون
قبرون پر اوسکو لگا دیا لوگون نے عرض کیا اے نبی اللہ کے آپنے ایسا کیون کیا آپنے فرمایا ان دونو کا عذاب

ہلکا ہوگا لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کب تک عذاب کیے جاوینگے آپنے فرمایا یہ غیب کی بات ہے اوسکو کوئی نہین جانتا سوا اللہ کے اور اگر تمہارے دل خراب نہ ہوتے اور تم زیادہ باتین نہ کرتے تو تم بہی وہ سنتے جو مین سنتا ہون اور ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین عبد الرحمن بن حسنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوے آپکے ہاتہہ مین ڈہال تہی آپنے اوسکو رکہا اور بیٹہہ کر پیشاب کیا ڈہال کی آڑ مین لوگون نے کہا دیکہو آپ اس طرح سے پیشاب کرتے ہین جیسے عورت پیشاب کرتی ہے آپنے یہہ سنا فرمایا افسوس ہے تم نہین جانتے بنی اسرائیل کے ساتہی کو بنی اسرائیل کا یہ حال تہا جب انکے کپڑے یا بدن سے پیشاب لگ جاتا تو وہ قینچیون سے کاٹ ڈالتے اُس ساتہی نے انکو منع کیا اُس سے تو عذاب دیا گیا اپنی قبر مین اور روایت کیا ابن حبان نے صحیح مین ابو ہریرہ سے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ جا رہے تہے اتنے مین دو قبرون پر گذرے آپ کہڑے ہوگئے ہم بہی آپکے ساتہہ کہڑے ہوگئے آپکا رنگ بدلنے لگا یہانتک کہ آپکی قمیص کی آستینیں لرزنے لگی ہمنے عرض کیا کیا ہوا آپکو یا رسول اللہ آپنے فرمایا کیا تم نہین سنتے جو مین سنتا ہون ہم نے کہا کیا یا رسول اللہ آپنے فرمایا یہ دو شخص ہین جنکو عذاب ہو رہا ہے انکی قبرون مین سخت عذاب ایک ہلکے گناہ مین ہمنے کہا کون سے گناہ مین آپنے فرمایا ایک تو پیشاب سے نہین بچتا تہا اور دوسرا لوگون کو ایذا دیتا تہا اپنی زبان سے اور چغلخوری کرتا پہرتا تہا اُن مین پہر آپنے دو شاخین منگوائین کہجور کی شاخون مین سے اور ہر ایک قبر مین ایک شاخ لگا دی ہمنے کہا کیا اس سے انکو فائدہ ہوگا آپنے فرمایا ہان انکا عذاب ہلکا رہیگا جب تک وہ شاخین ہری رہین گی منذری نے کہا ہلکے گناہ سے یہ مراد ہے کہ انکے گمان مین ہلکا تہا یا اوس سے پرہیز کرنا آسان تہا نہ یہ کہ واقع مین ہلکا تہا کیونکہ چغلخوری بالاتفاق حرام ہے اور شفی بن ماتع سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار آدمی ایذا دینگے دوزخ والون کو اوس ایذا کے سوا جو اون کو ہوگی وہ دوڑینگے حمیم (گرم پانی) اور جحیم (انگار) مین اور پکارینگے خرابی اور ہلاکت کو دوزخ والے ایک دوسرے سے کہینگے ان کو کیا ہوا جو انہون نے ہم کو ایذا دی رکہی ہے اوس ایذا پر جو ہم کو ہے پہر کہا کہ ایک شخص ہوگا جسپر آگ کا ایک تابوت بند ہوگا اور ایک شخص اپنی آنتون کو کہینچتا ہوگا اور ایک شخص کے منہ سے خون اور پیپ بہتا ہوگا اور ایک شخص اپنا گوشت کہاتا ہوگا تو تابوت والے سے کہا جاویگا کیا حال ہے اُسکا جو دور ہے اللہ کی رحمت سے کہ ایذا دی اوسنے ہم کو اوس ایذا کے علاوہ جو ہم کو ہے وہ کہیگا یہ شخص اللہ کی رحمت سے دور ہے (یعنے اپنے کو کہے گا) مرگیا اور اسکے ذمہ لوگون کے روپیہ تہے نہ اوسنے ادا کیا نہ اتنا مال چہوڑا جو اُن روپیون کو کافی ہوتا پہر جو آنتین کہینچتا ہوگا اوس سے کہا جاویگا کیا حال ہے اوسکا جو دور ہے اللہ کی رحمت سے اُسنے

ہم کو ایذا دی اوس ایذا کے سوا جو ہم کو ہے وہ کہینگا یہ شخص اللہ کی رحمت سے دور پرواہ نہ کرتا تہا پیشاب کی جہان اسکو
لگے یعنے اوسکو دہوتا نہ تہا اور ذکر کیا باقی حدیث کو روایت کیا اوسکو ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت مین اور کتاب
ذم الغیبت مین اور طبرانی نے کبیر مین باسناد ضعیف اور ابو نعیم نے اور کہا کہ شفی بن ماتع کے صحابی ہونیمین اختلاف
ہے بعضون نے کہا وہ صحابی تہا منذری نے کہا پوری حدیث غیبت کے باب مین آویگی اور طبرانی نے معجم کبیر مین روایت
کیا ابو امامہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچو پیشاب سے کیونکہ اول آدمی کی پوچہ ہوگی مندی سے قبر مین منذری
نے کہا اوسکی اسناد مین کچہ برائی نہین ہے، **باب** مَا جَاءَ فِي غَسْلِ الْبَوْلِ بول دہونیکا بیان (یعنی آدمی کا بول) وَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَاحِبِ الْقَبْرِ كَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ سِوَى بَوْلِ النَّاسِ اور جناب
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبر والے کے لیے (جسپر اوپر گذرا) کہ وہ اپنے پیشاب سے احتیاط نہ کرتا تہا اور نہین بیان
کیا مگر آدمیون کے پیشاب کا **ف** ابن بطال نے کہا امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ اس حدیث مین جو آیا ہے کہ وہ پیشاب سے
بچاؤ نہین کرتا تہا تو مراد پیشاب سے آدمی کا پیشاب ہے نہ جانورون کا اور جس نے اوسکو عام رکہا ہے ہر ایک پیشاب کے
لیے اوسکی دلیل نہین ہے، اور اس سے رد ہوگیا خطابی کا اونہون نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ تمام پیشاب نجس ہین
اور رد اس طور سے ہے کہ حدیث مین مِنْ بَوْلِهِ ہے یعنے اپنے پیشاب سے نہین بچتا تہا اب جس روایت مین مِنَ الْبَوْلِ آیا
ہے وہ محمول ہے اسپر کیونکہ مطلق محمول ہوتا ہے مقید پر دوسرے یہ کہ اور احادیث سے جانورون کے پیشاب کی طہارت نکلتی
ہے خصوصًا ان جانورون کے پیشاب کی جنکا گوشت حلال ہے پس یہی قرینہ ہے کہ مراد اس حدیث مین ایک خاص پیشاب
ہے یعنے آدمی کا پیشاب مطلق پیشاب اور جانورون کے پیشاب کی بحث جدا ہے تو آگے آویگی حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ
بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي مَيْمُونَةَ
عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَبَرَّزَ لِحَاجَتِهِ أَتَيْتُهُ بِمَاءٍ فَيَغْتَسِلُ بِهِ
ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے یعقوب بن ابراہیم (دورقی) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے اسمعیل بن
ابراہیم نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہہ سے روح بن القاسم نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہہ سے عطار بن
ابی میمونہ (ابو معاذ بصری) نے اونہون نے روایت کی انس بن مالک سے اونہون نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم جب اپنی حاجت کے لیے باہر نکلتے تو مین پانی لیکر آپ پاس آتا آپ پانی سے دہوتے **ف** اور حاجت
عام ہے پیشاب اور پاخانہ دونون کو شامل ہے تو پیشاب کا دہونا ثابت ہوا اور یہی ترجمہ باب ہے حافظ نے کہا
اسکی بحث یعنی پانی سے استنجا کرنیکی اوپر تفصیل سے گذر چکی قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو طہارت

اور صلوۃ مین نکالا اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے طہارت مین انتہے **باب** تو بیچ کے ساتہہ اس مین کوئی
ترجمہ مذکور نہین ہے حافظ نے کہا جہان ایسا ہوتا ہے تو وہ فصل کی طرح ہے پہلے باب سے اور اس باب مین جو حدیث مذکور ہے
اس سے پیشاب کا دہونا ثابت ہوتا ہے لیکن ڈہیلا لینے کی رخصت دوسری احادیث سے ثابت ہے تو اس سے دلیل لیجاویگی
اس پیشاب کے دہونے پر جو مخرج سے تجاوز کرے یا بدن یا کپڑے مین دوسری جا پر لگے حدثنا محمد بن المثنى
قال حدثنا محمد بن خازم قال حدثنا الاعمش عن مجاهد عن طاوس عن ابن عباس قال مر النبي
صلى الله عليه وسلم بقبرين فقال انهما ليعذبان وما يعذبان في كبير اما احدهما فكان لا
يستتر من البول واما الآخر فكان يمشي بالنميمة ثم اخذ جريدة رطبة فشقها نصفين فغرز في
كل قبر واحدة قالوا يا رسول الله لم فعلت قال لعله يخفف عنهما ما لم ييبسا قال ابن المثنى وحدثنا
وكيع قال حدثنا الاعمش قال سمعت مجاهدا مثله ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے محمد بن مثنی (بصری) نے انہون
نے کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد بن خازم (ابو معاویہ ضریر کوفی) نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے اعمش (سلیمان بن
مہران کوفی) نے انہون نے روایت کی مجاہد (بن جبر) سے انہون نے طاوس (بن کیسان) سے انہون نے ابن عباس سے کہ جناب
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم دو قبرون پر گذرے تو فرمایا ان کو عذاب ہو رہا ہے اور بڑے گناہ مین عذاب نہین ہے لیکن
ایک تو پیشاب سے نہین بچتا تہا اور دوسرا چغلی کہاتا پہرتا تہا پہر آپنے ایک ہری شاخ لی اور اسکو بیچ مین سے چیر کر دو
ٹکڑے کیے اور ہر ایک قبر مین ایک ٹکڑا گاڑ دیا لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ آپنے ایسا کیون کیا آپنے فرمایا کہ
ان کا عذاب ہلکا ہو جب تک وہ ڈالیان خشک نہو وین **ف** یہ حدیث پہلے گذر چکی منصور کی روایت سے
انہون نے مجاہد سے انہون نے ابن عباس سے اور اس اسناد مین اعمش کی روایت ہے مجاہد سے انہون نے طاوس سے انہون نے
ابن عباس سے دارقطنی نے اعتراض کیا کہ پہلے اسناد مین طاوس ساقط ہے اور جواب یہ ہے کہ منصور ثقہ ہے اور مجاہد نے
خود ابن عباس سے سنا ہے تو احتمال ہے کہ یہ حدیث مجاہد نے خود ابن عباس سے سنی ہو اور طاوس کے واسطے سے بہی قسطلانی
نے کہا اعمش کی اسناد سے روایت کیا اسکو مسلم اور اصحاب سنن نے انتہے مختصرا **ف** ابن مثنی نے کہا اور حدیث بیان
کی ہم سے وکیع نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے اعمش نے انہون نے کہا مین نے سنا مجاہد سے مثل اس کے جو گذرا **ف**
یہ دوسری سند امام بخاری نے ایسی نقل کی کہ اس مین تصریح ہے اعمش کی سماع کی مجاہد سے اور نکالا اسکو ابو نعیم نے مستخرج
مین اسی سند سے **باب** ترك النبي صلى الله عليه وسلم والناس الاعرابي حتى فرغ من بوله في المسجد
اس باب مین یہ بیان ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ نے اس گنوار کو چھوڑ دیا جسنے مسجد مین پیشاب

کیا یہاں تک کہ وہ پیشاب سے فارغ ہو گیا حدثنا موسیٰ بن اسمٰعیل قال حدثنا ھمام قال اخبرنا اسحاق عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رای اعرابیا یبول فی المسجد فقال دعوہ حتی اذا فرغ دعا بماء فصبہ علیہ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ہمام ابن یحییٰ بن دینار نے اونہوں نے کہا خبر دی ہم کو اسحاق (ابن عبد اللہ بن ابی طلحہ انصاری) نے اونہوں نے روایت کی انس سے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گنوار کو دیکھا مسجد میں پیشاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا اوس کو چھوڑ دو جب وہ پیشاب کر چکا تو آپ نے پانی منگوایا اور اوس پر بہا دیا **ف** حافظ نے کہا آپ نے چھوڑ دیا اسلیے کہ اگر اوسکو سزا دیتے تو دو حال سے خالی نہ ہوتا یا وہ پیشاب روک لیتا تو اوسکو ضرر ہوتا یا نہ روکتا تو اوسکا کپڑا اور بدن نجس ہو جاتا اور مسجد کی دوسری مقام بھی نجس ہو جاتے اور ابو بکر تاریخی نے عبد اللہ بن نافع مزنی سے نقل کیا کہ اوس گنوار کا نام اقرع بن حابس تمیمی تھا اور بعضوں نے کہا اور کوئی شخص تھا دوسری روایت میں ہے کہ ایک بڑا ڈول پانی کا آپ نے منگوایا اور اوس پر ڈالدیا یعنی بہا دینے کا حکم کیا اور امام مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر آپ نے اوس گنوار کو بلایا اور فرمایا مسجدیں پیشاب اور پلیدی کے لیے لائق نہیں ہیں وہ تو اللہ کی یاد اور نماز اور قرآن پڑھنے کے لیے ہیں اور اس حدیث کے فائدے آگے کے باب میں مذکور ہونگے ان شاء اللہ تعالی قسطلانی نے کہا بعضوں نے کہا وہ گنوار ذو الخویصرہ یمانی تھا نقل کیا یہ ابو الحسن بن فارس نے اور یہ وہم ہے قسطلانی کا ابو الحسن بن فارس نے اوسکا نام عیینہ بن حصن نقل کیا ہے جیسے آگے آویگا

باب صب الماء علی البول فی المسجد مسجد میں پیشاب پر پانی بہانے کا بیان **حدثنا** ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزہری قال اخبرنی عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبۃ بن مسعود ان ابا ہریرۃ قال قام اعرابی فبال فی المسجد فتناولہ الناس فقال لھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعوہ وھریقوا علی بولہ سجلا من ماء او ذنوبا من ماء فانما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے ابو الیمان (حکم بن نافع) نے اونہوں نے کہا خبر دی ہمکو شعیب نے اونہوں نے روایت کی زہری سے اونہوں نے کہا خبر دی مجھکو عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے کہ ابو ہریرہ نے کہا ایک گنوار اٹھا اور مسجد میں پیشاب کر دیا لوگوں نے اوسکو لیا زبان سے برا کہنا شروع کیا ایک روایت میں ہے کہ حملہ کیا اوس پر ایک روایت میں ہے کہ کھڑے ہوئے اوسکی طرف ایک میں ہے کہ آپ کے اصحاب نے اوسکو منع کرنا چاہا ایک میں ہے کہ لوگوں نے اوسکو ڈانٹا ایک میں ہے کہ لوگ اوس پر چلائے تب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون سے فرمایا چھوڑ دو اوسکو اور بہا دو اوسکے پیشاب پر ایک بھرا ڈول پانی کا (راوی کو شک ہے کہ سجل کا لفظ کہا یا ذنوب کا اور دونوں کا معنی ایک ہے یعنی ڈول بھرا ہوا پانی سے)

کیونکہ تم بھیجے گئے آسانی کے لیے اور نہیں بھیجے گئے دشواری کے لیے **ف** یہ مجاز فرمایا کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھیجے گئے تھے نہ صحابہ اسوجہ سے کہ صحابہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے بھیجے جاتے تھے اور لوگوں کی طرف۔ حافظ نے کہا ترمذی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس گنوار نے پہلے نماز پڑھی پھر یہ دعا کی یا اللہ مجھ پر رحم کر اور محمد پر اور ہمارے ساتھ کسی پر رحم نہ کر حضرت نے فرمایا تو نے ایک کشادہ چیز کو (اللہ تعالیٰ کی رحمت کو) تنگ کر دیا پھر تھوڑی دیر کے بعد مسجد میں پیشاب کر دیا اور یہ زیادت مصنف نے ادب میں نکالی اور روایت کیا اوسکو ابن ماجہ اور ابن حبان نے ابو ہریرہ سے اور ابن ماجہ نے واثلہ بن اسقع سے اور ابو موسیٰ مدینی نے صحابہ میں انکی روایت میں اس گنوار کا نام ذو الخویصرہ یمانی مذکور ہے اور ابو الحسن بن فارس نے نقل کیا کہ اسکا نام عیینہ بن حصن تھا واللہ اعلم **حَدَّثَنَا** عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے عبدان (عبد اللہ عتکی) نے اونہوں نے کہا خبر دی ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے اونہوں نے کہا خبر دی ہم کو یحییٰ بن سعید انصاری نے انہوں نے کہا میں نے سنا انس بن مالک سے اونہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** اور یہ حدیث ابھی گذری قسطلانی نے کہا بیہقی نے عبدان کی روایت کو اس لفظ سے نکالا کہ ایک گنوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا جب حاجت سے فارغ ہوا تو مسجد کے ایک کونے کیطرف اٹھا پھر پیشاب کیا لوگ اوس پر چلائے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو روکا اس سے پھر فرمایا ایک ڈول پانی کا اوس پر ڈالدو اور روایت کیا انس کی حدیث کو مولف نے آگے کے باب میں اور ادب میں اور مسلم نے طہارت میں اور ترمذی اور نسائی اور ابو داود اور ابن ماجہ نے

باب يُهْرِيقُ الْمَاءَ عَلَى الْبَوْلِ پیشاب پر پانی بہانے کا بیان

وَحَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَبَالَ فِي طَائِفَةِ الْمَسْجِدِ فَزَجَرَهُ النَّاسُ فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَضَى بَوْلَهُ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَنُوبٍ مِنْ مَاءٍ فَهُرِيقَ عَلَيْهِ **ترجمہ** اور حدیث بیان کی ہم سے (کریمہ کی روایت میں وَ اؤ نہیں ہے) خالد بن مخلد نے اونہوں نے کہا اور حدیث بیان کی (اصیلی اور ابو الوقت کی روایت میں وَ اؤ نہیں ہے) ہم سے سلیمان (بن بلال) نے انہوں نے روایت کی یحییٰ بن سعید سے اونہوں نے کہا میں نے سنا انس بن مالک سے اونہوں نے کہا ایک گنوار آیا اور اوس نے مسجد کے ایک ٹکڑے میں پیشاب کر دیا لوگوں نے اوسکو ڈانٹا تو جناب رسالت مآب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو منع فرمایا اوسکو ڈانٹنے اور جھڑکنے سے جب وہ پیشاب کر چکا تو آپ نے حکم دیا ایک بھرا ڈول پانی کا اوس پر بہایا گیا **ف** عبدان کی روایت میں ہے آپ نے فرمایا چھوڑ دو

اوسکو لوگون نے اوسکو چہوڑ دیا حافظ نے کہا اسحدیث مین کئی فائدی ہین ایک یہ کہ نجاست سے بچنا صحابہ کے دلون مین معلوم
تہا جب تو انہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس گنوار پر انکار کیا بغیر آپسے پوچہے دوسرے یہ کہ اچہی بات کا
حکم کرنا اور بری بات سے منع کرنا یہ بہی صحابہ کا طریق تہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر صحابہ کے اعتراض
نہ کیا اور گنوار کی ایذا سے روکا دوسری مصلحت کے لیے جو اوپر گذر چکی تیسرے مفسدہ کو دور کرنے مین جلدی کرنا کیونکہ
آپنے پیشاب سے فارغ ہوتے ہی ڈول پانی بہانیکا حکم دیا چوتہی نجاست دور کرنے کیلیے پانی کا معین ہونا اسلیے
کہ اگر صرف سوکہہ جانے سے یا دہوپ سے زمین پاک ہوجاتی تو پانی منگوانے کی کیا ضرورت تہی پانچوین یہ کہ نجاست
جس پانی سے دہوئی جاوے وہ پاک ہے کیونکہ آخر یہ پانی زمین مین جذب ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس مٹی
کے دور کرنے کا حکم نہ دیا اور دلیل لی ہے اسحدیث سے کہ پانی کا زمین مین ڈوب جانا شرط نہین ورنہ زمین کی طہارت
اسوقت ہوتی جب وہ سوکہہ جاتی اسیطرح کپڑے کا نچوڑنا شرط نہین چہٹی جاہل سے نرمی اور ملائمت کرنا اور اس
سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن خلق نکلتا ہے ابن ماجہ اور ابن حبان کی روایت مین ہے ابو ہریرہ سے کہ جب وہ گنوار اسلام
مین سمجہدار ہوگیا تو بولا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری طرف اوٹہے قسم میرے باپ اور مان کی پہر آپنے نہ ملامت
کی نہ برا کہا ساتوین مسجد کی تعظیم اور پاک رکہنا اسکا پلیدی سے اور مسلم کی روایت مین جو حصر ہے تین باتون کا
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد مین انکے سوا (یعنے ذکر اور صلوۃ اور قرآن کے) اور باتین درست نہین لیکن اجماع ہے
کہ بعض باتین اور درست ہین مگر اس مین شک نہین کہ اور باتون کا جو ان تین باتون کی قسم سے نہین ہین مسجد مین
کرنا اولی کے خلاف ہے آٹہوین زمین کا پاک ہوجانا اوسپر پانی ڈالنے سے اور کہودنا ضرور نہین اور حنفیہ نے اسکا
خلاف کیا ہے اور کہودنا شرط کہا ہے طہارت کے لیے یہ نووی وغیرہ نے نقل کیا اور حنفیہ کی کتابون مین یہ ہے
کہ اگر زمین نرم ہو جس مین پانی جذب ہوجاتا ہو اسکا کہودنا ضرور نہین اور اگر سخت ہو تو اسکا کہودنا ضرور ہے اور حجت
لی ہے اسحدیث سے جو تین طریقون سے مروی ہے ایک موصول ہے ابن مسعود سے نکالا اوسکو طحاوی نے پر اسناد اس کا
ضعیف ہے یہ امام احمد وغیرہ نے کہا اور دوسرے دونون طریقے مرسل ہین ایک کو ابو داود نے نکالا عبد اللہ بن
معقل بن مقرن سے اوس مین یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مٹی لے لو جسپر پیشاب کیا تو پہینک دو اوس کو
اور اسکی جگہہ پانی بہاؤ ابو داود نے کہا یہ مرسل ہے کیونکہ ابن مقرن نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہین پایا اور دوسرے
کو سعید بن منصور نے نکالا اوس سے اور دونون کے راوی ثقہ ہین اور جو شخص مرسل سے حجت لیتا ہے اوسپر یہ حدیث
حجت ہے اور شافعی تو مرسل سے اوسوقت حجت لیتے ہین جب اسکی تائید ہو اور مرسل کرنے والا نہ روایت کرتا ہو نام لیکر

مگر ثقہ سے اور یہ امر اون دونون طریقون مین نہین ہی اور باقی فائدی اسکے کتاب الادب مین آوینگے انشاء اللہ تعالی تمام ہوا کلام حافظ کا قسطلانی نے کہا امام ابو حنیفہ سی منقول ہے کہ زمین پاک نہین ہوتی جب تک کھودی نہ جاوی اوس مقام تک جہانتک نجاست کی تری پہونچی ہو اور بعضون نے کہا زمین کی طہارت مین شرط ہی کہ ہر ایک شخص کے پیشاب پر ایک ڈول پانی کا ڈالا جاوی تو دو شخصون کے پیشاب پر دو ڈول بہانا لازم ہے پہر کہا کہ حنفیہ کا یہ قول ہے کہ جب زمین کو نجاست لگی بعد اوسکی وہ سوکہ جاوی دہوپ سے اور اسکا اثر جاتا رہی تو اوسپر نماز درست ہی کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمین کی پاکی اُسکا سوکہنا ہے اور تیمم اوسپر درست نہین ہی کیونکہ تیمم کے لیے پاک مٹی شرط ہی قرآن سے تو یہ پاکی حدیث شریف سے جو ثابت ہی اس سے ادا نہ ہوگی انتہے مختصراً قیل ہی یہ کہ حنفیہ نے حجت لی اوس سے جو دارقطنی نے نکالا انس سے اوس مین یہ ہی کہ اوتنی جگہہ کھود ڈالو پہر اوس پر پانی بہاؤ اور کہا کہ متفرد ہوا اس لفظ سی عبد الجبار اور ابن عیینہ کے حافظ ساتہیون نے اس لفظ کو نہین نقل کیا حافظ نے تلخیص مین کہا کہ مرسل طریقہ جو ابوداؤد اور سعید بن منصور نے نکالا اسکا اسناد صحیح ہے اور وہ جب باب کی حدیثون سی ملجاوی تو اوسکو قوت ہوجاتی ہے اور اس کے دو اسناد موصول مین ایک تو ابن مسعود سے نکالا اسکو طحاوی اور دارمی اور دارقطنی نے اور اس مین یہ ہے کہ پہر حکم دیا آپنے وہ جگہہ کھودی گئی اور اوسپر ایک ڈول پانی کا ڈالا گیا اور اسکی اسناد مین سمعان بن مالک ہے وہ قوی نہین یہ ابو زرعہ نے کہا اور ابن ابی حاتم نے علل مین ابو زرعہ سی نقل کیا کہ وہ حدیث منکر ہے اور ایسا ہی کہا احمد نے اور ابو حاتم نے کہا اوسکی کوئی اصل نہین اور دوسرا واثلہ بن اسقع سی اوسکو نکالا احمد اور طبرانی نے اور اسکی اسناد مین عبید اللہ بن ابی حمید ہذلی ہے اور وہ منکر الحدیث ہی یہ بخاری اور ابو حاتم نے کہا شوکانی نے کہا باب کی حدیث سے دلیل لی ہی آدمی کا پیشاب نجس ہونے پر اور اسپر کہ زمین کی طہارت پانی ہی سی ہوتی ہے نہ سوکہنے سے ہوا یا دہوپ سے اور یہی مذہب ہے عترت اور شافعی اور مالک اور زفر کا اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف کا یہ قول ہی کہ زمین سوکہنے سے پاک ہوجاتی ہی خواہ ہوا سے سوکہی یا دہوپ سے اور دلیل لی ہے اس حدیث سی کہ زمین کی پاکی اُسکا سوکہنا ہے اور اس حدیث کی مرفوعاً کوئی اصل نہین البتہ ابن ابی شیبہ نے اسکو امام محمد باقر کا قول نقل کیا ہے اور عبد الرزاق نے ابو قلابہ کا قول اس لفظ سی جَفَافُ الْاَرْضِ طُهُوْرُهَا اور مسلم کی روایت مین ہی انس سے کہ ہم مسجد مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہ بیٹہے تہے اتنے مین ایک گنوار آیا وہ کہڑے ہوکر پیشاب کرنے لگا مسجد مین آپکے اصحاب نے کہا مہ مہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت کاٹو (پیشاب اُسکا) اوسکو چہوڑ دو اوسکو اونہون نے چہوڑ دیا یہانتک کہ اوس نے پیشاب کر لیا پہر آپنے اوسکو بلایا اور فرمایا مسجدین لائق نہین ہین ان پیشاب اور پلیدی کے

مین کسی چیز کے وہ تو اللہ کی یاد اور نماز اور قرآن پڑھنے کے لیئے ہین یا جیسا آپ نے فرمایا پہر حکم کیا آپ نے لوگون مین سے
ایک شخص کو وہ ایک ڈول پانی کا لایا اور اسپر بہا دیا انتہے مختصراً زیلعی نے ہدایہ کی تخریج مین کہا کہ صاحب ہدایہ
نے جو یہ حدیث بیان کی زکوۃ الارض یبسہا یہ غریب ہے البتہ ابن ابی شیبہ نے مصنف مین امام محمد بن علی باقر سے
نکالا اونہون نے کہا زکوۃ الارض یبسہا اور ابن حنفیہ اور ابی قلابہ سے نکالا اذا جفت الارض فقد زکت اور
عبد الرزاق نے مصنف مین ابو قلابہ سے جفوف الارض طہورها واللہ اعلم **باب** بول الصبیان
بچون کے پیشاب کا بیان **ف** حافظ نے کہا بچون کے پیشاب مین لڑکا اور لڑکی دونو داخل ہین اور لڑکا اور لڑکی دونو
کے پیشاب مین فرق ہونے پر کئی حدیثین آئی ہین جو مولف کی شرط پر نہ تہین اسلیئے انکو اس کتاب مین نہ لائے
اون مین سے ایک **حضرت علی** کی حدیث ہے مرفوعاً دودہ پیتے بچے کے پیشاب مین کہ پانی چہڑکا جاوے لڑکے (فرزند ۱۲) کے پیشاب
پر اور دہو یا جاوے لڑکی کا پیشاب اور روایت کیا اوسکو ابو داوٗد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور امام احمد اور طحاوی
نے ہشام کے طریق سے اونہون نے (دختر ۱۲) قتادہ سے اونہون نے ابو حرب بن ابی الاسود سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے حضرت علی سے
قتادہ نے کہا یہ حکم اسوقت تک ہے جبتک وہ دونو کہانا نہ کہاوین پہر جب کہانا کہانے لگین تو دونون کا پیشاب
دہویا جاویگا اور اسناد اسکا صحیح ہے اور روایت کیا اوسکو سعید نے قتادہ سے موقوفاً اور اس سے کوئی قدح نہین ہوتا
زیلعی نے کہا روایت کیا اسحدیث کو حاکم نے مستدرک مین مرفوعاً حضرت علی سے اور کہا یہ بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے
اور انہون نے نہین نکالا اوسکو اور اسکے دو شاہد اور ہین صحیح سے نکالا لبابہ اور ابو السمح کی روایت کو انتہے ترمذی
نے کہا یہ حدیث حسن ہے نیل مین ہے کہ ابو داوٗد نے اوسکو مرفوعاً روایت کیا اور موقوفاً اس لفظ سے کہ دہویا جاویگا لڑکی (دختر ۱۲)
کے پیشاب سے اور چہڑکا جاویگا لڑکے (فرزند ۱۲) کے پیشاب سے جبتک کہانا نہ کہاوے **دوسری** ابو السمح کی حدیث اوہ خادم تہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوسکو روایت کیا ابو داوٗد اور نسائی اور ابن ماجہ اور بزار اور ابن خزیمہ نے کہ مین خدمت
کرتا تہا حضرت کی تو امام حسن علیہ السلام یا امام حسین علیہ السلام لائے گئے اور انہون نے پیشاب کر دیا آپکے سینے پر مین آیا
اوسکو دہونے کو آپ نے فرمایا دہویا جاوے لڑکی کے پیشاب سے اور پانی چہڑکا جاوے لڑکے کے پیشاب سے زیلعی نے کہا روایت
کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین اور کہا صحیح ہے حافظ نے کہا ابن خزیمہ نے بہی اوسکو صحیح کہا شوکانی نے کہا ابو زرعہ
اور بزار نے کہا ابو السمح سے اسحدیث کے سوا اور کوئی حدیث مروی نہین اور ان کا نام معلوم نہین ہوا بخاری نے کہا
یہ حدیث حسن ہے **تیسری** لبابہ بنت حارث کی حدیث جسکی کنیت ام الفضل ہے روایت کیا اوسکو احمد اور ابو داوٗد
اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور طبرانی اور طحاوی نے کہ پیشاب کیا امام حسین بن علی

علیہ السلام نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی گود مین پیشاب کیا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ اپنا کپڑا مجھکو دیجیے اور آپ دوسرا کوئی کپڑا پہن لیجیے تاکہ مین اسکو دہو دون آپنے فرمایا لڑکے کے پیشاب سے پانی چہڑکنا کافی ہے اور لڑکی کو پیشاب سے دہونا چاہیے ابن خزیمہ نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور حاکم نے بھی کہا وہ صحیح ہے چوتھی حدیث ام کرز خزاعیہ کی ابن ماجہ نے اپنی سنن مین نکالی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی چہڑکا جاویگا لڑکے کے پیشاب پر اور لڑکی کا پیشاب دہویا جاویگا ابن ماجہ نے کہا حدیث کی ہم سے احمد بن موسی بن معقل نے اونہون نے کہا حدیث کی ہم سے ابو الیمان مصری نے اونہون نے کہا مین نے امام شافعی سے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو کہ پانی چہڑکا جاوے لڑکے کے پیشاب سے اور دہویا جاوے لڑکی کے پیشاب سے حالانکہ دونون پیشاب برابر ہین اونہون نے کہا لڑکے کا پیشاب پانی اور مٹی سے ہے اور لڑکی کا پیشاب گوشت اور خون سے ہے اللہ تعالی نے جب حضرت آدم کو پیدا کیا تو حضرت حوا کو اون کی پسلی سے بنایا تو لڑکے کا پیشاب پانی اور مٹی سے ہوا اور لڑکی کا گوشت اور خون سے انتہے اور روایت کیا امام احمد نے ام کرز سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس ایک لڑکا لایا گیا اوس نے آپ پر پیشاب کر دیا آپنے حکم دیا تو پانی چہڑکا گیا اوس مقام پر جہان اوس نے پیشاب کیا تہا اور ایک لڑکی لائی گئی اوس نے آپ پر پیشاب کر دیا آپنے حکم دیا وہ دہویا گیا شوکانی نے کہا یہ دونون روایتین منقطع ہین کیونکہ عمرو بن شعیب نے اون کو روایت کیا ام کرز سے اور عمرو نے ام کرز سے ملاقات نہین کی اور اختلاف ہوا اس مین عمرو پر بعضون نے اوسکو روایت کیا عمرو سے اونہون نے اپنے باپ شعیب سے انہون نے دادا عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے نکالا اس روایت کو طبرانی نے پانچوین حدیث زینب بنت جحش کی طبرانی نے نکالی معجم مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اون کے پاس سو رہتے تہے اور امام حسین علیہ السلام گہٹنون چل رہے تہے گہر مین اور اون سے غافل ہوگئی وہ گہٹنون چلے یہانتک کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے پر چڑہ گئے پہر پیشاب کر دیا آپ جاگ اوٹہے مین کہڑی ہوئی اور امام ہمام کو آپ سے لے لیا آپنے فرمایا چہوڑ دے میرے بیٹے کو جب امام پیشاب سے فارغ ہوئے تو آپنے ایک کوزہ پانی کا لیا اور وہ پانی پیشاب کے مقام پر بہا دیا اور فرمایا کہ پانی بہایا جاویگا لڑکے کے پیشاب سے اور دہویا جاویگا لڑکی کے پیشاب سے **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتْبَعَهُ إِيَّاهُ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے انہون نے کہا خبر دی ہمکو مالک بن انس امام اور فقیہ مدینہ طیبہ نے اونہون نے روایت کی ہشام بن عروہ سے انہون نے

اپنے باپ عروہ بن الزبیر سے انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے انہوں نے کہا ایک لڑکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا **ف** حافظ نے کہا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ام قیس کا بیٹا تھا جسکا ذکر بعد کی حدیث میں آویگا اور احتمال ہے کہ امام حسن بن علی علیہ السلام ہوں یا امام حسین علیہ السلام کیونکہ طبرانی نے معجم اوسط میں روایت کیا ام المومنین ام سلمہ سے باسناد حسن انہوں نے کہا پیشاب کر دیا امام حسن یا امام حسین علیہما السلام نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ پر آپ نے انکو رہنے دیا یہانتک کہ وہ پیشاب سے فارغ ہوئے پھر پانی منگوایا اور اسپر بہا دیا اور امام احمد نے ابو لیلیٰ سے ایسا ہی نکالا اور امام طحاوی نے روایت کیا انہی طریق سے ابو لیلیٰ سے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا اوس وقت کہ امام حسن لائے گئے انہوں نے آپ پر پیشاب کر دیا لوگوں نے چاہا کہ انکو جلدی سے ہٹا دیں آپ نے فرمایا میرا بیٹا میرا بیٹا جب وہ فارغ ہوئے اپنے پیشاب سے آپ نے اوسپر پانی بہا دیا۔ اس روایت میں شک نہیں ہے کہ ایسا ہی روایت کیا طبرانی نے ابو امامہ سے اور روایت کیا طحاوی نے ابو لیلیٰ سے دوسرے اسناد سے کہ میں بیٹھا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور آپکے پیٹ یا سینے پر امام حسن تھے یا امام حسین رضی اللہ عنہما انہوں نے آپ پر پیشاب کر دیا یہانتک کہ میں نے اونکے پیشاب کو دیکھا باریک باریک خون کیطرح پھر ہم کھڑے ہوئے اونکی طرف آپ نے فرمایا چھوڑ دو انکو بعد اوسکے آپ نے پانی منگوایا اور اسپر بہا دیا اور روایت کیا طحاوی نے ام الفضل کی حدیث سے کہ جب امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ لڑکا مجھے دیجیے میں اسکو پالوں یا اوسکو اپنا دودھ پلاؤں آپ نے ایسا ہی کیا پھر میں اسکو لیکر آئی آپکے پاس آپ نے اوسکو بٹھایا اپنے سینے پر اوس نے پیشاب کر دیا تو آپ کی تہ بند پر پیشاب لگا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اپنی ازار (تہ بند) مجھکو دیجیے تاکہ میں اسکو دھو ڈالوں آپ نے فرمایا کہ لڑکے کے پیشاب پر پانی بہایا جاوے اور لڑکی کا پیشاب دھویا جاوے اور ترجیح اسکو ہے کہ یہ لڑکا امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے سوا اور کوئی تھا اسکی وجہ یہ ہے کہ مؤلف نے عقیقہ میں نکالا یحییٰ قطان کے طریق سے انہوں نے ہشام بن عروہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس ایک لڑکا لایا گیا آپ چبا کر اوسکے منہ میں دینے لگے اور اسی میں یہ قصہ ہے کہ اوس نے پیشاب کر دیا آپکے کپڑے پر اور امام حسن کا قصہ ابو لیلیٰ اور ام سلمہ کی حدیث میں ہے انہوں نے پیشاب کیا آپکے پیٹ پر اور طبرانی نے زینب بنت جحش سے نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے اور امام حسن علیہ السلام ہاتھوں اور گھٹنوں پر چلتے ہوئے آئے اور آپکے پیٹ پر چڑھ گئے اور اپنی ذکر آپ کی ناف میں رکھی پھر پیشاب کیا بعد اوسکے پوری حدیث بیان کی تو ظاہر ہوا فرق دونوں میں تمام ہوا کلام حافظ کا مع زیادہ کے ❊ مترجم کہتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسے ان دونوں شاہزادوں سے محبت تھی وہ ان روایات سے ظاہر ہوتی ہے

کہ پیشاب کرتے مین صحابہ نے ہٹانا چاہا تو آپنے اتنی تکلیف بہی اُنکی گوارا نہ کی اور بے اختیار فرمایا میرا بیٹا میرا بیٹا پہر
جو لوگ اہلحدیث ہین اور عاشق رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ہین وہ ان دونون شاہزادون پر اپنی جان تصدق
کرنا عین ایمان اور سعادت سمجھتے ہین اور اُنکی محبت اور الفت کو تمام جہان کی نعمتون پر مقدم رکہتے ہین اور جو کوئی
اُن سے بغض رکہے اوسکو مردود اور مطرود اور ملعون جانتے ہین خدا تعالی اُسکا منہ کالا کرے دونو جہان مین اور ہمارا
حشر ان دونو صاحبزادون کے ساتھہ کرے اور اُنکی غلامی مین ہماری نجات فرمادے آمین یا رب العالمین ف
اوس نے آپکے کپڑے پر پیشاب کردیا آپنے پانی منگوایا اور پانی کو ڈالا پیشاب کے مقام پر ف یعنی جہان جہان
کپڑے مین پیشاب لگا تہا وہان وہان پانی اوسپر ڈالدیا اسطرح کہ پانی بہا نہین بلکہ پیشاب کے ساتھہ کپڑے
مین گہس گیا اور کپڑے کو دہویا نہین حافظ نے کہا مسلم کی روایت مین صاف ہی کہ نہین دہویا اوسکو اور ابن
منذر کی روایت مین ہی پانی بہادیا اوسپر اور طحاوی کی روایت مین ہی زائدہ سے اُنہون نے ہشام سے کہ پہر چہڑک
دیا پانیکو اوسپر اور نہین دہویا اوسکو اور طحاوی کی ایک روایت مین ہی حضرت عائشہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم پاس بچے لائے جاتے آپ اُنکے لیے دعا کرتے ایک بار ایک بچہ لایا گیا اوس نے آپپر پیشاب کردیا آپ نے فرمایا پانی
بہاؤ اوسپر بہانا اور ایک روایت مین ہی فَاَتْبَعَہُ الْمَاءَ وَلَمْ یَغْسِلْہُ طحاوی نے کہا زائدہ نے فَنَضَحَہُ نقل کیا
ہے اور مالک اور ابومعاویہ اور عبدہ نے فَصَبَّہُ تو معلوم ہوا کہ نضح سے صب مراد ہے حافظ نے کہا مسلم نے لیث کی
اونہون نے ابن شہاب سے دوسری حدیث مین جو آگے آتی ہے یہ روایت کیا فَلَمْ یَزِدْ عَلٰی اَنْ نَضَحَ بِالْمَاءِ اور ابن عیینہ
سے فَرَشَّہُ یعنے چہڑک دیا اور ابوعوانہ نے اپنی صحیح مین فَنَشَرَ عَلَیْہِ نقل کیا اور نضح کے معنے پانی زیادہ ڈالنا اور
رش کے معنے چہڑکنا اور دونون روایتون مین تخالف نہین ہے کیونکہ ابتدا رش کی ہی اور انتہی نضح پر ہوئی اور
موید ہی اسکے وہ جو مسلم نے روایت کیا فَدَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّہُ عَلَیْہِ اور ابوعوانہ نے فَصَبَّہُ عَلَی الْبَوْلِ یُتْبِعُہُ اِیَّاہُ تو حاصل یہ
ہے کہ اس حدیث مین چار لفظ مروی ہین اتباع اور صب اور رش اور نضح اور مطلب سب کا ایک ہے یعنے پانی اوسپر
ڈالنا اور بہانا اور چہڑکنا اور ان روایتون مین اسکی حجت نہین جو لڑکے کا پیشاب لڑکی کیطرح نجس جانتا ہے اور
اسکا دہونا واجب جانتا ہے کیونکہ حدیث کے بعض طریقون مین صاف یہ موجود ہے کہ آپنے دہویا نہین اور خود طحاوی
کی روایت مین یہ لفظ موجود ہے وَلَمْ یَغْسِلْہُ یعنے اُسکو دہویا نہین قسطلانی نے کہا اس حدیث کو نسائی نے طہارت مین
نکالا مین کہتا ہون روایت کیا اوسکو مسلم اور طحاوی اور اور عالمون نے جیسے گذرا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ
یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُتْبَۃَ عَنْ اُمِّ قَیْسٍ بِنْتِ

محصن انها اتت بابن لها صغير لم يأكل الطعام الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فاجلسه رسول الله صلى الله عليه وسلم في حجره فبال على ثوبه فدعا بماء فنضحه ولم يغسله **ترجمہ حدیث** بیان کی ہم سے عبداللہ بن یوسف التنیسی نے اونہوں نے کہا خبر دی ہم کو مالک (امام الائمہ) نے انہوں نے روایت کی ابن شہاب (زہری) سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے اونہوں نے ام قیس سے جو محصن کی بیٹی تہین **ف** حافظ نے کہا ابن عبدالبر نے کہا انکا نام جذامہ تہا اور سہیلی نے کہا آمنہ اور وہ بہن تہین عکاشہ بن محصن کی اور مہاجرات اُول مین سے تہین اور صحیحین مین ان سے ایک یہ حدیث اور ایک طب مین بس دو حدیثین مروی ہین اور ہر ایک مین انکے بیٹے کا قصہ ہے اور ان کا بیٹا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین مرگیا صغر سن مین جیسے نسائی نے روایت کیا اور مجہے اوسکا نام معلوم نہین ہوا انتہی قسطلانی نے کہا ذہبی نے تجرید مین انکی کنیت بیان کی اور نام نہین بیان کیا انتہے **ت** کہ وہ اپنے ایک بیٹے کو جو چہوٹا تہا اور اس نے اناج نہین کہایا تہا (صرف دودہ پیا تہا اور پانی شاید پیا ہو اسیطرح کچہ جو تحنیک کے لیے دی جاتی ہے وہ کہائی ہو یا شہد چاٹا ہو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس لیکر آئین آپنے اوسکو اپنی گود مین بٹہایا اوس نے پیشاب کردیا آپ کے کپڑے پر آپنے پانی منگوایا اور اوسپر بہا دیا اور دہویا نہین اُسکو **ف** حافظ نے کہا اصیلی نے دعوی کیا کہ یہ جملہ یعنے دہویا نہین اسکو ابن شہاب کا کلام ہے جو راوی ہے حدیث کا اور حدیث اس جملہ پر ختم ہوگئی کہ پانی منگوایا اور اوسپر بہا دیا اور ایسا ہی روایت کیا معمر نے ابن شہاب سے اور ایسا ہی نکالا ابن ابی شیبہ نے کہ پانی چہڑک دیا اور نہین زیادہ کیا اوسپر اور معمر کی سیاق مین کوئی ایسا لفظ نہین جو دلالت کرے اسپر کہ یہ جملہ مدرج ہے اور عبدالرزاق نے اوسکو روایت کیا معمر سے مانند امام مالک کے مگر اوس مین یہ نہین ہے کہ نہین دہویا اوسکو اور اس جملہ کو امام مالک کے ساتہہ ذکر کیا لیث اور عمرو بن حارث اور یونس بن یزید نے ابن شہاب سے نکالا انکی روایتون کو ابن خزیمہ اور اسمٰعیلی وغیرہما نے ابن وہب کے طریق سے انہون نے ان لوگون سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا یونس سے فقط البتہ معمر نے اپنی روایت مین زیادہ کیا کہ ابن شہاب نے کہا تو سنت جاری ہوگئی کہ لڑکے کے پیشاب پر پانی چہڑکنا اور لڑکی کے پیشاب کو دہونا اور اس حدیث سے کئی فائدے نکلے ایک تو بلانا حسن معاشرت اور تواضع اور بچون پر شفقت کی طرف دوسرے بچون کو بزرگون کے پاس لیجانا برکت حاصل کرنے کے لیے تیسرے لڑکی اور لڑکے کے پیشاب کا حکم کہانا کہانے سے پہلے اور یہی مقصود ہے باب کا اور علما کے اس باب مین تین مذہب ہین اون سب مین صحیح یہ ہے کہ لڑکے کے پیشاب پر صرف پانی چہڑکنا کافی ہے اور لڑکی کے پیشاب مین کافی نہین

اور یہی قول ہے حضرت علی اور عطاء اور حسن اور زہری اور احمد اور اسحاق اور ابن وہب کا اور ولید نے امام مالک سے بھی ایسا ہی نقل کیا ہے اور مالکیہ کہتے ہیں کہ یہ روایت شاذ ہے اور ابن حزم نے ام سلمہ اور ثوری اور اوزاعی اور نخعی اور داؤد اور ابن وہب سے ایسا ہی نقل کیا ہے دوسرا مذہب یہ ہے کہ دونوں کے پیشاب میں پانی چھڑکنا کافی ہے اور یہی مذہب ہے اوزاعی کا اور ایسا ہی منقول ہے مالک اور شافعی سے اور ابن عربی نے کہا کہ یہ قول اس حالت میں ہے جب ان کے پیٹوں میں دودھ کے سوا اور کوئی غذا نہ گئی ہو تیسرا مذہب یہ ہے کہ دونوں کو دھونا ضرور ہے اور یہی مذہب ہے عترت اور حنفیہ اور مالکیہ کا شوکانی نے کہا اس باب میں جو حدیثیں مذکور ہوئیں ان سے دوسرا اور تیسرا مذہب رد ہوتا ہے اور بحر میں تیسرے مذہب پر دلیل لی ہے عمار کی مشہور حدیث سے اور اس میں یہ ہے کہ تو اپنا کپڑا دھوتا ہے پیشاب سے اور یہ حدیث باتفاق حفاظ ضعیف ہے اس کے علاوہ باب کی حدیثوں کے معارض نہیں اس لیے کہ باب کی حدیثیں خاص ہیں اور وہ عام ہے حافظ نے کہا ابن دقیق العید نے کہا حنفیہ اور مالکیہ نے قیاس پر عمل کیا اور کہا کہ حدیث میں جو یہ ہے کہ نہیں دھویا اوس کا مراد اس سے یہ ہے کہ مبالغہ کے ساتھ نہیں دھویا اور یہ تاویل ظاہر کے خلاف ہے اور رد کرتا ہے اس تاویل کو وہ فرق جو دوسری حدیثوں میں مذکور ہے لڑکا اور لڑکی کے پیشاب میں کیونکہ حنفیہ اور مالکیہ دونوں پیشابوں میں فرق نہیں کرتے خطابی نے کہا جس نے لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکنا جائز رکھا ہے وہ اس وجہ سے نہیں کہ لڑکے کا پیشاب نجس نہیں ہے بلکہ اس وجہ سے کہ اسکی نجاست خفیفہ ہے اور طحاوی نے کہا کہ بعض لوگ بچے کے پیشاب کی طہارت کے قائل ہیں کھانا کھانے سے پہلے اور ایسا ہی کہا ابن عبد البر نے اور ابن بطال نے ایسا ہی نقل کیا شافعی اور احمد سے حالانکہ شافعیہ اور حنابلہ دونوں اس سے ناواقف ہیں اور نووی نے کہا یہ نقل باطل ہے اور شاید انہوں نے ان کے قول سے جو بات لازم آتی ہے اوس کو مذہب گردانا اور ہر ایک صاحب اپنے مذہب کو دوسروں سے زیادہ جانتے ہیں مترجم کہتا ہے حنفیہ اور مالکیہ دونوں کا مذہب صحیح حدیثوں کے خلاف ہے اس وجہ سے مردود ہے اور کسی کو اس پر عمل نہ کرنا چاہیے بلکہ ان صحیح حدیثوں پر عمل کرنا لازم ہے اور تعجب ہے مالکیہ سے کہ اونکے امام مالک نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور خود اونہوں نے انکی روایت کا خلاف کیا اور امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں جو حنفیہ کی طرف سے زور لگایا اوس کا خلاصہ یہ ہے کہ نضح سے صب مراد ہے یعنے پانی بہانا ہے کہا حضرت عائشہ صدیقہ کی اوس روایت کو جس میں فصبوا علیہ الماء صبا ہے اور ابو لیلے کی روایت کو جس میں یہ ہے فلما فرغ صب علیہ الماء اور ام فضل کی حدیث کو انما یصب علی بول الغلام ویغسل بول الجاریۃ پھر کہا ان حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ لڑکے کے پیشاب کو بھی دھونا چاہیے مگر اوس میں صرف پانی بہانا بھی کافی ہے اور لڑکی کے

(حاشیہ: ۱۲ مذکر — ۱۲ فرزند — ۱۲ دختر)

پیشاب کو بھی دھونا چاہیے لیکن اس میں صرف پانی بہانا کافی نہیں کیونکہ لڑکی کا پیشاب پھیل جاتا ہے اور لڑکے کا پیشاب ایک ہی جگہ پہ رہتا ہے انتہی مختصراً اور یہ ساری تقریر بے سود ہے کیونکہ حنفیہ اس فرق کے قائل نہیں ہیں اور وہ تو دونوں کا پیشاب دھونا لازم جانتے ہیں علاوہ اسکے باب کی حدیثوں میں رش کا لفظ موجود ہے یعنے پانی چھڑک دینا اور نضح کا اور صب کا اور لغت میں نضح کے معنے چھڑکنے کے آئے ہیں صحاح اور مجمل اور دیوان الادب اور منتخب کراع اور افعال ابن طریف اور قاموس میں ہے کہ نضح اور رش ایک ہے یعنے چھڑکنا اور یہ بھی موجود ہے کہ لڑکی کا پیشاب دھویا جاوے گا اور نضح کیا جاوے گا لڑکے کے پیشاب پر پس اس سے صاف نکلتا ہے کہ نضح اور صب سے وہ معنے مراد ہے جو غسل نہیں ہے اور صاف فرق نکلتا ہے دونوں کے پیشاب میں اور تعجب ہے کہ امام طحاوی محدث ہو کر بعض مقاموں میں ابو حنیفہ کے مذہب کی تائید میں ایسا غرق ہو جاتے ہیں کہ ان کو صحیح اور فاسد تاویل کا خیال نہیں رہتا اللہ تعالی ان پر رحم کرے اور ان کی بھول چوک کو معاف فرماوے

باب البول قائماً وقاعداً پیشاب کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر کرنے کا بیان

ف حافظ نے کہا ابن بطال نے کہا مؤلف نے جو حدیث باب میں ذکر کی اوس میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا ذکر ہے لیکن جب کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہوا تو بیٹھ کر بطریق اولی جائز ہوگا میں کہتا ہوں شاید اشارہ کیا انہوں نے عبد الرحمان بن حسنہ کی حدیث کی طرف جسکو نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ نے نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کیا بیٹھ کر ہم نے کہا دیکھو آپ کو آپ پیشاب کرتے ہیں جیسے عورت پیشاب کرتی ہے اور ابن ماجہ نے اپنے بعض مشائخ سے نقل کیا کہ عرب کی عادت کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی تھی کیونکہ عبد الرحمان بن حسنہ کی حدیث میں ہے آپ بیٹھ کر پیشاب کرتے ہیں جیسے عورتیں پیشاب کرتی ہیں اور حذیفہ کی حدیث میں ہے کہ پھر آپ کھڑے ہوئے جیسے تم میں سے ایک کھڑا ہوتا ہے اور عبد الرحمن کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عربوں کا خلاف کیا اور آپ بیٹھ کر پیشاب کرتے تھے کیونکہ اوس میں ستر زیادہ ہے اور دوسرے پیشاب کے بدن پر پڑنے کا ڈر نہیں اور اس باب میں ایک صحیح حدیث ہے جس کو دار قطنی وغیرہ نے صحیح کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب نہیں کیا کھڑے ہو کر جب سے آپ پر قرآن اترا روایت کیا اسکو ابو عوانہ نے صحیح میں اور حاکم نے انتہی

حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَجِئْتُهُ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ

ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے آدم بن ابی ایاس نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے روایت کی اعمش (سلیمان بن مہران) سے انہوں نے ابو وائل (شقیق) سے انہوں نے حذیفہ بن الیمان سے جو ایک مشہور صحابی ہیں صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو گذشتہ اور آئندہ کی باتیں بتا

کانا عبادی تھین اور اونکے باپ بہی صحابی تھے وہ شہید ہوئی احد مین اور حذیفہ حضرت علی کی شروع خلافت مین مری سنہ ۳۶ مین اور اس کتاب مین اون سے ۲۲ حدیثین مروی ہین) کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے کوڑہی پر آئی (یعنے گھورے پر) حافظ نے کہا گھورا اکثر مکانون کے صحن مین ہوتا ہے اور اس سے اوسکا اعتراض رفع ہو گیا جو کہتا ہی دیوار کی جڑ مین پیشاب کرنا دیوار کو بودا کر دیتا ہے تو اوس مین ضرر ہوا دوسرے کا یا ہم یون کہین گے کہ آپنے گھورے کے اوپر پیشاب کیا نہ دیوار کی جڑ مین۔ اور ابو عوانہ نے اپنی صحیح مین صراحتًا ایسا روایت کیا اور بعضون نے کہا آپکو ان لوگون کا اذن معلوم ہوگا یا ایسے امور مین وہ ناراض نہ ہوتے ہونگے یا آپ کو ایسا تصرف اپنی امت کی اموال مین جائز ہوگا کیونکہ آپ اولی ہین مومنین سے اون کی جانون اور مالون سے اور یہ اگرچہ صحیح ہے پر آپ کی عادت اور سیرت سے اسکا ثبوت نہین ہوتا کہ آپ دوسرون کے مال مین ایسا تصرف کرتے ہون پہر آپنے پیشاب کیا کہڑے ہوکر پہر آپنے پانی منگوایا مین پانی لیکر آیا آپنے وضو کیا ف مسلم کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ مین پیچہے ہٹا تو آپنے فرمایا میرے نزدیک آ مین نزدیک آیا یہانتک کہ آپ کی ایڑیون کے پاس کھڑا ہوا اور احمد نے یحیے قطان سے روایت کیا کہ آپ ایک قوم کے گھورے پر آئی مین آپ سے دور ہٹا آپنے مجہے اپنے قریب کر لیا یہانتک کہ مین آپ کی ایڑیون کے نزدیک ہو گیا پہر آپنے پیشاب کیا کہڑے ہوکر اور پانی منگوایا اور وضو کیا اور مسح کیا دونون موزون پر اور امام مسلم نے بہی اس حدیث مین موزون کا مسح بڑہایا ہے اور اسمعیلی نے بہی اور عیسی بن یونس نے اعمش سے کہ یہ واقعہ مدینہ مین ہوا نکالا اوسکو ابن عبد البر نے تمہید مین باسناد صحیح اور استدلال مین ہے کہ متفرد ہوا ساتھ اسکے عیسی حالانکہ یہ صحیح نہین بیہقی نے اسکو روایت کیا محمد بن طلحہ بن مصرف کی طریق سے اونہون نے اعمش سے ایسا ہی اور اسکا ایک شاہد ہے عصمہ بن مالک کی حدیث سے جسکو ہم بیان کرینگے اور روایت کیا ابن ماجہ نے مغیرہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے گھورے پر آئے پہر پیشاب کیا کہڑے ہوکر (فتح ملخصًا) قسطلانی نے کہا آپنے پیشاب کیا کہڑے ہوکر بیان جواز کے لیے یا وہان بیٹہنے کی جگہہ نہ پائی ہوگی اسوجہ سے یا اسوجہ سے کہ آپکے گھٹنون کے اندر زخم تہا یا اس لیے کہ کہڑے ہوکر پیشاب کرنا درد کمر کو مفید ہے یا اس لیے کہ کہڑے ہوکر پیشاب کرنا مضبوط رکہتا ہی دبر کو یعنے دبر مین سے حدث نہین نکلنے دیتا تو شاید آپ ڈرے کہ لوگ نزدیک ہین اور بیٹہکر پیشاب کرنے مین حدث کی آواز نکلے اگر کوئی کہے کہ آپ دور کیون تشریف نہ لیے گئے اور گھورے پر کیون پیشاب کیا اسکا جواب یہ ہے کہ شاید کثرت کار کیوجہ سے آپ دور نہ جا سکے اور کہڑے ہوکر پیشاب کرنا جائز رکہا ہے حضرت عمر اور عبد اللہ بن عمر اور زید بن ثابت اور سعید بن المسیب اور ابن سیرین اور نخعی اور شعبی اور احمد نے اور امام مالک نے کہا کہ

اگر زمین ایسی ہو کہ پیشاب اڑنے کا ڈر نہو تو کچھ قباحت نہیں ورنہ مکروہ تنزیہی ہے اور اکثر علما کے نزدیک کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ
تنزیہی کہا ہے اور مؤلف نے احادیث کو طہارت میں لکھا اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے
انتہی مختصراً حافظ نے کہا آیندہ باب کی حدیث میں کہ ابن حبان نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا یہ سبب بیان کیا ہے کہ آپ نے
بیٹھنے کی جگہ نہ پائی اور کوڑے کا وہ کنارہ جسپر آپ کھڑے تھے اونچا ہو گا تو پیشاب لوٹنے کا ڈر نہ تھا اور بعضوں نے
کہا کوڑہ کی جگہ نرم ہوتی ہے وہاں پیشاب اڑنے کا ڈر نہیں ہوتا اور بعضوں نے کہا حدث نہ نکلنے کے لیے کیا اور سعید نے
اوسکو وہ جو روایت کیا عبد الرزاق نے حضرت عمر سے اَلْبَوْلُ قَائِمًا اَحْصَنُ لِلدُّبُرِ یعنے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا زیادہ روکے
رہتا ہے دبر کو (یعنے حدث نہیں نکلنے دیتا) اور شافعی اور احمد سے مروی ہے کہ عرب وجع صلب کا علاج کرتے تھے میں کھڑے
ہو کر پیشاب کرنے سے تو شاید یہ درد آپ کے تھا اور حاکم اور بیہقی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے جو پیشاب کیا کھڑے ہو کر تو اسوجہ سے کہ آپ کے گھٹنوں کے اندر کیجانب زخم تھا تو شاید اس زخم کیوجہ سے آپ بیٹھ نہ سکے
اور اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو اگلی کسی تاویل کی ضرورت نہ رہتی مگر دارقطنی اور بیہقی نے اوسکو ضعیف کیا اور ظاہر
یہ ہے کہ آپ نے ایسا کیا بیان جواز کے لیے اور اکثر آپ کا یہی طریقہ تھا کہ بیٹھکر پیشاب کرتے اور ابو عوانہ نے اپنی صحیح
میں اور ابن شاہین نے دوسرا طریقہ اختیار کیا اونہوں نے کہا کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا منسوخ ہے اور دلیل لی اونہوں نے حضرت
عائشہ کی حدیث سے جو گذر چکی اور ایک روایت میں اون سے یہ ہے کہ جو کوئی تم سے حدیث بیان کرے کہ آپ کھڑے ہو کر
پیشاب کرتے تھے اوسکو سچا نہ جانو آپ نہیں پیشاب کرتے تھے مگر بیٹھ کر اور صواب یہ ہے کہ یہ منسوخ نہیں ہے اور حضرت
عائشہ کو اس فعل سے خبر نہ ہوئی جو آپ نے گھر کے باہر کیا اور حذیفہ رض نے اوسکو نقل کیا وہ کبار صحابہ میں سے ہیں
اور ہم نے بیان کیا کہ یہ فعل آپ کا مدینہ میں تھا تو حضرت عائشہ کا یہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ جب سے قرآن
اترا آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا اور حضرت عمر اور حضرت علی اور زید بن ثابت وغیرہم سے منقول ہے کہ
انہوں نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا اور یہ دلالت کرتا ہے جواز پر بشرطیکہ پیشاب اڑنے کا ڈر نہ ہو اور حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم سے اسکی ممانعت میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی جیسے میں نے بیان کیا شرح ترمذی کے شروع میں
انتہے ما قال الحافظ رحمہ اللہ نیل میں ہے کہ ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور امام احمد نے روایت کی ام المومنین
حضرت عائشہ صدیقہ سے انہوں نے کہا جو کوئی تم سے حدیث بیان کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کیا کھڑے
ہو کر تو مت تصدیق کرو اسکی آپ نہیں پیشاب کرتے تھے مگر بیٹھ کر ترمذی نے کہا یہ اس باب میں بہت اچھی اور
بہت صحیح حدیث ہے ترمذی نے کہا اس باب میں عمر اور بریدہ سے روایت ہے بغیر بکا عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے مجھکو دیکھا کھڑے ہوکر پیشاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا ای عمر مت پیشاب کر کھڑے ہوکر پھر میں نے کھڑے ہوکر پیشاب نہیں کیا اسکے بعد۔ اور کہا کہ مرفوع کیا اس حدیث کو عبد الکریم بن ابی المخارق نے اور وہ ضعیف ہے اہل حدیث کے نزدیک ضعیف کیا اسکو ایوب سختیانی نے اور کلام کیا اس میں اور روایت کیا عبید اللہ نے نافع سے انہوں نے ابن عمر سے کہ میں نے پیشاب نہیں کیا کھڑے ہوکر جب سے اسلام لایا اور یہ زیادہ صحیح ہے عبد الکریم کی حدیث سے اور بریدہ کی حدیث کو بزار نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتیں جفا کی ہیں ایک تو یہ کہ پیشاب کرے مرد کھڑے ہوکر دوسرے یہ کہ اپنی پیشانی پونچھے نماز سے فارغ ہونے کے پہلے تیسرے یہ کہ سجدے میں پھونک مارے شوکانی نے کہا یہ حدیث غیر محفوظ ہے اور حضرت عائشہ کی حدیث کے اسناد میں شریک بن عبد اللہ ہے اور امام مسلم نے متابعات میں اس سے روایت کی ہے اور عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے انہوں نے کہا جفا میں سے ہے یہ کہ مرد پیشاب کرے کھڑے ہوکر اور حاصل یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشاب بیٹھکر اور کھڑے ہوکر دونوں طرح منقول ہے اور دونو طرح سنت ہے اور عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے وہ ہی کوٹھری پر آتے اور کھڑے ہوکر پیشاب کرتے یہ اس صورت میں ہے کہ اس باب میں صرف افعال منقول ہوں لیکن اگر کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی نہی صحیح ہو جاوے جیسے جابر کی حدیث میں آگے آویگی تو واجب ہے رجوع کرنا اس طرف اور واجب ہے عمل کرنا اس پر اور ممکن ہے کہ آپ کا فعل نہی کو پھیر دیوے کراہت کی طرف جس صورت میں تاریخ کا علم نہ ہو یا فعل موخر ہو اس نہی سے اور جابر کی حدیث وہ ہے جسکو روایت کیا ابن ماجہ نے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے سے اور اسکی اسناد میں عدی بن الفضل ہے اور وہ متروک ہے اور تو پہچان چکا ہے حافظ ابن حجر کا قول کہ ممانعت کے باب میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی اور ابو موسی سے منقول ہے کہ وہ سختی کرتے تھے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے میں اور ان سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو کھڑے کھڑے پیشاب کرتے دیکھا تو کہا افسوس ہے تجھپر بیٹھکر کیوں نہیں کرتا پھر بیان کیا بنی اسرائیل کا قصہ کہ انکے بدن پر جب پیشاب لگ جاتا تو وہ اس مقام کو کاٹ ڈالتے اور حضرت اور اکثر علما کا یہ قول ہے کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنا مکروہ ہے اور ابو ہریرہ اور شعبی اور ابن سیرین کا یہ قول ہے کہ مکروہ نہیں ہے اور حدیث ممانعت کی اگر صحیح ہو جاوے تو وہ حرمت پر محمول ہو سکتی ہے بشرطیکہ اسکے خلاف کوئی قرینہ نہ ہو لیکن ممانعت کی حدیث صحیح نہیں ہوئی جیسے حافظ رح نے کہا مترجم نے کہا پس حق یہی ہے کہ کھڑے ہوکر اور بیٹھکر دونوں طرح پیشاب کرنا جائز ہے اور دونوں طرح سنت ہے اور جس نے اسکے خلاف کہا ہے اسکا قول غلط ہے

بَاب الْبَوْلِ عِنْدَ صَاحِبِهٖ وَالتَّسَتُّرِ بِالْحَائِطِ

اپنے ساتھی کے نزدیک پیشاب کرنا اور دیوار کی آڑ کرنا پیشاب میں **حَدَّثَنَا** عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ

حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ رَأَيْتُنِي أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَتَمَاشَى فَأَتَى سُبَاطَةَ قَوْمٍ خَلْفَ حَائِطٍ فَقَامَ كَمَا يَقُومُ أَحَدُكُمْ فَبَالَ فَانْتَبَذْتُ مِنْهُ فَأَشَارَ إِلَيَّ فَجِئْتُهُ فَقُمْتُ عِنْدَ عَقِبِهِ حَتَّى فَرَغَ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے عثمان (ابن محمد) بن ابی شیبہ (ابراہیم عبسی) نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے جریر (ابن عبد الحمید) نے انہوں نے روایت کی منصور (ابن معتمر) سے انہوں نے ابی وائل (شقیق) سے اونہوں نے حذیفہ (ابن الیمان) سے انہوں نے کہا مین نے دیکھا اپنے تئین مین اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم دونو جارہے تھے پھر آپ ایک قوم کے گھورے پر آئے (جو ان کے نام سے مشہور تھا نہ یہ کہ انکی ملک تھا) دیوار کے پیچھے پھر آپ کھڑے ہوئے جیسے تم مین سے ایک کھڑا ہوتا ہے پھر آپ نے پیشاب کیا مین ایک طرف ہٹ گیا آپکے پاس سے آپ نے اشارہ کیا (اپنے ہاتھ یا سر سے پاس آنیکے لیے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت دور نہین ہٹے تھے اور طبرانی نے عصمہ ابن مالک سے نکالا کہ حضرت مدینہ کی گلیون مین نکلے پھر ایک قوم کے گھورے پر گئے اور فرمایا اے حذیفہ مجھے چھپالے پھر بیان کیا اخیر تک اس سے حذیفہ کے نزدیک بلانے کی حکمت معلوم ہوئی) میری طرف مین آپکے پاس آیا اور آپ کی ایڑی کے پاس کھڑا ہوا یہانتک کہ آپ فارغ ہوئے **ف** حافظ نے کہا آپ نے حذیفہ کو اشارہ سے بلایا تو باطل ہوا قول اسکا جس نے دلیل لی اس حدیث سے کہ پیشاب کیوقت بات کرنا درست ہے اور حذیفہ کو بلایا کہ وہ آپکے پیچھے سے آڑ کر لین اور سامنے دیوار کی آڑ تھی تو پردہ پورا ہو جاوے اور یہ آپ کی کمال شرم وحیا تھی صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ واقعہ حضر کا تھا نہ سفر کا جیسے طبرانی نے عصمہ سے نقل کیا اور آپ نے لوگون کی مصلحت اور لوگون کے کامون کو مقدم رکھا اور عادت کے موافق حاجت کے لیے دور تشریف نہ لے گئے

باب الْبَوْلِ عِنْدَ سُبَاطَةِ قَوْمٍ کسی قوم کے گھورے پاس پیشاب کرنا

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ كَانَ أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ يُشَدِّدُ فِي الْبَوْلِ وَيَقُولُ إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَ إِذَا أَصَابَ ثَوْبَ أَحَدِهِمْ قَرَضَهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ لَيْتَهُ أَمْسَكَ أَتَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے محمد بن عرعرہ نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شعبہ (ابن حجاج) نے اونہوں نے روایت کی منصور سے اونہوں نے ابو وائل سے انہوں نے کہا ابوموسی اشعری (عبداللہ بن قیس) پیشاب مین سختی کرتے تھے (ابن منذر نے اسکا قصہ بیان کیا کہ انہوں نے ایک شخص کو کھڑے پیشاب کرتے دیکھا جیسے اوپر گذرا) اور کہتے تھے بنی اسرائیل مین جب کسی کے کپڑے مین (اور مسلم کی روایت مین کھال مین ہے اور مراد کھال سے وہ ہے جسکو پہنتے تھے اور بعضو

نے کہا کہ ال سے بدن مراد ہے جیسے ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ پیشاب لگ جاتا تو وہ اسکو کاٹ ڈالتے حذیفہ نے کہا کاش ابو موسیٰ زرہتے اس سختی سے (اسماعیلی کی روایت میں ہے میں چاہتا ہوں کہ تمہارے صاحب اتنی سختی نہ کریں) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے گھورے پر آئے پھر پیشاب کیا کھڑے ہوکر ف اور ظاہر ہے کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنے میں چھینٹیں اڑنیکا ڈر رہتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا خیال نہ کیا اور نہ اس میں سختی کی اس سے معلوم ہوا کہ اس میں سختی کرنا سنت کے خلاف ہے اور امام مالک نے اس حدیث سے دلیل لی کہ جو پیشاب سوئی کی نوکوں کی طرح اڑ کر بدن یا کپڑے پر پڑے وہ معاف ہے اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ حدیث سے یہ نہیں نکلتا کہ حضرت کے بدن پر پیشاب یا ز سے کچھ پہونچا تھا بلکہ ظاہر یہ ہے کہ آپنے گھورے کا مقام جو نرم ہوتا ہے اسیواسطے اختیار کیا کہ چھینٹیں نہ اڑیں اور اوپر آپکے کھڑے ہوکر پیشاب کرنیکی متعدد وجہیں گذر چکیں (فتح سے زیادہ) مترجم کہتا ہے جو احتیاط سنت کے خلاف ہو وہ لغو ہے اور وسوسہ ہے اسمیں کچھ ثواب نہیں جیسے حذیفہ نے ابو موسیٰ کی احتیاط کی نسبت فرمایا کہ کاش وہ ایسا نہ کرتے اور اس سے رد ہوگیا وسوسیوں کے افعال کا جنہوں نے طہارت میں سیکڑوں بدعتیں نکالی ہیں اور انکے کرنے پر ثواب کی توقع رکھتے ہیں

باب غسل الدم خون دھونے کا بیان (یعنی حیض کا خون قسطلانی)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي فَاطِمَةُ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ جَاءَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ أَرَأَيْتَ إِحْدَانَا تَحِيضُ فِي الثَّوْبِ كَيْفَ تَصْنَعُ قَالَ تَحُتُّهُ ثُمَّ تَقْرُصُهُ بِالْمَاءِ وَتَنْضَحُهُ وَتُصَلِّي فِيهِ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے محمد بن مثنی نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے یحییٰ (ابن سعید قطان) نے انہوں نے روایت کی ہشام (ابن عروہ بن زبیر) سے انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے فاطمہ (انکی بی بی بنت منذر بن زبیر) نے انہوں نے روایت کی اسماء (بنت ابی بکر صدیق) سے (جو ماں تھیں عبداللہ بن الزبیر کی انکو ذات النطاقین کہتے تھے اوسکا قصہ آگے آویگا اور مہاجرات میں سے تھیں خواب کی تعبیر خوب جانتی تھیں یہانتک کہ لوگ کہتے ہیں ابن سیرین نے یہ علم ابن مسیب سے حاصل کیا اور انہوں نے اسماء سے اور اسماء نے اپنے باپ سے اور سو برس کی ہوکر مریں سنہ ۷۳ ہجری میں اس کتاب میں ان سے سولہ حدیثیں مروی ہیں) انہوں نے کہا ایک عورت آئی (شافعی کی روایت میں ہے کہ یہ عورت خود اسماء تھیں اور نووی نے جو اس روایت کو ضعیف کہا ہے غلط ہے اور وہ صحیح ہے ایسا ہی کہا حافظ نے) جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اور عرض کیا آپ کیا فرماتے ہیں ہم میں سے ایک کو حیض آتا ہے کپڑے میں (ایک روایت میں ہے مصنف کے جب اوس کے کپڑے میں حیض کا خون لگے) تو وہ کیا کرے (یعنے اوس کپڑے کو کسطرح پاک کرے) آپ نے فرمایا

اوس خون کو کھرچ ڈالے پہر مل ڈالے (انگلیون سے) پانی ڈالکر اور دہو ڈالے اور نماز پڑہے اوس مین (یعنے اوس کپڑے
مین) ف خطابی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ نجاست پانی سے دور کرنا چاہیے نہ اور پتلی چیزون سے کیونکہ
اور نجاستین بہی خون کی مثل ہین اور یہی قول ہے جمہور علما کا اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف سے ایک روایت یہ ہے
کہ نجاست ہر ایک پتلی اور پاک چیز سے دور کرنا درست ہے (جیسے شربت عرق سرکہ وغیرہ) اور دلیل انکی حضرت عائشہ
کی حدیث ہے کہ ہم مین سے کسی کے پاس ایک کپڑے سے زیادہ نہ تہا اوسی مین حیض آتا پہر جب حیض کا خون لگ جاتا تو اوسپر
تہوک لگاتی اور ناخون سے اوسکو چھیل ڈالتے اور ابو داؤد کی روایت مین ہے تہوک سے اوسکو تر کرتی - کیونکہ اگر
تہوک پاک نکرتا تو ایسا کرنے سے اور نجاست کو ترقی دینا ہے جمہور یہ جواب دیتے ہین کہ تہوک لگانے سے اسکا
اثر مٹانا منظور ہے اور پہر اوسکے بعد پانی سے دہویا ہوگا اوسکا ذکر مفصل خود آتا ہے تو کتاب الحیض مین آوے گا
(فتح) قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو صلوۃ اور بیوع مین نکالا اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے
طہارت مین شوکانی نے کہا بعضی روایتون مین قرص کے بدلے غسل ہے چنانکہ محمد بن اسحاق بن یسار نے فاطمہ
سے انہون نے اسما سے روایت کیا کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سنا آپ سے ایک عورت نے حیض کے
خون کو پوچھا جو کپڑے مین لگ جاوے آپنے فرمایا دہو ڈال اوسکو اور شافعی نے اسما سے روایت کی مین نے حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حیض کے خون کو جو کپڑے مین لگ جاوے آپنے فرمایا حُتِّيهِ ثُمَّ اقْرُصِيهِ بِالْمَاءِ وَرُشِّيهِ
وَصَلِّي فِيهِ یعنے کھرچ ڈال اوسکو پہر مل اوسکو پانی لگاکر اور پانی ڈال اوسپر اور نماز پڑہ اوس مین اور
امام مالک کی روایت مین ہشام سے یہی ہے کہ ایک عورت نے پوچھا اور ابن ماجہ کی روایت مین ہے مل ڈال اوسکو اور
دہو اوسکو اور نماز پڑہ اوس مین اور ابن ابی شیبہ کی روایت مین ہے مل اوسکو پانی سے اور دہو اوسکو
اور نماز پڑہ اوس مین اور احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے ام قیس بنت
محصن سے روایت کیا کہ اونہون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حیض کے خون کو جو کپڑے مین لگ جاوے
آپنے فرمایا کھرچ ڈال اوسکو پتہر سے اور دہو اوسکو پانی اور بیری کے پتے سے ابن قطان نے کہا اسکا اسناد
نہایت صحیح ہے اور مین اس حدیث مین کوئی علت نہین جانتا اور احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور بیہقی نے روایت کیا
ابو ہریرہ سے کہ خولہ بنت یسار نے کہا یا رسول اللہ میرے پاس ایک کپڑے کے سوا دوسرا کپڑا نہین اور مجہے حیض آتا ہے
اوس مین آپنے فرمایا جب تو پاک ہو جاوے تو خون کے مقام کو دہو ڈال پہر نماز پڑہ اوس مین اونہون نے عرض کیا یا رسول
اللہ اگر اوسکا اثر نہ جاوے آپنے فرمایا کافی ہے تجھکو پانی اور نہین نقصان کریگا تیرا اوسکا نشان شوکانی نے کہا

اوسکے اسناد مین ابن لہیعہ ہی اور ابن حجر نے کہا اسکا اسناد ضعیف ہے ابراہیم حربی نے کہا خولہ بنت یسار کا ہم نے
نام نہین سنا مگر اوسی حدیث مین اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے معجم کبیر مین خولہ بنت حکیم انصاریہ سے ابن حجر نے کہا
اوسکا اسناد پہلے سے بھی زیادہ ضعیف ہے اور ابوداؤد اور دارمی نے نکالا معاذہ سے مین نے حضرت عائشہ سے
پوچھا حائضہ عورت کے کپڑے مین خون لگ جاوے انہون نے کہا اوسکو دھو ڈالے اگر اوسکا اثر نہ جاوے تو اوسکو بدل
دیوے زردی لگا کر انہون نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تین بار حیض آتا اور مین اپنے کپڑے کو نہ
دھوتی شوکانی نے کہا پانی طہارت کرنے کے لیے اصل ہی کیونکہ قرآن اور حدیث سے ثابت ہی کہ وہ پاک کرنیوالا
ہے لیکن کوئی دلیل اس امر کی معلوم نہین ہوتی کہ سوا پانی کے اور کسی رقیق اور روان چیز سے طہارت نہین
ہوسکتی اور رد کرتی ہی پانی کے حصر کو جوتا پونچھنے کی حدیث اور منی کھرچنے کی اور اذخر سے اوسکو دور کرنیکی
اور بعض نجاستون مین جو پانی سے دھونے کی تصریح ہے اس سے یہ لازم نہین آتا کہ پانی کے سوا اور چیزون سے
طہارت درست نہ ہو غایۃ ما فی الباب یہ ہے کہ خاص اس نجاست مین پانی سے دھونا لازم کیا جاوے تو انصاف
یہ ہی کہ جس نجاست مین شارع نے تصریح کی ہے کہ فلان چیز سے پاک کیجاوے اگر وہ چیز پانی ہے تو اوس کے سوا
اور چیزون سے طہارت جائز نہین اور جو کوئی اور چیز ہے تو پانی سے اوسکی طہارت جائز ہے اور جس نجاست مین
شارع علیہ السلام نے یہ نہین بیان کیا کہ کس چیز سے طاہر کیجاوے تو اوسکو پانی سے پاک کرنا ضرور ہی کیونکہ
وہ اصل ہے تطہیر مین اور مٹی کے لیے جو حدیث مین آیا ہے کہ وہ پاک کرنیوالی ہے تو یہ حکم مطلق نہین بلکہ مقید
ہے اوس حال مین جب پانی نہ ملے اور حیض کا خون نجس ہے باجماع اہل اسلام جیسے نووی نے کہا اور حدیث سے یہی
نکلتا ہے کہ اوسکا قلیل و کثیر کچھ معاف نہین اور کپڑے کا پاک کرنا نماز کے لیے ضرور ہی اور باقی فائدے
اس حدیث کے باب الحیض مین آوینگے انتہی مختصراً زیلعی نے کہا اس حدیث کو امام ابو محمد عبداللہ بن علی بن الجارود نے
منتقی مین اس لفظ سے روایت کیا ہی حُتّیہ و اُقرُصیہ و رُشّیہ بالماء اور امام بیہقی نے اپنی سنن مین اس حدیث سے
دلیل لی ہے کہ طہارت پانی سے واجب ہے اور سوا پانی کے اور روان چیزون سے طہارت جائز نہین اور یہ استنباط
اونکے امام کے مذہب پر درست نہین ہوتا کیونکہ وہ مفہوم لقب کے قائل نہین ہین اور ہمارے دلیل وہ حدیث ہی
جسکو روایت کیا دارقطنی نے سنن مین عمار سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر سے گذرے اور مین اپنے
ایک اونٹ کو پانی پلا رہا تھا ایک کونڈی مین لیتے مین مین نے ناک سنکی تو میرے ناک کا پانی کپڑے مین لگ
گیا مین اوسکو دھونے چلا آپ نے فرمایا اے عمار تیری ناک کا پانی اور تیری آنسو تو اوس پانی کیطرح ہے جو

تیری کوزی ہی ہے اور کپڑا تو دہویا جاویگا صرف پانچ چیزون سے پیشاب اور پاخانہ اور منی اور خون اور قی سے انتہی
دارقطنی نے کہا نہین روایت کیا اوسکو سوا ثابت بن حماد کے اور کسی نے اور وہ نہایت ضعیف ہے اور روایت کیا
اوسکو ابن عدی نے کامل مین اور کہا مین نہین جانتا کہ اس حدیث کو علی بن زید سے کسی نے روایت کیا ہو سوا ثابت
بن حماد کے اور اسکی کئی حدیثین ایسی ہین کہ ثقہ مخالف ہین اون مین اوسکے اور وہ حدیثین منکر اور مقلوب ہین
زیلعی نے کہا مین نے اوسکا ایک متابع پایا طبرانی کے معجم کبیر مین حماد بن سلمہ کی روایت سے اوس نے علی بن زید
سے اسی سند اور متن کے ساتھہ اور مین نے بزار کی مسند کے دو صحیح نسخون مین یہ حدیث پائی ثابت بن حماد کی روایت
سے اور اس مین منی کا ذکر نہین ہے بلکہ اتنا ہی ہے کہ دہویا جاوے کپڑا پاخانہ اور پیشاب اور قی اور خون سے
بزار نے کہا ثابت بن حماد ثقہ تہا اور اسکے سوا اس حدیث کی اور کوئی حدیث نہین پہچانی جاتی یہ بزار نے اپنے
شیخ ابراہیم بن زکریا سے نقل کیا اور بیہقی نے سنن کبری مین کہا بَابُ التَّطْهِيرِ بِالْمَاءِ دُونَ الْمَائِعَاتِ مین کہ عمار
بن یاسر کی یہ حدیث کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون سے فرمایا اے عمار تیرے ناک کا پانی اخیر تک باطل ہے اسکی
کچہ اصل نہین ہے روایت کیا اوسکو ثابت بن حماد نے علی بن زید سے انہون نے ابن المسیب سے انہون نے عمار سے اور
علی بن زید قابل حجت لینے کے نہین اور ثابت بن حماد پر تہمت ہے حدیث بنانیکی اور شاید امام بیہقی نے یہ سمجہا کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مین ناک کے پانی کو کوزے کے پانی سے تشبیہ دی اس امر مین کہ دونو پاک کرنے
والے ہین جب ہی تو اس حدیث کو ہماری دلیل بیان کی حالانکہ حدیث کا یہ مطلب نہین ہے بلکہ یہ تشبیہ صرف طہارت
مین ہے یعنے ناک کا پانی پاک ہے کوزے کے پانی کیطرح اور اسکے لگنے سے کپڑے کا دہونا ضرور نہین بلکہ کپڑے کا
دہونا پانچ چیزون سے لازم ہے اور علی بن زید سے امام مسلم نے دوسرے کے ساتھہ ملا کر روایت کی ہے اور عجلی نے
کہا اوس مین کوئی برائی نہین اور ایک مقام مین کہا اوسکی حدیث لکہی جاویگی اور روایت کیا اوس سے حاکم نے
مستدرک مین اور ترمذی نے کہا وہ سچا ہے اور ثابت بن حماد کے حق مین ہمارے شیخ علاء الدین نے کہا کہ مین نے
کسی کو نہین پایا پوری تلاش کے بعد کہ اوس نے ثابت پر وضع کی تہمت لگائی ہو سوا بیہقی کے اور امام بیہقی
نے اس حدیث کو کتاب المعرفہ مین ذکر کیا اور وضع کیطرف نسبت نہین دی بلکہ ابن عدی اور دارقطنی کے اقوال
بیان کیے جو اوپر گذرے انتہی۔ حافظ نے تلخیص مین کہا کہ بزار کی روایت مین جو بجای ثابت بن حماد کے حماد بن
سلمہ مذکور ہے خطا ہے اور صحیح ثابت بن حماد ہے اور یہ حدیث سوا ثابت کے اور کسی نے روایت نہین کی مترجم
کہتا ہون اس صورت مین یہ حدیث قابل اعتماد کے نہ ٹہیری اور جو متابعت امام زیلعی نے نکالی تہی وہ بیکار ہو گئی

اور اگر یہ حدیث ثابت بھی ہو تو اوس سے حنفیہ کا مطلب نہیں نکل سکتا کہ پانی کے سوا اور روان چیزیں بھی پاک کرنیوالی ہیں اور حنفیہ کے امام جمال الدین زیلعی نے خود اسکو تسلیم کیا جیسے اوپر گذرا [illegible] کہتا ہے حیض کا خون بالاتفاق نجس ہے لیکن جو خون سبیلین کے سوا اور مقاموں سے نکلے اوسکی نجاست میں مجھے تردد ہے اور تردد کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ اپنے زخموں میں نماز پڑھتے تھے جیسے اوپر گذرا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ خون نکلنے سے وہ وضو نہیں کرتے تھے اور یہ حدیث عمار کی اگر صحیح ہوتی تو اس سے خون کی نجاست ثابت ہو جاتی مگر وہ ضعیف ہے اور قرآن میں جو بہتے خون کی حرمت مذکور ہے اوس سے نجاست لازم نہیں آتی البتہ حنفیوں نے اس باب میں ایک اور حدیث ذکر کی ہے جسکو نکالا دارقطنی نے روح بن غطیف سے اوس نے زہری سے اوس نے ابوسلمہ سے اوس نے ابوہریرہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوٹائی جاویگی نماز درہم برابر خون سے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جب کپڑے میں درہم برابر خون ہو تو کپڑا دہویا جاوے اور نماز لوٹائی جاوے مگر امام بخاری نے کہا کہ یہ حدیث باطل ہے اور روح منکر الحدیث ہے اور ابن حبان نے کہا یہ حدیث موضوع ہے بلاشک اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو نہیں فرمایا اسکو کوفہ والوں نے تراش لیا ہے اور روح بن غطیف ثقات سے موضوعات نقل کرتا تھا اور ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات میں ذکر کیا ہے اور کہا یہ روایت کی گئی ہے نوح بن ابی مریم سے اوس نے یزید ہاشمی سے اوس نے زہری سے اوس نے ابوسلمہ سے اوس نے ابوہریرہ سے مرفوعاً پر سخت کہا نوح بن ابی مریم شوکانی نے کہا اس حدیث کو خطیب نے ابوہریرہ سے مرفوعاً روایت کیا اور یہ موضوع ہے اور نسبت کی ہے اوسکو وضع کی نوح بن ابی مریم کیطرف آلآلی میں ہے کہ خطیب نے کہا نوح کذاب ہے اور روایت کیا اوسکو عقیلی نے روح بن غطیف کے طریقہ سے اور کہا حدیث بیان کی مجھسے ایک آدمی نے اونہوں نے کہا میں نے بخاری سے سنا وہ کہتے تھے یہ حدیث باطل ہے اور روح منکر الحدیث ہے مترجم نے کہا نوح بن ابی مریم سردار ہے وضاعین اور کذابین کا اور اسنے قرآن کی ہر سورت کی فضائل میں ایک ایک حدیث بنائی ہے ذکر کیا ان حدیثوں کو صاحب کشاف نے اور متابعت کی اونکی بیضاوی نے کنیت اسکی ابوعصمہ تھی اور اسکو نوح جامع بھی کہتے تھے کیونکہ جامع تھا فقہ اور تفسیر اور تاریخ اور حدیث اور بہت سے علوم کا اور یہ اصحاب میں سے تھا امام ابوحنیفہ رح کوفی کے اور یہی راوی ہے فقہ اکبر کا امام ابوحنیفہ سے باوجود ان سب باتوں کے محدثین کے نزدیک کذاب اور وضاع تھا اور محدثین نے خود ابوحنیفہ میں کلام کیا ہے اور ان کو ضعیف کہا ہے نسائی اور ابن عدی اور دارقطنی وغیرہم نے لیکن ثقہ کہا ہے اون کو یحیی بن معین اور بہت لوگوں نے اور عبداللہ بن علی بن المدینی نے کہا میں نے اپنے باپ علی بن المدینی سے امام ابوحنیفہ کو پوچھا انہوں نے

اون کو بہت ضعیف کیا اور کہا یحییٰ حدیثون مین انہون نے خطا کی اور ابو حفص عمر بن علی فلاس نے کہا کہ ابو حنیفہ حدیث
کے حافظ نہ تھے مضطرب الحدیث اور ذاہب الحدیث تھے ابو بکر بن ابی داؤد جو شیخ ہین امام طحاوی حنفی کے وہ کہتے
ہین کہ ابو حنیفہ نے کل ڈیڑھ سو حدیثین روایت کی ہین اور غلطی کی ہے ان مین سے آدھی حدیثون مین اور امام
بخاری نے تاریخ مین کہا سکتوا عنہ و عن رایہ و حدیثہ بہرحال اہل حدیث امام ابو حنیفہ اور اون کے اصحاب سے مطلق اپنی
کتابون مین روایت نہین کیتے اور جبکہ روایت کرتے ہین تو انکا ضعف بیان کرتے ہین یہانتک کہ ضعیف کیا
امام محمد اور امام ابو یوسف کو ایک جماعت نے اسی طرح زفر کو اور حسن بن زیاد لولوی کی نسبت تو کہتے ہین کہ وہ
کذاب اور وضاع تھا البتہ اصحاب ابو حنیفہ مین ایک عبد اللہ بن مبارک ہین جو پیشوا تھے اہل الحدیث کے اور بڑے حافظ
اور ثقہ اور امام تھے خدا راضی ہو اون سے وہ ہر باب مین حدیث صحیح کی پیروی کرتے تھے چنانچہ ایک بار انہون نے
امام ابو حنیفہ کے پیچھے نماز پڑھی اور رکوع کیوقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کیا امام ابو حنیفہ
نے نماز کے بعد بطور ظرافت کہا کہ تم اوڑ نہ گئے انہون نے کہا اگر مین پہلی بار رفع یدین کرنے مین اوڑ جاتا تو دوبارہ
بھی اوڑ جاتا امام بخاری نے کہا عبد اللہ بن مبارک حاضر جواب تھے انکا جواب سنکر ابو حنیفہ حیران ہو گئے اور جاننا
چاہیے کہ اس کلام سے ہماری یہ غرض نہین ہے کہ ایسے امام جلیل الشان کی ہم توہین یا تضعیف کرین کیونکہ خداوند کریم
انکا حال خوب جانتا ہے اور اُن کے طریق پر ایک جم غفیر اہل اسلام کا چل رہا ہے بلکہ ہماری غرض اور ہے
وہ یہ کہ ہر فن کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے جدا جدا اشخاص پیدا کیے ہین اور یہ ضرور نہین کہ جو شخص ایک فن مین
کامل ہو وہ دوسرے فن مین بھی کامل ہو امام غزالی اور بیضاوی اور آمدی اور فخر الدین رازی یہ سب علم اصول اور
کلام اور فلسفہ مین ید طولیٰ رکھتے تھے مگر علم حدیث سے عاری تھے اور دوسری غرض ہماری یہ ہے کہ حدیث رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف نہ شافعی کے قول کو مانین نہ ابو حنیفہ کے کیونکہ بہت سی حدیثین ان دونون
صاحبون کو نہین پہونچین تھین اور نہین روایت کیا بخاری اور مسلم نے امام شافعی رح امام ابو حنیفہ سے اور تیسری
غرض ہماری یہ ہے کہ لوگون نے امام ابو حنیفہ کے باب مین افراط کر رکھی ہے اور جو انکی واقعی شان ہے اوس سے بڑھا دیا
ہے جیسے رافضیون نے حضرت علی مرتضیٰ کو بڑھا دیا ہے اور نصرانیون نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شان امام ابو حنیفہ
کی جسقدر واقعی ہے وہ یہ ہے کہ وہ ایک عالم تھے علماء سلف مین سے اور متبع تھے کتاب و سنت کے اور اہل سنت
اور جماعت کے طریقہ پر تھے اور اون سے غلطی اور خطا بھی ہوتی تھی جیسے اور عالمون سے ہوتی ہے لیکن جیسے اور
عالمون کا قول قرآن اور حدیث کے خلاف پھینک دینے اور رد کرنے کے لائق ہے ایسے ہی امام ابو حنیفہ

کے بہی اقوال کو سمجھنا چاہیے یا اللہ تو ہدایت کر مسلمان بہائیون کو کہ وہ افراط اور تفریط اور غلو اور تعصب اور
تشدد سے بچین اور طریقہ حقہ پر قائم اور مستقیم ہو جاوین آمین یا رب العالمین حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا
أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ فَاطِمَةُ ابْنَةُ أَبِي حُبَيْشٍ
إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ أَفَأَدَعُ الصَّلٰوةَ
فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِحَيْضٍ فَإِذَا أَقْبَلَتْ حَيْضَتُكِ فَدَعِي
الصَّلٰوةَ وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ ثُمَّ صَلِّي قَالَ وَقَالَ أَبِي ثُمَّ تَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلٰوةٍ حَتّٰى يَجِيءَ
ذٰلِكَ الْوَقْتُ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے محمد (بن سلام بیکندی) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو معاویہ
(محمد بن خازم ضریر) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ہشام بن عروہ نے اونہون نے اپنے باپ (عروہ بن الزبیر) سے
انہون نے ام المومنین حضرت صدیقہ سے انہون نے کہا فاطمہ بنت ابی حبیش (قیس بن المطلب) جناب رسولخدا صلی
اللہ علیہ وسلم کے پاس آئین اور عرض کیا یا رسول اللہ مین ایک عورت ہون جو استحاضہ مین مبتلا رہتی ہون پاک
نہین ہوتی (یعنے حیض کا خون میعاد کے بعد بہی آتا رہتا ہے اوسیکو استحاضہ کہتے ہین اور اسکا بیان آگے آویگا) کیا
مین نماز چہوڑ دون آپنے فرمایا نہین (نماز نہ چہوڑ) یہ ایک رگ (کا خون) ہے اور حیض نہین ہے پہر جب تیرا حیض
آوے (یعنے عادت کے دن آوین) تو نماز چہوڑ دے اور جب یہ دن گذر جاوین تو خون اپنے بدن اور کپڑے سے دہو ڈال
ف یہان سے ترجمہ باب نکلتا ہے اور امام بخاری کی باریکی فہم پر آفرین ہے کہ انہون نے باب کے شروع مین صرف یون
کہا خون دہونیکا بیان اور حیض کا خون نہ کہا کیونکہ اس حدیث مین جو خون کے دہونے کا حکم ہے وہ صرف حیض کا نہین
بلکہ استحاضہ کا خون بہی اس مین شامل ہے اور حافظ صاحب نے کہا کہ یہان خون دہونے کا ذکر ہے اور غسل کرنے کا
ذکر نہین اور مطلب یہ ہے کہ خون دہو ڈال اور غسل کرے اور یہ دوسری روایتون سے ثابت ہوتا ہے جنکا ذکر کتاب الحیض مین
آویگا ف پہر نماز پڑہ ہشام نے کہا اور میرے باپ عروہ بن الزبیر نے کہا ارہ ہشام کا قول اسی سند سے مولف نے
بیان کیا جو حدیث مین ذکر کی تو یہ معلق نہین ہے جیسے بعضون نے سمجہا ہے (حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) پہر وضو
کر ہر نماز کے واسطے (تو یہ حدیث مین داخل ہے نہ یہ کہ عروہ کا کلام ہے جیسے بعضون نے سمجہا ہے) یہانتک کہ وہی وقت
پہر آوے (یعنے حیض کے دن پہر لوٹ کر آوین پہر نماز چہوڑ دے پہر جب ختم ہو جاوین تو غسل کر اور خون دہو اور نماز شروع
کر اور ہر نماز کے لیے وضو کر اسیطرح ہمیشہ کیا کر) ف قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مسلم نے طہارت مین نکالا
اور ترمذی اور نسائی اور ابو داود نے اور باقی بحثین اس حدیث کی جدا جدا ہے تو کتاب الحیض مین آوین گی

باب غَسْلِ الْمَنِيِّ وَفَرْكِهِ وَغَسْلِ مَا يُصِيبُ مِنَ الْمَرْأَةِ منی کے دہونے اور ملنے کا بیان اور عورت کے شرمگاہ کی
جو تری لگ جاوے اوسکے دہونے کا بیان ف حافظ نے کہا امام بخاری نے اس باب میں منی کے ملنے کی حدیث نہیں نکالی
لیکن ترجمہ باب مین اوس کے طرف اشارہ کیا جیسے اونکی عادت ہے اور ملنا حضرت عائشہؓ سے منقول ہے ہم اسکو آگے بیان کرینگے
اور دہونیکی اور ملنے کی حدیثون مین تعارض نہیں ہے کیونکہ جو لوگ منی کو پاک کہتے ہین وہ کہتے ہین دہونیکا حکم استحبابًا
ہے نہ وجوبًا اور یہی قول ہے شافعی اور احمد اور اصحاب حدیث کا اور جو لوگ نجس کہتے ہین وہ اسطرح تطبیق کرسکتے ہین
کہ دہونیکا حکم اسحالت مین ہے جب منی تر ہووے اور ملنے کا حکم اس صورت مین ہے کہ منی خشک ہے اور یہی طریقہ ہے حنفیہ
کا اور پہلا قول راجح ہے کیونکہ اوس مین عمل ہوتا ہے حدیث اور قیاس دونوں پر اور رد کرتا ہے دوسرے طریقہ کو وہ جو ابن خزیمہ
کی روایت مین ہے حضرت عائشہ سے کہ وہ چہیڑ ڈالتین منی کو حضرت کے کپڑے سے اذخر کی لکڑی سے پھر آپ نماز پڑہتے
اوس مین اور کھرچ ڈالتین اسکو آپکے کپڑے سے جب وہ سوکھی ہوتی پھر آپ نماز پڑہتے اوس مین کیونکہ اس سے یہ
نکلتا ہے کہ تر منی کو بھی چہیڑ ڈالنا کافی ہے اور دہونا ضرور نہین مترجم کہتا ہے حنفیہ یہ کہہ سکتے ہین کہ اگر منی غلیظ
ہو تو اسکا چہیڑ ڈالنا کافی ہے خواہ تر ہو یا سوکھی اور جو رقیق ہو تو اسکو دہونا چاہیے اس صورت مین حافظ صاحب
کا یہ اعتراض دفع ہو جاویگا پھر حافظ صاحب نے کہا کہ امام مالک نے ملنے کی حدیث کو نہین پہچانا اور مالکیہ کے نزدیک
ہر حال مین منی کو دہونا چاہیے جیسے اور نجاستون کو اور ملنے کی حدیث حجت ہے اون پر اور بعض مالکیہ نے کہا ہے کہ ملنے
سے مراد پانی لگا کر رگڑنا ہے اور یہ مردود ہے امام مسلم کی ایک روایت سے حضرت عائشہ سے انہون نے کہا تم نے مجھکو دیکھا
ہوتا مین سوکھی منی کو ملتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے اپنے ناخون سے اور روایت کیا ترمذی نے اور
کہا صحیح ہے ہمام بن حارث سے کہ حضرت عائشہ نے اپنے میہمان پر اعتراض کیا کپڑا دہونے پر اور کہا کیون بگاڑا ہمارا
کپڑا اوسکو کافی تھا کہ مل دیتا اپنی انگلیون سے اور مین نے اوسکو ملا ہے اپنی انگلیون سے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے کپڑے سے اور بعضون نے یہ تاویل کی ہے کہ جس کپڑے سے حضرت عائشہؓ نے منی کو ملا تہا وہ سونیکا کپڑا
تہا اور جسکو دہویا تہا وہ نماز کا کپڑا تہا اور یہ بھی مردود ہے امام مسلم کی ایک روایت سے کہ تو نے مجھکو دیکھا ہوتا مین
منی کو ملتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے پھر آپ نماز پڑہتے اوس مین اور اس سے زیادہ تصریح ابن
خزیمہ کی روایت مین ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو مل ڈالتین اور آپ نماز پڑہتے ہوتے
اور بعضون نے ملنے کی حدیث سے جو استدلال کیا ہے منی کی طہارت پر اسپر یہ اعتراض کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی منی پاک تھی جیسے آپکے تمام فضلے پاک تھے اور فقہا نے لکہا ہے کہ بول و براز بھی آپ کا نجس نہ تہا اور بعضی

شارح بخاری نے لکھا ہے کہ مذہب امام ابوحنیفہ کا یہی ہے (تواریخ حبیب الٰہ) اور اسکا جواب یہ ہے کہ بر تقدیر صحیح ہونے اس امر کے
کہ یہ آپکے خصائص میں سے ہو تھا آپ کی منی جماع سے ہوتی اور اس میں عورت کی بھی منی شریک ہوتی ہے پس اگر منی
نجس ہوتی تو آپ اکتفا نہ کرتے اوسکے ملنے پر اور اسی سے حجت لی ہے شیخ موفق نے عورت کی فرج کی رطوبت کے پاک ہونے
پر اور یہی کہا کہ جس نے کہا کہ منی مذی سے خالی نہیں ہوتی اس سبب سے نجس ہوگی اسکا قول غلط ہے کس لیے کہ منی اوس وقت
نکلتی ہے جب شہوت تیز ہوتی ہے اوسوقت مذی اور پیشاب نہیں نکلتا جیسے احتلام کی حالت میں اور مولف نے اس
باب میں وہ حدیث بیان نہیں کی جس سے عورت کی رطوبت کا دھونا نکلے اور اس باب میں ایک صریح حدیث ہے جسکو
مولف نے ذکر کیا کتاب الغسل کے آخر میں حضرت عثمان سے اور یہاں استنباط کیا اس مطلب کو اس طرح کہ جو منی کپڑے
میں لگی ہے وہ بھی غالباً عورت کے منی اور رطوبت کے ساتھ ملی ہوتی ہے تمام ہوا کلام حافظ کا حدثنا عبدان
قال اخبرنا عبد الله قال اخبرنا عمرو بن ميمون الجزري عن سليمان بن يسار عن عائشة قالت
كنت اغسل الجنابة من ثوب النبي صلى الله عليه وسلم فيخرج الى الصلوة وان بقع الماء في
ثوبه ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے عبدان نے انہوں نے کہا خبر دی ہمکو عبداللہ ابن مبارک نے انہوں نے کہا خبر دی ہم
کو عمرو بن میمون جزری نے انہوں نے سلیمان بن یسار سے انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے انہوں نے کہا
میں جنابت کو (یعنے اوسکے اثر کو یعنی منی کو) دھوتی تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے پھر آپ باہر
نکلتے تھے حجرے سے مسجد کیطرف نماز کے لیے اور پانی کے دھبے آپکے کپڑے میں ہوتے تھے کیونکہ آپ جلدی کیا
میں نکل آتے اوسی کپڑے کو پہنے ہوئے اور دوسرا کپڑا آپکے پاس نہ ہوتا بدلنے کو اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے
کہ میں دھونیکا نشان دیکھتی آپکے کپڑے میں یعنے وہ سوکھا نہ تھا اور نکالا اس حدیث کو امام مسلم اور ابوداؤد اور
ترمذی نے اور کہا حسن صحیح ہے اور نسائی اور ابن ماجہ نے سب نے طہارت میں (قسط) حدثنا قتيبة
قال حدثنا يزيد قال حدثنا عمرو عن سليمان قال سمعت عائشة ح وحدثنا مسدد قال حدثنا
عبد الواحد قال حدثنا عمرو بن ميمون عن سليمان بن يسار قال سألت عائشة عن المني
يصيب الثوب فقالت كنت اغسله من ثوب رسول الله صلى الله عليه وسلم فيخرج الى الصلوة
واثر الغسل في ثوبه بقع الماء ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے قتیبہ ابن سعید نے انہوں نے کہا حدیث بیان
کی ہم سے یزید ابن زریع یا یزید بن ہارون نے ترجیح دی حافظ نے ابن زریع کو اور قطب حلبی اور عینی نے ابن
ہارون کو اس نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عمرو ابن میمون نے انہوں نے روایت کی سلیمان سے انہوں

نے کہا مین نے سنا حضرت عائشہؓ سے **تحویل** اور حدیث بیان کی ہم سے مسدد بن مسرہد نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی
ہم سے عبدالواحد بن زیاد بصری نے انہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عمرو بن میمون نے اونہون نے روایت کی سلیمان
بن یسار سے (فقیہ مشہور مولی اُمّ المومنین میمونہ کے) اُنہون نے کہا مین نے پوچھا حضرت عائشہ سے منی کو جو کپڑے مین لگ
جاوے اونہون نے کہا مین اوسکو دہوتی تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے مین سے پہر آپ نکلتے تہے نماز کو اور دہونے
کا نشان یعنے پانی کے دہبے آپکے کپڑے مین ہوتے **ف** حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا کہ عورتون سے شرع کا مسئلہ
پوچہنا درست ہے گو شرم کی بات ہو اور بی بیون کو خاوند کی خدمت لازم ہے اور مصنف نے اس سے یہ دلیل لی کہ جب
نجاست کا جرم دور ہوجاوے اور اُسکا نشان رہجاوے تو کچہ ضرر نہین اور ذکر کیا منی کا اور قیاس کیا اور
چیزونکو اوسپر اور اشارہ کیا اس سے اُس روایت کی طرف جو ابو داؤد نے نکالی ابوہریرہ سے کہ خولہ بنت یسار نے
کہا یا رسول اللہ میرے پاس ایک ہی کپڑا ہے اور مجہے حیض آتا ہے تو مین کیا کرون آپ نے فرمایا جب تو حیض سے
پاک ہو تو اوس کپڑے کو دہو ڈال پہر اوس مین نماز پڑہ اونہون نے کہا اگر خون نہ نکلے آپ نے فرمایا کافی ہے تجہکو
پانی اور ضرر نہ کریگا تجہکو اسکا نشان اور اسکا اسناد ضعیف ہے لیکن اسکا ایک شاہد ہے مرسل ذکر کیا اوس کو
بیہقی نے اور نشان سے مراد وہ دہبہ ہے جسکا مٹانا مشکل ہو تاکہ اس حدیث مین اور ام قیس کی حدیث مین مطابقت
ہوجاوے جس مین یہ ہے کہ رگڑ اوسکو پتہر سے یا خمدار لکڑی سے اور دہو اوسکو پانی اور بیری سے نکالا اوسکو ابوداؤد نے
اور اسکا اسناد حسن ہے اور یہ حدیث مصنف کی شرط پر نہ تہی اسلیے اس حدیث سے جو انکی شرط پر تہی یہ مطلب نکال لیا
جیسے اُنکی عادت ہے مترجم کہتا ہے یہ شرح متعلق ہے اگلے باب سے جو اسکے بعد آتا ہے اور مولف نے اس مین
اسی حدیث کو بیان کیا ہے **شوکانی** نے نیل مین کہا امام احمد نے روایت کیا حضرت عائشہؓ سے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم دور کرتے تہے منی کو اپنے کپڑے سے اذخر کی کاڑی سے پہر نماز پڑہتے تہے اوسمین اور مل ڈالتے
تہے منی کو اپنے کپڑے سے جب وہ خشک ہوتی پہر نماز پڑہتے اوس مین اور روایت کیا جماعت نے سوا بخاری کے
کہ مین منی کو مل ڈالتی حضرت کے کپڑے سے پہر آپ جاتے اور نماز پڑہتے اوس مین اور اس حدیث کو امام بخاری نے
مسنداً بیان نہین کیا لیکن ترجمہ باب مین اوسکو ذکر کیا اور ابوداؤد کی روایت مین ہے کہ پہر آپ نماز پڑہتے اس
کپڑے مین اور ترمذی کی روایت مین ہے کبہی مین اوسکو مل ڈالتی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کپڑے
سے اپنی انگلیون سے اور ایک روایت مین ہے کہ مین اوس کو چہیل ڈالتی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے کپڑے سے جب وہ سوکہی ہوتی اپنے ناخون سے اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور بیہقی اور دار قطنی نے نکالا

حضرت عائشہ سے کہ وہ چھیل ڈالتین منی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے اور آپ نماز پڑھتے ہوتے اور ابو عوانہ نے
اپنی صحیح مین اور ابو بکر بزار نے حضرت عائشہ سے نکالا کہ مین مل ڈالتی منی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے
جب وہ سوکھی ہوتی اور دھو ڈالتی اوسکو جب وہ تر ہوتی بزار نے کہا یہ حدیث مرسل ہے حافظ نے کہا لیکن اسکی صحیح
طریقون سے ثابت ہے نکالا اوسکو ابن جارود نے منتقی مین ہمام بن حارث سے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر ایک
مہمان تھا اوسکو جنابت ہوئی وہ دھونے لگا اوس مقام کو کپڑے سے جو بھر گیا تھا اونہون نے کہا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ہمکو حکم کرتے اوسکے مل ڈالنے کا اور کہا کہ منی کے دھونیکا حکم اسکی کوئی اصل نہین منتقی مین ہے
کہ دار قطنی نے حضرت عائشہ صدیقہ سے نکالا کہ مین مل ڈالتی منی کو حضرت کے کپڑے مبارک سے جب وہ سوکھی ہوتی
اور دھو ڈالتی اوسکو جب وہ تر ہوتی اور ان حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ دھونا اور ملنا دونو درست ہین اور روایت
کیا دار قطنی نے ابن عباس سے کہ پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منی سے جب کپڑے مین لگجاوے آپنے فرمایا
منی ناک کی رینٹ اور تھوک کی طرح ہے اور کافی ہے تجھکو یہ کہ پونچھ ڈالے اوسکو چیتھڑے یا اذخر سے دار قطنی
نے کہا نہین رفع کیا اوسکو مگر اسحاق ازرق نے شریک سے مین کہتا ہون یہ ضرر نہین کرتا کیونکہ اسحاق امام
ہے اور صحیحین مین اوس سے روایت کی ہے تو اسکا رفع اور اسکی زیادت مقبول ہے انتہے شوکانی نے کہا ابن
عباس کی حدیث کو بیہقی اور طحاوی نے مرفوعا روایت کیا اور نکالا اوسکو امام بیہقی نے موقوفا بھی ابن عباس
پر اور کہا کہ موقوفا صحیح ہے اور اختلاف کیا ہے علما نے منی مین تو عترت اور ابو حنیفہ اور مالک کا یہ قول ہے
کہ وہ نجس ہے مگر ابو حنیفہ یہ کہتے ہین کہ اگر منی سوکھی ہو تو مل ڈالنا بھی کافی ہے طہارت کیلیے اور ایسی ہی
ایک روایت ہے امام احمد سے اور عترت اور مالک کا یہ مذہب ہے کہ اوسکا دھونا ہر حال مین ضرور ہے تر ہو یا سوکھی اور
لیث نے کہا کہ منی نجس ہے لیکن نماز کا لوٹانا اوس سے لازم نہین اور حسن بن صالح نے کہا منی اگر کپڑے مین لگی
ہو تو نماز کا لوٹانا ضرور نہین گو وہ کثیر ہو اور جو وہ بدن مین لگی ہو تو لوٹانا ضرور ہے گو وہ قلیل ہو ابن حزم نے محلی
مین کہا ہمنے منی کا دھونا نقل کیا ہے حضرت عمر اور ابو ہریرہ اور انس اور سعید بن المسیب سے اور شافعی اور داؤد
نے کہا اور یہی ایک روایت ہے جو زیادہ صحیح ہے امام احمد سے کہ منی پاک ہے نووی نے کہا اہلحدیث کا بھی یہی مذہب
ہے اور ایسا ہی منقول ہے حضرت علی اور سعد بن ابی وقاص اور ابن عمر اور عائشہ سے اور جس نے گمان کیا کہ شافعی
متفرد ہین اس قول سے اوسنے غلطی کی جو لوگ نجس کہتے ہین وہ دلیل لیتے ہین کہ منی کا دھونا حدیثون مین موجود
ہے اور دھونا اوسی چیز سے ہوتا ہے جو نجس ہو اور جواب یہ ہے کہ حدیث مین دھونیکا حکم نہین بلکہ حضرت عائشہ

کا فعل منقول ہے کہ وہ دہوتی تہین اور اُن کا فعل حجت نہین ہی اور بہ فرض تسلیم دہونے سے نجاست لازم نہین آتی کیونکہ جائز ہے دہونا پاک چیز سے جیسے خوشبو مٹی وغیرہ سے تو منی کا دہونا جو طبعاً مکروہ ہے بطریق اولی جائز ہوگا اور حجت لیتے ہین عمار کی حدیث سے کہ دہویا جاویگا کپڑا پاخانہ اور پیشاب اور مذی اور منی اور رقی اور خون سے نکالا اسکو بزار اور ابو یعلی موصلی نے اپنی مسندون مین اور ابن عدی نے کامل مین اور دارقطنی اور بیہقی اور عقیلی نے ضعفا مین اور ابو نعیم نے معرفہ مین اور جواب یہ ہے کہ ان سب نے اس حدیث کو ضعیف کیا سوا ابو یعلی کے کیونکہ اوس کے اسناد مین ثابت بن حماد ہے نسبت دی ہے بعضون نے وضع کی اوسکی طرف لالکائی نے کہا اجماع ہے اوسکی حدیث متروک ہونے پر طبرانی نے کہا منفرد ہوا اوسکی ساتہہ ثابت بن حماد اور نہین روایت کیجاتی یہ حدیث عمار سے مگر اسی اسناد سے حافظ ذہبی نے کہا روایت کیا اوسکو بزار اور طبرانی نے ابرہیم بن زکریا کے طریق سے اور اوس نے حماد بن سلمہ سے اور اوس نے علی بن زید سے لیکن ابراہیم ضعیف ہے اور اوس نے غلطی کی اس حدیث مین اوسکو روایت کرتا ہی ثابت بن حماد نہ حماد بن سلمہ تو ایسی حدیث سے حجت لینا درست نہین (اس حدیث کا ذکر اوپر گذر چکا ہے) جو لوگ منی کو پاک کہتے ہین وہ ملنے کی حدیث سے دلیل لیتے ہین اور جواب اوس کا ہی جو اوپر گذرا کہ یہ فعل ہے حضرت عائشہ کا مگر اوس فعل کی اطلاع ضرور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی ہوگی کیونکہ آپ نماز پڑہتے تہے اوس مین اور اگر آپ کو اطلاع نہ ہوتی اور منی نجس ہوتی تو وحی سے آپ کو بتلا دیا جاتا جیسے جوتیون کی نجاست بتلا دی گئی دوسرے یہ کہ تر منی کو دور کر دینا اور سوکہی کو مل ڈالنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہی جیسے اوپر گذرا اور یہ بہی ثابت ہے کہ آپ نے حکم دیا مل ڈالنے کا اور فرمایا کہ کافی ہے تجہکو اسکا پونچہہ ڈالنا کپڑے کے ٹکڑے سے یا اذخر سے (ایک گہانس ہے خوشبودار) اور اسکا جواب یون دیا ہے کہ اس سے منی کی طہارت ثابت نہین ہوتی بلکہ اوس کے پاک کرنے کا طریقہ نکلتا ہے تو غایۃ الامر یہ ہے کہ وہ نجس ہے لیکن اوسکے پاک کرنے مین تخفیف کی گئی ہے اور ہر ایک نجاست کو پانی سے دہونا ضرور نہین ہے نہ لازم آویگا کہ جوتے مین جو پلیدی لگ جاوے وہ پاک ہو کیونکہ اوسکو بہی پانی سے دہونا ضرور نہین بلکہ صرف زمین پر رگڑنا کافی ہے اور دلیل لیتے ہین اس سے کہ آپ نے منی کو رینٹ اور تہوک کی طرح فرمایا اور جواب یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے جیسے بیہقی نے کہا تو صحیح یہ ہے کہ منی نجس ہے لیکن اسکا پاک کرنا اون سب طریقون سے درست ہے جو حدیث مین وارد ہین انتہی مختصراً زیلعی نے کہا صاحب ہدایہ نے جو منی کی نجاست ثابت کرنے کے لیے یہ حدیث نقل کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین عائشہ سے فرمایا دہو ڈالو اوسکو اگر تر ہو اور مل ڈالو اوسکو اگر خشک ہو تو یہ حدیث نہین ملی البتہ دارقطنی نے سنن مین حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ

مین منی کو مل ڈالتی تہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے مبارک سے جب خشک ہوتی اور دہو ڈالتی تہی جب تر ہوتی اور
روایت کیا اسکو بزار نے اپنی سند مین اور کہا نہین مسند کیا اسکو کسی نے سوا عبد اللہ بن الزبیر کے اور لوگ اس حدیث
کو عمرہ سے مرسلاً روایت کرتے ہین ابن جوزی نے تحقیق مین کہا حنفیہ حجت لیتے ہین اس حدیث سے جو صاحب ہدایہ نے
بیان کی اور یہ حدیث نہین ملی البتہ اوسکی مثل حضرت عائشہ صدیقہ کے کلام سے مروی ہے پہر ذکر کیا اوسی حدیث
کو جو دار قطنی اور بزار نے نکالی اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین خالد بن ابی عزہ سے کہ ایک شخص نے
حضرت عمر سے پوچہا تو کہا کہ مجہے احتلام ہوا ایک چادر پر اونہون نے کہا اگر تر ہو تو اوسکو دہو ڈال اور جو خشک
ہو تو مل ڈال پہر اگر تیرے اوپر چہپ گئی ہو تو پانی چہڑک دے اوسپر اور روایت کیا دار قطنی نے ابن عباس سے کہ پوچہی
گئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منی سے جو کپڑے مین لگ جاوے اخیر تک جیسے اوپر گذری دار قطنی نے کہا اوس کو
رفع نہین کیا مگر اسحاق ازرق نے ابن جوزی نے تحقیق مین کہا اسحاق سے صحیحین مین روایت ہے اور رفع زیادت
ہے اور زیادت ثقہ کی مقبول ہے اور جس نے اس حدیث کو موقوف کیا اوس نے یاد نہ رکہا اور روایت کیا اس حدیث
کو بیہقی نے کتاب المعرفۃ مین شافعی کے طریق سے اونہون نے سفیان سے اونہون نے عمرو بن دینار اور ابن جریج سے
اون دونون نے عطا سے اونہون نے ابن عباس سے موقوفاً اور کہا کہ صحیح یہی ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے اور روایت
کی گئی ہے یہ حدیث شریک سے انہون نے ابن ابی لیلے سے اونہون نے عطا سے اونہون نے ابن عباس سے مرفوعاً لیکن
وہ ثابت نہین ہے شیخ کہتا ہے ابن جوزی نے جو اس حدیث کا رفع صحیح رکہا یہ تعجب ہے اون سے اور متابعت کی اون کی
ابن تیمیہ نے منتقے مین حالانکہ اسکا رفع صحیح نہین ہو سکتا کیونکہ اسحاق ازرق اگرچہ ثقہ ہے مگر اسحاق نے اوسکو
روایت کیا شریک قاضی سے اور شریک بڑا غلطی کرنیوالا ہے جیسے ترمذی نے کہا پس گمان غالب یہ ہے کہ غلطی
کی اوس مین شریک نے اور بجاے وقف کے رفع کیا اور اسی لیے امام بیہقی نے کہا کہ یہ حدیث مرفوعاً ثابت نہین ہے
اور سکوت کیا بیہقی کے قول پر حافظ نے تلخیص مین اور کہا کہ جو روایت کیا اوسکو دار قطنی اور طبرانی نے اور نہین
ذکر کیا اس حدیث کو حافظ نے فتح مین جیسا کہ گذرا حالانکہ استدلال اوس سے صاف ہے بہ نسبت اور حدیثون کے
اور نہین اعتراض کیا بیہقی کے قول پر امام شوکانی نے اور روایت کیا امام طحاوی نے شرح معانی الآثار مین
حضرت عائشہ کی اس حدیث کو کہ مین مل ڈالتی تہی منی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کپڑے سے جب سوکہی ہوتی
اور دہو ڈالتی تہی یا سر کر ڈالتی تہی جب وہ تر ہوتی طحاوی نے کہا شک کیا اوس مین حمیدی نے اور حمیدی
نے اوسکو روایت کیا بشر بن بکر سے اونہون نے اوزاعی سے اونہون نے یحیے بن سعید سے اونہون نے عمرہ سے انہون نے

عائشہ سے تو ثابت کی حمیدی نے عبد اللہ بن زبیر کی اس حدیث کو رفع مین اور باطل ہوا قول دار قطنی کا کہ نہین مسند کیا اسکو کسی نے مگر عبد اللہ بن زبیر نے اور روایت کیا طحاوی نے حضرت عائشہ کی حدیث کو جو متن کتاب مین ہی مختلف سندون اور لفظون سے ایک لفظ یہ ہے ہمام بن حارث سے کہ وہ اترے تھے حضرت عائشہ کے پاس انکو احتلام ہوا تو ایک لونڈی نے حضرت عائشہ کی انکو دیکھ لیا اور وہ دہو رہے تھے اثر جنابت کا اپنے کپڑے سے یا اپنا کپڑا دہو رہے تھے اوس لونڈی نے حضرت عائشہ کو خبر کی انہون نے کہا مین نے دیکھا اپنے تئین اور مین زیادہ نہ کرتی تھی اسپر کہ مل ڈالتی اوسکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے دوسری روایت مین اتنا زیادہ ہے جب کہ سوکھ جاتی تو مین اوسکو مل ڈالتی اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت کی چادر سے منی کو چھیل ڈالتی اور ہماری چادرین انہون کی تہین امام طحاوی نے کہا بعضے لوگ اس طرف گئے ہین کہ منی پاک ہے اور منی کے گرنے سے پانی نجس نہین ہوتا اور وہ مثل بلغم کے ہے جو سینہ سے نکلے اور انکی دلیل یہی حدیثین ہین اور مخالفت کی انکی اور علماء نے اور کہا کہ منی نجس ہے اور وہ کہتے ہین ان حدیثون سے یہ نہین نکلتا کہ منی نجس نہین ہے کیونکہ ان حدیثون مین جس کپڑے کا ذکر ہے وہ سونیکا کپڑا تہا نہ نماز کا کپڑا اور جو کپڑے پاخانہ یا پیشاب یا حیض یا پیشاب سے نجس ہو جاوین انمین سونا جائز ہے البتہ نماز جائز نہین تو احتمال ہے کہ منی بہی ایسا ہی ہو اور یہ حدیثین اوسوقت حجت ہوتین جب ہم یہ کہتے کہ نجس کپڑون مین سونا جائز نہین اور ہم تو اوسکے جواز کے قائل ہین تو یہ حدیثین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمارے خلاف نہ ہوئین اور دوسری روایت نکالی حضرت عائشہ سے کہ منی دہوتی تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے مین سے پہر آپ نماز کو نکلتے اور پانی کے دہبے آپکے کپڑے مین ہوتے اور معاویہ بن ابی سفیان سے روایت کیا کہ انہون نے اپنی بہن ام المومنین ام حبیبہ سے پوچہا کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اوس کپڑے مین نماز پڑہتے تہے جس مین تمہارے ساتہ سوتے تہے اونہون نے کہا ہان جب اوس مین کچہ نجاست نہ ہوتی اور روایت کیا حضرت عائشہ سے کہ جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنی عورتون کی چادرون مین نماز نہین پڑہتے تہے طحاوی نے کہا ان حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس کپڑے مین نماز نہین پڑہتے تہے جس مین سوتے تہے جب اوسمین کچہ جنابت لگ جاتی اور یہ بہی ثابت ہوا کہ اسود اور ہمام نے جو حضرت عائشہ سے اس باب مین نقل کیا وہ سونے کے کپڑے مین ہے نہ نماز کے کپڑے مین اس دلیل کا جواب وہ لوگ جو منی کو پاک جانتے ہین یہ دیتے ہین کہ حضرت عائشہ سے روایت ہے مین ملتی تہی منی کو حضرت کے کپڑے سے جب وہ سوکہی ہوتی اپنی انگلیون سے پہر آپ اوس مین نماز پڑہتے اور اوسکو دہوتی نہین اور ایک روایت مین یہ ہے

کہ مین ملتی تہی منی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے پہر آپ نماز پڑہتے تہے اون مین تو ان حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ حضرت عائشہ نماز کے کپڑے سے بہی منی کو مل ڈالتین تہین ابوجعفر طحاوی نے کہا ان حدیثون سے منی کی طہارت ثابت نہین ہوتی بلکہ جائز ہے کہ منی نجس ہو اور اوسکی پاکی ملنے سے ہو جاوے جیسے جوتا رگڑنے سے پاک ہو جاتا ہے چنانچہ روایت کیا ابوہریرہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے نجاست کو روندے اپنے موزے یا جوتے سے تو ان دونون کی پاکی مٹی ہے اور اس سے یہ نہین نکلتا کہ جوتے مین جو نجاست لگی وہ پاک ہے ایسا ہی منی کے باب مین بہی کہا جاویگا اور حضرت عائشہ سے ایک روایت ایسی ہی جس سے منی کی نجاست نکلتی ہے پہر نکالا اپنی سند سے کہ اونہون نے کہا جب منی کپڑے مین لگ جاوے پہر تو اوسکو دہو ڈال اور جو نہ دیکہے تو اوس پر پانی چہڑک دے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب بہی اس باب مین مختلف رہے انہین مین سے پہر نکالا سعد بن ابی وقاص سے کہ وہ مل ڈالتے تہے جنابت کو اپنے کپڑے سے اور نکالا یحیی بن عبد الرحمن بن حاطب سے کہ اونہون نے عمرہ کیا حضرت عمر کے ساتہ کئی سوارون مین جن مین عمرو بن عاص بہی تہے اور حضرت عمر رات کو اوترے راہ مین کسی پانی کے پاس اونکو احتلام ہو گیا اور صبح ہونیکو تہی پانی نہ ملا سوارون مین وہ سوار ہوگئے اور پانی کے پاس آئے اور احتلام کا اثر جو دیکہا اوسکو دہونے لگے یہانتک کہ صبح کی روشنی ہوگئی عمرو نے کہا ہمارے پاس اور کپڑے ہین تم چہوڑ دو اس کپڑے کو حضرت عمر نے کہا مین دہو ڈالون گا جو دیکہون گا اور پانی چہڑک دونگا جہان نہین دیکہون گا اور نکالا اوسکو مالک نے موطا مین اوس مین یہ بہی ہے تعجب ہے تجہ سے ابن عاص اگر تیرے پاس اور کپڑے ہین تو کیا سب آدمیون کے پاس کپڑے ہین قسم خدا کی اگر مین ایسا کرون تو سنت ہو جاوے بلکہ مین دہوؤن گا جو دیکہون گا اور جہان نہ دیکہون گا وہان پانی چہڑک دونگا اور نکالا زید بن الصلت سے انہون نے کہا مین حضرت عمر کے ساتہ نکلا جرف تک انہون نے دیکہا تو اونکو احتلام ہوگیا تہا اور انہون نے غسل نہین کیا تہا اونہون نے کہا قسم خدا کی مین سمجہتا ہون مجہے احتلام ہو گیا اور مجہے خبر نہین ہوئی مین نے نماز پڑہ لی اور غسل نہین کیا پہر اونہون نے غسل کیا اور جو کچہ نشان اپنے کپڑے مین دکہلائی دیا اوسکو دہو ڈالا اور جو نہ دکہلائی دیا اوس پر پانی چہڑک دیا اور روایت کیا ابوہریرہ سے اونہون نے کہا منی جو کپڑے مین لگ جاوے تو اگر تو اوسکو دیکہے تو دہو ڈال ورنہ سارے کپڑے کو دہو اس سے یہ نکلتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ منی کو نجس جانتے تہے اور نکالا ابن عباس سے انہون نے کہا پونچہ ڈالو منی کو اذخر سے اور ترمذی نے معلقًا ابن عباس سے نکالا کہ منی مثل رینٹ کے ہے تو دور کر دے اوسکو لیتہے سے اگرچہ اذخر سے ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ منی اون کے نزدیک پاک تہی اور نکالا جبلہ بن سحیم سے انہون نے کہا مین نے ابن عمر سے

پوچھا منی جو کپڑے مین لگ جاوے انہون نے کہا دہو ڈال اُسکو پانی سے یا چھڑک دے پانی اوسپر حدیث مین نضح کا لفظ ہی طحاوی نے کہا نضح کبھی دہونے کے معنون مین بھی آتا ہے جیسے ایک حدیث مین ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین پہچانتا ہون ایک شہر کو جسکے ایک کنارے دریا نضح کرتا ہے (یعنے روان ہی) اور نکالا عبد الملک بن عمیر سے جابر بن سمرہ سے پوچھا گیا مین انکے پاس تھا کہ کوئی شخص نماز پڑہے اوس کپڑے مین جسکو پہنکر اوس نے صحبت کی ہو اپنی بی بی سے اونہون نے کہا اوس مین نماز پڑہ مگر جس حال مین تو اوسپر کچھ دیکھے تو دہو ڈال اوسکو اور مت پانی چھڑک کیونکہ پانی چھڑکنے سے وہ اور برا ہو جاویگا (یعنے نجاست پہیل جاویگی اور پاک نہ ہوگا) اور روایت کیا عبد الکریم بن رشید نے اونہون نے کہا پوچھے گئے انس بن مالک اوس چادر سے جس مین جنابت لگ جاوے اور اسکا مقام معلوم نہ ہو اونہون نے کہا دہو ڈال اُسکو ابو جعفر نے کہا جب اوس مین اختلاف ہوا صحابہ کا تو ہمنے قیاس کیا تو معلوم ہوا کہ منی زیادہ غلیظ ہے سب چیزون مین کیونکہ اس سے بڑی طہارت واجب ہوتی ہے اور جو چیزین کہ انکا نکلنا حدث ہے جیسے پیشاب یا پائخانہ یا حیض یا استحاضے کا خون وہ سب نجس ہین پس منی بھی اسیطرح نجس ہوگی اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ رح اور ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ کا انتہے مختصرا

باب إِذَا غَسَلَ الْجَنَابَةَ أَوْ غَيْرَهَا فَلَمْ يَذْهَبْ أَثَرُهُ اگر منی یا اور کوئی نجاست کو دہووے لیکن اسکا نشان نہ جاوے تو کیا حکم ہے **ف** قسطلانی نے کہا اگر اسکا نشان دور ہونا سہل ہو تو وہ کپڑا پاک نہ ہوگا اور جب دشوار ہو تو پاک ہو جاویگا جیسے روضہ مین ہے اور یہی حکم ہے بو کا اور جو بو اور رنگ دونو باقی ہون تو وہ کپڑا پاک نہ ہوگا انتہی مختصرا حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْمِنْقَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ فِي الثَّوْبِ تُصِيبُهُ الْجَنَابَةُ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ كُنْتُ أَغْسِلُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ وَأَثَرُ الْغَسْلِ فِيهِ بُقَعُ الْمَاءِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے موسی بن اسمعیل منقری نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عبد الواحد ابن زیاد نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے عمرو بن میمون نے اونہون نے کہا مین نے سنا سلیمان بن یسار سے کپڑے مین جو جنابت (منی) لگ جاوے اونہون نے کہا حضرت عائشہ صدیقہ نے کہا مین دہوتی تھی اوسکو (منی کو) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے پہر آپ نماز کو نکلتے اور دہونیکا نشان (یعنے جنابت کا اور یہی مطلب صحیح ہے تاکہ حدیث ترجمہ باب کے موافق ہو یا پانی کا نشان) کپڑے مین ہوتا یعنے پانی کے دہبے قسطلانی نے کہا امام بخاری نے سوا منی کے اور کوئی حدیث ایسی ذکر نہین کی جس سے اور نجاست کا حکم بھی بھی معلوم ہو تو شاید انہون نے قیاس کیا اور نجاستونکو منی پر انتہے مترجم نے کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ امام بخاری کا

یہی مذہب ہے کہ منی نجس ہے ۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَيْمُونِ
ابْنِ مِهْرَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَغْسِلُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ النَّبِيِّ صلعم ثُمَّ أَرَاهُ فِيهِ
بُقْعَةً أَوْ بُقَعًا ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے عمرو بن خالد نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے زہیر بن معاویہ جعفی نے انہوں نے کہا حدیث بیان
کی ہم سے عمرو بن میمون بن مہران نے انہوں نے روایت کی سلیمان بن یسار سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو
کہ وہ دھوتی تھیں منی کو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے پھر حضرت عائشہ نے کہا میں دیکھتی
تھی اوسکو (یعنے منی کو) اوس کپڑے میں ایک دھبہ یا کئی دھبے (احتمال ہے کہ یہ حضرت عائشہ کا کلام ہو یا راوی کی
شک ہو کہ حضرت عائشہ نے ایک دھبا کہا یا کئی دھبے) بَابٌ أَبْوَالِ الْإِبِلِ وَالدَّوَابِّ وَالْغَنَمِ وَ
مَرَابِضِهَا باب بیان میں اوسکے کہ اونٹ اور چارپایوں اور بکریوں کا پیشاب کیسا ہے (یعنے نجس ہے یا پاک) اور
بیان بکریوں کے تھانوں کا وَصَلَّى أَبُو مُوسَى فِي دَارِ الْبَرِيدِ وَالسِّرْقِينِ وَالْبَرِّيَّةُ إِلَى جَنْبِهِ فَقَالَ هَهُنَا
وَثَمَّ سَوَاءٌ اور ابو موسی اشعری (عبداللہ بن قیس) نے نماز پڑھی دار البرید میں (جو ایک مکان تھا کوفہ میں جہاں
خلفا کے ایلچی جو امرا پاس جاتے اوترا کرتے اور ابو موسی امیر تھے کوفہ کے حضرت عمر اور حضرت عثمان کے زمانہ میں)
اور گوبر میں (یعنے اوس دار البرید میں لید اور گوبر بہت تھا ابو موسی نے وہیں نماز پڑھی) حالانکہ جنگل اوسکے
پہلو میں تھا (یعنے پاک صاف صحرا قریب تھا کچھ دور نہ تھا اور ابو موسی بآسانی وہاں جاکر نماز پڑھ سکتے تھے) پھر
اونہوں نے کہا یہ جای (جہاں لید اور گوبر ہے) اور وہ جا (جگہ صاف اور پاک جنگل کی) دونوں برابر ہیں (نماز درست
ہونے میں) ف حافظ نے کہا اس تعلیق کو ابو نعیم شیخ البخاری نے اپنی کتاب الصلوۃ میں وصل کیا اعمش سے
اُنھوں نے مالک بن الحویرث سے اُنھوں نے اپنے باپ سے اُنھوں نے کہا کہ ابو موسی نے نماز پڑھائی ہمارے دار البرید میں
اور وہاں گوبر تھا اور جنگل دروازے پر تھا لوگوں نے کہا کاش آپ دروازے پر نماز پڑھیں اُنھوں نے یہی جواب دیا اور
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو موسی کے نزدیک لید گوبر اور پیشاب پاک تھا جب تو اُنھوں نے کہا کہ یہ مقام اور جنگل کا مقام
برابر ہے قسطلانی نے کہا ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں اس روایت کو نکالا اوس میں یہ ہے کہ پھر نماز پڑھائی اُنھوں
نے ہمارے ساتھ گوبر اور کھاد پر ہم نے کہا تم یہاں نماز پڑھتے ہو اور جنگل تمہارے پہلو میں ہے اُنھوں نے کہا جنگل
اور یہ مقام دونوں برابر ہیں۔ حافظ نے کہا اس استدلال پر یہ اعتراض ہوا ہے کہ احتمال ہے کہ ابو موسی نے کپڑا بچھا کر
وہاں نماز پڑھی ہو اور جواب اسکا یہ ہے کہ ظاہر کپڑا نہ بچھانا ہے اور یہی اصل ہے اور روایت کیا اوسکو سفیان ثوری
نے اپنی جامع میں اعمش سے اپنی سند سے اوس میں یہ ہے کہ نماز پڑھی ہمارے ساتھ ابو موسی نے اوس جگہ پر جہاں گوبر تھا

اور اس سے نکلتا ہے کہ کپڑا حائل نہ تھا اور سفیان منصور نے سعید بن المسیب وغیرہ سے روایت کیا کہ نماز پڑھنا چادر پر سرگین
ہے اور سند اسکی صحیح ہے اور اولی یہ ہے کہ یوں کہیں یہ ابو موسی کا فعل ہے اور مخالفت کی اسکی اور صحابہ نے جیسے ابن عمر وغیرہ
اور اوروں نے تو وہ حجت نہ ہوگا اور شاید ابو موسی طہارت کو نماز کی صحت کی شرط نہ سمجھتے ہونگے بلکہ اوسکو ایک جداگانہ
واجب جانتے ہونگے اور یہ مذہب مشہور ہے اور ایسی ہی ایک روایت اور صحابی سے گذر چکی ہے کہ وہ نماز پڑھے گئے حالانکہ
اونکے بدن سے بہت سا خون بہا تو اس روایت میں دلیل نہ ہوگی کہ لید اور گوبر پاک ہے جیسے اوس روایت میں حجت نہیں
کہ خون پاک ہے اور تمسک کرنا ابو ہریرہ کی عام حدیث سے اولے ہے جسکو صحیح کہا ابن خزیمہ نے کہ بچو پیشاب سے کیونکہ اکثر
عذاب قبر کا اوسی سے ہوتا ہے کیونکہ وہ شامل ہے تمام پیشابوں کو خواہ حلال جانوروں کے ہوں یا حرام جانوروں کے اون
سب سے بچنا بہتر ہے اس وعید کے خیال سے تمام ہوا کلام حافظ کا مترجم کہتا ہے امام بخاری کا یہ مذہب ہے کہ حلال جانور
کی لید اور پیشاب پاک ہے اسیواسطے ابو موسی کی روایت لائے اور ابو ہریرہ کی حدیث کی تاویل کی کہ مراد اوس سے آدمی
کا پیشاب ہے اور اس حدیث کا بیان معہ اسکے سب طریقوں اور لفظوں کے اوپر گذر چکا حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ
قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَدِمَ أُنَاسٌ مِنْ عُكْلٍ أَوْ عُرَيْنَةَ
فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلِقَاحٍ وَأَنْ يَشْرَبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا فَانْطَلَقُوا
فَلَمَّا صَحُّوا قَتَلُوا رَاعِيَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوا النَّعَمَ فَجَاءَ الْخَبَرُ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ فَبَعَثَ فِي آثَارِهِمْ
فَلَمَّا ارْتَفَعَ النَّهَارُ جِيءَ بِهِمْ فَأَمَرَ بِقَطْعِ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلِهِمْ وَسُمِرَتْ أَعْيُنُهُمْ وَأُلْقُوا فِي الْحَرَّةِ
يَسْتَسْقُونَ فَلَا يُسْقَوْنَ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ فَهٰؤُلَاءِ سَرَقُوا وَقَتَلُوا وَكَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَحَارَبُوا اللّٰهَ
وَرَسُولَهُ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے سلیمان بن حرب ازدی بصری نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم کو
حماد بن زید بن درہم ازدی نے انہوں نے روایت کی ایوب سختیانی سے انہوں نے ابو قلابہ (عبد اللہ) سے انہوں نے
انس بن مالک سے انہوں نے کہا کچھ لوگ عکل یا عرینہ کے آئے ف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور عکل یا
عرینہ دونوں قبیلوں کے نام ہیں عکل عدنان میں سے ہے اور عرینہ قحطان میں سے اور یہ شک حماد کی ہے جو راوی ہے
اسحدیث کا اور عبد الرزاق کی روایت میں ابو ہریرہ سے یہ ہے کہ وہ بنی فزارہ کے لوگ تھے اور یہ غلط ہے اور صحیح وہ ہے جو بخاری
میں نکالا کہ عکل اور عرینہ کے اور ابو عوانہ اور طبری کی روایت میں کہ وہ چار آدمی تھے عرینہ کے اور تین عکل کے
اور مصنف کی جہاد اور دیات میں نکالا کہ وہ آٹھ آدمی تھے تو شاید آٹھواں آدمی تیسرے قبیلہ کا ہو اور ابن اسحاق
نے مغازی میں کہا کہ یہ لوگ غزوہ ذی قرد کے بعد آئے تھے جو جمادی الاخری سنہ ۶ھ میں ہوا اور واقدی نے کہا

شوال مین ہوا (فتح ملخصًا) ف انکو مدینہ مین پیٹ کی بیماری ہوگئی ف ایک روایت مین اتنا زیادہ ہی کہ وہ اسلام
لائے وہ عکل مین ہی کہ بیعت کی اونہون نے اسلام پر حافظ نے کہا اجتووا کے معنے یہی ہین کہ اون کو برا معلوم ہوا مدینہ
مین رہنا یا انکو وہان کا کہانا ناموافق ہوا ایک روایت مین ہی اونہون نے کہا یا نبی اللہ ہم تہنون والے تہے (یعنی جانور
والے) اور کہیتی والے نہ تہے دوسری مین ہی کہ کچہ لوگون کو بیماری تہی اونہون نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمکو جگہہ دیجیے
اور کہانا کہلایے جب وہ اچہے ہوئے تو کہنے لگے مدینہ مین کہانا ہضم نہین ہوتا اور ظاہر یہ ہی کہ وہ بیمار ہو کر آئے تہے
جب بیماری سے چنگے ہوئے تو مدینہ مین رہنا اون کو ناگوار ہوا اور بیماری اون کو لاغری کی تہی جیسے ابو عوانہ نے نکالا
غیلان سے اور انہون نے ابو سعد سے نکالا کہ اون کے رنگ زرد ہو گئے تہے اور جس امر کی اونہون نے شکایت کی صحت کے
بعد وہ بخار تہا مدینہ کا جیسے امام احمد کی روایت مین ہی اور مسلم کی روایت مین ہی مدینہ بہت موخم ہوا یعنی برسام
(دماغ کا ورم یا سینہ کا) اور ابو عوانہ نے نکالا انکے پیٹ بڑہ گئے (فتح) ف تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے انکو حکم دیا دودہ والی اونٹنیون مین جانے کا اور انکا موت اور دودہ پینے کا ف ایک روایت مین ہی انکو
حکم دیا اپنے چرواہے کے پاس جانیکا ابو عوانہ نے نکالا اونہون نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ بیماری ہوگئی کاش آپ
ہمکو اجازت دین ہم اونٹون مین جا دین ایک روایت مین ہی مولف کی اونہون نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے لیے دودہ
ڈہونڈہ دیجیے آپنے فرمایا مین دودہ نہین پاتا مگر تم اونٹون مین جاؤ ایک روایت مین ہی آپنے فرمایا یہ جانور ہمارے
ہین جو باہر چلتے ہین تم بہی اونکے ساتہ جاؤ ایک روایت مین ہی آپنے اون کو حکم دیا صدقے کے اونٹون مین جانیکا
ابن سعد نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دودہیل اونٹنیان پندرہ تہین اور ان لوگون نے اون مین سے ایک کو
نحر کر ڈالا تہا جسکا نام حنا تہا ابو رجا کی روایت مین ہی کہ پہر وہ نکالے گئے اور اونٹنیون کے موت اور دودہ انکو پلایے
گئے اور شعبہ نے قتادہ سے روایت کی کہ آپنے اجازت دی انکو صدقہ کی اونٹون مین جانیکی اور پینے کی تو صدقہ کا دودہ
انکو اسلیے مباح ہوا کہ وہ مسافر تہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیون کا اس لیے کہ آپنے اجازت دی اور موت
کا پینا اس سے حجت لی ہی اونہون نے جو اسکو پاک کہتا ہی تو اونٹ کی موت کی پاکی تو اس حدیث سے ثابت ہی اور باقی جانور جنکا
گوشت حلال ہی انکو قیاس کیا ہے اونٹ پر یہی قول ہے امام مالک اور احمد اور ایک جماعت سلف کا اور موافق
ہوئے انکی شافعیہ مین سے ابن خزیمہ اور ابن منذر اور ابن حبان اور اصطخری اور رویانی اور شافعی اور جمہور علما کا
قول یہ ہے کہ سب پیشاب اور سب گوہ نجس ہین خواہ حلال جانور کے ہون یا حرام جانور کے ابن منذر نے دلیل لی ہی
کہ سب چیزین پاک ہین جب تک انکی نجاست ثابت نہ ہو اور کہا کہ جن لوگون نے اوسکو خاص سمجہا ہے انلوگون سے انہون نے غلطی

کی کیونکہ تخصیص بغیر دلیل کے ثابت نہیں ہوتی اور اہل علم نے ہمیشہ لوگوں کو بکریوں کی مینگنیوں کی بیچنے پر چھوڑ دیا بازاروں
میں اسیطرح اونٹ کا موت وہ دواؤں میں استعمال کرنے پر اگلوں اور پچھلوں نے اور کسی نے اسپر انکار نہیں کیا اس سے
یہ نکلتا ہے کہ وہ پاک ہے میں کہتا ہوں کہ یہ دلیل ضعیف ہے کیونکہ مختلف فیہ امر میں انکار کرنا واجب نہیں ہر تو اس سے
یہ بھی نہیں نکلتا کہ وہ جائز ہو پھر طہارت کہاں سے ثابت ہوگی اور دلالت کرتی ہر کل پیشابوں کے نجس ہونے پر ابو ہریرہؓ
کی حدیث جسکو ہم نے ابھی بیان کیا ابن عربی نے کہا اس حدیث سے لپٹ گیا ہے وہ شخص جو اونٹ کے پیشاب کو پاک کہتا ہر
اور اسکا جواب یوں دیا ہے کہ آپ نے موت پینے کی اجازت علاج کے لیے دی تھی اور اس جواب کو رد کیا ہر اس طرح
سے کہ دوا اور علاج کرنا واجب نہیں ہر تو حرام چیز کیونکر درست ہوگی اوسکام کے لیے جو واجب نہیں ہر اور اسکا
جواب یوں دیا ہے کہ دوا اور علاج ایک ضرورت ہر جب کوئی معتمد شخص بیان کرے اور جو چیز ضرورت کیوقت
مباح ہو وہ حرام نہیں ہوتی اوسوقت تک جیسے اللہ تعالی نے فرمایا وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ یعنی
بیان کردیا اوس نے تمہارے لیے جو چیزیں حرام کیں تم پر مگر جس حالت میں تم لاچار ہو اوسکی طرف پھر جس چیز کی طرف
آدمی لاچار ہوا اوسپر حرام نہیں ہوتی جیسے مردار مضطر کے لیے اور یہ جو کہا گیا کہ حرام درست نہیں ہوتا اوس چیز
کے لیے جو واجب نہیں ہر یہ بھی صحیح نہیں کس لیے کہ رمضان میں روزہ توڑنا حرام ہے اور جائز ہے ایک امر مباح
کے لیے مثلاً سفر کے لیے اور جس نے یہ کہا ہر کہ اگر اونٹ کا پیشاب نجس ہوتا تو اوس سے دوا کرنا جائز نہیں ہوتا
کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے میری امت کی تندرستی اون چیزوں میں نہیں رکھی جسکو حرام
کیا روایت کیا اسکو ابو داؤد نے ام سلمہ سے اور نجس حرام ہے تو اوس سے دوا کرنا جائز نہ ہوگا اسکا جواب یہ ہے
کہ یہ حدیث محمول ہے اوس حالت پر جب ضرورت نہ ہو اور ضرورت کے وقت وہ حرام نہیں ہر جیسے مردار مضطر کے
لیے اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آپ سے پوچھا گیا شراب سے دوا کرنے کو کہ وہ دوا نہیں ہر بلکہ بیماری
مقولہ حضرت ۱۲
ہے روایت کیا اوسکو مسلم نے تو یہ خاص ہے شراب (خمر) سے اور شراب کے مثل ہیں اور نشہ لانے والی چیزیں
اور شریعت نے فرق رکھا مسکر (نشہ لانیوالی) اور غیر مسکر میں تو مسکر کو درست نہ رکھا علاج کے لیے بھی
کیونکہ مسکر کے پینے سے بڑی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں دوسری یہ کہ جاہلیت کا اعتقاد یہ تھا کہ شراب میں شفا ہے تو
شریعت نے بالکل اس اعتقاد کو مٹا دیا یہ امام طحاوی نے کہا لیکن اونٹ کا پیشاب تو ابن منذر نے ابن عباس
سے روایت کیا مرفوعاً کہ اونٹوں کے پیشاب میں شفا ہے پیٹ بگڑنے سے تو جس چیز کا دوا ہونا ثابت ہوا
اوسکو قیاس نہ کرینگے اوس چیز پر جسکا دوا نہ ہونا ثابت ہو گیا اور اس طرح جمع ہو جاویگا سب دلیلوں میں

اور عمل ہوجاویگا سب کے مضمون پر تمام ہوا کلام حافظ کا قسطلانی نے کہا امام محمد کا حنفیہ مین سے یہین یہی قول ہے کہ حلال جانور
کا پیشاب پاک ہے اور یہی قول ہے شعبی اور عطا اور نخعی اور زہری اور ابن سیرین اور ثوری کا اور مؤلف نے جو ترجمہ باب کیا اسکے
ظاہر سے یہ نکلتا ہے کہ لید اور پیشاب دونون پاک ہین اور ظاہریہ یہ کہتے ہین کہ ہر ایک جانور کا گوہ اور پیشاب پاک ہے خواہ وہ جانور
حرام ہو یا حلال صرف آدمی کے گوہ اور پیشاب کو نجس جانتے ہین اور یہ لوگ دلیل لیتے ہین اسی حدیث سے اور اسپر یہ اعتراض
ہوتا ہے کہ حدیث حلال جانور کے پیشاب مین ہے تو حرام جانور کا قیاس اوسپر صحیح نہ ہوگا منتقے الاخبار مین ایک باب قائم کیا
کہ حلال جانور کے پیشاب مین رخصت کا بیان پہر یہی حدیث لائے انس کی بخاری اور مسلم سے اور کہا کہ ثابت ہوا آپ سے کہ
فرمایا نماز پڑہو بکریون کے تہانون مین شوکانی نے کہا امام مسلم نے اوسکو نکالا جابر بن سمرہ سے اور ابوداؤد اور ترمذی
اور ابن ماجہ نے براء سے امام احمد اور اسحاق بن راہویہ نے کہا اس باب مین براء اور جابر بن سمرہ کی حدیثین صحیح ہوئین اور
دلیل لی ہے اسی حدیث سے اوس شخص نے جو حلال جانور کے پیشاب کو پاک کہتا ہے اور یہی مذہب ہے عترت اور نخعی اور اوزاعی
اور زہری اور مالک اور احمد اور محمد اور زفر اور ایک طائفہ سلف کا اور ایک دلیل ان لوگون کی یہ حدیث ہے لا بأس ببول
ما اکل لحمہ یعنے جس جانور کا گوشت کہایا جاتا ہے اوسکے پیشاب مین کچہ قباحت نہین روایت کیا اوسکو دارقطنی نے جابر
اور براء سے مرفوعاً اور جواب یہ ہے کہ اوسکے اسناد مین عمرو بن حصین عقیلی ہے وہ نہایت ضعیف ہے ابوحاتم نے کہا ذاہب
الحدیث ہے کچہ نہین اور ابوزرعہ نے کہا ضعیف الحدیث ہے اور ازدی نے کہا بہت ضعیف ہے اور ابن عدی نے کہا
کہ اسنے ثقات سے کئی منکر حدیثین روایت کی ہین اور وہ متروک ہے اور اسکے اسناد مین یحیی بن العلا ہے ابوعمر بجلی رازی
اوسکو بہی بہت ضعیف کہا ہے دارقطنی نے کہا وکیع اوسکی بہت برائی کرتے تہے اور امام احمد نے کہا وہ کذاب ہے اور
یحیی نے کہا ثقہ نہین ہے اور نسائی اور ازدی نے کہا متروک ہے اور ایک دلیل ان لوگون کی یہ حدیث ہے کہ اللہ تعالی نے
تمہاری تندرستی اوس چیز مین نہین رکہی جسکو حرام کیا تمپر مسلم اور ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کی وائل بن حجر
سے اور ابن حبان اور بیہقی نے ام سلمہ سے اور ترمذی اور ابوداؤد نے ابوہریرہ سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ہر خبیث دوا سے اور حرمت مستلزم ہے نجاست کو اور حلت مستلزم ہے طہارت کو تو جب اونٹ کے پیشاب سے دوا
کرنا حلال ہوئی تو وہ پاک ہوگا اور جواب یہ ہے کہ وہ حلال ہے ضرورت کے وقت نہ بے ضرورت جیسے مردار مضطر کے لیے پہر
اوسکی پاکی ثابت نہ ہوگی پہر ذکر کیا وہی کلام جو حافظ نے فتح مین کہا اور دلیل لی ہے نجس کہنے والون نے اس حدیث سے کہ
آپ دو قبرون پر گذرے اخیر تک پہر فرمایا کہ وہ احتیاط نہین کرتا تہا پیشاب سے اور یہ مطلق ہے شامل ہے تمام پیشابون کو
اور جواب یہ ہے کہ اس حدیث مین آدمی کا پیشاب مراد ہے کیونکہ صحیح بخاری کی روایت مین ہے کہ وہ احتیاط نہ کرتا تہا اپنے

پیشاب سے بخاری نے کہا نہین ذکر کیا مگر آدمی کے پیشاب کو شوکانی نے کہا ظاہر یہی ہے کہ حلال جانور کا پیشاب اور گوہ دونوں
پاک ہین اور نجاست کی کوئی دلیل عمدہ نہین ہے اور قبرون کی حدیث عام ظنی ہے وہ ان خاص حدیثون کا مقابلہ نہ کریگی جن سے
صاف حلت اور طہارت نکلتی ہے اور ابن حزم نے محلی مین اس مسئلہ کو خوب تفصیل سے بیان کیا ہے اب اگر کوئی کہے کہ
حرام جانور کی پیشاب اور گوہ کی نجاست کی کیا دلیل ہے تو ہم کہینگے دلیل اوسکی یہ حدیث ہے اِنَّہَا رِکْسٌ آپنے فرمایا
گوہ کے حق مین نکالا اوسکو بخاری اور ترمذی اور نسائی نے (اور یہ حدیث اوپر استنجا کی بحث مین گذر چکی) اور وہ حدیث ہے
جو آدمی کی پیشاب مین وارد ہے کیونکہ آدمی کا بھی گوشت حرام ہے پس قیاس ہو سکتا ہے حرام جانور کا اوسپر اور حدیث کے
مفہوم مخالف سے دلیل لینا لَا بَأْسَ بِبَوْلِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهٗ ٹھیک نہین کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے ابن حزم نے کہا کہ وہ باطل ہے
اور موضوع ہے اور اوسکی اسناد مین سوار بن مصعب ہے وہ متروک ہے روایت کرتا ہے موضوعات کو اور ابن خزیمہ کی روایت
مین ہے کہ آپنے گدہے کی لید مین فرمایا اِنَّہَا رِکْسٌ اِنَّہَا رَوْثَۃُ حِمَارٍ اور وجہ یہ ہے کہ انسان کا گوہ اور پیشاب نجس کہا جاوے
اور باقی حیوانات جنکا گوشت نہین کہایا جاتا اگر اون کی پیشاب یا گوہ مین کوئی وجہ پائی جاوے جو ملا دے اوسکو منصوص علیہ
سے طہارۃً یا نجاسۃً تو ملا دینگے اوس سے ورنہ وہ اپنی اصل پر باقی رہیگا یعنے طہارت پر انتہی مختصراً زیلعی نے کہا اس
باب مین اور حدیثین ہین ایک حدیث ابن مسعود کی جو آگے اس کتاب مین آتی ہے کہ عقبہ بن ابی معیط نے ابو جہل کی صلاح
سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر اونٹ کا اوجہہ رکھدیا تھا اور آپ سجدے مین تھے پھر آپ سجدے ہی مین رہے
یہانتک کہ حضرت فاطمہ آئین انہون نے پھینکا دوسری حدیث حضرت عمرؓ کی جسکو ابن حبان نے اپنی صحیح مین اور حاکم نے مستدرک
مین نکالا کہ ہم نکلے تبوک کو سخت گرمی مین ایک منزل مین ہم اوترے وہان ہمکو بہت پیاس لگی یہانتک کہ ایک شخص اپنے
اونٹ کو کاٹتا پھر اوسکی لید کو نچوڑتا اوسکو پیتا اور جو باقی رہتا اوسکو اپنے کلیجہ سے لگاتا حضرت ابو بکر نے کہا یا رسول اللہ
اللہ تعالی نے آپکی دعا مین بہتری رکھی ہے آپ دعا فرمایئے اللہ سے ہمارے لیے آپ نے فرمایا کیا تم یہ چاہتے ہو اونہون نے
کہا ہان پھر آپنے اپنے دونون ہاتھ اوٹھائے اور دعا کی اور اونکو نہین پھیرا یہانتک کہ آسمان پر ابر آیا پھر پانی برسنے
لگا سب نے اپنے برتنون کو جو ساتھ تھے بھر لیا پھر ہم گئے دیکھنے کو تو پانی کو لشکر سے آگے نہین پایا۔ حاکم نے کہا یہ
حدیث صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر اور نہین نکالا اسکو اون دونون نے صاحب تنقیح نے کہا اوسکے راوی صحیح
کے راوی ہین اور روایت کیا اوسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین اور کہا کہ اگر اونٹ کی لید کا پانی نجس ہوتا تو کسی کو اوسکا
لگانا اپنے کلیجے پر اور اپنے ہاتھون کا نجس کرنا جائز نہ ہوتا لیکن پینا تو جائز ہو گیا اضطرار کی وجہ سے جان بچانے کے لیے
تیسری حدیث بخاری اور مسلم کی انس سے کہ آپ نماز پڑھتے تھے بکریون کے تہانون مین جب تک حدیث اصحاب عرنین کی

ابوہریرہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز پڑھو بکریون کے تھانون مین اور مت نماز پڑھو اونٹون کے تھانون مین ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے پانچوین حدیث دارقطنی کی عمرو بن حصین سے اونہون نے یحییٰ بن العلا سے اونہون نے مطرف سے اونہون نے محارب بن دثار سے اونہون نے جابر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکا گوشت کہایا جاوے اوسکے پیشاب مین کچھ قباحت نہین دارقطنی نے کہا عمرو بن حصین متروک ہے اور یحییٰ بن العلا کو امام احمد نے کہا کذاب تھا حدیث بناتا تھا چھٹی حدیث دارقطنی کی سوار بن مصعب سے اونہون نے مطرف بن طریف سے اونہون نے ابو الجہم سے اونہون نے براء سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ قباحت نہین پیشاب مین اوس جانور کی جسکا گوشت کہایا جاوے ابن جوزی نے کہا امام احمد اور نسائی اور ابن معین نے کہا سوار بن مصعب متروک الحدیث ہے انتہی امام طحاوی نے کہا ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ جس جانور کا گوشت کہایا جاتا ہے اوسکا پیشاب پاک ہے اور اسکے پیشاب کا وہی حکم ہے جو اوسکے گوشت کا حکم ہے امام محمد بن حسن کا یہی مذہب ہے وہ کہتے ہین جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو دوا کہا تو ثابت ہوا کہ وہ حلال ہے کیونکہ اگر حرام ہوتا تو آپ اوس سے دوا نکرتے کیونکہ جو چیز حرام ہے وہ بیماری ہے نہ شفا جیسے علقمہ بن وائل بن حجر کی حدیث مین ہے پھر نکالا اپنی اسناد سے طارق بن سوید سے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے ملک مین انگور ہوتے ہین جنکو ہم نچوڑتے ہین کیا ہم اوسمین سے پیئین آپنے فرمایا نہین مین نے پہر پوچہا آپ نے فرمایا نہین مین نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم اوس سے شفا کرتے ہین بیمار کی آپنے فرمایا وہ تو بیماری ہے شفا نہین ہے اور نکالا عبد اللہ بن مسعود سے اونہون نے کہا اللہ نے کیا یا حرام مین شفا دینے والا نہین اور نکالا ابو وائل سے کہ ایک شخص ہم مین سے بیمار ہوا لوگون نے اوس سے نشہ کی تاثیر بتلائی ہم عبد اللہ بن مسعود پاس آئے اون سے پوچہا اونہون نے کہا بیشک اللہ تبارک و تعالے نے تمہاری تندرستی نہین رکھی اون چیزون مین جو حرام کین تمپر اور نکالا حضرت عائشہ سے اونہون نے کہا یا اللہ مت تندرستی دے اوسکو جو تندرستی چاہے شراب سے اور نکالا ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹون کے پیشاب اور اون کے دودھ مین تندرستی ہے پیٹ کی بگڑ جانیکی جو لوگ اوسکو نجس جانتے ہین وہ یہ جواب دیتے ہین کہ یہ امر ضرورت کی وجہ سے تھا اور اوس سے اباحت ثابت نہین ہوئی کیونکہ ضرورت کے وقت بہت سی چیزین مباح ہو جاتی ہین جو بے ضرورت مباح نہین ہوتین پہر نکالا انس سے کہ زبیر اور عبد الرحمن بن عوف نے شکایت کی جوؤن کی تو آپنے انکو اجازت دی ریشمی کپڑے کا قمیص پہننے کی ایک لڑائی مین انس نے کہا مین نے اون دونون کو حریر کا قمیص پہنے دیکھا اور نکالا امام محمد بن علی باقر سے اونہون نے کہا اونٹ اور بیل اور بکری کے پیشاب مین کوئی قباحت نہین کہ دوا کی جاوے اوس سے اور نکالا ابراہیم نخعی سے کہ لوگ علاج کرتے تہے اونٹون کے پیشاب سے اس مین قباحت نہین دیکھتے تہے اور نکالا عطا سے

اونہون نے کہا جس جانور کا گوشت کہایا جاوے اوسکے پیشاب مین کچہ قباحت نہین ہے اور لکالحسن سے کہ اونہون نے مکروہ رکہا اونٹ اور گائی اور بکری کے پیشابون کو پہر امام طحاوی نے کہا کہ جب احادیث اور متقدمین کے اقوال اس باب مین مختلف پائے جاتے ہین تو ہم نے رجوع کیا قیاس کیطرف اور دیکہا تو انسان کا گوہ اور پیشاب نجس ہے حالانکہ انسان کا گوشت پاک ہے تو گوشت کا حکم اور ہوا اور پیشاب کا اور پس ایسا ہی اونٹ کے پیشاب مین بہی کہنا چاہیے کہ اسکا گوشت حلال اور پاک ہے اور پیشاب اوسکا نجس ہے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ کا انتہی مختصراً **مترجم** کہتا ہے امام طحاوی کا یہ قیاس صحیح نہین ہے کیونکہ انسان کے گوہ اور پیشاب کی نجاست پر تو احادیث صحیحہ دال ہین اور اونٹ کا پیشاب بنص حدیث شفا ہے بعض امراض کے واسطے اور دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حرام مین شفا نہین ہے پس بداہۃً یہ نتیجہ نکلا کہ اونٹ کا پیشاب حرام نہین ہے اور جب حرام نہ ہوا تو حلال ہوا اور حلت مستلزم ہے طہارت کو البتہ حرمت نجاست کو مستلزم نہین ہے جیسے انسان کا گوشت حرام ہے پر وہ نجس نہین ہے اس لحاظ سے تمام حدیثون پر غور کرنے کے بعد **حق** یہ معلوم ہوتا ہے کہ حلال جانور کا پیشاب اور گوہ پاک ہے جیسے امام احمد اور امام مالک کا قول ہے اور حرام جانور کا گوہ اور پیشاب نجس ہے قیاس کے روسے پر اسکی نجاست منصوص نہین ہے البتہ انسان کا گوہ اور پیشاب بنص صریح نجس ہے اور اسی واسطے بعض ظاہریہ کا یہ قول ہے کہ سوا انسان کے اور سب جانورون کے پیشاب پاک ہین واللہ اعلم **ف** پہر وہ لوگ جب تندرست چنگے ہوے اونٹ کے دودہ اور پیشاب پی کر جیسے ابو رجا کی روایت مین ہے اور وہیب کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ موٹے ہو گئے اور اسمعیلی کی روایت مین ہے کہ انکے اصلی رنگ پہر آئے تو اونہون نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو مار ڈالا اور جانورون کو ہانک لے گئے پہر یہہ خبر آپ کو آئی صبح سویرے **ف** ایک روایت مین ہے کہ چلانے کی آواز آئی اور یہ چلانے والا دو چرواہون مین سے ایک چرواہا تہا جیسے صحیح ابو عوانہ مین ہے امام مسلم کی روایت مین ہے کہ اونہون نے دو چرواہون مین سے ایک کو مار ڈالا اور دوسرا بیقرار ہو کر آیا اور کہنے لگا میرے ساتھی کو اون لوگون نے مار ڈالا اور اونٹ لے گئے اور جو چرواہا مارا گیا اسکا نام یسار تہا ابن اسحاق نے کہا مغازی مین اور طبرانی نے ایسا ہی روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک غلام تہا جسکو یسار کہتے تہے ابن اسحاق نے زیادہ کیا کہ آپ نے اوس غلام کو بنی ثعلبہ کی لڑائی مین پایا تہا سلمہ نے کہا آپ نے دیکہا کہ وہ نماز اچہی طرح پڑہتا ہے تو آپ نے اسکو آزاد کر دیا اور اپنی دودہیل اونٹنیان اوسکو دیکر حرہ مین بہیجا وہ وہین رہتا تہا پہر بیان کیا قصہ عرنیہ والون کا اونہون نے اوسکو مار ڈالا اور اس چرواہے کا نام معلوم نہین ہوا جو خبر لایا تہا اور ظاہر یہ ہے کہ وہ صدقہ کی اونٹون کا چرواہا تہا اور بخاری کی روایتین متفق ہین کہ جو مارا گیا وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چرواہا تہا اور مسلم کی ایک روایت مین یون ہے کہ پہر وہ جہکے چرواہون پر اور مار ڈالا اون کو اور ایسا ہی

ابن حبان نے نکالا اور شاید اس روایت مین دونون چرواہون کو ایک ساتھ بیان کیا یعنی صدقہ کے اونٹون کے چرواہے کو اور حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو لیکن مغازی والون نے یہی بیان کیا ہے کہ انہون نے نہین مارا اہاں اگر یسار کو تو احتمال ہے
کہ مجازاً مفرد کے لیے جمع کا صیغہ کہا ہو اور یہی راجح ہے (فتح) **ف** آپنے اون کے پیچھے لوگون کو بہیجا **ف**
اوزاعی کی روایت مین ہے کہ تالاش کرنیوالون کو بہیجا اور سلمہ بن الاکوع کی روایت مین ہے مسلمانون کے چند سوار روانہ کیے
اون کے سردار کرز بن جابر فہری تہے نسائی کی روایت مین ہے ان کے ڈہونڈ ہنے کے لیے قائفون کو روانہ کیا مسلم کی روایت
مین ہے کہ وہ انصار کے چند جوان تہے قریب بیس آدمیون کے اور ان کے ساتھ ایک قائف کو بہیجا جو اون کے پاؤن کے نشان پہچانے
اور اس قائف کا نام معلوم نہین ہوا اور نہ ان بیس آدمیون مین سے کسی کا واقدی کے مغازی مین ہے کہ یہ ٹکڑی بیس مردون
کی تہی اونہون نے انصار مین سے نہین کہا بلکہ ایک جماعت مہاجرین کا نام لیا اون مین سے ہین بریدہ بن الحصیب اور سلمہ بن
الاکوع اور جندب اور رافع اور ابوذر اور ابو رہم اور بلال بن الحارث اور عبد اللہ بن عمرو بن عوف اور واقدی کی
روایت جب منفرد ہو تو حجت نہین ہے تو ثقات کے خلاف کیونکر حجت ہوگی لیکن احتمال ہے کہ واقدی نے جن لوگون کا
نام نہ لیا وہ انصاری ہون اور تغلیباً سب کو انصار کہا ہو یا انصار سے لغوی معنے مراد ہون یعنی مددگار موسیٰ بن عقبہ
کے مغازی مین ہے کہ اس ٹکڑی کے سردار سعید بن زید تہے اور دوسرون نے کہا کہ سعد بن زید اشہلی تہے اور یہ انصاری تہے
تو احتمال ہے کہ وہ انصار کے سردار ہون اور کرز ساری جماعت کے امیر ہون اور طبری نے روایت کیا جریر بن عبد اللہ بجلی سے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو ان لوگون کے پیچھے بہیجا لیکن اسناد اسکا ضعیف ہے اور مشہور یہی ہے کہ جریر اس واقعہ سے
مدت کے بعد اسلام لائے واللہ اعلم (فتح) **ف** جب دن چڑہ گیا تو وہ لوگ لائے گئے (یعنی گرفتار ہو کر) آپنے حکم دیا ان کے
ہاتہ اور پاؤن کاٹنے کا داؤدی کی ایک روایت مین ہے کہ کاٹے گئے ہاتہ اور پاؤن اون کے داؤدی نے کہا یعنی ہر ایک کے
دونو ہاتہ اور دونون پاؤن کاٹے گئے مین کہتا ہون ترمذی کی روایت مین ہے کہ ہاتہ پاؤن کاٹے گئے خلاف سے
یعنے داہنا ہاتہ تو بایان پاؤن) اور ایسا ہی نقل کیا اسمعیل نے فریابی سے اونہون نے اوزاعی سے اپنی سند سے
اور مصنف نے اوزاعی سے روایت کیا کہ آپنے داغا نہین انکو خون بند کرنے کے لیے بلکہ چہوڑ دیا خون کو بہتا ہوا) اور
اُن کی آنکہین پہوڑی ہوگئین (مصنف کی ایک روایت مین ہے کہ پہر حکم دیا سلائیان گرم کی گئین وہ انکی آنکہون
مین پہرائی گئین تو ترجمہ یہ ہوگا کہ انکی آنکہون مین سلائیان پہیری گئین) اور حرہ (مدینہ کی پتہریلی کالی زمین) مین
ڈالدیے گئے وہ پانی مانگتے تہے لیکن انکو پانی نہ ملتا تہا **ف** یہانتک کہ مر گئے یہ وہیب اور اوزاعی کی روایت
مین ہے اور ابو رجا کی روایت مین ہے پہر انکو دہوپ مین ڈالدیا یہانتک کہ وہ مر گئے اور شعبہ نے قتادہ سے روایت کیا کہ

وہ پتہرون کو کاٹتے تہے دانتون سے ایک روایت مین ہے انس سے مین نے ان مین سے ایک شخص کو دیکہا وہ اپنی زبان سے
زمین کو چاٹتا تہا یہانتک کہ مرگیا اور ابوعوانہ کی روایت مین ہے زمین کو دانتون سے کاٹتا تہا تاکہ اوسکی سردی سے اس
گرمی مین کچہ تخفیف ہو اور اس شدت مین جسمین وہ مبتلا تہا اور واقدی نے کہا کہ وہ سولی دیے گئے اور روایات
صحیحہ سے انکار ہوتا لیکن ابوعوانہ نے نکالا کہ وہ کو سولی ہوئی وہ کے ہاتہہ پاؤن کاٹے گئے وہ کی آنکہون مین
سلائیان پہیری گئین جہہ آدمیون کا ذکر کیا اگر یہ روایت محفوظ ہے تو سزا کو تقسیم کیا اور ایک جماعت نے جن مین سے
ابن جوزی ہین یہ کہا ہے کہ یہ سزا آپنے انکو قصاصًا دی تہی کیونکہ مسلم کی روایت مین ہے کہ آپنے اون کی آنکہین
پہوڑین کس لیے کہ اونہون نے بہی چرواہون کی آنکہین پہوڑین تہین اور جس
نے لکہا ہے امر ترمذی اور نسائی کی روایت مین ہے اور نے غلطی کی اور ابن دقیق العید نے اسپر
یہ اعتراض کیا کہ ان لوگون کے ساتہہ تو کئی مثلے ہوئے اور حدیث مین تو صرف آنکہہ پہوڑنیکا ذکر ہے پہر باقی سزاؤن
کی وجہین ثابت کرنا چاہیین مین کہتا ہون شاید ان لوگون نے مغازی والون کی روایت سے حجت لی انہون نے
نقل کیا کہ ان لوگون نے چرواہے کے ساتہہ مثلہ کیا تہا اور بعضے کہتے ہین کہ یہ حکم منسوخ ہوگیا ابن شاہین نے کہا
عمران بن حصین کی حدیث کے بعد کہ یہ ممانعت مثلہ سے منسوخ کرتی ہے ہر ایک مثلہ کو ابن جوزی نے اسپر اعتراض
کیا کہ نسخ کا دعوی محتاج ہے ثبوت تاریخ کا مین کہتا ہون تاریخ کا ثبوت اوس سے ہوتا ہے جو امام بخاری نے جہاد
مین روایت کی ابوہریرہ سے کہ آگ سے عذاب دیا جاوے اور پہلے اجازت دی تہی اور عرینہ والون کا قصہ ابوہریرہ کے
اسلام سے پہلے کا ہے اور ابوہریرہ موجود تہے اجازت اور ممانعت کیوقت اور قتادہ نے ابن سیرین سے نقل کیا
کہ یہ قصہ اوسوقت کا ہے جب حدین نہین اوتری تہین اور موسی بن عقبہ نے مغازی مین کہا کہ لوگون نے کہا ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسکے بعد مثلہ سے منع کیا اوس آیت کی وجہ سے جو سورہ مائدہ کی اوتری اور اسیطرف میل کیا
ہے امام بخاری نے اور امام الحرمین نے امام شافعی سے ایسا ہی نقل کیا ہے اور قاضی عیاض نے کہا کہ پانی نہ دینے کی وجہ
بیان کرنا مشکل ہے کیونکہ جو شخص کہ واجب القتل ہے اوسکو بہی پانی پینے سے روکنا چاہیے اور اسکا جواب یہ دیا ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم نہین دیا تہا کہ ان کو پانی نہ دیوین اور یہ جواب ضعیف ہے کس لیے کہ آپ کو اس امر کی اطلاع
ہوئی ہوگی اور جب آپنے اوسپر سکوت کیا تو حکم کے لیے کافی ہے اور نووی نے اسکا جواب یون دیا ہے کہ جو شخص مرتد
حربی ہو اوسکو پانی پلانے کی ضرورت نہین اور یہی حکم ہے اگر کسی کے پاس صرف طہارت کی لائق پانی ہو تو
اوسکو جائز نہین کہ مرتد کو پلادیوے اور تیمم کرے بلکہ اپنی طہارت مین صرف کرے گو وہ مرتد پیاس کے مارے مرجاوے

اور خطابی نے کہا کہ آپنے اُن کو پانی نہ دیا کس لیے کہ آپ کو اُنکا مرجانا منظور تہا اور بعضون نے کہا پیاسا کرنے مین حکمت تہی کہ اونہون نے دودہ کی نعمت کا حق ادا نہ کیا جسکی وجہ سے آنکی بیاری گئی جان بچی اور حضرت نے بد دعا کی ہے پیاس کی اوس کے لیے جو پیاسا رکہی آپکے اہل بیت کو یہ امام نسائی نے نکالا تو احتمال ہے کہ اُن لوگون نے اوس رات کو وہ دودہ نہ بہیجا ہو جو روز حضرت کے پاس آیا کرتا تہا اور حضرت کے اہل بیت پیاسے رہے ہون حسیب ابن سعد نے کہا واللہ اعلم (فتح) مصرحجم کہتا ہے اللہ تعالی نے مجہے الہام کیا کہ مثلے سے ممانعت خاص تہی امت کے لیے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اُن لوگون کے ساتہہ کیا وہ بامر الٰہی تہا اور آنکی سزا یہی تہی جو شخص سچے دین سے پہر جاوے اور اللہ کے رسول کو دہوکا دیوے اور فریب سے مسلمانون کا خون کرے اون کی آنکہین پہوڑ ڈالیے احسان فراموش کرے ناشکری اور دغابازی کرے اوسکو جتنی سزا دیجاوے وہ کم ہے دوسرے یہ کہ عرب کے ملک مین اُسوقت لوٹ اور غارتگری کا بازار گرم تہا پس سیاستًا اس سنگین جرم کو روکنے کے لیے اور ہزارہا بندگان الٰہی کی جان و مال بچانے کے لیے ایسی ہی سخت سزا دینا حکمت اور دانائی تہی اور جو شخص ایسی باتون کو ایسے بدمعاشون کے حق مین بیرحمی سمجہے وہ احمق ہے بقول سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ بیت

نکوئی بابدان کردن چنان ست　　　که بد کردن بجائے نیک مردان

قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو محاربین اور جہاد اور تفسیر اور مغازی اور دیات مین نکالا اور مسلم نے حدود مین اور ابو داؤد نے طہارت مین اور نسائی نے محاربہ مین **ف** ابو قلابہ نے کہا جو اس حدیث کا راوی ہے کہ اُن لوگون نے چوری کی اور خون کیا اور ایمان لانیکے بعد کافر ہوگئے اور اللہ اور اسکے رسول سے لڑے **ف** حافظ نے کہا اس حدیث سے اور کئی فائدے نکلے قاصدون کا آنا امام کے پاس امام کو اون کے فائدون پر نظر کرنا علاج اور دوا مشروع ہونا اونٹ کے موت اور دودہ سے دوا کرنا ہر بدن کا علاج اوسکی عادتی دواؤن سے کرنا ایک کے بدلے جماعت کو قتل کرنا خواہ لڑائی مین مارین یا دغا سے قصاص مین مماثلت کرنا اور ایسی مماثلت کا مثلہ نہ ہونا جیسے دوسری روایت مین ہے کہ آپنے ایک یہودی کا سر کچلا دو پتہرون مین صحرا اور قریٰ مین غارتگری کا حکم جاری ہونا مسافرون کو صدقہ کے اونٹ کا دودہ پینا جائز ہونا باذن امام قائف کے قول پر عمل کرنا اور عرب کو قیافے مین بڑا دخل ہے واللہ اعلم حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُو التَّيَّاحِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ قَبْلَ اَنْ يُّبْنَى الْمَسْجِدُ فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے آدم ابن ابی ایاس نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے شعبہ ابن حجاج نے اونہون نے کہا خبر دی ہم کو ابو التیاح یزید بن حمید نے اُنہون نے روایت کی انس ابن مالک سے اونہون نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مسجد (نبوی) بنے سے پہلے بکریون کے تہانون مین ادا

وہ بکثرت اسمین نماز پڑھا کرتے تھے **ف** حافظ نے کہا اس حدیث سے حجت لی ہے اسنے جو بکریون کے پیشاب اور گوہ کو پاک کہتا ہے کیونکہ تھان بکریون کا خالی نہیں ہوتا ان دونون چیزون سے اور مخالف نے یہ جواب دیا ہے کہ شاید کپڑا وغیرہ بچھا کر نماز پڑھی ہو اور اسکو رد کیا ہے اسطرح کہ اوس زمانے مین زمین پر کچھ بچھا کر نماز پڑھنے کی عادت نہ تھی پھر اسکا جواب دیا ہے کہ یہ شہادت ہے نفی پر اور صحیحین مین انس سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی بوریا پر جو اون کے گھر مین تھا اور حضرت عائشہ سے صحیح ہوا کہ وہ سجدہ گاہ پر نماز پڑھتین اور ابن حزم نے کہا کہ یہ حدیث منسوخ ہے کس لیے کہ مسجد بننے سے پہلے کا واقعہ ہے شروع ہجرت کا اور حضرت عائشہ سے صحیح ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو حکم کیا گھرون مین مسجدین بنانے کا اور اون کو پاک اور صاف رکھنے کا روایت کیا اسکو احمد اور ابو داؤد وغیرہ نے اور صحیح کہا اسکو ابن خزیمہ وغیرہ نے اور ابو داؤد نے سمرہ سے ایسا ہی روایت کیا اور اسمین اتنا زیادہ ہے کہ حکم کیا کہ ہم پاک رکھین انکو ابن حزم نے کہا یہ حدیثین مسجد بننے کے بعد کی ہین حافظ نے کہا ابن حزم نے جو نسخ کا دعوی کیا اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے یہ امر جائز تھا پھر منع ہوا حالانکہ منع ثابت نہین بلکہ صحیح مسلم مین جابر بن سمرہ سے منقول ہے کہ آپنے اجازت دی بکریون کے تھان مین نماز پڑھنے کی البتہ حدیث سے یہ نہین نکلتا کہ بکریون کے تھان پاک ہین کیونکہ اسی حدیث مین اونٹون کے تھان مین نماز پڑھنے کی ممانعت ہے پس اگر اجازت طہارت کو مستلزم ہو تو ممانعت نجاست کو مستلزم ہوگی اور اس فرق کا کوئی قائل نہین ہوا تو معلوم ہوا کہ اجازت اور ممانعت طہارت اور نجاست کی وجہ سے نہین ہے بلکہ اسوجہ سے ہے کہ بکریان جنت کے جانور ہین اور اونٹ شیاطین سے مخلوق ہین انتہی کلام الحافظ قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو صلوٰۃ مین اور امام مسلم نے نکالا اور ترمذی اور نسائی نے علم مین انتہی

باب مَا يَقَعُ مِنَ النَّجَاسَاتِ فِي السَّمْنِ وَالْمَاءِ گھی اور پانی مین نجاست پڑ جاوے اوسکا بیان **ف** یعنی پانی مین نجاست پڑنے سے پانی نجس ہوتا ہے یا نہین ہوتا جبتک اوسکا کوئی وصف نہ بدلے وَقَالَ الزُّهْرِيُّ لَا بَأْسَ بِالْمَاءِ مَا لَمْ يُغَيِّرْهُ طَعْمٌ أَوْ رِيحٌ أَوْ لَوْنٌ ابن شہاب زہری نے کہا کچھ قباحت نہین پانی مین جبتک اوسکو بدل دے کوئی مزہ یا بو یا رنگ **ف** یعنی جس پانی مین نجاست پڑ جاوے اسکا استعمال طہارت کے لیے درست ہے جبتک نجاست کی وجہ سے پانی کا مزہ یا رنگ یا بو بدل نہ جاوے اگر ان مین سے کسی امر مین فرق آجاوے تو وہ پانی نجس ہے اس اثر کو ابن وہب نے اپنی جامع مین وصل کیا یونس سے اونہون نے زہری سے اور بیہقی نے ایسا ہی روایت کیا ابی عمرو اوزاعی سے اونہون نے زہری سے حافظ نے کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ قلیل اور کثیر پانی مین کچھ فرق نہین ہے اور نجاست کا اثر اسیوقت ہوگا جب پانی کا کوئی وصف بدل جاوے اور زہری کے اس مذہب کی طرف علما کی کئی جماعتین گئی ہین اور ابو عبید نے کتاب الطہور مین اسپر اعتراض کیا ہے

بیان طہارت ونجاست پانی

کہ اس سے لازم آتا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک کوزی بہر پانی مین پیشاب کر دیوی اور اُسکا وصف نہ بدلے تو اُس سے وضو جائز ہے اور تو
تعجب معلوم ہوتا ہے اسمترجم کہتا ہی ابو عبید کا اعتراض لغو ہے کس لیے کہ اگر کوزے بہر پانی مین کوئی شخص بہت سا پیشاب ڈالدیگا
تو ضرور اُسکا کوئی نہ کوئی وصف بدل جاویگا اور اگر ایک قطرہ پیشاب کا اوس مین پڑجاوی یا زیادہ اتنا کہ پانیکا کوئی وصف
نہ بدلے تو اُسکے پاک رہنے مین کیا قباحت ہی کیونکہ جو لوگ پانی کی تحدید کرتے ہین بقدر کر یا قلتین یا دہ در دہ اُنکے
مذہب پر بہی یہی اعتراض ہوتا ہے جس صورت مین کوئی ایک گھڑا پیشاب کا اوس مین ملادی اور وصف نہ بدلے تو
عقل سلیم کے نزدیک وہی نسبت قائم ہوگی جو ایک قطرے یا دو قطرے کو ایک کوزے سے ہے اور تعجب ہے حافظ
ابن حجر سے کہ اونہون نے ابو عبید کی اس لغو اعتراض پر سکوت کیا اور اپنے مذہب کی رعایت سے اس اعتراض کو تسلیم کر
لیا) اور اسیلیے تائید کی گئی ہے قلتین کے مذہب کی اور امام بخاری نے قلتین کیحدیث کو نہین نکالا اسوجہ سے کہ اوسکی
اسناد مین اختلاف ہی لیکن راوی اوسکی ثقہ ہین اور صحیح کہا اوسکو ایک جماعت نے اماموں کے مگر قلتین کی مقدار
مین اختلاف ہی امام شافعی نے اسکا مقدار پانچ مشکین کہی ہین حجاز کی مشکون سے احتیاطًا اور خاص کیا ہے قلتین
کیحدیث سے ابن عباس کی اسحدیث کو کہ پانی پاک ہی اوسکو نجس نہین کرتی کوئی چیز اور یہ حدیث صحیح ہے روایت
کیا اوسکو چارون عالمون اور ابن خزیمہ وغیرہم نے اور اسکی زیادہ گفتگو آگے کے باب مین آویگی اور زہری نے
کہا جو اس مضمون کی ایک مرفوع حدیث بہی مروی ہی امام شافعی نے کہا اہلحدیث ایسی روایت کو ثابت نہین کرتے لیکن
جب پانی کا کوئی وصف نجاست کیوجہ سے بدل جاوی تو اوسکے نجس ہونے مین کسیکا اختلاف نہین جانتا اور اس
حدیث کو جسکیطرف امام شافعی نے اشارہ کیا ابن ماجہ نے نکالا ابو امامہ سے اور اسکا اسناد ضعیف ہے اس مین اضطراب
بہی ہی انتہے ما فی فتح الباری قسطلانی نے کہا شافعی اور احمد کا عمل قلتین کیحدیث پر ہی تو جو پانی قلتین سے کم ہوگا
وہ نجاست پڑنے سے نجس ہوجاویگا گو اُسکا کوئی وصف نہ بدلے کیونکہ اسحدیث کا مفہوم یہی ہے جب پانی دو قلہ ہو
تو وہ ناپاکی کو نہ اٹھاویگا صحیح کہا اوسکو ابن حبان وغیرہ نے اور ابوداؤد کی ایک روایت مین یہ ہی کہ وہ نجس نہ ہوگا
اُسکا اسناد صحیح ہی تو ناپاکی نہ اٹھانیکا یہ معنی ہے کہ نجاست کو دفع کردیگا اور قبول نہ کریگا اور حنفیہ کا یہ قول ہی کہ جب
پانی مین نجاست پڑجاوی تو وہ نجس ہوجاویگا مگر جب ثابت ہو کہ ایک جانب کے ہلانے سے دوسرا جانب نہ ہلے اور مالکیہ
کا یہ قول ہے کہ پانی کی کوئی حد نہین ہے جیسے زہری نے کہا لیکن جب اوسکا کوئی وصف بدل جاوی تو وہ نجس ہو جاویگا
قلیل ہو یا کثیر لیکن یہ ضرور ہی کہ یہ وصف نجاست کی وجہ سے بدلے اور جو کسی پاک چیز سے بدلے تو جب تک اوسکو پانی کہین
تو اوس سے طہارت روا ہے ورنہ روا نہین انتہے مختصرًا امام شوکانی نے نیل مین کہا کہ پانی کا جب کوئی وصف

نجاست کے بدل جاوے تو وہ نجس ہو جاویگا بالاجماع اور وہ جو ایک روایت میں یہ استثنا مرفوعًا آیا ہے کہ پانی پاک ہے اوس
کو نجس نہیں کرتی کوئی چیز مگر جو غالب ہو اوسکی بو اور مزے اور رنگ پر تو یہ روایت ضعیف ہے جیسے آگے ہم اوسکو بیان
کرینگے اس صورت میں جب کوئی وصف نجاست سے بدل جاوے تو اوسکا نجس ہونا اجماع سے ثابت کرینگے نہ اوس روایت سے
اب اختلاف اوس پانی میں ہے جس میں نجاست پڑی اور اسکا وصف نہ بدلے تو ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ وہ نجس نہیں ہوتا
اگرچہ قلیل ہو اور یہی قول ہے ابن عباس اور ابوہریرہ اور حسن بصری اور ابن مسیب اور عکرمہ اور ابن ابی لیلی اور ثوری
اور داؤد ظاہری اور نخعی اور جابر بن زید اور امام مالک اور امام غزالی کا اور اہل بیت میں سے قاسم اور امام یحیی کا اور
ابن عمر اور مجاہد اور شافعیہ اور حنفیہ اور احمد بن حنبل اور اسحاق کا اور اہل بیت میں سے ہادی اور مؤید باللہ اور ابو طالب اور
ناصر کا یہ قول ہے کہ قلیل پانی نجاست پڑنے سے نجس ہو جاویگا اگرچہ اوسکا کوئی وصف نہ بدلے کیونکہ اللہ تعالی نے
فرمایا والرجز فاہجر یعنے پلیدی چھوڑ اور حدیث میں ہے کہ جب کوئی تم میں سے جاگے تو اپنا ہاتھ برتن میں نہ ڈالے جب تک
اوسکو دھو نہ لیوے اور حدیث میں ہے جب کتا تم میں سے کسی کے برتن میں منہ ڈال دیوے تو اوسکو دھووے سات بار اور حدیث میں
ہے کوئی تم میں سے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے اور حدیث میں ہے کہ جب پانی دو قلے ہو تو وہ نجس نہ ہوگا اور حدیث
میں ہے کہ پوچھ اپنے دل سے اگرچہ تجھکو فتوی دیویں مفتی روایت کیا اسکو احمد اور ابو یعلی اور طبرانی اور ابو نعیم
نے مرفوعًا اور حدیث میں ہے کہ چھوڑ دے اوس بات کو جو شک میں ڈالے تجھکو اوس بات کے کرنے کے لیے جو شک
میں نہ ڈالے تجھکو روایت کیا اوسکو نسائی اور امام احمد نے اور صحیح کہا اوسکو ابن حبان اور حاکم اور ترمذی نے امام
حسن بن علی سے ان لوگوں نے کہا یہ حدیث کہ پانی پاک ہے اوسکو کوئی چیز نجس نہیں کرتی خاص ہے ان دلیلوں سے اب
اختلاف کیا ہے ان لوگوں نے قلیل پانی کی حد میں بعض یہ کہتے ہیں قلیل وہ پانی ہے جس کے استعمال سے نجاست
کے استعمال کا گمان ہو اور یہ طرف گئے ہیں ابو حنیفہ اور مؤید باللہ اور ابو طالب اور بعضوں نے کہا ہے قلیل پانی
وہ ہے جو قلتین سے کم ہو اور یہی مذہب ہے شافعی اور اونکے اصحاب کا اور ناصر اور منصور باللہ کا اور یہ وہ مسئلہ ہے جسمیں
صواب کو کم لوگوں نے پایا ہے اور ہم نے اوسکو تحقیق کیا ہے طیب النشر علی مسائل العشر میں مختصر حکم کہتا ہے
تو پانی کے باب میں مشہور یہی تین مذہب ہیں اور میرے نزدیک حق پہلا مذہب ہے جسکو امام بخاری نے زہری سے
نقل کیا اور جسکو امام غزالی نے اختیار کیا اور امام مالک نے اب اوسکے دلائل ہم لکھتے ہیں پھر باقی دو مذہبوں
کے دلائل کو لکھکر اون کے جوابات دینگے پہلی دلیل حدیث ہے ابو سعید خدری کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے عرض کیا گیا کیا وضو کریں ہم بضاعہ کے کنوے سے اور اس کنوے میں حیض کے لتے اور کتوں کے

گوشت اور بدبودار چیزین ڈالی جاتی ہین آپنے فرمایا کہ پانی پاک ہے اوسکو کوئی چیز نجس نہین کرتی روایت کیا اوسکو امام احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور شافعی اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی اور طحاوی نے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور امام احمد نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ایک روایت مین احمد اور ابوداؤد کے یہ ہے کہ آپکے پینے کے لیے پانی لایا جاتا ہے بضاعہ کے کنوے سے (بضاعہ نام ہے ایک قبیلہ کا بنی ساعدہ مین سے اون کیطرف یہ کنوان منسوب تہا) اور اس کنوے مین عورتون کے حیض کے لتے اور کتون کے گوشت اور آدمیون کے گوہ ڈالے جاتے ہین (جو بہکر اوس مین گرتے ہون گے یا ہوا سے یا منافق ڈالدیتے ہونگے) آپنے فرمایا بیشک پانی پاک ہے اوسکو کوئی چیز نجس نہین کرتی امام طحاوی کی روایت مین ہے وہ ایسا کنوان ہے جسمین گرتی ہے گوہ اور عورتون کے حیض کے لتے اور کتون کا گوشت پہینکا جاتا ہے دوسری روایت مین ہے طحاوی کے ابوسعید سے کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچا آپ وضو کررہے تھے بضاعہ کے کنوے سے مینے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیا وضو کرتے ہین اوس سے اور اوس مین ڈالیجاتی ہین بدبودار چیزین جو ڈالی جاتی ہین آپنے فرمایا پانیکو کوئی چیز نجس نہین کرتی تیسری روایت مین ہے طحاوی کی محمد بن ابی یحیے اسلمی سے اونہون نے اپنی مان سے اونہون نے کہا ہم سہل بن سعد کے پاس گئے چار عورتون مین اونہون نے کہا اگر مین تمکو پلاؤن بضاعہ کے کنوے کا پانی تو تم برا جانوگے اور مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پلایا ہے اسکا پانی اپنے ہاتہ سے چوتہی روایت مین ہے طحاوی کے جابر یا ابوسعید سے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہ تہے سفر مین پہر ہم پہونچے ایک گڈہے پر پانی کے اوس مین مردار پڑا تہا ہم رکے اوس سے اور لوگ بہی رکے (اسکا پانی لینے سے) یہانتک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور فرمایا کیا ہوا تمکو پانی نہین پیتے اونہون نے عرض کیا یا رسول اللہ اسمین یہ مردار پڑا ہے آپنے فرمایا پیو کیونکہ پانی کو کوئی چیز ناپاک نہین کرتی پہر ہمنے پیا اور سیر ہوئے ابوداؤد نے کہا مینے بضاعہ کے کنوے کو ناپا اپنی چادر سے تو مینے چادر اپنی کو اوسپر پہیلایا پہر ہاتہ سے اوسکو ناپا تو عرض اسکا چہہ ہاتہ تہا اور مینے اوس شخص سے پوچہا جس نے میرے لیے باغ کا دروازہ کہولا تہا اور اندر لگیا تہا کیا اسکی بناء کچہہ بدل گئی ہے قدیم حالت سے اوس نے کہا نہین اور مینے اوس مین رنگ بدلا ہوا پانی دیکہا اور صحیح کہا ابوسعید کی حدیث کو یحیے بن معین اور ابن حزم اور حاکم نے اور جید کہا اوس کو ابواسامہ نے اور ابن جوزی نے نقل کیا دارقطنی سے کہ اونہون نے کہا یہ حدیث ثابت نہین ہے تو حافظ نے تلخیص مین کہا کہ ہم نے یہ قول دارقطنی کا نہین پایا علل مین نہ سنن مین زیلعی نے کہا ابن قطان نے کتاب الوہم والایہام مین اس حدیث کو ضعیف کیا اور کہا کہ اسکی اسناد مین اختلاف ہے بعض لوگ عبید اللہ بن عبد اللہ بن رافع کہتے ہین اور بعض عبد اللہ بن عبد اللہ بن رافع اور

اور بعض عبید اللہ بن عبد الرحمن بن رافع اور بعض عبد اللہ اور بعض عبد الرحمان بن رافع تو اوس مین پانچ قول ہین اور جو کچھ ہو اوس شخص کا
حال اور صحیح نام معلوم نہین ہوتا لیکن اس حدیث کا ایک اسناد صحیح ہی سہل بن سعد سی قاسم بن اصبغ نے کہا حدیث بیان
کی ہم سے محمد بن وضاح نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سی ابو علی عبد الصمد بن ابی سکینہ نے اونہون نے کہا حدیث
بیان کی ہم سے عبد العزیز بن ابی حازم نے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے سہل بن سعد سی اونہون نے کہا
صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ وضو کرتے ہین بضاعہ کے کنوے سے اور اوس مین وہ چیزین ہین جو نجس کرتی ہین
لوگون کو اور حیض کے لتے اور ناپاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی کو کوئی چیز نجس نہین کرتی قاسم نے کہا
یہ حدیث عمدہ ہے سب حدیثون سی بیر بضاعہ کے باب مین انتہی اور غلطی کی امام شوکانی نے جو کہا کہ ابن القطان نے
اس حدیث کو روایت کیا ابو سعید سی بلکہ اونہون نے روایت کیا سہل بن سعد سی جیسے کہا زیلعی اور حافظ ابن حجر نے
اور امام بیہقی نے اپنی سنن مین اس حدیث کے اختلاف کو بیان کیا اور طول کیا پھر نکالا حاتم بن اسمعیل سے اونہون
نے محمد بن ابی یحیی سے اونہون نے اپنی مان سی جیسے گذرا امام طحاوی کی روایت سی بیہقی نے کہا یہ اسناد حسن ہے
اور موصول ہے اور جواب دیا حنفیہ کیطرف سی صاحب ہدایہ نے کہ بیر بضاعہ کا پانی باغون مین جاری تھا اور نقل کیا
اوسکو طحاوی نے احمد بن ابی عمران سی اونہون نے ابو عبد اللہ محمد بن شجاع ثلجی سے اونہون نے واقدی سی حافظ نے کہا یہ
قول مردود ہی اور یہ اسناد نہایت ضعیف ہے اور اگر یہ روایت صحیح ہو تب بھی اس سے مطلب ثابت نہین ہوتا کیونکہ
احتمال ہے کہ اوس کنوے کا پانی سینچکر باغون مین جاتا ہو اور اگر یہ کنوان خود نہر ہوتا تو اوسکو نہر کہتے نہ کنوان
زیلعی نے کہا طحاوی کی سند ضعیف ہے اور مرسل ہی اور اس سے یہ دعوی ثابت نہین ہوتا کہ بیر بضاعہ کا پانی جاری
تھا امام بیہقی نے کتاب المعرفۃ مین کہا کہ طحاوی نے گمان کیا کہ بیر بضاعہ کا پانی جاری تھا نہ ٹھہرا ہوا اور وہ رستہ
تھا باغون کیطرف اور اوسکو نقل کیا اونہون نے واقدی سی اور واقدی کی مسند روایت حجت نہین ہے نہ کہ مرسل اور
بیر بضاعہ کا حال مشہور ہے حجاز کے لوگون مین برخلاف اسکے جو طحاوی نے نقل کیا انتہی اور رد کرتا ہے صاحب
ہدایہ اور طحاوی کے قول کو ابو داؤد کا کہنا سنن مین کہ مین نے بیر بضاعہ کو ناپا اوسکا عرض چھ ہاتھ تھا اور قتیبہ
نے نقل کیا اوس کنوے والے سے کہ بہت سے بہت پانی اوس مین ناف کے نیچے جانے تک رہتا تھا اور جب کم ہوتا
تھا تو عورت تک رہتا زیلعی نے کہا جس نے بیر بضاعہ کی حدیث کو نسبت دی ابن ماجہ کیطرف اوس نے غلطی کی +
مترجم کہتا ہی یہ غلطی امام شوکانی سے بھی ہوئی نیل مین اور یہ حدیث سنن ابن ماجہ مین نہین ہی - امام شوکانی نے
کہا ابن مندہ نے کہا ابو سعید کی حدیث کا اسناد مشہور ہے امام طحاوی نے کہا حنفیہ کیطرف سے کہ جب بیر بضاعہ مین اتنی

نجاستین پڑتی نہین تو محال ہے کہ اوسکا وصف نہ بدلا ہو کیونکہ جس کنوئی مین اس سے کم نجاستین پڑین اوسکی پانی کا رنگ اور مزہ بدل جاتا ہے باوجود اسکے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکا پانی جائز رکھا تو شاید مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اوس پانی سے ہوگی جو نجاست دور کرنے کے بعد کنوئی مین آوے اور آپنے جو فرمایا کہ پانی نجس نہین ہوتا اوسکا مقصد یہ ہے کہ وہ پانی جو نجاست نکال ڈالنے کے بعد آوے نہ وہ پانی جس مین نجاست ملجاوے اور نظیر اسکی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن نجس نہین ہوتا اور ایک روایت مین ہے کہ زمین نجس نہین ہوتی اور ان دونون قولون سے ظاہری معنی مراد نہین ہین کیونکہ مومن نجس ہوجاتا ہے نجاست لگنے سے اسیطرح زمین نجس ہوجاتی ہے نجاست گرنے سے ورنہ آپ پانی کیون ڈلواتے اوسجگہہ پر جہان اعرابی نے پیشاب کردیا تھا پھر نقل کیا ان حدیثون کو انکے اسنادون کے ساتھہ اور طول کیا اور یہ تقریر امام طحاوی کی فاسد اور صریح البطلان ہے کیونکہ جب کنوان چھہ ہاتھہ کا عریض ہو اور اوس مین پانی زیادہ ہو تو چار حیض کے لتے یا تھوڑی نجاست پڑنے سے اوسکی پانی کا وصف نہین بدلتا علی الخصوص اس کنوئی کے پانی کا جس کا پانی روز صرف ہوتا ہو اور اوس مین تر و تازہ پانی رِستا جاتا ہے اور اگر مراد حضرت کی یہ ہوتی جو امام طحاوی نے سمجھی ہے تو صاحبہ ایکو اس تاویل کی کیا ضرورت تھی کہ بیر بضاعہ کا پانی جاری تھا اور تعجب ہے کہ امام طحاوی اپنے مذہب کی تائید مین حدیث کے ایسے معنے کرتے ہین جو بالکل ظاہر متبادر کے خلاف ہین اب جو نظیر انہون نے بیان کی کہ مومن نجس نہین ہوتا وہان دوسرا معنے سمجھنے کا ایک قرینہ ہے وہ یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث اسوقت فرمائی جب آپنے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مصافحہ کرنا چاہا اونہون نے ہاتھہ کھینچ لیا اور کہا مین جنب ہون آپنے فرمایا سبحان اللہ مسلمان نجس نہین ہوتا تو ظاہر ہے کہ مراد آپ کی یہ تھی کہ جنابت نجاست حکمی ہے نہ عینی پس جنب سے ہاتھہ ملانا جائز ہوا اور اوسکا ہاتھہ پاک ہے اسیطرح یہ حدیث کہ زمین نجس نہین ہوتی اول تو اس لفظ سے منقول نہین دوسری حدیث اوسوقت فرمائی جب ثقیف کے قاصدون کو آپنے مسجد مین اتارا اور صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ یہ لوگ نجس ہین آپنے فرمایا انکی نجاستون مین سے زمین پر کچھ نہین ہے بلکہ اونکے دلون مین ہے اس سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ مراد آپ کی یہ تھی کہ ان کافرون کے دلون مین نجاست ہے یعنے نجاست اعتقادی ان مین ہے نہ نجاست ظاہری پس اونکے اوترنے سے زمین کیون نجس ہونے لگی اور بیر بضاعہ کی حدیث مین کوئی قرینہ ایسا نہین جو ظاہری معنی کو پھیرے بلکہ اوسکے خلاف قرائن موجود ہین واللہ اعلم **دوسری** حدیث جابر کی جسکو نکالا ابن ماجہ نے اپنی سنن مین کہ ہم پہونچے ایک گڈھے پر دیکھا تو اوس مین ایک مردہ گدہا پڑا ہے ہم اوسکا پانی لینے سے باز رہے یہانتک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تک پہونچے اور فرمایا پانی کو کوئی چیز

نجس نہین کرتی ہی تو ہمنے پانی پیا اور جانورون کو پلایا اور اٹھا لیا شوکانی نے کہا اسکی اسناد مین ابوسفیان ہے
طریف بن شہاب اور وہ ضعیف ہے متروک ہے تحقیق کہتا ہون علاوہ اوسکی شریک بن عبداللہ نخعی ہے اور وہ کثیر الغلط
ہے اور روایت کیا اوسکو طحاوی نے شرح معانی الآثار مین اسی سند سے اور شک کیا جابر سے یا ابوسعید سے اور اس مین
گرہی کا لفظ نہین ہے اور یہ روایت اوپر گذر چکی تیسری حدیث ابن عباس کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے پانی کو کوئی چیز نجس نہین کرتی روایت کیا اوسکو ابن حبان نے اپنی صحیح مین تیسری قسم کے ۲۰۸ قسم مین عکرمہ
سے اونہون نے ابن عباس سے شوکانی نے کہا روایت کیا اوسکو امام احمد اور ابن خزیمہ نے اور سکوت کیا اوس سے
شوکانی اور زیلعی نے ابن حبان نے کہا یہ حدیث مخصوص ہے قلتین کی حدیث سے اور دونون حدیثین مخصوص ہین
اجماع سے کیونکہ اجماع ہے اسپر کہ نجاست سے جو پانی متغیر ہو جاوے وہ نجس ہے قلیل ہو یا کثیر چوتھی حدیث سہل
بن سعد کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی کو کوئی چیز نجس نہین کرتی اور سکوت کیا اوس سے حافظ اور زیلعی
اور شوکانی نے پانچوین حدیث حضرت عائشہ کی اوسکو نکالا طبرانی نے اوسط مین اور ابو یعلی اور بزار اور ابن السکن
نے اپنی اپنی صحیحون مین اور روایت کیا اوسکو امام احمد نے دوسری صحیح طریق سے لیکن وہ موقوف ہے چھٹی حدیث
ابوامامہ کی روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے سنن مین رشدین بن سعد سے اونے معاویہ بن صالح سے اونے راشد بن
سعد سے اونے ابوامامہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیشک پانی پاک ہے نہین نجس کرتی اوسکو کوئی چیز
مگر جو غالب ہو جاوے اوسکی بو اور مزے اور رنگ پر زیلعی نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ رشدین بن سعد کو مجروح
کیا نسائی اور ابن حبان اور ابوحاتم نے اور معاویہ بن صالح کو ابوحاتم نے کہا اوس سے حجت نلی جاویگی اور روایت
کیا اوسکو طبرانی نے اپنی معجم مین اور بیہقی اور دارقطنی نے اپنی اپنی سنن مین اور رنگ کا ذکر نہین کیا دارقطنی
نے کہا نہین رفع کیا اوسکو مگر رشدین بن سعد نے اور وہ قوی نہین ہے اور اعتراض کیا اوسپر شیخ تقی الدین نے
امام مین اونہون نے کہا یہ حدیث دو طریقون سے مرفوع ہے سوا رشدین بن سعد کے طریقے کے اون دونون طریقون
کو بیہقی نے نکالا ایک تو عطیہ بن بقیہ بن ولید سے اوسنے اپنے باپ سے اوسنے ثور بن یزید سے اوسنے راشد بن سعد سے
اوسنے ابوامامہ سے اونہون نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ پانی پاک ہے مگر یہ کہ بدل جاوے اوسکی بو
یا مزہ یا رنگ کسی نجاست کی وجہ سے جو اوس مین پڑ جاوے دوسرا حفص بن عمر سے اونہون نے ثور بن یزید سے اونہون
نے راشد بن سعد سے اونہون نے ابوامامہ سے مرفوعا کہ پانی نجس نہین ہوتا مگر جو بدل جاوے اوسکا مزہ یا بو کو بیہقی نے
کہا یہ حدیث قوی نہین ہے اور روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے مصنف مین اور دارقطنی نے سنن مین احوص بن

حلیم سے اوس نے راشد بن سعد سے اوس نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً اور احوص ہین گفتگو ہے شوکانی نے کہا روایت کیا طحاوی نے اسیطرح مرسلاً اور ابو حاتم نے کہا اس حدیث کا ارسال صحیح ہے اور شافعی نے کہا کہ الحدیث ایسی جو حدیث کو ثابت نہین کرتا اور دارقطنی نے کہا یہ حدیث ثابت نہین ہے اور نووی نے کہا کہ اتفاق کیا محدثین نے اوسکی تضعیف پر اور بدر منیر مین ہے کہ یہہ استثنا ضعیف ہے تو حجت لینا چاہیے اجماع سے **ساتوین** حدیث ثوبان کی دارقطنی نے نکالی اپنی سنن مین معاویہ بن صالح سے اوس نے رشدین بن سعد سے اوس نے ثوبان سے اونھون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے پانی پاک کرنے والا ہے مگر جسکی بو یا مزے پر کچھ غالب ہو جاوے زیلعی نے کہا اسکی سند ضعیف ہے شوکانی نے کہا اس کے اسناد مین رشدین بن سعد ہے اور وہ متروک ہے **آٹھوین** حدیث ابو ثعلبہ کی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل کتاب کے برتنون مین اگر تم دوسرے برتن پاؤ تو اون مین نہ کھاؤ اور جو نہ پاؤ تو ان کو دہو لو اور اُن مین کھاؤ۔ یہ حدیث صحیحین مین ہے اس سے یون دلیل لی ہے کہ ابو ثعلبہ نے کہا ہم اہل کتاب کے ملک مین ہین تو ظاہر ہے کہ وہان پانی بہی اہل کتاب لاتے ہون گے اور اُس مین اُنکا ہاتہہ لگتا ہوگا تو آپنے اس پانی کو نجس نہ کہا حالانکہ برتن کو نجس فرمایا اور اسکی بحث اوپر گذر چکی **نوین** حدیث عمران بن حصین کی وہ آگے اس کتاب مین آویگی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مشرکہ عورت کی مشکون سے پانی لیا حالانکہ مشرکہ کا ہاتہہ نجاست سے خالی نہین ہوتا اور وہ اوس پانی مین لگا تہا شیخ تقی الدین نے کہا بعضون نے ابو ثعلبہ کی اور عمران کی دونون حدیثون سے ملا کر حجت لی ہے اس باب مین اسطرح سے کہ پہلی حدیث سے کافرون کے برتنون کی نجاست نکلتی ہے اور دوسری حدیث سے مشرکہ عورت کے پانی کی پاکی نکلتی ہے تو معلوم ہوا کہ خفیف نجاست پڑنے سے جب تک پانیکا وصف نہ بدلے پانی نجس نہین ہوتا اب جو لوگ قلیل پانی کی تحدید کرتے ہین قلتین سے اونکی دلیل وہ حدیث ہے جو اصحاب سنن اربعہ اور ابن حبان اور حاکم اور طحاوی اور احمد اور شافعی اور ابن خزیمہ اور دارقطنی اور بیہقی نے نکالی عبد اللہ بن عمر سے اونھون نے کہا مین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ پوچھے جاتے تہے اوس پانی سے جو جنگل مین ہوتا ہے اور جس پر باری باری درندے اور جانور آتے ہین زبانی پینے کو تو آپنے فرمایا جب پانی دو پکھال ہو تو وہ نجاست نہ اٹھاویگا اور ایک روایت مین یہ ہے کہ اوسکو کوئی چیز نجس نہ کریگی نکالا اوسکو ابن حبان اور ابن ماجہ اور احمد نے اور طحاوی کی ایک روایت مین یہ ہے وہ نجس نہ ہوگا۔ حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر اور انھون نے حجت لی ہے اس حدیث کے سب راویون سے ابن مندہ نے کہا اس حدیث کا اسناد امام مسلم کی شرط پر ہے ابن عبد البر نے تمہید مین کہا کہ امام شافعی جو قلتین کی حدیث کیطرف گئے ہین یہ مذہب ضعیف ہے کیونکہ اس حدیث مین کلام کیا ہے ایک

جماعت نے اہل علم سے دوسری یہ کہ قلتین کے مقدار پر کوئی حدیث جو ثابت ہو یا اجماع نہیں ہے اور مستند کار میں کہا کہ یہ
حدیث معلول ہے اوسکو رد کیا اسماعیل قاضی نے اور کلام کیا اوس میں امام طحاوی نے کہا امام نے قلتین کی حدیث پر
عمل نہ کیا کیونکہ قلتین کا مقدار ثابت نہیں ہوا حافظ نے کہا کہ دارقطنی نے اس حدیث کو طریقے بیان کرنے میں طول
کیا اور ابن دقیق العید نے امام میں اسپر عمدہ گفتگو کی ہے زیلعی نے کہا اونہوں نے اس کتاب میں اس حدیث کی تمام
طریقوں اور روایات اور اختلاف الفاظ کو جمع کیا ہے اور بہت طول کیا ہے جسکا خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ یہ حدیث
انکے نزدیک ضعیف ہے اسیواسطے اونہوں نے اپنی کتاب الامام میں اس حدیث کو بیان نہ کیا حالانکہ بسبب حاجت تھی اسکو
بیان کرنے کی اور میں انکے کلام کا خلاصہ بیان کرتا ہوں اور جو کچھ اس حدیث میں لفظاً اور معنیً اضطراب ہے اوسکو ذکر
کرتا ہوں لیکن اضطراب لفظی تو وہ اسناد اور متن دونوں میں ہے اسناد میں اسطرح سے کہ یہ حدیث تین راویوں سے
منقول ہے پہلی روایت ولید بن کثیر کی نکالا اوسکو ابوداود نے محمد بن علا سے اور انہوں نے ابواسامہ حماد بن اسامہ
اونہوں نے ولید سے اور انہوں نے محمد بن جعفر بن زبیر سے اونہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر سے اونہوں نے اپنے باپ سے کہ پوچھے گئے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی سے اور جسپر بار بار جانور اور درندے آتے ہیں آپ نے فرمایا جب پانی دو مٹکا
ہو تو وہ نجاست نہ اوٹھاویگا اور اس حدیث کو ابواسامہ سے اسی طرح یعنے ولید سے انہوں نے محمد بن جعفر سے اونہوں نے عبیداللہ
بن عبداللہ سے ایک جماعت نے روایت کیا ہے اون میں سے ہیں اسحاق بن راہویہ اور احمد بن جعفر وکیعی اور ابوبکر بن ابی شیبہ
اور ابوعبیدہ بن ابی السفر اور محمد بن عبادہ اور حاجب بن سلیمان اور ہناد بن السری اور حسین بن الحریث نے اور
روایت کی گئی ہے ابواسامہ سے اونہوں نے ولید سے اونہوں نے محمد بن عباد بن جعفر سے یہ ابومسعود رازی حافظ اور
عثمان بن ابی شیبہ نے کہا ابوداود کی روایت ہے اور عبداللہ بن زبیر حمیدی اور محمد بن حسان ازرق اور یعیش بن
الجہم وغیرہم نے اور متابعت کی انکی امام شافعی نے اونہوں نے روایت کی ایک شخص سے جو ثقہ تھا اون کے نزدیک
اونہوں نے ولید سے اونہوں نے محمد بن عباد بن جعفر سے یہ دارقطنی نے کہا اور ابن مندہ نے کہا کہ امام شافعی نے اوسکو
روایت کیا عبداللہ بن حارث مخزومی سے اونہوں نے ولید بن کثیر سے اور کہا کہ روایت کیا اوسکو موسی بن ابی الجارود
نے بویطی سے اونہوں نے شافعی سے اونہوں نے ابواسامہ وغیرہ سے اونہوں نے ولید بن کثیر سے تو اس روایت سے معلوم
ہوتا ہے کہ امام شافعی نے یہ حدیث عبداللہ بن حارث سے سنی اور وہ حجازی ہیں اور ابواسامہ سے اور وہ کوفی ہیں اور
دونوں نے روایت کی ولید بن کثیر سے اب اختلاف کیا ہے حافظوں نے اس اختلاف میں یعنی ایک روایت میں جو
محمد بن عباد ہے اور دوسری روایت میں محمد بن جعفر ہے بعضوں نے ترجیح دیا محمد بن عباد کی روایت کو ابوداود

نے کہا کہ یہی ٹھیک ہے اور عبد الرحمن بن ابی حاتم نے کتاب العلل میں اپنے باپ سے نقل کیا کہ محمد بن عباد بن جعفر ثقہ
ہے اور محمد بن جعفر بن زبیر بھی ثقہ ہے اور حدیث محمد بن جعفر بن زبیر کی زیادہ قریب ہے صواب کے اور ابن مندہ نے کہا
کہ اختلاف ہوا اس حدیث میں ابو اسامہ پر بعضوں نے اوس سے یوں روایت کی ہے عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ
بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ اور بعضوں نے عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ اور یہی صواب ہے کیونکہ عیسیٰ بن یونس نے اسکو
روایت کیا ولید بن کثیر سے اونہوں نے محمد بن جعفر بن زبیر سے اونہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے اونہوں نے اپنے باپ
سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے یہہ بیان کیا اسی حدیث کو اور دارقطنی نے جمع کیا دونوں روایتوں میں اور
کہا کہ جب اختلاف ہوا اوس میں ابو اسامہ پر اسناد میں تو ہم نے یہ چاہا کہ جو صحیح ہے وہ معلوم ہو تو ہم نے پایا شعیب بن ایوب
کو اونہوں نے روایت کیا اس حدیث کو ابو اسامہ سے اونہوں نے ولید بن کثیر سے دونوں طرح یعنے محمد بن جعفر بن زبیر سے اور
محمد بن عباد بن جعفر سے تو دونوں روایتیں صحیح ہوئیں ابو اسامہ سے اور صحیح ہوا کہ ولید بن کثیر نے اس حدیث کو روایت
کیا محمد بن جعفر بن زبیر اور محمد بن عباد بن جعفر دونوں سے اور کبھی ابو اسامہ حدیث بیان کرتے تھے ولید بن کثیر سے
اونہوں نے محمد بن جعفر بن زبیر سے اور کبھی حدیث بیان کرتے تھے ولید سے اونہوں نے محمد بن عباد بن جعفر سے یہہ روایت
کیا دارقطنی نے ابو بکر احمد بن محمد بن سعدان صیدلانی سے اونہوں نے شعیب بن ایوب سے اونہوں نے ابو اسامہ سے اونہوں نے
ولید بن کثیر سے اونہوں نے محمد بن جعفر بن زبیر سے اور بیان کیا حدیث کو پہر روایت کیا اوسکو ابن سعدان سے اونہوں نے شعیب بن ایوب سے اونہوں نے ابو اسامہ سے
اونہوں نے ولید بن کثیر سے اونہوں نے محمد بن عباد بن جعفر سے اونہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے رسول اللہ صلعم سے ایسا ہی
اور امام بیہقی نے بھی دارقطنی کے مثل کیا تو نکالی روایت اسمعیل بن قتیبہ کی ابو بکر اور عثمان بن ابی شیبہ سے اور ذکر کیا محمد بن جعفر کو طرف ابو بکر کی
روایت کے عثمان بن ابی شیبہ سے کہ اسمیں محمد بن عباد بن جعفر ہے اور ذکر کیا دوسری روایت کو ابو العباس محمد بن یعقوب سے اونہوں نے احمد
بن عبد الحمید حارثی سے اوس میں محمد بن جعفر بن زبیر ہے اور یہ خلاف ہے دارقطنی کی روایت کے احمد بن محمد بن
سعید سے اونہوں نے احمد بن عبد الحمید حارثی سے کیونکہ اوس میں محمد بن عباد بن جعفر ہے اور امام بیہقی اور دارقطنی کی
غرض ان اسنادوں کے لانے سے یہ ہے کہ دونوں اسناد صحیح ہیں امام بیہقی نے کہا ہم کو خبر دی ابو عبد اللہ بن مبشر
واسطی نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شعیب بن ایوب نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابو اسامہ نے
اونہوں نے ولید بن کثیر سے اونہوں نے محمد بن جعفر بن زبیر اور محمد بن عباد بن جعفر سے اونہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ
بن عمر سے اونہوں نے اپنے باپ سے کہ پوچھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوس پانی سے آخیر حدیث تک اور اسجگہ
اور ایک اختلاف ہے وہ یہ ہے کہ صحیح عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر ہے نہ عبد اللہ بن عبد اللہ یا دونوں صحیح ہیں امام بیہقی

نے کتاب المعرفۃ میں نقل کیا اسحاق بن راہویہ سے وہ کہتے تھے ابو اسامہ نے غلطی کی اور کہا عبد اللہ بن عبد اللہ اور صحیح عبید اللہ
بن عبد اللہ ہے اور دلیل لی اوس روایت سے جو عیسی بن یونس نے نقل کی ولید بن کثیر سے اوس نے محمد بن جعفر بن زبیر سے
اوس نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے کہ پوچھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر یہ روایت مرسل ہے اور میں نے اوسکو
موصول پایا اسماعیل بن سعید کسائی کی کتاب میں اسحاق بن ابراہیم سے اونہوں نے عیسی بن یونس سے اور روایت
کیا اوسکو عباد بن صہیب نے ولید سے اور کہا عن عبید اللہ بن عبد اللہ عن ابیہ موصولاً اور یہ حدیث اصل میں مسند ہے کیونکہ
روایت کیا اسکو محمد بن اسحاق بن یسار نے محمد بن جعفر بن زبیر سے اونہوں نے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے انہوں نے
اپنے باپ سے کہ پوچھے گئے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم پھر ذکر کیا حدیث کو اور ابن مندہ نے عیسی بن یونس کی روایت
کو موصولاً نقل کیا اور کہا کہ یہ روایت زیادہ مشابہ ہے صحت کے کیونکہ اسحدیث کو عبد اللہ بن مبارک وغیرہ نے محمد بن اسحق
سے روایت کیا اونہوں نے محمد جعفر بن زبیر سے اونہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے اونہوں نے اپنے باپ سے جیسے روایت
کیا عیسی بن یونس نے ولید بن کثیر سے اور کہا یہ اسناد صحیح ہے امام مسلم کی شرط پر اور روایت کیا اسحدیث کو حماد بن
سلمہ نے عاصم بن منذر سے انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے انہوں نے اپنے باپ سے اور روایت کیا اسکو اسمعیل
بن علیہ نے عاصم بن منذر سے اوس نے ایک شخص سے اوس نے ابن منذر سے تو محمد بن اسحاق نے موافقت کی عیسی بن یونس
کی محمد بن جعفر بن زبیر کا نام لینے میں اور عبید اللہ بن عبد اللہ کا نام لینے میں اور حماد بن سلمہ وغیرہ نے عاصم سے
موافقت کی عبید اللہ کا نام لینے میں تو ثابت ہوا اتفاق اہل مدینہ اور کوفہ اور بصرہ کا عبید اللہ بن عبد اللہ پر اور محمد بن
اسحاق اور ولید بن کثیر کا محمد بن جعفر بن زبیر پر اور عبید اللہ اور عبد اللہ دونوں بیٹے عبد اللہ بن عمر کے مقبول ہیں
باجماع علماء اسیطرح محمد بن جعفر بن زبیر اور محمد بن عباد بن جعفر سے روایت ہے صحیح مسلم اور سنن ابو داؤد اور سنن
نسائی میں اور عاصم بن منذر بھی معتبر ہے اور محمد بن اسحاق سے تو امام مسلم اور ابو داؤد اور نسائی نے روایت کی
ہے اور عاصم بن منذر سے امام بخاری نے استشہاد کیا ہے کئی مقاموں میں شعبہ نے کہا محمد بن اسحاق امیر المومنین
ہیں حدیث میں اور عبد اللہ بن مبارک نے کہا محمد بن اسحاق ثقہ ہیں ثقہ ہیں ثقہ شیخ نے کہا کہ ابن مندہ نے
جو کہا کہ یہ اسناد صحیح ہے امام مسلم کی شرط پر اس سے مراد یہ ہے کہ باعتبار روایوں کے صحیح ہے اور انہوں نے توجہ نہ
کی اوس اختلاف اور اضطراب پر جو اسحدیث میں واقع ہے اور اسی لیے امام مسلم اسحدیث کو اپنی کتاب میں نہیں لائے
اور بیہقی نے کتاب المعرفۃ میں اپنے شیخ ابو عبد اللہ حافظ سے نقل کیا وہ کہتے تھے یہ حدیث دونوں طرح محفوظ ہے
یعنے عبید اللہ بن عبد اللہ سے اور عبد اللہ بن عبد اللہ سے دونوں نے روایت کیا اسکو اپنے باپ سے اور یہی مذہب ہے

اکثر اہل روایت کا اور یہ خلاف ہے اوس مضمون کے جو ابوزرعہ کی کلام سے نکلتا ہے جو نقل کیا عبدالرحمن بن ابی حاتم نے کہ مین نے پوچھا ابوزرعہ سے محمد بن اسحاق کی حدیث کو محمد بن جعفر بن زبیر سے اونہون نے کہا وہ کہتے ہین عبید اللہ بن عبد اللہ اور ولید بن کثیر نے محمد بن جعفر سے عبد اللہ بن عبد اللہ نقل کیا تو ممکن نہین کہ ابن اسحاق کے موافق فیصلہ کیا جاوے مین نے کہا محمد بن جعفر کیسا ہے اونہون نے کہا سچا ہے روایتین دوسری روایت محمد بن اسحاق کی نکالا اوسکو ترمذی نے ہناد سے اور ابوداؤد نے حماد بن سلمہ سے اور یزید بن زریع سے اور ابن ماجہ نے یزید بن ہارون اور ابن مبارک سے (اور طحاوی نے یزید بن ہارون اور حماد بن سلمہ سے) ان سب نے ابن اسحاق سے روایت کیا اور روایت کیا اوسکو احمد بن خالد وہبی اور ابراہیم بن سعد زہری اور زائدہ بن قدامہ نے اور روایت کیا اوسکو عبید اللہ بن محمد بن عائشہ نے حماد بن سلمہ سے اونہون نے محمد بن اسحاق سے اپنی سند سے اور یہ بڑہایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے اوس پانی سے جو جنگل مین ہوتا ہے اور درندے اور کتے اوسپر آتے ہین آپنے فرمایا جب پانی دو پکہال ہو تو نجاست نہ اوٹھاویگا روایت کیا اوسکو بیہقی نے اور کہا کہ اس روایت مین درندون اور کتون کا ذکر ہے اور یہ غریب ہے اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو موسی بن اسمعیل نے حماد بن سلمہ سے اور اسماعیل بن عیاش نے محمد بن اسحاق سے کتون اور جانورون کو نقل کیا ہے مگر ابن عیاش پر اختلاف ہے اس اسناد مین اور یہ اختلاف ہے کہ محمد بن وہب سلمی نے ابن عیاش سے روایت کیا اونہون نے ابن اسحاق سے اونہون نے زہری سے اونہون نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے اونہون نے ابوہریرہ سے اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ پوچھے گئے اوس گڈہے سے جس مین مردار لاشین ڈالی جاوین اور کتے اور جانور اوس مین سے پیوین آپنے فرمایا جو پانی دو پکہال تک پہنچ جاوے یا زیادہ اوسکو کوئی چیز نجس نہین کریگی روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور روایت کیا گیا عبد الوہاب بن عطا سے اونہون نے محمد بن اسحاق سے اونہون نے زہری سے اونہون نے سالم سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور روایت کیا گیا مغیرہ بن سقلاب سے اونہون نے ابن اسحاق سے اونہون نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے تیسری روایت حماد بن سلمہ کی عاصم بن منذر سے اور اسکی سند اور متن دونو مین اختلاف ہے ابوداؤد اور ابن ماجہ نے اوسکو روایت کیا موسی بن اسمعیل سے اونہون نے حماد سے اونہون نے عاصم سے اونہون نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجھسے میرے باپ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب پانی دو پکہال ہو تو وہ نجس نہ ہوگا اور طحاوی نے اسکو نکالا اسی اسناد سے اس مین یہ ہے کہ عاصم نے کہا ہم اپنے ایک باغ مین تہے یا عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر کے ایک باغ مین تہے اتنے مین ظہر کی نماز کا وقت آیا وہ باغ کی کنوے کیطرف اوٹہے اور وضو کیا اوس سے اور اس مین ایک مردہ اونٹ کی کہال

بڑی تھی میں نے کہا تم اوس سے وضو کرتے ہو اور اس مین یہ پڑا ہے عبید اللہ نے کہا مجھکو خبر دی میرے باپ نے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب پانی دو پکھال ہو وہ نجس نہ ہوگا اور مخالفت کی حماد بن زید نے اونھون نے اسکو روایت کیا عاصم
بن المنذر سے اونھون نے ابو بکر بن عبید اللہ بن عبد اللہ سے موقوفاً دار قطنی نے کہا ایسا ہی روایت کیا اوسکو اسمعیل علیہ
نے عاصم بن المنذر سے اونھون نے ایک شخص سے جسکا نام نہین لیا اونھون نے ابن عمر سے موقوفاً اور شرجم نے کہا روایت
کیا اوسکو یحیے بن حسان نے حماد بن سلمہ سے اسیطرح موقوفاً ابن عمر پر نکالا اوسکو طحاوی نے) یہ تو سند کا اختلاف ہوا
اب لفظ کا اختلاف یہ ہو کہ یزید بن ہارون نے اسکو روایت کیا حماد بن سلمہ سے تو اختلاف ہوا یزید پر حسن بن محمد
صباح نے یزید سے نقل کیا اونھون نے حماد سے اونھون نے عاصم سے کہ مین عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر کے ساتھ ایک باغ
مین گیا اوس مین ایک چہبرا تھا (گنڈھا جہان برسات کا پانی جمع ہو جاتا ہے) پانی کا اوس مین ایک مردہ اونٹ کی
کہال پڑی تھی اونھون نے اوس مین سے وضو کیا مین نے کہا تم اوس مین سے وضو کرتے ہو اور اوسمین مردہ اونٹ کی کہال
پڑی ہو اونھون نے مجھسے حدیث بیان کی اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب پانی دو پکھال
یا تین پکھال تک پہونچ جاوے اوسکو کوئی چیز نجس نہین کرتی نکالا اوسکو دار قطنی اور عبد بن حمید اور اسحاق بن
راہویہ نے اپنی مسندون مین اور روایت کیا اوسکو ابو مسعود رازی نے یزید سے اور یہ نہ کہا (یا تین) دار قطنی نے
کہا ایسا ہی روایت کیا اوسکو ابراہیم بن حجاج اور ہدبہ بن خالد اور کامل بن طلحہ نے حماد بن سلمہ سے اسی اسناد
سے ان سب لوگون نے یون کہا جب پانی دو پکھال تک پہونچ جاوے یا تین پکھال تک اور ابراہیم بن حجاج
اور ہدبہ بن خالد کی روایت کو حماد سے حاکم نے نکالا مستدرک مین اوس مین یون ہے جب پانی دو پکھال یا تین
پکھال تک پہونچ جاوے اوسکو کوئی چیز نجس نہ کرے گی حاکم نے کہا روایت کیا اسکو عفان بن مسلم وغیرہ حافظون
نے حماد سے اور (یا تین پکھال) نہ کہا مین کہتا ہون روایت کیا اوسکو وکیع نے حماد بن سلمہ سے اسی سند سے اور
مین یون ہے جب پانی دو پکھال یا تین پکھال تک پہونچ جاوے تو اوسکو کوئی چیز نجس نہ کریگی روایت کیا ابن ماجہ
نے اپنی سنن مین پھر دار قطنی نے ان روایتون کے نکالنے کے بعد کہا روایت کیا اوسکو عفان بن مسلم اور
یعقوب بن اسحاق حضرمی اور بشر بن السری اور علاء بن عبد الجبار مکی اور موسی بن اسماعیل اور عبید اللہ عیسی
نے حماد بن سلمہ سے اسی اسناد سے اور اس مین یہ ہے کہ جب پانی دو پکھال تک پہونچ جاوے تو نجس نہ ہوگا اور
نہین کہا ان لوگون نے یا تین پکھال تک پھر نکالا دار قطنی نے ان لوگون کی روایتون کو اور ابن عمر کی حدیث
کے دو طریقے اور ہین ایک تو ابراہیم بن محمد کی روایت ہے اونھون نے ابو بکر بن عمر بن عبد الرحمن سے اونھون نے اونکے

بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے اونہون نے اپنے باپ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پانی دو کہال کو پہونچ جاوے
اوسکو کوئی چیز نجس نہ کرے گی نکالا اوسکو دارقطنی نے اور ابراہیم بن محمد بن ابی یحیی اسلمی اوسکا ذکر اوپر گذر چکا دوسرا
طریقہ عبد اللہ بن حسین بن جابر کا اونہون نے محمد بن کثیر مصیصی سے اونہون نے زائدہ سے اونہون نے لیث سے اونہون نے مجاہد سے
اونہون نے ابن عمر سے اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپنے فرمایا جب پانی دو کہال ہو تو اوسکو کوئی چیز نجس نہ کریگی
نکالا اوسکو دارقطنی نے محمد بن اسمعیل فارسی سے اونہون نے عبد اللہ بن حسین سے اور کہا رفع کیا اوسکو اسحٰق نے (یعنے عبد اللہ بن
حسین) اسنے محمد بن کثیر سے اوس نے زائدہ سے اور روایت کیا اوسکو معاویہ بن عمرو نے زائدہ سے موقوفا اور یہی ٹہیک ہے
پہر نکالا اسناد یہ طریق کہ اب متن کے اضطراب کو سنئے کچھ تو اوپر بہی معلوم ہوا کہین دو کہال ہے کہین تین کہال
اور روایت کیا دارقطنی نے سنن مین اور ابن عدی نے کامل مین اور عقیلی نے اپنی کتاب مین قاسم بن عبید اللہ عمری سے اونہون نے محمد بن منکدر
سے اونہون نے جابر بن عبد اللہ سے اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب پانی چالیس کہال تک پہنچ جاوے
تو وہ نجاست نہ اوٹہاویگا دارقطنی نے کہا ایسا ہی روایت کیا اوسکو قاسم عمری نے ابن منکدر سے اونہون نے جابر سے
اور وہم کیا اوس نے اسناد مین اور وہ ضعیف تہا اور بہت غلطی کرتا تہا اور مخالفت کی اوسکی روح بن القاسم اور سفیان
ثوری اور معمر بن راشد نے اونہون نے اسکو روایت کیا ابن منکدر سے اونہون نے عبد اللہ بن عمر سے موقوفا اور روایت
کیا اوسکو ایوب سختیانی نے محمد بن منکدر سے اونکا قول نہین ٹہرایا اونہون نے اوسکو پہر نکالا صحیح سند سے روح بن قاسم
کے طریق سے اوس نے محمد بن منکدر سے اوس نے عبد اللہ بن عمر سے اونہون نے کہا جب پانی چالیس کہال کو پہونچ جاوے
تو نجس نہ ہوگا پہر سفیان کی روایت کو نکالا وکیع اور ابو نعیم سے ان دونون نے سفیان سے اونہون نے محمد بن منکدر سے اونہون نے
عبد اللہ بن عمر سے اونہون نے کہا جب پانی چالیس کہال ہو تو اوسکو کوئی چیز نجس نہ کرے گی اور نکالا معمر کی روایت
کو عبد الرزاق کے طریق سے اوس نے کہا کئی آدمیون نے اور نکالا ایوب کی روایت کو محمد بن منکدر سے اونہون نے کہا جب
پانی چالیس کہال ہو تو نجس نہ ہوگا یا اور کوئی کلمہ کہا ایسا ہی اور روایت کیا دارقطنی نے بشر بن السری سے اوس نے ابن لہیعہ
سے اوس نے یزید بن ابی حبیب سے اوس نے سلیمان بن سنان سے اوس نے عبد الرحمن بن ابی ہریرہ سے اونہون نے اپنے باپ سے
اونہون نے کہا جب پانی چالیس کہال ہو تو وہ ناپاکی نہ اوٹہاوے گا دارقطنی نے کہا اس روایت مین ایسا ہی ہے
اور مخالفت کی اوسکی کئی شخصون نے اونہون نے روایت کیا ابو ہریرہ سے تو کہا چالیس بڑے ڈول یا چالیس ڈول اور سلیمان
بن سنان نے ابن عباس سے سنا ہے اور ابو ہریرہ سے بخاری نے تاریخ مین کہا امام سیوطی نے لآلی مین کہا اس
حدیث کا اور ایک طریقہ ہے جسکو نکالا دارقطنی نے سنن مین عبد الصمد بن علی اور برہان محمد بن علی بن جعفر وغیرہ سے

سے اون دونون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عمیر بن مرداس نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن بکیر حضرمی نے اونہون نے جابر بن عبد اللہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پانی چالیس بکھال کو پہنچ جاوے تو وہ ناپاکی نہ اوٹھاویگا اور ابن جوزی نے اس روایت کو موضوعات مین لکھا اور تعجب ہے کہ زیلعی نے اس طریق کو بیان نہین کیا **اب معنی کے** اضطراب کو سنیے قلہ کے معنے بعضون نے کہا مٹکا بعضون نے کہا مشک بعضون نے کہا پہاڑ کی چوٹی اور امام شافعی نے اس کی تفسیر مین ایک حدیث روایت کی ہی اونہون نے اپنی مسند مین کہا خبر دی ہمکو مسلم بن خالد زنجی نے اونہون نے روایت کی ابن جریج سے اونہون نے اوس اسناد سے جو مجھکو یاد نہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب پانی دو قلے ہو تو وہ ناپاکی کو نہ اوٹھاویگا اس حدیث مین یہ بھی ہی کہ ہجر کے قلے ابن جریج نے کہا مین نے ہجر کے قلے کو دیکھا ایک قلہ مین دو مشک پانی کچھ زیادہ سماتا ہے شافعی نے کہا تو احتیاط یہ ہے کہ ایک قلہ اڑہائی مشک کا رکھین اور دو قلون کی پانچ مشکین ہوئین بڑی حجاز کی مشکون سے جب اتنا پانی ہو تو وہ نجس نہ ہوگا مگر جب اسمین مزہ یا بو یا رنگ نجاست کا پیدا ہو جاوے انتہی اس استدلال پر دو اعتراض ہوتے ہین ایک یہ کہ اسکی سند منقطع ہے اور ابن جریج سے لیکر حضرت تک راوی مجہول ہین تو ایسی روایت سے حجت قائم نہ ہوگی دوسرے یہ کہ اس حدیث مین جو یہ زیادہ ہے ہجر کے قلون سے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے حالانکہ ایسا نہین دارقطنی نے روایت کیا ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن زیاد نیشاپوری سے اونہون نے ابو حمید مصیصی سے اونہون نے حجاج سے اونہون نے ابن جریج سے اونہون نے کہا خبر دی مجھکو محمد بن یحیی نے یہہ بیان کیا حدیث کو محمد بن یحیی نے کہا مین نے یحیی بن عقیل سے کہا کون سے قلے مراد ہین انہون نے کہا ہجر کے قلے محمد نے کہا تو مین نے ہجر کے قلون کو دیکھا مین سمجھتا ہون ہر قلہ مین دو مشکین سماوینگی دارقطنی نے کہا پہلی روایت کا اسناد زیادہ محفوظ ہے اس روایت سے یہ نکلتا ہے کہ یہ لفظ ہجر کے قلون سے حدیث مین داخل نہین ہے اور اگر داخل ہو تو بھی مرسل ہوگا کیونکہ یحیی بن عقیل صحابی نہین ہے پہر جس طریق کے اسناد کو امام بیہقی نے زیادہ محفوظ کہا ہے اوسمین یہ ہے کہ مین سمجھتا ہون کہ ہر ایک قلہ مین دو مشکین سماوینگی اور ایک مشک مین سولہ رطل پانی آتا ہے تو دو قلہ پانی ۶۴ رطل ہوگا اور دوسری روایت سے یہ نکلتا ہے کہ ہر ایک قلہ دو مشک کا ہوتا ہے تو دو قلون کی چار مشکین ہوئین اور ابن عدی نے کامل مین مغیرہ بن سقلاب سے روایت کیا انہون نے محمد بن اسحق سے انہون نے نافع سے انہون نے ابن عمر سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پانی دو قلے ہو تو اوسکو کوئی چیز نجس نہ کرے گی اور ایک قلہ چار صاع کا ہوتا ہے ابن عدی نے کہا مغیرہ نے اس حدیث کا اصلی اسناد چھوڑ دیا اور یہ کہا عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اور یہ سہو تھا اسپر حالانکہ محمد بن اسحاق اس حدیث کو روایت کرتے ہین عبید اللہ بن عبد اللہ سے وہ ابن عمر سے یہہ روایت کیا ابن عدی نے

مغیرہ بن سقلاب کے طریق سے محمد بن اسحاق سے اونھوں نے نافع سے اونھوں نے ابن عمر سے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جب پانی دو قلے ہو ہجر کے قلوں سے تو اوسکو کوئی چیز نجس نہ کریگی اور ذکر کیا جاتا ہے کہ دو قلہ دو فرق پانی ہوا ابن عدی
نے کہا یہ لفظ ہجر کے قلوں سے غیر محفوظ ہے نہیں مذکور ہوا مگر اس روایت میں مغیرہ کی محمد بن اسحاق سے اور مغیرہ بن سقلاب
منکر الحدیث ہے اوسکی کنیت ابو بشر تھی پہر نکالا ابی جعفر عقیلی نے اونھوں نے کہا مغیرہ بن سقلاب پر اعتماد نہیں ہوتا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں ابن عدی نے کہا اوسکی اکثر روایتیں ایسی ہیں جنپر متابعت نہیں ہوئی اور اس
حدیث میں اوس نے یہ بھی ذکر کیا کہ ہجر کے دو قلے اور یہ بھی کہا کہ وہ دو فرق ہیں اور اسکا قائل نہیں وہ جس نے تحدید
کی دو فرق کی کہ وہ پانسو رطل کچہہ زیادہ پانی ہوا اور دارقطنی نے نکالا عبد العزیز بن ابی رزمہ سے اوس نے حماد بن
زید سے اوس نے عاصم بن منذر سے کہ قلوں سے مراد بڑے مٹکے ہیں اور حسن بن عرفہ کے طریق سے اونھوں نے کہا میں نے
ہشیم سے سنا وہ کہتے ہیں قلتین دو بڑے مٹکے اور ابن مندہ نے کہا اوزاعی اور اونکے اصحاب نے کہا قلہ وہ پانی
جسکو ہاتہہ اوٹھالے اور بیہقی نے عبد الرحیم بن سلیمان سے نکالا میں نے احمد بن اسحاق سے پوچھا قلتین کو اونھوں نے
کہا وہ مٹکے ہیں جن میں پانی پیا جاتا ہے اور دورقین اور دورق ایک پیمانہ ہے اور وکیع سے نکالا کہ قلہ مٹکا ہے
اور بیہقی نے کتاب المعرفہ میں کہا کہ ہجر کے قلے مشہور ہیں اہل حجاز کے نزدیک اور شہرت کی وجہ سے حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے معراج کی حدیث میں سدرۃ المنتہی کے پہلوں کو تشبیہ دی ہجر کے قلوں سے جیسے مالک بن صعصعہ کی روایت
میں ہے پہر میں اوٹھایا گیا سدرۃ المنتہی تک دیکھا تو اوسکے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح ہیں اور اوسکے پہل ہجر کے قلوں
کے برابر ہیں اور امام طحاوی نے جو یہ عذر کیا کہ ہم نہیں جانتے قلہ کیا ہے تو یہ عذر اوس کے لیے نہ ہوگا جو قلہ کو جانتا
ہے انتہی مختصرا امام شوکانی نے نیل میں کہا کہ اسناد کی اضطراب کا یہ جواب دیا ہے کہ جب تمام طریقے محفوظ ہوں
تو وہ اضطراب نہیں ہوتا بلکہ انتقال ہے ایک ثقہ سے دوسرے ثقہ کی طرف حافظ نے کہا تحقیق کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے
کہ یہ حدیث ولید بن کثیر سے اوس نے محمد بن عباد بن جعفر سے اوس نے عبد اللہ بن عمر سے اور محمد بن جعفر بن زبیر سے
اوس نے عبید اللہ بن عمر سے ہے اور جس نے اور طرح پر روایت کیا اوس نے وہم کیا اور اسکا ایک اور تیسرا طریق ہے حاکم
کے پاس اوسکی اسناد کو عمدہ کہا ابن معین نے اور متن کے اضطراب کا یہ جواب دیا ہے کہ قلتین اور ثلثا کی روایت شاذ
ہے اور چالیس قلے کی روایت مضطرب ہے اور بعضوں نے کہا یہ دونوں روایتیں موضوع ہیں اور امام شافعی کے اصحاب
نے ہجر کے قلے مراد ہونے کو قوت دی ہے اسطرح سے کہ عرب نے اپنے اشعار میں ہجر کے قلوں کا ذکر کیا ہے جیسے ابو عبید نے
کتاب الطہور میں کہا اسیطرح معراج کی صحیح حدیث میں ہجر کے قلوں کا ذکر موجود ہے خطابی نے کہا ہجر کے قلے مشہور ہیں

اون کی مقدار معلوم ہو اور قلہ ایک مشترک لفظ ہی اور اگر اوس سے برتن مراد لین تو اب بہی تردد ہوگا کہ بڑا برتن مراد ہی یا
چہوٹا لیکن جب شارع نے دو کا عدد بیان کیا تو معلوم ہوا کہ بڑا قلہ مراد ہی ورنہ ایک بڑا قلہ کہدینا کافی تہا دو قلہ کہنے کی
کیا ضرورت تہی اور اس کلام مین جو تکلف اور تعسف ہے وہ پوشیدہ نہین انتہی امام طحاوی نے کہا حدیث مین یہ مذکور
نہین کہ قلتین کی مقدار کیا ہے تو جائز ہے کہ ہجر کے قلے مراد ہون اور جائز ہے کہ قلہ سے انسان کا قد مراد ہو تو مطلب
یہ ہی کہ جب دو قد آدم پانی ہو تو وہ نجس ہوگا بوجہ کثرت کی اور نہر کی مثل ہوگا اگر تم یہ کہو کہ حدیث اپنے ظاہر پر ہے حجاز
کے قلے مشہور ہین تو ہم یہ کہینگے کہ اگر حدیث ظاہر پر رکہی جاوے تو لازم آتا ہے کہ قلتین پانی تغیر کے بعد بہی نجس
ہو اگر چہ کہہ گئے کہ تغیر کے بعد دوسری حدیث سے نجس ہو جاتا ہے احوص بن حکیم کے اوس نے راشد بن سعد سے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا پانی کو کوئی چیز نجس نہین کرتی مگر جو غالب ہو جاوی اوسکی رنگ یا مزہ یا بو پر تو ہم یہ کہینگے کہ یہ روایت
منقطع ہے اور تم حجت نہین لیتے منقطع سے انتہی مختصراً مترجم کہتا ہی قلتین کا مسئلہ بڑے لطف کا مسئلہ ہی ایک طرف شافعیہ
قوت دیتے ہین اس حدیث کو اور توجیہ کرتے ہین ہر ایک قدح کی جو مخالفین اسپر کرتے ہین اور ایک طرف سے حنفیہ اوسکو ضعیف
کرتے ہین مختلف اور متعدد وجہون سے اور جو شخص منصف ہے متبع سنت وہ اوپر کی تمام تقریرون سے سمجھ سکتا ہی کہ قلتین
کی حدیث مین وہ اشکال ہین جو اٹھائی اوٹھہ نہین سکتے اضطراب سند اضطراب متن ابہام معنی اس صورت مین کوئی
وجہ نہین کہ اوس حدیث الماء طهور لا ينجسه شئ پر عمل نہ کیا جاوے اور قلتین کی حدیث سے اوسکی تخصیص کیجاوے اور عقل
سلیم اس بات کو مقتضی ہے کہ جب تغیر نہ ہو پانی کے کسی وصف مین تو نجاست کا اثر پانی پر غالب نہ ہوا خواہ پانی قلیل ہو
یا کثیر دو قلہ ہو یا ایک قلہ اور جب تغیر ہو گیا تو قلیل اور کثیر قلہ اور دو قلہ نجس ہی بس یہی قول مختار ہی اور قوی ہی از روے
دلیل عقلی اور نقلی کے اب حنفیہ کے دلائل کو سنیے پہلی دلیل حدیث ابوہریرہ کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی
تم مین سے پیشاب نہ کرے تہمے پانی مین جو بہتا نہین پہر غسل کرے اوسمین یا وضو کرے اوس مین۔ اس حدیث کی تفصیل
مع تمام طرق اور الفاظ کے آگے آویگی وجہ استدلال کی یہ ہی کہ جب تہمے پانی مین پیشاب کرنیکی ممانعت ہوئی تو معلوم
ہوا کہ پانی نجاست پڑنے سے نجس ہو جاتا ہے اور جواب یہ ہے کہ اس حدیث سے حنفیہ کا مطلب ثابت نہین ہوتا کیونکہ پیشاب سے جو
منع کیا وہ واسطے تنزیہ اور ادب یا نظافت طبع کے ہے نہ نجاست کیوجہ سے اور جو نجاست کی وجہ سے ہو تو خود یہ
حدیث حنفیہ کے خلاف ہو جاتی ہی جب تہما ہوا پانی دہ در دہ ہو کیونکہ اس صورت مین حنفیہ کہتے ہین کہ پیشاب کرنے
سے پانی نجس نہ ہوگا اور حدیث کی رو سے نجس ہو جاوے گا اسیطرح یہ قباحت لازم آتی ہے کہ اگر بڑے بڑے تالابون
مین پیشاب پڑ جاوی تو وہ نجس ہو جاوینگے اور ایسے بڑے بڑے تالابون کا بچانا انسان اور حیوان کے پیشاب سے ممکن

نہین پس معلوم ہوا کہ یہ نہی بطریق ادب کے ہے **دوسری** وہ حدیث جو اوپر گذری کہ جب تم مین سے کوئی جاگے تو اپنا ہاتھ دھونے سے پہلے برتن مین نہ ڈالدیوے۔ اس سے بھی حنفیہ کا مقصد ثابت نہین ہو سکتا کیونکہ حدیث مین یہ کہان ہے کہ اگر ڈالدیگا تو نجس ہوجاویگا اور یہ نہی بھی بطور ادب اور نظافت کے ہے اور امام طحاوی حنفی نے اپنی کتاب مین یہ حدیث نقل کی ہے کہ مسلمان نجس نہین ہوتا پس اگر برتن مین سوتے سے اوٹھکر بھی ہاتھ ڈالدے اور اوسکے ہاتھ پر نجاست نہ ہو تو پانی نجس نہ ہوگا اور حنفیہ بھی خود اس حدیث پر عمل نہین کرتے پھر مخالفین کے مقابل اوس سے کیونکر حجت لیسکتے ہین **تیسری** دلیل کتا مونہہ برتن مین ڈالے تو سات بار دھونیکا حکم ہے یہ حدیث تفصیل سے اوپر گذر چکی اور خود حنفیہ نے اس حدیث کا خلاف کیا اور سات بار دھونا لازم نہین سمجھا پس مخالفین کے مقابل اوسکو کیسے پیش کرتے ہین اور ہم اوپر بیان کر چکے کہ کتے کے منہ ڈالنے سے سات بار دھونا نجاست کیوجہ سے نہین ہے بلکہ اسوجہ سے ہے کہ بعض کتا زہریلا ہوتا ہے اسواسطے برتن کو خوب صاف کرنے کے لیے سات بار بلکہ مٹی سے رگڑ کر دھونے کا حکم ہوا **چوتھی** دلیل دارقطنی نے اپنی سنن مین روایت کی ابن سیرین سے کہ ایک حبشی زمزم کے کنوے مین گرا پھر مر گیا تو ابن عباس نے حکم دیا وہ نکالا گیا اور حکم دیا اوسکا پانی نکال ڈالنے کا لیکن لوگ تھک گئے اور چشمہ کیوجہ سے جو رکن کیطرف سے آتا تھا (یعنے حجر اسود کیطرف سے) ابن عباس نے حکم دیا وہ چشمہ بند کیا گیا کپڑون اور مشکون سے یہانتک کہ لوگون نے اوسکا پانی سینچ ڈالا جب سینچ چکے تو پھر وہ چشمہ جاری ہو گیا اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور طحاوی نے شرح معانی الآثار مین عطا سے کہ ایک حبشی زمزم مین گر پڑا اور مر گیا تو ابن زبیر نے حکم دیا اوسکا پانی سینچا گیا لیکن کسیطرح پانی ختم نہ ہوتا تھا دیکھا تو ایک چشمہ ہے جو حجر اسود کیطرف سے پھوٹ رہا ہے تب ابن زبیر نے کہا بس کرو کافی ہے تمکو اور روایت کیا امام بیہقی نے کتاب المعرفۃ مین ابن لہیعہ کے طریق سے عمرو بن دینار سے کہ ایک حبشی زمزم مین گرا اور مر گیا تو ابن عباس نے حکم دیا وہ نکالا گیا اور زمزم کے چشمے بند کیے گئے پھر اس کا پانی سینچا گیا اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین قتادہ سے اونھون نے ابن عباس سے کہ ایک حبشی زمزم مین گر پڑا پھر مر گیا تو ابن عباس نے ایک شخص کو اوتارا اوس نے حبشی کو نکالا پھر کہا نکالو جو کچھ پانی اوس مین ہے اور روایت کیا امام بیہقی نے جابر جعفی سے اونھون نے ابو الطفیل سے اونھون نے ابن عباس سے ایسا ہی اور روایت کیا دارقطنی نے جابر جعفی سے اوس نے ابو الطفیل سے کہ ایک لڑکا گر گیا زمزم مین پھر اوس کا پانی سینچا گیا اس روایت مین ابن عباس کا ذکر نہین **اور جواب** اسکا کئی وجوہ سے ہے اول یہ کہ یہ روایت موقوف ہے اور موقوف روایت احادیث صحیحہ مرفوعہ کے مقابل کیونکر حجت ہو سکتی ہے دوسرے یہ کہ ان روایتونکا اسناد ضعیف ہے

لیکن پہلا طریق کا تو امام بیہقی نے کہا کتاب المعرفۃ مین ابن سیرین نے ابن عباس سے نہین سُنا نہ اون سے ملاقات کی تو یہ روایت منقطع ہی اور تیسرا طریق اوسکی اسناد مین ابن لہیعہ ہی اوس سے حجت نلی جاویگی اور چوتہا طریق امام بیہقی نے کتاب المعرفۃ مین کہا قتادہ نے ابن عباس سے نہین سُنا نہ اونسی ملاقات کی تو یہ روایت بہی منقطع ہوئی اور پانچوان اور چہٹا طریق اون کے اسناد مین جابر جعفی ہے بیہقی نے کہا اوس سے حجت نلیجاویگی اور حنفیہ کے امام ابوحنیفہ نے کہا کہ مین نے کوئی شخص زیادہ جہوٹا جابر جعفی سی نہین دیکہا اب رہ گیا دوسرا طریق تو اوسکو ضعیف کیا امام بیہقی نے دوسرے اثر سے جسکو روایت کیا سفیان بن عیینہ سی اونہون نے کہا مین مکہ مین ہون ستر برس سے مینے کسی چہوٹے بڑے کو نہین دیکہا جو حبشی کی حدیث کو پہچانتا ہو کہ وہ زمزم مین کبہی گرا بہی تہا یا نہین اور نہ مین نے کسی سے یہ سُنا کہ زمزم کا کبہی پانی سینچا گیا تہا اور امام شافعی سے روایت کیا اونہون نے کہا ابن عباس سے یہ اثر پہچانا نہین جاتا اور ابن عباس نے تو حضرت سے یہ حدیث روایت کی ہی کہ پانی پاک کرنیوالا ہے اوسکو کوئی چیز ناپاک نہین کرتی پہر وہ حدیث کو چہوڑ کر اوسکی خلاف کیونکر فتوی دیتے اور جو یہ اثر ثابت ہو تو شاید اونہون نے پانی سینچنے کا حکم نظافت اور صفائی کے لیے دیا ہو کس لیے کہ زمزم کا پانی پیا جاتا تہا نہ نجاست کیوجہ سے زیلعی نے کہا بعض حنفیہ نے اسکا یہ جواب دیا ہے کہ شافعی اور سفیان کو یہ واقعہ معلوم نہ ہونے سے کچہ ضرر نہین ہوتا اور یہ واقعہ اون سے پہلے ایک سو پچاس برس کا ہے تو جس شخص نے اوس کو دیکہا اور ثابت کیا اوسکا قول اولے ہے مترجم کہتا ہی یہ جواب کچہ نہین ہی کیونکہ شافعی اور سفیان کا یہ مطلب ہے کہ اگر یہ واقعہ ہوا ہوتا تو اہل حجاز کو سب سے پہلے اسکی خبر رہتی جیسے امام نووی نے کہا کہ یہ خبر اہل کوفہ کو کیونکر پہونچ گئی اور اہل مکہ اور سفیان کو نہین پہونچی زیلعی نے کہا امام نووی کے قول کو رد کرتا ہے شافعی کا قول امام احمد سی کہ تم صحیح حدیثون کو ہم سے زیادہ جانتے ہو تو جب کوئی صحیح حدیث ملجاوے تو مجہکو بتلا دو تاکہ مین اوس پر عمل کرون کوفی ہو یا بصری یا شامی اور امام شافعی نے یہ نہ کہا کہ یہ حدیث اورون کو کیونکر پہونچیگی اور اہل حرمین کو معلوم نہ ہوگی انتہے مترجم کہتا ہے زیلعی کا قول کچہ نہین کیونکہ حدیث مین اور اس واقعہ مین فرق ہی حدیث تو ممکن ہے کہ اہل حرمین کو نہ پہونچے اور اور ملک والون کو پہونچ جاوے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور ملکون مین جاکر رہ گئے تہے اور وہین انتقال کیا اور یہ واقعہ تو خاص مکہ مین ہوا پہر قیاس سے بعید ہی کہ مکہ والون کو اوسکی خبر نہ رہی تیسرے یہ کہ اس اثر مین یہ کہان ہے کہ کنوین کا پانی نجس ہوگیا اور پانی کا سینچنا نجاست کا ثبوت نہین ہوسکتا کبہی کنوان صاف کرنیکے لیے بہی پانی سینچتے ہین خصوصًا اوس کنوے کا جسکا پانی پیا جاتا ہو جیسے زمزم ہے چوتہی یہ کہ معارض ہے اسکی ابن عباس کی مرفوع حدیث کہ پانی پاک ہے اوسکو کوئی چیز نجس نہین کرتی اور فتوی

راوی کا برخلاف حدیث کے باطل ہے اور عمل حدیث پر لازم ہے **پانچوین** صاحب ہدایہ نے انس سے نقل کیا کہ جب کنوے
مین چوہا مرجاوے اور اوسیوقت نکالا جاوے تو اوس مین سے چالیس ڈول نکالنا چاہیین اور جواب یہہ ہے کہ یہہ بھی موقوف ہے اور وہ
حجت نہین علاوہ اسکے اس اثر کا پتہ نہین ملا کہ کس محدث نے اوسکو روایت کیا اور صاحب ہدایہ کی عادت ہے کہ بے
ٹھکانے اور ضعیف روایتین نقل کرتا ہے اور انکو حجت لاتا ہے جیسے اسی باب مین صاحب ہدایہ نے کہا کہ قلتین کی حدیث کو ابو داؤد
نے ضعیف کیا زیلعی نے کہا صحیح نہین ہے ابو داؤد نے تو قلتین کی حدیث کو روایت کیا اور اوسپر سکوت کیا تو وہ صحیح ہے اونکے
نزدیک جیسے اونکی عادت ہے اور اس حدیث کے بعد تو اونھون نے وہ کلام کہا جس سے یہہ نکلتا ہے کہ یہہ حدیث انکے نزدیک صحیح ہے اور مخالف
کا مذہب ضعیف ہے جیسے اوپر گذرا **چھٹی** صاحب ہدایہ نے ابو سعید خدری سے نقل کیا اونھون نے کہا مرغی جب کنوے مین مرجاوے
تو اوس مین سے چالیس ڈول نکالے جاوین اور جواب یہہ ہے کہ اس اثر کا بھی پتہ نہین ملا زیلعی نے کہا ہمارے شیخ علاء الدین
نے کہا کہ انس اور ابو سعید کے اثرون کو طحاوی نے روایت کیا کسی طریق سے اور مین نے انکو نہین پایا شرح معانی الآثار مین
ساتوین امام طحاوی نے نقل کیا حضرت علی سے اونھون نے کہا جس کنوے مین چوہا گر کر مرجاوے اوسکا پانی نکالا جاوے
اور روایت کیا اونسے کہ جب پایا کوئی جانور کنوے مین گر جاوے تو اوسکا پانی کھینچے رہنا تا کہ پانی غالب ہو تجھپر
اور ابوہریرہ سے اونھون نے کہا جو کوئی پانی کے گڑھے پر گذرے وہ اوس مین پیشاب نہ کرے کیونکہ اسکا بھائی مسلمان
اوسپر گذرتا ہے وہ اوس مین سے پیتا ہے اور وضو کرتا ہے البتہ اگر پانی جاری ہو تو اوس مین پیشاب کرے اگر چاہے اور روایت
کیا شعبی سے کہ چڑیا یا بلی اگر کنوے مین گر جاوے تو اوس مین سے چالیس ڈول نکالے جاوین اور ایک روایت مین ہے کہ ستر ڈول
نکالے جاوین اور دوسری روایت مین ہے شعبی سے کہ مرغی اگر کنوے مین گر کر مرجاوے تو اوس مین سے ستر ڈول نکالے جاوین
اور ابراہیم سے کہ جس کنوے مین چوہا یا بلی گر کر مرجاوے تو اوس مین سے چالیس ڈول نکالے جاوین اور دوسری روایت
مین ہے کہ چوہا اگر گر جاوے تو چالیس ڈول نکالے جاوین اور ایک روایت مین ہے کہ کچھ ڈول نکالے جاوین اور حماد بن ابی سلیمان
سے اونھون نے کہا مرغی اگر کنوے مین گر جاوے پھر مر جاوے تو اوس مین سے چالیس یا پچاس ڈول نکالے جاوین اور
جواب یہہ ہے کہ موقوف روایت حجت نہین ہے پھر تابعین کے اقوال کیونکر حجت ہونگے علی الخصوص احادیث صحیحہ مرفوعہ
کے مقابل یہ اقوال لانا محض بے ادبی ہے علاوہ اسکے ان اقوال سے یہہ نہین نکلتا کہ پانی کا کھینچنا نجاست کیوجہ سے
ہے بلکہ شاید صفائی اور نظافت اور کراہت طبع کو رفع کرنے کے لیے ہو اور جو نجاست کیوجہ سے ہوتا تو بیس یا پچیس
یا چالیس یا ساٹھ یا ستر ڈول نکالنے سے کیا ہوتا کیونکہ نجس پانی تو ابھی کنوے مین باقی ہے اور تعجب ہے کہ حنفیہ نے اس
مسئلے مین نہ قیاس اور عقل سلیم پر عمل کیا نہ احادیث صحیحہ پر اسوجہ سے اونکا مذہب اس باب مین اضعف المذاہب بلکہ

باطل ہے اور ہر ایک مسلمان کو حدیث پر عمل کرنا لازم ہے اور امام طحاوی نے باوجود محدث ہونے کے جو اس مسئلہ
مین حنفیہ کی تائید کی ہے یہ سراسر اون کی پاس مذہبی ہے واللہ اعلم وَقَالَ حَمَّادٌ لَا بَأْسَ بِرِيشِ الْمَيْتَةِ اور
کہا حماد ابن ابی سلیمان فقیہ کوفی نے کچھ قباحت نہین مردار کے بال اور پرون مین ف یعنے بال اور پر
نجس نہین ہین اگرچہ حرام جانور کے ہون تو اون کے پانی مین گرنے سے پانی نجس نہ ہوگا اس اثر کو عبد الرزاق نے
مصنف مین وصل کیا معمر سے اونہون نے حماد سے اور یہ حماد شیخ تھے امام ابو حنیفہ کے رفتح وقسط حنفیہ اور مالکیہ
کا یہی قول ہے اور شافعیہ اوسکو نجس کہتے ہین وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي عِظَامِ الْمَوْتَى نَحْوَ الْفِيلِ وَغَيْرِهِ أَدْرَكْتُ
نَاسًا مِنْ سَلَفِ الْعُلَمَاءِ يَمْتَشِطُونَ بِهَا وَيَدَّهِنُونَ فِيهَا لَا يَرَوْنَ بِهِ بَأْسًا ابن شہاب محمد بن مسلم زہری نے
کہا مردون کی ہڈیون مین جیسے ہاتھی وغیرہ ہے کہ مین نے اگلے بہت عالمون کو پایا وہ کنگھی کرتے تھے اون سے
اور تیل ڈالتے تھے اُن مین اور کچھ باک نہین کرتے تھے اس مین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اونکے نزدیک پاک
تھین ف اس اثر کو نہ حافظ نے لکھا نہ قسطلانی نے کہ کس نے وصل کیا وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ وَإِبْرَاهِيمُ
لَا بَأْسَ بِتِجَارَةِ الْعَاجِ اور محمد بن سیرین اور ابراہیم نخعی نے کہا عاج کی سوداگری کرنے مین کچھ قباحت نہین
ف عاج کہتے ہین ہاتھی دانت کو یا ہاتھی کی ہڈی کو اور سرخسی کی روایت مین ابراہیم کا قول نہین ہے
اور ابن سیرین کے اس اثر کو عبد الرزاق نے وصل کیا کہ وہ قباحت نہین دیکھتے تھے عاج کی تجارت مین اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ عاج کو وہ پاک سمجھتے تھے ورنہ نجس چیز کا بیچنا جائز نہ رکھتے حافظ نے کہا علما نے اختلاف کیا
ہے ہاتھی کی ہڈی مین شافعی کے نزدیک نجس ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک پاک ہے اور امام مالک کے نزدیک اگر ذکوۃ (ذبح)
کیا جاوے تو پاک ہے کیونکہ اُن کے نزدیک حرام جانور پاک ہو جاتا ہے ذکوۃ سے اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ
کا قسطلانی نے کہا امام بخاری کا مطلب اس سب کے لانے سے یہ ہے کہ اون کے نزدیک پانی تھوڑا ہو یا بہت نجس نہین
ہوتا جب تک اوسکا کوئی وصف نہ بدلے جیسے امام مالک کا قول ہے اور اوپر ہمنے ثابت کیا کہ یہی حق ہے جو امام بخاری
نے اختیار کیا مترجم کہتا ہے کہ مردار کے بالون اور ناخون اور سینگ اور ہڈی اور عاج کی طہارت مین کئی
مرفوع حدیثین بھی وارد ہین مگر امام بخاری اون کو نہ لائے اس وجہ سے کہ اونکی شرط پر نہین تھین اور اکتفا کیا
حماد اور زہری اور ابراہیم اور ابن سیرین کے اقوال پر اون مین سے ایک حدیث ہے ابن عباس کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے مردار کا صرف گوشت حرام کیا لیکن کھال اور بال اور اون تو پاک ہے روایت کیا اوسکو دارقطنی نے
اور کہا عبد الجبار راوی کی اسناد مین ضعیف ہے زیلعی نے کہا ابن حبان نے اوسکو ثقات مین لکھا ہے سعید شاگرد

ایک ام سلمہ کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے مردار کی کہال مین کچھ قباحت نہین جب وہ دباغت کیجاوی اور کچھ
قباحت نہین اوسکی اون اور بالون اور سینگون مین جب انکو دہو ڈالین پانی سے نکالا اوسکو دارقطنی نے اور اسکی اسناد
مین یوسف بن ابی السفر متروک ہے اور ابن عباس کی اونہون نے کہا مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپنے یہ آیت
پڑہی قُل لَّآ اَجِدُ فِیمَآ اُوحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطعَمُہٗ اور فرمایا مردار کی ہر چیز حلال ہے مگر وہ جو کہائی جاوی لیکن کہال اور
سینگ اور بال اور دانت اور ہڈی تو سب حلال ہین کیونکہ انکی ذکوۃ نہین ہوتی نکالا اوسکو دارقطنی نے اوسکی
اسناد مین ابوبکر ہذلی متروک ہے اور ثوبان کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے خرید
ایک ہار عصب کا اور دو کنگن عاج کے نکالا اوسکو ابوداود اور احمد نے ابن جوزی نے کہا حمید اور سلیمان دونون
اوسکی اسناد مین معروف نہین ہین تنقیح مین ہے کہ حمید تو بیشک ابن عدی نے اوسپر انکار کیا اور کہا مین نہین جانتا کسی
اور نے یہ حدیث روایت کی ہو سوا اوسکے اور سلیمان کو ابن حبان نے ثقات مین لکہا اور انس کی کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کنگہی کرتے تھے ایک کنگہی سے عاج کے نکالا اوسکو بیہقی نے سنن مین اور کہا اوسکی اسناد مین بقیہ ہے اور
اسکی روایت مجہول شیوخ سے ضعیف ہے زیلعی نے کہا اس روایت مین بقیہ کا شیخ عمرو بن خالد واسطی مجہول نہین ہے امام
بیہقی نے خطابی سے نقل کیا اونہون نے اصمعی سے کہ عاج پشت ہے دریائی کچہوے کی اور جسکو عام لوگ عاج سمجہتے ہین
یعنے ہاتہی دانت اوسکا استعمال جائز نہین زیلعی نے کہا عرب کی لغت مین عاج ہاتہی دانت کو کہتے ہین ابن سیدہ نے
محکم مین اور جوہری نے ایسا ہی کہا ہے اور وہ جو روایت کیا بیہقی نے سنن مین ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے دفن کرو بالون اور خون اور ناخون کو کیونکہ وہ مردار ہین تو یہ حدیث ضعیف ہے ابن عدی نے کامل
مین اوسکو نکالا اور علت کی عبد اللہ بن عبد العزیز سے اور کہا اوسکی کل حدیثین ہین جنپر متابعت نہین کیا جاتا
اور بیہقی نے شعب الایمان مین کہا کہ ناخون اور بالون کے دفن کی حدیث کئی طریقون سے مروی ہے لیکن وہ سب ضعیف
ہین حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیلُ قَالَ حَدَّثَنِی مَالِکٌ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
عَنْ مَیْمُوْنَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ فَارَۃٍ سَقَطَتْ فِیْ سَمْنٍ فَقَالَ اَلْقُوْھَا وَمَا
حَوْلَھَا فَاطْرَحُوْہُ وَکُلُوْا سَمْنَکُمْ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے اسمعیل بن ابی اویس نے اونہون نے
کہا حدیث بیان کی مجہسے امام مالک نے اونہون نے روایت کی ابن شہاب سے اونہون نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے اونہون نے
ابن عباس سے اونہون نے ام المومنین میمونہ سے (جو ابن عباس کی خالہ تہین) کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچہے
گئے اوس چوہے سے جو گہی مین گر جاوے (یعنے جمے ہوئے گہی مین جیسے نسائی کی روایتین ہین) پہر مر جاوی (جیسے مو[illegible]

نے زیادہ کیا ذبائح میں آپنے فرمایا پھینک دو اوس چوہے کو اور اوسکے آس پاس جو گھی ہے اوسکو بھی پھینک دو اور کہا ؤ
اپنے گھی کو جو باقی رہی اف قسطلانی نے کہا جمے ہوئے شہد اور شیرے کا بھی یہی حکم ہے اور جو گھی پتلا ہو تو وہ
نجس ہو جاویگا اور اسکا کہانا اور بیچنا درست نہین البتہ جلانا درست ہے اور یہی مذہب ہے شافعیہ اور مالکیہ کا اور حنفیہ
کے نزدیک بیچنا بھی درست ہے اور حنابلہ کے نزدیک کسی قسم کا نفع اٹھانا درست نہین دوسری روایت میں ہے کہ اگر گھی
پتلا ہو تو اوس سے روشنی کرو عبد الرزاق کی روایت میں ہے اگر پتلا ہو تو مت نزدیک جاو اوسکے اور مولف نے اس حدیث کو
ذبائح میں نکالا اور امام مسلم نے اوسکو نہین نکالا اور نکالا اوسکو ابو داؤد اور نسائی اور ترمذی نے اور کہا حسن صحیح
ہے حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ
عَنْ فَأْرَةٍ سَقَطَتْ فِي سَمْنٍ فَقَالَ خُذُوهَا وَمَا حَوْلَهَا فَاطْرَحُوهُ قَالَ مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ مَا لَا أُحْصِيهِ
يَقُولُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے علی بن عبد اللہ مدینی نے اونہوں نے کہا حدیث بیان
کی ہم سے معن ابن عیسی ابو یحیی قزاز نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے مالک ابن انس امام نے اونہوں نے
روایت کی ابن شہاب از زہری سے اونہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے اونہوں نے ابن عباس سے اونہوں
نے ام المومنین میمونہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے چوہے سے جو گر جاوے گھی میں آپنے فرمایا اوس
چوہے کو لو اور جو اوسکے آس پاس ہے سو پھینک دو اور اوسکو معن نے کہا ہم سے امام مالک نے کئی بار حدیث بیان
کی جسکی تعداد مجھے یاد نہین ہے وہ کہتے تھے ابن عباس سے اونہوں نے میمونہ سے ف یہ دوسرا اسناد حالانکہ
کم درجہ کا ہے کیونکہ اوس میں امام بخاری سے مالک تک دو واسطے ہین اور پہلی اسناد میں ایک واسطہ ہے اسلیے
لائے کہ معلوم ہو کہ ابن عباس کے بعد میمونہ کا ذکر صحیح ہے اور قعنبی نے میمونہ کا ذکر نہین کیا اور اشہب نے ابن عباس
کا ذکر نہین کیا اور بعضوں نے ابن عباس اور میمونہ دونوں کا ذکر نہین کیا جیسے یحیی بن بکیر اور ابو مصعب نے تو
اختلاف ہے اوس میں امام مالک سے اور جمے ہوئے گھی کا ذکر کسی نے نہین کیا سوا عبد الرحمن بن مہدی کے اور
ذکر کیا اوسکو ابو داؤد طیالسی نے اپنی مسند میں سفیان بن عیینہ سے اونہوں نے ابن شہاب سے اور حمیدی اور اور صحاب
ابن عیینہ کے جمے ہوئے کا ذکر نہین کیا لیکن ابن عباس اور میمونہ کا ذکر کیا اور تنبیہ کی امام بخاری نے دوسرا اسناد
لا کر کہ یہی صحیح ہے اور عبد الرزاق نے سعید بن المسیب سے اُنہوں نے ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ حضرت پوچھے گئے چوہے
سے جو گر جاوے گھی میں آپنے فرمایا جب جما ہو تو اوسکو پھینک دو اور اوسکے آس پاس کو اور جو پتلا ہو تو مت

نزدیک جاوے اوسکے حافظ نے کہا جمہور علماء نے اسی روایت پر عمل کیا ہے اور ابن عبد البر نے کہا کہ جمے ہوی گھی مین
سب کا اتفاق ہی کہ آس پاس کا پھینک دینا کافی ہے اور باقی گھی کا استعمال درست ہی لیکن اختلاف ہی تیل مین جمہور
کا یہ قول ہے کہ وہ بالکل نجس ہو جاوے گا اور زہری اور اوزاعی نے اسکا خلاف کیا ہے اور اسکی تفصیل کتاب
الذبائح مین آویگی ابن منیر نے کہا گھی کی حدیث کی مناسبت اگلی آثار سے یہ ہی کہ نجاست تغیر سے ہوتی ہی تو مردگی پر
سے چونکہ تغیر نہین ہوتا اسیطرح ہڈی سی لہذا پانی پاک رہتا ہے اسیطرح گھی مین بھی جو چیز سے دور ہو جب تغیر
نہو تو وہ پاک ہے اور اس سی نکلتا ہی کہ پانی مین بھی جب نجاست گر جاوی اور اسمین تغیر نہ ہو تو وہ پاک ہی اور حدیث مین اشارہ ہی حنفیہ کے رد کی
طرف کہ جب تہوڑا سا گھی جو پانی گر نجس نہ ہوا تو کنوی بھر پانی جو بڑا غیر کیونکر نجس ہوگا حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ
أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ كَلْمٍ يُكْلَمُهُ
الْمُسْلِمُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَكُونُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهَا إِذْ طُعِنَتْ تَفَجَّرُ دَمًا اللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالْعَرْفُ
عَرْفُ الْمِسْكِ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے احمد بن محمد بن موسی مروزی نے اونہون نے کہا خبر دی ہمکو
عبد اللہ بن مبارک فقیہ محدث اور زاہد مشہور نے اونہون نے کہا خبر دی ہمکو معمر بن راشد نے اونہون نے روایت
کی ہمام بن منبہ سے اونہون نے ابو ہریرہ سے اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپنے فرمایا جو زخم کہ مسلمان کو لگے
اللہ کی راہ مین وہ قیامت کے دن ویسا ہی ہو جاویگا یعنے اوسی شکل پر ہوگا جس وقت کہ لگا تہا (تازہ) خون اوسمین سے
بہتا ہوگا جسکا رنگ خون کا ہوگا اور خوشبو مشک کی ف قسطلانی نے کہا اس حدیث کو مولف نے جہاد مین
نکالا اور مسلم نے حافظ نے کہا امام بخاری جو اس حدیث کو اس باب مین لائی اسکی مناسبت بیان کرنا مشکل ہے
اسمعیلی نے کہا اس حدیث سی نہ خون کی طہارت نکلتی ہی نہ نجاست یہ تو خدا کی راہ مین جو زخم لگے اوسکی فضیلت مین
ہے بعضون نے یہ کہا کہ اس سے تاکید اپنے مذہب کی منظور ہی کہ پانی نجاست پڑنے سے نجس نہ ہوگا جب تک اوس
مین تغیر نہ ہو جیسے خون مین جب تغیر آگیا یعنے مشک کی خوشبو ہو گئی تو وہ عمدہ ہو گیا اسیطرح پانی مین جب تغیر
ہوگا تو اوسکی صفت طہارت کی باطل ہو کر نجس ہو جاویگا بعضون نے کہا مقصود مشک کی طہارت بیان کرنا
ہے اور رد کرنا ہے اوسکا قول جو مشک کو نجس جانتا ہے بعضون نے کہا حدیث سی یہ نکلتا ہے کہ جب خون کی
ایک صفت یعنی بو بدل گئی تو خون کا حکم اور ہو گیا اسیطرح پانی کی بھی جب ایک صفت بدلجاوے تو اسکا
حکم بھی بدلجاویگا اور دو صفتون کا بدلنا ضرور نہین اور اس مین رد ہوا ربیعہ کا جو دو وصف بدلنا ضرور
جانتے ہین از فتح مختصرا بعضون نے کہا جب مشک کہ خون ہے وصف بدلنے سے پاک ہو گئی تو پانی بھی جب

وصف بدلجاوے گا تو اوسکا حکم یعنے طہارت بہی بدلجاوے گا اور نجس ہوجاوے گا (قسطلانی) شاہ ولی اللہ صاحب نے
کہا مناسبت یہ ہے کہ اس حدیث سے مشک کی طہارت نکلتی ہے تو جب مشک گھی یا پانی مین گرجاوے تو وہ نجس نہ ہوگا اور جب اس
باب مین یہ بیان ہوا کہ پانی نجس نہین ہوتا خواہ قلیل ہو یا کثیر جبتک اوسمین تغیر نہ آوے تو دوسرا باب اسلیے لائے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا کوئی تم مین سے پیشاب نہ کرے تھمے پانی مین اوس سے یہ مطلب نہین ہے کہ اگر کوئی تھمے
پانی مین پیشاب کردیگا تو وہ نجس ہوجاویگا جیسے حنفیہ نے سمجھا ہے بلکہ اوسکا مطلب یہ ہے کہ تھمے پانی مین پیشاب کرنا
ادب کے خلاف ہے دوسرے یہ کہ جب ایک شخص اوسمین پیشاب کرے گا تو دوسرا بھی کرے گا پھر تیسرا ایہانتک کہ پانی مین
تغیر پیدا ہوجاویگا اور نجس ہوکر کام کا نہ رہے گا اور لوگون کو تکلیف پہنچے گی پس جس کام کا انجام خراب تہا آپنے اوس
سے بالکل منع کردیا تو کہا **باب** البول فی الماء الدائم تھمے ہوئے پانی مین پیشاب کرنیکا بیان حدثنا
ابو الیمان قال اخبرنا شعیب قال اخبرنا ابو الزناد ان عبد الرحمن بن هرمز الاعرج حدثه
انه سمع ابا هريرة انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول نحن الآخرون السابقون
وباسناده قال لا يبولن احدكم في الماء الدائم الذي لا يجري ثم يغتسل فيه **ترجمہ حدیث**
بیان کی ہم سے ابو الیمان (حکم بن نافع) نے اونہون نے کہا خبر دی ہمکو شعیب (بن ابی حمزہ) نے اونہون نے کہا خبر
دی ہم کو ابو الزناد (عبد اللہ بن ذکوان) نے اون سے بیان کیا عبد الرحمان بن ہرمز اعرج نے اونہون نے سنا ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے اونہون نے سنا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے ہم دنیا مین اخیر مین ہین اور
آخرت مین پہلے ہین **ف** یہ جملہ اس باب سے تعلق نہین رکہتا لیکن شاید ابو ہریرہ یا ہمام نے اوس کو اور اوس کے
بعد کے جملہ کو ایک ساتھ سنا ہو تو ایسا ہی بیان کیا یہ ابن بطال نے کہا اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اگر ایسا
ہوتا تو امام بخاری دوسرے جملہ کو جدا نہ کرتے اور یہ نہ کہتے (وباسنادہ) دوسرے یہ کہ یہ جملہ دوسری ایک حدیث کا ٹکڑا
ہے جو جمعہ کے باب مین آویگی اور وہین اسکی بحث مذکور ہوگی تیسرے یہ کہ یہ حدیث متعدد طریقون سے متعدد کتابون
مین مروی ہے اور کسی مین یہ جملہ نہین ہے اور نکالا اوسکو ابو نعیم نے مستخرج مین ابو الیمان سے اوس مین بہی جملہ نہین
ہے چوتھے یہ کہ اس اسناد مین ہمام کا ذکر نہین ہے پھر ہمام کا نام لینا محض وہم ہے اور ٹھیک یہ ہے کہ امام بخاری نے
اس حدیث کو اسیطرح سنا ہوگا تو ویسا ہی ادا کیا اب جہال جو تاویلین کرتے ہین اور محنتین اٹھاتے ہین وہ بیکار
ہین بعضون نے کہا اس جملہ کی مناسبت باب سے یہ ہے کہ یہ امت سب سے اخیر دفن ہوگی اور سب سے پہلے اوٹھے گی
کیونکہ جو چیز برتن مین اخیر رکہی جاتی ہے وہ پہلے اوٹھائی جاتی ہے پس پانی کا بہی یہی حال ہے جو کوئی تھمے پانی مین پیشاب کرے

تو آخیر مین پیشاب سے ہوا لیکن وضو یا غسل کرنے مین اوس ہی اوٹھہ آویگا اس لیے ممانعت ہوئی بعضون نے کہا مقصود یہ ہے
کہ بنی اسرائیل اس امت پر سابق تھے زمانے سے اور یہ امت اونپر سبقت لے گئی تہمے ہوئے پانی مین پیشاب نکرنے سے
اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل تو پیشاب سے بہت پرہیز کرتے تھے حتی کہ بدن مین لگ جاتا تو کہال کتر ڈالتے پہر وہ
یہ کام کیون کرنے لگے (فتح مختصراً) ف اور اسی اسناد سے فرمایا آپنے کوئی تم مین سے پیشاب نہ کرے تہمے پانی مین جو
بہتا نہین پہر غسل کرے اوس مین ف تو مقصود نہی ہے صرف پیشاب کرنے سے تہمے پانی مین جیسے مسلم نے جابر سے
روایت کیا کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کرنے سے تہمے پانی مین اور غسل کا ذکر اتفاقی ہے اور روایت
کیا مسلم نے ابوہریرہ سے کہ فرمایا آپنے کوئی تم مین سے غسل نہ کرے تہمے پانی مین جنبی ہو اور ابوداؤد کی روایت مین
یون ہے کوئی تم مین سے پیشاب نکرے تہمے پانی مین اور غسل نہ کرے جنابت سے اور یہ نہی تنزیہی ہے جیسے امام مالک سے
منقول ہے اور قرطبی نے کہا تحریمی بہی ہو سکتی ہے سد ذرائع کے لیے حافظ نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مستعمل
پانی طہور نہین ہے گو طاہر ہے یعنے پہر اوس سے طہارت نہین کرسکتے اور پیشاب خواہ پانی مین کرے خواہ برتن مین
کرکے پانی مین ڈالدے دونون منع ہین اور مراد پانی سے وہ ہے جو قلیل ہو وہ تو پیشاب کرنے سے نجس ہوجاویگا
اور کثیر نجس نہ ہوگا اور راوی یہ مذہب گذرا کہ پانی مین قلیل کثیر کا اعتبار نہین اور معتبر تغیر اور عدم تغیر ہے اور یہہ
مذہب قوی ہے لیکن قلتین کی حدیث پر عمل کرنا اس سے زیادہ قوی ہے اور طحاوی نے اسکا اقرار کیا حنفیہ مین سے
مگر یہ عذر کیا کہ قلہ بڑا ہوتا ہے اور چہوٹا ہوتا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ شارع نے اوسکو چہوڑ دیا بیان کرنا اس خیال سے
کہ صحابہ قلہ کو پہچانتے ہین اور اسوجہ سے قلتین کے مقدار مین سلف کے نو قول ہین اونکو ابن منذر نے نقل کیا انتہی
مختصراً نووی نے کہا یہ ممانعت کہین تحریمًا ہے کہین تنزیہًا جب پانی بہت ہو اور جاری ہو تو اوس مین پیشاب
کرنا حرام نہین پر اولی نکرنا ہے اور جو قلیل ہو لیکن جاری تو مکروہ ہے اور مختار یہ ہے کہ حرام ہے اسیطرح تہمے
ہوئے پانی مین حرام ہے اسیطرح غسل کرنا تہمے پانی مین مکروہ ہے قلیل ہو یا کثیر لیکن کراہت تنزیہی ہے انتہے
اور پاخانہ بہی مثل پیشاب کے ہے اور تعجب ہے ظاہریہ سے اور داؤد ظاہری رحمہ اللہ تعالی سے کہ اونہون نے پاخانہ تہمے
پانی مین جائز رکہا اس لیے کہ حدیث مین اوسکی ممانعت نہین ہے نووی نے کہا یہ مسئلہ داؤد کا بہت قبیح ہے اور
ابن حزم نے امام داؤد کی مدد کی محلی مین اور چارون اماموں کے لیے مسائل بیان کیے منتقی مین ہے ترمذی کی
روایت مین ثم یتوضأ منه یعنے پہر وضو کرے اوس مین سے اور باقی لوگون کی روایت مین ثم یغتسل منه ہے
جیسے امام بخاری نے روایت کیا طحاوی کی ایک روایت مین ہے پہر وضو کرے اوس سے یا پیے دوسری روایت

مین ہو کہ ابو السائب نے کہا پہر کیونکر کرے ای ابو ہریرہ اونہون نے کہا پانی ہاتہہ سی لیکر ڈالے اور روایت کیا جابر نے
کہ منع کیا آپ نے پیشاب کرنے سے تہمے پانی مین پہر وضو کرنے سے اوس مین انتہے اور اوپر یہ مسئلہ گذر چکا کہ مستعمل
پانی پاک ہے اور سہدیت سے یہ نکلتا ہے کہ وہ پاک نہین کرتا گو پاک ہو اور بعض کہتے ہین کہ مستعمل پانی پاک بہی
کرتا ہے اور دلیل انکی وہ ہے جو دارقطنی اور بیہقی نے روایت کی ربیع بنت معوذ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مسح کیا اپنے سر پر اوس تری سے جو بچی تہی آپکے ہاتہون پر لیکن بیہقی نے کہا کہ اوسکی اسناد مین عبد اللہ بن محمد
بن عقیل ہے جو حافظ نہ تہا اور اہل علم کا اختلاف ہے اوسکے حجت لینے مین اور ترمذی نے نقل کیا بخاری سے اونہون
نے کہا امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور حمیدی حجت لیتے تہے اوسکی حدیث سے بخاری نے کہا وہ مقارب
الحدیث ہے اتمام مین ہے کہ اس حدیث مین یہ تصریح نہین ہے کہ سر کے مسح کا پانی مستعمل تہا لیکن روایت کیا اوسکو ابن قانع نے
اپنی کتاب مین اور لفظ اوسکا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا اوس سے جو باقی تہا آپکی ہاتہون پر اور یہ
زیادہ ظاہر ہے مقصود مین بیہقی نے سنن مین کہا یہ مروی ہے حضرت علی اور ابن عباس اور ابن مسعود اور ابو الدردا
اور عائشہ اور انس بن مالک سے ہمنے اون کی حدیثون کو خلافیات مین بیان کیا اور کوئی حدیث اون مین سے صحیح
نہین ہے بلکہ سب کے اسناد ضعیف ہین تو حضرت علی کی حدیث کو امام بیہقی نے روایت کیا محمد بن عبید اللہ عرزمی سے
اونہون نے حسن بن سعد سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے حضرت علی سے مرفوعًا اور کہا کہ عرزمی متروک ہے اور ابن
عباس کی حدیث کو سلیمان بن ارقم سے اونہون نے زہری سے اونہون نے عبید اللہ سے اونہون نے ابن عباس سے نسائی
اور دارقطنی نے کہا سلیمان بن ارقم متروک ہے اور ابن مسعود کی حدیث کو یحیی بن عنبسہ سے اونہون نے ابو حنیفہ سے
اونہون نے حماد سے اونہون نے ابراہیم سے اونہون نے علقمہ سے اونہون نے عبد اللہ سے دارقطنی نے کہا یحیی بن عنبسہ کذاب
ہے ابن عدی نے کہا وہ ثقات سے موضوعات روایت کرتا ہے کچہ نہین ہے اور حضرت عائشہ کی حدیث کو عطا ابن
عجلان سے اونہون نے ابن ابی ملیکہ سے اونہون نے عائشہ سے نسائی اور رازی نے کہا عطا بن عجلان لیس بشی متروک ہے
ابو الدردا کی حدیث کو تمام بن نجیح سے اونہون نے حسن سے اونہون نے ابو الدردا سے اور ... تمام بن نجیح سے بہیقی
کہا حجت نہین لیجاویگی اور انس کی حدیث کو متوکل بن فضیل سے اونہون نے ابی ظلال سے اونہون نے انس سے
دارقطنی نے کہا کہ متوکل بن فضیل بصری ہے ضعیف ہے انتہے زیلعی نے کہا اس باب مین اور ایک حدیث ہے جسکو ابن
نے سنن مین نکالا ابن عباس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کیا جنابت سے تو ایک مقام دیکہا جہان
نہین پہونچا تہا تو آپنے اپنے بال اوسپر جہٹکا دیے اور اوسکو تر کر دیا اسحاق نے اپنی روایت مین کہا اپنے بالون

نچوڑ دیا اوس مقام پر۔ اسکی اسناد مین ابو علی رحبی ہے حسین بن قیس جسکا لقب حنش ہو احمد اور نسائی اور دار قطنی نے
کہا وہ متروک ہے اور ابو زرعہ نے کہا وہ ضعیف ہے انتہے قسطلانی نے کہا اسحدیث کو مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی
اور ابن ماجہ نے روایت کیا **باب** اِذَا اُلْقِیَ عَلٰی ظَہْرِ الْمُصَلِّیْ قَذَرٌ اَوْ جِیْفَۃٌ لَمْ تَفْسُدْ عَلَیْہِ صَلٰوتُہٗ
باب بیان مین اسکے کہ جب نمازی کی پیٹھ پر پلیدی یا مردار ڈالا جاوے تو اوسکی نماز فاسد نہ ہوگی **ف** حافظ نے
کہا یہ اوسحالت مین ہے کہ نمازی کو اوسکی خبر نہ ہو وہ نماز پڑہتا رہے اور احتمال ہو کہ ہر حالت مین نماز فاسد نہ ہو اوس
شخص کے قول پر جو کہتا ہے نماز کے اندر نجاست سے بچنا فرض نہین ہے اور اس
شخص کے قول پر جو کہتا ہے نماز کے شروع کرنے سے پہلے پاکی ضرور ہے
پہر نماز کے اندر جو نجاست لگ جاوے اوس سے نماز نہین ٹوٹتی اور امام بخاری کا یہی مذہب ہے اور اسی پر محمول ہو
اوس صحابی کا فعل جو نماز پڑہتا رہا تیر لگنے کے بعد اور خون بہتا رہا اور یہ قصہ اوپر گذر چکا (فتح) وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ
اِذَا رَاٰی فِیْ ثَوْبِہٖ دَمًا وَّھُوَ یُصَلِّیْ وَضَعَہٗ وَمَضٰی فِیْ صَلٰوتِہٖ اور عبداللہ بن عمر جب نماز کے اندر دیکہتے
کہ کپڑے مین خون لگا ہے تو اوس کپڑے کو اتار ڈالتے (اپنے بدن سے) اور نماز پڑہے جاتے **ف** حافظ نے کہا
اس اثر کو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین روایت کیا برد بن سنان سے اونہون نے نافع سے انہون نے ابن عمر سے کہ وہ
جب نماز مین ہوتے پہر اپنے کپڑے پر خون دیکہتے اور کپڑے کو اوتار سکتے تو اوتار ڈالتے اور جو نہ اوتار سکتے تو باہر جاتے
اور کپڑا دہوتے پہر آتے اور بنا کرتے اپنی نماز پر (یعنی جوڑ لگا لیتے نماز پر اور سر سے نہ پڑہتے) اور اسناد اسکا صحیح
ہے اور اس اثر سے یہ نکلتا ہے کہ نماز کی ابتدا اور دوام مین فرق ہو اور یہی قول ہو ایک جماعت صحابہ اور تابعین اور
اوزاعی اور اسحاق اور ابو ثور کا اور شافعی اور احمد نے کہا کہ جب نماز کے اندر بدن یا کپڑے پر نجاست
دیکہے تو نماز کو سر سے لوٹا دے اور امام مالک نے کہا کہ اگر نماز کا وقت باقی ہو تو اعادہ کرے ورنہ ضرور نہین
مترجم کہتا ہے مذہب امام بخاری اور اوزاعی اور اسحاق کا صحیح ہے اور انکی دلیل کئی صحیح حدیثین اور یہ اثر ہے
ایک حدیث اس باب مین آتی ہے اور ایک وہ ہے جو احمد اور ابو داؤد نے ابو سعید سے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے نماز کے اندر اپنی جوتیان اوتاریں پہر فرمایا کہ جبرئیل نے مجھکو خبر دی کہ اون مین پلیدی لگی ہے صحیح کہا
اوسکو ابن خزیمہ نے اور اسکا ایک شاہد ہے ابن مسعود کی حدیث سے نکالا اوسکو حاکم نے تو آپنے جتنی نماز پڑہ
چکے تہے اوسکا اعادہ نہ کیا اسی واسطے شافعیہ کی ایک جماعت نے اپنے امام کا قول ترک کیا اور حدیث کے موافق
اختیار کیا اور حنفیہ کو بہی ایسا ہی کرنا لازم ہے اور مخالفین کے پاس کوئی عمدہ دلیل اس باب مین نہین ہے اور

ایک وہ حدیث بہی دلیل ہے امام بخاری کی جو اوپر گذری کہ ایک صحابی کو تیر لگا اور خون بہا گیا۔ وہ نماز پڑہتے رہے

وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَالشَّعْبِيُّ إِذَا صَلَّى وَفِي ثَوْبِهِ دَمٌ أَوْ جَنَابَةٌ أَوْ لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ أَوْ تَيَمَّمَ وَصَلَّى ثُمَّ أَدْرَكَ

الْمَاءَ فِي وَقْتِهِ لَا يُعِيدُ اور سعید بن المسیب اور عامر شعبی نے کہا جب کوی نماز پڑہ لے اور اوسکے کپڑے مین خون لگا ہو یا منی لگی ہو یا قبلے کے سوا اور طرف پڑہ لیوے (یعنے سوچکر اوس نے ایک طرف کو قبلہ سمجہا اور نماز اوسی طرف پڑہ لی بعد نماز کے معلوم ہوا کہ اودہر قبلہ نہ تہا) یا تیمم کرکے نماز پڑہ لی پہر وقت باقی ہو اور پانی ملجاوے تو نماز نہ لوٹاوے **ف** حافظ نے کہا خون مین یہ مراد ہے کہ اوسکو معلوم نہو اسیطرح منی مین جو اوس کو نجس کہتا ہے اور ان چارون اثرون کو عبد الرزاق اور سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے باسانید صحیحہ روایت کیا اور مین نے اونکو تفصیل سے بیان کیا تعلیق التعلیق مین اور تیمم کے مسئلہ مین تو ائمہ اربعہ اور اکثر سلف کا اتفاق ہے اور ایک جماعت تابعین جیسے عطا اور ابن سیرین اور مکحول کے نزدیک اعادہ واجب ہے اور قبلہ کے مسئلہ مین ائمہ ثلاثہ کا یہی قول ہے اور شافعی کے اوس مین دو قول ہین نیا قول یہ ہے کہ اعادہ کرے ائمہ ثلاثہ کی دلیل وہ حدیث ہے جسکو ترمذی نے نکالا عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے اونہون نے اپنے باپ سے اور کہا حسن ہے لیکن ضعیف کیا اوسکو اور دون نے اور عقیلی نے کہا کیسی ثابت طریق سے مروی نہین ہے حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ بَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ ح وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي عِنْدَ الْبَيْتِ وَأَبُو جَهْلٍ وَأَصْحَابٌ لَهُ جُلُوسٌ إِذْ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ أَيُّكُمْ يَجِيءُ بِسَلَا جَزُورِ بَنِي فُلَانٍ فَيَضَعُهُ عَلَى ظَهْرِ مُحَمَّدٍ إِذَا سَجَدَ فَانْبَعَثَ أَشْقَى الْقَوْمِ فَجَاءَ بِهِ فَنَظَرَ حَتَّى إِذَا سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَهُ عَلَى ظَهْرِهِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَأَنَا أَنْظُرُ لَا أُغْنِي شَيْئًا لَوْ كَانَتْ لِي مَنَعَةٌ قَالَ فَجَعَلُوا يَضْحَكُونَ وَيُحِيلُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ لَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ حَتَّى جَاءَتْهُ فَاطِمَةُ فَطَرَحَتْهُ عَنْ ظَهْرِهِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَشَقَّ عَلَيْهِمْ إِذْ دَعَا عَلَيْهِمْ قَالَ وَكَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ الدَّعْوَةَ فِي ذَلِكَ الْبَلَدِ مُسْتَجَابَةٌ ثُمَّ سَمَّى اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِأَبِي جَهْلٍ وَعَلَيْكَ بِعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ وَأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ وَعَدَّ السَّابِعَ فَلَمْ

يَحْفَظُهُ قَالَ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ رَأَيْتُ الَّذِينَ عَدَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَرْعَى
فِي الْقَلِيبِ قَلِيبِ بَدْرٍ ترجمہ حدیث بیان کی ہمسے عبدان (ابن عثمان) نے اونہون نے کہا خبر دی مجھکو میرے باپ
(عثمان بن جبلہ) نے اونہون نے روایت کی شعبہ (ابن حجاج) سے اونہون نے ابو اسحاق (عمرو بن عبد اللہ سبیعی) سے
اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجھسے عمرو بن میمون (اودی تابعی) نے اون سے بیان کیا عبد اللہ بن مسعود نے اونہون نے
کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سجدے مین تہے تحویل (امام بخاری نے کہا) اور حدیث بیان کی مجھسے احمد بن
عثمان (ابن حکیم) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شریح بن مسلمہ (تنوخی) نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے
ابراہیم بن یوسف سبیعی نے (ان مین بعضون نے کلام کیا ہے اسی واسطے امام بخاری پہلی سند کو لائے اور لفظ دوسری
سند کا ہے) اونہون نے روایت کی اپنے باپ (یوسف بن اسحاق) سے اونہون نے ابی اسحاق (عمرو بن عبد اللہ سبیعی)
سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجھسے عمرو بن میمون نے کہ عبد اللہ بن مسعود نے حدیث بیان کی اون سے کہ جناب
رسول خدا حبیب کبریا حضرت محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نماز پڑہتے تہے خانہ کعبہ کے پاس اور ابوجہل
(عمرو بن ہشام مخزومی لعنہ اللہ) اور اوسکے ساتہی بیٹہے ہوے تہے (عبدان کی روایت مین ہے کہ آپکے گرد چند
آدمی تہے قریش کے مشرکین سے اور مراد ان سے وہی سات آدمی ہین جنکا ذکر آگے آتا ہے بزار کی روایت مین
اسکی تصریح ہے) اتنے مین بعضون نے بعضون سے کہا (کہنے والا ابوجہل تہا مردود اور پاجی خدا اوسپر لعنت کرے
جیسے امام مسلم کی روایت مین ہے اتنا زیادہ ہے کہ کل ایک اونٹنی نحر ہوئی تہی) تم مین سے کون فلان لوگون کی قربانی
کی اوجہہ کو اوٹہا کر لاتا ہے (حدیث مین سلا ہے سلا بچہ دان کو کہتے ہین اسرائیل کی روایت مین یہ ہے کون تم
مین سے قصد کرتا ہے اوسکی لید اور خون اور بچہ دان کا) پہر رکہدیوے اوسکو محمدؐ کی پیٹہہ پر جب وہ سجدہ کرین
ف ہاے ان مردودون پر خدا کی مار اتنا نہ سمجہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کون ہین اوس مالک الملک کے خاص
بندے ہین اوسکے حبیب ہین محبوب ہین جب زمین مین مالک کا کوئی پوچہنے والا نہ رہا تہا تو مالک نے اون کو
بہیجا پہر اپنا نام زمین مین روشن کرنیکے لیے آپکے پیغمبر ہونے سے پہلے زمین کی یہ حالت تہی کہین لات
پج رہا تہا کہین منات کہین عزی کہین ہبل شدی جہنڈی تابوت جہاڑ پہاڑ یہ لوگون کے خدا بن گئے
تہے آپنے ان سب کو مٹا دیا اور سچے مالک کی پرستش جاری کی ان مردودون نے ایسی بے ادبی کی
کہ زمین آسمان ہل گئے اگر مالک کی مہر اپنے بندون پر نہ ہوتی تو اسیوقت عذاب اوترتا سب تباہ ہو جاتے
پر وہ بڑا حلیم اور بردبار ہے اور اوسکی پکڑ سخت ہے ف یہ سنکر اون لوگون مین کا سخت بدبخت اوٹہا

(یعنے عقبہ بن ابی معیط ہرچند ابوجہل بھی نہایت بدبخت تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن تھا مگر عقبہ نے
یہ برا کام اپنے ہاتھ سے کیا اور ابوجہل نے صلاح دی تو عقبہ کا نمبر بدبختی میں بڑھ گیا) اور اسکو لیکر آیا (یعنے اونٹنی کے
بچہ دان کو جس میں تمام نجاست تھی) پھر اوس نے دیکھا جب آپ نے سجدہ کیا تو اوس نے وہ آپ کی مبارک پیٹھ پر
رکھ دیا دونوں مونڈھوں کے بیچ میں (اسی جگہ سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ آپکے بدن سے نماز میں نجاست
لگ گئی لیکن آپنے نماز نہ توڑی) عبداللہ بن مسعود نے کہا میں دیکھ رہا تھا میں کچھ کام نہ کرسکتا تھا (اور ایک روایت
میں ہے میں انکے کسی کام کو بدل نہ سکتا تھا) کاش مجھے زور ہوتا (یعنے میری قوم کے لوگ مددگار ہوتے تو میں اسکو
پھینک دیتا آپ کی پیٹھ پر سے عبداللہ بن مسعود ہذلی تھے اونکی قوم کے لوگ اسوقت تک کافر تھے مکہ میں اون کا
کوئی مددگار نہ تھا) عبداللہ بن مسعود نے کہا پھر وہ (مردود سالا تون کافر) ہنسنے لگے اور ایک دوسرے پر ڈالنے
لگا **ف** یعنی ایک دوسرے سے کہنے لگا اشارے سے تو نے یہ کام کیا مسخرہ پن تھا یا ترجمہ یوں ہے ایک دوسرے
پر کودنے لگا خوشی اور دل لگی سے مسلم کی روایت میں یمیل ہے یعنے ایک دوسرے پر جھکنے لگا ہنسی کے مارے
ف اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سجدے میں تھے اپنا سر نہیں اٹھاتے تھے **ف** اس میں یہ حکمت تھی
کہ کافروں کی ایذا پوری ہوجاوے اور وہ اچھی طرح عذاب کے مستحق ہوجاویں دوسری حکمت یہ تھی کہ سجدا اوس کے
گرنے سے نجس ہوجاوی اور آپ منتظر تھے کہ کوئی آوے اور اسکو اٹھا کر پھینک دیوے یارب صل وسلم دائما ابدا
علی نبیک خیر الخلق کلہم **ت** یہاں تک کہ حضرت سیدۃ النساء خاتون جنت فاطمہ زہرا آئیں اور آپ
کی پیٹھ پر سے اوسکو پھینک دیا اور اسرائیل نے زیادہ کیا وہ آئیں ان کافروں پاس اور گالیاں دینے لگیں اون کو انہوں
نے کچھ جواب نہ دیا) پھر آپنے اپنا مبارک سر اٹھایا (جو ساری دنیا سے زیادہ عزت اور بزرگی والا تھا اور نماز پوری
کی جب نماز سے فارغ ہوئے جیسے بزار کی روایت میں ہے) بعد اوسکے فرمایا اے بچہ مردود کہاں بھاگ کر جاوگے
یا اللہ (شاہنشاہ سردوجہان کے) تو لازم کرلے اپنے اوپر قریش کی تباہی کو تین بار یہ فرمایا (مسلم کی روایت میں
اتنا زیادہ ہے کہ جب آپ دعا کرتے تین بار دعا کرتے جب خدا سے مانگتے تو تین بار مانگتے) پھر یہ انپر شاق ہوا جب آپ نے
اونپر بد دعا کی (مسلم کی روایت میں ہے جب انہوں نے آپ کی آواز سنی تو ہنسی جاتی رہی اور آپ کی بد دعا سے ڈر گئے)
اور وہ سمجھتے تھے کہ اس شہر میں (یعنے مکہ معظمہ میں) دعا قبول ہوتی ہے (اور یہ نہ سمجھے کہ دعا کرنیوالا کون ہے) پھر آپ نے
نام لیا اور فرمایا یا اللہ تو لازم کرلے اپنے اوپر ابوجہل کی تباہی کو (جو فرعون تھا اس امت کا اور احول تھا مفعول)
اور لازم کرلے اپنے اوپر عتبہ بن ربیعہ کی تباہی کو (جو ابوسفیان کا سسر اور معاویہ کا نانا ہندہ کا باپ تھا حضرت

امیر حمزہ نے اوس مردود کو مارا) اور شیبہ بن ربیعہ کی تباہی کو (یہ عتبہ کا بہائی تہا حضرت علی مرتضے شیر خدا نے اوس مردود کو جہنم مین پہونچایا) اور ولید بن عتبہ کی (یہ عتبہ کا بیٹا تہا اوس مردود کو حضرت حمزہ اور حضرت علی دونون نے قتل کیا) اور امیہ بن خلف کی (یہ مردود بڑا دشمن تہا مسلمانون کا حضرت بلال کو بہی ایذا دیتا تہا یہ بہی بدر کی لڑائی مین مارا گیا اور بعض روایتون مین امیہ کے بدلے ابی بن خلف ہے یہ وہم ہے ابی احد کی لڑائی مین مارا گیا) اور عقبہ بن ابی معیط کی تباہی کو اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا عبد اللہ بن مسعود یا عمرو بن میمون نے شمار کیا ساتوین شخص کا لیکن نہین یاد رکہا (اوسکو ہم نے یا ہم نے) اوسکو **ف** فلم یحفظہ فلم نحفظہ صیغہ غائب اور متکلم دونون طرح سے منقول ہے جب صیغہ غائب کا ہو تو فاعل لم یحفظہ کا عبد اللہ بن مسعود ہین یا عمرو بن میمون یہ کرمانی نے کہا حافظ نے کہا کرمانی کو یہ کہان سے معلوم ہوا حالانکہ امام مسلم کی روایت مین تصریح ہے کہ یاد نہ رکہنے والے ابو اسحاق ہین اس مین صاف یہی ہے ابو اسحاق نے کہا مین ساتوین شخص کو بہول گیا اس صورت مین شمار کرنیوالا عمرو بن میمون ہی اور ابو اسحق نے ایک روایت مین یاد کیا ساتوین شخص کو تو کہا کہ وہ عمارہ بن ولید تہا مصنف نے اس روایت کو صلوۃ مین نکالا بعضون نے کہا کہ عمارہ کا ذکر اس روایت مین مشکل ہے کیونکہ وہ حبش کے ملک مین مرا اوس نے نجاشی کی عورت پر ہاتہہ ڈالا نجاشی نے ایک جادوگر کو حکم کیا اوس نے اوسکے ذکر کے سوراخ مین جادو پہونکا وہ دیوانہ ہو گیا اور جانورون کے ساتہہ رہنے لگا یہانتک کہ حضرت عمر کی خلافت مین مرا اور اسکا قصہ مشہور ہے اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ عبد اللہ بن مسعود کی مراد یہ ہی کہ مین نے ان مین سے اکثر لوگون کو کنوے مین پڑا دیکہا اوسکی دلیل یہ ہے کہ عقبہ بن ابی معیط بہی جنگ بدر مین نہین مارا گیا بلکہ بدر سے ایک منزل پر مارا گیا پکڑ کر اور امیہ بن خلف گو بدر مین مارا گیا مگر کنوی مین نہین ڈالا گیا سوجا بلکہ ٹکڑے ٹکڑے کرکے اور اسکا زیادہ بیان خدا چاہے تو کتاب المغازی مین آویگا (فتح)

ف عبد اللہ بن مسعود نے کہا قسم اوسکی جس کے ہاتہہ مین میری جان ہی مین نے ان لوگون کو دیکہا جنکا نام جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے شمار کیا تہا مردہ پڑے ہوئے کنوی مین یعنے بدر کے کنوے مین **ف** مسلم کی روایت مین ہے عبد اللہ نے کہا قسم اوسکی جس نے حضرت محمد کو سچائی کے ساتہہ بہیجا اور نسائی کی روایت مین ہی قسم اوسکی جس نے آپ پر کتاب اوتاری اسرائیل کی روایت مین ہی مین نے دیکہا ان کو مردہ بدر کے دن پہر وہ کہینچے گئے کنوی کیطرف یعنے بدر کے کنوی کیطرف پہر آپ نے فرمایا ان کنوی والون پر لعنت بہی کی گئی ۔ یہ حدیث ایک بڑی نشانی ہے آپ کی نبوت کی اور آپ نے اون کی لاشون کو کنوے مین پہنکوا دیا تاکہ اون کی بدبو سے لوگون کو تکلیف نہ ہو ورنہ حربی کافر کا دفن کرنا واجب نہین ہے حافظ نے کہا جب کافرون کے نزدیک کعبہ کے پاس دعا قبول ہوتی تہی تو مسلمانون

کے نزدیک تو اور زیادہ قبول ہو گی حدیث سے یہ بھی نکلا کہ کافر دلوں میں آپ کو پیغمبر جانتے تھے جب ہی آپ کی بد دعا سے ڈرتے تھے لیکن حسد کے مارے اطاعت نہیں کرتے تھے اور آپ کا حلم کمال درجہ کا تھا اور آپ صبر کرتے تھے کافروں کی ایذا پر اور ابو داؤد طیالسی کی روایت میں شعبہ سے اسی حدیث میں ہے کہ ابن مسعود نے کہا میں نے آپ کو بد دعا کرتے نہیں دیکھا کافروں پر مگر اسی دن اور اس دن آپ نے اسلیے بد دعا کی کہ انہوں نے ایذا دی پروردگار کے عبادت کے وقت حدیث سے یہ بھی نکلا کہ دعا تین بار کرنا مستحب ہے اور کتاب العلم میں گذرا کہ سلام بھی تین بار کرنا مستحب ہے اور یہ بھی نکلا کہ ظالم پر بد دعا کرنا درست ہے اور حضرت فاطمہ کی قوت اور شجاعت باوجود صغر سن کے اور یہ بھی نکلا کہ جو شخص برا کام کرے وہ زیادہ برا ہے اس سے جو مدد دیوے کیونکہ عقبہ کو ابوجہل سے زیادہ بدبخت کہا اور وہ زیادہ بدبخت تھا خاص اس واقعہ میں ورنہ ابوجہل اس سے زیادہ بدبخت اور شقی تھا اور یہ بھی نکلا کہ نماز میں اگر وہ چیز نمازی پر طاری ہو جاوے جو اگر شروع میں ہوتی تو نماز جائز نہ ہوتی تو نماز باطل نہ ہو گی اور یہی قول ہے مصنف کا پھر اگر نجاست نمازی پر نماز میں پڑے اور وہ اسکو اسیوقت دور کر دے اور اسکا اثر بدن اور کپڑے پر نہ رہے تو سب کے نزدیک نماز صحیح ہو جاویگی اور بعضوں نے اس سے یہ دلیل لی ہے کہ حلال جانور کا گوہ پاک ہے اور نجاست کا دور کرنا فرض نہیں ہے اور یہ استدلال ضعیف ہے کیونکہ یہاں خون بھی تھا اور خون بالاتفاق نجس ہے اور اسکا جواب یوں دیا ہے کہ خون اور گوہ بچہ دان کے اندر تھا تو بند شیشے کیطرح ہوا اور رد کیا گیا ہے اسطرح کہ یہ جانور بت پرست کا ذبیحہ تھا اور اسکے سب اجزا نجس تھے کیونکہ وہ مردار تھا اور جواب دیا گیا ہے کہ یہ حکم اوسوقت سے پہلے کا ہے جب بت پرستوں کے ذبیحے حرام ہوئے اور رد کیا گیا ہے کہ یہ محتاج ہے تاریخ کا اور صرف احتمال کافی نہیں ہے اور نووی نے کہا عمدہ جواب یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر نہ ہوئی اسکی جو پیٹھ پر رکھا تو آپ سجدہ میں پڑے رہے اس پر یہ اعتراض ہوگا کہ ایسی حالت میں ہمارے مذہب میں نماز کا لوٹانا واجب ہے اور جواب یہ دینگے کہ لوٹانا فرض نماز کا واجب ہے اور شاید یہ نماز نفل ہو یا اگر فرض ہو تو آپ نے لوٹائی ہو گی مگر اگر لوٹاتے تو منقول ہوتا اور ممکن نہیں کہ آپ نماز پڑھے جاویں اور وہ فاسد ہو کیونکہ اللہ تعالے نے آپکو خبر کی جب جوتوں میں نجاست لگی تھی علاوہ اسکے اگر آپ کو خبر نہ ہوتی تو آپ نماز کے بعد انپر بد دعا کیوں کرتے مترجم کہتا ہے یہ سب واہی تاویلیں ہیں جو نووی اور حافظ ابن حجر اپنے مذہب کی پابندی سے کرتے ہیں اور حدیث صاف دلالت کرتی ہے کہ آپ کو پیٹھ پر نجاست رکھنے کی خبر ہوئی اور ممکن نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی ایسی باتوں کی خبر نہ دے جس سے نماز باطل ہوتی ہے پس استدلال امام بخاری کا صحیح ہے اور مخالفین کی تاویلات لغو ہیں۔

قسطلانی نے کہا ابو جہل کو معاذ بن عمرو بن جموح اور معاذ بن عفراء نے قتل کیا پہر ابن مسعود اوسپر گذرے اور اسکا سر کاٹ
لائے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ڈالدیا اور عتبہ کو حمزہ یا علی نے قتل کیا اور شیبہ کو حمزہ نے قتل کیا اور ولید
بن عتبہ کو عبیدہ بن الحارث نے یا علی نے یا حمزہ اور علی دونون نے اور امیہ بن خلف کو انصار کی ایک شخص نے یا معاذ
بن عفراء اور خارجہ بن زید اور خبیب بن اساف ان سبہون نے اور سیر میں ہے کہ بلال اسکی طرف نکلے کئی انصار کے ساتھ
اونہون نے اوسکو قتل کیا اور وہ موٹا بہت تہا تو پہول گیا آخر اوسپر مٹی ڈالکر چہپا دیا اور عقبہ بن ابی معیط کو علی
یعنے انصار سے
نے قتل کیا یا عاصم بن ثابت نے اور صحیح یہ ہے کہ آپ نے اوسکو قتل کیا عرق الظبیہ مین اور عمارہ بن ولید دیوانہ ہوکر
حضرت عمر کی خلافت مین مر احبش مین اور مؤلف نے اس حدیث کو جزیہ اور شعب اور صلوۃ اور جہاد اور مغازی مین
نکالا اور مسلم نے مغازی مین اور نسائی نے طہارت اور سیر مین انتہے مختصرا **باب** اَلْبُزَاقِ وَالْمُخَاطِ
نَحْوِهٖ فِی الثَّوْبِ اگر کپڑے مین تہوک یا رینٹ لگ جاوے تو اوسکا حکم کیا ہے **ف** یعنی اوسمین نماز جائز ہے
یا نہین اور طہارت مین ذکر کرنے سے یہ مقصد ہے کہ اگر تہوک یا رینٹ پانی مین گرجاوے تو پانی نجس ہوگا وَقَالَ
عُرْوَةُ عَنِ الْمِسْوَرِ وَمَرْوَانَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَمَنَ حُدَیْبِیَّۃَ فَذَکَرَ الْحَدِیْثَ وَمَا
تَنَخَّمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نُخَامَۃً اِلَّا وَقَعَتْ فِیْ کَفِّ رَجُلٍ مِّنْھُمْ فَدَلَکَ بِھَا وَجْھَہٗ وَجِلْدَہٗ
اور عروہ بن الزبیر نے مسور (بن مخرمہ) اور مروان (بن حکم) سے روایت کی **ف** قسطلانی نے کہا مروان حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مین پیدا ہوا تہا لیکن آپ سے کچہ نہ سنا کیونکہ وہ اپنے باپ حکم کے ساتہہ طائف کو چلا گیا
تہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکے باپ حکم کو نکلوا دیا تہا طائف کیطرف اسلیے کہ وہ آپکے بہید فاش کرتا
تہا پہر وہین رہا یہانتک کہ حضرت عثمان خلیفہ ہوئی اونہون نے مروان کو مدینہ مین بلوا لیا اور حکم اوسکا باپ فتح
مکہ کے دن مسلمان ہوا تو مروان کی حدیث مرسل ہوگی صحابی کی اور وہ حجت ہے خاص کر جب مسور (صحابی) بہی اسکے
ساتہہ ہین - حافظ نے کہا اس تعلیق کو مؤلف نے ایک لمبی حدیث مین حدیبیہ کے قصے مین نکالا اور ایک بار
اور بہی یہ تعلیق گذر چکی ہے باب استعمال فضل وضوء الناس مین انتہے **ت** کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و
سلم نکلے حدیبیہ کے زمانے مین پہر بیان کیا حدیث کو جو آگے آویگی انشاء اللہ تعالی حدیبیہ کے قصے مین اور
نہین تہوکا آپ نے کوئی تہوک کو مگر وہ لوگون مین سے کسی کی ہتہیلی پر پڑا (یعنے لوگ ہاتہون ہاتہہ آپکے تہوک
کو لے لیتے تہے اور زمین پر نہین گرنے دیتے تہے) پہر اوسنے مل لیا اپنے منہ اور بدن پر **ف** برکت
کے لیے اور اوپر گذر چکا کہ آپکے فضلات سب پاک اور متبرک تہے اس سے مؤلف نے یہ نکالا کہ تہوک وغیرہ پاک ہے

ہے حافظ نے کہا بعضوں نے اسپر اجماع نقل کیا ہے لیکن ابن ابی شیبہ نے باسناد صحیح روایت کیا ابراہیم نخعی سے کہ وہ پاک
نہیں ہے اور ابن حزم نے کہا سلمان فارسی اور ابراہیم نخعی سے منقول ہے کہ لعاب نجس ہے جب منھ سے جدا ہو جاوے
انتہیٰ اور یہ مذہب احادیث صحیحہ سے غلط ہوتا ہے ایک حدیث وہ ہے جسکو روایت کیا مؤلف نے انس سے اوس میں یہ ہے
کہ آپنے اپنی چادر کا کونا لیا اوس میں تھوکا پھر اوسکو الٹ پلٹ کیا اور فرمایا ایسا کرے اور ایک حدیث ہے صحیحین
میں ابوہریرہ سے اوس میں یہ ہے کہ اپنی بائیں طرف تھوکے یا اپنے پاؤں کے نیچے پھر اوسکو دفن کر دیوے اور ابوسعید
کی روایت میں ہے کہ اپنے بائیں قدم کے تلے تھوکے اور جو تھوک نجس ہوتا تو آپ حکم نہ کرتے مسجد میں تھوکنے کا اور
روایت کیا ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ اوٹھائے ہوئے تھے امام
حسین بن علی علیہ السلام کو اپنے دوش مبارک پر اور انکا لعاب آپ پر بہہ رہا تھا اور امام بخاری نے محمود بن
الربیع سے روایت کیا کہ اونکو یاد ہے حضرت کا کلی کرنا ایک ڈول میں پانی کے اور کلی کرنا اون کے منھ پر
اور ابن ماجہ نے روایت کیا وائل بن حجر سے کہ حضرت پاس ایک ڈول آیا آپنے کلی کی اوس میں سے پھر تھوک دیا
اوس میں مشک کو یا مشک سے زیادہ خوشبودار اور ناک سنکی ڈول سے باہر مخالف اگر یہ کہے کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کا تھوک پاک تھا اور یہ خاصہ ہے آپ کا اور دوسروں کا قیاس آپ پر نہیں ہو سکتا تو رد کریں گے اوسکا
ابوہریرہ کی حدیث سے جو اوپر گذری کیونکہ اس میں آپنے اوروں کو تعلیم دی کپڑے میں تھوکنے کی اور امام حسین
کے لعاب کی حدیث سے اور حدیثیں اس باب میں بہت ہیں مخالف اگر دلیل لے انس کی حدیث سے کہ مسجد میں تھوکنا گناہ ہے
اور اسکا کفارہ یہ ہے کہ دفن کرے اوسکو اور ابوذر کی حدیث سے کہ میں اپنی امت کی برے اعمال میں دیکھا مسجد کے تھوک
کو جو دفن نہ کیا جاوے روایت کیا انکو مسلم نے تو جواب یہ ہے کہ ان حدیثوں سے تھوک کی نجاست نہیں نکلتی بلکہ
منع کیا آپنے مسجد میں تھوکنے سے تا اور نمازیوں کو تکلیف نہ ہو اور جو نجس ہوتا تو آپ نجاست کو مسجد میں دفن
کرنے کی اجازت نہ دیتے واللہ اعلم حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ
أَنَسٍ قَالَ بَزَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَوْبِهِ طَوَّلَهُ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ
قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے
محمد بن یوسف (فریابی) نے (جیسے ابونعیم کی روایت میں تصریح ہے) اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان
(ثوری) نے (جیسے دارقطنی نے کہا) اونہوں نے روایت کی حمید (طویل) سے اونہوں نے انس سے اونہوں نے کہا
جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تھوکا اپنے کپڑے میں (نماز کے اندر یہ زیادہ کیا ابونعیم نے مستخرج میں)

طول دیا اسحدیث کو ابن ابی مریم نے (سعید بن الحکم نے جو شیخ ہین مؤلف کے) اونہون نے کہا خبر دی ہم کو یحییٰ بن ایوب (غافقی)
نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہسے حمید (طویل) نے اونہون نے کہا مین نے سنا انس سے اونہون نے روایت کی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ف تو اوس اسناد مین تصریح ہے حمید کے سننے کی انس سے اور باطل ہوا اس سے قول یحییٰ
بن سعید قطان کا کہ حمید نے یہ حدیث ثابت سے سنی ہے اونہون نے ابو نضرہ سے اونہون نے انس سے اور یہ طویل حدیث مؤلف
نے صلوۃ مین نکالی (فتح) **باب لَا يَجُوزُ الْوُضُوءُ بِالنَّبِيذِ وَلَا الْمُسْكِرِ** نبیذ (کہجور کے شربت) اور مسکر سے
وضو جائز نہین وَكَرِهَهُ الْحَسَنُ وَأَبُو الْعَالِيَةِ وَقَالَ عَطَاءٌ التَّيَمُّمُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الْوُضُوءِ بِالنَّبِيذِ وَ
اللَّبَنِ اور مکروہ جانا ہے نبیذ سے وضو کرنیکو حسن (بصری) اور ابو العالیہ (رفیع بن مہران ریاحی) نے اور عطا
نے کہا تیمم بہتر ہے میرے نزدیک نبیذ اور دودہ سے وضو کرنے سے ف حافظ نے کہا ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے
نکالا حسن سے اونہون نے کہا مت وضو کر نبیذ سے اور ابو عبید نے روایت کیا حسن سے کہ نبیذ سے وضو کرنے مین قباحت
نہین تو معلوم ہوا کہ حسن کے نزدیک اوس سے وضو کرنا مکروہ تنزیہی ہے اور دارقطنی اور ابو داؤد نے اور ابو عبید نے ابو خلدہ
کے طریق سے روایت کیا مین نے ابو العالیہ سے پوچھا ایک شخص کو جنابت ہوئی اور اوسکے پاس پانی نہین ہے کیا وہ غسل
کرے نبیذ سے اونہون نے کہا نہین اور ابو عبید اور ابن ابی شیبہ کی روایت مین ہے اونہون نے مکروہ رکہا نبیذ سے غسل
کرنیکو اور ابو داؤد نے روایت کیا ابن جریج سے اونہون نے عطا سے کہ اونہون نے مکروہ رکہا وضو کرنا نبیذ اور دودہ سے
اور کہا اوس سے تیمم زیادہ پسند ہے مجہکو اور اوزاعی کا یہ مذہب ہے کہ تمام نبیذون سے وضو درست ہے اور یہی قول ہے
عکرمہ ابن عباس کے مولی کا اور ایسا ہی منقول ہے حضرت علی اور ابن عباس سے لیکن صحیح نہین ہے اور ابو حنیفہ نے
کہا خاص کہجور کے نبیذ سے وضو درست ہے بشرطیکہ پانی نہو اور شہر اور گاؤن کے باہر ہو اور مخالفت کی اون کی
صاحبین نے محمد نے کہا کہ نبیذ سے وضو کرے اور تیمم بہی کرے وجوباً یا استحباباً اور یہی قول ہے اسحاق کا اور ابو یوسف
جمہور کے موافق ہین وہ کہتے ہین نبیذ سے کسی حال مین وضو نکرے اور یہی قول ہے شافعی اور امام احمد اور مالک کا
اور امام طحاوی نے ابو یوسف کے قول کو اختیار کیا ہے اور قاضیخان نے لکہا کہ امام ابو حنیفہ نے رجوع کیا اس سے
لیکن مفید وہ ہے جو حنفیہ کی کتاب ہے کہ جب پانی مین چند کہجورین بہگو دین وہ پانی میٹہا ہو جاوے اور اس سے
پانی کا نام نہ جاوے تو اس سے وضو جائز ہے بلا اختلاف اور دلیل لی ہے حنفیہ نے ابن مسعود کی حدیث سے کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے اون سے فرمایا لیلۃ الجن مین تمہاری ڈول مین کیا ہے اونہون نے کہا نبیذ ہے آپنے فرمایا پاک
کہجور ہے اور پاک پانی ہے روایت کیا اوسکو ابو داؤد اور ترمذی نے اور زیادہ کیا کہ پہر وضو کیا آپنے اس سے

اور علماء سلف نے اتفاق کیا ہے اس حدیث کی ضعف پر اور بر تقدیر صحت کے یہ کہا گیا ہے کہ وہ منسوخ ہے کیونکہ لیلۃ الجن مکہ میں تھی اور فلم تجدوا ماء فتیمموا مدینہ میں اوتری بلا خلاف اور بعضون نے کہا کہ یہ حدیث محمول ہے اوس پانی پر جسمیں چند سوکھی کھجوریں پڑی تھیں جن سے پانی کا وصف بدلا کیونکہ اکثر پانی عرب کے میٹھے نہ ہوتے تھے تو وہ اصلاح سے انکو میٹھا کر لیتے تھے اور طبرانی نے کبیر میں اور دارقطنی نے روایت کی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام مکہ کی بلندی میں اوترے پھر اپنی ایڑی زمین پر ماری تو پانی پھوٹ نکلا اور سکھایا اونہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرنا سہیلی نے کہا وضو مکی ہے لیکن تلاوت اوسکی مدینہ میں ہوئی اور عیاض نے ابو الجہم سے نقل کیا کہ وضو سنت رہا تھا یہانتک کہ قرآن مدینہ میں اوترا اور دودھ کے جو خالص ہو اجماعا وضو جائز نہیں ہے لیکن اگر اوس میں پانی ملجاوے تو حنفیہ کے نزدیک اوس سے وضو درست ہے (فتح وقسط) زیلعی نے کہا ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو فزارہ سے اونہوں نے ابو زید سے جو مولی تھے عمرو بن حریث کے اونہوں نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون سے فرمایا لیلۃ الجن میں کیا تمہارے پاس طہارت کا پانی ہے اونہوں نے کہا نہیں مگر تھوڑا نبیذ ہے ڈول میں آپ نے فرمایا کھجور پاکیزہ ہے اور پانی پاک کرنیوالا ہے ترمذی نے زیادہ کیا کہ پھر وضو کیا اوس سے ترمذی نے کہا یہ حدیث عبد اللہ بن مسعود کی ابو زید سے روایت کی اور وہ مجہول ہے اہل حدیث کے نزدیک اور نہیں پہچانی جاتی اوسکی کوئی اور حدیث سوا اس کے اور ہمارے شیخ علاؤ الدین نے وہم کیا اور کہا کہ روایت کیا اوسکو چاروں عالموں نے حالانکہ نسائی نے اوسکو روایت نہیں کیا اور علماء نے اس حدیث کو تین علتوں کی وجہ سے ضعیف کیا ایک تو ابو زید کی جہالت ہے دوسرا ابو فزارہ میں تردد ہے کہ وہ راشد بن کیسان ہے یا اور کوئی تیسرا اس وجہ سے کہ ابن مسعود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ تھے لیلۃ الجن میں اول علت میں تو ترمذی نے کہا کہ ابو زید مجہول شخص ہے اوسکی اور کوئی حدیث معلوم نہیں ہوتی اور ابن حبان نے کتاب الضعفاء میں کہا ابو زید ایک شیخ ہے جو روایت کرتا ہے ابن مسعود سے اور معلوم نہیں ہوتا وہ کون ہے اور نہ اوسکی باپ کا نام معلوم ہے نہ اوسکا شہر معلوم ہے اور جس شخص کا یہ حال ہو اور وہ نہ روایت کرے مگر ایک حدیث کو جو مخالف ہو کتاب اور سنت اور اجماع اور قیاس کے تو مستحق ہوگا کہ اوسکی روایت سے پرہیز کیا جاوے انتہے ابن ابی حاتم نے کتاب العلل میں کہا میں نے ابو زرعہ سے سنا وہ کہتے تھے ابو فزارہ کی حدیث نبیذ کے باب میں صحیح نہیں ہے اور ابو زید مجہول ہے اور ابن عدی نے امام بخاری سے نقل کیا کہ ابو زید جس نے عبد اللہ بن مسعود کی حدیث روایت کی نبیذ کے باب میں مجہول ہے اور اوسکی صحبت عبد اللہ بن مسعود سے معلوم نہیں ہوئی اور یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح نہیں ہے اور یہ قرآن کے خلاف ہے انتہی دوسری علت میں یعنی ابو فزارہ

انھون ہی تو بعضون نے کہا وہ رشد بن کیسان ہے اور وہ ثقہ ہی امام مسلم نے اوس سے روایت کی اور بعضون نے کہا ابو فزارہ اور ہے اور
رشد اور ہی اور یہ ابو فزارہ رشد نہین ہے بلکہ مجہول ہی اور امام احمد سی منقول ہے اونھون نے کہا ابو فزارہ ابن مسعود کی حدیث
مین مجہول ہے اور امام بخاری نے کہا ابو فزارہ عبسی کا نام معلوم نہین ہوا تو انھون نے بھی ابو فزارہ کو اور سمجھا اور رشد
کو اور مگر اوسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اس حدیث کو ابو فزارہ سی ایک جماعت نے روایت کیا ہی ایک تو شریک نے نکالا اسکو
ابو داؤد اور ترمذی نے دوسرے سفیان تیسری جراح بن ملیح نے نکالا اوسکو ابن ماجہ نے چوتھی اسرائیل نے نکالا اسکو
بیہقی اور عبد الرزاق نے مصنف مین پانچوین قیس بن الربیع نے نکالا اوسکو عبد الرزاق نے اور محدثین کے نزدیک
دو شخصون کی روایت کے بعد جہالت جاتی رہتی ہے پس پانچ شخصون کی روایت کے بعد جہالت کیونکر رہیگی مگر یہ
کہ جہالت حال کی مراد لیجاوے اور ابن عدی نے تصریح کی کہ یہ ابو فزارہ رشد بن کیسان ہی اور کہا کہ مدار اس حدیث
کا ابو فزارہ پر ہی ابو زید سی اور ابو فزارہ کا نام رشد بن کیسان ہی اور وہ مشہور ہے اور وہ ابو زید مولی عمرو بن حریث
کا مجہول ہی اور دارقطنی سی منقول ہے اونھون نے کہا یہ ابو فزارہ جو نبیذ کیحدیث مین ہی رشد بن کیسان ہی اور ابن عبد البر
نے کتاب الاستیعاب مین کہا ابو فزارہ عبسی راشد بن کیسان ہی اور وہ ثقہ ہی اہلحدیث کے نزدیک اور بیان کیا اون
لوگون کو جنھون نے روایت کیا اوس سے اور جن سی اوس نے روایت کی اور کہا کہ ابو زید مولی عمرو بن حریث کا وہ مجہول
ہے اون کے نزدیک اوسکا حال نہین معلوم ہوتا سوا ابو فزارہ کے اور کسی کی روایت سی اور اسکی حدیث ابن مسعود سی نبیذ کے باب
مین منکر ہے اوسکی کچھ اصل نہین اور نہین روایت کیا اوسکو ایسے شخص نے جسپر اعتماد ہو اور یہ حدیث ثابت نہین ہے
تیسری علت یعنی ابن مسعود کا لیلۃ الجن مین حاضر نہ ہونا تو اس مین اختلاف ہے امام مسلم نے شعبی سی روایت کیا انھون
نے علقمہ سے اونھون نے کہا مین نے ابن مسعود سی پوچھا کوئی تم مین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا
لیلۃ الجن (وہ رات جس مین جن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آئے تھے آپنے اون کو دین کی باتین بتلائین)
مین اونھون نے کہا نہین لیکن ایکرات کو ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے پھر ہمنے گم کیا آپکو یعنے نہ
پایا ہمنے آپکو ڈھونڈھا وادیون اور گھاٹیون مین پھر ہمنے کہا آپکو کوئی اوڑا لے گیا یا آپکو کسی نے اچانک
مار ڈالا پھر رات ہم نے گذاری بری رات کی طرح جو کسی قوم نے گذاری ہو جب صبح ہوئی تو ہمنے دیکھا آپ حرا
(جبل لنزر) کیطرف سی آرہے ہین اخیر حدیث تک مین نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمنے آپکو نہ پایا پھر ہمنے آپکو ڈھونڈھا
لیکن آپ نہ ملے تو ہم نے رات کاٹی بری رات کیطرح آپنے فرمایا میرے پاس جنون کا بلانے والا آیا مین اونکے
ساتھ گیا پھر اون کو قرآن پڑھکر سنایا بعد اسکے آپ ہمارے ساتھ چلے اور ہمکو اون کے نشان اور انکی انگار (آگ)

کے نشان بتلائے اور جنون نے آپ سے توشہ مانگا آپ نے فرمایا ہر ہڈی تمہارے لیے ہے اور ہر ایک مینگنی تمہارے جانورون کا چارہ ہے پھر فرمایا مت استنجا کرو ان دونو چیزون سے کیونکہ یہ خوراک ہے تمہارے بھائیون کی انتہے اور ایک لفظ میں امام مسلم کے ہے عبد اللہ بن مسعود نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ نہ تھا لیلۃ الجن میں اور مجھے آرزو ہے کہ میں آپکے ساتھہ ہوتا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ جن جزیرہ کے جن تھے اور روایت کیا اوسکو ابو داؤد نے اختصار کے ساتھہ اور یہ قصہ بیان نہیں کیا اونہون نے علقمہ سے یون روایت کیا میں نے عبد اللہ بن مسعود سے کہا تم میں سے کوئی تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ لیلۃ الجن میں اونہون نے کہا آپکے ساتھہ ہم میں سے کوئی نہ تھا اور ترمذی نے اس حدیث کو پوری طرح اپنی جامع میں نکالا التفسیر سورہ احقاف میں اور اس حدیث سے وہ تاویل غلط ہوتی ہے جو بعضون نے کی کہ عبد اللہ بن مسعود آپکے ساتھہ تھے اور آپ نے اون کو بٹھایا حلقہ میں لیکن جسوقت آپ نے جنون سے باتیں کین اوسوقت عبد اللہ ساتھہ نہ تھے اور اس طرح جمع کیا اون حدیثون میں جن سے عبد اللہ کا ساتھہ ہونا نکلتا ہے اور ان حدیثون میں جن سے ساتھہ نہ ہونا نکلتا ہے امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں کہا احادیث صحیحہ اسپر دلالت کرتی ہیں کہ ابن مسعود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ نہ تھے لیلۃ الجن میں بلکہ اوسوقت ساتھہ تھے جب آپ انکو اور اور لوگون کو بھی لیکر چلے جنون کے نشان اور انکی آگ کے نشان دکھلانے کو بیہقی نے کہا اور بعضون نے یہ روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن مسعود آپکے ساتھہ تھے لیلۃ الجن میں پھر اپنی سند پہونچائی ابن مسعود تک اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور فرمایا مجھے حکم ہوا قرآن سنانے کا تمہارے بھائی جنون کو تو تم میں سے ایک شخص میرے ساتھہ کھڑا ہو اور وہ شخص میرے ساتھہ نہ کھڑا ہو جسکے دل میں رائی کے دانے برابر غرور ہو عبد اللہ نے کہا پھر میں آپکے ساتھہ کھڑا ہوا اور میرے پاس ایک ڈول تھا پانی کا جب ہم میدان میں پہونچے تو آپ نے میرے گرد ایک لکیر کردی پھر فرمایا اس لکیر سے باہر مت نکلیو کیونکہ اگر تو اوس سے باہر نکلیگا تو مجھے نہ دیکھیگا اور میں تجھکو نہ دیکھونگا قیامت تک کیا تیرے پاس وضو کا پانی ہے میں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا تیرے ڈول میں کیا ہے میں نے کہا نبیذ ہے آپ نے فرمایا کھجور میٹھی ہے اور پانی پاکیزہ ہے پھر وضو کیا اور نماز پڑھی جب نماز پڑھ چکے تو دو شخص جنون میں سے آپ کی طرف اوٹھے اور آپ سے اسباب مانگا آپ نے فرمایا میں نے تمہارے لیے اور تمہاری قوم کے لیے نہیں دیکھا جو تمہارے کام آوے اونہون نے کہا ہان لیکن ہم نے چاہا کہ ہم میں سے بعض لوگ آپکے ساتھہ رہین آپ نے فرمایا تم کون لوگون میں سے ہو اونہون نے کہا ہم نصیبین والے ہیں آپ نے فرمایا ان دونون نے نجات پائی اور انکی قوم نے اور حکم کیا اون کے لیے کھانے اور گوبر کا اور منع کیا ہمکو ہڈی اور گوبر سے

سے استنجا کرنے سے انتہے یہ حدیث کو امام احمد نے مسند مین اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین روایت کیا اور عبارتین انکی قریب قریب ہین بیہقی نے کہا یہ اوس صحیح روایت کے خلاف ہی جس مین یہ ہی کہ صحابہ نے آپ کو گم کر دیا تہا یہانتک کہ کہا گیا آپ یکایک مار ڈالے گئے یا اوڑا لیے گئے مگر یہ گم کرنے والے اور لوگ ہین اور جو لوگ آپکے نکلنے سے واقف تہے وہ اور ہین پہر امام بیہقی نے اپنی سند سے روایت کیا موسی بن علی سے اونہون نے رباح سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجہہ سے اپنے پیچہے چلنے کو فرمایا اور فرمایا کہ پندرہ جن جو بہائیون کے بیٹے ہین اور چچازاد بہائی ہین آج کی رات میرے پاس آوینگے اور مین اونکو قرآن سناؤنگا پہر مین آپکے ساتہہ گیا اوس جگہہ تک جہان آپنے چاہا وہان آپنے میرے لیے ایک لکیر کر دی اور مجہے اوس لکیر کے اندر بٹہلایا اور فرمایا اوس کے باہر مت نکلنا مین اوسی جگہہ ٹہیرا رہا یہانتک کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فجر کے ساتہہ ہی میرے پاس آئے اور آپکے ہاتہہ مین ایک بوسیدہ ہڈی تہی اور گوبر اور کوئلہ آپنے مجہہ سے فرمایا جب تو استنجا کے لیے جاوے تو ان چیزون سے استنجا مت کر عبد اللہ نے کہا جب صبح ہو گئی تو مین نے کہا مین وہ مقام جا کر دیکہون جہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو رہے تہے پہر مین وہان گیا دیکہا تو ساٹہہ اونٹون کے بیٹہنے کے نشان وہان تہے انتہے پہر امام بیہقی نے ابو عثمان نہدی سے نکالا کہ عبد اللہ بن مسعود نے کچہہ لوگون کو دیکہا ایک راستہ مین تو پوچہا یہ کون لوگ ہین لوگون نے کہا یہ زط ہین زط ایک گروہ ہی آدمیون کا عبد اللہ نے کہا مین نے اون کے سے لوگ نہین دیکہے وہ پہر گئے ہوئے تہے اور ایک دوسرے کے ساتہہ چلتے تہے اور ترمذی نے اپنی جامع مین ذکر کیا کہ ابن مسعود حاضر تہے لیلۃ الجن مین تعلیقا (یعنے اسنو حذف) اور روایت کیا باب کراہیۃ ما یستنجی بہ مین حفص بن غیاث سے اونہون نے داؤد بن ابی ہند سے اونہون نے شعبی سے اونہون نے علقمہ سے اونہون نے عبد اللہ بن مسعود سے اونہون نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت استنجا کرو گوبر اور ہڈیون سے کیونکہ وہ توشہ ہے تمہارے بہائی جنون کا پہر کہا روایت کیا یہ حدیث کو اسمعیل بن ابراہیم وغیرہ نے داؤد بن ابی ہند سے اونہون نے شعبی سے اونہون نے علقمہ سے اونہون نے عبد اللہ سے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ تہے لیلۃ الجن مین اخیر حدیث تک اور کہا کہ روایت اسمعیل کی زیادہ صحیح ہے حفص بن غیاث کی روایت سے لیکن اونہون نے اوسکو متصلا نکالا ابواب الامثال مین ابو عثمان نہدی سے انہون نے ابن مسعود سے اونہون نے کہا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عشا کی نماز پڑہی پہر لوٹے اور ابن مسعود کا ہاتہہ پکڑا یہانتک کہ لے گئے اونکو مکہ کے میدان بطحا مین وہان اونکو بٹہایا پہر ایک

۵ زط جٹون کی ایک قوم ہین

لکیر اون کے اوپر کہینچی پہر فرمایا اس لکیر سے مت ہٹنا کیونکہ تمہارے پاس کچہ لوگ آوینگے تو تم اون سے بات نہ کرنا اس لیے کہ
وہ تم سے بات نکرینگے یہ فرماکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لیگئے جہان جانا چاہتے تہے اور مین اپنی لکیر کے اندر بیٹہا
تہا اتنے مین کچہ لوگ آئے زط کے لوگون کیطرح پہر بیان کیا ایک لنبی حدیث کو بعد اوس کے کہا یہ حدیث حسن صحیح
ہے غریب ہے اس طریق سے اور امام احمد نے اپنی مسند مین روایت کیا حدیث بیان کی ہم سے عارم اور عفان نے اون
دونون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے معتمر نے اونہون نے کہا میرے باپ سلیمان تیمی نے کہا حدیث بیان کی مجہسے
ابو تمیمہ نے اونہون نے روایت کی عمرو بکالی سے اونہون نے عبداللہ بن مسعود سے اونہون نے کہا ساتہ لے گئے مجہکو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پہر ہم چلے یہانتک کہ فلان فلان مقام پر آئے آپ نے میرے لیے ایک خط کہینچا اور فرمایا اسکے بیچ
مین رہ اور اس سے باہر مت نکل اگر نکلیگا تو ہلاک ہوگا پہر بیان کیا ایک لنبی حدیث کو اور طحاوی نے اس حدیث کو
اپنی کتاب مین نکالا جسکا نام ہے رد علی الکرابیسی پہر کہا کہ یہ بکالی شام والون مین سے ہے اور نہین روایت کیا اس
سے اس حدیث کو مگر ابو تمیمہ نے اور وہ بہی نہین ہے بلکہ سلمی بصری ہے جو معروف نہین ہے دوسرا طریق ابن مسعود
کا امام احمد نے مسند مین اور طحاوی نے شرح معانی الآثار مین اور دارقطنی نے سنن مین نکالا ابو سعید سے اوس نے
حماد بن سلمہ سے اوس نے علی بن زید سے اوس نے ابو رافع سے اوس نے ابن مسعود سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون
سے لیلۃ الجن مین کیا تیرے پاس پانی ہے اونہون نے کہا نہین آپ نے فرمایا تیرے پاس نبیذ ہے مین ایسا سمجہتا
ہون اونہون نے کہا ہان پہر آپ نے وضو کیا اوس سے دارقطنی نے کہا علی بن زید ضعیف ہے اور ابو رافع کا سماع ابن
مسعود سے ثابت نہین شیخ تقی الدین نے امام مین کہا یہ طریقہ ابو فزارہ کے طریق سے اچہا ہے اگرچہ ابو فزارہ کا طریق
زیادہ مشہور ہے کیونکہ علی بن زید اگرچہ ضعیف کیا گیا ہے پر وہ سچا ہے اور دارقطنی نے جو کہا کہ ابو رافع کا سماع ابن
مسعود سے ثابت نہین ہوا اس سے یہ نہین نکلتا کہ ابو رافع کا سماع اون سے ممکن نہین کیونکہ ابو رافع کو ابن عبد البر نے
کہا کہ وہ مشہور علماء تابعین مین سے ہے اور استیعاب مین کہا کہ اوس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہین دیکہا
لیکن وہ بڑے تابعین مین سے ہے اوسکا نام نفیع تہا اور اسکی اصل مدینہ کی تہی پہر بصرے چلا گیا روایت کیا اس
نے ابوبکر صدیق اور عمر اور عبداللہ بن مسعود سے اور روایت کیا اوس سے خلاس بن عمرو ہجری اور حسن بصری اور قتادہ
اور ثابت بنانی اور علی بن زید نے اور نہین روایت کیا اس سے مدینہ والون نے اور استیعاب مین کہا اوسکی روایت
حضرت عمر اور ابو ہریرہ سے بہت ہے اور جو شخص اس طبقہ کا ہو اوسکا سماع تمام صحابہ سے بعید نہین ہے مگر یہ کہ دارقطنی نے
اتصال کے لیے سماع کا ثبوت شرط رکہا ہو اگرچہ ایک بار ہو (جیسے امام بخاری کا قول ہے) اور امام مسلم نے طول

کیا ہی اس قول کو رد کرنے کے لیے اپنی صحیح کے مقدمہ میں ابن حزم کہتا ہی یہ روایت امام مسلم کی شرط پر متصل ہے اور علی بن زید کو حافظوں نے صدوق کہا لیکن کہا کہ اوسکا حافظہ بگڑ گیا تہا اس صورت میں یہ اسناد حسن کے درجہ سے نہیں اتر سکتا تیسرا طریق ابن مسعود کی حدیث کا محمد بن عیسی بن حیان سے اونہوں نے حسن بن قتیبہ سے اونہوں نے یونس بن ابی اسحق سے اونہوں نے ابی اسحق سے اونہوں نے ابو عبیدہ اور ابو الاحوص سے اونہوں نے ابن مسعود سے اونہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجہپر سے گذرے تو فرمایا اپنے ساتھ ڈول لے لے پانی کا پھر آپ چلے میں آپ کے ساتھ تہا پھر بیان کیا لیلۃ الجن کی حدیث کو بعد اس کے کہا جب میں نے ڈول سے آپ پر ڈالا تو اوسکے اندر نبیذ نکلا میں نے کہا یا رسول اللہ مجہسے خطا ہوئی یہ نبیذ ہے آپ نے فرمایا کہجور شیریں ہی اور پانی شیریں ہی روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور کہا کہ متفرد ہوا ساتھ اسکے حسن بن قتیبہ یونس بن ابی اسحق سے اور حسن بن قتیبہ اور محمد بن عیسی دونو ضعیف ہیں چوتہا طریق دارقطنی نے نکالا معاویہ بن سلام سے اونہوں نے اپنے بہائی زید سے اونہوں نے اپنے دادا ابی سلام سے اونہوں نے ابن غیلان ثقفی سے اونہوں نے سُنا عبد اللہ بن مسعود سے وہ کہتے تہے مجہکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا لیلۃ الجن میں وضو کا پانی لیکر آ میں ڈول لیکر آیا دیکہا تو اوس میں نبیذ ہی پہر وضو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دارقطنی نے کہا ابن غیلان یہ مجہول ہی کہا گیا کہ اوسکا نام عمرو تہا یا عبد اللہ بن عمرو بن غیلان ثقفی اور روایت کیا اوسکو ابو نعیم نے کتاب دلائل النبوۃ میں طبرانی کے طریق سے اونکی سند سے معاویہ تک اونہوں نے عمرو بن غیلان سے پانچواں طریق دارقطنی نے نکالا حسین بن عبد اللہ عجلی سے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو معاویہ نے اونہوں نے اعمش سے اونہوں نے ابو وائل سے اونہوں نے کہا میں نے ابن مسعود سے سُنا وہ کہتے تہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہا لیلۃ الجن میں آپ جنوں کے پاس آئے اور انکو قرآن سُنایا پہر آپ نے رات کو ایک حصہ میں مجہسے فرمایا تیرے پاس پانی ہے ای ابن مسعود میں نے کہا نہیں قسم خدا کی یا رسول اللہ البتہ ایک ڈول ہی جس میں نبیذ ہے آپ نے فرمایا کہجور پاکیزہ ہے اور پانی پاک کرنے والا ہی پہر وضو کیا اوس سے دارقطنی نے کہا حسین بن عبد اللہ عجلی حدیثیں جوڑ لیتا تہا ثقہ شخصوں پر چہٹا طریق طحاوی نے اپنی کتاب میں نکالا یحیی بن عثمان سے اونہوں نے اصبغ بن الفرج اور موسی بن ہارون بردی سے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہمسے جریر بن عبد الحمید نے اونہوں نے قابوس سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے ابن مسعود سے اونہوں نے کہا جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میدان کیطرف نکلے پہر ایک خط کہینچا اور مجہے اوسکے اندر کر دیا اور فرمایا یہاں سے مت ہٹیو یہانتک کہ میں لوٹوں پہر آپ نے دیر کی یہانتک کہ صبح ہو گئی اور میں آوازیں سننے لگا بعد اوسکے آپ تشریف لائے میں نے عرض کیا آپ کہاں تہے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا میں جنوں کیطرف بہیجا گیا تہا میں نے عرض کیا یہ

آوازین کیا تھین جو مین نے سنین آپنے فرمایا وہ جنون کی آوازین تھین جب اونہون نے مجھکو رخصت کیا اور سلام کیا
مجھکو طحاوی نے کہا ہم نے اہل کوفہ کی کوئی حدیث جانی ایسی جس سے یہ ثابت ہو کہ ابن مسعود رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ تھے لیلۃ الجن مین اور وہ قبول کے لائق ہو سوا اس حدیث کے مترجم کہتا ہی اس طریق مین نبیذ سے وضو
کرنیکا ذکر نہین ہے ساتوان طریق ابن عدی نے کامل مین نکالا ابو عبد اللہ شقری سے اونہون نے شریک قاضی
سے اونہون نے ابی زائدہ سے اونہون نے ابن مسعود سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے ساتھ پانی ہے
مین نے کہا نہین نبیذ ہے ڈول مین آپنے فرمایا پاکیزہ کھجور ہے اور پاک کرنیوالا پانی ہے پھر وضو کیا انتہے ابن
عدی نے کہا اس اسناد کو خراب کر دیا ابو عبد اللہ شقری نے شریک سے اب مین نہین جانتا کہ یہ غلطی ابو عبد اللہ کی
ہے یا شریک کی کیونکہ ایک جماعت جیسے ثوری اور اسرائیل اور عمرو بن ابی قیس وغیرہم نے اوسکو روایت کیا ابو
فزارہ سے اونہون نے ابو زید مولی عمرو بن حریث سے اونہون نے ابن مسعود سے اور یہ اسناد درست ہی لیکن ابو زید مجہول ہی اور
اسکی وجہ سے حدیث ضعیف کی گئی انتہے زیلعی نے کہا تو ابن مسعود کی حدیث کے سات طریقے ہوئے ان مین سے
بعض طریقون مین اسبات کا ذکر ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے لیلۃ الجن مین اور یہ مخالف ہے
اسکے جو صحیح مسلم مین ہی کہ وہ آپکے ساتھ نہ تھے اور جمع کیا ہے ان دونون روایتون مین اسطور سے کہ وہ آپکے ساتھ
تھے مگر وقت جب آپنے جنون سے باتین کین بلکہ دور بیٹھے تھے اور بعضون نے یون جمع کیا ہے کہ لیلۃ الجن دوبار ہوئی
تھی اور پہلی بار مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تنہا تشریف لے گئے تھے آپکے ساتھ ابن مسعود نہ تھے اور کوئی جیسے
مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے پھر دوسری بار مین ابن مسعود آپکے ساتھ گئے تھے جیسے ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر
مین سورہ جن کے ابن جریج سے روایت کیا ہے اونہون نے کہا عبد العزیز بن عمر نے کہا وہ جن جو آپسے نخلا مین
ملے وہ نینوے کے تھے اور وہ جن جو مکہ مین ملے وہ نصیبین کے تھے اور بیہقی نے امام مسلم کی حدیث کی یہ تاویل کی
ہے کہ مراد اس قول سے کہ ہمنے رات کاٹی بری رات کیطرح وہ لوگ ہین جو ابن مسعود کے سوا تھے جن کو یہ خبر
نہ تھی کہ آپ جنون کے پاس تشریف لے گئے ہین اور یہ ایک بعید احتمال ہے امام بخاری نے سعید بن عمرو سے نکالا
کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ڈول لیکر چلتے آپکے وضو اور حاجت کے لیے
ایک بار حضرت ابوہریرہ آپسے ملے آپنے فرمایا کون ہے اونہون نے کہا مین ابوہریرہ ہون آپنے فرمایا مجھے چند
پتھر لا دو مین ان سے استنجا کرون اور ہڈی اور گوبر مت لانا مین اپنے کپڑے مین پتھر رکھکر لایا اور آپکے پاس
رکھدیے جب آپ فارغ ہوئے اور کھڑے ہوئے تو مین آپکے پیچھے چلا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ ہڈی اور

گوبر کا کیا حال ہے آپنے فرمایا میرے پاس نصیبین کے جنون کے قاصد آئے تھے اونہون نے مجہہ سے توشہ مانگا مین نے اللہ تعالی سے دعا کی کہ وہ جس گوبر اور ہڈی پر گذرین کہانا پاوین۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جن دوسری بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے جب آپ مدینہ کو ہجرت کر چکے تھے اور دلالت کرتی ہے اسپر ابو نعیم کی روایت کتاب دلائل النبوۃ مین اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے سلیمان بن احمد نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد بن عبدہ المصیصی نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو معاویہ ربیع بن نافع نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے معاویہ بن سلام نے اونہون نے روایت کی زید بن اسلم سے اونہون نے سنا ابو سلام سے وہ کہتے تھے حدیث بیان کی مجہہ سے عمر بن غیلان ثقفی نے وہ کہتے تھے مین ابن مسعود کے پاس آیا اور مین نے کہا مجھے کہا گیا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اوس رات کو جب جنون کے قاصد آپکے پاس آئے تھے اونہون نے کہا ہان مین ساتھ تہا مین نے کہا اس رات کا قصہ مجہہ سے بیان کرو اونہون نے کہا صفہ مین جو اصحاب تھے (متوکل بے گہر بار فقرا) اون مین سے ہر ہر شخص کو ایک ایک شخص لے گیا شام کا کہانا کہلانیکو مگر مین رہ گیا مجھے کسی نے نہ لیا پہر جناب رسول مقبول سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مجہپر سے گذرے اور پوچہا کون ہے مین نے کہا ابن مسعود آپنے فرمایا تجہہ کو کوئی نہین لیگیا شام کا کہانا کہلانیکو مین نے کہا نہین یا رسول اللہ آپنے فرمایا تو چل شاید مین تیرے لیے کچہ پاؤن پہر آپ چلے یہانتک کہ ام المومنین ام سلمہ کے حجرے پر آئے آپنے مجھے باہر چہوڑ دیا اور آپ اندر تشریف لیگئے اپنے محل کے پاس پہر لڑکی نکلی اور بولی کہ ای ابن مسعود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے لیے شام کا کہانا نہین پایا تو لوٹ جا اپنے سونے کی جگہہ مین مین مسجد کو لوٹا اور مسجد کی کنکریون کو اکٹہا کر کے اوسکا تکیہ کیا اور اپنے کپڑے مین لپٹ رہا تہوڑی دیر مین ٹہیرا تہا کہ پہر لڑکی آئی اور کہنے لگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمکو بلاتے ہین چلو مین اوسکے پیچھے چلا یہانتک کہ اپنی جگہہ پہونچا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اور آپکے ہاتہہ مین کہجور کی ایک لکڑی تہی آپنے اوسکو میرے سینے مین لگایا اور فرمایا چل میرے ساتہہ جہان مین چلون پہر ہم دونون چلے یہانتک کہ بقیع الغرقد (مدینہ کا قبرستان) مین پہونچے آپنے اپنی لکڑی سے ایک لکیر کی اور فرمایا یہان بیٹہا رہ اسکے پار مت جائیو جب تک مین نہ آؤن پہر آپ پاؤن سے چلے مین آپکو دیکہہ رہا تہا جب آپ ایسے مقام مین پہونچے کہ مین آپ کو نہ دیکہتا تہا اوسوقت ایک کالی دہوئین یا غبار کیطرح کچہ اٹہا مین ڈرا اور مین نے اپنے دل مین کہا یہ ہوازن کے لوگ ہین اونہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مکر کیا آپکو مار ڈالنے کے لیے مین نے قصد کیا کہ گہرون کیطرف دوڑون اور لوگون کو پکارون پہر مین نے یاد کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجہکو حکم دیا ہے یہان سے نہ سرکنے کا اور مین نے سنا کہ رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم اپنی لکڑی سے اون کو ڈراتے تہے اور فرماتے تہے بیٹھو پہر وہ بیٹھے یہانتک کہ صبح کا ستون نمود ہونے کے قریب ہوا پہر ایک بارگی بہاگے اور چلدیے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور فرمایا کیا تو سو گیا تہا مین نے کہا نہین قسم خدا کی اور پہلی بار تو مین گہبرا گیا تہا یہانتک کہ مین نے قصد کیا کہ گہرون پر جاؤن اور لوگون سے فریاد کرون یہانتک کہ مین نے سنا آپ اپنی لکڑی سے اون کو ڈرا رہے ہین آپ نے فرمایا اگر تو اس حلقہ کے اندر سے نکلتا تو مجہے ڈر تہا کہ کوئی تجہے اوچک لیتا کیا تو نے اون مین سے کسی کو دیکہا مین نے کہا مین نے سیاہ مردون کو دیکہا جو دراوتے تہے سفید کپڑون مین آپ نے فرمایا یہ نصیبین کے جن تہے اونہون نے مجہہ سے توشہ اور اسباب مانگا پہر مین نے اون کو توشہ دیا ہر ایک ہڈی سے جو بوسیدہ ہو اور گوبر یا مینگنی سے مین نے کہا یہ کیا کام آویگا اون کے آپ نے فرمایا وہ نہین پاوینگے کسی ہڈی کو مگر اوس پر وہی گوشت دیکہینگے جو اوس پر تہا جسدن وہ کہائی گئی اور کوئی گوبر (یا لید) نہ پاوینگے مگر اوس مین وہی دانہ پاوینگے جو اوس مین تہا جسدن وہ کہایا گیا اب تم مین سے کوئی استنجا نہ کرے ہڈی اور مینگنی سے زیلعی نے کہا اسکی اسناد مین ایک شخص ہے جسکا نام نہین معلوم ہوا پہر ابو نعیم نے نکالا بقیہ بن ولید سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہہ سے نمیر بن یزید قینی نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہہ سے میرے باپ نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہہ سے قحافہ بن ربیعہ نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہہ سے زبیر بن عوام نے اونہون نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہماری ساتہہ نماز پڑہی صبح کی مدینہ کی مسجد مین جب آپ فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا میرے ساتہہ کون چلتا ہے آج کی رات کو جنون کے قاصدون کی طرف تین بار آپ نے فرمایا اور لوگ خاموش رہے پہر آپ مجہہ سے گذرے اور میرا ہاتہہ پکڑا مین آپکے ساتہہ چلنے لگا یہانتک کہ مدینہ کے سب پہاڑون سے ہم پار ہو گئے اور ایک ایسی زمین مین پہونچے جہان کوئی درخت نہ تہا وہان مین نے چند لنبے مردون کو دیکہا گویا وہ نیزے تہے اور اپنے کپڑے لٹکائے تہے پاؤن کے درمیان جب مین نے انکو دیکہا تو مجہکو ایک سخت لرزہ آگیا بعد اوسکے بیان کیا ابن مسعود کی حدیث کی طرح ۔ اور امام بیہقی نے ابن مسعود کی حدیث کو ضعیف کیا اپنی سنن مین اسطرح سے کہ ابن مسعود نے انکار کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ ہونے سے لیلۃ الجن مین اور انکار کیا اسکا اون کے بیٹے ابو عبیدہ نے اور انکار کیا اسکا ابراہیم نخعی نے پہر اپنی سند سے ابن مسعود سے نکالا اونہون نے کہا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ نہ تہا لیلۃ الجن مین اور مین چاہتا ہون کہ آپکے ساتہہ ہوتا اور اپنی سند سے نکالا شعبی سے اونہون نے کہا مین نے علقمہ سے پوچہا کیا ابن مسعود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ موجود تہے لیلۃ الجن مین پہر بیان کیا وہی جو اوپر امام مسلم کی روایت سے گذرا اور اپنی سند سے عمرو بن مرہ سے نکالا اونہون نے کہا مین نے

ابو عبیدہ بن عبد اللہ سے پوچھا گیا کیا عبد اللہ ساتھ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیلۃ الجن مین اونھون نے کہا نہین اور نیز
ابراہیم سے پوچھا اونھون نے کہا ہمارے صاحب ساتھ نہ تھے (یعنے عبد اللہ) اور یہ روایت منقطع ہے کیونکہ بیہقی نے دوسرے
باب مین کہا کہ ابو عبیدہ نے نہین پایا اپنے باپ کو اور ابراہیم نے بھی ابن مسعود سے نہین سُنا پھر امام بیہقی نے
عورتون کے نبیذون کا بیان کیا اور اپنی اسناد سے حضرت عائشہ سے روایت کیا اونھون نے کہا ہم نبیذ بناتے تھے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک مشک مین صبح کو بھگوتے آپ شام کو اوسکو پیتے اور شام کو بھگوتے
آپ صبح کو اوسکو پیتے اس روایت کو امام مسلم نے بھی نکالا پھر امام بیہقی نے اپنی اسناد سے ابو العالیہ سے نکالا انھون
نے کہا تمہارا نبیذ خبیث ہے اور وہ نبیذ پانی تھا جس مین چند کھجورین ڈالدیجاتین تو وہ میٹھا ہو جاتا اور اُن
کی کلام سے یہ نکلتا ہے کہ اونکے نزدیک نبیذ سے وضو جائز ہے اور شافعیہ کا مذہب یہ ہے کہ کھجور وغیرہ جب اُسکی
صفت پانی پر غالب ہو جاوے اور پانی کا نام موقوف ہو جاوے تو اس سے وضو جائز نہین اور ظاہر یہ ہے کہ جو
نبیذ صبح سے شام تک بھگویا جاوے اور میٹھا ہو جاوے اوسکو پانی نہ کہین گے کیونکہ حدیث مین ہے کہ آپ نے پوچھا تیرے
پاس پانی ہے اونھون نے کہا نہین تو معلوم ہوا کہ نبیذ پانی نہ تھا اور امام طحاوی نے بھی ابن مسعود کی حدیث کو
ضعیف کیا اور یہ اختیار کیا کہ نبیذ سے وضو جائز نہین نہ سفر مین اور نہ حضر مین اور کہا کہ ابن مسعود کی حدیث
ایسے طریقون سے مروی ہے جن سے حجت قائم نہین ہوتی اوسکے علاوہ عبد اللہ بن مسعود نے کہا مین حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ نہ تھا لیلۃ الجن مین اور مین چاہتا ہون کہ آپ کے ساتھ ہوتا اور ابو عبیدہ سے پوچھا گیا کہ تمہارے
باپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے لیلۃ الجن مین تو اونھون نے کہا نہین اور اگرچہ یہ روایت منقطع ہے کیونکہ
ابو عبیدہ نے اپنے باپ سے نہین سُنا لیکن ہمکو اوسکے اتصال اور انقطاع سے مطلب نہین ہے بلکہ ہماری غرض
یہ ہے کہ ابو عبیدہ عالم تھے اور عبد اللہ بن مسعود کے گھرانے کے خاص آدمی تھے اور انپر ایسی بات پوشیدہ نہین رہ سکتی
تھی تو ہم نے حجت کیا اونکے قول کو اسیطرح ابراہیم نخعی کو نہایت ممارست تھی عبد اللہ بن مسعود کی حدیث سے
اور بہت تلاش کرتے تھے وہ اُنکی حدیث کو اور لوگون نے اجماع کیا کہ نبیذ سے وضو جائز نہین جب پانی موجود
ہو تو پھر اسیطرح جائز نہ ہوگا جب پانی نہ ہو اور ابن مسعود کی حدیث مین یہ منقول ہے کہ آپ نے نبیذ سے وضو کیا اور
آپ مسافر نہ تھے تو گویا مکہ مین وضو کیا پھر اگر یہ ثابت ہو تو جس وقت پانی موجود ہو اوس وقت بھی نبیذ سے وضو جائز
ہو اور اسکا کوئی قائل نہین ہوا پس معلوم ہوا کہ سب نے اس حدیث کو رد کیا اور یہی قیاس سے نکلتا ہے ہمارے نزدیک
تمام ہوا کلام طحاوی کا مختصراً شرح معانی الآثار مین اور صاحب بدایہ نے کہا کہ اس حدیث مین اضطراب ہے اور تاریخ مین

جہالت ہی ہے یہ جواب دیا کہ لیلۃ الجن متعدد تھیں اور حدیث مشہور ہے عمل کیا اوسپر صحابہ نے حافظ نے کہا کہ لیلۃ الجن
کا متعدد ہونا تو قوی ہے اور حدیث کے مشہور ہونے سے اصطلاحی شہرت مراد نہیں ہے بلکہ لوگوں میں مشہور ہونا اور کسی
صحابی سے اوسپر عمل کرنا ثابت نہیں ہے اور امام شافعی سے منقول ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے تیمم کی آیت سے کیونکہ
یہ آیت مدنی ہے اور لیلۃ الجن مکہ میں ہوئی زیلعی نے کہا اضطراب تو یہ ہے کہ ابن مسعود کے کسی روایت میں یہ ہے
کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے لیلۃ الجن میں اور کسی میں یہ ہے کہ ساتھ نہ تھے اور تاریخ کی جہالت
پر تو یہ اعتراض ہوتا ہے کہ سیرت والوں نے یہ لکھا ہے کہ نصیبین کے جن ہجرت سے تین برس پہلے آئے تھے اور صحابہ
کا عمل تو دارقطنی نے روایت کیا عبد اللہ بن محرر سے اونہوں نے عکرمہ سے اونہوں نے ابن عباس سے اونہوں نے کہا نبیذ
سے وضو کرے جو پانی نہ پاوے حافظ نے کہا اسکی سند ضعیف ہے اور روایت کیا دارقطنی نے حارث سے اونہوں
نے علی سے کہ وہ قباحت نہیں دیکھتے تھے نبیذ سے وضو کرنے میں اور روایت کیا مزیدہ بن جابر سے اونہوں نے حضرت
علی سے اونہوں نے کہا نبیذ سے وضو کرنے میں کچھ قباحت نہیں حافظ نے کہا دونو طریقوں کی اسناد ضعیف ہیں
زیلعی نے کہا اس باب میں ابن عباس سے بھی مروی ہے ابن ماجہ نے اپنی سنن میں نکالا ابن لہیعہ سے اونہوں نے قیس
بن حجاج سے اونہوں نے حنش صنعانی سے اونہوں نے عبد اللہ بن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ابن مسعود سے لیلۃ الجن میں تیرے ساتھ پانی ہے اونہوں نے کہا نہیں البتہ نبیذ ہے تو نشہ دان میں آپنے فرمایا
کھجور پاکیزہ ہے اور پانی پاک کرنے والا ہے ڈال میرے اوپر پہر میں نے ڈالا اوسپر آپنے وضو کیا اور اس
لفظ سے یہ نکلتا ہے کہ یہ حدیث ابن عباس کی مسند ہے لیکن طبرانی نے معجم میں اوسکو ابن مسعود کی مسند قرار دیا
اور ایسا ہی کیا بزار نے اپنی مسند میں اور ان کا لفظ اسی اسناد سے یہ ہے ابن عباس سے اونہوں نے ابن مسعود سے
کہ اونہوں نے وضو کرایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لیلۃ الجن میں نبیذ سے آپنے وضو کیا اور فرمایا پانی پاک کرنیوالا
ہے بزار نے کہا یہ حدیث ثابت نہیں کیونکہ ابن لہیعہ کی کتابیں جل گئی تہیں پہر وہ حدیث پڑھتا تھا بغیر کتاب
کے اسوجہ سے اسکی روایت میں بہت مناکیر ہیں اور یہ بھی ان میں سے ہے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے سنن میں
اور کہا کہ منفرد ہوا ساتھ اس کے ابن لہیعہ اور وہ ضعیف ہے اور روایت کیا دارقطنی نے سنن میں مجاعہ سے اونہوں نے
ابان سے اونہوں نے عکرمہ سے اونہوں نے ابن عباس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے پانی نہ
پاوے اور نبیذ پاوے تو وضو کر لیوے اوس سے دارقطنی نے کہا ابان بن ابی عیاش متروک ہے اور مجاعہ ضعیف ہے اور
محفوظ یہ ہے کہ یہ عکرمہ کا قول ہے مرفوع نہیں ہے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے دوسرے طریق سے پہر بیہقی نے

ف ابن لہیعہ کے ضعیف ہونے کی وجہ

سیف بن واضح سے اونہوں نے مبشر بن اسمٰعیل سے اونہوں نے اوزاعی سے اونہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے اونہوں نے عکرمہ سے اونہوں نے ابن عباس سے مرفوعاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک بیان کیا اوسکو اپنی سند سے عکرمہ کا قول امام بیہقی نے کہا وہم کیا اس حدیث میں سیف بن واضح نے دو مقاموں میں ایک تو ابن عباس کا ذکر کرنے میں دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنے میں اور محفوظ یہ ہے کہ وہ عکرمہ کا قول ہے جیسے روایت کیا اوسکو ہقل بن زیاد اور ولید بن مسلم نے اوزاعی سے اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو شیبان نحوی اور علی بن المبارک نے یحییٰ بن ابی کثیر سے اونہوں نے عکرمہ سے اور سیف بڑا وہم کرنیوالا تھا تمام ہوا کلام زیلعی کا مترجم کہتا ہے خلاصہ اس تحقیقات کا جو اوپر گذری یہ نکلتا ہے کہ نبیذ سے وضو کرنے کی حدیث ضعیف ہے لیکن متعدد طریقوں سے مروی ہے اور تعدد طرق کی وجہ سے اوسکا درجہ حسن تک پہونچ سکتا ہے اور صحابہ اور تابعین کے اقوال اسباب میں مختلف ہیں متعدد تابعین سے یہ بھی ثابت ہے کہ اونہوں نے جائز رکھا وضو کو نبیذ سے یہانتک کہ امام بخاری نے جو ابو العالیہ سے نقل کیا کہ اونہوں نے مکروہ رکھا نبیذ سے وضو کرنے کو تو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے اسحاق بن سلیمان نے اونہوں نے ابو جعفر سے اونہوں نے ربیع بن انس سے اونہوں نے ابو العالیہ سے کہ وہ سمندر میں سوار ہوئے اون کا پانی تمام ہو گیا تو اونہوں نے وضو کیا نبیذ سے اور مکروہ رکھا سمندر کے پانی سے وضو کرنے کو اور شافعی کا یہ کہنا کہ یہ منسوخ ہے تیمم کی آیت سے کیونکہ لیلۃ الجن مکہ میں ہوئی اوس سے بھی اطمینان نہیں ہوتا اسلیے کہ لیلۃ الجن کا تعدد ثابت ہے حافظ نے کہا طبرانی اور ابو نعیم کی روایت سے یہ نکلتا ہے کہ لیلۃ الجن مدینہ میں تھی کیونکہ اوس میں ذکر ہے صفہ اور بقیع اور مسجد کا اور جب مدینہ میں لیلۃ الجن واقع ہونا ثابت ہو تو نسخ کا دعویٰ بے دلیل ہے علاوہ اسکے ہم یہ کہتے ہیں کہ تیمم کی آیت کی یہ حدیث خلاف نہیں ہے کیونکہ نبیذ پر ماء کا اطلاق ہوتا ہے اور خود حدیث سے ثابت ہے کہ آپ نے اوسکو ماء کہا مگر اس میں بھی شک نہیں کہ نبیذ حقیقۃً ماء نہیں ہے کیونکہ اسی حدیث میں ہے کہ پہلے ابن مسعود نے کہا میرے پاس پانی نہیں ہے اور عرب اطلاق ماء کا نبیذ پر نہیں کرتے اور نبیذ کا اطلاق ماء پر نہیں کرتے فلہذا دلائل متعارض ہیں اور شبہات اور شکوک قائم ہیں اسلیے میرے نزدیک حق یہ ہے کہ امام محمد کا مذہب اس باب میں بہت اولیٰ ہے وہ یہ کہ جب نبیذ کے سوا پانی نہ ملے تو وضو اور تیمم دونوں کر لیوے واللہ اعلم مترجم کہتا ہے امام ابو حنیفہ رح مشہور ہے کہ قیاس کی بہت پیروی کرتے ہیں مگر قہقہہ میں اور نبیذ میں اونہوں نے صراحتاً قیاس جلی کا خلاف کیا اور حدیث ضعیف پر عمل کیا اس لحاظ سے میرا اعتقاد یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کی نسبت یہ تہمت ہے اور جن لوگوں نے ایسا کہا ہے اون کو اشتباہ ہوا اسوجہ سے کہ بہت سے مسائل میں امام ابو حنیفہ کو صحیح حدیثیں نہیں پہنچیں

تھیں اور اونھوں نے قیاس کیا جو مخالف ہو احادیث کے پس لوگ یہ سمجھے کہ اونھوں نے حدیث کو چھوڑ کر قیاس کیا حالانکہ یہ امر
ابوحنیفہ کے اصول کے لحاظ سے اور نیز ان ہر دو مسئلہ میں جو طریقہ اونھوں نے اختیار کیا ہے اوسکی لحاظ سے غلط معلوم
ہوتا ہے اور ابوحنیفہ کو اگر حدیث ضعیف بھی ملجاتی تھی تو وہ قیاس کو ترک کر دیتے تھے پھر اگر اُن کو صحیح حدیث مل
جاتی تو وہ کبھی قیاس پر عمل نہ کرتے پر اون کا کیا قصور ہے جب اون کو صحیح حدیث نہ ملی البتہ قصور ان علما کا ہے
جنھوں نے دیدہ و دانستہ حدیث سے چشم پوشی کی اور قیاس اور رائی پر جمے رہے میں تو یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ حنفی ہیں
بلکہ وہ ابوحنیفہ کے طریق اور مذہب کے بالکل برخلاف ہیں واللہ اعلم حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
قَالَ كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے علی بن عبداللہ (مدینی) نے اُنھوں نے
کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان (ابن عیینہ) نے اونھوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے زہری (محمد بن مسلم) نے
اونھوں نے روایت کی ابوسلمہ (عبداللہ بن عبدالرحمن بن عوف) سے اونھوں نے ام المؤمنین جناب عائشہ صدیقہ سے
اونھوں نے حضرت رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے آپنے فرمایا جو شراب نشہ کرے وہ حرام ہے **ف** خواہ کھجور کا ہو
یا انگور کا یا جو کا یا چانول کا یا شہد کا یا جوار کا یا گیہوں کا یا گلاب کا یا کیوڑے کا یا سیب کا یا جام کا یا کسی اور
چیز کا اور جب حرام ہوا تو اوس سے وضو کرنا بھی جائز نہ ہوگا اور اسی مطلب کے لیے امام بخاری یہ حدیث اس باب
میں لائے حافظ نے کہا نشہ کرنے سے یہ مراد ہے کہ اوس میں نشہ کرنیکا اثر ہو اگرچہ کسی کو اوسکے پینے سے نشہ نہ ہو خطابی
نے کہا اسمیں دلیل ہے کہ جو چیز نشہ کرے اوسکا قلیل اور کثیر حرام ہے خواہ وہ کسی قسم میں سے ہو اور نبیذ پینے کا حکم
کتاب الاشربہ میں جدا جاہے تو مذکور ہوگا قسطلانی نے کہا ابوحنیفہ نے کہا کھجور اور انگور کا کچا پانی جب اوس
میں تیزی آجاوے تو وہ حرام ہے قلیل ہو یا کثیر اگر وہ نشہ کرے تو اوس میں حد ہے اور وہ نجس ہے پھر اگر اوسکو تھوڑا سا
پکالیں تو اتنا پینا حلال ہے جس سے پینے والے کو نشہ کا گمان نہ ہو بغیر لہو اور طرب کے اور ابوحنیفہ نے یہ قید نہ
لگائی کہ اتنا پکائیں کہ دو تہائی جل جاوے لیکن نبیذ گیہوں اور جوار اور جو اور چاول اور شہد کا تو وہ
حلال ہے ابوحنیفہ کے نزدیک کچا ہو یا پکا ہو مگر اوتنا پینا حرام ہے جس سے نشہ ہو اور دلیل اونکی حدیث ہے ابن عباس
کی کہ خمر تو بالذات حرام ہے اور ہر شراب میں سے مسکر (یعنے اتنا جو نشہ کرے) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خمر کا تو
قلیل اور کثیر سب حرام ہے اور اور شراب اتنا حرام ہے جس سے نشہ ہو جاوے اور اسکا زیادہ بیان خدا چاہے تو
اپنے باب میں آویگا اور مؤلف نے اس حدیث کو اشربہ میں نکالا اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے۔

اور ابن ماجہ نے انتہی مترجم کہتا ہے اگر خدا چاہے تو ہم کتاب الاشربہ مین بیان کرینگے کہ امام ابوحنیفہ کا مذہب غلط ہے اور احادیث صحیحہ سے یہ امر ثابت ہے کہ ہر شراب جو نشہ کرے اوسکا قلیل اور کثیر سب حرام ہے اور حنفی مذہب مین بھی امام محمد کا یہی قول ہے اور حنفیون کے نزدیک بھی امام محمد کے قول پر فتوی ہے اور یہی قول ہے باقی اماموں کا اور جس حدیث سے ابوحنیفہ نے دلیل لی ہے وہ ضعیف ہے

باب غَسْلِ الْمَرْأَةِ أَبَاهَا الدَّمَ مِنْ وَجْهِهٖ عورت اپنے باپ کے مونہہ سے خون دہووے **ف** مطلب یہ ہے کہ نجاست کو دور کرنے مین یا وضو کرنے مین دوسرے سے مدد لینا کیسا ہے اور ابو العالیہ کا اثر جو امام بخاری آگے لائے اوس سے یہ نکلتا ہے کہ وضو مین مدد لینا درست ہے اور باب کی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ نجاست دور کرنے مین مدد لینا درست ہے اور جن لوگون نے اوسکو نہ سمجھا اونہون نے اعتراض کیا کہ ابو العالیہ کے اثر کو باب سے مناسبت نہین وَقَالَ اَبُو الْعَالِيَةِ امْسَحُوا عَلٰى رِجْلِيْ فَاِنَّهَا مَرِيْضَةٌ اور ابو العالیہ (رفیع بن مہران ریاحی) اپنے کہا مسح کرو میرے پاؤن پر وہ بیمار ہے **ف** روایت کیا اس اثر کو عبد الرزاق نے معمر سے اونہون نے عاصم بن سلیمان سے اونہون نے کہا مین ابو العالیہ پاس گیا وہ بیمار تہے لوگون نے اون کو وضو کرایا جب ایک پاؤن اون کا باقی رہا تو اونہون نے کہا اسپر مسح کرو یہ بیمار ہے اوسکو حمرہ تہا اور ابن ابی شیبہ نے زیادہ کیا کہ اوسپر پٹی بندہی تہی (فتح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدِ السَّاعِدِيَّ وَسَاَلَهُ النَّاسُ وَمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ اَحَدٌ بِاَيِّ شَيْءٍ دُوْوِيَ جُرْحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَقِيَ اَحَدٌ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ كَانَ عَلِيٌّ يَجِيْءُ بِتُرْسِهٖ فِيْهِ مَاءٌ وَفَاطِمَةُ تَغْسِلُ عَنْ وَجْهِهِ الدَّمَ فَاُخِذَ حَصِيْرٌ فَاُحْرِقَ فَحُشِيَ بِهٖ جُرْحُهٗ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے محمد ابن سلام بیکندی نے (ابونعیم نے مستخرج مین کہا کہ یہ محمد بن سلام ہین اور ایسا ہی کہا ابوعلی جیانی نے اور ابن عساکر کی روایت مین اسکی تصریح ہے) اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان بن عیینہ نے اونہون نے روایت کی ابوحازم (سلمہ بن دینار مخزومی مدنی) سے اونہون نے سنا سہل بن سعد سے (انصاری مدنی صحابی مشہور جو ۹۱ھ مین مر سو برس کے ہوکر اون سے اس کتاب مین اکتالیس حدیثین مروی ہین) اور ان سے لوگون نے پوچہا (ابوحازم نے کہا) اور میرے اور سہل کے درمیان کوئی نہ تہا (یعنے کچہ حائل نہ تہا اس سے یہ مقصود ہے کہ میرے سماع مین کچہ شک نہین) کس چیز سے دوا کی گئی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کی (جو احد مین لگا تہا اسکا ذکر مفصل مغازی مین آوے گا انشاء اللہ تعالی) اونہون نے کہا کوئی مجہہ سے زیادہ جاننے

والا اسکا باقی نہ رہا یعنے اور صحابہ جو اسوقت موجود تھے سب مر گئے کیونکہ جسوقت یہ سہل نے کہا تو جنگ احد کو اسی
برس گذر چکے تھے اور سہل آخر مین مرا اون سب صحابہ کے جو مدینہ مین تھے جیسے مؤلف نے نکاح مین اسکی تصریح کی (
حضرت امیر المومنین علی مرتضی اپنی ڈہال لاتے جس مین پانی ہوتا اور حضرت فاطمہ آپکے مُنہ سے خون کو دہوتین پہر
ایک بوریا لیکر جلایا گیا وہ آپکے زخم مین بہر دیا گیا **ف** مؤلف نے طب مین نکالا کہ جب حضرت فاطمہ نے دیکھا
پانی سے اور خون زیادہ بہتا ہے تو اونہون نے ایک بوریا لیا اور اسکو جلایا اور زخم سے لگا دیا جب خون بند ہو گیا
اور اس حدیث سے دوا اور علاج کا جواز نکلتا ہے اور لڑائی مین ڈہال رکہنے کا اور یہ بہی نکلتا ہے کہ یہ چیزین توکل کے
خلاف نہین ہین کیونکہ سید المتوکلین نے اون کو کیا سبحان اللہ آپ سردار تہے تمام متوکلون اور زاہدون
اور عابدون اور درویشون اور بزرگون اور حق پرستون کے بڑے بڑے اولیا اور متوکل اور زاہد آرزو رکہتے
ہین کہ آپ کی جوتیان اُنکے سر پر رکہی جاوین اور بڑے بڑے غوث اور قطب اور اوتاد اور ابدال دل سے تمنا رکہتے
ہین کہ آپ کی غلامی اور کفش برداری کی عزت حاصل ہو جاوے جو فعل آپنے کیا وہی عمدہ ہے وہی رضا ہے
مالک کی وہی فضیلت ہے وہی بزرگی وہی درویشی اور جو کوئی مسخرہ بیوقوف آپکے کسی فعل یا قول کو توکل یا تسلیم
یا صبر یا فضیلت کے خلاف جانے وہ اُلو اور گدہا ہے خدا اوسکا منہ کالا کرے) اور یہ بہی نکلتا ہے کہ عورت
اپنے باپ کی خدمت خود کر سکتی ہے اسیطرح اور محارم کی اور انکی دوا کر سکتی ہے بیماریون مین اور باقی بحث اس
حدیث کی کتاب المغازی مین آویگی انشاء اللہ تعالی (فتح) قسطلانی نے کہا حدیث سے یہ بہی نکلا کہ کبہی پیغمبرون
کی آزمایش کیجاتی ہے تاکہ اونکا ثواب بڑہے اور یہ بہی معلوم ہو کہ وہ اللہ کے بندے اور اسکی غلام اور مخلوق ہین اور
جو معجزے اونکے ہاتہہ پر ظاہر ہوتے ہین اُن سے دہوکا نہ کہاوین جیسے نصاری نے دہوکا کہایا حضرت عیسی علیہ السلام
کے باب مین اور اس حدیث کو مؤلف نے جہاد مین اور نکاح مین اور مسلم نے مغازی مین اور ترمذی اور ابن ماجہ نے طب
مین نکالا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے انتہے

بَابُ السِّوَاكِ باب مسواک کے بیان مین قَالَ

ابْنُ عَبَّاسٍ بِتُّ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنَّ اور عبد اللہ بن عباس نے کہا مین رات کو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہا آپنے مسواک کی **ف** یہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے جسکو مؤلف نے کئی طریقون
سے نکالا اور یہ لفظ تفسیر سورہ آل عمران مین ہے **حَدَّثَنَا** اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ
غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْتُهُ يَسْتَنُّ
بِسِوَاكٍ بِيَدِهِ يَقُولُ أُعْ أُعْ وَالسِّوَاكُ فِي فِيهِ كَأَنَّهُ يَتَهَوَّعُ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہم سے ابو النعمان

محمد بن فضل نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حماد بن زید بن درہم نے اونہون نے روایت کی غیلان بن جریر (معولی) سے اونہون نے ابو بردہ (عامر بن ابی موسی) سے اونہون نے اپنے باپ (عبد اللہ بن قیس ابو موسی اشعری) سے اونہون نے کہا کہ مین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا مین نے آپ کو پایا مسواک کرتے ہوئے جو آپکے ہاتھ مین تھی اور آپ کہہ رہے تھے اُع اُع **ف** نسائی اور ابن خزیمہ کی روایت مین عَا عَا ہے اور ایسا ہی نکالا اوسکو بیہقی نے اور ابو داؤد کی روایت مین ہے اِہ اِہ اور جوزقی کی روایت مین اُخ اُخ ہے اور بعض نسخون مین اُغ اُغ ہے غین معجمہ سے اور اختلاف راویون کا اسوجہ سے ہے کہ یہ سب آوازین نقل مین آپکے آواز کی اور سب کی مخرج قریب قریب ہین اور مسلم کی روایت مین ہے کہ اُسوقت مسواک آپ کی زبان کے کنارے پر تھی اور مراد اندر کا کنارہ ہے جیسے امام احمد کی روایت مین ہے کہ آپ مسواک کرتے تھے اوپر کیطرف (فتح وقسطلانی) **ت** اور سواک آپکے منہ مین تھے جیسے آپ قی کر رہے ہین **ف** یعنی قی کی سی آواز نکل رہی تھی یہ مبالغہ کے طور پر کہا اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مسواک لنبائی مین کرنا مشروع ہے اور دانتون مین مسواک عرض مین کرنا مستحب ہے اور اس باب مین ایک مرسل حدیث ہے ابو داؤد کے پاس اور اوسکا ایک شاہد ہے موصول جو عقیلی نے ضعفا مین نکالا اور حدیث سے یہ بھی نکلا کہ مسواک ضروری ہے اور وہ دانتون سے خاص نہین اور وہ تنظیف اور پاکیزگی کے لیے ہے نہ نجاست دور کرنے کو اور نسائی نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ امام اپنے رعیت کے سامنے مسواک کر سکتا ہے (فتح مع زیادۃ) قسطلانی نے کہا ابو داؤد نے مراسیل مین روایت کیا مرفوعاً جب تم مسواک کرو تو عرض مین کرو یعنے دانتون کے عرض مین اور ہمارے اصحاب نے طول مین مسواک کرنے کو مکروہ کہا ہے کیونکہ اوس سے مسوڑہ زخمی ہو جاتا ہے اور مسواک وضو کی سنتون مین سے ہے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مین دشوار نہ جانتا اپنی امت پر تو انکو حکم کرتا مسواک کا ہر وضو کے لیے روایت کیا اوسکو ابن خزیمہ نے اسیطرح مسواک کرنا نماز کی بھی سنت ہے کیونکہ بخاری اور مسلم کی روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مین شاق نہ جانتا تو اپنی امت کو حکم کرتا مسواک کا ہر نماز کے لیے اور مستحب ہے مسواک کرنا قرآن پڑھتے وقت اور سو کر اوٹھتے وقت اور منہ کے تغیر پر اور ہر حال مین مگر روزہ دار کو زوال کے بعد مکروہ ہے اور ابن عباس نے کہا مسواک مین دس فائدے ہین دانتون کی بیماری دفع کرتی ہے نگاہ کو تیز کرتی ہے مسوڑھون کو مضبوط کرتی ہے منہ کو خوشبودار کرتی ہے بلغم کو صاف کرتی ہے فرشتے اوس سے خوش ہوتے ہین پروردگار خوش ہوتا ہے سنت کے موافق ہے نماز کی نیکیان بڑھتی ہین جسم تندرست ہوتا ہے اور ترمذی حکیم نے زیادہ کیا کہ حافظ کا حافظہ بڑھاتی ہے بال اگاتی ہے رنگ کو صاف

کرتی ہی اور شرح مسواک مین اپنا ہاتھہ کی انگلی چاوی وہ نافع ہے جذام اور برص کی اور ہر مرض سے سوا موت کے اور بعد اوسکی انگلو
کیونکہ اوس سے نسیان پیدا ہوتا ہے اور اسحدیث کو امام مسلم اور ابو داؤد اور نسائی نے نکالا طہارت مین انتہی ۔
حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ **ترجمہ** حدیث بیان کی ہمسے عثمان (ابن ابی شیبہ)
نے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہمسے جریر (ابن عبد الحمید) نے اونہون نے روایت کی منصور (ابن معتمر) سے اونہون نے
ابو وائل (شقیق) سے اونہون نے حذیفہ ابن الیمان سے اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اوٹھتے تو اپنا
مونہہ دہوتے (یعنی ملتے یا رگڑتے) مسواک سے **ف** ابن دقیق العید نے کہا اسحدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جب سو کر اوٹھے تو
مسواک کرنا مستحب ہے اور احتمال ہے کہ خاص ہو اوس حالت سے جب نماز کے لیے اوٹھے اور دلالت کرتی ہی اوس پر مصنف
کی روایت اِذَا قَامَ لِلتَّهَجُّدِ یعنے جب اوٹھتے تہجد کے لیے اور مسلم نے بہی ایسا ہی نکالا اور ابن عباس کی حدیث شاہد
ہے اوسکی اور مولف نے مسواک کے احکام صلوۃ اور صیام مین بیان کیے ہین جیسے آگے آوینگے انشاء اللہ تعالی (فتح)
قسطلانی نے کہا مولف نے اسحدیث کو صلوۃ مین اور فضل قیام اللیل مین نکالا اور مسلم اور ابو داؤد اور ابن ماجہ
نے طہارت مین اور نسائی نے بہی طہارت مین نیل مین ہی کہ امام احمد اور نسائی اور ابن حبان نے حضرت عائشہ
سے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسواک کرنا پاکی ہے مونہہ کی اور خوشی ہے پروردگار کی اور
مسواک سنت موکدہ ہے اور کسی وقت مین واجب نہین ہی نووی نے کہا اسپر اجماع ہے اون علماء کا جو معتد بہ ہین
اور داؤد ظاہری سے منقول ہے کہ نماز کے شروع مین واجب ہے اور ایک روایت مین یہ ہی کہ وہ واجب ہے لیکن
اوسکی ترک سے نماز باطل نہ ہوگی اور اسحق ابن راہویہ سے منقول ہے کہ وہ واجب ہے اور جو قصداً ترک کریگا تو نماز
باطل ہوگی نووی نے کہا ہمارے اصحاب نے داؤد سے اس روایت پر انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ داؤد کا مذہب
بہی یہی ہی کہ وہ سنت ہی جماعت کیطرح اور اسحاق سے یہ روایت وجوب کی صحیح نہین ہے اور اگر داؤد سے وجوب کی روایت
صحیح ہو تب بہی انکی مخالفت ضرر نہ کریگی اور اجماع منعقد ہو جاویگا مذہب مختار پر انتہی اور جو نووی نے کہا
صحیح نہین ہے کیونکہ داؤد بہت بڑے عالم اور پرہیزگار اور مجتہد تہے اور ان کے مذہب پر اکابر علماء گذرے ہین انہکا
اعتبار نہ کرنا اجماع مین محض تعصب اور ہوای نفس ہے جسکی کوئی سند نہین اور بعض مذہب والون نے امام داؤد کو
علمای اسلام کی جماعت سے نکال دیا ہے حالانکہ اون کے اقوال رای اور قیاس والون کے اقوال سے بہتر ہین ۔
مترجم کہتا ہے امام داؤد کو جن بیوقوفون نے علماء اہل سنت سے خارج کیا ہے وہ خود خارج کرنیکے قابل ہین اور امام

داؤد کتاب اور سنت کی پیروی مین اور مجتہدین سے زیادہ ہین اور بعض اقوال انکے جنپر یہ لوگ طعن کرتے ہین وہ طعن
کے لائق نہین کیونکہ انکے مذہب کا اصول یہی کہ ظاہر کی پیروی کیجاوے اور تاویل اور قیاس سے حتی المقدور
دور رہنا چاہیے اور یہ طریقہ نہایت خوب ہے بلکہ میرا اعتقاد یہی کہ انکا مذہب ابو حنیفہ اور شافعی کے مذہب سے
کئی درجہ زیادہ بہتر ہے۔ امام شوکانی نے کہا فقہا نے سواک کے باب مین وہ وہ باتین نکالی ہین جنکی اصل حدیث
سے کچھ نہین ہے اور بعضون نے اوسکو مکروہ رکھا ہے بعض اوقات اور حالات مین اور یہ سب اسدرات لغو ہین مگر جو
صحیح حدیث سے ثابت ہے اوسکی پیروی کرنا چاہیے اور ان فقہا کے اقوال سے دہوکا نہ کہانا چاہیے امام احمد اور
ابو داؤد اور ترمذی نے زید بن خالد سے روایت کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری امت پر شاق نہ
ہوتا تو مین عشا کی نماز مین دیر کرتا تہائی رات تک اور مین انکو حکم کرتا سواک کرنیکا ہر نماز کے لیے ترمذی
نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور روایت کیا حاکم نے ابو ہریرہ سے اور اوس مین یہ ہے کہ مین انپر فرض کرتا سواک کو وضو
کے ساتھہ اور عشا کی نماز مین دیر کرتا آدہی رات تک اور نسائی نے صرف پہلے جملہ کو روایت کیا اور روایت
کیا اوسکو عقیلی اور ابو نعیم اور بیہقی نے دوسرے طریق سے اور ابو داؤد اور مسلم کی روایت مین ہے اگر شاق نہ ہوتا
مومنون پر تو مین انکو حکم کرتا عشا مین دیر کرنے کا اور ہر نماز کے لیے سواک کرنیکا اور روایت کیا اوس کو بزار
اور امام احمد نے حضرت علی سے مانند اوسکے اور روایت کیا پہلے جملہ کو ترمذی اور احمد اور ابو داؤد اور ابن
ماجہ اور ابن حبان نے ابو ہریرہ سے اور ترمذی کی روایت مین تہائی یا آدہی رات ہے اور احمد اور ابن حبان
کی روایت مین تہائی رات ہے بغیر شک کے اور دوسرے جملہ کو نسائی اور احمد اور ابن خزیمہ نے روایت کیا ابو ہریرہ
سے اور بخاری نے اوسکو معلقا بیان کیا اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو مین انکو حکم کرتا سواک کا وضو کے ساتھہ ہر نماز
کے وقت اور ابن ابی خیثمہ نے اپنی تاریخ مین بسند حسن روایت کیا ام حبیبہ سے اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا
تو مین انکو حکم کرتا سواک کا ہر نماز کے وقت جیسے وضو کرتے ہین اور روایت کیا ساتون عالمون نے ابو ہریرہ
سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر شاق نہ ہوتا میری امت پر تو مین انکو حکم کرتا سواک کا ہر نماز کے
وقت اور امام احمد کی روایت مین ہے مین ان کو حکم کرتا سواک کا ہر وضو کے وقت اور امام بخاری نے تعلیقا
نکالا مین انکو حکم کرتا سواک کا ہر وضو کیوقت کہا اور مروی ہے ایسا ہی جابر اور زید بن خالد سے اونہون نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے ابن مندہ نے کہا اس حدیث کی صحت پر اجماع ہے اور نووی نے کہا بعض بڑے اماموں نے غلطی کی

اور کہا کہ اس حدیث کو امام بخاری نے نہین نکالا اور غلطی ہے امام بخاری نے اسکو نکالا مالک سے اونہون نے ابو الزناد سے اونہون نے اعرج سے اونہون نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور موطا مین یہ حدیث ابن شہاب کے طریقہ سے ہے اونہون نے حمید سے اونہون نے ابو ہریرہ سے موقوفاً کہ اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو مین انکو حکم کرتا مسواک کا ہر وضو کے ساتھہ ابن عبد البر نے کہا اسکا حکم رفع کا ہے اور روایت کیا اوسکو امام شافعی نے مالک سے مرفوعاً اور اس باب مین زید بن خالد سے نکالا ترمذی اور ابو داؤد نے اور حضرت علی سے نکالا امام احمد نے اور ام حبیبہ سے امام احمد نے اور عبد اللہ بن عمرو اور سہل بن سعد اور جابر اور انس سے ابو نعیم نے حافظ نے کہا ان مین سے بعض روایتون کا اسناد حسن ہے اور ابن الزبیر سے طبرانی نے اور ابن عمر اور جعفر بن ابی طالب سے طبرانی نے اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مسواک واجب نہین اور یہ بہی نکلتا ہے کہ مسواک وضو اور نماز دونو وقت مشروع ہے اور اسی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ روزہ دار کو زوال کے بعد بہی مسواک کرنا مستحب ہے کیونکہ زوال کے بعد دو نمازون کا وقت ہوتا ہے اور رد ہوتا ہے شافعیہ کا قول کہ زوال کے بعد روزہ دار کو مکروہ ہے (اور اسکا بیان کتاب الصیام مین آویگا انشاء اللہ تعالی) اور روایت کیا مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور امام احمد اور ابن ماجہ اور ابن حبان نے مقدام بن شریح سے اونہون نے اپنے باپ سے کہ مین نے حضرت عائشہ سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر مین آتے تو پہلے کونسا کام کرتے اونہون نے کہا مسواک کرتے اور امام نسائی نے نکالا حذیفہ سے ہمکو حکم ہوتا مسواک کا جب رات کو اٹہین اور طبرانی کی ایک روایت مین ہے حذیفہ سے کہ آپ رات کو دو یا تین بار مسواک کرتے اور فضل بن عباس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کو اوٹہتے رات کو تو مسواک کرتے اور ابو داؤد نے روایت کیا حضرت عائشہ سے کہ آپکے لیے مسواک اور پانی وضو کا رکہا جاتا جب آپ رات کو اوٹہتے تو استنجا کرتے پہر مسواک کرتے اور صحیح کہا اوسکو ابن مندہ نے اور روایت کیا اوسکو ابن ماجہ اور طبرانی نے دوسرے طریق سے ابن ابی ملیکہ سے اونہون نے حضرت عائشہ سے اور صحیح کہا اوسکو حاکم اور ابن السکن نے اور روایت کیا ابو داؤد نے اور ابن ابی شیبہ نے حضرت عائشہ سے کہ آپ جب سوتے رات یا دن کو پہر جاگتے تو مسواک کرتے وضو سے پہلے اور اسکی اسناد مین علی ابن زید ضعیف ہین اور اس باب مین امام احمد نے روایت کیا ابن عمر سے اور طبرانی نے معاویہ سے اور اسناد اوسکا ضعیف ہے اور امام بیہقی نے انس سے اور ابو نعیم نے ابو ایوب سے حافظ نے کہا یہ سب روایتین ضعیف ہین اور روایت کیا امام احمد نے حضرت علی سے کہ اونہون نے ایک کوزہ پانی کا منگوایا پہر اپنے منہ اور دونون ہتہیلیون کو تین بار دہویا اور کلی کی تین بار اور ڈالا اپنی کسی انگلی کو منہ مین اپنے مسواک کے بدلے انگلی سے دانتون کو ملا اخیر حدیث تک

شوکانی نے کہا حدیث اسی پر دلالت کرتی ہے کہ انگلی سے بھی مسواک کرنا کافی ہے اور روایت کیا ابن عدی اور دارقطنی اور
بیہقی نے عبد اللہ بن مثنی سے اونہوں نے نضر بن انس سے اونہوں نے انس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کافی
ہیں مسواک کے بدل انگلیاں حافظ نے کہا اس کے اسناد میں اعتراض ہے ضیاء نے کہا اس حدیث کو امام بیہقی نے دو
اسنادوں سے نکالا اور کہا کہ دونوں میں عیسی بن شعیب ہے اور وہ منفرد ہے اس سے علاوہ اسکے پہلی اسناد میں
عبد الحکم قسملی ہے اس سے بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہے پھر کہا بیہقی نے ابن مثنی سے محفوظ یہ ہے کہ مجھ سے بیان
کیا بعض میرے گھر والوں نے انس بن مالک سے کہ ایک انصاری سے جو بنی عمرو بن عوف میں سے تھا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ نے رغبت دلائی ہمکو مسواک کی تو سوا مسواک کے اور کوئی چیز بھی ہے آپ نے فرمایا ہیں
انگلی مسواک ہے جب اوسکو پھیرا اپنے دانتوں پر اور عمل نہیں اسکا جس کی نیت نہیں اور اجر نہیں اوسکو جسکو خشیت نہیں
اور نکالا اوسکو بیہقی نے اور دو طریقوں سے ایک طریقہ میں ہے انس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کافی
ہے انگلی مسواک سے حافظ نے کہا بیہقی نے اس حدیث کو کئی طریقوں سے نقل کیا اور ضعیف کیا اون کو اور صحیح
کیا بعض طریقوں کو اور صاحب ہدایہ نے جو بیان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انگلی سے مسواک کرتے تھے جب
مسواک نہ ملتی تو یہ غریب ہے اور الیاس نے کہا نہیں ملی اور متابعت کی اوسکی حافظ نے تخلیص میں زیلعی نے کہا طبرانی نے
اوسط میں روایت کیا حضرت عائشہ سے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آدمی کا منہ جاتا رہتا ہے کیا وہ مسواک
کرے آپ نے فرمایا ہاں میں نے کہا کیونکر کرے آپ نے فرمایا اپنی انگلی منہ میں کرے طبرانی نے کہا یہ حدیث نہیں
مروی ہے حضرت عائشہ سے مگر اسی اسناد سے حافظ نے کہا اسکے اسناد میں عیسی بن عبد اللہ انصاری ہے ضعیف
کیا اوسکو ابن حبان نے اور ابن عدی نے اس حدیث کو اوسکی مناکیر میں ذکر کیا شوکانی نے کہا روایت کیا اسکو
مانند اسکے ابو نعیم اور طبرانی اور ابن عدی نے حضرت عائشہ سے اور اسکی اسناد میں مثنی بن الصباح ضعیف ہے اور روایت
کیا اوسکو ابو نعیم نے کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے دادا سے اور کثیر کو ضعیف کہا
ہے حافظ نے کہا اس باب میں سب سے زیادہ صحیح حدیث حضرت علی کی ہے جو اوپر گذری امام احمد کی مسند اور
روایت کیا ابو عبید نے کتاب الطہور میں حضرت عثمان سے کہ وہ جب وضو کرتے تو مسواک کرتے منہ میں اپنی انگلی
سے شوکانی نے کہا مستحب یہ ہے کہ مسواک کرے پیلو کی لکڑی سے اور جس چیز سے مسواک کریگا جو منہ کے تغیر کو رفع کرے
تو کافی ہوجاویگا جیسے سخت کپڑا اور کھرکھرا اور اشنان وغیرہ زیلعی نے کہا اس باب میں کئی حدیثیں ہیں جن سے
حضرت کی مواظبت مسواک پر نکلتی ہے پھر ذکر کیا حذیفہ اور عائشہ کی حدیثوں کا جو اوپر گذریں اور روایت کیا

نسائی اور ابن ماجہ نے ابن عباس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دو دو رکعتیں پڑھتے پھر لوٹتے اور مسواک کرتے
اور روایت کیا احمد اور ابو داؤد طیالسی اور ابو یعلی موصلی نے مسند میں ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں
سوتے تھے مگر مسواک آپکے پاس ہوتی جب جاگتے تو پہلے مسواک کرتے اور طبرانی نے زید بن خالد سے حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نہیں نکلتے تھے گھر سے کسی نماز کے لیے جب تک مسواک نہ کرتے اور امام بخاری نے کتاب المغازی میں نکالا حضرت
عائشہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک کی وفات کیوقت اور یہ حدیث اپنے مقام میں مذکور ہوگی اور امام بیہقی
نے جابر سے نکالا کہ مسواک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کان پر رہتی جہاں پر قلم رہتا ہے کاتب کے کان پر اور کہا نہیں
روایت کیا اوسکو سفیان سے مگر یحییٰ بن الیمان نے اور وہ قوی نہیں ہے زیلعی نے کہا شاید یحییٰ نے یہ مطلب زید بن
خالد کی حدیث سے نکالا اور اس میں وہم کیا اور سنن کے اخیر میں یہ ہے کہ ابو سلمہ نے کہا میں نے زید کو دیکھا وہ مسجد میں بیٹھتے
تھے اور مسواک انکی کان پر رہتی جہاں پر قلم رہتا ہے محرر کے کان پر وہ جب نماز کے لیے اوٹھتے تو مسواک کرتے
اور روایت کیا طحاوی نے عبد اللہ بن حنظلہ بن ابی عامر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا وضو کا ہر نماز کے
لیے خواہ وضو ہو یا نہ ہو جب یہ شاق ہوا تو حکم کیا مسواک کا ہر نماز کے لیے اور روایت کیا ابو داؤد نے حضرت عائشہ
سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو مسواک دیتے دہونے کو میں اوسکو اپنے منہ میں کر لیتی (یہ اون کی کمال عقلمندی
تھی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تھوک کو اپنے منہ میں لگاتیں برکت کے لیے) پھر دہو کر آپکو دیدیتی (حافظ نے
کہا احتمال ہے کہ اس حدیث میں دہونے سے مسواک کا نرم کرنا اور صاف کرنا مراد ہو استعمال سے پہلے) اور روایت
کیا مسلم اور امام احمد اور نسائی اور ترمذی نے حضرت عائشہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس باتیں
فطرت کی ہیں (یعنے سنت ہیں دین کی) مونچھوں کا کترنا اور داڑہی کا چھوڑ دینا اور مسواک اور پانی ناک میں ڈالنا
اور ناخون کترنا اور جوڑوں کو دہونا (جہاں جہاں میل جمتا ہو) اور بغل کے بال اوکھیڑنا اور زیر ناف کے بال مونڈنا
اور استنجا کرنا راوی نے کہا میں دسویں بات بھول گیا شاید کلی کرنا ہو شوکانی نے کہا اس حدیث کو ابو داؤد نے
عمار سے نکالا اور ابن السکن نے اوسکو صحیح کہا حافظ نے کہا وہ معلول ہے اور روایت کیا اوسکو حاکم اور بیہقی
نے ابن عباس سے موقوفاً مشکوۃ میں ہے کہ مسلم کی ایک روایت میں داڑہی چھوڑنے کے بدل ختنہ کرنا ہے اور روایت
کیا ترمذی نے ابو ایوب سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار باتیں پیغمبروں کی سنت ہیں حیا یا ختنہ اور عطر لگانا
اور مسواک کرنا اور نکاح کرنا اور امام احمد نے روایت کیا ابو امامہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبھی
جبرئیل میرے پاس نہیں آئے مگر مجھکو حکم دیا مسواک کرنیکا بیشک میں ڈرتا ہوں اپنے سامنے کا منہ گھس لونگا

رغبت مسواک کرنے سے) اور بخاری نے انس سے نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین نے تم سے بہت بیان کیا
مسواک مین اور امام بیہقی نے شعب الایمان مین حضرت عائشہ سے نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نماز مسواک
سے پڑہی جاوے وہ بڑہکر ہے اوس نماز سے جو بغیر مسواک کے پڑہی جاوے ستر درجے اور روایت کیا بزار نے اور طبرانی نے
کبیر مین عباس بن عبد المطلب سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو مین اونپر مسواک
فرض کرتا ہر نماز کے نزدیک جیسے مین نے اونپر وضو فرض کیا اور روایت کیا اوسکو ابو یعلی نے اور زیادہ کیا کہ حضرت
عائشہ صدیقہ نے کہا ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کا ذکر کیا کرتے تہے یہانتک کہ مین ڈری کہ اوس مین قرآن
اترینگا اور روایت کیا طبرانی نے اوسط اور کبیر مین ابن عباس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسواک پاک کرتی
ہے منہ کو پسند ہے پروردگار کو تیز کرتی ہے نگاہ کو اور روایت کیا امام احمد نے ابن عمر سے حضرت نے فرمایا لازم کرو
اپنے اوپر مسواک کو کیونکہ وہ پاک کرتی ہے منہ کو پسند ہے پروردگار کو اوسکی اسناد مین ابن لہیعہ ہے اور روایت کیا
ابن ماجہ نے ابو امامہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسواک کرو کیونکہ مسواک پاک کرتی ہے منہ کو اور پسند
ہے اللہ کو اور جبرئیل کبہی میرے پاس نہین آئے مگر اونہون نے وصیت کی مجہکو مسواک کی یہانتک کہ مین ڈرا کہ فرض
ہو جاوی مجہپر اور میری امت پر اور اگر مین نہ ڈرتا کہ شاق ہوگا میری امت پر البتہ فرض کر دیتا مسواک کو اونپر اور
مین تو مسواک کرتا ہون یہانتک کہ ڈرتا ہون چہیل ڈالون اپنے منہ کے سامنے کے مقام اور روایت کیا ابو یعلی
نے ابن عباس سے کہ حضرت نے فرمایا مجہے حکم ہوا مسواک کرنیکا یہانتک کہ مین نے گمان کیا کہ اس باب مین مجہپر قرآن
اتریگا یا وحی اوتریگی احمد کی روایت مین ہے کہ مجہے حکم ہوا مسواک کا یہانتک کہ مین ڈرا کہ اس باب مین مجہپر
کچھ وحی آویگی منذری نے کہا اوسکے راوی ثقہ ہین اور روایت کیا امام احمد اور طبرانی نے واثلہ بن اسقع سے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجہے حکم ہوا مسواک کا یہانتک کہ مین ڈرا کہ فرض ہو جاوے مجہپر اوسکی اسناد مین
لیث بن ابی سلیم ہے اور روایت کیا طبرانی نے باسناد ضعیف ام سلمہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہمیشہ جبرئیل مجہکو وصیت کرتے رہے مسواک کرنے کی یہانتک کہ مین ڈرا اپنے دانتون پر اور روایت کیا طبرانی
نے اوسط مین اور اوسکے راوی ثقہ ہین حضرت عائشہ سے اور بزار نے انس سے کہ مین نے لازم کیا مسواک کو
یہانتک کہ مین ڈرا کہ دانت گر جاوینگے اور بزار کا یہ لفظ ہے کہ مجہے حکم ہوا مسواک کا اور روایت کیا بزار نے باسناد
جید جسمین کوئی قباحت نہین حضرت علی سے کہ اونہون نے حکم کیا مسواک کرنے کا اور کہا کہ حضرت نے فرمایا بندہ
جب مسواک کرتا ہے پہر نماز مین کہڑا ہوتا ہے تو ایک فرشتہ اوسکے پیچہے کہڑا ہوتا ہے اور اوسکی قراءت سنتا ہے

اوسکو قریب ہوتا ہے یا کچھ کلمہ ایسا ہی فرمایا یہانتک کہ اپنا منہ اوسکے منہ پر رکھدیتا ہے پھر جو قرآن بندہ کے منہ سے نکلتا ہے وہ فرشتے کے پیٹ مین جاتا ہے تو پاک کرو اپنے مونہون کو قرآن کے لیے۔ ابن ماجہ نے اسکا کچھ حصہ موقوفاً حضرت علی پر روایت کیا ہے منذری نے کہا وہ زیادہ ٹھیک معلوم ہوتا ہے اور روایت کیا امام احمد اور بزار اور ابویعلی اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین حضرت عائشہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فضیلت اوس نماز کی جو مسواک سے پڑھی جاوے اوس نماز پر جو بغیر مسواک کے پڑھی جاوے ستر درجہ زیادہ ہے ابن خزیمہ نے کہا اس حدیث مین ایک شبہ ہے دل مین اور مین ڈرتا ہون کہ محمد بن اسحاق نے ابن شہاب سے نہ سنا ہو اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور کہا صحیح ہے مسلم کی شرط پر اور محمد بن اسحاق سے امام مسلم نے متابعات مین روایت کی ہے اور ابونعیم نے کتاب السواک مین باسناد جید نکالا ابن عباس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مین دو رکعتین مسواک سے پڑھون تو مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ ستر رکعتین بغیر مسواک کے پڑھون اور روایت کیا ابونعیم نے باسناد حسن جابر سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو رکعتین مسواک سے بہتر ہین ستر رکعتون سے بغیر مسواک کے شوکانی نے فوائد مین کہا کہ ابن معین نے اس حدیث کو باطل کہا ہے اور بیہقی نے کہا کہ اوسکے کئی طریق ہین اور شاہد ہین جو ایک دوسرے کو قوت دیتے ہین اور یہ حدیث کہ آپ مسواک کرتے تھے عرض مین اور پیتے تھے چوس کر اوسکو فیروزآبادی نے کہا مختصر مین کہ ضعیف ہے واللہ اعلم

بَابُ دَفْعِ السِّوَاكِ إِلَى الْأَكْبَرِ یعنی بڑے شخص کو دینا جو عمر مین بڑا ہو مسواک دینا

وَقَالَ عَفَّانُ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرَانِي أَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ فَجَاءَنِي رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ فَنَاوَلْتُ السِّوَاكَ الْأَصْغَرَ مِنْهُمَا فَقِيلَ لِي كَبِّرْ فَدَفَعْتُهُ إِلَى الْأَكْبَرِ مِنْهُمَا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ اخْتَصَرَهُ نُعَيْمٌ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ أُسَامَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

ترجمہ اور عفان ابن مسلم صفار بصری انصاری نے کہا حافظ نے کہا وصل کیا اس روایت کو عفان تک ابوعوانہ نے اپنی صحیح مین محمد بن اسحق صغانی وغیرہ سے اونہون نے عفان سے اور ابونعیم اور بیہقی نے حدیث بیان کی ہم سے صخر بن جویریہ البصری نے اونہون نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین نے اپنے تئین دیکھا خواب مین مین مسواک کر رہا ہون ایک مسواک سے اتنے مین میرے پاس دو شخص آئے اون مین ایک بڑا تھا دوسرے سے تو مین نے جو چھوٹا تھا اون مین اوسکو مسواک دی پھر مجھ سے کہا گیا بڑے کو پہلے دے تو مین نے بڑے کو دیدی ابو عبد اللہ یعنی امام بخاری اسنے کہا اس حدیث کو مختصر کیا نعیم ابن حماد نے ابن مبارک (عبد اللہ) سے اونہون نے اسامہ ابن زید

یعنی اسواد نہون نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے ف اور نعیم کی روایت کو طبرانی نے اوسط مین نکالا بکر بن سہل سے اونہون نے نعیم سے اور اوس مین یہ ہے کہ مجھکو حضرت جبریل علیہ السلام نے حکم دیا بڑے کو پہلے دینے کا اور یہ حدیث غیلانیات مین مروی ہوئی ابو بکر شافعی سے اونہون نے عمر بن موسی سے اونہون نے نعیم سے اوس مین یہ ہے کہ مقدم کرون مین بڑون کو اور روایت کیا اوسکو ایک جماعت نے ابن مبارک سے بغیر اختصار کے نکالا اوسکو احمد اور اسمعیلی اور بیہقی نے اور اوس مین یہ ہے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا مسواک کرتے ہوئے بعد اوسکے آپ نے وہ مسواک اوس شخص کو دی جو سب لوگون مین بڑا تھا پھر فرمایا کہ جبریل نے مجھکو حکم دیا بڑے کو پہلے دینے کا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصہ بیداری کا ہے اور صخر کی روایت سے یہ نکلتا ہے کہ خواب کا قصہ ہے تو موافقت دونون مین اسطور سے ہوگی کہ جب قصہ بیداری مین واقع ہوا تو آپ نے خبر دی اوسکی جو خواب مین دیکھا تھا اور تنبیہ کی اوسپر کہ جو حکم آپ نے دیا وہ وحی کے موافق تھا جو خواب مین پہلے ہو چکی تھی پھر بعضے راویون نے کچھ یاد رکھا جو دوسرون نے یاد نہ رکھا اور ابن مبارک کی روایت کو تائید کرتی ہے وہ روایت جسے ابوداود نے نکالی باسناد حسن حضرت عائشہ سے اونہون نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کر رہے تھے اور آپکے پاس دو شخص تھے آپ پر وحی آئی کہ مسواک اوس کو دو جو بڑا ہے (عمر مین) ابن بطال نے کہا حدیث سے یہ نکلا کہ بڑی عمر والے کو مقدم کرنا چاہیے مسواک دینے مین اسی طرح کھانے اور پانی اور چلنے اور بات کرنے مین اور مہلب نے کہا یہ حکم اوس وقت ہے جب ترتیب سے بیٹھے نہ ہون لیکن اگر ترتیب سے بیٹھے ہون تو مقدم کرنا چاہیے داہنی طرف والے کو اور یہ قول مہلب کا صحیح ہے اور اس باب مین ایک حدیث ہے جو کتاب الاشربہ مین آویگی انشاء اللہ تعالے حدیث سے یہ بھی نکلا کہ دوسرے کی مسواک استعمال کرنا مکروہ نہین ہے مگر مستحب ہے کہ دہو کر استعمال کرے انتہی مافی فتح الباری مترجم نے کہا اس حدیث کو امام مسلم نے نکالا اپنی صحیح مین

باب فضل من بات علی الوضوء جو شخص باوضو سوے اوسکی فضیلت

حدثنا محمد بن مقاتل قال اخبرنا عبد اللہ قال اخبرنا سفیان عن منصور عن سعد بن عبیدۃ عن البراء بن عازب قال قال لی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتیت مضجعک فتوضأ وضوءک للصلوۃ ثم اضطجع علی شقک الایمن ثم قل اللھم اسلمت وجھی الیک وفوضت امری الیک والجأت ظھری الیک رغبۃ ورھبۃ الیک لا ملجأ ولا منجا منک الا الیک اللھم امنت بکتابک الذی انزلت و بنبیک الذی ارسلت فان مت من لیلتک فانت علی الفطرۃ واجعلھن اخر ما تتکلم بہ قال فرددتھا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما بلغت اللھم امنت بکتابک الذی انزلت قلت

وَرَسُولِكَ قَالَ لَا وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ ترجمہ حدیث بیان کی ہم سے محمد بن مقاتل (مروزی) نے اور انہوں نے
کہا خبر دی ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے اور انہوں نے کہا خبر دی ہم کو سفیان (ثوری) نے اور انہوں نے روایت کی
منصور (ابن معتمر) سے اور انہوں نے سعد بن عبیدہ (ابو حمزہ کوفی) سے اور انہوں نے براء بن عازب سے اور انہوں نے کہا جناب
محمد مصطفی سرور انبیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا جب تو اپنے سونے کی جگہ پر آوے
(یعنی آنا چاہے) تو وضو کر جیسے نماز کے لیے وضو کرتا ہے ف اگرچہ باوضو ہو اور ظاہر حدیث سے یہی نکلتا
ہے کہ سوتے وقت تازہ وضو کرنا مستحب ہے اور احتمال ہے کہ وضو کا حکم خاص ہو اس کے جو بے وضو ہو (فتح) ابن بطال
نے کہا سوتے وقت وضو اس لیے مستحب ہے اگر شاید سوتے میں جان نکل جاوے تو عمل کا خاتمہ وضو پر ہو اور اس
لیے کہ باوضو سونے سے خواب سچا ہوتا ہے اور شیطان نہیں ستا سکتا انتہی حافظ نے کہا بخاری اور مسلم
نے اور اوروں نے براء سے روایت کیا اور کسی روایت میں وضو کا ذکر نہیں ہے سوا اس روایت کے اور ایسا
ہی کہا ترمذی نے اور اس باب میں ایک حدیث ہے معاذ بن جبل کی اوسکو نکالا ابو داود نے اور ایک علی کی
اوسکو نکالا بزار نے اور کوئی ان میں سے امام بخاری کی شرط پر نہ تھی اور باقی فوائد اس حدیث کے کتاب
الدعوات میں خدا چاہے تو مذکور ہوں گے ف پھر لیٹ داہنی کروٹ پر تاکہ بہت غفلت نہ ہو اور
تہجد وغیرہ کے لیے اٹھنا کٹھن نہ ہو کیونکہ بائیں کروٹ پر غفلت زیادہ ہوتی ہے) انتہی اور یہ کہہ اللھم اسلمت وجھی
آخیر تک یعنی یا اللہ میں نے اپنا منہ (یعنی اپنا نفس) تیری تابع کیا اور میں نے اپنا کام تیرے سپرد کیا اور میں نے اپنی پیٹھ تیری
طرف لگا دی (یعنی تجھ پر بھروسہ کیا) تیرے ثواب کی رغبت سے اور تیرے عذاب کے ڈر سے کہیں پناہ اور ٹھکانا نہیں
تیرے عذاب سے بجز تیرے پاس کے مگر تیرے ہی پاس یا اللہ میں ایمان لایا تیری کتاب پر (قرآن) جو تو نے اتارا اور تیرے
رسول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر یا اور ایمان لایا میں تیرے نبی (حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ
وسلم) جنکو تو نے بھیجا (اپنی طرف سے اپنا پیغام پہونچانے کو) پھر اگر تو مر جاویگا اس رات میں تو تو فطرت پر اسلام
پر یا دین پر ہوگا ف ایک روایت میں بخاری اور ترمذی کی یہ ہے کہ تو اگر مرجاویگا اس رات کو تو مرجاویگا فطرت
پر اور جو صبح کریگا تو بھلائی کو پہونچیگا بیضاوی نے کہا فطرت قدیمی سنت ہے جسکو اگلے انبیا نے اختیار کیا اور متفق
ہو گئیں اس پر شریعتیں گویا وہ امر جبلی ہو گیا حافظ نے کہا فطرت سنت قسطلانی نے کہا فطرت مضبوط دین
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حافظ نے کہا اسی جملہ سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ فضیلت یعنی سنت پر مرنا
نیکی ہے اور اس وضو کرنے کی ف اور پڑھ ان کلمات کو سب باتوں کے اخیر میں یعنی اس دعا کو اپنا

آخری کلام کر اسکے بعد پھر کوئی بات نہ کر اور سو جا براء نے کہا میں نے اس دعا کو دوبارہ پڑھا حضرت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے یاد کرنے کے لیے جب میں اس جملہ پر پہونچا اَللّٰھُمَّ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ تو
میں نے اوسکے بعد یوں کہا وَرَسُوْلِکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ یعنے وَنَبِیِّکَ کے بدلے وَرَسُوْلِکَ کہا آپ نے فرمایا نہیں یعنی
وَرَسُوْلِکَ مت کہو وَنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ ہی کہو جو لفظ میں نے بتلایا تھا گو رسول اور نبی کے معنے قریب
قریب ایک ہیں اور آپ نبی بھی تھے اور رسول بھی تھے مگر آپ نے براء کو اپنے دل سے تصرف کرنا اور لفظ بدلنا
برا جانا خطابی نے کہا اس میں دلیل ہے اوسکی جس نے روایت حدیث کی بالمعنی ناجائز رکھی ہے اور احتمال ہے
کہ ممانعت کی وجہ یہ ہو کہ وَنَبِیِّکَ کہنے میں اشارہ ہے اس طرف کہ آپ رسول ہونے سے پہلے نبی تھے جیسے ایک قول ہے
میں نبی تھا اور آدم پانی اور مٹی میں تھے یا یہ کہ وَرَسُوْلِکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ میں تکرار بے فائدہ ہے اور وَنَبِیِّکَ الَّذِیْ
اَرْسَلْتَ میں نبوت اور رسالت دونوں کا ثبوت ہے گو رسالت نبوت کو مستلزم ہے جو لوگ نقل بالمعنی درست جانتے
ہیں وہ کہتے ہیں وَرَسُوْلِکَ نقل بالمعنے نہیں ہے کیونکہ رسول نبی کے معنے میں نہیں ہے اور جب معنی مختلف ہو تو
کسی کے نزدیک یہ نقل کرنا جائز نہیں اور بعضوں نے کہا ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اذکار کے الفاظ توقیفی ہیں یعنے
جس طرح شارع سے منقول ہیں اسیطرح سے کہنا چاہییں کیونکہ بعض لفظ میں ایک بھید ہوتا ہے جو دوسرے لفظ میں
نہیں ہوتا اگرچہ ہم معنے ہو یا یہ وجہ ہے کہ آپکو یہ دعا وحی کی گئی اسی لفظ سے تو آپ نے وحی میں تصرف کرنا جائز نہ سمجھا
یا اس وجہ سے کہ وَنَبِیِّکَ کہنے میں وہ رسول نکل جاتے ہیں جو صرف رسول ہیں پر نبی نہیں جیسے جبرئیل وغیرہ ملائکہ کہ وہ اللہ کے
رسول ہیں پر اونکو انبیا نہیں کہتے اور امام بخاری نے اس حدیث پر کتاب الوضو کو ختم کیا اوس میں یہ نکتہ ہے کہ اس
حدیث میں وہ وضو مذکور ہے جسکو انسان بیداری کے آخر میں کرتا ہے اور اس حدیث میں یہ مذکور ہے کہ اوس کو
اخیر میں پڑھ تو اشارہ ہے اس لفظ میں کہ یہ کتاب ختم ہوئی (فتح ملخصا) قسطلانی نے کہا مولف نے اس حدیث کو
دعوات میں نکالا اور نسائی نے یوم ولیلہ میں انتہی مترجم کہتا ہے روایت کیا اس حدیث کو امام مسلم اور ابو داؤد اور
ترمذی اور ابن ماجہ نے اور تعجب ہے قسطلانی سے کہ اونہوں نے سوا نسائی کے اور کسیکا نام نہ لیا دوسری روایت میں
ترمذی کے یہ دعا یوں مذکور ہے اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ وَوَجَّھْتُ وَجْھِیْ اِلَیْکَ وَاَلْجَأْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْکَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ
اِلَیْکَ لَا مَلْجَأَ مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ اُؤْمِنُ بِکِتَابِکَ وَبِرَسُوْلِکَ نکالا اوسکو ترمذی نے رافع بن خدیج سے اور کہا حسن ہے
غریب اوسکی اخیر میں یہ ہے کہ اگر مر جاویگا اوس رات کو تو جنت میں جاویگا اور باقی دعائیں سونے کی وقت کی اگر
خدا چاہے تو کتاب الدعوات میں مذکور ہونگی اور حافظ نے جو کہا کہ اس باب میں ایک حدیث ہے معاذ بن جبل

کی تو وہ یہ حدیث ہے جسکو روایت کیا ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے معاذ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان سو جاوے طہارت پر پھر رات کو جاگے اور اللہ سے بھلائی مانگے دنیا کی یا آخرت کی تو اللہ اوسکو عنایت فرماویگا اور روایت کیا ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابن عمر سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی سو جاوے طہارت پر اوسکی چادر میں ایک فرشتہ رہیگا جب وہ جاگتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے یا اللہ بخشدے تو اپنے فلان بندے کو کیونکہ وہ باوضو رات کو سویا اور روایت کیا طبرانی نے اوسط میں باسناد جید ابن عباس سے مانند اسکے اوس میں یہ ہے کہ پاک کرو ان بدنون کو اللہ تمکو پاک کرے اور روایت کیا ترمذی نے ابو امامہ سے اور کہا حسن ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی اپنے بچھونے پر باوضو جاوے اور اللہ کو یاد کرتا رہے سونے تک تو وہ رات کی کسی ساعت میں جب کروٹ لیگا اور اللہ سے دنیا یا آخرت کی بھلائی مانگیگا تو اللہ اوسکو دیگا **خاتمہ** حافظ ابن حجر نے کہا کتاب الوضو میں جس قدر حدیثیں مرفوع ہیں اور پانی کا بھی بیان ہے کل مرفوع حدیثین ایکسو چونسٹھ ہین اون مین سے موصول ایکسو سولہ حدیثین ہین اور جو مذکور ہین متابعت اور تعلیق اڑتالیس حدیثین ہین اور مکرر اون مین ۷۳ حدیثین ہین اور خالص بلا تکرار ۹۱ حدیثین ہین جنمین سے ان مین سے معلق ہین باقی موصول ہین اور امام مسلم نے اون مین سے سب حدیثون کو نکالا ہے سوا اونیس حدیثون کے تین تو انمین سے وہی جو تعلیقاً مذکور ہین اور ایک ابن عباس کی حدیث ہے صفت وضو مین اور دوسری حدیث توضأ مرة مرة اور ابو ہریرہ کی حدیث ابغنی احجارا اور ابن مسعود کی حدیث پتھرون اور گوبر کی اور عبد اللہ بن زید کی حدیث دو دو بار دھونے مین اور انس کی حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بالون مین اور ابو ہریرہ کی حدیث کتے کے پانی پینے مین اور سائب بن یزید کی حدیث مہر نبوت مین اور سعید اور عمر کی حدیث موزون کے مسح مین اور عمرو بن امیہ کی اسی باب مین اور سوید بن نعمان کی حدیث ستو سے کلی کرنے مین اور انس کی حدیث نماز مین اونگھنے مین اور ابو ہریرہ کی حدیث مسجد مین پیشاب کرنے کی اور میمونہ کی حدیث گھی کے چوہے مین اور انس کی حدیث کپڑے مین تھوکنے مین پس ان انیس حدیثون کو امام مسلم نے نہین نکالا یہ امام بخاری کے افراد مین سے ہین اور اس کتاب مین صحابہ اور تابعین کے موقوف آثار ۴۴ ہین اون مین سے ۱۴ موصول ہین اور باقی معلق ہین تمام ہوا کلام حافظ کا اور تمام ہوا پارہ پہلا صحیح بخاری علیہ الرحمۃ کے تیس پارون مین سے اللہ تعالی اسکو قبول فرماوے اور اسیطرح دوسرے پارے کو بھی تمام کراوے اپنے فضل اور کرم سے و اللہ الموفق والمعین

کتاب الوضو کے متعلق اور حدیثین جنکو امام بخاری علیہ الرحمۃ نے نہین نکالا

ان مین سے بہت سی حدیثین اگلے ابواب مین اپنے اپنے مقامات مین گذر چکی ہین اور جو باقی رہ گئین انکو ہم اختصار سے بیان کرتے ہین احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور نسائی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور ابن جارود

فصل سمندر کے پانی کے بیان میں

نے منتقی میں اور حاکم نے مستدرک میں اور دار قطنی اور بیہقی نے سنن میں اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ابو ہریرہ رض سے کہ ایک شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور کہا یا رسول اللہ ہم سمندر میں سوار ہوتے ہیں اور تھوڑا پانی اپنے ساتھ رکھتے ہیں پھر اگر ہم اوس سے وضو کریں تو پیاسے رہ جاویں کیا ہم وضو کریں سمندر کے پانی سے آپ نے فرمایا اوسکا پانی پاک کرنے والا ہے اور اوسکا مردہ حلال ہے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور میں نے محمد بن اسمعیل سے پوچھا اس حدیث کو انہوں نے کہا صحیح حدیث ہے ابن عبد البر نے کہا اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو امام بخاری اوسکو اپنی صحیح میں لاتے اور حافظ اور ابن دقیق العید نے اوسکو رد کیا کہ امام بخاری نے یہ ارادہ نہیں کیا کہ سب صحیح حدیثوں کو لاویں پھر ابن عبد البر نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ علما نے اوسکو قبول کیا ہے تو حکم کیا انہوں نے اوس کی صحت کا من حیث المعنی اور رد کیا اوسکو من حیث الاسناد اور ابن عبد البر نے اس سے کم درجہ کی حدیثوں کو صحیح کہا ہے اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن منذر اور ابن مندہ اور بغوی نے اور کہا یہ حدیث صحیح ہے اسکی صحت پر اتفاق ہے ابن اثیر نے شرح مسند میں کہا کہ یہ حدیث صحیح اور مشہور ہے اوسکو نکالا اماموں نے اپنی کتابوں میں اور اس سے حجت لی اور اسکے راوی ثقہ ہیں ابن ملقن نے بدر منیر میں کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور بڑی ہے اور اس کے نو طریقہ میں پھر بیان کیا ان کو اور طول کیا کلام کو اوس میں اور اسکا خلاصہ مذکور ہوگا شیخ تقی الدین نے امام میں کہا اس حدیث میں چار علتیں بیان کی گئی ہیں ایک تو یہ کہ سعید بن سلمہ اور مغیرہ بن ابی بردہ اوس کے اسناد میں مجہول ہیں اور کہا ہے کہ نہیں روایت کیا مغیرہ سے مگر سعید بن سلمہ نے اور نہیں روایت کیا سعید سے کسی نے مگر صفوان بن سلیم نے اور جواب یہ ہے کہ سعید بن سلمہ سے ابو کثیر جلاح نے روایت کیا ہے اور جلاح سے یزید بن ابی حبیب اور عمرو بن حارث نے روایت کیا اس طریقہ کو امام بیہقی نے سنن کبری میں نکالا اور امام احمد اور حاکم نے عمرو کی روایت کو ابن وہب کے طریق سے اور یزید کی روایت کو لیث بن سعد کے طریق سے اور مغیرہ بن ابی بردہ سے یحیی بن سعید اور یزید بن محمد قرشی نے مگر یحیی بن سعید پر اختلاف ہوا اوس میں اور یزید بن محمد کی روایت کو احمد بن عبد الصمد صاحب مسند نے نکالا اور انکے طریق سے بیہقی نے نکالا ذیل میں یہ ہے کہ روایت کیا مغیرہ سے یحیی بن سعید اور یزید قرشی اور حماد نے جیسے حاکم نے مستدرک میں کہا تو مغیرہ سے تین (بلکہ چار) راوی ہوئے اور سعید سے دو اور باطل ہوا دعوی اوسکا جسنے کہا منفرد ہوا سا تھا اوسکے سعید مغیرہ سے اور صفوان سعید سے دوسری علت یہ ہے کہ انہوں نے اختلاف کیا ہے سعید پر بعض کہتے ہیں سعید بن سلمہ ... سعید ... کہا عبد اللہ بن سعید بعضوں نے کہا سلمہ بن سعید لیکن سب میں صحیح یہ ہے کہ اوسکا نام سعید بن سلمہ ہے کیونکہ امام مالک نے ایسا ہی روایت کیا اور بڑے

شان والے ہین اور موافق ہوئی اونکے اور لوگ اور دوسرے دو نام محمد بن اسحاق نے روایت کیے تدلیس کی عادت ارسال ہے ابن عبد البر
نے کہا ابن ابی عمر و حمیدی اور مخزومی نے روایت کیا ابن عیینہ سے اونہون نے یحیی بن سعید سے اونہون نے مغیرہ بن ابی بردہ
سے کہ کچھ لوگ بنی مدلج کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اخیر حدیث تک اور ایسی مرسل حدیث سے حجت نہین ہو سکتی اور
یحیی بن سعید زیادہ حافظ ہین صفوان بن سلیم سے اور زیادہ معتبر ہین سعید بن سلمہ سے شیخ نے کہا یہ اعتراض بنی ہے اصول
حدیث کے ایک قاعدہ پر کہ جو زیادہ حافظ ہو اوسکی مرسل مقدم ہے کم درجے والے کی مسند پر زیلعی ہین ہر کہ سعید بن سلمہ
اگرچہ کم ہے یحیی بن سعید سے لیکن رفع کی زیادتی مقبول ہے اہل اصول کے نزدیک اور بعض اہل حدیث کے نزدیک جو تھی
علت اضطراب ہے تو محمد بن اسحاق کی روایت یون ہے عبد اللہ بن سعید سے اونہون نے مغیرہ سے اونہون نے اپنے باپ
ابو بردہ سے اونہون نے ابو ہریرہ سے ایسا ہی ہے دارمی کی مسند مین اور ایک روایت مین محمد بن اسحق کے سلمہ بن سعید سے مغیرہ
سے اونہون نے ابو ہریرہ سے اور یحیی بن سعید کی روایت ابو عبید قاسم بن سلام نے ہشیم سے نکالی اونہون نے یحیی سے
اونہون نے مغیرہ بن ابی بردہ سے اونہون نے بنی مدلج کے ایک شخص سے اونہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور بعضون نے
اسکو روایت کیا ہشیم سے تو مغیرہ بن ابی برزہ کہا حالانکہ وہ بن ابی بردہ ہے اور ہشیم کبھی وہم کرتا ہے اسناد مین
(ترمذی نے کہا وہم کیا اوس مین ہشیم نے تو کہا مغیرہ بن ابی برزہ) اور وہ متن کو خوب یاد رکھتا ہے شیخ نے کہا
ہشیم کا وہم اس صورت مین ہو سکتا ہے جب ہشیم سے سب نے اسیطرح روایت کی ہو حالانکہ ابو عبید نے ہشیم سے صحیح روایت کیا یعنی
مغیرہ بن ابی بردہ تو معلوم ہوا کہ وہم اوسکا ہے جسنے اوسکو ہشیم سے اسطرح روایت کیا اور ایک روایت مین ہے مغیرہ بن عبد اللہ
سے کہ ایک شخص بنی مدلج کا آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس اور بعضون نے عبد اللہ بن مغیرہ بن ابی بردہ کہا کہ ایک
شخص بنی مدلج مین سے اور بعضون نے عبد اللہ بن المغیرہ سے اونہون نے ایک شخص سے بنی مدلج کے اور بعضون نے عبد اللہ
بن مغیرہ سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے ایک شخص سے بنی مدلج کے بیہقی نے کتاب المعرفۃ مین کہا اس حدیث کو امام
مالک نے موطا مین رکھا اور روایت کیا اسکو ابو داؤد اور اصحاب سنن اور ایک جماعت نے حدیث کے اماموں سے اور
حجت لی اوس سے اور صحیح کہا اوسکو بخاری نے جیسے ترمذی نے اون سے نقل کیا اور بخاری اور مسلم نے اوسکو نہین نکالا
اسوجہ سے کہ اختلاف ہوا سعید بن سلمہ اور مغیرہ بن ابی بردہ کے نامون مین اور امام شافعی نے کہا اسکی اسناد مین
وہ شخص ہے جسکو مین نہین پہچانتا شیخ نے کہا یہ اختلاف ضرر نہین کرتا کیونکہ امام مالک نے اوسکی اسناد کو قائم کیا
صفوان بن سلیم سے ... متابعت کی اونکی لیث بن سعد نے یزید ... سے دونون نے سعید بن سلمہ
سے اونہون نے مغیرہ بن ابی بردہ سے اور متابعت کی سعید کی یزید بن محمد قرشی نے اونہون نے مغیرہ بن ابی بردہ سے اونہون نے

ابوہریرہ سی اونہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تو حدیث صحیح ہوگئی واللہ اعلم اور امام بیہقی نے سنن کبری مین کہا
متابعت کی یحییٰ بن سعید انصاری اور یزید بن محمد قرشی نے سعید کی اس روایت پر مگر اختلاف ہوا اوس مین یحییٰ بن
سعید پر تو روایت کیا گیا اون سے اونہون نے مغیرہ بن عبد اللہ بن ابی بردہ سی کہ کچہ لوگ بنی مدلج کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آئے پہر بیان کیا اوسکو اور روایت کیا گیا یحییٰ سی اونہون نے مغیرہ سی انہون نے ایک شخص سے بنی مدلج کے اور
روایت کیا گیا یحییٰ سے اونہون نے مغیرہ سے اونہون نے اپنے باپ سے اور روایت کیا گیا یحیی سے اونہون نے مغیرہ
بن عبد اللہ سے یا عبد اللہ بن مغیرہ سے اور روایت کیا گیا یحیی سی اونہون نے عبد اللہ بن مغیرہ سے اونہون نے اپنے باپ
سے اونہون نے ایک شخص سے بنی مدلج کے جسکا نام عبد اللہ تہا اور روایت کیا گیا یحییٰ سے اونہون نے عبد اللہ
بن مغیرہ سی اونہون نے ابوبردہ سی اونہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور روایت کیا گیا یحیی سی اونہون نے مغیرہ سے
اونہون نے عبد اللہ مدلجی سی بیان کیا ان سب طریقون کو دارقطنی نے اور بہی اختلاف کیا لوگون نے سعید بن سلمہ
کے نام مین بعضون نے سعید بن سلمہ کہا جیسے امام مالک نے اور بعضون نے عبد اللہ بن سعید مخزومی اور بعضون نے سلمہ
بن سعید اور شافعی نے اسی شخص کی نسبت کہا مین اوسکو نہین پہچانتا یا مغیرہ کی نسبت مگر جس نے اسکا اسناد قائم
کیا وہ ثقہ ہین یعنی امام مالک اور حاکم نے مستدرک مین اس حدیث کو نکالا ہی اور اوسکی متابعات کو اور کہا جہالت
کا طعن سعید اور مغیرہ سی اوٹھ جاتا ہے ان متابعون سے اور ابن مندہ نے کہا کہ صفوان اور جلاح کا اتفاق
موجب ہے سعید بن سلمہ کی شہرت کا اور یحییٰ بن سعید اور سعید بن سلمہ کا اتفاق موجب ہے مغیرہ کی شہرت کو تو
اسناد مشہور ہوگیا اور راوی دونون کے ذات کی جہالت جاتی رہی اور ترمذی کی کتاب مین ان دونو کو ثقہ کہا ہے
تو حال کی بہی جہالت نرہی اور اسی لیے ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا اور بخاری سے اوسکی صحت نقل کی
حافظ نے تلخیص مین کہا دارقطنی نے کہا صواب روایت ہے مغیرہ سے اونہون نے ابوہریرہ سے جیسے امام مالک نے
کی اور ایسا ہی کہا ابن حبان نے اور مغیرہ مشہور ہے جیسے ابوداؤد نے کہا اور امام نسائی نے اوسکو ثقہ کہا اور
ابن عبد الحکم نے کہا کہ افریقہ والون نے اوسپر اتفاق کیا یزید بن ابی مسلم کے قتل کے بعد لیکن اوس نے حکومت قبول
نہ کی تو اس سے معلوم ہوا کہ جس نے گمان کیا کہ مغیرہ مجہول ہے نہین پہچانا جاتا اوسکا قول غلط ہے علاوہ اسکے ابن ابی شیبہ
نے مصنف اور مسند دونون مین اس حدیث کو نکالا حماد بن خالد سی اونہون نے مالک سے اونہون نے اسی سند سے انتہی —
شوکانی نے کہا اس روایت مین جو ذکر ہے کہ ایک شخص نے پوچہا تو اوسکے نام مین اختلاف ہے بعضون نے عبد اللہ
کہا ایسا ہی ابن بشکوال نے روایت کیا اور طبرانی نے کہا عبید اور ایسا ہی کہا ابوموسی اصبہانی نے کتاب

معرفة الصحابہ میں اور کہا عبد ابو زرعہ بلوی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سمندر کے پانی کو پوچھا اور بعضوں نے کہا عبید
اور سمعانی نے انساب میں کہا کہ اوسکا نام عرکی تھا اور یہ غلط ہے عرکی تو صفت ہے یعنی ملاح کے ابن منیع نے کہا مجھکو
پہونچا کہ اوسکا نام عبد تھا ۲ ابن ماجہ نے سنن میں اور امام احمد اور ابن حبان اور دارقطنی اور حاکم نے جابر سے روایت
کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے سمندر کے پانی سے آپنے فرمایا وہ پاک ہے (یا پاک کرنیوالا ہے طہور کے دونو معنی
آئے ہیں اور صحیح پاک کرنے والا ہے) اور حلال ہے مردہ اوسکا شوکانی نے کہا اس حدیث کا ایک اور طریق ہے جسکو
نکالا طبرانی نے کبیر میں اور دارقطنی اور حاکم نے حافظ نے کہا اسکا اسناد حسن ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں صرف
تدلیس کا شبہ ہے کیونکہ اسمیں ابن جریج اور ابو الزبیر ہیں اور وہ دونوں تدلیس کرتے ہیں ابن سکن نے کہا جابر کی حدیث اس
باب میں سب سے زیادہ صحیح ہے زیلعی نے کہا حاکم نے مستدرک میں سکوت کیا اس حدیث سے ۳ دارقطنی نے روایت
کیا موسی بن سلمہ سے اونہوں نے ابن عباس سے مرفوعًا اوسی طرح جیسے گذرا پھر کہا کہ صواب یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے اور
روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک میں اور سکوت کیا اوس سے حافظ نے تلخیص میں کہا اوس کے راوی ثقہ ہیں
۴ ابن عبد البر نے تمہید میں مسلم بن مخشی سے اونہوں نے کہا فراسی نے کہا میں بحر اخضر میں شکار کرتا تھا اکثر ہوا
پر اور ایک مشک پانی کی اپنے ساتھ اوٹھا لیتا تو جب میں مشک سے وضو کرتا تو مجھکو آرام رہتا اور پھر پینے
کے لیے پانی بچ رہتا پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے یہ قصہ بیان کیا آپنے فرمایا وہ پاک
کرنے والا ہے پانی اوسکا اور حلال ہے مردہ اوسکا عبد الحق نے احکام میں کہا فراسی کی حدیث کو کسی نے روایت نہیں
کیا سوا مسلم بن مخشی کے اور مسلم بن مخشی سے بھی علم میں کسی نے روایت نہیں کیا سوا بکر بن سوادہ کے انتہی ابن
القطان نے اپنی کتاب میں کہا عبد الحق نے انقطاع کا حال معلوم نہیں کیا اور یہ روایت منقطع ہے کیونکہ ابن
مخشی نے فراسی سے نہیں سنا بلکہ روایت کرتا ہے اوسکو ابن فراسی سے وہ اپنے باپ سے اور ترمذی نے کہا کہ میں نے
محمد بن اسمعیل سے ابن فراسی کی حدیث کو پوچھا اونہوں نے کہا یہ حدیث مرسل ہے ابن فراسی نے حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کو نہیں پایا اور فراسی صحابی ہے اس سے معلوم ہوا ہے کہ یہ حدیث ابن فراسی سے بھی مروی ہے اور اس میں
فراسی کا ذکر نہیں ہے تو مسلم بن مخشی فراسی کے بیٹے سے روایت کرتا ہے اور اسکی روایت فراسی سے مرسل
ہے اور روایت ابن فراسی کی حدیث کو ابن ماجہ نے سنن میں نکالا مسلم بن مخشی سے اونہوں نے ابن فراسی سے اونہوں نے کہا میں
شکار کرتا تھا اور میرے پاس ایک مشک تھی اوس میں پانی رکھ لیتا اور میں نے وضو کیا سمندر کے پانی سے پھر یہ
ذکر کیا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپنے فرمایا وہ پاک کرنیوالا ہے پانی اوسکا اور حلال ہے مردہ اوسکا

تمسرجم کہتا ہی تو دونو طریق مرسل (منقطع) ہو گئے ابن عبد البر کا اسوجہ سی کہ سالم نے فراسی سی نہین سنا اور ابن ماجہ کا
اسوجہ سی کہ ابن فراسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہین پایا ۵ عبد اللہ بن عمرو بن عاص سی روایت کیا دارقطنی
نے مانند اسکی جیسے گذرا ابوہریرہ کی حدیث سی اور روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین اور سکوت کیا اوس سے نیل
مین ہی کہ اسکے اسناد مین مثنی ہی جو روایت کرتا ہے عمرو بن شعیب سے اور وہ ضعیف ہے حافظ نے کہا حاکم کی روایت
مین مثنی کے بدلی اوزاعی ہی اور وہ محفوظ نہین ہی ۶ حاکم نے مستدرک مین اور دارقطنی نے امام حسین بن علی
سے روایت کیا اونہون نے اپنے والد ماجد حضرت علی سے مرفوعاً ابوہریرہ کی حدیث کی مانند سکوت کیا اوس سے حاکم نے
حافظ نے کہا اوسکے اسناد مین ایک راوی ہے جو پہچانا نہین جاتا ہے ۷ دارقطنی نے ابن عمر سے نکالا مانند حدیث
ابوہریرہ کے ۸ دارقطنی نے نکالا عبد العزیز سے اونہون نے وہب بن کیسان سی اونہون نے جابر بن عبد اللہ سی اونہون
نے ابوبکر صدیق سی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے سمندر کے پانی سے اخیر حدیث تک اوسکی سند مین عبد العزیز
بن عمران ہی ابن ابی ثابت ذہبی نے کہا اتفاقی ہی اوسکے ضعف پر پھر نکالا اوسکو عبید اللہ بن عمر سے انہون نے
عمرو بن دینار سی اونہون نے ابو الطفیل سے اونہون نے ابوبکر صدیق سی موقوفاً ذہبی نے کہا یہ سند صحیح ہی اور روایت
کیا اوسکو ابن حبان نے کتاب الضعفا مین سری بن عاصم ہمدانی سے اونہون نے محمد بن عبید اللہ بن عمر سی
مرفوعاً اور کہا کہ سری حدیث کو چوراتا ہے اور موقوف کو مرفوع کرتا ہے اوس سے حجت لینا حلال نہین اور یہ قول
ہے ابوبکر صدیق کا جسکو اوس نے مرفوع کر دیا حافظ نے کہا عبد العزیز بن ابی ثابت ضعیف ہے اور دارقطنی نے کہا
کہ یہ حدیث موقوفاً صحیح ہے ۹ عبد الرزاق نے مصنف مین اور دارقطنی نے سنن مین نکالا ثوری سی اونہون نے
ابان بن ابی عیاش سی اونہون نے انس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مثل اسکی جو اوپر گذرا دارقطنی
نے کہا ابان متروک ہے شوکانی نے کہا اگر کوئی اعتراض کرے کہ صحابہ کو سمندر کے پانی سے وضو کرنے مین شک
کیون ہوئی تو اسکا جواب یہ ہے کہ جب اونہون نے آپکا یہ قول سنا مت سوار ہو سمندر مین مگر حج کے واسطے یا عمرہ کے
واسطے یا جہاد کے واسطے اللہ کی راہ مین اسلیے کہ سمندر کے نیچے آگ ہی اور آگ کے نیچے سمندر ہی نکالا اوسکو
ابوداؤد اور سعید بن منصور نے سنن مین ابن عمر سے مرفوعاً ابوداؤد نے کہا اوسکے راوی مجہول ہین اور خطابی
نے کہا ضعیف کیا ہی محدثین نے اسناد اوسکا اور بخاری نے کہا یہ حدیث صحیح نہین اور اسکا ایک اور طریق ہی
بزار کے پاس اسکی اسناد مین لیث بن ابی سلیم ہے اور وہ ضعیف ہے) تو انکو گمان ہوا کہ سمندر کے پانی سے وضو
جائز نہ ہوگا اور ابن عمر سی موقوفاً مروی ہی کہ سمندر کا پانی کافی نہین ہے وضو اور جنابت کے لیے اور سمندر کے نیچے آگ

ہے پھر پانی ہے پھر آگ ہے اور گنا سات سمندروں کو اور سات آگوں کو اور عبداللہ بن عمرو بن عاص سے منقول ہے کہ سمندر کے پانی سے طہارت جائز نہیں اور صحابہ کے اقوال حدیث مرفوع اور اجماع کے خلاف حجت نہیں ہیں اور جمہور یہ ہیں کہ سمندر کے پانی سے وضو جائز ہے سب علما کے نزدیک مگر ابن عبدالبر اور ابن عمر اور سعید بن المسیب اور ابوالعالیہ کے نزدیک اور ایسا ہی منقول ہے ابوہریرہ سے لیکن اونہوں نے جو حدیث روایت کی اس سے رد ہوتا ہے اس حکایت کا اور ایسا ہی عبداللہ بن عمر کی روایت رد کرتی ہے اونکے قول کا ۱۰ جوزقانی نے عبداللہ بن عمر سے اونہوں نے کہا سمندر کا پانی کافی نہیں ہے جنابت سے اور نہ وضو کرے اس سے کیونکہ سمندر کے تلے آگ ہے اور آگ کے تلے سمندر ہے یہانتک کہ گنا سات سمندروں کو اور سات آگوں کو اور ابوہریرہ سے اونہوں نے کہا دو پانی کافی نہیں ہیں غسل جنابت کے لیے ایک تو سمندر کا پانی دوسرے حمام کا جوزقانی نے کہا یہ دونوں اثر باطل ہیں اور ان کے اسناد میں محمد بن مہاجر ہے جو حدیث کو بناتا تھا امام سیوطی نے لآلی میں کہا محمد بن مہاجر کو ان دونو اثروں میں کچھ دخل نہیں ہے کیونکہ یہ دونو اثر ابن ابی شیبہ کے مصنف میں موجود ہیں اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابوداؤد طیالسی نے اونہوں نے روایت کی ہشام سے اونہوں نے قتادہ سے اونہوں نے ابوایوب سے اونہوں نے عبداللہ بن عمر سے۔ اونہوں نے کہا سمندر کا پانی کافی نہیں ہے وضو اور جنابت کے لیے سمندر کے نیچے آگ ہے پھر پانی ہے پھر آگ ہے اور کہا حدیث بیان کی مجھ سے ابن علیہ نے اونہوں نے ہشام دستوائی سے اونہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے اونہوں نے ایک انصاری سے اونہوں نے ابوہریرہ سے اونہوں نے کہا دو پانی کافی نہیں ہیں غسل جنابت کے لیے سمندر کا پانی اور حمام کا اور کہا حدیث بیان کی ہم سے وکیع نے اونہوں نے شعبہ سے اونہوں نے قتادہ سے اونہوں نے عقبہ بن صہبان سے اونہوں نے کہا میں نے ابن عمر سے سنا وہ کہتے تھے تیمم مجھکو زیادہ پسند ہے سمندر کے پانی سے وضو کرنے سے اور کہا حدیث بیان کی ہم سے اسحاق بن سلیمان نے اونہوں نے ابوجعفر سے اونہوں نے ربیع بن انس سے اونہوں نے ابوالعالیہ سے وہ سمندر میں سوار ہوئے انکا پانی تمام ہوگیا تو اونہوں نے وضو کیا نبیذ سے اور مکروہ رکھا سمندر کے پانی سے وضو کرنے کو اور عبدالرزاق نے مصنف میں کہا حدیث بیان کی ہم سے معمر نے اونہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے اونہوں نے ایک انصاری سے اونہوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے اونہوں نے کہا دو پانی صاف نہیں کرتے جنابت کو ایک تو سمندر کا پانی دوسرے حمام کا پانی بیہقی نے سنن میں روایت کی عبداللہ بن عمر سے اونہوں نے کہا سمندر کا پانی کافی نہیں ہے وضو سے اور نہ جنابت سے سمندر کے نیچے آگ ہے پھر پانی ہے پھر آگ ہے یہانتک کہ سات دریا گنے اور سات آگیں اور دیلمی نے روایت کی نضیر بن مسلم سے

اونھون نے عبد اللہ بن عمرو سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سمندر کے نیچے آگ ہے اور آگ کے نیچے سمندر ہے اور سمندر
کے نیچے آگ ہے اور بشیر بن مسلم سے ابو داؤد نے روایت کی ہے اور ذہبی نے کہا وہ تابعی تھا اوسکا حال معلوم نہین انتہی
۱۱ ابن ماجہ نے روایت کی ابوہریرہ سے کہ پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اون حوضون سے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان
ہین تو کہا گیا آپ سے کہ کتے اور درندے گذرتے ہین اوس پر آپ نے فرمایا اون کا ہے جو وہ پی گئے اپنے پیٹون مین
اور ہمارا ہے جو بچ رہا پینے کو اور طہارت کرنے کو زیلعی نے کہا یہ حدیث معلول ہے عبد الرحمن بن زید بن اسلم
کی وجہ سے اور اس حدیث سے لازم آتا ہے کہ کتے کا بھی جوٹھا پاک ہے ۱۲ دارقطنی نے سنن مین جابر سے کہا گیا یا رسول
اللہ کیا وضو کرین ہم اوس پانی سے جو گدہون کے پینے سے بچ رہے آپ نے فرمایا ہان اور جو درندون کے پینے
سے بچ رہے اس کے اسناد مین داؤد بن الحصین ہے روایت کیا اوس سے بخاری اور مسلم نے اور امام مالک نے لیکن
ضعیف کہا اوسکو ابن حبان نے شوکانی نے کہا اس حدیث کو شافعی اور بیہقی نے معرفۃ مین نکالا اور کہا اسکی
کئی اسنادین جب سب ملائی جاوین تو یہ حدیث قوی ہو جاتی ہے اور مشکوۃ مین ہے کہ روایت کیا اوسکو بغوی
نے شرح السنۃ مین ۱۳ امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور امام مالک اور ابن
حبان اور حاکم نے روایت کیا کبشہ بنت کعب بن مالک سے وہ ابن ابی قتادہ کے نکاح مین تہین کہ ابو قتادہ
اون کے پاس گئے اونھون نے اون کے لیے وضو کا پانی رکھا اتنے مین بلی آئی، پانی پینے لگی ابو قتادہ نے
برتن جھکا دیا اوسکے لیے یہانتک کہ اوس نے پی لیا کبشہ نے کہا ابو قتادہ نے دیکھا مین اونکی طرف دیکھ رہی
ہون (تعجب سے) اونھون نے کہا ای بھتیجی میری تو تعجب کرتی ہے مین نے کہا ہان اونھون نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا بلی نجس نہین ہے وہ تو تم پر پھیرنے والون مین سے ہے یا پھیرنے والیون مین سے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن
صحیح ہے اور یہ عمدہ ہے سب سے اس باب مین اور جید کیا اوسکو امام مالک نے اور کوئی نہین لایا اون سے زیادہ پورا
حاکم نے کہا امام مالک نے اس حدیث کو صحیح کیا اور حجت لی اوس سے موطا مین اور بخاری اور مسلم نے گواہی دی کہ اہل
مدینہ کی حدیث مین امام مالک کا قول معتبر ہے تو جب ہوا رجوع اوس طرف بلی کی پاکی مین شیخ نے امام مین کہا ابن
خزیمہ اور ابن مندہ نے بھی اوسکو روایت کیا اپنی صحیحین مین اور ابن مندہ نے کہا کہ حمیدہ اور اسکی خالہ کبشہ اور
کوئی روایت اون سے معلوم نہین ہوتی اور وہ مجہول ہین اور یہ حدیث کسی طریق سے ثابت نہین ہو سکتی انتہی شیخ
نے کہا حمیدہ سے اور کوئی روایت نہین ہے تو جس نے اس حدیث کو صحیح کہا اوس نے امام مالک کے روایت کرنے پر
بھروسا کیا کیونکہ وہ مشہور ہین تثبت اور ثقاہت مین شوکانی نے کہا بخاری اور عقیلی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان

اور حاکم اور دار قطنی نے اوسکو صحیح کہا اور حافظ ابن مندہ نے یہ اعتراض کیا کہ حمیدہ سے اور ایک حدیث مروی ہے جسکا
کا جواب نیچے وبین میں روایت کیا اوسکو ابو داؤد نے اور ایک حدیث اور مروی ہے جسکو نکالا ابو نعیم نے معرفہ میں اور روایت
کیا اوس سے اسحاق اور اوسکے بیٹے یحییٰ نے اور اسحاق ثقہ ہے تو جہالت اوسکی جاتی رہی اور کبشہ تو صحابیہ ہے اور اوسکا
جہل ضرر نہیں کرتا ۱۴ جابر سے روایت کی ابن شاہین نے ناسخ اور منسوخ میں اوسی مضمون سے جو اوپر گذرا ۱۵
دارقطنی نے نکالا سنن میں یعقوب بن ابراہیم انصاری سے انہوں نے عبد ربہ بن سعید سے اونہوں نے اپنے باپ سے انہوں
نے عروہ بن الزبیر سے اونہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے اونہوں نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بلی گذرتی تھی آپ
اوسکے لیے برتن جھکا دیتے وہ پانی پیتی پھر آپ وضو کرتے اوس پانی سے جو بچ رہتا دارقطنی نے کہا یہ یعقوب ابو یوسف
قاضی ہیں اور عبد ربہ وہ عبد اللہ بن سعید مقبری ہے اور وہ ضعیف ہے پھر نکالا اس حدیث کو محمد بن عمر واقدی سے
اونہوں نے عبد الحمید بن عمران بن ابی انس سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے عروہ سے اونہوں نے عائشہ سے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلی کیطرف برتن کو جھکا دیتے یہانتک کہ وہ پی لیتی اوس میں سے پھر وضو کرتے آپ اوسکے
نیچے پانی سے واقدی میں گفتگو ہے اور اسکا ایک اور طریق ہے نکالا اوسکو طحاوی نے شرح معانی الآثار میں علی بن
معبد سے اوس نے خالد بن عمرو خراسانی سے اوس نے صالح بن حسان سے اوس نے عروہ بن الزبیر سے اوس نے عائشہ سے پھر بیان
کیا اوسکو اور روایت کیا ابو داؤد نے اوس کی سنن میں داؤد بن صالح تمار سے اونہوں نے اپنی ماں سے کہ انکی مولاۃ (آزاد
لونڈی) نے ہریسہ بھیجا حضرت عائشہ صدیقہ پاس دیکہا تو وہ نماز پڑہ رہی ہیں اونہوں نے اشارہ کیا کہ رکہدے
اتنے میں بلی آئی اور اوس نے اوس میں سے کہا لیا جب نماز سے فارغ ہوئیں تو اونہوں نے اوسی جگہہ سے کہایا جہاں سے
بلی نے کہایا تہا پھر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ نجس نہیں ہے وہ تو پہرنیوالوں میں سے ہے تم پر اور میں
نے دیکہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ وضو کرتے تہے بلی کے بچے ہوئے پانی سے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی
نے اور کہا متفرد ہوا اوسکے ساتہہ عبد العزیز دراوردی داؤد بن صالح سے اوس نے اپنے ماں سے ان لفظوں سے
اور روایت کیا ابن ماجہ اور دارقطنی نے حضرت عائشہ سے کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں وضو کرتے تہے
ایک برتن سے جس میں بلی پی چکتی تہی دارقطنی نے کہا اسکے اسناد میں حارثہ ہے عمرہ سے اونہوں نے عائشہ سے اور حارثہ میں
کچہ قباحت نہیں انتہی شوکانی نے کہا یہ حدیث تمام طریقوں سے ضعیف ہے اور ان حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ
بلی کا جوٹہا پاک ہے اور یہی قول ہے شافعی اور اوزاعی کا اور ابو حنیفہ کے نزدیک بلی نجس ہے مثل اور درندوں کے
لیکن بلی کا جوٹہا اور منہ اونہوں نے مکروہ رکہا ہے ۱۶ امام طحاوی نے کعب بن عبد الرحمان سے اونہوں نے

دیکھا اپنے دادا ابو قتادہ کو وضو کرتے ہوئی پھر بلی آئی تو اونہون نے برتن جھکا دیا یہانتک کہ اوسنے پی لیا پر تن پھر مین
نے کہا بابا و اتم ایسا کیون کرتے ہو اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے تھے یا آپنے فرمایا وہ تمپر پھرنے
والون مین سے ہے ۱۷ طبرانی نے معجم صغیر مین انس بن مالک سے اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ
مین ایک زمین پر گئے جسکو بطحان کہتے تہے آپنے فرمایا ای انس میرے لیے وضو کا پانی رکھہ مین نے رکھا جب آپ
حاجت سے فارغ ہوکر برتن کیطرف آئے تو ایک بلی آئی اوسنے برتن مین منہ ڈالدیا آپ تہوڑا اٹہیر گئے یہانتک
کہ اوسنے پانی پی لیا پھر میں نے آپ سے پوچھا تو آپنے فرمایا ای انس بلی گہر کی چیزون مین سے ہے کسی چیز کو نجس نہین
کرتی اور پلید نہین کرتی ۱۸ ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین حضرت عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا بلی ناپاک نہین ہے وہ تو گہر والون کیطرح ہے اور روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرک مین اور کہا بخاری مسلم
کی شرط پہ ہے اور انہون نے نہین نکالا اسکو اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے سنن مین اسمین یہ ہے کہ گہر کے
بعض چیزون کیطرح ہے ۱۹ دارقطنی وغیرہ نے نکالا ابن عمر سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر مین نکلے
پھر رات کو چلے تو ایک شخص پر گذرے جو ایک حوض کے پاس بیٹہا تہا حضرت عمر نے کہا اے حوض والے
تیری حوض مین رات کو درندون نے منہ ڈالا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای حوض والے مت خبر کر اون کو
یہ تکلف کرتے ہین درندون کا ہے جو وہ اٹہا لے گئے اپنے پیٹون مین اور ہمارا وہ ہے جو بچ رہا پینے
کو اور طہارت کرنے کو اور روایت کیا اوسکو مالک نے موطا مین اوس مین یہ ہے کہ حضرت عمر رضہ چند سوارون
مین نکلے جن مین عمرو بن عاص بہی تہے پھر ایک حوض پر آئے عمرو نے کہا ای حوض والے تیرے حوض پر درندے آتے ہین حضرت
عمر نے کہا ای حوض والے مت خبر کر ہمکو کیونکہ ہم آتے ہین درندون پر اور وہ آتے ہین ہمپر رزین نے کہا اس مین
بعض راویون نے زیادہ کیا کہ حضرت عمر نے کہا مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے درندون کا
ہے جو وہ لے گئے پیٹ مین لیکر اور جو بچ رہا وہ ہمارے لیے ہے طہارت کرنے والا اور پینے کے لیے ۲۰ حاکم نے مستدرک
مین روایت کیا ابو ہریرہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلی درندہ ہے حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے نہین نکالا
اوسکو بخاری اور مسلم نے اور منفرد ہوا ساتہ اسکے عیسے ابو زرعہ سے مگر عیسی سچا ہے اوسپر کوئی جرح نہین ہوا انتہی
ذہبی نے مختصر مین اسپر اعتراض کیا اور کہا ضعیف کیا اسکو ابو داؤد اور ابو حاتم نے ابن ابی حاتم نے علل مین
کہا ابو زرعہ نے کہا نہین رفع کیا اسکو ابو نعیم نے اور انکی روایت زیادہ صحیح ہے اور عیسی قوی نہین ہے اور
روایت کیا اوسکو دارقطنی نے سنن مین ایک قصہ کے ساتہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے کچہ لوگون

کے گہر آتے اور کچہ پاس اور ایک گہر تہا وہان نہ جاتے ایا امر اونپر شاق ہوا اونہون نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ فلان
کے گہر پر آتے ہین اور ہماری گہر پر تشریف نہین لاتے آپنے فرمایا تمہاری گہر مین کتا ہے اونہوں نے کہا یا رسول اللہ اُن
کے گہر مین بلی ہے آپنے فرمایا بلی تو درندہ ہی ہیہ نکالا اوسکو مختصرا ابوہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
بلی درندہ ہے اور وکیع نے کہا کہ بلی درندہ ہے اور روایت کیا اوسکو احمد اور ابن ابی شیبہ اور اسحاق بن راہویہ
نے اپنی مسندون مین وکیع سے اس لفظ سے کہ بلی درندہ ہے اور نکالا اوسکو عقیلی نے کتاب الضعفا مین عیسی بن
المسیب سے اور کہا کہ یحیی بن معین نے ضعیف کیا عیسے کو اور کہا نہین متابعت کرتا اوسکی مگر جو اوسکی مثل ہے
یا اوس سے بہی کم ہے اور روایت کیا احمد اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی نے ابوہریرہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلائے
گئے ایک قوم کے گہر کیطرف تو آپنے قبول کیا پہر بلائے گئے دوسرے لوگون کے گہر کی طرف تو قبول نہ کیا لوگون نے
اس باب مین عرض کیا آپسے آپنے فرمایا اُن کے گہر مین کتا ہے لوگون نے کہا اُنکے گہر مین بلی ہے آپنے فرمایا بلی نجس نہین
ہے وہ تو پہیرنے والون مین سے ہے یا پہیرنے والیون مین سے نمبر ۲۱ - امام طحاوی نے شرح الآثار مین قرہ بن خالد
سے اونہون نے محمد بن سیرین سے اونہون نے ابوہریرہ سے کہ فرمایا جناب رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دہویا جاوے گا برتن
بلی کے منہ ڈالنے سے ایکبار یا دو بار طحاوی نے کہا اسکا اسناد صحیح ہے اور متصل پہر نکالا اوسکو ہشام بن حسان
سے اوس نے محمد بن سیرین سے اوس نے ابوہریرہ سے موقوفا اور کہا یہ قدح نہین کرتا اوس کے رفع مین کیونکہ قرہ ثقہ ہے
اور ضابط اور متقن اور ابوہریرہ اپنی طرف سے کوئی حدیث بیان نہین کرتے تہے پہر بسند نقل کیا ابن سیرین سے
وہ جب ابوہریرہ سے حدیث بیان کرتے تو لوگ پوچہتے کیا یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے ابن سیرین کہتے
ابوہریرہ کی سب حدیثین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہین پہر نکالا دوسرے طریق سے ابوہریرہ سے موقوفا ابو صالح سمان
سے کہ ابوہریرہ نے کہا دہویا جاویگا برتن بلی کے جوٹہے سے جیسے دہویا جاتا ہے کتے کے جوٹہے سے اور دارقطنی نے
سنن مین اس روایت کو موقوفا اور مرفوعا دو طرح نقل کیا ہے صاحب تنقیح نے کہا ابو صالح سے مرفوعا صحیح نہین
ہے بلکہ اوسکا وقف ابوہریرہ پر صحیح ہے (اور امام شوکانی نے نیل الاوطار مین اسحدیث کو بیان نہین کیا حالانکہ
یہ زیادہ صریح تہی ابو حنیفہ کے مطلب مین) اور نکالا طحاوی نے ابن عمر سے کہ وہ وضو نہ کرتے تہے کتے اور بلی
کے بچے ہوئے پانی سے اور ان کے سوا مین کچہ قباحت نہین دوسری روایت مین ہے کہ ابن عمر نے کہا مت وضو کرو
گدہے اور بلی اور کتے کے جوٹہے سے اور نکالا سعید سے اونہون نے کہا جب بلی برتن مین منہ ڈالے تو اوسکو دہو دو
بار یا تین بار اور نکالا حسن اور سعید بن المسیب سے بلی مین جو برتن مین منہ ڈالے ایک نے کہا ایکبار دہوو دوسرے نے کہا دو بار دہووے

اور نکالا قتادہ سے کہ سعید بن المسیب اور حسن کہتے تھے دہویا برتن کو تین بار یعنے بلی کے جوٹھے سے اور نکالا حسن سے کہ بلی
جب برتن مین منہ ڈالے یا اوس مین سے پیے تو وہ پانی بہا دیا جاوے اور برتن ایک بار دہویا جاوے اور نکالا یحییٰ بن
ایوب سے اونہون نے پوچھا یحییٰ بن سعید سے کہ کن جانورون کے بچے ہوئے پانی سے وضو نہ کیا جاوے گا اونہون نے کہا سور
اور کتے اور بلی کے بچے پانی سے امام طحاوی نے کہا جو جانور حلال ہین اون کا جوٹھا پاک ہے اور جو جانور حرام ہین نجس
جیسے کتا اور سور اُن کا جوٹھا حرام ہے اور جو جانور حرام ہین لیکن جیسے آدمی انکا جوٹھا پاک ہے اور بلی اور گدہے
اور درندون کا جوٹھا مکروہ ہے اور ہمارا یہی قول ہے اور یہی مذہب ہے ابوحنیفہ کا مترجم کہتا ہے بلی اور درندوں اور چارپایوں
کا جوٹھا پاک ہونا قوی ہے اور یہی قول ہے ابوحنیفہ کے دونون شاگردون یعنی امام محمد اور ابو یوسف کا اور اسی کو
ترجیح دی امام شوکانی نے اور طحاوی نے جو حدیث ابوہریرہ سے نقل کی کہ بلی کے جوٹھے سے برتن دہویا جاوے اگر اسکی
رفع کو تسلیم کرین تو معارض ہوگی اوسکے وہ روایت ابی ہریرہ کی کہ بلی نجس نہین ہے جو اوپر گذری اور یہ حدیث
کہ بلی درندہ ہے اس سے نجاست ثابت نہین ہوتی کیونکہ درندون کے جوٹھے کی نجاست کہان سے ثابت ہوئی اب
ابوقتادہ کی مرفوع حدیث بغیر تعارض کے رہی اوس سے بلی کے جوٹھے کی طہارت نکلتی ہے اور جو آثار طحاوی نے
ابن عمر اور تابعین سے نقل کیے وہ احادیث مرفوعہ کے خلاف حجت نہین ہین واللہ اعلم **۲۲** ترمذی نے روایت
کیا اپنی کتاب مین ایوب سے اونہون نے محمد بن سیرین سے اونہون نے ابوہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جب کتا برتن مین منہ ڈالدیوے تو سات بار دہویا جاویگا اور جب بلی منہ ڈالدیوے تو ایک بار دہویا جاوے گا۔
ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی طریقون سے ابوہریرہ سے مروی ہے لیکن اوس مین بلی کے منہ ڈالنے کا ذکر
نہین ہے ابن جوزی نے تحقیق مین کہا اس روایت کے اسناد مین سوار بن عبداللہ ہے وہ کچھ نہین ہے سفیان ثوری نے
کہا شیخ نے امام مین کہا ابن جوزی نے بڑی غلطی کی کیونکہ یہ سوار تو شیخ ہے ترمذی کا سوار بن عبداللہ بن سوار
بن عبداللہ بن قدامہ جو ۲۴۵ھ مین مرا اور اس سے روایت کیا ابوداؤد اور نسائی اور بہت لوگون نے اور نسائی
نے کہا وہ ثقہ ہے اور ابن حبان نے اوسکو ثقات مین لکھا اور جس سوار پر جرح کیا سفیان ثوری نے وہ سوار بن
عبداللہ بن قدامہ ہے اگلے طبقہ کا تنقیح مین ہے البتہ اس حدیث مین یہ علت ہے کہ مسدد نے اوسکو روایت کیا معتمر
سے تو وقف کیا اوسکو ابوہریرہ پر ایسا ہی نکالا ابوداؤد نے امام مین کہا خلاصہ یہ ہے کہ اوسکے رفع مین اختلاف
ہے اور ترمذی نے اعتماد کیا اوسکی صحت مین راویون کی ثقاہت پر اور نہین التفات کیا اوس طرف کہ بعضون
نے اوسکو وقف کیا مترجم کہتا ہے سوار ثقہ ہے اور ثقہ کی زیادتی مقبول ہے اور اوپر گذر طحاوی کی مسند سے

ابن سیرین سے کہ اونہون نے کہا ابوہریرہ کی سب حدیثین مرفوع ہین اور متابعت کی اس روایت پر ایوب نے رفع کرنے
مین قرہ بن خالد نے اور وہ بھی ثقہ تہا نکالا اوسکو طحاوی نے پس یہ عمدہ دلیل ہوئی ابوحنیفہ کی بلی کا جوٹہا مکروہ
ہونے مین پر عمل نہین کیا ابوحنیفہ نے اس حدیث کے پہلے جملہ پر کہ کتے کا جوٹہا برتن سات بار دہویا جاوے حالانکہ
وہ تمام طریقون سے ثابت ہے اور عمل کیا دوسرے جملہ پر جس مین اختلاف ہے اور یہ کمال عجیب ہے واللہ اعلم مترجم کہتا ہے
گدہون کے متعلق حدیثین ہم خدا چاہے تو کتاب الذبائح والصید مین بیان کرین گے اسی طرح دباغت کے متعلق بھی
سب حدیثین وہین ذکر کرین گے ۳۳ ابوداؤد نے ابوہریرہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مین سے
کوئی نجاست کو روندے اپنے موزون سے (اور دوسری روایت مین ہے کہ اپنے جوتے سے) تو مٹی پاک کرنے والی ہے
اون کو اور ایسا ہی روایت کیا ابن ماجہ نے اور ابن حبان نے اور حاکم نے مستدرک مین اور کہا صحیح ہے مسلم کی شرط
پر نووی نے خلاصہ مین کہا اوسکا اسناد صحیح ہے ابن القطان نے کہا ابوداؤد نے یہ حدیث محمد بن کثیر سے روایت
کی اونہون نے اوزاعی سے اور یہ صحیح نہین ہو سکتی محمد بن کثیر ضعیف ہے امام احمد نے کہا وہ منکر الحدیث ہے یہ عبداللہ
نے نقل کیا اور صالح نے نقل کیا احمد سے کہ وہ میرے نزدیک ثقہ نہین ہے اور نکالا اوسکو ابوداؤد نے دوسرے طریق
سے منذری نے کہا پہلے طریق مین محمد بن عجلان ہے بخاری مسلم نے اوس سے حجت نہین لی اوس مین گفتگو ہے اور
دوسرے مین ایک راوی مجہول ہے شوکانی نے کہا اس حدیث کو ابن السکن اور بیہقی نے بھی نکالا اور اس مین اختلاف
ہے اوزاعی پر اور ابن ماجہ نے دوسرے طریق سے روایت کیا ابوہریرہ سے مرفوعاً اوس مین یہ ہے کہ زمین کا بعض اسکا پاک
کرتا ہے بعض کو اور اسناد اوسکا ضعیف ہے اور وہ شخص جو مجہول ہے ابوداؤد کے دوسرے طریق مین اوزاعی کا شیخ
ہے کیونکہ انہون نے کہا مجھے خبر دی گئی اور شاید وہ محمد بن عجلان ہو اور اس سے بخاری نے شواہد مین اور مسلم نے متابعات
مین نکالا ہے اور ثقہ کہا اوسکو کتنون نے اور کلام کیا اوس مین کتنون نے ۳۴ امام احمد اور ابوداؤد اور
عبد بن حمید اور اسحاق بن راہویہ اور ابویعلے موصلی اور ابن حبان اور حاکم نے صحیح مین روایت کیا ابوسعید
خدری سے اونہون نے کہا ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ نماز پڑہ رہے تھے اتنے مین اپنی
جوتیان اوتارین اور بائین طرف رکھہ لین جب لوگون نے یہ دیکہا تو اپنی جوتیان اوتار ڈالین آپ جب
نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا تم نے اپنی جوتیان کیون اوتارین اونہون نے عرض کیا ہم نے دیکہا آپ نے اپنی
جوتیان اوتارین تو ہم نے بھی اتار ڈالین آپ نے فرمایا میرے پاس تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور خبر دی
کہ جوتیون مین پلیدی ہے اور آپ نے فرمایا جب تم مین سے کوئی مسجد مین آوے تو دیکہے اور ایک روایت مین ہے کہ اپنی

جوتی کی طہارت

جوتیوں کو اولٹے اور دیکھے پھر اگر اون میں پلیدی یا نجاست دیکھے تو اون کو رگڑ دے زمین پر) اور نماز پڑہے انکو پہنکر ابن حبان کی روایت میں یہ نہیں ہے کہ نماز پڑہے اون میں شوکانی نے کہا اس حدیث کی وصل اور ارسال میں اختلاف ہے اور ابو حاتم نے اوسکی وصل کو ترجیح دی (۲۵) ابو داؤد نے روایت کی حضرت عائشہ سے اوسی کے مضمون میں جو اوپر گذری اور ابن عدی نے اوسکو کامل میں نکالا اس لفظ سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آدمی اپنی جوتیوں سے نجاستکو گھسیٹے (روندے) آپنے فرمایا مٹی انکو پاک کرنے والی ہے اور کہا کہ اوسکی اسناد میں عبد اللہ بن زیاد بن سمعان ہے ضعیف کیا اوس کو بخاری اور مالک اور احمد اور ابن معین نے اور کہا اوسکی حدیث پر ضعف ظاہر ہے اور روایت کیا اوسکو ابن جوزی نے علل متناہیہ میں دارقطنی کے طریق سے اپنی سند سے ابن سمعان تک اور کہا کہ دارقطنی نے کہا اس حدیث کا مدار ابن سمعان پر ہے اور وہ ضعیف ہے ابن جوزی نے کہا امام مالک نے کہا وہ کذاب ہے اور احمد نے کہا متروک الحدیث ہے شوکانی نے کہا اس باب میں ام سلمہ سے مروی ہے چاروں عالموں کے پاس اور انس سے امام بیہقی کے پاس سند ضعیف اور بنی عبد الاشہل کی ایک عورت سے امام بیہقی کے پاس یہ سب ابو ہریرہ کی حدیث کی مانند ہیں اور ابو سعید کی حدیث کی مانند کئی حدیثیں ہیں حاکم کے پاس انس سے اور ابن مسعود سے اور دارقطنی کے پاس ابن عباس سے اور اسناد اسکا ضعیف ہے اور دارقطنی کے پاس عبد اللہ بن الشخیر سے اوسکا بھی اسناد ضعیف ہے اور بزار کے پاس ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث سے اور اسناد اس کا ضعیف ہے اور معلول لیکن ایک روایت دوسری کو قوی کرتی ہے تو حجت ہو سکتی ہے اون سے اوسپر کہ جوتا زمین پر رگڑنے سے پاک ہو جاتا ہے خواہ اوس میں تر نجاست لگے یا سوکھی اور یہی مذہب ہے اوزاعی اور ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ اور ابو یوسف اور ظاہریہ اور ابو ثور اور اسحاق اور احمد کا ایک روایت میں اور یہی ایک روایت ہے شافعی سے اور عترت اور شافعی اور محمد کا یہ قول ہے کہ وہ پاک نہیں ہوتا رگڑنے سے نہ سوکھی نجاست سے نہ تر نجاست سے اور بعضوں کا یہ قول ہے کہ اگر سوکھی ہو تو پاک ہو جاتا ہے تر ہو تو پاک نہیں ہوتا اور ظاہر یہ ہے کہ ہر ایک قسم کی نجاست جو جوتے میں لگی (جرم دار ہو یا رقیق) برابر ہے اور ہر ایک پاک ہو جاویگی رگڑنے سے مٹی پر اور یہی حق ہے اور مخالفین کی دلیلیں واہی ہیں اور جوتے اور موزے دونوں کا یہی حکم ہے انتہے مختصرا (۲۶) احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کی ام المومنین ام سلمہ سے اونہوں نے کہا میں ایک عورت ہوں کہ پلو لنبا رکہتی ہوں اور گندی جگہہ میں چلتی ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پاک کرتی ہے اوسکو وہ جگہہ جو گندی جگہہ کے بعد ہے (۲۷) ابو داؤد اور

ابن ماجہ نے ایک عورت سے بنی عبد الاشہل کی اوس نے کہا یا رسول اللہ ہماری راہ مسجد کو گندی ہے تو جب پانی برسے تو ہم کیا
کریں آپنے فرمایا اوسکے بعد وہ راہ نہیں جو اچھی ہو اوس سے وہ بولی ہے آپنے فرمایا تو وہ اسکا بدل ہے **۲۸** ابن ماجہ
نے ابو ہریرہ سے کہا گیا یا رسول اللہ ہم مسجد کو جاتے ہیں تو چلتے ہیں نجس راہ پر سے آپنے فرمایا زمین پاک کرتا ہے اوس کا
ایک حصہ دوسرے حصے کو **۲۹** رزین نے ابن عباس سے اونہوں نے کہا جب تیرا کپڑا یا تیرا پاؤں تر نجاست پر لگے تو
اوسکو دہو ڈال اور جو سوکھی پر لگے تو کچھ نہیں تجھپر **۳۰** امام احمد اور بخاری اور نسائی اور بیہقی نے روایت
کی ابو ہریرہ اور ابو سعید سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مکھی تم سے کسی کے پینے کی چیز میں پڑ جاوے تو اوسکو
اچھی طرح ڈبو دے پہر نکالے اور پہینک دے کیونکہ اوسکے ایک بازو میں شفا ہے اور دوسرے میں بیماری ہے شوکانی نے کہا
اس باب میں انس سے روایت کیا ابن ابی خیثمہ نے تاریخ میں حافظ نے کہا اوسکا اسناد صحیح ہے اور ابو داؤد اور
ابن خزیمہ اور ابن حبان کی روایت میں یہ ہے کہ وہ آگے کرتی ہے اپنے اوس بازو کو جس میں بیماری ہے تو ڈبو دے
اوسکو ساری کو پہر نکال ڈالے اوسکو اور روایت کیا اوسکو دارمی اور ابن ماجہ نے اور ابن السکن کی روایت
میں ہے کہ اوسکے ایک بازو میں دوا ہے اور ایک میں بیماری یا زہر ہے اور نسائی کی ایک روایت میں ابو سعید
سے یہ ہے کہ مکھی کے ایک بازو میں زہر ہے اور دوسرے میں شفا ہے پہر جب وہ کہانے میں گرے تو اوسکو ڈبو دو ہم
مین کیونکہ وہ آگے کرتی ہے زہر کو اور پیچھے رکھہ لیتی ہے شفا کو اور روایت کیا اوسکو ابن حبان نے صحیح میں اور احمد
نے مسند میں اور اسکی اسناد میں سعید بن خالد ہے ضعیف کیا اوسکو نسائی اور دار قطنی نے کہا وہ مدنی ہے اوس سے
حجت لی جاویگی اور ابن حبان نے اوسکو ثقات میں لکھا شوکانی نے کہا اس حدیث سے نکلتا ہے کہ جس جانور میں
بہتا خون نہیں ہے وہ اگر قلیل پانی میں مر جاوے تو پانی نجس نہ ہوگا اور یہ بہی نکلتا ہے کہ مکھی کا مارنا درست
ہے انتہے ملخصًا **۳۱** دار قطنی نے روایت کیا بقیہ کے طریق سے سلمان سے حضرت نے فرمایا اے سلمان ہر کہانا
اور پانی جس میں وہ جانور گر جاوے جس میں خون نہ ہو پہر مر جاوے اوس میں تو وہ حلال ہے کہانا اور پینا اسکا
اور وضو اسکا دار قطنی نے کہا نہیں روایت کیا اوسکو مگر بقیہ نے سعید بن ابی سعید زبیدی سے اور وہ ضعیف ہے
اور نکالا اوسکو ابن عدی نے کامل میں اور علت کی اسکی سعید سے اور کہا وہ شیخ ہے مجہول اور حدیث اسکی
غیر محفوظ ہے **۳۲** ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور دار قطنی
نے روایت کیا انس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پائخانہ جاتے تو اپنی انگوٹھی اوتار لیتے ترمذی نے کہا
یہ حدیث صحیح ہے اور صحیح ہوا کہ آپ کی مہر پر یہ نقش تہا محمد رسول اللہ نسائی نے کہا یہ حدیث غیر محفوظ ہے اور ابو داؤد

ف ــ مکھی ڈبانا درست ہے

ف جس جانور میں خون نہیں اوسکے گرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا

نے کہا منکر ہی اور دارقطنی نے اوس مین بیان کیا اختلاف اور کہا وہ شاذ ہی نووی نے کہا ترمذی کا قول مردود ہی اور منذری نے کہا میرے نزدیک ٹھیک یہ ہی کہ یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ اوس کے راوی سب ثقہ ہین اور ایسا ہی کہا ابو الفتح قشیری نے اور امام بیہقی نے اوسکا ایک شاہد نکالا اور اشارہ کیا اوس کے ضعف کیطرف اور اسکے راوی سب ثقہ ہین اور حاکم کی روایت مین یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انگوٹھی پہنی جسکا نقش محمد رسول اللہ تھا آپ جب پاخانہ جاتے تو اوسکو اوتار لیتے اور اسکا ایک شاہد ہے ابن عباس سے روایت کیا اوسکو جوزقانی نے احادیث ضعیفہ مین اسکی اسناد مین محمد بن ابراہیم رازی ہی وہ متروک ہے شوکانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جس چیز مین اللہ تعالی کا نام ہو اوسکو پاخانے سے بچاوے اور قرآن کا تو بچانا زیادہ ضروری ہے بلکہ بعضون نے بلا ضرورت مصحف پاخانے مین لیجانا حرام کہا ہے اور منصور باللہ نے اس مین خلاف کیا اور کہا ایسی انگوٹھی کا پاخانے جاتے وقت اوتارنا مستحب نہین کیونکہ اس مین ڈر ہے اوسکی تلف ہو جانیکا اور مال کا تلف کرنا منع ہے اور اس حدیث سے منصور کا مذہب رد ہوتا ہے انتہی **۳۳** ابن عمر اور مہاجر بن قنفذ کیحدیثین اوپر گذرین کہ ایک شخص گذرا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کر رہے تھے اوس نے سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا روایت کیا اوسکو جماعت نے سوا البخاری کے اور ابو داؤد کی ایک روایت مین ہے کہ آپ نے تیمم کیا پھر اوسکو جواب دیا اور مہاجر کی روایت مین ہی کہ آپ نے وضو کیا پھر اوس سے عذر کیا کہ مجھے برا معلوم ہوا اللہ کا نام لینا مگر طہارت پر نکالا اوسکو نسائی اور ابن ماجہ نے اور روایت کیا احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ابو سعید سے مین نے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے دو شخص نہ نکلین پاخانے کو جانے کے لیے اپنا ستر کہولے ہوئے باتین کرتے ہوئے کیونکہ اللہ تعالی غصہ ہوتا ہے اس پر شوکانی نے کہا اسکے اسناد مین عکرمہ بن عمار ہے امام مسلم نے اوس سے حجت لی اپنی صحیح مین اور بعض حافظون نے اوسکی اس حدیث کو یحیی سے ضعیف کیا ہی حالانکہ امام مسلم نے حجت لی اوسکی روایت سے یحیی سے اور بخاری نے اوس سے استشہاد کیا اور ترغیب اور ترہیب مین ہی کہ اوسکی اسناد مین عیاض بن ہلال یا ہلال بن عیاض ہے وہ مجہولون مین ہی اور نکالا اوسکو ابن السکن نے اور صحیح کیا اور ابن القطان نے جابر سے کہ جب دو آدمی پاخانہ کرین تو ہر ایک اپنا ستر اپنے ساتھی سے چھپاوے اور بات نہ کرے حافظ نے کہا یہ معلول ہے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ایسی حالت مین عورت کا چھپانا اور خاموش رہنا واجب ہے اور بعضون نے کہا بات کرنا مکروہ ہے نہ حرام اور اسپر اجماع ہے انتہی مختصراً اور روایت کیا طبرانی نے معجم اوسط مین باسناد ضعیف ابو ہریرہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو آدمی پاخانے سے نکلکر نہ بیٹھین باتین کرتے ہوئے اپنا ستر کہولے ہوئے کیونکہ اللہ غصے ہوتا

ف پاخانہ پیشاب کیوقت جواب سلام نہ دینا

ہے اور سیر ۳۱۴ ابن ماجہ نے جابر سے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے سفر میں آپ پاخانہ میں نہ جاتے جبتک
نظر سے غائب نہ ہوجاتے اور دکہائی نہ دیتے ابوداؤد کی روایت میں ہے جب پاخانہ کو جاتے تو اتنا جاتے کہ کوئی آپ کو
نہ دیکھتا شوکانی نے کہا ابن ماجہ اور ابوداؤد کے راوی سب صحیح کے راوی ہیں مگر اسماعیل بن عبد الملک کوفی
بخاری نے کہا اوسکی حدیث لکھی جاویگی ابوحاتم نے کہا وہ قوی نہیں اور نسائی اور ابوداؤد اور ترمذی نے نکالا
اور کہا حسن صحیح ہے مغیرہ سے کہ آپ جب پاخانہ کو جاتے تو دور جاتے اور امام احمد اور مسلم اور ابن ماجہ نے روایت کی
عبد اللہ بن جعفر سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند تھا حاجت کے لیے آڑ کرنا کسی اونچی چیز کی (جیسے دیوار یا ٹیلہ)
یا کہجور کے درختوں کی شوکانی نے کہا شاید آپ کہجور کے درختوں میں اوسوقت پاخانہ پہرتے ہوں جب اونمیں پہل
نہ ہوتے کیونکہ طبرانی نے ابن عمر سے روایت کیا کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میوہ دار درخت کے تلے پاخانہ
پہرنے سے یا جاری نہر کے کنارے پر اوسکی اسناد میں فرات بن السائب متروک ہے اور روایت کیا امام احمد اور ابوداؤد
اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور بیہقی اور حاکم نے ابوہریرہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص پاخانہ میں جاوے
وہ آڑ کرے اگر کچھ نہ ملے تو ریتی کا ایک ٹیلہ اکٹھا کرے اوسکی طرف پیٹھ کرے کیونکہ شیطان کہیلتا ہے آدمیوں کی
مقعدوں سے جو ایسا کرے تو اچھا ہے اور جو نہ کرے تو حرج نہیں شوکانی نے کہا اس حدیث کا مدار ابو سعید حبرانی حمصی
پر ہے اوس میں اختلاف ہے اور بعضوں نے کہا وہ صحابی ہے پر یہ صحیح نہیں ہے اور اس سے روایت کرتا ہے حصین حبرانی
وہ مجہول ہے ابو زرعہ نے کہا وہ شیخ تھا ابن حبان نے اوسکو ثقات میں لکھا اور دارقطنی نے اوسکی اختلاف
اور علتوں کو بیان کیا اور شیطان کے کہیلنے سے یہ مراد ہے کہ وہ آدمی کو بہکاتا ہے وہ ستر کھولدیتا ہے یا سخت
جگہ میں پیشاب کرتا ہے چھینٹیں اوڑتی ہیں اور حدیث سے یہ نکلا کہ آڑ کو پیٹھ کے پیچھے کرے پاخانہ میں انتہے
مختصراً ۳۱۵ احمد اور ابوداؤد نے ابوموسی سے روایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک نرم جگہ کیطرف مڑے
ایک دیوار کے پہلو یا جڑ میں پہر پیشاب کیا اور فرمایا جب کوئی تم میں سے پیشاب کرے تو اپنے پیشاب کے لیے جگہ
ڈہونڈے (یعنے نرم جذب کرنیوالی تاکہ چھینٹیں نہ اوڑیں) شوکانی نے کہا اسکی اسناد میں ایک راوی مجہول
ہے اور یہ حدیث گو ضعیف ہے پر پیشاب سے بچنے کی حدیثیں اس مطلب کو ثابت کرتی ہیں ۳۱۶ امام احمد اور
نسائی اور حاکم اور بیہقی اور ابن خزیمہ اور ابن السکن نے روایت کی قتادہ سے اونہوں نے عبد اللہ بن سرجس سے
کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوراخ میں پیشاب کرنے سے لوگوں نے قتادہ سے کہا اوسکی کیا وجہ ہے
جو سوراخ میں پیشاب کرنا مکروہ ہے اونہوں نے کہا لوگ کہتے تہے کہ سوراخوں میں جن رہتے ہیں شوکانی نے

ف جو شخص میدان میں پاخانہ کو جاوے دور جاوے

ف سوراخ میں پیشاب کرنا منع ہے

کہا اسحدیث سے گڈہون مین پیشاب کرنیکی کراہت نکلتی ہے جن مین کیڑے اور درندے رہتے ہین یا تو اوسوجہ سے جو قتادہ نے بیان کی یا اسوجہ سے کہ موذی جانور ایذا نہ دیوے ۲۳ امام احمد اور مسلم اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچو تم دو لعنت کی کامون سے لوگون نے عرض کیا وہ دو لعنت کی کام کون سے ہین یا رسول اللہ آپنے فرمایا وہ شخص جو پاخانہ کرے لوگون کی راہ مین یا اونکے سایے مین تو ایسے دونون شخص ملعون ہین خطابی نے کہا مراد وہ سایہ کی جگہہ ہے جہان لوگ رہتے یا سوتے ہون ورنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خود ثابت ہے کہ آپنے کہجور کے درختون مین پاخانہ پہرا ۲۴ ابو داؤد اور ابن ماجہ اور حاکم اور ابن السکن نے معاذ بن جبل سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچو تین لعنت کی باتون سے نہر یا پانی پلانے کی جگہہ پاخانہ کرنے اور بیچا بیچ رستہ مین اور سائے مین پاخانہ کرنے سے حاکم نے اسکو صحیح کہا حافظ نے کہا اسپر اعتراض ہوتا ہے وہ یہ کہ ابو سعید حمیری نے معاذ سے نہین سنا تو حدیث مرسل ہے شوکانی نے کہا اس باب مین ابن عباس سے مروی ہے نکالا اوسکو احمد نے اوس مین یہ ہے کہ نہ بیٹھے تم مین سے حاجت کیلیے کوئی سایہ کیجگہہ مین جہان لوگ سایہ لیتے ہین یا راہ مین یا جہان پانی اکہٹا ہو اور اسکی اسناد مین ابن لہیعہ ضعیف ہے اور ابن عباس سے راوی مبہم ہے اور سعد بن ابی وقاص سے نکالا اوسکو دارقطنی نے علل مین اور ابو ہریرہ سے جو اوپر گذرا ابن حبان کی روایت مین ہے جو لوگون کی صحنون مین پاخانہ پہرے اور ابن الجارود کی روایت مین ہے لوگون کے بیٹھنے کی جگہون مین اور حاکم نے روایت کیا جو شخص اپنا پاخانہ . نکالے مسلمانون کی آباد رستہ مین (یعنے حاجت ادا کرے) اوسپر لعنت ہے اللہ اور فرشتون اور لوگون کی اور اسناد اسکا ضعیف ہے منذری نے کہا اوسکے سب راوی ثقہ ہین مگر محمد بن عمرو انصاری نکالا اوسکو طبرانی اور بیہقی نے محمد بن سیرین سے کہ ایک شخص نے ابو ہریرہ سے کہا تمنے ہمکو فتوے دیا ہر چیز مین اب قریب ہے کہ تم فتوی دوگے ہم کو پاخانہ پہرنے مین اونہون نے کہا سنا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہر بیان کیا اسی حدیث کو اور ابن ماجہ نے جابر سے باسناد حسن مرفوعًا بچو تم رات کو اوترنے سے سڑکون پر کیونکہ وہ ٹہکانا ہین سانپون اور درندون کی اور بچو وہان حاجت ادا کرنے سے کیونکہ وہ لعنت کی بات ہے منذری نے کہا اسکے راوی ثقہ ہین اور ابن عمر سے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہنے سے بیچ رستہ مین یا وہان پاخانہ پہرنے سے یا پیشاب کرنے سے اوسکی اسناد مین ابن لہیعہ ہے اور دارقطنی نے کہا اوسکا رفع ثابت نہین ہے اور عبد الرزاق نے شعبی سے مرسلاً کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچو لعنت کی باتون سے اور تیار کرو استنجا کے پتہرون کو ابن حجر نے کہا اوسکا اسناد ضعیف ہے اور ابن ابی حاتم نے اوسکو نکالا سراقہ سے

مرفوعاً ابوحاتم نے کہا اوسکا موقوف ہونا صحیح ہی اور نکالا اوسکو ابو عبید نے شعبی سے اونہوں نے اوس شخص سے جس نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ۳۹ احمد اور ابوداؤد اور نسائی نے مختارہ مین عبداللہ بن مغفل سے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی تم مین سے پیشاب نہ کرے نہانے کی جگہہ مین (یعنے حمام مین) پھر وضو کرے وہان کیونکہ اکثر وسوسہ اسی سے پیدا ہوتا ہے ترمذی نے کہا حدیث غریب ہے اور ابوداؤد اور نسائی نے نکالا کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کنگہی کرے کوئی ہم مین سے ہر روز یا پیشاب کرے غسل کرنے کی جگہہ مین اور اس مین صحابی مجہول ہے لیکن اوسکی جہالت ضرر نہین کرتی ۴۰ ابوداؤد اور نسائی اور ابن حبان نے بوذر بعہدی اور حاکم نے مستدرک مین نکالا امیمہ بنت رقیقہ سے اونہون نے اپنی مان سے اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک پیالہ تہا لکڑی کہجور کا (یعنے اسکی لکڑی کا یہ ترجمہ ہی عیدان بفتح عین کا اور جو بکسر عین ہو تو ترجمہ ہے عود کی یعنے لکڑیون کا) جو آپکے تخت کے نیچے رہتا آپ اوس مین پیشاب کرتے رات کو اور حسن بن سفیان نے مسند مین اور حاکم اور دارقطنی اور طبرانی اور ابونعیم نے نکالا ام ایمن سے اونہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اوٹہے اپنی ایک مٹی کے برتن کیطرف جو گہر کے کونے مین رکہا تہا پہر پیشاب کیا اوس مین مین جو رات کو اوٹہی تو پیاسی تہی اوس مین سے پی گئی اور مجہے خبر نہ تہی (اس سے معلوم ہوا کہ آپکے پیشاب اور پاخانے مین مطلق بو نہ تہی اور اوپر گذر چکا کہ آپکے سب فضلے پاک ہین اہلحدیث کے نزدیک) جب صبح ہوئی تو حضرت نے فرمایا اے ام ایمن (یہ آپکی کہلائی تہین) اوٹہہ اور برتن مین جو ہے وہ بہا دے مینے کہا مین تو اوس کو واللہ پی گئی ام ایمن نے کہا یہ سنکے آپ ہنسے یہانتک کہ آپکی نواجذ (اخیر کے دانت جنکو عقل کے دانت بہی کہتے ہین) کہل گئے پہر فرمایا قسم خدا کی تیرے پیٹ مین کبہی درد نہ ہوگا اور ابو احمد عسکری کی روایت مین ہے تیرا پیٹ نہ دکہیگا شوکانی نے کہا اسکو ابو مالک نے روایت کیا اور وہ ضعیف اور نبیح نے ام ایمن کو نہ پایا اور اسکا ایک اور طریق ہے جسکو نکالا عبدالرزاق نے ابن جریج سے اونہون نے کہا مجہے خبر دی گئی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیشاب کرتے تہے عیدان کے پیالے مین پہر وہ رکہا جاتا تہا آپکے تخت کے تلے ایک دن آپ آئے دیکہا تو پیالہ مین کچہ نہین ہے آپ نے ایک عورت سے فرمایا جسکا نام برکت تہا اور وہ خادمہ تہی ام المومنین ام حبیبہ کی جو اون کے ساتہہ آئی تہی حبش کے ملک سے وہ پیشاب کہان گیا جو پیالہ مین تہا اوس نے کہا مین نے اوسکو پی لیا آپنے فرمایا تندرستی ہے اے ام یوسف اوسکی کنیت ام یوسف تہی پہر وہ عورت کبہی بیمار نہین ہوئی یہانتک کہ وہ بیماری آئی جس مین مری اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ رات کو برتن مین پیشاب کرنا درست ہے اور اس مین کسی کا خلاف مین نہین جانتا اتہے اور امام نسائی نے

ام ایمن کا پیشاب پینا

حضرت عائشہ سے نکالا اگر کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصی بنایا حضرت علی کو آپ نے طشت منگوایا اوس مین پیشاب
کرنے کے لیے اتنے مین آپ کا دم ٹوٹ گیا اور مجھے خبر نہ ہوئی تو آپ نے کس کو وصیت کی اور یہ حدیث صحیحین مین ہو اس
مین پیشاب کا ذکر نہین ہے شوکانی نے کہا حضرت عائشہ کے انکار سے یہ لازم نہین آتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت علی کو وصیت نہ کی ہو جائز ہے کہ اوسکی خبر حضرت عائشہ کو نہ ہوئی ہو اور ہم نے اس مطلب کو ایک جدا گانہ
رسالہ مین لکھا ہے ۴۱ ترمذی اور ابوداؤد اور دارمی نے انس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب حاجت کا
قصد کرتے تو اپنا کپڑا نہ اوٹھاتے یہانتک کہ زمین سے نزدیک ہو جاتے (تاکہ کشف عورت نہ ہو) ۴۲ ابوداؤد
نے حضرت عائشہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا داہنا ہاتھ وضو اور کہانے کے لیے تھا اور بایان ہاتھ پایخانہ
اور مکروہ کامون کے لیے (جیسے ناک سنکنا وغیرہ) ۴۳ ترمذی نے حضرت علی سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
آدمیون کی عورت کی آڑ جنون کی نگاہ سے یہ ہے کہ جب تم مین سے کوئی پایخانے جاوے تو بسم اللہ کہے ترمذی نے کہا
یہ حدیث غریب ہے اور اسکا اسناد قوی نہین ۴۴ ابوداؤد اور دارمی اور نسائی نے ابوہریرہ سے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم جب پایخانہ جاتے تو مین پانی لیکر آتا پیتل کے برتن مین یا چمڑے کے ڈول مین آپ استنجا کرتے پھر اپنا
ہاتھ زمین پر رگڑتے پھر مین دوسرا برتن لاتا آپ وضو کرتے ۴۵ ابوداؤد اور نسائی نے حکم بن سفیان سے
حضرت جب پیشاب کرتے تو وضو کرتے اور اپنی شرمگاہ پر پانی چھڑکتے ابن ماجہ کی روایت مین ہے کہ وضو کرکے
پھر ایک چلو پانی لیکر اپنی شرمگاہ پر چھڑک لیتے ۴۶ امام احمد اور دارقطنی نے زید بن حارثہ سے جب حضرت جبرئیل
علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے شروع وحی مین تو اونہون نے آپ کو وضو اور نماز سکھلائی جب
وضو سے فارغ ہوئے تو ایک چلو پانی کا لیا اور اپنی شرمگاہ پر چھڑکا تاکہ وسواس نرہے قطرہ آنیکا ۴۷ ابوہریرہ
سے حضرت نے فرمایا جبرئیل میرے پاس آئے اور کہا اے محمدؐ جب وضو کرو تو پانی چھڑک لو اپنی شرمگاہ پر اسکو روایت
کیا اوسکو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے اور مین نے امام بخاری سے سُنا وہ کہتے تھے اس کے اسناد مین حسن
بن علی ہاشمی ہے وہ منکر الحدیث ہے اور روایت کیا ابن ماجہ نے زید بن حارثہ سے جیسا اوپر گذرا اور کہا کہ حکم
کیا مجھکو حضرت جبرئیل نے پانی چھڑکنے کا کپڑے کے نیچے اوس پیشاب کے لیے جو وضو کے بعد نکلے ۴۸
ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کیا تو حضرت عمر آپکے پیچھے کھڑے
ہوئے ایک کوزہ پانی کا لیکر آپ نے فرمایا یہ کیا ہے اے عمر اونہون نے کہا پانی ہے آپ اوس سے وضو کرین آپ نے
فرمایا مجھے حکم نہین ہوا کہ جب پیشاب کرون تو وضو کرون اور اگر مین ایسا کرون تو سنت ہو جاویگا ۴۹

طبرانی نے کبیر مین حذیفہ بن اسید سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ایذا دے مسلمانون کو اون کے راستہ مین اوسپر واجب ہوئی لعنت انکی ۵۰ ابوداؤد نے مراسیل مین مکحول سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا پیشاب کرا نے سے مسجد کے دروازہ پر ۵۱ طبرانی نے ابو ہریرہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قبلہ کی طرف منہ اور پیٹہ نہ کرے پاخانے مین اوسکے لیے ایک نیکی لکھی جاوے گی اور ایک گناہ اوسکا مٹیا جاویگا منذری نے کہا اوسکے راوی صحیح کے ہین ۵۲ طبرانی نے اوسط مین باسناد جید منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کرنے سے جاری پانی مین ۵۳ طبرانی نے اوسط مین اور حاکم نے اور کہا صحیح الاسناد ہے عبد اللہ بن یزید سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پیشاب طشت کے اندر گہر مین نہ رکہا جاوے کیونکہ فرشتے اوس گہر مین نہین جاتے جہان پیشاب اکٹہا ہو اور مت پیشاب کر اپنے نہانے کی جگہ مین منذری نے کہا اسکا اسناد حسن ہے ۵۴ مقدام بن معدیکرب کی حدیث جو وضو مین گذری اوس مین یہہ ہے کہ کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا منہ اور ہاتہہ دہونے کے بعد شوکانی نے کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ ترتیب وضو مین واجب نہین ہے اور حضرت عثمان اور عبد اللہ بن زید کی حدیثون سے جو صحیح بخاری مین ہین کلی اور ناک مین پانی ڈالنا منہ دہونے سے پہلے مذکور ہے لیکن اون سے ترتیب کا وجوب ثابت نہین ہوتا البتہ امام نسائی نے جابر سے نکالا حج کے باب مین کہ شروع کرو اس سے جس سے اللہ نے شروع کیا اگر اوسکو عام رکہین تو وضو مین بہی ترتیب واجب ہوگی اور روایت کیا دارقطنی نے عباس بن یزید کے طریق سے ربیع بنت معوذ سے کہ اونہون نے ایک برتن نکالا اور کہا اسمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وضو کا پانی نکالتی تو آپ شروع کرتے پہلے دونو ہاتہہ دہوتے برتن مین ڈالنے سے پہلے تین بار پہر وضو کرتے پہر اپنا منہ تین بار دہوتے پہر کلی کرتے اور ناک مین پانی ڈالتے پہر دونو ہاتہہ دہوتے پہر مسح کرتے سر پر آگے سے لیجاتے اور پیچہے سے لاتے پہر دونو پاؤن دہوتے اور روایت کیا اوسکو ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور احمد نے مختلف لفظون اور طریقون سے لیکن سب کی سند مین عبد اللہ بن محمد بن عقیل ہے اوس مین گفتگو ہے اس حدیث سے بہی ترتیب کا واجب نہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور روایت کیا طبرانی نے شامیون کی مسند مین حضرت علی سے اونہون نے کہا کیا مین تم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو نہ دکہلاؤن ہمنے کہا ہان پہر آپنے اپنے دونون پہونچے دہوئے اور منہ تین بار اور دونو ہاتہہ کہنیون تک تین تین بار اور مسح کیا سر پر تین بار ایک پانی سے اور کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا تین تین بار ایک پانی سے اور دونو پاؤن دہوئے تین بار اس سے بہی ترتیب کا واجب نہ ہونا ظاہر ہوتا ہے اور امام بخاری نے جو تیمم مین حدیث نقل کی اوس مین یہ ہے کہ پہلے ہاتہون

فصل وضو مین ترتیب کا واجب ہونا

مسح کیا پہر منہ پر اور دارقطنی نے روایت کیا بسر بن سعید سے کہ حضرت عثمان مقاعد مین آئے تو وضو کا پانی منگوایا پہر کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا پہر تین بار منہ دہویا اور دونو ہاتہہ تین بار اور دونو پاؤن تین تین بار پہر مسح کیا اپنے سر پر پہر کہا مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی وضو کرتے دیکہا اے لوگو ایسا ہی آپ وضو کرتے تہے اونہون نے کہا ہان یہ کئی اصحاب سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونہون نے کہا واللہ اعلم ۵۵ امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور شافعی اور ابن الجارود اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور بیہقی نے لقیط بن صبرہ سے مین نے کہا یا رسول اللہ مجہے بتلایے وضو آپ نے فرمایا پورا کر وضو کو اور خلال کر انگلیون مین اور اچہی طرح پانی ڈال ناک مین مگر جب تو روزہ سے ہو حافظ نے کہا صحیح کہا اوسکو ترمذی اور بغوی اور ابن القطان نے اور دولابی نے ثوری کے طریق سے نکالا اوس مین یہ ہے کہ مبالغہ کر کلی اور ناک مین پانی ڈالنے مین مگر جب تو روزہ دار ہو اور احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور حاکم اور ابن الجارود نے ابن عباس سے نکالا فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بار یا تین بار اچہی طرح سے ناک سنکو ابن القطان نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور سکوت کیا اوس سے حافظ اور منذری نے ۵۶ مسلم اور احمد نے عمرو بن عبسہ سے روایت کیا یہ حدیث آگے مذکور ہوگی اس مین یہ ہے جب اپنا منہ دہوتا ہے جیسے اللہ تعالی نے اوسکو حکم کیا تو اوسکے منہ کے گناہ داڑہی کے کنارون سے گر جاتے ہین پانی کے ساتہہ منتقی مین اس سے دلیل لی وضو مین اوس داڑہی کے دہونے پر جو لٹکی ہو شوکانی نے کہا اس مین اختلاف ہے مؤید باللہ اور ابو طالب اور ابو حنیفہ کا یہ قول ہے کہ جسقدر داڑہی لٹکتی ہو اوس کا دہونا واجب نہین اگر خلال ہو سکے بغیر دہونے کے اور ابو العباس کے نزدیک واجب ہے اور یہی قول ہے شافعی کا ایک روایت مین اور انہون نے قیاس کیا اوسکو بہوون کے بالون پر حالانکہ وہ منہ مین داخل ہین اور لٹکی داڑہی منہ مین داخل نہین ۵۷ منتقی مین دلیل لی اسپر گہنی داڑہی کے اندر پانی پہونچانا واجب نہین ابن عباس کی حدیث سے جو امام بخاری نے نکالی (اور اوپر گذر چکی) اوس مین یہ ہے کہ آپ نے ایک چلو لیا اور دوسرے ہاتہہ پر اوسکو جہکا کر اوس سے منہ دہویا پہر چلو لیا اور اس سے داہنا ہاتہہ دہویا اور یہ امر ثابت ہے کہ حضرت کی داڑہی گہنی تہی مسلم نے جابر سے نکالا کہ آپ کے داڑہی کے بال بہت تہے اور بیہقی نے دلائل مین علی سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑی داڑہی والے تہے اور ایک روایت مین گہنی داڑہی ہے اور ابن ابی ہالہ سے ایسا ہی حضرت عائشہ سے ایسا ہی ام معبد کی مشہور حدیث مین ہے کہ آپ کی داڑہی مین گہناپن تہا پس ظاہر ہے کہ ایک چلو پانی سے منہ بڑی مشکل سے دہویا جاتا ہے تو داڑہی کے اندر کہان سے پہونچیگا ۵۸ ترمذی اور ابن خزیمہ اور حاکم اور دارقطنی اور

نے کہا روایت کیا اوسکو عقیلی نے ابن حزم نے کہا نہین متابعت کیجاتی اوسپر ٦٤ طبرانی نے معجم مین یعنی
معجم کبیر مین) اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین ابوامامہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تو خلال کرتے
اپنی داڑہی مین۔ حافظ نے کہا اوسکا اسناد ضعیف ہے ٦٥ طبرانی نے اور ابو عبید نے کتاب الطہور مین عبد اللہ
بن ابی اوفی سے کہ اونہون نے وضو کیا تین تین بار اور خلال کیا اپنی داڑہی کا اور کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکہا اوسکے اسناد مین ابو الورقا ہے جو روایت کرتا ہے ابن ابی اوفی سے وہ ضعیف
ہے ٦٦ طبرانی اور ابن عدی نے نکالا ابو الدرداء سے کہ وضو کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو خلال کیا اپنی داڑہی
کا اس روایت مین ہے لِقُصُودُ وَضُوءِهٖ اور کامل بن طلحہ نے زیادہ کیا وَمَسَحَ رَأسَهٗ بِفَضْلِ ذِرَاعَيهِ شوکانی نے
کہا طبرانی اور ابن عدی نے اوسکو نکالا اس لفظ سے کہ وضو کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو خلال کیا اپنی
داڑہی کا دو بار اور کہا ایسا ہی حکم مجہکو میرے مالک نے کیا اور اسکی اسناد مین تمام بن نجیح ہے اور وہ لین
الحدیث ہے ٦٧ طبرانی نے نکالا کعب بن عمرو سے مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا آپنے وضو کیا اور مسح
کیا داڑہی کے اندر کیجانب کا اور گدی کا اور اوسکی اسناد مین مجہول ہے اور نہین ذکر کیا اوسکو شوکانی
نے ٦٨ بزار نے مسند مین ابوبکرہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور خلال کیا اپنی داڑہی کا سکوت
کیا اوس سے زیلعی اور حافظ نے اور نہین ذکر کیا اوسکو شوکانی نے ٦٩ ابن عدی نے جابر سے اونہون نے کہا نہ
وضو کرایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبہی بار نہ ایک نہ دو نہ تین بار تو مین نے دیکہا آپ کو آپ خلال کرتے تہے اپنی
داڑہی کا اونگلیون سے گویا وہ کنگہی کے دندانے تہین اسکے اسناد مین اصرم بن غیاث نیشاپوری ہے ابن عدی
نے بخاری سے نقل کیا کہ وہ منکر الحدیث ہے اور نسائی سے کہ وہ متروک الحدیث ہے حافظ نے کہا اوسکی سند مین انقطاع
بہی ہے ابن عدی نے کہا وہ ایسا ہی ہے جیسے نسائی نے کہا ٧٠ حاکم نے مستدرک مین اور امام احمد نے مسند مین
حضرت عائشہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تو خلال کرتے داڑہی کا حافظ نے کہا اوسکا اسناد حسن
ہے ٧١ طبرانی نے معجم مین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تو خلال کرتے اپنی
داڑہی کا اور روایت کیا اسکو عقیلی نے ضعفا مین اور علامت نکالی خالد بن الیاس عدوی سے اور کہا وہ
منکر الحدیث ہے شوکانی نے کہا روایت کیا اوسکو بیہقی نے ٧٢ ابن عدی نے کامل مین نکالا جریر سے
اوسکی اسناد مین یسین زیات ہے وہ متروک ہے ٧٣ طبرانی نے معجم صغیر مین عبد اللہ بن عکبرہ سے کہ فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلال کرنا سنت ہے اوسکی اسناد مین عبد الکریم ابو امیہ ہے وہ ضعیف ہے اور

نہین ذکر کیا زیلعی نے جریر اور ابن عکبرہ کی حدیثون کو ابن ابی حاتم نے کتاب العلل مین کہا ہے اپنے باپ سے سُنا وہ
کہتے تھے داڑہی کے خلال مین کوئی حدیث ثابت نہین ہے اور عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ داڑہی
کے خلال مین کوئی حدیث صحیح نہین ہے مترجم کہتا ہے ترمذی اور حاکم اور ابن قطان نے حضرت عثمان کی حدیث کو
صحیح کہا اور حافظ نے حضرت عائشہ کی حدیث کو حسن کہا اور جب ضعیف حدیث بہی بطول صحابیون سے مروی ہو تو وہ حسن
ہوجاتی ہی بالجملہ خلال داڑہی کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہی اور جس محدث نے گمان کیا کہ وہ ثابت نہین
ہے اوس نے غور نہین کیا ان سب طریقون پر شوکانی نے کہا عترت اور حسن بن صالح اور ابو ثور اور ظاہریہ
کے نزدیک داڑہی کا خلال وضو اور غسل مین واجب ہے اور مالک اور شافعی اور ثوری اور اوزاعی کے نزدیک وضو
مین واجب نہین ہی اور مالک اور ایک جماعت اہل مدینہ کے نزدیک غسل مین بہی واجب نہین ہی اور شافعی اور
ابو حنیفہ اور ثوری اور اوزاعی اور لیث اور احمد بن حنبل اور اسحاق اور ابو ثور اور داؤد اور طبری اور
اکثر علما کے نزدیک غسل جنابت مین واجب ہے اور وضو مین واجب نہین ایسا ہی کہا ابن سید الناس نے شرح
ترمذی مین اور کہا اونہون نے فرق کیا وضو اور غسل مین کیونکہ غسل کے باب مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہر بال کے تلے جنابت ہے تو تر کرو بالون کو اور صاف کرو بدن کو اور وضو مین واجب ہونے کے لیے انہون نے
دلیل لی ابن عباس کی حدیث سے جو اگلی باب مین گذری اور مروی ہی ابن عباس اور ابن عمر اور انس اور علی اور سعید بن جبیر اور ابو قلابہ اور مجاہد اور
ابن سیرین اور ضحاک اور ابراہیم نخعی سے کہ وہ خلال کرتے تھے اپنی داڑہیون مین اور ابراہیم نخعی اور حسن اور ابن حنفیہ اور ابو العالیہ
اور ابو جعفر ہاشمی اور شعبی اور مجاہد اور قاسم اور ابن ابی لیلے سے منقول ہی کہ وہ خلال نہین کرتے تھے نکالا ان
اثرون کو ابن ابی شیبہ نے اپنی سندون سے اور انصاف یہ ہی کہ خلال کا وجوب ثابت نہین ہوتا ان حدیثون سے
انتہے مختصرا ۱۳۳ ۔ امام احمد نے ابو امامہ سے اونہون نے بیان کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا حال تو ذکر
کیا تین تین بار اور کہا آپ صاف کرتے تھے کویون کو یعنے آنکھون کے کونون کو جو ناک کی طرف ہین اور
روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اوس مین یہ ہے کہ آپ مسح کرتے تھے کویون کا یعنے ملتے تھے اور حافظ نے
اوس مین کوئی علت بیان نہین کی مجمع الزوائد مین ہے کہ طبرانی نے اوسکو کبیر مین نکالا اور اسناد اوسکا
حسن ہے اور روایت کیا ابن حبان اور ابن ابی حاتم نے مرفوعا جب تم وضو کرو تو اپنی آنکھون کو پانی پلاؤ
یعنے آنکھون کے اندر پانی ڈالو اوسکی اسناد مین بختری بن عبیدہ بالاتفاق ضعیف ہے میزان مین ہی کہ
وکیع نے اوسکو ثقہ کہا اور ابن عدی نے کہا مین اوسکی کوئی حدیث منکر نہین جانتا شوکانی نے کہا جب

ف ۔ کویون کا مسح اور صاف کرنیکا بیان

اوس مین اختلاف ہی تو اوسکی متفرد روایت حجت نہوگی اور بختری کی متابعت کی ابن ابی السری نے نکالا اوسکی روایت کو ابن طاہر نے صفوۃ التصوف مین امام محمد نے کتاب الحجج مین کہا ابو حنیفہ نے کہا جو شخص جنابت سے غسل کرے اوسکو یہ لازم نہین کہ اپنی آنکھون مین پانی ڈالے اور اہل مدینہ نے کہا کہ ابن عمر ایسا کرتے تھے لیکن اہل مدینہ نے بہی اوسپر عمل نہین کیا اور کہا کہ ابن عمر سختی کرتے تھے وضو اور غسل مین انتہے مترجم کہتا ہے آنکھون کے اندر پانی ڈالنا نہ وضو مین ضرور ہی نہ غسل مین اور جمہور علما کا یہی قول ہی اور روایت کیا امام احمد اور ابوداؤد نے ابن عباس سے کہ حضرت علی نے اون سے کہا مین تمہارے لیے وضو نہ کرون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مین نے کہا کیون نہین فدا ہون آپ پر مان باپ میرے پہر اونہون نے ایک برتن رکہا حضرت علی نے پہلے اپنے دونو ہاتہون کو دہویا پہر کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا اور ناک سنکی پہر دونو ہاتہون سے پانی لیا اور اپنے منہ پر مارا اور اپنے انگہوٹون کو رکہا اوسپر جو سامنے ہی کانون سے یعنے اوس جگہہ پر جو کان اور رخسارے کے بیچ مین ہی پہر ایسا ہی کیا تین بار پہر ایک چلو لیا داہنے ہاتہ سے اور اپنی پیشانی پر بہایا پہر اوسکو چہوڑ دیا بہتا ہوا منہ پر پہر داہنا ہاتہ دہویا کہنی تک تین بار پہر بایان ہاتہ اسیطرح اور ذکر کیا باقی وضو کو یہ لفظ احمد کا ہے اور ابو داؤد کی حدیث مین آخر مین یہ ہی مسح کیا اپنے سر پر اور کانون کی پشت پر پہر دونون ہاتہ پانی مین ڈالے اور ایک لپ لیکر اپنے پاؤن پر مارا اوس مین جوتا تہا تو دہویا اوس پاؤن کو جوتے کے اندر ہی پہر دوسرے پاؤن پر بہی ایسا ہی کیا ابن عباس نے کہا مین نے کہا جوتون کے اندر اونہون نے کہا جوتون کے اندر تین بار ایسا ہی کہا منذری نے کہا اس حدیث مین گفتگو ہی اور ترمذی نے کہا مین نے محمد بن اسمعیل سے اس حدیث کو پوچہا اونہون نے ضعیف کیا اور کہا مین نہین جانتا یہ کیا ہے شوکانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ کانون کا سامنے کا رخ منہ کے ساتہ دہولیوی اور انکے پیچہے کے رخ پر مسح کرے سر کے ساتہ اور یہی قول ہے حسن بن صالح اور شعبی کا اور زہری اور داؤد کا یہ قول ہے کہ کان منہ مین داخل مین تو منہ کے ساتہ دہونا چاہیے اور باقی لوگون کا یہ قول ہے کہ کان سر مین داخل ہین تو سر کے ساتہ اونپر مسح کرنا چاہیے اور یہ بہی نکلا کہ پیشانی پر ایک چلو پانی ڈالنا چاہیے لیکن منہ دہونے کے بعد نہ وضو سے فارغ ہونے کے بعد جیسے عوام کرتے ہین اور یہ بہی نکلا کہ پاؤن دہونے کے لیے جوتا اوتارنا ضرور نہین اور حافظ نے کہا کہ جوتی پر مسح کرنے کی روایت شاذ ہی کیونکہ وہ ہشام بن سعد کے طریق سے ہے اور اسکی روایت اکیلی حجت نہین اور ابو داؤد نے اس روایت کو ہشام کے طریق سے نہین نکالا بلکہ محمد بن اسحاق کے طریق سے اور اس مین مشہور گفتگو ہے مترجم کہتا ہی جوتون کی مسح کا ہم اوپر تفصیل سے بیان کر چکے ہین (۵) ے ابن ماجہ اور دارمی نے ابو رافع سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ف اونگلیون کا خلال

جب وضو کرتے تو اپنی انگوٹھی کو ہلاتے اسکی اسناد مین معمر بن محمد ہی اپنے باپ سے اور وہ دونون ضعیف ہین اور ذکر کیا اوسکو امام بخاری نے معلقًا ابن سیرین سے اور وہ اوپر گذرا شوکانی نے کہا کنگن وغیرہ جو تنگ ہو وہ انگوٹھی کے مثل ہے ۷۶ لقیط بن صبرہ کی حدیث اوپر گذری اونگلیون کے خلال مین امام احمد نے کہا اوس کے اسناد مین عاصم ہی جس سے بہت روایت نہین ہوئی اور کہا جاتا ہے نہین روایت کی اوس سے کسی نے سوا اسماعیل بن کثیر کی کر زیلعی نے کہا اس باب مین لقیط کی حدیث سب سے بہتر ہے ترمذی نے کہا وہ حسن صحیح ہی اور حاکم نے کہا صحیح الاسناد ہی اور نہین نکالا اوس کو بخاری اور مسلم نے اس لیے کہ نہین روایت کی لقیط سے کسی نے یہ حدیث مگر ایک شخص نے یعنے عاصم نے ۷۷ امام احمد اور ابن ماجہ اور ترمذی اور حاکم نے روایت کی ابن عباس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو وضو کرے تو خلال کر اپنے دونو ہاتھ اور دونو پاؤن کی انگلیون کا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے شوکانی نے کہا اسکی اسناد مین صالح ہی مولی توامہ کا اور وہ ضعیف ہے لیکن بخاری نے اوسکو حسن کہا کیونکہ روایت کیا اس کو موسی بن عقبہ نے صالح سے اور موسی نے اوس سے سنا ہی اختلاط سے پہلا ۷۸ امام ترمذی اور ابوداود اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا مستورد بن شداد سے اونھون نے کہا مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ جب وضو کرتے تو اپنے پاؤن کی اونگلیون مین خلال کرتے چھنگلیا سے ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے ہم اوسکو نہین پہچانتے مگر ابن لہیعہ کے طریق سے اور نکالا اوسکو بیہقی نے ابن لہیعہ اور عمرو بن حارث اور لیث بن سعد کے طریقون سے اور ابن القطان نے کہا کہ یہ حدیث ابن لہیعہ کے طریق سے مروی ہی اور ابن لہیعہ ضعیف ہے مگر روایت کیا اوسکو اور شخص نے بھی تو حدیث صحیح ہو گئی صحیح اسناد سے پھر ذکر کیا اوسکو بیہقی کی سند سے شوکانی نے کہا متابعت کی ابن لہیعہ کی لیث بن سعد اور عمرو بن حارث نے نکالا اوسکو بیہقی اور ابو البشر دولابی اور دارقطنی نے غرائب مالک مین ابن وہب سے انہون نے ان تینون سے اور صحیح کہا اوسکو ابن القطان نے انتہی ۷۹ امام احمد نے عبد اللہ بن زید بن عاصم سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا پھر ایسا کرنے لگے یعنے ملنے لگے ۸۰ دارقطنی نے حضرت عثمان سے کہ اونھون نے خلال کیا اپنے دونو پاؤن کی اونگلیون مین تین بار اور کہا مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا ۸۱ طبرانی نے ربیع بنت معوذ سے معجم اوسط مین حافظ نے کہا اسناد اوسکا ضعیف ہے ۸۲ دارقطنی نے کہا حضرت عائشہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلال کرو اپنی انگلیون مین نہ گھسے گی اون مین آگ قیامت کے دن اسکے اسناد مین عمر بن قیس ہے اور لقب اسکا سندل ہی احمد اور عمرو بن علی اور ابن ابی حاتم نے کہا وہ متروک ہی ۸۳ وائل بن حجر کی حدیث طبرانی کے معجم کبیر مین ہے حافظ نے کہا وہ ضعیف ہی اور منقطع بھی ہی ۸۴

ابن مسعود نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ نے اچھی طرح دھو انگلیون کو وضو مین ورنہ عذاب کی اون کو آگ اور
ایک لفظ مین ہی اچھی طرح دھو وضو تم اپنی ایک اپنی انگلیون کو اس سے پہلے کہ تکلیف دیوی اون کو آگ روایت کیا اوسکو
زید بن ابی الزرقا نے نکالا اسکو طبرانی نے مرفوعًا اوسط مین اور موقوف کیا اوسکو معجم کبیر مین عبد اللہ بن مسعود پر
اور موقوف کا اسناد حسن ہے اور کبیر کی ایک موقوف روایت مین ہی کہ خلال کرو پانچون انگلیون کا نہ بہرگا انکو
اللہ تعالی آگ سے ابن ابی حاتم نے کہا یہ حدیث مرفوعًا منکر ہے حافظ نے کہا اور ثوری کی جامع مین اور مصنف
عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ مین یہ حدیث موقوفًا مروی ہی اور روایت کیا طبرانی نے معجم اوسط مین عبد اللہ بن
مسعود سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلال کرو کیونکہ خلال کرنا پاکی ہے اور پاکی ملاتی ہے ایمان کیطرف
اور ایمان اپنے صاحب کے ساتھہ ہوگا جنت مین منذری نے کہا طبرانی نے معجم کبیر مین اوسکو موقوفًا نقل کیا باسناد
حسن اور وہی زیادہ ٹہیک ہے ٨٥ ابو ایوب سے روایت کیا ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے کبیر مین اور امام احمد
نے ابو ایوب اور عطا سے دونون نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھے ہین وہ لوگ میری امت کی جو خلال
کرتے ہین وضو اور کہانے مین اور روایت کیا طبرانی نے کبیر مین ابو ایوب سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے ہمارے
اوپر تو فرمایا اچھے ہین خلال کرنے والی میری امت مین صحابہ نے عرض کیا خلال کرنے والے کون ہین یارسول
اللہ آپ نے فرمایا جو خلال کرتے ہین وضو اور کہانے مین لیکن خلال وضو کا تو کلی ہے اور ناک مین پانی ڈالنا
اور انگلیون کے بیچ مین اور خلال کہانے کا کہانے سے ہی اور دونون فرشتون پر کوئی چیز اس سے زیادہ دشوار
نہین کہ وہ اپنے صاحب کے دانتون مین کچہ کہانا دیکھین جب وہ نماز پڑہ رہا ہو ٨٦ طبرانی نے اوسط مین
انس سے مانند حدیث ابو ایوب کے منذری نے کہا مدار اون کے طریقون کا واصل بن عبد الرحمان رقاشی پر
ہے ثقہ کہا اوسکو شعبہ وغیرہ نے ٨٧ ابو رافع سے روایت کی امام احمد اور دارقطنی نے اوسکی اسناد مین
معمر بن محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع ہے وہ منکر الحدیث ہی ٨٨ دارقطنی نے سنن مین ابو ہریرہ سے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلال کرو اپنی انگلیون کو نہ خلال کرےگی اون مین آگ قیامت کے دن زیلعی
نے کہا اوسکے اسناد مین یحیی بن میمون تمار ہے ابن ابی حاتم نے عمرو بن علی سے نقل کیا کہ وہ کذاب تہا اوس
نے علی بن زید سے موضوع حدیثین نقل کی ہین زیلعی نے کہا صاحب ہدایہ نے جو یہ حدیث نقل کی کہ خلال کرو
اپنی انگلیون مین اس سے پہلے کہ خلال کرے اون مین جہنم کی آگ تو وہ غریب ہے اس لفظ سے نہین ملی شوکانی
نے کہا یہ سب حدیثین پاؤن کی اور ہاتہہ کی انگلیون کا خلال ثابت کرتی ہین اور ایک دوسری کو قوت

دیتی ہین اور ان احادیث سے اوسکا وجوب ثابت ہوتا ہے اور ابن سید الناس نے کہا کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک پاؤن کی
اونگلیون کا خلال سنت ہے جب پانی اونگلیون کے اندر بغیر خلال کے پہونچ جاوے ورنہ واجب ہے اور حدیث سے دونون حال
مین وجوب نکلتا ہے ہاتھ اور پاؤن دونونکی انگلیون کا ۸۹ کانون کے مسح مین علما کا اختلاف ہے بعض
کہتے ہین کہ کان سر مین داخل ہین تو اون کا مسح سر کیساتھ کرنا چاہیے اور یہی قول ہے سفیان اور ابن المبارک اور ابو حنیفہ
اور احمد اور اسحاق اور اہلحدیث اور جمہور علما کا اور بعض کہتے ہین کہ وہ منہ مین داخل ہین اور بعض کہتے ہین انکا
سامنے کا جانب منہ مین داخل ہے اور پیچھے کا جانب سر مین اور دوسرا اختلاف یہ ہے کہ کانون کا مسح واجب ہے یا سنت
تو قاسمیہ اور اسحاق بن راہویہ اور احمد بن حنبل کے نزدیک واجب ہے باقی لوگون کے نزدیک مستحب ہے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ
اور اصحاب حدیث کا تیسرا اختلاف یہ ہے کہ کانون کے مسح کے لیے نیا پانی لینا چاہیے یا سر کے مسح کا پانی کافی ہے تو
مالک اور شافعی اور احمد اور ابو ثور اور مؤید باللہ کا یہ قول ہے کہ نیا پانی لینا چاہیے اور ہادی اور ثوری اور ابو حنیفہ
اور اہلحدیث کا یہ مذہب ہے کہ سر کے مسح کے ساتھ ایک ہی پانی سے کانون کا بھی مسح کرے اور اس باب مین جو امام
ابو حنیفہ کا مذہب ہے وہی اہلحدیث کا بھی قول ہے اور وہی راجح ہے از روی دلائل کے اور وہی حق ہے اور مذہب مالک
اور شافعی کا غلط اور مرجوح ہے اور اس باب مین جو حدیثین آئی ہین وہ یہ ہین حضرت عثمان کی حدیث جو اوپر
گذری سنن ابو داؤد مین اور صحیح مسلم مین سمین ہے کہ پھر اونہون نے پانی لیا اور مسح کیا اپنے سر اور دونون کانون پر
تو دہویا اونکے اندر اور باہر کو ایک ہی بار اور یہ سب دلیلون سے زیادہ قوی ہے اس باب مین حضرت ابن
عباس کی حدیث احمد اور ابو داؤد نے نکالی کہ اونہون نے دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے پھر بیان کیا سارا
وضو تین تین بار اور کہا مسح کیا اپنے سر اور دونون کانون پر ایک ہی مسح اس حدیث مین دارقطنی نے علت نکالی اور ابو
الحسن بن قطان نے دارقطنی کا رد کیا اور کہا جو علت اونہون نے بیان کی وہ علت نہین ہے اور حدیث صحیح ہے یا حسن
زیلعی نے کہا کہ اوسکے اسناد مین عباد بن منصور ہے اوس مین کچھ گفتگو ہے مین کہتا ہون عباد بن منصور کی توثیق
کی بہت علمانے اور حدیث اسکی کسی حال مین حسن سے کم نہین ہے علاوہ اسکے روایت کیا اوسکو امام نسائی نے زید
بن اسلم سے اونہون نے عطا بن یسار سے اونہون نے ابن عباس سے اوس مین یہ ہے کہ پھر مسح کیا اپنے سر اور دونو کانون
پر کانون کے اندر کیجانب کلمہ کی اونگلیون سے اور اوپر کیجانب دونو انگھوٹھون سے اور طحاوی کی روایت مین یہ ہے کہ پھر
مسح کیا اپنے سر اور دونو کانون پر ایک بار اور ابن ماجہ کی روایت مین یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا دونو
کانون پر تو کلمہ کی اونگلیون کو اونکے اندر ڈالا اور انگھوٹھون کو کانون کی پشت کیطرف لیگئے اور مسح کیا کانون کا

کے اندر کیجانب اور پشت کیجانب آتا ہے کہ ابن ماجہ کا اسناد صحیح ہے اور روایت کیا اوسکو ابن حبان نے صحیح مین اور حاکم
نے مستدرک مین اور اوس مین یہ ہے کہ ابن عباس نے کہا کیا مین تم کو نہ بتاؤن وضو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہر ذکر کیا حدیث
کو اوس مین یہ ہے کہ پہر ایک چلو لیا اور مسح کیا اوس سے اپنے سر اور دونون کانون پر تمام مین ہے کہ نکالا اوسکو ابن خزیمہ اور ابن منذر
نے اپنی اپنی صحیح مین اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے سنن مین اوس مین یہ ہے پہر ایک مٹھی لی پانی کی اور ہاتھ جہاڑ
دیا پہر مسح کیا اوس سے اپنے سر اور دونون کانونپر اور یہ حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح مین نکالا پر اوس مین کانون
کے مسح کا ذکر نہین ہے اور امام نسائی نے اس حدیث کے لیے یہ باب باندہا باب کانون کے مسح مین سر کے ساتھ اور یہ بیان
کہ کان سر مین داخل ہین ابو امامہ کی حدیث ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نکالی حماد بن زید سے اونہون نے سنان بن
ربیعہ سے اونہون نے شہر بن حوشب سے اونہون نے ابو امامہ سے اونہون نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو اپنے
منہ کو تین بار دہویا اور دونون ہاتہون کو تین بار اور مسح کیا اپنے سر پر اور فرمایا کہ دونو کان سر مین ہین اور ابن ماجہ
کی روایت مین ہے کہ دونو کان سر مین ہین اور آپ مسح کرتے تہے اپنے سر پر ایک بار اور مسح کرتے تہے دونو کانون
کا انکے ابو داؤد اور ترمذی نے کہا قتیبہ نے کہا حماد نے کہا مین نہین جانتا یہ جملہ کہ دونو کان سر مین ہین حضرت
کا قول ہے یا ابو امامہ کا ترمذی نے کہا اس حدیث کا اسناد قوی نہین ہے حالانکہ ترمذی نے دوسرے مقامپر ایسے اسناد
کو صحیح کہا اور یہ تعجب ہے اون سے اللہ اونپر رحم کرے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے سنن مین اور کہا اسکا مرفوع
کرنا وہم ہے اور شہر بن حوشب قوی نہین ہے اور وقف کیا اوسکو سلیمان بن حرب نے اور وہ ثقہ ہے پہر نکالا اوسکو
سلیمان کے طریق سے اور اوس مین یہ ہے کہ ابو امامہ نے کہا دونو کان سر مین ہین اور روایت کیا اوسکو طحاوی نے شرح
معانی الآثار مین اوس مین یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو مسح کیا دونون کانون کا سر کے ساتھ اور فرمایا
دونون کان سر مین سے ہین اور اسناد مین اسکے وہی شہر بن حوشب ہے حافظ نے کہا یہ جملہ کان سر مین سے ہین اس
حدیث مین مدرج ہے ابن دقیق العید نے امام مین کہا اس حدیث مین دو علتین کی گئی ہین ایک تو کلام شہر بن حوشب
مین دوسرے شک اوسکی رفع مین لیکن شہر کو ثقہ کہا احمد اور یحیی عجلی اور یعقوب بن شیبہ اور سنان بن ربیعہ نے
اور امام بخاری نے اوس سے روایت کی اور اگرچہ وہ ضعیف کیا گیا مگر ابن عدی نے کہا مین امید کرتا ہون کہ اس
مین کوئی قباحت نہین اور ابن معین نے کہا وہ قوی نہین تو ہمارے نزدیک حدیث حسن ہے ابن القطان نے کتاب
الوہم والایہام مین کہا شہر بن حوشب کو بعضون نے ضعیف کیا اور بعضون نے ثقہ کہا اور ثقہ کہا اوسکو احمد بن
حنبل اور ابن معین نے اور ابو زرعہ نے کہا اسمین کوئی قباحت نہین اور ابو حاتم نے کہا وہ ابو الزبیر وغیرہ سے

کم نہین اور مین اوسکی ضعف کی کوئی وجہ نہین جانتا اور جو لوگون نے بیان کیا ہے کہ وہ لشکریون کا دریس پہنتا تھا اور انکا
بھیس بنتا تھا اور گانا مزامیر کے ساتھ سنتا اور اُسنے بیت المال مین سے روپیون کی تھیلی چرالی تو یہ روایتین صحیح نہین
ہین یا محمول ہین ایسے محل پر جو ضرر نہین کرتا کیونکہ گانا مع المزامیر مختلف فیہ ہے ایک جماعت علما اوسکی اباحت
کی طرف گئی ہے) اور تھیلی چرانے کی حکایت محض جھوٹ اور شاعر کی بندش ہے وہ یہ کہ شہر بیت المال پر تھا اُسنے
ایک تھیلی روپیون کی پار کردی تو شاعر نے اسکے باب مین کہا بیت لَقَدْ بَاعَ شَهْرٌ دِيْنَهٗ بِخَرِيْطَةٍ
فَمَنْ يَّأْمَنُ الْقُرَّاءَ بَعْدَكَ يَا شَهْرُ تمام ہوا کلام ابن القطان کا زیلعی نے کہا امام ترمذی نے شہر بن حوشب
کی روایت کو ام سلمہ سے صحیح کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن اور امام حسین اور علی اور فاطمہ پر ایک کملی
لپیٹی پھر فرمایا یہ میرے اہل بیت ہین ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بیہقی نے سنن مین کہا کہ یہ حدیث کا
سر مین سے ہے مشہور اسناد اوسکا حماد بن زید سے ہے اونے سنان بن ربیعہ سے اونے شہر بن حوشب سے اُسنے
ابو امامہ سے اور حماد نے شک کی اوسکی رفع مین قتیبہ نے یہ نقل کیا حماد سے اور سلیمان بن حرب نے حماد سے روایت
کیا کہ یہ ابو امامہ کا قول ہے انتہی زیلعی نے کہا حماد پر اس حدیث مین اختلاف ہے تو وقف کیا اوسکو ابن حرب نے
اور رفع کیا اوسکو ابو الربیع نے (اور یحییٰ بن حسان نے امام طحاوی کی روایت مین) اور اختلاف ہوا ہے اسمین
مسدد پر حماد سے تو وقف اور رفع دونو منقول ہین اور جب ایک ثقہ ایک حدیث کو رفع کرے اور دوسرا ثقہ اوس کو
وقف کرے یا ایک ہی شخص کبھی رفع کرے کبھی وقف تو رفع کی روایت کو ترجیح ہوتی ہے کیونکہ اوس مین
زیادہ ہے اور یہ قرین قیاس ہے کہ بعض اوقات مین آدمی ایک ہی حدیث کو مرفوع کرے اور بعض اوقات
مین موقوف اور یہ اولی ہے راوی ثقہ کو غلطی کیطرف نسبت کرنے سے مترجم کہتا ہے زیلعی گو حنفی ہین
پر اس مقام مین اون کی یہ تقریر حق ہے اور دارقطنی اور بیہقی اور حافظ ابن حجر کی تقریرون مین شافعی
کے مذہب کی رعایت ہے جب یہ جملہ دوسرے ثقہ راوی کے طریق سے مرفوع ہے اور دوسری متعدد روایتین
جو آگے مذکور ہونگی وہ اس جملہ کی رفع کی تائید اور تصریح کرتی ہین تو کوئی وجہ نہین کہ قتیبہ نے صرف جو رفع مین شک
نقل کی اسکی بنا پر ہم یہ یقین کرلین کہ یہ جملہ حدیث مین مدرج ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام نہین اور تعجب ہے
حافظ ابن حجر سے کہ اونھون نے بغیر دلیل کے اس جملہ کے مدرج ہونیکا یقین کرلیا اور امام شوکانی نے اون کے قول
پر سکوت کیا حالانکہ قول حافظ صاحب کا اس مقام مین صریح غلط اور دوسری روایتون کے خلاف ہے عبد الصمد
بن زید کی حدیث ابن ماجہ نے سنن مین نکالی سوید بن سعید سے انھون نے یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ سے انھون نے

شعبہ سے اونہون نے حبیب بن زید سے اونہون نے عباد بن تمیم سے اونہون نے عبد اللہ بن زید سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا دونون کان سر میں سے ہیں زیلعی نے کہا یہ عمدہ اسناد ہے اس باب مین کیونکہ متصل ہے اور اسکے راوی ثقہ ہین ابن ابی زائدہ اور شعبہ اور عباد سے تو بخاری اور مسلم نے حجت لی ہے اور حبیب کو ابن حبان نے ثقات مین کہا تبع تابعین مین اور سوید بن سعید امام مسلم نے حجت لی (جزری نے حصن حصین مین کہا کہ وہ ثقہ ہے) ابن عباس کی دوسری حدیث جو دارقطنی نے نکالی ابو کامل حجدری سے اوس نے غندر سے اوس نے ابن جریج سے اوس نے عطا سے اوس نے ابن عباس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دونو کان سر میں سے ہین ابن القطان نے کہا اسکا اسناد صحیح ہے اور راوی اوسکے ثقہ ہین اور دارقطنی نے اوس مین علت نکالی کہ اوسکے اسناد مین اضطراب ہے اور کہا کہ حدیث کا مسند کرنا وہم ہے اور یہ حدیث مرسل ہے پھر نکالا اوسکو ابن جریج سے اونہون نے سلیمان بن موسی سے اونہون نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً اور متابعت کی عبد الحق نے دارقطنی کی اور کہا کہ ابن جریج جنپر حدیث کا مدار ہے اوسکو سلیمان بن موسی اون سے مرسلاً روایت کرتا ہے پھر عبد الحق نے کہا یہ کچھ قدح نہین ہے اور کونسا امر مانع ہے کہ یہ حدیث مسنداً اور مرسلاً دونون طرح مروی ہو اور امام بیہقی نے عبد اللہ بن زید اور ابن عباس کی حدیث کا بیان نہین کیا اور صرف ابو امامہ کی حدیث کا ذکر کیا اور گمان کیا کہ وہی مشہور حدیث ہے اس باب مین حالانکہ یہ دونون حدیثین اوس سے بہتر ہین اسناد مین اور بیان سے معلوم ہوتا ہے امام بیہقی کا حال کذا قال الزیلعی مترجم کہتا ہے امام طحاوی جیسے حنفیہ کی تائید مین بعض مقامون مین انصاف سے چشم پوشی کرتے ہین ویسے ہی امام بیہقی کتاب المعرفۃ اور سنن مین شافعیہ کی تائید مین جہانتک ہو سکتا ہے زور لگاتے ہین اور امام زیلعی اور شوکانی اور حافظ ابن حجر اور ابن تیمیہ اور ابن قیم اور ابن حزم اور امام نووی اور ابن جوزی رحمہم اللہ سب کے دلائل لکھدیتے ہین اور ابن تیمیہ اور ابن قیم اور ابن حزم اور شوکانی تو نہ حنفی ہے غرض سب کہتے ہین نہ شافعی ہے بلکہ جو حق اور راجح ہو اوسی کی تائید کرتے ہین اور یہی عمدہ طریقہ ہے اللہ تعالی ان سب کے درجہ بلند کرے اور اونکو جنت الفردوس مین اپنے حبیب حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جوار نصیب کرے اور ہم گنہگارون کی ان بزرگون کے طفیل سے مغفرت کرے آمین یارب العالمین ابو ہریرہ کی حدیث ابن ماجہ نے سنن مین نکالی ابو ہریرہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دونو کان سر مین سے ہین اور نکالا اوسکو دارقطنی نے سنن مین اوسی سند سے اور کہا کہ عمر بن الحصین اور ابن علاثہ دونون ضعیف ہین پھر نکالا اوسکو بختری بن عبید سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے ابو ہریرہ سے اور کہا کہ بختری ضعیف ہے اور اسکا باپ مجہول ہے پھر نکالا اوسکو علی بن ہاشم سے اونہون نے اسماعیل بن مسلم مکی سے

اونہون نے عطا سے اونہون نے ابو ہریرہ سے اور کہا کہ اسمعیل بن مسلم ضعیف ہے اور نکالا اوسکو ابن حبان نے کتاب الضعفا مین اسی اسناد سے اور علت نکالی علی بن ہاشم کی اور کہا وہ کٹر شیعہ تھا اور منکر الحدیث تھا اور سندون کو پلٹ دیتا تھا ابو موسی کی حدیث دارقطنی نے اور طبرانی نے نکالی اشعث بن سوار سے اونہون نے حسن سے اونہون نے ابو موسی سے مرفوعاً دارقطنی نے کہا حسن نے ابو موسی سے نہین سنا اور صواب یہ ہے کہ یہ موقوف ہے پھر نکالا اوسکو موقوفاً اور روایت کیا اوسکو عقیلی نے اپنی کتاب مین اور علت نکالی اشعث سے اور کہا وہ ضعیف ہے نہین متابعت کیا جاتا اوس روایت پر اور ابن عدی نے کہا مین نے اوسکی کوئی حدیث منکر نہین پائی البتہ وہ بعض حدیثون مین دوسرون کا خلاف کرتا ہے اور اور لوگ اس حدیث کو موقوفاً روایت کرتے ہین اور حاصل یہ ہے کہ اوسکی حدیث لکھی جاویگی **ابن عمر** کی حدیث دارقطنی نے نکالی کئی طریقون سے ایک اسامہ بن زید سے اونہون نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے اور کہا یہ وہم ہے اور صواب اسامہ بن زید سے اونہون نے ہلال بن اسامہ فہری سے اونہون نے ابن عمر سے موقوفاً ہے پھر نکالا اوسکو اسیطرح دوسرے قاسم بن یحیی بن یونس سے اونہون نے اسماعیل بن عیاش سے اونہون نے یحیی بن سعید سے اونہون نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے اور کہا کہ قاسم بن یحیی ضعیف ہے اور صحیح اوسکا وقف ہے تیسرے عبد الرزاق سے اونہون نے عبید اللہ سے اونہون نے نافع سے انہون نے ابن عمر سے اور کہا کہ یہ وہم ہے دو وجہون سے ایک تو عبید اللہ کہنا دوسرے اسکا رفع کرنا اور اسکو روایت کیا عبد الرزاق نے عبد اللہ بن عمر سے انہون نے نافع سے اونہون نے ابن عمر سے موقوفاً پھر نکالا اوسکو اسیطرح چوتھے محمد بن فضل سے انہون نے زید عمی سے اونہون نے مجاہد سے اونہون نے ابن عمر سے اور کہا کہ محمد بن فضل متروک ہے **انس** کی حدیث دارقطنی نے نکالی عفان بن یسار سے اونہون نے عبد الحکم سے اونہون نے انس بن مالک سے مرفوعاً پھر کہا عبد الحکم سے حجت نہ لی جاوے گی **حضرت عائشہ** کی حدیث دارقطنی نے نکالی ابن جریج سے اونہون نے سلیمان بن موسی سے اونہون نے زہری سے اونہون نے عروہ سے اونہون نے حضرت عائشہ صدیقہ سے مرفوعاً اور کہا کہ یہ حدیث مرسلاً سلیمان بن موسی سے زیادہ صحیح ہے جیسے اوپر گذرا زیلعی نے کہا اسکی سند مین محمد بن ازہر ہے امام احمد نے اوسکو کذاب کہا اور ضعیف کیا اوسکو دارقطنی نے **ربیع** بنت معوذ بن عفرا کی حدیث اونہون نے دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے او کہا پھر مسح کیا آپ نے اپنے سر کا آگے اور پیچھے کا اور کنپٹیون کا اور دونون کانون کا ایکبار نکالا اوسکو ابو داؤد نے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے معجم مین اوس مین یہ ہے کہ مسح کیا اپنے دونون کانون پر اپنے اخیر سر کے ساتھ اور روایت کیا اوسکو طحاوی نے شرح معانی الآثار مین اوس مین یہ ہے کہ پھر مسح کیا اپنے سر کا بالون کی سیدہ پر اور مسح کیا دونو کنپٹیون کا اور دونو کانون کا اوپر کیطرف اور اندر کی طرف اوسکی اسناد مین ابن لہیعہ ہے اور ابن عجلان زیلعی نے کہا کہ عبد اللہ بن محمد بن عقیل

مین بہی گفتگو ہی عبد اللہ صنابحی کی حدیث وضو کی فضیلت مین ہی اوسمین یہہ ہی کہ جب سر کا مسح کرتا ہی تو گناہ اوسکے سر سے نکلجاتے ہین یہانتک کہ
اوسکے کانون سے نکلجاتے ہین روایت کیا اوسکو امام مالک نے موطا مین اور ابن عبد البر نے تمہید مین یہ حدیث دلیل ہی ابو حنیفہ کے
مذہب کی اور روایت کیا اوسکو نسائی اور ابن ماجہ نے مالک کے طریق سے عبد الحق نے احکام مین کہا کہ عبد اللہ صنابحی
نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہین کی اور بعضون نے اوسکو ابو عبد اللہ کہا ہی اور یہی ٹہیک ہے اور اسکا نام عبد الرحمن
بن عسیلہ ہی مقدام بن معدیکرب کی حدیث ابو داود اور طحاوی نے نکالی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مینے دیکھا وضو
کرتے ہوئے جب آپ سر کے مسح کو پہونچے تو اپنی دونو ہتھیلیان آگے کے سر پر رکہین پہر اونکو پہرایا یہانتک کہ گدی تک
پہونچی پہر پہیر لائے ہاتہون کو جہان سے شروع کیا تہا اور مسح کیا اپنے دونو کانون پر باہر اور اندر کیطرف ایک بار یہ لفظ
طحاوی کا ہے ابو داود کی روایت مین ہی کہ اپنی دونون انگلیان کانون کے دونون سوراخ مین ڈالین حافظ
نے کہا اسناد اوسکا حسن ہے اور نووی نے ابن الصلاح کی متابعت سے حدیث کو نسبت دی نسائی کیطرف اور
عباد بن تمیم کی حدیث اپنے باپ سے نکالا اوسکو طحاوی نے کہ اونہون نے دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو
کرتے ہوئے پہر آپنے مسح کیا اپنے سر اور دونو کانون کا اندر اور باہر کیطرف عبد اللہ بن زید کی دوسری حدیث
طحاوی نے نکالی مین نے دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ پاس وضو کا پانی لایا گیا آپنے اپنے دونو کانون
کو ملا مسح کے وقت عمرو بن شعیب کی حدیث عن ابیہ عن جدہ کہ ایک شخص آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور عرض کیا
وضو کیونکر ہی آپنے پانی منگوایا اور وضو کیا تو دونو کلمے کی انگلیان کانون کے اندر ڈالین اور مسح کیا اپنے
دونون انگوٹہون سے کانون کے اوپر کیجانب کا اور کلمے کی انگلیون سے اندر کیجانب کا منذری نے کہا نکالا اوسکو
طحاوی نے شرح معانی الآثار مین اور اسناد اوسکا حسن ہی اور کہا کہ اس باب مین صحابہ سے بہی آثار مروی ہین پہر نکالا
اپنی سند سے انس بن مالک سے کہ اونہون نے وضو کیا تو مسح کیا دونون کانون کا اندر اور باہر کیطرف سر کے ساتہہ
اور کہا کہ عبد اللہ بن مسعود حکم کرتے تہے کانون کے مسح کا اور ابن عباس سے کہ اونہون نے وضو کیا تو مسح کیا دونون
کانون کے اندر اور باہر اور ابن عمر سے باسناد صحیح کہ وہ کہتے تہے دونون کان سر مین داخل ہین تو مسح کرو اونکا
اور دوسری سند سے کہ اونہون نے کہا دونون کان سر مین ہین اور تیسری سند سے کہ ابن عمر مسح کرتے تہے دونون
کانون پر اندر کیجانب اور اوپر کیجانب اور پیروی کرتے تہے اوس سے شکنون کی شوکانی نے کہا امام نسائی نے
ابن عباس سے روایت کی کہ مسح کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر اور دونون کانون کا اندر کیجانب دونون
کلمے کی انگلیون سے اور اوپر کیجانب دونو انگوٹہون سے اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن خزیمہ اور ابن مندہ نے اور نکالا

اوسکو ابن ماجہ اور حاکم اور بیہقی نے بالفاظ مختلفہ ابن مندہ نے کہا کانوں کے مسح کی کیفیت صرف اسی طریق سے
ثابت ہے حافظ نے کہا شاید مراد ابن مندہ کی یہ ہے کہ اس تفصیل اور اس طور سے مسح کرنا ہے حافظ نے تاویل کی ابن مندہ
کے کلام کی اور جب یوں ہی یہ کلام غلط ہوتا ہے عمرو بن شعیب کی حدیث سے جو اوپر ہم نے بیان کی اور حاکم نے مستدرک
میں مسح کی کیفیت بھی بیان مقداد سے اور انس سے مرفوعًا روایت کی اور صواب ابن مسعود سے ہے موقوفًا اور احمد اور
حاکم اور دارقطنی نے حضرت عثمان سے روایت کی انتہے مختصرًا اتحاف الفقین دلیل النیر میں ہے حضرت علی کی حدیث سے جس کو
نکالا طحاوی وغیرہ نے اوس میں یہ ہے کہ پھر مسح کیا اپنے سر اور کانوں کی پشت کا تو معلوم ہوا کہ سامنے کا رخ کانوں
کا منہ کے ساتھ دھویا اور جواب یہ ہے کہ حدیث سے یہ نہیں نکلتا کہ کانوں کے سامنے کا رخ منہ میں داخل ہے اور اس
روایت میں اوسکے مسح کا ذکر نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت علی نے اوسپر مسح نہ کیا ہو اور خود طحاوی نے
باسناد صحیح حضرت عثمان سے روایت کیا کہ اونہوں نے وضو کیا تو مسح کیا اپنے سر اور دونوں کانوں کا اندر اور باہر کے
جانب ایسے کہا ایسا ہی دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے تو جائز ہے کہ راوی اوسکو نقل
کرنا بھول گیا ہو علاوہ اسکے کانوں کا مسح واجب نہیں ہے پس احتمال ہے کہ حضرت علی نے اون کے سامنے کے رخ
کا مسح ترک کیا ہو سوا اسکے ابن عباس نے یہی حدیث حضرت علی سے روایت کیا اور ابن عباس سے خود ثابت ہے کہ
اونہوں نے مسح کیا اپنے کانوں کے اندر اور باہر جیسے اوپر گذرا اور یہ روایت تائید کرتی ہے اوس احتمال کی جو
ہم نے ذکر کیا اور دلیل لیتے ہیں جو مسلم نے روایت کی حضرت علی سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے
ہوتے تو فرماتے وَجَّهْتُ وَجْهِيَ اور اسکے اخیر میں یہ ہے کہ آپ فرماتے سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ
تو سمع یعنے کان کو وجہ میں داخل کیا اور یہ دلیل بنسبت قوی ہے مگر جواب دے سکتے ہیں اسطرح کہ وجہ سے
یہاں سارا سر مراد ہے اور دلیل لیتے ہیں اوس سے جو سنن والوں نے نکالا حضرت عائشہ سے کہ آپ قرآن کے سجدے
میں فرماتے سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ حاکم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے فَتَبَارَكَ اللّٰهُ
أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ اور کہا حاکم نے کہ یہ زیادہ بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے اور جواب وہی جو گذرا اور زیلعی نے کہا شعبی
نے ان حدیثوں اور الْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ دونوں پر عمل کیا اور کانوں کو دھو لیتے تھے منہ کے ساتھ اور اونپر مسح
بھی کرتے تھے سر کے ساتھ تو اون کے سامنے کے رخ کو منہ میں داخل کرتے اور پیچھے کے رخ کو سر میں اور دلیل
لیتے ہیں اوس سے جو حاکم نے نکالا مستدرک میں حرملہ سے اونہوں نے ابن وہب سے اونہوں نے حبان بن واسع سے
اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے سنا عبد اللہ بن زید سے اونہوں نے دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے

ہوئی تو آپ نے اپنے کانون کے لیے جدا پانی لیا سوا اوس پانی کے جو سر کے لیے لیا تھا حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہی
امام مسلم کی شرط پر اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے سنن مین حاکم کے طریق سے اسی سند اور متن سے اور کہا کہ اسناد اسکا
صحیح ہی شوکانی نے کہا اور نکالا اوسکو بیہقی نے عثمان دارمی کے طریق سے اونہون نے ہیثم بن خارجہ سے اونہون نے
ابن وہب سے اوس مین یہ ہے کہ پہر لیا اپنے دونون کانون کے لیے پانی جدا اوس پانی سے جو لیا اپنے سر کے لیے اور کہا
یہ اسناد صحیح ہی اور ذکر کیا اس حدیث کو عبد الحق نے احکام مین اور کہا کہ روایت کیا اوسکو حاکم نے اپنی کتاب علوم الحدیث
مین اور یہ غلطی ہے عبد الحق کی اور عجز ہے اون کا کیونکہ حاکم نے اس حدیث کو مستدرک مین روایت کیا اور صحیح کہا اور
جواب یہ ہے کہ شیخ تقی الدین نے امام مین کہا کہ مینے ابن قتیبہ کی روایت حرملہ سے اسی اسناد سے یون پائی کہ مسح کیا
اپنے سر پر نئے پانی سے سوا اوس پانی کے جو ہاتھون کے دہونے سے بچا تھا اور کانون کا ذکر نہین کیا حافظ نے کہا ایسا
ہی روایت کیا ابن حبان نے اپنی صحیح مین ابن سلم سے اونہون نے حرملہ سے اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو ترمذی نے
علی بن خشرم سے اونہون نے ابن وہب سے اور محفوظ یہی ہے جو امام مسلم نے نکالا اسی طریق سے کہ مسح کیا اپنے سر پر اس
پانی کے سوا سے جو بچا تھا ہاتھ دہونے سے پس یہ حدیث معلول ہوئی اس صورت مین اور جب ہے عمل اس حدیث پر جو
ابن عباس اور ربیع سے منقول ہے اور دلیل لیتے ہین اوس سے جو نمران بن جاریہ نے اپنے باپ سے روایت کیا اونہون
نے جناب رسول مقبول محمد مصطفے خاتم انبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم سے ایسا ہی کہا عبد الحق نے احکام مین
کہ کانون کے لیے نیا پانی لینا نمران بن جاریہ کی حدیث مین وارد ہوا **اور جواب** یہ ہے کہ ابن القطان نے کتاب
الوہم والایہام مین کہا کہ اس حدیث کا کہین پتہ نہین نہ ضعیف سند سے نہ صحیح سند سے اور عبد الحق نے یہ نہین لکہا کہ اوسکو
کس نے روایت کیا اور شاید اونکو دہوکا ہو گیا نمران بن جاریہ کی اس حدیث سے جسکو طبرانی نے نکالا معجم مین اوس مین
یہی کہ سر کے لیے نیا پانی لو لیکن کانون کے لیے نیا پانی لینا تو میرے علم سے کہین منقول نہین شوکانی نے کہا نمران بن
جاریہ کی حدیث کو بزار نے بہی نکالا اوس مین یہ ہے کہ سر کے لیے نیا پانی لے اور دلیل لیتے ہین ابن عمر کی اوس اثر سے
جسکو نکالا امام مالک نے موطا مین کہ وہ جب وضو کرتے تو اپنے کانون کے لیے اونگلیون سے پانی لیتے اور روایت کیا
اوسکو امام بیہقی نے مالک کے طریق سے اوس مین یہ ہے کہ وہ اپنی دو انگلیون کو پانی مین پہر ڈالتے اور ان سے کانون
کا مسح کرتے **اور جواب** یہ ہے کہ ابن عمر کا موقوف اثر اتنی احادیث مرفوعہ اور آثار صحابہ کے خلاف حجت نہین
علاوہ اس کے ابن عمر سے ایک مرفوع حدیث اسکے خلاف وارد ہے جو اوپر گذری اور طحاوی نے اونسے روایت کیا باسناد
صحیح کہ کان سر مین داخل ہین زیلعی نے کہا ہماری اصحاب کا قول اولی ہے کیونکہ اوسکی روایتین بہت ہین اور طریقی

بہت ہین اور ابن عمر نے جو نیا پانی لیا تو بیان جواز کے لیے اور اسمین خلاف نہین بحث اولویت مین ہی تو مستحب یہی ہے
کہ سر کے ساتھہ ہی کانون کا مسح کرے اور یہی مختار ہے ابن قیم نے زاد المعاد مین کہا کہ کانون کے مسح کے لیے نیا پانی
لینا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہین ہوا البتہ ابن عمر سے ثابت ہوا انتہے شوکانی نے کہا جو لوگ کانون
کا مسح واجب کہتے ہین اونکی دلیل قوی نہین ہے اور استحباب اسکا یقینی ہے اور یہی صحیح ہے وجوب کہنے والے کہتے ہین کہ
جب کان سر مین داخل ہوئے ان حدیثون سے تو سر کا مسح واجب ہے نص قرآنی سے پس کانون کا بھی واجب ہوگا اور
جواب یہ ہے کہ یہ حدیثین وجوب ثابت کرنے کے لائق نہین اور نص قرآن سے کل سر کے مسح کا کیا ثبوت ہے واللہ
اعلم ٩٠ کنپٹیون کے مسح مین ربیع کی حدیث اوپر گذری کہ حضرت کو مین نے دیکھا آپنے وضو کیا پھر مسح کیا اپنے سر کا تو
مسح کیا سامنے سے پیچھے تک اور پیچھے سے سامنے تک اور دونو کنپٹیون اور کانون پر ایک بار روایت کیا اوسکو
ابوداود اور ترمذی نے اور کہا حسن ہے کنپٹی وہ مقام جو کان اور آنکھہ کے بیچ مین ہے جہان پر بال لٹکتے ہین ٩١
ابوداؤد اور امام احمد نے لیث سے اونہون نے طلحہ بن مصرف سے اونہون نے اپنے باپ سے انہون نے دادا سے اونہون
نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسح کرتے تھے اپنے سر کا یہان تک کہ پہونچے سر کے پیچھے اور جو اوس کے
قریب ہے گردن کے شروع تک (یعنی گردن کے آگے کے حصے تک) اوسکی اسناد مین لیث بن ابی سلیم ہے وہ ضعیف
ہے ابن حبان نے کہا وہ سندون کو پلیٹ دیتا تہا اور مرسل حدیثون کو رفع کر دیتا تہا اور ثقات سے وہ نقل کرتا
جو اونہون نے روایت نہین کیا ترک کیا اوسکو یحییے بن سعید قطان اور ابن مہدی اور ابن معین اور احمد بن
حنبل نے نووی نے تہذیب الاسما مین کہا اتفاق ہے اوسکے ضعف پر ابوداؤد نے کہا ابن عیینہ اس حدیث کا
انکار کرتے تھے اور کہتے تھے یہ کیا ہے طلحہ بن مصرف عن ابیہ عن جدہ اور ایسا ہی نقل کیا عثمان دارمی نے علی
بن المدینی سے اور زیادہ کیا کہ مین نے عبدالرحمان بن مہدی سے پوچھا اوسکے دادا کا نام اونہون نے کہا عمرو بن
کعب یا کعب بن عمرو اور وہ صحابی تہا اور دوری نے ابن معین سے نقل کیا کہ محدثین کہتے ہین کہ طلحہ کے دادا نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تہا اور اوسکے گھر والے کہتے ہین کہ وہ صحابی نہ تہا خلال نے کہا مین نے ابوداؤد سے
سنا وہ کہتے تھے مینے ایک شخص سے سنا طلحہ کی اولاد مین سے وہ کہتا تہا کہ اوسکا دادا صحابی تہا ابن ابی حاتم
نے علل مین کہا مین نے اپنے باپ سے پوچھا اوسکو انہون نے کہا یہ ثابت نہین اور کہا ایسا کہتے ہین کہ یہ طلحہ انصار مین
سے ایک شخص تہا اور بعضون نے کہا مصرف کا بیٹا تہا اور جو مصرف کا بیٹا ہوتا تو اس مین اختلاف نہ ہوتا ابن
القطان نے کہا اس حدیث مین یہ علت ہے کہ مصرف بن عمرو طلحہ کا باپ مجہول ہے اور یہ معلوم ہوا کہ وہ مصرف کا بیٹا ہے

ف کنپٹیون کا مسح

ف گردن کا مسح

تصریح کی اسکی ابن السکن اور سابق دونے کتاب اولاد المحدثین میں اور یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں اور ابن ابی خیثمہ نے اور انہوں نے زبل (۱۲۱) حدیث کعب
بن عمرو کی جو اوپر گذری کہ مسح کیا حضرت نے ڈاڑھی کو اندر کیجانب کا اور گدی کا (قفا کا ترجمہ پشت گردن) نکالا اسکو طبرانی نے اور اسکی اسناد میں
ایک شخص مجہول ہے اور شاید یہ کعب بن عمرو یمی طلحہ کا دادا ہو اس صورت میں پیشاب ہوگا طلحی کی حدیث کا (۱۲۲) مقدام بن معدیکرب کی حدیث جو ابوداؤد
اور طحاوی نے نکالی جو اوپر گذری اسمیں یہ ہے کہ سر کا مسح کیا یہانتک کہ گدی تک پہنچے (۱۲۳) ابن الہمام نے فتح القدیر میں کہا ترمذی نے روایت کیا کہ حضرت
نے مسح کیا اپنی ظاہر گردن پر یہ حدیث ترمذی کی کتاب میں نہیں ہے اور ابن الہمام نے معلوم نہیں کیونکر ترمذی کا حوالہ دیا اور اسکی تصحیح بہت لوگوں نے کی
کہا یہ حدیث کہ گردن کا مسح امان ہے طوق سے قیامت کے دن ابن الصلاح نے کہا یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت
نہیں ہے اور یہ قول ہے کسی اگلے شخص کا نووی نے شرح مہذب میں کہا یہ حدیث موضوع ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
کلام نہیں اور نووی نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گردن کے مسح میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہوئی اور وہ سنت نہیں
بلکہ بدعت ہے ابن القیم نے زاد المعاد میں کہا گردن کے مسح میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہوئی اور قاسم بن سلام نے
کتاب الطہور میں موسیٰ بن طلحہ سے نکالا انہوں نے کہا جو کوئی پشت گردن پر مسح کرے وہ قیامت کے دن طوق پہنانے
سے بچایا جاویگا حافظ نے تلخیص میں کہا یہ اگرچہ موقوف ہے مگر حکماً مرفوع ہے کیونکہ یہ بات رائے سے معلوم نہیں ہو سکتی
اس صورت میں حدیث مرسل ہوگی اور ابو نعیم نے تاریخ اصفہان میں نکالا اپنی سند سے ابن عمر سے کہ وہ جب وضو
کرتے تو گردن پر مسح کرتے اور کہتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی وضو کرے گا اور گردن پر مسح کریگا تو قیامت
کے دن طوقوں سے محفوظ رہے گا۔ اسکے اسناد میں محمد بن عمرو انصاری ضعیف ہے حافظ نے کہا میں نے ایک جزء پایا جس
کو روایت کیا ابو الحسین بن فارس نے اپنے اسناد سے فلیح بن سلیمان سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر سے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی وضو کرے اور اپنے دونوں ہاتھوں سے مسح کرے اپنی گردن پر تو بچایا جاویگا طوق سے
قیامت کے دن اور فرمایا اگر خدا چاہے یہ حدیث صحیح ہے حافظ نے کہا ابن فارس اور فلیح کے بیچ میں بڑا میدان ہے
یعنی بہت سے راوی ہیں تو انکو دیکھنا چاہیے شوکانی نے کہا یہ حدیث عترت کی کتابوں میں مروی ہے امالی میں
احمد بن عیسیٰ کی اور شرح تجرید میں باسناد متصل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک لیکن اسکے اسناد میں حسین بن
علوان ہے ابو خالد واسطی سے اس میں یہ ہے کہ جو کوئی وضو کرے اور مسح کرے اپنے دونوں کنارے گردن کے اور گدی
پر تو وہ بچایا جاویگا طوق سے قیامت کے دن اور ایسا ہی روایت کیا اسکو اصول الاحکام اور شفا میں اور روایت کیا
اسکو تجرید میں حضرت علی علیہ السلام سے محمد بن حنفیہ کے طریق سے ایک طویل حدیث میں اس میں یہ ہے کہ انہوں نے جب
مسح کیا اپنے سر کا تو مسح کیا گردن پر اور وضو سے فارغ ہونے کے بعد کہا کہ جیسا میں نے یہ کیا اور اس سب تقریر سے

معلوم ہوا کہ نووی کا یہ کہنا کہ گردن کا مسح بدعت ہے اور حدیث اوسکی موضوع ہے غلط ہے اور اس سے زیادہ عجیب یہ ہے جو انہون
نے کہا کہ نہین ذکر کیا اوسکو شافعی اور جمہور اصحاب نے مگر ابن القاص اور چند لوگون نے اوسکو بیان کیا کیونکہ رویانی نے
جو شافعی کے اصحاب مین سے ہین اپنی کتاب مین جسکا نام بحر ہے لکھا ہے کہ ہمارے اصحاب نے کہا کہ وہ سنت ہے اور ابن الرفعہ
نے نووی پر اعتراض کیا کہ بغوی جو امام ہین حدیث کے وہ قائل ہین کہ گردن کا مسح مستحب ہے اور استحباب کا ماخذ کسی خبر
یا اثر سے ضرور ہے کیونکہ قیاس سے استحباب نہین ہو سکتا حافظ نے کہا شاید بغوی کی سند وہ حدیث ہے جو احمد اور ابو داؤد
نے نکالی ابن سید الناس نے کہا کہ بیہقی نے بھی اسکو نکالا اور اسمین ایک حسن زیادت ہے یعنے گردن کے مسح کی تو ممکن
ہے اس زیادت کو حسن کہا پھر کہا کہ مقدسی نے کہا کہ لیث مین کلام کیا گیا ہے اور جواب یہ ہے کہ لیث سے امام مسلم نے نکالا
اب اختلاف ہے کہ گردن کا مسح نئے پانی سے کیا جاوے یا اوسی پانی سے جو سر کے مسح سے باقی ہو مؤید باللہ اور منصور اول
امر کے قائل ہین اور ہادی اور قاسم دوسرے کے اور بحر مین فریقین کا یہ قول لکھا ہے کہ نئے پانی سے کرنا چاہیے
(ذیل) ۹۶ وضو پے درپے کرنا واجب ہے امام اوزاعی اور مالک اور احمد بن حنبل اور شافعی کے ایک قول مین
اور عترت اور ابو حنیفہ اور شافعی کے ایک قول مین موالاۃ یعنے پے درپے وضو کرنا واجب نہین لیکن مستحب ہے
جو لوگ موالاۃ کو واجب کہتے ہین وہ دلیل لیتے ہین ابن عمر اور ابی بن کعب کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پے درپے
وضو کیا اور کہا یہ وہ وضو ہے کہ اللہ تعالی نماز نہین قبول کرتا بغیر اسکے اور یہ حدیثین اوپر گذر چکین یہ ہر دو دونو
ضعیف ہین قابل حجت لینے کے نہین اور روایت کیا دارقطنی اور بیہقی نے جابر سے مرفوعًا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے پانی بہایا اپنی دونو کہنیون پر پھر فرمایا یہ وہ وضو ہے کہ اللہ تعالی نماز نہین قبول کرتا مگر اس سے اسکے اسناد
مین قاسم بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عقیل ہے وہ متروک ہے ابو زرعہ نے کہا منکر ہے اور ضعیف کیا اوسکو احمد
اور ابن معین نے البتہ ابن حبان نے صرف اوسکو ثقات مین لکھا لیکن لوگون نے اوس طرف التفات نہین کیا اور ضعیف
کیا اس حدیث کو منذری اور ابن جوزی اور ابن الصلاح اور نووی وغیرہم نے شوکانی نے کہا یہ زیادت لَا یَقْبَلُ
اللّٰہُ الصَّلٰوۃَ اِلَّا بِہٖ ضعیف ہے اور ایک روایت مین یون ہے ہٰذَا الَّذِیْ افْتَرَضَ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ اور یہ جب فرمایا جب ایک
ایک بار وضو کیا اور ابن ابی حاتم نے کہا مین نے ابو زرعہ سے پوچھا اس حدیث کو اونہون نے کہا یہ حدیث واہی اور منکر
ضعیف ہے اور ایک بار کہا اوسکی کچھ اصل نہین اور ربیعہ اوس کے پڑھنے سے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے
غرائب مالک مین حافظ نے کہا امام مالک نے اوسکو کبھی روایت نہین کیا اور ابن السکن کی روایت مین انس
سے ہٰذَا وُضُوْءٌ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ غَیْرَہٗ اور جب ایسا ہو کہ اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تو اشارہ ہے اوس مین ایک ایک بار

ف: وضو پے درپے کرنا ضروری ہے

ہونیکی طرف یعنی ایک ایک عضو کو پے در پے دہونا جائز نہیں سمجھتے نہ دہونا نہ موالاۃ کے وجوب کی طرف آئے اور دلیل لی ہے اوس سے جو
روایت کی احمد اور ابو داؤد نے خالد بن معدان سے اونہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض بی بیون سے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکہا جو نماز پڑہ رہا تہا اوسکی پشت قدم پر درم برابر سوکہا رہ گیا تہا پانی نہیں پہنچا
تہا وہان تو آپ نے اوسکو حکم دیا وضو اور نماز لوٹانیکا پس اگر موالاۃ واجب نہیں ہوتی تو آپ حکم دیتے صرف اس مقام کے
تر کر لینیکا نہ وضو دوبارہ کرنیکا اور جواب یہ ہے کہ منذری نے اس حدیث مین علت نکالی بقیہ بن الولید سے کیونکہ اوسنے
عن کے ساتھ روایت کی بحیر بن سعد سے اور وہ مدلس ہے اور اسکا عنعنہ قبول نہیں امام مین کہا کہ حاکم نے اوسکو مستدرک
مین نکالا اور اوس مین حدثنا بحیر بن سعد ہے تو تدلیس کا شبہ جاتا رہا لیکن ابن القطان اور بیہقی نے کہا وہ مرسل
ہے امام مین اسکا جواب دیا کہ صحابی کا نام مذکور نہ ہونے سے حدیث مرسل نہیں ہوتی اور جہالت صحابی کی ضرر نہیں
کرتی اور اثرم نے کہا مین نے امام احمد سے پوچہا اس حدیث کو اونہون نے کہا اوسکا اسناد عمدہ ہے مین نے کہا جب تابعی کہے
مجہہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے حدیث بیان کی اور اسکا نام نہ لے تو حدیث صحیح ہوتی ہے اونہون نے
کہا ہان اور دلیل لیتے ہین حضرت عمر کی حدیث سے جسکو روایت کیا امام مسلم اور احمد نے اور یہ اوپر گذری پاؤن دہونے
کے باب مین اور دلیل لیتے ہین انس کی حدیث سے جو احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور دار قطنی نے نکالی
یہ بہی اسی باب مین گذری اور دلیل لیتے ہین ابن عمر کی حدیث سے اونہون نے ابو بکر اور عمر سے یا ابو بکر سے کہ مین حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم پاس بیٹہا تہا اتنے مین ایک شخص آیا اوسکے پاؤن مین ایک مقام تہا جہان پانی نہیں پہنچا
تہا آپ نے فرمایا جا اور پورا کر اپنے وضو کو اور ایک روایت مین ہے لوٹ جا اور پورا کر اپنے وضو کو یہ حدیث بہی اسی
باب مین گذری اسکی اسناد مین وازع بن نافع ہے ضعیف کیا اوسکو نسائی اور احمد اور ابن معین اور ابو حاتم
اور دار قطنی نے زیلعی نے کہا جو لوگ موالاۃ کو واجب نہیں کہتے وہ دلیل لیتے ہین اس حدیث سے جو حافظ ابو بکر اسماعیلی
نے نکالی اسمعیل بن یحیی سے اونہون نے مسعر سے اونہون نے حمید بن سعد سے اونہون نے ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے اونہون نے
اپنے باپ عبد الرحمن بن عوف سے اونہون نے کہا مین نے کہا یا رسول اللہ میری بی بی حائض ہے جب مین صحبت کرتا ہون
اپنی لونڈیون سے آپ نے فرمایا تیری بی بی اسکا علم کیونکر ہوتا ہے مین نے کہا نہانے کی وجہ سے آپ نے فرمایا جب تو
اپنی لونڈیون سے صحبت کرے تو اپنا سر دہو لیا کر پہر جب نماز کا وقت آوے تو باقی بدن اپنا دہولے اسکی
اسناد مین اسمعیل بن یحیی متروک ہے ۹ ترمذی نے معاذ بن جبل سے کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا
کہ جب وضو کرتے تو اپنا منہ پونچہتے اپنے کپڑے کے کنارے سے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے اور اسناد اوسکا ضعیف ہے

ف وضو اور غسل میں پے در پے دہونا اعضا کا سنت ہے

رشدین بن سعد اور عبد الرحمان بن زیاد دونوں ضعیف ہیں حدیث میں نکالا اوسکو بیہقی نے اور کہا اسکا اسناد
ضعیف ہے اور ترمذی اور حاکم نے حضرت عائشہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ٹکڑا اتنا کپڑے کا جس سے آپ
پونچھا کرتے (بدن کو) وضو کے بعد اور کہا یہ حدیث قائم نہیں اور اس باب میں کچھ صحیح نہیں ہے اور ابو معاذ کو کہتے
ہیں کہ وہ سلیمان بن ارقم ہے اور وہ ضعیف ہے اہل الحدیث کے نزدیک اور ابن ماجہ نے سلمان فارسی سے کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو کمل کے جبہ کو پلٹا جسکو پہنے تھے اور اس سے اپنا منہ پونچھا۔ اسکے اسناد میں وضین بن عطا
ہے ثقہ کہا اسکو امام احمد نے اور ابن معین نے کہا لا باس بہ نبیل ہیں اور کہ روایت کیا احمد اور ابن ماجہ اور ابو داؤد
نے قیس بن سعد سے کہ زیارت کی ہماری رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہماری مکان میں تو سعد نے حکم دیا آپکے
لیے نہانیکا پانی رکھنے کے لیے پھر پانی رکھا گیا آپ نہائے پھر سعد نے آپ کو ایک چادر دی جو رنگی ہوئی تھی زعفران
یا ورس سے آپنے اوسکو لپیٹ لیا یہاں تک کہ ورس کا نشان آپکے پیٹ کی شکنوں پر دیکھا گیا ابن ماجہ کی روایت
میں ہے میں گویا دیکھ رہا ہوں ورس کا نشان آپکے پیٹ کی بٹ پر اور نکالا اوسکو نسائی نے عمل الیوم و
اللیلہ میں حافظ نے کہا اوسکی وصل و ارسال میں اختلاف ہے اور ابو داؤد کے راوی صحیح کے راوی ہیں اور
ولید کے سماع کی اوس میں تصریح ہے باوجود اسکے نووی نے خلاصہ میں اسکو ضعیف کی فصل میں ذکر کیا اور
اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ بدن پونچھنا مکروہ نہیں اور یہی قول ہے حسن بن علی اور انس اور عثمان اور ثوری
اور مالک کا اور دلیل لی اونہوں نے حدیث سے اور عمر اور ابن ابی لیلے اور امام یحیی اور ہادویہ کے نزدیک مکروہ ہے
اونہوں نے دلیل لی اوس سے جو ابن شاہین نے نکالا ناسخ اور منسوخ میں انس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا منہ
نہیں پونچھتے تھے مندیل سے وضو کے بعد اور نہ ابو بکر اور عمر اور نہ علی اور ابن مسعود حافظ نے کہا اوسکا اسناد
ضعیف ہے ابن ابی حاتم نے کہا اس باب میں انس سے مروی ہے اور وہ مسند نہیں اور بیہقی نے اوسکو نکالا انس
سے اونہوں نے ابو بکر سے اور کہا محفوظ یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور نکالا اوسکو ابن ابی شیبہ نے موقوفا انس
پر اور خطیب نے مرفوعا دونوں نے لیث سے اونہوں نے رزیق سے اونہوں نے انس سے اور اس باب میں ایک حدیث
ہے جب تم وضو کرو تو مت جھاڑو اپنے ہاتھوں کو کیونکہ وہ پنکھے ہیں شیطان کے نکالا اوسکو ابن ابی حاتم
نے کتاب العلل میں بختری بن عبید سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے ابو ہریرہ سے اور زیادہ کیا اوس کے
شروع میں جب تم وضو کرو تو اپنی آنکھوں کو پانی پلاؤ اور روایت کیا اوسکو ابن حبان نے ضعفا میں بختری
بن عبید کے ترجمہ میں کہا اوس سے حجت لینا جائز نہیں اور بختری متفرد نہیں ہوا اسکے ساتھ بلکہ

روایت کیا اوسکو ابن شاہین نے مفردۃ الشتوت میں ابن ابی السری کے طریق سے تمام ہوا کلام شوکانی کا ۹۸ جماعت نے
روایت کیا سوا ترمذی کے عباد بن تمیم سے اونھون نے اپنے چچا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کی شکایت
بیان کی کہ اوسکو معلوم ہوتا ہے نماز میں کچھ (یعنے گمان ہوتا ہے کہ حدث صادر ہوا) آپ نے فرمایا نہ پھرے جب تک
آواز سنے یا بو پاوے اور ابوداؤد اور ترمذی اور مسلم نے روایت کی ابوہریرہؓ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جب تم میں سے کوئی اپنے پیٹ میں کچھ پاوے پھر اوس کو شبہ ہو جاوے کہ کچھ نکلا یا نہیں تو مسجد سے نہ نکلے جب تک
آواز سنے یا بو پاوے شوکانی نے کہا اس باب میں ابوسعید سے روایت کیا حاکم اور احمد اور ابن حبان نے اور اوسکی
اسناد میں احمد بن علی بن زید بن جدعان ہے اور روایت کیا بزار اور بیہقی نے ابن عباس سے اور اوسکی اسناد میں ابو اویس ہے
لیکن متابعت کی اوسکی دراوردی نے نووی نے کہا ان حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ جسکو شک ہے اس باب میں
کہ وضو باقی ہے یا ٹوٹ گیا تو اوسکا وضو باقی رہیگا خواہ یہ شک نماز کے اندر ہو یا نماز کے باہر اور یہی مذہب ہے
ہمارا اور جمہور علماء سلف اور خلف کا اور امام مالک سے اس باب میں دو روایتیں ہیں ایک یہ کہ نماز کے باہر
اگر یہ شک ہو تو دوبارہ وضو کر لیوے اور نماز کے اندر ضرور نہیں دوسری یہ کہ ہر حال میں دوبارہ وضو کرنا ضرور ہے
اور پہلی روایت حسن بصری سے بھی منقول ہے لیکن جب حدث کا یقین ہو اور شک ہے اس میں کہ طہارت کی یا نہیں
تو طہارت کرنا لازم ہے بالاجماع اور اس حدیث سے بہت مسائل نکلتے ہیں جیسے کسی کو شک ہو اپنی بی بی کی طلاق
میں یا بردی کے عتاق میں یا پاک پانی کی نجاست میں یا نجس کی طہارت میں یا پاک کپڑے کی نجاست میں
یا تین اور چار رکعت میں یا سجدہ اور رکوع کرنے یا نہ کرنے میں یا روزے کی اور نماز کی اور وضو یا اعتکاف
کی نیت میں تو ہر حال میں شک کا کوئی اثر نہ ہوگا اور جو امر یقینی ہے وہ قائم رہے گا انتہے مختصرا ۹۹ امام
مالک نے موطا میں مرسلاً روایت کی عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے کہ وہ کتاب جو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے عمرو بن حزم کے لیے لکھی تھی اوس میں یہ تھا کہ قرآن کو نہ چھوے مگر پاک شوکانی نے کہا عمرو بن حزم
کی کتاب کو لوگوں نے قبول کیا ابن عبدالبر نے کہا وہ کتاب متواتر کے مشابہ ہے کیونکہ لوگوں نے اوسکو
قبول کیا اور یعقوب بن سفیان نے کہا میں کوئی کتاب زیادہ صحیح نہیں جانتا عمرو بن حزم کی کتاب سے کیونکہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین ہمیشہ اوسکی طرف رجوع کرتے تھے اور اپنی راے کو چھوڑ دیتے تھے
اور حاکم نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز اور زہری نے اس کتاب کی صحت کی گواہی دی لیکن یہ روایت مرسل ہے
اور سہیلی نے الروض الانف میں کہا کہ مرسل روایت سے حجت نہیں ہو سکتی زیلعی نے کہا دارقطنی نے اوسکو

مسند کیا کہی طریقون اوسکی سب مین قوی طریقہ ابو داؤد طیالسی کا ہے زہری سے اونہون نے ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے
اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے دادا سے اور روایت کی نسائی نے سنن مین کتاب الدیات مین اور ابو داؤد نے
مراسیل مین محمد بن بکار بن بلال سے اونہون نے یحیےٰ بن حمزہ سے اونہون نے سلیمان بن ارقم سے اونہون نے زہری
سے اونہون نے ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے دادا سے کہ جو کتاب کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے یمن والون کو لکھی سنن اور فرائض اور دیات مین اوسمین یہ تہا کہ قرآن کو نہ چہوے مگر پاک اور روایت کیا
اوسکو اون دونون نے دوسرے طریق سے حکم بن موسےٰ سے اونہون نے یحیےٰ بن حمزہ سے اونہون نے سلیمان بن داؤد خولانی
سے اونہون نے زہری سے اوسیطرح ابو داؤد نے کہا حکم بن موسےٰ نے وہم کیا تو سلیمان بن داؤد خولانی کہا حالانکہ وہ
سلیمان بن ارقم ہے اور نسائی نے کہا پہلی سند زیادہ مشابہ ہے صواب کے اور سلیمان بن ارقم متروک ہے اور ابن
حبان نے اوسکو نکالا دوسری سند سے اور کہا سلیمان بن داؤد خولانی ثقہ ہے معتبر دمشق والون مین سے اور ایسا ہی
نکالا اوسکو حاکم نے مستدرک مین اور کہا وہ اسلام کے قواعد مین سے ہے اور اوسکا اسناد اس کتاب کی شرط کے موافق
ہے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے معجم مین اور دار قطنی اور بیہقی نے اپنی سننون مین اور احمد نے مسند مین اور
ابن راہویہ نے اور دارمی نے اور اوسکا ایک اور طریق ہے جو دار قطنی نے نکالا غرائب مالک مین ابو ثور ہاشم بن ناجیہ
سے اونہون نے مبشر بن اسمعیل سے اونہون نے مالک سے اونہون نے عبد اللہ بن ابی بکر سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے
دادا سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو انکے شرطین لکہی اوس مین یہ بہی تہا کہ قرآن کو نہ چہوے مگر پاک دار قطنی نے
کہا متفرد ہوا ساتھ اسکے ابو ثور مبشر سے اور اونہون نے مالک سے تو مسند کیا اوسکو دادا سے پہر روایت کیا دار قطنی نے صحیح
طریق سے اونہون نے کہا خبر دی مجہکو مالک نے انہون نے عبد اللہ بن ابی بکر سے اونہون نے محمد بن عمرو بن حزم سے اونہون نے
اپنے باپ سے کہ اوس کتاب مین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھی تہی یہ تہا کہ قرآن کو نہ چہوے مگر پاک اور کہا یہی
روایت ٹہیک ہے مالک سے اس مین دادا کا ذکر نہین ہے انتہیٰ شیخ نے امام مین کہا کہ احتمال ہے کہ دادا سے چہوٹا
دادا یعنی محمد بن عمرو بن حزم مراد ہو اور احتمال ہے کہ بڑا دادا عمرو بن حزم مراد ہو اور حدیث اوسوقت متصل ہوگی
جب عمرو مراد ہو اور حدیث مین یہ ہے کہ اون سے شرطین لکہین اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ مراد عمرو ہے کیونکہ آپنے کتاب
اونہی کے لیے لکہی تہی اور ایک اور طریق ہے جسکو بیہقی نے خلافیات مین نکالا عبد الرزاق سے اونہون نے
معمر سے اونہون نے عبد اللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے دادا سے کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے اون کے اقرار مین یہ لکھا اور نہ چہوے قرآن کو مگر پاک زیلعی نے کہا مینے اس حدیث کو اس طرح

سے عبد الرزاق کے مصنف اور تفسیر مین نہین پایا البتہ مرسلاً موجود ہی مصنف مین باب الحیض مین معمر سے اونہون نے عبد اللہ
سے اونہون نے اپنے باپ سے اور روایت کیا اونہون نے تفسیر مین سورہ واقعہ کے تفسیر مین معمر سے اونہون نے عبد اللہ اور
محمد بن ابی بکر سے اونہون نے اپنے باپ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے لیے ایک کتاب لکہی اوس مین یہ تہا
اور نہ چہوئے قرآن کو مگر پاک اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے عبد الرزاق کے طریق سے اور بیہقی نے سنن مین اسی
طرح مرسلاً اور دارقطنی نے کہا یہ مرسل ہے اور اوسکے راوی ثقہ ہین اور ایک اور طریق ہے جسکو بیہقی نے نکالا خلافیات
مین اسمعیل بن ابی اویس سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی مجہہ سے میرے باپ نے اونہون نے عبد اللہ اور محمد سے جو بیٹے تہے ابوبکر
کے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے دادا سے اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے یہ کتاب عمرو بن حزم کو
لیے لکہی جب اون کو یمن کیطرف بہیجا اور ابو اویس سچا ہے امام مسلم نے اوس سے نکالا متابعات مین اور یہ حدیث اور
کئی مرسل طریقون سے مروی ہے جز زکوۃ اور دیات مین بیان ہونگے انشاء اللہ تعالی انتہی ما قال الزیلعی الحافظ
رحمہ اللہ تعالی ۱۰۰ طبرانی نے معجم مین اور دارقطنی اور بیہقی نے سنن مین ابن جریج سے اونہون نے سلیمان بن
موسی سے اونہون نے زہری سے اونہون نے کہا مین نے سالم سے سنا وہ حدیث بیان کرتے تہے اپنے باپ سے کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ چہوئے قرآن کو مگر پاک حافظ نے کہا اوسکی اسناد مین کچہ قباحت نہین البتہ اوسکو اسناد مین
سلیمان اشدق ہے اوس مین لوگون کا اختلاف ہے حافظ نے کہا اثرم نے کہا کہ امام احمد نے اوس سے حجت لی نقل
مین ہے کہ امام احمد نے ابن عمر کی حدیث سے حجت لی کہ نہ چہوئے مصحف کو مگر طہارت پر زیلعی نے کہا کہ سلیمان بن
موسی اشدق کے باب مین لوگون کا اختلاف ہے بعضون نے اوسکو ثقہ کہا اور بخاری نے کہا کہ اوسکی حدیثین منکر
ہین اور نسائی نے کہا وہ قوی نہین مصحح کہتا ہے غلطی کی امام شوکانی نے نیل مین جو کہا یہ حدیث کو حاکم نے
مستدرک مین نکالا اور بیہقی نے خلافیات مین اور طبرانی نے اور اوسکی اسناد مین سوید بن ابی حاتم ہے اور وہ ضعیف
ہے کیونکہ سوید بن ابی حاتم ابن عمر کیحدیث کی اسناد مین نہین اور شاید خیال اونکا حکیم بن حزام کی حدیث پر نکل
گیا اور شاید مراد اونکی یہ ہے کہ اس حدیث کے متن کو اون لوگون نے نکالا مگر اس صورت مین راوی کا نام لکہنا تہا
تاکہ پڑہنے والے پر التباس نہ ہو اور ظاہر یہی ہے کیونکہ اونہون نے ابن عمر کیحدیث کو اسکے بعد بیان کیا و اللہ
اعلم ۱۰۱ حاکم اور طبرانی اور دارقطنی اور بیہقی نے خلافیات مین نکالا سوید بن ابی حاتم سے اوس نے مطر وراق
سے اوس نے حسان بن بلال سے اوس نے حکیم بن حزام رضی اللہ تعالی عنہ سے اونہون نے کہا جب مجہہ کو
جناب رسول مقبول سرور عالم خاتم النبیین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یمن کیطرف بہیجا تو فرمایا

ست چھو قرآن کو مگر جب تو طاہر پاک ۱ ہو حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہی اور نہین نکالا اوسکو بخاری
اور مسلم نے اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے سنن مین بہی ۱۰۲ طبرانی نے معجم مین نکالا عثمان بن ابی
العاص سے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ چہوے قرآن کو مگر طاہر شوکانی نے کہا اُس
کو نکالا ابن ابی داؤد نے مصاحف مین اور اس کے اسناد مین انقطاع ہے اور طبرانی کی روایت مین ایک
شخص مجہول ہے ۱۰۳ ثوبان کی حدیث زیلعی نے کہا ہے اوس کو مرفوعاً نہین پایا لیکن ابن القطان
نے کتاب الوہم والایہام مین کہا کہ علی بن عبد العزیز نے اپنی منتخب مین روایت کی اسحاق بن اسمعیل سے
اونہون نے مسعدہ بصری سے اونہون نے خصیب بن جحدر سے اونہون نے نضر بن شفی سے اونہون نے
ابی اسمار رجبی سے اونہون نے ثوبان سے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ چہوے قرآن کو
مگر طاہر اور عمرہ چہوٹا حج ہے ابن القطان نے کہا اوسکا اسناد نہایت ضعیف ہے اوسکی اسناد مین
نضر بن شفی ہے اور مین نے اوس کا ذکر رجال کی کتابون مین نہین پایا تو وہ نہایت مجہول ہے اور
خصیب بن جحدر ابن معین نے اوس کو کذاب کہا ہے اور مسعدہ بصری ابن الیسع اوسکو ترک کیا احمد
بن حنبل نے اور پہاڑ ڈالا اوس کی حدیث کو اور ابو حاتم نے کہا وہ کذاب ہے اور اسحاق بن اسماعیل تو
عبد الاعلے کا بیٹا ہے جو روایت کرتا ہے ابن عیینہ اور جریر سے اور وہ شیخ ہے ابو داؤد کا اور ابو داؤد
اوسی سے روایت کرتے ہین جو اون کے نزدیک ثقہ ہوتا ہے تمام ہوا کلام ابن القطان کا ۱۰۴
دارقطنی نے روایت کی اسحاق ازرق سے اونہون نے قاسم بن عثمان بصری سے اونہون نے انس بن مالک
سے اونہون نے کہا حضرت عمر تلوار لٹکا کر نکلے اون سے لوگون نے کہا تمہارے بہنوئی اور بہن نے
اپنا دین بدل ڈالا وہ ان کے پاس گئے وہان مہاجرین مین سے ایک شخص خباب تہی اور وہ سورہ طہ
پڑہ رہے تہے حضرت عمر نے کہا مجہکو دو جو تمہارے پاس ہے مین اوس کو پڑہون اور حضرت عمر کتابین پڑہ
لیتے تہے اونکی بہن نے کہا تم نجس ہو اور اس کو وہی چہوتے ہین جو پاک ہین تو اوٹہو اور غسل کر دیا وضو
کرو حضرت عمر اوٹہے اونہون نے وضو کیا پہر کتاب کو لیا اور سورہ طہ پڑہی اور روایت کیا اوس کو
ابو یعلے موصلی نے اپنی مسند مین طول کے ساتہ دارقطنی نے کہا متفرد ہوا ساتہ اوسکے قاسم بن
عثمان اور وہ قوی نہین ہو اور بخاری نے کہا اوسکی حدیثون پر متابعت نہین ہوتی ۱۰۵
دارقطنی نے نکالا عبد الرحمان بن یزید سے اونہون نے کہا ہم سلمان کے ساتہ تہے وہ نکلے اور حاجت

اوا کی پھر آئے اور کہا اے ابوعبداللہ کاش تم وضو کرو تو ہم تم سے کچھ آیتیں پوچھیں انہوں نے کہا میں قرآن کو چھوؤں
گا نہیں کیونکہ اوسکو نہیں چھوتے مگر پاک پھر پڑھیں اونہوں نے وہ آیتیں جو ہم نے چاہیں دارقطنی نے کہا
یہ اثر صحیح ہے زیلعی نے کہا حضرت عمر اور سلمان کا اثر اس باب میں جید ہے اور شوکانی نے نیل الاوطار میں اس
مقام میں ایک طویل گفتگو کی اوسکا خلاصہ یہ ہے کہ طاہر مومن کو بھی کہتے ہیں اور اسکو جو پاک ہو حدث سے اور
اوسکو جو پاک ہو جنابت سے اور اسکو جس کے بدن پر نجاست نہ ہو اور قرآن میں جو آیا ہے اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ
اور حدیث میں اَلْمُؤْمِنُ لَا يَنْجُسُ یہ اول معنوں میں ہے اور وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا تیسرے میں اور اِذَا
تَطَهَّرْنَ دوسرے میں اور اجماع ہے چوتھے معنوں پر تو ہو سکتا ہے کہ اس حدیث میں یہ چاروں معنی مراد ہوں لیکن
جنب کو بالاجماع مصحف کا چھونا درست نہیں اور کسی نے خلاف کیا اوس میں مگر داؤد نے اور مذہب اوسکا
قوی ہے کیونکہ جنب پر طاہر کا اطلاق حدیث میں آیا ہے چنانچہ فرمایا آپ نے مومن نجس نہیں ہوتا تو مومن ہمیشہ
طاہر ہے خواہ جنب ہو یا حائض ہو یا محدث ہو یا اوسکے بدن پر نجاست ہو اور طاہر سے یہ مقصود ہے کہ مشرک کو
چھونا درست نہیں کیونکہ وہ نجس ہے اور یہی مقتضے ہے دلیل کا اور کوئی دلیل اسپر قائم نہیں ہوئی کہ مشرک
کے سوا اور لوگوں کو قرآن چھونا درست نہیں چنانچہ امام داؤد نے جنب کو قرآن مجید چھونا جائز رکھا ہے
اور ابن عباس اور شعبی اور ضحاک اور زید بن علی اور مؤید باللہ اور ہادویہ اور قاضی القضاۃ اور داؤد کا یہ قول
ہے کہ بے وضو کو قرآن کا چھونا درست ہے اور آیت میں جو آیا لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ تو مراد اس سے لوح محفوظ ہے اور مطہرون سے ملائکہ اور اگر
تو بھی ہم یہ کہیں گے کہ ہر مومن مطہر ہے کیونکہ مطہر وہ ہے جو نجس نہ ہو اور مومن کبھی نجس نہیں ہوتا بمنطوق حدیث
انتہی ملخصاً ۱۰ | ابن عباس کی حدیث اس باب میں گذری کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بیدار ہوئے اور وضو
سے پہلے دس آیتیں پڑھیں اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ سے اخیر سورت تک حدیث صحیحین میں ہے اور روایت کیا ابوداؤد
اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور بزار اور دارقطنی اور بیہقی نے حضرت
علی سے کہ آپ کو قرآن پڑھنے سے کوئی چیز نہ روکتی سوا جنابت کے اس حدیث کی تفصیل آگے آوے گی
اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ سے روایت کی کہ آپ اللہ کی یاد کرتے
ہر وقت میں ان حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ حالت حدث میں قرآن پڑھنا درست ہے اسی طرح اوراد کا
اور ادعیہ کیونکہ وہ قرآن سے کم ہیں مگر مستحب ہے کہ باوضو پڑھے کیونکہ آپ نے سلام کا جواب دیا حالت حدث
میں تیمم کر کے جیسے اوپر گذرا مہاجر بن قنفذ اور ابوجہیم کی حدیث سے اور باقی بیان اسکا خدا چاہے تو آگے آوے گا

ف بے وضو قرآن پڑھنا درست

۱۰۷ ابوہریرہ کی حدیث اوپر گذری کہ اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں انکو حکم کرتا ہر نماز کے لیے وضو کرنیکا
اور سوتے وقت وضو کرنیکی حدیث صحیح بخاری میں گذری اور جنب کو وضو کی حدیثیں آگے آوینگی اور روایت
کیا جماعت نے سوا بخاری کے کہ جب تم میں سے کوئی اپنی بی بی سے صحبت کرے پھر دوبارہ کرنا چاہے تو وضو
کر لیوے آپسے یہ مستحب ہے وضو تلاوت قرآن اور ذکر اللہ کیلیے جیسے اوپر گذرا ۱۰۸ - ابن خزیمہ نے اپنی
صحیح میں ابن عمر سے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اسلام کیا ہے آپنے
فرمایا یہ کہ تو گواہی دے کوئی سچا معبود نہیں سوا اللہ تعالے کے اور محمد اوسکے رسول ہیں اور قائم کرے
تو نماز کو اور دیوے زکوۃ کو اور حج اور عمرہ کرے تو اور غسل کرے جنابت سے اور پورا کرے وضو کو اور
روزے رکھے رمضان کے اونہوں نے کہا جب میں یہ کروں تو مسلمان ہونگا آپنے فرمایا ہاں اونہوں نے
کہا تم نے سچ کہا ۱۰۹ - مسلم نے روایت کیا ابو حازم سے میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کے پیچھے تہا
وہ نماز کے لیے وضو کر رہے تھے تو بڑہاتے تھے اپنے ہاتھ کا دہونا یہانتک کہ بغل تک پہونچ جاتے
تھے میں نے اون سے کہا اے ابوہریرہ یہ کیسا وضو ہے اونہوں نے کہا اے بنی فروخ تم اس جگہہ موجود
ہو اگر میں جانتا تم اس جگہ ہو تو میں ایسا وضو نکرتا میں نے سنا اپنے جانی دوست رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے مومن کو وہاں تک زیور پہنایا جاویگا جہاں تک وضو پہنچتا ہے ابن خزیمہ
کی روایت میں ہے کہ زیور پہونچیگا وضو کے مقاموں میں ۱۱۰ - مسلم نے ابوہریرہ سے حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم مقبرہ میں آئے تو فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ عَنْ قَرِیْبٍ
لَاحِقُوْنَ میں چاہتا ہوں ہم اپنے بھائیوں کو دیکھیں صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم آپکے بھائی
نہیں ہیں آپنے فرمایا تم میرے اصحاب ہو میرے بھائی وہ ہیں جو ابھی نہیں آئے دنیا میں اصحاب نے
کہا یا رسول اللہ آپ اپنی امت میں سے اون لوگوں کو کیونکر پہچانینگے جو ابھی پیدا نہیں ہوئے آپنے
فرمایا بھلا دیکھو اگر ایک شخص کے گھوڑے ہوں جنکی پیشانی اور ہاتھ پاؤں سفید ہوں وہ اون گھوڑوں
میں ملجاویں جو بڑے کالے مشکی ہوں کیا وہ اپنے گھوڑوں کو نہیں پہچانیگا صحابہ نے عرض کیا کیوں
نہیں پہچان لیگا آپنے فرمایا تو میری امت کے لوگ (قیامت کے دن) سفید منہ اور سفید ہاتھ پاؤں
آوینگے وضو کی وجہ سے اور میں اون کا پیش خیمہ ہونگا حوض پر ۱۱۱ - ابن ماجہ اور ابن حبان
نے عبد اللہ بن مسعود سے اور احمد اور طبرانی نے ابو امامہ سے صحابہ نے کہا یا رسول اللہ آپ کیونکر پہچانینگے

فائدہ وضو کی فضیلت کی حدیثیں

اپنی امت کے اون لوگون کو جن کو آپنے نہین دیکھا فرمایا اونکے مُنہ اور ہاتھہ پاؤن سفید ہون گی ابلق وضو کے
نشانون سے ۱۱۲- امام احمد نے ابو الدرداء سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین سب سے پہلے وہ شخص ہون گا
جسکو قیامت کے دن سجدہ کی اجازت دیجاوے گی اور مین سب سے پہلے وہ شخص ہون گا جسکا سر اٹھایا جاوے گا
تو مین اپنے سامنے دیکھون گا اور اپنی امت کو اور امتون مین سے پہچان لون گا اور میرے پیچھے بھی ایسی ہی
امتین ہونگی اور داہنے بھی ایسی ہی اور بائین بھی ایسے ہی ایک شخص بولا آپ کس طرح پہچانینگے اپنی امت
کو یا رسول اللہ اتنی امتون میں حضرت نوح سے لیکر آپکی امت تک آپنے فرمایا اون کے مُنہ اور ہاتھہ پاؤن سفید
ہون گے وضو کے نشانون سے اور یہ نشان اور کسی امت مین نہ ہوگا اور مین اُن کو پہچانون گا اون کو کتابین
ملین گی داہنے ہاتھہ مین اور مین اُنکو پہچانونگا اونکی اولاد اونکے سامنے دوڑتی ہوگی منذری نے کہا
اسکی اسناد مین ابن لہیعہ ہے اور یہ حدیث حسن ہے متابعات مین ۱۱۳- امام مالک اور مسلم اور ترمذی نے ابو ہریرہ
رضی اللہ تعالی عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مسلمان یا مومن بندہ وضو کرتا ہے پھر اپنا مُنہ دہوتا
ہے تو اوسکے مُنہ سے ہر ایک گناہ نکل جاتا ہے جسکی طرف اوسنے دیکھا تہا اپنی دونو آنکھون سے پانی کے ساتھ
یا پانی کے اخیر قطرے کے ساتھ پھر جب دونون ہاتھہ دہوتا ہے تو اوس کے ہاتھون سے ہر ایک گناہ
نکل جاتا ہے جسکو تہاما تہا اوسکے دونون ہاتھون نے پانی کے ساتھ یا پانی کے اخیر قطرے کے ساتھ پھر
جب اپنے پاؤن دہوتا ہے تو ہر ایک گناہ نکل جاتا ہے اوسکے پاؤن سے جس کے لیے وہ چلا تہا پانی کے
ساتھ یا پانی کے اخیر قطرے کے ساتھ یہانتک کہ گناہون سے صاف پاک ہو کر نکل جاتا ہے امام مالک اور
ترمذی کی روایت مین پاؤن دہونیکا ذکر نہین ہے ۱۱۴- مسلم نے حضرت عثمان سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جو کوئی وضو کرے اچھی طرح تو اوسکے بدن سے اوس کے گناہ نکل جاوین گے یہانتک کہ اوس کے
ناخونون کے تلے سے اور ایک روایت مین ہے کہ اونہون نے وضو کیا پھر کہا مین نے دیکھا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایسا ہی وضو کیا اور فرمایا جو کوئی اس طرح وضو کرے اوس کے اگلے گناہ بخشدیے جاوین گے
اور اسکی نماز اور مسجد کو جانا اوسکے سوا ہے ۱۱۵- امام احمد نے حضرت عثمان سے اونہون نے پانی منگوایا پھر
وضو کیا پھر ہنسے اور اپنے ساتھیون سے کہا تم مجھہ سے ہنسنے کی وجہ نہین پوچھتے اونہون نے کہا آپ کیون ہنسے اے
امیر المومنین اونہون نے کہا مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپنے وضو کیا اسیطرح سے جیسے مینے
کیا پھر ہنسے اور فرمایا مجھہ سے ہنسنے کی وجہ نہین پوچھتے صحابہ نے کہا آپ کیون ہنسے یا رسول اللہ آپنے فرمایا بندہ جب

وضو کا پانی منگواتا ہے پہر اپنا مونہہ دہوتا ہے تو اللہ تعالی اوسکے ہر ایک گناہ کو گرا دیتا ہے جسکو اسنے کیا اپنے منہہ سے پہر جب ہاتہ
دہوتا ہے تو بہی ایسا ہوتا ہے اور جب پاؤن پاک کرتا ہے تو بہی ایسا ہی ہوتا ہے منذری نے کہا اوسکو نکالا ابو یعلی نے اور بزار نے
باسناد صحیح اور زیادہ کیا جب سر کا مسح کرتا ہے تو بہی ایسا ہی ہوتا ہے ١١٦ حمران سے روایت ہے حضرت عثمان
نے وضو کا پانی منگوایا وہ نماز کے لیے جانا چاہتے تہے ٹہنڈی رات مین پانی لایا اونہون نے منہہ اور دونون
ہاتہہ دہوئے پہر کہا بس کرو (یعنے ایک بار دہونا کافی ہے) اور رات بڑی سرد ہے اونہون نے کہا مین نے حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے جو بندہ وضو کو پورا کرے تو اللہ تعالی اوسکے اگلے اور پچہلے
گناہ بخشدیگا نکالا اوسکو بزار نے باسناد حسن ١١٧- ابو یعلی اور بزار اور طبرانی نے اوسط مین انس بن مالک
سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک اچہی خصلت آدمی مین ہوتی ہے اور اسکی وجہ سے اللہ تعالی اوسکے
سب عمل کو درست کر دیتا ہے اور آدمی کا وضو نماز کے واسطے ایسا اوسکی وجہ سے گناہ معاف کر دیتا ہے اور
نماز زیادہ رہتی ہے اوسکے لیے ١١٨- امام مالک اور نسائی اور ابن ماجہ اور حاکم نے اور کہا صحیح ہے
بخاری اور مسلم کی شرط پر اور اس مین کوئی علت نہین عبد اللہ صنابحی سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب
بندہ وضو کرتا ہے پہر کلی کرتا ہے تو اوسکے منہ سے گناہ نکل جاتے ہین جب ناک سنکتا ہے تو ناک سے گناہ نکل جاتے
ہین جب منہ دہوتا ہے تو منہ سے گناہ نکل جاتے ہین یہانتک کہ آنکہون کے پلکون کے تلے سے نکل جاتے ہین
جب ہاتہہ دہوتا ہے تو دونون ہاتہہ سے نکل جاتے ہین گناہ یہان تک کہ ناخونون
کے نیچے سے نکل جاتی ہین پہر جب سر کا مسح کرتا ہے تو سر سے گناہ نکل جاتے ہین یہان تک کہ
دونو کانون سے نکل جاتے ہین پہر جب پاؤن کو دہوتا ہے تو دونو پاؤن سے گناہ نکل جاتے ہین یہانتک کہ پاؤن کے ناخونون
کے نیچے سے نکل جاتے ہین پہر اوسکا مسجد مین جانا اور نماز پڑہنا زیادہ ہے۔ منذری نے کہا صنابحی مشہور صحابی ہے
١١٩- امام مسلم اور احمد نے عمرو بن عبسہ سلمی سے اونہون نے کہا مین جاہلیت کے زمانے مین یہ گمان کرتا تہا کہ
لوگ گمراہی پر ہین اور انکا مذہب کچہ نہین وہ بتون کو پوجتے ہین پہر مین نے ایک شخص کا حال سنا کہ مکہ مین وہ طرح
طرح کی خبرین کہتا ہے مین اپنی اونٹنی پر بیٹہا اور اسکے پاس آیا دیکہا تو وہ اللہ تعالے کے رسول ہین صلی
اللہ علیہ وسلم پہر بیان کیا حدیث کو یہانتک کہ کہا مین نے عرض کیا اے نبی اللہ کے وضو کو بیان کیجیے مجہہ سے
آپنے فرمایا کوئی تم مین سے ایسا نہین ہے جو اپنے وضو کے پانی کے پاس جاوے پہر کلی کرے اور ناک مین پانی
ڈالے پہر ناک سنکے مگر اوسکے منہ کے گناہ جہڑ جاوینگے اوسکے منہ اور نتہنون سے پہر جب منہ دہووے جیسے اللہ نے

اور سکو حکم کیا تو اوس کے منہ کے گناہ دور ہی کے کنارون سے پانی کے ساتھہ نکل جاوین گے پہر دونون ہاتھہ دہووے
کہنیون تک تو اوس کے دونو ہاتہہ کے گناہ پورون سے نکل جاوین گے پانی کے ساتھہ پہر مسح کرے اپنے سر پر تو اوسکے
گناہ بالون کی نوکون سے نکل جاوین گے پانی کے ساتھہ پہر دونون پاؤن دہووے ٹخنون تک تو اوسکے پاؤن کے
گناہ نکل جاوین گے پورون سے پانی کے ساتھہ پہر اگر وہ کہڑا ہوا اور نماز پڑہے پہر اللہ کی تعریف کرے اور اوسکی
ستایش اور بزرگی بیان کرے جیسی اوس کے شان کے لائق ہے اور اپنا دل خالی کرے اللہ کیواسطے
تو وہ اپنے گناہون سے اس طرح پہر نکلیگا جیسے اوس دن تہا جسدن اوسکی مان نے اوسکو جنا تہا ۱۲۰
امام احمد نے ابوامامہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اوٹہے اپنے وضو کے پانی کیطرف نماز کے
قصد سے پہر اپنے دونون پہونچے دہووے تو ہر ایک گناہ اوس کے دونون پہونچون سے اوتر جاویگا پہلے قطرے
کے ساتہہ پہر جب کلی کرے اور ناک مین پانی ڈالے اور ناک سنکے تو ہر ایک گناہ اوسکی زبان اور دونون
ہونٹون سے نکل جاوے گا پہلے قطرے کے ساتہہ پہر جب مونہہ دہووے تو ہر ایک گناہ اوتر جاوے گا اس
کے کان اور آنکہہ سے پہلے قطرے کے ساتہہ پہر جب ہاتہہ دہووے کہنیون تک اور دونو پاؤن ٹخنون
تک تو ہر ایک گناہ سے سالم ہوجاوے گا جیسے اوس شکل پر جسدن جنا تہا اوس کو اوس کی مان نے پہر جب
نماز کے لیے اوٹہے تو اللہ تعالی اُس کا درجہ بلند کرے گا اور جو بیٹہا رہے تو سالم ہوکر بیٹہا رہیگا
منذری نے کہا اس کے اسناد مین شہر بن حوشب ہے اور ترمذی نے شہر کی دوسری حدیث کو حسن کہا
ہے اور یہ اسناد حسن ہے متابعات مین اوس مین کوئی قباحت نہین اور امام احمد کی ایک روایت مین ہے
کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے جو کوئی وضو کرے پہر پورا کرے وضو کو اپنے
دونون ہاتہہ دہووے اور منہہ اور مسح کرے اپنے سر اور دونون کانون پر اور دونون پاؤن دہووے
پہر فرض نماز کے لیے کہڑا ہو تو اوس کے گناہ اوس دن بخشدیے جاوین گے جن کیطرف اوسکا پاؤن چلا تہا
اور اوسکے ہاتہون نے اون کو پکڑا تہا اور اُس کے کانون نے اُن کو سنا تہا اور اُسکی آنکہون نے اون کو دیکہا
تہا اور اوس کے دل مین جو برائی آئی تہی ابوامامہ نے کہا قسم خدا کی مین نے اوس کو بے شمار بار جناب رسول
خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا اور ایک روایت مین صحیح طریق سے اتنا زیادہ ہے کہ وضو معاف کرادیتا
ہے اون گناہون کو جو اوس سے پہلے ہوئے ہین پہر نماز زیادہ ہوتی ہے اور ایک روایت مین ہے جب مسلمان
وضو کرتا ہے تو اُس کے گناہ اوسکے کان اور آنکہہ اور دونون ہاتہون اور پاؤن سے نکل جاتے ہین پہر اگر

بیٹھتا ہی تو مغفرت کیا ہوا بیٹھتا ہے اور اسناد اوسکا حسن ہے اور ایک روایت مین ہے باسناد حسن جب مسلمان وضو کرتا ہے پھر دونون ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھون نے جو گناہ کیے تھے وہ معاف ہوجاتے ہین پھر جب منہ دھوتا ہے تو آنکھون نے جن گناہون کو دیکھا تھا وہ معاف ہوجاتے ہین اور جب سر کا مسح کرتا ہے تو کانون کے جو گناہ سنے تھے وہ معاف ہوجاتے ہین پھر جب پاؤن دھوتا ہے تو جن گناہون کیطرف اوسکے پاؤن چلے تھے وہ معاف ہوجاتے ہین پھر نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو وہ زیادہ ہوتی ہے اوسکے لیے اور طبرانی نے معجم کبیر مین نکالا ابو امامہ نے کہا اگر مین اس حدیث کو نہ سنتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر سات بار تو مین بیان نہ کرتا آپنے فرمایا جب آدمی وضو کرتا ہے جیسے اوسکو حکم ہوا تو نکل جاتا ہے گناہ اوسکے کان اور آنکھ سے اور دونون ہاتھ اور پاؤن سے اور طبرانی نے کبیر مین ثعلبہ بن عباد سے نکالا اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے کہا مین نہین جانتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی بار یہ حدیث مجھ سے بیان کی جفت بار یا طاق آپنے فرمایا جو بندہ وضو کرتا ہے اچھی طرح پھر منہ دھوتا ہے یہانتک کہ پانی اوسکی ٹھوڑی پر بہتا ہے پھر بانہین دھوتا ہے یہانتک کہ پانی اوسکی دونو کہنیون پر بہتا ہے پھر پاؤن دھوتا ہے یہانتک کہ پانی اوسکے ٹخنون سے بہتا ہے پھر کھڑا ہوکر نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالے اوسکے گناہ بخشدیتا ہے منذری نے کہا اوسکا اسناد ضعیف ہے ۱۲۱ - مسلم اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو مالک اشعری سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طہارت نصف ہے ایمان کا اور الحمد للہ بھر دیتا ہے ترازو کو اور سبحان اللہ اور الحمد للہ دونون بھر دیتے ہین زمین اور آسمان کے درمیان کو اور نماز نور ہے اور صدقہ دلیل ہے اور صبر روشنی ہے اور قرآن تیرے لیے حجت ہے یا تجھپر حجت ہے سب لوگ صبح کو اوٹھتے ہین پھر اپنی جان کو بیچتے ہین کوئی آزاد کرتا ہے کوئی ہلاک کرتا ہے ابن ماجہ کی روایت مین یہ ہے کہ وضو کا پورا کرنا آدھا ایمان ہے اور نسائی کی روایت مین یہ نہین ہے سب لوگ صبح کو اوٹھتے ہین ۱۲۲ - مسلم اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور حاکم نے اور کہا صحیح الاسناد ہے عقبہ بن عامر سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان وضو کرے پھر پورا اوسکا وضو کرے پھر نماز کے لیے کھڑا ہو اور جانے جو زبان سے کہتا ہے (مسلم کی روایت مین ہے کہ دل اور منہ دونو متوجہ رکھکر دو رکعتین پڑھے) مگر وہ اسطرح پھریگا جیسے اوسدن تھا جسدن اوسکی ماں نے اوسکو جنا (مسلم کی روایت مین ہے کہ جنت اوسکے لیے واجب ہوجاوے گی) ۱۲۳ - ابو یعلی اور بزار نے

باسناد صحیح اور حاکم نے اور کہا مسلم کی شرط پر ہی حضرت علی سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو کا پورا
کرنا تکلیف کی وقتون مین اور پاؤن سے چلنا مسجدون کیطرف اور ایک نماز کا انتظار کرنا دوسری نماز کے بعد
گناہون کو دھو دیتا ہے ۱۲۴- امام مالک اور مسلم اور ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے فرمایا کیا مین تم کو نہ بتلاؤن وہ جو گناہون کو میٹ دیتا ہے اللہ تعالی اسکی وجہ سے اور درجہ بلند کرتا
ہے صحابہ نے کہا کیون نہین بتلایئے آپنے فرمایا وضو کا پورا کرنا تکلیف کی حالتون مین اور مسجد کیطرف بہت
قدم اوٹھانا (جب مسجد دور ہو) اور ایک نماز کا انتظار کرنا ایک نماز کے بعد یہی رباط ہے یہی رباط ہے (جو قرآن
مین آیا رابطوا) منذری نے کہا نکالا اوسکو ابن ماجہ اور ابن حبان نے ابوسعید سے اوس مین یہ ہے مین تم کو نہ
بتلاؤن وہ جسکی وجہ سے اللہ گناہون کو معاف کرے نیکیان بڑہا دے گناہ دور کر دے لوگون نے کہا کیون
نہین یا رسول اللہ آپنے فرمایا پورا کرنا وضو کا مکروہات مین اخیر تک اور نکالا اوسکو ابن حبان نے شرحبیل بن سعد
سے ۱۲۵- طبرانی نے اوسط مین حضرت علی سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سخت سردی مین
وضو پورا کرے اوسکو دوہرا ثواب ملیگا ۱۲۶- ترمذی نے ابن عباس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات
کو ایک آنیوالا میرے مالک کے پاس سے آیا اور کہنے لگا اے محمد تم جانتے ہو اوپر والے کا ہے مین جھگڑتے ہین مینے
کہا ہان کفارات اور درجات اور جماعت کیطرف قدم اوٹھانے مین اور وضو پورا کرنے مین سخت سردیون مین
اور نماز کا انتظار کرنے مین ایک نماز کے بعد اور جو محافظت کریگا نمازون پر وہ خیریت سے جئیگا اور مریگا
خیریت سے اور گناہون سے ایسا پاک ہوگا جیسے اوسدن تھا جسدن ماں نے اوسکو جنا تھا - ترمذی نے کہا یہ حدیث
حسن ہے اور دارمی کی روایت مین ہے عبدالرحمن بن عایش سے مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے
تھے مینے اپنے مالک کو اچھی صورت مین دیکھا (دوسری روایت مین ہے جوان امرد کی صورت مین) مالک
نے فرمایا (قربان اوسکے حسن و جمال کے اور قربان اوسکے قدم کے) کاہے مین جھگڑتے ہین اوپر والے مینے کہا
تو خوب جانتا ہے پہر مالک نے اپنی ہتیلی میرے دونو مونڈھون کے بیچ مین رکھدی مینے اوسکی ٹھنڈک اپنی چھاتیون
مین پائی پہر مجھکو علم ہوگیا اوسکا جو آسمانون اور زمین مین ہے (یہ تاثیر تھی پروردگار کے ہاتھ رکھنے کی) اور
آپنے یہ آیت پڑہی وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ یہ حدیث صحیح اور موصول
ہے ابن عایش صحابی ہے اور اوس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور غلطی کی صاحب مشکوۃ نے جو کہا
کہ دارمی نے اوسکو مرسلاً روایت کیا ہے ۱۲۷- امام احمد اور ابن ماجہ نے روایت کی ابی بن کعب رضی

اللہ تعالی عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایک ایک بار وضو کرے تو یہ وظیفہ ہی وضو کا جو ضرور ہے اور جو دو دو بار کرے تو اوسکو دوہرا ثواب ہے اور جو تین بار کرے تو یہی میرا وضو ہے اور مجھسے پہلے پیغمبرون کا منذری نے کہا اوسکی اسناد مین زید عمی ہی اوسکو بعض لوگون نے ثقہ کہا ہے (اور زید عمی کا بیان اوپر گذرا) اور باقی راوی امام احمد کے صحیح کے راوی ہین اور ابن ماجہ نے اوسکو طول کے ساتھ روایت کیا ابن عمر سے باسناد ضعیف

۱۲۸ - نسائی اور ابن ماجہ نے باسناد صحیح حضرت عثمان سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضو پورا کرے جیسے اللہ تعالی نے اوسکو حکم کیا تو فرض نمازین کفارہ ہونگی اون گناہون کی جو اونکے بیچ مین ہون

۱۲۹ - نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان نے ابو ایوب سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مینے سُنا آپ فرماتے تھے جو شخص وضو کرے جیسے حکم ہوا اور نماز پڑہے جیسے حکم ہوا تو اوسکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے ۔ ۱۳۰ - ابن ماجہ اور حاکم نے باسناد صحیح ثوبان سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعتدال پر قائم رہو اور ہرگز تم سے نہ ہوسکیگا اور جان لو کہ بہتر عمل تمہارا نماز ہے اور نہین محافظت کریگا وضو پر مگر جو مومن ہو ابن حبان کی روایت مین اول مین یہ زیادہ ہی کہ مضبوط رہو اور قریب ہو اخیر تک ۱۳۱ - ربیعہ جرشی سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعتدال پر قائم رہو اور کیا خوب ہو اگر تم اعتدال پر رہو اور محافظت کرو وضو پر کیونکہ بہتر عمل تمہارا نماز ہے اور بچو زمین سے وہ تمہاری مان ہی اور جو کوئی اوسپر کوئی عمل برا یا بھلا کرے گا وہ بتلا دیگی (منذری نے کہا ربیعہ جرشی کے صحابی ہونے مین اختلاف ہے) ۱۳۲ - مسلم اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عمر سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی تم مین سے وضو کرے اور پورا کرے وضو کو (ابو داؤد کی روایت مین ہی اچھا وضو کرے پھر اپنی نگاہ آسمان کیطرف اوٹھاوے) پھر کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تو اوس کے لیے جنت کے آٹھون دروازے کھولے جاوینگے جس مین سے چاہے اندر جاوے ترمذی کی روایت مین اس دعا کے بعد اتنا زیادہ ہی اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۱۳۳ - طبرانی نے اوسط مین اور رزین نے ابو سعید خدری سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورہ کہف پڑہے تو اوسکے لیے قیامت کے دن نور ہوگا اوسکی جگہ سے مکہ تک اور جو شخص سورہ کہف کی اخیر کی دس آیتین پڑہے پھر دجال نکلے تو اوس کو ضرر نہ کرے گا اور جو شخص وضو کرے پھر کہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ تو لکھا جاوے گا ایک پوست مین پھر وہ رکھدیا جاویگا ایک انگوٹھی مین اور قیامت تک نہین ٹوٹے گا منذری نے کہا اسکے راوی صحیح کے راوی ہین اور نسائی کی روایت مین ہے کہ اوسپر مہر کردی جاویگی ایک مہر سے اور عرش کے تلے رکھدیا

جاویگا اور قیامت تک نہ ٹوٹے گی نسائی نے کہا صواب اسکا وقف ہے ابو سعید پر ۱۳۴ ۔ ابو یعلی اور دار قطنی
نے حضرت عثمان سے حضرت فرماتے تہے جو کوئی وضو کرے پہر اپنے دونو ہاتھہ دہووے پہر کلی کرے تین بار اور ناک میں
پانی ڈالے تین بار اور منہ کو دہووے تین بار اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک تین بار اور مسح کرے سر پر پہر دونو
پاؤں دہووے پہر بات نہ کرے یہانتک کہ کہے أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ تو اوسکے
گناہ جو دونو وضوؤں کے بیچ میں ہوں گے بخشدیے جاوینگے ۱۳۵ ۔ امام احمد نے ابو روح کلاعی سے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہائی تو سورہ روم پڑہی اوس میں آپ بہول گئے تو آپنے فرمایا شیطان نے ہم کو بہلاوا دیا
اون لوگوں کی وجہ سے جو بے وضو نماز کو آتے ہیں پہر جب تم نماز کے لیے آؤ تو اچہی طرح وضو کرو اور ایک
روایت میں ہے تم میں سے بعض لوگ ہمارے ساتھہ نماز پڑہتے ہیں جو اچہی طرح وضو نہیں کرتے پہر جو کوئی نماز
کے لیے آوے ہمارے ساتھہ تو وضو اچہی طرح کرے منذری نے کہا اوسکے سب راوی صحیح کے راوی ہیں اور
نسائی نے اوسکو نکالا ابو روح سے اوس نے ایک شخص سے ۱۳۶ ۔ امام احمد نے باسناد حسن ابو الدرداء
سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اچہی طرح وضو کرے پہر کہڑا ہو اور دو رکعتیں پڑہے یا چار (تحیة
الوضو کی) اچہی طرح اون میں رکوع کرے اور دل لگاوے پہر اللہ پاک سے بخشش چاہے تو اوسکی بخشش ہو
۱۳۷ ۔ مسلم نے حضرت عثمان سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ فرض نماز
کا وقت آوے پہر وہ اچہی طرح وضو کرے اور دل لگا کر پڑہے اور رکوع کرے مگر یہ کفارہ ہوگا اوسکے اگلے
گناہوں کا جبتک کبیرہ گناہ نہ کرے اور ہمیشہ ایسا ہی رہیگا یعنے نماز اور وضو سے صغائر
معاف ہوتے رہینگے) ۱۳۸ ۔ ابوداؤد اور ترمذی اور دارمی نے حضرت علی سے اور ابن ماجہ نے اون سے
اور ابو سعید سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کی کنجی طہارت ہے اور اسکی تحریم تکبیر ہے اور اسکی تحلیل
سلام ہے ۱۳۹ ۔ ترمذی اور ابو داؤد نے علی بن طلق سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی
تم میں سے پہسکی مارے (بغیر آواز کے حدث) تو وضو کرے اور مت صحبت کرو عورتوں سے اون کی دبر میں ۱۴۰
رزین نے ابن مسعود سے اونہوں نے کہا میں نے حضرت عثمان سے سُنا وہ کہتے تہے میں نے اپنے ذکر کو داہنے ہاتھہ سے
نہیں چہوا جب سے بیعت کی اوس ہاتھہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور میں اسلام لایا یعنے انہوں نے
استنجا نہیں کیا داہنے ہاتھہ سے ۱۴۱ ۔ نسائی نے جریر سے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ تہا آپ
پاخانہ گئے اور حاجت ادا کی پہر فرمایا اے جریر پانی لا میں پانی لے گیا آپ نے استنجا کیا اور اپنا ہاتھہ زمین پر

رگڑ اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ آبدست کے بعد ہاتھ کو مٹی سے رگڑ کر دھونا مستحب ہے ۱۴۲ ۔ رزین نے ابو موسی سے
نکالا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ وضو کرتے تھے میں نے سنا آپ فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ
ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ ۱۴۳ ۔ مسلم نے ابن عمر سے اور ابن ماجہ نے اون سے اور اسامہ
بن عمیر ہذلی اور انس بن مالک اور ابو بکرہ سے کہ حضرت نے فرمایا کہ نماز نہیں قبول ہوتی بغیر طہارت کے
(یا اللہ تعالی نماز نہیں قبول کرتا بغیر طہارت کے) اور نہیں قبول ہوتا صدقہ چوری کے مال سے ۱۴۴ ۔ ابن
ماجہ نے ابو ہریرہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی وضو کرے اچھی طرح پھر مسجد میں آوے
صرف نماز ہی کے واسطے وہ حرکت کرے تو کوئی قدم نہ اوٹھاویگا مگر اللہ پاک اوسکا ایک درجہ بلند کریگا اور
ایک گناہ معاف کریگا یہانتک کہ مسجد میں داخل ہوجاوے ۱۴۵ ۔ ابن ماجہ نے حضرت علی سے اونھوں نے کہا
تمھاری منہ قرآن کے رستے ہیں تو پاک کرو اون کو مسواک سے ۱۴۶ ۔ ابن ماجہ نے یعلی بن مرہ سے اونھوں نے
اپنے باپ سے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا سفر میں آپ نے حاجت کرنا چاہا تو مجھ سے فرمایا ان دو کھجور
کے چھوٹے درختوں پاس جا اور کہہ اون سے کہ اللہ کے رسول تم کو حکم کرتے ہیں مل جانیکا (میں نے جا کر کہا)
وہ دونو درخت مل گئے آپ نے اونکی آڑ کی اور حاجت سے فارغ ہوئے پھر مجھ سے فرمایا ان دونوں کے پاس جا
اور کہہ ہر ایک تم میں سے اپنی جگہ چلا جاوے میں نے ایسا ہی اون سے کہا وہ اپنی جگہ پر لوٹ گئے ۱۴۷ ۔
ابن ماجہ نے ابن عباس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھاٹی کی طرف چلے مڑ کر پھر آپ نے پیشاب کیا یہان
تک کہ مجھے رحم آتا تھا آپ پر کہ آپ اپنے دونوں سرین کو جدا کیے ہوئے تھے (پیشاب کیوقت احتیاط کے
واسطے) ۱۴۸ ۔ ابن ماجہ نے حضرت عائشہ سے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رات کو تین برتن ڈھنپے
ہوئے رکھتی ایک میں طہارت کا پانی دوسرے میں مسواک کا پانی تیسرے میں پینے کا پانی ۱۴۹ ۔ ابن
ماجہ نے ابن عباس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طہارت میں مدد نہ لیتے کسی سے اور نہ صدقہ میں جسکو
تصدق کرتے بلکہ یہ کام اپنی ذات سے آپ کرتے (طہارت میں مدد لینے کا بیان اوپر تفصیل سے گذر چکا) ۱۵۰ ۔ ترمذی
اور ابن ماجہ نے ابی بن کعب سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو کا ایک شیطان ہے جسکو ولہان کہتے ہیں تو بچو
وسوسے سے پانی کے (خلاف سنت پانی بہانے سے یا پاک پانی میں شک کرنے سے جیسے حنفیوں کا قاعدہ ہے) ۱۵۱ ۔
امام احمد اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سعد پر سے گذرے وہ وضو کر رہے
تھے آپ نے فرمایا یہ اسراف کیسا ہے اے سعد اونھوں نے کہا کیا وضو میں بھی اسراف ہے آپ نے فرمایا ہاں اگرچہ تو جاری

نہر ریو ۲ ۱۵۲ ابن ماجہ ابو غطیف ہذلی سے کہا میں نے عبداللہ بن عمر سے سنا اون کی مجلس میں جو مسجد میں تھی جب نماز کا وقت آیا تو وہ کھڑے ہوئے اور وضو کیا پھر نماز پڑھی اور اپنی مجلس میں لوٹ آئے پھر عصر کا وقت آیا تو وہ اوٹھے اور اونھوں نے وضو کیا پھر اپنی مجلس کو لوٹ آئے جب مغرب کا وقت آیا تو وہ اوٹھے اور وضو کیا اور نماز پڑھی پھر اپنی مجلس کو لوٹ آئے میں نے کہا اللہ تمکو نیکی دیوے کیا فرض ہے یا سنت ہے ہر نماز کے لیے وضو کرنا اونھوں نے کہا تم نے یہ بات مجھ سے سیکھ لی میں نے کہا ہاں اونھوں نے کہا اگر میں وضو کروں صبح کی نماز کے لیے تو میں سب نمازیں پڑھ لوں جب تک مجھے حدث نہ ہو لیکن میں نے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص وضو کرے طہارت پر یعنے با وضو رہا اوسکے لیے دس نیکیاں ہیں تو میں نے رغبت کی نیکیوں میں مترجم کہتا ہے وضو میں جو دعائیں معتبر حدیثوں سے ثابت ہیں وہ اوپر متفرق مقامات میں گذر چکیں اور وہ دعائیں جو بعض صوفیہ نے اپنی کتابوں میں ہر ہر عضو کے دہونے کے وقت علیحدہ علیحدہ نقل کی ہیں جیسے ہاتھ دہونے کے وقت بسم اللہ والحمد للہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ اور کلی کرنے کے وقت اللّٰہم لقنی حجتی اور ناک میں پانی ڈالنے کے وقت اللّٰہم لا تحرمنی رائحۃ الجنۃ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہیں بلکہ امام نووی نے کہا باطل ہیں انکی کوئی اصل نہیں اور ایسا ہی کہا حافظ ابن حجر نے واللہ اعلم وعلمہ اتم یا اللہ تیرا شکر کس زبان سے ادا کروں کہ تو نے مجھ ضعیف ناتوان دنیا گنہگار کے ہاتھ سے اپنے حبیب محترم رسول معظم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی کتاب کا پہلا پارہ تمام کرایا یا اللہ اسی طرح سے تمام کرا دے ساری کتاب کو اور قبول فرما لے اوسکو اور بخشدے اوسکی وجہ سے مجھکو اور میرے والدین اور میرے عزیزوں اور تمام مومنین اور مومنات کو خصوصا اوسکو جو باعث ہے اس کتاب کے ترجمہ اور طبع کا اور جو کوئی اسکو چھاپے اور جو کوئی لکھے اور جو کوئی پڑھے اور پڑھاوے آمین یا رب العلمین تمام ہوا مسودہ اس پارہ کا ۱۸ رمضان المبارک روز شنبہ سنہ ۱۳۰۲ ہجری مقدس میں چاشت کے وقت شہر پونا میں واٰخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین فقط

خاتمۃ الطبع

اللہ جل جلالہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ کتاب مستطاب تسہیل القاری ترجمہ اردو صحیح البخاری مع شرح فتح الباری قسطلانی وغیرہ کا پہلا پارہ تالیف کیا ہوا عالم ربانی مقبول بارگاہ صمدانی یگانہ زمان مولوی وحید الزمان صاحب کا شیخ محی الدین تاجر کتب و مہتمم مطبع مصطفائی لاہور بازار کشمیری کے اہتمام سے ماہ جمادی الاولی سنہ ۱۳۰۲ھ میں زیور طبع سے مزین ہوکر عاملان حدیث کے لیے مژدہ جان و ایمان ہوا اللہ تبارک تعالی اپنے فضل و کرم سے اسکو قبول فرماوے اور اسکا دوسرا جو چھپنا شروع ہونیوالا ہے اوسکو تمام کرنیکی توفیق بخشے آمین یا رب العلمین

صحت نامہ پارہ اول کتاب مستطاب تسہیل القاری ترجمہ اردو صحیح البخاری

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۲	۸	بیہی	وہی	۱۷	۹	سنی	سنین	۳۷	۲۳	اشارہ	اشارات	۶۳	۱۶	کرد نیک	کردہ نیک
”	۹	تہی	رہی	”	۲۳	محمد اسمعیل	محمد بن اسمعیل	۳۸	۶	غرص	غرض	۶۵	۲۱	کیا	کیا اسکو
۴	۲۰	ہوجاتی ہو تو	ہوجاتی اور ابو	۱۸	”	اونہوں سے	اونہوں نے	”	۱۳	ستیخ	شیخ	۶۶	۱۲	مین صحیح	مین باسناد صحیح
۵	۱۷	سے جو	سے بہی جو	۱۹	۲۲	ساعد	صاعد	”	۲۲	اللہ علیہ	اللہ علیہ وسلم	”	۱۴	او فریابی	اور فریابی
۶	۱۲	رتکلیف	تکلفت	۲۰	۳۳	بخاریکا	بخاری کے	۳۹	۱۷	داد	دادا	۶۷	۳	یک اصل	ایک اصل
۹	۷	ترکہ کردی	ترک کردی	”	۷	بیے پروا	بے پرواہ	”	۳۴	محمود حزاکری	محمود و حزار کی	”	۶	تعداد	تعدد
۱۰	۳	بہی	بہی	”	۱۶	بہی	یہی	”	”	اونہون	اونہوں نے	۶۹	۲۱	حدیث	حدیثین
”	۶	اسی	انثی	”	۱۵	بہی	یہی	۴۱	۱۳	اُن	اِن	۷۲	۹	کامل	کامل
۱۱	۸	اورکہیں	اور کہیں	۲۱	۱	ہی یارینہ	ہی یا رہیں	۴۳	۵	کچہ ہی نہین آئی	کچہ ہی نہین آتی	”	۲۳	سب لوگ	اور سب لوگ
”	۱۰	نیکبخت	نیک بخت	۲۲	۷	اسحق ابن راہویہ	اسحق بن راہویہ	۴۴	۱۰	دقائعی	دقائع	۷۴	۲۱	آپ	اور آپ
”	۱۲	اسوقت	اسوقت سے	۲۴	۱۲	کشتہینی	کشمیہنی	۴۸	۹	پاس انکی ہی	پاس آتی ہی	۷۵	۱۵	ہی دیا ہے	ہیدیا ہے
”	۱۷	شحص	شخص	۲۷	۱	دوسرا	دوسرے	”	۱۹	اوڑدیا	اوڑا دیا	۷۷	۱	خیال ہے	خیال سے
۱۳	۷	اُسنے	انہوں نے	۲۹	۲	مین سے	مین سے بہت	۵۳	۶	ابتدا اوحی	ابتدا وحی کی	”	۹	سلام	سلام
”	۱۷	مشائخ	مشایخ	۲۹	۶	حیوہ	حیوۃ	”	”	بدروحی	بدء الوحی	۸۰	۲۲	نسائی مین بہی	نسائی نے بہی
۱۵	۲	داڑہی مونڈ	داڑہی بڑہے	۳۰	۴	شرح	شرح ہے	۵۷	۳	امین	(امین)	۹۱	۹	کتاب الہ	کتاب البر
”	۵	شحص	شخص	۳۱	۵	مرزوق	مرزوق کی	۵۹	۱۹	قرآن	قران	”	۲	نمار	نماز
”	۷	اویس	ابی اویس	”	۱۱	صنعانی	صغانی	”	”	قرآن	قران	”	۳۴	بجالین	بجالیین
”	۱۸	اُن سے	اِن سے	”	۲۲	شرح	شرح ہے	۶۰	۳	لڑایاں	لڑائیاں	۹۳	۴	داد	دادا
۱۶	۹	محمد بن یحیی	محمد بن یحیی	۳۲	۱۸	بحث مین	بحث کو	”	۵	حال	حال ہے	”	”	داد	دادا
”	۱۰	ابراہیم	ابرہیم	۳۳	۲۱	عباس سے	عباس سے	۶۱	۹	انتی بہ	استنبے بہہ	”	۷	ہر النسخ	ہر نسخہ
”	۱۸	تحصص	شخص	۳۴	۱	خالد بن	خالد نے					۸۳	۱۱	الحس	الن
۱۷	۲	سیر	منبر	۳۶	۵	محدثین	محدثین کے	۶۲	۱۹	کیا	کیا اسکو	”	۱۷	مین	مین سے
”	۹	اون	الحسن	۳۷	۲	پہیلا یا	پہیلا یا	۶۳	۷	انہون	انہوں نے	۸۵	۳	معنے مین	معنے ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۵	۳	ادیہی	اوریہی	۱۲۲	۹	گوبنجر	گوبجنجر	۱۳۹	۷	اسیاہی	ایساہی ہے	۱۵۵	۱۹	اٹپ تاکہ	آپ تک
۹۶	۶	اونہون	انہون نے	۱۲۴	۵	اور بنیر	اور اسپیر	〃	۳۴	جواب ہے	جواب یہ ہے	۱۵۶	۴	کافرور	کافرون
۹۸	۶	اونہون	انہون نے	۱۲۶	۲	کیا	گیا	۱۴۰	۱	دلیل ہے	دلیل یہ ہے	〃	۶	تفسیر مین	تفسیر این
۹۰	۸	چاہیگا	چاہیے گا	〃	۳	خارسے	جنازے	〃	۱۶	عوام کے	عوام کا	〃	〃	ایمان ان	ایمان ان
۹۶	۹	بیان	بیان کی	〃	۴	قاہما	فلز مہا	۱۴۱	۵	متعیق	متعلق	۱۵۷	۲	حجرہ کو	حجر کو
۱۰۱	۱۰	توتیق	توثیق	۱۲۷	۱	وہ لیفرغ	ولیفرغ	〃	۹	کرتا ہے	کرتا ہے آپ	〃	۴	یبی تیز	بہی برتن
۱۰۲	۱۹	استطروا	استطرادا	〃	۷	جنازیکو	جنازے کی	〃	۲۱	قیامت کے	قیامت کا	۱۵۹	۵	المعنی محتمل	سنے محتمل
〃	۴	وہ تو	دو تو	〃	۸	جنازیکو	جنازے کے	۱۴۲	۱۵	تانیث	تانیت	۱۶۰	〃	انہون	انہون نے
۱۰۳	۱	قدر کی	قدر کو	〃	۱۹	زید بن	بن زید	۱۴۳	۱	نشانیان	نشانیون	〃	۱۰	تفقہ	نفقہ
۱۰۴	۱۱	اگلی بخشدیے	اگلے گناہ بخشدیے	۱۲۸	۴	نصیعت	نصیحت	〃	۳	قیامت کا	قیامت کا علم	〃	۱۳	ہم سے	ہم مین سے
۱۰۶	۸	بندکی	بندگی	〃	۱۳	ایساہی کہنے	ایسا کہنے	۱۴۴	۳	غیب کسی	غیب کا علم کسی	۱۶۱	۳	ارکہاکہ	اور کہاکہ
۱۰۷	۱۷	خنقل	خفقلی	۱۲۹	۴	مومن	کوئی مومن	〃	۲	ان کا	اوسکا	〃	۱۱	خبردین	خبردین کا
〃	〃	حدیج	خدیج	〃	۱۶	اعلمہا	اعلم	۱۴۵	۴	اس پر	اسپر یہ	〃	۱۱	معیے	سے یعنے
۱۰۹	۱۱	وماحعلنا	وماجعلنا	۱۳۰	۱۱	یزید	بزید	۱۴۷	۴	بیان	بیان کی	۱۶۲	۷	رغبت سلیف	تیسیر رغبت سلیف
〃	۱۹	نسخ	نسخ	۱۳۲	۱۲	مین ہیہ	مین یہ ہے	۱۴۷	۷	انہون نے کہاکہ	اور انہون نے کہا مجھکو خبر	〃	۱۰	ابصبالحہ	ابصبالح
۱۱۰	۱۱	حطاب	خطاب	۱۳۴	۱	اعتقاد	اعتقاد	〃	۱۱	ناراص	ناراض	〃	۱۶	اورطاعت	اور اطاعت
۱۱۲	۱۱	العرص	العرض	〃	〃	〃	〃	۱۴۸	۲	بیان کین	بیان کی	〃	۲	انہون کہا	انہون نے کہا
۱۱۴	۱۰	اسمین مین	اس مین	۱۳۵	۱۱	قاعدہ	قاعدہ کے	۱۴۹	۱۳	پیرسیز	سے پرہیز	۱۶۳	۶	داخل مین	داخل ہے
۱۱۵	۱۶	نہین	نہین	〃	۱۹	ہم سے	ہم مین سے	۱۵۰		مین لانعم	مین خلل و انعم	۱۶۴	۱۴	وہ مجتبیار	وہ باعتبار
۱۱۶	۲	نفصان	نقصان	〃	۴	شہر کے	شہر کا	۱۵۱	۷	آچھا	اچھا	۱۶۵	۴	سوقوفات	موقوفات
۱۲۱	۶	انہون	انہون نے	۱۳۶	۴	نیغوی	نبغوی	〃	۱۳	اور وقوع	اور یہ ہے	〃	۷	رنی برابر	رتی برابر
〃	۷	توظاہر	توظاہر	〃	۳۴	مین	مین سے	〃	۱۹	لہ	لہم	〃	۱۴	نی بہیرجاو	نی بہیر جاوے
〃	۱۱	درقع	واقعہ	۱۳۷	۳۴	جنبا	جنبا	۱۵۲	۲۱	بکہ بن	بکر بن	۱۶۹	۷	دیبن	دین انکو
〃	۱۸	رین	دین	۱۳۸	۱۱	گوانکی	گواذکی	۱۵۴	۲۱	انہون	انہون نے	۱۷۱	۸	نہ کرو	نہ کرد)
۱۲۲	۵	طلحہ بن	طلحہ بن	۱۳۹	۲	مائی سکے	مان سکے	۱۵۵	۶	لوگ	لوگون	〃	۱۶	بسیجیر	سی جیبز

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸۱	۱۹	نمرض	فرض	۲۰۰	۵	بنانے	بنائے	۲۱۶	۱۴	اوسر کا	اوسکا	۲۳۸	۱۸	پہنچتی	[illegible]
〃	۲۲	زیان	زبان	〃	۱۰	حصوصیت	خصوصیت	۲۱۷	۲۰	رکہنا	رکہتا	۲۳۹	۴	فائدہ	قاعدہ
۱۷۲	۴	بہکائے	بہکانے	〃	۱۵	تعلبہ	ثعلبہ	۲۱۸	۱	فکرتے	فکر کرتے	۲۴۰	۲۰	کرنا	کرتا
〃	۱۵	شیطال	شیطان	〃	۱۹	کرتا	کرنا	〃	۵	ہمنے تو	ہمنے نہ تو	۲۴۱	۱	سنبہ ہو	مشتبہ ہو
۱۷۳	۱۵	بجشش	بخشش	〃	۲۲	ابن تین بے	ابن تین نے	〃	۱۴	ہوا	ہو	〃	۲۲	عوام کے حققین	عوام کے حقیقین
۱۷۴	۱۴	یہ مضمون کر	یہ مضمون کو	۲۰۱	۲	ابن اسحاق	ابن اسحق	〃	۱۵	سیکہنے	سیکہے	۲۴۳	۷	اسمعیلی نے	اسمعیلی نے کہا
۱۷۵	۱۱	گرد بیرا	گرد پہرا	〃	۷	اختلاقت	اختلاف	۲۱۹	۳	حرص بہنا	حرص تہی	۲۴۴	حاشیہ	استغراق و غلت	استغراق وقت
〃	۱۲	لوہ جیا	وہ جیا	〃	۸	دار قطلی	دار قطنی	〃	۷	جمرے سے دلکر	جمرہ وسطی	〃	۸	ورود وطائفے	ورود وظائف
۱۸۰	۱	تمام	اور تمام	۲۰۲	۴	دو بلا تکلف	وہ بلا تکلف	۲۲۴	۱۷	جو مجکو معلو	جو مجکو معلوم	〃	۱۵	اور ذکو	اور ذکر کو
۱۸۱	۱۷	فقہاد نیا	فقہاء دنیا	〃	۱۲	آپ سے	آپ نے	۲۲۵	۱۱	ایک درخت	درختوں مین ایک درخت	〃	۱۶	پیدا اوار ہے	پیدا وار ہے
〃	۲۰	کرتا کہ سلا	کرتا کہ سلام	۲۰۳	۴	بیانیت	بیان ہیں	〃	۲۰	حیاہیے	چاہیے	۲۴۵	۴	اور بیجرلی	اور بیجر کی قسم
۱۸۲	۲۱	جواب دیئے	جواب دینے	〃	۳	مذرب ہے	مذہب ہے	۲۲۷	۱۴	کرتا	کرتا ہو	۲۴۷	۸	حاص	خاک
۱۸۵	۲۱	خط	خلبہ	〃	〃	ترجیہ	ترجیح	۲۲۸	۱	اہمیت	انہین	۲۴۸	۸	مین لمرا	مین اکثر امرا
۱۸۸	۱۶	کبہی	سبکہی	۲۰۴	۱۹	انہون	اونہون نے	۲۲۹	۱۳	اور ہمین	اور نہین	۲۵۰	۲	فضیبت	فضیلت
۱۸۹	۱	حافظہ	حافظ	۲۰۵	۱۲	کریہ عمرو	کہ یہ عمرو	۲۳۰	۱۵	اس بہی	اس سے بہی	〃	۱۲	علم ہر تکے	علم نبوت کو
۱۹۱	۱	پانچوان	پانچوین	۲۰۶	۱۵	قافلہ	قافلہ تہا	۲۳۲	۱۳	گم گیا	گم کیا	〃	۲۳	طلحہ ب	طلحہ بن
〃	۹	مراد فرمایا	فرمایا مراد	۲۰۹	۵	کتابون کو	کتابونمین اسکا	۲۳۳	۱۰	مدنی ان	مدنی ان	۲۵۱	۵	پہر آپ	پہر آپ سے
۱۹۳	۱۷	گیا	گیا	۲۱۱	۱۴	بہادنا	بچھاندنا	۲۳۴	۵	بیہرا	بیہرا	〃	۸	اوٹنی	اونٹنی
〃	۱۶	بیان	بیان بن	〃	۲۲	شانہ کی	شانہ کا	〃	۶	بچا کا	بچے کا	〃	۹	امام بخاری	امام بخاری نے کہا
〃	۱۲	عرص	عرض	〃	۲۳	محدثات	محدثات	۲۳۵	۲۴	اعتراز	پہر اعتراز	۲۵۲	۱۵	نبردی	خبردی
۱۹۵	۱۳	اونہون	انہون نے کہا	۲۱۲	۱۷	تبلیغ	مبلغ	۲۳۶	۱۳	انہون	انہون نے	۲۵۳	۲۱	مین کہا	مینے کہا
۱۹۸	۳	سعد	سعید	۲۱۳	۱۹	اور ین	اور ین نے	〃	۲۱	وت	واقعہ	۲۵۴	۲	قبر نمن	قبرستان مین
〃	۹	عثمان	عثمان سے	۲۱۵		۲۱۶	۲۱۵	۲۳۷	۹	صحابیت	صحابیت کا	〃	۱۷	مین لوگونکو	مینے لوگون کو
۱۹۹	۹	نقص	شخص	〃	۳	کیحاجت	کی حاجت	〃	۱۷	اور ہشتہ سوان	اور حدیث مین سوا اون	۲۵۶	۳	گہٹسے	گہر سے
۲۰۰	۴	فائدسے	فائدے	۲۱۶	۴	استدنال	استدلال	۲۳۸	۱۱	کہاجا	کجاوہ	〃	۶	کیاہے	کیا حیث

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٢٥٦	١٢	مشتلقہ	للمشتلقہ	٢٩٩	٥	سورتون	صورتون	٣٢٧	١	سوال	سوال میں	٣٥٥	٢٠	جوانی سے کو	جوانی کو سے
〃	١٩	مرقدی	مروزی	٣٠٣	٧	حافعد	حافظ	〃	٩	جنبون	ماجشونات	〃	٢٣	روحہ ندکہستا	[illegible]
٢٥٧	١٧	ہم سکینے	علم سکینے	٢٩٥	٢٢	قتل کو نابیل	قتل کو ہابیل	٣٢٨	٦	روتین	روتیونمیں	٣٥٧	٨	بورسی	بوسے
٢٥٩	٨	اسعاش	معاش	٣٠٢	٨	اور انتہاانات	اور انتہائات	٣٢٩	٩	فاریون	قاریون	٣٦١	٤	کھسنے	کعبے نے
٢٦٠	١٦	کرودز	کمر در	٣٠٥	٣	انہون	اونہون نے	〃	١٥	لاپنے دادا	اپنے دادا	〃	١٧	مرابون	راویون نے
٢٦٢	١٩	معسف	مصنف	٣٠٧	٢	بن عباس	ابن عباس	٣٣٣	٥	تین یار	تین بار	〃	٢٠	تین سے	تین بار سے
〃	〃	نہ اسما	نہ اسماکی	٣٠٩	٧	رسول	رسول اللہ	〃	٩	صالح	صالحہ	٣٦٣	١	رسول اللہ تعالیٰ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ
٢٦٣	٦	حالت حیا	حالت جنگ	〃	١٣	اور اہ	اور راہ	٣٣٣	١٢	درست	درست	٣٦٤	٥	ابوہریرہ	ابوہریرہ
٢٦٨	١	جنبہ لابکر	اور جنیبہ ابابکر	٣١٠	١٥	عامری	عامری ا	٣٣٤	٣	میمون	میمون	〃	٨	قسول	قبول
٢٦٩	١	عیسے	موسے	٣١١	٣	درون تع	دورون تعی	〃	〃	نسائی	نسائی نے	〃	١٦	سان کیا	بیان کیا
٥	٣٣	کہ ایمان	سو ایمان	٣١٢	٤	تم سے	تم میں سے	〃	١٢	ہرجنیر	پرچنیر	٣٦٥	١٢	موہون	مونہون
٢٧١	١٦	سلیے	سپیے	〃	٢١	غلط	غلط	٣٣٥	٢١	حباتری	حبای ترکی	٣٧١	٢٢	ثابت ہاہے	ثابت ہے
٢٧٢	١٩	رواتیت	روایت	〃	٢٢	کورضرور	کوضرور	٣٣٦	١٣	بیان کی آمد	بیان کیا ہے سمجھے	〃	٢٣	بادونک	بازوتک
٢٧٥	٢٣	قرتن	قرآن	٣١٤	٢١	راہ	رہ	〃	١٧	نسبت	نسبت کی	٣٧٣	١	تنک ہوی	تنک ہو
٢٩٠	٩	پرواد	پردادا	٣١٦	١٣	خاموشتر	خاموشی	٣٣٩	٤	فتیبہ	قتیبہ	〃	١٦	کروت	کروٹ
٢٩٢	٤	صنوبرہ	صنوبرہ کا	〃	١٦	تیز طرقت	تیز طرف	٣٤٣	٥	زرمانے	زمانہیں	〃	٢٢	مدرسول	رسول
〃	١٦	اسے	اس سے	٣٢٩	٣	بلبیا	نبلینا	٣٤٥	١٤	والے ہے	والی رہے	٣٧٥	٥	ناممکن	یہ ناممکن
٢٩٣	٥	مدرعی	مدرشرعی	٣٢٩	١٣	کہتا کہ	کہا کہ	〃	١٩	کہارام	کہا مراد امام	٣٧٦	٩	وضولغوی	وضوئے لغوی
〃	١٤	ربادہ	زیادہ	٣٣١	١٦	اشپیر کہرا	اوسپیر کہرا	٣٤٦	٩	ہپوچتا	ہپوچتا	٣٧٩	٢	باب کا	باپ کا
〃	١٥	ہوی	ہوئی	〃	٣٣	نمک گئے	نمک گئے	〃	١٢	کی جرہ	کی جگہ	٣٨١	١١	بیان	بیان کیا
〃	٨	بابایس	باپ ایس	٣٣٢	٧	میرے	تیرے	〃	١٨	ادبن	اوربن	〃	〃	اور الی سبز ام	اور الی سبز اور ام
〃	٣٣	ابوخیرنح	ابوشریح	٣٣٣	١	خاموش	خاموش رہے	〃	١١	زیادہ سجی	زیادہ میں سجی	٣٨٣	٦	الحدیث	الحدیث ہی
٣٩٣	١٣	التفاقت	التفات	٣٣٤	٦	جاہل کی	جاہل کو	٣٤٧	١٩	تعجب	تعجب	〃	١٢	دادا ابوبشر	دادا ابوبسرہ
〃	١٧	گناہ سے	گناہ سے	〃	١٥	[illegible]	[illegible]	٣٥٢	٣	جہب بہی	جیسے ہے	٣٨٥	١٤	وہ ناقص	وہ ناقص
٢٩٥	خاتمہ	•	محبت حسن خلق	〃	٦	اور نبیا	اور نبیا	٣٥٣	٢١	اوہنون	انھون نے	٣٨٨	١	دووراقم	دو وراقعے
٢٩٦	٦	بلکہ بن ح	بلکہ بن [illegible]	٣٢٥	٩	میں	میں سے	٣٥٥	٦	یا رسول	یا رسول اللہ	٣٩٠	٩	حافعا	حافظ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۹۰	۱۸	ضمیبکی	ضمیمہ کی	۴۴۳	۹	نجاست	حاجت	۴۵۶	۲	اللباسکر	اللباس کر	۴۸۶	۱	ادس	اوس
۳۹۱	۳	روبیت کو	رویت کو	۴۴۴	۶	کہنگار	گنہگار	"	۳	ناک	ناک مین	"	۲	کے کرشیخ	کے شیخ
۳۹۲	۱۰	فرایا یا السر	فرمایا یا السر	۴۴۵	۱	کرناکافی	کرنا اسکو کافی	۴۵۷	۴	آستے	آسکے	۴۸۷	۳	دنیالبینا	دنیا لینا
۳۹۴	۵	مین تو	مین تو	"	۲	شحص	شخص	"	۳	کسحدیث	کسی حدیث کو	۴۸۸	۳	یرخیر	یہ خبر
۳۹۵	۲۱	گوبراور	گوبر اور	۴۴۶	۶	مگر کبھی تہہ	مگر کبھی تہے	۴۵۸	۹	پوچنے	پوچھتے	۴۸۹	۶	ڈہوبنا	ڈہونڈہنا
۳۹۶	۱۱	ہے اکثر	ہے کہ اکثر	۴۴۸	۲۰	اسکو ایک کنارہ	اسکو ایک [illegible]	"	۲۰	سکاین	مکان مین	۴۹۳	۱۵	اور سرکون	اور لوگون
۳۹۹	۱۶	یہی کہ	یہی ہو کہ	۴۴۰	۱۲	خوکرہ	ذکرہ نکاح	۴۵۹	۷	حدائی	جدائی	۴۹۴	۲	مقامونمبر	مقامون کو
۴۰۰	۸	انکی	نہ انکی	۴۴۱	۱۸	اسن	اس	"	۱۱	داہر کر	داڑہی کے	۴۹۷	۲۲	سے	ہے
۴۰۱	۱۲	انکو صحابی	انکے باپ صحابی	۴۴۳	۴	سبنے عبدالصمد	مین عبدالصمد	"	"	ڈاڑسی	داڑہی	۴۹۱	۱۹	کسیحر	[illegible]
۴۰۲	۲۱	مناضع	مناصع	۴۴۳	۲	دہ جب	وہ ہر جب	۴۶۰	۹	دکہلاۓ	دکہلایے	۴۹۲	۱۹	دارقطنی کے	دارقطنی نے
۴۰۴	۶	نکلتی ہین	نکلتی تہے	۴۴۴	۲۲	جیسے	جیسے	۴۶۱	۱۱	حدیث سیہ	حدیث ہی	"	۲۱	صعیت	ضعیف
۴۰۵	۲۲	نادرست ہے	درست ہین	"	"	روایات	روایات کو	"	۱۲	مقامیرہے	مقام پر ہے	۴۹۷	۱۶	نمار	نماز
۴۰۶	۶	ابومعاذ	ابومعاذ	"	۳	بہرحال	ہر حال	۴۶۴	۶	سرناگمتی	سو نیاہ نگمتی	۴۹۹	۲۰	امین کر	مین سے
"	۳	لڑکے نام	لڑکی کا نام	۴۳۰	"	سے زید	سی بن زید	۴۶۳	۴	وصناع	وضاح	۵۱۱	۴	نیاکیا	بنا کیا
۴۰۸	۱۱	اودہر	ادہر	"	۱۶	زلیعی کہا	زلیعی نے کہا	"	۶	ورظاہر	اور ظاہر	۵۱۲	۸	ویم ہے	وہم ہے
"	۱۳	اودہر	ادہر	۴۴۴	۱۵	العرنر	العزیز	"	۱۰	اوٹیرین	اٹیرون	۵۱۴	۲	محمدعلی	محمد بن علی
"	۲۲	خاوندوں	خاوندون	"	۳	صاحبزادیان	صاحبزادیون	۴۶۵	۲۱	درکعتین	دو رکعتین	۵۰۵	۳	اسمعبل	اسمعیل
۴۱۰	۸	توریف	تعریف	۴۴۴	۱۲	لنہمون نے	انہون نے	۴۶۷	۱۹	وجوبکہ ہے	وجوب کم پر ہے	۵۰۸	۱۱	حدیثین	حدیثین
۴۱۲	۱۷	نخعی	نخعی ہے	"	۹	سے آئے	لے آئے	۴۶۸	۵	تے تکو حکم	نے تجھکو حکم	۵۱۳	۳	ابی رود	ابی الجارود
۴۱۴	۱۲	مانی	پانی	۴۴۸	۱۱	شامل دہوۓ	شامل نہ دہوۓ	۴۶۹	۲	ہوائی	ہوا ہے	۵۱۴	۱۰	اور مجہول	اور وہ مجہول
"	۱	ثابت	ثابت	"	۱۲	ایک مثل	ایکو مثل	۴۷۰	۳	سیح	سیح کے	۵۱۵	۱۳	دہونا ہی	دہونا سیہ ہی
۴۱۵	۱۷	جنبکریا بہین	جس بیا ہین	۴۵۱	۱۰	ڈالا	ڈالتا	۴۷۱	۸	قرآن سنے	قرآن نے	۵۱۸	۲۲	شیخ حافظ جلال الدین سرسے کہا مین ابن سیب کی روایت مین طرحکی ہے	شیخ حافظ جلال الدین سیوطی نے کہا عمرو بن شعیب کی روایت مین طرح کی ہے
۴۱۶	۷	بہال	بہال	۴۵۲	۲۰	حافظ	حافظ	"	۲۱	اورعجیب	اور عجیب ہے				
"	۶	آگی	گی	۴۵۳	۱۳	ثواب کے	ثواب کے	۴۷۲	۴	انہون نے	انہون نے کہا				
۴۲۱	۲۱	علات	علامت	"	۱۳	ابوالحسین	ابوالحسین	"	۲۰	آوے	آوے ہے			عمرو بنا سعب	عمرو بن شعیب
"	۲۳	اوعذری	اور عذری	۴۵۶	۳	مین بہی	مین تو بہی	"	۲۳	فصل کیا	وصل کیا	"	۲۳	توعمرو	تو عمرو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۱۹	۴	اور ایراد کرو	اور اگر ایراد کرو	۵۵۲	۲۰	اس سے	آمین سے	۵۷۸	۱۲	پسری	پیروی	۶۰۶	۱۳	تشنگے	تشنگے
″	۱۳	واقع	واقعہ	۵۵۳	۱۹	جو بیڑا	جو بہوتا	″	۱۹	بزرکون	بزرگون	۶۰۷	۱۷	مقوقس	مقوقس
۵۲۰	۵	روہت	روایت	″	۱۷	مین جب	مین سے جب	۵۸۱	۸	اوسکے بر	انکو سیر بر				
″	۱۱	اوسکو دار قطنی	اوسکو بزار اور دار قطنی	۵۵۴	۷	طحاوی	طحاوی	″	۱۲	مسیح کو	مسیح کو	۶۰۹	۹	مدسکے	رطل کے
″	۱۷	روایتہ	روایت	″	۱۸	اگ کے	آگ کے	۵۸۲	۴	اور یہ غلط	اور یہ غلط	″	۹	جیسے سو بچاس	جیسے سو پچاس
۵۲۱	۱۲	ہم تو...	تم تو	″	۲۱	وضو کر کوئی	وضو کرکے	۵۸۳	۴	حسن نے	حسن نے	″	۲۲	حنفیہ نے	حنفیہ نے
۵۲۵	۴	بچوں کی بابت	کیحدیث بابت	۵۵۶	۲	ذی العزہ	ذی العزۃ	″	۰	مرموج	مرموج ہے	۶۰۹	۲۱	اور بشیر	اور بشیر
″	۸	تخفص	تخفص خود	″	۶	الزور	الزوائد	۵۸۴	۳	اسماعل	اسماعیل	۶۱۱	۲۲	کرتی	کرتی
″	۱۰	مختصر	مختصرا	″	۱۶	بکر یہ کے	بکر یوں کے	۵۸۵	۷	سنکی	سنکی	۶۱۶	۵	دجلہ	دجلہ
۵۲۷	۹	منسوخ ہونا	منسوخ ہونا	″	۱۹	حدیث	حدیث	″	۲۱	بات تو	باب تو	″	۱۴	حاتبت	حاجت
۵۲۸	۹	واقع	واقعہ	۵۵۸	۳	کہ کوئی	کہ جو کوئی	۵۸۶	۱۹	اور حدیث	اور یہ حدیث	″	۲۰	سلے سے	تلے سے
۵۲۹	۳	فنیس	قیس	۵۶۱	۸	ببلین	سبیلین	″	۱۳	ہاتہہ	ہاتہہ سے	۶۱۷	۱۴	داہنا	داہنے
″	۲	سے تیرے	سینے تیرے	۵۶۳	۱	مین ہے	مین ہین	۵۸۷	۲	پہوسکنے	پہونکنے	۶۱۸	۱۲	ہوتی	ہوتے
۵۳۰	۲۰	کیحدیث	کیحدیث	۵۶۷	۱۱	بخدا	بخزا	″	۱۴	وغیرہ سے	وغیرہ سے	″	۲۲	سلم	مسلم
۵۳۲	۱۱	مگر رکوع اور سجدہ	مگر رکوع اور سجدہ	″	۱۶	حضرت	حبیب حضرت	۵۸۸	۱۹	چپیرکٹ	چپیر کہٹ	″	۱۳	روایت سے	روایت کہ
۵۳۳	۳	اور پرشتہ	اور روایت	۵۶۸	۲۳	اتنا	لیتا	۵۸۹	۴	یہ وہ	یہ کہ وہ	۶۱۹	۹	صفار کی	صفار کی
″	۲۳	نرما لا	نکالا	۵۶۹	۲	معتبر آن	معتبر سوالات	۵۹۰	۱۱	پیشے	پینے	۶۲۱	″	کیجانب	کیجانب
۵۳۶	۱	حہونکے	جہونکے	″	۱۵	حذلفیہ سے	حذیفہ سے	″	۱۵	اور بزنون	ان بزنون	۶۲۳	۶	عمروسے	عمر سے
۵۳۷	۲۳	ہوجاوے	نہو جاوے	۵۷۱	۱۰	موسے	ہوسے	۵۹۱	۲۲	مسدد	مسر بلو	۶۲۴	۱۶	سردی	سردی
۵۳۸	۱۵	سہ	مشہورت	۵۷۲	۱۱	یا آزت	یا آخرت	″	۲۳	اونہون نے	اونہون نے	۶۲۵	حاشیہ	۰	ف
″	۱۷	مباشرت	مباشرت	″	۲۱	صورت	سورت	۵۹۲	۱	(ازنی)	ازنی نے	۶۲۷	۱۱	بہی	بہی
۵۳۹	۱	لی لمس سے	لی لمس سے	۵۷۴	۴	جوزجانی	جوزقانی	۵۹۳	۲	اور ایسا	اور ایسا ہی	″	۲۱	بہنیں	پہنین
۵۴۱	۲	پناہ	پناہ	۵۷۵	۱	خط	(خط)	″	۱۳	زید کی	زید کیحدیث	۶۳۱	۲۱	اونہون نے	انہون نے
۵۴۲	۲۳	درجہ کو	درجے کو	″	۲۱	ابی ادیس	ابی ادریس	۶۰۳	۱۴	مصر تی تھے	مصری سے	۶۳۳	۶	ہے کہاکہ	ہے اور کہاکہ
۵۴۳	۱	دس سناد	اس اسناد	۵۷۶	۱۷	لیتے لگے	لینے لگی	″	۱۹	پڑہ	بڑہ	۶۳۶	۲	معروف سے	معروف ہے
″	۱۰	بیچ مین	بیچ مین	۵۷۷	۱۳	آسمانی	اسمارنے	۶۰۶	۳	اب جسن	اب جسبر	۶۳۸	۱۷	کیا صفوان	کیا اور صفوان
۵۴۵	۱۸	جنگلی	جنکو	۵۷۸	۶	اسی جگہہ	اس جگہہ	″	۱۲	تورسنے	تورست	″	۲۱	ہم سے	ہم آپ سے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۴۹	۷	بن سبرہ	بن سبرہ	۶۹۲	۱	عمر بن علی	عمرو بن علی	۷۴۳	۱۱	بیکن	لیکن	۷۷۸	۱۳	سرشیم	پیٹاشیم
″	۱۰	ابن عیینہ	ابن عیینہ	″	۸	شافعی سے	شافعی سے	۷۴۴	۵	ح کیا	مسح کیا	۷۸۱	۱۱	عمرو ازبن	عمرو بن
″	۱۹	نشور	نشوز	۶۹۴	۱۴	رگڑتا	رگڑنا	۷۴۲	۱	۱۱ وہ	اور وہ	۷۸۴	۱	جھینک	چھینک
۶۵۰	۷	ذکر کیا	ذکر کی	۶۹۶	۱۳	ناخوان	ناخون	۷۴۴	۹	ہسینے	ہسنے	۷۸۵	۱۶	ہمیر	ہامیر
۶۵۷	۱۴	کی پہر	کچھ پہر	۶۹۹	۱۴	متابعت	متابعت	۷۴۸	۱۵	مین اپنی	مینے اپنی	۷۸۹	۱۴	رفیع بن	رفع بن
۶۵۸	۱۳	اور بہل بن	اور سہیل بن	۷۰۲	۷	اندنون	ان دنون	۷۴۹	۷	نبید	نبیذ	۷۸۹	۵	نجاستیں کیسدے	نجاست کم کرنے
۶۶۰	۵	نمازون کا	نمازون کا	۷۰۴	۱۲	دیگھون گا	دیکھون گا	۷۵۱	۲	ابوفزار	ابوفزارہ	۷۹۰	۷	تم سے	تم میں سے
″	۷	تفضیل	تفصیل	۷۰۵	۲۱	مین کہ	مین پہر کہ	″	۵	سفیان	سفیان نے	″	۱۸	اور وضو سکا	اور وضو اسکا
″	۱۰	اونہون سے	اونہون نے	۷۰۶	۱۵	دوہیل	دو میل	۷۵۲	۷	مرتکلیو	مت تکلیو	۷۹۲	۱۸	ابو جبرانی	ابوسعید جبرانی
۶۶۴	۷	برزخ	برزخ	۷۰۷	۱۱	تجسس ہے	تجسس نے	۷۵۳	۲	عیاث	غیاث	″	۱۸	ڈھونڈے	ڈھونڈتا ہے
۶۶۵	۴	بیامر	بیر امر	″	۱۴	اوٹ آئی	لوٹ آئی	۷۵۵	۱۰	لیکرآئین	لیکر آئین	۷۹۴	۷	ابو ذر	اور ابوذر
″	۸	گازیکا	گاڑیکا	″	۱۵	صیح	صبح	۷۵۸	۲	سوگبا	سوگیا	۷۹۵	۱۸	الحدیث سی	الحدیث ہر
″	۹	پیری	پیروی	۷۱۲	۷	میس	بیس	″	۸	دیکھینکو	دیکھینے کے	۷۹۶	۷	یتاسیے	تبلاسیے
″	۱۰	مقدم	مقدم	″	۱۷	خلاف سے	خلاف کے	۷۶۱	۴	ہقل	معقل	۷۹۹	۴	ضعیف	ضعیف
″	۱۴	طریقہ	طریقہ	″	۲۰	بہوڑہ ہو کہ گھر	بہوڑی کے گہر	″	″	ولبد	ولید	۸۰۸	″	مسند اور	مسنداً اور
۶۷۱	۱۶	یک تر	ایک تو	۷۱۳	۴	ہوتا	ہوتا ہے	″	۱۵	وافع	واقع	۸۱۱	۲	ادس سے	ادن سے
″	۱۴	روایت سے	روایت سے	″	۱۳	نسخ کا	نسخ کا	″	″	قہقحہ	قہقہہ	۸۱۸	۹	ابنعباس سے	ابن عباس کو
۶۷۲	۱۷	فزحرہ	فزجرہ	۷۱۵	۳	ہوگی	وہ ہوگی	۷۶۲	۱۰	صدلقہ	صدیقہ	۸۲۵	۲	ہوناہے	ہوتاہے
″	۲۲	ذاٹنے	ڈانٹنے	۷۱۶	۱۲	رشد ابن	رشد بن	۷۶۴	۱۵	معلوم ہو	معلوم ہوا	″	۷	فرمایا	فرمایا
۶۷۵	۶	ہواس	ہواس	۷۱۷	۱۴	الحریث کراو	الحریث اور	۷۶۵	۹	اورنخلات	اور اختلاف	۸۲۶	ـ	دموسے	دہمود سے
۶۷۷	۸	لڑکے	لڑکے	۷۱۹	۳	اسمعیل علیہ	اسمعیل بن علیہ	″	۱۹	مسواب کا	مسواک کا	۸۲۸	۴	جماعت کے	جماعت کیلیے
۶۷۹	۱۷	لیبعہ	متبعہ	″	۱۶	کیا ابن علیہ	کیا اسکو ابن ماجہ	۷۶۶	۲۰	اکاپر	اکابر	″	۱۸	جاناہی	جاتاہے
۶۸۰	۱۳	ترکی	لڑکی	۷۲۰	۳	ادنہون کے	اونہون نے	″	۲۲	اجماع	اجماع	۸۳۲	۲	صبحکی نماکیلیے	صبح کی نماز کیلیے
۶۹۳	۱۳	واقع	واقعہ	۷۲۸	۷	حجر کے	ہجر کے	۷۶۹	۱۱	جو تمنہ کے	جو سو تہہ کے	″	۷	کہتاہو	کہتاہے
۶۹۵	۱۱	کرتے	کرنے	۷۳۱	۲۲	پروایت	بروایت	۷۷۵	۳	ونبیک	ونبیک	″	۵	تحتی	تحتی
۶۹۷	۲	نزرہتے	بازرہتے	۷۳۴	۹	پاک	باک	۷۷۶	۱۶	کبہی	گہی	تمت			
″	۴	جہیٹین	جہینٹین	۷۳۵	۱	پہنیک	پہینک	۷۷۷	۱۲	کے ز	کے نو				
۶۹۹	۲	اوس	اسی	″	۲	کبی	کہی	″	۱۶	الصقا	الصفار				

التماس

شائقین احادیث نبویہ و عاملان طریقہ مصطفویہ کو واضح ہو کہ حامی دین متین
جناب مولوی وحید الزمان صاحب ساکن حیدرآباد دکن کہ جنہوں نے پیشتر صحیح مسلم شریف
اور سنن ابی داؤد اور جامع ترمذی و سنن نسائی اور موطا امام مالک کا ترجمہ اردو کیا ہے انہیں نے
کتاب ہذا مسمی بہ تیسیر القاری شرح اردو صحیح البخاری کا ترجمہ لکھنا شروع کیا ہے چنانچہ اسکا پہلا
پارہ اول تو چھپ چکا ہے اور اسکے پارہ دوم کا مسودہ پورا ختم کر چکے ہیں اور تیسرا پارہ تیار کر رہے ہیں چونکہ اس
کار خیر کے بانی کار عالی ہمت حضرت مجدد العلم والدین امام المفسرین ناصر حدیث سید المرسلین جناب نواب والاجاہ امیر الملک سید
محمد صدیق حسن خان صاحب اللّٰہم اغفر لہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ واکرم نزلہ ووسع مدخلہ واغسلہ بالماء و
الثلج والبرد ونقہ من الخطایا کما نقیت الثوب الابیض من الدنس وابدلہ دارا خیرا من دارہ واھلا خیرا من اھلہ
وزوجا خیرا من زوجہ وادخلہ الجنۃ واعذہ من عذاب القبر ومن عذاب النار ہیں تحریکا اس جہان فانی سے رحلت فرما جانے کا باعث
اس خاکسار کیطرف بہت سے عاملین حدیث کے خطوط اس مضمون کے آئے ہیں کہ اب کتاب تیسیر القاری شرح اردو صحیح البخاری کو کون پورا
کریگا اور اس بار گران کا کون متحمل ہوگا اور اپنے پاس سے اسقدر زر کثیر کو کون خرچ کریگا لہذا بنظر تشفی انکو میں اس امر کی
اطلاع دیتا ہوں کہ پیشتر بھی ایسی مہمات کے انجام دینے کا اصل باعث حضور پر نور جناب نواب شاہجہان بیگم صاحبہ کراون
آف انڈیا امپیریل اور اعظم طبقہ اعلیٰ ستارہ ہند و رئیسہ بھوپال دامہا اللہ بالاقبال ہی تھیں اور انہیں کی ذات بابرکات کی
طفیل سے یہ سب کار روائیں ہوا کرتی تھیں پروردگار انکی عمر دراز کرے اور انکے اقبال میں ترقی دے انشاء اللہ تعالیٰ انکی طرف سے
اب بھی وہی سلسلہ جاری رہیگا اسمیں ذرہ فرق نہیں آئیگا بلکہ تفسیر ترجمان القرآن بلطائف البیان کے تیرہ پارے جو نواب
صاحب مرحوم و مغفور کی تالیف سے باقی تھے انکو پورا کرنے کیلئے خود نواب صاحب مرحوم مولوی ذو الفقار احمد صاحب کو وصیت فرما گئے ہیں انشاء
اللہ تعالیٰ وہ بھی بحکم حضور پر نور جناب بیگم صاحبہ ضرور پورا کرینگے اور یہ تفسیر جابجا تحریری جناب نواب صاحب مرحوم و مغفور مطبع صدیقی لاہور
میں بھی بہت ہی خوشنمائی کے ساتھ چھپ رہی ہے چوتھی جلد اسکی قریب اختتام ہے عاملین قرآن مجید و فرقان حمید اسکو
پڑھیں اور لوگوں کو پڑھا دیں اور اسکے مؤلف یعنی نواب صاحب مرحوم و مغفور کو اور جناب حضور پر نور
بیگم صاحبہ دامہا اللہ بالاقبال کو دعائے خیر سے یاد کریں۔

الراقم

محی الدین تاجر کتب و مہتمم مطبع صدیقی لاہور رزقہ اللہ تعالیٰ
ایمانا کاملا و رزقا واسعا